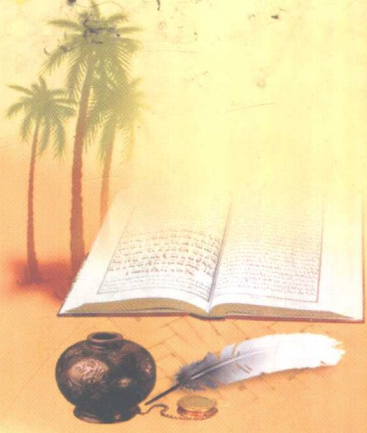


سلسلہ
اشاعت
حدیث 1

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَأَنَّكَ لَمْ تَلِدْهُمَا
بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَأَنَّكَ لَمْ تَلِدْهُمَا
إِنَّكَ لَمْ تَلِدْهُمَا

www.KitaboSunnat.com

تدوین
حدیث
کی
پہلی
کتاب



موطأ امام مالک

فوائد و ترجمہ: علامہ وحید الرحمن
تخریج و تسہیل
حافظ عمر الایوبی لکھنؤی



إمام مالك بن أنس رضي الله عنه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

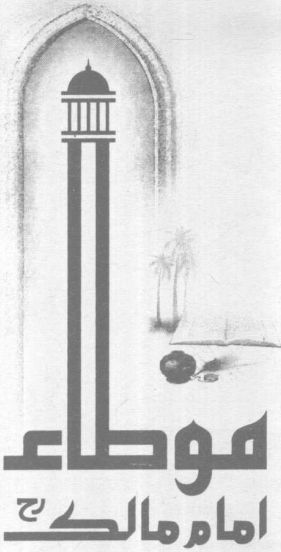
﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

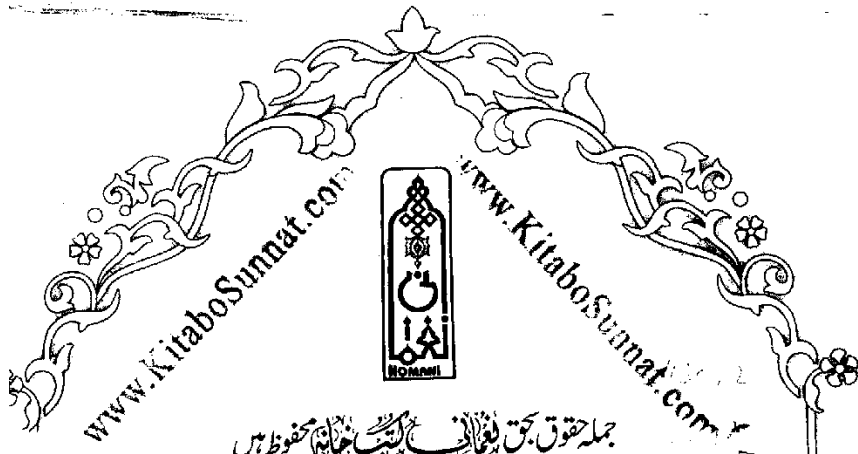
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com



إمام مالك بن أنس رضي الله عنه

www.KitaboSunnat.com



جملہ حقوق بحق مولفان کیسے محفوظ ہیں

نام کتاب

موطاء امام مالک

إمام مالك بن أنس رضي الله عنه

فوائد و ترجمہ: علامہ وحید الرحمن

تخریج و تسہیل

حافظ عمر (ایوب) للہوری

تاریخ اشاعت جولائی ۲۰۰۶ء

مطبوعہ قرطاس پرنٹرز لاہور

ناشر مولفان کیسے محفوظ ہیں

COPY RIGHT (All rights reserved)

Exclusive rights by Nomani Kutab Khana Lahore Pakistan. No part of this publication may be translated, reproduced, distributed in any form or by any means or stored in a data base retrieval system, without the prior written permission of the publisher.

NOMANI KUTAB KHANA
 Haq Street Urdu Bazar, Bahore-Pakistan Tel: 321866
 E-Mail: nomani2000@nomani.com

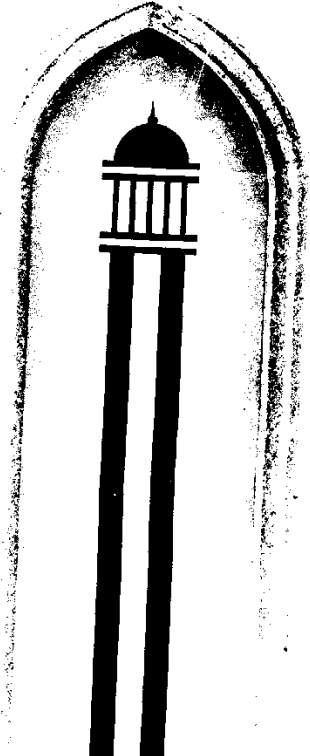


سجے ماڈل ٹاؤن - لاہور
 15711

صیغہ و تخریج شدہ ایڈیشن

سلسلہ 1 اشاعت حدیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
کَاسِبَاتِ رَسُوْلِکَ الْکَرِیْمِ
اِنَّکَ لَمَوْلَانَا
اِنَّکَ لَمَوْلَانَا
اِنَّکَ لَمَوْلَانَا
اِنَّکَ لَمَوْلَانَا
اِنَّکَ لَمَوْلَانَا



تدریسی
حدیث
کتاب
پہلی
کتاب

فوائد و ترجمہ: علامہ وحید الرحمن

تخریج و تسہیل

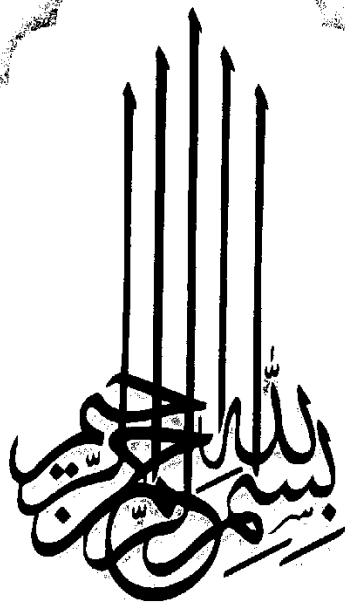
حافظ عمر (انور) لکھنوی

موطاء امام مالک ح



نورانی کتب خانہ

امام مالک بن أنس رضی اللہ عنہ



شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

www.KitaboSunnat.com

اعراض ناشر

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں کامیاب عملی رہنمائی کا ذریعہ بھی۔ اسلام اللہ رب العالمین کا آخری دین ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا دین اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں۔

اسلام کی بنیادی تعلیمات قرآن اور حدیث کی صورت میں محفوظ ہیں۔ آج حدیث سے متعلقہ علوم و فنون پر ہزاروں کتب شائع ہو چکی ہیں مگر زیر نظر کتاب ”الموطا“ کتب خانہ اسلامی کی وہ پہلی کتاب بتائی جاتی ہے جو قرآن مجید کے بعد سب سے پہلے باقاعدہ طور پر فقہی ترتیب سے مبوب و مرتب ہو کر منصفہ شہود پر آئی۔

حضرت شاہ ولی اللہ موطا کی ”شرح المصنفی“ کے دیباچے میں لکھتے ہیں موطا کو فضیلت مصنف اور التزام صحت سے اور شہرت و قبولیت احادیث کی وجہ سے متون حدیث کی دیگر تمام کتب پر فوقیت حاصل ہے۔ حسن ترتیب کے اعتبار سے یہ کتاب بے نظیر ہے۔ ائمہ مذاہب و تبع تابعین سے قبل کسی کی کوئی تصنیف موطا کے علاوہ آج موجود نہیں اور موطا کی اس قدر منزلت پر ہر دور کے محدثین متفق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موطا کو تصنیف کے وقت سے اب تک قبولیت دوام حاصل ہے۔

الحمد للہ ہمیں علوم اسلامیہ کی اہم کتب شائع کرنے کا اعزاز حاصل رہا ہے اور برصغیر پاک و ہند میں ذخیرہ حدیث کی کتب کی اشاعت نعمانی کتب خانہ کا سب سے بڑا اعزاز و افتخار ہے۔

سلسلہ اشاعت حدیث میں صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، سنن ابوداؤد شریف، نسائی شریف، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف، ریاض الصالحین، بلوغ المرام، عمدۃ الاحکام جیسی مایہ ناز کتب پاکستان میں پہلی مرتبہ اردو تراجم کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں۔ اب ان کتب کو از سر نو تحقیق و تخریج اور جدید ترتیب و فوائد کے اضافوں کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے اس سلسلہ کی پہلی کتاب الموطا

پاکستان میں شائع ہوئی ہے۔

موجودہ ایڈیشن درج ذیل جدید ترتیب و تہذیب اور اسلوب کی جدتوں سے آراستہ ہے۔

☆ سابقہ شائع شدہ ایڈیشنوں میں بعض جگہوں پر عربی متن اور ترجمہ میں مطابقت نہ تھی جسے درست کر دیا گیا ہے۔ اور ان شائع شدہ ایڈیشنوں میں پائی جانے والی لفظی اغلاط موجودہ ایڈیشن میں درست کر دی گئی ہیں۔

☆ احادیث کو جدید نمبرنگ سے مرتب کیا گیا ہے۔

☆ مَوْطَا کی جو احادیث دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں، تخریج کے ساتھ ان کی مطابقت واضح کر دی گئی ہے۔

اس کار عظیم میں بھرپور معاونت پر ہمیں ہم بردار محترم حافظ محمد عمران ایوب لاہوری اور ان کے بھائی عرفان ایوب لاہوری کے خصوصی طور پر مشکور و ممنون ہیں۔ جن کی شب و روز محنت سے یہ کام جلد از جلد مکمل ہوا۔

آخر میں اہل علم اور ارباب تحقیق سے التماس ہے کہ وہ ہماری اس طباعتی کاوش کا بغور مطالعہ فرماتے ہوئے ہمیں تسامحات سے آگاہ فرما کر رہنمائی فرمائیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔

www.KitaboSunnat.com

آپ کے قیمتی مشوروں اور تعاون کا طلبگار

محمد ضیاء الحق نعمانی

پروپرائٹر

نعمانی کتب خانہ لاہور پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

مَوْطَا عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے ”ایسا راستہ جس پر کثرت کے ساتھ لوگ چلے ہوں۔“ مراد ہے وہ طریقہ مستقیم جسے محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سلف صالحین ائمہ دین اور اکابر علمائے ملت نے اپنایا۔ گویا لفظ مَوْطَا اپنی حقیقت کا خود آئینہ دار ہے کہ یہ کتاب اُن احادیث مبارکہ اور مسائل و احکام پر مشتمل ہے جن پر خیر القرون کے لوگوں کا عمل تھا۔

اس کتاب کو تدوین حدیث میں اولیت کا اعزاز حاصل ہے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ کتاب 140ھ کے قریب مرتب کی گئی۔ اس کے مرتب مشہور و معروف محدث اور فقیہ امام مالکؒ ہیں۔ آپ کا کھل نام ”مالک بن انس بن عامر بن مالک“ اور لقب ”امام دارالہجرہ“ ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کمال حافظہ عطا فرمایا تھا، آپ اپنے اساتذہ سے ایک مرتبہ جو احادیث سن لیتے پھر وہ کبھی نہ بھولتے۔ آپ تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی عالی مرتبہ کے مالک تھے۔ ترتیب المدراک میں ہے کہ آپ مشاغلِ تعلیم و تعلم کے بعد ہر وقت اللہ کی عبادت اور تلاوت قرآن میں ہی مصروف رہتے اور بطور خاص شب جمعہ تو ساری عبادت میں ہی گزارتے۔ حق گوئی میں اس قدر بے باک تھے کہ آپ کو اس کی خاطر حاکم وقت کی مخالفت اور اس کی طرف سے ایذائیں اور مزائیں تک برداشت کرنی پڑیں مگر آپ کے پائے بے ثبات کہیں بھی متزلزل نہ ہوئے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے پیدا فرمایا تھا اس کے لیے آپ کو اس جیسی عظیم صفات سے بھی متصف فرما دیا تھا۔

پہلی مرتبہ ذخیرہ احادیث کے حسین انتخاب کو فقہی انداز میں مرتب کرنے کی سعادت آپ ہی کے حصے میں آئی، جو مَوْطَا کی صورت میں آج ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ آپ نے اس کتاب میں صرف صحیح احادیث کو ہی نقل کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی معروف کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں رقمطراز ہیں کہ محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کتاب کی تمام احادیث امام مالکؒ اور ان کے موافقین کی رائے میں صحیح ہیں اور اس سلسلے میں

دوسروں کی رائے بھی یہی ہے کہ مؤطا میں موجود مرسل و منقطع روایات دوسری اسناد سے متصل ہیں اس لیے بلاشبہ یہ سب روایات صحیح ہیں۔

اس کتاب کو چونکہ کتب حدیث میں اول درجہ حاصل ہے اس لیے ہمیشہ سے یہ اہل علم کی نگاہوں کا مرکز رہی ہے۔ اکابر امت نے ہر دور میں حلقہ ہائے درس و تدریس، مراکز علمی اور دانشگاہوں میں اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ اس کتاب کی اسی اہمیت کے پیش نظر مختلف ادوار میں مختلف دولہ اسلامیہ میں اس کی شروحات و تعلیقات بھی تحریر کی گئیں، جن میں امام ابن عبدالبرکی التمهید اور الاستذکار، امام سیوطی کی تنویر الحو الکلیہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی المصنفی (فارسی میں) اور المسوی (عربی میں) قابل ذکر ہیں۔

مؤطا اور اس کی شروحات کے اردو میں نہ ہونے کے باعث اردو دان طبقہ کے لیے اس سے استفادہ کرنے میں کچھ مشکلات پیش آتیں، تو علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ نے شبانہ روز محنت مشاقہ سے اسے اردو قالب میں ڈھالا اور ساتھ ہی ساتھ اس کے حل و تفسیم کے لیے مختصر حواشی بھی قلمبند فرمادیے۔ گویا اپنے وقت کا ایک معرکہ الآراء کام تھا مگر روشنی حاصل کرنے کے لیے چراغ میں مسلسل تیل ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ مؤطا کے اس ترجمہ حواشی کو بھی جدید تقاضوں سے ہم آہنگ اور احادیث کو جدید اسلوب تخریج سے آراستہ کیا جائے تاکہ تشنگان علم کی تشفی و تسکین کا مزید سامان فراہم ہو سکے۔

چنانچہ جب نعمانی کتب خانہ کے آتر محترم ضیاء بھائی کی جانب سے راقم کو اس کا رخیر کے لیے وقت نکالنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا تو راقم نے اسے سعادت دارین سمجھا اور جذبہ خیر سگالی کے تحت اس پر کام شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص سے میں نے حسب امکان اس کی مکمل احادیث کی تخریج کر دی ہے تخریج کے سلسلے میں معیاری نمبرنگ کو ملحوظ رکھا ہے اور جہاں کہیں مناسب سمجھا اس کے ترجمہ حواشی کو بھی درست کرنے کی کوشش کی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اسے عامۃ المسلمین کے لیے نافع بنائے اور راقم الحروف کو تاحیات اُمۃ اسلامیہ کے لیے ایسی دینی و علمی کوششوں کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حافظ (اسلام)

حافظ عمران ایوب لاہوری

فون: 0300-4206199

ای میل: hfzimran_ayub@yahoo.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات
45 مقدمہ از پروفیسر ❄
45 امام مالکؒ اور ان کی مَوْطَا ❄
45 نام و نسب ❄
45 ولادت باسعادت ❄
45 خاندانی حالات ❄
46 ابتدائی تعلیم ❄
46 اساتذہ ❄
47 حضرت ابن ہریرہ ❄
47 حضرت نافع ❄
47 امام زہریؒ ❄
47 حضرت ربیعہ ❄
48 تدریس حدیث ❄
49 طریقہ تدریس ❄
49 شاگرد ❄
49 حضرت یحییٰ بن یحییٰ ❄
50 ابو محمد عبدالقدیس و ہب ❄

50	عبدالرحمن بن القاسم	✽
50	ابوعبدالرحمن، عبداللہ بن مسلمہ تعنی	✽
50	فقہ وفتاویٰ	✽
51	جبری طلاق کا مسئلہ	✽
51	نفس زکیہ کی حمایت	✽
52	کتب فقہ	✽
52	تقویٰ	✽
53	حب مدینہ	✽
53	اخلاق حسنہ	✽
53	نفاست پسندی	✽
54	تصنیفات	✽
54	امام مالک کے متعلق دیگر محدثین کی آراء	✽
55	وفات	✽
55	مَوْطَا امام مالک	✽
55	مَوْطَا	✽
56	تعارف مَوْطَا	✽
57	مَوْطَا کا کتب حدیث میں مقام	✽
58	مَوْطَا کی روایات	✽
58	تعداد روایات	✽
59	مَوْطَا کی مقبولیت	✽
60	مَوْطَا صحاح ستہ میں کیوں شامل نہیں	✽
60	نسخوں میں اختلاف	✽
61	مَوْطَا کی شروح و تعلیقات	✽

- 63 عرض مترجم ❄️
- 64 ذکر مؤلف مؤطا ❄️
- 65 سند کتاب ❄️

کتاب وقوت الصلوة

- 69 نماز کے وقتوں کا بیان ❄️
- 74 جمعہ کے وقت کا بیان ❄️
- 74 اس شخص کا بیان جس نے ایک رکعت پائی ❄️
- 76 دلوک شمس اور غسق اللیل کے متعلق جو وارد ہوا ہے اس کا بیان ❄️
- 76 وقتوں کا بیان ❄️
- 78 نماز سے سو جانے کا بیان ❄️
- 80 ٹھیک دوپہر کے وقت نماز کی ممانعت کا بیان ❄️
- 82 مسجد میں لہسن کھا کر جانے کی ممانعت کا بیان اور نماز میں منہ ڈھا پینے کی ممانعت کا بیان ... ❄️

کتاب الطہارة

- 83 وضوء کی ترکیب کا بیان ❄️
- 85 جو کوئی سو کر نماز کے لیے اٹھے اس کے وضوء کا بیان ❄️
- 86 وضوء کے پانی کا بیان ❄️
- 88 جن امور سے وضوء لازم نہیں آتا ان کا بیان ❄️
- 90 جو کھانا آگ سے پکا ہوا اس کو کھا کر وضوء نہ کرنے کا بیان ❄️
- 92 اس باب میں مختلف مسائل طہارت کے مذکور ہیں ❄️
- 98 سر اور کانوں کے مسح کا بیان ❄️
- 99 موزوں پر مسح کا بیان ❄️
- موزوں کے مسح کی ترکیب کا بیان ❄️

- 102 نکسیر پھوٹنے کا بیان
- 103 نکسیر پھوٹنے کے بیان میں
- 103 جس شخص کا خون زخم یا نکسیر پھوٹنے سے برابر بہتا رہے اس کا بیان
- 104 ندی سے وضو ٹوٹ جانے کا بیان
- 105 ودی کے نکلنے سے وضو معاف ہونے کا بیان
- 106 شرمگاہ کو چھونے سے وضو لازم ہونے کا بیان
- 108 بوسہ لینے سے اپنی عورت کے وضو ٹوٹ جانے کا بیان
- 109 غسل جنابت کی ترکیب کا بیان
- 111 دخول سے غسل واجب ہونے کا بیان اگر چہ انزال نہ ہو
- 113 جب جب سو رہنے یا کھانے کا ارادہ کرے غسل سے پہلے تو وضو
- 114 جب نماز کو لونا دے غسل کر کے جب اس نے نماز پڑھ لی ہو بھول کر
- 116 عورت کو اگر احتلام ہو مثل مرد کے تو اس پر غسل واجب ہے
- 117 اس باب میں مختلف مسائل غسل جنابت کے مذکور ہیں
- 118 تیمم کا بیان
- 120 تیمم کی ترکیب کا بیان
- 120 جب کو تیمم کرنے کا بیان
- 121 حائضہ عورت سے مرد کو جو کام کرنا درست ہے اس کا بیان
- 122 حائضہ کب پاک ہوتی ہے حیض سے اس کا بیان
- 123 اس باب میں مختلف مسائل حیض مذکور ہیں
- 124 مستحاضہ کا بیان
- 127 بچے کے پیشاب کا بیان
- 127 کھڑے کھڑے پیشاب کرنے وغیرہ کا بیان
- 128 مسواک کرنے کا بیان

کتاب الصلوة

- 130 اذان کے بیان میں ✨
- 138 سفر میں اور بے وضو اذان کہنے کا بیان ✨
- 139 اذان کا سحری کے وقت ہونا ✨
- 140 نماز کے شروع کرنے کا بیان ✨
- 143 مغرب اور عشاء کی نماز میں قراءت کا بیان ✨
- 145 کلام اللہ پڑھنے کا طریقہ ✨
- 147 صبح کی نماز میں قراءت کا بیان ✨
- 148 سورہ فاتحہ کی فضیلت کا بیان ✨
- 150 سورہ فاتحہ امام کے پیچھے سری نماز میں پڑھنے کا بیان ✨
- 151 سورہ فاتحہ جہری نماز میں امام کے پیچھے نہ پڑھنے کا بیان ✨
- 153 امام کے پیچھے آمین کہنے کا بیان ✨
- 154 نماز میں بیٹھنے کا بیان ✨
- 156 تشہد کا بیان ✨
- 159 جو شخص سر اٹھالے امام کے پیشتر رکوع یا سجدہ میں اس کا بیان ✨
- 160 جس شخص نے دو رکعتیں پڑھ کر بھولے سے سلام پھیر دیا اس کا بیان ✨
- 162 جب نمازی کو شک ہو جائے تو اپنی یاد پر نماز تمام کرنے کا بیان ✨
- 164 جو شخص نماز پڑھ کر یا دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو جائے اس کا بیان ✨
- 165 نماز میں اس چیز کی طرف دیکھنے کا بیان جو غافل کر دے نماز سے ✨

کتاب السہو

- 167 نماز میں بھول جانے کا علاج ✨

کتاب الجمعة

- 168 جمعہ کے دن غسل کا بیان ❄
- 170 جمعہ کے دن خطبہ ہو رہا تو چپ رہنا چاہیے ❄
- 173 جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت جمعہ کی پائی اس کا بیان ❄
- 173 جس شخص کے ناک سے خون بہنے لگے جمعہ کے دن اس کا بیان ❄
- 174 جمعہ کے دن سعی کا بیان ❄
- 175 سفر میں امام کا جمعہ کے دن کسی گاؤں میں اُترنے کا بیان ❄
- 175 جمعہ کے دن اس ساعت کا بیان جس میں دعا قبول ہوتی ہے ❄
- 178 جمعہ کے دن کپڑے بدلنے اور لوگوں کو پھانڈ کر جانے اور امام ❄
- 179 جمعہ کی نماز میں قراءت کا بیان اور احتیاء کا بیان اور جمعہ کو جو ❄

کتاب الصلوة فی رمضان

- 181 رمضان میں تراویح پڑھنے کا بیان ❄
- 182 قیام رمضان کے بیان میں ❄

کتاب الصلوة فی اللیل

- 185 تہجد کا بیان ❄
- 188 وتر میں نبی ﷺ کی نماز کا بیان ❄
- 191 وتر کا بیان ❄
- 195 وتر پڑھنا بعد فجر ہو جانے کے ❄
- 197 صبح کی سنتوں کا بیان ❄

کتاب صلوة الجمعة

- 199 نماز باجماعت کی اکیلے آدمی کی نماز پر فضیلت کا بیان ❄

- 200 عشاء اور صبح کی جماعت کی فضیلت ❄️
- 202 امام کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھنے کا بیان ❄️
- 205 جماعت سے نماز پڑھنے کا بیان ❄️
- 206 امام کا بیٹھ کر نماز پڑھنا ❄️
- 208 کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان بیٹھ کر پڑھنے سے ❄️
- 208 نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے کا بیان ❄️
- 210 نماز وسطیٰ کا بیان ❄️
- 211 ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان ❄️
- 213 عورت کی نماز فقط گرتے اور سر بندھن میں ہو جانے کا بیان ❄️

کتاب قصر الصلوة فی السفر

- 215 دو نمازوں کے جمع کرنے کا بیان سفر اور حضر میں ❄️
- 218 سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان ❄️
- 220 قصر کی مسافت کا بیان ❄️
- 221 مسافر جب نیت اقامت کی نہ کرے اور یونہی ٹھہر جائے تو قصر کرنے کا بیان ❄️
- 222 مسافر جب نیت اقامت کی کرے تو اس کی نماز کا بیان ❄️
- 223 مسافر کا امام ہونا یا امام کے پیچھے نماز پڑھنا ❄️
- 223 سفر میں رات اور دن کو نفل پڑھنے کا بیان اور جانور پر نماز پڑھنے کا بیان ❄️
- 226 چاشت کی نماز کا بیان جس کو اشراق کی نماز بھی کہتے ہیں ❄️
- 227 نماز چاشت کے بیان میں ❄️
- 228 نذر کی سامنے سے چلے جانے کا بیان ❄️
- 230 نماز کے سامنے سے گزر جانے کی اجازت ❄️
- 232 بیس سترہ کا بیان ❄️

- 232 نماز میں ننگروں کا ہانا ❄️
- 233 صفیں برابر کرنے کا بیان ❄️
- 234 نماز میں داہنا ہاتھ بائیں پر رکھنا ❄️
- 235 صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے کا بیان ❄️
- 236 پاخانہ یا پیشاب کی حاجت کے وقت نماز نہ پڑھنا ❄️
- 38 نماز کے انتظار کرنے کا اور نماز کو جانے کا ثواب ❄️
- 39 جو شخص مسجد میں جائے تو بغیر دور کعتیں نفل پڑھے ہوئے نہ بیٹھے ❄️
- 40 جس چیز پر سجدہ کرے اس پر دونوں ہاتھ رکھے ❄️
- 42 نماز میں کسی طرف دیکھنا یا دستک دینا وقت حاجت کے ❄️
- 243 جو شخص آیا اور امام کو رکوع میں پایادہ کیا کرے ❄️
- 244 درود شریف کے بیان میں ❄️
- 249 متفرق حدیثیں نماز کی ❄️
- 256 نماز سے متعلقہ احادیث کا بیان ❄️
- نماز کی ترغیب میں متفرق احادیث ❄️

کتاب العیدین

- 258 عیدین کے غسل کا بیان ❄️
- 260 نماز عید کی قبل خطبے کے پڑھنا ❄️
- 260 عید الفطر میں نماز کو جانے کے اول کچھ کھالینا ❄️
- 261 عیدین کی تکبیرات اور قراءت کا بیان ❄️
- 262 عیدین کی نماز کے اول اور بعد نفل نہ پڑھنا ❄️
- 262 قبل نماز عید کے اور بعد اس کے نفل پڑھنے کی اجازت ❄️
- 262 امام کا نماز عید کو جانے کا وقت اور انتظار کرنا خطبے کا ❄️

کتاب صلوة الخوف

263

نماز خوف کا بیان

کتاب صلوة الخسوف

265

نماز خسوف کا بیان

269

اس چیز کا بیان جو نماز خسوف کے باب میں آئی ہے

کتاب الاستسقاء

271

استسقاء کا بیان

272

ستاروں کی گردش سے پانی برسنے کا اعتقاد رکھنا

کتاب القبلة

274

قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا پانچا خانہ یا پیشاب کے وقت

274

پانچا خانہ یا پیشاب قبلہ کی طرف منہ کرنے کی اجازت

275

قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت

276

قبلہ کا بیان

277

مسجد نبوی کی فضیلت کا بیان

279

عورتوں کا مسجد میں جانے کا بیان

کتاب القرآن

280

قرآن چھونے کے واسطے ہا وضو ہونا ضروری ہے

281

کلام اللہ بے وضو پڑھنے کی اجازت

281

کلام اللہ کا ورد مقرر کرنا

- 282 قرآن کے بیان میں ❄
- 288 سجدہ ہائے تلاوت کے بیان میں (سجدہ تلاوت سنت ہے یا مستحب) ❄
- 290 قل هو اللہ احد اور تبارک الذی کی فضیلت کا بیان ❄
- 292 ذکر الہی کی فضیلت کا بیان ❄
- 294 دعا کے بیان میں ❄
- 300 دعا کی ترکیب ❄
- 302 بعد صبح اور عصر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان ❄

کتاب الجنائز

- 305 مردہ کو غسل دینے کا بیان ❄
- 306 مردے کو کفن پہنانے کا بیان ❄
- 307 جنازہ کے آگے چلنے کا بیان ❄
- 308 جنازہ کے پیچھے آگ لے جانے کی ممانعت ❄
- 309 جنازے کی تکبیرات کا بیان ❄
- 310 جنازہ کی دعا کا بیان ❄
- 311 نماز جنازہ بعد نماز صبح اور نماز عصر کے پڑھنے کا بیان ❄
- 312 مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا بیان ❄
- 313 نماز جنازہ کے احکام ❄
- 313 مردہ کے دفن کے بیان میں ❄
- 315 جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جانا اور بیٹھنا قبروں پر ❄
- 316 میت پر رونے کی ممانعت ❄
- 318 مصیبت کے وقت صبر کرنے کا ثواب ❄
- 320 مصیبت میں صبر کرنے کی مختلف حدیثیں ❄
- 321 کفن چوری کے بیان میں ❄

322 جنازے کے احکام میں مختلف حدیثیں ❄

کتاب الصیام

328 رمضان کا چاند دیکھنے کا بیان اور رمضان میں روزہ افطار کرنے کا بیان ❄

330 فجر سے پہلے روزہ کی نیت کا بیان ❄

330 روزہ جلد افطار کرنے کا بیان ❄

331 جو شخص جب ہو اور صبح ہو جائے اس کے روزہ کا بیان ❄

334 روزہ دار کو بوسہ لینے کی اجازت کا بیان ❄

336 روزہ دار کو بوسہ کی ممانعت کا بیان ❄

337 سفر میں روزہ رکھنے کا بیان ❄

339 جو شخص رمضان میں سفر سے آئے یا سفر کو جائے اس کا بیان ❄

339 جو شخص رمضان کا روزہ قصد توڑ ڈالے اس کے کفارہ کا بیان ❄

341 روزہ دار کو بچھنے لگانے کا بیان ❄

342 عاشوراء کے روزہ کا بیان ❄

343 عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے کا اور سدا روزہ رکھنے کا بیان ❄

344 تہہ کے روزوں کی ممانعت کا بیان ❄

345 کفارہ قتل خطا اور کفارہ ظہار کے روزوں کا بیان ❄

345 مریض کے روزے کا بیان ❄

346 روزہ نذر کا بیان اور میت کی طرف سے روزہ رکھنے کا بیان ❄

347 رمضان کی قضا اور کفارہ کے بیان میں ❄

349 نفل روزے کی قضا کا بیان ❄

350 جو شخص رمضان میں روزے نہ رکھ سکے اس کے فدیہ کا بیان ❄

352 روزوں کی قضا کے بیان میں ❄

352 یومہ شکر کے روزے کا بیان ❄

353 روزے کے مختلف مسائل کا بیان ❄

355 شب قدر کا بیان ❄

کتاب الاعتکاف

359 اعتکاف کا بیان ❄

361 جس کے بدون اعتکاف درست نہیں اس کا بیان ❄

361 مختلف کا نماز عید کے لیے نکلتا ❄

362 اعتکاف کی قضا کا بیان ❄

363 اعتکاف میں نکاح کا بیان ❄

کتاب الزکوٰۃ

364 جن مالوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اُن کا بیان ❄

365 سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان ❄

367 کانوں کی زکوٰۃ کا بیان ❄

368 دینے کی زکوٰۃ کا بیان ❄

368 بیان اُن چیزوں کا جن میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جیسے زیور ❄

369 یتیم کے مال کی زکوٰۃ کا بیان اور اس میں تجارت کرنے کا ذکر ❄

370 ترکہ کی زکوٰۃ کا بیان ❄

370 زین کی زکوٰۃ کا بیان ❄

372 اموال تجارت کی زکوٰۃ کا بیان ❄

374 کنز کے بیان میں ❄

375 زکوٰۃ چار پایوں کی ❄

376 گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان ❄

377 شرکت کے مال میں زکوٰۃ کا بیان ❄

- 378 بکریوں کی تعداد میں بچوں کو بھی شمار کرنے کا بیان ❄
- 379 جب دو سال کی زکوٰۃ کسی پر واجب ہو جائے اس کے طریقے کا بیان ❄
- 379 زکوٰۃ میں لوگوں کو تنگ کرنے کی ممانعت کا بیان ❄
- 380 صدقہ لینا اور جن لوگوں کو لینا درست ہے ان کا بیان ❄
- 381 زکوٰۃ دینے والوں پر سختی کا بیان ❄
- 382 پھلوں اور میوؤں کی زکوٰۃ کا بیان ❄
- 384 غلوں اور زیتون کی زکوٰۃ کا بیان ❄
- 385 جن پھلوں میں زکوٰۃ نہیں ہے ان کا بیان ❄
- 386 جن میوؤں اور ساگوں اور ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں ہے ان کا بیان ❄
- 386 غلام لونڈی اور گھوڑوں اور شہد کی زکوٰۃ کا بیان ❄
- 387 یہود و نصاریٰ اور مجوس کے جزیہ کا بیان ❄
- 390 ذمیوں کے دسویں حصہ کا بیان ❄
- 390 زکوٰۃ دے کر پھر اس کو خرید کرنے یا پھرنے کا بیان ❄
- 391 جن لوگوں پر صدقہ فطر واجب ہے اُن کا بیان ❄
- 392 صدقہ فطر کی مقدار کا بیان ❄
- 393 صدقہ فطر بھیجنے کا وقت ❄
- 393 صدقہ فطر جس پر واجب نہیں اس کا بیان ❄

کتاب الحج

- 394 احرام کے لیے غسل کرنے کا بیان ❄
- 395 محرم کے غسل کرنے کا بیان ❄
- 397 جن کپڑوں کا احرام میں پہننا ممنوع ہے اُن کا بیان ❄
- 398 احرام میں رنگین کپڑے پہننے کا بیان ❄
- 399 محرم کو چلی باندھنے کا بیان ❄

- 400 محرم کو اپنا منہ ڈھانپنا کیسا ہے ❄️
- 401 حج میں خوشبو لگانے کا بیان ❄️
- 404 احرام باندھنے کے میقاتوں کا بیان ❄️
- 405 لبیک کہنے کا بیان اور احرام کی ترکیب کا بیان ❄️
- 408 لبیک بلند آواز سے کہنے کا بیان ❄️
- 408 حج افراد کا بیان ❄️
- 409 حج قرآن کا بیان ❄️
- 411 لبیک موقوف کرنے کا وقت ❄️
- 413 اہل مکہ کے احرام کا اور جو لوگ مکہ میں ہوں اور ملک والے اُن کے بھی احرام کا بیان ❄️
- 414 ہدی کے جانور کے گلے میں کچھ لٹکانے سے آدمی محرم نہیں ہو جاتا ❄️
- 416 جس عورت کو حج میں حیض آ جائے اس کا بیان ❄️
- 416 حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کا بیان ❄️
- 417 عمرہ میں لبیک کب موقوف کرے ❄️
- 418 حج تمتع کا بیان ❄️
- 420 جس صورت میں آدمی تمتع نہ ہو اس کا بیان ❄️
- 420 عمرہ کی متفرق حدیثوں کا بیان ❄️
- 422 محرم کے نکاح کا بیان ❄️
- 424 محرم کو چھپنے لگانے کا بیان ❄️
- 424 جس شکار کا محرم کو کھانا درست ہے اس کا بیان ❄️
- 428 جس شکار کا محرم کو کھانا درست نہیں ہے اس کا بیان ❄️
- 430 حرم کے شکار کا بیان ❄️
- 430 شکار کی جزاء کا بیان ❄️
- 430 محرم کو کون سے جانور مارنے درست ہیں ❄️
- 432 جو کام محرم کو درست ہیں اُن کا بیان ❄️

- 433 دوسرے کی طرف سے حج کرنے کا بیان ❄
- 434 احصار کا بیان ❄
- 435 جو شخص سوائے دشمن کے اور کسی سبب سے رُک جائے اس کا بیان ❄
- 437 کعبہ کے بنانے کا حال ❄
- 439 طواف میں رمل کا بیان ❄
- 440 طواف میں استلام کرنے کا بیان ❄
- 441 حجر اسود کے استلام کے وقت اس کو چومنے کا بیان ❄
- 442 دو گانہ طواف کا بیان ❄
- 442 دو گانہ طواف کا ادا کرنا بعد نماز صبح یا عصر کے ❄
- 443 خانہ کعبہ سے رخصت ہونے کا بیان ❄
- 445 طواف کے مختلف مسائل کا بیان ❄
- 446 سعی صفا سے شروع کرنے کا بیان ❄
- 447 سعی کی مختلف احادیث کا بیان ❄
- 449 عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان ❄
- 450 منیٰ کے دنوں میں یعنی گیا رہویں بارہویں تیرہویں ذی الحجہ کے روزے ❄
- 451 جو جانور ہدیٰ کے لیے درست ہے اس کا بیان ❄
- 453 ہدیٰ ہانکنے کی ترکیب کا بیان ❄
- 455 جب ہدیٰ مر جائے یا چلنے سے عاجز ہو جائے یا کھو جائے اس کا بیان ❄
- 456 محرم جب اپنی بیوی سے صحبت کرے اس کی ہدیٰ کا بیان ❄
- 458 جس شخص کو حج نہ ملے اس کی ہدیٰ کا بیان ❄
- 459 جو شخص صحبت کرے اپنی بی بی سے قبل طواف الزیارة کے اس کی ہدیٰ کا بیان ❄
- 460 موافق طاقت کے ہدیٰ کیا چیز ہے ❄
- 461 مختلف حدیثیں ہدیٰ کے بیان میں ❄
- 463 عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنے کا بیان ❄

- 464 بے وضو عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہرنے کا اور سوار ہو کر ٹھہرنے کا بیان ❄
- 464 وقوف عرفات کی انتہا کا بیان ❄
- 465 عورتوں اور لڑکوں کو آگے روانہ کر دینے کا بیان ❄
- 466 عرفات سے لوٹتے وقت چلنے کا بیان ❄
- 467 حج میں نحر کرنے کا بیان ❄
- 468 نحر کرنے کا بیان ❄
- 469 سر منڈانے کا بیان ❄
- 470 قصر کا بیان ❄
- 471 تلبید کا بیان ❄
- 472 بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنے کا اور عرفات میں نماز قصر کرنے کا اور خطبہ ❄
- 474 منیٰ میں آٹھویں تاریخ نمازوں کا بیان اور جمعہ منیٰ اور عرفہ میں آ پڑھنے کا بیان ❄
- 474 مزدلفہ میں نماز کا بیان ❄
- 475 منیٰ کی نماز کے بیان میں ❄
- 477 مقیم کی نماز کا بیان مکہ اور منیٰ میں ❄
- 477 ایام تشریق کی تکبیروں کا بیان ❄
- 478 معرس اور حصب کی نماز کا بیان ❄
- 479 منیٰ کے دنوں میں رات کو مکہ میں رہنے کا بیان ❄
- 479 کنکریاں مارنے کا بیان ❄
- 482 رمی جمار میں رخصت کا بیان ❄
- 483 طواف زیارت کا بیان ❄
- 484 حائضہ کو مکہ میں جانے کا بیان ❄
- 485 حائضہ کے طواف زیارت کا بیان ❄
- 487 جوشکار مارے پرند چرند کا اس کی جزا کا بیان ❄

- 489 احرام کی حالت میں اگر ٹڈی مارے تو اس کی جزا کا بیان ❄
- 490 جو شخص قبل نحر کے طلق کرے اس کے فدیہ کا بیان ❄
- 491 جو شخص کوئی رکن بھول جائے اس کا بیان ❄
- 491 فدیہ کے مختلف مسائل کا بیان ❄
- 492 حج کی مختلف احادیث کا بیان ❄
- 498 عورت کو بغیر محرم کے حج کرنے کا بیان ❄
- 498 جو شخص تمتع کرے اس کے روزوں کا بیان ❄

کتاب الجهاد

- 499 جہاد کی طرف رغبت دلانے کا بیان ❄
- 502 دشمن کے ملک میں کلام اللہ لے جانے کی ممانعت کا بیان ❄
- 502 بچوں اور عورتوں کو مارنے کی ممانعت لڑائی میں ❄
- 504 جب کسی کو امان دے تو پورا کرے اقرار کو ❄
- 505 جو شخص خدا کی راہ میں کچھ دے اس کا بیان ❄
- 506 غنیمت کے بیان میں مختلف حدیثیں ❄
- 507 جس مال کا پانچواں حصہ نہیں دیا جائے گا اس کا بیان ❄
- 507 غنیمت کے مال سے قبل تقسیم کے جس چیز کو کھانا درست ہے ❄
- 508 مال غنیمت میں سے قبل تقسیم کے جو چیز دی جائے اس کا بیان ❄
- 509 ہتھیاروں کو نفل میں دینے کا بیان ❄
- 511 نفل خمس میں سے دیئے جانے کا بیان ❄
- 511 گھوڑے کے حصے کا بیان جہاد میں ❄
- 512 غنیمت کے مال میں سے چرانے کا بیان ❄
- 515 شہادت کا بیان ❄
- 518 جس چیز میں شہادت ہے اس کا بیان ❄

- 519 شہید کو غسل دینے کے بیان میں ❄
- 519 کون سی بات اللہ کے راستے میں بری ہے (یعنی دھوکہ دینا) ❄
- 520 جہاد کی فضیلت کا بیان ❄
- 523 گھوڑوں کا اور گھڑ دوڑ کا بیان اور جہاد میں صرف کرنے کا بیان ❄
- 526 ذمیوں میں سے جو کوئی مسلمان ہو جائے اس کی زمین کا بیان ❄
- 526 دو آدمیوں یا زیادہ کو ایک قبر میں دفن کرنے کا بیان اور ❄

کتاب النذور

- 528 پیدل چلنے کی نذروں کا بیان ❄
- 529 جو شخص نذر کرے پیدل چلنے کی بیت اللہ تک اس کا بیان ❄
- 531 کعبہ کی طرف پیدل چلنے کا بیان ❄
- 531 جو نذریں درست نہیں جن میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے ان کا بیان ❄
- 532 لغو قسم کا بیان ❄
- 533 جن قسموں میں کفارہ واجب نہیں ہوتا ان کا بیان ❄
- 533 جن قسموں میں کفارہ واجب ہوتا ہے ان کا بیان ❄
- 534 قسم کے کفارہ کا بیان ❄
- 535 قسم کے بیان میں مختلف حدیثیں ❄

کتاب الذبائح

- 537 ذبیحہ پر بسم اللہ کہنے کا بیان ❄
- 538 ذکاۃ ضروری کا بیان ❄
- 539 جس ذبیحہ کا کھانا مکروہ ہے اس کا بیان ❄
- 539 پیٹ کے بچہ کی ذکاۃ کا بیان ❄

کتاب الصيد

- 540 جو جانور لکڑی یا پتھر سے مارا جائے اس کے نہ کھانے کا بیان ❄
- 541 سکھائے ہوئے درندوں کے شکار کے بیان میں ❄
- 543 دریا کے شکار کے بیان میں ❄
- 544 ہر دانت والے درندے کے حرام ہونے کا بیان ❄
- 545 جن جانوروں کا کھانا مکروہ ہے ان کا بیان ❄
- 545 مردار کی کھالوں کا بیان ❄
- 546 جو شخص بے قرار ہو جائے مردار کے کھانے پر اس کا بیان ❄

کتاب العقیقة

- 547 عقیقہ کا بیان ❄
- 548 عقیقہ کی ترکیب کا بیان ❄

کتاب الضحایا

- 549 جن جانوروں کی قربانی کرنا منع ہے ❄
- 550 جب تک امام عید کی نماز سے فارغ نہ ہو قربانی کی ممانعت کا بیان ❄
- 550 جس جانور کی قربانی مستحب ہے اس کا بیان ❄
- 551 قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنے کا بیان ❄
- 553 ایک قربانی میں کئی آدمیوں کے شریک ہونے کا بیان ❄
- 554 جو بچہ پیٹ میں ہو اس کی طرف سے قربانی کرنا ❄

کتاب النکاح

- 555 نکاح کلایا منینے کے بیان میں ❄

- 556 عورت بکر اور شیبہ سے اذن لینے کا بیان ❄
- 557 مہر کا اور حبا کا بیان ❄
- 560 خلوت صحیحہ کے بیان میں ❄
- 560 شیبہ اور باکرہ کے پاس رہنے کا بیان ❄
- 561 جو شرطیں نکاح میں درست نہیں اُن کا بیان ❄
- 561 حلال کا نکاح اور جو اس کے مشابہ ہے اس کا بیان ❄
- 563 جن عورتوں کا جمع کرنا درست نہیں نکاح میں ❄
- 563 ساس سے نکاح جائز نہ ہونے کا بیان ❄
- 565 جس عورت سے زنا کرے اس کی ماں سے نکاح درست ہونے کا بیان ❄
- 565 جو نکاح درست نہیں اس کا بیان ❄
- 567 آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنے کا بیان ❄
- 567 تین طلاق کے بعد لونڈی کے خرید لینے کا بیان ❄
- 568 دو بہنوں کو یا ماں بیٹیوں کو ملک یمین سے رکھنے کا بیان ❄
- 569 جو لونڈی باپ کے تصرف میں آئے اس سے جماع کرنے کی ممانعت کے بیان میں ❄
- 571 یہود و نصاریٰ کی لونڈیوں سے نکاح کرنے کی ممانعت کے بیان میں ❄
- 571 احسان کا بیان ❄
- 572 متعہ کا بیان ❄
- 573 غلام کے نکاح کا بیان ❄
- 573 مشرک کی زوجہ کا خاوند سے پہلے مسلمان ہونے کا بیان ❄
- 575 ولیمہ کے بیان میں ❄
- 577 نکاح کی مختلف حدیثوں کا بیان ❄

کتاب الطلاق

- 580 طلاق بتہ یعنی تین طلاق کے بیان میں ❄

- 581 خلیہ اور بریہ اور ان کے مشابہات کا بیان ❄
- 583 جس تملیک سے طلاق بائن پڑتی ہے اس کا بیان ❄
- 584 جس تملیک سے ایک طلاق پڑتی ہے اس کا بیان ❄
- 585 جس تملیک سے طلاق بائن نہیں پڑتی اس کا بیان ❄
- 586 ایلاء کا بیان ❄
- 588 غلام کے ایلاء کا بیان ❄
- 588 آزاد کے ظہار کا بیان ❄
- 590 غلام کے ظہار کا بیان ❄
- 591 آزادی کے وقت اختیار ہونے کا بیان ❄
- 593 خلع کا بیان ❄
- 594 مختلعه کی طلاق کا بیان ❄
- 595 لعان کا بیان ❄
- 598 جس عورت سے لعان کیا جائے اس عورت کے بچے کی میراث کا بیان ❄
- 598 کنواری کی طلاق کا بیان ❄
- 600 بیمار کی طلاق کا بیان ❄
- 601 طلاق میں متعدد دینے کا بیان ❄
- 602 غلام کی طلاق کا بیان ❄
- 604 لونڈی حاملہ کو جب طلاق دی جائے اس کے نفقہ کا بیان ❄
- 604 جس عورت کا خاوند گم ہو جائے اس کی عدت کا بیان ❄
- 605 قراء کا اور طلاق کی عدت کا اور حائضہ کی طلاق کا بیان ❄
- 608 جس گھر میں طلاق ہو وہیں عدت کرنے کا بیان ❄
- 610 مطلقہ کے نفقہ کا بیان ❄
- 611 لونڈی کی عدت کا بیان ❄
- 611 عدت کے بیان میں مختلف حدیثیں ❄

- 613 حکمین کے بیان میں ❄
- 613 عورت سے نکاح نہ کیا ہو اس کی طلاق پر قسم کھانے کا بیان ❄
- 614 جو شخص اپنی عورت سے جماع نہ کر سکے اس کو مہلت دینے کا بیان ❄
- 615 طلاق کی مختلف حدیثوں کا بیان ❄
- 618 جب حاملہ عورت کا خاوند مر جائے اس کی عدت کا بیان ❄
- 621 جس عورت کا خاوند مر جائے اس کو عدت تک اسی گھر میں رہنے کا بیان ❄
- 623 جب ام ولد کا مالک مر جائے اس کی عدت کا بیان ❄
- 623 لونڈی کا جب مولیٰ یا خاوند مر جائے اس کی عدت کا بیان ❄
- 624 عزل کے بیان میں ❄
- 626 سوگ کا بیان ❄

کتاب الرضاع

- 630 بچے کو دودھ پلانے کا بیان ❄
- 634 بڑے پن میں رضاعت کا بیان ❄
- 637 رضاعت کی مختلف حدیثوں کا بیان ❄

کتاب العتق والولاء

- 638 جو شخص غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے ❄
- 639 آزادی میں شرط کرنے کا بیان ❄
- 640 جو شخص سوائے چند غلاموں کے اور کچھ نہ رکھتا ہو اور ان کو آزاد کر دے ❄
- 641 جب غلام آزاد ہو جائے اس کا مال کون لے، ❄
- 641 ام ولد کا آزاد ہونا اور آزاد کرنے کے اختیار کا بیان ❄
- 642 جس لونڈی یا غلام کا عتاق واجب میں آزاد کرنا درست ہے اس کا بیان ❄
- 644 جن بردوں کا آزاد کرنا درست نہیں واجب عتاق میں، ❄

- 645 مردے کی طرف سے آزاد کرنے کا بیان ❄
- 645 بردے آزاد کرنے کی فضیلت اور زانیہ اور ولد زنا کے آزاد کرنے کا بیان ❄
- 646 ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا ❄
- 648 جب غلام آزاد ہو تو ولاء اپنی طرف کھینچ لیتا ہے ❄
- 650 ولاء کی میراث کا بیان ❄
- 651 سائبہ کی میراث کا بیان اور اس غلام کی ولاء کا بیان جس کو یہودی یا نصرانی آزاد کرے ❄

کتاب المکاتب

- 652 مکاتب کے احکام کا بیان ❄
- 655 کتابت میں ضمانت کا بیان ❄
- 656 مکاتب سے قضاۃ کرنے کا بیان ❄
- 658 مکاتب کسی شخص کو زخمی کرے ❄
- 658 مکاتب کی کتابت کو بیچنے کا بیان ❄
- 660 مکاتب کی محنت مزدوری کا بیان ❄
- 660 اگر مکاتب جو قسطن مقرر ہوئی تھیں اس سے پہلے بدل کتابت ادا کر دے تو ❄
- 661 جب مکاتب آزاد ہو جائے اس کی میراث کا بیان ❄
- 662 مکاتب پر شرط لگانے کا بیان ❄
- 663 مکاتب جب آزاد ہو جائے تو اس کی ولاء کا بیان ❄
- 664 جس مکاتب کا آزاد کرنا درست نہیں اس کا بیان ❄
- 664 مکاتب کی اور ام ولد کی آزادی کا بیان ❄
- 664 مکاتب کے باب میں وصیت کرنے کا بیان ❄

کتاب المدبر

- 666 مدبرہ کی اولاد کا بیان ❄

- 667 مدبر کے احکام کا بیان ❄
- 667 مدبر کرنے کی وصیت کا بیان ❄
- 668 لونڈی کو جب مدبر کر دے اس سے صحبت کرنے کا بیان ❄
- 669 مدبر کے بیچنے کا بیان ❄
- 670 مدبر کسی شخص کو زخمی کرے تو کیا کرنا چاہیے ❄
- 671 اُم ولد کسی شخص کو زخمی کرے تو کیا کرنا چاہیے ❄

کتاب البيوع

- 672 بیع عربان کے بیان میں ❄
- 673 جب غلام یا لونڈی بکے تو اس کا مال کس کو ملے ❄
- 673 غلام یا لونڈی کی بیع میں بائع سے کب تک مواخذہ ہو سکتا ہے ❄
- 674 غلام لونڈی میں عیب نکالنے کا بیان ❄
- 676 لونڈی کو شرط لگا کر بیچنے کا بیان ❄
- 677 خاوند والی لونڈی سے وطی کرنا منع ہے ❄
- 677 جب درخت بیچا جائے تو اس کے پھل اس میں شامل نہ ہوں گے ❄
- 678 جب تک پھلوں کی چٹنگلی معلوم نہ ہو اس کے بیچنے کی ممانعت ❄
- 679 عربیہ کے بیان میں ❄
- 680 پھلوں اور کھیتوں کی بیع میں آفت کا بیان ❄
- 681 کچھ پھل یا میوے کا بیع یا بیع سے مستثنیٰ کرنے کا بیان ❄
- 682 جو بیج کھجوروں کی مکروہ ہے اس کا بیان ❄
- 683 مزاہبہ اور محافلہ کا بیان ❄
- 685 پھلوں اور میووں کی بیع کے مختلف مسائل کا بیان ❄
- 686 میووں کی بیع کا بیان ❄
- 687 سونے اور چاندی کی بیع کا بیان مسکوک ہو یا غیر مسکوک ❄

- 691 بیع صرف کے بیان میں ❄️
- 692 مرطلہ کا بیان ❄️
- 694 بیع عینہ کا بیان اور کھانے کی چیزوں کو قبل قبضہ کے بیچنے کا بیان ❄️
- 697 اناج کو میعاد پر بیچنا جس طرح مکروہ ہے اس کا بیان ❄️
- 697 اناج میں سلف کرنے کا بیان ❄️
- 699 اناج جب اناج کے بدلے میں بکے تو اس میں کمی بیشی نہیں چاہیے ❄️
- 701 اناج بیچنے کے مختلف مسائل کا بیان ❄️
- 702 احکار کے بیان میں ❄️
- 703 جانور کو جانور کے بدلے میں بیچنے کا بیان اور جانور میں سلف کرنے کا بیان ❄️
- 705 جس طرح یا جس جانور کو بیچنا نادرست ہے ❄️
- 706 جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچنا ❄️
- 707 گوشت کو گوشت کے بدلے میں بیچنے کا بیان ❄️
- 707 کتے کی بیع کا بیان ❄️
- 708 بیع سلف کا بیان اور اسباب کو اسباب کے بدلے میں بیچنے کا بیان ❄️
- 708 اسباب میں سلف کرنے کا بیان ❄️
- 709 تانبے اور لوہے اور جو چیزیں مثل کر سکتی ہیں اُن کا بیان ❄️
- 710 ایک بیع میں دو بیع کرنے کی ممانعت ❄️
- 711 جس بیع میں دھوکا ہو اس کا بیان ❄️
- 712 ملامہ اور منابذہ کے بیان ❄️
- 713 مراہجہ کا بیان ❄️
- 714 برنامے پر بیع کرنے کا بیان ❄️
- 715 جس بیع میں بائع اور مشتری کو اختیار ہو اس کا بیان ❄️
- 716 قرض میں سود کا بیان ❄️
- 718 قرض کے مختلف مسائل کا بیان ❄️

- 719 شرکت اور تولیہ اور اقالہ کے بیان میں ❄️
- 719 قرض دار کے مفلس ہو جانے کا بیان ❄️
- 721 جس چیز میں سلف درست ہے ❄️
- 722 جو سلف درست نہیں اس کا بیان ❄️
- 724 جو مول تول یا بیع ممنوع ہے اس کا بیان ❄️
- 726 بیع کے مختلف مسائل کا بیان ❄️

کتاب القراض

- 728 قراض کا بیان ❄️
- 729 جس طرح مضاربت درست ہے اس کا بیان ❄️
- 729 جس طور سے مضاربت درست نہیں اس کا بیان ❄️
- 730 مضاربت میں جو شرط ہے اس کا بیان ❄️
- 730 جو شرط مضاربت میں درست نہیں اس کا بیان ❄️
- 731 اسباب میں مضاربت کا بیان ❄️
- 732 مضاربت کے مال میں کرایہ کا بیان ❄️
- 732 مضاربت میں قصور کرنے کا بیان ❄️
- 733 مضاربت مال مضاربت میں سے کتنا خرچ کر سکتا ہے ❄️
- 733 مضاربت کو مال مضاربت میں کون سا خرچ کرنا جائز نہیں ❄️
- 733 مضاربت قرض پر مال بیچے تو کیا حکم ہے ❄️
- 734 مضاربت میں بضاعت کا بیان ❄️
- 734 مضاربت میں قرض کا بیان ❄️
- 734 مضاربت میں حساب کا بیان ❄️
- 735 مضاربت کے مختلف مسائل کا بیان ❄️

کتاب المساقات

- 736 مساقات کا بیان ❄️
 739 غلاموں کی خدمت کی شرط کرنا مساقات میں ❄️

کتاب کراء الارض

- 740 ❄️

کتاب الشفعة

- 742 جس چیز میں شفعہ ثابت ہو اس کا بیان ❄️
 744 جن چیزوں میں شفعہ نہیں ہے اُن کا بیان ❄️

کتاب الاقضية

- 745 سچے حکم کرنے کا بیان ❄️
 747 گواہیوں کا بیان ❄️
 748 جس کو حد قذف پڑی ہو اس کی گواہی کا بیان ❄️
 749 ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کرنے کا بیان ❄️
 751 ایک شخص مر جائے اور اس کا قرض لوگوں پر ہو جس کا ایک گواہ ہو اور ❄️
 751 دعوے کے فیصلے کا بیان ❄️
 752 لڑکوں کی گواہی کا بیان ❄️
 752 رسول اللہ ﷺ کے منبر پر جموٹی قسم کھانے کا بیان ❄️
 753 منبر پر قسم کھانے کا بیان ❄️

کتاب الرهن

- 754 رہن کارو کنادرست نہیں ہے ❄
- 754 پھلوں اور جانوروں کے رہن کا بیان ❄
- 755 جانور کو رہن رکھنے کا بیان ❄
- 755 دو آدمیوں کے پاس رہن رکھنے کا بیان ❄
- 755 رہن کے مختلف مسائل کا بیان ❄
- 756 جانور کو کرایہ پر لینے اور اس میں زیادتی کرنے کا بیان ❄
- 757 جس عورت سے جبراً کوئی جماع کرے تو کیا حکم ہے ❄
- 757 کوئی شخص کسی کا جانور یا کھانا تلف کر دے تو کیا حکم ہے؟ ❄
- 758 مرد کا حکم ❄
- 759 جو شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اس کا کیا حکم ہے؟ ❄
- 761 منہ ذکا حکم ❄
- 761 لڑکے کو باپ سے ملانے کا بیان ❄
- 764 جو لڑکا کسی شخص سے ملا جائے اس کے وارث ہونے کا بیان ❄
- 765 لوٹریوں کی اولاد کا بیان ❄
- 766 خنجر زمین کو آباد کرنے کا بیان ❄
- 766 پانی لینے کا بیان ❄
- 767 مروت کا بیان ❄
- 769 تقسیم کا بیان ❄
- 770 ضواری اور حریہ کا بیان ❄
- 771 جو شخص کسی جانور کو نقصان پہنچائے اس کا حکم ❄
- 772 کارگیروں کو جو مال دیا جاتا ہے اس کا حکم ❄
- 772 حوالے اور کفالت کا بیان ❄

- 772 جو شخص کپڑا خرید کرے اور اس میں عیب نکلے ❄
- 773 جو بہہ درست نہیں اس کا بیان ❄
- 775 جو عطیہ درست نہیں ہے اس کا بیان ❄
- 775 ہے کا حکم ❄
- 775 صدقہ میں رجوع کرنے کا بیان ❄
- 776 عمری کے بیان میں ❄
- 777 لفظ کا بیان ❄
- 779 غلام لفظ کو پا کر خرچ کر ڈالے تو کیا حکم ہے ❄
- 779 جو جانور مالک کے پاس سے گم ہو گئے ہوں ان کا بیان ❄
- 780 زندہ مردے کی طرف سے صدقہ دے تو مردے کو ثواب پہنچتا ہے ❄
- 781 وصیت کا حکم ❄
- 782 ضعیف اور کم سن اور مجنون اور احمق کی وصیت کا بیان ❄
- 783 ٹکٹ سے زیادہ وصیت درست نہ ہونے کا بیان ❄
- 784 حاملہ اور بیمار کو اور اس شخص کو جو میدان جنگ میں کھڑا ہوا اپنے مال میں کتنا اختیار ہے ❄
- 785 وارث کے واسطے وصیت کا بیان اور وارث کو کچھ مال دیئے جانے کا بیان ❄
- 786 جو مرد عورت کی مثل ہو (یعنی شہوت نہ رکھتا ہو) اس کا بیان اور لڑکے ❄
- 787 اسباب میں عیب نکلنے کا بیان اور اس کا تاوان کس پر ہے ❄
- 788 قضا کی مختلف احادیث کا بیان اور قضا کے مکروہ ہونے کا بیان ❄
- 790 غلام کسی کا نقصان کریں یا کسی کو زخمی کریں تو کیا حکم ہے؟ ❄
- 790 اپنی اولاد کو جو دینا درست ہے اس کا بیان ❄

کتاب الفرائض

- 791 اولاد کی میراث کا بیان ❄

- 792 خاوند اور بیوی کی میراث کا بیان ❄
- 792 ماں باپ کی میراث کا بیان ❄
- 793 اخیانی بھائی یا بہنوں کی میراث کا بیان ❄
- 793 سگے بھائی بہن کی میراث کا بیان ❄
- 794 سوتیلے یعنی علاقائی بھائی بہنوں کی میراث کا بیان جس کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا ❄
- 795 دادا کی میراث کا بیان ❄
- 797 نانی اور دادی کی میراث کا بیان ❄
- 799 کلالہ کی میراث کا بیان ❄
- 800 پھوپھی کی میراث کا بیان ❄
- 801 عصبات کی میراث کا بیان ❄
- 802 جس کو میراث نہیں ملتی ❄
- 802 جب ملت اور مذہب کا اختلاف ہو تو میراث نہیں ہے ❄
- 804 جن کی موت کا وقت معلوم نہ ہو مثلاً لڑائی میں کئی آدمی مارے جائیں اُن کا بیان ❄
- 805 لعان والی عورت کے بچے اور ولدانہ کی میراث کا بیان ❄

کتاب العقول

- 806 دیتوں کا بیان ❄
- 806 دیت کے وصول کرنے کا بیان ❄
- 807 قتل عمد میں جب مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو جائیں اس کا بیان اور ❄
- 808 قتل خطا کی دیت کا بیان ❄
- 809 خطا سے کسی کو زخمی کرنے کی دیت کا بیان ❄
- 810 عورت کی دیت کا بیان ❄
- 811 پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان ❄
- 812 جس میں پوری دیت لازم ہے ❄

- 813 جب آنکھ کی روشنی جاتی رہے لیکن آنکھ قائم رہے تو دیت کیا ہے؟ ❄
- 813 زخموں کی دیت کا بیان ❄
- 814 انگلیوں کی دیت کا بیان ❄
- 815 دانتوں کی دیت کا بیان ❄
- 816 دانتوں کی دیت کا اور حال ❄
- 817 غلام کے زخموں کی دیت کا بیان ❄
- 818 کافر ذمی کی دیت کا بیان ❄
- 819 جن جنایات کی دیت خاص قاتل کو اپنے مال میں سے ادا کرنی پڑتی ہے ❄
- 820 دیت میں میراث کا بیان ❄
- 822 دیت کے مختلف مسائل کا بیان ❄
- 824 مکر و فریب سے مارنے یا جادو سے مارنے کا بیان ❄
- 824 قتل عمد کا بیان ❄
- 825 قصاص کا بیان ❄
- 826 قتل عمد میں غم (معاف) کرنے کا بیان ❄
- 826 زخموں میں قصاص کا بیان ❄
- 827 سائبہ کی دیت و جنایت کا بیان ❄

كتاب القسامة

- 827 قسامت میں پہلے وارثوں سے قسم لینے کا بیان ❄
- 831 خون کے وارثوں میں سے کن کن لوگوں سے قسم لینی چاہیے ❄
- 831 قتل خطا میں قسامت کا بیان ❄
- 832 قسامت میں میراث کا بیان ❄
- 832 غلام میں قسامت کا بیان ❄

کتاب الحدود

- 833 رجم (سنگسار) کرنے کے بیان میں ❄
- 840 جو شخص زنا کا اقرار کرے اس کا بیان ❄
- 841 زنا کی حد میں مختلف حدیثیں ❄
- 842 جس عورت کو کوئی چھین لے جائے اور جبراً اس سے جماع کرے اس کا بیان ❄
- 843 حد قذف کا اور نفی نسب کا اور اشارے کنائے میں دوسرے کو گالی دینے کا بیان ❄
- 845 جس میں حد نہیں ہے ❄

کتاب السرقة

- 846 جس چوری میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اس کا بیان ❄
- 848 جو غلام بھاگ جائے پھر چوری کرے اس کے ہاتھ کاٹنے کا بیان ❄
- 849 جب چور حاکم تک پہنچ جائے پھر اس کی سفارش نہیں کرنی چاہیے ❄
- 850 ہاتھ کاٹنے کے مختلف مسائل کا بیان ❄
- 853 جن صورتوں میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ان کا بیان ❄

کتاب الاشرية

- 855 خمر کی حد کا بیان ❄
- 857 جن دو چیزوں کو ملا کر نبیذ نہ بنانی چاہیے ❄
- 858 جن برتنوں میں نبیذ بنانا مکروہ ہے ❄
- 858 خمر کی حرمت کا بیان ❄
- 860 شراب کی حرمت کے مختلف مسائل ❄

کتاب الجامع

- 862 مدینہ اور مدینہ کے رہنے والوں کے واسطے دعا کا بیان ❄
- 863 مدینہ میں رہنے کا بیان اور مدینہ سے نکلنے کا بیان ❄
- 866 مدینہ منورہ کی حرمت کا بیان ❄
- 867 مدینہ کی وباء کا بیان ❄
- 869 مدینہ سے یہودیوں کے نکالنے کا بیان ❄
- 870 مدینہ کی فضیلت کا بیان ❄
- 871 طاعون کا بیان ❄
- 875 تقدیر میں گفتگو کرنے کی ممانعت ❄
- 878 قدر کے بیان میں مختلف حدیثیں ❄
- 879 خوش خلقی کے بیان میں ❄
- 882 حیا یعنی شرم کے بیان میں ❄
- 882 غضب کے بیان میں ❄
- 883 ملاقات ترک کرنے کے بیان میں ❄
- 885 کپڑے زینت کے واسطے پہننے کا بیان ❄
- 887 رنگین کپڑے پہننے اور سونا پہننے کا بیان ❄
- 887 اُون اور ریشم کے کپڑے پہننے کا بیان ❄
- 888 جو کپڑا عورتوں کو پہننا مکروہ ہے اس کا بیان ❄
- 889 کپڑا بے کار لٹکانے کا بیان ❄
- 890 عورت اپنا کپڑا لٹکا دے تو کیا حکم ہے؟ ❄
- 891 جوتی پہننے کا بیان ❄
- 892 کپڑے پہننے کا بیان ❄
- 894 آنحضرت ﷺ کے حلیہ شریف کا بیان ❄

- 894 عیسیٰ بن مریم اور دجال کا بیان ❄️
- 895 مومنوں کے طریقے کا بیان ❄️
- 896 بایں ہاتھ سے کھانے کی ممانعت ❄️
- 896 مسکین کا بیان ❄️
- 897 کافر کی آنتوں کا بیان ❄️
- 898 چاندی کے برتن میں پانی پینے کی ممانعت اور پانی میں پھونکنے کی ممانعت ❄️
- 899 کھڑے ہو کر پانی پینے کا بیان ❄️
- 900 پانی یا شربت پلانا شروع کرنا دہنی طرف سے ❄️
- 901 کھانے پینے کی مختلف احادیث کا بیان ❄️
- 910 گوشت کھانے کا بیان ❄️
- 911 انگلی پھینے کا بیان ❄️
- 912 جانوروں کے گلے سے پٹے اور گھٹنے نکالنے کا بیان ❄️
- 912 جس کو نظر لگ جائے اس کو وضو کرانے کا بیان ❄️
- 914 نظر کے منتر کا بیان ❄️
- 914 بیمار کے ثواب کا بیان ❄️
- 916 بیماری میں تعویذ منتر کرنے کا بیان ❄️
- 917 بیمار کے علاج کا بیان ❄️
- 918 بخار میں پانی سے غسل کرنا ❄️
- 919 بیماری پرسی اور فال بد کا بیان ❄️
- 920 بالوں کا بیان ❄️
- 922 بالوں میں کنگھی کرنے کا بیان ❄️
- 922 بالوں کے رتھنے کے بیان میں ❄️
- 923 سوتے وقت شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان ❄️
- 925 خدا کے واسطے دوستی رکھنے والوں کا بیان ❄️

- 928 خواب کا بیان ❄
- 930 چوسر یا شطرنج کا بیان ❄
- 931 سلام کا بیان ❄
- 932 یہودی اور نصرانی کے سلام کا بیان ❄
- 932 سلام کی مختلف احادیث کا بیان ❄
- 934 گھر میں جاتے وقت اذن لینے کا بیان ❄
- 936 چھینک کا جواب دینے کا بیان ❄
- 937 تصویروں اور مورتیوں کے بیان میں ❄
- 938 گوہ (سوسار) کھانے کا بیان ❄
- 940 کتوں کے حکم ❄
- 941 کبریوں کا بیان ❄
- 943 چوہا گھی میں پڑے تو کیا کرنا چاہیے اور کھانا بھی آ جائے اور نماز ❄
- 943 جس کی نحوست سے بچنا چاہیے ❄
- 944 جو نام بُرے ہیں اُن کا بیان ❄
- 945 بچنے لگانا اور اس کی مزدوری کا بیان ❄
- 946 پورب کا بیان ❄
- 947 سانپوں کے مارنے کا بیان اور سانپوں کا حال ❄
- 949 سفر کی دعا کا بیان ❄
- 950 اکیلے سفر کرنے کی ممانعت مرد اور عورت کے واسطے ❄
- 952 سفر کے احکام کا بیان ❄
- 953 غلام لونڈی کے ساتھ نرمی کرنا ❄
- 954 غلام لونڈی کی تربیت اور وضع کا بیان ❄
- 955 بیعت کا بیان ❄
- 956 بُری بات چیت کا بیان ❄

- 957 بات سمجھ بوجھ کر کہنا ❄
- 958 بے ہودہ گوئی کی مذمت ❄
- 959 غیبت کا بیان ❄
- 960 زبان کے گناہ کا بیان ❄
- 961 دو آدمی ایک کو چھوڑ کر کاٹنا پھوسی اور سرگوشی نہ کریں ❄
- 962 سچ اور جھوٹ کا بیان ❄
- 963 مال کو برباد کرنے کا (یعنی اسراف کا بیان) اور ذوالوہمین (دو غلے) کا بیان ❄
- 964 چند آدمیوں کے گناہ کی وجہ سے ساری خلقت کا تباہ ہونا ❄
- 965 اللہ سے ڈرنے کا بیان ❄
- 965 بادل گر جنے کے وقت کیا کہنا چاہیے ❄
- 966 رسول اللہ ﷺ کے ترکے کا بیان ❄
- 966 جہنم کا بیان ❄
- 967 صدقے کی فضیلت کا بیان ❄
- 970 سوال سے بچنے کا بیان ❄
- 973 جو صدقہ مکروہ ہے اس کا بیان ❄
- 974 علم حاصل کرنے کا بیان ❄
- 974 مظلوم کی بددعا سے بچنے کا بیان ❄
- 975 نبی ﷺ کے ناموں کا بیان ❄



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

از پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر

امام مالکؒ اور ان کی مَوْطَا

نام و نسب:

آپ کا اسم گرامی مالکؒ اور کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ نسب نامہ یہ ہے مالک بن انس بن عامر بن مالک بن ابو عامر بن عمرو بن الحارث لقب امام دارالہجرہ تھا۔

ولادت باسعادت:

آپؒ ۹۳ یا ۹۵ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

خاندانی حالات:

امام مالکؒ کا خاندان والد کی طرف سے یمن کے قبیلے ذواصج سے تعلق رکھتا تھا اس لیے اصحی کہلائے۔ اور والدہ ماجدہ العالیۃ بنت بن یکار عرب کے مشہور قبیلے ازد سے تعلق رکھتی تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ کا خاندان قبیلہ تمیم کا موالی تھا اور اس وجہ سے کچھ مورخین کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ آپ کا خاندان موالی ہونے کی وجہ سے عجی تھا آزاد کردہ غلام۔ مگر موالی حلیف کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا خاندان قبیلہ تمیم کا حلیف تھا اور آپ کے جد اعلیٰ ابو عامر کا اس قبیلہ میں نکاح ہوا تھا لہذا سسرال ہونے کی وجہ سے اس قبیلہ کے ساتھ آپ کے خاندان کے تعلقات مزید مستحکم ہو گئے تھے۔

آپ کے خاندان میں سب سے پہلے آپ کے جد اعلیٰ ابو عامر مدینہ تشریف لائے اور مسلمان ہوئے۔ اس

وقت آنحضرت ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔ اس لیے انہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل نہیں ہو سکا۔ تاہم انہوں نے یہاں آ کر قبیلہ تمیم میں نکاح کر لیا اور مستقل طور پر مدینہ منورہ ہی میں مقیم ہو گئے۔ یہیں انہوں نے علم حدیث کی تعلیم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حاصل کی۔ امام مالک کے والد محترم اور چچا ابوسہیل نافع ان سے احادیث کی روایت کرتے ہیں۔ آپ کے عم محترم ابوسہیل نافع بہت بڑے محدث تھے وہ مشہور محدث امام زہری کے استاد بھی تھے۔ خود امام مالک کے بڑے بھائی نصر بھی حدیث کے عالم تھے۔

ابتدائی تعلیم:

امام مالک کو بچپن ہی سے علم حدیث کی تعلیم کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ جب آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تو آپ کی والدہ ماجدہ ہی آپ کو اچھے پکڑے پہنا کر اور سر پر عمامہ باندھ کر مدینہ منورہ کے مشہور محدث حضرت ربیعہ کے حلقہ درس میں چھوڑ آئیں۔ یہ قدم ابتدا میں صرف برکت حاصل کرنے کے لیے تھا۔ ورنہ چھوٹی عمر میں امام مالک کے پہلے استاد حضرت ابن ہرزم تھے۔ کیونکہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے پہلے ایک نوعمر طالب علم کے لیے ضروری تھا کہ وہ کسی ایک عالم کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑے تاکہ اس کا علم بچتے ہو سکے۔ امام مالک حضرت ابن ہرزم کی خدمت میں سات سال تک ابتدائی تعلیم حاصل کرتے رہے اور اس عرصے میں کسی دوسرے استاد کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔

اساتذہ:

امام مالک کو مدینہ منورہ سے باہر تحصیل علم کی ضرورت نہ پڑی کیونکہ مدینہ منورہ میں ہی بے شمار محدثین موجود تھے۔ بلکہ حج و عمرہ کے موقع پر دوسرے شہروں کے محدثین کرام بھی مدینہ منورہ زیارت مسجد نبوی کے لیے آتے تھے اور اس موقع سے فائدہ اٹھا کر امام مالک باہر کے جلیل القدر محدثین سے بھی استفادہ کر لیتے تھے۔ ایسے غیر مدنی شیوخ کی تعداد نو ہے اور تمام شیوخ کی تعداد جن سے موطا میں روایت کی گئی ہے۔ سر یہ ۹۳ ہے۔ یہ تعداد دیگر مشہور محدثین کے مقابلے میں نہایت کم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مالک نے اپنے شیوخ کے انتخاب میں بہت ہی احتیاط سے کام لیا ہے۔ حضرت ابن ہرزم کے بعد آپ ربیعہ الرائی، نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور امام زہری کی خدمت میں زیادہ عرصے تک رہے اور ان کے علمی اثرات سے مستفید ہوئے۔ اسی طرح زید بن اسلم، عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص، ہشام بن عروہ، یحییٰ بن سعید الانصاری اور ایوب سختیانی بھی آپ کے اساتذہ میں شامل

ہیں۔ شاہ ولی اللہ نے ان کے شیوخ کی تعداد ۷۵ بتائی ہے۔ چند مشہور اساتذہ درج ذیل ہے:

حضرت ابن ہرمرز:

اس زمانے میں بعض لوگوں کے عقائد میں فرق آ گیا تھا اور کچھ گمراہ فرقتے پیدا ہونے لگے تھے لہذا ایک نو عمر طالب علم کے لیے ضروری تھا کہ وہ گمراہ فرقوں کے بُرے عقائد اور بُرے اثرات سے محفوظ رہے اور امام مالک خوش قسمت تھے کہ انہیں ابتدائی عمر میں حضرت ابن ہرمرز جیسا استاد ملا جو اسلامی عقائد میں بہت پختہ تھے اور ان فرق باطلہ ہائے کی پرزور طریقہ سے تردید کرتے تھے۔ حضرت ابن ہرمرز نے سنہ ۱۱ھ میں وفات پائی تاہم حضرت امام مالکؒ آخر عمر تک ان سے استفادہ کرتے تھے۔

حضرت نافع:

حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے تلمیذ خاص تھے۔ امام مالکؒ کے زمانے میں وہ بوزمے ہو چکے تھے۔ اُن کی بینائی میں بھی فرق آ گیا تھا۔ حضرت نافعؒ نے امام مالکؒ کو ظہر کا وقت دیا تھا جبکہ وہ نماز ظہر پڑھنے کے لیے جاتے تھے تو اس وقت دوپہر کی دھوپ کی شدت برداشت کرتے ہوئے امام مالک اُن کے گھر پہنچتے تھے اس وقت وہ گھر سے نکلتے ہوئے حضرت ابن عمرؓ کی احادیث سنا تے تھے اور اُن کے فتاویٰ سے بھی آپؒ کو آگاہ کرتے تھے۔

امام زہریؒ:

امام زہریؒ جب مدینہ منورہ آ کر مقیم ہوئے تو امام مالکؒ نے ان کا دامن پکڑ لیا اور فرصت کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے احادیث سنتے تھے اور فوراً یاد کر لیتے تھے۔ ایک دفعہ آپؒ عید کی نماز پڑھ کر امام زہریؒ کے گھر گئے اور ان سے چالیس احادیث سن کر فوراً ان کے سامنے دہرا دیں۔ اس پر امام زہری نے بہت تعجب کا اظہار کیا اور ان کے شوق اور قوی حافظہ کو دیکھتے ہوئے انہیں حدیث کی اچھی طرح تعلیم دی اور امام مالک بہت جلد اُن کے شاگرد خاص بن گئے۔

حضرت ربیعہ:

آپ نے حضرت ربیعہ الرائی سے اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی ہے کیونکہ وہ زبردست محدث ہونے کے ساتھ ساتھ مدینہ کے زبردست فقیہ بھی تھے۔ اور اسی وجہ سے ان کے نام کے ساتھ رائی کا لفظ بھی شامل ہو گیا

ہے۔ لہذا امام مالکؒ کے فقہی کمالات کا وہ سرچشمہ تھے اور ان کے فیضِ محبت کی بدولت آپؒ نے مدنی فقہ کے اصول مرتب کیے اور مالکی فقہ کی بنیاد ڈالی۔ آخری زمانے میں آپ کا اپنے استاد ریحۃ الرائی سے اختلاف رائے ہو گیا اور دونوں کے فقہی اصول بھی مختلف ہو گئے تھے۔ تاہم آپ ان کے فقہی کمالات کے معترف رہے۔

تدریسِ حدیث:

آپ علمی حلقوں میں ایک امتیازی شان سے چمکے۔ احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جب تک ستر شیوخ نے اجازت نہ دی مسند تدریس پر جلوہ افروز نہیں ہوئے۔ آغاز شباب میں ہی مدینہ میں تدریس شروع کر دی۔ آپ کو علم حدیث کی تعظیم و اجلال کا بہت خیال تھا۔ مسندِ درس کو زینتِ بخشنے سے پہلے آپ غسل فرماتے، اُجلا لباس پہنتے اور خوشبو لگاتے تھے جب حدیث شروع کرتے تو مجلس پر دو قار کی فضا طاری ہو جاتی تھی اور خوشبو سے دماغ معطر رہتا تھا (۵۶۹)۔ آپ ادب کے ساتھ درس حدیث کے لیے مجلس لگاتے تھے تاکہ سوائے ادب کا شائبہ نہ ہو۔ سامعین خاموشی سے آپ کی بات سنتے۔ آپ اتنے مؤدب تھے کہ ایک دفعہ دورانِ درس حدیث ایک بچھونے آپ کو کئی دفعہ کاٹا۔ درد کی وجہ سے چہرہ متغیر ہو گیا۔ لیکن آپ نے اس وقت تک پہلو نہ بدلا جب تک حدیث رسول ختم نہ ہوئی اور آپ نے موطا لکھ کر اسے مدارِ درس بنایا۔ آپ کا شہرہ دور دور تک پھیلا۔ افریقہ اور اندلس تک کے پرانے اس شمعِ علم کے گرد اکٹھے ہونے لگے۔

عبدالرزاق اور سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی مندرجہ ذیل پیشین گوئی آپ ہی کے حق میں تھی کہ یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل؛ یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم من عالم المدینہ (۵۷۱) (عنقریب وہ زمانہ آئے گا کہ لوگ اونٹوں پر بیٹھ کر منزلیں کاٹیں گے اور عالم مدینہ سے بلند تر عالم کسی کو نہیں پائیں گے)۔ آپ کے حلقہِ درس میں فقیر بے نواسے لے کر شہنشاہِ وقت تک شامل تھے اگر ایک طرف بیچی لیشی اندلسی اسد بن الفران تونسی عبدالاسلام القنونی عرف سخون قیروانی، عبدالرحمان بن قاسم مصری، عبداللہ بن وہب، شعبہ بن عبدالعزیز قیس، اور عبداللہ بن الحکیم ایسے غریب الوطن تھے تو دوسری طرف ہارون الرشید، امین الرشید اور مومنان ایسے شاہِ وقت تھے۔ جنہوں نے آپ کے قدموں میں بیٹھ کر درس حدیث لیا۔ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) نے مجلسِ درس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے: ”جاہ و جلال اور شان و شکوہ سے کاٹا نہ امامت پر بارگاہِ شاہی کا دھوکہ ہوتا تھا، طلباء کا ہجوم مستحکموں کا ازدحام، امراء کا درود علماء کی تشریف آوری، سیاحوں کا گزر، حاضرین کی مؤدب نشست، درخانہ پر سوار یوں کا انبوہ، دیکھنے والوں پر رعب و دو قار طاری کر دیتا تھا۔“

طریقہ تدریس:

صحابہ کرامؓ اور دیگر محدثین کا عام طریقہ تدریس یہ تھا کہ وہ زبانی یا لکھی ہوئی احادیث خود یوں کر لکھواتے تھے اور تلامذہ یا تو لکھ لیتے تھے یا زبانی یاد کر لیتے تھے۔ اس موقع پر اگر بہت بڑا اجتماع ہوتا تو ان کے بلند آواز تلامذہ تھوری تھوڑی دور کھڑے ہو کر شیوخ کی آواز کو دہراتے تھے۔

امام مالک کبھی کبھی یہ طریقہ اختیار کرتے۔ لیکن اکثر آپ شیوخ مدینہ کے طریقہ پر عمل کرتے تھے۔ وہ طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنی احادیث و فتاویٰ کو پہلے خود قلم بند کرتے یا کسی ہوشیار شاگرد سے لکھوا لیتے تھے۔ اس کے بعد جب درس شروع ہوتا تو لکھنے والا شاگرد مجلس درس میں اس کو پڑھا تھا۔ استاد محترم جا بجا احادیث کے مطالب کی تشریح کرتے جاتے تھے۔ اگر کتاب سے اصل لفظ یا متن میں کوئی غلطی ہو جاتی تھی تو اس کی تصحیح کر دی جاتی۔

امام مالک کی مجلس درس میں دور دراز سے تمام اسلامی ممالک کے طلبہ آ کر شریک ہوتے تھے۔ یہاں تک کے شمالی افریقہ سے ایک بڑی تعداد آ کر شامل ہوئی۔ افریہ اور اندلس کے لوگ بھی آپ کے درس میں شامل ہوئے اور ان کی بدولت مالکی مذہب ان علاقوں میں رائج ہو گیا۔ اس کے علاوہ مشرقی ممالک میں بھی آپ کا علمی فیض دور دراز علاقوں تک پہنچا۔

شاگرد:

امام صاحب کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ حافظ ابن کثیر اور امام ذہبی نے لکھا ہے کہ آپ کے شاگردوں کا شمار ناممکن ہے کیونکہ انہوں نے ۲۶ سال تدریس کی ہے۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں چند درج ذیل ہیں:

حضرت یحییٰ بن یحییٰ:

اندلس کے شہر قرطبہ میں داخل ہوئے اور وہاں سکونت اختیار کی اور زیادہ بن عبد الرحمان النخعی معروف شیطان قرطبی سے ”موطا“ کی سماعت کی اور یحییٰ بن مضر اندلس سے بھی سماعت کی۔ پھر ۲۸ سال کی عمر میں مشرق کی طرف سفر کیا اور امام مالک سے ”موطا“ کی (کتاب الاعتکاف کے علاوہ) سماعت کی۔ امام مالک آپ کو عاقل الاندلس کے نام سے پکارتے تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ایک دفعہ امام مالک طلباء کی جماعت کے ساتھ بیٹھے تھے کہ کسی کی آواز آئی یا تھی آ گیا ہے تو تمام حاضرین مجلس دیکھنے گئے صرف یحییٰ بیٹھے رہے تو امام مالک نے پوچھا تو دیکھنے کیوں نہیں گیا۔ اندلس میں یہ نہیں ہوتے۔

یحییٰ نے جناب دیا میں اپنے ملک سے آپ کو دیکھنے اور آپ کی رہنمائی و تعلیم حاصل کرنے آیا ہوں ہاتھی

دیکھنے نہیں آیا۔ اس پر امام مالکؒ نے ان کا نام عاقل اہل اندلس رکھا۔ انہوں نے ۲۳۳ھ میں وفات پائی۔

www.KitaboSunnat.com

ابو محمد عبداللہ بن وہب:

۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے کے اماموں میں سے تھے۔ امام مالکؒ کی صحبت میں ۲۰ سال رہے اور الموطا الکبیر اور الموطا الصغیر لکھی۔ امام مالکؒ آپ کے متعلق فرماتے تھے عبداللہ بن وہب امام ہے۔ امام مالکؒ کی طرف ۱۲۸ھ میں سفر کیا اور ان کی صحبت میں وفات تک رہے اور ۱۹۷ھ میں فوت ہوئے۔
عبدالرحمن بن القاسم:

۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ امام مالکؒ کی صحبت میں ۲۰ سال رہے۔ اصحاب مالک نے امام مالکؒ کی وفات کے بعد ان سے استفادہ کیا۔ مالکی مذہب کی فقہ ”المدونہ“ تصنیف کی۔ جو کہ مالکی مذہب کی بڑی کتب میں سے ہے۔ ۱۹۱ھ میں وفات پائی۔

ابو عبدالرحمن، عبداللہ بن مسلمہ قعنبی:

امام مالکؒ سے علم حدیث حاصل کیا۔ ان کے ثقہ شاگردوں میں سے تھا۔ یہ بھی موطا کے راویوں میں سے ہے۔ انہیں کثرت عبادت کی وجہ سے ”الراہب“ کے نام سے پکارتے تھے۔ بصرہ میں ۲۲۱ھ میں جمعہ کے روز فوت ہوئے۔

فقہ و فتاویٰ:

حضرت امام مالکؒ نے فتویٰ دینے کا کام اس وقت شروع کیا جبکہ مدینہ منورہ کے ستر علمائے عظام نے آپ کی قابلیت کا اعتراف کیا اور آپ کو فتویٰ دینے کی اجازت دی۔ آپ کے فتاویٰ کی بنیاد احادیث نبوی ﷺ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور مدینہ کے فقہائے سبعہ کے فتاویٰ پر مبنی ہے۔ آپ نے جب فتویٰ دینا شروع کیا تو تمام اسلامی ممالک سے آپ کے پاس فتوے آنا شروع ہو گئے اور بہت جلد آپ مدینہ منورہ کے مفتی بن گئے۔ یہاں تک کہ جب آپ مکہ معظمہ حج کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو اس وقت حکومت کی طرف سے اعلان ہوتا تھا کہ ”امام مالک اور شیخ ابن ابی ذئب کے سوا کوئی فتویٰ نہ دے“۔ اس اعلان کی حج کے موقع پر اس لیے ضرورت ہوتی تھی کہ پوری دنیائے اسلام سے علمائے کرام اور دیگر مسلمان حج کے موقع پر جمع ہو جاتے تھے۔ ایسے موقع پر مختلف علمائے کرام کے فتاویٰ کے اختلاف و انتشار کا اندیشہ ہوتا تھا۔

جبری طلاق کا مسئلہ:

حکومت کی اس قدروانی کے باوجود امام مالکؒ نہایت آزادی اور بے باکی کے ساتھ حکومت کی پالیسی کے خلاف بھی فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں عباسی خاندان کی نئی نئی حکومت قائم ہوئی تھی اور بعض موقعوں پر نئی حکومت نے جبراً لوگوں سے اپنی حمایت میں بیعت حاصل کی تھی۔ حکومت کی پالیسی یہ تھی کہ جبراً اور زبردستی طلاق دینے کے مسئلہ میں اس قسم کا فتویٰ دیا جائے کہ جبری طلاق بھی واقع ہو جائے گی۔ حکومت اس معاملے میں اس لیے مداخلت کر رہی تھی کہ اس زمانے میں حکومت کے خلاف بغاوتیں ہو رہی تھیں اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ جبری بیعت کے خلاف بھی علماء فتویٰ دیں۔

جب خلیفہ منصور کا چچا زاد بھائی جعفر بن سلیمان عباسی مدینہ منورہ کا حاکم ہوا تو اس نے امام مالکؒ کو حکم دیا کہ وہ جبری طلاق کے بارے میں فتویٰ نہ دیں۔ مگر امام مالکؒ حق و صداقت کے اصولوں اور اپنے ضمیر کے مطابق جبر یہ معاملہ کے عدم حجت کا فتویٰ دیتے رہے۔

مدینہ کا حاکم جعفر اس بات پر بہت ناراض ہوا اور اس نے حکم دیا کہ امام مالکؒ کو ستر کوڑے مارے جائیں۔ چنانچہ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ جس سے امام مالکؒ کی پیٹھ بولہبان ہو گئی اور دونوں ہاتھ موٹھے سے اتر گئے۔ اس کے بعد جعفر نے اونٹ پر بٹھا کر تشہیر کرائی۔ جب امام مالکؒ اس بری حالت میں مدینہ کے بازاروں اور گلیوں میں سے گزر رہے تھے تو آپؒ نے بلند آواز میں فرمایا: ”من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا مالک بن انس اقول: لیس الطلاق المکرہ بنی“ (جو مجھے جانتا ہے وہ پہچانتا ہے اور جو واقف نہیں ہے وہ جان لے میں مالک بن انس ہوں۔ میں فتویٰ دیتا ہوں کہ جبری طلاق صحیح نہیں ہے)۔

نفس زکیہ کی حمایت:

امام مالکؒ نے شرعی معاملات میں ہمیشہ حق و صداقت کی آواز بلند کی اور اس کے مقابلے میں اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ چنانچہ جب ۱۳۵ھ میں فاطمی سادات کے معزز فرد محمد نفس زکیہ (م ۱۳۵ھ) نے علم بغاوت بلند کیا تو اکثر لوگوں نے ان کا ساتھ دیا۔ جس میں علماء اور محدثین کی کافی تعداد تھی۔ امام مالکؒ نے بھی اس موقع پر فتویٰ دیا کہ ”خلافت نفس زکیہ کا حق ہے“۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ ”ہم منصور کی بیعت پر حلف اٹھا چکے ہیں“۔ امام صاحبؒ نے فرمایا: ”منصور نے جبراً بیعت لی ہے اور جو کام زبردستی کیا جائے شریعت کے نزدیک صحیح نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اگر جبراً کسی سے طلاق دلائی جائے تو واقع نہیں ہوگی۔“

کتاب فقہ:

امام مالکؒ تقریباً ساٹھ برس تک مستقل فقہ و فتاویٰ میں مشغول رہے۔ اس طرح انہوں نے مالکی فقہ کی بنیاد ڈالی۔ موطا مالک کے علاوہ وہ خود اپنے مسلک کی فقہ کو مدون نہ کر سکے۔ تاہم ان کے متعدد تلامذہ نے ان کی طویل صحبت میں رہ کر فقہ کی کتب مرتب کی ہیں۔ سب سے پہلے مالکی فقہ کی کتاب افریقہ کے قاضی اسد بن فرات کی ہے جو اسدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد سب سے ضخیم فقہ کی کتاب ان کے دوسرے شاگرد ابن قاسم (ت ۱۹۱ھ) نے مدون کی جس کا نام ”المدونہ“ ہے جو خود امام مالکؒ کی زندگی ہی میں مدون ہو رہی تھی۔

ابن القاسم نے امام مالک کی صحبت میں رہ کر ان کے فتوؤں کے جوابات مدون کیے تھے اور ان کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ انہیں امام مالکؒ کے چالیس ہزار مسائل زبانی یاد تھے۔ تیسری کتاب آپ ﷺ کے مصری شاگرد ابن وہب (ت ۱۹۷ھ) نے تحریر کی۔ اس کتاب کا نام ”کتاب الجالسات عن مالک“ ہے۔ حضرت امام مالکؒ کی فقہ کی بنیاد فقہاء صحابہ یعنی ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ اور فقہاء اسلام یعنی کبار تابعین حضرات کے اجتہادات پر ہے۔ درج ذیل فقہاء کی آراء کو آپ زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

- 1- سعید بن مسیب (م ۱۰۱ھ)
- 2- سالم بن عبد اللہ (م ۱۰۲ھ)
- 3- ابوبکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام (م ۹۴ھ)۔
- 4- عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود (م ۱۰۱ھ)۔
- 5- قاسم بن محمد بن ابی بکر (م ۱۰۱ھ)۔
- 6- سلیمان بن یسار (م ۱۰۷ھ)۔
- 7- خارجہ بن زید (م ۹۹ھ)۔

ان کے علاوہ صفارتا تابعین مثلاً زہری وغیرہ کے اجتہادات بھی امام مالک کے مذہب کی بنیاد ہیں۔

تقویٰ:

امام مالکؒ درس و افتاء کے بعد تمام وقت عبادت الہی اور تلاوت قرآن مجید میں صرف فرماتے تھے۔ بالخصوص جمعہ کی ساری رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اسی طرح ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو بھی ساری رات عبادت اور تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔

حب مدینہ:

آپ کو مدینہ سے غایت درجہ محبت تھی۔ سفر حج کے علاوہ کبھی مدینہ سے باہر نہیں نکلے، منصور نے بغداد میں سکونت کے لیے درخواست کی پذیرائی نہ ہوئی۔ مہدی نے تین ہزار دینار بھیجے اور کہا بھجیا کہ بغداد کا عزم کیجیے۔ فرمایا "اشرفیاں اسی طرح رکھی ہیں، جی چاہے تو لے جاؤ مگر مالک سے مدینہ نہیں چھوٹ سکتا"۔ حرمت مدینہ کا آپ کو اس قدر خیال تھا کہ آپ کے اصطلب میں کئی گھوڑے ہونے کے باوجود آپ پیدل چلتے تھے۔ کسی کے استفسار پر آپ نے فرمایا: "مجھے حیا آتی ہے کہ جس مبارک شہر میں نبی اکرم ﷺ کا جسد اطہر ہو، میں اس میں سوار ہو کر چلوں"۔

اخلاق حسنہ:

امام مالکؒ فیاض اور سخی بھی تھے اور مہمان نواز بھی۔ تاہم آپ کی فیاضی اور مہمان نوازی طالبان علم پر بہت زیادہ ہوتی تھی۔ بالخصوص اپنے ہونہار طالب علم امام شافعی پر بے حد مہربان تھے۔ تنگدست طلبہ اور اہل علم کی مالی امداد کرنا آپ کا عام معمول تھا۔ خودداری اور باوقار زندگی کے ساتھ آپ حلم و عفو کی صفات سے بھی متصف تھے اور صبر و استقلال کے ساتھ نیکی کے راستے میں سب تکالیف برداشت کرتے تھے۔ آپ نے حق و صداقت کی راہ میں کوڑوں کی سزا برداشت کی۔ آپ خودداری اور قدرت تھے کہ خلفاء و امراء کے آستانوں پر نہیں گئے اور ان کی بار بار فرمائشوں کے باوجود بھی تعلیم و تدریس کے لیے ان کے گھر میں نہیں گئے اور انہوں نے علماء کے وقار اور احترام کو باقی رکھا۔

امام مالک خلفاء اور امراء سے زیادہ علماء اور فقہاء کرام کی عزت کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید آئے تو اس کو مند سے نیچے بیٹھنا پڑا۔ لیکن ایک بار امام ابوحنیفہ تشریف لائے تو امام مالک نے ان کے لیے اپنی چادر فرش پر بچھائی اور ان کی بے حد تعظیم و تکریم کی۔ آپ اپنے نامور شاگردوں کا بھی استقبال کرتے تھے اور ان سے بے حد محبت کرتے تھے۔

نفاست پسندی:

اعلیٰ اخلاق کے ساتھ آپ صفائی پسند تھے اور ہر چیز میں صفائی کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔ ہمیشہ نفیس اور عمدہ پوشاک زیب تن فرماتے۔ یمن، مصر اور خراسان سے عمدہ عمدہ کپڑے منگواتے تھے۔ آپ خوشبو کا استعمال ہمیشہ کرتے تھے۔ عود کی انگلیٹھیاں ہمیشہ جلتی رہتی تھیں اور کپڑے خوشبوؤں میں بے رہتے تھے۔ جس گلی سے ایک

بارگزر جاتے دیر تک اس میں خوشبو پھیلی رہتی۔

تصنیفات:

امام مالک کی اپنی اور ان کی طرف منسوب تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

- | | |
|----------------------------|----------------------------|
| 1- مؤطا | 2- رسالۃ مالک الی الرشید |
| 3- احکام القرآن | 4- المدونۃ الکبریٰ |
| 5- رسالۃ مالک الی ابن مطرف | 6- رسالۃ مالک الی ابن وہب |
| 7- کتاب الاقضیۃ | 8- کتاب المناسک |
| 9- تفسیر غریب القرآن | 10- تفسیر القرآن |
| 11- کتاب المسائل | 12- کتاب المجالسات عن مالک |

امام مالک کے متعلق دیگر محدثین کی آراء:

- 1- امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب علما کا ذکر کیا جائے تو امام مالک ستارے ہیں۔
- 2- قال ابن عیینہ: ما کان اشد انتقاد مالک للرجال واعلمہ بشانہم (ابن عیینہ کہتے ہیں: امام مالک سے لوگوں پر نقد اور واقفیت میں کوئی بڑھ کر نہ تھا)۔
- 3- قال ابن معین: مالک من حجج اللہ علی خلقہ (ابن معین کہتے ہیں مالک مخلوق کے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں)۔
- 4- قال ابن سعد: کان مالک ثقة ماموناً ثبتاً ورعاً فقیہاً عالمأ حجة (ابن سعد کہتے ہیں: مالک ثقہ امین، نیک، فقیہ اور عظیم عالم تھے)۔
- 5- قال ابن ہرمرز لجاریتہ یوماً: من بالباب؟ فلم تر الا مالکاً فذکرت ذلك له فقال: دعیہ فانہ عالم الناس (ایک دن ابن ہرمرز نے لونڈی سے پوچھا کہ دروازے پر کون ہے؟ اس نے کہا امام مالک کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا اور ابن ہرمرز سے کہہ دیا تو انہوں نے کہا انہیں آنے دیں کہ وہ لوگوں میں سب سے بڑے عالم ہیں)۔
- 6- ابن خیاط کہتے ہیں:

یدع الجواب فلا یراجع ہیبة
نور الوفاق وعز سلطان التقی
والسائلون نواکس الاذقان
فہو المہیب ولیس ذا سلطان

(جواب چھوڑ دیتے ہیں ان کی ہیبت کی وجہ سے ان سے مراجعت نہیں کی جاتی۔ سوال کرنے والے سرخم کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔ وقار کی روشنی اور تقویٰ کے غلبے کی عزت ہے۔ وہ صاحب ہیبت ہیں اگرچہ حکمران نہیں ہیں)۔

- 7- عبدالرحمن بن مہدی کا قول ہے: ”اس زمین پر حدیث رسول ﷺ کا حضرت امام مالک سے زیادہ کوئی امین نہیں اور نہ ہی کوئی صحت حدیث میں سے ان سے سبقت لے گا“۔
- 8- ابن مبارک نے فرمایا: اگر مجھ سے کہا جائے کہ امت کے لیے امام منتخب کرو تو میں امام مالک کو منتخب کروں گا۔
- 9- حضرت امام بخاری نے فرمایا ہے: ”میرے نزدیک امام مالک، زہری سے نقل کرنے میں سب سے زیادہ ثقہ ہے“۔
- 10- علی بن مدینی حضرت امام مالک کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے ہیں۔

وفات:

آخری سالوں میں آپ بہت نحیف ہو گئے تھے۔ مگر بدنی نقاہت قلبی اور روحانی قوت کے ضعف کا سبب نہ بن سکی۔ گھلتے ہوئے بدن کو بھی علم حدیث کی خدمت سے فرصت نہ دی۔ آپ نے ربیع الاول ۱۷۹ھ میں انتقال فرمایا۔

”يَأْتِيهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ أَرْجَعِي إِلَى رَبِّكَ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي“
(اے نفس مطمئنہ چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو خوش اور پسندیدہ ہے شامل ہو جا میرے نیک بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں)۔

جنازہ میں خلق عظیم نے شرکت کی، امیر مدینہ عبداللہ بن محمد ہاشمی نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں آخری آرام گاہ آباد فرمائی۔ حضور ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم کے پہلو میں دفن ہوئے۔

مَوْطَا اِمَامِ مَالِكِ

مَوْطَا:

لفظ مَوْطَا ”توطیہ“ کا مفعول ہے۔ صاحب قاموس نے اس کے معنی روندنے، تیار کرنے اور نرم و سہل بنانے کے بیان کیے ہیں۔ ”مَوْطَا“ کے لغوی معانی ”روندا ہوا“ تیار کیا ہوا نرم اور سہل بنایا ہوا“ ہیں۔ یہ تمام معانی بطور استعارہ کے یہاں مراد لیے جاسکتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۷۶۱ھ) فرماتے ہیں: موطا کے لغوی معنی روندے ہوئے یا چلے ہوئے کے ہیں اور مجازی معنی یہ ہیں کہ جس پر عام ائمہ اور علماء اور اکابر چلے ہوں اور جس کو ان سب کی آراء نے روند اور پامال کیا ہو۔ یعنی سب نے اس کے متعلق گفتگو کی ہو اور اس سے اتفاق کیا ہو۔

”موطا“ اس راستہ کو کہتے ہیں جس پر لوگ بکثرت گزرتے ہیں۔ سنت کے معنی بھی راستہ کے ہیں جس پر آنحضرت ﷺ گزرے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گزرے۔ غرض موطا کا لفظ اپنی حقیقت کا خود مفسر ہے کہ یہ ان مسائل پر مشتمل ہے جن پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل رہا ہے اور جمہور سلف جن پر چلے۔

تعارف موطا:

یہ کتب خانہ اسلام کی وہ پہلی کتاب بتائی جاتی ہے جو قرآن مجید کے بعد سب سے پہلے باقاعدہ طور پر فقہی ترتیب سے مبوب و مرتب ہو کر منصفہ شہود پر آئی۔ علامہ ابو بکر ابن العربی فرماتے ہیں: ”الموطا هو الاصل الاول واللباب و کتاب البخاری هو الاصل الثانی فی هذا الباب و علیہا بنی الجمیع کمسلم و الترمذی (موطا ہی نقش اول اور بنیادی کتاب ہے بخاری کی حیثیت تو اس باب میں نقش ثانی کی ہے اور انہی دونوں کتابوں پر مسلم و ترمذی جیسے بعد کے مؤلفین نے اپنی کتابوں کی بنا رکھی)۔ علامہ ذہبی موطا کا تعارف یوں کراتے ہیں: ”ان للموطا لوقعا فی النفوس و مہابة فی القلوب لا یوازیہا شیء (اس میں کوئی شک نہیں کہ دلوں میں موطا کی ایسی تاثیر اور قلوب میں ایسی ہیبت ہے جس کا مقابلہ کوئی اور چیز نہیں کر سکتی)۔“

موطا درحقیقت احادیث مدینہ کا مجموعہ ہے جس کو امام دارالہجرت مالک بن انس نے جمع کیا ہے اسی لیے نواب صدیق حسن خان نے ابو زرہ کا یہ قول نقل کیا ہے: ”و این وثوق و اعتماد بر کتب دیگر نیست“ (اور ایسا وثوق اور اعتماد دوسری کتب پر نہیں کیا جاسکتا)۔ معلوم ہوا کہ یہ مجموعہ وثوق و اعتماد میں تمام کتابوں میں فوقیت رکھتا ہے۔

امام مالک کے عہد میں فقہ وحدیث کی تدوین کا آغاز ہو گیا تھا۔ خود مدینہ منورہ میں بعض علماء کو یہ احساس ہوا کہ ان اسلامی مسائل و احکام کو جن پر اہل مدینہ کا اتفاق ہے ایک کتاب میں جمع کر دیا جائے۔ چنانچہ امام مالک کے معاصر اور قدیم ہم درس عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمۃ الماشون نے ایسی کتاب مرتب کی تھی مگر اس کتاب میں احادیث نہیں لکھی گئی تھیں بلکہ انہوں نے اپنی طرف سے مدنی فقہاء کے متفقہ مسائل و احکام کو قلم بند کر دیا تھا۔ جب امام مالک کو یہ کتاب دکھائی گئی تو آپ نے اسے پسند فرمایا اور دل میں عزم کر لیا: ”اگر میں ایسی کتاب لکھتا تو پہلے احادیث تحریر کرتا۔ اس کے بعد اپنی رائے بیان کرتا“۔ اس قول سے پتہ چلتا ہے کہ امام مالک کے ذہن میں

ایسی کتاب تالیف کرنے کا خاکہ پہلے سے موجود تھا۔ جس میں احادیث کے ساتھ ساتھ فقہی مسائل اور علمائے مدینہ کے احکام و فتاویٰ کو بھی شامل کیا جائے۔ لہذا آپ نے اس کے مطابق مَوْطَا لکھنا شروع کی۔ ایک قول کے مطابق خلیفہ منصور نے کہا: اے ابو عبد اللہ (امام مالکؒ) اس علم کو ملاؤ اور ایک کتاب مدون کرو۔ اس کتاب میں فقہی ابواب کے مطابق پہلے مستند احادیث تحریر کی گئی ہیں اس کے بعد اگر کسی رائے کی ضرورت ہوتی تو امام مالک اپنی رائے بیان فرمادیتے اور اس مسئلہ کے بارے میں فقہائے مدینہ کا عمل بھی بیان فرماتے ہیں۔

گمان غالب ہے کہ مَوْطَا آپؒ کی وفات سے تقریباً چالیس سال پہلے ۱۳۹ھ یا ۱۴۰ھ میں تحریر کی گئی تھی۔ اس وقت خلیفہ منصور عباسی کا زمانہ تھا۔ جب ۱۴۴ھ میں منصور نے آخری حج کیا تو اس وقت آپ کی کتاب مَوْطَا مشہور اور متداول ہو چکی تھی۔ منصور نے اسے تمام اسلامی ممالک میں ایک مکمل اور واحد اسلامی ضابطہ قانون کی حیثیت سے رائج کرنا چاہا مگر امام مالک نے اس کی مخالفت کی اور اسلامی فقہ کے دائرے کو تنگ کرنا پسند نہیں کیا۔ آپؒ کے نزدیک حدیث بیان کرنے والوں کا معیار بہت بلند تھا۔ حدیث کے راویوں کے بارے میں آپ کا قول یہ ہے۔ ”ایسے چار قسم کے اشخاص سے علم حاصل نہ کیا جائے:

1- جو بے وقوف اور کم عقل ہو۔

2- جو بدعتی اور نفسانی خواہش کے پیچھے چلتا ہو۔

3- جو روزمرہ کی نجی گفتگو میں جھوٹ بولتا ہو۔ خواہ اس پر جھوٹی احادیث بیان کرنے کا الزام بھی نہ ہو۔

4- ایسا عابد و زاہد جو اپنی عبادت میں مستغرق ہونے کی وجہ سے حدیث کو سننے اور روایت کرنے کے طریقے نہ جانتا ہو۔ انہی اصولوں کی بنا پر آپؒ محمد بن اسحاق صاحب المغازی کی روایت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔

مَوْطَا کا کتب حدیث میں مقام:

جمہور علماء نے طبقات کتب حدیث کے اندر طبقہ اولیٰ میں مَوْطَا مالک کا شمار کیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہما اللہ نے کتب حدیث کے پانچ طبقات قائم کیے ہیں جن میں مَوْطَا کو طبقہ اولیٰ میں رکھا ہے بلکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مَوْطَا کو تمام کتابوں میں مقدم و افضل سمجھتے ہیں اپنی مشہور کتاب مصنفی شرح مَوْطَا کے مقدمہ میں اس کی ترجیح کے دلائل و وجوہ کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے اور حجۃ اللہ البالغہ میں بھی فرماتے ہیں:

واتفق اهل الحديث على ان جميع ما فيه صحيح على رأى مالك ومن وافقه وأما على رأى غيره

.....

الوجه (محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کتاب کی تمام روایات امام مالکؒ اور ان کے موافقین کی رائے میں صحیح ہیں اور دوسروں کی رائے بھی اس سلسلے میں یہی ہے کہ موطا کی مرسل و منقطع روایات کی سند دوسرے طرق سے متصل ہے پس اس میں کوئی شبہ نہ رہا کہ اس اعتبار سے وہ سب صحیح ہیں)۔

صاحب مقارح السعادة نے بیان کیا ہے کہ اس کا درجہ ترمذی کے بعد ہے مگر صحیح یہ ہے کہ مسلم کے بعد تیسرے درجہ پر اس کو رکھنا چاہیے۔ موطا کی صحت و مرتبہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام شافعیؒ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں: ما علی ظہر الارض کتاب بعد کتاب اللہ اصح من کتاب مالک (روئے زمین پر کتاب اللہ کے بعد موطا مالکؒ سے زیادہ صحیح کتاب کوئی نہیں ہے) اگرچہ کچھ علماء کہتے ہیں: "انما قال ذلك قبل وجود کتاب البخاری و مسلم" (امام موصوف کا یہ قول بخاری و مسلم کی کتابوں کے عالم وجود میں آنے سے پہلے کا ہے)۔

مَوْطَا کی روایات:

امام مالکؒ کی موطا حدیث و فقہ کی مشترک کتاب ہے کیونکہ اس کی تدوین میں آپ نے ایک نر الا طریقہ اختیار کیا ہے۔ آپ نے اس کتاب کو فقہی ابواب پر مرتب کیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ مختلف مسائل کو ثابت کرنے کے لیے مرسل اور موقوف احادیث بھی بکثرت بیان کرتے ہیں نیز فقہی مسائل کی تفصیل کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ کا بھی بکثرت حوالہ دیتے ہیں اور بعض احادیث کو سند کے بغیر بھی روایت کرتے ہیں۔ جنہیں بلاغات کہا جاتا ہے۔

مرسل اور موقوف احادیث کو بکثرت بیان کرنے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ ان کے زمانے میں علم حدیث کے اصول مدون نہیں ہوئے تھے نیز امام مالکؒ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان راویوں کی کڑی و وسیع زنجی اس لیے وہ مسلم اور جلیل القدر راویوں کی مرسل احادیث کو بھی قبول کر لیتے تھے۔ اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ موطا کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ کیونکہ جو احادیث سند کے بغیر ہیں یا مرسل ہیں اور متصل نہیں ہیں ان کی بھی صحیح اسناد اور مکمل سلسلہ روایت کو دوسرے راویوں کے ذریعے معلوم کر لیا گیا ہے۔

تعداد روایات:

پہلے موطا میں دس ہزار احادیث تھیں۔ مگر امام صاحب نے اکثر احادیث کو قلم زد کر دیا اب ۷۲۰۷۰ باقی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

۶۰۰	مندرفوع
۲۲۲	مرسل
۶۱۳	موقوف
۲۸۵	تابعین کے اقوال و فتاویٰ
<hr/>	
(۶۲۳)	میزان: ۱۷۲۰

خصوصیات: موطا مالک کی چند نمایاں خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

- 1- موطا حدیث کے ساتھ فقہ کی کتاب بھی ہے۔ یہ فقہی ابواب میں منقسم ہے۔ اس میں صرف فقہی احادیث ہیں۔ یعنی جن کی غرض احکام سے ہے۔ اس میں تفسیر، مناقب اور زہد وغیرہ کے ابواب نہیں ہیں۔
- 2- موطا میں کوئی موقوف صحابی یا اثر تابعی نہیں ہے۔ جس کا ماخذ کتاب و سنت نہ ہو۔
- 3- شہرت کا جہاں تک تعلق ہے۔ ایک جم غفیر نے حضرت امام مالکؒ سے روایت کیا ہے جن میں خلیفہ ہارون الرشید، امین مہدی، مؤتمن اور مجتہدین میں سے حضرت امام محمد بن حسینؒ بلا واسطہ اور امام احمد بن حنبلؒ اور ابو یوسفؒ بلا واسطہ اور محدثین کا تو حصر ہی نہیں اور صوفیا میں سے ذوالنون مصری وغیرہ اور اہل مصر، شام، عراق، یمن اور اہل خراسان کی ایک کثیر تعداد شامل ہے۔

موطا کی مقبولیت:

موطا کو تصنیف کے وقت سے اب تک قبولیت دوام حاصل ہے۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں: ان الموطا لوقعا فی النفوس و مہابة فی القلوب لا یوازہا شیء (بلاشبہ موطا کی دلوں میں جو وقعت اور قلوب میں جو ہیبت ہے اس کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی)۔

حافظ ابن حبان "کتاب الثقات" میں لکھتے ہیں: کان مالک اول من انتقی الرجال من الفقہاء بالمدينة و اعرض من لیس بثقة فی الحدیث و لم یکن یروی إلا ما صح و لا یحدث إلا عن ثقة (امام مالک فقہائے مدینہ میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے روایت کے بارے میں تحقیق سے کام لیا اور جو شخص حدیث میں ثقہ نہ تھا اس سے اعراض کیا۔ وہ صحیح روایات کے علاوہ نہ تو کچھ روایت کرتے نہ کسی غیر ثقہ سے کچھ بیان کرتے)۔

ابوزرعہ رازی موطا کی صحت کے بارے میں رقمطراز ہیں: لو حلف رجل بالطلاق علی احادیث

مالک فی الموطا انها صحاح لم یبحث (اگر کوئی شخص اس بات پر اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حلف اٹھائے کہ موطا میں امام مالک کی جو حدیثیں ہیں وہ صحیح ہیں تو وہ حائث نہیں ہوگا)۔ کیونکہ موطا کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ محدث مبارک بن محمد المعروف ابن الاثیرؒ (ت ۶۰۶ھ) نے اپنی مشہور کتاب ”جامع الاصول“ میں موطا کو صحاح ستہ میں شمار کیا ہے اور یہ رائے محدث رزین کی ہے۔ اس لیے اس کتاب میں ابن ماجہ کے حوالہ سے کوئی روایت درج نہیں ہے۔

حافظ ابو جعفر بن زبیر غرناطیؒ لکھتے ہیں: اولی ما أرشد إليه ما اتفق المسلمون على عتماده وذلك الكتب الخمسة والموطا الذي تقدمها وضعا ولم يتأخر عنها رتبة (جو کچھ بتایا گیا ہے ان سب میں اولیٰ وہ کتابیں ہیں جن کے اعتماد پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اور یہ کتب خمسہ ہیں اور موطا وہ ہے جو تصنیف میں ان سے مقدم ہے اور رتبہ میں کم نہیں ہے)۔

حضرت شاہ ولی اللہ موطا کی ”شرح المصفیٰ“ کے دیباچے میں لکھتے ہیں: ”موطا کو تمام کتب احادیث پر فضیلت حاصل ہے۔ فضیلت مصنف کے اعتبار سے، التزام صحت سے، شہرت و قبولیت احادیث کی وجہ سے ہے۔ حسن ترتیب کے مد نظر یہ کتاب بے نظیر ہے۔ ائمہ مذاہب و تاج تابعینؒ میں سے کسی کی کوئی تصنیف موطا کے علاوہ آج موجود نہیں۔ موطا کے مقابلے میں کوئی دوسری کتاب نہیں کہ محدثین اس کی قدر و منزلت پر ویسے ہی متفق ہوں“۔

موطا صحاح ستہ میں کیوں شامل نہیں:

عام طور پر ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موطا جب صحت کے انتہائی درجہ پر ہے تو پھر یہ صحاح ستہ میں کیوں شامل نہیں؟ اس کی کئی وجوہات ہیں وہ درج ذیل ہیں:

- 1- موطا میں مرسل احادیث کی کثرت ہے۔
 - 2- فقہی اقوال اس کثرت سے ہیں کہ یہ حدیث سے زیادہ فقہ کی کتاب معلوم ہوتی۔
 - 3- موطا کو صحاح ستہ میں شاید اس لیے شامل نہیں کیا گیا کہ اس کی تمام مرفوع احادیث صحیح بخاری میں آچکی ہیں۔ بعض لوگوں نے موطا کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے۔ جیسے ابوالحسن رزینؒ نے ”التجرید الصحاح والسنن“ میں اور ابن الاثیرؒ نے ”جامع الاصول“ میں موطا کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے۔
- نسخوں میں اختلاف:

مصر شمالی افریقہ اور اندلس سے بے شمار طلبہ آپ سے تعظیم حاصل کرنے کے لیے آئے اور پھر انہوں نے

مَوْطَا اِمَامِ مَالِكٍ

واپس جا کر مالکی فقہ کو رائج کیا۔ یہ طلبہ اپنے ساتھ موطا کے جو نسخے لے گئے تھے۔ ان میں حدیثوں کی تعداد میں بہت اختلاف ہے۔ کیونکہ کچھ تلامذہ کے پاس ابتدائی زمانے کے نسخے تھے اس وقت موطا کی احادیث کی تعداد زیادہ تھی۔ مگر بعد میں امام مالکؒ بعض احادیث کو حذف کرتے تھے۔ جن کی صحت کے بارے میں اُن کو پورا یقین اور اعتماد نہ تھا۔ وہ ہر سال کچھ نہ کچھ احادیث کم کرتے رہتے تھے لہذا جو طلبہ پہلے آئے تھے اُن کے پاس احادیث کا مجموعہ زیادہ تھا اور جو بعد میں آئے انہیں کم تر احادیث کا مجموعہ ملا۔ اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے اگر زندہ رہتے تو مزید احادیث نکالتے رہتے۔

تعداد کے اختلاف اور احادیث کی کمی بیشی کی وجہ سے موطا کے سولہ (۱۶) جداگانہ نسخے ہیں۔ ان میں ابواب کی ترتیب میں بھی فرق ہے تاہم اکثر احادیث یکساں ہیں۔ موطا امام مالکؒ کا جو نسخہ آج کل رائج ہے اور مطبوعہ حالت میں دستیاب ہے وہ امام مالکؒ کے ممتاز شاگرد یحییٰ بن یحییٰ العمودوی المیشی کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ وہ شمالی افریقہ کی بربر نسل سے تھے اور وہیں کے رہنے والے تھے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد انڈس گئے اور وہاں موطا کا درس دیا۔ شیخ یحییٰ بن یحییٰ کی پیدائش ۱۵۲ھ میں اور وفات قرطبہ میں ۲۳۳ھ میں ہوئی۔ وہ انڈس کے قاضی القضاة تھے۔ انڈس کے حکام ان کے زیر اثر تھے اور انڈس کے تمام قاضی انہی کے مشوروں کے مطابق مقرر ہوتے تھے۔ موطا امام مالکؒ کا دوسرا نسخہ ان کے مصری شاگرد عبد اللہ بن وہب کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ یہ امام مالکؒ کے قدیم شاگرد تھے اور بیس سال تک آپ کی صحبت میں رہے۔ انہوں نے مصر میں مالکی فقہ کو رائج کیا اور فقہ مالکی کی تدوین میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی وفات ۱۹۷ھ میں ہوئی۔ امام مالک کے تیسرے شاگرد ابو مصعب کا نسخہ اس لحاظ سے مشہور ہے کہ اس میں بقول ابن حزمؒ ایک سو احادیث زائد ہیں۔

مَوْطَا کی شروع و تعلیقات :

موطا کی شہرت کی بنا پر محدثین نے اس کی متعدد شروحات اور تعلیقات لکھی ہیں۔ جن میں چند مشہور یہ ہیں:

1- تنویر النواکح علامہ جلال الدین سیوطی۔

2- کشف الخفاء فی شرح المختصر الموطا ابن فرحون۔

دو شریحیں حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھی ہیں:

3- المصفی (فارسی زبان میں)۔

4- المصفی (عربی زبان میں)۔

5- التّحمید ابن عبد البر۔

6- الاستذکار ابن عبد البر۔

7- انقیس للسیوطی۔

اس کے علاوہ بھی مؤطا کی کئی شروحات و تعلیقات لکھی گئی ہیں۔ مولانا سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۷ھ) نے مؤطا پر ہونے والے اہم کام کی ایک فہرست دی ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

۱۷	تجرید و اسناد مؤطا	۲۹	شروح مؤطا
۴	رجال المؤمنین	۲	اختلاف مؤطاءت
۳	روایت المؤمنین عن مالک	۴	غریب المؤمنین
		۷	متفرق مباحث
		۶۶	میزان

[ماخوذ از علوم الحدیث (فنی، فکری اور تاریخی مطالعہ) از ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر]

پروفیسر ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر

ذہنی سیرت چیئر، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

عرض مترجم

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ - بعد حمد و صلوة کے فقیر حقیر سراپا تقصیر و حید الزمان عقا عنہ المنان خدمت میں برادران دین اور متبعان شریعت مشین عرض کرتا ہے کہ ۱۲۹۳ ہجری میں جب ہندوستان بدعات سے بھر گیا اور کتاب و سنت سے لوگوں نے منہ موڑ لیا تو میں مع اہل و عیال کے شہر حیدرآباد دکن سے بارادہ ہجرت حر میں شریفین نکلا جس وقت شہر پونا میں وارد ہوا تو جناب انجی معظمی مولوی بدیع الزمان صاحب کا ایک خط شہر دارالاقبال بھوپال سے آیا۔ خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ جناب نواب فیض مآب قانع بدعات محی سنت نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر دام اقبالہ ہم تمہارے قصد ہجرت سے مطلع ہو کر بہت خوش ہوئے اور خدمت ترجمہ صحاح ستہ کی مفوض فرمائی اور واسطے گزاراوقات کے پچاس پچاس روپیہ ماہوار حر میں شریفین میں مقرر فرمائے۔ اس خبر فرحت اثر کے سنتے ہی نہایت شادمانی ہوئی اور شکر اپنے منعم حقیقی کا ادا کیا اور وعدہ الہی و مَنْ يُهَابِجِرْ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِی الْاَرْضِ مَرَاغِمًا كَثِيْرًا وَّ سَعَةً كِی كَمَالِ تقدیق حاصل ہوئی۔ الحمد للہ کہ مع الحیر مع تمام اہل و عیال کے مکہ معظمہ میں پہنچ کر سکونت اختیار کی۔ چونکہ بھائی صاحب موصوف نے سنن ترمذی کا ترجمہ شروع کر دیا۔ اس لحاظ سے فقیر نے موطا شریف کا ترجمہ شروع کیا۔ کیونکہ یہ دونوں کتابیں علم حدیث میں مختصر اور آسان ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سال یعنی ۱۲۶۵ھ میں ان دونوں کتابوں کا ترجمہ اختتام کو پہنچ جائے گا۔ جناب نواب صاحب ممدوح کو خدا سلامت رکھے اور ان کو مقاصد میں کامیاب کرے۔ ان کی ذات والا صفات اس زمانہ آخر میں نہایت غنیمت ہے۔ احیاء سنت اور امانت بدعت میں نہایت سعی فرماتے ہیں۔ صد ہا تصانیف جلیلہ ان کی برہن میں خصوصاً حدیث اور تفسیر میں با دین اور حجاز اور مصر اور نجد اور مغرب اور بلاد ہند وغیرہ میں معروف و متداول ہیں اور روز بروز رساں جدیدہ اور کتب مشیدہ تالیف ہو کر مطبوع ہوتے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے نواب صاحب ممدوح کو دونوں جہان کی دولت عطا

فرمائی ہے۔ دنیا میں تو ظاہر ہے اور آخرت میں ان شاء اللہ بڑے بڑے درجات جن کا بیان احاطہ تقریر اور تحریر سے خارج ہے حاصل ہوں گی۔ نواب صاحب ممدوح نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ ترجمہ صحاح ستہ اس طرح سے ہو کہ اسانید و ذکر و رواۃ بالکل حذف کر دیئے جائیں۔ کیونکہ عوام کو اس سے کچھ فائدہ متصور نہیں ہے اور خواص کو ممکن ہے کہ اگر ضرورت کسی سند کے دیکھنے کی واقع ہو تو اصل کتاب میں ملاحظہ کر لیں اور لفظ حدیث پورا ذکر کر کے ترجمہ عام فہم اس کا کیا جائے بعد اس کے کچھ فوائد جن سے حدیث کے مطلب کا حل ہو جائے بڑھادیئے جائیں لیکن حتی المقدور اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ عبارت طویل نہ ہو ورنہ کتاب ایک دفتر عظیم ہو جائے گی اور مذاہب مجتہدین اور اختلاف علماء وغیرہ بھی چھوڑ دیئے جائیں۔ الا ماشاء اللہ صرف مضمون حدیث بیان کر دیا جائے۔ الحمد للہ کہ فقیر نے حسب الارشاد ترجمہ اس کتاب کا شروع کیا۔ پہلے عبارت حدیث کی بحذف اسناد لکھتا ہوں پھر اس کا ترجمہ اہل لسان کے موافق عام فہم بیان کرتا ہوں۔ پھر اگر کچھ ضرورت حل مطلب کی واقع ہوتی ہے تو ف لکھ کر حل مطلب اس حدیث کا کر دیتا ہوں۔ اگر کسی مقام پر خود صاحب کتاب نے حل مطلب کیا ہے یا کچھ مضمون مفید بڑھایا ہے تو وہاں صرف اس کا ترجمہ لکھ دیتا ہوں۔ اب میں خود شکر اپنے پروردگار جل جلالہ اور عز شانہ کا بیان کرتا ہوں جس نے مجھ ایسے روسیہ گنہگار کو توفیق ہجرت بخشی اور بعد ہجرت کے ایسا کام تفویض فرمایا کہ سعادت دارین اس سے حاصل ہوئی اور اپنے ایسے مکرم اور معزز بندہ کو یعنی نواب صاحب ممدوح کو میرے حال پر مہربان فرمایا۔ حقیقت میں یہ انعامات اللہ سبحانہ کے مجھ پر ایسے ہوئے ہیں کہ اگر سالہا سال تک اس کا شکر ادا کروں تو ایک شہہ ادا نہ ہوگا۔ الحمد للہ رب العالمین اب کچھ تھوڑا سا حال اس کتاب کے مؤلف کا تبیان اور تبرکات اور اپنی سند لکھ کر اس مقصود میں شروع کرتا ہوں۔

ذکر مؤلف مَوْطَا

اس کتاب کے جمع کرنے اور بنانے والے امام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اصحٰبی ہیں اور ابو عامر اصحٰبی دادا اُن کے صحابی جلیل القدر ہیں۔ سوا جنگ بدر کے اور سب غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ۹۳ھ میں امام مالکؒ کی ولادت ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے کہ ۹۰ھ میں۔ نوسو شیوخ سے استفادہ حدیث فرمایا اور فتویٰ نہ دیا۔ یہاں تک کہ ستر اماموں نے گواہی دی اس امر کی کہ وہ لائق ہیں اتمام کے اور اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیث لکھی اور سترہ برس کی عمر میں درس حدیث شروع کیا اور جب حدیث پڑھانے بیٹھے غسل کرتے اور

خوشبو لگاتے اور نئے کپڑے پہنتے اور بڑے خشوع اور خضوع اور وقار سے بیٹھتے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ رحم کرے اللہ جل جلالہ مالک پر خوب جانچتے تھے راویوں کو اور نہیں روایت کرتے تھے مگر ثقہ سے اور عبدالرحمن بن مہدی نے کہا کہ امام مالکؒ پر کسی کو مقدم نہیں کرتا ہوں میں صحت حدیث میں اور مالک امام ہیں حدیث اور سنت میں اور کافی ہے امام مالکؒ کی فضیلت کے واسطے یہ امر کہ امام شافعیؒ اُن کے شاگرد ہیں اور امام احمدؒ اُن کے شاگرد کے شاگرد ہیں اور امام محمدؒ جو شاگرد ہیں امام اعظمؒ کے وہ بھی شاگرد ہیں امام مالکؒ کے۔ امام شافعیؒ نے کہا جب ذکر آئے عالموں کا تو مالک مثل ستارہ کے ہیں اور کسی کا احسان میرے اوپر علم خدا میں مالکؒ سے زیادہ نہیں ہے۔ اور کہا سفیان بن عیینہ نے مراد اس حدیث سے کہ ”قریب ہی لوگ سفر کریں گے واسطے طلب علم کے پھر نہ پائیں گے زیادہ جاننے والا کسی کو مدینہ کے عالم سے“ امام مالکؒ ہیں اور اوزاعی جب امام مالکؒ کا ذکر کرتے تو کہتے وہ عالم ہیں علماء کے اور عالم ہیں اہل مدینہ کے اور مفتی ہیں حرمین شریفین کے اور ابن عیینہ کو جب امام مالکؒ کی وفات کی خبر پہنچی تو کہا نہ چھوڑا انہوں نے اپنا مشل زمین پر اور کہا کہ مالکؒ حجت ہیں اپنے زمانے کی اور مالکؒ چراغ ہیں اس امت کے۔ جب امام مالکؒ نے اس کتاب کو مرتب کیا اس وقت لوگوں کے پاس کوئی کتاب نہ تھی سوا کتاب اللہ کے اور موطا اس کا نام اس لیے ہوا کہ امام مالکؒ نے اس کتاب کو ستر فقہوں پر پیش کیا سب نے اس پر موافقت کی۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ آسمان کے نیچے بعد کتاب اللہ کے کوئی کتاب امام مالکؒ کی موطا سے زیادہ صحیح نہیں ہے اور ابن عربیؒ نے کہا کہ موطا اصل اول ہے اور صحیح بخاری اصل ثانی اور ہزار آدمیوں نے اس کتاب کو امام مالکؒ سے روایت کیا۔ اب یہ جو نسخہ رائج ہے یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کی روایت سے ہے جس سال امام مالکؒ کی وفات ہوئی اسی سال یحییٰ بن یحییٰ نے موطا کو امام مالکؒ سے حاصل کیا۔ سب احادیث اور آثار موطا کی ایک ہزار ستائیس ہیں اُن میں سے چھ سو حدیثیں مسند اور دو سو بائیس مرسل اور چھ سو تیرہ موقوف اور دو سو پچاسی تابعین کے اقوال ہیں۔ وفات امام مالکؒ کی اتوار کے روز دسویں ربیع الاول ۱۷۹ھ ایک سو اتالی میں ہوئی۔ عمر شریف اُن کی ستالیس برس کی تھی اور بعضوں کے نزدیک نوے برس کی۔ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَنْ تَابِعِهِ وَغَفَرْنَا لَهُ وَبِفَضْلِهِ وَبِحُكْمِهِ آمِينَ۔

سند کتاب

اگرچہ اس کتاب کی سند مجھے طرق متعددہ سے حاصل ہوئی ہے۔ لیکن یہاں پر بوجہ ضیق مقام کے ایک

سند پر جو بہت اعلیٰ ہے اقتصار کرتا ہوں۔ اجازت دی مجھے موطا امام مالک کی بروایت یحییٰ بن یحییٰ مسمودی میرے شیخ عالم علامہ موحد متبع سنت شیخ احمد بن عیسیٰ بن ابراہیم شرقی حنبلی نے اُن کو اجازت دی شیخ المشائخ رئیس الموحدین قاطع البلسدین شیخ عبدالرحمن بن حسن نے اُن کو اجازت دی شیخ عبدالرحمن حیرتی نے اُن کو اجازت دی شیخ مرتضیٰ حسینی نے اُن کو اجازت دی شیخ عمر بن احمد بن عقیل اور شیخ احمد جوہری نے اُن دونوں کو اجازت دی عبداللہ سالم بصری نے اور وہ روایت کرتے ہیں ابو عبداللہ محمد بن علاء الدین بابلی سے اور وہ شیخ سالم سہور سے اور وہ نجم غیبی سے اور وہ شیخ الاسلام زکریا انصاری سے اور وہ امام حافظ مشہور شیخ الاسلام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی سے اس سند میں مجھ سے شیخ ابن حجر عسقلانی تک دس واسطے ہیں۔ پھر شیخ ابن حجر عسقلانی نے روایت کیا اس کو شیخ عمر بن الحسن مراغی سے انہوں نے احمد بن ابراہیم الفاروٹی سے انہوں نے ابراہیم بن یحییٰ الکناسی سے انہوں نے محمد بن محمد بن سعید زرقون سے انہوں نے احمد بن محمد بن عبداللہ بن غلبون سے انہوں نے عثمان بن احمد بن قحاطی سے انہوں نے ابی عیسیٰ یحییٰ بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے چچا عبید اللہ بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن یحییٰ ابن کثیر بن وسلاس مسمودی سے انہوں نے امام اتام فخر الاسلام ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اصحی سے جو مؤلف ہیں اس کتاب کے اور امام ہیں دارالہجرۃ کے یعنی مدینہ طیبہ کے۔ ابن حجر سے امام مالک تک نو واسطے ہیں اور مترجم کتاب سے امام مالک تک کل بیس واسطے ہیں اور اللہ جل جلالہ اور جل شانہ راضی ہوں سب مشائخ اور بزرگواروں سے اور ہمارا بھی حشر اُن کے ساتھ کرے اور ان کی طفیل سے ہم کو بخشے آمین یا رب العالمین۔ فقط۔

www.KitaboSunnat.com

علامہ وحید الزماں



تصویب تصدیق کی پہلی کتاب



www.KitaboSunnat.com

موطاء
امام مالک

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

محدثین کا اتفاق ہے کہ موطا کی تمام روایات امام
مالک اور ان کے موافقین کی رائے میں صحیح ہیں اور دوسروں
کی بھی رائے اس سلسلے میں یہی ہے کہ موطا کی مرسل و منقطع
روایات کی سند دوسرے طرق سے متصل ہے۔ لہذا اس
میں کوئی شبہ نہیں کہ اس لحاظ سے اس کی سب
روایات صحیح ہیں۔

جبریل نے (عشاک) تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی ان کے پھر نماز پڑھی جبریل نے (فجر کی) تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی ان کے پھر کہا جبریل نے پیغمبر خدا ﷺ سے ایسا ہی تم کو حکم ہوا ہے۔ تب کہا عمر بن عبدالعزیز نے عروہ سے کہ سمجھو تم جو روایت کرتے ہو کیا جبریل نے قائم کیے نماز کے وقت حضرت رسول اللہ ﷺ کے لیے۔ عروہ نے کہا کہ ابو مسعود بن عقبہ بن عمرو انصاری کے بیٹے بشیر ایسا ہی روایت کرتے تھے اپنے باپ سے اور مجھ سے روایت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ آنحضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے عصر کی اور دھوپ حجرے کے اندر ہوتی تھی دیواروں پر چڑھنے سے پہلے۔

فائدہ: پہلے عروہ بن زبیر نے حدیث جبریل کی بیان کی جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو وقت نماز کا بتایا تھا اس سے تاخیر نہ کی اس میں عمر بن عبدالعزیز کو احتیاطاً کچھ شبہ ہوا۔ عروہ نے دوسری حدیث صاف صاف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کی جس سے آنحضرت ﷺ کا نماز عصر جلد پڑھنا لگتا ہے کیونکہ حجرے میں دھوپ اسی وقت تک رہے گی کہ آفتاب بلند رہے ورنہ جب آفتاب بہت چمکے گا تو دھوپ دیواروں پر چڑھ جائے گی۔

۲۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ مِنَ الْغَدِ بَعْدَ أَنْ أُسْفِرَ ثُمَّ قَالَ آيِنَ السَّائِلِ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ قَالَ مَا نَدَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ وَقْتٌ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ ﷺ سے پوچھا نماز صبح کا وقت تو چپ ہو رہے آپ جب دوسرا روز ہوا نماز پڑھی آپ نے اندھیرے میں صبح صادق نکلتے ہی۔ پھر تیسرے روز نماز پڑھی فجر کی روشنی میں اور فرمایا کہ کہاں ہے وہ شخص جس نے نماز فجر کا وقت دریافت کیا تھا اور وہ شخص بول اٹھا میں ہوں یا رسول اللہ! فرمایا آپ ﷺ نے نماز فجر کا وقت ان دونوں کے بیچ میں ہے۔

فائدہ: یعنی میں نے ایک بار اول وقت نماز پڑھی اور دوسری بات آخر وقت تاکہ تجھ کو ابتدا اور انتہا وقت نماز کی معلوم ہو جائے؛ شروع سے اخیر تک نماز کا وقت ہے۔

۳۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصَلِّيَ الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفَ النَّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يَعْرِفْنَ مِنَ الْعَلَسِ۔

(۲) نسائی (۵۴۴) کتاب المواقیت : باب أول وقت الصبح 'أحمد (۱۱۳/۳) ۱۲۱' ۱۸۲' (۱۸۹) (۱۲۱۴۳) ۱۲۲۴۴' ۱۲۹۰۶' ۱۲۹۹۴'۔

(۳) بخاری (۵۷۸) ۸۶۷' ۸۷۲' کتاب مواقیت الصلاة : باب وقت الفجر 'مسلم (۶۴۵) أبو داود (۴۲۳) الترمذی (۱۵۳) النسائی (۵۴۵) ۵۴۶'۔

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے فجر کی نماز پھر عورتیں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھی تھیں چادریں لیٹی ہوئیں اور پہچانی نہ جاتی تھیں اندھیرے سے۔
فائدہ: اس حدیث سے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعی، احمد اور اسحاق کا۔

۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ایک رکعت نماز صبح کی آفتاب نکلنے سے پہلے پالی تو وہ صبح کو پا چکا اور جس شخص نے ایک رکعت نماز عصر کی آفتاب ڈوبنے سے پہلے پالی تو اس نے نماز عصر کو پالیا۔
فائدہ: یعنی صبح کی نماز اور عصر کی نماز دونوں ادا سمجھی جائیں گی نہ قضا۔

۵۔ عَنْ نَافِعِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ عَمْرَ بْنَ الْعَطَّابِ كَتَبَ إِلَى عُمَالِهِ إِذَا أَهَمَّ أَمْرُكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةَ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافِظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ لَمْ يَكْتَسَبْ أَنْ صَلَّى الظُّهْرَ إِذَا كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا إِلَى أَنْ يَكُونَ ظِلُّ أَحَدِكُمْ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً بَيَضَاءَ نَفِيَّةٍ قَدَرُ مَا يَسِيرُ الرَّابِئُ فَرَسُخَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةَ قَبْلِ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ وَالنُّجُومُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ۔

نافع عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سے روایت ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عالموں کو لکھا کہ تمہاری سب خدمتوں میں نماز بہت ضروری اور اہم ہے میرے نزدیک جس نے نماز کے مسائل اور احکام یاد کیے اور وقت پر پڑھی تو اس نے اپنا دین محفوظ رکھا۔ جس نے نماز کو تلف کیا تو اور خدمتیں زیادہ تلف کرے گا۔ پھر لکھا نماز پڑھو ظہر کی جب آفتاب ڈھل جائے اور سایہ آدی کے ایک ہاتھ برابر ہو یہاں تک کہ سایہ آدی کا اس کے برابر ہو جائے اور نماز پڑھو عصر کی جب تک کہ آفتاب بلند اور سفید رہے ایسا کہ بعد نماز عصر کے اونٹ کی

(۴) بخاری (۵۵۶، ۵۷۹) کتاب مواقیح الصلاة: باب من أدرك ركعة من العصر قبل المغرب، مسلم (۶۰۸) أبو داود (۴۱۲) الترمذی (۱۸۶) النسائی (۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷) ابن

سواری پر چھ میل یا نو میل قبل غروب کے آدمی پہنچ سکے اور نماز پڑھو مغرب کی جب سورج ڈوب جائے اور عشا کی نماز پڑھو جب شفق غائب ہو جائے تہائی رات تک جو شخص سو جائے عشاء کی نماز سے پہلے تو خدا کرے نہ لگے آنکھ اس کی نہ لگے آنکھ اس کی نہ لگے آنکھ اس کی اور نماز پڑھو صبح کی اور تارے صاف گہنے ہوئے ہوں۔

فائدہ: یعنی اندھیرے میں نماز فجر پڑھو کہ تارے غائب نہ ہونے پائیں اور شفق سرخی کو کہتے ہیں جو بعد آفتاب ڈوبنے کے محسوس ہوتی ہے اور نماز مغرب کی سورج ڈوبتے ہی پڑھنا چاہیے دیر نہ کرنی چاہیے۔ امام احمد نے ابی عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ امت میری بہتری سے رہے گی جب تک مغرب کی تاخیر نہ کرے گی یہود کی مشابہت کے واسطے اور فجر کی تاخیر نہ کرے گی نصاریٰ کی مشابہت کے واسطے۔ (زرقاتی)

۶۔ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى أَنْ صَلَّى الظُّهْرَ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرُ وَالشَّمْسُ بَيضاءَ نَقِيَّةً قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا صُفْرَةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَأَخْسَرَ الْعِشَاءَ مَا لَمْ تَنْمَ وَصَلَّ الصُّبْحَ وَالنُّجُومُ بِأَدِيَةِ مُشْتَبِكَةٍ وَأَقْرَأَ فِيهَا بِسُورَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ مِنَ الْمُفْصَلِ۔

مالک بن ابی عامر صحتی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ ظہر کی نماز پڑھ جب سورج ڈھل جائے اور عصر کی نماز پڑھ اور آفتاب سفید صاف ہو زرد نہ ہونے پائے اور مغرب کی نماز پڑھ جب سورج ڈوبے اور دیر کر عشا کی نماز میں جہاں تک تو جاگ سکے اور نماز پڑھ صبح کی اور تارے صاف گھنے ہوں اور پڑھ فجر کی نماز میں دو سورتیں لمبی مفصل سے۔

فائدہ: مفصل کلام اللہ کی ساتویں منزل سورہ حجرات سے اخیر تک ہے۔ (زرقاتی)

۷۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنْ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيضاءَ نَقِيَّةً قَدْرَ مَا يَسِيرُ الرَّابِثُ ثَلَاثَةَ فَرَايِخَ وَأَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ فَإِنْ أَخْرَجْتَ فَإِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ نماز عصر پڑھ اور آفتاب سفید ہو اتنا دن ہو کہ اونٹ کا سوار بعد نماز عصر کے نو میل جا سکے اور پڑھ عشا کی نماز تہائی رات تک آخردرجہ آدمی رات تک اور غافل مت ہو۔

فائدہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص محافظت کرے گا پانچوں نمازوں پڑھ نہ لکھا جائے گا غافلوں میں اس حدیث کو حاکم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا اور صحیح کہا۔ (زرقاتی)

(۷) عبد الرزاق في "المصنف" (۵۳۵/۱، ۵۳۶، ۵۳۷) (۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹) بیہقی في "السنن الكبرى" (۴۴۵/۱، ۴۴۶) (۲۰۹۶)۔

۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَىٰ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا أُخْبِرُكَ صَلَّى الظُّهْرُ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرُ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبُ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلَّ الصُّبْحَ بَعْبِشٍ يَعْنِي الْغَلَسَ -

حضرت عبداللہ بن رافع جو آنحضرت ﷺ کی بی بی ام سلمہ کے مولیٰ ہیں انہوں نے پوچھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کا وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بتاؤں تجھ کو نماز پڑھ ظہر کی جب سایہ تیرا تیرے برابر ہو جائے اور عصر کی جب سایہ تیرا تجھ سے دگنا ہو اور مغرب کی جب آفتاب ڈوب جائے اور عشاء کی تہاں رات کی اور صبح کی اندھیرے منہ۔

۹۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نَصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَىٰ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عصر پڑھتے تھے پھر ہم میں سے کوئی بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں جاتا تو ان کو عصر کی نماز میں پاتا۔
فائدہ: بنی عمرو بن عوف کا محلہ مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ (زرقانی) یا قریب تین میل کے مسجد نبوی سے (مصطفیٰ) اور وہ لوگ کھیتی باڑی والے تھے۔ اپنے ضروری کاموں سے فراغت پا کر نماز عصر کی پڑھا کرتے تو آنحضرت ﷺ کی نماز بہت جلدی ہوتی۔

۱۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نَصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الدَّاهِبُ إِلَىٰ قُبَاءٍ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عصر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے پھر ہم میں کوئی قبا کو جاتا تھا پھر وہاں کے لوگوں کو ملتا تھا اور آفتاب بلند رہتا تھا۔
فائدہ: قبا مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ (زرقانی و کھلی)

۱۱۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يُصَلُّونَ الظُّهْرَ بَعِشِيَّ -

- (۸) ترمذی (۱۵۱) کتاب الصلاة: باب منه 'نسائی (۵۰۲)۔
 (۹) بخاری (۵۴۸، ۵۵۰، ۵۵۱، ۷۳۲۹) کتاب مواقيت الصلاة: باب وقت العصر، مسلم (۶۲۱) أبو داود (۴۰۴) النسائی (۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸) ابن ماجه (۶۸۲)۔
 (۱۰) أيضاً۔

(۱۱) عبدالرزاق بی "المصنف" (۵۴۶/۱ - ۵۴۷) (۲۰۶۷)۔

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ میں نے تو صحابہؓ کو ظہر ٹھنڈے وقت پڑھتے دیکھا۔
فائدہ: غشی سے مراد یہی ہے کہ ٹھنڈے وقت ظہر پڑھتے تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے مصفٰی میں لکھا ہے کہ غشی اہل مدینہ کے عرف میں ایک مثل کے قریب کو کہتے ہیں۔

باب وقت الجمعة جمعہ کے وقت کا بیان

۱۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَرَى طِنْفَسَةَ لِعَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تُطْرَحُ إِلَيَّ جِدَارِ الْمَسْجِدِ الْغُرَبِيِّ فَإِذَا غَشِيَ الطَّنْفَسَةَ كُلَّهَا ظَلَّ الْجِدَارِ خَرَجَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَصَلَّى الْجُمُعَةَ قَالَ مَالِكٌ ثُمَّ نَزَجُ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَنَقِيلُ قَائِلَةَ الضَّحَاءِ۔

مالک بن ابی عامر اسحٰجی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں دیکھتا تھا ایک بوریا عقیل بن ابی طالبؓ کا ڈالا جاتا تھا جمعہ کے دن مسجد نبویؐ کے پتھم کی طرف کے دیوار کے تلے تو جب سارے بوریا پر دیوار کا سایہ آ جاتا عمر بن خطابؓ نکلتے اور جمعہ کی نماز پڑھتے۔ مالکؓ نے کہا کہ ہم بعد نماز کے آ کر چاشت کے عوض سو رہا کرتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ نماز جمعہ بہت جلد پڑھا کرتے اس وجہ سے لوگ جمعہ کے روز دوپہر کے اول نہ سوتے بلکہ غسل وغیرہ میں مشغول رہتے بعد نماز کے اس کا معاوضہ کرتے۔ (زرقانی)

۱۳۔ عَنِ ابْنِ أَبِي سَلَيْطٍ أَنَّ عَثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلَّى الْجُمُعَةَ بِالْمَدِينَةِ وَصَلَّى الْعَصْرَ بِمَلْبِئِ -
 حضرت عبداللہ ابن اسید بن عمرو بن قیس سے روایت ہے کہ عثمانؓ نے مدینہ میں جمعہ کی نماز پڑھی اور عصر کی مل میں۔

فائدہ: کہا امام مالکؓ نے سب اس کا یہ تھا کہ جمعہ کی نماز بہت جلدی پڑھی۔ بحر ذوال کے اور جلدی چلے۔ نمل ایک مقام ہے مدینہ سے سترہ میل کے فاصلے پر یا اٹھارہ میل کے یا انیس میل کے۔ (زرقانی)

باب من أدرك ركعة من الصلاة اس شخص کا بیان جس نے ایک رکعت پائی

۱۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ

(۱۲) دیکھئے: "تغلیق التعلیق" (۳۰۵/۲-۳۰۶) اور "المحلی" لابن حزم (۲۴۴/۳)۔

(۱۳) دیکھئے: "المحلی" (۲۴۴/۳-۲۴۵)۔

(۱۴) بخاری (۵۸۰) کتاب مواقیب الصلاة: باب من أدرك من الصلاة ركعة، مسلم (۶۰۷) أبو داود

(۱۱۲۱) الترمذی (۵۲۴) النسائی (۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶) ابن ماجہ (۱۱۲۲)۔

فَقَدْ اَذْرَكَ الصَّلَاةَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت نماز میں سے پالی تو اس نے وہ نماز پالی۔

فائدہ: اس حدیث کے مطلب میں کئی قول ہیں؛ ایک یہ کہ جس نے ایک رکعت کی مقدار وقت نماز کا پایا تو اس کی نماز ادا ہوگئی قضا نہ ہوگی۔ جیسے نماز فجر اور عصر میں یہ مضمون اوپر تصریح سے گزرا۔ دوسرے یہ کہ جس نے جماعت کی ایک رکعت پالی تو گویا اس نے جماعت پالی یعنی اس کو ثواب جماعت کا ملے گا۔ تیسرے یہ کہ جس نے رکوع پالی تو گویا اس نے وہ رکعت پالی اگر رکوع نہ ملا تو وہ رکعت رہ گئی۔ اب اگر سجدہ ملے بھی تو وہ حساب میں نہیں ہے۔ چوتھی یہ کہ جس نے ایک رکعت کی مقدار وقت پایا معذورین میں سے تو اس کو وہ نماز لازم ہوگی۔ پانچویں یہ کہ نماز سے جمعہ مراد ہے جس نے جمعہ کی ایک رکعت بھی پالی تو اس نے جمعہ پایا اب وہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور جو ایک رکعت بھی نہ ملے تو چار رکعتیں پڑھے۔ (واللہ اعلم)

۱۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ إِذَا فَاتَتْكَ الرَّكْعَةُ فَقَدْ فَاتَتْكَ السَّجْدَةُ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب قضا ہو جائے تیرا رکوع تو قضا ہو گیا سجدہ تیرا۔

فائدہ: یعنی اگر امام کے ساتھ رکوع نہ ملا تو وہ رکعت گئی۔ اب اگر سجدہ اس کا ملے بھی تو بھی حساب میں نہیں۔

۱۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَا يَقُولَانِ مَنْ اَذْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ اَذْرَكَ السَّجْدَةَ -

امام مالک کہتے ہیں کہ مجھے پہنچا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ وہ دونوں فرماتے تھے جس نے رکوع پایا تو اس نے سجدہ پایا۔

فائدہ: یعنی رکعت پالی۔

۱۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ مَنْ اَذْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ اَذْرَكَ السَّجْدَةَ وَمَنْ فَاتَهُ قِرَاءَةُ أَمِّ الْقُرْآنِ فَقَدْ فَاتَهُ خَيْرٌ كَثِيرٌ -

امام مالک کہتے ہیں کہ مجھے پہنچا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ جس شخص نے رکوع پالی تو اس نے سجدہ

(۱۵) بیہقی فی "السنن الکبریٰ" (۲/۲۹۶) (۳۶۲۰)۔

(۱۶) عبدالرزاق فی "المصنف" (۲۷۸/۲) (۳۳۵۵) بیہقی فی "السنن الکبریٰ" (۲/۹۰۲) (۲۵۸۰)۔

۲۵۸۱، ۲۵۸۲۔

بیہقی فی "السنن الکبریٰ" (۲/۹۰۲) (۲۵۸۳) و البخاری (۵۸۰) و مسلم (۶۰۷)۔

پایا یعنی وہ رکعت پائی اور جس کو سورہ فاتحہ پڑھنا نہ ملا تو اس کی بہت خیر جاتی رہی۔

فائدہ: یعنی سورہ فاتحہ پڑھنے کا ثواب گیا اور آمین کہنے کا (بظاہر یہ اثر مخالف ہے اس کے جس کو بخاری نے رسالہ قراءت خلف الامام میں روایت کیا ہے کہ اِنْ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِذَا اَذْرَحْتَ الْقَوْمَ وَخُوْعًا لَمْ يُعْتَدَ بِتِلْكَ الرَّكْعَةِ۔ یعنی جب پائے تو قوم کو رکوع میں تو مت حساب میں لا اس رکعت کو) اور یہی قول ہے ایک جماعت کا بلکہ بخاری نے قراءت خلف الامام میں کہا ہے جو وجوب قراءت خلف الامام کا قائل ہے اس کا یہی مذہب ہے اور اختیار کیا اس کو ابن خزیمہ اور ضعی وغیرہ محدثین شافعیہ نے اور متاخرین میں سے شیخ تقی الدین سبکی نے اس کی تقویت کی ہے (ہکذا فی فتح الباری واختاره الشوكاني في النبل وغيره)۔

باب ما جاء في دلوک الشمس و غسق اللیل کے متعلق جو وارد ہوا ہے اس کا بیان

فائدہ: اللہ جل جلالہ نے فرمایا: اَقِمِ الصَّلَاةَ لِلدُّلُوكِ الشَّمْسِ اِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ۔ اس باب میں تفسیر ہے دلوک الشمس کی اور غسق اللیل کی۔

۱۸۔ عَنْ نَافِعِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ دُلُوكُ الشَّمْسِ مِیْلَهَا۔
حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ دلوک الشمس سے آفتاب کا ڈھلنا مراد ہے۔

۱۹۔ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ دُلُوكُ الشَّمْسِ اِذَا فَاءَ الْفَيْءِ وَعَسَقُ اللَّيْلِ اجْتِمَاعُ اللَّيْلِ وَظُلْمَتُهُ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ دلوک الشمس جب ہوتا ہے کہ سایہ پلے پچھم سے پورب کو اور غسق اللیل رات کا گزرنا اور اندھیرا اس کا۔

باب جامع الوقوت وقوتوں کا بیان

فائدہ: اس باب میں مختلف حدیثیں مذکور ہیں جن سے وقوتوں کا حال اور حکم دریافت ہوتا ہے۔

(۱۸) ابن اُبی شیبہ فی "المصنف" (۴/۴۴۱۲) (۶۲۷۲، ۶۲۷۷) بیہقی فی "السنن الکبریٰ" (۳۵۸/۱) (۳۶۴، ۱۶۷۸) (۱۷۰۴)۔

(۱۹) ابن اُبی شیبہ فی "المصنف" (۴/۴۴۱۲) (۶۲۷۱، ۶۲۷۳) بیہقی فی "السنن الکبریٰ" (۳۵۸/۱) (۳۶۴، ۱۶۷۸) (۱۷۰۴)۔

۲۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْدَى تَفْوُتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ كَأَنَّهَا وَتَرَأَهُلَهُ وَمَالَهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی عصر کی نماز قضا ہوگئی تو گویا لٹ گیا اس کا گھریا۔

فائدہ: عصر کی نماز کی بہت تاکید آئی ہے اکثر مفسرین کے نزدیک صلوة وسطی سے عصر ہی کی نماز مراد ہے اور قضا ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ آفتاب زرد ہو جائے۔ ابوداؤد کی روایت میں یہ تفسیر بتصریح موجود ہے اور نافع نے یہ تفسیر کی ہے کہ آفتاب ڈوب جائے۔ لٹ جانے سے یہ غرض ہے کہ اس کے اعمال صالحہ جھٹ ہو جائیں گے یا اس کو اتنا غم و صدمہ لاحق ہونا چاہیے جتنا اس شخص کو لاحق ہوتا ہے جس کا گھریا لٹ جائے۔ (ہکذا فی الزرقانی والمصنفی واللہ اعلم)۔

۲۱۔ عَنْ يُحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ فَلَقِيَ رَجُلًا لَمْ يَشْهَدْ الْعَصْرَ فَقَالَ عُمَرُ مَا حَبَسَكَ عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ فذَكَرَ لَهُ الرَّجُلُ عُذْرًا فَقَالَ عُمَرُ طَفَّفْتَ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ کر لوٹے ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو عصر کی نماز میں نہ تھا آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کس وجہ سے تم رک گئے جماعت میں آنے سے؟ اس نے کچھ عذریاں کیا تب فرمایا آپ نے طَفَّفْتَ (کہا امام مالک نے طَفَّفْتَ تطفیف سے ہے۔ عرب لوگ کہا کرتے ہیں۔ لِكُلِّ شَيْءٍ وَفَاءٌ وَتَطْفِيفٌ)۔

فائدہ: وفا کے معنی پورا دینا اور تطفیف کے معنی کم کرنا اور گھٹانا تو تطفیف کے یہ معنی ہوئے کہ کم کیا تو نے ثواب اپنا یا ناقص کیا اپنے اعمال کو۔

۲۲۔ عَنْ يُحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا الْمُصَلِّيَ لَبِصَلَّى الصَّلَاةَ وَمَا فَاتَهُ وَقَتُّهَا وَلَمَّا فَاتَهُ مِنْ وَقَتِّهَا أَعْظَمَ أَوْ أَفْضَلُ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید کہتے تھے کہ نمازی کبھی نماز پڑھتا ہے اور وقت جاتا نہیں رہتا لیکن جس قدر وقت گزر گیا وہ اچھا اور بہتر تھا اس کے گھریا سے۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ قول یحییٰ کا حکم میں حدیث مرفوع کے ہے اس واسطے کہ اپنی رائے سے ایسا مضمون کہہ نہیں

(۲۰) بحاري (۵۵۲) كتاب مواقيت الصلاة: باب اثم من فاتته العصر، مسلم (۶۲۶) أبو داود

(۴۱۴) الترمذي (۱۷۵) ابن ماجه (۲۸۵)۔

(۲۱) بحاري في "التاريخ الكبير" (۴۲۹/۸)۔

دیکھئے: "التمهيد" لابن عبدالبر (۳۴۲/۴) (۷۵/۲۴)۔

سکتے۔ چنانچہ دارقطنی نے سنن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بسند ضعیف روایت کیا کہ تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے وقت پر لیکن جو اول وقت گزر گیا وہ بہتر تھا اس کے گھریار سے اور خود ابن عبد البر نے مرفوعاً ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آدمی پالیتا ہے نماز کو لیکن جس قدر وقت گزر گیا وہ بہتر تھا۔ اس کے گھریار سے اور اخراج کیا اس حدیث کا سعید بن منصور نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً اور طلق بن حبیب سے مرسل (زرقاتی)

مسئلہ: کہا امام مالک نے اگر کوئی شخص سفر میں ہو اور نماز کا وقت آجائے پھر وہ شخص بھول بھٹک کر نماز میں دیر کرے یہاں تک کہ اپنے گھریار میں آجائے اور وقت باقی ہو تو وہ نماز کو پورا پڑھے مثل مقیم کے قصر نہ کرے اور جو وقت گزر گیا ہو تو قصر سے پڑھے کیونکہ اب تو وہ نماز کو قضا پڑھے گا اور قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی جیسے واجب ہوئی تھی۔ کہا امام مالک نے ہم نے اپنے شہر والوں کو اور اپنے شہر کے عاملوں کو اسی حکم پر پایا۔ کہا امام مالک نے شفق سرفی کو کہتے ہیں جو پچھم کی جانب ہوتی ہے تو جب سرفی جاتی رہی نماز عشاء کا وقت آجائے گا اور مغرب کا وقت گزر جائے گا۔

۲۳۔ عَنْ نَافِعِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَغْمَى عَلَيْهِ فَذَهَبَ عَقْلُهُ فَلَمْ يَقْضِ الصَّلَاةَ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بے ہوش ہو گئے ان کی عقل جاتی رہی پھر انہوں نے نماز کی قضا نہ پڑھی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہماری دانست میں وقت نماز کا جاتا رہا ہوگا کیونکہ جو شخص ہوش میں آجائے اور وقت باقی ہو تو وہ نماز پڑھے۔

نماز سے سو جانے کا بیان

باب النوم عن الصلاة

۲۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَفَلَ مِنْ حَبِيرِ أُسْرَى حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ عَرَسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ أَكَلْنَا لَنَا الصُّبْحَ وَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ وَكَلَّ بِلَالٌ مَا قَدَّرَ لَهُ ثُمَّ اسْتَنَّدَ إِلَى رَاحِلَتِهِ وَهُوَ مُقَابِلُ الْفَجْرِ فَعَلَبْتَهُ عَيْنَاهُ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنَ الرُّكْبِ حَتَّى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَفَرَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِلَالُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدٌ بِنَفْسِي الَّذِي أَحَدَ بِنَفْسِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتَادُوا فَبَعَثُوا رَوَاجِلَهُمْ وَاقْتَادُوا شَيْئًا ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ

(۲۳) عبدالرزاق فی "المصنف" (۴۷۹/۲، ۴۸۰) (۴۱۵۲، ۴۱۵۳، ۴۱۵۸) دارقطنی فی "السنن"

(۸۲/۸۱۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴)۔

(۲۴) مسلم (۶۸۰) کتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل

قضائها، أبو داود (۴۳۵، ۴۳۶) الترمذی (۳۱۶۳) ابن ماجہ (۶۹۷)۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ ثُمَّ قَالَ حِينَ قَضَى الصَّلَاةَ مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي -

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوٹے جنگ خیبر سے رات کو چلے جب اخیر رات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتر پڑے اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا صبح کی نماز کا تم خیال رکھو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے اور جب تک خدا کو منظور تھا بلال رضی اللہ عنہ جاگتے رہے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے نکیہ لگایا اپنے اونٹ پر اور منہ اپنا صبح کی طرف کیے رہے اور لگ گئی آنکھ بلال رضی اللہ عنہ کی تو نہ جاگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ بلال رضی اللہ عنہ اور نہ کوئی شتر سوار یہاں تک کہ پڑنے لگی ان پر تیزی دھوپ کی۔ تب چونکہ اٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کیا ہے یہ اے بلال! کہا بلال رضی اللہ عنہ نے زور کیا مجھ پر اس چیز نے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زور کیا (یعنی نیند نے) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کر دو لا دے لوگوں نے کہا وے اپنے۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو تکبیر کہنے کا تو تکبیر کہی بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی پھر نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی بعد اس کے فرمایا جب نماز پڑھ چکے جو شخص بھول جائے نماز کو تو چاہیے کہ پڑھ لے اس کو جب یاد آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قائم کر نماز کو جس وقت یاد کرے مجھ کو۔

فائدہ: ہر چند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہ سوتا تھا مگر یہ پروردگار کا فضل ہے کہ ایک وقت دل کو بھی غافل کر دیا تاکہ امت کو یہ مسئلہ معلوم ہو جائے۔ بعد نماز کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلیہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھول جائے نماز کو جب یاد آئے پڑھ لے خواہ نیند کے سبب سے بھول جائے یا جاگتے میں بھول جائے اور بعض کہتے ہیں کہ نیند کا مسئلہ تو خود آپ کے فعل سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو معلوم ہو گیا اور جاگ کر بھول جانے کا اتفاق نہ ہوا تھا اس لیے زبانی اس کو بتا دیا تھا اور ایک حدیث میں سونے اور بھول جانے دونوں کا ذکر آیا ہے جیسا کہ آگے آتی ہے۔

۲۵۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عَرَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ بِطْرِيقِ مَكَّةَ وَوَكَّلَ بِلَالًا أَنْ يُوقِظَهُمْ لِلصَّلَاةِ فَرَقَدَ بِلَالٌ وَرَقَدُوا حَتَّى اسْتَيْقَظُوا وَقَدْ طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ الْقَوْمُ وَقَدْ فَرَعُوا فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرَكْبُوا حَتَّى يَخْرُجُوا مِنْ ذَلِكَ الْوَادِي وَقَالَ إِنَّ هَذَا وَادٍ بِهِ شَيْطَانٌ فَرَكِبُوا حَتَّى خَرَجُوا مِنْ ذَلِكَ الْوَادِي ثُمَّ أَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْزِلُوا وَأَنْ يَتَوَضَّعُوا وَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يُنَادِيَ بِالصَّلَاةِ أَوْ يُقِيمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ وَقَدْ رَأَى مِنْ فَرَعِهِمْ فَقَالَ يَا

إِيَّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَبِضَ أَرْوَاحَنَا وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيْنَا فِي حِينٍ غَيْرِ هَذَا فَإِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا ثُمَّ فَرَعَ إِلَيْهَا فَلْيُصَلِّهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا فِي وَفَيْهَا ثُمَّ اتَّقَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ أَتَى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَأَضْجَعَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُهَدِّئُهُ كَمَا يُهَدِّئُ الصَّبِيَّ حَتَّى نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولَ اللَّهِ -

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رات کو اترے راہ میں مکہ کے رسول اللہ ﷺ اور مقرر کیا بلال رضی اللہ عنہما کو اس کام پر کہ جگادیں ان کو واسطے نماز کے تو سو گئے بلال رضی اللہ عنہما اور سو گئے لوگ پھر جاگے اور سورج نکل آیا تھا اور گھبرائے لوگ (بہ سبب قضا ہو جانے نماز کے) تو حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے سوار ہونے کا تا کہ نکل جائیں اس وادی سے اور فرمایا کہ اس وادی میں شیطان ہے پس سوار ہوئے اور نکل گئے اس وادی سے تب حکم کیا ان کو رسول اللہ ﷺ نے اترنے کا اور وضو کرنے کا۔ اور حکم کیا بلال رضی اللہ عنہما کو اذان کا یا تکبیر کا پھر نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کے ساتھ پھر متوجہ ہوئے آپ لوگوں کی طرف اور دیکھا ان کی گھبراہٹ کو تو فرمایا آپ ﷺ نے اے لوگو! بے شک روک رکھا اللہ تعالیٰ نے ہماری جانوں کو اور اگر چاہتا تو وہ پھیر دیتا ہماری جانوں کو سوا اس وقت کے اور کسی وقت تو جب سو جائے کوئی تم میں سے نماز سے یا بھول جائے اس کو پھر گھبرا کے اٹھے نماز کے لیے تو چاہیے کہ پڑھ لے اس کو جیسے پڑھتا ہے اس کو وقت پر پھر متوجہ ہوئے آپ ابو بکر رضی اللہ عنہما کی طرف اور فرمایا آپ ﷺ نے شیطان آیا بلال رضی اللہ عنہما کے پاس اور وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھتے تھے تو لٹا دیا ان کو پھر گاتھکنے ان کو جیسے تھکنے ہیں بچے کو یہاں تک کہ سو رہے وہ پھر بلایا رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہما کو پس بیان کیا بلال رضی اللہ عنہما نے اسی طرح جیسے فرمایا تھا آپ ﷺ نے حال ان کا ابو بکر رضی اللہ عنہما سے تو کہا ابو بکر رضی اللہ عنہما نے میں گواہی دیتا ہوں اس امر کی کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

فائدہ: اگرچہ ابو بکر رضی اللہ عنہما کو پہلے سے بھی یقین تھا اس بات کا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں مگر یہ معجزہ دیکھ کر اور بھی زیادہ یقین میں قوت ہوئی اس واسطے پھر گواہی دی رسالت کی۔

باب النهی عن الصلاة بالهاجرة ٹھیک دوپہر کے وقت نماز کی ممانعت کا بیان

٢٦ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ

جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ وَقَالَ اشْتَكَّتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ أَكُلْ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفْسَيْنِ فِي كُلِّ عَامٍ نَفْسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفْسٍ فِي الصَّيْفِ -

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیزی گرمی کی جہنم کے جوش سے ہے تو جب تیز ہو گرمی تاخیر کرو نماز میں شُحْدُک تک اور فرمایا آپ ﷺ نے، شُکُوہ کیا آگ نے اپنے پروردگار سے اور کہا اے پروردگار میں اپنے کو آپ کھانے لگی تو اذن دیا اس کو پروردگار نے دو سانس کا ہر سال (اندرو کو) سانس لینے کا جاڑے میں اور (باہر کو) سانس نکالنے کا گرمی میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب گرمی کی شدت ہو تو ظہر کی نماز دیر کر کے پڑھنا چاہیے اور یہی مذہب ہے ابن المبارک و احمد و اسحاق کا۔

۲۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ أَنَّ النَّارَ اشْتَكَّتِ إِلَى رَبِّهَا فَأَذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفْسَيْنِ نَفْسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفْسٍ فِي الصَّيْفِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تیز گرمی ہو تو تاخیر کرو نماز کی شُحْدُک تک اس لیے کہ تیزی گرمی کی جہنم کے جوش سے ہے اور فرمایا آپ ﷺ نے کہ آگ نے گلہ کیا پروردگار سے تو اذن دیا پروردگار نے اس کو دو سانسوں کا ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں۔

۲۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تیز گرمی ہو تو تاخیر کرو نماز کی شُحْدُک تک کیونکہ تیزی گرمی کی جہنم کے جوش سے ہے۔

فائدہ: بعض لوگوں نے فَاَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ کے یہ معنی کیے ہیں کہ اول وقت پڑھو نماز کو مگر یہ معنی سیاق حدیث کے خلاف ہے اور بخاری مسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو مؤذن نے ارادہ کیا اذان کا، فرمایا آپ ﷺ نے، شُحْدُک کر یہاں تک کہ دیکھا ہم نے سایہ ٹیلوں کا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ کے صحیح معنی وہی ہیں جو ہم نے بیان کیے۔ یعنی تاخیر کرو نماز کی شُحْدُک تک۔ (زرقاتی)۔

(۲۷) بخاری (۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۶، ۵۳۷، ۳۲۶) کتاب مواقیب الصلاة: باب الابراد بالظھر فی شدّة

الحر، مسلم (۶۱۵، ۶۱۷) أبو داود (۴۰۲) الترمذی (۲۰۹۲، ۱۰۵۷) النسائی (۵۰۰)۔

باب النهی عن دخول المسجد مسجد میں لہسن کھا کر جانے کی ممانعت کا بیان
بریح الثوم وتغطية الفم في الصلاة اور نماز میں منہ ڈھانپنے کی ممانعت کا بیان

۲۹۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرُبُ مَسَاجِدَنَا يُؤْذِنَا بِرِيحِ الثُّومِ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اس درخت (یعنی لہسن میں سے) کھایا تو نزدیک نہ ہو ہماری مسجدوں کے تاکہ ہم کو تکلیف دے اس کی بو سے۔
فائدہ: کچے لہسن یا کچے پیاز کھا کر مسجد میں جانا مکروہ ہے۔ جب تک منہ میں بو ہے۔

۳۰۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ أَنَّهُ كَانَ يَرَى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ إِذَا رَأَى الْإِنْسَانَ يُغَطِّي فَاؤُ وَهُوَ يُصَلِّي جَبَدًا ثَوْبًا عَنْ فِيهِ جَبَدًا شَدِيدًا حَتَّى يَنْزِعَهُ عَنْ فِيهِ۔

حضرت عبدالرحمن بن مجبر سے روایت ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ جب کسی کو دیکھتے تھے کہ منہ اپنا ڈھانپنے ہے نماز میں کھینچ لیتے تھے کپڑا زور سے۔ یہاں تک کہ کھل جاتا اس کا منہ۔



(۲۹) مسلم (۵۶۲) کتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب نهی من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها، ابن ماجه (۱۰۱۵) أحمد (۲۶۶/۲، ۲۶۶/۲، ۴۲۹) (۷۵۷۳، ۷۵۹۹، ۷۵۴۰)۔
(۳۰) ابن أبي شيبة في "المصنف" (۱۳۱/۲) (۷۳۰۰)۔

کتاب الطهارة

کتاب طہارت کے بیان میں

وضوء کی ترکیب کا بیان

باب العمل فی الوضوء

۳۱۔ عَنْ عُمَرُو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ وَهُوَ جَدُّ عُمَرُو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِينِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ نَعَمْ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَعَ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ تَمَضَّمْ وَأَسْتَشْرَّ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدِّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

حضرت عمرو بن یحییٰ المازنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عبد اللہ بن زید سے جو دادا ہیں عمرو بن یحییٰ کے اور اصحاب میں سے ہیں رسول اللہ ﷺ کے کیا تم مجھ کو دکھا سکتے ہو کس طرح وضو کرتے تھے رسول اللہ ﷺ، کہا انہوں نے ہاں۔ تو منگایا انہوں نے پانی وضو کا پھر ڈالا اس کو اپنے ہاتھ پر اور دھویا دونوں ہاتھوں کو دو دو بار۔ پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ تین بار پھر دونوں ہاتھ دھوئے کہنپوں تک دو دو بار پھر مسح کیا سر کا دونوں ہاتھوں سے۔ آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے یعنی دونوں ہاتھوں سے مسح شروع کیا۔ پیشانی سے گدی تک پھر لائے گدی سے پیشانی تک پھر دونوں پیر دھوئے۔

فائدہ: عبد اللہ بن زید عمرو بن یحییٰ کے دادا تھے نہ نانا یہ وہم موطا کی روایت سے واقع ہوا ہے صحیح یہ ہے کہ ایک شخص نے پوچھا عبد اللہ سے اور وہ شخص عمارہ بن ابی حسن تھا جو دادا ہے عمرو بن یحییٰ کا۔ (زرقاتی)

۳۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ

(۳۱) بخاری (۱۸۵، ۱۸۶، ۱۹۱) کتاب الوضوء: باب مسح الرأس كله، مسلم (۲۳۵، ۲۳۶)

أبو داود (۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰) الترمذی (۳۵، ۴۷) النسائی (۹۷، ۹۸، ۹۹)۔

(۳۲) بخاری (۱۶۱، ۱۶۲) کتاب الوضوء: باب الاستنشاق فی الوضوء، مسلم (۲۳۷) أبو داود

(۱۶۱، ۱۶۲) النسائی (۸۶، ۸۸) ابن ماجہ (۴۰۹) احمد (۲۳۶، ۲۴۲، ۲۵۴) الدارمی (۷۰۳)۔

فِي أَنفِهِ مَاءٌ ثُمَّ لِيَنْثُرَ وَمَنْ اسْتَجَمَرَ فَلْيُوتِرْ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو پانی ڈال کر چھینکے اور ڈھیلے لے واسطے استبراء کے توطاق لے۔

۳۳ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنْ اسْتَجَمَرَ فَلْيُوتِرْ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص وضو کرے تو ناک چھینکے اور جو ڈھیلے لے توطاق لے۔

مسئلہ: امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک ہی چلو لے کر بھی کلی کرے اور ناک پانی میں بھی ڈالے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

۳۴ - عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ قَدْ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَسْبِغِ الْوَضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَيَلُّ لِلْأَغْقَابِ مِنَ النَّارِ -

حضرت امام مالک روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو پہنچا کہ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق گئے ام المؤمنین کے پاس جس دن مرے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تو منگایا عبدالرحمن نے پانی وضو کا پس کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے پورا کرو وضو کو کیونکہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں کو آگ سے۔

فائدہ: یعنی خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جن کی ایڑیاں وضو میں سوکھی رہ جاتی ہیں یا خود ایڑیوں کی خرابی ہے۔ جہنم کی آگ ان کو جلادے گی اسی طرح تمام اعضاء وضو کا حکم ہے کوئی عضو سوکھنا نہ جائے احتیاط رکھے۔

۳۵ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّمِيمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَتَوَضَّأُ بِالْمَاءِ لِمَا نَحَتْ إِزَارَهُ -

حضرت عبدالرحمن بن عثمان تمیمی سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ پانی سے دھوئے اپنے ستر کو۔

(۳۳) ایضاً -

(۳۴) مسلم (۲۴۰) کتاب الطہارۃ: باب وجوب غسل الرجلین بکمالہما، ابن ماجہ (۴۵۱) ۴۵۲ (احمد (۴۰/۶) ۸۱'۸۴'۹۹) -

(۳۵) بخاری فی "التاریخ الکبیر" (۲۳۷/۶) -

فائدہ: پانخانے کے بعد ڈھیلیوں سے پاک کر کے پھر پانی لینا ادب ہے اور موجب فضیلت ہے۔ ابن خزیمہ اور بزار نے عویم بن ساعدہ سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے مسجد قبا میں تو کہا وہاں کے لوگوں سے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف کی ہے طہارت کے باب میں تو کیسی ہے طہارت تمہاری۔ کہا انہوں نے یا رسول اللہ! ہم نہیں جانتے مگر ہمارے ہمسایہ میں چند یہودی رہتے تھے۔ وہ پانخانہ کر کے پانی سے استنجا کرتے تھے تو ہم نے بھی ایسا ہی کیا اور بزار کی عبارت یہ ہے کہ ہم بعد ڈھیلیوں کے پانی سے پاک کرتے ہیں تو فرمایا آپ نے ہاں یہی مراد ہے خداوند کریم کی لازم پکڑو تم اس کو اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ استنجا پانی سے کرتے تھے۔

مسئلہ: کہا بیجی نے پوچھے گئے امام مالکؒ اس شخص سے جس نے وضو کیا تو بھول کر قبل کلی کرنے کے منہ دھولیا یا پہلے ہاتھ دھولے اور منہ نہ دھویا کہا امام مالکؒ نے جس شخص نے منہ دھولیا کلی کرنے سے پیشتر تو وہ کلی کرے اور دوبارہ منہ نہ دھوئے۔ لیکن جس نے ہاتھ دھولے منہ دھوئے سے پیشتر تو اس کو چاہیے کہ منہ دھو کر ہاتھوں کو دوبارہ دھوئے تاکہ دھونا ہاتھ کا بعد دھونے منہ کے ہو جائے جب تک وضو کرنے والا اپنی جگہ میں ہے یا قریب اس کے۔

مسئلہ: کہا بیجی نے پوچھے گئے امام مالکؒ اس شخص سے جو وضو میں کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا بھول گیا اور نماز پڑھ لی۔ کہا امام مالکؒ نے ہو گئی نماز اس کی دوبارہ پھر نماز پڑھنا لازم نہیں لیکن آئندہ کی نماز کے واسطے کلی کر لے یا ناک میں پانی ڈال لے۔

باب وضوء النائم اذا قام الى الصلاة جو کوئی سو کر نماز کے لیے اٹھے اس کے وضو کا بیان

۳۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا فِي وَضُوئِهِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيُّنَ بَاتَتْ يَدُهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے سو کر اٹھے تو پہلے اپنے ہاتھ دھو کر پانی میں ہاتھ ڈالے اس لیے کہ معلوم نہیں کہاں رہی ہتھیلی اس کی۔

فائدہ: یعنی پاک جگہ یا ناپاک جگہ بعض لوگوں کے نزدیک یہ حکم استنجا ہے اور بعضوں کے نزدیک وجوباً۔ جب رات کو سو کر اٹھے اور استنجا یا جب دن کو سو کر اٹھے۔ (زرقاتی)

۳۷۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِذَا نَامَ أَحَدُكُمْ مُضْطَجِعًا فَلْيَتَوَضَّأْ۔

(۳۶) بخاری (۱۶۲) کتاب الوضوء: باب الاستحمام وترا، مسلم (۲۷۸) أبو داود (۱۰۳) ترمذی

(۲۴) نسائی (۱) ابن ماجہ (۳۹۳)۔

(۳۷) عبدالرزاق فی "المصنف" (۱۲۹/۱) ابن ابی شیبہ فی "المصنف" (۱۲۳/۱، ۱۲۴) بیہقی فی

"السنن الکبریٰ" (۱۱۹/۱)۔

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جو شخص تم میں سے سو جائے لیٹ کر تو وضو کرے۔

۳۸۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ تَفْسِيرَ هَذِهِ الْآيَةِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ أَنَّ ذَلِكَ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ الْمَضَاجِعِ يَعْنِي النَّوْمَ۔

حضرت زید بن اسلم نے فرمایا کہ جو اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ جب اٹھو تم نماز کے لیے تو دھوؤ منہ اپنا اور ہاتھ اپنے کہنیوں تک اور مسح کرو سروں پر اور دھوؤ پاؤں اپنے ٹخنوں تک اس سے یہ غرض ہے کہ جب اٹھو نماز کے لیے سو کر۔

فائدہ: ورنہ جب کوئی نماز کو اٹھے تو اس کو وضو کرنا لازم ہوگا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک کسیر پھوٹنے یا خون نکلنے یا پیپ بننے سے وضو لازم نہیں آتا بلکہ وضو نہ کرے مگر اس گندگی سے جو دریاؤں سے نکلے یا سو جائے۔

۳۹۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَنَامُ جَالِسًا ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

باب الطهور للوضوء وضوء کے پانی کا بیان

۴۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرَكُوبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفْتَوَضَّأُ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهْرُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو کہا اس نے یا رسول

(۳۸) دیکھو: "التمهيد" لابن عبد البر (۲۳۷/۱۸) "الأوسط" لابن المنذر (۱۱۰/۱)۔

(۳۹) عبدالرزاق في "المصنف" (۱۳۰/۱) ابن أبي شيبة في "المصنف" (۱۲۳/۱) بيهقي في "السنن الكبرى" (۱۲۰/۱)۔

(۴۰) أبو داود (۸۳) كتاب الطهارة: باب الوضوء بماء البحر، ترمذي (۶۹) نسائي (۳۳۲) ابن ماجه (۳۸۶)۔

اللہ! ہم سوار ہوتے ہیں سمندر میں اور اپنے ساتھ پانی تھوڑا رکھتے ہیں اگر اسی سے وضو کریں تو پیا سے رہیں کیا سمندر کے پانی سے ہم وضو کریں۔ فرمایا آپ ﷺ نے پاک ہے پانی اس کا حلال ہے مردہ اس کا۔

فائدہ: اگرچہ سائل نے صرف سمندر کے پانی کا حال پوچھا تھا۔ مگر آپ ﷺ نے سمندر کے کھانے کا بھی حال بیان کر دیا کیونکہ جیسے وہاں پانی کی کمی ہوتی ہے کبھی کھانے کی بھی کمی ہوتی ہے۔ ”حلال ہے مردہ اس کا“ یعنی جتنے جانور سمندر میں رہتے ہیں جن کی زندگی بغیر پانی کے نہیں ہو سکتی وہ سب حلال ہیں۔ اگرچہ مچھلی کی صورت پر نہ ہوں بلکہ کتے یا سور کی صورت پر ہوں۔ (زرقاتی) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس حدیث میں مردہ سے صرف مچھلی مراد ہے نہ اور جانور سمندر کے مگر اس تخصیص پر کوئی دلیل صریح چاہیے اور یہ حدیث مطلق ہے۔ زرقاتی ”کہتے ہیں کہ یہ حدیث ایک بڑی اصل ہے اصول اسلام سے تمام ائمہ نے اس کو قبول کیا ہے اور فقہاء نے اس کے ساتھ تمسک کیا ہے ہر زمانے میں اور روایت کیا اس حدیث کو بڑے بڑے اماموں نے مثل مالک اور شافعی اور احمد اور اصحاب سنن اربو اور دارقطنی اور بیہقی اور حاکم وغیرہم نے طرق متعددہ سے اور صحیح کہا اس کو ابن مزیمرہ اور ابن حبان اور ابن مندہ نے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا کہ پوچھا میں نے بخاری سے تو انہوں نے بھی صحیح کہا۔ (زرقاتی)

۴۱ - عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَهَا أَخْبَرَتْهَا أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوءًا فَحَاجَّتْ هِرَّةً لِيَتَشْرَبَ مِنْهُ فَأَصْغَى لَهَا الْبِإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ قَرَأَنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ أَتَعَجِبِينَ يَا ابْنَةَ أَحِي قَالَتْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا لَيَسْتُ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَائِفِ عَلَيْنِكُمْ أَوْ الطَّوَائِفِ -

حضرت کبشہ بنت کعب سے روایت ہے کہ ابوققادہ انصاریؓ گئے ان کے پاس تو رکھا کبشہ نے ایک برتن میں پانی ان کے وضو کے لیے پس آئی ملی اس میں سے پینے کو تو جھکا دیا برتن کو ابوققادہؓ نے یہاں تک کہ پی لیا ملی نے پانی۔ کہا کبشہ نے دیکھ لیا ابوققادہ نے کہ میں ان کی طرف تعجب سے دیکھتی ہوں تو پوچھا ابوققادہؓ نے کیا تعجب کرتی ہوائے تعجب میری! میں نے کہاں ہاں۔ تو کہا ابوققادہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ملی ناپاک نہیں ہے وہ رات دن پھرنے والوں میں سے ہے تم پر۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کچھ حرج نہیں ملی کے جھوٹے میں مگر جب اس کے منہ پر پلیدی معلوم ہو۔

۴۲ - عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ فِي رَكْبٍ فِيهِمْ

(۴۱) أبو داود (۷۵) كتاب الطهارة : باب سور الهرة 'ترمذی (۹۲) نسائی (۶۸) ابن ماجه (۳۶۷)

دارمی (۷۳۶) -

(۴۲) عبدالرزاق فی "المصنف" (۷۶/۱، ۷۷) بیہقی فی "السنن الکبری" (۲۵۰/۱) -

عَمَرُو بَنُ الْعَاصِ حَتَّى وَرَدُوا حَوْضًا فَقَالَ عَمَرُو بَنُ الْعَاصِ لِصَاحِبِ الْحَوْضِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السَّبَاعُ فَقَالَ عَمَرُو بَنُ النُّخَطَابِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرُنَا فَإِنَّا نَرِدُ عَلَى السَّبَاعِ وَتَرِدُ عَلَيْنَا۔

حضرت یحییٰ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نکلے چند سواروں میں ان میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ راہ میں ایک حوض ملا تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حوض والے سے پوچھا کہ تیرے حوض پر درندے جانور پانی پینے کو آتے ہیں تو کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اے حوض والے! مت بتا ہم کو کس لیے کہ درندے کبھی ہم سے آگے آتے ہیں اور کبھی ہم درندوں سے آگے آتے ہیں۔

فائدہ: یعنی یہ جنگل کا حوض ہے یہاں رات دن یہی کارخانہ جاری ہے کہ آدمی آن کر پانی پیتے ہیں پھر درندے پھر آدمی پھر درندے اس لیے ضرورت کی وجہ سے یہ پاک ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کے لیے ہے جو وہ پی گئے اور ہمارے لیے جو باقی ہے پینے کے لیے اور طہارت کرنے کے لیے۔ روایت کیا اس کو عبدالرزاق نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہے۔ اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ روایت کیا اس کو طیارسی اور شافعی اور احمد وغیرہم نے۔ (زرقانی)

۴۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ كَانَ يَقُولُ إِنْ كَانَ الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَوَضَّعُونَ جَمِيعًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ مرد اور عورتیں وضو کرتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اکٹھا۔
فائدہ: ایک برتن سے جیسا کہ روایت کیا ابن ماجہ نے اور زیادہ کیا ابوداؤد نے کہ ڈالتے تھے ہم ہاتھ اپنے برتن میں۔ کہا زرقانی نے ظاہر حدیث یہ ہے کہ مرد عورت ل کر ایک ہی وقت میں وضو کرتے تھے قبل اترنے آیت حجاب کے یہ حدیث خاص ہوگی ازواج اور محارم کے ساتھ اور صحیح ابن خزیمہ میں مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے اصحاب کو اور عورتوں کو سبل کر ایک ہی برتن سے وضو کرتے تھے اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کے وضو سے جو پانی نچ رہے اس سے وضو درست ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا۔

باب ما لا يجب فيه الوضوء جن امور سے وضو لازم نہیں آتا ان کا بیان

۴۴۔ عَنْ أُمِّ وَكَيْدٍ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى

(۴۳) بخاری (۱۹۳) کتاب الوضوء: باب وضوء الرجل مع امرأته وفضل وضوء المرأة، أبو داود (۸۰۷۷۹) نسائی (۷۱) أحمد (۴۱۲/۱۰۳۹۱۱۳)۔

(۴۴) أبو داود (۳۸۳) کتاب الطهارة: باب فی الأذى یصیب الذلیل، ترمذی (۱۴۳) ابن ماجہ (۵۳۱) أحمد (۲۹۰/۳۱۶) دارمی (۷۴۲)۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي امْرَأَةٌ أَطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَدِيرِ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهَّرُهُ مَا بَعْدَهُ -

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمن کی ام ولد نے پوچھا ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ میرا دامن نچا اور لمبا رہتا ہے اور ناپاک جگہ میں چلنے کا اتفاق ہوتا ہے تو کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پاک کرتا ہے اس کو جو بعد اس کے ہے۔

فائدہ: یعنی اگر کسی کے دامن میں راہ کی نجاست لگ جائے اور پھر وہ دامن پاک زمین سے بھی لگے اور خشک ہو جائے تو مل دینے سے یا جھاڑ دینے سے پاک ہو جائے گا بہ نسبت ضرورت اور رفع حرج کے۔ (مصنفی)

٤٥ - عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى رَبِيعَةَ بِنْتُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَفْلِسُ مِرَارًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا يَنْصَرِفُ وَلَا يَتَوَضَّأُ حَتَّى يُصَلِّيَ -

امام مالک کہتے ہیں کہ میں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمن کو دیکھا کئی مرتبہ انہوں نے قے کی پانی کی اور وہ مسجد میں تھے پھر وضو نہ کیا اور نماز پڑھ لی۔

مسئلہ: امام مالک سے پوچھا گیا کہ جس نے ادا کھانے کو کیا اس پر وضو ہے کہا اس پر وضو نہیں ہے بلکہ کلی کر ڈالے اور منہ دھو لے۔

٤٦ - عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو حَنَطَ ابْنًا لِسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَحَمَلَهُ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خوشبو لگائی سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے بچے کو جو میت تھا اور اٹھایا اس کو پھر مسجد میں آئے اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوا کہ مردہ کے اٹھانے یا خوشبو لگانے سے وضو نہیں جاتا اور بعض نسخوں میں موطا کے بجائے حنط کی حنک ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کھجور کو چبا کر بچے کے منہ میں دی۔ اور امام محمد نے حنط روایت کیا ہے اور یہی مروی ہے مرفوعاً جو شخص میت کو غسل دے وضو کرے اور جو میت کو اٹھائے وہ وضو کرے اس پر عمل نہیں کیا علماء نے اور شاید وہ امر استحباباً ہو یا امر اداس سے یہ ہے کہ جو جنازہ اٹھائے اس کو با وضو رہنا چاہیے تاکہ نماز جنازہ فوت نہ ہو جائے۔ اور اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا اور راوی اس کے سب ثقہ ہیں مگر عمرو بن عیسر مجہول ہے اور ابوداؤد نے اس حدیث کو منسوخ کہا ہے لیکن اس کے ناخ کو بیان نہیں کیا اور حاکم نے حکایت کی کہ اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں (زرقانی) اور شاہ ولی اللہ صاحب نے مصنفی اور مسویٰ میں لکھا ہے کہ جمہور علماء اسی پر ہیں کہ میت کے اٹھانے سے وضو لازم نہیں آتا۔

مسئلہ: امام مالک سے پوچھا گیا کہ تے میں وضو ہے یا نہیں کہا وضو نہیں ہے مگر کلی کرے اور منہ دھو ڈالے۔

باب ترک الوضوء مما مست النار جو کھانا آگ سے پکا ہو اس کو کھا کر وضو نہ کرنے کا بیان

۴۷ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِيفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ -

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست کا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۴۸ - عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصُّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتِ إِلَّا بِالسُّوَيْقِ فَأَمَرَهُ بِه فَتَرَى فَأَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ -

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس سال جنگ خیبر ہوئی یہاں تک کہ جب پہنچے صحباء میں (جو ایک جگہ ہے) پیچھے کی جانب خیبر سے مدینہ کی طرف اترے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر عصر کی نماز پڑھی اور مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توشہ تو نہ آیا مگر ستوا پس حکم کیا آپ نے اس کے کھولنے کا سو کھولا گیا پھر کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم لوگوں نے پھر کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب کے لیے کلی کر کے اور ہم نے بھی کلیاں کر لیں پھر نماز پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وضو نہ کیا۔

۴۹ - عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَدَيْرِ أَنَّهُ تَعَشَّى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ -

حضرت ربیعہ بن عبد اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کا کھانا کھایا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

(۴۷) بخاری (۲۰۷) کتاب الوضوء: باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق، مسلم (۳۵۴) أبو داود (۱۸۷) نسائی (۱۸۴) ابن ماجه (۴۸۸) -

(۴۸) بخاری (۲۰۹) کتاب الوضوء: باب من مضمض من السويق ولم يتوضأ، نسائی (۱۸۶) ابن ماجه (۴۹۲) أحمد (۴۲۶/۳) -

(۴۹) شرح معانی الآثار (۶۸/۱) -

۵۰۔ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا ثُمَّ مَضَمَضَ وَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

حضرت ابان بن عثمان سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے روٹی اور گوشت کھا کر کھلی کی اور ہاتھ دھو کر منہ پونچھا پھر۔ نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۵۱۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ كَانَا لَا يَتَوَضَّأَانِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔

امام مالک کو پہنچا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ دونوں وضو نہ کرتے تھے اس کھانے سے جو آگ سے لپکا ہو۔

۵۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُصِيبُ طَعَامًا قَدْ مَسَّتُهُ النَّارُ اَتَتَوَضَّأُ قَالَ رَأَيْتُ اَبِي يَفْعَلُ ذَلِكَ وَلَا يَتَوَضَّأُ۔

حضرت یحییٰ بن سعید نے پوچھا عبداللہ بن عامر سے کہ ایک شخص وضو کرے نماز کے لیے پھر کھائے وہ کھانا جو لپکا ہو آگ سے کیا وضو کرے دوبارہ۔ کہا عبداللہ نے کہ دیکھا میں نے اپنے باپ عامر بن ربیعہ بن کعب بن مالک کو (جو صحابی مشہور ہیں) کہ وہ آگ کا لپکا ہوا کھانا کھاتے پھر وضو نہیں کرتے تھے۔

۵۳۔ عَنْ اَبِي نُعَيْمٍ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ رَأَيْتُ اَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ اَكَلَ لَحْمًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

حضرت ابو نعیم وہب بن کيسان نے سنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے دیکھا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو۔ گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۵۴۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُعِيَ لِطَعَامٍ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَلَحْمٌ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى بِفَضْلِ ذَلِكَ الطَّعَامِ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ صَلَّى

(۵۰) بیہقی (۱۰۷/۱)۔

(۵۱) بیہقی (۱۰۷/۱)۔

(۵۲) بیہقی فی (۱۰۸/۱)۔

(۵۳) عبدالرزاق (۶۴۷) ابن ابی شیبہ (۵۲۱) بیہقی (۱۰۷/۱)۔

(۵۴) بخاری (۵۴۵۷) ابو داؤد (۱۹۲، ۱۹۱) ترمذی (۸۰) نسائی (۱۸۵) ابن ماجہ (۴۸۹)

احمد (۳۲۲، ۳)۔

وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

حضرت محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت ہوئی کھانے کی تو سامنے کیا گیا ان کے روٹی اور گوشت۔ پس کھایا آپ ﷺ نے اس میں سے اور وضو کر کے نماز پڑھی پھر اس کھانے کا بچا ہوا آیا اس کو کھا کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۵۵ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَدِمَ مِنَ الْعِرَاقِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو طَلْحَةَ وَأَبِيُّ بْنُ كَعْبٍ فَقَرَّبَ لَهُمَا طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ فَأَكَلُوا مِنْهُ فَقَامَ أَنَسٌ فَتَوَضَّأَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ وَأَبِيُّ بْنُ كَعْبٍ مَا هَذَا يَا أَنَسُ أَعِرَاقِيَّةٌ فَقَالَ أَنَسٌ لَيْتَنِي لَمْ أَفْعَلْ وَقَامَ أَبُو طَلْحَةَ وَأَبِيُّ بْنُ كَعْبٍ فَصَلَّيَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

حضرت عبدالرحمن بن یزید انصاری سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہما جب آئے عراق سے تو گئے ان کی ملاقات کو ابو طلحہ اور ابی بن کعب۔ تو سامنے کیا انس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے کھانا جو پکا ہوا تھا آگ سے پھر کھایا سب نے تو اٹھے انس اور وضو کیا۔ پس کہا ابو طلحہ اور ابی بن کعب نے کہ کھانا کھا کر وضو کرنا کیا تم نے عراق سے سیکھا ہے پس کہا انس نے کاش! میں وضو نہ کرتا اور کھڑے ہوئے ابو طلحہ اور ابی بن کعب تو نماز پڑھی دونوں نے اور وضو نہ کیا۔

باب جامع الوضوء اس باب میں مختلف مسائل طہارت کے مذکور ہیں

۵۶ - عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَسْتِطَابَةِ فَقَالَ أَوْلَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ ثَلَاثَةَ أَحْجَارٍ -

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا استنجاء کے بارے میں تو فرمایا آپ ﷺ نے کیسے نہیں پاتا کوئی تم میں سے تین پتھروں کو۔
فائدہ: یعنی تین پتھر پاک کرنے کے لیے کافی ہیں اور دو سے بھی آنحضرت ﷺ نے استنجاء کیا ہے۔

۵۷ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمَقْبَرَةِ فَقَالَ السَّلَامُ

- (۵۵) عبدالرزاق (۱۷۰/۱) بیہقی (۱۵۸/۱) -
(۵۶) أبو داود (۴۰) کتاب الطہارۃ: باب الاستنجاء بالحجارة، نسائی (۴۴) أحمد (۱۰۸/۶) (۱۳۳) الدارمی (۶۷۰) -
(۵۷) مسلم (۲۴۹) کتاب الطہارۃ: باب استحباب اطالة الغرة والتجھیل فی الوضوء، نسائی (۱۵۰) ابن ماجہ (۴۳۰/۶) أحمد (۳۰۰/۲) -

عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاجِقُونَ وَدِدْتُ أَنِّي قَدَرَأَيْتُ إِخْوَانَنَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَسْنَا بِإِخْوَانِكَ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدَ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ يَأْتِي بَعْدَكَ مِنْ أُمَّتِكَ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غَرٌّ مُحَجَّلَةٌ فِي خَيْلٍ دُهُمٍ بُهُمْ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَلَا يَذَادَنَّ رَجُلٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يَذَادُ الْبَعِيرُ الصَّلَاةُ أَنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ أَلَا هَلُمَّ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ فَسُحْقًا فَسُحْقًا فَسُحْقًا .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے مقبرہ کو سو کہا سلام ہے تمہارے پر اے قوم مومنوں کی اور ہم اگر خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں تمنا کی میں نے کہ میں دیکھ لوں اپنے بھائیوں کو تو کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے یا رسول اللہ کیا نہیں ہیں ہم بھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا بلکہ تم بھائیوں سے بڑھ کر اصحاب ہو میرے۔ اور بھائی میرے وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے دنیا میں اور میں قیامت کے روز ان کا پیش خیمہ ہوں گا حوض کوثر پر تب کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوکر پہچانیں گے ان لوگوں کو قیامت کے روز جو دنیا میں بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوں گے امت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ کو بتلاؤ کہ کسی شخص کے سفید منہ اور سفید پاؤں کے گھوڑے خالص مٹھی گھوڑوں میں ن جا میں کیا وہ اپنے گھوڑے نہ پہچانے گا؟ کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پہچانے گا پس فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے روز وہ بھائی میرے آئیں گے چمکتے ہوں گے منہ اور پاؤں ان کے وضو سے اور میں ان کا پیش خیمہ ہوں گا حوض کوثر پر تو ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص نکالا جائے میرے حوض سے جیسے نکالا جاتا ہے وہ اونٹ جو اپنے مالک سے چھٹ گیا: تو پکاروں گا میں ان کو ادھر آؤ ادھر ادھر آؤ۔ کہا جائے گا مجھ سے کہ ان لوگوں نے بدل دیا سنت تیری کو بعد تیرے۔ تب میں کہنے لگوں گا دُور ہو دُور ہو دُور ہو۔

فائدہ۔ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرنے کا وبال ایسا سخت ہے کہ آپ خود باوصف کثرت رحمت اور شفقت کے فرمائیں گے دور ہو دور ہو۔ ابن عبدالعزیز نے کہا جو شخص دین میں ایسی بات نکالے گا جس سے اللہ راضی نہیں تو وہ حوض کوثر سے نکال دیا جائے گا۔ اس حدیث کے یہاں ذکر کرنے سے یہ غرض ہے کہ اعضائے وضو کو مقدار فرض سے زیادہ دھونا مستحب ہے۔ (زرقاتی، مصفی)

۵۸۔ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ جَلَسَ عَلَيَّ الْمَقَاعِدِ

(۵۸) بخاری (۱۶۰) کتاب الوضوء: باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، مسلم (۲۲۷) نسائی (۱۴۶) أحمد

فَحَاءَ الْمُؤَذِّنِ فَأَذَنَهُ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ لَا حَدَّثْتُكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا أَنَّهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا حَدَّثْتُكُمْوهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ أَمْرٍ يَتَوَضَّأُ فِيْحَسِّنُ وَضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى حَتَّى يُصَلِّيَهَا .

حضرت حمران سے روایت ہے جو (غلام آزاد) ہیں عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان بیٹھے تھے چہرہ پر اتنے میں مؤذن آیا اور نماز عصر کی خبر دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی منگوا لیا اور وضو کیا پھر کہا کہ خدا کی قسم میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر وہ حدیث اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی تو میں بیان نہ کرتا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ کوئی آدمی نہیں ہے کہ وضو کرے اچھی طرح پھر نماز پڑھے مگر جتنے گناہ اس کے اس کی اس نماز سے لے کر دوسری نماز تک ہوں گے معاف کر دیے جائیں گے یہاں تک کہ دوسری نماز پڑھے۔

مطلب: کہا امام مالک نے کہ مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شاید یہ آیت ہے: ﴿ اِقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنْ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يَذُوبُنَّ السَّيِّئَاتِ ذَلِكِ لِلَّذِي اَكْرَمَ نَفْسًا ﴾

قائدہ: یعنی قائم کر نماز کو دونوں طرف دن کے اور کئی ساعتیں رات سے یقیناً نیکیاں لے جاتی ہیں برائیوں کو یہ نصحت ہے واسطے ذکر کرنے والوں کے۔ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے جو برائیوں کے چھوٹے اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت آئے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہیے۔ جتنا میل اتنا صابن۔ (موضح القرآن)

۵۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَابِجِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَتَمَضَّمْضَمَّ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ فِيهِ وَإِذَا اسْتَنْشَرَ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ أُنْفِهِ فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ كَانَ مَشِيئُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتِهِ نَافِلَةً لَهُ .

حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت مومن بندہ وضو شروع کرتا ہے

(۵۹) نسائی (۱۰۳) کتاب الطہارۃ: باب مسح الأذنین من الرأس، ابن ماجہ (۲۸۲) أحمد

پھر کلی کرتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اس کے منہ سے۔ پھر جس وقت منہ دھوتا ہے نکل جاتے ہیں اس کے منہ سے۔ یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں پلکوں کے اُگنے کی جگہ یعنی پپوں سے پھر جس وقت مسح کرتا ہے سر کا نکل جاتے ہیں گناہ اس کے سر سے یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں اس کے دونوں کانوں سے۔ پھر جس وقت پاؤں دھوتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اس کے دونوں پاؤں سے یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں اس کے دونوں پاؤں کے ناخنوں سے۔ پھر چلنا اس کا مسجد کی طرف اور نماز الگ ہے یعنی اس کا ثواب جدا گانہ ہے۔

فائدہ: گناہوں سے صفائے مراد ہیں نہ کبائر تو جس شخص کے سب گناہ صفائے ہیں اس کے بالکل معاف ہو جاتے ہیں اور جس کے صفائے اور کبائر دونوں ہیں تو صفائے غفرو ہو جاتے ہیں اور جس کے کل گناہ کبائر ہیں تو ان میں تخفیف ہو جاتی ہے بقدر صفائے اور جس کے نہ صفائے ہیں نہ کبائر اس کی نیکیوں میں ترقی ہوتی ہے۔ ایسا ہی بیان کیا علماء نے اس حدیث کی شرح میں مگر ظاہر حدیث مطلق ہے شامل ہے صفائے اور کبائر کو۔ (زرقاتی)

۶۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ حَاطِيَّةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا عَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ حَاطِيَّةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا عَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ حَاطِيَّةٍ مَسَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت مسلمان بندہ وضو شروع کرتا ہے یا مومن پھر دھوتا ہے اپنا منہ نکل جاتا ہے اس کے منہ سے جو گناہ کہ دیکھا تھا اس کو اپنی آنکھوں سے ساتھ پانی کے یا ساتھ آخری قطرہ کے پانی سے۔ پھر جب ہاتھ دھوتا ہے نکل جاتا ہے اس کے ہاتھوں سے جو گناہ کہ پکڑا تھا اس کو اس کے ہاتھوں کے ساتھ پانی کے یا ساتھ آخری قطرہ پانی کے۔ پھر جب دھوتا ہے وہ پاؤں اپنے نکل جاتا ہے جو گناہ کہ چلے تھے اس کے لیے پاؤں اس کے ساتھ پانی یا ساتھ آخری قطرہ پانی کے۔ یہاں تک کہ نکل آتا ہے پاک صاف گناہوں سے۔

فائدہ: اس حدیث میں راوی کو دو مقامات پر شک ہے ایک یہ کہ شروع حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ مسلمان فرمایا یا بندہ مومن دوسرے یہ کہ ساتھ پانی کے فرمایا یا ساتھ آخری قطرہ پانی کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ شک نہیں راوی کو بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طور فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو کہ مسلمان اور مومن کے ایک ہی معنی ہیں اور شروع ہوتا ہے نکلنا گناہ کا پانی بننے کے شروع سے اور تمام ہوتا ہے نکلنا اس کا آخری قطرہ پانی کے ساتھ۔ (زرقاتی)

(۶۰) مسلم (۲۴۴) کتاب الطہارۃ : باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء، ترمذی (۲) أحمد

(۲۴۴) (۸۰۰۷) دارمی (۷۱۸)

۶۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ وَضُوءًا فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوءٍ فِي إِنَاءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ بِتَوَضُّؤِنَ مِنْهُ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتَّى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب قریب آ گیا تھا عصر کا وقت پس ڈھونڈ لوگوں نے پانی وضو کے لیے مگر نہ پایا اور ایک برتن میں پانی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا وضو کرنے کا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دیکھتا تھا پانی کا نوارہ نکلتا تھا آپ ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے۔ پھر وضو کر لیا لوگوں نے یہاں تک کہ جو سب کے اخیر میں تھا اس نے بھی وضو کر لیا۔

فائدہ: وہ برتن ایک پیالہ تھا جو آدھا یا تہائی پانی سے بھرا تھا اور وضو کرنے والے قریب تین سو آدمیوں کے تھے یہ معجزہ ہمارے پیغمبر ﷺ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے بھی زیادہ عجیب ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے پتھر سے پانی نکل آتا تھا اور یہ انگلیوں سے نکلتا تھا۔ سبحان اللہ ہزار جان سے قربان اپنے پروردگار کا ہونا چاہیے جس نے اپنے بندوں کے سمجھانے کے لیے ہر طرح کے معجزات پیغمبروں کو عطا فرمائے۔ (زرقاتی مع اضافہ)۔

۶۲۔ عَنْ نَعِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمَدَنِيِّ الْمُحْمِرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ تَوَضَّأَ فَأُحْسِنَ وَضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ يَعْمُدُ إِلَى الصَّلَاةِ وَإِنَّهُ يَكْتَسِبُ لَهُ بِإِخْدَى حُطُوبِيَّتِهِ حَسَنَةً وَيُمَحَى عَنْهُ بِالْآخِرَى سَيِّئَةٌ فَإِذَا سَمِعَ أَحَدَكُمْ الْإِقَامَةَ فَلَا يَسْعَ فَإِنَّ أَعْظَمَكُمْ أَجْرًا أَبْعَدَكُمْ دَارًا قَالُوا لِمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ مِنْ أَجْلِ كَثْرَةِ الْخَطَا۔

حضرت نعیم بن عبد اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے جس نے وضو کیا اچھی طرح پھر نکلا نماز کی نیت سے تو وہ گویا نماز میں ہے جب تک نماز کا قصد رکھتا ہے ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم پر ایک بُرائی مٹائی جاتی ہے تو جب کوئی تم میں سے تکبیر نماز کی سنے تو نہ دوڑے کیونکہ زیادہ ثواب اسی کو ہے جس کا مکان زیادہ دور ہے۔ کہا انہوں نے کیوں اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کہا اس وجہ سے کہ اس کے قدم زیادہ ہوں گے۔

(۶۱) بخاری (۱۶۹) کتاب الوضوء: باب التماس الوضوء اذا حانت الصلاة، مسلم (۲۲۷۹)

ترمذی (۳۶۳۱) نسائی (۷۶) أحمد (۱۳۲/۳)۔

(۶۲) بخاری (۱۷۶، ۴۵۰، ۴۷۷) مسلم (۶۴۹) أبو داود (۵۵۶)۔

۶۳۔ عَنْ يُحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يُسْأَلُ عَنِ الْوُضُوءِ مِنَ الْعَاظِلِ بِالْمَاءِ فَقَالَ سَعِيدٌ إِنَّمَا ذَلِكَ وَضُوءُ النِّسَاءِ۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن مسیب سوال کیے گئے بعد پانچا خانے کے پانی لینے سے تو کہا کہ یہ طہارت عورتوں کی ہے۔

فائدہ: یعنی ہر مرد کو استنجا کرنا ڈھیلوں سے کفایت کرتا ہے اور پانی سے آب دست لینا عورتوں کا کام ہے اور قاضی ابو الولید نے کہا کہ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ عادت عورتوں کی یہ ہے کہ پانی سے آب دست کرتی ہیں اور مردوں کی یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پاک کرتے ہیں دوسرے یہ کہ مردوں کو آب دست پانی سے کرنا میعوب ہے لیکن امام مالکؒ اور اکثر اہل علم کا مذہب نہیں ہے۔ نوویؒ نے کہا جس پر اجماع کیا اہل فتویٰ اور جمہور علماء نے وہ یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پاک کر کے پانی سے آب دست کرنا افضل ہے اور جو ایک پر اکتفا کرے تو بھی جائز ہے لیکن پانی پر اکتفا کرنا بہتر ہے۔ (محل)

۶۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پی جائے کتا تمہارے کسی برتن میں تو دوھوئے اس کو سات بار۔

۶۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَقِيمُوا وَلَنْ تُحْصُوا وَاعْمَلُوا وَخَيْرُ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیدھی راہ پر رہو اور نہ شمار کر سکو گے تم اس کے ثواب کو یا نہ طاقت رکھو گے تم استقامت کی اور سب کاموں میں تمہارے لیے بہتر نماز ہے اور نہ محافظت کرے گا وضو پر مگر مومن۔

فائدہ: ابن ماجہ اور بیہقی نے اس حدیث کو مسند ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ ہے کہ جاؤ تم افضل تمہارے کاموں میں نماز ہے اور روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے۔ (زرقاتی)

(۶۴) بخاری (۱۷۲) کتاب الوضوء: باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان، مسلم (۲۷۹) أبو

داود (۷۱، ۷۲، ۷۳) ترمذی (۹۱) نسائی (۳۳۵) ابن ماجہ (۳۶۳)۔

(۶۵) ابن ماجہ (۲۷۷) کتاب الطهارة وسننها: باب المحافظة على الوضوء، أحمد (۲۷۶/۵)

طہارہ (۶۵۶، ۶۵۷)۔

باب ما جاء في المسح بالرأس والأذنين سر اور کانوں کے مسح کا بیان

٦٦ - عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْخُذُ الْمَاءَ بِأُصْبَعِيهِ لِأُذُنَيْهِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کانوں کے مسح کے واسطے دو انگلیوں سے پانی لیتے تھے۔

فائدہ: بیہقی اور حاکم نے بسند صحیح روایت کیا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے تھے اور لیتے تھے واسطے دونوں کانوں اپنے کے نیا پانی سو اس پانی کے جو لیا تھا سر کے لیے اور حدیث مشہور کہ دونوں کان سر میں سے ہیں اگر صحیح ہو تو اس بات پر دلالت کرے گی کہ سر کا مسح کافی ہے کانوں کے مسح سے اور یہ خلاف ہے اجماع کے۔

٦٧ - عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ فَقَالَ لَا حَتَّى يُمَسَّحَ الشَّعْرُ بِالْمَاءِ -

امام مالک کو پہنچا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ پوچھے گئے عمامہ پر مسح کرنے سے تو کہا کہ نہ کرے یہاں تک کہ مسح کرے بال کا پانی سے۔

٦٨ - عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ كَانَ يَنْزِعُ الْعِمَامَةَ وَيَمَسَّحُ رَأْسَهُ بِالْمَاءِ -

حضرت عروہ بن زبیر عمامہ سر سے اتار کر سر پر مسح کرتے تھے۔

٦٩ - عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ رَأَى صَفِيَّةَ بِنْتُ أَبِي عُبَيْدٍ امْرَأَةَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ تَنْزِعُ حِمَامَتَهَا وَتَمَسَّحُ عَلَى رَأْسِهَا بِالْمَاءِ وَنَافِعٌ يَوْمَئِذٍ صَغِيرٌ -

نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا صفیہ کو جو بیوی تھیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی۔ اتارتی تھیں اس کپڑے کو جس سے سر ڈھانچتے ہیں اور مسح کرتی تھیں اپنے سر پر پانی سے۔ اور نافع اس وقت نابالغ تھے۔

فائدہ: ورنہ صفیہ کا سر کیسے دیکھتے ابن عبدالبر نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمامہ پر مسح کرنا ثابت ہے۔ عمرو بن امیہ اور بلال اور غیرہ اور انس کی روایت سے اور بخاری نے عمرو کی حدیث کو روایت کیا ہے اور جازر کھا عمامہ پر احمد اور اراکانی اور داؤد وغیرہم نے (زرقاتی) اور صحابہ میں سے بہت لوگ اس طرف گئے ہیں انہی میں سے ہیں ابو بکر، عمر اور انس رضی اللہ

(٦٦) بیہقی فی (٦٥/١) (٦٦) -

(٦٧) ترمذی (١٠٢) کتاب الطہارۃ: باب ما جاء فی المسح علی العمامۃ ابن ابی شیبہ (٢٩/١)

بیہقی (٦١/١) -

(٦٨) عبدالرزاق (١٩٠/١) ابن ابی شیبہ (٣٠/١) بیہقی (٦١/١) -

(٦٩) ابن ابی شیبہ (٣٠/١) بیہقی (٦١/١) -

عنہم اور اسحق دو کعب بن الجراح کا بھی یہی مذہب ہے اور قاضی شوکانی نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ مصنفی میں ہے کہ حدیث مسلم سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسح کیا پیشانی پر سفر میں اور تمام کیساں کو عمامہ پر تو جب عمامہ کھولنا دشوار ہو سح کا تمام کر لینا عمامہ پر مستحب ہے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ مسح کے متعلق اوپر عمامہ کے یا سر بندھن کے تو کہا مرد کو عمامہ پر اور عورت کو سر بندھن پر سح درست نہیں ہے بلکہ سح کرنا سر پر لازم ہے۔

فائدہ: یہی قول ہے شافعی اور ابوحنیفہ کا۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جس نے وضو کیا اور سر کا مسح بھول گیا۔ یہاں تک کہ اعضاء وضو خشک ہو گئے تو جواب دیا مسح کرے اپنے سر پر اور جو نماز پڑھ لی ہو اس کا اعادہ کرے۔

باب ما جاء في المسح على الخفين

موزوں پر مسح کا بیان

٧٠- عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِحْسَابَهُ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَذَهَبْتُ مَعَهُ بِمَاءٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَكَبْتُ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْ حُبَّتِي فَلَمْ يَسْتَطِعْ مِنْ صِيبَتِي كُمَّيْ الْحَبَّةِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْحَبَّةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخَفَيْنِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَزُوفٍ يُؤْمَهُمْ وَقَدْ صَلَّى بِهِمْ رُكْعَةً فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ عَلَيْهِمْ فَفَرَعَ النَّاسُ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتُمْ -

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گئے حاجت ضروری کو جنگ تبوک میں تو میں پانی ساتھ لے کر گیا اور جب آپ فارغ ہو کر آئے میں نے پانی ڈالا تو دھویا آپ ﷺ نے منہ اپنا پھر نکالنے لگے ہاتھ اپنے جبہ کی آستینوں سے۔ مگر وہ اس قدر رنگ تھیں کہ ہاتھ نہ نکل سکے آخر نکالا آپ ﷺ نے ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے اور ہاتھ دھوئے اور مسح کیا سر پر اور موزوں پر۔ پھر آئے آپ تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما سے کرارے تھے اور ایک رکعت ہو چکی تھی پس پڑھی رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت جو باقی تھی عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے پیچھے اور لوگ گھمرائے جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ اچھا کیا تم نے۔

فائدہ: یعنی گھمراؤ امت اچھا کیا تم نے نماز کو کھڑے ہو گئے۔ بعد اس کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کی وفات نہیں

(٧٠) بخاری (٣٦٣، ٣٨٨، ٢٩١٨، ٥٧٩٨، ٥٧٩٩) کتاب الصلاة: باب الصلاة في الحجة الشامية

ابن ماجه (٥٤٥) - ترمذی (٩٨) نسائی (١٠٧) ابن ماجه (٥٤٥) -

ہوئی مگر اس نے اپنی امت میں سے ایک مرد صالح کے پیچھے نماز پڑھی اور اس سے رد ہو گیا تو ان لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ نماز حضرت ﷺ کی کسی کے پیچھے درست نہیں ہے۔

۷۱۔ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَدِمَ الْكُوفَةَ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَهُوَ أَمِيرُهَا فَرَأَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ سَلْ أَبَاكَ إِذَا قَدِمْتَ عَلَيْهِ فَقَدِمَ عَبْدُ اللَّهِ فَنَسِيَ أَنْ يَسْأَلَ عُمَرَ عَنْ ذَلِكَ حَتَّى قَدِمَ سَعْدٌ فَقَالَ أَسَأَلْتُ أَبَاكَ فَقَالَ لَا فَسَأَلَهُ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ عُمَرُ إِذَا أَدْخَلْتَ رِجْلَيْكَ فِي الْخُفَّيْنِ وَهَمَّا طَاهِرَتَانِ فَاْمَسَحْ عَلَيْهِمَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَإِنْ جَاءَ أَحَدُنَا مِنَ الْعَائِطِ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَإِنْ جَاءَ أَحَدُكُمْ مِنَ الْعَائِطِ۔

نافع اور عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے کوفہ میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر اور وہ حاکم تھے کوفہ کے تو دیکھا ان کو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے مسح کرتے ہیں موزوں پر پس انکار کیا اس فعل کا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے۔ کہا سعد رضی اللہ عنہ نے تم اپنے باپ سے پوچھنا جب جانا۔ تو جب آئے عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھول گئے پوچھنا اپنے باپ سے۔ یہاں تک کہ سعد رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا تم نے اپنے باپ سے پوچھا تھا۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ڈالے تو پاؤں اپنے موزوں کے اندر اور پاؤں پاک ہوں تو مسح کر موزوں پر۔ کہا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اگرچہ ہم پاخانہ سے ہو کر آئیں؟ کہا ہاں اگرچہ کوئی تم میں سے پاخانہ سے ہو کر آئے۔

فائدہ: پھر اس مسح کی کچھ مدت مقرر نہیں امام مالک کے نزدیک جب تک جی چاہے ان پر مسح کیا کرے اور احادیث متعددہ سے یہ امر ثابت ہے کہ مدت مسح کی تقیم کے لیے ایک رات دن ہے اور مسافر کے لیے تین دن تین رات ہے۔

۷۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ بَالَ فِي السُّوقِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَعَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ دَعَى لِحْجَازَةَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا حِينَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پیشاب کیا بازار میں پھر وضو کیا اور دھویا منہ اور ہاتھوں کو اپنے۔ اور مسح کیا سر پر پھر بلائے گئے جنازہ کی نماز کے لیے جب جا چکے مسجد میں تو مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی جنازہ پر۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے موزوں کے مسح میں دیر کی بھولے سے یا بازار میں بوجہ کسی بیماری کے بیٹھ نہ سکے تو مسجد میں آ کر

(۷۱) بحاری (۲۰۲) کتاب الوضوء: باب المسح علی الخفین، نسائی (۱۲۱) أحمد (۱۴۱)۔

(۷۲) شافعی فی مسندہ (ص ۲۲۲) وفي الأم (۲۲۶/۷)۔

مسح کیا اور مسجد بازار سے قریب ہے۔ (زرقانی)

۷۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رُقَيْشٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَتَى قُبَاً فَبَالَ ثُمَّ أَتَى بَوْضُوءَ فَتَوَضَّأَ فَعَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثُمَّ جَاءَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى۔

حضرت سعید بن عبد الرحمن نے دیکھا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو آئے وہ قبا کو تو پیشاب کیا پھر لایا گیا پانی وضو کا۔ تو وضو کیا، دھویا منہ کو اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کیا سر پر اور مسح کیا موزوں پر پھر مسجد میں آ کر نماز پڑھی۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا اس شخص کا جس نے وضو کیا نماز کے لیے پھر پہنا دونوں موزوں کو پھر پیشاب کیا پھر اتار لیے موزے پھر پہن لیے کیا وضو پھر کرے۔ تو جواب دیا امام مالک نے کہ موزے اتار کر وضو کرے اور پاؤں دھوئے اور موزوں پر وہی شخص مسح کرے جس نے موزوں کو پہنا تھا اور پاؤں اس کے پاک تھے وضو کی پاکی سے۔ لیکن جس نے موزوں کو اس حال میں پہنا کہ وہ پاؤں اس کے وضو کی پاکی سے پاک نہ تھے تو وہ مسح نہ کرے موزوں پر۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ موزے پہننے وقت با وضو ہو۔

مسئلہ: حضرت امام مالک سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جس نے وضو کیا اور موزے پہنے ہوئے تھے لیکن وہ مسح موزوں کا کرنا بھول گیا یہاں تک کہ وضو اس کا سوکھ گیا اور نماز اس نے پڑھ لی تو جواب دیا کہ وہ شخص موزوں پر مسح کرے اور نماز کا اعادہ کرے مگر وضو کا اعادہ ضروری نہیں۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جس نے پاؤں دھو کر موزے پہن لیے پھر وضو شروع کیا تو جواب دیا کہ موزے اتار کر وضو کرے اور پاؤں دھوئے۔

فائدہ: اس سبب سے کہ موزے پہننے وقت با وضو نہ تھا بلکہ صرف پاؤں دھو لیے تھے اور پاؤں دھو لینے سے پورا وضو نہیں ہوتا۔

باب العمل فی المسح علی الخفین موزوں کے مسح کی ترکیب کا بیان

۷۴۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ رَأَى أَبَاهُ يَمَسِّحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ قَالَ وَكَانَ لَا يَزِيدُ إِذَا مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى أَنْ يَمَسَّحَ ظَهْرَهُمَا وَلَا يَمَسَّحُ بَطْنَهُمَا۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کو دیکھا جب مسح کرتے موزوں پر تو مسح کرتے موزوں کی پشت پر نہ اندر کی جانب۔

فائدہ: یعنی جو زمین سے ملا ہوا ہے تلوے کے نیچے۔ ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اگر دین کا مدار عقل پر ہوتا تو اندر کی جانب کا مسح اولی ہوتا اس کی پشت پر مسح کرنے سے اور میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کومسح کرتے تھے موزوں کی پشت پر۔ (مخلی)

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں نے ابن شہاب زہری سے پوچھا کہ کس طرح مسح ہوتا ہے موزوں پر تو ابن شہاب نے ایک ہاتھ موزے کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ اوپر پھردونوں کو کھینچ لیا۔ امام مالک کہتے ہیں کہ ابن شہاب کا قول مجھے بہت پسند ہے۔

فائدہ: یعنی تمام موزوں پر مسح کرنا چاہیے اور حنفیہ کے نزدیک ترکیب مسح کی یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو داہنے موزے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں موزے پر آگے سے رکھ کر پنڈلی تک کھینچ لے اور انگلیوں کو کھلا رکھے۔ (زرقاتی و مغل)

تکسیر پھوٹنے کا بیان

باب ما جاء في الرعاف

۷۵ - عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ إِذَا رَعَفَ أَنْصَرَفَ فَتَوَضَّأُ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنَى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ -
نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب تکسیر پھوٹی ان کی نماز میں پھر آتے اور وضو کر کے لوٹ جاتے پھر بنا کرتے اور بات نہ کرتے۔

فائدہ: یعنی جتنی نماز باقی رہی تھی اس قدر پڑھتے اعادہ نہ کرتے اور جو بات کر لی بغیر عذر کے تو نماز باطل ہو جائے گی اب سرے سے پڑھنا چاہیے۔ (زرقاتی)

۷۶ - عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَرُوعِفُ فَيُخْرِجُ فَيَغْسِلُ الدَّمَ عَنْهُ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَبْنِي عَلَيَّ مَا قَدَّ صَلَّى -

امام مالک کو پہنچا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تکسیر پھوٹی تو باہر جا کر خون دھوتے پھر لوٹ کر بنا کر لیتے جس قدر پر کہ پڑھ چکے تھے۔

فائدہ: اس واسطے کہ وضو ٹوٹا نہیں اور کوئی کام منافی نماز کے نہ کیا اور تکسیر پھوٹنے سے وضو نہیں جاتا۔ (زرقاتی)

۷۷ - عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَسِيطِ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ رَأَى سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ رَعَفَ وَهُوَ يُصَلِّي فَآتَى حُجْرَةَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأُ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنَى عَلَيَّ

(۷۵) عبدالرزاق (۳۶۰۹) ابن ابی شیبہ (۵۹۰۱) بیہقی (۲۰۶/۲) -

(۷۶) بیہقی (۲۰۷/۲) -

(۷۷) عبدالرزاق (۳۶۱۴) ابن ابی شیبہ (۵۹۱۳) بیہقی (۲۰۷/۲) -

مَا قَدْ صَلَّى -

حضرت یزید بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سعید بن مسیبؓ کے نکسیر پھوٹی نماز میں تو آئے حجرہ میں ام سلمہ کے جو بی بی تھیں آنحضرت ﷺ کی پھر لایا گیا پانی وضو کا تو وضو کیا پھر لوٹ گئے اور بنا کر بی نماز اپنی سابق پر۔

فائدہ: وضو کرنے سے مراد یہ ہے کہ خون دھو ڈالتے بدلیل اس روایت کے جو آگے آتی ہے۔

باب العمل فی الرعاف نکسیر پھوٹنے کے بیان میں

۷۸ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَرْعُفُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ حَتَّى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ مِنَ الدَّمِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْ أَنْفِهِ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ -

حضرت عبدالرحمن نے سعید بن مسیب کو دیکھا کہ ان کی نکسیر پھوٹی اور خون نکلتا۔ یہاں تک کہ انگلیاں ان کی رنگین ہو جاتیں اس خون سے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

۷۹ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ أَنَّهُ رَأَى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَخْرُجُ مِنْ أَنْفِهِ الدَّمُ حَتَّى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ ثُمَّ يَقْتَلُهُ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ -

حضرت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ کو خون نکلتا تھا ان کی ناک سے یہاں تک کہ رنگین ہو جاتی تھیں انگلیاں ان کی پھر مل ڈالتے تھے اس کو پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

باب العمل فيمن غلبه الدم من جرح شخص کا خون زخم یا نکسیر پھوٹنے سے برابر بہتا رہے اس کا بیان

۸۰ - عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي طُعِنَ فِيهَا فَأَبْقَى عُمَرُ لِرِضَاةِ الصُّبْحِ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى عُمَرُ وَجَرَحَهُ يُعَبِّ دَمًا -

حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ وہ گئے حضرت عمرؓ کے پاس اس رات کو جس میں وہ

(۷۸) عبدالرزاق (۵۵۷) ابن ابی شیبہ (۱۴۶۴) -

(۷۹) ابن ابی شیبہ (۳۱/۲) -

(۸۰) دارقطنی (۲۲۳/۱) بیہقی (۳۵۷/۱) -

زخمی ہوئے تھے تو جگائے گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز صبح کے واسطے۔ پس فرمایا کہ ہاں اور اچھا نہیں حصہ اس شخص کا اسلام میں جو ترک کرے نماز کو تو نماز پڑھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور زخم سے ان کے خون بہتا تھا۔

فائدہ: امام سیوطی نے کہا کہ اس اثر سے تمسک کیا ہے اُن لوگوں نے جو کافر کہتے ہیں اس شخص کو جو نماز ترک کرے سستی سے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت کا صحابہ سے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا۔ (زرقاتی)

۸۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِيمَنْ عَلَيْهِ الدَّمُ مِنْ رُعَافٍ فَلَمْ يَنْقَطِعْ عَنْهُ قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ثُمَّ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ أَرَى أَنْ يُومِيَ بِرَأْسِهِ إِيْمَاءً۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن مسیب نے کہا کہ جس شخص کا خون نکیر پھوٹنے سے جاری رہے اور خون بند نہ ہو تو اس کے حق میں تم کیا کہتے ہو۔ کہا یحییٰ بن سعید نے کہ پھر کہا سعید بن مسیب نے کہ میرے نزدیک نماز اشارہ سے پڑھ لے۔

فائدہ: یعنی رکوع اور سجدہ نہ کرے اس خوف سے کہ کپڑے اس کے بھر جائیں یا مقام سجدہ گندہ ہو جائے۔ امام محمد نے موطا میں کہا کہ جب کسی شخص کی نکیر کا خون بہتا ہو تو اگر رکوع سجدہ کرنے سے بچے تو اشارہ سے پڑھ لے اور جو ہر حال میں بہتا ہو تو سجدہ کرے اور رکوع کرے۔ (محلّی) کہا مالک نے کہ قول سعید بن مسیب کا بہت پسند ہے مجھ کو جملہ اُن اقوال کے جو سننے میں نے اس باب میں۔

باب الوضوء من المذی مذی سے وضو ٹوٹ جانے کا بیان

فائدہ: مذی وہ رطوبت ہے جو مساس کے وقت قبل از جماع کے ظاہر ہوتی ہے اور اس کے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی اور مزی وہ پانی ہے کہ نکلنے والا جس کے نکلنے سے شہوت کم ہو جاتی ہے اور وہی وہ پانی ہے جو بعد پیشاب کے نکلتا ہے۔

۸۲۔ عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ لَهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ مَاذَا عَلَيْهِ قَالَ عَلِيٌّ فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَسْتَحِي أَنْ أَسْأَلَهُ قَالَ الْمُقَدَّادُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدَكُمْ فَلْيَنْصَحْ فَرَجَهُ بِالْمَاءِ وَلْيَتَوَضَّأْ وَضُوئَهُ لِلصَّلَاةِ۔

(۸۱) عبد الرزاق (۱/۱۴۹)۔

(۸۲) بخاری (۱۳۲، ۱۷۸، ۲۶۹) کتاب الوضوء: باب من لم ير الوضوء الا من المعرجين، مسلم

(۳۰۳) أبو داود (۲۰۶) ترمذی (۱۱۴) نسائی (۱۵۲) ابن ماجہ (۵۰۴)۔

مقداد بن الاسود کو حکم کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھیں آنحضرت ﷺ سے جب کوئی مرد نزدیکی کرے اپنی عورت سے اور نکل آئے مذی تو کیا لازم ہوتا ہے اس شخص پر کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہیں اس سبب سے مجھے پوچھنے میں شرم آتی ہے تو پوچھا مقداد نے فرمایا آنحضرت ﷺ نے جب تم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو دوھو ڈالے ذکر کو پانی سے اور وضو کرے جیسے کہ وضو ہوتا ہے نماز کے لیے۔

۸۳۔ عَنْ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِنِّي لَأَجِدُهُ يُنْحَدِرُ مِنِّي مِثْلَ الْخُرَيْزَةِ فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَغْسِلْ ذَكَرَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ يَعْنِي الْمَذْيَ -

حضرت اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مذی اس طرح گرتی ہے مجھ سے جیسے بلور کا دانہ تو جب ایسا اتفاق ہو تم میں کسی کو تو دوھو ڈالے اپنے ذکر کو اور وضو کرے جیسے وضو کرتا ہے نماز کے لیے۔

۸۴۔ عَنْ جُنْدُبٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ إِذَا وَجَدْتَهُ فَاعْسِلْ فُرْجَكَ وَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ -

حضرت جندب سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مذی کا حکم تو کہا انہوں نے جب دیکھے تو مذی کو دوھو ڈال ذکر کو اپنے اور وضو کرے جیسے وضو کرتا ہے نماز کے لیے۔

باب الرخصة في ترك الوضوء من الودي وودي کے نکلنے سے وضو معاف ہونے کا بیان

۸۵۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ الْمُسَيَّبَ أَنَّهُ سَمِعَهُ وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ فَقَالَ إِنِّي لَأَجِدُ الْبَلَّلَ وَأَنَا أَصْلَى أَفَأَنْصَرِفُ فَقَالَ لَهُ سَعِيدٌ لَوْ سَأَلَ عَلِيٌّ فَحَدِيذِي مَا أَنْصَرَفْتُ حَتَّى أَقْضِيَ صَلَاتِي -

حضرت یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب سے پوچھا ایک شخص نے اور میں سنتا تھا کہ مجھے تری معلوم ہوتی ہے نماز میں کیا توڑوں میں نماز کو یہاں تک کہ تمام کروں نماز کو۔

فائدہ: مصفیٰ میں لکھا ہے کہ اکثر علماء وضو معاف ہونے کے قائل نہیں ہیں کیونکہ پیشاب کا اگر ایک قطرہ نکلے تو وضو سب کے نزدیک ٹوٹ جائے گا اور وودی بھی ایک قطرہ ہے پیشاب کا اور بغوی نے تاویل کی ہے اس اثر کی اور جو اثر آگے آتا

(۸۳) عبدالرزاق (۶۰۵) البیہقی (۳۵۶/۱) -

(۸۴) بیہقی (۳۵۶/۱) -

(۸۵) عبدالرزاق (۱۵۹/۱) (۱۶۰) -

ہے اس طرح پر کہ مراد یہ ہے کہ شک سے وضو نہیں ٹوٹتا تو اگر نمازی کو دوسرے ہو کہ ذکر سے کچھ تری نکلی ہے تو اس طرح التفات نہ کرے اور اپنی نماز کو پورا کرے اور سعید بن مسیب کا یہ قول بہ طور مبالغہ کے ہے شک کے رفع کرنے کے لیے۔ (اتھی) اور زرقانی نے کہا کہ سعید بن مسیب کا مذہب یہی ہے کہ نماز میں تری نکلنے سے وضو نہیں جاتا اگرچہ ٹپکے اور سہیے اور امام مالک نے اس کو اصل کیا ہے مذی بنے کے عارضے پر یہی کہا جاتی ہے اور ابو عمرو نے کہا کہ مذی اگر اس کثرت سے بہتی ہے کہ بدن اور کپڑا نمازی کا بھر جائے تو وہ مانع نماز نہیں ہے اگرچہ قبل نماز کے اس کو دھو لینا چاہیے اور امام مالک کا مذہب یہی ہے کہ مٹی یا مٹی یا پیشاب اگر برابر نکلا کرے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور ابو حنیفہ اور شافعی نے اس میں اختلاف کیا ہے ان کے نزدیک ایسے شخص کو ہر نماز کے لیے وضو کرنا چاہیے۔ (اتھی) یہ اختصار امام محمد نے اپنی موطا میں لکھا ہے کہ ہمارا بھی مذہب یہی ہے کہ اگر کسی آدمی کو دوسواں ہو اور شیطان اس کے دل میں شک ڈال کرے یعنی وہ اپنی نماز کو نہ توڑے اور یہی قول ابو حنیفہ کا ہے۔

۸۶۔ عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْبَلَلِ أَجَدُهُ فَقَالَ انْضَحْ مَا تَحْتَ تَوْبِكَ بِالْمَاءِ وَاللَّهُ عَدَنُ۔

حضرت صلت بن زید سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا حضرت سلیمان بن یسار سے کہ تری پاتا ہوں میں، کہا پانی چھڑک لے اپنے تہ بند یا ازار پر اور غافل ہو جا اس سے یعنی اس کا خیال مت کر اور بھلا دے اس کو۔

باب الوضوء من مس الفرج شرمگاہ کو چھونے سے وضو لازم ہونے کا بیان

۸۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَدْ آكْرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ فَقَالَ مَرْوَانُ وَمَنْ مَسَّ الذَّكْرَ الْوُضُوءُ فَقَالَ عُرْوَةُ مَا عَلِمْتُ هَذَا فَقَالَ مَرْوَانُ بِنُ الْحَكَمِ أَخْبَرْتَنِي بِسُرَّةِ بِنْتِ صَفْوَانَ أَنَّهُا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ۔

حضرت عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا حضرت عروہ بن زبیر سے کہ میں گیا حضرت مروان بن حکم کے پاس اور ذکر کیا ہم نے ان چیزوں کا جن سے وضو لازم آتا ہے تو کہا مروان نے کہ ذکر کے چھونے سے بھی لازم آتا ہے حضرت عروہ نے کہا میں اس کو نہیں جانتا حضرت مروان نے کہا مجھے خبر دی حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے اس نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب چھوے تم میں سے کوئی

(۸۶) التاريخ الكبير للبخاري (۳۰۱/۴ - ۳۰۲)۔

(۸۷) أبو داود (۱۸۱) کتاب الطهارة: باب الوضوء من مس الذکر، ترمذی (۸۲) نسائی (۱۶۳)

ابن ماجه (۴۷۹) الدارمی (۷۲۴)۔

اپنے ذکر کو تو وضو کرے۔

فائدہ: چھوٹے سے یہ غرض ہے کہ تعیلی سے بغیر کسی حائل کے ذکر کو چھوٹے یہ امر وضو ٹوٹ جانے کا باعث ہے کیونکہ ترمذی کی روایت میں ہے نماز نہ پڑھے جب تک کہ وضو نہ کرے۔ زرقانی نے کہا کہ اس حدیث کو شافعی اور احمد اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن الجارود اور حاکم نے روایت کیا ہے اور احمد اور یحییٰ بن معین اور ترمذی اور حاکم اور دارقطنی اور تہمتی اور حازمی نے تصریح کر دی ہے اس بات کی کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ بخاری کی شرط اور اس کی تائید میں سترہ صحابیوں نے روایت کیا ہے اور سیوطی نے اس حدیث کو متواتر کہا ہے۔ (اتنی باختصار) مصنفی میں ہے کہ شاید یہ وضو احتیاطی ہو اس وجہ سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو لازم کیا اور بعضوں نے لازم نہ کیا کیونکہ وضو شرعی کی ضرورت اور کثرت وقوع ظاہر ہے پس یہ بات بعید ہے کہ اجلائے صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے امور میں اختلاف کریں ہاں جو امر احتیاطاً اور تو رعاً ہو اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف شائع تھا بلکہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم رخصت کی طرف مائل ہوتے تھے۔ (اتنی)

۸۸۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أُمِسُّكَ الْمُصْحَفَ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ فَأَحْتَكَّ كُتُّ فَقَالَ سَعْدٌ لَعَلَّكَ مَسِسْتَ ذَكَرَكَ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ قُمْ فَتَوَضَّأْ فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ۔

حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں کلام اللہ لیے رہتا تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے ایک روز میں نے کھجایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شاید تو نے اپنے ذکر کو چھوا۔ میں نے کہا ہاں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اٹھ وضو کر سو میں کھڑا ہوں اور وضو کیا پھر آیا۔

۸۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَقُولُ إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَقَدْ وَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب چھوئے تم میں سے کوئی ذکر اپنا تو واجب ہے اس پر وضو۔

فائدہ: اس اثر کو بزار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کیا ہے۔ (زرقانی)

۹۰۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَقَدْ وَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ۔ حضرت عروہ بن زبیر کہتے تھے جو شخص چھوئے ذکر کو اپنے تو واجب ہو اس پر وضو۔

(۸۸) عبدالرزاق (۴۱۴، ۴۱۵) بیہقی (۸۸/۱، ۱۳۱)۔

(۸۹) عبدالرزاق (۴۲۱) بیہقی (۱۳۱/۱)۔

(۹۰) عبدالرزاق (۴۴۵) بیہقی (۱۳۱/۱)۔

۹۱۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو يَغْتَسِلُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أُمَّتُ أَمَا يَجْزِيكَ الْغُسْلُ مِنَ الْوُضُوءِ قَالَ بَلَىٰ وَلَكِنِّي أَحْيَانًا أَمْسُ ذَكَرِي فَأَتَوَضَّأُ۔

حضرت سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو غسل کر کے پھر وضو کرتے۔ تو پوچھا میں نے اے باپ میرے! کیا غسل کافی نہیں ہے وضو سے؟ کہا ہاں کافی ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد غسل کے چھولیتا ہوں و ذکر اپنا تو وضو کرتا ہوں۔

۹۲۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فِي سَفَرٍ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ تَوَضَّأُ ثُمَّ صَلَّى قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ هَذِهِ لَصَلَاةٌ مَا كُنْتُ تُصَلِّيهَا قَالَ إِنِّي بَعْدَ أَنْ تَوَضَّأْتُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ مَسِسْتُ فَرَجِي ثُمَّ نَسِيتُ أَنْ أَتَوَضَّأُ فَتَوَضَّأْتُ وَعَدْتُ لِصَلَاتِي۔

حضرت سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں سفر میں ساتھ تھا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے تو دیکھا میں نے آج آفتاب نکلا تو وضو کیا انہوں نے اور نماز پڑھی میں نے کہا کہ آج آپ نے ایسی نماز پڑھی جس کو آپ نہ پڑھتے تھے۔ کہا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ آج میں نے وضو کر کے اپنے ذکر کو چھولیا تھا پھر وضو کرنا میں بھول گیا اور نماز صبح کی میں نے پڑھ لی اس لیے میں نے اب وضو کیا اور نماز کو دوبارہ پڑھ لیا۔

فائدہ: زرقاتی نے کہا کہ حدیث وضو لازم آنے کی ذکر چھونے سے متواتر ہے بسرہ سے ان لوگوں نے روایت کیا جن کا ذکر ہوا اور ابن ماجہ نے اس کو جاہرا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور جاکم نے سعد رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور احمد نے زید بن خالد جعفی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور بزار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور تہمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اروی بنت اُمیس سے اور ابن مندہ نے ابی بنی رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور قبیصہ رضی اللہ عنہ اور معادیہ رضی اللہ عنہا اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا لیکن ان سب حدیثوں میں زیادہ صحیح بسرہ کی روایت ہے جیسا کہ کہا بخاری نے (اتمی)

باب الوضوء من قبلة الرجل بوسه لينى من عورت کے وضو ٹوٹ جانے کا بیان امراتہ

۹۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَبْلَةَ الرَّجُلِ امْرَأَتُهُ وَحَسَّهَا بِيَدِهِ مِنَ الْمَلَامَسَةِ فَمَنْ قَبَلَ امْرَأَتَهُ أَوْ حَسَّهَا بِيَدِهِ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ۔

(۹۱) عبد الرزاق (۴۱۹) بیہقی (۱۳۱/۱)۔

(۹۲) عبد الرزاق (۴۱۷، ۴۱۸) بیہقی (۱۳۱/۱)۔

(۹۳) شافعی فی مسندہ (ص ۱۱) بیہقی (۱۲۴/۱)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ بوسہ لینا مرد کا اپنی عورت کو اور چھونا اس کا ہاتھ سے ملامت میں داخل ہے (۱) تو جو شخص بوسہ لے اپنی عورت کا یا چھوئے اس کو اپنے ہاتھ سے (۲) تو اس پر وضو ہے۔

(۱) فائدہ: یعنی اللہ جل جلالہ کے اس قول میں ﴿أَوْ لَا مَسْتَمِ النَّسَاءِ﴾۔

(۲) فائدہ: بغیر کسی حائل کے یہ شہوت زدیک مالک کے۔

۹۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ مِنْ قُبَلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ الْوَضُوءُ۔
امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے بوسہ سے مرد کے اپنی عورت کو وضو لازم

آتا ہے۔

۹۵۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مِنْ قُبَلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ الْوَضُوءُ۔

ابن شہاب زہری کہتے تھے بوسہ سے مرد کے اپنی عورت کو وضو لازم آتا ہے۔

باب العمل في غسل الجنابة

غسل جنابت کی ترکیب کا بیان

۹۶۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنْ الْحَنَابَةِ بَدَأَ بِغَسْلِ يَدَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُدْبِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيَحْلُلُ بِهَا أَضْوَالَ شَعْرِهِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ۔

حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے جنابت سے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر وضو کرتے جیسے وضو ہوتا ہے نماز کے لیے پھر انگلیاں اپنی پانی میں ڈال کر بالوں کی جڑوں کا انگلیوں سے خلال کرتے پھر اپنے سر پر تین چلو دونوں ہاتھوں سے بھر کر ڈالتے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاتے۔

۹۷۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْحَنَابَةِ۔

(۹۴) دارقطنی (۱۴۴/۱-۱۴۵) بیہقی (۱۲۴/۱)۔

(۹۵) دارقطنی (۱۳۵/۱) (۴۸۱) ابن ابی شیبہ (۴۹/۱)۔

(۹۶) بخاری (۲۴۸، ۲۶۲، ۲۷۲) کتاب الغسل: باب الوضوء قبل الغسل، مسلم (۳۱۶) أبو داود

(۲۴۲) ترمذی (۱۰۴) نسائی (۲۴۳) ابن ماجہ (۵۷۴)۔

(۹۷) بخاری (۲۵۰) کتاب الغسل: باب غسل الرجل مع امرأته، مسلم (۳۱۹) أبو داود (۲۳۸)

نسائی (۲۲۸) أحمد (۳۷/۶) (۲۴۵۹۰) دارمی (۷۴۹)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ غسل کرتے تھے اس برتن سے جس میں تین صاع پانی آتا تھا جنابت سے۔

فائدہ: مدینہ کے صاع کے حساب سے سولہ رطل پانی ہوا ہندوستان کے وزن کے موافق آٹھ سیر پانی ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے مصنفی میں لکھا ہے کہ یہ اندازہ بطور تعین کے نہیں ہے اس سے کم و بیش نہ ہو اس واسطے کہ آدمی ہاتھ بکالت اور کثرت جشہ (یعنی جسم) کے متفاوت ہیں تو کبھی آنحضرت ﷺ تین صاع پانی سے غسل کرتے تھے اور کبھی کم سے یہاں تک کہ صحیحین میں مروی ہے کہ آپ ﷺ غسل کرتے تھے ایک صاع پانی سے پانچ مد تک اور وضو مد سے کرتے تھے۔ صاع اہل مدینہ کے نزدیک پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے۔

۹۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْحَنَابَةِ بَدَأَ فَاغْرَعَ عَلَى يَدِهِ الْيَمْنَى فَعَسَلَهَا ثُمَّ عَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ مَضَمَّ وَاسْتَنْشَرَهُ ثُمَّ عَسَلَ وَجْهَهُ وَنَضَحَ فِي عَيْنَيْهِ ثُمَّ عَسَلَ يَدَهُ الْيَمْنَى ثُمَّ الْيُسْرَى ثُمَّ عَسَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب غسل جنابت شروع کرتے تو پہلے اپنے داہنے ہاتھ پر پانی ڈال کر دھوتے پھر اپنی شرمگاہ دھوتے پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے پھر منہ دھوتے اور آنکھوں کے اندر پانی مارتے پھر داہنا ہاتھ دھوتے پھر بائیں ہاتھ دھوتے پھر سر دھوتے پھر سارے بدن پر پانی ڈال کر غسل کرتے۔

فائدہ: آنکھوں کے اندر پانی پہنچانا اکثر علماء کے نزدیک ضروری نہیں صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے۔ (مصنفی)

۹۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ سَأَلَتْ عَنْ غُسْلِ الْمَرْأَةِ مِنَ الْحَنَابَةِ فَقَالَتْ لِتُحْفِنَ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِنَ الْمَاءِ وَتَضَعَنَّ رَأْسَهَا بِيَدَيْهَا۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عائشہ ام المؤمنین سے پوچھا گیا کس طرح غسل کرے عورت جنابت سے؟ کہا کہ ڈالے اپنے سر پر تین چلو دو نوں ہاتھوں سے بھر بھر کر اور ملے اپنے سر کو دو نوں ہاتھوں سے۔

فائدہ: تاکہ پانی اندر بالوں کے سر کی کھال تک پہنچ جائے اور چوٹی کھولنا ضروری نہیں ہے (زر تالی) اور پاؤں کا دھونا بعض روایتوں میں وضو کے ساتھ آیا ہے اور بعض روایتوں میں غسل کے بعد اور ہر ایک کی ایک وجہ ہے (مصنفی) وجہ یہ ہے کہ اگر جائے غسل کی پاک صاف ہو اور پانی وہاں نہ ٹھہرتا ہو تو وضو کے ساتھ ہاتھ پاؤں کو بھی دھولے ورنہ بعد غسل کے دھوئے۔

(۹۸) عبدالرزاق (۹۹۰، ۹۹۱) بیہقی (۱/۱۷۷)۔

(۹۹) بخاری (۲۷۷) کتاب الغسل: باب من بدأ بشق رأسه الأيمن، أبو داود (۲۵۳)۔

باب واجب الغسل اذا التقى الختانان

دخول سے غسل واجب ہونے کا بیان اگر چہ انزال نہ ہو

۱۰۰۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُمُتَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول یہی تھا کہ جب مس کرے ختنہ ختنہ سے یعنی سر ذکر عورت کی قمل میں غائب ہو جائے تو واجب ہو غسل۔

۱۰۱۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ فَقَالَتْ هَلْ تَدْرِي مَا مَثَلُكَ يَا أبا سَلَمَةَ مَثَلُ الْفُرُوجِ يُسْمَعُ الدِّيَكَةَ تَصْرُخُ فَيَصْرُخُ مَعَهَا إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ۔

حضرت ابی سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کس چیز سے غسل واجب ہوتا ہے؟ تو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ تو جانتا ہے اپنی صفت کو اے ابوسلمہ صفت تیری مثل چوزہ مرغ ہے کہ جب مرغ کو بانگ کرتے سنتا ہے تو آپ بھی بانگ کرنے لگتا ہے جب تجاؤز کرے ختنہ ختنے سے تو واجب ہو غسل۔

فائدہ ابن مبارک نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصہ کیا ابوسلمہ پر اس لیے کہ وہ مسئلہ میں مقلد تھے اس شخص کے جس کو اس کا علم نہ تھا۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قسم کے مسائل کو خوب جانتی تھیں بہ سبب قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ نسبت اور صحابہ کے اور ابوسلمہ فقط دخول سے غسل نہیں کرتے تھے۔ دلیل حدیث ابوسعید کے جوابدائے اسلام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمائی تھی۔ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ۔ یعنی غسل واجب ہوتا ہے کہ پانی نکلے پس نفرت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوسلمہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ ابوسلمہ ناپاغ تھے ان کو اس مسئلہ کے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ اور لوگوں کو انہوں نے اس مسئلہ میں بحث کرتے پایا اس لیے خود بھی تحقیق کرنے لگے۔ (زرقاتی)

۱۰۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ أبا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ اتَى عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ الْخِتَانُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرِ إِيَّيْهِ الْأَعْظَمُ

(۱۰۰) عبدالرزاق (۲۴۵/۱) بیہقی (۱/۱۶۶)۔

(۱۰۱) عبدالرزاق (۲۴۶/۱) بیہقی (۱/۱۶۶)۔

(۱۰۲) مسلم (۳/۳۴۹)؛ (۳۵۰) کتاب الحيض؛ باب نسخ الماء من الماء؛ (۱۰۸)؛ (۱۰۹)۔

أَنْ أَسْتَقْبِلَكَ بِهِ فَقَالَتْ مَا هُوَ مَا كُنْتُ سَائِلًا عَنْهُ أَمَّاكَ فَسَلْنِي عَنْهُ فَقَالَ الرَّجُلُ يُصِيبُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ وَلَا يُنَزِّلُ فَقَالَتْ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانَ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ لَا أَسْأَلُ عَنْ هَذَا أَحَدًا بَعْدَكَ أَبَدًا -

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور کہا ان سے کہ بہت سخت گزرا مجھ کو اختلاف صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مسئلے میں شرماتا ہوں کہ ذکر کروں اس کو تمہارے سامنے تو فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کیا ہے وہ مسئلہ جو تو اپنی ماں سے پوچھ لے مجھ سے۔ کہا ابو موسیٰ نے کوئی جماع کرے اپنی بیوی سے پھر دخول کرے لیکن انزال نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب تجاوز کر جائے ختنہ ختنے سے واجب ہو غسل۔ کہا ابو موسیٰ نے کہ اب نہ پوچھوں گا اس مسئلے کو کسی سے بعد تمہارے۔

۱۰۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيَّ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنْ الرَّجُلِ يُصِيبُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ وَلَا يُنَزِّلُ فَقَالَ زَيْدٌ يَغْتَسِلُ فَقَالَ لَهُ مَحْمُودٌ إِنَّ أُمَّيَّ بْنَ كَعْبٍ كَانَ لَا يَرَى الْغُسْلَ فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ بِنُ ثَابِتٍ إِنَّ أُمَّيَّ بْنَ كَعْبٍ نَزَعَ عَنْ ذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ -

عبد اللہ بن کعب بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمود بن لبید انصاری نے پوچھا زید بن ثابت انصاری سے کہ ایک شخص جماع کرے اپنی بیوی سے پھر دخول کرے لیکن انزال نہ ہو۔ کہا زید نے غسل کرے۔ کہا محمود نے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس صورت میں غسل کو واجب نہیں جانتے تھے۔ کہا زید نے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قبل اپنی موت کے پھر گئے اس قول سے۔

۱۰۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَقُولُ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانَ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ -

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب تجاوز کرے ختنہ ختنے سے واجب ہو غسل۔

فائدہ: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس پر اجماع کیا صحابہ ان کے بعد والوں اور ائمہ اربعہ نے مگر داؤد نے خلاف کیا اور ان کے اختلاف کا اعتبار نہیں ہے اور خطابی نے کہا کہ غسل کے عدم وجوب پر بھی ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی گئی ہے اور تابعین میں سے اعمش اس کے قائل ہیں اور ابوسلمہ سے بہ اسناد صحیح ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور عبدالرزاق نے ہشام بن عروہ اور عطا سے بھی ایسی ہی روایت کیا تو خلاف اس مسئلے میں موجود تھا صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد والوں میں مگر صواب (درست) وہی ہے جس پر اکثر علماء ہیں یعنی غسل کے واجب ہونے پر۔

(۱۰۳) عبدالرزاق (۲۵۰/۱) بیہقی (۱۶۶/۱) -

(۱۰۴) عبدالرزاق (۲۴۷/۱) بیہقی (۱۶۶/۱) -

باب وضوء الجنب اذا اراد أن جب جب سورہنے یا کھانے کا ارادہ کرے غسل
ینام أو يطعم قبل أن یغتسل سے پہلے تو وضو کر کے سونے یا کھانے کا بیان

۱۰۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُصِيبُهُ حَنَابَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ تَوَضَّأْ وَاعْسِلْ ذَكَرَكَ فَمَنْ نَمَ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اس رات کو نہانے کی حاجت ہوتی ہے تو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کر لے اور دھو لے ذکر اپنے کو پھر سورہ۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا تھا کہ ان کو رات کو نہانے کی حاجت ہوتی ہے اور غسل اس وقت ممکن نہیں ہوتا تو آپ نے یہ جواب ارشاد فرمایا چنانچہ نسائی کی روایت میں یہ قصہ تصریح موجود ہے اور یہ حکم وضو کا احتیاباً ہے نزدیک ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے اور بعض علمائے ظاہر کے نزدیک وجوباً ہے۔

۱۰۶۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ إِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمْ الْمَرْأَةَ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلَا يَنَمَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ وَضُوئَهُ لِلصَّلَاةِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ کہتی تھیں جب کوئی تم میں سے جماع کرے اپنی عورت سے پھر سونا چاہے قبل غسل کے تو نہ سونے یہاں تک کہ وضو کر لے جیسے کہ وضو ہوتا ہے نماز کے لیے۔

۱۰۷۔ عَنْ نَافِعِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو كَانِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَّحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ طَعِمَ أَوْ نَامَ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سورہنے یا کھانے کا ارادہ رکھتے حالت جنابت میں منہ دھوتے اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور سر پر مسح کرتے پھر کھانا کھاتے یا سورہتے۔

فائدہ: پاؤں کو نہ دھوتے اس لیے کہ یہ وضو واجب نہیں احتیاباً ہے یا کسی عذر کے سبب۔ امام محمد نے موطا میں لکھا ہے کہ ہم کو خبری ابو حنیفہ نے انہوں نے روایت کیا ابی اسحاق سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماع کرتے تھے پھر سورہتے تھے اور پانی کو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ کہا محمد نے یہ حدیث سہل ہے لوگوں پر اور یہی قول ہے

(۱۰۵) بخاری (۲۸۹، ۲۹۰) کتاب الغسل: باب الحنب يتوضأ ثم ينام، مسلم (۳۰۶) أبو داود

(۲۲۱) ترمذی (۱۲۰) نسائی (۲۵۹، ۲۶۰) ابن ماجہ (۵۸۵)۔

(۱۰۶) بخاری (۲۸۶، ۲۸۸) کتاب الغسل: باب الحنب يتوضأ ثم ينام، مسلم (۳۰۷، ۳۰۵) أبو داود

(۲۲۲) ترمذی (۱۱۸) نسائی (۲۲۵) ابن ماجہ (۵۸۴)۔

(۱۰۷) عبدالرزاق (۱۰۷۴) بیہقی (۲۰۰، ۱)۔

ابوحذیفہ کا (اتھی)۔ محدثین نے اس حدیث میں کلام کیا ہے کہ ابواحق نے غلطی کی اس میں اور صحیحین میں ابوسلمہ سے روایت کیا ہے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت میں سونے کا ارادہ کرتے تو وضو کر لیتے مثل وضو نماز کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں نہ دھونا محمول ہے عذر پر اور بیہوشی ہے اسناد حسن روایت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت ﷺ جب جنابت میں سونے کا ارادہ کرتے تو وضو یا تیمم کر لیتے یعنی جب پانی نہ ملتا تو تیمم کر لیتے۔ (زرقاتی باختصار)

باب اعادۃ الجنب الصلاة جب نماز کو لوٹا دے غسل کر کے جب اس نے
وغسله اذا صلى ولم يذكر نماز پڑھ لی ہو بھول کر بغیر غسل کے اور اپنے
وغسله ثوبه کپڑے دھوئے اگر اس میں نجاست لگی ہو

۱۰۸۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثُرَ فِي صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ أَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ أَنْ امْكُثُوا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ وَعَلَى جِلْدِهِ أَثَرُ الْمَاءِ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تکبیر کبھی کسی نماز میں نمازوں میں سے پھر اشارہ کیا مقتدیوں کو اپنے ہاتھ سے اس بات کا کہ اپنی جائے نماز پر سجدے ہو اور آپ گئے گھر میں بعد اس کے لوٹ کر آئے اور آپ کے بدن پر پانی کا نشان تھا۔

فائقہ: ابوداؤد اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ یہ نماز صبح کی تھی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ غسل کر کے آئے اور پانی ٹپک رہا تھا پھر تکبیر کبھی۔

۱۰۹۔ عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الصَّلْتِ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلَى الْجُرُفِ فَنظَرْتُ فَإِذَا هُوَ قَدْ اِحْتَلَمَ وَصَلَّى وَلَمْ يَغْتَسِلْ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا أَرَانِي إِلَّا اِحْتَلَمْتُ وَمَا شَعَرْتُ وَمَا صَلَّيْتُ وَمَا اِعْتَسَلْتُ قَالَ فَاغْتَسَلْ وَعَسَلْ مَا رَأَى فِي تَوْبِهِ وَنَضَحَ مَا لَمْ يَرِ وَأَذَّنْ أَوْ أَقَامَ ثُمَّ صَلَّيْتُ نَعْدَ اِرْتِفَاعِ الصُّحَى مُمَكَّنًا۔

حضرت زبید بن صلت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلا میں ساتھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے جرف تک تو دیکھا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے کو اور پایا نشان احتلام کا اور نماز پڑھ چکے تھے بغیر غسل تب کہا اللہ کی قسم میں نہیں دیکھتا

- (۱۰۸) بخاری (۲۷۵، ۲۳۹، ۶۴۰) کتاب الغسل: باب اذا ذكر في المسجد أنه جنب مسلم (۲۳۷، ۲)۔
(۱۰۹) أبو داود (۲۳۴) نسائي (۷۹۲) أحمد (۲۳۷، ۲)۔
عبد الرزاق (۳۶۴، ۴) بیہقی (۷۰۱، ۴۰۵)۔

ہوں اپنے کو مگر مجھے احتلام ہوا اور خبر نہ ہوئی اور نماز پڑھ لی اور غسل نہیں کیا زہید نے کہا پس غسل کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور دھویا جو نشان دکھائی دیا کپڑے میں اور جو نہ دکھائی دیا اس پر پانی چھڑک دیا اور اذان کبھی یا اقامت کبھی پھر نماز پڑھی جب آفتاب بلند ہو گیا الطمینان سے۔

فائدہ: حرف ایک موضع (یعنی جگہ) ہے مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر۔

۱۱۰۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَدَا إِلَيَّ أَرْضِيهِ بِالْحُرُفِ فَوَجَدَ فِي ثَوْبِهِ اِحْتِلَامًا فَقَالَ لَقَدْ ابْتُلَيْتُ بِالْاِحْتِلَامِ مُنْذُ وُلِّيتُ وَأَمَرَ النَّاسَ فَاغْتَسَلُوا وَعَسَلُوا مَا رَأَى فِي ثَوْبِهِ مِنْ الْاِحْتِلَامِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ صبح کو گئے اپنی زمین کو جو حرف میں تھی پس دیکھا اپنے کپڑے میں نشان احتلام کا۔ پھر کہا میں بتلا ہو گیا احتلام میں جب سے خلیفہ ہوا پھر غسل کیا اور دھویا جو نشان پایا اپنے کپڑے میں احتلام کا پھر نماز پڑھی جب آفتاب نکل آیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب سے خلیفہ ہوا بتلا ہو گیا احتلام میں اس کی وجہ یہ ہے کہ خلافت کے کاموں کے سبب فرصت نہیں ہوتی کہ صحبت کریں عورتوں سے۔

۱۱۱۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّى بِالنَّاسِ الصُّبْحَ ثُمَّ عَدَا إِلَيَّ أَرْضِيهِ بِالْحُرُفِ فَوَجَدَ فِي ثَوْبِهِ اِحْتِلَامًا فَقَالَ إِنَّا لَمَّا أَصَبْنَا الْوَدَّكَ لَأَنَّا الْعُرُوقُ فَاغْتَسَلُوا وَعَسَلُوا الْاِحْتِلَامِ مِنْ ثَوْبِهِ وَعَادَ لِصَلَاتِهِ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز پڑھائی لوگوں کو پھر گئے اپنی زمین کی طرف جو حرف میں تھی پس دیکھا اپنے کپڑے میں نشان احتلام کا تو کہا کہ جب سے ہم کھانے لگے جہی نرم ہو گئیں رگیں۔ پھر غسل کیا اور دھویا احتلام کے نشان کو اپنے کپڑے سے اور لوٹا یا نماز کو۔

فائدہ: اور جن لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ان کو اعادہ نماز کا حکم نہ دیا کیونکہ جو شخص جب یا محدث کے پیچھے نماز پڑھ لے اور اس کو خبر نہ ہو کہ امام محدث یا جب ہے نہ امام کو یاد ہو کہ میں محدث یا جب ہوں تو مقتدی کی نماز درست ہو جائے گی اور امام پر جب اس کو یاد آئے اعادہ لازم نہ ہوگا۔ یہ مذہب امام مالک کا ہے اور امام شافعی کے نزدیک اگر امام کو معلوم بھی ہو کہ میں محدث ہوں یا جب اور مقتدیوں کو خبر نہ ہو تو مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نہ مقتدیوں کی صحیح ہے نہ امام کی دونوں صورتوں میں اور جب معلوم ہو تو اعادہ ضروری ہے۔

۱۱۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ أَنَّهُ اعْتَمَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَكْعٍ فِيهِمْ

عَمُرُو بِنُ الْعَاصِ وَأَنَّ عَمَرَ بِنَ النَّحَّاطِ عَرَّسَ بِنَعِضِ الطَّرِيقِ قَرِيبًا مِنْ بَعْضِ الْمِيَاهِ فَاحْتَلَمَ عَمْرٌ وَقَدْ كَادَ أَنْ يُصْبِحَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَ الرَّكْبِ مَاءً فَرَكِبَ حَتَّى جَاءَ الْمَاءَ فَجَعَلَ يُغَسِّلُ مَا رَأَى مِنْ ذَلِكَ الْأَحْتِلَامِ حَتَّى اسْفَرَ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بِنُ الْعَاصِ أَصْبَحْتَ وَمَعَنَا ثِيَابٌ فَدَعْ ثَوْبَكَ يُغَسَّلُ فَقَالَ عَمْرُو بِنُ النَّحَّاطِ وَاعْتَجَبًا لَكَ يَا عَمْرُو بِنُ الْعَاصِ لَيْنٌ كُنْتَ تَجِدُ ثِيَابًا أَفْكَلُ النَّاسِ يَجِدُ ثِيَابًا وَاللَّهِ لَوْ فَعَلْتَهَا لَكَانَتْ سَنَةً بَلِ اغْسِلْ مَا رَأَيْتُ وَأَنْصَحْ مَا لَمْ أَرِ۔

حضرت یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرہ کیا ساتھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کئی شترسواروں میں ان میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی تھے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اترے قریب پانی کے تو احتلام ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور صبح قریب تھی اور قافلہ میں پانی نہ تھا تو سوار ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ آئے پانی کے پاس اور دھونے لگے کپڑے اپنے یہاں تک کہ روشنی ہو گئی اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صبح ہو گئی ہمارے پاس کپڑے ہیں آپ اپنا کپڑا چھوڑ دیجیے دھو ڈالا جائے گا اور ہمارے کپڑوں میں سے ایک کپڑا پہن لیجیے تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ تعجب ہے اے عمرو بن عاص! کیا تمہارے پاس کپڑے ہیں تو تم سمجھتے ہو کہ سب آدمیوں کے پاس کپڑے ہوں گے قسم خدا کی! اگر میں ایسا کروں تو یہ امر سنت ہو جائے بلکہ دھو ڈالتا ہوں میں جہاں نجاست معلوم ہوتی ہے اور پانی چھڑک دیتا ہوں جہاں نہیں معلوم ہوتی۔

مسئلہ امام مالک نے فرمایا کہ ایک شخص نے کپڑے میں نشان احتلام کا پایا اور اس کو خیر نہیں کہ کب احتلام ہوا اور نہ خواب میں جو دیکھا یا د ہے تو وہ غسل کرے اخیر خواب سے اگر اس نے بعد اس خواب کے نماز پڑھی ہے تو اس کا اعادہ کرے اس لیے کہ کبھی آدمی کو احتلام ہوتا ہے اور کچھ نہیں دیکھتا اور کبھی دیکھتا ہے مگر احتلام نہیں ہوتا تو جب تری دیکھے غسل اس کو لازم ہوگا وچرا اس کی یہ ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جو نماز پڑھی تھی اخیر نیند کے بعد اس کا اعادہ کیا اور اس سے پہلے کی نمازوں کا اعادہ نہ کیا۔

باب غسل المرأة اذا رات في المنام مثل ما ير الرجل اس پر غسل واجب ہے

۱۱۳۔ عَنْ عَمْرُوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةُ تَرَى فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ أَتَغْتَسِلُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَلَتَغْتَسِلُ

(۱۱۳) مسلم (۳۱۴) كتاب الحيض: باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المنى منها أبو داود

(۲۳۷) نسائي (۱۹۶) أحمد (۹۲/۶) دارمي (۷۶۳)۔

فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ أَفْ لَكَ وَهَلْ تَرَى ذَلِكَ الْمَرْأَةَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَبْتِ يَمِينِكَ وَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَهُ -

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت اگر دیکھے خواب میں جیسا کہ مرد دیکھتا ہے کیا غسل کرے؟ تو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نوج گھوڑی کیا عورت بھی دیکھتی ہے خواب میں (یعنی اس کو بھی احتلام ہوتا ہے) تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک آلود ہوا ہانا تھ تیرا اور کہاں سے ہوتی ہے مشابہت۔

فائدہ: یعنی کبھی بچہ مشابہ ہوتا ہے صورت میں باپ کے اور کبھی ماں کے تو اس سے معلوم ہوا کہ عورت میں بھی منی موجود ہے پھر جب منی عورت میں موجود ہے تو اس کو احتلام ہونا کچھ بعید نہیں ہے۔ (مصنفی) یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خاک آلود ہوا ہانا تھ تیرا یہ واسطے تعجب کے یا تشبیہ کے کہا کچھ بددعا نہیں ہے۔

۱۱۴۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سَلِيمٍ امْرَأَةَ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحِينِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلِ إِذَا هِيَ اِحْتَلَمَتْ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ -

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ تو کہا یا رسول اللہ! نہیں شرماتا اللہ سچ سے کیا عورت پر بھی غسل ہے جب اس کو احتلام ہو؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں جب کہ دیکھے پانی کو۔

باب جامع غسل الجنابة اس باب میں مختلف مسائل غسل جنابت کے مذکور ہیں

۱۱۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَقُولُ لَا بَأْسَ أَنْ يُغْتَسَلَ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ مَا لَمْ تَكُنْ حَائِضًا أَوْ جُنُبًا -

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کچھ مضاقت نہیں کہ مرد غسل کرے اس پانی سے جو عورت کی طہارت سے بچا ہو جبکہ وہ عورت حیض اور جنابت سے نہ ہو۔

فائدہ: ورنہ مکروہ ہے اور جمہور صحابہ اور تابعین عدم کراہت کی طرف گئے ہیں اور یہی مذہب تمام فقہاء کا ہے سوائے احمد بن حنبل کے۔ (زرقاتی)

(۱۱۴) بخاری (۱۳۰/۲۸۲، ۳۳۲۸، ۶۰۹۱، ۶۱۲۱) کتاب العلم: باب الحياء من العلم، مسلم

(۳۱۳) أبو داود (۲۳۷) ترمذی (۱۲۲) نسائی (۱۹۷) ابن ماجہ (۶۰۰) -

(۱۱۵) عبدالرزاق (۱۰۷/۱) ابن ابی شیبہ (۳۸/۱) -

۱۱۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَعْرِقُ فِي الثَّوْبِ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ -

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پسینہ آتا کپڑے میں اور وہ جب ہوتے تھے پھر اسی کپڑے سے نماز پڑھتے تھے۔

۱۱۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْسِلُ حَوَارِيَهُ رِجْلَيْهِ وَيُعْطِينَهُ الْخُمْرَةَ وَهُنَّ حَيْضٌ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی لونڈیاں ان کے پاؤں دھوتی تھیں اور ان کو جائے نماز اٹھا کر دیتی تھیں حالت حیض میں۔

مسئلہ: کہا جیگی نے پوچھے گئے امام مالک اس شخص کے بارے میں جس کے پاس بیبیاں اور لونڈیاں ہیں کہ سب سے وہی کرے غسل سے پیشتر تو جواب دیا کہ اگر جماع کرے اپنی لونڈی سے قبل غسل کے تو کچھ حرج نہیں ہے اور آزاد بیبیوں سے ایک کے بارے میں دوسرے سے جماع کرنا مکروہ ہے۔ ہاں یہ بات کہ ایک لونڈی سے جماع کرے پھر غسل سے پیشتر دوسری لونڈی سے جماع کرے اس میں کچھ قباحت نہیں ہے۔ کہا جیگی نے اور پوچھے گئے امام مالک ایک جب سے اس نے رکھا پانی غسل کو پھر بھول کر اس نے انگلی ڈال دی پانی کی سردی یا گرمی دیکھنے کو تو جواب دیا مالک نے کہ اگر اس کی انگلی میں نجاست نہ لگی ہو تو پانی نجس نہ ہوگا۔

تیمم کا بیان

باب فی التیمم

۱۱۸۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِدَاتِ الْحَيْشِ انْفَطَعَ عَقْدُ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّمَاسِيهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَاتَى النَّاسَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ فَقَالُوا أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَضْعُ رَأْسَهُ عَلَى فِجْدِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۱۶) دارمی (۲۵۸/۱) ابن ابی شیبہ (۱۷۴/۱)۔

(۱۱۷) دارمی (۲۶۳/۱، ۲۶۵) عبدالرزاق (۳۲۷/۱)۔

(۱۱۸) بخاری (۳۳۴، ۳۳۶، ۳۶۷۲، ۳۷۷۳) کتاب التیمم: باب قول اللہ تعالیٰ فلم تجدوا ماء

فتیمموا، مسلم (۳۶۷) أبو داود (۳۱۷) نسائی (۳۱۰) ابن ماجہ (۵۶۸) أحمد (۱۷۹/۶)

دارمی (۷۴۶)۔

وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَيَّ مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانَ رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فِجْذِي فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى آيَةَ التِّيْمِمِ فَتِيْمِمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَبِعَنَّا الْبُعَيْرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعُقْدَ تَحْتَهُ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نکلے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے کسی سفر میں تو جب پہنچے ہم بیدار یا ذات اُحش کو گلو بند میرا نوٹ کر کر پڑا تو ٹھہر گئے رسول اللہ ﷺ اس کے ڈھونڈنے کے لیے اور لوگ بھی ٹھہر گئے ساتھ آپ ﷺ کے اور وہاں پانی نہ تھا اور نہ ساتھ لوگوں کے پانی تھا تب لوگ آئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کہ دیکھا تم نے کیا عائشہ نے ٹھہرا دیا رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کو اور نہ یہاں پانی ہے نہ ہمارے ساتھ پانی ہے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے میرے پاس اور رسول اللہ ﷺ اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے تو کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے روک دیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کو اور نہ پانی ملتا ہے نہ ان کے پاس پانی ہے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصہ ہوئے میرے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں مارنے لگے تو میں اہل جاتی مگر رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا اس وجہ سے نہ اہل جاتی تھی پس سوتے رہے آنحضرت ﷺ یہاں تک کہ صبح ہوئی اور پانی نہ تھا تو اتاری اللہ جل جلالہ نے آیت تیمم کی تب کہا اسی دن اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہ اے ابو بکر کے گھر والو! یہ کچھ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے یعنی تم سے ہمیشہ ایسی ہی برکتیں اور راحتیں مسلمانوں کو حاصل ہوئی ہیں۔ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب ہم چلنے لگے تو وہ گلو بند اس اونٹ کے نیچے سے نکلا جس پر ہم سوار تھے۔

فائدہ: بیدار اور ذات اُحش دونوں مقام کے نام ہیں۔ اللہ جل جلالہ کی اس آیت کے اترنے اور گلو بند کھودینے میں بھی حکمت تھی تاکہ مسلمانوں کو تیمم کا مسئلہ معلوم ہو جائے اور حاجت کے وقت پر کام آئے۔

مسئلہ: امام مالک سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس نے تیمم کیا ایک نماز کے لیے پھر دوسری نماز کا وقت آیا پھر تیمم کرے یا وہی تیمم کافی ہے تو جواب دیا کہ تیمم کرے۔ کہا یعنی نے اور پوچھے گئے امام مالک اس شخص سے جس نے تیمم کیا کیا وہ امامت کرے ان لوگوں کی جنہوں نے وضو کیا ہے تو کہا امام مالک نے کہ کوئی امامت کرے تو اچھا ہے اور جو نہ ہی امامت کرے تو بھی کچھ قباحت نہیں۔ کہا یعنی نے کہا امام مالک نے کہ ایک شخص نے تیمم کیا جب پانی نہ پایا تو وہ کھڑا ہوا نماز کو اور تکبیر تحریر کہہ لی۔ اب ایک آدمی ادھر سے نکلا جس کے پاس پانی ہے تو وہ نماز کو نوازے بلکہ تیمم سے تمام کرے بعد نماز کے اگر پانی ملے تو آئندہ کے لیے وضو کر لے۔ کہا یعنی نے کہا امام مالک نے جو شخص کھڑا ہوا نماز کو اور اسے پانی نہ ملا سو اس نے تیمم کر لیا تو اطاعت کی اس نے اللہ جل جلالہ کی۔ اب جس شخص نے پانی پایا وہ کچھ طہارت میں یا نماز کی فضیلت میں اس

سے زیادہ نہیں ہے کیونکہ دونوں نے اللہ جل جلالہ کے فرمودہ کے موافق عمل کیا اور اللہ کا فرمودہ یہی ہے کہ جو شخص پانی پائے قبل نماز شروع کرنے کے وہ وضو کر لے اور جو نہ پائے وہ تیمم کر لے۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے کہ جو شخص جب ہو وہ تیمم کر لے اور جس قدر معمول اس کا قرآن پڑھنے کا ہے پڑھے اور نفل نماز ادا کرے جب تک پانی نہ پائے اسی مقام میں جہاں کہ اس کو نماز تیمم سے پڑھنا درست ہے۔

باب العمل فی التیمم

تیمم کی ترکیب کا بیان

۱۱۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو مِنَ الْجُرْفِ حَتَّى إِذَا كَانَا بِالْمَرِيدِ نَزَلَ عَبْدُ اللَّهِ فَتَيَمَّمُ صَعِيدًا طَيِّبًا فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ صَلَّى۔

حضرت نافع کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ جرف سے آئے تو جب پہنچے مرد کو اترے عبداللہؓ اور متوجہ ہوئے پاک زمین کی طرف تو مسح کیا اپنے منہ کا اور ہاتھوں کا کہنیوں تک پھر نماز پڑھی۔
فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمم کے صحیح ہونے کے لیے سفر شرط نہیں ہے بلکہ حضر میں بھی اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر لے یا پانی دور ہو۔ شہر میں اگرچہ ایک میل سے کم ہو اور یہی مذہب ہے امام مالکؒ کا کیونکہ جرف اور مرد مدینہ سے بہت قریب ہے جرف مدینہ سے تین میل پر ہے اور مرد تو ایک ہی میل پر ہے اسی طرح جو شخص تیمم ہو اور تندرست ہو لیکن نماز کے قضا ہو جانے کا خوف ہو اس کو بھی تیمم درست ہے۔ (مصنوعی مع زیادہ اختصار)

۱۲۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَتَيَمَّمُ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ۔

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ تیمم کرتے تھے دونوں کہنیوں تک۔

مسئلہ: کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالکؒ تیمم کی ترکیب سے اور کہاں تک کرنا چاہیے تو کہا کہ ایک دفعہ ہاتھ مار کر منہ پر مسح کرے اور دوسری دفعہ ہاتھ مار کر ہاتھوں کا مسح کرے کہنیوں تک۔

فائدہ: صحیحین میں عمارؓ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کافی تھا تجھ کو یہ پھر مارا حضرت علیؓ نے دونوں ہتھیلیوں کو اپنی خاک پر اور پھونک ماری ان میں اور مسح کیا منہ پر اور دونوں ہاتھ کا ہتھیلیوں تک اسی حدیث کی طرف امام احمد اور اصحاب حدیث گئے اور یہی قول قدیم ہے شافعیؒ کا اور دفعہ ہاتھ مارنے کے بارے میں جتنی حدیثیں آئی ہیں اکثر ان میں سے ضعیف ہیں۔

باب تیمم الجنب

جب کو تیمم کرنے کا بیان

۱۲۱۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُرْمَلَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الرَّجُلِ الْجُنُبِ يَتَيَمَّمُ ثُمَّ يُدْرِكُ الْمَاءَ فَقَالَ سَعِيدٌ إِذَا أَدْرَكَ الْمَاءَ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ لِمَا يُسْتَقْبَلُ۔

حضرت عبدالرحمن بن حرمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت سعید بن مسیب سے کہ جب نے تیمم کیا پھر پانی پانی کو تو کہا سعید نے کہ جب پائے پانی تو اس پر غسل واجب ہوگا آئندہ کے واسطے۔
فائدہ: یعنی جو نماز تیمم سے پڑھ چکا اس کا اعادہ ضروری نہیں اگرچہ وقت باقی ہو۔

مسئلہ: کہا یحییٰ نے مالکؒ نے کہا جس شخص کو احتلام ہو سفر میں اور نہ ہو اس کے پاس پانی مگر موافق وضو کے تو اگر اس کو پیاس کا خوف نہ ہو تو اس پانی سے اپنی شرمگاہ اور نجاست لگ گئی ہو دھو ڈالے پھر تیمم کرے خاک پاک پر جیسا کہ حکم کیا ہے اس کو اللہ جل جلالہ نے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا مالکؒ سے کہ ایک جب کو تیمم کی ضرورت ہوئی تو نہ پائی اس نے مٹی مگر کھاری مٹی نمک کی کیا تیمم کرے اس سے اور کیا مکروہ ہے نماز اس میں۔ تو جواب دیا مالکؒ نے کہ کھاری یا نمکین مٹی سے تیمم کرنے میں اور اس پر نماز پڑھنے میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَتَيْمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا**۔ پس قصد کرو زمین پاک کا تو جو چیز زمین کہلائے اس سے تیمم کیا جائے اگرچہ نمکین ہو یا اور کچھ۔

باب ما يحل للرجل من امرأته حائضه عورت سے مرد کو جو کام کرنا درست وہی حائض

ہے اس کا بیان

۱۲۲۔ **عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَحِلُّ لِي مِنْ أَمْرَاتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَشُدَّ عَلَيْهَا إِزَارَهَا ثُمَّ شَانِكَ بِأَعْلَاهَا**۔

حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول خدا ﷺ سے کہ کیا درست ہے مجھ کو اپنی عورت سے جب وہ حائضہ ہو تو فرمایا آپ ﷺ نے باندھ اس پر تہبند اس کے پھر تجھے اختیار ہے تہبند کے اوپر۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت حائضہ سے لذت نہ اٹھانا چاہیے یہی مذہب ہے جمہور علماء کا۔

۱۲۳۔ **عَنْ رَبِيعَةَ بِنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مُصْطَحِبَةً مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ وَأَنَّهَا قَدَّ وَتَبَّتْ وَتَبَّتْ شَدِيدَةً فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ لَعَلَّكَ نَفْسُكَ يَعْزِي الْحَيْضَةَ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ شُدِّي عَلَى نَفْسِكَ إِزَارَكَ ثُمَّ عَوِدِي إِلَى مَضْجَعِكَ**۔

(۱۲۲) دارمی (۲۵۸/۱) بیہقی (۱۹۱/۷)۔

(۱۲۳) بیہقی (۳۱۱/۱)۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کپڑے میں اتنے میں کود کر الگ ہو گئیں تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید حیض آیا تجھ کو۔ کہا ہاں تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھ لے تہبند اپنے پھر آن کر وہیں لیٹ جا۔

۱۲۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أُرْسِلَ إِلَى عَائِشَةَ سَأَلَهَا هَلْ يُبَاشِرُ الرَّجُلُ أُمَّرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَتْ لَنْتَشُدَّ إِزَارَهَا عَلَى أَسْفَلِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا إِنْ شَاءَ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھیجی کسی آدمی کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور پوچھوایا کہ مرد مباشرت کرے اپنی عورت سے حالت حیض میں تو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہیے کہ باندھ لے تہبند نیچے کے جسم پر۔ پھر اگر چاہے مباشرت کرے اس سے۔

۱۲۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ الْحَائِضِ هَلْ يُصَيِّبُهَا زَوْجُهَا إِذَا رَأَتْ الطُّهْرَ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَا لَا حَتَّى تَغْتَسِلَ۔

امام مالک کو پہنچا کہ سالم بن عبداللہ بن عمر اور سلیمان بن یسار پوچھے گئے حائضہ عورت کے بارے میں کہ جب پاک ہو جائے تو جماع کرے خاوند اس کا قبل غسل کے؟ کہا ان دونوں نے نہیں جب تک غسل نہ کرے۔
فائدہ: برابر ہے کہ حیض اس کا اکثر مدت میں ختم ہوا ہو یا اقل مدت میں یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور احمد اور زفر اور جمہور فقہاء کا اور نقل کیا اسحاق بن راہویہ نے اجماع تابعین کا اس پر اور ابوحنیفہ نے کہا کہ اگر دس دن کی مدت میں حیض ختم ہو تو قبل غسل کے اس سے وطی جائز ہے اور جو دس دن سے کم میں ختم ہوا تو جب تک غسل نہ کرے یا اس پر وقت موافق غسل اور تکبیر تحریمہ کے نہ گزر جائے وطی درست نہیں ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ صرف تحکم ہے کوئی وجہ اس کی معلوم نہیں ہوتی۔ (زرقانی)

باب طهر الحائض حائضہ کب پاک ہوتی ہے حیض سے اس کا بیان

۱۲۶۔ عَنْ أُمِّ عُلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةٍ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ بِالذَّرَجَةِ فِيهَا الْكُرْسُفُ فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلَاةِ فَتَقُولُ لَهُنَّ لَا تَعْلَنَنَّ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ۔

حضرت مرجانہ سے جو ماں ہیں عاتقہ کی اور مولانا ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ عورتیں ڈیبوں

(۱۲۴) دارمی (۲۵۸/۱) بیہقی (۱۹۰/۷) بخاری (۳۰۱) مسلم (۲۹۳) أبو داود (۲۶۸)۔

(۱۲۵) عبدالرزاق (۳۳۱/۱) ابن ابی شیبہ (۹۲/۱) بیہقی (۳۱۰/۱)۔

(۱۲۶) عبدالرزاق (۳۰۱/۱) بیہقی (۳۰۲) (۳۳۵/۱)۔

یہ روئی رکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھانے کو بھیجتی تھیں اور اس روئی میں زردی ہوتی تھی حیض کے خون کی۔ پوچھتی تھیں کہ نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں تو کہتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مت جلدی کرو تم نماز میں یہاں تک کہ دیکھو سفید قصہ مراد یہ تھی کہ پاک ہو جاؤ حیض سے۔

فائدہ: قصہ وہ پانی ہے سفید جو وقت بند ہونے حیض کے رحم سے نکلتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ قصہ سے مراد وہ چیز ہے جو عورتیں فرج میں رکھتی ہیں جب بالکل سفید نکلے تو معلوم ہو گیا کہ اب خون بند ہو گیا۔ مصفیٰ میں ہے کہ قصہ ایک چیز ہے مثل سفید دھاگے کے جو نکلتا ہے بعد خون بند ہونے کے اور اسی پر اکثر اہل علم ہیں۔ مالک نے کہا کہ پوچھا میں نے عورتوں سے قصہ کو تو وہ پہچانتی تھیں اس کو۔

۱۲۷۔ عَنْ ابْنَةِ زَيْدِ بْنِ سَابِتٍ أَنَّهُ بَلَغَهَا أَنَّ نِسَاءً كُنَّ يَدْعُونَ بِالْمَصَابِيحِ مِنْ حَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ إِلَى الطَّهْرِ فَكَانَتْ تَعِيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِنَّ وَتَقُولُ مَا تَكَانِ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هَذَا۔

حضرت ام کلثوم سے جو بیٹی ہیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ان کو خبر پہنچی اس بات کی کہ عورتیں منگاتی ہیں چراغ بیچا رات کو اور دیکھتی ہیں کہ حیض سے پاک ہوئیں۔ ام کلثوم عیب جانتی تھیں اس بات کو اور کہتی تھیں کہ صحابہ کی عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں۔

فائدہ: یعنی یہ بے فائدہ تکلیف اٹھانا ہے نہ اس وقت نماز کا وقت ہے نہ کچھ پھر کیا ضرورت ہے کہ اتنا خوش کرے۔ حافظ نے کہا کہ اس قول پر اعتراض یہ ہے کہ اس وقت عشاء کا وقت ہوتا ہے بعضوں نے کہا عیب اس وجہ سے ہے کہ رات کو زردی سفیدی سے ملتیس ہوگی تو وہ نماز پڑھ لیں گی قبل طہر کے (زرقانی) شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا کہ عیب اس وجہ سے ہے کہ بیچا رات میں دیکھا کیا ضروری ہے جب رات اتنی باقی رہے کہ غسل اور نماز کو تمکنتی ہو اس وقت دیکھ لیں۔

مسئلہ: حضرت امام مالک پوچھے گئے حائضہ سے جب پاک ہو جائے لیکن پانی نہ پائے تو تیمم کر لے کہا ہاں تیمم کر لے کیونکہ مثال اس کی جب کسی ہے۔ جب جب کو پانی نہ ملے تو وہ بھی تیمم کر لے۔

باب جامع الحيضة اس باب میں مختلف مسائل حیض مذکور ہیں

۱۲۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فِي الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ أَنَّهَا تَدْعُ الصَّلَاةَ۔

حضرت امام مالک کو پہنچا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ انہوں نے عورت حاملہ اگر دیکھے خون کو تو چھوڑ دے نماز کو۔

(۱۲۷) ابن أبي شيبة (۹۰/۱-۹۱) بیہقی (۳۳۶/۱)۔

(۱۲۸) دارمی (۹۲۴، ۹۲۸، ۹۲۹) بیہقی (۴۲۳/۷) عبدالرزاق (۱۲۱۴) ابن أبي شيبة (۶۰۴۳)۔

فائدہ: کیونکہ حاملہ کو کبھی کبھی حیض آتا ہے یہی مذہب ہے ابن سینب اور ابن شہاب اور امام مالک کا۔ اور ابو حنیفہ اور احمد اور سفیان ثوری کا مذہب یہ ہے کہ وہ حیض نہیں ہے۔

۱۲۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ قَالَ تَكْتَفُ عَنْ الصَّلَاةِ -
حضرت امام مالکؒ نے پوچھا ابن شہاب سے کہ عورت حاملہ اگر دیکھے خون کو تو کہا ابن شہاب نے باز رہے نماز سے۔

۱۳۰۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ -
حضرت عائشہؓ نے کہا میں کنگھی کرتی تھی رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں اور حائضہ ہوتی تھی۔

۱۳۱۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلْتُ امْرَأَةً رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَرَأَيْتِ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ نَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَ نَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُضْهُ ثُمَّ لِيَنْضِحْهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ لِيَتَّصِلْ فِيهِ -
حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کہ اگر ہمارے کپڑے کو خون حیض کا لگ جائے تو کیا کریں فرمایا آپ ﷺ نے جب بھر جائے کسی ایک کے کپڑے میں تم سے خون حیض کا تو مل ڈالے اس کو پھر دھو ڈالے پانی سے پھر نماز پڑھے اس کپڑے سے۔

مستحاضہ کا بیان

باب المستحاضة

۱۳۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا أَطْهَرُ أَفَادُعُ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذَلِكَ

(۱۲۹) دارمی (۹۲۱) عبدالرزاق (۱۲۰۹) ابن ابی شیبہ (۶۰۵۲)۔

(۱۳۰) بخاری (۲۹۵) کتاب الحيض: باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله، مسلم (۲۹۷) أبو

داود (۲۴۶۷) ترمذی (۸۰۴)۔

(۱۳۱) بخاری (۳۰۷، ۲۲۷) کتاب الوضوء: باب غسل الدم، مسلم (۲۹۱) أبو داود (۳۶۰)

۳۶۱، ۳۶۲) ترمذی (۱۳۸) نسائی (۲۹۳) ابن ماجہ (۶۲۹)۔

(۱۳۲) بخاری (۲۲۸، ۳۰۶، ۳۲۰، ۳۲۵، ۳۳۱) کتاب الوضوء: باب غسل الدم، مسلم (۳۳۳)

أبو داود (۲۸۲) ترمذی (۱۲۵) ابن ماجہ (۶۲۱)۔

عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلْتُ الْحَيْضَةَ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَأَغْسِلِي
الدَّمَ عَنْكَ وَصَلِّي -

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پاک نہیں ہوتی ہوں تو کیا چھوڑ دوں نماز کو؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خون کسی رگ کا ہے اور حیض نہیں ہے تو جب حیض آئے تو چھوڑ دے نماز کو پھر جب مدت گزر جائے تو خون دھو کر نماز پڑھے۔

فائدہ: یعنی ۱۰۰ ان آئین جن انوں میں نفل اس بیماری کے حیض آیا تھا۔ یعنی غسل کے جیسا کہ بخاری کی روایت میں مصرح ہے اب ہر نماز کے لیے وضو کرنا اس کو مستحب ہے کیونکہ اس خون نکلنے سے وضو اس کا نونے کا نزدیک امام مالک کے اور حیض ائمہ کے نزدیک ہر نماز کے لیے وضو کرنا ضروری ہے۔

۱۳۳- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهْرَاقُ الدَّمَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَتَنْظُرُ إِلَى عَدَدِ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَإِذَا خَلَقْتَ ذَلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لَتَسْتَفْرِ بِثَوْبٍ ثُمَّ لَتُصَلِّي -

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خون بہا کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو فتویٰ پوچھا اسی کے واسطے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شمار کرے ان دنوں اور راتوں کا جن میں حیض آتا تھا قبل اس بیماری کے تو چھوڑ دے نماز کو اس قدر مدت میں ہر مہینے سے پس جب گزر جائے وہ مدت تو غسل کرے اور ایک کپڑا باندھ لے فرج پر پھر نماز پڑھے۔

۱۳۴- عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا رَأَتْ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشِ الْيَمَنِ الَّتِي كَانَتْ تَحْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَكَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي -

زینب بنت ابی سلمہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے دیکھا زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو جو نکاح میں تھیں حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے۔ ان کو استحاضہ تھا اور وہ غسل کر کے نماز پڑھتی تھیں۔

فائدہ: یہ حدیث سے موطا کے راویوں کی حسب بنت جحش سے عبد الرحمن بن عوف نے کبھی نکاح نہیں کیا بلکہ ان سے زیر

(۱۳۳) أبو داود (۲۷۴، ۲۷۵) کتاب الطہارۃ: باب فی المرأۃ تستحاض' نسائی (۳۵۴) ابن ماجہ

(۲۲۳) أحمد (۲۹۳/۶) دارمی (۷۸۰) -

(۱۳۴) بخاری (۳۲۷) کتاب الحيض: باب عرق الاستحاضة' مسلم (۳۳۴) دارمی (۸۹۸) -

بن حارث رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تھا پھر آنحضرت ﷺ نے نکاح کیا اور عبدالرحمن کے نکاح میں ام حبیبہ بنت جحش تھیں جو بہن تھیں زینب بنت جحش کی اور دوسری حدیثوں میں مذکور ہے کہ استحاضہ حمنہ بنت جحش کو ہو گیا تھا۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ بات عجیب ہے کہ جحش کی تینوں بیٹیاں استحاضہ میں مبتلا تھیں اور بعضوں نے کہا کہ سوائے حمنہ کے کسی کو استحاضہ نہ تھا۔ (واللہ اعلم زرقانی)

۱۳۵۔ عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الْقَعْقَاعَ بْنَ حَكِيمٍ وَزَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ أَرْسَلَاهُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَسْأَلُهُ كَيْفَ تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ فَقَالَ تَغْتَسِلُ مِنْ طَهْرٍ إِلَى طَهْرٍ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَإِنَّ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَنْفَرَتْ۔

سہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم نے سہی کو بھیجا حضرت سعید بن مسیب کے پاس کہ پوچھیں اُن سے کہ پھر غسل کرے مستحاضہ؟ کہا سعید نے غسل کرے ایک طہر سے دوسرے طہر تک اور وضو کرے ہر نماز کے لیے تو اگر خون بہت آئے ایک کپڑا باندھ لے اپنی فرج پر۔

فائدہ: ایک طہر سے دوسرے طہر تک اس سے غرض یہ ہے کہ جب مدت مقرر حیض کی گزر جائے تو غسل کرے اب جب پھر حیض کے دن آ کر گزر جائیں گے تو پھر غسل کرے گی۔

۱۳۶۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَحَاضَةِ إِلَّا أَنْ تَغْتَسِلَ غُسْلًا وَاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ بَعْدَ ذَلِكَ لِكُلِّ صَلَاةٍ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہا انہوں نے مستحاضہ پر ایک ہی غسل ہے پھر وضو کیا کرے ہر نماز کے لیے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ مستحاضہ جب نماز پڑھنے لگے تو خاندان کو جماع بھی درست ہے اسی طرح نفاس، و جب مدت مقرر کی انتہا تک خون آئے اور بعد اس کے بھی خون دیکھے تو خاندان سے جماع کر سکتا ہے اور یہ خون بھی منزله استحاضہ کے ہے۔

فائدہ: نفس دودہ عورت ہے جو (بچہ) جننے کے بعد خون دیکھتی ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک حکم مستحاضہ کا عروہ کی حدیث کے موافق ہے جس کو روایت کیا عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے جو ابتدائے باب میں گزری اور حنفی روایتیں میں نے اس باب میں سنیں اُن سے صحیح کو وہ روایت زیادہ پسند ہے۔

(۱۳۵) أبو داود (۳۰۱) کتاب الطہارة: باب من قال المستحاضة تغتسل من طهر الى طهر دارمي

(۸۰۸)۔

(۱۳۶) بیہقی (۳۰۰/۱)۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُنُوبٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَيَّ ذَلِكَ الْمَكَانِ -

حضرت یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں آیا اور ستر پنا کھولا پیشاب کے لیے تو غل چمایا لوگوں نے اور بڑا پکارا ہوا تب فرمایا رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دو اس کو پس چھوڑ دیا لوگوں نے جب وہ پیشاب کر چکا تو حکم کیا آپ ﷺ نے ایک ڈول پانی کا ڈال دیا گیا اُس جگہ پر۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے کہ جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ ﷺ نے اس کو بلا کر سمجھایا کہ مسجد میں پیشاب پانخانے کے لیے نہیں بنائی گئیں بلکہ اللہ جل جلالہ کے ذکر اور نماز اور قرآن شریف پڑھنے کے لیے۔ اس حدیث سے کمال خلق اور ترحم آنحضرت ﷺ کا معلوم ہوا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس میں بڑی بڑی حکمتیں تھیں اگر اسی وقت گنوار کو نکال دیتے یا مارتے تو وہ بدل ہو جاتا اور بات نہ سمجھتا یا پیشاب کرتا چلا جاتا تمام مسجد آلودہ ہو جاتی اگر بند کرتا تو بیمار ہو جاتا۔ واللہ اعلم۔

۱۴۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يُبُولُ قَائِمًا -

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کھڑے کھڑے پیشاب کرتے۔

فائدہ: بعض احادیث میں آنحضرت ﷺ سے بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منقول ہے مگر حاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے کھڑے ہو کر اس واسطے کیا کہ آپ ﷺ کے گھٹنوں میں درد تھا لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور بعض علماء نے کہا کہ حدیث کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی منسوخ ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت ﷺ نے پیشاب کھڑے ہو کر نہیں کیا جب سے قرآن اتر اورایت کیا اس کو ابو عوانہ اور حاکم نے۔ زرقانی نے کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی حدیث منسوخ نہیں کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور علی رضی اللہ عنہما اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منقول ہے اور مناعت میں اس کی کوئی حدیث آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ہوتی۔ (اتقی)

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا پیشاب یا پانخانہ کے پانی سے استنجا کرنے میں کوئی حدیث آئی ہے تو جواب دیا کہ مجھے پہنچا ہے بعض سلف سے کہ وہ استنجا کرتے تھے پانی سے بعد پانخانہ کے اور میں اچھا جانتا ہوں استنجا پانی سے بعد پیشاب کے۔

فائدہ: اگرچہ صرف ڈھیلا لینا بھی کفایت کرتا ہے۔

مسواک کرنے کا بیان

باب ما جاء في السواك

۱۴۱۔ عَنْ عُيَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمُعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللَّهُ عِيدًا فَأَعْتَسِلُوا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طِيبٌ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ

(۱۴۰) ابن أبي شيبة (۱۱۵/۱) بیہقی (۱۰۲/۱)۔

(۱۴۱) ابن ماجہ (۱۰۹۸) کتاب اقامۃ الصلاۃ: باب ما جاء في الزينة يوم الجمعة، أحمد (۲۶۵/۱)۔

يَمَسُّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَاكِ -

حضرت عبید بن سباق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جمعہ کو فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عید کا دن کہا ہے تو غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو تو آج کے دن خوشبو لگانا نقصان نہیں ہے اور لازم کرو تم مسواک کو۔

۱۴۲ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي لِأَمْرَتُهُمْ بِالسَّوَاكِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مشکل نہ گزرتا میری امت پر تو واجب کر دیتا میں مسواک ان پر۔

۱۴۳ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَوْلَا أَنْ يَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لِأَمْرَتِهِمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر شاق نہ ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ان کو مسواک کرنے کا ہر وضو کے ساتھ۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کو معین بن عسی - ایوب بن صالح اور عبدالرحمن بن مہدی وغیرہم نے امام مالک سے مروعا روایت کیا ہے۔ اس لفظ سے ﴿لَوْلَا أَنْ أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي لِأَمْرَتِهِمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ﴾ - اور اسی طرح روایت کیا اس کو شافعی نے مسند میں اور بیہقی نے اور طبرانی نے معجم اوسط میں باسناد حسن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروعا روایت کیا حاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروعا ﴿لَوْلَا أَنْ أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السَّوَاكِ مَعَ الْوُضُوءِ﴾ کہا حاکم نے صحیح علی شرطہما وکم یخرجاہ وکیس لہ علة اور بخاری کی روایت میں ﴿مَعَ كُلِّ صَلَوةٍ﴾ ہے اور اسی طرح مسلم کی روایت میں اور اختلاف کیا علماء نے مسواک کے حکم میں تو اکثر اہل علم عدم ووجوب کی طرف گئے ہیں۔ اور اسحاق بن راہویہ اور داؤد ظاہری سے وجوب منقول ہے یہاں تک کہ اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ اگر قصد مسواک ترک کرے گا تو نماز اس کی باطل ہو جائے گی۔ (زرقانی)



(۱۴۲) بخاری (۸۸۷) کتاب الجمعة: باب السواک يوم الجمعة، مسلم (۲۵۲) أبو داود (۴۶)

ترمذی (۲۲) نسائی (۷) ابن ماجہ (۲۸۷) دارمی (۶۸۳) -

(۱۴۳) سنن ابی یوسف (۱۹۸/۲) احمد (۵۶۰/۲) -

کتاب الصلاة

کتاب نماز کے بیان میں

باب ما جاء في النداء للصلاة اذان کے بیان میں

١٤٤ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَرَادَ أَنْ يَتَّخِذَ حَشْبَتَيْنِ يُضْرَبُ بِهِمَا لِيَجْتَمَعَ النَّاسُ لِلصَّلَاةِ فَأَرَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْحَزْرَجِ حَشْبَتَيْنِ فِي النَّوْمِ فَقَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ لَنَحْوُ وَمَا يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ أَلَا تَوَدُّنَا لِلصَّلَاةِ فَآتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمِينَ اسْتَيْقِظَ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَذَانِ -

حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا دو لکڑیاں بنانے کا اس لیے کہ جب ان کو ماریں تو آواز پہنچے لوگوں کو اور جمع ہوں لوگ نماز کے لیے پس دکھائے گئے عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ دو لکڑیاں اور کہا کہ یہ لکڑیاں تو ایسی ہیں جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں پھر کہا گیا ان سے خواب میں کہ تم اذان کیوں نہیں دیتے نماز کے لیے تو جب جاگے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیان کیا ان سے خواب پس حکم دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کا۔

١٤٥ - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ النَّدَاءَ فَقُولُوا امِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ -

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سنو تم اذان کو تو کہو جیسا کہ کہتا جاتا ہے مؤذن۔

فائدہ: یعنی جو کلمے مؤذن کہے سننے والا بھی وہی کہے۔ مسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے اور بخاری نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی

(١٤٤) أبو داود (٤٩٩) كتاب الصلاة: باب كيف الأذان: ترمذی (١٨٩) ابن ماجه (٨٠٦) أحمد (٤٢١٤) دارمی (١١٨٧) -

(١٤٥) بخاری (٦١١) كتاب الأذان: باب ما يقول اذا سمع المنادى، مسلم (٣٨٣) ابو داود (٥٢٢) ترمذی (٢٠٨) نسائی (٦٧٣) ابن ماجه (٧٢٠) أحمد (٦١٣) -

کہ جب مؤذن حسیٰ علی الصلوٰۃ وحیٰ علی الفلاح کہے تو سننے والا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب اذان کا دینا واجب ہے اور یہی مذہب ہے بعض سلف کا اور یہی قول ہے حنفیہ اور ظاہر یہ اور ابن وہب کا اور جمہور کے نزدیک واجب نہیں ہے۔ شمس الائمہ نے کہا کہ جواب دینا صرف زبان سے نہیں کافی ہے بلکہ اذان ہوتے ہی مسجد کو چلنا چاہیے تو جس نے زبان سے جواب دے دیا اور پاؤں سے نہ چلا اس نے جواب ہی نہ دیا۔ (زرقاتی مجلی) اور جب تکبیر ہو تو اس کا بھی جواب اسی طور سے دے اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے وقت اَقَامَهَا اللّٰهُ اَبَدًا ☆ کہے جیسا حدیث میں وارد ہے۔ (مسویٰ)

☆ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ اَبَدًا کہنے کی روایت ثابت نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب فقہ الحدیث : کتاب الصلاة : باب الأذان اور نماز کی کتاب ملاحظہ فرمائیے۔ (عمران لاہوری)

١٤٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهْمُوا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهَجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر معلوم ہوتا لوگوں کو جو کچھ اذان دینے میں اور صفِ اول میں ثواب ہے پھر نہ پاسکتے ان کو بغیر قرعہ کے البتہ قرعہ ڈالتے اور اگر معلوم ہوتا لوگوں کو جو کچھ نماز کے اول وقت پڑھنے میں ثواب ہے البتہ جلدی کرتے اس کی طرف اور اگر معلوم ہوتا جو کچھ ثواب ہے عشاء اور صبح کی نماز باجماعت پڑھنے کا البتہ آتے جماعت میں گھنٹوں کے بل گھنٹے ہوئے۔

فائدہ: سب نمازوں کو اول وقت اور جماعت سے پڑھنا ضروری ہے عشاء اور فجر کو آپ ﷺ نے خاص کیا کیونکہ یہ نیند کا وقت ہوتا ہے اکثر آدمی سے غفلت ہو جاتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنا آدھی رات کی عبادت سے بہتر ہے اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھنا ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ جب ہم کسی آدمی کو عشاء اور فجر کی نماز میں نہ پاتے تھے تو اس کی طرف گمان بد کرتے تھے یعنی اس امر کا کہ وہ شخص پورا مسلمان نہیں ہے منافق ہے۔ (زرقاتی)

١٤٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نُوبَ بِالصَّلَاةِ فَلَا تَأْتَوْهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأَتَوْهَا وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ فَمَا أَذْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَاتُوا فَإِنَّ أَحَدَكُمْ

(١٤٦) بخاری (٦١٥) کتاب الأذان : باب الاستهام في الأذان 'مسلم (٤٣٧) ترمذی (٢٢٥' ٢٢٦)

نسائی (٥٤٠' ٦٧١) ابن ماجہ (٧٩٧' ٩٩٨) احمد (٢٣٦/٢)

(١٤٧) بخاری (٩٠٨) کتاب الجمعة : باب المشى الى الجمعة 'مسلم (٦٠٢) أبو داود (٥٧٢)

ترمذی (٣٢٧) نسائی (٨٦١) ابن ماجہ (٧٧٥) دارمی (١٢٨٢)

فِي صَلَاةٍ مَا كَانَ يَغْمِدُ إِلَى الصَّلَاةِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تکبیر ہو نماز کی تو نہ دوڑتے ہوئے آؤ تم بلکہ آؤ اطمینان اور سہولت سے تو جتنی نماز تم کو ملے پڑھ لو اور جو نہ ملے اس کو پورا کر لو کیونکہ جب کوئی تم میں سے قصد کرتا ہے نماز کا تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

فائدہ: یعنی نماز کو جانا گویا نماز پڑھنا ہے تو جیسے نماز پڑھنے میں اطمینان اور سہولت چاہیے ویسا ہی نماز کی طرف چلنے میں چاہیے۔ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس بات پر کہ جو کوئی امام کو رکوع میں پائے تو وہ رکعت حساب نہ کی جائے گی اور یہی قول ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت کا اور ابن خزیمہ وغیرہ نے اس کو اختیار کا ہے اور تقبی سبکی نے اس کی تقویت کی ہے اور یہی مذہب ہے شوکانی کا اور اس کی تحقیق نیل الاوطار میں کما بینگی کی ہے۔

۱۴۸ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدَةَ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَهُ إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذْنَتْ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعُ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ حِينَ وَلَا إِنْ سَ وَلَا شَيْءَ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن انصاری سے ابوسعید خدری نے کہا کہ تو بکریوں کو اور جنگل کو دوست رکھتا ہے تو جب جنگل میں ہو اپنی بکریوں میں اذان دے نماز کی بلند آواز سے کیونکہ نہیں پہنچتی آواز مؤذن کی نہ جن کو نہ آدمی کو اور نہ کسی شے کو گروہ گواہ ہوتا ہے اس کا قیامت کے روز۔ کہا ابوسعید نے سنا میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۱۴۹ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطًا حَتَّى لَا يَسْمَعَ النَّدَاءَ فَإِذَا قُضِيَ النَّدَاءُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا تَوَبَّ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّوْبِ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ أَذْكَرُ كَذَا أَذْكَرُ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكَرُ حَتَّى يَظُلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَذْهَبَ كَمَا صَلَّى -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اذان ہوتی ہے نماز لیے شیطان پیٹھ موڑ کر پادتا ہوا

(۱۴۸) بخاری (۶۰۹) کتاب الأذان: باب رفع الصوت بالنداء، نسائی (۶۴۴) ابن ماجہ (۷۲۳) احمد (۴۳، ۳۵، ۶، ۳)۔

(۱۴۹) بخاری (۶۰۸) کتاب الأذان: باب فضل التاذين، مسلم (۳۸۹) أبو داود (۵۱۶) ترمذی (۳۹۷)۔

بھاگتا ہے تاکہ نہ سنے اذان کو پھر جب اذان ہو چکتی ہے چلا آتا ہے پھر جب تکبیر ہوتی ہے بھاگ جاتا ہے پیٹھ موڑ کر پھر جب تکبیر ہو چکتی ہے چلا آتا ہے یہاں تک کہ وسوسہ ڈالتا ہے نمازی کے دل میں اور کہتا ہے اس سے خیال کر فلاں چیز کا خیال کر جس کا خیال نمازی کو اول بھی نہ تھا یہاں تک کہ رہ جاتا ہے نمازی اور خبر نہیں ہوتی اس کو کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔

۱۰۰۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ سَاعَتَانِ يُفْتَحُ لَهُمَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَقَلَّ دَاعٍ تُرَدُّ عَلَيْهِ دَعْوَتُهُ حَضْرَةُ النَّدَاءِ لِلصَّلَاةِ وَالصَّفِّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔

حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہا انہوں نے دو وقت کھل جاتے ہیں دروازے آسمان کے اور کم ہوتا ہے ایسا دعا کرنے والا کہ نہ قبول ہو دعا اُس کی جس وقت اذان ہو نمازی کی دوسری جس وقت صف باندھی جائے جہاد کے لیے۔

فائدہ: طبرانی اور حاکم اور دیلمی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے اور ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تین ساتتیں ایسی ہیں کہ نہیں دنا کرتا اُن میں کوئی مسلمان مگر قبول کرتا ہے خداوند تعالیٰ دعا اس کی جب تک نہ دعا کرے ناظر توڑنے کی یا گناہ کی ایک جس وقت مؤذن اذان دیتا ہے نماز کی یہاں تک کہ فارغ ہو۔ دوسرے جس وقت مسلمانوں اور کافروں کی صفیں جہاد میں مل جاتی ہیں یہاں تک کہ فیصلہ کرے اُن کا اور جس وقت پانی اترتا ہے آسمان سے یہاں تک کہ تھم جائے۔

مسئلہ: کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کیا جائز ہے جمعہ کی اذان قبل وقت کے؟ بولے نہیں جب تک کہ آفتاب ڈھل نہ جائے۔

فائدہ: یہی مذہب جمہور کا ہے اور امام احمد کے نزدیک نماز جمعہ کی اذان قبل زوال کے درست ہے۔ (زرقاتی)

مسئلہ: کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے دو مسئلوں کے بارے میں پہلا یہ کہ اذان اور اقامت دو بار کہی جائے۔ یعنی کلمات اذان اور اقامت کے مثلاً اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح یہ سب دو دو بار کہے جائیں یا ایک ایک بار۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ لوگ کب کھڑے ہوں نماز کے لیے جب تکبیر کہی جائے؟ تو امام مالک نے کہا کہ اذان اور اقامت میں مجھے کوئی حدیث نہیں پہنچی مگر میں نے اپنے شہر کے لوگوں کو جس طرح پایا وہی جانتا ہوں۔

فائدہ: یعنی اذان کے کلمات دو دو بار کہے جائیں۔ اس لیے کہ بخاری نے روایت کیا کہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا دو دو بار کہنے کا اذان میں اور ایک ایک بار کہنے کا اقامت میں اور ابو داؤد طیالسی اور ابو داؤد جستانی اور نسائی اور ابن خزیمہ نے روایت کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے اذان دو دو بار کہی جائے مگر اخیر کالاً الہ الا اللہ اس سے مستثنیٰ ہے

کیونکہ وہ سب کے نزدیک ایک بار کہنا چاہیے۔ (زرقانی)

مس: اور اقامت ایک بار کہی جائے۔

فائدہ: اس طرح پر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح قد قامت الصلوٰۃ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اور بعضوں کے نزدیک قد قامت الصلوٰۃ کو دو مرتبہ کہیں کیونکہ بخاری کی روایت میں قد قامت الصلوٰۃ کا استثناء مذکور ہے۔ زرقانی نے کہا کہ یہ استثناء حدیث میں داخل نہیں ہے بلکہ ایوب کا قول ہے۔

مس: اور اسی طریقے پر ہمارے شہر کے لوگ ہیں اور لیکن اٹھنا لوگوں کا وقت تکبیر کے تو میں نے اس کی کوئی حد نہیں سنی جو مقرر کی جائے مگر میں اس کو لوگوں کی طاقت اور قوت کے لحاظ سے رکھتا ہوں۔

فائدہ: یعنی جو شخص طاقت دار ہے وہ تکبیر شروع ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہو اور جو شخص کمزور ہو وہ جب تکبیر ختم ہوا اٹھے اور اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں ہو تو مقتدی لوگ نہ اٹھیں جب تک تکبیر سے فراغت نہ ہو اور جو مسجد میں نہ ہو تو جب تک امام نہ آئے تب تک نہ اٹھیں۔ ابن منذر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ اٹھتے تھے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا اور سعید بن منصور نے اس کو عبد اللہ کے اصحاب سے روایت کیا اور سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا اور سعید بن منصور نے اس کو عبد اللہ کے اصحاب سے روایت کیا اور سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ جب مؤذن اللہ اکبر کہے تو مقتدیوں پر کھڑا ہو جانا واجب ہوتا ہے اور جب حی علی الصلوٰۃ کہے صفیں برابر کی جائیں اور جب لا الہ الا اللہ کہے امام تکبیر کہے اور ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ جب حی علی الصلوٰۃ ہو تو اٹھیں اور جب قد قامت الصلوٰۃ ہو تو امام تکبیر کہے۔ مترجم کہتا ہے کہ صحیح میرے نزدیک یہی ہے کہ تکبیر شروع ہوتے ہی اٹھیں کیونکہ عبدالرزاق نے ابن شہاب سے روایت کیا کہ تھے صحابہ جب مؤذن اللہ اکبر کہتا تو اٹھ کھڑے ہوتے اور جب تک پیغمبر خدا ﷺ تشریف لاتے صفیں برابر ہو جاتیں اور بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ تکبیر ہوئی پس برابر کیں لوگوں نے صفیں پھر نکلے نبی ﷺ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ تکبیر ہوئی پھر کھڑے ہوئے ہم اور برابر کیا صفوں کو قبل اس بات کے کہ نکلیں پیغمبر خدا ﷺ۔ امام مالک باوجود اس بات کے کہ محدثین کے نزدیک بڑے واقف اور کامل ہیں علم حدیث میں اور امام ہیں اہل مدینہ کے مگر ان کو اس مضمون میں کوئی حدیث نہیں پہنچی تھی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر مجتہد کو تمام حدیثیں پہنچنا ضرور نہیں ہے۔ اور نہ بات عقل میں آتی ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کو بھی ساری حدیثیں پہنچی ہوں۔ علی الخصوص امام اعظم اور امام مالک کو ان دونوں کا زمانہ بہت اول تھا اور اس وقت تک حدیث کی کتابیں جمع نہیں ہوئی تھیں جا بجا صحابہ حضرت ﷺ کے ملکوں ملکوں پھیل کر انتقال کر چکے تھے ایک ایک حدیث سننے کے واسطے لوگ صد ہا کوس سے سفر کرتے تھے برخلاف اس زمانہ کے کہ تمام کتابیں حدیث کی مدون ہو گئیں اب حدیثوں کا ملنا آسان ہو گیا۔ اسی وجہ سے امام اعظم اور امام مالک وغیرہ کے بہت سے مسائل ایسے ہیں جن میں انہوں نے قیاس پر عمل کیا اور حدیث نہ پائی اب اگر قیاس ان کا مطابق حدیث صحیح کے نکلے تو قبول کیا جائے ورنہ حدیث صحیح کا

اتباع ضروری ہے پابندی اُن کے قیاس کی لازم نہیں ہے اس فائدہ کو یاد رکھنا چاہیے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال کیا گیا کہ اگر چند مقیم لوگ ارادہ کریں کہ جماعت سے ادا کریں فرض نماز کو تو صرف تکبیر کہہ لینا کافی ہے یا اذان بھی دینا ضروری ہے تو جواب دیا امام مالک نے کہ تکبیر کہہ لینا کافی ہے۔ اور اذان واجب ہے اُن مسجدوں میں جہاں جماعت سے نماز ہوا کرتی ہے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ بعد اذان کے مؤذن سلام کرے امیر کو اور بلائے اس کو نماز کے لیے اور کون وہ شخص ہے جس پر اول سلام کیا مؤذن نے تو جواب دیا امام مالک نے مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ اول زمانہ میں مؤذن سلام کرتا ہوا میر کو۔

فائدہ: یعنی زمانہ نبی ﷺ اور خلفائے راشدین میں یہ دستور نہ تھا بلکہ مؤذن اذان کہہ دیتا تھا پھر اگر امام کسی کام میں ہوتا تو مؤذن اس کو آخبر کر دیتا کہ لوگ جمع ہیں اب جو یہ تکلفات نکلے ہیں کہ مؤذن امیر اور حاکم کے دروازے پر آ کر کہتا ہے السلام علیکم ایہا الامیر ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الصلوٰۃ یرحمکم اللہ یہ سب تکبیر اور غرور کی باتیں ہیں اور نماز عاجزی اور غرور توڑنے کے لیے تھی۔ کیونکہ مؤذن جب اذان کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے وحی علی الصلوٰۃ کہہ کر نماز کو بلاتا ہے پھر امیر اور فقیر سب غلام ہیں پروردگار جل شانہ کے نوراً بندگی کرنے کو جانا چاہیے۔ ابو محمد زہری نے بعد اذان کے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو جب بلایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما خفا ہوئے کیونکہ یہ کام نیا نکالا گیا دین میں اس کی اصل زمانہ نبوی ﷺ میں نہ تھی۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اول اس کام کا رواج معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھیلایا اور مؤذن کو حکم دیا کہ بعد اذان کے ان کو اس طرح پر آ کر خبر دیا کرے السلام علی امیر المومنین الصلوٰۃ یرحمکم اللہ اور بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے اس فعل کو مغیرہ رضی اللہ عنہما شعبہ نے رواج دیا لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا کہ جب عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں آئے تو ابو محمد زہری رضی اللہ عنہما اذان کہہ کر ان کے بلانے کو آئے اور کہا الصلوٰۃ یا امیر المومنین وحی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کہا خرابی ہو تیری کیا تو دیوانہ ہے کیا اذان کا بلانا کافی نہ تھا اور ہم نہ آتے پھر کاہے کو بلانے کو آیا۔ الحاصل تحقیق اس باب میں یہی ہے کہ یہ فعل نہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تھا نہ خلفائے راشدین کے زمانے میں بلکہ ان کے بعد امراء اور حکام نے اس کو رواج دیا۔ پس اولیٰ یہی ہے کہ ترک کیا جائے اور اختیار کیا جائے طریقہ نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کا کیونکہ اس میں بہتری ہے دنیا اور دین کی اور اللہ تعالیٰ نے جو نقل کیا ہے کہ ہلال رضی اللہ عنہما بعد اذان کے آنحضرت ﷺ کے دروازے پر آ کر کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں کہتے تھے السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ الصلوٰۃ یا خلیفۃ رسول اللہ قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ واقدی متروک ہے محدثین کے نزدیک علی الخصوص جب کہ نقل اس کی مخالف ہو روایات معتبرہ کے۔ (زرقلانی باختصار)

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ ایک مؤذن نے انتظار کیا لوگوں کا لیکن کوئی نہ آیا آخر اس نے اکیلے تکبیر کہہ کر نماز پڑھی۔

مالک نے کہ مؤذن پھر نہ پڑھے اور جو لوگ آئے ہیں وہ اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں۔

فائدہ: یہ جب ہے کہ وہی مؤذن امام بھی ہو مسجد کا تو اگر امام نہ ہو تو لوگوں کو درست ہے کہ جماعت سے پڑھ لیں اور مؤذن بھی اگر چاہے پھر ان کے ساتھ پڑھے یہ مذہب امام مالک کا ہے کہ جس مسجد میں امام مقرر ہو وہاں دو جماعتیں ایک نماز کی نہ کی جائیں اور یہی قول ہے سفیان ثوری کا اور امام ابوحنیفہ اور شافعی اور جمہور علماء کا مذہب اس کے خلاف ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ دو یا تین بار جماعت کا ہونا مسجد میں کوئی قباحت نہیں رکھتا اور نہ اللہ نے اس سے منع کیا نہ اس کے رسول ﷺ نے اور دلیل جواز کی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جماعت سے نماز پڑھ چکے تھے پھر ایک شخص آیا اور اس نے اکیلے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تب نبی ﷺ نے فرمایا کوئی شخص تم میں سے تصدق کرتا ہے اس پر تو نماز پڑھے ساتھ اس کے سوا ایک شخص کھڑا ہوا اور وہ نماز پڑھ چکا تھا ساتھ نبی ﷺ کے پھر نماز پڑھی اس نے ساتھ اس شخص کے۔ (زرقاتی)

مسئلہ: امام مالک سے پوچھا گیا کہ ایک مؤذن نے اذان دی پھر نفل پڑھنے لگا اب لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ جماعت کھڑی کریں دوسرے شخص کی تکبیر سے تو جواب دیا امام مالک نے کہ اس میں کچھ قباحت نہیں ہے خواہ مؤذن تکبیر کہے یا اور کوئی شخص کہے دونوں برابر ہیں۔

فائدہ: اور یہی قول ابوحنیفہ کا ہے اور لیث اور ثوری اور شافعی اور اکثر اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص اذان دے وہی تکبیر کہے اور دلائل ہر ایک کے موجود ہیں کتب احادیث میں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ صبح کی اذان تو قدیم سے قبل وقت کے ہوتی چلی آئی ہے لیکن اور نمازوں کی اذان بعد وقت کے چاہیے۔

فائدہ: جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ فجر کی اذان بھی قبل وقت کے نہ دی جائے۔

مسئلہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مؤذن آیا نماز صبح کی خبر کرنے کو تو سوتا ہوا پایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ پس کہا اس نے الصلوة خیر من النوم یعنی نماز بہتر ہے سونے سے اے امیر مومنوں کے! تو حکم کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو کہہ کر اس کلمے صبح کی اذان میں۔

فائدہ: اس اثر کو دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مستند روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مؤذن سے کہا جب پہنچے تو حسی علی الفلاح پر فجر کی اذان میں تو کہہ بعد اس کے الصلوة خیر من النوم دو بار۔ یہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مؤذن سے کہا کہ اس کلمے صبح کی اذان میں کہا کر اس سے غرض یہ ہے کہ اذان کے باہر اس کلمے کے کہنے کا موقع نہیں ہے اور مردہ رکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد اذان کے پھر اعلام کرنے کو جیسے کہ امراء اور حکام نے نکالا ہے چنانچہ ابھی اس کا ذکر گزارا اور یہ کلمہ نکالا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں بھی نماز فجر میں یہ کلمہ کہا جاتا تھا چنانچہ ابن ماجہ نے روایت کیا بلال رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آنے رسول اللہ ﷺ کو خبر کرنے کے لیے واسطے نماز صبح کے تو لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ سو تے ہیں تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الصلوة خیر من النوم بعد اس کے یہ کلمہ مقرر کیا گیا اذان فجر میں اور ایسا ہی حکم باقی رہا اور ابوحنزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا تو میں نے اذان دی فجر کی رسول اللہ ﷺ کے سامنے حنین کے روز تو

جب پہنچا میں حی علی الفلاح پرفرمایا آپ ﷺ نے ملائے اس میں الصلوٰۃ خیر من النوم۔
 ۱۵۱۔ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سَهْلٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا أَدْرَسْتُ
 عَلَيْهِ النَّاسَ إِلَّا النَّدَاءَ بِالصَّلَاةِ۔

حضرت مالک بن ابی عامر اسی جو دادا ہیں امام مالک کے کہتے ہیں کہ میں نہیں دیکھتا کسی چیز کو کہ باقی ہو
 اس طور پر جس پر پایا میں نے صحابہ کو مگر اذان کو۔

فائدہ: یعنی سوائے اذان کے اور تمام عبادات میں لوگوں نے تغیر اور تبدل کر لیا ہے اور وہ طریقہ چھوڑ دیا ہے جس پر نبی
 ﷺ اور صحابہ کرام تھے۔ سبحان اللہ جب تابعین کے زمانے میں اس قدر دین میں انقلاب ہوا تھا کہ سوائے اذان کے
 سب عبادتیں لوگوں نے بدل ڈالی تھیں تو اس زمانہ پر آشوب اور فتنوں کا کیا کہنا۔ اب بھی جو شخص طالبِ حق ہے اور خدا
 اور رسول خدا کی اطاعت کا شائق اور شریعت کا عاشق ہے اس کو کچھ مشکل نہیں ہے زمانے کے فسادات اور علماء کے
 اختلافات سے قطع نظر کر کے کتاب اللہ اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری کو اپنا دستور العمل بنا دے تب اتنے طور سے
 ایمان اور یقین کی حلاوت پائے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ افسوس ہے کہ اس
 زمانہ اخیر میں اذان بھی رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر نہ رہی۔ بعض لوگوں نے اذان کے کلمات میں بھی کمی بیشی کی۔ کسی
 نے اول و آخر میں اذان کی نئی نئی دعائیں تراش لیں کسی نے ترجیم کسی نے تذکیر نکالی کسی نے انگلیوں کا چومنا انگوٹھے
 آنکھوں سے لگانا ضروری جان کر اذان کے جواب کو جو سنت تھا چھوڑ دیا کسی نے راگ کی طرح اذان میں گانا شروع کیا۔
 لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ زرقانی نے کہا کہ اس اثر سے حجت پکڑی ہے اُن لوگوں نے جو کہتے ہیں اہل
 مدینہ کا قول و فعل کچھ شرعاً حجت نہیں ہے بلکہ حجت وہی ہے جو بہ اسانید صحیحہ پیغمبر خدا ﷺ اور اُن کے خاندانے راشدین سے
 منقول ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ بہت سے اکابر علماء نے تصریح کر دی اس بات کی کہ مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ کے لوگوں کا قول و
 فعل کچھ سند نہیں ہے کیونکہ دونوں مقاموں میں بدعات کا رواج بہت ہو گیا ہے بلکہ سند کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ہے۔ اللہ
 جل شانہ اپنے فضل و کرم سے کتاب اللہ اور حدیث نبوی پر عمل کرنے کی توفیق دے اور گمراہی سے بچائے۔

۱۵۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو سَمِعَ الْإِقَامَةَ وَهُوَ بِالْبَيْعِ فَأَسْرَعَ الْمَشَى إِلَى الْمَسْجِدِ۔
 نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تکبیر سنی اور وہ بیع میں تھے تو جلدی جلدی چلے مسجد کو۔

فائدہ: زرقانی نے کہا کہ مراد جلدی چلنے سے یہ ہے کہ معمولی چال سے ذرا تیز چلے نہ یہ کہ دوڑے کیونکہ حدیث مرفوعہ
 اوپر گزری کہ مت آؤ نماز کو دوڑتے ہوئے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ واجب ہے نماز کو چلے تو آہستہ چلے الطہیمان سے خواہ
 نماز کے ملنے کی امید ہو یا نہ ہو کیونکہ آنحضرت ﷺ کا حکم یہی ہے اور وہی حجت ہے جو ہمارے پیغمبر ﷺ سے منقول
 ہے اور محمد بن زید نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جب وہ نماز کو جاتے تو اتنا آہستہ جاتے کہ اگر چیونٹی اُن کے ساتھ
 چلے تو پیچھے نہ رہ جائے۔ واللہ اعلم

باب النداء فی السفر وعلی غیر وضوء سفر میں اور بے وضو اذان کہنے کا بیان

۱۵۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتَ بَرْدٍ وَرِيحٍ فَقَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتَ مَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ -

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اذان دی رات کو جس میں سردی اور ہوا بہت تھی پھر کہا کہ نماز پڑھ لو اپنے اپنے ڈیروں میں۔ پھر کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے مؤذن کو جب رات ٹھنڈی ہوتی تھی یا پانی برستا تھا یہ کہ پکارے نماز پڑھ لو اپنے ڈیروں میں۔

فائدہ: صحیح ابوعوانہ میں ہے کہ رات ٹھنڈی ہوتی تھی یا پانی برستا تھا یا ہوا چلتی تھی معلوم ہوا کہ ان تینوں امروں میں سے اگر ایک امر بھی ہوا تو جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے۔

۱۵۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَزِيدُ عَلَى الْإِقَامَةِ فِي السَّفَرِ إِلَّا فِي الصُّبْحِ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَادِي فِيهَا وَيُقِيمُ وَكَانَ يَقُولُ إِنَّمَا الْأَذَانُ لِلْإِمَامِ الَّذِي يَجْتَمِعُ النَّاسُ إِلَيْهِ -

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں صرف تکبیر کہتے تھے مگر نماز فجر میں اذان بھی کہتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اذان اس امام کے لیے ہے جس کے پاس لوگ جمع ہوں۔

فائدہ: یہی مذہب ہے مالک کا اور ائمہ ثلاثہ اس کے خلاف ہیں۔

۱۵۵۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ لَهُ إِذَا كُنْتَ فِي سَفَرٍ فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَذِّنَ وَتُقِيمَ فَعَلْتَ وَإِنْ شِئْتَ فَاقِمْ وَلَا تُؤَذِّنْ -

حضرت ہشام بن عروہ سے ان کے باپ نے کہا کہ جب تو سفر میں ہو تو تجھے اختیار ہے چاہے اذان یا اقامت دونوں کہہ یا فقط اقامت کہہ اور اذان نہ دے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ سوار ہو کر اذان دینے میں کچھ قباحت نہیں ہے۔

۱۵۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى بِأَرْضٍ فَلَاةٍ صَلَّى عَنْ يَمِينِهِ مَلَكٌ وَعَنْ

(۱۵۳) مسلم (۶۹۷) کتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب الصلاة في الرحال في المطر أبو داود

(۱۰۶۰) نسائي (۶۵۴) ابن ماجه (۹۳۷) أحمد (۴/۲) دارمی (۱۲۷۵) -

(۱۵۴) ابن ابی شیبہ (۱۹۷/۱) -

(۱۵۵) ابن ابی شیبہ (۱۹۷/۱) -

(۱۵۶) عبدالرزاق (۵۱۰/۱) -

شِمَالِهِ مَلَكٌ فَإِذَا أَدَّنَ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ أَوْ أَقَامَ صَلَّى وَرَأَتْهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ أَمْثَالَ الْحِبَالِ -

حضرت سعید بن مسیب نے کہا کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے چٹیل میدان میں تو وہی طرف اس کے ایک فرشتہ اور بائیں طرف اس کے ایک فرشتہ نماز پڑھتا ہے اگر اس نے اذان دے کر تکبیر کہہ کر نماز پڑھی تو اس کے پیچھے بہت فرشتے نماز پڑھتے ہیں مثل پہاڑوں کے۔

فائدہ: اس مضمون کو نسائی نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے موقوفاً روایت کیا ہے۔ بعض شافعیہ نے اس اثر سے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے اکیلے نماز جنگل میں پڑھی پھر قسم کھائی اس بات کی کہ میں نے جماعت سے نماز پڑھی تو وہ اپنی قسم میں سچا ہوگا اس لیے کہ فرشتوں کی جماعت سے اس نے نماز پڑھی۔

اذان کا سحری کے وقت ہونا

باب قدر السحور من النداء

۱۵۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلال رات رہے سے اذان دے دیتے ہیں تو کھایا پیا کرو جب تک اذان دے عبد اللہ بیٹا ام مکتوم کا۔

۱۵۸۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلًا أَعْمَى لَا يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ -

سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلال اذان دیتا ہے رات کو تو کھایا پیا کرو جب تک اذان نہ دے بیٹا ام مکتوم کا۔ کہا ابن شہاب نے یا سالم نے یا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ تھا بیٹا ام مکتوم کا اندھا اذان نہ دیتا تھا جب تک لوگ اس سے نہ کہتے تھے صبح ہوگئی صبح ہوگئی۔

فائدہ: اس حدیث سے اندھے کی اذان کا درست ہونا اور دواذاتوں کا درست ہونا معلوم ہوا لیکن ایک کے بعد ایک ہو ساتھ ہی دواذاتوں کا ہونا بعضوں نے مکررہ رکھا ہے۔

(۱۵۷) بخاری (۶۱۷) کتاب الأذان: باب أذان الأعمى إذا كان له من بيخيره، مسلم (۱۰۹۲)

ترمذی (۲۰۳) نسائی (۶۳۷) احمد (۹/۲) دارمی (۱۱۹۰)۔

(۱۵۸) ایضاً۔

باب افتتاح الصلاة نماز کے شروع کرنے کا بیان

۱۵۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے تھے نماز کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر دونوں موٹھوں کے اور جب سر اٹھاتے تھے رکوع سے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور کہتے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اور سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے نہ سجدے کو جاتے وقت۔

فائدہ: ابن وہب اور ابن قاسم اور ابن مہدی اور محمد بن حسن اور عبداللہ بن یوسف اور ابن نافع وغیرہم نے اپنے اپنے مواط میں امام مالک سے روایت کیا وَاِذَا رَفَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا۔ یعنی جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور یحییٰ بن یحییٰ کی روایت میں إِذَا رَفَعَ كَالْفِظِ جِوْثُ غِيَاہ۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ روایت اور لوگوں کی ٹھیک ہے اور ابن شہاب سے اور لوگ بھی سوا مالک کے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ اختلاف کیا علماء نے ہاتھ میں وقت رکوع کے اور وقت سر اٹھانے کے رکوع سے تو جمہور علماء مثل شافعی اور اوزاعی اور احمد و اسحاق اور طبری اور جماعت اہل حدیث کے نزدیک دونوں وقت ہاتھ اٹھانا چاہیے اور یہی صحیح روایت ہے مالک سے اور ابو حنیفہ نے اس کے خلاف کہا ہے۔ امام بخاری نے کتاب رفع الیدین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ جب کسی کو دیکھتے ہاتھ نہیں اٹھاتا وقت رکوع کے اور وقت سر اٹھانے کے رکوع سے مارتے اس کو کنکروں سے اور بخاری نے روایت کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے دور کعت پڑھ کر کھڑے ہوتے اور تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابوجمید ساعدی رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کیا اور صحیح کہا اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے تو اب چار مقام پر ہاتھوں کا اٹھانا نماز میں ثابت ہوا۔ ایک شروع نماز کے وقت دوسرے جب رکوع کو جھکے تیسرے جب رکوع سے کھڑا ہو چوتھے جب پہلا شہد پڑھ کر کھڑا ہو۔ امام بخاری نے کتاب رفع الیدین میں کہا کہ رفع الیدین کی حدیث کو سترہ صحابیوں نے روایت کیا اور حاکم اور ابن مندہ نے عشرہ مبشرہ کو رفع کے رواۃ میں ذکر کیا اور بعض محدثین نے تلاش کیا رفع کی روایتوں کو تو پچاس صحابہ کی روایت سے پایا اور سوا ابن مسعود اور اصحاب ابن مسعود کے کسی سے بہ سند صحیح ترک اس کا ثابت نہیں واللہ اعلم۔ (زرقاتی)

(۱۵۹) بخاری (۷۳۵) کتاب الأذان: باب رفع الیدین فی التکبیرة الأولى، مسلم (۳۹۰) أبو داود

(۷۲۱) ترمذی (۲۵۶) ابن ماجہ (۸۵۸)۔

۱۶۰۔ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلَاةِ كُلَّمَا خَفِضَ وَرَفَعَ فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلَاتَهُ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ -

حضرت زین العابدین سے جن کا اسم مبارک علی ہے اور وہ بیٹے ہیں حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے نماز میں جب جھکتے اور جب اٹھتے اور ہمیشہ رہی اسی طور سے نماز ان کی یہاں تک کر مل گئے اللہ جل جلالہ سے۔

فائدہ: سو ایک جگہ کے جب سر اٹھاتے رکوع سے تو فرماتے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ جیسا کہ اُوپر گزرا۔ (زرقاتی)

۱۶۱۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ -
حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے تھے ہاتھوں کو نماز میں۔

فائدہ: شعبہ کی روایت میں ہے اٹھاتے تھے دونوں ہاتھوں کو جب تکبیر کہتے تھے شروع نماز میں اور جب سر اٹھاتے تھے رکوع سے۔ (زرقاتی)

۱۶۲۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفِضَ وَرَفَعَ فَإِذَا أَنْصَرَفَ قَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام ہوتے تھے ان کے تو تکبیر کہتے تھے جب جھکتے اور جب اٹھتے اور پھر جب فارغ ہوئے تو کہا تم خدا کی میں زیادہ مشابہ ہوں تم سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں۔

۱۶۳۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلَاةِ كُلَّمَا خَفِضَ وَرَفَعَ -
حضرت سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تکبیر کہتے نماز میں جب جھکتے اور اٹھتے۔

۱۶۴۔ وَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ

(۱۶۰) ابن ابی شیبہ (۲۱۸/۱) بیہقی (۶۷/۲)۔

(۱۶۱) ابن ابی شیبہ (۲۱۲/۱)۔

(۱۶۲) بخاری (۷۸۵) کتاب الأذان : باب اتمام التكبير في الركوع، مسلم (۳۹۲) أبو داود (۸۳۶) الترمذی (۲۵۴) نسائی (۱۱۵۶)۔

(۱۶۳) نسائی (۱۳۲۰) بمعناه، ابن ابی شیبہ (۲۱۷/۱)۔

(۱۶۴) أبو داود (۷۴۱، ۷۴۲) کتاب الصلاة : باب افتتاح الصلاة۔

حَدَوْا مَتَكْبِيَهُ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا ذُوْنَ ذَلِكَ -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب شروع کرتے نماز کو اٹھاتے دونوں ہاتھ برابر دونوں موٹڑھوں کے اور جب سر اٹھاتے رکوع سے اٹھاتے دونوں ہاتھ ذرا کم اس سے۔

فائدہ: یعنی موٹڑھوں سے ذرا کچھ نیچے رہتے اس حدیث کو ایوب نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کیا ہے۔ اور ذُوْنَ ذَالِک کا لفظ سوائے مالک کے اور کسی نے روایت نہیں کیا بلکہ ابن جریج نے نافع سے پوچھا کہ کون سی بار میں ابن عمر رضی اللہ عنہما زیادہ بلند کرتے تھے ہاتھ بہ نسبت بعد کے؟ کہا نہیں۔ (زرقاتی)

۱۶۵ - عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ فَكَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُكْبِّرَ كَلِمًا حَفْضْنَا وَرَفَعْنَا -

ابو نعیم و ہب بن کیسان سے روایت ہے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سکھاتے تھے اُن کو تکبیر نماز میں تو حکم کرتے تھے کہ تکبیر کہیں ہم جب جھکیں ہم اور اٹھیں ہم۔

۱۶۶ - عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَدْرَكَ الرَّجُلُ الرُّكُوعَ فَكَبَّرَ تَكْبِيرَةً وَاحِدَةً أَجْزَأَتْ عَنْهُ تِلْكَ التَّكْبِيرَةَ -

ابن شہاب کہتے تھے جب پالیا کسی شخص نے رکوع اور تکبیر کہہ لی تو یہ تکبیر کافی ہو جائے گی تکبیر تحریر سے۔
فائدہ: اگر چہ نیت نہ کرے تکبیر تحریر کی یہ مذہب ابن شہاب کا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک جب کافی ہوگی کہ اس تکبیر سے تکبیر تحریر کی نیت کر لے۔ (زرقاتی)

مسئلہ: امام مالک سے پوچھا اس شخص نے جو امام کے ساتھ شریک ہوا نماز میں اور بھول گیا تکبیر تحریر اور تکبیر رکوع کو یہاں تک کہ ایک رکعت پڑھ لی پھر یاد کیا کہ اس نے تکبیر تحریر نہیں کہی تھی نہ رکوع کے وقت تکبیر کہی تھی بلکہ دوسری رکعت میں تکبیر کہی تو جواب دیا امام مالک نے کہ پھر سر سے نماز پڑھنا بہتر ہے اور جو امام کے ساتھ تکبیر تحریر کہنا بھول گیا لیکن رکوع کے وقت تکبیر تحریر کہہ لی تو یہ تکبیر کافی ہو جائے گی تکبیر تحریر سے جب کہ نیت کی ہو اس نے اس تکبیر سے تکبیر تحریر کی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھے اکیلا اور بھول جائے تکبیر تحریر تو پھر سر سے نماز پڑھے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ امام اگر بھول جائے تکبیر تحریر اور فارغ ہو جائے نماز سے تو پھر پڑھے اور جن لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ بھی نماز لوٹا دیں گے اگر چہ اُن لوگوں نے تکبیر تحریر کہی ہو۔

فائدہ: تکبیر تحریر جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک رکن نماز ہے۔ لیکن رکوع کی تکبیر اس سے کافی ہو جاتی ہے اس شخص کے لیے جو امام کے ساتھ آ کر شریک ہو۔ بعض علماء کے نزدیک اور بعض کے نزدیک جب کافی ہوتی ہے کہ نیت کرے تکبیر تحریر کی۔ (زرقاتی)

باب القراءة في المغرب والعشاء مغرب اور عشاء کی نماز میں قراءت کا بیان

۱۶۷۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ بِالطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ -

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا سورہ طور کو مغرب کی نماز میں۔

۱۶۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ لَهُ يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَرْتَنِي بِقِرَائَتِكَ هَذِهِ السُّورَةَ إِنَّهَا لَأَخَيْرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ -

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو سورہ والمرسلات عرفاً پڑھتے سنا تو کہا اے بیٹے میرے یاد دلادیا تو نے سورہ پڑھ کر۔ اخیر جو سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سورہ کو پڑھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب میں۔

۱۶۹۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَابِجِيِّ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ فَصَلَّيْتُ وَرَأَيْتُهُ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَشُورَةَ سُورَةَ مِنْ قِصَارِ الْمُفْصَلِ ثُمَّ قَامَ فِي السَّائِلَةِ فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى إِذَا تَبَايَيْ لَتَكَاذُ أَنْ تَمَسَّ تَبَايَهُ فَسَمِعْتُهُ قَرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَبِهَذِهِ الْآيَةِ رَبَّنَا لَا تَزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ -

حضرت ابو عبد اللہ صنابجی سے روایت ہے کہ میں مدینہ میں آیا جب ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے تو پڑھی میں نے پیچھے ان کے مغرب کی نماز تو پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور سورہ مفصل کی چھوٹی سورتوں میں سے پڑھی پھر جب تیسری رکعت کے واسطے کھڑے ہوئے تو میں نزدیک ہو گیا ان کے۔ یہاں تک کہ میرے کپڑے قریب تھے کہ چھو جائیں ان کے کپڑوں سے تو سنا میں نے پڑھی انہوں نے سورہ فاتحہ اور یہ آیت ﴿رَبَّنَا لَا تَزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ

(۱۶۷) بخاری (۷۶۵) کتاب الأذان: باب السجدة في المغرب، مسلم (۴۶۳) أبو داود (۸۱۱) نسائی (۹۸۷) ابن ماجہ (۸۳۲) -

(۱۶۸) بخاری (۷۶۳) کتاب الأذان: باب القرائة في المغرب، مسلم (۴۶۲) أبو داود (۸۱۰) ترمذی (۳۰۸) نسائی (۹۸۶) ابن ماجہ (۸۳۱) -

(۱۶۹) نسائی (۳۰۸) ابن ماجہ (۸۳۱) - عبد الرزاق (۲۹۸/۵) (۶۲۹۸) -

هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ الْوَهَّابُ ﴿١٧٠﴾

فائدہ: مفصل کی سورتیں کس سورۃ سے شروع ہیں اس میں بڑا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں سورہ والصفات سے بعض کہتے ہیں سورہ جاثیہ سے بعض کہتے ہیں سورہ حجرات سے بعض کہتے ہیں سورہ قاف سے بعض کہتے ہیں سورہ صف سے بعض کہتے ہیں سورہ تبارک سے بعض کہتے ہیں سورہ اعلیٰ سے بعض کہتے ہیں سورہ والضحیٰ سے اور مالکیہ اور شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک رائج یہی ہے کہ سورہ حجرات سے شروع ہے۔ اس اثر سے معلوم ہوا کہ پچھلی رکعتوں میں بھی سورہ فاتحہ کی قرأت قرآن درست ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک اخیر کی رکعتوں میں سورہ فاتحہ پر قناعت کرنا چاہیے کیونکہ روایت کیا بخاری و مسلم نے ابوقادہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورہ پڑھی اور پچھلی دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھی اور بعضوں نے کہا اس آیت کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بطور قنوت کے پڑھا اور ایک جماعت علماء نے جائز رکھا قنوت کو ہر نماز میں۔ (زرقاتی و جلی)

۱۷۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ إِذَا صَلَّى وَحْدَهُ يَقْرَأُ فِي الْأَرْبَعِ جَمِيعًا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَكَانَ يَقْرَأُ أَحْيَانًا بِالسُّورَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَرِيضَةِ وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ كَذَلِكَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو چاروں رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورۃ پڑھتے تھے اور کبھی دو دو تین سورتیں ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے فرض کی نماز میں اور مغرب کی نماز میں دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

۱۷۱۔ عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فَقَرَأَ فِيهَا بِالثَّنِينَ وَالزُّيُوتِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ ﷺ کے عشاء کی تو پڑھی آپ ﷺ نے اس میں والتین والزیتون۔

فائدہ: پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ اور یحییٰ میں ہے کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز میں اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ پڑھی اور معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے فرمایا نماز عشاء کے لیے کیوں نہیں پڑھتا تو سورہ بروج اور الشقاق کی مانند۔ (زرقاتی مع زیادة)

(۱۷۰) بیہقی (۶۴/۲)۔

(۱۷۱) بخاری (۷۶۷) کتاب الأذان: باب الجهر فی العشاء، مسلم (۴۶۴) أبو داود (۱۲۲۱)

ترمذی (۳۱۰) نسائی (۱۰۰۰)۔

باب العمل في القراءة كلام الله پڑھنے کا طریقہ

۱۷۲۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِيِّ وَعَنْ تَحْتِمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرَّكْعِ -

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے ریشمی کپڑا اور سونے کی انگٹھی پہننے سے اور قرآن کو رکوع میں پڑھنے سے۔

فائدہ: ابو مصعب اور ثعلبی اور معنی کی روایت میں وَالْمُعْصَفَرُ زیادہ ہے یعنی منع کیا کسم کارنگا ہوا کپڑا پہننے سے یہ ممانعت مردوں کے لیے ہے نہ کہ عورتوں کے لیے۔ (زرقاتی)

۱۷۳۔ عَنْ الْبِيْضَانِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَجَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَقَدْ عَلَتْ أَصْوَاتُهُمْ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ إِنَّ الْمُصَلِّيَّ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلْيَنْظُرْ بِمَا يُنَاجِيهِ بِهِ وَلَا يَجْهَرُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ -

حضرت فروہ بن عمرو بیاضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آئے لوگوں کے پاس اور وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ آوازیں اُن کی بلند تھیں کلام اللہ پڑھنے سے تو فرمایا آپ ﷺ نے نمازی کا نا پھوسی کرتا ہے اپنے پروردگار سے تو چاہیے کہ کبھ کر کا نا پھوسی کرے اور نہ پکارے ایک تم میں دوسرے پر قرآن میں۔

فائدہ: کا نا پھوسی سے مراد یہ ہے کہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہو کر بخسرو قلب اور خشوع و خضوع کے اس سے عرض معروض کرتا ہے اور سمجھ کر کا نا پھوسی کرنے سے یہ غرض ہے کہ اچھے طور سے کلام اللہ پڑھے۔ اعراب اور مخارج صحیح ادا کرے۔ (زرقاتی)

۱۷۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ قُمْتُ وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَكَلَّمْتُهُمْ كَانَ لَا يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ -

حضرت انس بن مالکؓ نے کہا کہ نماز کو کھڑا ہوا میں پیچھے ابو بکر اور عمر اور عثمانؓ کے جب نماز شروع کرتے تو کوئی اُن میں سے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ پڑھتا۔

(۱۷۲) مسلم (۲۰۷۸) کتاب اللباس والزينة: باب النهی عن لبس الرجل الثوب المعصفر، أبو داود

(۴۰۴۴) ترمذی (۲۶۴) ابن ماجہ (۳۶۰۲) -

(۱۷۳) التاريخ الكبير للبخاری (۲۴۴/۳) نسائی (۳۳۶۲) أحمد (۳۴۴/۴) -

(۱۷۴) بخاری (۷۴۳) کتاب الأذان: باب ما يقول بعد التكبير، مسلم (۳۹۹) أبو داود (۷۸۲)

ترمذی (۲۴۶) نسائی (۹۰۲) ابن ماجہ (۸۱۳) أحمد (۱۰۱/۳) -

فائدہ: یعنی پکار کر تڑپھتا یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور یہی رائج ہے یہ اعتبار قوت دلیل کے مگر آہستہ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم ساتھ سورہ فاتحہ اور ہر سورہ کے پڑھنا ضروری ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک جلال الدین سیوطی نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے پڑھنے اور نہ پڑھنے اور آہستہ سے پڑھنے اور پکار کے پڑھنے سب بابوں میں احادیث بہت وارد ہیں اور دونوں امر ثابت ہیں اور صحیح ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔

۱۷۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نَسْمَعُ قِرَاءَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عِنْدَ دَارِ أَبِي جَهْمٍ بِالْبَلَّاطِ -

حضرت مالک بن ابی عامر اسی سے روایت ہے کہ ہم سنتے تھے قرآن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اور وہ ہوتے تھے نزدیک دار ابی جہم کے اور ہم ہوتے تھے بلاط میں۔

فائدہ: بلاط ایک مقام ہے مدینہ میں درمیان بازار اور مسجد کے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز بلند ہوتی تھی اس لیے بلاط کے لوگ قرآن سنتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام کو نماز میں خوب پکار کر کلام اللہ پڑھنا درست ہے اور کراہت اس شخص کے لیے ہے جو تہما پڑھے اور اشہب نے امام مالک سے روایت کیا کہ نفل نماز پڑھنے والا اگر اپنے گھر میں پکار کر کلام پڑھے تو کچھ حرج نہیں بلکہ یہ باعث ہے نشاط اور قوت کا۔ (زرقاتی)

۱۷۶۔ عَنْ نَافِعِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا فَاتَهُ شَيْءٌ مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ أَنَّهُ إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَامَ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَقَرَأَ لِنَفْسِهِ فِيمَا يَقْضِي وَجَهَرَ -

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب فوت ہو جاتی کچھ نماز ان کی ساتھ امام کے جس میں پکار کر قراءت کی تھی تو جب سلام پھیرتا امام اٹھتے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور پڑھتے جو رہ گئی تھی نماز پکار کر۔

۱۷۷۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَوْصِلُ إِلَى جَانِبِ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ فَيَعْمُرُنِي فَأَتْنَحُّ عَلَيْهِ وَنَحْنُ نَصَلِّي -

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھتا تھا نافع کے ایک جانب تو اشارہ کر دیتے تھے مجھ کو پس بتا دیتا تھا میں اُن کو جہاں وہ بھول جاتے تھے اور ہم نماز میں ہوتے تھے۔

فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوا کہ سو اپنے امام کے اور بھی بتا دینا درست ہے اور اہل کوفہ نے اپنے امام کو بھی بتانا مکروہ رکھا ہے اور مالک اور شافعیہ کے نزدیک درست ہے کیونکہ اللہ اور رسول ﷺ نے منع نہیں کیا اس سے وہ ایک آیت میں متردو ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ تو جب فارغ ہوئے نماز سے فرمایا ای بن کعب نہ تھے۔ مطلب یہ تھا کہ اگر وہ ہوتے تو بتا دیتے۔ (زرقاتی)

(۱۷۵) نسائی (۸۸۲/۶) بیہقی (۱۵۹/۲)۔

(۱۷۶) عبدالرزاق (۲۲۸/۲) بیہقی (۲۹۰/۲)۔

(۱۷۷) ابن ابی شیبہ (۴۱۸/۱)۔

باب القراءة في الصبح

صبح کی نماز میں قراءت کا بیان

۱۷۸۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ صَلَّى الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِيهَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا -

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی صبح کی تو پڑھی اس میں سورہ بقرہ دو رکعتوں میں۔

فائدہ: پھر جب سلام پھیرا تو لوگوں نے کہا آفتاب قریب تھا کہ نکل آئے۔ فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ اگر نکلتا تو ہم کو غافل نہ پاتا اس اثر سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز میں قراءت طویل کرنا اولیٰ ہے اور وہ جو حدیث آئی ہے۔ اَسْفَرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَكْبَرُ لِلْأَجْرِ۔ روشن کرو فجر کو کیونکہ اس میں اجر زیادہ ہے اس سے یہی غرض ہے کہ نماز میں اتنی قراءت کرو کہ فجر روشن ہو جائے جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا کہ نماز تاریکی میں شروع کی اور لمبی سورہ پڑھ کر فجر کو روشن کیا۔ (زرقاتی)

۱۷۹۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يَقُولُ صَلَّيْنَا وَرَاءَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِيهَا بِسُورَةِ يُوسُفَ وَسُورَةَ الْحَجِّ قِرَاءَةً بَطِيئَةً فَقُلْتُ وَاللَّهِ إِذَا لَقَدْتُ كَانَ يَقُومُ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ قَالَ أَجَلٌ -

حضرت عروہ بن زبیر نے سنا عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے نماز پڑھی ہم نے پیچھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے صبح کی تو پڑھی انہوں نے سورہ یوسف اور سورہ حج ٹھہر ٹھہر کر۔ عروہ نے کہا قسم خدا کی! پس اس وقت کھڑے ہوتے ہوں گے نماز کو جب نکلتی ہے صبح صادق۔ کہا عبد اللہ نے ہاں۔

فائدہ: یعنی بہت سویرے صبح صادق نکلتے ہی کھڑے ہوں گے تب تو اتنی بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے اور پھر جلدی جلدی نہیں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔

۱۸۰۔ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ الْفَرَاغَةَ بْنَ عَمِيرِ الْحَنْفِيَّ قَالَ مَا أَخَذْتُ سُورَةَ يُوسُفَ إِلَّا مِنْ قِرَاءَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ إِنَّمَا فِي الصُّبْحِ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُرَدِّدُهَا لَنَا -

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ فرافصہ بن عمیر حنفی نے کہا کہ میں نے سورہ یوسف یا دکر لی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پڑھنے سے آپ صبح کی نماز میں اس کو بہت پڑھا کرتے تھے۔

(۱۷۸) عبدالرزاق (۲۷۱۱) ابن ابی شیبہ (۳۵۴۵) شافعی فی مسندہ (ص ۲۱۵) بیہقی (۳۸۹/۲) شرح معانی الآثار (۱۸۲/۱)۔

(۱۷۹) عبدالرزاق (۲۷۱۵) ابن ابی شیبہ (۳۵۴۸) بیہقی (۳۸۹/۲) (۴۰۱۷) طحاوی (۱۸۰/۱)۔

(۱۸۰) بیہقی (۳۸۹/۲) (۴۰۱۸) شرح معانی الآثار (۱۸۲/۱)۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہما اور عثمان رضی اللہ عنہ اپنے مقتدیوں کا حال پہچان کر اور ان کی قوت اور حرص کو دیکھ کر اتنی بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے اور مالک نے مستحب رکھا ہے طویل قراءت کو صبح کی نماز میں خصوصاً جاڑے کے دنوں میں لیکن آج کل کے زمانے میں سو تخفیف لازم ہے جماعت میں۔ البتہ اگر اکیلے پڑھے تو جتنی چاہے لمبی سورت پڑھے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے معاذ کو دھکایا تھا لمبی سورت کے پڑھنے پر اور کہا تھا کیا تو فساد پیدا کرتا ہے کیوں نہیں پڑھتا: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا۔

۱۸۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ فِي السَّفَرِ بِالْعَشْرِ السُّورِ الْأَوَّلِ مِنَ الْمُفْصَلِ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں مفصل کے پہلی دس سورتوں میں سے ہر ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورت پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: بخاری میں ہے کہ آپ نے صبح کی نماز میں سورۃ طور پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ ساتھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک ایک رکعت یا دونوں رکعتوں میں پڑھتے تھے اور مسلم میں ہے کہ صبح میں آپ ﷺ نے سورۃ قاف پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ وہ الصافات پڑھی اور حاکم نے روایت کیا کہ سورۃ واقعہ پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹی چھوٹی سورتیں دو پڑھیں۔ اور یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال اور مواقع کے ہے واللہ اعلم۔ (زرقاتی)

باب ما جاء في أم القرآن سورة فاتحہ کی فضیلت کا بیان

۱۸۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَى أَبِيَّ بْنَ كَعْبٍ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ لِحَقِّهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى يَدَيْهِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى تَعْلَمَ سُورَةَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِي التَّوْرَةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلَهَا قَالَ أَبُوٌّ فَجَعَلْتُ أَبْطِءُ فِي الْمَشْيِ رَجَاءَ ذَلِكَ ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ السُّورَةُ الَّتِي وَعَدْتَنِي قَالَ كَيْفَ تَقْرَأُ إِذَا افْتَتَحْتَ الصَّلَاةَ قَالَ فَقَرَأْتُ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حَتَّى آتَيْتُ عَلَى آجِرِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ هَذِهِ السُّورَةُ وَهِيَ السُّعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُعْطِيتُ۔

(۱۸۱) عبدالرزاق (۲۷۲۳)۔

(۱۸۲) حاکم (۵۵۷/۱) بیہقی (۳۷۵/۲)۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پکارا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو اور وہ نماز پڑھ رہے تھے تو جب نماز سے فارغ ہوئے مل گئے آپ سے پس رکھا رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اپنا ابی کے ہاتھ پر اور وہ ٹکٹنا چاہتے تھے مسجد کے دروازے سے سو فرمایا آپ ﷺ نے، میں چاہتا ہوں کہ نہ نکلے تو مسجد کے دروازے سے یہاں تک کہ سیکھ لے ایک سورت ایسی کہ نہیں اتری توریت اور انجیل اور قرآن میں مثل اس کے، کہا ابی نے پس ٹھہر ٹھہر کر چلنے لگا میں اسی امید میں پھر کہا میں نے اے رسول اللہ! وہ صورت جس کا آپ نے وعدہ کیا تھا سکھائیے مجھ کو۔ فرمایا آپ نے کیونکر پڑھتا ہے تو جب شروع کرتا ہے نماز کو؟ کہا ابی نے تو میں پڑھنے لگا الحمد للہ رب العالمین یہاں تک کہ ختم کیا میں نے سورت کو۔ پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے وہ یہی سورت ہے اور یہ سورت سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو میں دیا گیا۔

فائدہ: سبع مثانی سورہ فاتحہ کا نام ہے اس لیے کہ اس میں سات آیتیں ہیں پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے اور مثانی اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ سورت دو بار اتری ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں یا اس لیے کہ ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے تو نماز میں مکرر ہوتی ہے یا اس لیے کہ اس میں شان اور تعریف ہے پروردگار کی یا اس لیے کہ مستثنیٰ ہوئی یہ سورت خاص خاص اس امت کے لیے یا اس لیے کہ اس کے ساتھ ایک سورت ملائی جاتی ہے اور قرآن عظیم بھی اس کا نام ہے کیونکہ یہ سورت اجمالاً تمام قرآن کے مضامین کو شامل ہے۔ اوصاف الہی اور ثنائے پروردگار اور اعتراف عبودیت بندے کی جانب سے اور توحید اور دعاب اس میں موجود ہے۔ یہ فرمودہ حضرت ﷺ کا تفسیر ہے اس آیت کی ﴿وَلَقَدْ اَنْتَسَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ﴾۔

۱۸۳۔ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ۔

حضرت ابی نعیم وہب بن کيسان سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے۔ کہتے تھے جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو گویا اس نے نماز نہ پڑھی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔

فائدہ: اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھنا نماز میں فرض ہے خواہ اکیلے نماز پڑھے یا امام کے پیچھے نماز جبری ہو یا سری ہر حال میں پڑھنا اس کا ضروری ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا اور مالک کا مذہب یہ ہے کہ نماز جبری میں امام کے پیچھے نہ پڑھے اور سری میں پڑھے لے اور ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ امام کے پیچھے نہ پڑھے خواہ نماز جبری ہو یا سری صابونی نے اپنے عقائد میں محمد اشعار الہدیث لکھا ہے وَيُؤْجِبُونَ قِرَاءَةَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْإِمَامِ۔ اور واجب کرتے ہیں پڑھنا فاتحہ کا امام کے پیچھے مگر یہ قول جابر بن عبد اللہ کا موید ہے ابوحنیفہ کے مذہب کو۔

(۱۸۳) ترمذی (۳۱۳) کتاب الصلاة : باب ما جاء في ترك القراءة خلف الامام اذا جهر، يبهقى

باب القراءة خلف الامام فيما لا يجهر فيه بالقراءة

سورہ فاتحہ امام کے پیچھے سری نماز میں پڑھنے کا بیان

۱۸۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أحيانًا أَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ فَعَمَزَ ذِرَاعِي ثُمَّ قَالَ أَقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ يَا فَارِسِيُّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نَصْفَيْنِ فَنَصْفُهَا لِي وَنَصْفُهَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأُوا يَقُولُ الْعَبْدُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَمْدَنِي عَبْدِي وَيَقُولُ الْعَبْدُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ يَقُولُ اللَّهُ أَتَنِي عَلَى عَبْدِي وَيَقُولُ الْعَبْدُ مَا لَكَ يَوْمَ الدِّينِ يَقُولُ اللَّهُ مَحْدَنِي عَبْدِي يَقُولُ الْعَبْدُ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ فَهَذِهِ آيَةُ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ يَقُولُ الْعَبْدُ أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَهُوَ لَاءَ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ - www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے نماز پڑھی اور نہ پڑھی اس میں سورہ فاتحہ تو نماز اس کی ناقص ہے ناقص ہے ہرگز تمام نہیں ہے۔ ابوسائب نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو دبا دیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرا بازو اور کہا پڑھ لے اپنے دل میں اے فارس کے رہنے والے! کیونکہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بٹ گئی نماز میرے اور میرے بندے کے بیچ میں آدھوں آدھوں آدھی آدھی میری اور آدھی اس کی اور جو بندہ میرا مانگے اس کو دوں گا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھو بندہ کہتا ہے سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب ہے سارے جہان کا پروردگار کہتا ہے میری تعریف کی میرے بندے نے۔ بندہ کہتا ہے بڑی رحمت کرنے والا مہربان پروردگار کہتا ہے خوبی بیان کی میرے بندے نے۔ بندہ کہتا ہے مالک بدلے کے دن کا پروردگار کہتا ہے بڑائی کی میری میرے بندے نے۔ بندہ کہتا ہے خاص تجھ کو پوجتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے بیچ میں ہے (یعنی پروردگار کی عظمت ہے اور بندے کی طرف سے اقرار ہے بندگی کا)۔ بندہ

(۱۸۴) مسلم (۳۹۵) کتاب الصلاة: باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة، أبو داود (۸۲۱)

ترمذی (۲۹۵۳) نسائی (۹۰۹) ابن ماجہ (۸۳۸) أحمد (۲۴۱/۲)۔

کہتا ہے دکھا ہم کو سیدھی راہ اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے اپنا کرم کیا نہ دشمنوں کی اور گمراہوں کی تو یہ آیتیں بندہ کے لیے ہیں اور میرا بندہ جو مانگے سو دوں۔

فائدہ: اس حدیث سے نماز کی نہایت عظمت اور بزرگی ثابت ہوئی کیونکہ نماز ایسی عبادت ٹھہری جس میں پروردگار سے باتیں ہوتی ہیں پس بندے کو اس سے زیادہ اور کیا شرف اور فخر ہوگا کہ اس کا مالک بلکہ سارے جہان کا مالک اس سے باتیں کرے اور اس کی مراد برلائے کا وعدہ فرمائے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ کی جزو نہیں ہے اس صورت میں اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ پر چھٹی آیت ختم ہوگی اور غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ساتویں آیت ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز ناقص نامتام ہوگی اور ظاہر حدیث مطلق ہے اور شامل ہے مغفرد اور مقتدی دونوں کو اس لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابوساب کے سوال کا یہ جواب دیا کہ جب تو امام کے پیچھے ہو چکے چپکے دل میں پڑھ لیا کرا ب اختلاف ہے اس میں کہ امام کے ساتھ پڑھتا جائے یا امام جو بیچ میں سکتے کرتا ہے اس میں پڑھتا جائے یا امام جب ولا الضالین پر سکتے کرے اس وقت پڑھ لے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ مقتدی جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اور سری میں پڑھے بلکہ یہ حدیث عام ہے دونوں صورتوں میں پڑھنا چاہیے۔ پس امام نے جو سری نماز میں پڑھنے کے لیے اس حدیث کو خاص کیا اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اور ناقص اور تمام کہنے سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ نماز ہو جاتی ہے لیکن ناقص رہتی ہے کیونکہ ناقص کا تمام کرنا ضروری ہے اور ناقص اسی شے کو کہیں گے جس کا کوئی جزو نہ ہو جائے۔

۱۸۵۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ حَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَا يَجْهَرُ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ۔

حضرت عروہ بن زبیر سورہ فاتحہ پڑھتے تھے امام کے پیچھے سری نماز میں۔

۱۸۶۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ حَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَا يَجْهَرُ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ۔

نافع بن جبیر امام کے پیچھے سری نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

مسئلہ: امام مالک نے کہا کہ مجھے یہ اثر بہت پسند ہے ان روایتوں میں جو میں نے اس باب میں سنیں۔

باب ترک القراءة خلف الامام سورہ فاتحہ جہری نماز میں امام کے پیچھے نہ

پڑھنے کا بیان

فیما جهر فيه

۱۸۷۔ عَنْ نَافِعِ أَلَّ عَيْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو كَانَ إِذَا سُئِلَ هَلْ يَقْرَأُ أَحَدٌ حَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ إِذَا صَلَّى

(۱۸۵) ابن ابی شیبہ (۳۲۹/۱) بیہقی (۱۷۱/۲) - www.KitaboSunnat.com

(۱۸۶) ابن ابی شیبہ (۳۲۹/۱) -

(۱۸۷) عبد البراق (۱۳۹/۲) بیہقی (۱۶۱/۲) -

أَحَدْتُكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ وَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيَقْرَأْ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب کوئی پوچھتا کہ سورہ فاتحہ پڑھی جائے امام کے پیچھے تو جواب دیتے کہ جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے امام کے پیچھے تو کافی ہے اس کو قراءت امام کی اور جو اکیلے پڑھے تو پڑھے۔ کہا نافع نے اور تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے۔

فائدہ: یہ اثر نظر مؤید ہے ابوحنیفہ کے مذہب کو یعنی جب امام کے پیچھے ہو ساری نماز میں یا جہری نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے لیکن امام مالک نے اس کو نماز جہری سے خاص کیا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ نماز جہری میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے اور بجزی میں پڑھے۔

۱۸۸ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ مِنْكُمْ أَحَدٌ أَنْفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّي أَقُولُ مَا لِي أُنَاذِعُ الْقُرْآنَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے ایک نماز جہری سے پھر فرمایا کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ کلام اللہ پڑھا تھا۔ ایک شخص بول اٹھا کہ ہاں میں نے یا رسول اللہ۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہی میں کہتا تھا اپنے دل میں کیا ہوا ہے مجھ کو چھینا جاتا ہے مجھ سے کلام اللہ۔ کہا ابن شہاب یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تب لوگوں نے موقوف کیا قراءت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز جہری میں جب سے یہ حدیث سنی آپ سے۔

فائدہ: اس حدیث سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ ایسی آواز سے نہ پڑھے جس کے باعث یہ امام کے پڑھنے میں خلل ہو اور رمانعت پڑھنے کی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ رمانعت منظور ہوتی تو صاف فرمادیتے کہ امام کے پیچھے پڑھا ہی مت کرو نہ آہستہ نہ زور سے اور ابن شہاب یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا کلام کہ لوگوں نے پڑھنا چھوڑ دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز جہری میں یہ ایک حکایت ہے اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیکار کر پڑھنا چھوڑ دیا سورہ فاتحہ سے

(۱۸۸) بخاری فی القراءة خلف الإمام (۹۶، ۹۸) أبو داود (۸۲۶) کتاب الصلاة: باب من کره القراءة بفاتحة الكتاب اذا جهر الامام، ترمذی (۳۱۲) نسائی (۹۱۹) ابن ماجہ (۸۴۸)۔

زیادہ جو کچھ کلام اللہ پڑھتے تھے اس کا پڑھنا چھوڑ دیا یا حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھنا چھوڑ دیا بلکہ جب آپ سکتے کرتے تو پڑھ لیتے۔ وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ اَعْلَمُ مِنَّا وَمِنَ الْكُلِّ۔

باب ما جاء في التامين خلف الامام امام کے پیچھے آمین کہنے کا بیان

۱۸۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمَّنُوا فَإِنَّهُ مِنْ وَاقِفٍ تَأْمِينُهُ تَأْمِينِ الْمَلَائِكَةِ غَيْرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ آمِينَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب امام کہے آمین تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین مل جائے گی ملائکہ کی آمین سے بخش دیے جائیں گے اگلے گناہ اس کے۔ کہا ابن شہاب نے اور رسول اللہ ﷺ آمین کہتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث مرسل ہے دارقطنی نے غرائب اور علل میں اس کو موصولاً ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور کہا کہ حفص منفرد ہوا ساتھ اس روایت کے اور وہ ضعیف ہے اور ابن السراج نے روایت کیا ابن شہاب سے کہ رسول اللہ ﷺ جب وَلَا الضَّالِّينَ کہتے آمین پکار کر کہتے اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فارغ ہوتے سورہ فاتحہ سے بلند آواز سے آمین کہتے اور حمیدی نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت ﷺ جب کہتے وَلَا الضَّالِّينَ بلند آواز سے فرماتے آمین یہاں تک کہ صف اول کے لوگ سنتے جو نزدیک ہوتے آپ ﷺ سے اور جو بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جبر آمین کا ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوا تو رد کرتا ہے اس کو وہ جو روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور ابن حبان نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہما سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی ﷺ کے تو پکار کر آمین کہی آپ ﷺ نے اور وائل بن حجر اخیر میں اسلام لائے ہیں علاوہ اس کے یہ جو حدیث امام مالک نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آمین پکار کر کہنا چاہیے ورنہ امام کا آمین کہنا مقتدیوں کو معلوم کیونکر ہوگا (زرقاتی جلی)۔

۱۹۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَاقِفٍ قَوْلُهُ قَوْلِ الْمَلَائِكَةِ غَيْرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کا آمین کہنا برابر ہو جائے گا ملائکہ کے کہنے کے بخش دیے۔

جائیں گے اگلے گناہ اس کے۔

۱۹۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ وَقَالَتْ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے فرشتے بھی آسمان میں آمین کہتے ہیں پس اگر برابر ہو جائے ایک آمین دوسری آمین سے تو بخش دیئے جاتے ہیں اگلے گناہ اس کے۔

۱۹۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم اللہمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔ کیونکہ جس کا کہنا ملائکہ کے کہنے کے برابر ہو جائے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

فائدہ: بعض روایات میں رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ہے، بعض میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، بعض میں اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ہی ہے۔ بعض میں اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ۔

باب العمل في الجلوس في الصلاة نماز میں بیٹھنے کا بیان

۱۹۳۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُعَاوِيُّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَضَبَاءِ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفْتُ نَهَانِي وَقَالَ اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فَقُلْتُ وَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ قَالَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَجْذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِأَصْبُعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَجْذِهِ الْيُسْرَى وَقَالَ هَكَذَا كَانَ يَفْعَلُ۔

حضرت علی بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ دیکھا مجھ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز میں کنکریوں سے کھیلتا ہوا تو جب فارغ ہوا میں نماز سے منع کیا مجھ کو اور کہا کہ کیا کر جیسے کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نے کہا کیسے کرتے

(۱۹۳) مسلم (۵۸۰) کتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب صفة الجلوس في الصلاة، أبو داود

(۹۸۷) نسائی (۱۱۶۰) احمد (۱۰۱۲)۔

تھے؟ کہا جب بیٹھے تھے آپ ﷺ نماز میں تو وہ ہنی تھیلی کو وہ ہنی ران پر رکھتے اور سب انگلیوں کو بند کر لیتے اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے اور بائیں تھیلی کو ران پر رکھتے اور کہا کہ اس طرح کرتے تھے آپ ﷺ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس وقت سے تشہد کے لیے بیٹھے اسی وقت سے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا آپ ﷺ نے یہ دفع کرنے والا ہے شیطان کو نہ بھولے گا کوئی تم میں سے جب تک اشارہ کرے گا اپنی انگلی سے اور بعض روایات میں حرکت دینا بھی انگلی کا منقول ہے لیکن ائمہ اربعہ سے جو اٹھانا انگلی کا وقت اشہد ان لا الہ الا اللہ کے ان کی کتابوں میں مذکور ہے اس کی اصل کسی حدیث میں نہیں پائی باوجودیکہ میں نے تلاش کیا اس کی دلیل کو کتب حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ میں مگر نہ پایا کوئی شاہد اس کے لیے اور حدیث سے جو اشارہ ثابت ہے وہ یہی ہے کہ ابتدائے قعدہ سے انگشت شہادت سے اشارہ کرتا رہے۔

۱۹۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَصَلَّى إِلَيَّ حَبْنِي رَجُلٌ فَلَمَّا جَلَسَ الرَّجُلُ فِي أَرْبَعٍ تَرَبَّعَ وَتَنَّى رَجُلِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ عَبْدُ اللَّهِ عَابَ ذَلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ الرَّجُلُ فَإِنَّكَ تَفْعَلُ ذَلِكَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَإِنِّي أَشْتَكِي -

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز پڑھی ایک شخص نے تو جب وہ بیٹھا بعد چار رکعت کے چار زانو بیٹھا اور پیٹ لیے دونوں پاؤں اپنے تو جب فارغ ہوئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز سے۔ عیب کہا اس بات کو تو اس شخص نے جواب دیا آپ ایسا کرتے ہیں کہا میں تو بیمار ہوں۔

فائدہ: اختلاف کیا علماء نے کس طرح نماز میں بیٹھے شافعی نے کہا کہ پہلے قعدہ میں سیدھا پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پر بیٹھے اور دوسرے قعدہ میں تورک کرے یعنی بائیں پاؤں کو ران کے نیچے سے نکال کر لٹا دے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اور بائیں ران سرین سمیت زمین سے لگی رہے اور امام مالک نے کہا کہ دونوں قعدوں میں تورک کرے اور امام ابوحنیفہ نے کہا کہ دونوں قعدوں میں سیدھا پاؤں کھڑا رکھے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے اور سب صورتیں جائز ہیں اور خدا کا دین واسع ہے لیکن یہ اختلاف اس میں ہے کہ مستحب کون سی شکل ہے۔ (مصنفی)

۱۹۵۔ عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ حَكِيمٍ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَرْجِعُ فِي سَحَدَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ ذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ سُنَّةَ الصَّلَاةِ وَإِنَّمَا أَفْعَلُ هَذَا مِنْ أَجْلِ أَنِّي أَشْتَكِي -

حضرت مغیرہ بن حکیم سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہ بیٹھے تھے درمیان دونوں بجدوں کے دونوں پاؤں کی انگلیوں پر اور پھر سجدہ میں چلے جاتے تھے تو جب فارغ ہوئے نماز سے ذکر

ہوا اس کا پس کہا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ اس طرح بیٹھنا نماز میں درست نہیں ہے لیکن میں بیماری کی وجہ سے اس طرح بیٹھتا ہوں۔

۱۹۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلَاةِ إِذَا جَلَسَ قَالَ فَفَعَلْتُهُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ فَتَهَانِي عَبْدُ اللَّهِ وَقَالَ إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتَشْتِي رِجْلَكَ الْيُسْرَى فَقُلْتَ لَهُ فَإِنَّكَ تَفْعَلُ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ رِجْلِي لَا تَحْمِلَانِي -

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو چارزانوں بیٹھے ہوئے نماز میں تو وہ بھی چارزانو بیٹھے اور کس تھے وہ اُن دنوں میں۔ پس مع کیا اُن کو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اور کہا کہ سنت نماز میں یہ ہے کہ داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں پاؤں کو لٹا دے۔ کہا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے اُن سے کہا تم چارزانو بیٹھے ہو۔ جواب دیا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ میرے پاؤں میرا بوجھ اٹھانے نہیں سکتے۔

۱۹۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ أَرَاهُمُ الْجُلُوسَ فِي التَّشَهُدِ فَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَتَشَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَجَلَسَ عَلَى وَرِكَهِ الْأَيْسَرِ وَلَمْ يَجْلِسْ عَلَى قَدَمِهِ ثُمَّ قَالَ أَرَانِي هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَحَدَّثَنِي أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد نے سکھایا لوگوں کو بیٹھنا تشہد میں تو کھڑا کیا داہنے پاؤں کو اوپر جھکایا بائیں پاؤں کو اوپر بیٹھے بائیں سرین پر اور نہ بیٹھے بائیں پاؤں پر۔ کہا قاسم نے کہ بتایا مجھ کو اس طرح بیٹھنا عبید اللہ نے اور کہا کہ میرے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اسی طرح کرتے تھے۔

تشہد کا بیان

باب التشهد في الصلاة

۱۹۸۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يُعَلِّمُ النَّاسَ التَّشَهُدَ يَقُولُ قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الزَّاكِيَّاتُ لِلَّهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ -

(۱۹۷) بیہقی (۱۳۰/۲) طحاوی (۲۰۷/۱) -

(۱۹۸) ابن ابی شیبہ (۲۶۱/۱) (۲۹۹۲) حاکم (۲۶۵/۱) بیہقی (۱۴۴/۲) شرح معانی الآثار

(۲۶۱/۱) -

حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری نے سنا عمر بن الخطاب سے اور وہ منبر پر تھے کھاتے تھے لوگوں کو تشہد کہتے تھے کہو:

”التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الزَّكِيَّاتُ لِلَّهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“

۱۹۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَتَشَهُدُ فَيَقُولُ بِسْمِ اللَّهِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ
الزَّكِيَّاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ يَقُولُ هَذَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ
وَيَدْعُو إِذَا قَضَى تَشَهُدَهُ بِمَا بَدَأَهُ فَإِذَا جَلَسَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ تَشَهُدُ كَذَلِكَ أَيْضًا إِلَّا أَنَّهُ يُقَدِّمُ
التَّشَهُدَ ثُمَّ يَدْعُو بِمَا بَدَأَهُ فَإِذَا قَضَى تَشَهُدَهُ وَأَرَادَ أَنْ يُسَلِّمَ قَالَ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ يَرُدُّ عَلَى الْإِمَامِ
فَإِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ أَحَدٌ عَنْ يَسَارِهِ رَدَّ عَلَيْهِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشہد پڑھتے تھے اس طرح:

”بِسْمِ اللَّهِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ الزَّكِيَّاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهِدْتُ
أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“

کہتے تھے یہ پہلی دو رکعتوں کے بعد مانگتے تھے بعد تشہد کے جو کچھ جی چاہتا تھا پھر جب اخیر قعدہ کرتے
اور اسی طرح پڑھتے مگر پہلے تشہد پڑھتے پھر دعا مانگتے جو چاہتے اور بعد تشہد کے جب سلام پھیرنے لگتے تو کہتے
السلام علی نبی ورحمہ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین السلام
علیکم واپنی طرف کہتے پھر امام کے سلام کا جواب دیتے۔ پھر اگر کوئی بائیں طرف والا ان کو سلام کرتا تو اس کو
بھی جواب دیتے۔

فائدہ: اس اثر سے کتنی باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ پہلے قعدہ میں بھی بعد تشہد کے دعا مانگنا درست ہے۔ دوسرے یہ کہ
کوئی دعا خاص نہیں جو دل چاہے پروردگار سے مانگے تیسرے یہ کہ تین سلام کرے ایک سلام واپنی طرف والوں کو دوسرے
امام کو تیسرے بائیں طرف والوں کو اور چوہا بائیں طرف کوئی نہ ہو تو دوسری سلام کرے۔ (واللہ اعلم)

۲۰۰۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ إِذَا تَشَهَّدَتْ التَّحِيَّاتِ الطَّيِّبَاتِ الصَّلَوَاتِ الرَّائِيَّاتِ لِلَّهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا امام المومنین سے روایت ہے کہ کہتیں تہجد میں یہ الفاظ:

”التَّحِيَّاتِ الطَّيِّبَاتِ الصَّلَوَاتِ الرَّائِيَّاتِ لِلَّهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ“

فائدہ: امام مالک نے تہجد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو اوپر گزرا کو اختیار کیا ہے اور شافعی نے تہجد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا جو مسلم نے اور اصحاب سنن نے روایت کیا اس لفظ سے التَّحِيَّاتِ التَّمَارِكَاتِ الصَّلَوَاتِ لِلَّهِ الطَّيِّبَاتِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ اختیار کیا ہے اور اہل حدیث اور امام احمد اور امام اعظم اور اکثر علماء نے تہجد ابن مسعود کا اختیار کیا ہے جس کو روایت کیا ائمہ نے اس لفظ سے التَّحِيَّاتِ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتِ وَالتَّحِيَّاتِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ حافظ نے کہا کہ اہل حدیث نے اتفاق کیا اس امر پر کہ کوئی تہجد عبداللہ بن مسعود کے تہجد سے زیادہ صحیح نہیں ہے اور راویوں نے اختلاف نہیں کیا اس کے الفاظ میں اور اتفاق کیا اس پر ائمہ نے لفظاً و معنی۔

فائدہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے تہجد میں السلام علی النبی وارد ہے اور بخاری نے روایت کیا ابن مسعود سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے تو ہم یوں کہتے تھے نماز میں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو ہم کہنے لگے السَّلَامُ عَلَيَّ النَّبِيِّ اور روایت کیا ابو نعیم اور سراج اور جوزقی اور ابو نعیم اصہبانی اور بیہقی نے طرق متعددہ سے اور سب میں یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ہم السَّلَامُ عَلَيَّ النَّبِيِّ کہنے لگے اور ایسا ہی روایت کیا اس کو ابو نعیم ابن ابی شیبہ نے ابو نعیم سے۔ زر قانی نے کہا کہ یہ روایت ابن مسعود سے بلا شک صحیح ہے اور میں نے اس کا ایک متابع قوی پایا۔ ابن عبدالرزاق نے روایت کیا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ الصَّحْبَانَةِ كَانُوا يَقُولُونَ وَالنَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّى السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ فَلَمَّا مَاتَ قَالُوا السَّلَامُ عَلَيَّ النَّبِيِّ یعنی کہا عطاء نے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے السلام علیک ایہا النبی پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کہنے لگے السلام علی النبی اور یہ اسناد صحیح ہے اور سعید بن منصور نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بحث کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

کہ ہم السلام علیک ایہا النبی جب کہتے تھے کہ حضرت ﷺ زندہ تھے، پھر جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو کہتے لگے السلام علی النبی اور یہ اسناد صحیح ہے اور سعید بن منصور نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بحث کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ہم السلام علیک ایہا النبی جب کہتے تھے کہ حضرت ﷺ زندہ تھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم کو آنحضرت ﷺ نے اسی طرح سکھایا اور ہم ایسا ہی جانتے تھے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ ابو سعید نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور اسناد بھی ضعیف ہے بلکہ صحیح روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہی ہے جو بخاری نے بواسطہ ابو معمر کے روایت کیا اور اخراج کیا اس کا بہت ائمہ حدیث نے طرق متعددہ اور اسناد صحیحہ سے پھر جب ثابت ہو گیا یہ امر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور صحابہ کرام سے کہ وہ بعد آپ ﷺ کی وفات کے السلام علی النبی کہتے تھے تو واجب ہے اتباع اس کا ہم پر ان آثار سے۔ یہ امر صاف ہو گیا کہ صحابہ کا اعتقاد یہی تھا کہ بعد وفات کے آنحضرت ﷺ ہمارے سلام کو نہیں سنتے ہیں پھر ندا کرنا جائز ہوگا تو جب سلام پڑھنا ندا کے ساتھ مختلف فیہ ہوا پھر مطلق ندا کا کیا حال ہوگا وہ کیونکر درست ہوگی۔ اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں لیکن یہ زندگی دنیا کی ہی زندگی نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی حیات برزخی ہے جس کا ادراک ہم لوگوں کو نہیں ہو سکتا اور جو شخص یہ سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ ہر جگہ اور ہر مقام میں پکار پکارنے والے کی سن لیتے ہیں اور اس کی حاجت روائی کرتے ہیں تو وہ مشرک ہے کیونکہ یہ صفت اللہ جل جلالہ کی ہے کہ ہر جگہ اور ہر مکان سے سنتا ہے اور ہر ایک کی حاجت اور مراد بر لاتا ہے سوائے اللہ جل جلالہ کے کسی نبی یا ولی میں یہ قدرت نہیں ہے۔

۲۰۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ وَنَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ وَقَدْ سَبَقَهُ الْإِمَامُ بِرُكْعَةٍ أَيْتَشَهَّدَ مَعَهُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ وَالْأَرْبَعِ وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ لَهُ وَتَرَافَقَا لِيَتَشَهَّدَ مَعَهُ قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا۔

امام مالک نے ابن شہاب زہری اور نافع مولیٰ ابن عمر سے پوچھا کہ ایک شخص امام کے ساتھ آکر شریک ہو جب ایک رکعت ہو چکی تھی اب وہ امام کے ساتھ تشهد پڑھے قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیر میں یا نہ پڑھے کیونکہ اس کی تو ایک رکعت ہوئی قعدہ اولیٰ میں اور تین رکعتیں ہوئیں قعدہ اخیرہ میں تو جواب دیا دونوں نے کہ ہاں تشهد پڑھے امام کے ساتھ۔ امام مالک نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

باب ما يفعل من رفع رأسه قبل
الامام
جو شخص سر اٹھالے امام کے پیشتر رکوع یا
سجدہ میں اس کا بیان

۲۰۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَخْفِضُهُ قَبْلَ الْإِمَامِ فَإِنَّمَا نَاصِبَتُهُ بِيَدِ شَيْطَانٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص سر اٹھاتا ہے یا جھکتا ہے امام کے پیشتر تو اس کا ماتھا شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

فائدہ: یعنی خدا اور رسول خدا کی پابندی نہیں کرتا تو وہ گویا شیطان کے ہاتھ میں ہے خدا کا حکم یہ ہے کہ امام کے ساتھ سر اٹھاؤ اور جھکاؤ اور امام کی متابعت کرو اور وہ اس کا لحاظ نہیں رکھتا۔ اس حدیث کو دور اور دی نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور احمد سے نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو شخص اپنا سر اٹھاتا ہے امام کے پیشتر وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کہ سر اس کا مثل گدھے کے سر کے ہو جائے یا اس کی صورت گدھے کی ہو جائے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ متابعت امام کی واجب ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص بھول کر امام سے اول سر اٹھالے رکوع میں یا سجدہ میں تو سنت یہ ہے کہ پھر رکوع یا سجدہ میں چلا جائے اور امام کے سر اٹھانے کا انتظار نہ کرے اور جس شخص نے قصداً ایسا کیا تو اس نے خطا کی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اس لیے امام ہوا ہے کہ اس کی پیروی اور تابعداری کی جائے تو نہ اختلاف کرو اس پر یعنی آگے پیچھے اس سے ارکان ادا نہ کرو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص سر اٹھاتا ہے یا جھکتا ہے قبل امام کے تو ماتھا اس کا شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

فائدہ: ظاہر یہ اور امام احمد کے نزدیک اگر قصداً کوئی امام کی مخالفت کرے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ (زرقاتی)

باب ما يفعل من سلم من جس شخص نے دو رکعتیں پڑھ کر بھولے سے سلام پھیر دیا اس کا بیان رکعتین ساہیا

۲۰۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقْصَرْتُ الصَّلَاةَ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ اطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ اطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا دو رکعتیں پڑھ کر تو کہا ذوالیدین نے کیا نماز گھٹ گئی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے اے رسول اللہ کے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور لوگوں سے کیا سچ کہتا ہے ذوالیدین؟ کہا لوگوں نے ہاں سچ کہتا ہے پس کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پڑھیں دو

(۲۰۳) بخاری (۴۸۲) کتاب الصلاة: باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره، مسلم (۵۷۳) أبو

داود (۱۰۰۸) ترمذی (۳۹۴) ابن ماجہ (۱۲۱۴)۔

رکعتیں پچھلی پھر سلام پھیر کر تکبیر کبھی اور سجدہ کیا مثل سجدوں کے یا کچھ بڑا پھر سر اٹھایا اور تکبیر کبھی اور سجدہ کیا مثل سجدوں کے یا کچھ بڑا پھر سر اٹھایا۔

قائدہ: ذوالیدین ایک صحابی ہیں نام ان کا خرباق بن عمرو سلمیؓ ہے۔ اُن کے ہاتھ لے لے تھے یا وہ دونوں ہاتھوں سے کام کیا کرتے تھے یا وہ بہت سختی تھے اس لیے ان کو ذوالیدین کہتے تھے۔ اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلام کرنا بھولے سے نماز میں نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص کی شہادت قابل اعتماد کے نہیں ہے جب تک دوسرا اس کے ساتھ شریک نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ سجدہ ہو بعد سلام کے کرنا چاہیے پلچو تھے یہ کہ انبیاء سے بھی سہوا اور خطا ہوتی ہے۔

۲۰۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِي رَكَعَتَيْنِ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقْصُرْتُ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصْدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَمَّ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تو سلام پھیر دیا دو رکعتیں پڑھ کر پس کھڑا ہوا ذوالیدین اور کہا کیا نماز کم ہوگئی یا بھول گئے آپ اے رسول اللہ کے۔ فرمایا آپ ﷺ نے کوئی بات نہیں ہوئی۔ ذوالیدین نے کہا کچھ تو ہوا ہے اے رسول اللہ کے! پس متوجہ ہوئے آپ ﷺ لوگوں پر اور کہا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ پس اٹھے رسول اللہ ﷺ اور تمام کیا جس قدر نماز باقی تھی پھر دو سجدے کیے بعد سلام کے اور آپ ﷺ بیٹھے تھے۔

۲۰۵۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَ رَكَعَتَيْنِ مِنْ إِحْدَى صَلَاتِي النَّهَارِ الظُّهْرِ أَوْ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ مِنْ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الشَّمَالَيْنِ أَقْصُرْتُ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قْصُرْتُ الصَّلَاةَ وَمَا نَسِيتَ فَقَالَ ذُو الشَّمَالَيْنِ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصْدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَتَمَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ سَلَّمَ۔

حضرت ابو بکر بن سلیمان سے روایت ہے کہ پہنچا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں ظہر یا عصر کی

(۲۰۵) أبو داود (۱۰۱۳) كتاب الصلاة: باب السهو في السجدين، نسائي (۱۲۳۰) احمد

(۲۷۱/۲) دارمی (۱۴۹۷)۔

پھر سلام پھیر دیا تو کہا ذوالشمالین نے اور وہ ایک شخص تھا بنی زہرہ بن کلاب سے کہ نماز کم ہو گئی یا رسول اللہ یا آپ بھول گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہ نماز کم ہوئی نہ میں بھولا۔ ذوالشمالین نے کہا کچھ تو ہو یا رسول اللہ! پس متوجہ ہوئے آپ ﷺ لوگوں پر اور کہا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں تو تمام کیا رسول اللہ ﷺ نے باقی نماز کو پھر سلام پھیرا۔

قائدہ: ذوالشمالین کا نام عمیر بن عبد قہاد اور وہ شہید ہوئے دن بدر کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما پانچ برس بعد جنگ بدر کے اسلام لائے اس نظر سے محدثین نے کہا کہ یہ وہم ہے ابن شہاب کا حقیقت میں یہ ذوالیدین تھے جن کو انہوں نے بھولے سے ذوالشمالین کہا جیسا اور روایات میں ہے اور اس روایت میں بھی بعد کو ذوالیدین کا لفظ موجود ہے اس میں سجدہ سہو کا بھی ذکر نہیں کیا۔

۲۰۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مِثْلَ ذَلِكَ -

حضرت سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ نماز میں بھولنا دو طرح کا ہوتا ہے ایک یہ کہ بھولے سے نماز میں کچھ نقصان ہو جائے تو سجدہ سہو قبل سلام سے کرے دوسرے یہ کہ بھولے سے نماز میں کچھ زیادہ کر دے تو سجدہ سہو بعد سلام کے کرے۔

قائدہ: اور شافعی کے نزدیک ہمیشہ سجدہ سہو قبل سلام کے کرے اور ابوحنیفہ کے نزدیک ہمیشہ بعد سلام کے کرے ابن عبد البر نے کہا کہ مالک کا قول قوی ہے کیونکہ اس سے جمع ہو جاتا ہے حدیثوں میں اور امام احمد نے کہا کہ جن جن سہووں میں حدیث آ گئی ہے وہاں جیسا حضرت ﷺ نے کیا ہے اس طرح کہیں قبل سلام کے کہیں بعد سلام کے اور مسوا ان کے قبل سلام کے کرے۔ نووی نے کہا کہ یہ اختلاف افضل میں ہے لیکن جائز سب کے نزدیک ہو جائے گا خواہ بعد سلام کے کرے یا قبل سلام کے اور داؤد ظاہری نے کہا کہ سجدہ سہو نہ کرے مگر ان پانچ مقاموں میں جہاں آنحضرت ﷺ نے سجدہ کیا ہے۔

باب اتمام المصلی ما ذکر اذا جب نمازی کو شک ہو جائے تو اپنی یاد پر شک فی صلاتہ نماز تمام کرنے کا بیان

۲۰۷۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى أَثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيُصَلِّ رُكْعَةً وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَإِنْ كَانَتْ الرُّكْعَةُ الَّتِي صَلَّى خَامِسَةً شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ

(۲۰۶) أيضا -

(۲۰۷) مسلم (۵۷۱) كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب السهو في الصلاة والسجود له أبو

داود (۱۰۲۴) ترمذی (۳۹۶) نسائی (۱۲۳۸) ابن ماجه (۱۲۱۰) دارمی (۱۴۹۵) -

رَابِعَةٌ فَالْسُّجْدَتَانِ تَرْغِيمٌ لِلشَّيْطَانِ -

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب شک ہو تم میں سے کسی کو نماز میں تو نہ یاد رہے اس کو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو چاہیے کہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور دو سجدے کرے قبل سلام کے پھر اگر یہ رکعت جو اس نے پڑھی ہے درحقیقت پانچویں ہوگی تو ان سجدوں سے مل کر ایک دوگانہ ہو جائے گا اگر چوتھی ہوگی تو ان سجدوں سے ذلت ہوگی شیطان کو۔

فائدہ: کیونکہ شیطان نے یہ سمجھ کر اس کو بھلایا تھا کہ نماز اس کی درست نہ ہو اب نماز کی ہو گئی اور دو سجدوں یا دو رکعتوں کا ثواب اور ہوا پس ذلت ہوئی شیطان مردود کو۔

۲۰۸۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَقُولُ إِذَا شَكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَوَخَّ الَّذِي يَظُنُّ أَنَّهُ نَسِيَ مِنْ صَلَاتِهِ فَلْيُصَلِّهِ ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتِي السُّهُوِ وَهُوَ جَالِسٌ -

حضرت سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ جب شک کرے کوئی تم میں اپنی نماز میں تو سوچے جو بھول گیا ہے پھر پڑھ لے اس کو اور دو سجدے ہو کے بیٹھ کر کرے۔

۲۰۹۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ وَكَعْبَ الْأَخْبَارِ عَنِ الَّذِي يَشُكُّ فِي صَلَاتِهِ فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى أُمَّ أَرْبَعًا فَكِلَاهُمَا قَالَ لِيُصَلِّ رُكْعَةً أُخْرَى ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ -

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اور کعب احبار رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے متعلق جو شک کرے اپنی نماز میں تو نہ یاد رہے اس کو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار۔ پس جواب دیا دونوں نے کہ ایک رکعت اور پڑھ کر دو سجدے ہو کے کر لے بیٹھے بیٹھے۔

۲۱۰۔ عَنْ نَافِعِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنِ النَّسْيَانِ فِي الصَّلَاةِ قَالَ لِيَتَوَخَّ أَحَدُكُمْ الَّذِي يَظُنُّ أَنَّهُ نَسِيَ مِنْ صَلَاتِهِ فَلْيُصَلِّهِ -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا نماز میں بھول جانے کا تو کہا سوچ لے جو بھول گیا ہے پھر پڑھ لے اس کو۔

(۲۰۸) عبد الرزاق (۳۴۶۹) ابن ابی شیبہ (۴۴۰۹) بیہقی (۳۳۳/۲) شرح معانی الآثار (۴۳۵/۱)۔

(۲۰۹) ابن ابی شیبہ (۳۸۴/۱) بیہقی (۳۳۳/۲)۔

باب من قام بعد الاتمام أو في جو شخص نماز پڑھ کر یا دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا الرکعتین ہو جائے اس کا بیان

۲۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بَحِينَةَ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ سَجَدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ -

حضرت عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور نہ بیٹھے تب لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے پس جب تمام کیا نماز کو اور انتظار کیا ہم نے سلام کا تکبیر کہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دو سجدے کیے بیٹھے پہلے قبل سلام کے پھر سلام پھیرا۔

۲۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بَحِينَةَ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَامَ فِيهِ اثْنَتَيْنِ وَلَمْ يَجْلِسْ فِيهِمَا فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجَدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ -

حضرت عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پھر کھڑے ہو گئے دو رکعتیں پڑھا کر اور نہ بیٹھے تو جب پورا کر چکے نماز کو دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا بعد اس کے۔

فائدہ: یعنی بعد سجدوں کے پھر تشهد نہ پڑھا۔ (زرقاتی)

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص چار رکعتیں پڑھ کر پھر بھولے سے کھڑا ہو جائے اور قراءت کرے اور رکوع کرے پھر جب سر اٹھائے رکوع سے یاد کرے کہ وہ چاروں رکعتیں پڑھ کر نماز کو قائم کر چکا تھا تو اس شخص کو چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے اور سجدہ نہ کرے اور اگر ایک سجدہ کر چکا ہے تو دوسرا نہ کرے پھر تشهد پڑھ کر دو سجدے کرے بہو کے بعد سلام کے۔

فائدہ: اصل اس باب میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں تو لوگوں نے کہا کیا نماز زیادہ ہوگئی؟ فرمایا: کیوں۔ لوگوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعتیں پڑھیں تو دو سجدے کیے آپ نے بعد میں سلام کے پھر متوجہ ہوئے لوگوں پر اور فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نئی بات ہوتی تو تم کو بتا دیتا لیکن میں بھی تمہاری طرح ایک آدمی ہوں بھول جاتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو تو جب بھول جاؤں میں یاد دلا دو مجھ کو اور جب کوئی شک کرے تم میں سے اپنی نماز میں تو چاہیے کہ سوچ بچار کر نماز کو قائم کرے پھر دو سجدے کر لے۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

(۲۱۱) بخاری (۸۲۹) کتاب الأذان: باب من لم ير التشهد الأول واجبا، مسلم (۵۷۰) أبو داود (۱۰۳۴) ترمذی (۳۹۱) نسائی (۱۱۷۷) ابن ماجہ (۱۲۰۶) احمد (۴۵۱۵) دارمی (۱۴۹۹)۔

(۲۱۲) أيضاً۔

باب النظر في الصلاة الى ما غافل عن طرفه في غير ما يشغلك عنها

۲۱۳۔ عَنْ مَرْجَانَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَهْدَى أَبُو جَهْمٍ بِنُ حُدَيْفَةَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِيصَةَ شَامِيَةَ لَهَا عَلِمَ فَشَهِدَ فِيهَا الصَّلَاةَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رُدِّي هَذِهِ الْحَمِيصَةَ إِلَى أَبِي جَهْمٍ فَإِنِّي نَظَرْتُ إِلَى عِلْمِهَا فِي الصَّلَاةِ فَكَادَ يَفْتِنَنِي -

حضرت مرجانہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو جہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے تمہیں بھیجی ایک چادر شام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جس میں نقش (یعنی تیل بوٹے بنے ہوئے) تھے تو نماز کو آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اڑھ کر پھر جب فارغ ہوئے نماز سے فرمایا کہ پھیر دے یہ چادر ابو جہم کو کیونکہ میں نے دیکھا اس کے تیل بوٹوں کو نماز میں پس قریب تھا کہ غافل ہو جاؤں میں۔

۲۱۴۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَسَ حَمِيصَةَ لَهَا عَلِمَ ثُمَّ أَعْطَاهَا أَبَا جَهْمٍ وَأَخَذَ مِنْ أَبِي جَهْمٍ أَنْبِجَانِيَّةً لَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلِمَ فَقَالَ إِنِّي نَظَرْتُ إِلَى عِلْمِهَا فِي الصَّلَاةِ -

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر شام کی بنی ہوئی نقشی بھیجی پھر وہ چادر ابو جہم کو دے دی اور ایک چادر موٹی سادی لے لی تو ابو جہم نے کہا کیوں ایسا کیا یا رسول اللہ! فرمایا میں نے نماز میں اس کے نقش و نگار کی طرف دیکھا۔

فائدہ: حمیصہ کہتے ہیں باریک چادر کو جو اُون کی بنی ہوئی ہوتی ہے اور انبجانیہ موٹی چادر کو دونوں قسم ہیں کبیل کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہم کی نقشی چادر پھیر کر ساری اُون سے لے لی کیونکہ نقش کے اوڑھنے سے نماز میں خیال اس کے نقش و نگار کی طرف جاتا تھا اور نماز میں خلل ہوتا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لباس اس قسم کی بھڑک رکھتا ہو کہ نماز میں اس کے سپینے سے خلل واقع ہو تو اس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح آرائش اور زیب و زینت مکان کی یا مسجد کی اس درجہ کرنا کہ نماز میں اس کی طرف خیال جائے مکروہ ہے۔

۲۱۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يُصَلِّي فِي حَائِطِهِ فَطَارَ دُبْسِيٌّ فَطَفِقَ يَتَرَدَّدُ يَلْتَمِسُ مَخْرَجًا فَأَعْجَبَهُ ذَلِكَ فَجَعَلَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ سَاعَةً ثُمَّ رَجَعَ إِلَى صَلَاتِهِ فَإِذَا

(۲۱۳) بخاری (۳۷۳) کتاب الصلاة: باب اذا صلى في ثوب له اعلام ونظر الى علمها مسلم

(۵۰۶) أبو داود (۹۱۴) نسائی (۷۷۱) ابن ماجه (۳۵۰۰) -

(۲۱۴) أيضاً -

(۲۱۵) ضعيف الترغيب والترهيب للألبانی (۲۸۶) -

هُوَ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَقَالَ لَقَدْ أَصَابْتَنِي فِي مَالِي هَذَا فِتْنَةٌ فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ الَّذِي أَصَابَهُ فِي حَائِطِهِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ صَدَقَةٌ لِلَّهِ فَضَعُهُ حَيْثُ شِئْتَ -

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اپنے باغ میں تو ایک چڑیا اُڑی اور ڈھونڈنے لگی راہ نکلنے کی کیونکہ باغ اس قدر گنجان تھا اور چڑیا آپس میں ملے ہوئے تھے کہ چڑیا کو جگہ نکلنے کی نہ ملتی تھی۔ پس پسند آیا ان کو یہ امر اور خوش ہوئے اپنے باغ کا یہ حال دیکھ کر تو ایک گھڑی تک اس طرف دیکھتے رہے پھر خیال آیا نماز کا سو بھول گیا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تب کہا مجھے آزما یا اللہ جل جلالہ نے اس مال سے تو آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیان کیا جو کچھ باغ میں قصہ ہوا تھا اور کہا یا رسول اللہ یہ باغ صدقہ ہے واسطے اللہ کے اور صرف کریں اس کو جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں۔

۲۱۶ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يُصَلِّي فِي حَائِطٍ لَهُ بِالْقَفِّ وَادٍ مِنْ أَوْدِيَةِ الْمَدِينَةِ فِي زَمَانِ الثَّمَرِ وَالنَّخْلِ قَدْ ذُلَّتْ فِيهِ مُطَوَّقَةٌ بِثَمَرِهَا فَانظَرَ إِلَيْهَا فَأَعْجَبَهُ مَا رَأَى مِنْ ثَمَرِهَا ثُمَّ رَجَعَ إِلَى صَلَاتِهِ فَإِذَا هُوَ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَقَالَ لَقَدْ أَصَابْتَنِي فِي مَالِي هَذَا فِتْنَةٌ فَجَاءَ عُثْمَانَ بْنَ عَمَانَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةُ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ وَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ فَاجْعَلْهُ فِي سَبِيلِ الْخَيْرِ فَبَاعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَمَانَ بِخُمُسِينَ أَلْفًا فَسُمِّيَ ذَلِكَ الْمَالُ الْخُمُسِيِّينَ -

عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے نماز پڑھ رہا تھا اپنے باغ میں اور وہ باغ قف میں تھا جو نام ہے ایک وادی کا جو مدینہ کی وادیوں سے ہے ایسے موسم میں کہ کھجور پک کر نلک رہی تھی گویا پھلوں کے طوق شاخوں کے گلوں میں پڑے تھے تو اس نے نماز میں اس طرف دیکھا اور نہایت پسند کیا پھلوں کو پھر جب خیال کیا نماز کا تو بھول گیا کتنی رکعتیں پڑھیں تو کہا کہ مجھے اس مال میں آزمائش ہوئی اللہ جل جلالہ کی پس آیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اور وہ ان دنوں خلیفہ تھے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) اور بیان کیا ان سے یہ قصہ پھر کہا کہ وہ صدقہ ہے تو صرف کرو اس کو نیک راہوں میں۔ پس بیچا اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیچا اس ہزار کو اور اس مال کا نام ہو گیا بیچاس ہزارہ۔

فائدہ: سبحان اللہ صحابہ کرام کا تقویٰ اور پرہیزگاری اس درجے کو پہنچی تھی کہ ایسا مال عزیز نہ رکھا اور ایک دم بھر جو اس کے باعث سے خدا کی عبادت میں غفلت ہوگی تو اس مال کو نکال ڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی تمام گھوڑوں کی کھوپڑیوں کا ڈالیں اور ان کو قتل کیا جب ان کے دیکھنے کی وجہ سے نماز کا وقت فوت ہو گیا تھا۔

کتاب السهو

کتاب سهو کے بیان میں

باب العمل فی السهو نماز میں بھول جانے کا علاج

۲۱۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تم میں سے جب کوئی کھڑا ہوتا ہے نماز کو تو آتا ہے شیطان اس کے پاس پھر بھلا دیتا ہے اس کو یہاں تک کہ اس کو یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تو جب تم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو وہ دو سجدے کرے بیٹھے بیٹھے۔

۲۱۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَأَنْسِي أَوْ أَنْسَى لِأَسْنٍ -

امام مالک کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تاکہ اپنی امت کے لیے ایک راہ پیدا کروں۔

فائدہ: یعنی اور لوگوں کا بھولنا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ شیطان ان پر غالب ہو جاتا ہے اور خدا کی یاد سے غافل کر دیتا ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر شیطان کا زور نہ چلتا تھا بلکہ اللہ جل جلالہ کی آپ کے بھول جانے یا بھلا دینے میں یہ حکمت تھی کہ امت کو سہو کے مسائل معلوم ہو جائیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں نہ بھولتے تو ان کو یہ مسئلے کیونکر معلوم ہوتے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کو میں نے کسی کتاب میں محدثین کی نہیں پایا مستندہ ماقضو ما اور یہ حدیث بھی منجملہ ان چار حدیثوں کے ہے جو اسوطا کے اور کتاب میں نہیں پائی جاتیں۔

۲۱۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ إِنِّي أَهْمُ فِي صَلَاتِي فَيَكْثُرُ ذَلِكَ عَلَيَّ فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ امْضُ فِي صَلَاتِكَ فَإِنَّهُ لَنْ يَذْهَبَ عَنْكَ حَتَّى تَنْصَرِفَ وَأَنْتَ

(۲۱۷) بخاری (۶۰۸) کتاب الأذان: باب فضل التأذین، مسلم (۳۸۹) وأبو داود (۱۰۳۰) ترمذی (۳۹۷) نسائی (۱۲۵۲) ابن ماجہ (۱۲۱۶)۔

تَقُولُ مَا اَتَمَمْتُ صَلَاتِي -

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ایک شخص نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے پوچھا کہ مجھے نماز میں وہم ہوتا ہے اور بہت وہم ہوتا ہے تو قاسم نے کہا کہ نماز اپنی پڑھے جا اور وہم کی طرف مت خیال کر اس لیے کہ وہم تجھے کبھی نہ چھوڑے گا جب تک تو نماز سے فارغ ہو اور دل میں یہ خیال رہے کہ میں نے پوری نماز پڑھی۔
فائدہ: یعنی جس شخص کو یہ وہم ہو جائے تو اس کا علاج یہی ہے کہ ایک دفعہ نماز پڑھ لے اور وہم کے کہنے پر توجہ نہ کرے وہ تو وہی کہے گا کہ نماز پوری نہیں ہوئی پھر پڑھنا چاہیے۔



كِتَابُ الْجُمُعَةِ

باب العمل في غسل يوم الجمعة جمعہ کے دن غسل کا بیان

٢٢٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْأُولَى فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتْ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الدُّكْرَ -

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص غسل کرے جمعہ کے دن مانند غسل جنابت کے پھر جائے مسجد کو پہلی ساعت میں تو گویا اس نے صدقہ دیا ایک اونٹ اور جو جائے دوسری ساعت میں تو گویا اس نے صدقہ دیا ایک بیل یا گائے اور جو جائے تیسری ساعت میں تو گویا اس نے صدقہ دیا ایک مینڈھا سینگ دار اور چوتھی ساعت میں جائے تو گویا اس نے صدقہ دیا ایک مرغ اور جو پانچویں ساعت میں جائے تو صدقہ دیا اس نے ایک اٹھارہ۔ پھر جس وقت امام نکلتا ہے خطبہ کو فرشتے آتے ہیں خطبہ سننے کو۔

فائدہ: بعض محدثین نے یہ معنی کیے ہیں کہ غسل کرے دن جمعہ کے جنابت کا یعنی اپنی بیوی سے جماع کر کے جنابت

(٢٢٠) بخاری (٨٨١) کتاب الجمعة : باب فضل الجمعة 'مسلم (٨٥٠) أبو داود (٣٥١) ترمذی

(٤٩٩) نسائی (١٣٨٥) ابن ماجہ (١٠٩٢) -

کا غسل کر کے جائے اس کے ضمن میں جمعہ کا غسل بھی ادا ہو جائے گا اور بعضوں نے یہ معنی کیے ہیں غسل کر کے مثل غسل جنابت کے یعنی جیسے جنابت کا غسل ہوتا ہے اس طرح غسل کر کے اور یہی معنی صحیح ہیں لیکن تنہائی نے شعب الایمان میں روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عا جز ہے تم میں سے کوئی اس بات سے کہ صحبت کرے اپنی بی بی سے ہر جمعہ کو تو اس کو دو اجر ملیں گے ایک اپنے غسل کا دوسرے بی بی کے غسل کا اور یہ جو کہا کہ جو پہلی ساعت میں جائے اس نے گویا ایک اونٹ صدقہ دیا اور دوسری ساعت میں جائے اس نے بیل صدقہ دیا تو ساعت سے یہاں مراد لحظہ ہے یعنی جو بعد زوال کے پہلے لحظہ میں مسجد کو چلا اس کو زیادہ اجر ہے پھر جو دوسرے لحظہ میں چلا پھر جو تیسرے لحظہ میں چلا اسی طرح اخیر تک اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ ساعت سے مراد معروف ہے اس صورت میں ان ساعات کا حساب طلوع آفتاب سے ہوگا تو جو شخص بعد طلوع آفتاب کے پہلے گھٹنے میں جائے گا اس کو زیادہ اجر ہے پھر جو دوسرے گھٹنے میں جائے گا اسی طرح اخیر تک۔

۲۲۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَيَّ كُلِّ مُحْتَلِمٍ كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے جمعہ کے روز غسل کرنا واجب ہے ہر بالغ پر مثل غسل جنابت کے۔

فائدہ: واجب ہے مراد سنتِ موکدہ ہے اور ظاہر یہ ہے کہ نزدیک واجب ہے واجب شرعی مراد ہے اور یہی روایت ہے احمد سے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے مگر اسناد اس کی قوی نہیں ہے۔ (زرقاتی)

۲۲۲۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ فَقَالَ عُمَرُ أَيُّهُ سَاعَةٌ هَذِهِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ انْفَلَبْتُ مِنَ السُّوقِ فَسَمِعْتُ النَّدَاءَ فَمَا زِدْتُ عَلَيَّ أَنْ تَوَضَّأْتُ فَقَالَ عُمَرُ وَالْوَضُوءَ أَيضًا وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ۔

حضرت سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک شخص آئے اصحاب میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جمعہ کے دن اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے تو بولے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیا وقت ہے یہ آنے کا جواب دیا اس شخص نے کہ میں پھر بازار سے تو سنا میں نے اذان کو پیس وضو کیا اور چلا آیا تو کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دوسرا قصور ہے تم نے صرف وضو کیا حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے غسل کا۔

فائدہ: یہ شخص حضرت عثمان بن عفان تھے جیسا کہ ابن وہب اور ابن القاسم کی روایت میں ہے مالک سے اس حدیث

(۲۲۱) عبد الرزاق (۵۳۰۵)۔

(۲۲۲) بخاری (۸۷۸) کتاب الجمعة: باب فضل الغسل يوم الجمعة وهل على الصبي شهود مسلم

(۸۶۵) ابو داؤد (۳۴۰) ترمذی (۴۹۳) أحمد (۲۹۱)۔

سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے بیچ میں دین کی بات کرنا امام کو درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کا غسل فرض نہیں ہے اگر فرض ہو تو حضرت عثمان غنیؓ کے لیے لوٹ جاتے اور حضرت عمرؓ کو غسل کرنے کا حکم دیتے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ اسی مضمون کی حدیث مروفاً بھی مروی ہے لیکن وہ وہم ہے کیونکہ یہ قصہ حضرت عمرؓ کا ہے نہ رسول اللہ ﷺ کا۔ (زرقاتی)

۲۲۳۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غسل جمعہ کا واجب ہے ہر شخص

بالخ پر۔

۲۲۴۔ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص آئے جمعہ کو تو غسل کر

کے آئے یا جو شخص نماز جمعہ کا ارادہ کرے تو غسل کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے غسل کر لیا جمعہ کے روز صبح کے وقت اور نیت کی اس نے غسل جمعہ کی تو یہ غسل کافی نہ ہوگا یہاں تک کہ غسل کرے نماز کو جاتے وقت کیونکہ عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں ہے جب کوئی تم میں سے نماز جمعہ کا ارادہ کرے تو غسل کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص غسل کرے جمعہ کے دن جلدی یا دیر سے اور نیت کرے غسل جمعہ کی پھر لوٹ جائے وضو اس کا تو وضو کرے اور غسل کافی ہو جائے گا۔

باب ما جاء في الانصات يوم جمعہ کے دن خطبہ ہو رہا تو چپ رہنا

چاہیے

الجمعة والامام يخطب

۲۲۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدْ لَعْنَتْ۔

(۲۲۳) بخاری (۸۵۸) کتاب الأذان: باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل، مسلم (۸۴۶)

أبو داود (۳۴۱) نسائی (۱۳۷۵) ابن ماجہ (۱۰۸۹) احمد (۶/۳)۔

(۲۲۴) بخاری (۸۷۷، ۸۹۴، ۹۱۹) کتاب الجمعة: باب فضل الغسل يوم الجمعة وهل على الصبي

شهود، مسلم (۸۴۴) ترمذی (۴۹۲) نسائی (۱۳۷۶) ابن ماجہ (۱۰۸۸)۔

(۲۲۵) بخاری (۹۳۴) کتاب الجمعة: باب الانصات يوم الجمعة، مسلم (۸۵۱) ابو داود (۱۱۱۲)

ترمذی (۵۱۲) نسائی (۱۴۰۱) ابن ماجہ (۱۱۱۰)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت امام خطبہ پڑھتا ہے اگر تو اپنے پاس والے سے کہے چپ رہ تو تو نے بھی ایک لغو حرکت کی۔

فائدہ: کیونکہ جمعہ کو خطبہ کے وقت چپ رہنا چاہیے اور چپ نہ رہا بلکہ تو نے کلام کیا۔ امام احمد اور بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جس شخص نے بات کی جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہے تو وہ مثل گدھے کے ہے جس پر کتابیں لدی ہوں اور جو اس سے کہے چپ رہ اس کا جمعہ نہ ہوگا۔ یعنی کامل نہ ہوگا۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ خطبہ کے وقت چپ رہنا واجب ہے اکثر علماء کے نزدیک۔

۲۲۶۔ عَنْ نَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَطِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ كَانُوا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُصَلُّونَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يُخْرَجَ عُمَرُ فَإِذَا خَرَجَ عُمَرُ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُونَ قَالَ نَعْلَبَةُ جَلَسْنَا نَتَحَدَّثُ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ وَقَامَ عُمَرُ يُحْطَبُ أَنْصَبْنَا فَلَمْ يَتَكَلَّمْ مِنَّا أَحَدٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَخَرُوجَ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَكَلَامُهُ يَقْطَعُ الْكَلَامَ۔

حضرت نعلبہ بن ابی مالک قرظی سے روایت ہے کہ لوگ نماز پڑھا کرتے تھے جمعہ کے دن یہاں تک کہ نکلے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ پھر جب نکلے عمر رضی اللہ عنہ اور بیٹھے منبر پر اور اذان دینے والے تو نعلبہ کہتے ہیں کہ ہم بیٹھے ہوئے باتیں کیا کرتے جب مؤذن چپ ہو رہتے اور عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تو کوئی بات نہ کرتا۔ کہا ابن شہاب نے جب امام نکلے خطبے کے لیے تو نماز موقوف کرنا چاہیے اور جب خطبہ شروع کرے تو بات موقوف کرنا چاہیے۔

۲۲۷۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُولُ فِي حُطْبَتِهِ قَلَّ مَا يَدْعُ ذَلِكَ إِذَا حَظَبَ إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يُحْطَبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْتَمِعُوا وَأَنْصَبُوا فَإِنَّ لِلْمُنْصَبِ الَّذِي لَا يَسْمَعُ مِنَ الْحَظِّ مِثْلَ مَا لِلْمُنْصَبِ السَّمِيعِ فَإِذَا قَامَتِ الصَّلَاةُ فَأَعْدِلُوا الصُّفُوفَ وَحَادُوا بِالْمَنَاكِبِ فَإِنَّ اعْتِدَالَ الصُّفُوفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يُكْبَرُ حَتَّى يَأْتِيَهُ رَجَالٌ قَدْ وَكَلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ فَيُخْبِرُونَهُ أَنْ قَدْ اسْتَوَتْ فَيُكْبَرُ۔

حضرت مالک بن ابی عامر سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب خطبہ کو کھڑے ہوتے تو اکثر کہا کرتے بہت کم چھوڑ دیتے اے لوگو! جب امام کھڑا ہو خطبہ کے لیے تو سنو خطبہ کو اور چپ رہو کیونکہ جو شخص چپ رہے گا اور خطبہ اس کو نہ سنا لے گا اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس شخص کو ملے گا جو چپ رہے اور خطبہ اس کو

(۲۲۶) عبدالرزاق (۵۳۵۲) ابن ابی شیبہ (۵۲۹۶)۔

(۲۲۷) عبدالرزاق (۵۳۷۲)۔

سنائی دے اور جب تکبیر ہو نماز کی تو برابر کر و صفوں کو اور برابر کر و صفوں کو کیونکہ صفیں برابر کرنا نماز کا تہہ ہے۔ پھر تکبیر تحریر نہ کہتے تھے عثمان یہاں تک کہ خبر دیتے آ کر ان کو وہ لوگ جن کو مقرر کیا تھا صفیں برابر کرنے پر اس بات کی صفیں برابر ہو گئیں اس وقت تکبیر تحریر نہ کہتے تھے۔

فائدہ: صفیں برابر کرنے کی آنحضرت ﷺ نے بڑی تاکید فرمائی ہے۔ امام احمد کے نزدیک اگر کوئی صف کے باہر نماز پڑھے گا اور صف میں جگہ باقی ہے تو اس کی نماز باطل ہوگی اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مکروہ ہوگی۔ افسوس ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کو اس طرف توجہ جاتی رہی صفوں کا اہتمام جیسا چاہیے ویسا نہیں کرتے کوئی آگے کھڑا ہوتا کوئی پیچھے صف ٹیڑھی ہو جاتی ہے کوئی شخص صف اول میں جگہ ہونے پر پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے۔ حریمین شریفین میں قبل تکبیر کے حدیث تسویہ صفوں کی پڑھ دیتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ علمائے حریمین کو اس کا بندوبست کرنا چاہیے۔ اللہ جل جلالہ ان کو توفیق خیر بخشے اور سنت پر عمل کرنے کی ہدایت بخشے۔

۲۲۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَأَى رَجُلَيْنِ يَتَحَدَّثَانِ وَالْإِمَامُ يُخْطَبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَحَصَبَهُمَا أَنْ اصْمُتَا۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا دو مردوں کو خطبہ کے وقت باتیں کر رہے ہیں تو کنکر پھینکے ان پر اس لیے کہ چپ رہیں۔

فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوا کہ اشارہ سے منع کرنا درست ہے زبان سے نہ کہے اور امام مالک کے نزدیک اشارہ بھی نہ کرے کیونکہ اشارہ بھی مثل کہنے کے حرکت لغو ہے۔ (زرقانی)

۲۲۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يُخْطَبُ فَشَمَتَهُ إِنْسَانٌ إِلَى جَنْبِهِ فَسَأَلَ عَنْ ذَلِكَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ فَتَهَاهُ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ لَا تَعُدْ۔

امام مالک کو پہنچا کہ ایک شخص چھینکا دن جمعہ کے اور امام خطبہ پڑھتا تھا تو جواب دیا اس کو ایک آدمی نے (یعنی ریحک اللہ کہا) پھر پوچھا سعید بن مسیب سے تو منع کیا انہوں نے اس سے اور کہا کہ پھر ایسا نہ کرنا۔

فائدہ: یعنی حالت خطبہ میں جب نماز پڑھنا ممنوع ہے تو چھینک کا جواب یا سلام کا جواب دینا بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا یہی قول ہے اکثر علمائے مدینہ اور مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی کا اور ایک روایت شافعی سے یہ ہے کہ چھینک کا جواب اور سلام کا جواب دے کیونکہ یہ فرض ہے اور دلیل پڑی شافعی نے ام میں حسن بصری کی حدیث سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب چھینکے کوئی آدمی اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو جواب دے اس کو اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ابراہیم نخعی سے کہ صحابہ جواب دیتے تھے سلام کا دن جمعہ کے خطبہ کے وقت اور جواب دیتے تھے چھینکنے والے کا۔ (زرقانی)

(۲۴۸) عبد الرزاق (۲۲۵/۳) ابن ابی شیبہ (۴۵۲/۱)۔

(۲۲۹) عبد الرزاق (۵۴۳۹) ابن ابی شیبہ (۵۲۶۶)۔

۲۳۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْكَلَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذَا نَزَلَ الْإِمَامُ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ -

امام مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا ابن شہاب زہری سے کہ جب امام منبر سے اترے خطبہ پڑھ کر تو قبل تکبیر کے بات کہنا کیسا ہے؟ کہا ابن شہاب نے کچھ قباحت نہیں ہے۔

باب ما جاء من أدرك ركعة يوم الجمعة
پائی اس کا بیان

۲۳۱۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ أَذْرَكَ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ رُكْعَةً فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا أُخْرَى قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَهِيَ السُّنَّةُ -

ابن شہاب سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے جو شخص جمعہ کی نماز کی ایک رکعت پائے تو وہ ایک رکعت اور پڑھ لے یہی سنت ہے۔

فائدہ: یعنی جس نے ایک رکعت جمعہ کی امام کے ساتھ پائی تو اس کا جمعہ صحیح ہو گیا اب وہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور مجاہد اور عطاء اور ایک جماعت تابعین کا مذہب یہ ہے کہ جس شخص نے خطبہ نہ پایا اس کو جمعہ نہ ملا تو اس کو چار رکعتیں ظہر کی پڑھنی چاہئیں۔ ابن شہاب نے جو کہا کہ یہی سنت ہے اس سے یہ غرض ہے کہ یہ قول حدیث کے مطابق ہے اور وہ حدیث یہ ہے مَنْ أَذْرَكَ رُكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَذْرَكَ الصَّلَاةَ۔ جو اوپر گزری اور ابو حنیفہ اور اصحاب ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام کے سلام پھیرنے کے اول شریک ہو گیا تو اس نے جمعہ پایا۔ (زرقانی)

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شہر کے عالموں کو اسی قول پر پایا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے جس شخص نے ایک رکعت نماز میں سے پائی تو اس نے وہ نماز پائی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر جمعہ کے دن آدمیوں کا جوم ہو اور کسی شخص کو رکوع کرنا ممکن ہو لیکن سجدہ نہ کر سکتا ہو جب تک امام سجدہ سے نہ اٹھے یا اپنی نماز سے فارغ نہ ہو تو اگر اس شخص نے سجدہ کر لیا جب لوگ اٹھے سجدہ سے تو سجدہ نہ کرے اور نہ اگر سجدہ نہ کرے کیا یہاں تک کہ لوگ فارغ ہو گئے نماز سے تو اس کو چاہیے کہ نئے سرے سے ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔

باب ما جاء فيمن رجع يوم الجمعة
جس شخص کے ناک سے خون بہنے لگے
جمعہ کے دن اس کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جس شخص کی ناک سے خون بہنے لگے جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہو اور وہ باہر چلا

(۲۳۰) عبدالرزاق (۲۰۸/۳)۔

(۲۳۱) عبدالرزاق (۲۳۵/۳) ابن ابی شیبہ (۴۶۲/۱)۔

جائے پھر جب امام فارغ ہو جائے نماز سے تو لوٹ کر آئے وہ چار رکعتیں ظہر کی پڑھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص نے ایک رکعت پڑھی امام کے ساتھ جمعہ کی پھر اس کی ناک سے خون بہنے لگا تو وہ باہر چلا گیا اب جب امام دونوں رکعتیں پڑھ چکا تو لوٹ کر آیا تو وہ ایک رکعت پڑھ لے اگر اس نے بات نہ کی ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص کی ناک سے خون بہنے لگے یا اور کوئی امر ایسا لاحق ہو کہ نکلنے کی ضرورت واقع ہو تو امام سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

فائدہ: جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور آیت ﴿وَإِذَا كُنَّا لِلْغَنَةِ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوا﴾ کو حاصل کرتے ہیں جہاد پر اور بعضوں کے نزدیک امام سے اجازت لے کر جائے اور آنحضرت ﷺ کے وقت میں ایسا ہی رواج تھا۔ آپ ﷺ اشارہ سے اجازت دے دیتے تھے۔ (بیہقی)

باب ما جاء في السعي يوم الجمعة جمعہ کے دن سعی کا بیان

۲۳۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقْرَأُهَا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ۔

امام مالکؒ نے پوچھا ابن شہابؒ سے کہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے ”إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ“ تو ابن شہاب نے جواب دیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اس آیت کو یوں پڑھتے تھے: ”إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ“۔

فائدہ: تو معلوم ہوا کہ فاسعوا کے معنی فامضوا ہیں سب استفسار کا یہ ہوا کہ سعی کے معنی لغت میں دوڑنے کے آئے ہیں تو ظاہر آیت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے روز تو دوڑو خدا کی یاد کے لیے حالانکہ دوڑنے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے کیونکہ فرمایا آپ ﷺ نے جب تکبیر ہو نماز کی تو نہ دوڑتے ہوئے آؤ بلکہ الطمینان سے آؤ اور جس قدر نماز مل جائے اس کو پڑھ لو جو باقی رہے اس کی قضا کر لو۔ ابن شہاب نے یہ جواب دیا کہ حضرت عمر بجائے فاسعوا کے فامضوا پڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سعی کے معنی یہاں دوڑنے کے نہیں ہیں بلکہ جانے کے اور گزرنے کے معنی ہیں۔ اذان سے مراد آیت میں وہ اذان ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں جمعہ کے روز یہی اذان تھی اور پہلی اذان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت سے شروع ہوئی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا سعی سے مراد اللہ کی کتاب میں عمل اور فعل ہے۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے ﴿وَإِذَا نَسَوْتُمْ سَعْيَكُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ یعنی جب بیٹھ موڑ کر جاتا ہے تو کام کرتا ہے زمین میں فساد کا اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿وَأَمَّا هُنَّ﴾

خَاءَ كَيْسَعِي وَهُوَ يَحْسِي ۞ یعنی جو تیرے پاس آیا عمل کرتا ہوا اور دوڑتا ہوا پروردگار سے اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿فَمَ أَذْبَرْ يَسْعِي ۞﴾ پھر پیچھے موڑا کام کرتا ہوا فساد کا اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى ۞﴾ تمہارے کام اقسام کے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا تو اس سعی سے بھی مراد عمل اور فعل ہے نہ پاؤں سے چلنا اور نہ دوڑنا اور نہ پویا چلنا۔

باب ما جاء في الامام ينزل بقرية سفر في امام كاجمعه كمن كاسي كاكوس في يوم الجمعة في السفر اترن كابيان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر امام ایسے گاؤں میں اتر اچھاں جمعہ واجب ہے اور امام مسافر ہے اس نے خطبہ پڑھا اور جمعہ ادا کیا تو گاؤں والے بھی اس کے ساتھ جمعہ پڑھ لیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر امام نے ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھا جہاں پر جمعہ واجب نہیں ہے تو نہ امام کا جمعہ درست ہو گا نہ جن لوگوں نے اس کے ساتھ جمعہ پڑھا ان کا نہ گاؤں والوں کا بلکہ جو لوگ مقیم ہیں وہ اپنی چار رکعتیں پوری کریں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے۔

فاکرہ: اجمالاً کیونکہ یہ روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط میں ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسافر پر جمعہ نہیں ہے۔

باب ما جاء في الساعة التي في جمع كمن كاسي كاجمعه كمن كاسي كاجمعه في يوم الجمعة دعا قبول هوتي كاسي

٢٣٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيُ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَأَشَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ بِقَلْبِهَا -

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا جمعہ کا پھر کہا کہ اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ نہیں پاتا اس کو بندہ مسلمان اور وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور مانگتا ہے اللہ سے کچھ مگر دیتا ہے اللہ اس چیز کو اس کو اور اشارہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کہ وہ ساعت تھوڑی ہے۔

٢٣٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ حَرَجْتُ إِلَى الطُّورِ فَلَقَيْتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَهُ

(٢٣٣) بخاری (٩٣٥) كتاب الجمعة: باب الساعة التي في يوم الجمعة، مسلم (٨٥٢) نسائي

(١٤٣١) ابن ماجه (١١٣٧) -

(٢٣٤) أبو داود (١٠٤٦) كتاب الصلاة: باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ترمذی (٤٩١).

النسائي (١٤٣٠) أحمد (٤٨٦٠٢) -

فَحَدَّثَنِي عَنِ التَّوْرَةِ وَحَدَّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَهُ أَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أَهْبَطَ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيهِ تَبَّ عَلَيْهِ وَفِيهِ مَاتَ وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ وَمَا مِنْ ذَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُصِيخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِينَ تُصْبِحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْجِنَّ وَالْبِإْسَ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيُ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ قَالَ كَعْبٌ ذَلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمَ تَقُلْتُ بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ قَرَأَ كَعْبُ التَّوْرَةَ فَقَالَ صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَقِيتُ بَصْرَةَ بْنَ أَبِي بَصْرَةَ الْعِفَارِيَّ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ فَقُلْتُ مِنَ الطُّورِ فَقَالَ لَوْ أَدْرَسْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ مَا خَرَجْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَعْمَلِ الْمَطْيُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِلَى مَسْجِدِي هَذَا وَإِلَى مَسْجِدِ إِبِلْيَاءَ أَوْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ يَشْكُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثَنِي بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبِ الْأَخْبَارِ وَمَا حَدَّثَنِي بِهِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ قَالَ كَعْبٌ ذَلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبَ كَعْبٌ فَقُلْتُ ثُمَّ قَرَأَ كَعْبُ التَّوْرَةَ فَقَالَ بَلْ هِيَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ قَدْ عَلِمْتُ آيَةَ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي بِهَا وَلَا تَضَنَّ عَلَيَّ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُونُ آخِرُ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيُ وَتِلْكَ السَّاعَةُ سَاعَةٌ لَا يُصَلِّيُ فِيهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ بَلَى قَالَ فَهُوَ ذَلِكَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گیا کواہ طور کو تو ملا میں کعب اخبار سے اور بیٹھا میں اُن کے پاس پس بیان کیس کعب اخبار نے مجھ سے باتیں تو رات کی اور میں نے بیان کیں باتیں اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجو باتیں میں نے اُن سے کہیں اُن میں ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر سب دنوں میں جن میں سورج نکلا ہے جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن پیدا ہوئے آدم اور اسی دن اُتارے گئے جنت سے اور اسی دن معاف ہوا گناہ اُن کا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جو کان نہ لگائے جمعہ کے دن آفتاب نکلنے

تک قیام کے خوف سے مگر جنات اور آدمی غافل رہتے ہیں اور جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ نہیں پاتا اس کو مسلمان بندہ نماز میں اور وہ مانگے اللہ سے کچھ مگر دے اللہ جل جلالہ اس کو۔ کعب احبار نے کہا یہ تو ہر سال میں ایک دن ہوتا ہے میں نے کہا نہیں بلکہ ہر جمعہ کو تو کعب نے تورات کو پڑھا پھر کہا کجا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر ملا میں بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے تو کہا انہوں نے کہاں سے آتے ہو۔ میں نے کہا کہ کوہ طور سے کہا انہوں نے اگر قبل طور جانے کے تم مجھ سے ملنے تو تم نہ جاتے۔ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے نہ تیار کیے جائیں اونٹ مگر تین مسجدوں کے لیے ایک مسجد الحرام دوسری میری مسجد (یعنی مدینہ طیبہ کی) تیسری مسجد ایلیا یا مسجد بیت المقدس شک ہے راوی کو۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر ملا میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اور بیان کیا میں نے ان سے جو گفتگو کی تھی میں نے کعب احبار سے جمعہ کے باب میں اور میں نے یہ کہا کہ کعب احبار نے کہا یہ دن ہر سال میں ایک بار ہوتا ہے تو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جھوٹ بولا کعب نے پھر میں نے کہا کہ کعب نے تورات کو پڑھا کہ یہ کعب کہے شک یہ ساعات ہر جمعہ کو ہوتی ہے تب عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سچ کہا کعب نے پھر کہا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے میں جانتا ہوں اس ساعت کو وہ کون سی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بتاؤ مجھ کو اور نکل نہ کرو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ آخر ساعت ہے جمعہ کی۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کیونکر آخر ساعت ہوگی حالانکہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں پاتا اس کو مسلمان بندہ نماز میں مگر جو مانگتا ہے اللہ سے دیتا ہے اس کو۔ اور یہ ساعت تو ایسی ہے کہ اس میں نماز نہیں ہو سکتی۔ تو جواب دیا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کیا نہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص بیٹھے نماز کے انتظار میں تو وہ نماز میں ہی ہے یہاں تک کہ نماز پڑھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا پس یہی مطلب ہے۔

فائدہ: یعنی ہر جاندار کو جب صبح ہوتی ہے جمعہ کی تو اندیشہ رہتا ہے قیامت قائم ہونے کا یہاں تک کہ آفتاب نکل آتا ہے تو پھر اندیشہ جاتا رہتا ہے کیونکہ قیامت جمعہ کی علی الصبح قائم ہوگی۔ جب تک حرام کام کے لیے دعا نہ کرے۔

فائدہ: یعنی مسجد ایلیا کہا یا مسجد بیت المقدس اگرچہ مراد دونوں لفظوں سے ایک ہی ہے۔ زرقانی نے کہا کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر نہ کیا جائے سو ان تینوں مسجدوں کے کیونکہ باقی مسجدیں سب برابر ہیں فضیلت میں اور یہ مراد نہیں کہ سو ان تینوں مسجدوں کے اور کہیں سفر نہ کیا جائے اور نووی نے کہا کہ اختلاف کیا ہے علماء نے سفر کرنے میں سو ان تینوں مسجدوں کے جیسے سفر کرنا قبور صالحین کی زیارت کے لیے یا اور مواضع متبرکہ کے واسطے تو ابو جعفر جوینی اور عیاض مالکی نے یہی اختیار کیا ہے کہ وہ حرام ہے اور صحیح ہمارے اصحاب کے نزدیک یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے امام الحرمین اور محققین نے اور حدیث کا یہ مطلب کہا ہے کہ سو ان تین مسجدوں کے اور کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے اور موید ہے اس تو جہد کی وہ جو روایت کیا امام احمد نے مسند میں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں لائق ہے نماز کو سفر کر۔ کسی مسجد کے لیے واسطے نماز کے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے۔ معتبر کہتا ہے کہ

ظاہر حدیث جو صحاح میں مروی ہے مطلق ہے اور قول بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ کا مؤید ہے اس مذہب کو جو کہتے ہیں کہ مطلق سفر کرنا سو اوائن تین مسجدوں کے اور کہیں کے لیے حرام ہے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کوہ طور کو گئے تھے اور انہوں نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پیشتر ملتے تو نہ جاتے حالانکہ کوہ طور کوئی مسجد نہیں ہے اور نہ وہاں نماز کے واسطے سفر کیا جاتا ہے اور مسند امام احمد کی حدیث کو محدثین نے ضعیف کہا ہے اور یہی مختار شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ علامہ ابن قیم رحمہما اللہ کا ہے۔

فائدہ: اس لیے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے سے بعد عصر کے یہاں تک کہ غروب ہو آفتاب۔

فائدہ: اکثر محدثین اسی طرف گئے ہیں کہ وہ ساعت یہی ہے جو بیان کی عبد اللہ بن سلام نے اور ایک حدیث صحیح میں ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ وہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز کے ختم ہونے تک ہے روایت کیا اس کو مسلم اور ابو داؤد نے اور جب خود شارع نے بیان کر دیا اس ساعت کو تو اب کیا شبہ رہا پس نہ التفات کرنا چاہیے اور اقوال کی طرف۔ زرقانی نے بیابلیس قول بیان کیے ہیں علماء کے اس ساعت کے باب میں پھر یہ کہا کہ سب میں راجح وہی قول ہے جس پر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت ہے۔

باب الهيئة وتخطى الرقاب واستقبال الامام يوم الجمعة جمعة کن کپڑے بدلنے اور لوگوں کو پھاند کر جانے اور امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کا بیان

۲۳۵ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَلَيَّ أَحَدِكُمْ لَوْ اتَّخَذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِهِ سِوَى ثَوْبِي مَهْنَتِهِ -

حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نقصان ہے کسی کا تم میں سے اگر بنا رکھے کپڑے جمعہ کی نماز کے واسطے سوائے روزمرہ کے کپڑوں کے۔

فائدہ: زرقانی نے کہا کہ اس حدیث میں رغبت ہے گنجائش والے کو کہ اچھے کپڑے بنائے جمعہ اور عیدین کے لیے اور تجل کرے اُن سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے اور عمامہ باندھتے تھے اور خوشبو لگاتے تھے اور اچھا کپڑا پہنتے تھے جمعہ اور عیدین میں اور حکم کرتے تھے مسواک اور خوشبو اور تیل لگانے کا۔ ابن عبد البر نے اس حدیث کو موصولاً روایت کیا یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

۲۳۶ - عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ لَا يَرُوحُ إِلَى الْجُمُعَةِ إِلَّا أَدَهْنَ وَتَطَيَّبَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَرَامًا -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہ جاتے جمعہ کو یہاں تک کہ تیل لگاتے اور خوشبو لگاتے جب احرام باندھے ہوتے۔

(۲۳۵) أبو داود (۱۰۷۸) كتاب الصلاة: باب اللبس الجمعة* ابن ماجه (۱۰۹۵) -

(۲۳۶) عبد الرزاق (۱۹۸/۳) ابن ابی شیبہ (۴۸۱/۱) -

۲۳۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَأَنْ يُصَلِّيَ أَحَدُكُمْ بَطْهَرِ الْحَرَّةِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَقْعُدَ حَتَّى إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ جَاءَ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر کوئی تم میں سے نماز پڑھے ظہر جسرہ میں بہتر ہے اس سے کہ بیٹھا رہے اپنے گھر میں پھر جب امام خطبہ پڑھنے کو کھڑا ہو آئے پھاندتا ہوا گردنوں کو لوگوں کی دن جمعہ کے۔

فائدہ: جسرہ ایک زمین ہے مدینہ کے باہر وہاں کے پتھر سیاہ ہیں گویا آگ سے جلے ہیں اور اجماع کیا علماء نے اس فعل کی کراہت پر مگرد صورتوں میں ایک یہ کہ امام ہو تو اس کو پھاند کر آگے جانا ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ آگے کی صف میں جگہ خالی ہو اور بغیر پھاندے ہوئے وہاں تک نہ جاسکے اور باقی ضرورتوں کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے (مصطفیٰ)

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ سنت ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جب امام خطبہ شروع کرے تو لوگ امام کی طرف منہ کریں خواہ قبلہ کے نزدیک ہوں یا کسی اور جانب میں۔

فائدہ: تو جو لوگ امام کے سامنے ہیں وہ تو امام کی طرف منہ کریں گے اور قبلہ کی طرف بھی اور جو لوگ دائیں بائیں ہیں وہ امام کی طرف منہ کریں قبلہ کی طرف سے منہ موڑ لیں۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ میں اس میں کسی کا اختلاف نہیں پاتا اور کوئی حدیث مسند اس باب میں نہیں ملی مگر یہ کہ شععی نے کہا سنت ہے امام کی طرف منہ کرنا دن جمعہ کے اور عدی بن ثابت نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑھتے تھے تو اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کرتے تھے اور نبی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس فعل کو نقل کیا ہے اور نعیم بن حماد نے بہ اسناد صحیح انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب امام خطبہ شروع کرتا جمعہ کے روز تو وہ منہ کرتے امام کی طرف یہاں تک کہ فارغ ہو خطبہ سے۔ کہا ترمذی نے کہ اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صریحاً کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔ (زرقاتی)

باب القراءة في صلاة الجمعة جمعہ کی نماز میں قراءت کا بیان اور احتیاء کا

والاحتیاء ومن تر کھا من غیر بیان اور جمعہ کو جو ترک کرے بغیر عذر کے

اس کا حال

عذر

۲۳۸۔ عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى إِنْشَاءِ سُورَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ كَانَ يَقْرَأُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاثِيَةِ۔

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے پوچھا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہ کون سی سورت پڑھتے تھے رسول اللہ

(۲۳۷) عبدالرزاق (۲۴۲/۳) ابن ابی شیبہ (۴۷۴/۱) بیہقی (۲۳۱/۳)۔

(۲۳۸) مسلم (۸۷۸) کتاب الجمعة: باب ما یقرأ فی صلاة الجمعة، أبو داود (۱۱۲۲) ترمذی

(۵۳۱) نسائی (۱۴۲۳) ابن ماجہ (۱۱۱۹) احمد (۲۷۱/۴)۔

ﷺ جمع کے روز بعد سورہ جمعہ کے کہا کہ پڑھتے تھے هَلْ أَنْتَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ -

فائدہ: یعنی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں هَلْ أَنْتَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ اور ایک روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں سَبَّحَ اسْمُ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں هَلْ أَنْتَ اور ایک روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ - امام مالک کے نزدیک پہلی رکعت میں سورہ جمعہ کو ترک نہ کرنا چاہیے اور دوسری رکعت میں جو سورہ چاہے پڑھے۔

۲۳۹ - عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَحْتَبِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ -

امام مالک کو پہنچا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احتیاء کرتے تھے دن جمعہ کے امام خطبہ پڑھتا تھا۔

فائدہ: احتیاء کے معنی یہ ہیں کہ دونوں پاؤں کو کھڑا کر کے سرین پر بیٹھے اور پاؤں کو کمر سے باندھ لے جائے یا کپڑے سے۔ ابو داؤد نے مرفوعاً روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کیا اس سے باعث ممانعت کا یہ ہے کہ اس طرح بیٹھنا نیند لاتا ہے اگر نیند آنے کا خوف نہ ہو تو کمر وہ نہیں ہے جیسا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ (صحیح)

۲۴۰ - عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ قَالَ مَالِكٌ لَا أُدْرِي أَعْنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ لَا أَنَّهُ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَيْرِ عُدْرٍ وَلَا عِلَّةٍ طَعَبَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ -

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لیکن مالک کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے نقل کیا یا نہیں کہا جو شخص چھوڑ دے گا جمعہ کو تین بار بغیر عذر اور بیماری کے مہر کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر۔
فائدہ: یعنی اپنا فیض اس کے دل سے روک لے گا اور جہل اور غفلت اور نفاق سے اس کا دل بھر کر بند کر دے گا۔ اس حدیث کو شافعی نے ام میں احمد اور اصحاب سنن اور حاکم نے روایت کیا ابوالجمعہ ضمری سے مرفوعاً کہ جو شخص چھوڑ دے گا جمعہ کو تین بار بغیر ضرورت کے مہر کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر۔ ابو عمرو نے کہا کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مہینے تک روز پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں کہ روزہ رکھتا ہے دن کو اور عبادت کرتا ہے رات کو لیکن حاضر نہیں ہوتا جمعہ اور جماعت میں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ وہ جہنم میں جائے گا۔

۲۴۱ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْبَاقِرِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ خُطْبَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسَ بَيْنَهُمَا -

محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خطبے پڑھے جمعہ کو اور بیٹھے درمیان میں ان کے۔

(۲۴۰) أبو داود (۱۰۵۲) كتاب الصلاة: باب التشديد في ترك الجمعة* ترمذی (۵۰۰) نسائی

(۱۳۶۹) ابن ماجه (۱۱۲۵) احمد (۴۲۴/۳) -

(۲۴۱) بخاری (۹۲۸، ۹۲۰) كتاب الجمعة: باب الخطبة قائما* مسلم (۸۶۱) أبو داود (۱۰۹۲)

ترمذی (۵۰۶) نسائی (۱۴۱۶) ابن ماجه (۱۱۰۳) دارمی (۱۰۵۸) -

کتاب الصلاة في رمضان

کتاب رمضان میں تراویح کے بیان میں

باب الترغيب في الصلاة في رمضان رمضان میں تراویح پڑھنے کا بیان

۲۴۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ ثُمَّ صَلَّى اللَّيْلَةَ الْقَابِلَةَ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّلَاثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ۔

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی مسجد میں ایک رات تو نماز پڑھی پچھے آپ ﷺ کے لوگوں نے۔ پھر دوسری رات میں اسی طرح پڑھی تو لوگ بہت آئے پھر جمع ہوئے لوگ تیسری یا چوتھی رات میں لیکن نہ نکلے آپ ﷺ۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا کہ میں نے دیکھا جو تم نے کیا لیکن نہ روکا مجھ کو کسی چیز نے نکلنے سے مگر اسی خوف سے کہ فرض نہ ہو جائے تم پر اور یہ قصہ رمضان میں تھا۔

فائدہ: مردان نماز تراویح ہے۔ ابن حبان نے یہ اسناد صحیح روایت کیا جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے آٹھ رکعتیں پڑھی تھیں اور صحیح کہا اس کو ابن خزیمہ نے۔ کہا زرقانی نے یہ صحیح ہے اور جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے کہ آپ نے بیس رکعتیں پڑھیں اور تروہ ضعیف ہے۔ مترجم کہتا ہے اس کی اسناد میں ابو شیبہ قاضی واسط متروک الحدیث ہے پھر کیسے یہ روایت اعتماد کے لائق ہوگی علی الخصوص جب کہ روایت صحیحہ جابر رضی اللہ عنہ اس کے معارض ہیں۔

۲۴۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرْعَبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَ بِعَزِيمَةٍ يَقُولُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي

(۲۴۲) بخاری (۱۱۲۹) کتاب الجمعة: باب نحرص النبي على صلاة الليل، مسلم (۷۶۱) أبو داود (۱۳۷۳) نسائی (۱۶۰۴) أحمد (۱۶۹/۶)۔

(۲۴۳) بخاری (۳۷) کتاب الايمان: باب تطوع قيام رمضان من الايمان، مسلم (۷۵۹) أبو داود (۱۲۷۱) ترمذی (۸۰۸) نسائی (۲۱۹۲) أحمد (۲۸۱/۲) دارمی (۱۷۷۶)۔

خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ -

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رغبت دلاتے تھے لوگوں کو تراویح پڑھنے کی راتوں میں اور نہ حکم کرتے تھے بطور واجب کے تو فرماتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس نے تراویح پڑھی رمضان میں اس کو حق سمجھ کر خاص خدا کے لیے بخشے جائیں گے اگلے گناہ اس کے۔ کہا ابن شہاب نے پس وفات ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ایسا ہی حال رہا پھر ایسا ہی حال رہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور شروع شروع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔

فائدہ: یعنی کچھ لوگ تراویح پڑھتے تھے۔ کوئی اپنے گھر میں پڑھتا تھا کوئی مسجد میں اور مسجد میں ایک امام کے پیچھے نہ پڑھتے تھے۔ متفرق جماعتیں ہوتی تھیں۔

باب ما جاء في قيام رمضان

قیام رمضان کے بیان میں

٢٤٤ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَانِي لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِيٍّ وَاجِدٍ لَكَانَ أَمْثَلُ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةَ أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِيئِهِمْ فَقَالَ عُمَرُ نِعِمَّتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ وَالَّتِي تَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي تَقُومُونَ بِعَيْنِي آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ -

عبدالرحمن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ میں نکلا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان میں مسجد کو تو دیکھا کہ لوگ جدا جدا متفرق ہیں۔ کسی شخص کے ساتھ آٹھ دس آدمی پڑھ رہے ہیں تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم خدا کی! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان سب کو ایک قاری کے پیچھے کر دوں تو اچھا ہو پھر ان سب کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے کر دیا۔ کہا عبدالرحمن نے پھر جب دوسری رات کو میں ان کے ساتھ آیا تو دیکھا کہ سب لوگ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تب کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اچھی ہے یہ بدعت اور جس وقت تم سوتے ہو (یعنی اخیر رات) وہ بہتر ہے اس وقت سے جب نماز پڑھتے ہو یعنی اول رات اور لوگ کھڑے ہوتے تھے اول رات میں۔

فائدہ: بدعت لغت میں ہر نئی چیز اور نئے کام کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں اس امر کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین میں نکالا جائے۔ اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو۔ تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھی جاتی تھی

اور جماعت سے بھی آنحضرت ﷺ نے اس کو تین راتوں تک پڑھا جیسا کہ اوپر کی حدیثوں سے ثابت ہوا پھر یہ قول حضرت عمر کا کہ اچھی ہے یہ بدعت مراد اس سے بدعت شرعی نہیں ہو سکتی اس لیے کہ بدعت شرعی وہی امر ہے جو آنحضرت ﷺ کے بعد دین میں نکالا جائے اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو پس معلوم ہوا کہ مراد حضرت عمر کی بدعت سے بدعت لغوی ہے۔ یعنی حضرت ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں تراویح کا اہتمام ایسا نہ تھا نہ ایک امام مقرر تھا اس لیے یہ ایک نیا امر ہوا پس لفظ اس کو بدعت کہا نہ شرعاً کیونکہ بدعت شرعی گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔ جیسا آنحضرت ﷺ نے فرمایا ((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)) اس فائدے کو یاد رکھنا چاہیے۔

۲۴۵۔ عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَمْرٌ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَتَعِيمًا الدَّارِيُّ أَنَّ يَقُومًا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَ وَقَدْ كَانَ الْقَارِءُ يَقْرَأُ بِالْمِثْمِينَ حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصْبِيِّ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ۔

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تیم داری رضی اللہ عنہ کو گیارہ رکعت پڑھانے کا۔ کہا سائب بن یزید نے کہ امام پڑھتا تھا سو سو آیتیں ایک رکعت میں یہاں تک کہ ہم سہارا لگاتے تھے لکڑی پر اور نہیں فارغ ہوتے تھے ہم مگر قریب فجر کے۔

فائدہ: یعنی آٹھ رکعت تراویح اور تین رکعتیں وتر کی اور ایسا ہی ثابت ہے رسول اللہ ﷺ سے۔ روایت کیا بخاری و مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور روایت کیا سعید بن منصور نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو تو وہ پڑھاتے تھے نماز تراویح مردوں کو اور تیم داری رضی اللہ عنہ امامت کرتے تھے عورتوں کی۔

۲۴۶۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً۔

یزید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ پڑھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیس رکعتیں۔

فائدہ: یعنی تیس رکعتیں تراویح کی اور تین رکعتیں وتر کی۔ یہ بھی نے اس روایت اور پہلی روایت میں جمع کیا ہے اس طور سے کہ پہلے وہ لوگ گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے پھر تیس رکعتیں پڑھنے لگے اور تین رکعتیں وتر کی اس لیے کہ پہلی رکعتیں بہت لمبی لمبی پڑھتے تھے پھر لوگ ضعیف ہو گئے تو زیادہ کر دیا رکعتوں کو تاکہ بالکل فضیلت ہاتھ سے جانے نہ پائے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا مروفا بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی ﷺ نے جماعت سے رمضان میں تیس رکعتیں پڑھیں لیکن ضعیف کہا اس حدیث کو ابن عبد البر نے اور یہ بھی نے اس وجہ سے کہ اس کی اسناد میں ابوشیبہ ہے۔ بہر حال آنحضرت ﷺ سے تیس رکعتیں تراویح کی پڑھنا بہ سند صحیح ثابت نہیں ہے بلکہ صرف آٹھ رکعتیں پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور تیس رکعتیں حضرت

عمر بن الخطابؓ کے زمانہ سے منقول ہیں تو آٹھ رکعتیں سنت نبوی اور سنت خلفاء دونوں میں اور بیس رکعتیں سنت میں خلفاء راشدین کی اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: ((تَمَسُّكُوا بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ)) لیکن سنت خلفاء کی سنت موکدہ نہیں ہو سکتی بلکہ غایت درجہ ہے یہ کہ مستحب ہوگی اس صورت میں آٹھ رکعتیں سنت ہوں گی اور بیس رکعتیں مستحب اور یہی مذہب ہے علمائے محققین کا شکر اللہ علیہم۔

۲۴۷۔ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّهُ سَمِعَ الْأَعْرَجَ يَقُولُ مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يُلْعَنُونَ الْكُفْرَةَ فِي رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فِي ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فَإِذَا قَامَ بِهَا فِي آخِرِ عَشْرَةِ رَكَعَاتٍ رَأَى النَّاسَ أَنَّهُ قَدْ حَقَفَ -

حضرت داؤد بن حصین نے سنا عبد الرحمن بن ہرمز اعرج سے کہتے تھے میں نے پایا لوگوں کو لعنت کرتے تھے کافروں پر رمضان میں اور امام پڑھتا تھا سورہ بقرہ آٹھ رکعتوں میں جب بارہ رکعتوں میں پڑھتا تھا تو لوگوں کو معلوم ہوتا تھا کہ تخفیف کی۔

فائدہ: لعنت کرتے تھے کافروں پر یعنی وتر میں وہ توتو پڑھتے تھے جس میں لعنت ہے کافروں پر اور وہ توتو یہ ہے:

“اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَأَنْصِرْهُمْ عَلَى عَدُوِّهِمْ اللَّهُمَّ الْعِنِ الْكُفْرَةَ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَيَكْذِبُونَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَانِكَ اللَّهُمَّ خَالَفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ وَالنَّوْلُ بِهِمْ بِأَسْكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ”

جب مسلمانوں پر کوئی آفت نازل ہو تو اس دعا کو ہر نماز میں اخیر رکعت کے رکوع سے کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے اور مقتدی آمین کہتے جائیں۔

۲۴۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ كُنَّا نَنْصَرِفُ فِي رَمَضَانَ فَانْتَعَجَلُ الْخَدَمُ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ الْفَجْرِ -

عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہتے تھے سنا میں نے اپنے باپ سے کہتے تھے جب فراغت پاتے تھے تراویح سے رمضان میں تو جلدی مانگتے تھے نوکروں سے کھانے کو فجر ہونے کے ڈر سے۔

۲۴۹۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ ذَكْوَانَ أَبَا عَمْرٍو وَكَانَ عَبْدًا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْتَقَتْهُ عَنْ دُبُرِ مِنْهَا كَانَ يَقُومُ يَقْرَأُ لَهَا فِي رَمَضَانَ -

(۲۴۷) عبد الرزاق (۲۶۲/۴) بیہقی (۴۹۷/۲)۔

(۲۴۸) بیہقی (۴۹۷/۲)۔

(۲۴۹) بخاری تعلیقاً (قبل الحدیث ۶۹۲) کتاب الأذان: باب إمامة العبد والمولى، بیہقی

(۲۵۳/۲)۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ذکوان جو غلام تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آزاد کر دیا تھا اپنے بعد کھڑے ہوتے تھے اور پڑھاتے تھے نماز ان کی رمضان میں۔

فائدہ: بخاری اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ کلام اللہ سے دیکھ کر وہ پڑھتے تھے اس اثر سے ثابت ہوتا ہے کہ کلام کی امامت درست ہے اور نوافل جیسے تراویح وغیرہ میں کلام اللہ دیکھ کر پڑھنا امام کو درست ہے۔ یہی قول ہے شافعی اور احمد کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک درست نہیں ہے۔

کِتَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ

کتاب صلاة اللیل کے بیان میں

تہجد کا بیان

باب ما جاء في صلاة الليل

۲۵۰۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَمْرٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بَلِيلٌ يَغْلِبُهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو نماز پڑھے ہمیشہ رات کو پھر غالب آجائے اس پر نیند مگر یہ کہ اللہ جل جلالہ لکھے گا اس کے لیے ثواب نماز کا اور سوتا اس کا صدقہ ہوگا۔

فائدہ: یعنی نیند کی وجہ سے اٹھ نہ سکے یا اٹھے لیکن نماز نہ پڑھ سکے۔ (باجی)

فائدہ: یعنی نماز جو روز پڑھا کرتا ہے لیکن اس رات نہ پڑھ سکا نیند کے باعث تو اس نماز کے صدقہ سے اللہ جل جلالہ سونے کا حساب نہ لے گا اور نماز کا ثواب لکھ دے گا۔

۲۵۱۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَايَ فِي فِئْتِنِي فَإِذَا سَجَدَ عَمَزَنِي فَقَبِضْتُ رِجْلِي فَإِذَا قَامَ بَسَطَتْهُمَا

(۲۵۰) أبو داود (۱۳۱۴) كتاب الصلاة: باب من نوى القيام فنام، نسائي (۱۷۸۴) أحمد (۶۳/۶) ۱۸۰۷۲۔

(۲۵۱) بخاری (۳۸۲) كتاب الصلاة: باب الصلاة على الفراش، مسلم (۵۱۲) أبو داود (۷۱۱) نسائي (۱۶۸) أحمد (۱۴۸/۶)۔

قَالَتْ وَالْيَبُوثُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ -

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سوتی تھی سامنے رسول اللہ ﷺ کے اور پاؤں میرے آپ ﷺ کے سامنے تھے پس جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تھے آپ ﷺ ادا دیتے تھے مجھ کو۔ سو سمیٹ لیتی تھی میں پاؤں اپنے پھر جب آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تو پھیلا دیتی تھی میں پاؤں اپنے۔ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور گھروں میں اُن دنوں چراغ نہ تھے۔

۲۵۲ - عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَبْرِزْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب اونگھنے لگے کوئی تم میں سے نماز میں تو سو رہے یہاں تک کہ نیند بھر جائے کیونکہ اگر نماز پڑھے گا اونگھتے ہوئے تو شاید وہ استغفار کرنا چاہے اور اپنے تئیں برا بولنے لگے۔

فائدہ: یعنی دعا کے عوض بدعا کرے کیونکہ نیند میں آدمی کو ہوش نہیں ہوتا تو کسی بربادگناہ لازم ہو۔

۲۵۳ - عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ امْرَأَةً مِنَ اللَّيْلِ تُصَلِّي فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقِيلَ لَهُ هَذِهِ الْحَوْلَاءُ بِنْتُ تُوَيْتٍ لَا تَنَامُ اللَّيْلَ فِكْرَةَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عُرِفَتْ الْكِرَاهِيَةُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا اكْلُفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا لَكُمْ بِهِ طَاقَةٌ -

اسماعیل بن ابی حکیم کو پہنچا رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے سنا ذرا ایک عورت کا جو نماز پڑھا کرتی تھی رات بھر تو پوچھا کہ کون ہے یہ عورت؟ کہا لوگوں نے یہ حواء ہے بیٹی تویت کی۔ نہیں سوتی ہے رات کو تو برا معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کو یہ امر یہاں تک کہ معلوم ہوئی ناراضگی آپ ﷺ کے چہرے سے۔ پھر فرمایا آپ ﷺ نے خداوند کریم نہیں بیزار ہوتا تمہاری بیزاری تک اتنا عمل کر جس کی طاقت رکھو۔

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس ثواب کی کمی نہیں ہے جس قدر تم عمل کرتے جاؤ گے وہ ثواب دیتا جائے گا لیکن تم کو

(۲۵۲) بخاری (۲۱۲) کتاب الوضوء: باب الوضوء من النوم ومن لم ير من النعسة، مسلم (۷۸۶)

أبو داود (۱۳۱۰) ترمذی (۳۵۵) نسائی (۱۶۲) ابن ماجہ (۱۳۷۰) أحمد (۵۶/۶)۔

(۲۵۳) بخاری (۴۳) کتاب الایمان: باب أحب الدين الى الله عزوجل آدمومه، مسلم (۷۸۵) أبو

داود (۱۳۶۸) نسائی (۱۶۴۲) ابن ماجہ (۴۲۳۸) أحمد (۲۴۷/۶)۔

چاہیے کہ ظنات کے موافق جہاں تک جی لگے عبادت کرو اور جی نہ لگے اور دل بیزار ہو تو ایسی عبادت کس کام آئے گی۔ غرض یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ ثواب دینے سے تھک نہ جائے گا بلکہ بندہ عمل کرتے کرتے تھک جائے گا اور دل اس کا اچھا ہو جائے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہت مبالغہ کرنا عبادت میں اور نفس کو مطلق چین نہ دینا جیسا بعض جاہل درویش کیا کرتے ہیں کچھ اچھی بات نہیں ہے عمدہ وہی ہے جو طریقہ آنحضرت ﷺ کا تھا آپ ﷺ رات کو سوتے بھی اور عبادت بھی کرتے، روزہ بھی رکھتے افطار بھی کرتے، عورتوں سے صحبت بھی کرتے، کھاتے پیتے، اچھے کپڑے پہنتے خوشبو لگاتے۔

۲۵۴۔ عَنْ أُسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ أَتَقَطُّ أَهْلُهُ لِلصَّلَاةِ يَقُولُ لَهُمُ الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ ثُمَّ يَتَلَوُ هَذِهِ آيَةً وَأَمْرٌ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى۔

حضرت اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما رات کو نماز پڑھتے جتنا اللہ کو منظور ہوتا پھر جب اخیر رات ہوتی تو اپنے گھر والوں کو جگاتے نماز کے لیے اور کہتے اُن سے نماز نماز۔ پھر پڑھتے اس آیت کو اور ”حکم کراپنے گھر والوں کو نماز کا اور صبر کراس کے لیے ہم نہیں مانگتے تجھ سے روٹی بلکہ ہم کھلاتے ہیں تجھ کو اور عاقبت کی بہتری پر بیزگاری سے ہے۔“

۲۵۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ كَانَ يَقُولُ يُكْرَهُ النَّوْمُ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا۔

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے مکروہ ہے سونا عشاء کی نماز سے پہلے اور باتیں کرنا بعد نماز عشاء کے۔

فائدہ: اس حدیث کو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۲۵۶۔ وَ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَنَنْتِي مَنَنْتِي يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

امام مالک کو پہنچا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے نفل نماز رات اور دن کی دو دور کعتیں ہیں سلام

(۲۵۴) عبدالرزاق (۴۹/۳)۔

(۲۵۵) بخاری (۵۴۷) کتاب مواقیت الصلاة: باب وقت العصر، مسلم (۶۴۷) أبو داود (۴۸۴۹)

ترمذی (۱۶۸) نسائی (۵۲۵) ابن ماجہ (۷۰۱) دارمی (۱۴۲۹)۔

(۲۵۶) أبو داود (۱۲۹۵) کتاب الصلاة: باب فی صلاة النهار، ترمذی (۵۹۷) نسائی (۱۶۶۶) ابن

ماجہ (۱۴۲۱) احمد (۲۶/۲) دارمی (۱۴۵۸)۔

پچھیرے ہر دو رکعتوں کے بعد۔

فائدہ: زرقانی نے کہا کہ اس حدیث سے رد ہو گیا اہل کوفہ پر جو کہتے ہیں کہ یا آٹھ یا چھ یا چار رکعتیں نماز ایک سلام سے درست ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ پڑھتے تھے قبل ظہر کے دو رکعتیں اور بعد ظہر کے دو رکعتیں اور قبل عصر کے دو رکعتیں اور بعد مغرب کے دو رکعتیں۔ (زرقانی)

مسئلہ: کہا نا لک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

باب صلاة النبي في الوتر وتر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا بیان

۲۵۷۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُؤْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعتیں پڑھتے۔ ایک رکعت ان میں سے وتر کی ہوتی تو جب فارغ ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ جاتے وہی کرٹ پر۔

فائدہ: اکثر اصحاب نے ابن شہاب سے یوں روایت کیا کہ لیٹ جاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ساتوں فجر کے وہی کرٹ پر یہاں تک کہ آتا موزان واسطے تکبیر کے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر کی ایک رکعت بھی پڑھنا درست ہے۔ محمد بن نصر مروزی نے کتاب قیام اللیل میں بہت دلیلوں سے رد کیا ہے ان لوگوں پر جو کہتے ہیں وتر تین رکعت سے کم پڑھنا درست نہیں ہے اور بیان کیا ہے کہ احادیث صحیحہ اور افعال اجلائے صحابہ سے وتر کی ایک رکعت اور تین رکعت اور پانچ رکعت اور سات رکعت پڑھنا ایک سلام سے اور دو سلام سے ثابت ہے اور یہی حق ہے۔

۲۵۸۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِيَّهِمْ وَطَوْلِيهِمْ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُؤْتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنِي تَنَامُ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیونکر تھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں تو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں زیادہ کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان

ان سے کچھ مکھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم پھر ایک رکعت وتر کی پڑھی۔ سب تیرہ رکعتیں پڑھیں۔

وتر کا بیان

باب الأمر بالوتر

۲۶۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمْ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تَوْبَرُّ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کو تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی نماز دو رکعتیں ہیں اور جب ڈرہو صبح ہونے کا پڑھ لے ایک رکعت جو طاق کر دے اس کی نماز کو۔

فائدہ: وہی ایک رکعت وتر ہے محمد بن نصر مروزی نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مت پڑھو وتر کی تین رکعتیں تاکہ مشابہت ہو مغرب کی نماز کی صحیح کہا اس کو حاکم نے اور روایت کیا محمد بن نصر مروزی اور ابن حبان نے اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مانند اس کے اور طریق سے اور اسناد اس کا شیخین کی شرط پر ہے اور روایت کیا مروزی نے اور سنی نے ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے کہ مروی ہے تین رکعتیں وتر پڑھنا اور سلیمان بن یسار سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ تاکہ مشابہت نہ ہو نقل فرض کے اور کہا محمد بن نصر نے کہ ہم نے کوئی حدیث صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی نہیں پائی جس سے وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا ثابت ہوں۔ ہاں تین رکعتیں وتر پڑھنا ثابت ہے اس سے باطل ہو گیا قول ان لوگوں کا جو کہتے ہیں اجماع کیا صحابہ نے کہ وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا چاہیے اور طول کیا محمد بن نصر مروزی نے کتاب قیام اللیل میں اور بہت اچھی طرح رو کیا وتر کے واجب ہونے کو اور ثابت کیا اس امر کہ وتر سنت ہے اور کہا کہ ابو حنیفہ نے جو اس کے وجوب کو اختیار کیا ہے اس حدیث سے کہ زیادہ کی اللہ نے تمہارے لیے ایک نماز اور وہ وتر ہے تو یہ حدیث ضعیف ہے باوجود اس کے اس سے وجوب نہیں نکلتا پھر ابن مہارک سے نقل کیا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں یتیم تھے یعنی حدیثیں ان کو بہت کم پہنچیں تھیں۔ (واللہ اعلم)

۲۶۳۔ عَنْ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ يُدْعَى الْمُحَدَجِيُّ سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ يُكْنَى أَبَا مُحَمَّدٍ يَقُولُ إِنَّ الْوَتْرَ وَاجِبٌ فَقَالَ الْمُحَدَجِيُّ فَرُحْتُ إِلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَأَعْتَرَضْتُ لَهُ

(۲۶۲) بخاری (۴۷۲) کتاب الصلاة: باب الحلق والحلوس في المسجد، مسلم (۷۴۹) أبو داود (۱۳۲۶) ترمذی (۴۳۷) سنائی (۱۶۶۷) ابن مساجہ (۱۳۲۰) أحمد (۱۰/۲) دارمی (۱۴۵۹)۔

(۲۶۳) أبو داود (۱۴۲) کتاب الصلاة: باب فیصر اسم یوتر، سنائی (۴۶۱) ابن ماجہ (۱۴۰۱) احمد (۳۱۵، ۳۱۶) دارمی (۳۱۷)۔

وَهُوَ رَاحِعٌ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَخْبِرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ فَقَالَ عَبَادَةُ كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَمَسُ صَلَوَاتِ كَتَبَهُنَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْعِبَادِ فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ عَذْبُهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ۔

حضرت عبداللہ بن میریز سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بنی کنانہ سے جس کو محمد جی کہتے تھے سنا ایک شخص سے شام میں جن کی کنیت ابو محمد ہے (انصاری صحابی ہیں) کہتے تھے وتر واجب ہے محمد جی نے کہا کہ میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ابو محمد کے قول کو نقل کیا عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جھوٹ کہا ابو محمد نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے پانچ نمازیں ہیں جو فرض کیں اللہ نے اپنے بندوں پر جو شخص ان کو پڑھے گا اور ہلکا جان کر ان کو نہ چھوڑے گا تو اللہ جل جلالہ نے اس کے لیے عہد کر رکھا ہے کہ جنت میں اس کو لے جائے گا اور جو شخص ان کو چھوڑ دے گا اللہ کے پاس اس کا پچھ عہد نہیں ہے چاہے اس کو عذاب کرے چاہے جنت میں پہنچا دے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں ہے اور وتر نماز کے ترک کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ لیکن صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس شخص نے نماز ترک کی قصدا وہ کافر ہو گیا امام احمد کا یہی مذہب ہے۔

۲۶۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ كُنْتُ أَسِيرًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بِطَرِيقِ مَكَّةَ قَالَ سَعِيدٌ فَلَمَّا حَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو أَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ لَهُ حَشِيتُ الصُّبْحَ فَتَرْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ الْيَسْرُ لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ فَقُلْتُ بَلَى وَاللَّهِ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَيْعِرِ۔

حضرت سعید بن یسار سے روایت ہے کہ میں رات کو سفر میں ساتھ تھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے۔ راہ میں مکہ کی کہا سعید نے جب مجھے ڈر ہوا صبح کا تو میں نے اونٹ پر سے اتر کر وتر پڑھا پھر ان کو آگے بڑھ کر پایا تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا کہ تو کہاں تھا میں نے کہا مجھے صبح ہونے کا اندیشہ ہوا اس لیے میں نے اتر کر وتر پڑھا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا میں نے کہا واہ کیوں نہیں۔ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وتر پڑھتے تھے اونٹ پر۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔ یہی تو اونٹ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا۔

(۲۶۴) بحاری (۹۹۹) کتاب الجمعة: باب الوتر علی الدابة * مسلم (۷۰۰) ترمذی (۴۷۲) نسائی

(۱۶۸۸) ابن ماجہ (۱۲۰۰) أحمد (۷/۲) دارمی (۱۵۹۰)۔

۲۶۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ فِرَاشَهُ أَوْتَرَ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُوتِرُ آخِرَ اللَّيْلِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ فَأَمَّا أَنَا فَإِذَا جِئْتُ فِرَاشِي أَوْتَرْتُ -

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب سونے کو آتے اپنے بستر پر وتر پڑھ لیتے اپنے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آخر رات میں وتر پڑھتے تھے بعد تہجد کے اور سعید بن مسیب نے کہا کہ میں تو جب اپنے پچھونے پر سونے کو آتا ہوں تو وتر پڑھ لیتا ہوں۔

فائدہ: اس خوف کے کہ مہادا آنکھ نہ کھلے اور ترفوت ہو جائے تو جس شخص کو اپنے جاگنے کا اعتبار نہ ہو وہ سونے کے اول وتر پڑھ لے اور جس کو اعتبار ہو وہ بعد تہجد کے اخیر رات میں پڑھے۔

۲۶۶۔ عَنْ مَالِكِ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْوَتْرِ أَوْ اجِبَ هُوَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَقُولُ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ -

امام مالک کو پہنچا کہ ایک شخص نے پوچھا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا وتر واجب ہے تو کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وتر ادا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے۔

فائدہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وتر کو واجب نہ کہا کیونکہ واجب نہ تھا اور سنت اس لیے نہ کہا کہ وہ شخص سستی نہ کرے وتر کے پڑھنے میں۔

۲۶۷۔ عَنْ مَالِكِ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ مَنْ عَشِيَ أَنْ يَنَامَ حَتَّى يُصْبِحَ فَلْيُوتِرْ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ وَمَنْ رَجَا أَنْ يَسْتَقِظَ آخِرَ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ وَتَرَهُ -

امام مالک کو پہنچا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جس شخص کو خوف ہو کہ اس کی آنکھ نہ کھلے گی صبح تک تو وہ وتر پڑھ لے سونے سے پیشتر اور جو امید رکھے جاگنے کی آخر شب میں تو وہ دیر کرے وتر میں۔

۲۶۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ وَالسَّمَاءُ مُغِيْمَةٌ فَخَشِيَ عَبْدُ اللَّهِ الصُّبْحَ فَأَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ انْكَشَفَ الْغَيْمُ فَرَأَى أَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ رَكَعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ -

نافع سے روایت ہے کہ تھا میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستہ میں اور آسمان پر ابر چھایا ہوا تھا

(۲۶۵) ابن ابی شیبہ (۸۱/۲) بیہقی (۳۶۱/۳) -

(۲۶۶) ساجعی فی مسندہ (ص ۲۲۷) -

توڑے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صبح ہو جانے سے۔ پس پڑھی ایک رکعت وتر کی پھر کھل گیا ابر تو دیکھا کہ ابھی رات باقی ہے پس دو گانہ کیا اس رکعت کو ایک رکعت اور پڑھ کر پھر اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر جب خوف ہو صبح کا تو ایک رکعت وتر پڑھی۔

فائدہ: زرقانی نے کہا مثل اس کی مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور اسامہ رضی اللہ عنہ اور عروہ اور کحول اور عمرو بن میمون رضی اللہ عنہم اللہ سے اور اکثر اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ وتر پڑھ کر پھر اس کو توڑنا درست نہیں اور جنت اُن کی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ”نہیں ہیں دو وتر ایک رات میں“ روایت کیا اس کو نسائی اور ابن خزیمہ نے بہ اسناد حسن طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے۔ مترجم کہتا ہے کہ فعل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اس حدیث کے منافی نہیں۔ ہے کیونکہ انہوں نے جو پہلی ایک رکعت وتر کی پڑھی تھی اس کو ایک رکعت پڑھ کر دو گانہ کر لیا اب نہ ہوا اگر ایک وتر جو اخیر میں انہوں نے پڑھا۔

۲۶۹۔ عَنِ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالرَّكْعَةَ فِي الْوُتْرِ حَتَّى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سلام پھیرتے تھے دو رکعت وتر کی پڑھ کر اور کچھ کام ہوتا تو اس کو کہہ دیتے پھر ایک رکعت پڑھتے تھے۔

فائدہ: سعید بن منصور نے روات کیا بہ اسناد صحیح بکر بن عبداللہ مزنی سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دو رکعتیں وتر کی پڑھ کر اپنے غلام سے بات کی پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھی اور طحاوی نے روایت کیا سالم سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ وہ وتر کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرتے تھے۔ پھر ایک رکعت پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔ (زرقانی)

۲۷۰۔ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ يُوتِرُ بَعْدَ الْعَمَةِ بِوَاحِدَةٍ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وتر پڑھتے تھے بعد عشاء کے ایک رکعت۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارا عمل اس پر نہیں ہے بلکہ کم سے کم وتر کی تین رکعتیں ہیں۔

فائدہ: دو سلام سے لیکن روایت کیا ابو داؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا اس کو ابن حبان نے اور حاکم نے ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”وتر ضروری ہے جو چاہے وتر کی پانچ رکعتیں پڑھے اور جو چاہے تین رکعتیں پڑھے اور جو چاہے ایک رکعت پڑھے“ پھر جب احادیث صحیحہ ناطق ہیں اس پر کہ ایک رکعت وتر کی پڑھنا درست ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ نادرست ہے مگر جو غافل ہوں احادیث سے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص وتر پڑھ لے اول شب میں پھر سو کر اٹھے اور نماز اٹھل پڑھنا چاہے تو دو رکعتیں مجھے

(۲۶۹) بخاری (۹۹۱) کتاب الجمعة: باب ما جاء في الوتر، شافعی فی مسندہ (ص ۲۱۳) بیہقی

فی السنن الکبری (۲۵۱۳ - ۲۶)۔

(۲۷۰) بخاری (۶۳۵۶) کتاب الدعوات: باب الدعاء للصبيان بالبركة، احمد (۴۳۲۵)۔

پڑھنا پسند ہے۔

فائدہ: بعد ان رکعتوں کے وتر دوبارہ نہ پڑھے البتہ اگر ایک رکعت ان نوافل کے پہلے پڑھ کر وتر کا دوگانہ پورا کر دے تو بعد ان نوافل کے وتر پھر پڑھ لے جیسا کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

باب الوتر بعد الفجر وتر پڑھنا بعد فجر ہو جانے کے

۲۷۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَفَدَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ لِخَادِمِهِ انْظُرْ مَا صَنَعَ النَّاسُ وَهُوَ يَوْمِيذٌ قَدْ ذَهَبَ بَصْرُهُ فَذَهَبَ الْخَادِمُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدْ انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الصُّبْحِ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَأَوْتَرَهُ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ۔

حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سو رہے پھر جاگے تو کہا آپ رضی اللہ عنہ نے خادم سے دیکھا لوگ کیا کر رہے ہیں اور ان دنوں میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بصارت جاتی رہی تھی سو گیا خادم پھر آیا اور کہا کہ لوگ پڑھ چکے صبح کی نماز تو کھڑے ہوئے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور وتر پڑھا پھر نماز پڑھی صبح کی۔

فائدہ: اس اثر سے ثابت ہوا ہے کہ وتر بعد طلوع فجر کے پڑھ سکتے ہیں جب تک نماز نہ پڑھی ہو صبح کی۔ (زرقانی)

۲۷۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعِبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ قَدْ أَوْتَرُوا بَعْدَ الْفَجْرِ۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کو پہنچا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ نے وتر پڑھا بعد فجر ہو جانے کے۔

۲۷۳۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ مَا أَبَالِي لَوْ أُقِيمَتِ صَلَاةُ الصُّبْحِ وَأَنَا أُوتِرُ۔

حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے کچھ ڈر نہیں ہے اگر میں وتر پڑھتا ہوں اور کبیر ہو جائے صبح کی نماز کی۔

۲۷۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ عِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ يَوْمَ قَوْمًا فَخَرَجَ يَوْمًا إِلَيَّ الصُّبْحِ فَأَقَامَ الْمُؤَذِّنُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَاسْكَنَتْهُ عِبَادَةُ حَتَّى أَوْتَرَهُ ثُمَّ صَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ۔

(۲۷۱) عبد الرزاق (۴۵۹۲) ابن ابی شیبہ (۶۷۵۲) البيهقي (۴۸۰/۲)۔

(۲۷۲) أيضاً۔

(۲۷۳) عبد الرزاق (۴۶۳۲) ابن ابی شیبہ (۶۷۵۱) بيهقي (۴۸۰/۲)۔

(۲۷۴) بيهقي (۴۸۰/۲)۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ امامت کرتے تھے ایک قوم کی تو نکلے ایک روز صبح کی نماز کے لیے اور مؤذن نے تکبیر کہی پس خاموش کیا عبادہ رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو یہاں تک کہ وتر پڑھا پھر نماز پڑھائی صبح کی۔

۲۷۵۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يَقُولُ إِنِّي لَأُوتِرُ وَأَنَا أَسْمَعُ الْإِقَامَةَ أَوْ بَعْدَ الْفَجْرِ يَشْكُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَيْ ذَلِكَ قَالَ۔

حضرت عبدالرحمن بن قاسم سے روایت ہے کہ سنا انہوں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے وہ کہتے تھے میں وتر پڑھتا ہوں اور سنا کرتا ہوں تکبیر صبح کی یا وتر پڑھتا ہوں بعد فجر کے۔ شک ہے عبدالرحمن کو کس طرح کہا انہوں نے۔

۲۷۶۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ إِنِّي لَأُوتِرُ بَعْدَ الْفَجْرِ۔

حضرت عبدالرحمن بن قاسم نے سنا اپنے باپ سے وہ کہتے تھے میں وتر پڑھتا ہوں بعد فجر ہو جانے کے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا بعد فجر ہو جانے کے وہ شخص وتر پڑھے جو سو گیا ہو اور وتر نہ پڑھا ہو لیکن کسی شخص کو قصداً یہ بات درست نہیں کہ وتر بعد فجر ہو جانے کے پڑھے۔

فائدہ: ورنہ وتر مکروہ ہو گا صبح ابن خزیمہ میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ جو شخص صبح کرے اور وتر نہ پڑھے تو اس کا وتر نہ ہو گا اور یہ محمول ہے اس شخص پر جو قصد ترک کرے وتر کو یہاں تک کہ صبح ہو جائے تو نہ ہو گا کیونکہ جو وقت اختیاری تھا اس کو فوت کر کے وقت ضروری میں ڈال دیا اس لیے کہ ابوداؤد نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کیا جو شخص بھول جائے وتر کو یا سو جائے اس سے تو پڑھے اس کو جب یاد آئے وہ یعنی جب تک صبح کی نماز نہ پڑھی ہو اور ایک طائفہ نے کہا ان میں سے طوائس ہیں کہ قضا کرے وتر کی بعد طلوع آفتاب کے اور عطا اور اوزاعی نے کہا کہ قضا کر لے اگرچہ آفتاب نکل آئے غروب تک اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ قضا کرے دوسری رات تک اور بعضوں نے کہا کہ ہر حال میں قضا کرے اور اکثر علماء نے ان میں سے مالک ہیں یہ کہا ہے کہ وتر کی قضا نہ کرے بعد میں صبح کی نماز کے۔ محمد بن نصر مروزی نے کتاب قیام اللیل میں کہا کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں پائی جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی قضا پڑھی یا حکم کیا اوروں کو قضا پڑھنے کا۔ اور جس شخص نے یہ گمان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قضا کی تھی وتر کی جب صبح کی نماز قضا ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وادی میں تو اس نے غلطی کی۔ (زرقاتی)

(۲۷۵) عبدالرزاق (۴۶۱۰)۔

(۲۷۶) ابن ابی شیبہ (۶۷۹۵)۔

صبح کی سنتوں کا بیان

باب ما جاء في ركعتي الفجر

۲۷۷۔ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ عَنِ الْأَذَانِ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَقَامَ الصَّلَاةُ۔

اُم المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اذان ہو چکتی صبح کی تو پڑھتے تھے رسول اللہ ﷺ دو رکعتیں ہلکی جماعت کھڑی ہونے سے پیشتر۔

۲۷۸۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْفَفُ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ حَتَّىٰ إِنِّي لَأَقُولُ أَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ أَمْ لَا۔

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جلدی پڑھتے فجر کی سنتوں کو یہاں تک کہ میں کہتی تھی سورہ فاتحہ بھی پڑھی آپ ﷺ نے یا نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی بنا پر امام مالک اور ایک طائفہ نے کہا کہ فجر کی سنتوں میں صرف سورہ فاتحہ پر قناعت کرے یعنی بعد فاتحہ کے سورت نہ پڑھے لیکن جمہور علماء کے نزدیک سورہ پڑھے اور یہی صواب ہے کیونکہ روایت کیا مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے فجر کی سنتوں میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص اور ترمذی نے اور نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا اور بزار نے انس رضی اللہ عنہ سے مثل اس کے نقل کیا اور ابن حبان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے دو رکعتوں کو قبل فجر کے اور فرماتے تھے کیا اچھی ہیں دو سورتیں جو پڑھی جاتی ہیں ان رکعتوں میں ”کافرون“ اور ”قل هو اللہ احد“۔

مسئلہ: امام مالک اور ایک طائفہ نے کہا کہ فجر کی سنتوں میں صرف سورہ فاتحہ پر قناعت کرے یعنی بعد فاتحہ کے سورت نہ پڑھے لیکن جمہور علماء کے نزدیک سورہ پڑھے اور یہی صواب ہے۔

۲۷۹۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ قَوْمَ الْإِقَامَةِ فَقَامُوا يُصَلُّونَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَلَاتَانِ مَعًا أَصَلَاتَانِ مَعًا وَذَلِكَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ فِي

(۲۷۷) بخاری (۶۱۸) کتاب الأذان : باب الأذان بعد الفجر 'مسلم (۷۲۳) ترمذی (۴۳۳) نسائی

(۱۷۷۳) ابن ماجہ (۱۱۴۵) احمد (۲۸۳/۶) دارمی (۱۴۴۴)۔

(۲۷۸) بخاری (۱۱۷۱) کتاب الجمعة : باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى 'مسلم (۷۲۴) أبو داود

(۱۲۵۵) نسائی (۹۴۶) احمد (۴۰/۶)۔

(۲۷۹) ابن ماجہ (۱۱۴۵) احمد (۴۴۰/۲)۔

الرُّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ -

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ لوگوں نے تکبیر سنی تو کھڑے ہو کر پڑھنے لگے سنتوں کو تب نکلے رسول اللہ ﷺ اور فرمایا کیا دو دو نمازیں ایک ساتھ کیا دو دو نمازیں ایک ساتھ اور فرمایا آپ ﷺ نے یہ صبح کی نماز میں ان دو رکعتوں میں جو پڑھی جاتیں قبل نماز صبح کے۔

فائدہ: اس حدیث سے تو صراحتاً یہ امر معلوم ہو گیا کہ فجر کی سنتوں کو نہ پڑھنا چاہیے جب فرض کی تکبیر ہو اگرچہ جماعت کے ملنے کی امید ہو اسی طرح اور سنتوں کو بھی ترک کرنا چاہیے تکبیر ہوتے وقت کیونکہ روایت کیا مسلم اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”جب تکبیر ہو نماز کی تو کوئی نماز نہ پڑھی جائے سوا فرض کے“ ابن عدی کی روایت میں ہے کہ صحابہ نے پوچھا فجر کی دو سنتوں کو فرمایا نہ فجر کی دو رکعتیں یعنی وہ بھی نہ پڑھی جائیں۔ زرقانی نے کہا کہ ابن عدی کی سند حسن ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک فجر کی دو سنتیں پڑھ لینا چاہیے اگر جماعت کے ملنے کی امید ہو مگر اس کی کوئی دلیل جو قابل اعتماد کے ہو پائی نہیں گئی وہ جو بعض روایات میں ((إِلَّا رُكْعَتَيْ الْفَجْرِ)) کا استثناء منقول ہے۔ موضوع اور باطل ہے۔

۲۸۰ - عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَاتَتْهُ رُكْعَتَا الْفَجْرِ فَقَضَاهُمَا بَعْدَ أَنْ طَلَعَتُ الشَّمْسُ -

امام مالک کو پہنچا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فوت ہو گئیں سنتیں فجر کی تو پڑھ لیں انہوں نے بعد آفتاب نکلنے کے۔

۲۸۱ - عَنْ الْبُقَايِسِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعَ ابْنُ عُمَرَ -

حضرت قاسم بن محمد سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

فائدہ: ترمذی نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے نہ پڑھی ہوں سنتیں فجر کی تو وہ پڑھ لے بعد آفتاب نکلنے کے۔ ابن عبد البر نے کہا ان احادیث سے سنت مؤکدہ ہونا فجر کی دو رکعتوں کا ثابت ہوتا ہے اور شافعی اور عطاء و عمرو بن دینار نے جنازہ رکھی ہے فقہا پڑھنی سنتوں کی فجر کے بعد سلام پھیرنے امام کے فرض نماز سے اور مالک اور اکثر علماء نے اس کا انکار کیا ہے کیونکہ منع کیا آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھنے سے بعد فجر کے یہاں تک کہ آنکلے آفتاب۔ زرقانی نے کہا کہ شافعی کی دلیل حدیث ہے عمرو بن قیس کی۔ روایت ہے کہ دیکھا نبی ﷺ نے ایک شخص پڑھ رہا ہے بعد صبح کے دو رکعتیں سو فرمایا آپ ﷺ نے نماز صبح کی دوہی رکعتیں ہیں وہ شخص بولا کہ میں نے سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ اس لیے اب پڑھ لیں پس چپ ہو رہے رسول اللہ ﷺ۔

(۲۸۰) ابن ابی شیبہ (۵۹/۲) بیہقی (۴۸۴/۲) -

(۲۸۱) ابن ابی شیبہ (۵۹/۲) بیہقی (۴۸۴/۲) -

کِتَابُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ

کتاب باجماعت نماز کے بیان میں

باب فضل صلاة الجماعة علی نماز باجماعت کی اکیلے آدمی کی نماز پر فضیلت کا بیان

صلاة الفرد

فائدہ: علامہ ابن قیم نے کتاب الصلوة میں لکھا ہے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس امر میں کہ جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے یا سنت۔ تو عطاء بن ابی رباح اور حسن بصری اور ابو عمر وادراوزاعی اور ابو ثور اور امام احمد رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جماعت واجب ہے اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک سنت ہے پھر بیان کیں بارہ دلیلیں احادیث اور اجماع صحابہ سے اوپر و جب جماعت کے۔ بہر حال جماعت ایک امر عظیم ہے اگر بے عذر ترک کرے گا تو بعضوں کے نزدیک نماز ہی نہ ہوگی مگر یہ ضروری نہیں کہ جماعت مسجد ہی میں ہو بلکہ گھر میں بھی اگر جماعت سے پڑھ لے تو کافی ہے اور ایک روایت میں امام احمد سے گھر میں بھی جماعت بدون عذر کے درست نہیں۔

www.KitaboSunnat.com

۲۸۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةِ الْفَرْدِ بِسِتِّينَ وَعَشْرِينَ دَرَجَةً۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جماعت کی فضیلت رکھتی ہے اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ۔

۲۸۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسِينَ وَعَشْرِينَ جُزْأً۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جماعت کی افضل ہے اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس حصہ۔

فائدہ: یہ روایت پہلی روایت کے مخالف نہیں کیونکہ جب جماعت کی نماز ستائیس درجہ افضل ہوگی تو پچیس درجہ ضرور افضل ہوگی اور بعضوں نے کہا ہے کہ درجہ حصہ سے کچھ کم ہے تو پچیس حصہ کے ستائیس درجے ہوں گے۔

(۲۸۲) بخاری (۶۴۵) کتاب الأذان: باب فضل صلاة الجماعة، مسلم (۶۵۰) ترمذی (۲۱۵)

نسائی (۸۳۷) ابن ماجہ (۷۸۹) أحمد (۶۵۱۲) (۵۳۳۲) دارمی (۱۲۷۷)۔

(۲۸۳) بخاری (۶۴۸) کتاب الأذان: باب فضل صلاة الفجر في جماعة، مسلم (۶۴۹) ترمذی

(۲۱۶) نسائی (۸۳۸) ابن ماجہ (۷۸۷) أحمد (۴۷۳۱۲) (۱۰۱۲۵) دارمی (۱۲۷۶)۔

۲۸۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحَطَبُ ثُمَّ أَمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنُ لَهَا ثُمَّ أَمُرَ رَجُلًا فَيُؤَمُّ النَّاسَ ثُمَّ أَخَالَفَ إِلَى رِجَالٍ فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمْ بِيُوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَظْمًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں نے قصد کیا کہ حکم کروں لکڑیاں توڑ کر جلانے کا پھر حکم کروں میں نماز کا اور اذان ہو پھر حکم کروں ایک شخص کو امامت کا اور وہ امامت کرے پھر جاؤں میں پیچھے سے ان لوگوں کے پاس جو نہیں آئے جماعت میں اور جلادوں ان کے گھروں کو قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر کسی کو ان میں سے معلوم ہو جائے کہ ایک ہڈی عمدہ گوشت کی یادو کھر بکری کے اچھے تھلیں گے تو ضرور آئے عشاء کی نماز میں۔

فائدہ: اس حدیث سے جماعت کی بہت تاکید ثابت ہوئی کیونکہ جماعت میں حاضر نہ ہونے کی سزا آپ نے یہ تجویز کی کہ مکان ان کے جلادینے جائیں اور ان کے گھروں پر ان کر دیئے جائیں امام ابن قیم علیہ الرحمۃ نے اس کی بڑی تفصیل کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے جس کو شوق ہو دیکھے۔

www.KitaboSunnat.com

۲۸۵۔ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ نَابِتٍ قَالَ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ إِلَّا صَلَاةَ الْمَكْتُوبَةِ۔

حضرت بسر بن سعید سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا افضل نماز وہ ہے جو گھروں میں پڑھی جائے سوا فرض نماز کے۔

فائدہ: کہ اس (یعنی فرض) کا مسجد میں جماعت سے پڑھنا ضروری ہے بخاری مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے زید بن ثابت سے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے اس لفظ سے ((عَبَّرَ صَلَاتِكُمْ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ إِلَّا صَلَاةَ الْفَرِيضَةِ))۔

باب ما جاء في العتمة والصبح عشاء اور صبح کی جماعت کی فضیلت

۲۸۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ

(۲۸۴) بخاری (۶۴۴) کتاب الأذان: باب وجوب صلاة الجماعة، مسلم (۶۵۱) أبو داود (۵۴۸)

ترمذی (۲۱۷) نسائی (۸۴۸) ابن ماجہ (۷۹۱) أحمد (۲۴۴/۲) دارمی (۱۲۷۴)۔

(۲۸۵) بخاری (۷۳۱) کتاب الأذان: باب صلاة الليل، مسلم (۷۸۱) أبو داود (۱۰۴۴) ترمذی

(۴۵۰) نسائی (۱۵۹۹) أحمد (۱۸۲/۵) دارمی (۱۳۶۶)۔

(۲۸۶) بیہقی (۵۹/۳)۔

www.KitaboSunnat.com

شُهُودُ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ لَا يَسْتَطِيعُونَ هَهُمَا أَوْ نَحْوَهُ هَذَا -

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ وہ صبح اور عشاء کی جماعت میں نہیں آسکتے یا مثل اس کے کچھ کہا۔

۲۸۷ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ إِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخْرَجَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَفَقَرَهُ لَهُ وَقَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةَ الْمَطْعُونِ وَالْمَبْتُونِ وَالْعَرِيقِ وَصَاحِبِ الْهَدْمِ وَالشَّهِيدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النَّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهْمُوا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص جارہا تھا راہ میں اس نے ایک کانٹا پایا تو اس کو ہٹا دیا پس راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ اس سے توبہ بخش دیا اس کو اور فرمایا آپ ﷺ نے شہید پانچ قسم کے لوگ ہیں؛ جو طاعون (ایک پھوڑا ہوتا ہے بغل میں) سے مر جائے یا دستوں سے یا ڈوب جائے یا مکان سے گر کر مر جائے یا اللہ جل جلالہ کی راہ میں شہید ہو جائے۔ اور یہ بھی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر جانیں لوگ جو کچھ ثواب ہے اذان میں اور صف اول میں پھرنے پائیں اس کو بغیر قرعہ کے البتہ قرعہ ڈالیں اس پر اور اگر جانیں جو کچھ ثواب ہے نماز کے اول وقت پڑھنے میں البتہ جلدی کریں طرف اس کی اور اگر جانیں جو کچھ ثواب ہے عشاء اور صبح کی جماعت میں حاضر ہونے کا البتہ آئیں گھنٹے ہوئے گھنٹوں اور کہنیوں پر۔

فائدہ: علماء نے کہا کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ امام مالکؒ اس حدیث کو اس باب میں کیوں لائے۔ بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ جب کانٹے دور کرنے کا یہ ثواب ہوگا گناہ بخش دینے جائیں اور جنت میں جائے تو عشاء اور فجر کی جماعت میں حاضر ہونے کا جو نہایت شاق ہے کس قدر ثواب ہوگا مگر یہ توجہ دوسری حدیث جس میں شہیدوں کا ذکر ہے چل نہیں سکتی۔
فائدہ: یہ اخیر کی حدیث موطا کے مشہور نسخوں میں نہیں پائی جاتی۔ زرقانی نے کہا کہ شاید عبید اللہ بن یحییٰ نے یہ خیال کیا کہ یہ حدیث اوپر گزر گئی ہے پس اس کا ذکر کرنا بے حاصل ہے اس لیے چھوڑ دیا۔ لیکن ابن وضاح کی روایت میں یحییٰ بن یحییٰ سے یہ حدیث موجود ہے اور اس باب سے اصل مقصود اس حدیث کا ذکر ہے۔

۲۸۸ - عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَنْمَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَنْمَةَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَدَا إِلَى الشُّوقِ وَمَسَّكُنُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ

(۲۸۷) مسلم (۴۳۷) كتاب الصلاة: باب تسوية الصفوف واقامتها، أبو داود (۵۲۴۵) الترمذی

(۱۰۶۲) نسائی (۶۷۱، ۵۴۰)۔

(۱۸۸) عبد الرزاق (۲۰۱۱) ابن أبي شيبة (۳۳۶۰)۔

السُّوقِ وَالْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ فَمَرَّ عَلَى الشُّفَاءِ أُمُّ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا لَمْ أَرِ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّي فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَقَالَ عُمَرُ لَأَنْ أَشْهَدَ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي الْجَمَاعَةِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُومَ لَيْلَةً -

حضرت ابو بکر بن سلیمان بن ابی حمزہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نہ پایا سلیمان بن ابی حمزہ کو صبح کی نماز میں اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گئے بازار کو اور گھر سلیمان کا بازار اور مسجد کے بیچ میں سولی ان کو شفا ماں سلیمان کی تو پوچھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شفا سے کہ میں نے نہیں دیکھا سلیمان کو صبح کی نماز میں تو کہا شفا نے کہ وہ رات کو نماز پڑھتے رہے اس لیے ان کی آنکھیں لگ گئیں تب فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے البتہ مجھے صبح کی نماز میں حاضر ہونا رات کی عبادت سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔

۲۸۹ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى صَلَاةِ الْعِشَاءِ فَرَأَى أَهْلَ الْمَسْجِدِ قَلِيلًا فَاضْطَجَعَ فِي مَوْحِرِ الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ النَّاسَ أَنْ يَكْثُرُوا فَأَتَاهُ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ مَنْ هُوَ فَأَجَبَهُ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ فَأَجَبَهُ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فَكَانَتْ قَامَ نِصْفَ لَيْلَةٍ وَمَنْ شَهِدَ الصُّبْحَ فَكَانَتْ قَامَ لَيْلَةً -

عبد الرحمن بن ابی عمرہ انصاری سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے مسجد میں نماز عشاء کے لیے تو دیکھا کہ لوگ کم ہیں تو لیٹ رہے مسجد کے اخیر میں انتظار کرتے تھے لوگوں کے جمع ہونے کا پس آئے ابن ابی عمرہ اور بیٹھے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس۔ پس پوچھا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ کون ہو تم بیان کیا ان سے ابن ابی عمرہ نے نام اپنا پھر پوچھا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ کتنا قرآن تم کو یاد ہے تو بیان کیا انہوں نے۔ پھر فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے جو شخص حاضر ہو عشاء کی جماعت میں تو گویا اس نے آدھی رات عبادت کی اور جو حاضر ہو صبح کی جماعت میں تو گویا۔ اس نے ساری رات عبادت کی۔

قائده: مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

باب إعادة الصلاة مع الامام کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھنے کا بیان

۲۹۰ - عَنْ مُحِجَّنٍ عَنِ أَبِيهِ مُحِجَّنٍ أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۲۸۹) مسلم (۶۵۶) كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة، أبو داود (۵۵۵) ترمذی (۲۲۱) أحمد (۵۸۱/۱) (۴۰۸) دارمی (۱۲۲۴) عبدالرزاق (۲۰۰۹) ابن ابی شیبہ (۳۳۵۷) -

(۲۹۰) نسائی (۸۵۷) كتاب الامامة: باب إعادة الصلاة مع الجماعة بعد صلاة الرجل لنفسه، أحمد (۵۴/۴) -

فَأَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ رَجَعَ وَمُحَمَّدٌ فِي مَخْلَبِهِ لَمْ يُصَلِّ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَقَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَكِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ -

حضرت محمد بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ وہ بیٹھے تھے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے اتنے میں اذان ہوئی نماز کی تو اٹھے رسول اللہ ﷺ اور نماز پڑھ کر آئے تو دیکھا کہ محمد بن ابی بکرؓ ہیں تب فرمایا ان سے رسول اللہ ﷺ نے کیوں تم نے نماز نہیں پڑھی سب لوگوں کے ساتھ کیا تم مسلمان نہیں ہو۔ کہا محمد بن ابی بکرؓ نے کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ بلکہ میں پڑھ چکا تھا نماز اپنے گھر میں تب فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تو آئے مسجد میں تو نماز پڑھ لوگوں کے ساتھ اگر چہ تو پڑھ چکا ہو۔

فائدہ: اس حدیث کو بخاری نے الادب المفرد میں اور نسائی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا عبد اللہ بن سرجس سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب نماز پڑھ لے کوئی تم میں سے اپنے گھر میں پھر جائے مسجد کو اور لوگ نماز پڑھیں تو پڑھے ساتھ ان کے وہ (نقل) ہو جائے گی۔

۲۹۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أُصَلِّي فِي بَيْتِي ثُمَّ أُذْرِكُ الصَّلَاةَ مَعَ الْإِمَامِ أَفَأُصَلِّي مَعَهُ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ أَيْتَهُمَا أَجْعَلُ صَلَاتِي فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ أَوْ ذَلِكَ إِلَيْكَ إِنَّمَا ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ يَجْعَلُ أَيْتَهُمَا شَاءَ -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نماز پڑھ لیتا ہوں اپنے گھر میں پھر پاتا ہوں جماعت کو ساتھ امام کے کیا پھر پڑھوں ساتھ امام کے۔ کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہاں۔ کہا اس شخص نے پس دو نمازوں میں کون سی نماز کو فرض سمجھوں اور کس کو نفل تو جواب دیا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ تجھ کو اس سے کیا مطلب یہ تو اللہ جل جلالہ کا اختیار ہے جس کو چاہے فرض کر دے جس کو چاہے نفل کر دے۔

فائدہ: اوپر کی حدیث سے جس کو طبرانی نے روایت کیا یہ امر عادت ہوتا ہے کہ پہلی فرض ہوگی اور دوسری نفل اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا اور بعضوں کے نزدیک دوسری نماز فرض ہوگی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا جواب بہت اچھا ہے میرے نزدیک۔

۲۹۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ فَقَالَ إِنِّي أُصَلِّي فِي بَيْتِي ثُمَّ

(۲۹۱) بیہقی (۳۰۲/۲)۔

(۲۹۲) عبد الرزاق (۴۲۲/۲) بیہقی (۳۰۲/۲)۔

آتِ الْمَسْجِدَ فَاجِدْ الْاِمَامَ يُصَلِّيْ اَفْصَلِيْ مَعَهُ فَقَالَ سَعِيْدٌ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ فَاِيَهُمَا صَلَاتِيْ فَقَالَ سَعِيْدٌ اَوْ اَنْتَ تَجْعَلُهُمَا اِنَّمَا ذَلِكَ اِلَى اللّٰهِ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا سعید بن مسیب سے میں نماز پڑھ لیتا ہوں اپنے گھر میں پھر آتا ہوں مسجد میں سو پاتا ہوں امام کو نماز پڑھتا ہوا کیا پھر پڑھوں اس کے ساتھ نماز؟ کہا سعید نے ہاں تو کہا اس شخص نے پھر کس نماز کو فرض سمجھوں؟ کہا سعید نے تو فرض اور نفل کر سکتا ہے یہ کام اللہ جل جلالہ کا ہے۔

۲۹۳ - عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي اَسَدٍ اَنَّهُ سَأَلَ اَبَا اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيَّ فَقَالَ اِنِّيْ اُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ ثُمَّ اَتِيْتُ الْمَسْجِدَ فَاجِدُ الْاِمَامَ يُصَلِّيْ اَفْصَلِيْ مَعَهُ فَقَالَ اَبُو اَيُّوبَ نَعَمْ فَصَلِّ مَعَهُ فَاِنَّ مَنْ صَنَعَ ذَلِكَ فَاِنَّ لَهُ سَهْمًا جَمَعَ اَوْ مِثْلَ سَهْمٍ جَمَعَ -

ایک شخص سے جو بنی اسد کے قبیلہ سے تھا روایت ہے کہ اس نے پوچھا ابو ایوب انصاری سے تو کہا کہ میں نماز پڑھ لیتا ہوں گھر میں پھر آتا ہوں مسجد میں تو پاتا ہوں امام کو نماز پڑھتے ہوئے کیا نماز پڑھ لوں دوبارہ ساتھ امام کے۔ کہا ابو ایوب نے ہاں جو ایسا کرے گا اس کو ثواب جماعت کا ملے گا یا مثل ثواب جماعت کے یا اس کو لشکر اسلام کے ثواب کا ایک حصہ ملے گا یعنی غازی کا ثواب پائے گا یا اس کو مزدلفہ میں رہنے کا ثواب ملے گا یا اس کو دو ہر ا ثواب ملے گا ایک اکیلے نماز پڑھنے کا دوسری جماعت سے نماز پڑھنے کا۔

فائدہ: اس حدیث کو ابو داؤد نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (زرقاتی)

۲۹۴ - عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ اَوْ الصُّبْحَ ثُمَّ اَدْرَكَهُمَا مَعَ الْاِمَامِ فَلَا يَتَعَدُّ لَهُمَا -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص نماز پڑھے مغرب یا صبح کی پھر پائے ان دونوں جماعتوں کو تو دوبارہ نہ پڑھے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص نماز پڑھے لے اکیلے پھر پائے نماز کو ساتھ امام کے تو دوبارہ پڑھ لینے میں کچھ حرج نہیں مگر مغرب کی نماز کیونکہ وہ دوبارہ پڑھنے میں طاق نہ رہے گی بلکہ تین دو گانہ ہو جائیں گے۔

فائدہ: امام محمد نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ مغرب دوبارہ پڑھنے سے نفل ہوگی اور نفل کی طاق رکعتیں مشروع نہیں ہیں مگر اس کا علاج یہ ہو سکتا ہے کہ امام کی فراغت کے بعد ایک رکعت اور کھڑے ہو کر پڑھے بعض علماء کے نزدیک فجر اور

(۲۹۳) أبو داود (۵۷۸) كتاب الصلاة: باب فيمن صلى في منزله ثم أدرك الجماعة -

(۲۹۴) شافعی فی مسندہ (ص ۲۱۴) عبدالرزاق (۳۹۳۹) -

عصر کی نماز کو بھی دوبارہ نہ پڑھے اس لیے کہ فجر کی اور عصر کی نماز پڑھنے کو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مطلق ہے ہر نماز کو دوبارہ پڑھ سکتا ہے بلکہ خاص صبح کی نماز میں ایک حدیث تصریح سے موجود ہے جس کو روایت کیا ابوداؤد نے بزید بن اسود سے کہ میں آیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں تو نماز پڑھی میں نے آپ ﷺ کے ساتھ تو پوچھا آپ ﷺ نے کیوں تم نے نماز نہیں پڑھی ساتھ ہمارے انہوں نے جواب دیا ہم پڑھ چکے تھے اپنے ذیروں میں فرمایا آپ ﷺ نے ایسا نہ کرو جب تک پڑھ چکو نماز اپنے ذیروں میں پھر آؤ مسجد میں تو نماز پڑھو امام کے ساتھ وہ نفل ہو جائے گی۔ (زرقاتی)۔

باب العمل فی صلاة الجماعة جماعت سے نماز پڑھنے کا بیان

۲۹۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز پڑھائے کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ تخفیف کرے کیونکہ جماعت میں بیمار اور ضعیف اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب اکیلے پڑھے تو جتنا چاہے طول کرے۔

فائدہ: تخفیف سے یہ فرض ہے کہ موافق سنت کے جس طرح آنحضرت ﷺ پڑھا کرتے تھے اس طرح پڑھائے اور ارکان کو بخوبی ادا کرے۔ علامہ ابن قیم نے اس کی تحقیق خوب بیان کی ہے جس کا جی چاہے ان کی کتاب الصلوٰۃ کو ملاحظہ کرے۔

۲۹۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ قُمْتُ وَرَاءَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ غَيْرِي فَخَالَفَ عَبْدُ اللَّهِ بِيَدِهِ فَجَعَلَنِي حِدَاثَةً عَنْ يَمِينِهِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ میں کھڑا ہوا نماز کو ساتھ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اور کوئی نہ تھا سو میرے تو پیچھے سے پکڑ کے عبد اللہ نے مجھے اپنی دہائی طرف برابر کھڑا کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک ہی مقتدی ہو امام کے ساتھ تو امام کے برابر دہائی طرف کھڑا ہو۔

۲۹۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَوْمَ النَّاسِ بِالْعَقِيقِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَنَهَاهُ۔

(۲۹۵) بخاری (۷۰۳) کتاب الأذان : باب اذا صلى لنفسه فليطول ما شاء، مسلم (۴۶۷) أبو داود

(۷۹۴) ترمذی (۲۳۶) نسائی (۸۲۳) أحمد (۴۸۶/۲)۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص امامت کرتا تھا لوگوں کی تفتیش میں (ایک موضع ہے مدینہ میں) تو منع کروا بھیجا امامت سے اس کو عمر بن عبدالعزیز نے۔

مسئلہ: کہا مالک نے منع کروا بھیجا اس کو امامت سے اس لیے کہ اس کا باپ معلوم نہ ہوتا تھا۔

فائدہ: یعنی وہ ولدزنا تھا اور ولدزنا کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ امام محمد نے کتاب الآثار میں ابراہیم نخعی سے روایت کیا کہ اعرابی اور ولدزنا اور غلام اگر قراءت جانتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ قباحت نہیں۔

باب صلاة الامام وهو جالس امام کا بیٹھ کر نماز پڑھنا

۲۹۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَضَرَعَ فُجْحَشَ شِقَّةَ الْأَيْمَنِ فَصَلَّى صَلَاةَ مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَصَلَيْنَا وَرَأَاهُ فَعُوذًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے ایک گھوڑے پر پس گر پڑے اس پر سے تو چھل گیا داہنا جانب آپ ﷺ کا۔ پس نماز پڑھی آپ ﷺ نے بیٹھ کر اور نماز پڑھی ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر۔ پھر جب فارغ ہوئے آپ ﷺ نماز سے تو فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب امام سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب امام سح اللہ من حمدہ کہے تو تم رہنا لک الحمد کہو اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔

فائدہ: امام احمد اور اسحاق کا یہی مذہب ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک اگر امام کو عذر ہو اور وہ بیٹھ کر پڑھے تو مقتدی کھڑے ہو کر پڑھیں۔ شافعی نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ بدلیل اس حدیث کے کہ آنحضرت ﷺ نے مرض الموت میں بیٹھ کر نماز پڑھی اور صحابہ نے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی (محلّی) بظاہر یہ حدیث مخالف ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے جو بعد اس کے ہے اور صورت تطبیق کی یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اختصار ہے گویا کہ انس نے وہی حال بیان کیا ہے جو بعد میں امر بالجلوس کے قرار پایا۔ (زرقلانی)

(۲۹۸) بخاری (۸۰۵) کتاب الأذان: باب يهوى بالتكبير حين يسجد، مسلم (۴۱۱) أبو داود (۶۰۱) ترمذی (۳۶۱) نسائی (۷۹۴) ابن ماجه (۱۲۳۸) أحمد (۱۱۰/۳) دارمی (۱۲۵۶)۔

۲۹۹۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَأَتْهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے بیماری سے بیٹھ کر اور لوگوں نے کھڑے ہو کر پڑھنا شروع کیا۔ تب اشارہ کیا آنحضرت ﷺ نے ان سے کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر جب فارغ ہوئے نماز سے تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے تو جب امام رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

۳۰۰۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي مَرَضِهِ فَأَتَى فَوَجَدَ أَبَا بَكْرٍ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَاسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ كَمَا أَنْتَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ وَكَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے مرض الموت میں سو آئے مسجد میں اور پایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھا رہے تھے کھڑے ہو کر تو پیچھے ہٹنا چاہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے۔ پس اشارہ کیا حضرت ﷺ نے کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور بیٹھ گئے آپ ﷺ برابر پہلو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی نماز کی پیروی کرتے تھے اور لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے تھے۔

فائدہ: یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ بطور مکہ کے ہو گئے بوجہ ضعف کے آنحضرت ﷺ کی آواز سب مقتدیوں کو نہ پہنچتی تھی اس واسطے ابو بکر زور سے نکمیر کہتے۔ نبی الحقیقت امام آنحضرت ﷺ تھے۔ اس حدیث کو اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ ناخ ہے پہلی حدیث کی۔ امام احمد اور اسحاق شیخ کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدیوں کو بھی بیٹھ کر پڑھنا چاہیے اگرچہ وہ قیام پر قادر ہوں۔ امام احمد نے کہا کہ ایسا ہی کیا چار صحابیوں نے بعد نبی ﷺ کے اور وہ جابر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور قیس بن فہد رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کی کو اشارہ کر دینا درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام بدل جائے تو نماز میں خلل نہیں ہوتا۔

(۲۹۹) بخاری (۶۸۸) کتاب الأذان: باب انما جعل الامام ليؤتم به، مسلم (۴۱۲) أبو داود (۶۰۵) ابن ماجه (۱۲۳۷) أحمد (۵۱/۶)۔

(۳۰۰) بخاری (۶۸۳) کتاب الأذان: باب من قام الى جنب الامام لعله، مسلم (۴۱۸) ترمذی (۳۱۱) ابن ماجه (۱۲۳۳) أحمد (۱۵۹/۶)۔

باب فضل صلاة القائم على صلاة كھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی فضیلت کا القاعد بیان بیٹھ کر پڑھنے سے

۳۰۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ وَهُوَ قَاعِدٌ مِثْلُ نِصْفِ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَائِمٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھنے میں آدھا ثواب ہے بہ نسبت کھڑے ہو کر پڑھنے کے۔

قائدہ: یعنی نفل نماز کو اگر بیٹھ کر ادا کرے گا اور کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا ہے تو آدھا ثواب ہوگا لیکن فرض بیٹھ کر پڑھنا اس صورت میں درست ہے جب کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو۔

۳۰۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ نَأْتَانَا وَبَاءَ مِنْ وَعْكَهَا شَدِيدٌ فَحَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّونَ فِي سُبْحَتِهِمْ فَعُوذًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْقَاعِدِ مِثْلُ نِصْفِ صَلَاةِ الْقَائِمِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آئے ہم مدینہ میں تو بخاروبانی بہت سخت ہو گیا ہم کو۔ پس آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس اور وہ نفل نماز میں بیٹھ کر پڑھ رہے تھے۔ سو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیٹھ کر پڑھے گا اس کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا آدھا ثواب ملے گا۔

باب ما جاء في صلاة القاعد في النافلة نقل نماز بیٹھ کر پڑھنے کا بیان

۳۰۳۔ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا قَطُّ حَتَّى كَانَ قَبْلَ وَقَاتِهِ بِعَامٍ فَكَانَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا وَيَقْرَأُ بِالسُّورَةِ فَيَرْتَلُّهَا حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا۔

(۳۰۱) مسلم (۷۳۵) کتاب صلاة المسافرين: باب جواز النافلة قائما وقاعدا، أبو داود (۹۵۰) نسائی (۱۶۵۹) ابن ماجہ (۱۲۲۹) أحمد (۱۶۲/۲) دارمی (۱۳۸۴)۔

(۳۰۲) أيضاً۔

(۳۰۳) مسلم (۷۳۳) کتاب صلاة المسافرين: باب جواز النافلة قائما وقاعدا، ترمذی (۳۷۳) نسائی (۱۶۵۸) أحمد (۲۸۵/۶) دارمی (۱۳۸۵)۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے کبھی مگروفات سے ایک سال پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفل بیٹھ کر پڑھتے اور سورت کو اس قدر خوبی سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ بڑی سے بڑی ہو جاتی۔

۳۰۴۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أُخْبِرَتْ أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتَّى أَسَنَّ فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً ثُمَّ رَكَعَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کبھی نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے مگر جب عمر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ ہو گئی تو بیٹھ کر پڑھنے لگے جب بھی تیس یا چالیس آیتیں رکوع سے پہلے کھڑے ہو کر پڑھ لیتے پھر رکوع کرتے۔

فائدہ: یعنی پہلے بیٹھ کر پڑھنا شروع کرتے جب رکوع قریب ہوتا تو کچھ آیتیں کھڑے ہو کر پڑھ لیتے پھر رکوع کرتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفل نماز میں بیٹھنے سے کھڑے ہو جانا درست ہے اسی طرح کھڑے سے بیٹھ جانا بھی درست ہے۔

۳۰۵۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَائَتِهِ قَدْرٌ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تو پڑھا کرتے کلام اللہ کو بیٹھے بیٹھے۔ جب تیس یا چالیس آیتیں باقی رہتیں تو کھڑے ہو کر ان کو پڑھتے پھر رکوع اور سجدہ کرتے اور دوسری رکعت میں اسی طرح کرتے۔

۳۰۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بِنَ الرَّبِيعِ وَسَعِيدَ بَنِ الْمُسَيَّبِ كَانَا يُصَلِّيَانِ النَّافِلَةَ وَهُمَا مُحْتَبِيَانِ۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کو پہنچا عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب سے کہ وہ نفل نماز پڑھتے بیٹھ کر دونوں پاؤں کو کھڑا کر

(۳۰۴) بخاری (۱۱۱۸) کتاب الجمعة: باب اذا صلى قاعدا ثم صح، مسلم (۷۳۱) أبو داود

(۹۵۳) ترمذی (۳۷۴) نسائی (۱۶۴۸) ابن ماجہ (۱۲۲۷)۔

(۳۰۵) أيضاً۔

(۳۰۶) البراق (۴۱۰۲) ابن ابی شیبہ (۴۶۴۲)۔

کے اور سرین زین سے گا کر۔

فائدہ: نفل نماز میں بیٹھے کی کوئی صورت خاص مقرر نہیں جس طرح بیٹھے خواہ نماز فرض کے قعدہ کی طرح چار زانو یا سرین پر۔ وار قطنی نے روایت کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے چار زانو بیٹھ کر۔ قاضی عبد الوہاب نے کہا کہ یہی صورت افضل ہے۔

نماز وسطیٰ کا بیان

باب الصلاة الوسطیٰ

۳۰۷۔ عَنْ أَبِي يُوسُفٍ مَوْلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ أَمَرْتَنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا ثُمَّ قَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَأَذِّنِي ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ فَلَمَّا بَلَغْتَهَا أَذْنْتُهَا فَأَمَلْتُ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ قَالَتْ عَائِشَةُ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابو یوسف سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کلام لکھنے کا اور کہا کہ جب تم اس آیت پر پہنچو ”حافظو علی الصلوات والصلوة الوسطیٰ“ الآیہ۔ تو مجھ کو خیر کر دینا۔ پس جب پہنچا میں اس آیت کو تو خبر دے دی میں نے ان کو۔ کہا انہوں نے یوں لکھو ”حافظو علی الصلوات والصلوة الوسطیٰ والصلوة العصر“ یعنی محافظت کرو نمازوں پر اور وسطیٰ نماز پر اور عصر کی نماز پر۔ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے سنا اس کو رسول اللہ ﷺ سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز نہیں ہے لیکن یہ روایت یوں بھی آئی ہے ((والصلوة الوسطیٰ صلوٰۃ العصر)) بغیر او عطف کے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عطف تفسیری ہے۔ نووی نے کہا کہ احادیث صحیحہ اس امر پر نااطق ہیں کہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز ہے اور بعضوں کے نزدیک ٹلہر کی نماز اور بعضوں کے نزدیک مغرب کی اور بعضوں کے نزدیک عشاء کی اور بعضوں کے نزدیک جمعہ کی اور بعضوں کے نزدیک وتر کی اور بعضوں کے نزدیک میدین کی لیکن ان سب اقوال میں صحیح یہ ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز ہے اور یہی مذہب ہے حنابلہ اور حنفیہ کا پھر یہ قول کہ صبح کی نماز ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور مالکیہ کا۔ بعضوں نے کہا ہے صلوٰۃ وسطیٰ ہر شخص کی نسبت مختلف ہے۔ چونکہ جس نماز میں سستی کرتا ہے اور وہ اس پر شاق ہوتی ہے اس کے حق میں وہی وسطیٰ ہے اور مصلحت صلوٰۃ وسطیٰ کی پوشیدہ رکعت میں وہی ہے جو سابقہ جمعہ اور شب قدر کے مکھی رکھنے میں ہے تاکہ لوگ نماز کی محافظت کو اذراہ جائیں۔

۳۰۸۔ عَنْ عَسْمَاءَ بِنْتِ رَافِعٍ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَكْتُبُ مُصْحَفًا لِحَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَتْ إِذَا

(۳۰۷) مسلم (۶۲۹) کتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب الدليل لمن قال الصلاة الوسطیٰ شی

صلاة العصر، أبو داود (۴۱۰) ترمذی (۲۹۸۲) نسائی (۴۷۲) أحمد (۷۳/۶)۔

(۳۰۸) صحیح ابن حبان (۲۲۸/۱۳) (۲۳۱)۔

بَلَّغَتْ هَذِهِ الْآيَةَ فَأَذِنَنِي حَافِظُوا عَلَيَّ الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةَ الْوُسْطَى وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ فَلَمَّا بَلَّغْتَهَا أَذِنْتُهَا فَأَمَلْتُ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَيَّ الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةَ الْوُسْطَى وَصَلَاةَ الْعَصْرِ وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ۔

حضرت عمرو بن رافع سے روایت ہے کہ میں کلام اللہ لکھتا تھا ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے واسطے تو کہا انہوں نے جب تم اس آیت کو پہنچو ”حافظو علی الصلوات والصلوة الوسطی“ تو مجھے اطلاع کرنا۔ پس جب پہنچا میں اس آیت پر خبر کی میں نے ان کو تو لکھوایا انہوں نے اس طرح ”حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی وصلوة العصر وقوموا اللہ قانتین“ یعنی محافظت کرو نمازوں پر اور بیچ والی نماز پر اور عصر کی نماز پر اور کھڑے ہو اللہ کے سامنے چپ اور خاموش۔

۳۰۹۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ يَرْبُوعِ الْمَخْزُومِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُولُ الصَّلَاةَ الْوُسْطَى صَلَاةَ الظُّهْرِ۔

حضرت عبدالرحمن بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے صلوة الوسطی ظہر کی نماز ہے۔

۳۱۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَا يَقُولَانِ الصَّلَاةَ الْوُسْطَى صَلَاةَ الصُّبْحِ۔

امام مالک کو پہنچا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ دونوں صاحب فرماتے تھے۔ کہ صلوة وسطی صبح کی نماز ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا سب رضی اللہ عنہ سے وہ دونوں میں مجھے زیادہ پسند ہے۔

باب الرخصة في الصلاة في الثوب الواحد ايك کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان

۳۱۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَأَضْعًا طَرْفِيهِ عَلَى عَاتِقِيهِ۔

(۳۰۹) نسائی فی الکبری (۳۵۷) احمد (۱۸۳/۵) عبدالرزاق (۲۱۹۸)۔

(۳۱۰) نسائی (۶۲۵) کتاب المواقی: باب کیف يقضى الغائت من الصلاة، بيهقي (۴۶۰/۱) ابن

ابی شيبه (۸۶۰۳)۔

(۳۱۱) بخاری (۳۵۵) کتاب الصلاة: باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحقا به، مسلم (۵۱۷) ابو

عمره (۶۲۴) ترمذی (۳۳۹) نسائی (۷۶۴)۔

حضرت عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے ایک کپڑے میں لپیٹے تھے آپ ﷺ اس کو اور دونوں کنارے اس کے دونوں کندھوں پر تھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں۔

فائدہ: دونوں کنارے اس کے دونوں کندھوں پر تھے اس سے یہ مطلب ہے کہ ایک کنارہ آپ نے دابنے ہاتھ کے نیچے سے لے کر بائیں کندھے پر ڈال لیا اور دوسرا کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے کر دابنے کندھے پر ڈال لیا۔ اس کو زبان عربی میں توشیح اور اضطباع بھی کہتے ہیں۔

۳۱۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ لِكُلِّكُمْ تَوْبَانِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کہ نماز درست ہے ایک کپڑے میں فرمایا آپ ﷺ نے کیا تم میں سے ہر کسی کو دو کپڑے ملتے ہیں۔

فائدہ: یعنی ہر شخص کے پاس دو کپڑے نہیں ہوتے اور نماز پڑھنا فرض ہے پھر خواہ توہ ایک کپڑے سے پڑھے گا اس سے معلوم ہو گیا کہ ایک کپڑے سے پڑھنا درست ہے۔

۳۱۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ هَلْ يُصَلِّي الرَّجُلُ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ هَلْ تَفْعَلُ أَنْتَ ذَلِكَ فَقَالَ نَعَمْ إِنِّي لِأُصَلِّي فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ وَإِنْ تَيَأَبَى لَعَلَى الْمَشْحَبِ -

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ پوچھے گئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں تو کہا انہوں نے درست ہے۔ پس کہا گیا ان سے کیا تم بھی ایسا کرتے ہو؟ جواب دیا ہاں میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہوں باوجود اس بات کے کہ میرے کپڑے تپائی پر رکھے ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجود کپڑے موجود ہونے کے ایک کپڑے سے نماز درست ہے لیکن افضل یہ ہے کہ دو کپڑوں سے پڑھے خصوصاً مسجدوں میں جانا اچھے کپڑے پہن کر اولیٰ ہے فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿حُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ یعنی لے لو زینت اپنی ہر مسجد میں جاتے وقت۔

۳۱۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ يُصَلِّي فِي التَّوْبِ الْوَاحِدِ -

(۳۱۲) بخاری (۳۵۸) کتاب الصلاة: باب الصلاة في التوب الواحد ملتحفا به، مسلم (۵۱۵) أبو داود (۶۲۵) نسائی (۷۶۳) ابن ماجه (۱۰۴۷) -

(۳۱۳) احمد (۲۳۸/۲ - ۲۳۹) السنن الكبرى للبيهقي (۲۳۷/۲) -

(۳۱۴) بخاری (۳۵۳) کتاب الصلاة: باب عقد الازار على القفا في الصلاة، مسلم (۵۱۸) أبو داود (۶۳۳) احمد (۲۹۳/۳) -

امام مالک کو پہنچا کہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے ایک کپڑے میں۔

فائدہ: روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے اور زیادہ کیا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے ایک کپڑے میں اور ایک روایت میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ایک تہبند میں اور کپڑے اُن کے تپائی پر رکھے ہوئے تھے۔ پس بولا ایک شخص کیا تم نماز پڑھتے ہو ایک تہبند میں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے یہ امر اس لیے کیا تھا کہ تجھ سا بے وقوف مجھے دیکھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگوں میں سے کس کے پاس دو کپڑے تھے۔ (زرقاتی)

۳۱۵۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ حَزْمٍ كَانَ يُصَلِّي فِي الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ۔

حضرت ربیعہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ محمد بن عمرو بن حزم نماز پڑھتے تھے صرف کرتہ پہن کر۔

۳۱۶۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ ثَوْبَيْنِ فَلْيُصَلِّ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهِ فَإِنْ كَانَ الثَّوْبُ قَصِيرًا فَلْيَتَرَزَّ بِهِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نہ پائے دو کپڑے تو نماز پڑھے ایک کپڑا لپیٹ کر اگر کپڑا چھوٹا ہو تو اس کی تہبند کر لے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھے ایک قمیص میں تو اس کو چاہیے کہ اپنے مونڈھوں پر کوئی کپڑا ڈال لے۔
فائدہ: کیونکہ بخاری نے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھے کوئی تم میں سے ایک کپڑا پہن کر۔ مونڈھے کھول کر قمیص سے مراد اس مقام میں شاید وہ قمیص ہے جس میں ہاتھیں نہیں ہوتیں مثل صدر یہ کے بنایا جاتا ہے اس لیے مونڈھے چھپانے کا حکم کیا یا وہ قمیص جس کے چاک مونڈھے پر ہوں اور چھپ نہ سکتے ہوں۔

باب الرخصة في صلاة المرأة في عورت کی نماز فقط کرتے اور سر بندھن

الدرع والخمار میں ہو جانے کا بیان

فائدہ: اس باب میں مجاہد کے قول کا رد منظور ہے انہوں نے کہا کہ عورت کی نماز چار کپڑوں سے کم میں نہیں ہو سکتی۔ ایک کرتہ دوسرے خمار جس کو سر بندھن کہتے ہیں تیسرے ازار اور چوتھے دوپٹہ۔ ابن منذر نے کہا کہ جمہور علماء کے نزدیک عورت کو کرتا اور سر بندھن ہونا ضروری ہے اور غرض اس سے یہ کہ اس کا تمام بدن اور سر نماز میں چھپا رہے پس اگر ایک ہی کپڑا اس قدر بڑا ہو کہ سر سمیت سارا بدن ڈھپ جائے تو نماز درست ہو جائے گی۔ (زرقاتی)

۳۱۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُصَلِّي فِي

(۳۱۶) بخاری (۳۶۱) کتاب الصلاة: باب اذا كان الثوب ضيقاً أحمد (۳۲۸/۳)۔

(۳۱۷) حید الشراقی (۵۰۳۱) ابن ابی شیبہ (۶۲۸۵) بیہقی (۲۳۳/۲)۔

الدَّرْعِ وَالْجِمَارِ -

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ام المومنین عائشہؓ نماز پڑھتی تھیں کرتہ اور سر بندھن میں۔

فائدہ: مگر وہ کرتہ اتنا لمبا ہوتا تھا جس سے سارا بدن ڈھپ جاتا تھا یہاں تک کہ پاؤں بھی ڈھپے رہتے تھے جیسا کہ آگے کی حدیث میں آتا ہے۔

۳۱۸۔ عَنْ أُمِّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا تَصَلِّي فِيهِ الْمَرْءَةُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَتْ تَصَلِّي فِي الْجِمَارِ وَالِدَّرْعِ السَّايِغِ إِذَا عَيَّبَ ظُهُورَ قَدَمَيْهَا -

حضرت ام حرامؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا حضرت ام سلمہؓ سے کہ عورت کس قدر کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے تو جواب دیا کہ جمار اور کرتہ میں مگر وہ کرتہ ایسا لمبا ہو کہ اس سے پاؤں ڈھپ جائیں۔

۳۱۹۔ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَسْوَدِ الْخَوْلَانِيِّ وَكَانَ فِي حَجَرٍ مِيمُونََةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مِيمُونََةَ كَانَتْ تَصَلِّي فِي الدَّرْعِ وَالْجِمَارِ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ -

عبید اللہ خولانی جو لے پالک تھے حضرت میمونہ ام المومنینؓ کے۔ ان سے روایت ہے کہ حضرت میمونہؓ نماز پڑھتی تھیں کرتہ اور جمار یعنی سر بندھن میں اور ازار نہیں پہنے ہوتی تھیں۔

۳۲۰۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ امْرَأَةً اسْتَفْتَتْهُ فَقَالَتْ إِنَّ الْمِنْطَوَّ يَشُقُّ عَلَيَّ أَفَأُصَلِّي فِي دِرْعٍ وَجِمَارٍ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا كَانَ الدَّرْعُ سَابِغًا -

حضرت عروہ بن زبیر سے ایک عورت نے پوچھا کہ ازار باندھنا دشوار ہوتا ہے مجھ کو کیا نماز پڑھ لوں کرتہ اور سر بندھن میں۔ جواب دیا عروہ نے کہ ہاں جب کرتہ خوب بڑا ہو۔

فائدہ: یعنی اس قدر نیچا کہ پاؤں کی پشت چھپی رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا سارا بدن ستر ہے سو امنہ اور دونوں تہلیوں کے اور یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر پاؤں کی پشت بھی کھلی رہے تو نماز ہو جائے گی۔ (مصنفی)



(۳۱۸) أبو داود (۶۳۹، ۶۴۰) كتاب الصلاة: باب في كم تصلي المرأة، ابن أبي شيبة (۲۱۷۱)

السنن الكبرى للبيهقي (۲۳۲/۲)۔

(۳۱۹) ابن أبي شيبة (۳۶/۲) بيهقي (۲۳۳/۲)۔

(۳۲۰) عبدالرزاق (۱۳۰/۳) ابن أبي شيبة (۳۷/۲)۔

كِتَابُ قَصْرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ

کتاب سفر میں قصر نماز کے بیان میں

باب الجمع بين الصلاتين في دو نمازوں کے جمع کرنے کا بیان سفر اور

حضر میں

الحضر والسفر

۳۲۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي سَفَرِهِ إِلَى تَبُوكَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کرتے تھے ظہر اور عصر کو سفر تبوک میں۔
فائدہ: تبوک ایک مقام کا نام ہے جہاں پر لڑائی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے۔ زرقانی نے کہا کہ جمع دو طرح کا ہوگا ایک جمع تقدیم اور دوسرے جمع تاخیر جمع تقدیم یہ ہے کہ ظہر کے وقت میں عصر پڑھ لے اور جمع تاخیر یہ کہ عصر کے وقت میں ظہر پڑھے اسی طرح مغرب اور عشاء میں جمع تقدیم یہ ہے کہ مغرب کے وقت میں عشاء بھی پڑھ لے اور جمع تاخیر یہ ہے کہ عشاء کے وقت میں مغرب پڑھ لے۔ ابوداؤد نے کہا اکثر حدیثیں جمع تاخیر پر دلالت کرتی ہیں اور جمع تقدیم میں کوئی حدیث قائم نہیں پائی گئی مگر ترمذی اور احمد اور ابن حبان کی روایت میں معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر تبوک میں جب کوچ کرتے قبل زوال آفتاب کے تو جمع تاخیر کرتے اور جب کوچ کرتے بعد زوال آفتاب کے تو جمع تقدیم کرتے اور احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے۔ مرفوعاً لیکن اس کی اسناد میں ضعف ہے اور تہذیبی نے بی اسناد صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ جمع تقدیم کے متعلق علماء کے اس مقام میں بہت مذاہب ہیں حنفیہ کا یہ قول ہے کہ جمع بالکل درست نہیں ہے مگر عرفات میں ظہر اور عصر اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کالج میں اور شامی کے نزدیک مسافر کو جمع درست ہے۔ اسی طرح جب پانی برستا ہو اور احمد اور اسحاق کے نزدیک سفر اور مطر اور مرض میں جمع درست ہے اور محققین اہل حدیث کے نزدیک حضر میں بھی حاجت دینیہ یا دنیویہ کے لیے جمع کرنا درست ہے۔ بشرطیکہ عادت اس کی نہ کر لے اور یہی مختار ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا۔

۳۲۲۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوكَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ فَاحْتَرَّ

(۳۲۲) مسلم (۷۰۶) کتاب صلاة المسافرين: باب الجمع بين الصلاتين، أبو داود (۱۲۰۶) ترمذی

(۵۵۳) نسائی (۵۸۷) ابن ماجہ (۱۰۷۰) دارمی (۱۵۱۵)۔

الصَّلَاةَ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَيْنَ تَبُوكَ وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوهَا حَتَّى يَضْحَى النَّهَارُ فَمَنْ جَاءَهَا فَلَا يَمَسُّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتَّى آتَى فِحْنَهَا وَقَدْ سَبَقْنَا إِلَيْهَا رُجُلَانِ وَالْعَيْنُ تَبْضُ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ فَسَأَلَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَسِسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا فَقَالَا نَعَمْ فَسَبَّهَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ عَرَفُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنْ الْعَيْنِ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ ثُمَّ غَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا فَحَرَّتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ كَثِيرٍ فَاسْتَقَى النَّاسُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ يَا مُعَاذُ أَنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ أَنْ تَرَى مَا هَاهُنَا قَدْ مَلِئِي جَنَانًا -

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نکلے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ تبوک کے سال تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو۔ پس ایک دن تاخیر کی ظہر کی پھر نکل کر ظہر اور عصر کو ایک ساتھ پڑھا پھر داخل ہوئے ایک مقام میں پھر وہاں سے نکل کر مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھا پھر فرمایا کہ کل اگر خدا چاہے تو تم پہنچ جاؤ گے تبوک کے چشمہ پر سو تم ہرگز نہ پہنچو گے یہاں تک کہ دن چڑھ جائے گا اگر تم میں سے کوئی اس چشمہ پر پہنچے تو اس میں پانی نہ چھوئے جب تک میں نہ آلوں پھر پہنچے ہم اس چشمہ پر اور ہم سے آگے دو شخص وہاں پہنچ چکے تھے اور چشمہ میں کچھ تھوڑا سا پانی چک رہا تھا۔ پس پوچھا ان دونوں شخصوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کیا چھو تم نے اس کا پانی؟ بولے ہاں سوخنا ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں پر سخت۔ کہا ان کو اور جو منظور تھا اللہ کو وہ کہا ان سے پھر لوگوں نے چلوں سے تھوڑا تھوڑا پانی چشمہ سے نکال کر ایک برتن میں اکٹھا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ اور ہاتھ دونوں اس میں دھو کر وہ پانی پھر اس چشمہ میں ڈال دیا پس چشمہ خوب بھر کر پہننے کا سوپیا لوگوں نے پانی اور پلایا جانوروں کو بعد اس کے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے اے معاذ! اگر زندگی تیری زیادہ ہو تو دیکھے گا تو یہ پانی بھر دے گا بانگوں کو۔

فائدہ: یہ پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچ ہوئی۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں دیکھ لیا کہ اس کا پانی بانگوں میں بھرا جاتا تھا۔ ابن وضاح نے کہا کہ میں نے خود جا کر اس مقام کو دیکھا چشمہ کے گرد تمام باغ سرسبز ہونے لگے اور شاید قیامت تک ایسا ہی رہے۔

۳۲۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَجَلَ بِهِ

(۲۲۳) بخاری (۱۰۹۱) کتاب الحممة: باب ىصلى المغرب ثلاثا فى السفر، مسلم (۷۰۳) أبو داود

(۱۲۰۷) ترمذی (۵۵۵) نسائی (۵۹۸) احمد (۴۱۲) (۴۴۷۲) دارمی (۱۰۱۷)۔

السَّبْرِ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ -

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جلدی چلنا سفر میں منظور ہوتا تو جمع کر لیتے مغرب اور عشاء کو۔

۳۲۴ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ قَالَ مَالِكٌ أَرَى ذَلِكَ كَانَ فِي مَطَرٍ -

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پڑھیں ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر ایک ساتھ (یعنی جمع کیا ان کو) اور مغرب اور عشاء ایک ساتھ (یعنی جمع کیا ان کو) بغیر خوف اور بغیر سفر کے۔ امام مالک نے کہا کہ میرے نزدیک شاید یہ واقعہ بارش کے وقت ہوگا۔

فائدہ: یہ خیال امام مالک کا صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ صحیح مسلم اور اصحاب سنن کی روایت میں ((مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ)) موجود ہے۔ یہی حدیث دلیل ہے محققین اہل حدیث کی اس باب میں کہ جمع کرنا ظہر اور مغرب اور عشاء کا حضر میں حاجت دینیہ یا دنیویہ کے لیے درست ہے اگرچہ ائمہ اربعہ اس کے خلاف ہیں پھر جب حدیث صحیح موجود ہو تو خلاف ائمہ اربعہ بلکہ سارے جہان کے ائمہ اور علماء حاضر نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطا نہیں ہو سکتی اور سارے جہان کے مولوی اور علماء نظر کر سکتے ہیں بعض لوگوں نے اس کے خلاف میں جو استدلال کیا اس حدیث سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے جمع کیا دو نمازوں میں سو اس نے ایک کبیرہ گناہ کیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ جواب اس کا یہ ہے یہ استدلال بالکل نادرست ہے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے بہ اجماع محدثین پھر کیونکر معارض ہوگی حدیث صحیح کے۔

۳۲۵ - عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا جَمَعَ الْأَمْرَاءَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي الْمَطَرِ جَمَعَ مَعَهُمْ -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمع کر لیتے حاکموں کے ساتھ مغرب اور عشاء میں بارش کے وقت۔

۳۲۶ - عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ هَلْ يُجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السَّفَرِ

(۳۲۴) مسلم (۷۰۵) کتاب صلاة المسافرين: باب الجمع بين الصلاتين، أبو داود (۱۲۱۰) ترمذی

(۱۸۷) نسائی (۶۰۱) أحمد (۲۲۳/۱) -

(۳۲۵) عبد الرزاق (۵۰۶/۲) بیہقی (۱۶۸/۳) -

(۳۲۶) عبد الرزاق (۵۰۰/۲) بیہقی (۱۶۵/۳) -

فَقَالَ نَعَمْ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ أَلَمْ تَرَ إِلَى صَلَاةِ النَّاسِ بِعَرَفَةَ -

ابن شہاب نے پوچھا سالم بن عبداللہ بن عمر سے کیا سفر میں ظہر اور عصر جمع کی جائیں؟ بولے کچھ حرج نہیں ہے کیام نے عرفات میں نہیں دیکھا ظہر اور عصر کو جمع کرتے ہیں۔

۳۲۷۔ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسِيرَ يَوْمَهُ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسِيرَ لَيْلَهُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ -

حضرت زین العابدین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دن کو چلنا چاہتے ظہر اور عصر کو جمع کر لیتے اور جب رات کو چلنا چاہتے مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے۔

فائدہ: بعض حنفیہ نے اس جمع کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ مراد جمع سے جمع صوری ہے۔ نہ حقیقی یعنی ظہر کی تاخیر کرنا اس قدر کہ جب نماز ظہر کی پڑھ لیں تو عصر کا وقت ہو جائے پھر عصر پڑھ لیں تو صورتاً یعنی ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نمازوں کا جمع ہو مگر نفس الامر اور حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ ہر ایک نماز اپنے وقت میں ہے لیکن یہ تو جیہہ مردود ہے اس لیے کہ جمع مشروع ہوا ہے واسطے آسانی اور رفع حرج کے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب سوال ہوا اس کا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمع سے یہ قصد کیا کہ میری امت کو حرج نہ ہو اور جمع صورت میں تو بڑی دقت اور نہایت حرج ہے۔ کیونکہ اول و آخر وقت کا کسی کو آسانی سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ سوائے اخص الخواص کے بہت خواص اور تمام عوام اس کی دریافت سے عاجز ہیں۔

باب قصر الصلاة سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان

۳۲۸۔ عَنْ أُمِّيَةَ بِنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أُسَيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَصَلَاةَ الْحَضَرِ فِي الْقُرْآنِ وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ فَقَالَ ابْنُ عَمْرٍو يَا ابْنَ أُخِي إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَاهُ يَفْعَلُ -

حضرت امیہ بن عبداللہ نے پوچھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ہم پاتے ہیں خوف کی نماز اور حضر کی نماز کو قرآن میں اور نہیں پاتے ہیں ہم سفر کی نماز کو قرآن میں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ اے بھتیجے امیرے اللہ جل جلالہ نے نبی ہمارے طرف حضرت محمد ﷺ کو اس وقت میں کہ ہم کچھ نہ جانتے تھے پس کرتے ہیں ہم

(۳۲۸) نسائی (۱۴۳۴) کتاب تفسیر الصلاة فی السفر: باب ابن ماجہ (۱۰۶۶) احمد

(۶۶ - ۶۵/۲)

جس طرح ہم نے دیکھا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے۔

فائدہ: یعنی کلام اللہ میں قصر کا ذکر موجود ہے لیکن اسی شرط سے جب خوف ہو کفار کا اور بغیر خوف کے سفر میں قصر کرنے کا کلام اللہ میں ذکر نہیں ہے یہ حدیث ثابت ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت ﷺ نے یہ صدقہ ہے اللہ کا قبول کرو اس کو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے بیچ میں دو دور کعتیں پڑھیں اور ہم امن سے تھے کسی طرح کا خوف نہ تھا۔

۳۲۹ - عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ فُرِضَتْ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأَقْرَبُ صَلَاةِ السَّفَرِ وَزَيْدٌ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ -

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ نمازیں دو دور کعتیں فرض ہوئی تھیں حضر اور سفر میں بعد اس کے سفر کی نماز اپنے حال پر رہی اور حضر کی نماز بڑھادی گئی۔

فائدہ: بخاری کی روایت میں ہے کہ نمازیں پہلے دو دور کعتیں فرض ہوئی تھیں پھر جب ہجرت کی نبی ﷺ نے تو چار ہو گئیں اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ حضر اور سفر میں دو دور کعتیں فرض ہوئی تھیں لیکن جب آئے رسول اللہ ﷺ مدینہ میں اور الطیمنان ہو گیا تو حضر کی نماز میں دو دور کعتیں اور بڑھادی گئیں اور فجر کی نماز اپنے حال پر رہی تاکہ اس میں قراءت طول کی جائے اور مغرب کی نماز اپنے حال پر رہی کیونکہ وہ وتر ہے دن کا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں چار رکعتیں پوری پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ اصل سفر کی نماز دو ہی رکعتیں شروع ہوئی ہیں اور بعض ائمہ کے نزدیک سفر میں قصر کرنا رخصت ہے اور تمام کرنا افضل ہے۔ (زرقانی)

۳۳۰ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ لِسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَا أَشَدَّ مَا رَأَيْتُ أَبَاكَ أَخْرَجَ الْمَغْرِبَ فِي السَّفَرِ فَقَالَ سَالِمٌ عَزَّيْتُ الشَّمْسُ وَنَحْنُ بِذَاتِ الْحَيْشِ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ بِالْعَقِيقِ -

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا سالم بن عبد اللہ سے کہ تم نے اپنے باپ کو کہاں تک دیر کرتے دیکھا مغرب کی نماز میں سفر میں؟ سالم نے کہا آفتاب ڈوب گیا تھا اور ہم اس وقت ذات الحیش میں تھے پھر نماز پڑھی مغرب کی عقیق میں۔

فائدہ: حالانکہ ذات الحیش سے عقیق بارہ میل ہے اور ابن وضاح نے کہا سات میل ہے اور ابن وہب نے کہا چھ میل ہے۔ بہر حال مغرب کو دیر کر کے عشاء کے وقت میں عشاء کے ساتھ پڑھا۔ اس سے جمع کرنا سفر میں ثابت ہوا۔

(۳۲۹) بخاری (۳۵۰) کتاب الصلاة: باب كيف فرضت الصلاة في الاسراء، مسلم (۶۸۵) أبو داود

(۱۱۹۸) نسائی (۴۵۵) أحمد (۲۷۲/۶) الدارمی (۱۵۰۹) -

(۱۱۰۰) بیہقی (۱۶۵/۲) -

باب ما يجب فيه قصر الصلاة قصر کی مسافت کا بیان

۳۳۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا حَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا قَصَرَ الصَّلَاةَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ سے نکلنے تک کوچ یا عمرہ کے لیے تو قصر کرتے نماز کا ذوالحلیفہ سے۔

فائدہ: ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے مدینہ سے چھ میل پر وہی میقات ہے اہل مدینہ کا۔

۳۳۲۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَكِبَ إِلَى رِيمٍ فَقَصَرَ الصَّلَاةَ فِي مَسِيرِهِ ذَلِكَ۔

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ سے سوار ہوئے ریم کو جانے کے لیے تو قصر کیا نماز کو راہ میں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ریم مدینہ سے چار برد کے فاصلے پر ہے۔

فائدہ: برد برد کی جمع ہے ایک برد چار فرسخ کا ہوتا ہے اور ایک فرسخ تین میل کا تو چار برد کے اڑتالیس میل ہوئے اور اڑتالیس میل چوبیس کوس ہوتے ہیں جو ہندوستان کی دو منزلیں ہوئیں اس سے دو منزل کی مسافت میں قصر کرنا ثابت ہوتا ہے۔

۳۳۳۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَكِبَ إِلَى ذَاتِ النَّصْبِ فَقَصَرَ الصَّلَاةَ فِي مَسِيرِهِ ذَلِكَ۔

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہوئے مدینہ سے ذات النصب کو تو قصر کیا نماز کو راہ میں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ذات النصب مدینہ سے چار برد ہوگا۔

۳۳۴۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ إِلَى خَيْبَرَ فَيَقْصُرُ الصَّلَاةَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر کرتے تھے مدینہ سے خیبر کا تو قصر کرتے تھے نماز کو۔

فائدہ: مدینہ سے خیبر ۹۶ میل ہے۔ عبدالرزاق نے نافع سے روایت کیا کہ ادنیٰ مسافت قصر کی اس قدر تھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک۔ (زرقاتی)

(۳۳۱) عبدالرزاق (۵۳۰/۲ - ۵۳۱)۔

(۳۳۲) بیہقی (۱۳۶/۳ - ۱۳۷)۔

(۳۳۳) بیہقی (۱۳۶/۳)۔

(۳۳۴) بیہقی (۱۳۶/۳)۔

۳۳۵۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْضِرُ الصَّلَاةَ فِي مَسِيرِهِ الْيَوْمَ الثَّامِّ۔
حضرت سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قصر کرتے تھے نماز کا پورے ایک دن کی مسافت میں۔

۳۳۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ الْبَرِيدَ فَلَا يَقْضِرُ الصَّلَاةَ۔

نافع سفر کرتے تھے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک برید کا تو نہیں قصر کرتے تھے نماز کا۔

۳۳۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقْضِرُ الصَّلَاةَ فِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَعُسْفَانَ وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحُدَّةَ۔

امام مالک کو پہنچا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قصر کرتے تھے نماز کا اس قدر مسافت میں جتنے مکہ اور طائف کے بیچ میں ہے اور جتنے مکہ اور عسفان کے بیچ میں ہے اور جتنے مکہ اور جدہ کے بیچ میں ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا مجھے بہت پسند ہے قصر کے باب میں اور یہ سب مسافتیں چار چار برد کی ہوں گی۔ کہا امام مالک نے نہ قصر کرے مسافر نماز کا جب تک نکل نہ جائے آبادی سے شہر کی اور نہ ترک کرے قصر کو جب تک آبادی میں شہر کی داخل نہ ہو یا اس کے قریب نہ ہو جائے۔

فائدہ: زرقانی نے کہا کہ یہ امر اجماع ہے لیکن جب سفر کو نکلنے لگے تو قصر کہاں سے شروع کرے اس میں اختلاف ہے بعض سلف نے یہ کہا ہے کہ جب ارادہ سفر کا کر لے تو اپنے گھر سے قصر کر سکتا ہے ابن منذر نے اس کو رد کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی روایتیں ہیں سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد مدینہ کے باہر ہو جانے کے آپ نے قصر کیا۔

باب صلاة المسافر ادا لم يجمع مكثا مسافر جب نیت اقامت کی نہ کرے اور یونہی ٹھہر جائے تو قصر کرنے کا بیان

۳۳۸۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ أُصَلِّي صَلَاةَ الْمُسَافِرِ مَا لَمْ أُجْمَعْ مُكْثًا وَإِنْ حَبَسَنِي ذَلِكَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً۔

حضرت سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے میں نماز قصر کیا کرتا ہوں جب

(۳۳۵) بیہقی (۱۳۷/۳)۔

(۳۳۶) عبدالرزاق (۵۲۳/۲) بیہقی (۱۳۷/۳)۔

(۳۳۷) عبدالرزاق (۴۲۹۶) ابن ابی شیبہ (۸۱۳۸) بیہقی (۱۳۷/۳)۔

(۳۳۸) عبدالرزاق (۴۳۴۰، ۴۳۴۱) بیہقی (۱۵۲/۳)۔

تک نیت نہیں کرنا اقامت کی اگر چہ بارہ راتوں تک پڑا رہوں۔

فائدہ: ترمذی نے کہا اجماع کیا اہل علم نے کہ اگر مسافر نیت اقامت کی نہ کرے مگر کسی باعث سے ٹھہر جائے تو وہ قصر کیا کرے اگرچہ کئی سال اسی طرح گزر جائیں۔

۳۳۹۔ عَنْ نَافِعِ ابْنِ عُمَرَ أَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ لَيَالٍ يَقْضِرُ الصَّلَاةَ إِلَّا أَنْ يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ فَيُصَلِّيَهَا بِصَلَاتِهِ۔

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں دس رات تک ٹھہرے رہے اور نماز کا قصر کرتے رہے مگر جب امام کے ساتھ پڑھتے تو پوری پڑھ لیتے۔

باب صلاة المسافر اذا جمع مسافر جب نیت اقامت کی کرے تو اس کی نماز کا بیان مکنا

۳۴۰۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ مَنْ أَجْمَعَ إِقَامَةَ أَرْبَعِ لَيَالٍ وَهُوَ مُسَافِرٌ أَتَمَّ الصَّلَاةَ۔
حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے جو شخص نیت کرے چار رات کے رہنے کی تو وہ پورا پڑھے نماز کو۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے۔

فائدہ: اور شافعی اور ابو ثور اور داؤد اور ایک جماعت علماء کا یہی مذہب ہے۔ دلیل ان کی حدیث ہے علماء بن حفصی کی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے مہاجر بعد ادا کرنے ارکان حج کے مکہ میں تین دن۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر چار دن ٹھہرے گا تو مکہ کا تقیم ہو جائے گا اور مہاجرین مدینہ کو اس زمانے میں مکہ کی اقامت درست نہ تھی۔ ثوری اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک پندرہ روز کی اقامت کی نیت نہ کرے قصر کرتا رہے اور ایسا ہی مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ طحاوی نے کہا کہ مخالفت ان دونوں صحابہ کی اور صحابیوں کی جانب سے ثابت نہیں ہے تو ضرور ہے نقل کرنا ان کے قول پر۔ امام محمد نے موطا میں کہا کہ ہم اس روایت سعید بن مسیب سے جو مالک نے نقل کی ہے اخذ نہیں کرتے بلکہ ہمارے نزدیک جب تک مسافر پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہ کرے قصر کیے جائے اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن مسیب کا۔ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرتے تو نماز پوری پڑھتے۔ (محلّی و زرقانی)

مسئلہ: حضرت امام مالک سے سوال ہوا قیدی کی نماز کا تو جواب دیا کہ قیدی مثل مقیم کے نماز پڑھے مگر جب مسافر ہو تو قصر کرے۔

(۳۳۹) عبدالرزاق (۴۳۸۱) ابن ابی شیبہ (۳۸۵۸)۔

(۳۴۰) بیہقی (۱۴۸/۳)۔

باب صلاة المسافر اذا كان اماماً مسافر کا امام ہونا یا امام کے پیچھے نماز أو وراء الامام پڑھنا

۳۴۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلَّى بِهِمْ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَهْلَ مَكَّةَ اتَّبِعُوا صَلَاتِكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفَرٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب مدینہ سے مکہ آئے تو جماعت کے ساتھ دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیتے پھر کہتے اے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری پڑھو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔
فائدہ: ترمذی نے اس حدیث کو مرویاً عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں حاضر ہوا سنا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح مکہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت کی مکہ میں اٹھارہ راتوں تک۔ نہیں پڑھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مگر دو رکعتیں پھر فرما دیتے تھے اے شہر والو! تم پڑھو چار رکعتیں کیونکہ ہم مسافر ہیں۔ زرقانی نے کہا کہ اسناد اس کی ضعیف ہے۔

۳۴۲۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي وَرَاءَ الْإِمَامِ بِمَعْنَى أَنْ يَتَّبِعَهُ إِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھتے تھے اور جب اکیلے پڑھتے تھے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

۳۴۳۔ عَنْ صَفْوَانَ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَعُودُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ صَفْوَانَ فَصَلَّى لَنَا رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُمْنَا فَأَتَمَمْنَا۔

حضرت صفوان بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عیادت کرنے آئے عبداللہ بن صفوان کے پاس تو دو رکعتیں پڑھائیں پھر جب انہوں نے سلام پھیرا ہم اٹھے اور پورا کیا نماز کو۔

باب صلاة النافلة في السفر سفر میں رات اور دن کو نفل پڑھنے کا بیان بالنهار والليل والنصلاة على الدابة اور جانور پر نماز پڑھنے کا بیان

۳۴۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّي مَعَ صَلَاةِ الْفَرِيضَةِ فِي السَّفَرِ شَيْئًا قَبْلَهَا وَلَا

(۳۴۱) عبدالرزاق (۴۳۶۹) ابن ابی شیبہ (۳۸۶۱) بیہقی (۱۶۶/۳)۔

(۳۴۲) شافعی فی مسندہ (ص ۲۲۷) شرح معانی الآثار (۱/۴۲۰)۔

(۳۴۳) عبدالرزاق (۴۳۷۳) بیہقی (۱۵۷/۲) شرح معانی الآثار (۱/۴۲۰)۔

(۳۴۴) بیہقی (۱۵۸/۲)۔

بَعْدَهَا اِلَّا مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَاِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عَلَى الْاَرْضِ وَعَلَى رَاِحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں فرض کے ساتھ نفل نہیں پڑھتے تھے نہ آگے فرض کے نہ بعد فرض کے

مگر رات کو زمین پر اتر کے اور کبھی اونٹ ہی پر نفل پڑھتے تھے اگرچہ منہ اونٹ کا قبلہ کی طرف نہ ہوتا۔

فائدہ: صحیح مسلم میں حفص بن عاصم سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہوا مکہ کی راہ میں تو ظہر کی

دور کعتیں فرض کی پڑھ کر چلے آئے اور ہم بھی ان کے ساتھ چلے آئے پھر دیکھا لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے پوچھا کیا

پڑھتے ہیں؟ لوگوں نے کہا سنت پڑھتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ساتھ رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہما اور

عمر رضی اللہ عنہما اور عثمان رضی اللہ عنہما کے ان میں سے کوئی دور کعتوں فرض سے زیادہ نہ پڑھتا تھا پھر اس آیت کو پڑھا لَقَدْ كَانَ

لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴿﴾ زرقانی نے کہا کہ بعض احادیث میں کبھی کبھی نفل پڑھنا سفر میں آخضت

صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ابوداؤد اور ترمذی نے براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے اٹھارہ سفر کیے ساتھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کبھی ترک نہیں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور کعتیں سنت کی قبل ظہر کے اور تمام سلف سے جواز سنتوں

کے پڑھنے کا سفر میں ثابت ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ہمارے مشائخ کا طریقہ سفر میں یہ ہے کہ سوا فجر کی سنتوں اور ایک

رکعت وتر کے کوئی سنت نہیں پڑھتے بلکہ صرف فرض پڑھ لیتے ہیں اور ظہر، عصر اور مغرب، عشا کو جمع کرتے ہیں کبھی جمع

تقدیم کبھی جمع تاخیر۔

۳۴۵ - عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَاَبَا بَكْرٍ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

كَانُوا يَتَّقِلُونَ فِي السَّفَرِ -

امام مالک کو پہنچا کہ قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر اور ابو بکر بن عبدالرحمن نفل پڑھا کرتے تھے

سفر میں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا سفر میں نفل پڑھنے کا تو جواب دیا کہ کچھ قباحت نہیں ہے اور بعض اہل علم سے مجھے پہنچا ہے

کہ وہ نفل پڑھتے تھے سفر میں۔

۳۴۶ - عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى ابْنَهُ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَتَّقِلُ فِي السَّفَرِ فَلَا

يُنْكِرُ ذَلِكَ عَلَيْهِ -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے عبیداللہ کو سفر میں نفل پڑھتے ہوئے دیکھتے

تھے پھر کچھ انکار نہ کرتے تھے ان پر۔

فائدہ: اس اثر سے جواز ثابت ہوا اور اس میں کسی کو کلام نہیں ہے غرض ہماری اولویت سے ہے۔

۳۴۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهُوَ عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى خَيْبَرَ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے گدھے پر اور رخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر کی جانب تھا۔
فائدہ: رکوع اور سجود اشارہ سے کرتے تھے۔

۳۴۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ فِي السَّفَرِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اونٹ پر سفر میں جس طرف اونٹ کا منہ ہوتا تھا اسی طرف اپنا منہ کرتے تھے۔ عبد اللہ بن دینار نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا کرتے تھے۔

فائدہ: یعنی نفل نماز پڑھتے تھے اس لیے کہ فرض بغیر عذر کے سواری پر درست نہیں ہیں اوپر کی حدیث میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہما اور عمر رضی اللہ عنہما اور عثمان رضی اللہ عنہما سفر میں فرض پر زیادہ نہ کرتے تھے اس سے یہ غرض ہے کہ نوافل کو زمین پر نہیں پڑھتے تھے بلکہ اونٹ پر یا سواری پر پڑھ لیتے تھے پس اب وہ روایت اس روایت کی مخالف نہ ہوگی۔ (واللہ اعلم)

۳۴۹۔ عَنْ يَسْحَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِي السَّفَرِ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى غَيْرِ الْقُبَلَةِ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ إِيمَاءً مِنْ غَيْرِ أَنْ يَضَعَ وَجْهَهُ عَلَى شَيْءٍ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے تھے سفر میں گدھے پر اور منہ ان کا قبلہ کی طرف نہ تھا رکوع اور سجدہ اشارہ سے کر لیتے تھے بغیر اس امر کے کہ منہ اپنا کسی چیز پر رکھیں۔

فائدہ: بخاری و مسلم نے زیادہ کیا کہ انس کہتے تھے اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھتا تو میں نہ کرتا۔

(۳۴۷) بخاری (۱۰۰۰) کتاب الجمعة: باب الوتر في السفر، مسلم (۷۰۰) أبو داود (۱۲۲۶)

ترمذی (۴۷۲) نسائی (۴۹۲) ابن ماجہ (۱۲۰۰) احمد (۴۱۲)۔

(۳۴۸) أيضا۔

(۳۴۹) بخاری (۱۱۰۰) کتاب الجمعة: باب صلاة التطوع على الحمار، مسلم (۷۰۲) نسائی۔

(۷۴۱) احمد (۱۲۶/۳)۔

باب صلاة الضحیٰ
چاشت کی نماز کا بیان (جس کو اشراق کی نماز بھی کہتے ہیں
وقت اس کا آفتاب کے بلند ہونے سے دوپہر تک ہے)

۳۵۰۔ عَنْ أُمِّ هَانِئِ بْنِتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَامَ الْفَتْحِ ثَمَانِي رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي نَوْبٍ وَاحِدٍ -

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس سال مکہ فتح ہوا آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں اور ایک کپڑا اوڑھ کر۔

۳۵۱۔ عَنْ أُمِّ هَانِئِ بْنِتِ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَقَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقُلْتُ أُمُّ هَانِئِ بْنِتِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرَحَبًا يَا هَانِئِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي نَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّیَ عَلِيُّ أَنَّهُ قَاتِلُ رَجُلًا أُجْرْتُهُ فَلَانَ بَنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُجْرْنَا مِنْ أُجْرَتِ يَا أُمُّ هَانِئِ قَالَتْ أُمُّ هَانِئِ وَذَلِكَ ضَحَى -

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں گئی رسول اللہ ﷺ کے پاس جس سال فتح ہوا مکہ تو پایا میں نے آپ ﷺ کو غسل کرتے ہوئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹی آپ ﷺ کی چھپائے ہوئے تھیں آپ ﷺ کو ایک کپڑے سے۔ کہا ام ہانی رضی اللہ عنہا نے سلام کیا میں نے آپ ﷺ کو تو پوچھا آپ ﷺ نے کون ہے؟ میں نے کہا ام ہانی بیٹی ابوطالب کی۔ تب فرمایا آپ ﷺ نے خوشی ہو ام ہانی کو پھر جب فارغ ہوئے آپ غسل سے کھڑے ہو کر آٹھ رکعتیں پڑھیں ایک کپڑا پہن کر جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے بھائی علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مارڈالوں گا اس شخص کو جس کو تو نے پناہ دی ہے وہ شخص فلان بیٹا ہبیرہ کا ہے۔ پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہم نے پناہ دی اس شخص کو جس کو تو نے پناہ دی اے ام ہانی! کہا ام ہانی نے اس وقت چاشت کا وقت تھا۔

(۳۵۰) بخاری (۲۸۰) کتاب الغسل: باب التيمم في الغسل عند الناس، مسند (۳۳۶) ابن داود

(۱۲۹۱) ترمذی (۴۷۴) نسائی (۲۲۵) ابن ماجہ (۱۳۲۳) أحمد (۳۴۱۶) دارمی

(۱۴۵۳)

(۳۵۱) أيضا -

فائدہ: اس حدیث سے آٹھ رکعتیں نضحیٰ کی معلوم ہوئیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امان دینا عورت کا صحیح ہے اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ کا۔

۳۵۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي سُبْحَةَ الصُّحَى قَطُّ وَإِنِّي لَأَسْتَجِبُهَا وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُجِيبُ أَنْ يَعْمَلَهُ خَشْيَةً أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز چاشت کی پڑھتے ہوئے کبھی گھر میں پڑھتی ہوں اس کو اور رسول اللہ ﷺ کا قاعدہ تھا کہ ایک بات کو درست رکھتے تھے مگر اس کو نہیں کرتے تھے اس خوف سے کہ لوگ بھی اس کو کرنے لگیں اور وہ فرض ہو جائے۔

فائدہ: اور صحابہ کی روایت سے آنحضرت ﷺ کا نماز نضحیٰ پڑھنا ثابت ہے۔ اس صورت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہ دیکھنا ضرور نہیں کرتا۔ چنانچہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی اس نماز کا علم نہ تھا اور نہ وہ اس کو پڑھتے تھے۔ لیکن مسلم نے روایت کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ نماز نضحیٰ کی چار رکعتیں پڑھتے تھے اور زیادہ کرتے تھے جس قدر اللہ چاہتا تھا مگر یہ حدیث اس حدیث کے منافی نہیں ہے اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کبھی کبھی نضحیٰ کی نماز پڑھتے تھے پس جائز ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی آنکھوں سے اسے نہ دیکھا ہو مگر جس شخص نے دیکھا تھا اس سے سن کر پڑھنے کا حال اُن کو معلوم ہوا جب تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس کو پڑھا کرتی ہوں اگر بالکل حضرت ﷺ نے اسے نہ پڑھا ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کب پڑھتیں۔

۳۵۳۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّي الصُّحَى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ ثُمَّ تَقُولُ لَوْ نَشِئْتِ لِي أَبَوَايَ مَا تَرَكَهُنَّ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز نضحیٰ کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتیں پھر کہتیں اگر میری ماں اور باپ جی اٹھیں تو بھی میں ان رکعتوں کو نہ چھوڑوں۔

باب جامع سبحة الصُّحَى نماز چاشت کے بیان میں

۳۵۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطْعَامٍ

(۳۵۲) بخاری (۱۱۲۸) کتاب الجمعة: باب تحريض النبي على صلاة الليل والنوافل، مسلم

(۷۱۸) أبو داود (۱۲۹۳) نسائی (۲۱۸۴) احمد (۸۶۱۶) دارمی (۱۴۵۵)۔

(۳۵۳) نسائی فی السنن الكبرى (۴۸۲) أحمد (۱۳۸۱۶) عبدالرزاق (۴۸۶۶)۔

(۳۵۴) بخاری (۳۸۰) کتاب الصلاة: باب الصلاة على الحصير، مسلم (۶۵۸) أبو داود (۶۱۲)

ترمذی (۲۳۴) نسائی (۸۰۱) احمد (۸۳۱۳) دارمی (۱۲۸۷)۔

فَأَكَل مِنْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمُوا فَلِاصَلِّي لَكُمْ قَالَ أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدْ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لَيْسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمَ وَرَأَاهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى لَنَا رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی نانی ملیکہ نے دعوت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس کھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا پھر فرمایا کہ کھڑے ہوتا کہ میں نماز پڑھوں تمہارے واسطے۔ کہا انس رضی اللہ عنہ نے پس کھڑا ہوا میں ایک بوریالے کر جو سیاہ ہو گیا تھا بوجہ پرانا ہونے کے تو بھگویا میں نے اس کو پانی سے اور کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اور صف باندھی میں نے اور یتیم نے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بڑھیا نے پیچھے ہمارے تو پڑھائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پھر چلے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فائدہ: یہ دعوت طلوع آفتاب کے بعد تھی اس وجہ سے یہ نماز ضعیفی کی سمجھی گئی۔ اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے عورت کی دعوت قبول کر لینا پرانے فرش پر جس کی نجاست اور طہارت کا حال معلوم نہ ہو نماز پڑھ لینا، نفل نمازوں کو باجماعت پڑھنا اور ایک مرد ایک لڑکے کا پیچھے امام کے صف باندھ کر کھڑے ہونا، عورت کا مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا۔

۳۵۵ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِالْهَاجِرَةِ فَوَجَدْتُهُ يُسَبِّحُ فَقُمْتُ وَرَأَاهُ فَقَرَّبَنِي حَتَّى جَعَلَنِي حِذَاءَهُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَمَّا جَاءَ يَرِفَا تَأَخَّرْتُ فَصَفَفْنَا وَرَأَاهُ -

حضرت عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گیا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گرمی کے وقت تو پایا میں نے ان کو نفل پڑھتے ہوئے پس کھڑا ہونے لگا میں پیچھے ان کے سو قریب کر لیا انہوں نے مجھ کو اور کھڑا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر وہی طرف بعد اس کے جب آیا ریفا تو پیچھے ہٹ گیا میں اور صف باندھی ہم دونوں نے پیچھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: ریفا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خادم کا نام تھا اس حدیث سے بھی نوافل میں امامت اور جماعت کا جائز ہونا معلوم ہوا۔

باب التشديد في أن يمر أحد بين نمازي کے سامنے سے چلے جانے کا

بيان يدي المصلي

۳۵۶ - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ

(۳۵۵) بیہقی (۹۶/۳)۔

(۳۵۶) بخاری (۵۰۹) کتاب الصلاة: باب يرد المصلي من مر بين يديه، مسلم (۵۰۵) أبو داود

(۶۹۷) نسائی (۷۵۷) ابن ماجہ (۹۵۴) أحمد (۳۴/۳) (۱۱۳۱۹) دارمی (۱۴۱۱)۔

أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدْعُ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأَهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَبِي فَلْيَقَاتِلْهُ
فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ -

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو کسی کو اپنے سامنے سے جانے نہ دے اگر کوئی جانا چاہے تو اس کو اشارہ سے منع کرے اگر نہ مانے تو پھر زور سے منع کرے اس لیے کہ وہ شیطان ہے۔

فائدہ: یعنی شیطان کا سا کام کرتا ہے کیونکہ باوصف منع کرنے کے بُرے کام سے باز نہیں آتا۔ بعضوں نے کہا فَلْيَقَاتِلْهُ سے مراد یہ ہے کہ بعد نماز کے اس سے لڑے اور جھگڑا کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں ہاتھ سے اشارہ کرنا درست ہے۔

۳۵۷- عَنْ أَبِي جُهَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي أَقَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً -

حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانے گزر جانے والا سامنے سے نمازی کے کہ کتنا عذاب ہے اس پر البتہ چالیس (دن یا مہینے یا برس) کھڑا رہے تو بہتر معلوم ہو اس کو گزر جانے سے شک ہے اس روایت میں ابوالنصر کو۔

فائدہ: ابن ماجہ اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ سو برس تک کھڑا رہے تو بہتر معلوم ہو اس کو اس ایک قدم سے۔ اس حدیث سے نمازی کے سامنے سے چلے جانے کی بڑی وعید ثابت ہوئی مگر افسوس ہے کہ اس زمانے میں لوگ اس فعل کو آسان سمجھتے ہیں علی الخصوص حرمین شریفین میں تو بلا تکرار نمازی کے سامنے سے آتے ہیں۔ وہاں کے علماء کو بھی اس طرف توجہ نہیں ہے کہ عوام کو منع کرتے رہیں۔

۳۵۸- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ أَنَّ كَعْبَ الْأَخْبَارِ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يُحْسَفَ بِهِ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ -

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ کعب اخبار نے کہا جو شخص گزرتا ہے نمازی کے سامنے سے اگر اس کو معلوم ہو عذاب اس فعل کا البتہ اگر دھنس جائے زمین میں تو اچھا معلوم ہو اس کو سامنے گزر جانے سے۔

(۳۵۷) بخاری (۵۱۰) کتاب الصلاة: باب اثم المار بين يدي المصلي، مسلم (۵۰۷) أبو داود (۷۰۱)

ترمذی (۳۳۶) نسائی (۷۵۶) ابن ماجہ (۹۴۵) أحمد (۱۶۹/۴) دارمی (۱۴۱۷)۔

سیدالترقائی (۲۰/۲)۔

۳۵۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ أَيْدِي النِّسَاءِ وَهُنَّ يُصَلِّينَ۔

۳۶۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدٍ وَلَا يَدْعُ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ۔
نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں گزرتے تھے نماز میں کسی کے سامنے سے اور نہ اپنے سامنے سے کسی کو گزرنے دیتے تھے۔

باب الرخصة في المرور بين يدي المصلي

نمازی کے سامنے سے گزر جانے کی اجازت

۳۶۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْأَحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لِلنَّاسِ بِمَنْى فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَوَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور عمر میری قریب بلوغ کے تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے منی میں تو گزر گیا میں تھوڑی صف کے سامنے سے پھر اترا میں اور چھوڑ دیا گدھی کو وہ چرتی رہی اور میں صف میں شریک ہو گیا بعد نماز کے کسی نے کچھ برا نہ مانا۔

فائدہ: اس وجہ سے کہ امام کے سامنے سترہ ہوگا اور امام کا سترہ مقتدیوں کو کفایت کرتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گدھے کا سامنے سے گزرنا نماز کو نہیں توڑتا اور ایسا ہی عورت اور سیاہ کتے کا سامنے سے گزر جانا نماز کو فاسد نہیں کرتا لیکن امام احمد کے نزدیک اگر سیاہ کتا نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

۳۶۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ كَانَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصُّفُوفِ وَالصَّلَاةَ قَائِمَةً۔

امام مالک کو پوچھا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صفوں کے سامنے سے گزر جاتے تھے نماز میں۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں اس فعل کو جائز جانتا ہوں اس صورت میں کہ نماز کھڑی ہو جائے اور امام تکبیر تحریر کہہ

(۳۵۹) عبد الرزاق (۲۰/۲)۔

(۳۶۰) عبد الرزاق (۲۰/۲)۔

(۳۶۱) بخاری (۷۶) کتاب العلم: باب متى يصح سماع الصغير، مسلم (۵۰۴) أبو داود (۷۱۵)

ترمذی (۳۳۷) نسائی (۷۵۲) ابن ماجہ (۹۴۷) أحمد (۲۱۹/۱) دارمی (۱۴۱۵)۔

لے اور آدمی کو اندر جانے کی جگہ نہ ملے بغیر مصلیٰ کے سامنے سے جاتے ہوئے۔

فائدہ: لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ اندر جانے کی کوئی ضرورت واقع ہو مثلاً پہلی صف میں کچھ جگہ خالی ہو یا اور کوئی باعث ہو ورنہ جائز نہیں الا کہ اس صورت میں کہ امام کے سامنے سترہ ہو۔

۳۶۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ مِمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّيِّ -

امام مالکؒ کو پہنچا حضرت علیؑ سے کہتے تھے نمازی کے سامنے سے کوئی چیز بھی گزر جائے مگر نماز اس کی نہیں ٹوٹی۔

فائدہ: اس حدیث کو سعید بن منصور نے حضرت علیؑ اور عثمانؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے۔ (زرقاتی)

۳۶۴۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَقُولُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ مِمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّيِّ -

حضرت سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے تھے کہ نمازی کے سامنے سے کوئی چیز بھی گزر جائے مگر اس کی نماز نہیں ٹوٹی۔

فائدہ: دارقطنی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے مگر اس کی اسناد ضعیف ہے ابوداؤد نے ابوسعید سے اور دارقطنی نے انسؓ اور ابوامامہؓ سے مثل اس کی روایت کیا ہے اور طبرانی نے اوسط میں جابرؓ سے ایسا ہی اخراج کیا ہے مگر اسناد ان سب روایتوں کی ضعیف ہے۔ یہی مذہب ہے مالکؒ اور شافعیؒ اور ابویوسفؒ اور جمہور علماء کا اور ایک قوم کے نزدیک عورت یا گدھے یا سیاہ کتے کے سامنے سے نکل جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ ابودرؤسؓ کی حدیث میں ہے کہ جب کوئی تم میں سے نماز کو کھڑا ہوتا ہے اپنے سامنے کوئی چیز پالان کی چھیلی لکڑی کے برابر رکھ لے ورنہ توڑ دے گی نماز اس کی عورت اور گدھا اور سیاہ کتا (الحدیث) روایت کیا اس کو مسلم نے اور یہی مسلم نے مرفوعاً ابو ہریرہؓ سے روایت کیا کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے عورت اور گدھے اور کتے کے سامنے گزر جانے سے اور اگر سامنے کوئی چیز مثل پالان کی لکڑی کے ہو تو ان سب نساوات سے نماز بچ جاتی ہے۔ متحققین اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ حدیثیں نماز ٹوٹ جانے کی عورت اور گدھے اور کتے کے گزر جانے سے صحیح ہیں اور حدیث نہ ٹوٹنے نماز کی کسی چیز سے ضعیف ہے اس قابل نہیں کہ معارض ہو ان احادیث صحیحہ کے پس اخذ کرنا احادیث صحیحہ سے بہتر ہے علی الخصوص جب کہ اس میں احتیاط بھی ہو۔ (واللہ اعلم)۔ قاضی شوکانی نے نیل الاوطار میں اس مقام پر بہت بسط کیا ہے خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ سیاہ کتے اور عورت حائض کے گزر جانے سے بے شک نماز ٹوٹ جاتی ہے اور عورت غیر حائض اور کتے سے جو سیاہ نہیں ہے نماز ٹوٹنے میں کلام ہے۔

(۳۶۳) عبدالرزاق (۲۳۶۱) ابن ابی شیبہ (۲۸۸۴)۔

(۳۶۴) عبدالرزاق (۲۳۶۶، ۲۳۶۸) ابن ابی شیبہ (۲۸۸۵، ۲۸۸۶)۔

باب سترة المصلی فی السفر سفر میں سترة کا بیان

۳۶۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَسْتَتِرُ بِرِاحِلَتِهِ إِذَا صَلَّى -

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمرؓ اپنے اونٹ کو سترة بنا لیتے جب نماز پڑھتے سفر میں۔
فائدہ: صحیحین میں یہ فعل آنحضرت ﷺ سے منقول ہے۔

۳۶۶۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِي الصَّحْرَاءِ إِلَى غَيْرِ سُرْتَةٍ -

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نماز پڑھتے تھے صحرا میں بغیر سترة کے۔
فائدہ: اس وجہ سے کہ وہاں کسی کے آنے یا گزرنے کا احتمال نہ ہوتا ایسے مقام پر سترة لگانا بھی کچھ ضروری نہیں ہے۔
سترة وہاں چاہیے جہاں کسی کے گزرنے کا احتمال ہو۔

باب مسح الحصباء فی الصلاة نماز میں کنکریوں کا ہٹانا

۳۶۷۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرِ الْقَارِيَّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ إِذَا أَهْوَى لِيَسْحُدَ مَسَحَ الْحَصْبَاءَ لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ مَسْحًا خَفِيفًا -

حضرت ابو جعفر قاری سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو جب جھکتے تھے سجدہ کرنے کے لیے اور اپنے سجدہ کے مقام سے ہلکے سے کنکریوں کو ہٹا دیتے تھے۔

۳۶۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ كَانَ يَقُولُ مَسَحَ الْحَصْبَاءَ مَسْحَةً وَاحِدَةً وَتَرَكُوهَا خَيْرٌ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ پہنچا ان کو کہ ابو ذرؓ کہتے تھے کنکریوں کا ایک بار ہٹانا درست ہے اور نہ ہٹانا سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

فائدہ: احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابو ذرؓ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب کوئی تم میں سے کھڑا ہو جائے تو رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے پس نہ ہٹائے کنکریوں کو اور عبدالرزاق نے ابو ذرؓ سے روایت کیا کہ میں

(۳۶۵) بخاری (۴۳۰) کتاب الصلاة: باب الصلاة في مواضع الايل، مسلم (۵۰۲) أبو داود (۶۹۲)

ترمذی (۳۵۲) أحمد (۳/۲) دارمی (۱۴۱۲) -

(۳۶۶) ابن ابی شیبہ (۲۴۹/۱) -

(۳۶۷) بیہقی (۲۸۵/۲) -

(۳۶۸) عبدالرزاق (۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲) بیہقی (۲۸۵/۲) -

نے نبی ﷺ سے ہر چیز کو پوچھا یہاں تک کہ کنکریاں ہٹانے کو بھی پوچھا تو آپ ﷺ نے ایک بار کی اجازت دی پھر کہا چھوڑ دے اور امام احمد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کنکریاں ہٹانے کو پوچھا تو آپ ﷺ نے ایک بار کی اجازت دی اور کہا کہ اگر تو باز رہے اس سے تو بہتر ہے سوانوں کالی آنکھ والے سے اور جن صحابہ سے کنکریاں ہٹانا ثابت ہے وہ اسی موقع پر ہے کہ سجدہ نہ ہو سکتا ہو تو نہ ہٹانا اولیٰ ہے۔

باب ما جاء في تسوية الصفوف صفیں برابر کرنے کا بیان

۳۶۹ - عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ فَإِذَا جَاءَهُ وَهُ فَأَخْبِرُوهُ أَنَّ قَدْ اسْتَوَتْ كَبَّرَ -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو صفیں برابر کرنے کا حکم دیتے تھے جب وہ لوگ لوٹ کر خبر دیتے کہ صفیں برابر ہو گئیں اس وقت تکبیر کہتے۔

فائدہ: ابوداؤد اور ابن خزیمہ اور حاکم نے یہ اسناد صحیح روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے برابر کرو صفوں کو اور کندھے سے کندھا ملاؤ اور بیچ میں جگہ جو خالی ہو اس کو بند کرو اور بیچ میں خالی جگہ شیطان کے واسطے نہ چھوڑو اور بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے برابر کرو صفوں کو کیونکہ برابر کرنا نماز کے قائم کرنے سے ہے اور ایک روایت میں مسلم اور ابوداؤد کی ہے کہ نماز کے تتر سے ہے اور ایک روایت میں بخاری کی ہے کہ صفیں اپنی برابر کرو ورنہ اللہ جل جلالہ تمہارے بیچ میں پھوٹ ڈال دے گا اسی طرح بے شمار حدیثیں صفیں برابر کرنے کی تاکید میں آئی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اس زمانے میں لوگوں کو جیسا چاہیے ویسا اس کا خیال نہ رہا۔ اللہ ان کو ہدایت کرے۔

۳۷۰ - عَنْ مَالِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَهَيْلِ بْنِ مَالِكِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَامَتِ الصَّلَاةُ وَأَنَا أَكْلَمُهُ فِي أَنْ يَفْرَضَ لِي فَلَمْ أَزَلْ أَكْلَمُهُ وَهُوَ يُسَوِّي الْحَصْبَاءَ بِنَعْلَيْهِ حَتَّى جَاءَهُ رِجَالٌ قَدْ كَانُوا وَكَلَّمَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ فَأَخْبِرُوهُ أَنَّ الصُّفُوفَ قَدْ اسْتَوَتْ فَقَالَ لِي اسْتَوِيَ فِي الصَّفِّ ثُمَّ كَبَّرَ -

حضرت مالک بن ابی عامر اصحبی سے روایت ہے کہ تھا میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اتنے میں تکبیر ہوئی نماز کی اور میں ان سے باتیں کرتا رہا اس لیے کہ میرا کچھ وظیفہ مقرر کریں اور وہ برابر کر رہے تھے کنکریوں کو اپنے جوتوں سے یہاں تک کہ ان پہنچے وہ لوگ جن کو صفیں برابر کرنے کے لیے مقرر کیا تھا اور انہوں نے خبر دی ان کو اس بات کی صفیں برابر ہو گئیں تو کہا مجھ سے کہ شریک ہو جا صنف میں پھر تکبیر کہی۔

(۳۶۹) عبد الرزاق (۴۷/۲) بیہقی (۲۱/۲) -

(۳۷۰) عبد الرزاق (۴۹/۲) بیہقی (۲۱/۲) - (۲۳)

فائدہ: اس اثر سے باتیں کرنے کا جواز تکبیر کے وقت ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو بعد تکبیر کے تھوڑا وقفہ کرنا چاہیے جب تک صفوں کے برابر کرنے کی خبر نہ آجائے۔

باب وضع الیٰدین احداہما علی الأخریٰ فی الصلاۃ

۳۷۱۔ عَنْ عَبْدِ الْكُرَيْمِ بْنِ أَبِي الْمُحَارِقِ الْبُصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ وَوَضِعُ الْيَدَيْنِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فِي الصَّلَاةِ يَضَعُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَتَعَجِيلُ الْفِطْرِ وَالْإِسْتِنَاءِ بِالسُّحُورِ۔

حضرت عبدالکریم سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نبوت کی باتوں میں سے یہ بات ہے کہ جب تجھے حیا نہ ہو تو جو جی چاہے کر اور نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا اور روزہ جلدی افطار کرنا اور سحری کھانے میں دیر کرنا (یعنی صبح کے قریب کھانا)۔

فائدہ: زرقاتی نے کہا کہ یہ امر اتقانی ہے مگر اس کے مقام میں اختلاف ہے کوئی موضع معروف نہیں ہے۔ عبدالوہاب نے کہا شافعی کا مذہب یہ ہے کہ سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر رکھے اور ابوحنیفہ کے نزدیک ناف کے نیچے رکھے اور امام مالک سے دو روایتیں ہیں ایک روایت میں ہاتھ باندھے اور ایک روایت میں چپزدے۔ لیکن روایت ثانی کی کوئی دلیل احادیث اور افعال صحابہ سے پائی نہیں جاتی اور ابن منذر نے امام مالک سے اس کو نقل نہیں کیا مگر اکثر اصحاب مالک کے ارسال کی طرف گئے ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ صحیح ابن خزیمہ میں بسناد صحیح مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہاتھ سینے پر باندھے اور ابو داؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مذکور ہے کہ سنت ہے ایک کف (تھیلی) کا دوسرے کف پر رکھنا ناف کے نیچے اور ابن ابی شیبہ نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً تحت السرة کو نقل کیا ہے اور سب واضح ہے اہل تحقیق کے نزدیک مگر ہاتھ چھوڑنا بالکل مروج ہے اصحاب مالکیہ کو اس پر عمل نہ کرنا چاہیے اور احادیث صحیحہ پر جو ہاتھ باندھنے میں طریق متعدد سے وارد ہیں عمل کرنا چاہیے علی الخصوص اس صورت میں کہ امام مالک نے موطا میں بھی ہاتھ باندھنے کو ثابت کیا ہے۔

۳۷۲۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ قَالَ أَبُو حَازِمٍ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ يُنْمَى ذَلِكَ۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حکم کیے جاتے تھے نماز میں داہنا ہاتھ بائیں

ہاتھ پر رکھنے کا۔ کہا ابو حازم نے کہ میں سمجھتا ہوں پہل اس حدیث کو مرفوع کرتے تھے۔

فائدہ: زرقانی نے کہا ابن خزیمہ نے واکل سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سینے پر باندھے اور بزار نے روایت کیا کہ نزدیک سینے کے باندھے اور زیادات مسند میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ انہوں نے ہاتھ نیچے ناف کے باندھے مگر اسناد اس کی ضعیف ہے۔

باب القنوت فی الصبح صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے کا بیان

۳۷۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ لَا يَقْنُتُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قنوت نہیں پڑھتے تھے کسی نماز میں۔

فائدہ: احادیث صحیحہ سے قنوت پڑھنا آنحضرت ﷺ کا صبح کی نماز میں بعد رکوع کے ثابت ہے اور ترک بھی ثابت ہے سچ یہ ہے کہ اکثر آپ ﷺ نے ترک کیا کبھی کبھی پڑھا ہے بددعا کے لیے کفار پر۔ امام ہمام ابن قیوم نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ احادیث متفق ہو گئیں اس پر کہ آپ ﷺ نے قنوت پڑھا بعد رکوع کے اور وہ بھی کسی عارضہ سے پھر چھوڑ دیا اس کو۔ امام احمد نے کہا کہ احادیث صحیحہ اکثر اسی طرف ہیں کہ آپ نے وتر میں بھی قنوت بعد رکوع کے پڑھا ہے تو عمل اس پر اولیٰ ہے اور قبل رکوع کے بھی جائز ہے۔ وتر میں جو قنوت صحیح طور سے ثابت ہے وہ یہ ہے: ”اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ“ اخیر تک اور یہ قنوت ”اللَّهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِينُكَ“ الی آخرہ بہ سند ضعیف ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف مروی ہے صحاح میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

ابن قیوم نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ عبدوس بن مالک عطاء نے سوال کیا امام احمد بن حنبل سے کہ میں ایک شخص مسافر ہوں بصرہ کا رہنے والا اور ہمارے ہاں لوگوں نے چند امور میں اختلاف کیا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے پوچھیں۔ کہا انہوں نے کہ میں نے کہا کہ بصرہ میں بعض لوگ نماز میں قنوت پڑھا کرتے ہیں اُن کے پیچھے نماز درست ہے امام احمد نے جواب دیا کہ ہاں درست ہے۔ اگلے زمانے میں لوگ نماز پڑھا کرتے تھے اُن لوگوں کے پیچھے جو قنوت پڑھا کرتے تھے اور جو نہیں پڑھتے تھے البتہ اگر قنوت میں کوئی حرف یاد عا اپنی طرف سے زیادہ کریں جیسے اِنَّا نَسْتَعِينُكَ يَا عَذَابِكَ بِالْحَدِّثِ يَا نَحْفِذُ تو اپنی نماز کو توڑ کر الگ ہو جاتی۔ مترجم کہتا ہے کہ اس قول سے امام احمد کے ثابت ہوتا ہے کہ اللھم انا نستعینک ونستغفرک (الخ) اس قنوت کی کوئی اصل صحیح حدیث سے نہیں پائی جاتی مگر جزری نے حسن حصین میں ابن السنی کی اذکار اور ابن ابی شیبہ کی مصنف اور بیہقی کی سنن کبیر سے اس قنوت کو کسی قدر مرفوعاً اور کسی قدر موقوفاً ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور ابتدائے کتاب میں جزری نے لکھا ہے اَرْجُوْا اَنْ يَكُوْنَ جَمِيعُ مَا فِيْهِ صَحِيْحًا اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسناد بھی اس کی صحیح ہو آئندہ (العلم عند اللہ)۔ ہمارے مشائخ دعائے قنوت میں اللھم اهدنی فیمن ہدیت (الخ)۔ جو سند صحیح سے مروی ہے پڑھا کرتے ہیں۔

باب النهی عن الصلاة والانسان پاخانہ یا پیشاب کی حاجت کے وقت یرید حاجتہ نماز نہ پڑھنا

۳۷۴۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْأَرْقَمِ كَانَ يَوْمَ أَصْحَابِهِ فَحَضَرَتْ الصَّلَاةُ يَوْمًا فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ الْغَائِطَ فَلْيَبْدَأْ بِهِ قَبْلَ الصَّلَاةِ -

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ امامت کرتے تھے اپنے لوگوں کی تو ایک دن نماز تیار ہوئی چلے گئے حاجت کو پھر آئے اور بولے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب قصد کرے کوئی تم میں سے پاخانہ کا تو پہلے پاخانہ کرے پھر نماز پڑھے۔

۳۷۵۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يُصَلِّينَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ ضَامٌّ بَيْنَ وَرِكَيْهِ -
حضرت زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی تم میں نماز نہ پڑھے جب وہ روکے ہو پیشاب یا پاخانہ کو۔

باب انتظار الصلاة والمشى اليها نماز کے انتظار کرنے کا اور نماز کو جانے کا ثواب

۳۷۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَضَلَّةِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے دعا کرتے ہیں اس شخص کے لیے جو بیٹھا ہے اس جگہ میں جہاں وہ نماز پڑھ چکا ہے جب تک اس کو حدث نہ ہو کہتے ہیں اے اللہ بخش دے اس کو رحم کرا اس پر۔

فائدہ: یعنی ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا حدث سے مراد وہ امر ہے جس سے وضو ٹوٹ جائے۔

(۳۷۴) أبو داود (۸۸) كتاب الطهارة: باب أبيصلي الرجل وهو حاقن، ترمذی (۱۴۲) نسائی (۸۵۲)

ابن ماجه (۶۱۶) أحمد (۴۸۳/۳) دارمی (۱۴۲۷)۔

(۳۷۶) بخاری (۴۴۵) كتاب الصلاة: باب الحدث في المسجد، مسلم (۶۴۹) أبو داود (۴۶۹)

ترمذی (۳۳۰) نسائی (۷۳۳) ابن ماجه (۷۹۹)۔

۳۷۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ تَحِبُّهُ لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہی میں رہتا ہے وہ شخص جس کو نماز گھر جانے سے روکے رہے۔

فائدہ: یعنی ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے اور اپنے گھر کو نہ جائے محض نماز کے واسطے تو اس کے لیے ثواب نماز کا لکھا جائے گا اگر چہ وہ خالی بیٹھا رہے۔

۳۷۸۔ عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بَنَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ كَانَ يَقُولُ مَنْ غَدَا أَوْ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيدُ غَيْرَهُ لِيَتَعَلَّمَ خَيْرًا أَوْ لِيُعَلِّمَهُ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَجَعَ غَانِمًا۔

کی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر بن عبدالرحمن کہتے تھے جو شخص صبح کو یا سہ پہر کو جائے مسجد میں نیک امر کیے تو کیا سکھانے کو۔ پھر لوٹ آئے اپنے گھر میں تو گویا جہاد سے فہمیت لے کر لوٹا۔

فائدہ: طبرانی نے اس حدیث کو مروی ہے اسہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لیکن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کو ایک پورے حج کا ثواب ملے گا۔

۳۷۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ ثُمَّ جَلَسَ فِي مُصَلَاةٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَصَلِّي عَلَيْهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ فَإِنْ قَامَ مِنْ مُصَلَاةٍ فَجَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ لَمْ يَزَلْ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص تم میں سے نماز پڑھ کر وہیں بیٹھا رہے تو ملائکہ دعا کرتے ہیں اس کے لیے یا اللہ! بخش دے اس کو رحم کرا اس پر اگر کھڑا ہو گیا اس جگہ سے لیکن بیٹھا رہا مسجد میں نماز کے انتظار میں تو گویا وہ نماز ہی میں ہے جب تک نماز پڑھے۔

۳۸۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَى إِلَى الْمَسَاجِدِ

(۳۷۷) بخاری (۶۵۹) کتاب الأذان: باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة' مسلم (۶۴۹) ابو

داود (۴۷۰) ترمذی (۳۳۰) نسائی (۷۳۳) ابن ماجہ (۷۷۴)۔

(۳۸۰) مسلم (۲۵۱) کتاب الطهارة: باب فضل اسباغ الوضوء على المكاره' ترمذی (۵۱) نسائی

(۱۴۳) احمد (۲۳۵۲)۔

وَانْتَظَرُ الصَّلَاةَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمْ الرِّبَاطُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ بتاؤں میں تم کو وہ چیزیں جو دور کرتی ہیں گناہوں کو اور بڑھاتی ہیں درجوں کو پورا کرنا وضو کا تکلیف کے وقت اور قدم بہت ہوتا سجدتف اور انتظار کرنا نماز کا بعد ایک نماز کے یہی رباط ہے یہی رباط ہے یہی رباط۔

فائدہ: یعنی وضو کے اعضاء کو سنت کے موافق دھونا اس میں کمی نہ کرنا تکلیف کے وقت مثلاً سردی یا ہوا کے وقت یا بیماری کے وقت۔

فائدہ: یعنی مکان دور ہو مسجد سے وہاں سے مسجد کو آنا اور جانا۔ بنی سلمہ نے جب ارادہ کیا کہ مسجد نبوی کے پاس آ رہیں کیونکہ ان کے مکان دور تھے تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”دِيَارِكُمْ تُكْتَبُ اَنْتُمْ“ اپنے گھروں میں رہو تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔

فائدہ: یعنی اللہ جل جلالہ نے جو فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا﴾ تو رَابِطُوا سے یہ امر مراد ہیں رباط سے نماز پر مواظبت کرنا مقصود ہے اور اصل میں رباط کہتے ہیں دشمن کے فکر میں رہنے کو مورچہ میں دشمن کے انتظار کرنے کو۔

۳۸۱ - عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ قَالَ يُقَالُ لَا يُخْرَجُ أَحَدٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ النَّدَاءِ إِلَّا أَحَدٌ يُرِيدُ الرَّجُوعَ إِلَيْهِ إِلَّا مُنَافِقٌ -

امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن مسیب نے کہا کہتے ہیں مسجد سے بعد اذان کے جو نکل جائے اور پھر آنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ منافق ہے۔

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ یہ کام اس کا منافقوں کا سا ہے اگر نماز جماعت سے پڑھ چکا ہے تو تکبیر شروع ہونے کے اول نکل سکتا ہے اگر تکبیر ہو جائے تو پھر پڑھ لے۔

باب النهي عن الجلوس لمن
دخَلَ المسجد قبل أن يصلِي
جو شخص مسجد میں جائے تو بغیر دو رکعتیں نفل
پڑھے ہوئے نہ بیٹھے

۳۸۲ - عَنْ أَبِي قَنَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ

(۳۸۱) دارمی (۴۴۶) عبدالرزاق (۱۹۴۶) بیہقی (۵۶۳-۵۷)۔

(۳۸۲) بخاری (۴۴۴) کتاب الصلاة: باب اذا دخل أحدكم المسجد فليركع ركعتين مسلم

(۷۱۴) أبو داود (۴۶۷) ترمذی (۳۱۶) نسائی (۷۳۰) ابن ماجه (۱۰۱۳) احمد

(۲۹۵/۵)۔

الْمَسْجِدِ فَلْيُرْكَعْ رُكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ -

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے۔

فائدہ: اس کو تہیہ المسجد کہتے ہیں اگر مسجد حرام میں جائے تو وہاں طواف شروع کرے اور دو گنا نہ طواف کا تہیہ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گا۔

۳۸۳- عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ لَهُ أَلَمْ أَرُ صَاحِبَكَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَجْلِسُ قَبْلَ أَنْ يَرُكَّعَ قَالَ أَبُو النَّضْرِ يَعْنِي بِذَلِكَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَيَعِيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِ أَنْ يَجْلِسَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَبْلَ أَنْ يَرُكَّعَ -

حضرت ابو النضر سے روایت ہے کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہا مجھ سے میں نہیں دیکھتا تمہارے صاحب یعنی عمر بن عبد اللہ کو تہیہ المسجد پڑھتے ہوئے جب آتے ہیں مسجد کو تو بیٹھ جاتے ہیں بغیر دو رکعتیں پڑھے ہوئے ابو النضر نے کہا کہ ابو سلمہ عیب کرتے تھے اس امر کا عمر بن عبد اللہ پر۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا تہیہ المسجد پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔

فائدہ: باتفاق ائمہ اربعہ کے اور ظاہریہ کے نزدیک واجب ہے مگر ابن حزم نے عدم وجوب لکھا ہے۔ زرقانی نے کہا اس میں کچھ اشکال نہیں ہے اگرچہ ابن حزم ظاہری ہیں مگر بعض مسائل میں خلاف کرنا کچھ ممنوع نہیں ہے۔ جیسے بہت متقدمین ائمہ اربعہ میں ہیں کہ بعض مسائل میں خلاف اپنے ائمہ کا کرتے ہیں۔

باب وضع الیدین علی ما یوضع
جس چیز پر سجدہ کرے اس پر دونوں
ہاتھ رکھے
علیہ الوجہ فی السجود

۳۸۴- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الذِّدَى يَضَعُ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ قَالَ نَافِعٌ وَكَفُّهُ رَأَيْتُهُ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْبُرْدِ وَإِنَّهُ لَيُخْرِجُ كَفَّيْهِ مِنْ تَحْتِ بُرْنُسٍ لَهُ حَتَّى يَضَعَهُمَا عَلَى الْخِضَاءِ -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سجدہ کرتے تھے تو جس چیز پر سجدہ کرتے اسے اسی پر ہاتھ رکھتے تھے۔ نافع نے کہا کہ سخت جاڑے کے دن میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ہاتھوں سے لٹکاتے تھے جب سے اور رکھتے تھے ان کو پتھر ملی زمین پر۔

۳۸۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْأَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِي يَضَعُ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ ثُمَّ إِذَا رَفَعَ فَلْيُرْفَعُهُمَا فَإِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْحَدَانِ كَمَا يَسْحَدُ الْوَجْهَ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص پیشانی زمین پر رکھے تو اپنے ہاتھ بھی زمین پر رکھے پھر منہ اٹھائے تو ہاتھ بھی اٹھائے اس لیے کہ ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں جیسے منہ سجدہ کرتا ہے۔

باب الالتفات والتصفيق في الصلوة عند الحاجة نماز میں کسی طرف دیکھنا یا دستک دینا وقت حاجت کے

۳۸۶۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصَلِّحَ بَيْنَهُمْ وَحَانَتْ الصَّلَاةُ فَحَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالَ أَتَصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُجِبَ قَالَ نَعَمْ فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ فَحَاءَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ مِنَ التَّصْفِيقِ التَّفَّتَ أَبُو بَكْرٍ فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهُ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ اسْتَأخَرَ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبِتَ إِذْ أَمَرْتُكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيقِ مِنْ نَابِهِ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسْبِغْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ التَّفَّتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے بنی عمرو بن عوف کے پاس ان میں صلح کرنے کو اور وقت آ گیا نماز کا تو مؤذن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر بولا اگر تم نماز پڑھاؤ تو میں تکبیر کہوں؟ بولے اچھا پس شروع کی نماز ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور آگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۸۵) بیہقی (۱۰۷/۲)۔

(۳۸۶) بخاری (۶۸۴) کتاب الأذان: باب من دخل ليوم الناس مسلم (۴۲۱) أبو داود (۹۴۰)

نسائی (۸۷۴) ابن ماجہ (۱۰۳۵) أحمد (۳۳۷/۵) دارمی (۱۳۶۴)۔

صفوں کو چیر کر پہلی صف میں آ کر کھڑے ہو گئے پس دستک دی لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف دھیان نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے بہت زور سے دستکیں دینا شروع کیں۔ تب دیکھا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ارادہ کیا پیچھے ہٹنے کا پس اشارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ پر رہو تو دونوں ہاتھ اٹھا کر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خدا کا شکر کیا اس بات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امام رہنے کا حکم دیا پھر پیچھے ہٹ آئے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور آگے بڑھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز پڑھ کر فارغ ہوئے۔ پھر فرمایا اے ابو بکر! تم کیوں اپنی جگہ پر کھڑے نہ رہے جب میں نے تم سے اشارہ کیا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا بھلا اوقات کے بیٹے کو پہنچتا ہے کہ نماز پڑھائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے تم نے اس قدر دستکیں کیوں بجا سیں جس شخص کو نماز میں کچھ حادثہ پیش آئے تو سبحان اللہ کہے لوگ اس طرف دیکھ لیں گے اور دستک دینا عورتوں کے لیے ہے۔

فائدہ: کیونکہ دو آدمی ان میں سے آپس میں لڑتے تھے پتھروں سے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ صفوں کو چیر کر صف اول میں جانا درست ہے جب وہاں جگہ خالی ہو یا وہ شخص امام ہو۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ دونوں ہاتھ اٹھانا دعایا ثنا کے لیے نماز میں درست ہے۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ ایک نماز دو اماموں کے پیچھے درست ہے اور اگر امام غائب ہو تو دوسرے کو امامت کرنا درست ہے پھر اگر اصلی امام آجائے تو اس کو اختیار ہے چاہے اقتداء کرے یا خود امام ہو جائے اور جو شخص پہلے کھڑا ہو گیا تھا وہ پیچھے آجائے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ امر اور امام کے لیے نہیں ہو سکتا بلکہ یہ خصائص میں سے تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کیا اجماع کا اس فعل کے عدم جواز پر۔ زرقانی نے کہا کہ دعویٰ اجماع غلط ہے بلکہ شافعیہ کے نزدیک صحیح مشہور یہ ہے کہ یہ فعل جائز ہے اور نماز فاسد نہ ہوگی۔

فائدہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے نام کو تواضع اور انکسار کی راہ سے بیان نہیں کیا۔ ابوقحافہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے باپ کی کنیت ہے اور نام ان کا عثمان بن عامر ہے۔ اگر کوئی کہے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا کہ اپنی جگہ پر رہو اور الامس فوق الادب کا لحاظ نہ کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قرینہ حال سے پہچان لیا کہ یہ امر اختیاری تھا نہ وجوبی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد نماز پڑھانے کا تھا نہ صفیں چیر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے۔ (زرقانی)

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بغیر ضرورت کے نماز میں دائیں بائیں دیکھنا مکروہ ہے اور اہل ظاہر کے نزدیک حرام ہے۔ یہ دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے التفات یعنی دائیں بائیں دیکھنا نماز میں شیطان کی اچک ہے۔ اچک لیتا ہے نماز میں سے اور حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ کی کہ اللہ تعالیٰ متوجہ رہتا ہے بندہ کی طرف نماز میں جب تک وہ قبلہ کی طرف دیکھتا رہے پھر جب وہ قبلہ کی طرف سے منہ پھیرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ نماز

میں التفات تین قسم ہے ایک یہ کہ بغیر گردن موزے ہوئے صرف گوشہ چشم سے ادھر ادھر دیکھے یہ مکروہ نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ سے بھی منقول ہے۔ دوسرے یہ کہ گردن موز کر ادھر ادھر دیکھے یہ مکروہ ہے۔ تیسرے یہ کہ سینہ موز کر دیکھے اس سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

۳۸۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں التفات نہیں کرتے تھے۔

۳۸۸۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِيَّ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَرَأَيْتِي وَلَا أَشْعُرُ بِهِ فَأَلْتَفْتُ فَعَمَزَنِي۔

ابوجعفر قاری سے روایت ہے کہ میں پڑھتا تھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میرے پیچھے تھے مجھے خبر نہ تھی میں نے ان کو دیکھا تو دبا دیا انہوں نے مجھ کو (یعنی منع کیا التفات سے)۔

باب ما يفعل من جاء والامام
جو شخص آیا اور امام کو رکوع میں پایادہ
رکع کیا کرے

۳۸۹۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَ النَّاسَ رُكُوعًا فَرَكَعَ ثُمَّ دَبَّ حَتَّى وَصَلَ الصَّفَّ۔

حضرت ابوامامہ بن سہل سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے تو امام کو رکوع میں پایا پس رکوع کر لیا پھر آہستہ چل کر صف میں مل گئے۔

۳۹۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَدِبُّ رَاكِعًا۔

امام مالک کو پہنچا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ وہ رکوع میں آہستہ چلتے تھے صف میں مل جانے کو۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو خیال ہو کہ جب تک صف میں جا کر پہنچوں گا تو امام رکوع سے کھڑا ہو جائے گا اور ایک رکعت فوت ہو جائے گی وہ جہاں پر ہو وہیں رکوع کر کے آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر صف میں شریک ہو جائے۔ شافعی نے اس فعل کو مستحب کہا ہے اور ابوحنیفہ نے مکروہ کہا ہے ایک شخص کے واسطے اور جائز رکھا ہے جماعت کے واسطے۔

(۳۸۸) عبدالرزاق (۲۵۸/۲) بروقم (۳۲۷۴)۔

(۳۸۹) بیہقی (۹۰/۲)۔

(۳۹۰) بیہقی (۹۰/۲)۔ (۹۱)۔

باب ما جاء في الصلاة على النبي درود شریف کے بیان میں

۳۹۱۔ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ فَقَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

حضرت ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا آنحضرت ﷺ سے یا رسول اللہ! کیونکر درود بھیجیں آپ پر۔ تو فرمایا آپ ﷺ نے کہو اے پروردگار رحمت اتار اپنی محمد ﷺ اور ان کی بیبیوں اور آل پر جیسے رحمت کی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت اتار محمد ﷺ اور ان کی بیبیوں پر اور آل پر جیسے تو نے برکت اتاری ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر بے شک تو تعریف کے لائق اور بڑا ہے۔

۳۹۲۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَحَلِّسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ أَمَرَنَا اللَّهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَّتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمَنَيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آئے ہمارے پاس سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں تو کہا آپ ﷺ سے بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے، حکم کیا ہم کو اللہ جل جلالہ نے درود بھیجنے کا آپ پر تو کیونکر درود بھیجیں آپ پر۔ پس چپ ہو رہے آپ یہاں تک کہ ہم کو تمنا ہوئی کہ کاش نہ پوچھتے آپ سے۔ پھر فرمایا آپ ﷺ نے کہو۔ ”اللہم صل علی محمد علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارک علی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید“ اور سلام بھیجنے کی ترکیب جیسے تم جان چکے ہو۔

(۳۹۱) بخاری (۳۳۶۹) کتاب أحادیث الأنبياء: باب قول الله عز وجل واتخذ الله ابراهيم خليلاً

مسلم (۴۰۷) أبو داود (۹۷۹) نسائی (۱۲۹۴) ابن ماجه (۹۰۵)۔

(۳۹۲) مسلم (۴۰۵) كتاب الصلاة: باب الصلاة على النبي بعد التشهد، أبو داود (۹۸۰) ترمذی

(۳۲۲۰) نسائی (۱۲۸۵) أحمد (۱۱۸/۴) دارمی (۱۳۴۳)۔

فائدہ: یعنی السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته۔

۳۹۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقِفُ عَلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ۔

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کھڑے ہوتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پھر درود بھیجتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہما پر بھی۔

فائدہ: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کر ان دونوں کے لیے دعا کرتے تھے یا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہما پر بھی ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے درود بھیجتے تھے اور غیر نبی پر درود بھیجنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے درست ہے۔ مثالیوں کہتے ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى صَاحِبَيْهِ اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ۔“

متفرق حدیثیں نماز کی

باب العمل فی جامع الصلاة

۳۹۴۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رُكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رُكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رُكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ رُكْعَتَيْنِ وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيَرْكَعُ رُكْعَتَيْنِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے ظہر کے اول دور کعتیں اور بعد ظہر کے دو کعتیں اور بعد مغرب کے دو کعتیں اپنے گھر میں اور بعد عشاء کے دو کعتیں اور نہیں پڑھتے تھے بعد جمعہ کے مسجد میں یہاں تک کہ گھر میں آتے تو دو کعتیں پڑھتے۔

فائدہ: امام بخاری نے روایت کیا عانتہ رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے اول چار کعتیں نہیں چھوڑتے تھے۔ غرض یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہر کی اول دو سنتیں بھی ثابت ہیں اور چار بھی ثابت ہیں۔ امام ہمام ابن قیثم نے کتاب الصلوٰۃ میں چار سنتیں ظہر کے اول اختیار کی ہیں سب سنتیں دن رات میں بارہ ہوئیں دو قبل فجر کے اور چار قبل ظہر کے اور دو بعد اس کے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشاء کے اور قبل عصر کے سنتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں مگر اصحاب سنن نے مرفوعاً روایت کیا کہ رحم کرے اللہ تعالیٰ اس شخص پر جو عصر کے اول چار کعتیں پڑھے لے اسی طرح جمعہ کے اول سنتوں کا پڑھنا حدیث صحیح سے ثابت نہیں مگر چند ضعیف حدیثیں آئی ہیں اور بعد جمعہ کے ایک روایت میں دو سنتیں اور ایک روایت میں چار آئی ہیں مگر ان سنتوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں پڑھا ہے۔

(۳۹۳) بیہقی (۲۴۵/۵)۔

(۳۹۴) بخاری (۳۹۷) کتاب الصلاة: باب قول الله تعالى واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى مسلم

(۷۲۹) أبو داود (۱۲۵۲) ترمذی (۴۳۳) نسائی (۸۷۳) ابن ماجہ (۱۱۳۰) أحمد (۶/۲)۔

۳۹۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَرُونَ قِبْلَتِي هَاهُنَا فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وِرَاءِ ظَهْرِي۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم دیکھتے ہو میرا منہ قبلہ کی طرف تم خدا کی! مجھ سے چھپا نہیں ہے خشوع تمہارا نماز میں اور رکوع تمہارا میں دیکھتا ہوں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے۔

فائدہ: یعنی وحی سے تمہارا حال معلوم کر لیتا ہوں یا التفات کر کے تمہیں دیکھ لیتا ہوں یا خلاف عادت بطور معجزہ کے پیچھے سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔ یہی اخیر قول صحیح ہے۔

۳۹۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَا شِئْنَا۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے قباء میں سوار ہو کر اور پیدل۔

فائدہ: ہر ہفتہ کے دن باہجی نے کہا کہ قبا کو سوار ہو کر آنا حدیث لا تُشَدُّ الرَّحَالُ کے منافی نہیں ہے اس واسطے کہ وہ حدیث دور دراز سفر کی ممانعت میں ہے اور اپنے شہر کی مسجدوں میں سوار ہو کر جانا کچھ ممنوع نہیں ہے البتہ اگر کوئی قبا کی نیت کر کے اور کسی شہر سے آئے تو ممنوع ہے۔

۳۹۷۔ عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِي وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ فِيهِمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيهِنَّ عُقُوبَةٌ وَأَسْوَأُ السَّرِقَةِ الَّذِي يَسْرِقُ صَلَاتَهُ قَالُوا وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلَاتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا يَتِمُّ رُكُوعُهَا وَلَا سُجُودُهَا۔

حضرت نعمان بن مرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا رائے ہے تمہاری اس شخص میں جو شراب پئے اور چوری کرے اور زنا کرے اور تمہاری امر قبل اترنے حکم کے ان کے باب میں تو کہا صحابہ نے اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ برے کام ہیں ان میں سزا ضرور ہے اور سب چوریوں میں بری نماز کی چوری ہے۔ پوچھا صحابہ نے نماز کا چور کیونکر ہے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا چور وہ ہے جو رکوع اور سجدہ کو پورا نہ کرے۔

(۳۹۵) بخاری (۴۱۸) کتاب الصلاة: باب عظة الامام الناس في اتمام الصلاة وذكر القبلة، مسلم (۴۲۴) أحمد (۳۰۳/۲)۔

(۳۹۶) بخاری (۱۱۹۱) کتاب الجمعة: باب مسجد قباء، مسلم (۱۳۹۹) أبو داود (۲۰۴۰) نسائی (۶۹۸)۔

(۱۶۶) بیہمی (۲۰۹/۸)۔ (۲۱۰)۔

فائدہ: اس حدیث کو بہت ائمہ حدیث نے مسند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نماز کا چورہ ہے جو رکوع اور سجدہ اور خشوع پورا نہ کرے۔ رکوع میں اچھی طرح جھکانا اور پیٹھ کو اور سر کو برابر کرنا اور اقل مرتبہ تین بار سبحان ربی اعظیم کہنا پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھا کھڑا ہو جانا اور سبحان اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہنا اچھی طرح اطمینان سے پھر سجدہ کرنا اور ہر سجدہ میں کم سے کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ اور دو سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح بیٹھنا اور اطمینان اور وقار اور کہولت سے سب ارکان ادا کرنا اس کا نام تعدیل ارکان ہے۔ بعضوں کے نزدیک یہ امر واجب ہے اور بعض ائمہ اور محققین کے نزدیک فرض ہے اور رکن ہے نماز کا بغیر اس کے نماز ادا نہ ہوگی بلکہ نیکی برباد گناہ لازم ہوگا۔ امام ابن قیم نے تعدیل ارکان کی فرضیت کو احادیث متعددہ سے کتاب الصلوٰۃ میں خوب ثابت کیا ہے اور امام احمد بن حنبل نے بھی رسالہ صلوٰۃ میں اس کو خوب لکھا ہے۔ بخوف تطویل ان دونوں کتابوں کے مضامین یہاں نہیں لکھے۔

۳۹۸۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ۔
حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ایک حصہ اپنی نماز میں سے اپنے گھروں میں ادا کرو۔

فائدہ: تاکہ گھر مثل قبرستان کے نہ ہو جائیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ افضل نماز آدمی کی وہ ہے جو اپنے گھر میں ہو مگر فرض کہ وہ مسجد میں جماعت سے ادا کرنا چاہیے اور نوافل کا گھر میں پڑھنا اولیٰ ہے۔

۳۹۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيضُ السُّجُودَ أَوْ مَأْ بِرَأْسِهِ إِيْمَاءً وَلَمْ يَزْفَعْ إِلَى جَبْهَتِهِ شَيْئًا۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے بیمار کو اگر سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو میرے سر سے اشارہ کرے لیکن کوئی چیز اپنی پیشانی کے سامنے اونچی نہ رکھے۔

فائدہ: مثل تکیہ وغیرہ کے تاکہ اس پر سجدہ کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے اکثر علماء کے نزدیک اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک درست ہے۔

۴۰۰۔ عَنْ رَيْبَعَةَ بِنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا جَاءَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّى النَّاسُ بَدَأَ بِصَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلَمْ يَصِلْ قَبْلَهَا شَيْئًا۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب آتے مسجد میں اور معلوم ہوتا کہ جماعت ہو چکی ہے تو فرض شروع کرتے اور سنتیں نہ پڑھتے۔

(۳۹۸) أبو یعلیٰ (۲۸۱/۸) احمد (۶۵/۶)۔

(۳۹۹) بیہقی (۳۰۶/۲)۔

(۴۰۰) عبد الرزاق (۲۹۵/۲)۔

۴۰۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ الرَّجُلُ كَلَامًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ إِذَا سَلَّمَ عَلَى أَحَدِكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَا يَتَكَلَّمُ وَلَا يَشْرِبُ بِيَدِهِ۔
 نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گزرے ایک شخص پر اور وہ نماز پڑھ رہے تھے تو سلام کیا اس کو اس نے جواب دیا زبان سے پھر لوٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور کہا اس سے جب کوئی سلام کرے تم پر اور تم نماز پڑھتے ہو تو زبان سے جواب نہ دو بلکہ ہاتھ سے اشارہ کر دو۔

فائدہ: کیونکہ زبان سے جواب سلام کا دینا فاسد کرتا ہے نماز کو ائمہ اربعہ کے نزدیک اور قنادہ اور حسن اور ایک جماعت تابعین کے نزدیک فاسد نہیں کرتا بلکہ زبان سے جواب دینا نماز میں درست ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ نمازی کو سلام کرنا بعض کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک نادرست ہے اور دلیل جواز کی حدیث ہے انصار کی کہ وہ آتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تھے پس سلام کرتے تھے انصار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے تھے اشارہ سے بعضوں نے اس کی تاویل یوں کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ سے منع کرتے تھے کہ پھر ایسا نہ کریں۔ (زرقانی) یہ تاویل ظاہر متبادر کے بالکل خلاف ہے اس لیے کہ اگر مقصود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منع ہوتا تو بعد نماز کے ایک بار منع کر دیتے تاکہ انصار پھر ایسا نہ کریں مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ انصار جب آتے تھے تو آپ نماز میں ہوتے تھے تو سلام کرتے تھے۔

۴۰۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلَمْ يَذْكُرْهَا إِلَّا وَهُوَ مَعَ الْإِمَامِ فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ الصَّلَاةَ الَّتِي نَسِيَ ثُمَّ لِيُصَلِّ بَعْدَهَا الْأُخْرَى۔
 نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص بھول جائے نماز کو پھر یاد کرے اور وہ دوسری نماز میں امام کے پیچھے ہو تو جب امام سلام پھیرے تو چاہیے کہ اس نماز کو پڑھ کر جو نماز امام کے ساتھ پڑھی ہے اس کا اعادہ کرے۔

فائدہ: مثلاً ظہر کی نماز پڑھنا بھول گیا اور عصر کی نماز جماعت سے پڑھ رہا تھا جب اس کو یاد آیا کہ ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو بعد امام کے فراغت کے ظہر کی نماز پڑھے اور پھر عصر کو دوبارہ پڑھے اس لیے کہ عصر اس کی درست نہیں ہوئی بوجہ ترتیب فوت ہو جانے کے۔ ائمہ ثلاثہ یعنی ابوحنیفہ اور مالک اور احمد کا یہی قول ہے اور شافعی کے نزدیک ظہر پڑھ لے او عصر کا اعادہ نہ کرے۔

۴۰۳۔ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مُسَيِّدٌ ظَهْرُهُ إِلَى حِدَارِ الْقُبَيْلَةِ فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلَاتِي انْصَرَفْتُ إِلَيْهِ مِنْ قِبَلِ شِقْمِي الْأَيْسَرِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مَا مَنَعَكَ

(۴۰۱) بیہقی (۲۰۹/۲)۔

(۴۰۲) بیہقی (۲۲۲/۲)۔

(۴۰۳) ابن ابی شیبہ (۲۷۱/۱)۔

أَنْ تَنْصَرِفَ عَنْ يَمِينِكَ قَالَ فَقُلْتُ رَأَيْتُكَ فَانْصَرَفْتُ إِلَيْكَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَإِنَّكَ قَدْ أَصَبْتَ إِنَّ قَائِلًا يَقُولُ انْصَرِفْ عَنْ يَمِينِكَ فَإِذَا كُنْتَ تُصَلِّي فَانْصَرِفْ حَيْثُ شِئْتَ إِنْ شِئْتَ عَنْ يَمِينِكَ وَإِنْ شِئْتَ عَنْ يَسَارِكَ -

حضرت واسع بن حبان سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قبلہ کی طرف پیٹھ کیے ہوئے بیٹھے تھے تو جب نماز سے میں فارغ ہوا بائیں طرف سے مڑ کر ان کے پاس گیا تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تو وہی طرف سے مڑ کر کیوں نہ آیا؟ میں نے کہا کہ آپ کو دیکھ کر بائیں طرف سے مڑ کر چلا آیا۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے اچھا کیا ایک صاحب کہتے ہیں کہ جب نماز پڑھ چکے تو وہی طرف سے مڑ کر تو جب نماز پڑھے تو جدھر سے چاہے مڑ کر وہی طرف سے یا بائیں طرف سے۔

فائدہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں فعل ثابت ہیں اس واسطے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انکار کیا اس شخص پر جو وہی طرف سے مڑنے کو لازم جانتا تھا۔

٤٠٤ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَمْ يَرِ بِهِ بَأْسًا أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ الْأَصْلِيَّ فِي عَطْفِ الْإِبِلِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا وَلَكِنْ صَلِّ فِي مُرَاحِ الْغَنَمِ -
حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا نماز پڑھوں میں اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں؟ کہا نہیں لیکن پڑھ لے بکری کے تھانوں میں۔

فائدہ: یہ حدیث اسناد متعددہ سے مرفوعاً بھی مروی ہے اونٹوں کے اجتماع کی جگہ میں نماز کو منع فرمایا اس لیے کہ وہاں نماز کے ٹوٹ جانے کا یا نمازی کو صدمہ پہنچنے کا احتمال ہے برخلاف بکریوں کے اور ایک روایت میں ابوداؤد کی ہے کہ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں شیاطین ہیں اور بکریوں کی جگہ میں برکت ہے تو وہاں نماز پڑھو۔

٤٠٥ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ مَا صَلَاةٌ يُحْلَسُ فِي شُكْلِ رُكْعَةٍ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ سَعِيدٌ هِيَ الْمَغْرِبُ إِذَا فَاتَتْكَ مِنْهَا رُكْعَةٌ -

سعید بن مسیب نے کہا کہ وہ کون سی نماز ہے جس میں ہر رکعت کے بعد بیٹھنا پڑے پھر خود ہی کہا وہ نماز مغرب کی ہے جب ایک رکعت فوت ہو جائے امام کے ساتھ۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا یہی طریقہ ہے کل نمازوں کا۔

فائدہ: یعنی ہر نماز میں جس قدر فوت ہو جائے اس کو آخر نماز میں سمجھنا اور جس قدر ملے اس کو اول اپنی نماز کا جانا اس واسطے اگر کسی شخص کو مغرب کی ایک رکعت ملے تو وہ ایک رکعت اور پڑھ کر بیٹھے کیونکہ اب اس کی دو رکعتیں ہوئیں اس سے

معلوم ہوا کہ جو رکعت اس نے پائی تھی وہ ابتداء ہے اس کی نماز کی ورنہ اگر اخیر ہوتی تو دو رکعتوں کے بعد بیٹھا پڑتا یہی حکم ہر نماز میں ہے اور بعضوں نے اس عبارت کے معنی یہ کیے ہیں کہ ہر نماز میں یہ سوال پورا ہو سکتا ہے دو گانہ نماز جیسے فجر کی تو اس میں تو ظاہر ہے اور چار رکعتی نماز میں اس طور سے کہ ایک شخص نے امام کے پیچھے اقتداء کی اور وہ ایک رکعت پڑھ چکا تھا تو اب ایک رکعت اور پڑھ کر بیٹھے گا پھر تیسری رکعت پڑھ کر بھول کے بیٹھ گیا اب وہ چوتھی رکعت پڑھ کر پھر بیٹھے گا تو ہر رکعت کے بعد قعدہ ہو۔

نماز سے متعلقہ احادیث کا بیان

باب جامع الصلاة

٤٠٦۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا۔

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اپنی نواسی امامہ کو جو بیٹی زینت کی تھیں ابو العاص سے اٹھائے ہوئے تو جب سجدہ کرتے آپ اٹھا دیتے ان کو زمین پر جب کھڑے ہوتے اٹھا لیتے۔

فائدہ: زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ شوہر ان کے ابو العاص بن ربیعہ کافر تھے۔ پھر اسلام لائے قبل فتح کے اور ہجرت کی تو وہ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو انہی کو اور مریم زینب ان کے نکاح میں۔ امام مالک نے تاویل اس حدیث کی یہ کی ہے کہ یہ فعل نوافل میں تھا کیونکہ یہ عمل کثیر ہے عمل کثیر فاسد کرتا ہے نماز کو مگر یہ تاویل صحیح نہیں اس لیے کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامت کرتے تھے لوگوں کی اور امامہ ان کے کندھے پر تھیں اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ یہ واقعہ ظہر یا عصر کی نماز میں تھا۔ نووی نے کہا کہ بعض مالکیہ نے اس حدیث کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعضوں نے یہ کہا ہے یہ فعل خصائص میں سے تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ بعضوں نے کہا یہ سب ضرورت کے تھا اور یہ سب دعوے باطل اور مردود ہیں اور حق یہ ہے کہ اس قدر عمل سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ (زرقانی باختصار)۔

٤٠٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقِبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ

(٤٠٦) بخاری (٥١٦) کتاب الصلاة : باب اذا حمل جارية صغيرة على عنقه في الصلاة، مسلم (٥٤٣) أبو داود (٩١٧) نسائی (١٢٠٤) أحمد (٢٩٥/٥ - ٢٩٦) (٢٢٨٩١) دارمی (١٣٦٠)۔

(٤٠٧) بخاری (٥٥٥) کتاب مواقيت الصلاة : باب فضل صلاة العصر، مسلم (٦٣٢) نسائی (٤٨٥) أحمد (٤٨٦/٢)۔

بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آتے جاتے رہتے ہیں فرشتے تمہارے پاس رات کے جدا اور دن کے جدا اور جمع ہو جاتے ہیں سب عصر کی اور فجر کی نماز میں پھر وہ فرشتے جو رات کو تمہارے ساتھ رہتے ہیں چڑھ جاتے ہیں اور پس پوچھتا ہے ان سے پروردگار اور خوب جانتا ہے کس حال میں چھوڑا تم نے میرے بندوں کو کہتے ہیں ہم نے چھوڑا ان کو نماز میں اور جب ہم گئے تھے جب بھی نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: یعنی دن کے فرشتے الگ مقرر ہیں اور رات کے الگ مقرر فجر کی نماز کے وقت رات کے فرشتے جانے کا قصد کرتے ہیں اتنے میں دن کے فرشتے آ جاتے ہیں تو آپس میں ملاقات ہو جاتی ہے اسی طرح عصر کی نماز میں دن کے فرشتے جانے کا قصد کرتے ہیں اتنے میں رات کے فرشتے آ جاتے ہیں۔ پس باہم ملاقات ہو جاتی ہے یہ جو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور جب ان سے پروردگار پوچھتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ پروردگار جل شانہ ہمارے اوپر عرش مقدس پر ہے نہ نیچے ہمارے یا ہر جگہ جیسے بعض لہجوں کا اعتقاد ہے۔

٤٠٨ - عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عَمْرَ فليُصَلِّ لِلنَّاسِ قَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عَمْرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلْتُ حَفْصَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكَ خَيْرًا -

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا مرض موت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا تو کہا میں نے یا رسول اللہ! ابو بکر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو روتے روتے ان کی آواز نہ نکلے گی تو حکم کیجئے عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کو۔ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم کہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ میں

(٤٠٨) بخاری (٦٧٩) كتاب الأذان : باب أهل العلم والفضل أحق بالامامة مسلم (٤١٨) ترمذی

(٣٦٧٢) نسائی (٨٣٣) ابن ماجه (١٢٣٢) أحمد (٩٦٦) (٢٥١٥٤) دارمی (٨٢) -

کھڑے ہوں گے تو روتے روتے ان کی آواز نہ نکلے گی۔ پس حکم کیے عمر رضی اللہ عنہما کو نماز پڑھانے کا۔ سو کہا حفصہ رضی اللہ عنہا نے۔ تب فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم یوسفؑ کی ساتھی عورتوں کی طرح ہو کر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کو۔ پس کہا حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے تم سے مجھے بھلائی نہ ہوئی۔

فائدہ: اس لیے کہ وہ نرم دل ہیں۔ (صحیحین)

فائدہ: یوسف کے ساتھیوں سے زلیخا مراد ہیں جس نے دل میں کچھ مطلب رکھا تھا اور ظاہر میں کچھ۔ دل میں تو یہ غرض تھی کہ یہ عورتیں حضرت یوسف کا حسن و جمال دیکھ کر مجھے اُن کے عشق میں معذور رکھیں اور ظاہر میں دعوت کا بہانہ کیا تھا۔ اسی طرح یہاں پر یوسف کے ساتھیوں سے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مقصود ہے۔ ظاہر میں انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل کی نرمی اور رقت بیان کر کے دو دو تین تین بار حضرت ﷺ سے پوچھ لیا اور اصل غرض یہ تھی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت مضبوط ہو جائے اور کسی کو عذر کی گنجائش اس میں نہ رہے۔ اس حدیث سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلکہ تمام صحابہ پر پائی گئی کیونکہ امامت صغریٰ قرینہ ہے امامت کبریٰ کا اور تصریح سے آپ ﷺ نے امامت کبریٰ کو واسطے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ثابت نہ کیا۔ اس لیے کہ اس بارے میں کوئی وجہ نہیں ہوئی تھی مگر دل سے آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہونا چاہتے تھے۔ (زرقانی)

٤٠٩۔ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ بْنِ الْحُجَّارِ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانِي النَّاسِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَسَارَهُ فَلَمْ يُدْرَ مَا سَارَهُ بِهِ حَتَّى جَهَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَانِي النَّاسِ إِذَا هُوَ يَسْتَأْذِنُهُ فِي قَتْلِ رَجُلٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَهَرَ أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ الرَّجُلُ بَلَى وَلَا شَهَادَةَ لَهُ فَقَالَ أَلَيْسَ يُصَلِّي قَالَ بَلَى وَلَا صَلَاةَ لَهُ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولَئِكَ الَّذِينَ نَهَانِي اللَّهُ عَنْهُمْ۔

عبداللہ بن عدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے لوگوں میں اتنے میں ایک شخص آیا اور کان میں کچھ بات آپ ﷺ کے کہنے لگا ہم کو خیر نہیں ہوئی کیا کہتا ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ پکار کر بول اٹھے تب معلوم ہوا کہ وہ شخص حضرت ﷺ سے ایک منافق کے قتل کی اجازت چاہتا تھا تو جب پکار اٹھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وہ شخص گواہی نہیں دیتا اس امر کی کوئی معبود حق نہیں ہے سوا خدا کے اور محمد ﷺ بے شک اس کے رسول ہیں۔ اس شخص نے کہا ہاں مگر اس کی گواہی کا کچھ اعتبار نہیں تب فرمایا آپ ﷺ نے کیا وہ نماز نہیں پڑھتا بولا ہاں پڑھتا ہے لیکن اس کی نماز کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں

کے قتل سے منع کیا ہے مجھ کو اللہ نے۔

فائدہ: جو اللہ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے قائل ہوں اور نماز پڑھتے ہوں اُن کا قتل دین کی وجہ سے درست نہیں ہے البتہ قصاص یا حد درست ہے۔

۴۱۰۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثْنَا يُعْبَدُ اِسْتَدُّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَي قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے پروردگار! امت بنا قبر میری کو بت کہ لوگ اس کو پوجیں بہت بڑا غضب اللہ کا ان لوگوں پر ہے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔

فائدہ: وثن کہتے ہیں اس چیز کو جو پوجی جائے سو اللہ کے چاہے جھاڑ بوجا ہے پہاڑ لکڑی ہو یا پتھر قبر یا تابوت جھنڈا ہو یا نیزہ چلہ ہو یا درگاہ فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿فَاَجْتَنِبُوا الرُّجُسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ بچو تم بتوں کی نجاست سے اور جھوٹ بولنے سے۔ بتوں کی نجاست شریک کرنا ہے ان کا اللہ جل جلالہ کے ساتھ صفات میں۔ پھر یہ جو فرمایا کہ اُن لوگوں نے اپنے اپنے نبی کی قبروں کو مسجد بنا لیا تھا اس کے چند معنی ہیں۔ ایک یہ کہ مسجد جگہ عبادت اور نماز کی ہے اُن لوگوں نے اپنے اپنے انبیاء کی قبروں پر عبادت اور نماز شروع کی تھی۔ دوسرے یہ کہ مسجدوں کی طرح قبروں کی طرف سجدہ کرتے تھے۔ تیسرے یہ کہ قبروں کو سجدہ کی جگہ سمجھ کر وہاں سجدہ کرتے تھے۔ چوتھے یہ کہ مسجدوں کی طرح قبروں پر آمد و رفت کرتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ اُن لوگوں پر جنہوں نے اپنے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا۔ زرقاتی نے کہا کہ جب یہ افعال آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر ممنوع ہوئے تو تمام آثار شریفہ کا یہی حال ہوگا بلکہ امام مالکؒ نے مکہ و رکھائے ڈھونڈنا ایسے مقامات کا جیسے ڈھونڈنا شجرہ رضوان کی جگہ کا تاکہ مخالفت ہو یہود اور نصاریٰ کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شجرہ رضوان کو کٹوا ڈالا جب سنا کہ لوگ اس کی زیارت کو آتے جاتے ہیں بہر حال اس حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ جو شخص کسی نبی یا ولی کی قبر کو سجدہ کرے یا نماز میں اس طرف منہ کرے جیسے بعض لوگ حضرت غوث الاعظمؒ کے مزار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں یا ان کی پرستش اور عبادت کی نیت سے وہاں رکوع کرے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو وہ مغضوب علیہ اور ملعون ہے۔ معاذ اللہ من ذالک۔ امام ہمام ابن قیثم نے اغاثۃ اللہمغان میں اس حدیث کی خوب تحقیق کی ہے جس کو منظور ہو دیکھے۔

۴۱۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عَيْتَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَوْمَ قَوْمِهِ وَهُوَ أَعْمَى وَأَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا تَكُونُ الظُّلْمَةُ وَالْمَطَرُ وَالسَّيْلُ وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيرٌ الْبَصَرِ

(۴۱۰) ہزار (۲۲۰/۱) (۴۴۰) احمد (۲۴۶/۲)۔

(۴۱۱) بخاری (۶۶۷) کتاب الاذان: باب الرخصة في المطر والعلة أن يصلي في رحله مسلم (۳۳)

نسائی (۷۸۸) ابن ماجہ (۷۵۴) احمد (۴۳/۴)۔

فَصَلِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي بَيْتِي مَكَانًا اتَّخِذْهُ مُصَلًّى فَجَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
 أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى مَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -
 حضرت محمود بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ امامت کرتے تھے اپنی قوم
 کی اور ان کی بیٹائی میں ضعف تھا کہا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، کبھی اندھیرا یا پانی یا بہاؤ ہوتا ہے اور میری
 بیٹائی میں فرق ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں کسی مقام پر نماز پڑھ دیجیے تاکہ میں اس جگہ کو اپنا مصلى بناؤں پس
 آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا کہ کس جگہ تم پسند کرتے ہو نماز میری انہوں نے ایک جگہ بتا دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 وہاں نماز پڑھ دی۔

فائدہ: محمود بن لبید یحییٰ کی غلطی ہے صحیح مجموع بن ربیع ہے۔ (زرقاتی)

۴۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي
 الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى -

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چت لیٹے ہوئے تھے
 مسجد میں ایک پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرے پاؤں پر تھا۔

فائدہ: صحیحین میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منع کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ منع اس
 صورت میں ہے جب شرمگاہ کے کھلنے کا خوف ہو ورنہ درست ہے۔

۴۱۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَا
 يَفْعَلَانِ ذَلِكَ -

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایسا کیا کرتے تھے (یعنی
 ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر چت لیٹتے تھے)۔

۴۱۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ لِلْإِنْسَانِ إِنَّكَ فِي زَمَانٍ كَثِيرٍ فَقَهَاؤُهُ
 قَلِيلٌ قُرْأُوهُ تُحْفَظُ فِيهِ حُدُودُ الْقُرْآنِ وَتَضْبَعُ حُرُوفُهُ قَلِيلٌ مَنْ يَسْأَلُ كَثِيرٌ مَنْ يُعْطَى يُطِيلُونَ فِيهِ
 الصَّلَاةَ وَيَقْصُرُونَ الْخُطْبَةَ يُدُونَ أَعْمَالَهُمْ قَبْلَ أَهْوَائِهِمْ وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ قَلِيلٌ فَقَهَاؤُهُ

(۴۱۲) بخاری (۴۷۵) کتاب الصلاة: باب الاستلقاء في المسجد ومد الرجل، مسلم (۲۱۰۰) أبو

داود (۴۸۶۶، ۴۸۶۷) ترمذی (۲۷۶۵) نسائی (۷۲۱) أحمد (۳۸/۴)۔

(۴۱۳) أيضاً۔

(۴۱۴) بیہمی فی شعب الإيمان (۵۰۰۰) عبدالرزاق (۳۷۸۷) حاکم (۴۸۲/۴)۔

كثير قراؤه يحفظ فيه حروف القرآن وتضع حدوده كثير من يسأل قليل من يعطى يطيلون فيه الخطبة ويقصرون الصلاة يبدون فيه أهواؤهم قبل أعمالهم۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص سے تم ایسے زمانے میں ہو کہ عالم اس میں بہت ہیں صرف لفظ پڑھنے والے کم ہیں عمل کیا جاتا ہے قرآن کے حکموں پر اور لفظوں کا ایسا خیال نہیں کیا جاتا پوچھنے والے کم ہیں جواب دینے والے بہت ہیں یا بھیک مانگنے والے کم ہیں اور دینے والے بہت ہیں لہذا کرتے ہیں نماز کو اور چھوٹا کرتے ہیں خطبہ کو نیک عمل پہلے کرتے ہیں اور نفس کی خواہش کو مقدم نہیں کرتے اور قریب ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کم ہوں گے عالم اس وقت میں الفاظ پڑھنے والے بہت ہوں گے یاد کیے جائیں گے الفاظ قرآن کے اور اس کے حکموں پر عمل نہ کیا جائے گا پوچھنے والے اور مانگنے والے بہت ہوں گے اور جواب دینے والے اور دینے والے بہت کم ہوں گے لہذا کریں گے خطبہ کو اور چھوٹا کریں گے نماز کو اپنی خواہش نفس پر چلیں گے اور عمل نیک نہ کریں گے۔

فائدہ: وہ وقت اب آیا ہے کہ قرآن شریف کو یاد کرنے والے بہت لوگ ہیں مگر اس کے معانی سمجھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کم ہیں بلکہ بعض شیاطین ایسے پیدا ہوئے ہیں جو قرآن شریف اور حدیث کے معنی پڑھانے سے اور اس کا ترجمہ عوام کو سکھانے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن کے ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے۔ (معاد اللہ من ذلک)

٤١٥۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ أَوَّلَ مَا يُنظَرُ فِيهِ مِنْ عَمَلِ الْعَبْدِ الصَّلَاةُ فَإِنْ قَبِلَتْ مِنْهُ نُظِرَ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عَمَلِهِ وَإِنْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ لَمْ يُنظَرْ فِي شَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ پہنچا ان کو قیامت کے دن پہلے نماز دیکھی جائے گی اگر نماز قبول ہوگئی تو پھر اور عمل اس کے دیکھے جائیں گے ورنہ کوئی عمل پھر نہ دیکھا جائے گا۔

فائدہ: طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول سب عملوں سے نماز دیکھی جائے گی اگر وہ اچھی نکلی تو سب عمل اچھے ہوں گے ورنہ سب خراب ہوں گے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی مانند اس کی روایت کیا ہے۔

٤١٦۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَيَّ رَسُولِ

(٤١٥) ترمذی (٤١٣) کتاب الصلاة : باب ما جاء أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة نسائی

(٤٦٥)۔

(٤١٦) بخاری (٦٤٦٢) کتاب الرقاق : باب القصد والمدامة على العمل ، مسلم (٨٧٥) أبو داود

(١٣٦٨) ترمذی (٢٨٥٦) نسائی (١٦٤٢) ابن ماجہ (٤٢٣٨) أحمد (١٨٦/٦)۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ -

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو وہ کام بہت پسند تھا جو ہمیشہ آدی

اس کو کرتا رہے۔

فائدہ: دوسری روایت میں ہے کہ پسند کام اللہ جل جلالہ کے نزدیک وہ ہے جس کو آدی ہمیشہ کرتا رہے اگرچہ قلیل ہی ہو۔

۴۱۷ - عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ أَحْوَانِ فَهَلَكَ أَحَدُهُمَا قَبْلَ صَاحِبِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَذَكَرَتْ فَضِيلَةُ الْأَوَّلِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَمْ يَكُنِ الْآخِرُ مُسْلِمًا قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَانَ لَا بَأْسَ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكُمْ مَا بَلَغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ إِنَّمَا مَثَلُ الصَّلَاةِ كَمَثَلِ نَهْرٍ غَمْرٍ عَذِبٍ بِيَابِ أَحَدِكُمْ يَفْتَحُهُمْ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَمَا تَرَوْنَ ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ مَا بَلَغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ -

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو بھائی تھے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان میں

سے ایک دوسرے سے چالیس دن پہلے مر گیا تو لوگوں نے تعریف کی اس کی جو پہلے مرا تھا۔ تب فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا دوسرا بھائی مسلمان نہ تھا بولے ہاں مسلمان تھا وہ بھی کچھ برانہ تھا۔ تب فرمایا آنحضرت ﷺ نے تم کیا جانو دوسرے کی نماز نے اس کو کس درجہ پر پہنچایا نماز کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نہر بیٹھے پانی کی بہت گہری کسی کے دروازے پر بہتی ہو اور وہ اس میں پانچ وقت غوطہ لگایا کرے کیا اس کے بدن پر کچھ میل رہے گا پھر تم کیا جانو کہ نماز نے دوسرے بھائی کا مرتبہ کس درجہ کو پہنچایا۔

فائدہ: یعنی چالیس دن تک کی نمازیں اس کی زائد ہوئیں پہلے بھائی کی نمازوں سے پھر اسی قدر اس کا درجہ اللہ جل جلالہ نے بڑھایا ہوگا۔ یا اللہ تو ہمارے اعمال کو قبول فرما اور ہماری نماز کو پسند کر اور ہم کو توفیق دے اچھی طرح دل لگا کر نماز پڑھنے کی اور بچا دے ہم کو شیطان کے دوسوں سے۔

۴۱۸ - عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَّارٍ كَانَ إِذَا مَرَّ عَلَيْهِ بَعْضُ مَنْ يَبِيعُ فِي الْمَسْجِدِ دَعَاهُ فَسَأَلَهُ مَا مَعَكَ وَمَا تُرِيدُ فَإِنْ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَبِيعَهُ قَالَ عَلَيْكَ بِسُوقِ الدُّنْيَا وَإِنَّمَا هَذَا سُوقُ الْآخِرَةِ -

امام مالک کو پہنچا کہ عطاء بن یسار جب دیکھتے کسی شخص کو جو سودا بیچتا ہے مسجد میں پھر بلاتے اس کو پھر

پوچھتے اس سے کیا ہے تیرے پاس اور تو کیا چاہتا ہے اگر وہ بولتا کہ میں بیچنا چاہتا ہوں تو کہتے جا تو دنیا کے بازار میں یہ تو آخرت کا بازار ہے۔

فائدہ: یعنی یہاں آخرت کا سودا ہوتا ہے دنیا کی چیزیں بیچنے کا یہاں کیا موقع ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب کسی شخص کو تم مسجد میں بیچتے دیکھو تو کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب کسی کو مسجد میں اپنی چیز ڈھونڈتے دیکھو تو بولو اللہ کرے تیری چیز نہ ملے اور فرمایا حضرت ﷺ نے کہ مسجدیں بنائی گئی ہیں واسطے ذکر الہی کے۔

۴۱۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَنَى رَحْبَةَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّى الْبُطَيْحَاءَ وَقَالَ مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَلْعَطَ أَوْ يُنْشِدَ شِعْرًا أَوْ يَرْفَعَ صَوْتَهُ فَلْيَخْرُجْ إِلَى هَذِهِ الرَّحْبَةِ۔

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ بنا دی مسجد کے کونے میں اس کا نام بطحما تھا اور کہہ دیا تھا کہ جو کوئی بک بک کرنا چاہے یا اشعار پڑھنا چاہے یا پکارنا چاہے تو اس جگہ کو چلا جائے۔

فائدہ: تاکہ مسجد کی تعظیم کی جائے اس لیے کہ مسجدیں بنائی گئی ہیں نماز اور ذکر الہی کے لیے۔ ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا مسجد میں اشعار پڑھنے سے اور بیع و شراء سے مگر اگر شعر کا مضمون اچھا ہو جس سے اللہ جل جلالہ کی اطاعت اور عبادت کا شوق اور ذوق زیادہ ہو تو بعضوں نے پڑھنا جائز رکھا ہے اور دلیل اُن کی حدیث ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیا حسان رضی اللہ عنہ کو شعر پڑھنے سے مسجد میں تو حسان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے شعر پڑھے اس شخص کے سامنے جو تم سے بہتر تھا یعنی رسول اللہ ﷺ مگر صحیح یہ ہے کہ اگر شعر اچھے مضمون کے بھی ہوں جب بھی مسجد میں نہ پڑھنا اولیٰ ہے۔

باب جامع الترغيب في الصلاة نماز کی ترغیب میں متفرق احادیث

۴۲۰۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ نَائِرُ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطْوَعَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامٌ شَهْرٍ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطْوَعَ قَالَ وَذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا

(۴۱۹) بیہقی (۱۰۳/۱۰)

(۴۲۰) بخاری (۴۶) کتاب الایمان: باب الزکاة من الاسلام، مسلم (۱۱) أبو داؤد (۳۹۱) نسائی

(۴۵۸)

قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطْوَعَ قَالَ فَأَذْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْفَحَ الرَّجُلُ إِنْ صَدَقَ -

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجد کا رہنے والا اس کے سر کے بال نکھرے ہوئے تھے اور اس کی آواز کی جھنجھناہٹ سنا لی دیتی تھی لیکن اس کی بات سمجھ میں نہ آتی تھی یہاں تک کہ قریب آیا تو وہ پوچھتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے معنی۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازیں پڑھنا رات دن میں تب وہ شخص بولا سو امان کے اور بھی کوئی نماز مجھ پر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مگر نفل پڑھنا چاہے تو تو پڑھ۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور روزے رمضان کے بولا سو امان کے اور بھی کوئی روزہ مجھ پر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مگر اگر نفل رکھے۔ پھر ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا وہ شخص بولا اس کے سوا بھی کچھ صدقہ مجھ پر فرض ہے۔ فرمایا نہیں مگر اگر تو نفل رکھے۔ پس پیٹھ موڑ کر چلا وہ شخص۔ تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیڑا اس کا پار ہوا اگر حج بولا۔

فائدہ: یعنی ان سب باتوں پر عمل کیا تو اس کو نجات ہو جائے گی۔

٤٢١ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آدمی سو جاتا ہے تو باندھتا ہے شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں ہر گرہ مار کر کہتا جاتا ہے کہ ابھی تجھ کو بڑی رات باقی ہے تو سو رہ۔ پس اگر جاگتا ہے آدمی اور یاد کرتا ہے اللہ جل جلالہ کو کھل جاتی ہے ایک گرہ اگر وضو کرتا ہے کھل جاتی ہے دوسری گرہ پھر اگر نماز پڑھتا ہے صبح کی کھل جاتی ہے تیسری گرہ پس رہتا ہے وہ شخص اس دن خوش دل اور خوش مزاج ورنہ رہتا ہے بد نفس مجہول۔



(٤٢١) بخاری (١١٤٢) کتاب الجمعة: باب عقد الشيطان على قافية الرأس اذا لم يصل بالليل

مسلم (٧٧٦) أبو داود (١٣٠٦) نسائی (١٦٠٧) ابن ماجه (١٣٢٩) أحمد (٢٤٣/٢) -

کِتَابُ الْعِيدَيْنِ

کتاب عیدین کے بیان میں

عیدین کے غسل کا بیان

باب العمل فی غسل العیدین

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے بہت علماء سے کہتے تھے عید الفطر اور عید الفصحی میں اذان اور اقامت نہ تھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے اب تک۔ مالکؒ نے کہا ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں۔

فائدہ: بخاری اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اذان نہیں ہوتی تھی عیدین کی نماز کے لیے اور نہ اقامت اور نسائی نے روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی عید کی بغیر اذان اور اقامت کے۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ اول جس نے اذان نکالی عید میں معاویہ رضی اللہ عنہ میں اور شافعیؒ نے کہا کہ حجاج نے نکالا اذان کو جب حاکم ہوا مدینہ کا اور ابن منذرؒ نے روایت کیا کہ زیاد نے بصرہ میں اس فعل کو ایجاد کیا اور داؤد نے کہا کہ مروان نے نکالا اس فعل کو اور ابن حبیب نے کہا کہ ہشام اور ابن منذر نے روایت کیا ابو قلابہ سے کہ اول اس کو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نکالا۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ عیدین میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔

۴۲۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْدُوَ إِلَى الْمُصَلَّى -

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غسل کرتے تھے عید الفطر کے دن قبل عید گاہ جانے کے۔

باب الأمر بالصلاة قبل الخطبة في العیدین نماز عید کی قبل خطبے کے پڑھنا

۴۲۳۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى قَبْلَ الْخُطْبَةِ -

روایت ہے کہ ابن شہاب سے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی قبل خطبے کے (یعنی خطبہ عیدین کا بعد نماز عیدین کے پڑھتے تھے)۔

فائدہ: اس حدیث کو مالکؒ نے مرسل روایت کیا ہے بخاری و مسلم نے اس کو مستند کیا عبد اللہ سے انہوں نے نافع سے

(۴۲۲) عبد الرزاق (۳۰۹/۳) (۵۷۵۳) بیہقی (۲۷۸/۳) (۶۱۲۵)

(۴۲۳) بخاری (۹۶۳) کتاب العیدین: باب الخطبة يوم العيد، مسلم (۸۸۸) ترمذی (۵۳۱) نسائی

(۱۵۶۶) ابن ماجہ (۱۲۷۶) أحمد (۱۲/۲) (۴۶۰۲)۔

انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں پھر خطبہ پڑھتے تھے بعد نماز کے۔
 ۴۲۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانَا يَقْعَلَانِ ذَلِكَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے (یعنی بعد نماز کے خطبہ پڑھتے تھے عیدین میں)۔

۴۲۵۔ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَرْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ هَذَيْنِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمَ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْآخِرَ يَوْمَ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ فَحَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ وَقَالَ إِنَّهُ قَدْ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا عِيدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ أَنْ يَنْتَظِرَ الْحُمُوعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانَ مَحْضُورًا فَحَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ۔

حضرت ابو عبیدہ سے جو مولیٰ ہیں عبدالرحمن بن ازہر کے روایت ہے کہ میں حاضر ہوا عید کو ساتھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے تو نماز پڑھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر فارغ ہوئے اور خطبہ پڑھا تو کہا کہ یہ دو دن (عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے) وہ دن ہیں کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے ان دنوں میں یہ عید الفطر وہ دن ہے جس دن تم روزہ موقوف کرتے ہو اور عید الاضحیٰ وہ دن ہے کہ اس دن اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ پھر حاضر ہوا میں عید کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تو انہوں نے آ کر نماز پڑھی پھر نماز سے فارغ ہو کر خطبہ پڑھا اور کہا کہ آج کے روز دو عیدیں ہیں (ایک عید الفطر اور ایک جمعہ) تو جس شخص کا جی چاہے باہر والوں سے تو ظہر جائے جمعہ کے واسطے اور جو چاہے کہ اپنے گھر جائے تو چلا جائے میں نے اجازت دی۔ کہا ابو عبیدہ نے پھر حاضر ہوا میں عید کو ساتھ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اور عثمان رضی اللہ عنہ گھرے ہوئے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آ کر نماز پڑھا پھر نماز سے فارغ ہو کر خطبہ پڑھا۔

فائدہ: یعنی گاؤں کے رہنے والوں سے جو دیند کے اطراف میں دور در دور واقع تھے بعضے آٹھ میل تک بعضے اس سے کم۔
 فائدہ: یعنی باغیوں نے بلوے کر کے اُن کا مکان گھیر رکھا تھا۔

(۴۲۴) ایضاً۔

(۴۲۵) بخاری (۱۹۹۰) کتاب الصوم: باب صوم یوم الفطر، مسلم (۱۱۳۷) ابو داؤد (۲۴۱۶)

ترمذی (۷۷۱) ابن ماجہ (۱۷۲۲) أحمد (۲۴۱)۔

فائدہ: ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کا یہ دستور تھا کہ عیدین میں نماز کے بعد خطبہ پڑھتے تھے لیکن مروان نے یہ بدعت ایجاد کی کہ خطبہ نماز کے اول پڑھا روایت کیا اس کو مسلم نے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جو ابن منذر نے روایت کیا کہ انہوں نے خطبہ پڑھا نماز کے اول اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کیا معارض ہے اس روایت کے یہ روایات صحیحہ تو عمل ان پر اولیٰ ہے۔ علی الخصوص اس صورت میں جب رسول اللہ ﷺ سے بھی ایسا ہی ثابت ہے فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ تم کو رسول اللہ ﷺ کی پیروی اچھی ہے۔ زرقانی نے کہا کہ اس حدیث سے عید کی نماز پڑھنا بغیر امام کے ثابت ہوا تو جمعہ پڑھنا بطریق اولیٰ درست ہوگا اس لیے کہ عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس وقت تک امام نہ ہوئے تھے لیکن ابوصیف نے جمعہ اور عیدین کو شل حدود کے کر دیا کہ بغیر سلطان کے ادا نہیں ہو سکتیں۔

باب الأمر بالاكل قبل الغدو في عيد الفطر میں نماز کو جانے کے اول کچھ العید کھالینا

٤٢٦- عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ كَانَ يَأْكُلُ يَوْمَ عِيدِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ -

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عید الفطر کے روز کھانا کھا لیتے قبل نماز کو جانے کے۔

فائدہ: بخاری نے روایت کیا اس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں جاتے تھے نماز کو عید الفطر کے دن یہاں تک کہ کھا لیتے تھے چند کھجوریں طاق عدد سے (یعنی تین یا پانچ یا سات یا نو)۔

٤٢٧- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يُؤْمَرُونَ بِالْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْغَدْوِ -

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ لوگوں کو حکم ہوتا تھا کھانا کھا لینے کا قبل نماز کو جانے کے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں کھانا کھانا لازم نہیں دیکھتا عید الاضحیٰ میں قبل نماز کے۔

فائدہ: بلکہ نہ کھانا افضل ہے۔ ترمذی اور حاکم نے روایت کیا بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نہ کھاتے تھے عید الاضحیٰ کو جب تک نماز نہ پڑھتے۔

باب ما جاء في التكبير والقراءة عیدین کی تکبیرات اور قراءت کا بیان فی صلاة العیدین

٤٢٨- عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ

(٤٢٦) عبدالرزاق (٣٠٦/٣) ابن ابی شیبہ (٤٨٤/١) -

(٤٢٧) عبدالرزاق (٥٧٣٥) ابن ابی شیبہ (٥٦٠٠) بیہقی (٢٨٣/٣) -

(٤٢٨) مسلم (٨٩١) کتاب صلاة العیدین: باب ما یقرأ به فی صلاة العیدین، أبو داود (١١٥٤)

ترمذی (٥٣٤) نسائی (١٥٦٧) ابن ماجہ (١٢٨٢) أحمد (٢١٧/٥) (٢١٨) -

مَوْطَا إِمَامِ مَالِكٍ

مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ بِقِ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَأَقْرَبَتْ السَّاعَةُ وَأَنْشَقَّ الْقَمَرُ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا ابو واقد رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سی سورتیں پڑھتے تھے عیدین میں بولے سورہ قاف اور سورہ قمر۔

فائدہ: اور اکثر روایات میں یہ ہے کہ سبح اسم ربک الاعلیٰ اور هل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔

۴۲۹۔ عَنْ نَافِعِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحَى وَالْفِطْرَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَكَبِّرَ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تو پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں قبل قراءت کے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قبل قراءت کے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

فائدہ: احمد اور ابو واقد اور ترمذی نے روایت کیا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ تکبیریں نماز عید الفطر میں سات ہیں پہلی رکعت میں اور پانچ ہیں دوسری رکعت میں اور دونوں رکعتوں میں قبل قراءت کے ترمذی نے علل میں کہا کہ میں نے بخاری سے اس حدیث کو پوچھا انہوں نے کہا صحیح ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر کوئی شخص پہنچا عید گاہ میں اور دیکھا کہ لوگ فارغ ہو گئے ہیں عید کی نماز سے تو وہ نماز عید کی نہ پڑھے نہ عید گاہ میں نہ اپنے گھر میں اس پر بھی اگر اس نے پڑھ لی عید گاہ میں یا اپنے گھر میں تو کچھ قباحت نہیں ہے لیکن پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہے قبل قراءت اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قراءت کے۔ اور سفیان ثوری اور احمد کے نزدیک اگر اکیلے نماز عید کی پڑھے تو چار رکعتیں پڑھے کیونکہ روایت کیا سعید بن منصور نے کہ جس شخص کی فوت ہو جائے نماز عید امام کے ساتھ تو وہ چار رکعتیں پڑھے عید کی نماز ابو ضیفہ کے نزدیک واجب ہے اور امام مالک اور جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے اور یہی صحیح ہے۔

باب ترک الصلاة قبل العیدین عیدین کی نماز کے اول اور بعد نفل نہ

پڑھنا

وبعدہما

۴۳۰۔ عَنْ نَافِعِ أَنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّي يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں نفل پڑھتے تھے قبل نماز عید کے اور نہ بعد نماز کے۔

(۴۲۹) ابن ابی شیبہ (۴۹۴/۱) (۵۷۰۲) بیہقی (۲۸۸/۳)۔

(۴۳۰) ترمذی (۵۳۸) کتاب الجمعة: باب ما جاء لا صلاة قبل العيد ولا بعدها، أحمد (۵۷/۲)۔

قائدہ: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ لکھ دن عید الفطر کے تو پڑھیں دو رکعتیں اور نماز نہیں پڑھی قبل اس کے نہ بعد اس کے اور ابن ماجہ اور حاکم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نہیں نفل پڑھتے تھے عید کی نماز کے پہلے لیکن جب نماز سے فارغ ہو کر گھر میں آتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

۴۳۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنِ سَعِيدٍ كَانَ يُغَدُّو إِلَى الْمُصَلِّي بَعْدَ أَنْ يُصَلِّي الصُّبْحَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ۔

امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن مسیب عید گاہ کو جاتے تھے نماز صبح کی پڑھ کر قبل طلوع آفتاب کے۔
قائدہ: ابن الساعانی نے شرح صحیح میں روایت کیا کہ ایک شخص نے نماز پڑھی عید کی اول نفل تو منع کیا اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس نے کہا اے علی رضی اللہ عنہ میں جانتا ہوں کہ اللہ جل جلالہ مجھے عذاب نہ کرے گا نماز پڑھنے پر۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے نفل نہیں پڑھا قبل نماز عید کے اور تو پڑھتا ہے تو یہ تیرا بڑھنا مخالفت ہوئی رسول اللہ ﷺ کی پس اللہ جل جلالہ عذاب کرے گا تجھ کو اس پر۔

باب الرخصة في الصلاة قبل العيدين وبعدهما

قبل نماز عید کے اور بعد اس کے نفل پڑھنے کی اجازت

۴۳۲۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّ أَبَاهُ الْقَاسِمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يُغَدُّوَ إِلَى الْمُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ۔

حضرت قاسم بن محمد قبل عید گاہ جانے کے چار رکعتیں نفل اپنے گھر میں پڑھ کر جاتے تھے۔
قائدہ: اور آنحضرت ﷺ سے عید گاہ میں نہ پڑھنا ثابت ہے تو یہ اثر اس حدیث کے منافی نہیں ہے۔
۴۳۳۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ۔
حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ وہ نفل پڑھتے تھے قبل نماز عید کے مسجد میں۔
قائدہ: زرقاتی نے کہا کہ اپنے محلہ کی مسجد میں قبل عید گاہ جانے کے۔

باب غدو الامام يوم العيد وانتظار الخطبة

امام کا نماز عید کو جانے کا وقت اور انتظار کرنا خطبے کا

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا وہ سنت جس میں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں ہے یہ کہ امام عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے

(۴۳۱) ابن ابی شیبہ (۱/۴۸۶)۔

(۴۳۳) ایضاً۔

اس وقت گھر سے نکلے کہ عید گاہ تک پہنچتے پہنچتے نماز کا وقت آجائے۔
فائدہ: ابن ابی شیبہ نے روایت کیا نافع سے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز صبح کی پڑھ کر عید گاہ کو چلے جاتے عید کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے زوال تک ہے۔ بدایہ جماع فقہاء لیکن اول وقت پڑھنا اس کا اولیٰ و افضل ہے۔
مسلط: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز پڑھ لی عید الفطر کی امام کے ساتھ اس کو جائز نہیں ہے کہ قبل خطبہ سننے کے چلا آئے بلکہ جب امام لوٹے تو وہ بھی لوٹے۔



کتاب صلوة الخوف

کتاب نماز خوف کے بیان میں

نماز خوف کا بیان

باب صلاة الخوف

۴۳۴۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَصَفَّتْ طَائِفَةٌ وَجَاءَ الْعَدُوُّ فَصَلَّى بِالنَّبِيِّ مَعَهُ رُكْعَةً ثُمَّ نَبَتْ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا وَجَاءَ الْعَدُوُّ وَجَاءَتْ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرُّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ ثُمَّ نَبَتْ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ۔

اِس شخص سے روایت ہے کہ جس نے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں خوف کی کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ لوگ کھڑے ہوئے نماز کو اور کچھ لوگ دشمن کے سامنے رہے تو پہلے آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی اُن لوگوں کے ساتھ پھر آپ ﷺ کھڑے رہے اور وہ لوگ اپنی نماز پوری کر کے چلے گئے اور جو لوگ دشمن کے سامنے تھے وہ آئے اُن کے ساتھ آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی پھر آپ ﷺ بیٹھے رہے اور اُن لوگوں نے ایک رکعت اور پڑھی جب آپ ﷺ نے اُن کے ساتھ سلام پھیرا۔

۴۳۵۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَسْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ أَنَّ صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ وَمَعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةٌ الْعَدُوِّ فَيَرَكُّعُ الْإِمَامُ رُكْعَةً وَيَسْحُدُ بِالْيَمِينِ مَعَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَإِذَا اسْتَوَى قَائِمًا نَبَتْ وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمُ الرُّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُونَ وَيَنْصَرِفُونَ وَالْإِمَامُ قَائِمٌ

(۴۳۴) بخاری (۴۱۲۹، ۴۱۳۱) کتاب المغازی: باب غزوة ذات الرقاع، مسلم (۸۴۱، ۸۴۲) أبو

داؤد (۱۲۲۷) ترمذی (۵۶۵) نسائی (۱۰۳۶) ابن ماجہ (۱۲۰۹)۔

فَيَكُونُونَ وَجَاهَ الْعَدُوِّ ثُمَّ يُقْبَلُ الْآخَرُونَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيَكْبُرُونَ وَرَأَى الْإِمَامُ فَيَرُكِعُ بِهِمُ الرُّكْعَةَ وَيَسْجُدُ ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُونَ فَيَرُكِعُونَ لِأَنْفُسِهِمُ الرُّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُونَ -

حضرت سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نماز خوف کی اس طرح پڑھے کہ امام کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ نماز کو کھڑا کرے اور کچھ لوگ دشمن کے سامنے رہیں تو امام ایک رکعت پڑھے اور سجدہ کرے جب سجدہ سے کھڑا ہو تو امام کھڑا رہے اور مقتدی اپنی ایک رکعت جو باقی ہے پڑھ کر سلام پھیر کر چلے جائیں دشمن کے سامنے اور دشمن کے سامنے جو لوگ تھے وہ آ کر تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کے ساتھ شریک ہوں تو امام رکوع اور سجدہ سے فارغ ہو کر سلام پھیر دے اور لوگ کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیریں۔

فائدہ: امام مالک کا عمل اس حدیث پر ہے۔

٤٣٦ - عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الْإِمَامُ رُكْعَةً وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوا فَإِذَا صَلَّى الَّذِينَ مَعَهُ رُكْعَةً اسْتَأْخَرُوا مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا وَلَا يُسَلِّمُونَ وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّونَ مَعَهُ رُكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ فَتَقُومُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رُكْعَةً رُكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ فَيَكُونُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ فَإِنْ كَانَ خَوْفًا هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ صَلَّى رِجَالًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرِ مُسْتَقْبِلِيهَا -

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب سوال ہوتا نماز خوف کا کہتے امام آگے بڑھے نماز کو اور کچھ لوگ اس کے پیچھے ہوں تو ان کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھائے اور کچھ لوگ دشمن کے سامنے ہوں تو جب وہ لوگ جو امام کے پیچھے تھے ایک رکعت پڑھ چکیں دشمن کے سامنے چلے جائیں اور سلام نہ پھیریں اور وہ لوگ چلے آئیں جنہوں نے نماز نہیں شروع کی اب وہ لوگ امام کے پیچھے ایک رکعت پڑھیں پھر امام سلام پھیر دے اور باری باری ہر ہر گروہ کے لوگ آ کر ایک ایک رکعت اور پڑھ کر نماز اپنی تمام کریں تاکہ ہر ایک گروہ کی دو دو رکعتیں ہو جائیں اور اگر خوف بہت سخت ہو تو کھڑے کھڑے پیادے نماز پڑھ لیں اور اشارے سے اور سوار سواری پر اگر چہ

(٤٣٥) ایضاً -

(٤٣٦) بخاری (٩٤٢) كتاب الجمعة: باب وقول الله تعالى: وإذا ضربتم في الارض، مسلم (٨٣٩)

أبو داود (١٢٤٣) ترمذی (٥٦٤) نسائی (١٥٣٨) ابن ماجه (١٢٥٨) أحمد (١٣٢٢)

دارمی (١٥٢١) -

منہ ان کا قبلہ کی طرف نہ ہو۔

فائدہ: جمہور ائمہ کا مذہب اس حدیث پر ہے محمد نے کہا کہ ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا نافع نے کہا کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوگی۔

فائدہ: جیسا کہ ابن ماجہ نے اس حدیث کو بہ اسناد صحیح مرویاً ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔

٤٣٧- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ -

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز نہیں پڑھی جبک خندق میں یہاں تک کہ ڈوب گیا آفتاب۔

فائدہ: کیونکہ لڑائی سے فرصت نہیں ہوتی بعض روایتوں میں ہے کہ مغرب بھی قضا ہوگئی بعض روایتوں میں ہے کہ چار نمازیں فوت ہو گئیں۔ اس حدیث کو اس باب میں لانے سے یہ غرض ہے کہ اگر خوف بہت سخت ہو اور لڑائی سے فرصت نہ ہو تو نماز کی تاخیر کی جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک روایت قاسم بن محمد کی صالح بن خوات سے صلوة الخوف میں اچھی ہے اور وہ اہل بنی امیہ کی حدیث ہے جو اوپر گزری۔



کتاب صلوة الخسوف

کتاب نماز خسوف کے بیان میں

باب العمل فی صلاة کسوف الشمس نماز کسوف کا بیان

٤٣٨- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ حَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرَّكُوعَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ

(٤٣٧) ابن ابی شیبہ (٣٧٧/٧)

(٤٣٨) بخاری (١٠٤٤) کتاب صلاة الكسوف: باب الصدقة في الكسوف، مسلم (٩٠١) أبو داود

(١٠٩١) ترمذی (٥٦١) نسائی (١٤٧٤) ابن ماجه (١٦٢٣) دارمی (١٥٢٩)

الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرُّكُوعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَحَلَّتْ الشَّمْسُ فَحَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَنَّى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فِإِذَا رَأَيْتُمُ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ وَكَبِّرُوا وَتَضَعُوا ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللَّهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أُخِيرَ مِنَ اللَّهِ أَنْ يَزِيَنِي عَبْدُهُ أَوْ تَزِيَنِي أُمَّتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللَّهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گھن لگا سورج کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو نماز پڑھائی آپ ﷺ نے ساتھ لوگوں کے پس کھڑے ہوئے بہت دیر تک پھر رکوع کیا بڑی دیر تک پھر کھڑے ہوئے بڑی دیر تک لیکن اول سے کچھ کم پھر رکوع کیا بڑی دیر تک لیکن اول رکوع سے کچھ پھر سر اٹھایا رکوع سے پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آفتاب روشن ہو گیا تھا پھر خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کی اللہ جل جلالہ کی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں نشانیاں ہیں پروردگار کی نشانیوں سے کسی کی موت یا زیست کے واسطے ان میں گھن نہیں لگتا تو جب دیکھو تم گھن پس دعا کرو اللہ سے اور تکبیر کہو اور صدقہ دو۔ پھر فرمایا آپ ﷺ نے اے امت محمد (ﷺ) قسم خدا کی اللہ جل جلالہ سے کسی کو زیادہ غیرت نہیں ہے اس امر میں کہ اس کا بندہ یا اس کی لوٹھی زنا کرے اے امت محمد (ﷺ) اگر تم جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں البتہ ہنتے تم تھوڑا اور روتے بہت۔

فائدہ: اس قول سے آپ ﷺ نے رد کیا ان لوگوں پر جو کہتے تھے کہ ابراہیم آنحضرت ﷺ کے فرزند کے انتقال کرنے سے سورج کو گھن لگا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری اور ابن حبان اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور ان کی روایت میں ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں سورج اور چاند کو نہیں گھن لگتا مگر کسی بڑے کی موت سے اور یہ خیال غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چاند اور سورج کے گھن سے جو بعض احمق یہ سمجھا کرتے ہیں کہ فلانے بادشاہ یا ملک پر آفت آئے گی یہ بالکل غلط اور لغو ہے۔

فائدہ: اس لیے کہ نیکیاں کم ہیں اور برائیاں بے شمار اور منزل نہایت سخت اور دروازے اس حدیث پر عمل کیا ہے ائمہ ثلاثہ نے کسوف میں اور رکعت میں دو رکوع ثابت کیے ہیں اور نضحی اور ثوری اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ صلوة کسوف کی دو رکعتیں ہیں ہر رکعت میں ایک ایک رکوع موافق اور نمازوں کے۔

۴۳۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ قَالَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ

(۴۳۹) بخاری (۲۹) کتاب الایمان: باب کفران العشیر و کفر دون کفر، مسلم (۹۰۷) أبو داود

(۱۱۸۱) ترمذی (۵۶۰) نسائی (۱۴۶۹) أحمد (۲۹۸۱) (۶۷۱۱) دارمی (۱۵۲۸)۔

رَأْسُهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ
الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ
دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا
وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَحَلَّتْ الشَّمْسُ فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
آيَاتٌ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْصِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ
فَالْوَايَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُكَ تَنَاطَلْتَ شَيْعًا فِي مَقَامِكَ هَذَا ثُمَّ رَأَيْتُكَ تَكْعُكُمْتَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ
الْحَنَّةَ فَتَنَاطَلْتُ مِنْهَا عُنُقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمُ مِنْهُ مَا بَقِيَتْ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرِ كَالْيَوْمِ
مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لِكُفْرِهِنَّ قِيلَ أَيَكْفُرْنَ بِاللَّهِ قَالَ
وَيَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ لَتَهَوَّنَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا
قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ گھن لگا سورج میں تو نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں نے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت دیر تک جیسے سورہ بقرہ پڑھنے میں دیر ہوتی ہے۔ پھر رکوع کیا ایک لمبا رکوع پھر سر اٹھایا پھر کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی دیر تک لیکن پہلے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا ایک رکوع لمبا۔ لیکن اول رکوع سے کچھ کم پھر سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی دیر تک لیکن اول قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا لمبا رکوع لیکن اول رکوع سے کم پھر سر اٹھایا پھر کھڑے ہوئے بڑی دیر تک لیکن اول قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا ایک لمبا رکوع لیکن اول رکوع سے کچھ کم پھر سجدہ کیا تو فارغ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے اور آفتاب روشن ہو گیا تھا پس فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج اور چاند و نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نہیں گھن لگتا ان میں سے کسی کی زندگی اور موت سے جب تم ایسا کرو تو ذکر کرو اللہ کا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نماز میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے کسی چیز کو لینے کے لیے پھر پیچھے ہٹ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا میں نے جنت کو پس لینا چاہا میں نے اس میں سے ایک گچھا (خوشہ)۔ اگر میرے ہاتھ لگ جاتا تو تم اس میں سے کھایا کرتے جب تک دنیا باقی رہتی اور میں نے دیکھا جہنم کو ایسی ہولناک اور مہیب صورت میں کہ کبھی میں نے ایسی صورت نہ دیکھی ہے نہ دیکھی تھی اور میں نے دیکھا کہ جہنم میں عورتیں زیادہ ہیں۔ صحابہ نے کہا کیوں یا رسول اللہ؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی ناشکری نے ان کو جہنم میں ڈالا۔ کہا صحابہ نے کیا کفر کرتی ہیں ساتھ اللہ کے۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کفر کرتی ہیں یعنی ناشکری کرتی ہیں خاوند کی اور بھول جاتی

ہیں احسان کو اگر کسی عورت کے ساتھ ساری عمر احسان کر دے پھر کوئی رنج اس کو پہنچے تو کہنے لگتی ہے خاندان سے مجھے کبھی تجھ سے بھلائی نہیں پہنچی۔

فائدہ: زرتانی نے کہا کہ اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ قراءت آپ ﷺ کی آہستہ تھی کسوف میں اور یہ جو بعض لوگوں نے تاویل کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما صغیر السن تھے اس وجہ سے صفوں کے پیچھے کھڑے ہوں گے تو ان کی آواز نہ آئی ہوگی مردود ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے کہ میں کھڑا ہوا تھا حضرت ﷺ کے پہلو میں مگر ایک حرف بھی قراءت کا میں نے نہ سنا۔

فائدہ: کیونکہ جنت کے پھل کبھی فنا نہیں ہوتے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿اَكُلْهَا ذَاتِمَ وَظَلَّهَا﴾ کھانے کے ہمیشہ رہیں گے اور فرمایا ﴿لَا مَفْطُوعَةٌ وَلَا مَمْنُوعَةٌ﴾۔ کبھی تمام نہ ہوں گے اور نہ کبھی روکے جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی ہر ایک رکعت میں دو رکوع ثابت ہوئے اور مسلم نے جابر رضی اللہ عنہما سے تین رکوع ہر رکعت میں روایت کیے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے چار رکوع ہر رکعت میں اور ابو داؤد نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے اور بزار نے علی رضی اللہ عنہما سے پانچ رکوع ہر رکعت میں روایت کیے۔

٤٤٠ - عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَادَكَ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذَا بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَكَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرَكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضَحَى فَمَرَّ بَيْنَ ظَهْرَانِي الْحَجَرِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي وَقَامَ النَّاسُ وَرَأَيْتُهُمْ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّدُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت آئی ان کے پاس مانگنے کو تو کہا اس نے اللہ بچائے تھو کو قبر کے عذاب سے۔ پس پوچھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا لوگوں کو عذاب ہوگا قبروں میں؟ فرمایا آپ ﷺ نے میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے اس عذاب سے پھر سوار ہوئے آپ ﷺ ایک دن سواری پر سو

(٤٤٠) بخاری (١٠٤٩، ١٠٥٠) کتاب صلاة الكسوف: باب التعوذ من عذاب القبر في الكسوف،

مسلم (٩٠٣) نسائی (١٤٧٥) أحمد (٥٣١٦) دارمی (١٥٢٧)۔

گن لگا آفتاب کو اور لو نے آپ ﷺ حجروں کے پیچھے سے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر قیام کیا آپ ﷺ نے بڑی دیر تک پھر سر اٹھایا اور قیام کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم پھر سر اٹھا کر سجدہ کیا پھر قیام کیا بڑی دیر تک لیکن اول رکعت کے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا لمبارکوع لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم پھر سر اٹھایا اور قیام کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم پھر سر اٹھا کر سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہو کر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا باتیں کیں پھر حکم کیا ان لوگوں کو کہ پناہ مانگیں اللہ سے قبر کے عذاب سے۔

باب ما جاء في صلاة الكسوف اس چیز کا بیان جو نماز کسوف کے باب میں آئی ہے

٤٤١ - عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهَا قَالَتْ آتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ وَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيُ فَقُلْتُ مَا لِنَّاسٍ فَأَشَارَتْ يَدَيْهَا نَحْوَ السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ قَالَتْ فَقُمْتُ حَتَّى تَحَلَّانِي الْغَشَى وَجَعَلْتُ أَصْبُ فَوْقَ رَأْسِي الْمَاءَ فَحَمِدَ اللَّهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْحَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنْكُمْ تَفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ لَا أَدْرِي أَيْتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ يُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عَلِمَكَ بِهَذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوْ الْمُؤَقِنُ لَا أَدْرِي أَيُّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمْؤْمِنًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوْ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيْتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُ -

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں آئی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جس وقت گن لگا آفتاب کو۔ تو دیکھا میں نے لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی تھیں تو میں نے کہا کیا ہوا لوگوں کو تو اشارہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اور سبحان اللہ کہا میں نے کہا

(٤٤١) بخاری (٨٦) کتاب العلم : باب من أجاب الغيبا بإشارة اليد والرأس 'مسلم' (٩٠٥) أحمد

کوئی نشانی ہے انہوں نے اشارہ سے کہا ہاں۔ کہا اسماء نے تو میں کھڑی ہوئی یہاں تک کہ مجھ کو ٹھسی آنے لگی اور میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی اور رسول اللہ ﷺ نے تعریف کی اللہ کی اور ثناء کی اس کی پھر فرمایا جو چیز میں نے نہ دیکھی تھی وہ آج میں نے دیکھی لی اس جگہ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا اور مجھے وحی سے معلوم ہوا کہ قبر میں تم فتنہ میں پڑ جاؤ گے مثل فتنہ دجال کے یا اس کے قریب۔ معلوم نہیں اسماء نے کیا کہا آئیں گے اس کے پاس فرشتے تو پوچھیں گے اس سے تو کیا سمجھتا ہے اس شخص کو (یعنی محمد ﷺ کو) تو جو ایمان رکھتا ہے یا یقین رکھتا ہے معلوم نہیں کیا کہا اسماء نے وہ کہے گا یہ شخص محمد ﷺ ہیں اللہ جل جلالہ کے بھیجے ہوئے ہمارے پاس کھلی کھلی نشانیاں اور ہدایت یعنی کلام اللہ لے کر پس قبول کیا ہم نے اور ایمان لائے ہم اور پیروی کی ہم نے ان کی تب فرشتے اس سے کہیں گے سورہ اچھی طرح ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ تو مومن ہے اور منافق جس کو کھک ہے حضرت ﷺ کی رسالت میں معلوم نہیں کیا کہا اسماء نے وہ کہے گا میں نہیں جانتا لوگوں سے میں نے جو سنا وہ کہا۔

قائدہ: تب فرشتے کہیں گے تو نے کچھ نہ جانا نہ پڑھا اور ماریں گے اس کو لوہے کی گرزوں سے اگر پہاڑ پر اس کے گرز سے ماریں تو پہاڑ خاک ہو جائے۔ عبدالرزاق ابن بطلان نے کہا کہ اس حدیث سے تقلید کی بڑی مذمت ثابت ہوئی اس لیے کہ وہ منافق یا شک کرنے والا یہ کہے گا کہ میں نے لوگوں سے جو سنا وہ کہا اس پر فرشتے اس کو ماریں گے یہی حال مقلدوں کا ہے وہ کہتے ہیں ہم قرآن اور حدیث کو کیا جانیں جو کچھ اگلے لوگ لکھ گئے ہیں ہم کو وہ کافی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تقلید کوئی اچھی چیز نہیں ہے بلکہ مجبوری کی راہ سے جب کوئی نص آیت یا حدیث سے نہ ملے تو اس وقت تقلید کسی مجتہد کی کرے۔ پھر اس وقت بھی تقلید اچھی نہیں ہے بلکہ ہر شخص کو چاہیے کہ قرآن و حدیث کی بخوبی تحصیل کر کے آپ خود وہ لیاقت پیدا کرے جو اگلے لوگوں کو تھی اور ان میں سے احکام نکالے بعض بے وقوف یہ سمجھتے ہیں کہ اس زمانے میں مجتہد کا ہونا محال ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس زمانے میں مجتہد ہونا بہت اہل ہے۔ چنانچہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا کہ پچھلے مجتہد وسعت اور کثرت علم میں اگلے مجتہد سے ممتاز ہوئے مثلاً مالکؒ کو ابوحنیفہؒ کی نسبت زیادہ حدیثیں ملیں پھر شافعیؒ کو مالکؒ کی نسبت پھر امام احمد بن حنبلؒ تو سب مجتہدین اور محدثین کے پیشوا ہوئے اتنی حدیثیں کسی مجتہد کو ان سے پہلے حاصل نہیں ہوتی تھیں۔ پھر ان کے بعد امام بخاریؒ کو ان سے بھی زیادہ علیٰ ہذا القیاس متاخر کو مستفاد سے زیادہ علم حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے اخیر زمانے میں امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم دوح استنہ بڑے درجے کے گزرے جنہوں نے قرآن و حدیث کی بہت خدمت کی اور بہت مسائل مختلف فیہ میں حق کو ظاہر کیا۔ اللہ ان سب بزرگواروں سے راضی ہو اور ہمارا بھی خاتمہ بخیر کرے۔



کِتَابُ الْاِسْتِسْقَاةِ

کتاب نماز استسقاء کے بیان میں

استسقاء کا بیان

باب العمل فی الاستسقاء

۴۴۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى وَحَوْلَ رِدَائِهِ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے نماز استسقاء کے لیے اور اٹکا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کو جس وقت منہ کیا قبلہ کی طرف۔

فائدہ: شیخین کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں اور جہر کیا ان میں قراءت کو۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ پھر کھڑے ہوئے آپ اور دعا کی۔ پھر منہ کیا قبلہ کی طرف اور چادر کو اٹکا۔ بعض محدثین نے کہا ہے کہ چادر اس لیے اٹھی تاکہ حال زمانے کا اٹ جائے یعنی قحط و گرانی متوف ہو کر بارش و ارزانی ہو جائے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ نماز استسقاء کی کتنی رکعتیں ہیں تو جواب دیا کہ دو رکعتیں ہیں اور امام کو چاہیے کہ پہلے نماز پڑھے پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے اور دعا مانگے قبلہ کی طرف (۱) اور جب منہ کرے قبلہ کی طرف تو چادر کو اٹکے اور دونوں رکعتوں میں جہر سے قراءت کرے اور چادر کو اس طرح اٹکے کہ وہ اپنی طرف کا کنارہ بائیں طرف کرے اور بائیں طرف کا وہ اپنی طرف اور مقتدی بھی اسی طرح اپنی چادروں کو اٹکے جب امام پلٹے (۲) اور منہ قبلہ کی طرف کریں بیٹھے بیٹھے۔

(۱) **فائدہ:** جب فارغ ہو خطبہ سے یا خطبہ ہی میں۔

(۲) **فائدہ:** کیونکہ روایت کیا امام احمد نے عبداللہ بن زید سے کہ لوگوں نے بھی چادریں اپنی الٹیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ (زرقاتی)

۴۴۳۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَسْقَى قَالَ اللَّهُمَّ

(۴۴۲) بخاری (۱۰۰۵) ابواب الاستسقاء: باب الاستسقاء وخروج النبي في الاستسقاء، مسلم

(۸۹۴) أبو داود (۱۱۶۱) ترمذی (۵۵۶) نسائی (۱۵۰۵) ابن ماجہ (۱۶۲۷) دارمی

(۱۰۳۳)۔

(۴۴۳) أبو داود (۱۱۷۶) کتاب الصلاة: باب رفع اليدين في الاستسقاء، بیهقی (۳۵۶/۳)

(۶۴۱)۔

اسْقِ عِبَادَكَ وَبَيْمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأُخِي بَلَدَكَ الْمَيِّتَ -

حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا مانگتے پانی برسنے کے واسطے تو فرماتے یا اللہ! پانی پلا اپنے بندوں اور جانوروں کو اور پھیلا دے اپنی رحمت کو اور جلا دے اپنے مرے ہوئے ملک کو۔
فائدہ: مرا ہوا ملک وہ ہے جس میں پانی نہ برسا اور زمین وہاں کی خشک ہوگئی۔

۴۴۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْتُ الْمَوَاشِي وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللَّهَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكْتُ الْمَوَاشِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ ظَهَرُوا الْجِبَالَ وَالْأَكَامَ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَايِبِ الشَّجَرِ قَالَ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہا اس نے اے رسول اللہ کے! مر گئے جانور (۱) اور بند ہو گئے راستے سودعا کیجئے اللہ سے پس دعا کی رسول اللہ ﷺ نے تو برسا پانی ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پھر ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے رسول خدا کے! اگر پڑے گھر اور بند ہو گئیں راہیں اور مر گئے جانور (۲) تب دعا کی آپ ﷺ نے یا اللہ! برسا پہاڑوں پر اور ٹیلوں پر اور نالوں پر اور درختوں کے ارد گرد۔ کہا انس رضی اللہ عنہ نے جب یہ دعا کی آپ ﷺ نے تو پھٹ گیا ابرمدینہ سے جیسے پھٹ جاتا ہے پرانا کپڑا۔

(۱) فائدہ: بوجہ پانی نہ ملنے کے اور ضعیف ہو جانے انہوں کے۔

(۲) فائدہ: پانی کی کثرت سے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی کو نماز استسقاء کی نہ ملے لیکن خطبیل جائے تو اس کو اختیار ہے چاہے دور کعتیں استسقاء کی مسجد میں پڑھے یا گھر میں آکر پڑھے یا نہ پڑھے کیونکہ نماز استسقاء کی نفل ہے۔

باب الاستمطار بالنجوم ستاروں کی گردش سے پانی برسنے کا اعتقاد رکھنا

۴۴۵۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ

(۴۴۴) بحاری (۱۰۱۳) کتاب الجمعة: باب الاستسقاء في المسجد الجامع، مسلم (۸۹۷) أبو

داود (۱۱۷۴) نسائی (۱۵۰۴) أحمد (۱۰۴/۳) -

(۴۴۵) بحاری (۸۴۶) کتاب الأذان: باب يستقبل الامام الناس اذا سلم، مسلم (۷۱) أبو داود

(۳۹۰۶) نسائی (۱۵۲۵) (۱۱۷/۴) -

الصُّبْحِ بِالْحَدِيثِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَتَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِي فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فذلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنُورِهِ كَذَا وَكَذَا فذلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ -

حضرت زید بن خالد جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی حدیبیہ میں اور رات کو پانی پڑچکا تھا تو جب نماز سے فارغ ہوئے متوجہ ہوئے لوگوں کی طرف اور فرمایا کہ تم جانتے ہو جو کہا تمہارے پروردگار نے؟ کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے صبح کو میرے بندے دو قسم کے تھے ایک وہ جو ایمان لایا میرے اوپر دوسرے وہ جس نے کفر کیا ساتھ میرے جس شخص نے کہا کہ پانی برسنا اللہ کے فضل اور رحمت سے تو وہ میرے اوپر ایمان لایا تاروں پر اعتقاد نہ رکھا اور جو بولا کہ پانی برسنا فلاں تارہ کی گردش سے تو اس نے کفر کیا میرے ساتھ اور ایمان لایا تاروں پر۔

فائدہ: یعنی تاروں کو جس نے مؤثر سمجھا اور یہ خیال کیا کہ پانی برسنا ان کا فعل ہے وہ کافر ہو گیا دائرہ ایمان سے نکل گیا۔ پانی برسنا روزی دینا یہ سب کام اللہ جل جلالہ کے ہیں کسی کو اس میں دخل نہیں ہے۔

٤٤٦ - عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَنْشَأَتْ بَحْرِيَّةٌ ثُمَّ تَشَأَمَتْ فَبَلَغَتْ عَيْنٌ غَدِيْقَةً -

امام مالک کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اٹھے ابرسندر کی طرف سے پھر شام کی طرف جانے لگے تو جانو کہ ایک چشمہ ہے بھر پور۔

فائدہ: مدینہ کی جانب سے سندر پہچان کی طرف ہے اور شام اتر کی طرف مطلب یہ ہے کہ جب ابر پہچان کی طرف سے اٹھے اور اتر کو جانے لگے تو وہ خوب برسے گا۔

٤٤٧ - وَ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ وَقَدْ مُطِرَ النَّاسُ مُطِرْنَا بِنُورِ الْفَتْحِ ثُمَّ يَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا -

امام مالک کو پہنچا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے جب صبح ہوتی تھی اور پانی برس جاتا تھا پانی برسنا اللہ کے حکم سے پڑھتے تھے اس آیت کو ﴿مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ﴾ ایسی یعنی اللہ جل جلالہ اگر لوگوں پر رحمت کرنا چاہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا اور جو روکنا چاہے تو کوئی چھوڑ نہیں سکتا۔

(٤٤٦) طبرانی فی الأوسط (٧٧٥٧) -

(٤٤٧) بیہمی (٣٥٩/١) -

کتاب القبلۃ

کتاب قبلہ کے بیان میں

باب النهی عن استقبال القبلة
والانسان یرید حاجته
قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا پاخانہ یا پیشاب
کے وقت

۴۴۸۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِحِضْرٍ يَقُولُ
وَاللَّهِ مَا أَذْرَى كَيْفَ أَصْنَعُ بِهِذِهِ الْكُرَائِسِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ
أَحَدُكُمْ الْغَائِطَ أَوْ الْبَوْلَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرُهَا بِفَرْجِهِ -

حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو صحابی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ مصر میں کہتے تھے
قسم خدا کی میں کیا کروں ان پاخانوں کو حالانکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جائے کوئی تم میں سے پاخانہ یا
پیشاب کو تو منہ نہ کرے قبلہ کی طرف اور نہ پیچھے کرے۔

۴۴۹۔ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةُ
لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ -

ایک مرد انصاری سے روایت ہے اس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی
طرف منہ کرنے سے پیشاب یا پاخانہ میں۔

باب الرخصة في استقبال القبلة
لبول أو لغائط
پاخانہ یا پیشاب قبلہ کی طرف منہ کرنے کی
اجازت

۴۵۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنْ أَنَا سَأَلْتُ يَهُودِيًّا إِذَا قَعَدْتَ عَلَى حَاجَتِكَ فَلَا

(۴۴۸) بخاری (۱۴۴) کتاب الوضوء: باب لا تستقبل القبلة بغائط أو بول، مسلم (۲۶۴) أبو داود (۹)
ترمذی (۸) نسائی (۲۰) ابن ماجہ (۳۱۸) أحمد (۴۱۴/۵) (۲۳۹۱۱) دارمی (۶۶۵)۔
(۴۴۹) شرح معانی الآثار (۲۳۲/۴)۔

(۴۵۰) بخاری (۱۴۵) کتاب الوضوء: باب من تبرز على نبتين، مسلم (۲۶۶) أبو داود (۱۲)
ترمذی (۱۱) نسائی (۲۳) ابن ماجہ (۳۶۲) أحمد (۱۲/۲) (۴۶۰۶) دارمی (۶۶۷)۔

تَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمُقَدَّسِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَقَدْ ارْتَقَيْتُ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ لِبَتَيْنِ مُسْتَقْبِلِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِينَ يُصَلُّونَ عَلَيَّ أَوْ رَأَوْا كَيْهَمَ قَالَ قُلْتُ لَا أَدْرِي وَاللَّهِ قَالَ مَالِكٌ يَعْنِي الَّذِي يَسْجُدُ وَلَا يَرْتَفِعُ عَلَيَّ الْأَرْضِ يَسْجُدُ وَهُوَ لَا صِيقَ بِالْأَرْضِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے تھے بعض لوگ سمجھتے ہیں جب تو اپنی حاجت کو جائے تو منہ نہ کر قبلہ اور بیت المقدس کی طرف۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹوں پر حاجت ادا کر رہے ہیں منہ اُن کا بیت المقدس کی طرف ہے پھر کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے واسح بن حبان سے شاید تو اُن لوگوں میں ہے جو اپنے سرینوں پر نماز پڑھتے ہیں واسح نے کہا میں نہیں سمجھا۔ کہا مالک نے اس قول کی تفسیر میں وہ لوگ ہیں جو سجدہ میں زمین سے لگ جاتے ہیں اور اپنی پیٹھ کو سرین سے جدا نہیں رکھتے۔

فائدہ: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ فعل ناسخ ہے حدیث نبی کا بعض کہتے ہیں ممانعت صحرا میں ہے نہ مکانوں میں بعض کہتے ہیں ہر جگہ ممانعت ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ نبی تنزیہی ہے بوجہ خلاف ادب کے اسی وجہ سے ترک بھی اس کا درست ہے۔

باب النهی عن البصاق فی القبلة قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت

٤٥١ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى بُصَاقًا فِي حِجَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قَبْلَ وَجْهِهِ فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَبْلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلَّى -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھوک پڑا ہے قبلہ کی دیوار پر سو چھڑایا اس کو پھر متوجہ ہوئے لوگوں پر اور فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو اپنے سامنے نہ تھو کے اس لیے کہ اللہ اس کے سامنے ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہے۔

فائدہ: خطابی نے کہا اس سے یہ غرض ہے کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے قصد کرتا ہے اپنے پروردگار کا تو گویا پروردگار اس کے سامنے ہے بعضوں نے کہا عظمت اللہ کی یا رحمت اس کی اس کے سامنے ہے اور استمدلال چہمہ اور معتزلہ کا اس حدیث سے اس امر پر کہ پروردگار ہر مکان میں ہے باطل ہے۔ کیونکہ اسی حدیث میں یہ موجود ہے کہ

(٤٥١) بخاری (٤٠٦) کتاب الصلاة: باب حلك البراق باليد من المسجد، مسلم (٥٤٧) أبو داود

(٤٧٦) نسائی (٧٢٤) ابن ماجه (٧٦٣) أحمد (٦٧٢) (٤٥٠٩) دارمی (١٣٩٧) -

تھوک لے اپنے قدموں کے نیچے پس اگر اللہ ہر مکان میں ہو تو کہیں تھوکنادرست نہ ہوتا۔ بلکہ پروردگار عالم اپنے عرش معلیٰ پر ہے اور علم و قدرت اس کی ہر شے سے متعلق ہے۔ یہی اعتقاد ہے سلف اہل سنت اور جماعت کا اور تفصیل اس مسئلہ کی ”انتہائی الاستواء“ میں ہے۔

۴۵۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ بُصَافًا أَوْ مُخَاطًا أَوْ نَحَامَةً فَحَكَّهُ -

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا دیوار میں قبلہ کے تھوک یا ریٹ یا بلغم تو چھڑا دیا اس کو۔

فائدہ: یعنی مل دیا اس کو ہاتھ سے یا لکڑی سے مسجد میں تھوکنامنع ہے۔ مگر جب اس کو دفن کر دے اس طرح کہ زمین مسجد کی کچی ہو۔ تھوک کو مٹی کے اندر کر دے ورنہ کپڑے میں تھوک لے۔

قبلہ کا بیان

باب ما جاء في القبلة

۴۵۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنًا وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكُعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وَجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكُعْبَةِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے مسجد قبلہ میں صبح کی اتنے میں ایک شخص آ کر بولا کہ رسول اللہ ﷺ پر رات کو قرآن اترا اور حکم ہوا کعبہ کی طرف منہ کرنے کا پھر گئے وہ لوگ نماز ہی میں کعبہ کی طرف اور پہلے منہ ان کے شام کی طرف تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس قدر عمل نماز کو فاسد نہیں کرتا اور نماز میں کسی کا کلام سننا اور اس پر عمل کرنا درست ہے۔

۴۵۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ قَدِمَ الْمَدِينَةَ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ حَوَّلَتْ الْقِبْلَةَ قَبْلَ بَدْرِ بِشَهْرَيْنِ -

(۴۵۲) بخاری (۴۰۷) کتاب الصلاة: باب حك البزاق باليد من المسجد، مسلم (۵۴۹) ابن ماجه

(۷۶۴) أحمد (۱۴۸/۶) (۲۵۶۷۱) -

(۴۵۳) بخاری (۴۰۳) کتاب الصلاة: باب ما جاء في القبلة ومن لم ير الاعادة على من سها، مسلم

(۵۲۶) ترمذی (۳۴۱) نسائی (۴۹۳) أحمد (۱۱۳/۲) (۵۹۳۴) دارمی (۱۲۳۴) -

(۴۵۴) بیہقی (۳/۲) -

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے بعد میں آنے کے سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف پھر قبلہ بدل گیا دو مہینے اول جنگ بدر سے۔

۴۵۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ إِذَا تَوَجَّهَ قِبَلَ الْبَيْتِ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا درمیان پورب اور چچم کے قبلہ ہے جب منہ کرے خانہ کعبہ کی طرف۔

قائدہ: یہ اہل مدینہ کے واسطے کیونکہ ان کا قبلہ جنوب کی طرف ہے اور یہ جو قید لگائی کہ منہ کعبہ کی طرف کرے اس سے یہ غرض ہے کہ مشرق اور مغرب کے بیچ میں سمت شمالی بھی واقع ہے لیکن اس طرف منہ کرنے سے کعبہ کی طرف بیٹھ ہوگی اس قول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ اور ملکوں میں واقع ہیں جہاں سے کعبہ نظر نہیں آتا ان کو عین کعبہ کی طرف توجہ کرنا ضروری نہیں بلکہ جہت کعبہ کافی ہے۔ معرفت قبلہ کے کئی طور سے ہو سکتی ہے۔ ایک روایت کعبہ سے دوسری دلیل عقلی قطعی سے تیسری مسجد کے محرابوں سے چوتھی سچے آدمی کے کہنے سے پانچویں اپنی رائے سے اجتہاد کرنے سے بدلائل ظنیہ چھٹی تقلید سے اس شخص کے جس نے قبلہ کو پہچانا ہو اجتہاد سے لیکن جب تک اول کے تین امور ملیں تو چوتھے اور پانچویں کی طرف التفات نہ کرے اور جب چوتھا اور پانچواں امر ملے تو چھٹے کی طرف نہ جائے اور صحیح یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا اجتہاد ضروری نہیں ہے مگر جب کوئی شبہ عارض ہو۔ سب سے سہل طریقہ قبلہ پہچاننے کا یہ ہے کہ جن مسجدوں کو اگلے لوگوں نے بنایا ہے ان میں جا کر زوال کے وقت سایہ کا امتحان کریں کہ قبلہ سے کس جانب پڑتا ہے اس کو یاد رکھیں اور جنگل میں آفتاب کی روشنی میں کھڑے ہو کر سایہ دیکھیں اور اس سے قبلہ کی سمت پہچان لیں۔ اور مغرب اور عشا اور فجر میں طلوع اور غروب اور شفق کا لحاظ رکھیں کہ قبلہ سے کس جانب ہوتا ہے لیکن یہ اندازہ جب تک چلے گا کہ ان مسجدوں سے بہت دور نہ گئے ہوں مثلاً جب دس بارہ منزل وہاں سے دور ہو جائیں تو وہاں کی مسجدوں سے پھر اندازہ نہ کریں۔ (مصطفیٰ)

باب ما جاء في المسجد النبى

مسجد نبوی کی فضیلت کا بیان

۴۵۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک نماز پڑھنا میری مسجد میں بہتر

(۴۵۵) عبدالرزاق (۳۶۳۳) ابن ابی شیبہ (۷۴۳۰) بیہقی (۹/۲) (۲۲۳۲)۔

(۴۵۶) بخاری (۱۱۹۰) کتاب الجمعة: باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، مسلم

(۱۳۹۴) ترمذی (۳۲۵) نسائی (۶۹۴) ابن ماجہ (۱۴۰۴) أحمد (۴۶۶/۲) دارمی

— (۱۴۱۱) —

ہے ہزار نمازوں سے دوسری مسجد میں سوائے مسجد حرام ہے۔

فائدہ: یعنی سوائے خانہ کعبہ کے کیونکہ وہاں ایک نماز میں لاکھ نماز کا ثواب ہے۔ امام احمد اور ابن حبان نے روایت کیا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھنا میری مسجد میں بہتر ہے ہزار نمازوں سے دوسری مسجد میں سوا مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا بہتر ہے سو نمازوں سے میری مسجد میں۔ اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا بہتر ہے لاکھ نمازوں سے دوسری مسجد میں اور بزار اور طبرانی نے ابودرداء سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھنا مسجد حرام میں لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور ایک نماز میری مسجد میں ایک ہزار نماز کے برابر ہے اور بیت المقدس میں ایک نماز پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔

۴۵۷۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي -

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر اور منبر کے بیچ میں

ایک باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے اور منبر میرا میرے حوض پر ہے۔

فائدہ: دوسری روایت میں یہ ہے کہ میری قبر اور منبر کے بیچ میں ایک باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے مگر قبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہیں ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر تھا یعنی حجرہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا۔ اس حدیث کے معنوں میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے اس کو ظاہر پر رکھا ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ قیامت کے دن اس مقام پر باغیچہ ہوگا اور منبر میرا حوض کوثر پر رکھا جائے گا اور بعضوں نے کہا کہ اس حدیث سے تشبیہ منظور ہے یعنی جیسے روضہ جنت میں قلب کو راحت اور وسعت ہوگی۔ ویسے ہی اس مقام میں مرد مومن کو خوشی اور راحت ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم)

۴۵۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ الْمَازِنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ -

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے بیچ میں

ایک باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے۔

فائدہ: امام اعظم سے کسی شخص نے پوچھا اگر کوئی حلف کرے کہ اگر میں جنت میں نماز نہ پڑھوں تو زوجہ اس کی خالق ہے وہ کیا کرے تو جواب دیا کہ روضہ شریف اور منبر شریف کے درمیان نماز پڑھ لے۔

(۴۵۷) بخاری (۱۱۹۶) کتاب الجمعة: باب فضل ما بين القبر والمنبر، مسلم (۱۳۹۱) ترمذی

(۳۹۱۶) أحمد (۴۶۵/۲ - ۴۶۶) -

(۴۵۸) بخاری (۱۱۹۵) کتاب الجمعة: باب فضل ما بين القبر والمنبر، مسلم (۱۳۹۰) نسائی

(۶۹۵) أحمد (۳۹۱/۴) -

باب ما جاء في خروج النساء الى المساجد عورتوں کا مسجد میں جانے کا بیان

٤٥٩- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مت منع کرو اللہ جل جلالہ کی لونڈیوں کو مسجد میں آنے سے۔

فائدہ: ابن خزیمہ نے زیادہ کیا کہ گھرانے کے بہتر ہیں ان کے لیے۔

٤٦٠- عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَهِدْتَ إِحْدَاكُنَّ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَلَا تَمَسَّنْ طَيِّبًا -

حضرت بسر بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کی جماعت میں آئے تو خوشبو لگا کر نہ آئے۔

٤٦١- عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ أَمْرَأَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهَا كَانَتْ تَسْتَأْذِنُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَسْكُتُ فَتَقُولُ وَاللَّهِ لَا أُخْرَجَنَّ إِلَّا أَنْ تَمْنَعَنِي فَلَا يَمْنَعُهَا -

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بی بی عائشہ کا جازت مانگتی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مسجد جانے کی تو چپ ہو جاتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ پس کہتیں عائشہ میں تو قسم خدا کی جاؤں گی جب تک تم منع نہ کرو گے تو نہیں منع کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو۔

فائدہ: بسبب فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ منع کرو اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں سے۔

٤٦٢- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُحْدِثَ النِّسَاءُ لَمَنْعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ كَمَا مَنَعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ يَحْيَى بْنُ

(٤٥٩) بخاری (٩٠٠) کتاب الجمعة: باب هل علی من لم یشہد الجمعة غسل 'مسلم (٤٤٢) أبو

داود (٥٦٦) ترمذی (٥٧٠) أحمد (١٦١٢) دارمی (١٢٨٧) -

(٤٦٠) مسلم (٤٤٣) کتاب الصلاة: باب خروج النساء الى المساجد اذا لم یترتب علیہ فتنة 'نسائی

(٥١٢٩) أحمد (٣٦٣/٦) (٢٧٥٨٦) -

(٤٦١) عبدالرزاق (١٤٨/٣) أحمد (٤٠/١) -

(٤٦٢) بخاری (٨٦٩) کتاب الأذان: باب خروج النساء الى المساجد باللیل والغسل 'مسلم

(٤٤٥) أبو داود (٥٦٩) أحمد (٩١/٦) (٢٥٦٠٠) -

سَعِيدٌ فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ أَوْ مُنِعَ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ الْمَسَاجِدَ قَالَتْ نَعَمْ -

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ دیکھتے جو اس زمانے میں عورتوں نے نکالا ہے البتہ روک دیتے ان کو مسجد میں جانے سے جیسے روک دی گئیں عورتیں بنی اسرائیل کی۔ کہا یحییٰ بن سعید نے نے پوچھا عمرہ سے کیا بنی اسرائیل کی عورتیں روکی گئی تھیں مسجدوں سے کہا ہاں۔

فائدہ: خوشبو لگانا آرائش کرنا اچھی طرح ستر نہ کرنا منکرات میں جانا۔

فائدہ: اس حدیث سے بعض لوگوں نے تمسک کیا ہے اس امر پر کہ عورتوں کا مسجد میں جانا مکروہ ہے مگر یہ تمسک تمام نہیں کیونکہ یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بر سبیل ظن ہے اور ایسا قول کسی حکم شرعی کو مفید نہیں ہو سکتا رہی افضلیت تو وہ اسی میں ہے کہ عورت اپنے گھر میں نماز پڑھے۔



كِتَابُ الْقُرْآنِ

کتاب قرآن کے بیان میں

قرآن چھونے کے واسطے با وضو ہونا
ضروری ہے

باب الأمر بالوضوء لمن مس
القرآن

٤٦٣ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ أَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرَةَ بِنِ حَزْمٍ أَنَّ لَا يَمَسُّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرًا -

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت ہے کہ جو کتاب رسول اللہ ﷺ نے لکھی تھی عمرو بن حزم

کے واسطے اس میں یہ بھی تھا کہ قرآن نہ چھوئے مگر جو شخص با وضو ہو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ کوئی شخص کلام اللہ کو فیتہ پڑھ کر یا تکیہ پر رکھ کر نہ اٹھائے مگر وضو نہ سے۔

فائدہ: اسی طرح خلاف اس کا جلد اس کی نہ چھوئے بغیر وضو کے اور یہی قول ہے شافعی کا مگر ابوحنیفہ کے نزدیک ہر چیز جو کلام سے الگ ہو سکے مثل غلاف یا فیتہ وغیرہ کے اس کا بے وضو چھونا درست ہے اور جلد کا بے وضو چھونا درست نہیں ہے۔ کہا مالک نے اگر فیتہ پڑھ کر یا تکیہ پر رکھ کر بے وضو اٹھانا درست ہوتا تو جلد کو بھی بے وضو چھونا درست ہوتا۔ اور بے وضو چھونا کلام اللہ کا اس لیے مکروہ ہے کہ اس کی عظمت اور شان کے خلاف ہے نہ اس لیے کہ اٹھانے والے کے ہاتھ میں کوئی نجاست ہو اور وہ صحیف میں لگ جائے۔

فائدہ: کیونکہ اگر اس لیے مکروہ ہوتا تو جب ہاتھ صاف ہوں تو چاہیے کہ بے وضو چھونا درست ہو جائے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ احسن اس باب میں یہ آیت ہے۔ ﴿لَا يَمَسُّهٖ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ نہیں چھوئیں اس کو مگر پاک لوگ اور یہ آیت قریب ہے اس آیت کے جو ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾ میں ہے کہ ﴿كَلَّا اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ فِى صُحُفٍ مُّكْرَمَةٍ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَزَةٍ﴾ یعنی کلام اللہ ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے بڑے عزت والے جلدوں میں جو پاک ہیں بڑے بزرگ نیک پیغمبروں کے ہاتھ میں ہے۔

باب الرخصة فى قراءة القرآن كلام الله بے وضو پڑھنے کی اجازت على غير وضوء

٤٦٤ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ فِى قَوْمٍ وَهُمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اتَّقِرْ الْقُرْآنَ وَكُنْتَ عَلَى وَضُوءٍ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مِنْ أَفْئَاكَ بِهَذَا أُمْسِلِمَةَ -

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں میں بیٹھے اور لوگ قرآن پڑھ رہے تھے پس گئے حاجت کو اور پھر آ کر قرآن پڑھنے لگے ایک شخص نے کہا آپ کلام اللہ پڑھتے ہیں بغیر وضو کے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تجھ سے کس نے کہا کہ میں مع ہے کیا میلہ نے کہا۔

فائدہ: یہ شخص تھا بنی حنیفہ سے۔ پہلے میلہ کذاب پر جو جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کرتا تھا ایمان لایا تھا پھر توبہ کر کے مسلمان ہوا تھا اسی واسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ یہ فتویٰ تجھ کو میلہ نے دیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے وضو کلام اللہ پڑھا کرتے تھے ان کا تو یہ فتویٰ نہیں ہے شاید میلہ کذاب کا ہو۔

باب ما جاء فى تحزيب القرآن كلام الله کا ورد مقرر کرنا

٤٦٥ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ قَاتَهُ جِزْنُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَهُ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ إِلَى صَلَاةِ الظُّهْرِ فَإِنَّهُ لَمْ يَفْتَهُ أَوْ كَانَهُ أَدْرَكَهُ -

عبداللہ بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کسی کا وردرات کا ٹانہ ہو

(٤٦٤) عبدالرزاق (١٣١٨) ابن ابی شیبہ (١١٠٤) بحاری فى التاريخ الكبير (٤٣٧/١) بیہقی (٩٠/١) (٤٢١) -

(٤٦٥) مسلم (٧٤٧) کتاب صلاة المسافرين: باب جامع صلاة الليل، أبو داود (١٣١٣) ترمذی

(٥٨١) نسائی (١٧٩٠) ابن ماجه (١٣٤٣) أحمد (٥٣٠٣٢١/١) (٣٧٧٠٢٢٠) -

جائے اور وہ دوسرے دن زوال تک ظہر کی نماز تک پڑھ لے تو گویا فوت نہیں ہوا بلکہ اس نے پالیا۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ صحیح روایت ابن شہاب کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ جس کسی کا وظیفہ رات کو نہ ہو سکے پھر وہ فجر اور ظہر کے درمیان میں اس کو پڑھ لے تو لکھا جائے گا کہ اس نے رات کو پڑھا اور بعض اصحاب ابن شہاب نے اس کو مرفوع کہا ہے۔ (زرقاتی)

٤٦٦ - عَنْ يُحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَمُحَمَّدُ بْنُ يُحْيَى بْنِ حَبَّانَ جَالِسَيْنِ فَدَعَا مُحَمَّدٌ رَجُلًا فَقَالَ أُخْبِرْنِي بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ أَبِيكَ فَقَالَ الرَّجُلُ أُخْبِرْنِي أَبِي أَنَّهُ أَتَى زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ لَهُ كَيْفَ تَرَى فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي سَبْعٍ فَقَالَ زَيْدٌ حَسَنٌ وَلَآنَ أَقْرَأُهُ فِي نِصْفِ أَوْ عَشْرِ أَحَبُّ إِلَيَّ وَسَلَّيْنِي لِمَ ذَاكَ قَالَ فَإِنِّي أَسْأَلُكَ قَالَ زَيْدٌ لِيحْيَى أَتَدْبِرُهُ وَأَقِفَ عَلَيْهِ -

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں اور محمد بن یحییٰ بن حبان بیٹھے ہوئے تھے سو محمد نے ایک شخص کو بلایا اور کہا تم نے جو اپنے باپ سے سنا ہے اس کو بیان کر۔ اس شخص نے کہا میرا باپ گیا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس اور ان سے پوچھا کہ سات روز میں کلام اللہ تمام کرنا کیسا ہے بولے اچھا ہے میرے نزدیک پندرہ روز یا بیس روز میں تمام کرنا بہتر ہے پوچھو مجھ سے کیوں کہا انہوں نے میں پوچھتا ہوں کیوں زید رضی اللہ عنہ نے کہا تاکہ میں اس کو سمجھتا جاؤں یا درکھتا جاؤں۔

فائدہ: اور یہ امر جلدی پڑھنے میں حاصل نہ ہوگا فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿لَسِبْتُمْ بُرُؤًا بِآيَاتِهِ﴾ تاکہ سوچیں اس کی آیتوں کو اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ آہستہ آہستہ پڑھ کلام اللہ کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے کلام اللہ کو تین دن سے کم میں پڑھا وہ اس کو نہ سمجھا اور فرمایا کہ نہ ختم کیا جائے قرآن تین روز سے کم میں۔ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ کا عمل یہ ہے کہ اگر فرصت اور فراغت اور بے فکری ہو تو سات روز میں کلام اللہ ختم کیا جائے ورنہ پندرہ روز میں بہتر ہے ہمارا بھی عمل اسی پر ہے ہم پندرہ روز میں ایک ختم کیا کرتے ہیں اور اس سے کم میں خوف رکھتے ہیں بھول جانے کا مگر یہ حافظوں کے واسطے ہے۔ ناظرہ خواں کو اختیار ہے کہ جب تک جی لگے غوراؤ کر اور شوق اور ذوق سے جتنا جی چاہے پڑھے۔

باب ما جاء في القرآن قرآن کے بیان میں

٤٦٧ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأُهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(٤٦٧) بخاری (٢٤١٩) کتاب الخصومات : باب کلام الخصوم بعضهم فی بعض 'مسلم (٨١٨)

أبو داود (١٤٧٥) ترمذی (٢٩٤٣) نسائی (٩٣٧) أحمد (٤٠١١) (٢٧٧) -

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأْنِيهَا فِكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمَهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبِيتُهُ بِرِدَائِهِ فَحِجْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانَ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرْسِلُهُ ثُمَّ قَالَ أَقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أَنْزَلْتُ ثُمَّ قَالَ لِي أَقْرَأْ فَقَرَأْتَهَا فَقَالَ هَكَذَا أَنْزَلْتُ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَقْرَأُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ -

عبدالرحمن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ میں نے سنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے میں نے ہشام بن حزام کو پڑھتے سنا سورہ فرقان کو اور سو اس طور کے جس طرح میں پڑھتا تھا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی پڑھایا تھا اس سورہ کو قریب ہوا کہ میں جلدی کر کے ان پر غصہ نکالوں لیکن میں چپ رہا یہاں تک کہ وہ فارغ ہوئے نماز سے تب میں انہی کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر لے آیا ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا میں نے یا رسول اللہ! میں نے ان کو سورہ فرقان پڑھتے سنا اور طور برخلاف اس طور کے جس طرح آپ نے مجھے پڑھایا ہے۔ تب فرمایا آپ نے چھوڑ دو ان کو پھر فرمایا ان سے پڑھو تو پڑھا ہشام نے اسی طور سے جس طرح میں نے ان کو پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ تب فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح اتری ہے یہ سورت پھر ارشاد کیا آپ نے کہ تو پڑھ پھر میں نے پڑھی۔ پھر فرمایا قرآن شریف اترا ہے سات حرف پر تو پڑھو جس طرح سے آسان ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی تفسیر میں محدثین کا بڑا اختلاف ہے۔ قریب چالیس قول کے اس میں منقول ہیں۔ ابو جعفر نحوی نے کہا کہ یہ حدیث مشکلات میں سے ہے اس کے معنی معلوم نہیں ہوتے لیکن سب معنوں میں دو قول صحیح ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن شریف سات لغتوں میں اترا ہے جیسے لغت حجاز اور بنی تمیم وغیرہ۔ دوسرے یہ کہ سات لفظوں کے ساتھ اترا ہے لیکن معنی ان سب کے ایک ہیں جیسے ”اقبل و تعال و هلم و عجل و اسرع“ ان سب الفاظ کے معنی ایک ہیں یعنی (آ) مگر یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنی خواہش سے ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ مرادف رکھ لے بلکہ ضروری ہے سننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ بھی اس زمانے میں تھا جب تک کلام اللہ جمع اور مرتب نہ ہوا تھا اب جو جمع اور ترتیب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوئی اس کا خلاف نہ کرنا چاہیے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ سات حرفوں سے مراد سات قراءتیں ہیں قراء سب کے ان میں سے ہر ایک قراءت کے طور پر پڑھنا کلام اللہ کا درست ہے لیکن یہ تو جیہرا اہل علم کے نزدیک مقبول نہیں ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ سو ان قراءت کے جو ائمہ راشدین سے الفاظ ثابت ہیں بلکہ وہ قرآن شریف میں داخل نہ ہوں بلکہ صحیح وہ ہے جو طبری نے کہا ہے کہ یہ ساتوں قراءتیں ایک حرف میں داخل ہیں۔ (ملقطاً من الرقانی)

۴۶۸ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ

(۴۶۸) بحاری (۵۰۳۱) کتاب فضائل القرآن: باب استذکار القرآن و تعاهده، مسلم (۷۸۹) نسائی

(۶۴۱) ابن ماجہ (۳۷۸۳) أحمد (۷۱/۲) (۴۶۶۵) -

مِنْ عَظَمَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِضُ عَنْهُ وَيُقْبِلُ عَلَى الْآخِرِ وَيَقُولُ
يَا أَبَا فَلَانِ هَلْ تَرَى بِمَا أَقُولُ بِأَسَا فَيَقُولُ لَا وَالِدَّمَاءِ مَا أَرَى بِمَا تَقُولُ بِأَسَا فَأَنْزَلْتُ عَبَسَ
وَتَوَلَّى أَنْ جَاهَهُ الْأَعْمَى -

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہا انہوں نے عبس و تولیٰ اُتر ہے عبداللہ بن ام مکتوم میں وہ آئے
رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہنے لگے اے محمد تاؤ مجھ کو کوئی جگہ قریب اپنے تاکہ بیٹھوں میں وہاں اور آنحضرت
ﷺ کے پاس اس وقت ایک شخص بیٹھا تھا بڑے آدمیوں میں سے مشرکوں کے (ابی بن خلف یا عقبہ بن ربیعہ)۔ تو
آپ ﷺ توجہ نہ کرتے تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف بلکہ متوجہ ہوتے تھے اس شخص کی طرف اور کہتے تھے اے باپ
فلاں کے کیا میں جو کہتا ہوں اس میں کچھ حرج ہے وہ کہتا تھا نہیں قسم ہے بتوں کی تمہارے کہنے میں کچھ حرج نہیں
ہے۔ تب یہ آیتیں اتریں ﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾۔

فانكوه: یعنی ترش رو ہوا اور منہ پھیر لیا ﴿أَنْ جَانَسَهُ الْأَعْمَى﴾ اس سبب سے کہ اندھا اس کے پاس آیا ﴿وَمَا
يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَنُّحِي أَوْ يَدَّ كُرًّا فَتَنْفَعُهُ الذُّكُورِي﴾ اور تمہیں کیا معلوم ہے شاید وہ پاک ہو جائے یا نصیحت قبول
کے اور اس کے کام آئے ﴿أَمَّا مَنْ اسْتَعْنَى فَانْتَ لَهُ تَصَدَّى﴾ جو شخص بے پرواہی کرتا ہے (ابی بن خلف) اسی کا
تو قصد کرتا ہے ﴿وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَنُّحِي﴾ اور تیرے اوپر کیا ہے اگر اس کو ہدایت نہ ہو۔ ﴿وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ
يَسْأَلُ وَهُوَ يَخْشَى فَانْتَ عَنْهُ تَلَهَّى﴾ اور جو تیرے پاس آتا ہے دوڑتا ہوا تو تو اس سے غفلت کرتا ہے یعنی عبداللہ
بن ام مکتوم سے ان آیات سے اللہ جل جلالہ نے عتاب فرمایا اپنے رسول ﷺ پر اس واسطے کہ رسول ﷺ نے اندھے کی
طرف خیال نہ کیا جو صدق دل سے آیا تھا اور ہدایت کا راستہ ڈھونڈتا تھا اور متوجہ ہو گئے ایک دنیا دار کی طرف جو دل سے
طالب اور شائق ہدایت نہ تھا اگرچہ غرض رسول ﷺ کی اس سے یہ تھی کہ اندھے کی ہدایت بعد اس کے بھی ممکن ہے اور دنیا
دار کو اگر ہدایت ہو جائے تو اس کے سبب سے دین کی بڑی ترقی ہوگی مگر یہ غرض پوری ہونے والی نہ تھی۔ اللہ جل جلالہ کو اس
کا علم تھا اس لیے آنحضرت ﷺ پر نوعی عتاب ہوا۔ ابو یعلیٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بعد ان آیات کے اترنے
کے آپ ﷺ عبداللہ کی بہت تعظیم کرتے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب ان کو آتے دیکھتے تو پہلے سے
چادر بچھا دیتے ان کے بیٹھنے کے لیے اور جب مدینہ سے آپ ﷺ باہر جاتے تو ان کو خلیفہ کر جاتے نماز پڑھانے کے
لیے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نے اس سورت میں عتاب فرمایا اپنے نبی ﷺ پر اور اگر آنحضرت
ﷺ کچھ چھپاتے تو یہ آیتیں چھپاتے۔

٤٧١ - عَنْ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعَمْرُ بْنُ

(٤٧١) بخاری (٤١٧٧) كتاب المغازی: باب غزوة الحديبية، ترمذی (٣٢٦٢) نسائی فی الکبریٰ

(١١٤٩٩) أحمد (٣١١) (٢٠٩)۔

الْحَطَابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ
فَقَالَ عُمَرُ لِكَيْتِكَ أُمَّكَ عُمَرُ نَزَرَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا
يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكَتُ بَعِيرِي حَتَّى إِذَا كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يُنْزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا
نَشِيتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِحًا يَصْرُخُ بِي قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ قَالَ
فَحِجْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أَنْزَلْتُ عَلَىٰ هَذِهِ اللَّيْلَةِ سُورَةَ
لَيْلَىٰ أَحَبُّ إِلَيَّ وَمَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأُ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا -

حضرت اسلم عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سفر میں سوار ہو کر چل رہے تھے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بات پوچھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو جواب نہ دیا آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھی جب بھی جواب نہ دیا پھر پوچھی جب بھی جواب نہ دیا اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا کاش تو مر گیا ہوتا اے عمر! تین بار تو نے گڑبڑا کر پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کسی بار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اونٹ کو تیز کیا اور آگے بڑھ گیا۔ لیکن میرے دل میں یہ خوف تھا کہ شاید میرے باب میں کلام اللہ اترے گا تو تھوڑی دیر میں ٹھہرا تھا اتنے میں میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو مجھ کو پکارتا ہے اس وقت مجھے اور زیادہ خوف ہوا اس بات کا کہ کلام اللہ میرے باب میں اتر ا ہوگا سو آیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور سلام کیا میں نے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دے کر ارشاد فرمایا کہ رات کو میرے اوپر ایک سورت ایسی اتری ہے جو ساری دنیا کی چیزوں سے مجھ کو زیادہ محبوب ہے پھر پڑھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾۔

فائدہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق اس درجہ کا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادنیٰ لوگوں سے باتیں کرتے تھے اور ان کو جواب دیتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو آپ کے خالص رفیق تھے اور مصاحب تھے لیکن اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے جواب نہ دیا کہ یہ سورت اتر رہی تھی اور آپ اس کے سننے میں مشغول تھے تو ایسی حالت میں جواب دینا ناممکن تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آخر کیسے ہی درجہ اور قدر اور منزلت کے آدمی تھے لیکن بشر تھے لوازم بشریت سے پاک نہ تھے انہوں نے یہ خیال کیا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات کو قابل جواب نہ سمجھا اس لیے اعتناء نہ کی تو دل میں ان کے ایک خفیف سا ملال ہوا اسی باعث اونٹ اپنا بڑھا کر آگے لے گئے مگر قوت ایمانیہ کی وجہ سے دل میں یہی خیال رہا کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ جل جلالہ اس وسوسہ کے اوپر بھی مواخذہ کر کے میری نسبت بھی کچھ عقاب کلام اللہ میں اتارے مگر جب سورت ﴿إِنَّا فَتَحْنَا﴾ سنی تو دل کو تسکین ہوئی پریشانی دور ہوئی۔

۴۷۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَأَعْمَالَكُمْ مَعَ أَعْمَالِهِمْ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ وَلَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ تَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا تَرَى شَيْئًا وَتَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا تَرَى شَيْئًا وَتَنْظُرُ فِي الرَّيْشِ فَلَا تَرَى شَيْئًا وَتَتَمَارَى فِي الْفُوقِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ کلمیں گم تم میں سے کچھ لوگ جو حقیر جانیں گے تمہاری نماز کو اپنی نماز کے مقابلے میں اور تمہارے روزوں کو اپنے روزوں کے مقابلے میں اور تمہارے اعمال کو اپنے اعمال کے مقابلے میں پڑھیں گے کلام اللہ کو اور نہ اترے گا ان کے حلقوں کے نیچے۔ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیرا اس جانور میں سے جو شکار کیا جائے آر پار ہو کر صاف اگر پرکان کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہ پائے۔ اگر تیر کی لکڑی کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہ پائے اگر ہر کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہ پائے اور سونا میں شک ہو کہ کچھ لگا ہے یا نہیں۔

فائدہ: یعنی دلوں تک نہ پہنچے گا اور تاثیر نہ کرے گا۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی مثال دین سے نکل جانے کی ایسی ہے جیسے تیر نہایت زور سے مارا جائے اور وہ جانور لوگ کرنی الفور صاف نکل جائے تو اس تیر میں کچھ نہیں لگا رہتا نہ گوشت نہ خون ایسی ہی مثال ان لوگوں کی ہے۔ یہ پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوراج کے باب میں تھی جنہوں نے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کیا تھا ظاہر میں بہت دینداری کی باتیں کرتے تھے نماز اور روزہ اچھی طرح سے ادا کرتے تھے لیکن دل میں ایمان کا نور را بھی نہ تھا۔

۴۷۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَيْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ مَكَتَ عَلَى سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثَمَانِي سِنِينَ يَتَعَلَّمُهَا۔

امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سورہ بقرہ آٹھ برس تک سیکھتے رہے۔

فائدہ: یہ غرض نہیں ہے کہ ان کی قوت حافظہ میں فتور تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ سورہ بقرہ کے فرائض اور احکام اور اس کے متعلقات میں آٹھ برس تک غور کرتے رہے۔ اس اثر کو ابن سعد نے طبقات میں مسلسل اخراج کیا ہے اور خطیب نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیکھا سورہ بقرہ کو بارہ سال میں جب ختم ہوئی تو ایک اونٹ قربانی کیا۔

(۴۷۲) بخاری (۵۰۵۸) کتاب فضائل القرآن: باب اثم من رآى بقراءة القرآن، مسلم (۱۰۶۴) أبو

داود (۷۴۶۴) نسائی (۲۵۷۸) ابن ماجہ (۱۶۹) أحمد (۶۰۱۳)۔

(۴۷۳) سبق فی شعب الإيمان (۳۳۱/۲) (۱۹۵۵)۔

باب ما جاء في سجود سجدهائے تلاوت کے بیان میں (سجدہ تلاوت سنت القرآن ہے یا مستحب ہے اور حنفیہ کے نزدیک واجب ہے)

٤٧٤- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ لَهُمْ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيهَا فَلَمَّا انصَرَفَ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيهَا -

ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھا سورہ اذا السماء انشقت کو تو سجدہ کیا اور جب فارغ ہوئے سجدہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اس میں۔

٤٧٥- عَنْ نَافِعِ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مِصْرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ سُورَةَ الْحَجِّ فَسَجَدَ فِيهَا سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذِهِ السُّورَةُ فَضَّلْتُ بِسَجْدَتَيْنِ -

نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مصر والوں میں سے خبر دی مجھ کو کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سورہ حج کو پڑھا تو اس میں دو سجدے کیے پھر فرمایا کہ یہ سورہ فضیلت دی گئی بہ سبب دو سجدوں کے۔

٤٧٦- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يُسْجِدُ فِي سُورَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ - حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے انہوں نے دیکھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سورہ حج میں دو سجدے کرتے ہوئے۔

فائدہ: اور حدیث مرفوع بھی موجود ہے کہ سورہ حج میں دو سجدے ہیں باوجود ان دلائل کے حنفیہ کا یہ کہنا کہ سورہ حج میں ایک سجدہ ہے قابل اعتبار نہیں ہو سکتا۔

٤٧٧- عَنْ الْأَعْرَجِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ بِالنَّجْمِ إِذَا هَوَى فَسَجَدَ فِيهَا ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ بِسُورَةِ أُخْرَى -

حضرت اعرج سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى سے پڑھ کر سجدہ کیا پھر سجدہ سے کھڑے ہو کر ایک اور سورہ پڑھی۔

(٤٧٤) بخاری (٧٦٦) كتاب الأذان: باب الجهر في العشاء، مسلم (٥٧٨) أبو داود (١٤٠٨)

ترمذی (٥٧٣) نسائی (٩٦١) ابن ماجه (١٠٥٨) أحمد (٢٢٩/٢) دارمی (١٤٦٨) -

(٤٧٥) عبدالرزاق (٥٨٩٠) ابن أبي شيبة (٤٢٨٧) بیهقی (٣١٧/٢) -

(٤٧٦) عبدالرزاق (٥٨٩٠) ابن أبي شيبة (٤٢٩٣) بیهقی (٣١٧/٢) -

(٤٧٧) عبدالرزاق (٥٨٨٠) بیهقی (٣)

فائدہ: طبرانی کی روایت میں ہے کہ وہ سورۃ اِذَا زُلْزِلَتْ تھی تاکہ رکوع بعد قراءت کے ہو جائے یہ امر مستحب ہے۔ (زرقاتی)

٤٧٨- عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ سَجْدَةً وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَنَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ ثُمَّ قَرَأَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى فَتَهَيَّأَ النَّاسُ لِلْسُّجُودِ فَقَالَ عَلَى رِسْلِكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَكْتُبْهَا عَلَيْنَا إِلَّا أَنْ نَشَاءَ فَلَمْ يَسْجُدْ وَمَنْعَهُمْ أَنْ يَسْجُدُوا قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ الْعَمَلُ عَلَى أَنْ يَنْزِلَ الْإِمَامُ إِذَا قَرَأَ السَّجْدَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَيَسْجُدُ -

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آیت سجدہ کی منبر پر پڑھی جمعہ کے روز اور منبر پر سے اتر کر سجدہ کیا تو لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا پھر دوسرے جمعہ میں اس کو پڑھا اور لوگ مستعد ہوئے سجدہ کو تب کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے حال پر رہا تو اللہ جل جلالہ نے سجدہ تلاوت کو ہمارے اوپر فرض نہیں کیا ہے مگر جب ہم چاہیں تو سجدہ کریں پس سجدہ نہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور منع کیا ان کو سجدہ کرنے سے۔

فائدہ: اور کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا زرقانی نے کہا کہ اس سے اجماع ثابت ہوا صحابہ کا سجدہ کے واجب نہ ہونے پر بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ جو سجدہ کرے تو اس نے اچھا کیا اور جو سجدہ نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارا مذہب اس پر نہیں ہے کہ اگر امام منبر پر آیت سجدہ کی پڑھے تو منبر سے اتر کر سجدہ کرے۔

فائدہ: امام شافعی نے کہا کہ ہمارے نزدیک اس پر کچھ قباحت نہیں ہے اور حنفیہ کا بھی یہی قول ہے کیونکہ روایت کیا حاکم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ ص کو منبر پر پڑھا پھر منبر پر سے اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مؤکد سجدہ قرآن میں گیا رہے ان میں سے مفصل میں کوئی نہیں ہے۔

فائدہ: یعنی مفصل کی سورتوں میں کوئی سجدہ مؤکد اور ضروری نہیں ہے ورنہ اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ میں سجدہ ہے جیسا کہ اوپر گزرا ہے اور سورہ والنجم میں سجدہ ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کسی شخص کو نہ چاہیے کہ بعد نماز عصر کے اور فجر کے آیت سجدہ کی پڑھے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے بعد صبح کے یہاں تک کہ طلوع ہوا آفتاب اور منع کیا نماز سے بعد عصر کی یہاں تک کہ غروب ہو آفتاب اور سجدہ تلاوت بھی بمنزلہ نماز کے ہے تو کسی شخص کو نہیں چاہیے کہ آیت سجدہ کی ان دونوں وقتوں میں پڑھے۔

(٤٧٨) (٤٧٧) بسخاری (١٠٧٧) كتاب الجمعة: باب من رأى أن الله عز وجل لم يوجب الغسل، يبهقى

فائدہ: اور حنفیہ کے نزدیک آیت سجدہ کی پڑھے مگر سجدہ نہ کرے بعد طلوع یا غروب کے کر لے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے آیت سجدہ کی پڑھی اور ایک عورت حاضرہ نے سنا کیا وہ عورت بھی سجدہ کرے تو جواب دیا مالک نے کہ نہیں مرد یا عورت دونوں کو سجدہ جب ہی درست ہے کہ وہ دونوں با وضو ہوں۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے اس پر اجماع ثابت کیا ہے لیکن بخاری نے روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ سجدہ کرتے تھے بغیر وضو کے اور معارض ہے اس کے جو روایت کیا بیہقی نے بہ اسناد صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نہ سجدہ کرے کوئی شخص مگر جب طاہر ہو (زرقانی)۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ ایک عورت نے آیت سجدہ کی پڑھی اور کسی مرد نے اس کو سنا کیا وہ مرد بھی سجدہ کرے عورت کے ساتھ جواب دیا نہیں بلکہ سجدہ سننے والے پر جب واجب ہوتا ہے کہ وہ سننے والے مقتدی ہوں اس شخص کے جو آیت سجدہ کی پڑھتا ہے اور یہ بات نہیں ہے کہ جو شخص آیت سجدہ کی کسی سے سنے اور وہ مقتدی نہ ہو پڑھنے والے کا تو وہ سجدہ کرے۔

فائدہ: اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک سننے والے پر ہر حال میں سجدہ واجب ہوتا ہے دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے کہ ایک لڑکے نے آیت سجدہ کی پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور انتظار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کریں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ نہ کیا تب اس لڑکے نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا اس میں سجدہ نہیں ہے بولے ہاں لیکن تو اگر امام ہوتا تو ہم پر سجدہ واجب ہوتا۔ زرقانی نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے لیکن رجال اس کے ثقافت ہیں اور زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے عطاء بن یسار سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے۔ (زرقانی)

باب ما جاء في قراءة قل هو الله أحد وتبارك الذي بيده الملك فضيلت كإيمان

٤٧٩- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يُرَدُّدَهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ عَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ -

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا ایک شخص کو قل هو الله احد بار بار پڑھتے ہوئے تو جب صبح ہوئی آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیان کیا ان سے یہ امر اور ابو سعید رضی اللہ عنہما اپنی دانست میں کم جانتے تھے اس سورت کو۔ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری

(٤٧٩) بخاری (٥٠١٣) کتاب فضائل القرآن: باب فضل قل هو الله أحد، أبو داود (١٤٦١) نسائی

(٩٩٥) أحمد (٣٥١٣) -

جان ہے کہ یہ سورت برابر ہے تہائی قرآن کے۔

فائدہ: اس وجہ سے یہ سورت شامل ہے اعظم مقاصد اور اہم مطالب کو یعنی توحید اور اثبات صفات اور تنزیہ کو۔

٤٨٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَبَّتْ فَسَأَلْتُهُ مَاذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ الْحِنَةُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ إِلَيْهِ فَأَبْشَرُهُ ثُمَّ فَرِقْتُ أَنْ يَقْتَتِي الْعَدَاءُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَرْتُ الْعَدَاءُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى الرَّجُلِ فَوَجَدْتُهُ قَدْ ذَهَبَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے تھے آیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قتل ہو گیا تھا پڑھتے ہوئے فرمایا واجب ہوئی پوچھا میں نے کیا چیز فرمایا جنت۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میں نے چاہا کہ اس شخص کو جا کر خوشخبری دوں لیکن میں ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ میرا صبح کا کھانا جاتا رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو میں نے پہلے کھانا کھایا پھر گیا میں تو دیکھا کہ وہ شخص چلا گیا تھا۔

٤٨١۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ أُخْبِرَهُ أَنَّ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ وَأَنَّ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ تُحَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا۔

حمید بن عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ قتل ہو گیا تھا قرآن کے اور تبارک الذی بیدہ الملک لڑے گی اپنے پڑھنے والے کی طرف سے۔

فائدہ: اصحاب سنن اور امام احمد نے اور حاکم نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک سورت ہے کلام اللہ میں تیس آیتوں کی شفاعت کی اس نے ایک شخص کی یہاں تک کہ بخشا گیا وہ اور روایت کیا ابن مردیہ اور طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ ایک سورت نے جھگڑا کیا اپنے پڑھنے والے کی طرف سے یہاں تک کہ داخل کر آیا اس کو جنت میں وہ سورت تبارک الذی بیدہ الملک ہے اور عبد اللہ بن حمید اور طبرانی نے روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے کہا ایک شخص سے پڑھ تبارک الذی بیدہ الملک کیونکہ یہ سورت نجات دینے والی ہے قبر کے عذاب سے اور بحث کرنے والی ہے اپنے رب کے پاس پڑھنے والے کی طرف سے یہ چاہے گی کہ اپنے پڑھنے والے کو عذاب نہ ہو اور چھوٹ جائے گا اس کا پڑھنے والا اس کے باعث قبر کے عذاب سے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں چاہتا ہوں کہ یہ سورت ہر مسلمان کے دل میں ہو ایک روایت میں ہے کہ سورت تبارک الذی بیدہ الملک عذاب کے فرشتوں کو روکے گی جب وہ قبر میں آئیں گے سر اور پاؤں اور ہر طرف سے۔ (زرقاتی)

باب ماجاء فی ذکر اللہ ذکرا الہی کی فضیلت کا بیان

۴۸۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيتَ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمَسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہے لا الہ الا اللہ وخذہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیئر۔ ایک روز میں سو بار تو گویا اس نے دس غلام آزاد کیے اور سونیکیاں اس کے لیے لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس کی مٹائی جائیں گی اور وہ اس دن بھر شیطان کے شر سے بچا رہے گا یہاں تک کہ شام ہو اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل نہ لائے گا مگر جو اس سے بھی زیادہ عمل کرے۔

۴۸۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کہا سبحان اللہ و بحمدہ ایک دن میں سو بار مٹائے جائیں گے گناہ اس کے اگرچہ ہوں مثل سمندر کی پھین (جھاگ) کے۔

۴۸۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ سَبَّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَحَمِدَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَخَتَمَ الْمِائَةَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔

(۴۸۲) بخاری (۳۲۹۳) کتاب بدء الخلق : باب صفة ابليس وجنوده، مسلم (۲۶۹۱) ترمذی

(۳۴۶۸) نسائی فی السنن الکبری (۹۸۵۳) ابن ماجہ (۳۷۹۸) أحمد (۳۰۲/۲)۔

(۴۸۳) بخاری (۶۴۰۵) کتاب الدعوات : باب فضل التسبیح، مسلم (۲۶۹۱) ترمذی (۳۴۶۶)

ابن ماجہ (۳۸۱۲) أحمد (۳۰۲/۲)۔

(۴۸۴) مسلم (۵۹۷) کتاب المساجد واماوض الصلاة : باب استحباب الذکر بعد الصلاة، نسائی

فی الکبری (۹۹۷۱) أحمد (۴۸۳/۲)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ کہے تینتیس بار اور اللہ اکبر کہے تینتیس بار اور الحمد للہ کہے تینتیس بار اور ختم کرے سو کے عدد کو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قَدِیر پرخش دیئے جائیں گے گناہ اس کے اگرچہ ہوں مثل سمندر کی بھیں (یعنی جھاگ) کے۔

فائدہ: یہ حدیث مرفوعاً بھی بہت طریق سے مروی ہے۔ ایک روایت میں گیارہ گیارہ بار ہے اور ایک روایت میں دس دس بار بھی ہے۔

۴۸۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ فِي الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ إِنَّهَا قَوْلُ الْعَبْدِ اللَّهِ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔

سعید بن مسیب نے کہا کہ باقیات صالحات یہ کلمے ہیں اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

۴۸۶۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَخَيْرِ لَكُمْ مِنْ إِعْطَاءِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرِ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ قَالُوا بَلَى قَالَ ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم کو نہ بتاؤں وہ کام جو تمہارے سب کاموں سے بہتر ہے تمہارے لیے اور درجہ میں سب سے زیادہ بلند ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب کاموں سے زیادہ عمدہ ہے اور بہتر ہے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے اور بہتر ہے اس سے کہ تم اپنے دشمن سے بھڑکرا س کی گردن مارو اور وہ تمہاری گردن مارے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہاں بتاؤ کہا انہوں نے ذکر اللہ سبحانہ کا۔

فائدہ: یہ سب کاموں سے بڑھ کر ہے اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن عبدالبر نے مرفوعاً روایت کیا ہے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ (زرقاتی و محلی)

۴۸۷۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا آدمی نے کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو زیادہ نجات دینے والا ہو اس کو اللہ کے عذاب سے سوا ذکر الہی کے۔

(۴۸۶) ترمذی (۳۳۷۷) کتاب الدعوات: باب منه، ابن ماجہ (۳۷۹۰) احمد (۱۹۰/۵)۔

(۴۸۷) ترمذی (۳۳۷۷) أيضاً، ابن ماجہ (۳۷۹۰) احمد (۲۳۹/۵) (۲۲۴۲۹)۔

فائدہ: اس حدیث کو امام احمد اور ابن عبد البر اور بیہقی نے طریق متعددہ سے معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کیا ہے۔

۴۸۸۔ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ وَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ قَالَ رَجُلٌ وَرَأَاهُ رَبَّنَا وَكَانَ كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ الْمُتَكَلِّمُ آتِنَا فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةَ وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَتَلَدِرُونَ بِهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهُنَّ أَوَّلٌ۔

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک روز نماز پڑھ رہے تھے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تو جب سر اٹھایا آپ ﷺ نے رکوع سے اور کہا سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ ایک شخص بولا ربنا لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ پس جب فارغ ہوئے رسول اللہ ﷺ نماز سے فرمایا کون شخص بولا تھا ابھی۔ اس شخص نے کہا میں تھا یا رسول اللہ۔ تب فرمایا آپ ﷺ نے میں نے دیکھا کہ تیس کے اوپر کچھ فرشتے جلدی کر رہے تھے کہ کون پہلے لکھے اس کو۔

فائدہ: کیونکہ اس کلمہ کا ثواب بہت بڑا تھا تو ہر فرشتہ حرص کرتا تھا اس کے لکھنے پر۔

باب ما جاء في الدعاء

دعا کے بیان میں

۴۸۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُو بِهَا فَأَرِيدُ أَنْ أُحْتَبَأَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لَأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر نبی کے لیے ایک دعا مقرر ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس دعا کو اٹھا رکھوں اپنی امت کی شفاعت کے واسطے دن آخرت کے۔

۴۹۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فَيَقُولُ اللَّهُمَّ فَالِقَ الْإِبْصَاحِ وَجَاعِلَ اللَّيْلِ سَكْنًا وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ حُسْبَانًا اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ

(۴۸۸) بخاری (۷۹۹) کتاب الأذان : باب فضل اللهم ربنا لك الحمد أبو داود (۷۷۰) ترمذی (۴۰۴) نسائی (۱۰۶۲) أحمد (۳۴۰/۴) (۱۹۲۰۵)۔

(۴۸۹) بخاری (۶۳۰۴) کتاب الدعوات : باب لكل نبي دعوة مستحابة مسلم (۱۹۸) ترمذی (۳۶۰۲) ابن ماجه (۴۳۰۷) أحمد (۴۸۶/۲ - ۴۸۷) (۱۰۳۱۶) دارمی (۲۸۰۵)۔

(۴۹۰) ابن ابی شیبہ (۲۵/۶) (۲۹۱۸۴)۔

وَأَغْنِيَنِ مِنَ الْفَقْرِ وَأَمْتَعِنِي بِسَمْعِي وَبَصْرِي وَقُوَّتِي فِي سَبِيلِكَ -

یحییٰ بن سعید کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ دعا مانگتے تھے پس فرماتے تھے اے اللہ! پیدا کرنے والے صبح کے اور رات کے راحت بنانے والے اور سورج اور چاند کو حساب سے چلانے والے ادا کر تو قرض میرا اور غنی کر مجھ کو محتاجی سے اور فائدہ دے مجھ کو میرے کان اور آنکھ سے اور میری قوت سے اپنی راہ میں۔

۴۹۱ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ إِذَا دَعَا اللَّهَ غَفِرَ لِي إِنْ شِئْتَ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ لِيَعِزُّمُ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مَكْرَهَ لَهُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے دعا کرے تو یوں نہ کہے یا خدا! بخش دے مجھ کو اگر چاہے تو اور رحم کر ہم پر اگر چاہے تو بلکہ یوں کہے بخش دے مجھ کو اس لیے کہ اللہ جل جلالہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں ہے۔

فائدہ: تو جو کام کرتا ہے اپنے اختیار اور مشیت اور رضا سے کرتا ہے پھر یہ کہتا کہ بخش دے تو اگر چاہے تو اس میں ایک بے پردہ ای کامضون ہے بندہ کی طرف سے ایسا کلام جب اپنے مالک سے کچھ مانگے سزاوار نہیں ہے۔

۴۹۲ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ فَيَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دعا قبول ہوتی ہے جب تک دعا مانگنے والا جلدی نہ کرے اور یہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی سو دعا میری قبول نہ ہوئی۔

فائدہ: کیونکہ یہ لگہ سب اس کا ہے اور تا امید کی اپنے مالک سے نا امید نہ ہونا چاہیے وہ اپنے غلاموں کی مصلحت اور بہتری کو خوب جانتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ پروردگار عالم کسی مومن کی دعا کو بے کار نہیں کرتا یا دنیا میں قبول کرتا ہے یا آخرت کے لیے رکھ چھوڑتا ہے۔

۴۹۳ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى

(۴۹۱) بخاری (۶۳۳۹) کتاب الدعوات: باب ليعزم المسألة فإنه لا مكره له، مسلم (۲۶۷۹) أبو داود

(۱۴۸۳) ترمذی (۳۴۹۷) نسائی فی الکبریٰ (۱۰۴۱۹) ابن ماجہ (۳۸۵۴) احمد (۲۴۳/۲) -

(۴۹۲) بخاری (۶۳۴۰) کتاب الدعوات: باب يستجاب للعبد ما لم يعجل، مسلم (۲۷۳۵) أبو

داود (۱۴۸۴) ترمذی (۳۳۸۷) ابن ماجہ (۳۸۵۳) احمد (۳۹۶/۲) -

(۴۹۳) بخاری (۱۱۴۵) کتاب الجمعة: باب الدعاء في الصلاة من آخر الليل، مسلم (۷۵۸) أبو

داود (۱۳۱۵) ترمذی (۳۴۹۸) نسائی فی الکبریٰ (۱۰۳۱۴) ابن ماجہ (۱۳۶۶) احمد

(۲۶۴/۲) - (۲۶۵) -

كُلُّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيهِ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اترتا ہے رب ہمارا ہرات کو آسمان دنیا تک جب تہائی رات کی باقی رہتی ہے۔ سو فرماتا ہے کون شخص ہے جو دعا کرے مجھ سے اور قبول کروں میں دعا اس کی کون شخص ہے مانگے مجھ سے پس دوں میں اس کو۔ کون شخص ہے جو بخشش چاہے مجھ سے سو بخش دوں اس کو۔

فائدہ: یہ حدیث نہایت صحیح ہے۔ ذہبی نے کہا کہ اس حدیث کو کچھ اوپر بیس صحابیوں نے روایت کیا ہے صابونی نے اپنے عقائد میں لکھا ہے کہ یہ حدیث بہ اسانید صحیحہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیر ہم سے مروی ہے اور ہم نے ان سب طریقوں کو اپنی کتاب جس کا نام انصار ہے جمع کیا ہے۔ امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کتاب النزول میں اس حدیث کو ثابت کر کے خوب تفصیل کی ہے اور بڑا رد کیا ہے حمیہ اور معتزلہ پر جو ایسی حدیثوں کی تاویل بعید کر کے ان کے معانی اور ظاہری کا انکار کرتے ہیں۔ صابونی نے اپنے عقائد میں لکھا ہے کہ اہل حدیث پروردگار عالم کا اترنا ہرات کو ثابت کرتے ہیں بغیر تشبیہ اور تمثیل اور تکلیف کے اور جاری کرتے ہیں حدیث صحیح کو ظاہر پر بعض لوگوں نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ اس کا حکم اترتا ہے یا رحمت اس کی اترتی ہے اور منسوب کیا ہے اس تاویل کو امام مالک کی طرف لیکن یہ تاویل بالکل لغو اور مردود ہے۔ یہ چند وجوہ اول یہ کہ نسبت اس قول کی امام مالک کی طرف غلط ہے بہ سند صحیح ان سے یہ تاویل ثابت نہیں ہے دوسری یہ کہ یہ حدیث بہ سند صحیح اس سے بھی مروی ہے۔ **إِذَا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يُنْزِلَ عَنْ عَرْشِهِ نَزْلًا بَدَأْتَهُ** یعنی جب پروردگار عرش سے اترنا چاہتا ہے تو اترتا ہے اپنی ذات سے اب یہ تاویل چل نہیں سکتی۔ تیسری یہ کہ اس حدیث کے بعض طرق میں سے **لَا أَسْأَلُ عَنْ عِبَادِي** وغیر اور ظاہر ہے یا امر کہ ایسا کلام امر اور رحمت کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ چوتھی یہ کہ دعا کا قبول کرنا گناہوں کا بخش دینا جو مانگے سو دینا امر اور رحمت سے نہیں ہو سکتا۔ پانچویں یہ کہ اس کے امر اور رحمت کا اترنا اوپر سے دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ خداوند عالم اوپر ہے اور یہ تاویل کرنے والا امر کا منکر ہے اسی واسطے اسحاق بن راہویہ نے ایک جہمی سے یہ پوچھا کہ اچھا امر اور رحمت کس شخص کے پاس سے اترتی ہے حالانکہ تیرے نزدیک تو اوپر کوئی ہے ہی نہیں۔ چھٹی یہ کہ کئی طریقوں میں موجود ہے کہ یہ امر فجر کے وقت تک رہتا ہے پھر پروردگار چڑھ جاتا ہے۔ ساتویں یہ کہ امر اور رحمت اس کی اگر آسمان تک اتر کر رہ جائے تو ہمارا اس میں کیا فائدہ ہے بلکہ رحمت کو مرحوم تک پہنچانا چاہیے آٹھویں یہ کہ امر اور رحمت اس کی ہر وقت اتر کرتی ہے اس وقت کی خصوصیت کیا ہے۔ نویں یہ کہ امر اور رحمت کی تاویل سے بھی معنی صحیح نہیں ہو سکتے اس لیے کہ امر اور رحمت کوئی جسم نہیں ہے جو نزول کے لائق ہو پھر امر اور رحمت کی زبان نہیں ہے جو بندوں سے خطاب کرے یا ہاتھ نہیں ہے جو پھیلا رہے پھر تاویل در تاویل لازم ہوگی۔

دسویں یہ کہ جب ذات کا اترنا یا چڑھنا کسی آیت یا حدیث سے باطل ہو جائے اس وقت اس تاویل کی ضرورت ہے۔ ورنہ محض فضول ہے۔ بعضوں نے یہ تاویل کی ہے کہ ایک فرشتہ اترتا اور یہ مضمون کہتا ہے مگر یہ تاویل پہلی تاویل سے بھی زیادہ پوچ ہے اس واسطے کہ فرشتہ یہ کہاں کہہ سکتا ہے کہ میں اپنے بندوں سے کچھ نہیں چاہتا سوا اپنے یا جو مانگے گا سو دوں گا دعا قبول کروں گا، گناہ بخش دوں گا۔ یہ امور تو سوائے ذات الہی کے کسی کے امکان میں نہیں ہیں۔ زیادہ تفصیل اس مقام کی یہاں نہیں ہو سکتی جس کا جی چاہے ہماری کتاب انتہائی الاستواء یا کتاب النزول ابن تیمیہ کی ملاحظہ کرے۔

۴۹۴۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَسْتُهُ بِيَدِي فَوَضَعَتْ يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ يَقُولُ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَبِكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ۔

محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں سورج تھی رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سو نہ پایا میں نے اُن کو پس چھوا میں نے آپ کو تو رکھا میں نے ہاتھ آپ ﷺ کے قدموں پر اور آپ ﷺ سجدہ میں تھے فرماتے تھے پناہ مانگتا ہوں میں تیری رضامندی کی تیرے غصے سے اور تیری عفو کی تیرے عقاب سے اور تیری تجھ سے میں تیری تعریف نہیں کر سکتا تو ایسا ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف خود کی ہے۔

فائدہ: سبحان اللہ رسول اللہ ﷺ تو ایسا ارشاد فرمائیں اور لوگ یہ کہیں کہ پروردگار کیسے اترتا ہے کیسے چڑھتا ہے اس کے ہاتھ کیونکر ہوں گے اس کی آنکھ کیونکر ہوگی ان سب لوگوں کا جواب دندان شکن یہی ہے کہ پروردگار اپنی ذات اور لوازم ذات کو تم سے زیادہ جانتا ہے پھر جب وہ خود اپنی ذات کے واسطے ان امور کو ثابت کرتا ہے تو تم کو کیا خط ہو گیا ہے کہ ادہام باطلہ لگا کر ان امور سے اس کو منزہ سمجھتے ہو۔

۴۹۵۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَرِيزٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَأَفْضَلُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل دعاؤں میں دعاؤں عرفہ کی ہے اور افضل ان سب کلمات میں جو میں نے کہے ہیں اور اگلے پیغمبروں نے لا الہ الا اللہ و وحدہ لا

(۴۹۴) مسلم (۴۸۶) کتاب الصلاة: باب ما يقال في الركوع والسجود، أبو داود (۸۷۹) ترمذی

(۳۴۹۳) نسائی (۱۱۳۰) ابن ماجہ (۳۸۴۱) أحمد (۵۸۱/۶)۔

(۴۹۵) ترمذی (۳۰) کتاب الدعوات: باب في دعاء يوم عرفه، يهقي (۲۸۴/۴)۔

شریک لہ ہے۔

۴۹۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَخْيَا وَالْمَمَاتِ -

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھاتے تھے اُن کو یہ دعا جیسے سکھاتے تھے اُن کو ایک سورت قرآن کی، فرماتے تھے اے اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تیری جہنم کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری دجال کے فتنے سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری زندگی اور موت کے فتنے سے۔

فائدہ: دجال کو سبچ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مسح کرے گا تمام زمین پر یعنی ساری زمین پر پھرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ جس بیمار یا روگی پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے وہ اچھا ہو جاتا۔ دجال کا فتنہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ زندگی کا فتنہ بُری صحبتیں اور لحدوں کی باتیں ہیں جن سے آدمی کا دین بگڑ جائے۔ موت کا فتنہ وہاں کی تکالیف اور عذاب ہیں یا منکر نکیر کا سوال۔

۴۹۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ حَوْفِ اللَّيْلِ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْحَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسَلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَآخَرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ -

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے نماز کو عین رات

(۴۹۶) مسلم (۵۹۰) کتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب ما يستعاذ منه في الصلاة، أبو داود

(۱۵۴۲) ترمذی (۳۴۹۴) نسائی (۵۵۱۲) ابن ماجہ (۳۸۴۰) أحمد (۲۴۲/۱) -

(۴۹۷) بخاری (۱۱۲۰) کتاب الجمعة: باب التهجيد بالليل، مسلم (۷۶۹) أبو داود (۷۷۱)

ترمذی (۳۴۱۸) نسائی (۱۶۱۹) ابن ماجہ (۱۳۵۵) أحمد (۲۹۸/۱) (۲۷۱۰) دارمی

(۱۴۸۶) -

میں فرماتے یا اللہ تجھ کو سزاوار ہے سب تعریف تو نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا تجھی کو سب تعریف سزاوار ہے اور تو ہی قائم رکھنے والا ہے آسمانوں اور زمینوں کو تجھی کو سب تعریف سزاوار ہے تو ہی پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان کا جو آسمان اور زمین کے بیچ میں ہیں تو حق ہے تیرا قول سچا ہے تیرا وعدہ برحق ہے تجھ سے ملنا حق ہے جنت و جہنم حق ہے قیامت حق ہے اسے پروردگار! تیرے حکم کا میں تابع دار ہوں اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف سے متوجہ ہوا اور تیری مدد سے میں لڑا کفار سے اور تجھی کو میں نے حاکم بنایا جب اختلاف ہوا سو بخش دے میرے اگلے اور پچھلے اور چھپے اور کھلے گناہ۔ تو میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے۔

فائدہ: یعنی تیرے سب سے آسمان اور زمین منور ہیں یا تو پاک ہے ہر عیب سے۔ (زرقاتی)

۴۹۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبَابٍ بْنِ عَتِيكٍ أَنَّهُ قَالَ حَاتِنًا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ مِعَاوِيَةَ وَهِيَ قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى الْأَنْصَارِ فَقَالَ هَلْ تَذَرُونَ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِكُمْ هَذَا فَقُلْتُ لَهُ نَعَمْ وَأَشْرُتُ لَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنْهُ فَقَالَ هَلْ تَدْرِي مَا الثَّلَاثُ الَّتِي دَعَا بِهِنَّ فِيهِ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَأُخْبِرُنِي بِهِنَّ فَقُلْتُ دَعَا بِأَنْ لَا يُظْهَرَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ وَلَا يُهْلِكُهُمْ بِالسِّنِينَ فَأُعْطِيَهُمَا وَدَعَا بِأَنْ لَا يَجْعَلَ بِأَسْهُمَ بَيْنَهُمْ فَمُنِعَهَا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ ابْنُ عَمْرٍو فَلَنْ يَزَالَ الْهَرُجُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس آئے بنی معاویہ میں اور وہ ایک گاؤں ہے انصار کے گاؤں میں سے تو پوچھا مجھ سے تم کو معلوم ہے کس جگہ پر نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں تمہاری؟ میں نے کہا ہاں معلوم ہے اور ایک کونے کو میں نے بتایا پھر پوچھا مجھ سے تم کو معلوم ہے وہ تین دعائیں کون سی ہیں جو مانگی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ میں نے کہا ہاں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا بتاؤ مجھ کو میں نے کہا دعا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی کہ مسلمانوں پر کوئی دشمن ان کی غیر قوم کا یعنی کافروں میں سے مسلط نہ کرے اور ان کو قحط سے ہلاک نہ کرے تو یہ دونوں دعائیں قبول ہو گئیں تیسری دعا یہ ہے کہ مسلمانوں کے آپس میں کشت و خون اور جنگ نہ ہو تو یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سچ کہا تو نے پھر کہا کہ اب قیامت تک فساد آپس میں چلا جائے گا۔

فائدہ: مطلب ان دعاؤں کا یہ ہے کہ تمام مسلمان مغلوب نہ ہو جائیں اور ایسا دشمن ان پر مسلط نہ ہو جو بالکل ان کا استیصال کر دے اسی طرح ایسے قحط میں مبتلا نہ ہوں جس سے سب تباہ ہو جائیں۔

فائدہ: یہ پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دعائیں سچی ہوں گی اب تک مسلمان پر کوئی ایسا دشمن غالب نہیں ہوا جو

بالکل سب کو تباہ کر دے نہ ایسا قحط آیا البتہ آپس میں لڑائیاں ہوتیں اور قیامت تک ہوتی چلی جائیں گی۔

۴۹۹۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو إِلَّا كَانَ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ إِمَامًا أَوْ يُسْتَحَابَّ لَهُ وَإِمَامًا أَوْ يَدْخَرُ لَهُ وَإِمَامًا أَوْ يُكْفَرُ عَنْهُ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے جو شخص دعا کرتا ہے تو اس کی دعائیں حال سے خالی نہیں ہوتی یا قبول ہو جاتی ہے یا رکھ چھوڑی جاتی ہے قیامت کے دن پر یا گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

فائدہ: ابی جریر اور ابن ابی شیبہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا کہ دعا مسلمان کی رد نہیں کی جاتی جب تک گناہ یا قطع رحم کے لیے دعا نہ کرے یا دنیا میں اس کی دعا قبول ہو جائے گی یا آخرت کے لیے رکھی جائے گی یا اس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ (زرقاتی)

دعا ترکیب

باب العمل في الدعاء

۵۰۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَأَنَا أَدْعُو وَأُشِيرُ بِأَصْبُعَيْنِ صَبَّحَ مِنْ كُلِّ يَدٍ فَنَهَانِي۔

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ دیکھا مجھ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دعا کرتے ہوئے اور میں دو انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا ہر ایک ہاتھ کی ایک ایک انگلی تھی سو منع کیا مجھ کو۔

فائدہ: اس لیے کہ یہ امر خلاف سنت ہے دعائیں سنت تو یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر دعا کرے یا اگر اشارہ کرے تو ایک انگلی سے اشارہ کرے تاکہ دلالت کرے توحید الہی پر۔ (زرقاتی)

۵۰۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ كَانَ يَقُولُ إِنَّ الرَّجُلَ لَيُرْفَعُ بِدُعَائِهِ وَلَدِهِ مِنْ بَعْدِهِ وَقَالَ بِيَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ فَرَفَعَهُمَا۔

سعید بن مسیب کہتے تھے بے شک آدمی کا درجہ بلند ہو جاتا ہے اس کے لڑکے کے دعا کرنے سے بعد اس کے مرجانے کے اور اشارہ کیا آپ نے دونوں ہاتھوں سے آسمانوں کی طرف پھراٹھایا ان کو۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے بہ سند صحیح روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کا درجہ بلند ہوگا جنت میں سو وہ کہے گا کس سبب سے اے رب! میرا درجہ بلند ہوا؟ کہا جائے گا اس سے کہ تیرے لڑکے نے تیرے بعد دعا کی تیرے لیے اور ایک روایت میں ہے کہ تیرے لڑکے کی استغفار کے سبب سے تیرا درجہ بلند ہوا۔ (زرقاتی)

(۵۰۰) عبدالرزاق (۲/۲۴۹) ابن ابی شیبہ (۲/۲۳۱)۔

(۵۰۱) ابن ابی شیبہ (۲/۲۶۳)۔

۵۰۲۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا أَنْزَلْتُ هَذِهِ الْآيَةَ وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا فِي الدُّعَاءِ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ یہ آیت ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ﴾ الایۃ دعا کے بارے میں اتری ہے۔

فائدہ: یعنی دعا نہ بہت پکار کر مانگو نہ آہستہ بلکہ درمیان میں مانگنا چاہیے بعضوں نے کہا ہے نماز میں کلام اللہ نہ بہت آہستہ پڑھے نہ بہت پکار کر راسی میں یہ آیت اتری ہے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ نماز فرض میں دعا مانگنا کیسا ہے بولے کچھ حرج نہیں ہے۔

فائدہ: خواہ شروع نماز میں مانگے یا بیچ میں یا آخر میں فرض میں یا نفل میں آنحضرت ﷺ نماز کے اندر بعد تکبیر تحریمہ کے اور کبھی رکوع میں اور کبھی سجدہ میں اور کبھی جب رکوع سے سر اٹھاتے اور کبھی بعد تشهد کے دعا مانگتے اور یہ دعا عام ہے خواہ دین کے کاموں کے لیے ہو یا دنیا کے اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک ضروری ہے کہ یہ دعا مشاہدہ ہو آدمیوں کی باہمی گفتگو کے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محلّی و زرقانی)

۵۰۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَإِذَا أُرِدْتُ فِي النَّاسِ فِتْنَةً فَأَقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ۔

حضرت امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ دعا مانگتے تھے یا اللہ! میں مانگتا ہوں تجھ سے نیک کام کرنا اور برے کاموں کا چھوڑنا اور محبت غریبوں کی اور جب تو کسی بلا کو لوگوں میں اتارنا چاہے تو مجھے اپنے پاس بلا سے بچا کر۔

۵۰۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو إِلَيَّ هُدًى إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أُجْرٍ مَنْ أَتَبَعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو

(۵۰۲) بخاری (۴۷۲۳) کتاب تفسیر القرآن: باب ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها، مسلم (۴۴۷) نسائی فی الکبری (۱۱۳۰۱)۔

(۵۰۳) ترمذی (۳۲۳۳) کتاب تفسیر القرآن: باب ومن سورة ص، أحمد (۳۶۸/۱) (۳۴۸۴) ترمذی (۳۲۳۵) احمد (۲۴۳/۵) (۲۲۴۶۰)۔

(۵۰۴) مسلم (۲۶۷۴) کتاب العلم: باب من سن سنة حسنة، أبو داود (۴۶۰۹) ترمذی (۲۶۷۴) ابن ماجہ (۲۰۶) احمد (۳۹۷/۲) دارمی (۵۱۳)۔

إِلَى ضَلَالَةٍ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ أَوْزَارِهِمْ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہدایت کی طرف بلائے تو اس کی مثل اس کے ثواب ملے گا جو اس کی پیروی کرے کچھ کم نہ ہوگا اس کے ثواب سے اور جو شخص گمراہی کی طرف بلائے اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا پیروی کرنے والے پر ہوگا کچھ کم نہ ہوگا پیروی کرنے والے کے گناہ سے۔

فائدہ: یعنی پیروی کرنے والے کا علیحدہ پورا ثواب ہوگا اور اس کے برابر ہدایت کا راستہ بتانے والے کو بھی اجر ملے گا۔ یہ نہ ہوگا کہ پیروی کرنے والے کا ثواب کم ہو کر اس کو مل جائے۔

۵۰۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ أُمَّةِ الْمُتَّقِينَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے تھے یا اللہ مجھ کو متقیوں کا پیشوا بنانا۔

فائدہ: یہ ترجمہ ہے اس آیت کا ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا﴾ اے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنانا تاکہ ان کے اعمال کا بھی ثواب ہاتھ آئے۔

۵۰۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ كَانَ يَقُومُ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَيَقُولُ نَامَتِ الْعُيُونُ وَغَارَتِ النُّجُومُ وَأَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ابو درداءؓ جب اٹھتے تھے رات کو کہتے تھے سو گئیں آنکھیں اور غائب ہو گئے

تارے اور تو اے پروردگار! زندہ ہے بیدار ہے۔

باب النهي عن الصلاة بعد الصبح

بعد صبح اور عصر کے نماز پڑھنے کی

ممانعت کا بیان

وبعد العصر

۵۰۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَابِجِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ فَبِإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارْقَهَا ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ فَارْقَهَا فَبِإِذَا زَالَتْ فَارْقَهَا فَبِإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ فَارْقَهَا فَبِإِذَا غَرَبَتْ فَارْقَهَا وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الصَّلَاةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ۔

حضرت عبد اللہ صناہجیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آفتاب نکلتا ہے تو

(۵۰۵) أبو نعيم في حلية الأولياء (۳۰۸/۱) ابن ابی شیبہ (۲۹۸۰۲) بیہقی (۹۴/۵)۔

(۵۰۷) نسائی (۵۵۹) کتاب المواعیت: باب الساعات التي نهى عن الصلاة فيها ابن ماجه

(۱۲۵۳) أحمد (۳۴۹/۴) : (۱۹۲۸)۔

شیطان اس کے نزدیک ہوتا ہے اور جب بلند ہو جاتا ہے تو اس سے الگ ہو جاتا ہے پھر جب سر پر آ جاتا ہے تو الگ ہو جاتا ہے پھر جب ڈوبنے لگتا ہے تو نزدیک ہو جاتا ہے پھر جب ڈوب جاتا ہے الگ ہو جاتا ہے اور منع کیا رسول اللہ ﷺ نے ان ساعتوں میں نماز پڑھنے سے۔

۵۰۸۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا بَدَأَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخْرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُزَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخْرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب کنارہ آفتاب کا نکلے تو نماز میں توقف کرو یہاں تک کہ پورا آفتاب نکل آئے اور جب کنارہ آفتاب کا ڈوب جائے تو توقف کرو یہاں تک کہ پورا آفتاب ڈوب جائے۔

۵۰۹۔ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّي العَصْرَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ذَكَرْنَا تَعْجِيلَ الصَّلَاةِ أَوْ ذَكَرَهَا فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُتَأَفِّقِينَ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُتَأَفِّقِينَ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُتَأَفِّقِينَ يَجْلِسُ أَحَدُهُمْ حَتَّى إِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ أَوْ عَلَى قَرْنِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَتَفَرَّقَ أَرَبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهُ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا۔

حضرت علاء بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ہم گئے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بعد ظہر کے تو کھڑے ہوئے وہ نماز عصر کے واسطے۔ پس جب فارغ ہوئے نماز سے بیان کیا ہم نے یا انہوں نے نماز جلد پڑھنے کا حال تو کہا انس رضی اللہ عنہ نے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے یہ نماز منافقوں کی ہے کہ بیٹھے رہتے ہیں جب آفتاب زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے سر کی دونوں جانبوں کے بیچ میں ہوتا ہے یا ان کے اوپر ہوتا ہے تو کھڑے ہو کر چار ٹھوس گنگے لگا لیتا ہے اس میں نہیں یاد کرتا ہے اللہ کو مگر تھوڑا۔

فائدہ: اس طرح پر کہ شیطان غروب کے قریب آفتاب کے سامنے جا کر کھڑا ہوتا ہے اور آفتاب اس کے سامنے ہوتا ہے تاکہ مشرکین جب آفتاب کو سجدہ کریں تو وہ سجدہ شیطان کے لیے ہو جائے۔

(۵۰۸) بخاری (۵۸۳) کتاب مواقیب الصلاة: باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس: مسلم

(۸۲۹) نسائی (۵۷۱) أحمد (۱۹۱/۲) (۳۶۹۴)۔

(۵۰۹) مسلم (۶۲۲) کتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب استحباب التبكير بالعصر: أبو داود

(۱۴۱۱) ترمذی (۱۶۰) نسائی (۵۱۱) أحمد (۱۴۹/۳) (۱۲۵۳۷)۔

۵۱۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْضَى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے قصد کر کے نماز نہ پڑھے آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت۔

۵۱۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے بعد عصر کے یہاں تک کہ ڈوب جائے آفتاب اور بعد صبح کے یہاں تک کہ نکل آئے آفتاب۔

۵۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ لَا تَحْرُوا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَطْلُعُ قَرْنَاهُ مَعَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَيَغْرُبَانِ مَعَ غُرُوبِهَا وَكَانَ يَضْرِبُ النَّاسَ عَلَى تِلْكَ الصَّلَاةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قصد نہ کرو نماز کا آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت کیونکہ شیطان کے دو جانب سر کے ساتھ نکلتے ہیں آفتاب کے اور ساتھ ہی ڈوبتے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہما مارتے تھے لوگوں کو اس وقت نماز پڑھنے پر۔

۵۱۳۔ عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَضْرِبُ الْمُتَكَبِّرَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

حضرت سائب بن یزید نے دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مارتے تھے متکبر کو اس لیے کہ انہوں نے نماز پڑھی تھی بعد عصر کے۔



(۵۱۰) بخاری (۵۸۵) کتاب مواقیت الصلاة: باب لا تتحرى الصلاة قبل غروب الشمس، مسلم

(۸۲۸) نسائی (۵۶۳) أحمد (۳۳/۲) (۴۸۸۵)۔

(۵۱۱) بخاری (۵۸۸) کتاب مواقیت الصلاة: باب لا تتحرى الصلاة قبل غروب الشمس، مسلم

(۸۲۵) نسائی (۵۶۱) ابن ماجہ (۱۲۴۸) أحمد (۴۶۲/۲) (۹۹۵۴)۔

(۵۱۲) عبدالرزاق (۴۲۶/۲) (۳۹۵۲)۔

(۵۱۳) عبدالرزاق (۳۹۶۴) ابن ابی شیبہ (۷۳۳۹)۔

کِتَابُ الْجَنَائِزِ

کتاب جنازوں کے بیان میں

باب غسل الميت مردہ کو غسل دینے کا بیان

۵۱۴۔ عَنْ مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسِّلَ فِي قَمِيصٍ -

حضرت محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل دیئے گئے ایک قمیص میں۔

فائدہ: جو قمیص آپ پہنے ہوئے تھے اسی میں غسل دیئے گئے یہ حکم خاص ہے آپ ﷺ سے۔ جب لوگوں نے ارادہ کیا آپ کے کپڑے اتارنے کا تو ایک آواز سنی کہ قمیص آپ کا مت اتارو بلکہ اسی طرح غسل دو اور لوگوں کو حکم یہ ہے کہ غسل کے وقت اُن کے کپڑے اتارے جائیں اور ستر کی کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے۔

۵۱۵۔ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةِ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَوَفَّيْتُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنِ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنِي فِي الْأَخِرَةِ كَأَفْوَرًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَأَفْوَرٍ فَإِذَا فَرَعْتُنِ فَأَذِنِّي قَالَتْ فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ تَعْنِي بِحِقْوِهِ إِزَارَهُ -

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی نے انتقال کیا تو آئے ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ اور کہا کہ غسل دو ان کو تین بار یا پانچ بار پانی اور بیری کے پتوں سے اور اخیر میں کافور بھی شامل کرو اور جب تم غسل سے فارغ ہو تو مجھے اطلاع دو۔ کہا ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے جب غسل سے ہم فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنا تہبند دیا اور کہا کہ یہ ان کے بدن پر لپیٹ دو۔

۵۱۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ غَسَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ حِينَ تَوَفَّيْتُ ثُمَّ خَرَجَتْ فَسَأَلَتْ مَنْ حَضَرَهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَتْ إِنِّي صَائِمَةٌ وَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ شَدِيدُ الْبُرْدِ -

(۵۱۴) عبدالرزاق (۶۱۶۹) ابن ابی شیبہ (۱۰۸۸۵) بیہقی (۳۹۵/۳)

(۵۱۵) بخاری (۱۲۵۳) کتاب الجنائز: باب غسل الميت ووضوئه بالماء والسدر، مسلم (۹۳۹)

أبو داود (۳۱۴۲) ترمذی (۹۹۰) نسائی (۱۸۸۱) ابن ماجہ (۱۴۵۸) أحمد (۸۴۱۵)

(۲۱۰۷۱)

(۵۱۶) عبدالرزاق (۶۱۱۷) ابن ابی شیبہ (۱۰۹۶۹، ۱۰۹۷۰) بیہقی (۳۹۷/۳) (۶۶۶۳)

فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ غُسْلِ فَقَالُوا لَا -

حضرت عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا جب ان کی وفات ہوئی پھر نکل کر مہاجرین سے پوچھا کہ میں روزے سے ہوں اور سردی بہت ہے کیا مجھ پر بھی غسل لازم ہے بولے نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو غسل دینے کے بعد غسل پر لازم نہیں آتا بلکہ مستحب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زوجہ اپنے زوج کو غسل دے سکتی ہے اور اسی طرح زوج اپنی زوجہ کو کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر تو مر جائے میرے سامنے تو تجھے غسل دوں گا۔ امام اعظم نے دوسری صورت میں خلاف کیا یعنی زوج کو درست نہیں کہ زوجہ کو غسل دے اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے غسل کا عورتوں کو حکم دیا اور ان کے زوج کو اجازت نہ دی مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اس سے ممانعت بھی ثابت نہیں ہوتی نہ اجازت اور احتمال ہے کہ شوہر ان کے اس وقت موجود نہ ہوں یا عورتوں کو غسل دینا اولیٰ ہو شوہر کے غسل دینے سے۔ (زرقاتی)

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اہل علم سے کہتے تھے جب عورت مر جائے اور وہاں پر عورتیں نہ ہوں جو اس کو غسل دیں اور نہ کوئی اس کا محرم ہو نہ شوہر ہو تو اس کو تیمم کرایا جائے اس کے منہ اور کفین پر خاک سے۔ امام مالک نے فرمایا اسی طرح اگر مرد مر جائے اور وہاں سوائے عورتوں کے کوئی مرد نہ ہو تو اس کو تیمم کرایا جائے۔ کہا امام مالک نے ہمارے نزدیک غسل میت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے بلکہ جب تک خوب پاکی نہ ہو دھونا چاہیے۔

باب ما جاء في كفن الميت مردے کو کفن پہنانے کا بیان

٥١٧ - عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بَيْضٍ سُحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ -

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیئے گئے تین سفید کپڑوں میں جو سحول کے بنے ہوئے تھے نہ ان میں قمیص تھا نہ عمامہ۔

فائدہ: سحول ایک بستی کا نام ہے ملک یمن میں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفید کپڑا کفن کے لیے بہتر ہے۔ اصحاب سنن اور حاکم نے روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سفید کپڑے پہنا کر اور اسی میں کفن دیا کرو۔ اپنے مردوں کو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تین کپڑوں سے زیادہ کپڑے کفن میں شریک کرنا مکروہ ہے علی رضی اللہ عنہ مخصوص عمامہ جس کو متاخرین حنفیہ اور مالکیہ نے تجویز کیا ہے یہ بالکل بدعت ہے۔

(٥١٧) بخاری (١٢٦٤) کتاب الجنائز: باب الثياب البيضاء للكفن، مسلم (٩٤١) أبو داود (٣١٥١) ترمذی (٩٩٦) نسائی (١٨٩٨) ابن ماجه (١٤٦٩) أحمد (٤٠٦) (٢٤٦٢٣)۔

۵۱۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَنْوَاجٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ۔
حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کفن دیئے گئے تین سفید کپڑوں میں جو سحول کے بنے ہوئے تھے۔

۵۱۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ قَالَ لِعَائِشَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ فِي كَفْنٍ كَفَّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِي ثَلَاثَةِ أَنْوَاجٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ خُذُوا هَذَا الثُّوبَ لِتُؤَبَّ عَلَيْهِ قَدْ أَصَابَهُ مِشْقٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ فَأَغْسِلُوهُ ثُمَّ كَفِّنُونِي فِيهِ مَعَ ثَوْبَيْنِ آخَرَيْنِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَمَا هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الْحَىُّ أَحْوَجُ إِلَى الْجَدِيدِ مِنَ الْمَيِّتِ وَإِنَّمَا هَذَا لِلْمُهَلَّةِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا مجھے پہنچا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا اپنی بیماری میں رسول اللہ ﷺ کتنے کپڑوں میں کفن دیئے گئے تھے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سفید تین کپڑوں میں سحول کے۔ تب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کپڑا جو میں پہنے ہوں اس میں گیر و یا زعفران لگا ہوا تھا اس کو دھو کر اور وہ کپڑے لے کر مجھے کفن دے دینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں یہ کیا بات ہے (کیا اور کپڑے نہیں ہیں) ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے کہ مردے سے زیادہ زعمے کو کپڑے کی حاجت ہے کفن تو پیپ اور خون کے لیے ہے۔

فائدہ: یعنی زندہ کو کپڑے کی زیادہ ضرورت ہے مردے کو کچھ آرائش مقصود نہیں۔ کیسا ہی عمدہ کفن ہوگا پیپ اور خون میں مل کر خاک میں مل جائے گا۔

۵۲۰۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ الْمَيِّتُ يُقَمَّصُ وَيُؤَزَّرُ وَيُلْفُ فِي الثُّوبِ الثَّلَاثِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا ثُوبٌ وَاحِدٌ كَفَّنَ فِيهِ۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مردہ قمیص پہنایا جائے اور تہبند پہنایا جائے پھر تیسرے کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اگر ایک ہی کپڑا ہو تو اسی میں کفن دیا جائے۔

باب المشى أمام الجنازة جنازہ کے آگے چلنے کا بیان

۵۲۱۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَمْشُونَ

(۵۱۹) بخاری (۱۳۸۷) کتاب الجنائز: باب موت يوم الاثنين 'أحمد (۴۵/۶) (۲۴۶۹۰)۔

(۵۲۰) عبدالرزاق (۴۲۶/۳) بیہقی (۴۰۲/۳)۔

(۵۲۱) ترمذی (۱۰۶۰) کتاب الجنائز: باب ما جاء في المشى أمام الجنازة 'ابن ماجه (۱۴۸۳)۔

أَمَامَ الْحَنَازَةِ وَالْحَلْفَاءِ هَلُمَّ جَرًّا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ -

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اور تمام خلفاء آگے جنازے کے چلتے تھے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا کرتے تھے۔

فائدہ: معارض ہے اس کے جو روایت کیا عبد الرزاق نے طاؤس سے کہ رسول اللہ ﷺ تادم وفات جنازہ کے پیچھے چلتے رہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنازہ کے پیچھے چلتے رہے۔ (مکلی)

۵۲۲ - عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَدَيْرِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقْدُمُ النَّاسَ أَمَامَ الْحَنَازَةِ فِي حَنَازَةِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ -

حضرت ربیعہ بن عبد اللہ بن ہدیہ سے روایت ہے انہوں نے دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آگے چلتے تھے زینب بنت جحش کے جنازے میں۔

۵۲۳ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَبِي قَطُّ فِي حَنَازَةٍ إِلَّا أَمَامَهَا قَالَ ثُمَّ يَأْتِي الْبَقِيعَ فَيَحْلِسُ حَتَّى رُفُّوا عَلَيْهِ -

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ عروہ کو ہمیشہ جنازہ کے آگے چلتے دیکھا یہاں تک کہ وہ بقیع میں آجاتے اور بیٹھے رہتے یہاں تک کہ جنازہ آ کر گزر جاتا۔

۵۲۴ - عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ الْمَشِيُّ خَلْفَ الْحَنَازَةِ مِنْ حَطَلِ السُّنَّةِ -

ابن شہاب نے کہا جنازہ کے پیچھے چلنا خطا ہے یعنی خلاف سنت ہے۔

فائدہ: یہ کیونکر مسلم ہوگا جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا خلاف ثابت ہے۔

باب النهی أن تتبع الجنازة بناز جنازہ کے پیچھے آگے لے جانے کی ممانعت

۵۲۵ - عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ أَقَالَتْ لِأَهْلِهَا أَجْمَرُوا أَيَّامِي إِذَا وَتِئْتُ ثُمَّ حَنْطُونِي وَلَا تَذُرُوا عَلَيَّ كَفَنِي حَنَاطًا لَا تَتَّبِعُونِي بِنَارٍ -

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہا اپنے گھر والوں سے میں جب مرجاؤں تو میرے کپڑوں کو خوشبو سے بسانا پھر میرے بدن پر خوشبو لگانا لیکن میرے کفن پر نہ چھڑکنا اور میرے جنازہ کے ساتھ آگ نہ رکھنا۔

(۵۲۲) عبد الرزاق (۴۴۰/۳) بیہقی (۲۴/۴) -

(۵۲۵) عبد الرزاق (۶۱۵۲) ابن ابی شیبہ (۱۱۱۱۲) بیہقی (۴۰۵/۳) -

۵۲۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُتَّبَعَ بَعْدَ مَوْتِهِ بِنَارٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے منع کیا کہ ان کے جنازے کے ساتھ آگ رکھی جائے۔

مسئلہ: امام مالک بھی برا جانتے تھے اس فعل کو۔

باب التكبير على الجنائز جنازے کی تکبیرات کا بیان

۵۲۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ لِلنَّاسِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی (بادشاہ حبش) کا انتقال ہوا اسی روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خبر دی اس کی موت کی اور نکلے مصلیٰ کو اور صف کھڑی کر کے نماز پڑھی جنازے کی اور تکبیریں کہیں چار۔
 قاعدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کی میت غائب پر درست ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور اکثر سلف کا۔

۵۲۸۔ عَنْ أَبِي أَسَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ مِسْكِينَةَ مَرِضَتْ فَأَخْبَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرَضِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُ الْمَسَاكِينَ وَيَسْأَلُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَتْ فَأَذِنُونِي بِهَا فَخَرَجَ بِجَنَازَتِهَا لَيْلًا فَكَبَّرُوا أَنْ يُوقِظُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِهَا فَقَالَ أَلَمْ أَمُرْكُمْ أَنْ تُوذِّنُونِي بِهَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَرِهْنَا أَنْ نُخْرِجَكَ لَيْلًا وَنُوقِظَكَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَفَّ بِالنَّاسِ عَلَى قَبْرِهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ۔

حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ ایک عورت مسکین بیمار ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور آپ کو اس کی خبر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ یہ تھا کہ بیمار پر سی کرتے تھے مسکینوں کی اور ان کا حال پوچھتے تھے سو فرمایا آپ نے جب مر جائے یہ عورت تو مجھے خبر کرنا سورات کو اس کا جنازہ نکلا اور صحابہ نے ناپسند کیا کہ چگائیں رسول

(۵۲۶) عبدالرزاق (۶۱۵۵) ابن ابی شیبہ (۱۱۱۷۰) أبو داود (۳۱۷۱) أحمد (۴۲۷/۲)۔

(۵۲۷) بخاری (۱۲۴۵) کتاب الجنائز: باب الرجل ینعی الی اهل الميت بنفسه، مسلم (۹۵۱) أبو

داود (۳۲۰۴) ترمذی (۱۰۲۲) نسائی (۱۹۸۰) ابن ماجہ (۱۵۳۴) أحمد (۲۳۰/۲)۔

نسائی (۱۹۶۹) کتاب الجنائز: باب الصلاة علی الجنائز باللیل۔

اللہ ﷺ کو جب صبح ہوئی تو اس کی کیفیت معلوم ہوئی۔ فرمایا آپ ﷺ نے میں نے تو تم سے کہہ دیا تھا کہ مجھے خبر کر دینا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم کو آپ کا جگانا اور رات کو باہر نکالنا ناگوار ہوا سو نکلے رسول اللہ ﷺ اور صف بائعہ می اس کی قبر پر اور چار تکبیریں کہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ دوبارہ نماز جنازہ کی پڑھنا قبر پر درست ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک درست نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ امر خاص تھا رسول اللہ ﷺ سے۔ امام احمدؒ نے کہا کہ قبر پر نماز جنازہ پڑھنا چھ طریقوں سے ثابت ہے رسول اللہ ﷺ سے اور ابن عبد البر نے کہا نو طریقوں سے وہ سب طریقے حسن ہیں۔ (زرقانی) ۵۲۹۔

عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ الرَّجُلِ يُدْرِكُ بَعْضَ التَّكْبِيرِ عَلَى الْحَنَازَةِ وَيَقْوُتُهُ بَعْضُهُ فَقَالَ يَقْضِي مَا فَاتَهُ مِنْ ذَلِكَ۔

امام مالک نے پوچھا ابن شہاب سے کہ جس شخص کو بعض تکبیریں جنازہ کی ملیں اور بعض نہ ملیں وہ کیا کرے کہا جس قدر نہ ملیں ان کی قضا کرے۔

باب ما يقول المصلي على الجنازة

جنازہ کی دعا کا بیان

۵۳۰۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ تُصَلَّى عَلَى الْحَنَازَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا لَعَمْرُ اللَّهِ أُحْبِرُكَ أَتْبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا فَإِذَا وُضِعَتْ كَبِّرْتُ وَحَمِدْتُ اللَّهَ وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ ثُمَّ أَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أُمَّتِكَ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنْنَا بَعْدَهُ۔

حضرت ابو سعید مقبری نے پوچھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کس طرح تم نماز پڑھتے ہو جنازہ کی۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ جل جلالہ کے بقا کہ! میں تمہیں خبر دوں گا میں جنازہ کے ساتھ ہوتا ہوں اس کے گھر سے پھر جب رکھا جاتا ہے تو میں تکبیر کہہ کر اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور پیغمبر پر اس کے درود بھیجتا ہوں۔ پھر کہتا ہوں یا اللہ! تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا اور تیری لونڈی کا بیٹا اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ کوئی معبود سچا تیرے سوا نہیں ہے اور بے شک حضرت محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے پیغمبر ہیں اور تو اس کا حال خوب جانتا ہے اے پروردگار! اگر وہ نیک ہو تو زیادہ کراہ اس کا اور جو گناہگار ہو تو درگزر کر اس کے گناہوں سے اے پروردگار! امت محمدیہ کو ہم کو اس کے ثواب سے اور مت فتنہ میں ڈال ہم کو بعد اس کے۔

فائدہ: یعنی اس کے جنازہ پر نماز پڑھنے کے ثواب سے یا اس کی موت پر صبر کرنے کے ثواب سے۔

۵۳۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ يَقُولُ صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَى صَبِيٍّ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيئَةً قَطُّ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ اللَّهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

سعید بن مسیب کہتے تھے نماز پڑھی میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک لڑکے پر جو بے گناہ تھا تو سنا میں نے ان سے کہتے تھے اے اللہ! مجھ اس کو قبر کے عذاب سے۔

فائدہ: قبر کے عذاب سے مراد وحشت اور تنہائی کی مصیبت ہے نہ وہ عذاب جو بڑوں کو ہوتا ہے۔

۵۳۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَنَازَةِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قرآن نہیں پڑھتے تھے جنازہ کی نماز میں۔

فائدہ: یعنی سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے یہی قول ہے ابو حنیفہ اور مالک کا ہے۔ اور بخاری نے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورہ فاتحہ پڑھی جنازہ کی نماز میں اور کہا میں نے اس لیے پڑھا تا کہ تم کو معلوم ہو کہ یہ سنت ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد کا۔

باب الصلاة على الجنائز بعد الصبح وبعد العصر نماز جنازہ بعد نماز صبح اور نماز عصر کے پڑھنے کا بیان

۵۳۳۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حُرْمَلَةَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ تُوُفِّيَتْ وَطَارِقُ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فَاتَى بِجَنَازَتِهَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَوَضَعَتْ بِالْبَقِيعِ قَالَ وَكَانَ طَارِقٌ يُغْلَسُ بِالصُّبْحِ قَالَ ابْنُ أَبِي حُرْمَلَةَ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ لِأَهْلِهَا إِمَّا أَنْ تَصَلُّوا عَلَيَّ جَنَازَتِكُمْ الْآنَ وَإِمَّا أَنْ تَتْرَكُوهَا حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ۔

حضرت محمد بن ابی حرمہ سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ (حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی پہلے خاوند سے) مر گئیں اور اس زمانے میں طارق حاکم تھے مدینہ کے تو لایا گیا جنازہ ان کا بعد نماز صبح کے اور رکھا گیا بقیع میں اور طارق نماز پڑھا کرتے تھے صبح کی اندھیرے میں۔ ابی حرمہ نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے زینب کے لوگوں سے یا تو تم جنازہ کی نماز پڑھ تو یا رہنے دو یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جائے۔

(۵۳۱) عبدالرزاق (۶۶۱۰) ابن ابی شیبہ (۱۱۵۸۷) بیہقی (۹/۴)۔

(۵۳۲) ابن ابی شیبہ (۴۹۲/۲)۔

(۵۳۳) بیہقی (۴۶۰/۲) (۴۴۱۰)۔

فائدہ: اندھیرے میں قبل روشنی کے۔

۵۳۴۔ عَنْ نَافِعِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ يُصَلِّي عَلَى الْحَنَازَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ إِذَا صَلَّيْنَا لِوَقْتَيْهِمَا۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نماز جنازہ کی پڑھی جائے بعد عصر کے اور بعد صبح کے جب یہ دونوں نمازیں اپنے وقت پر پڑھی جائیں۔

فائدہ: یعنی صبح اندھیرے میں پڑھی جائے اور عصر قبل زرد ہونے آفتاب کے۔

باب الصلاة على الجنائز في المسجد مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

۵۳۵۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَمَرَتْ أَنْ يُمَرَّ عَلَيْهَا بِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْمَسْجِدِ حِينَ مَاتَ لِتَدْعُو لَهُ فَإِنْ كَرَّ ذَلِكَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا أَسْرَعَ النَّاسَ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءٍ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں سے ہو کر ان کے حجرہ پر سے جائے تاکہ میں دعا کروں ان کے لیے سولوگوں نے اس پر اعتراض کیا تب کہا آپ رضی اللہ عنہ نے کیا جلدی لوگ بھول گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء پر نماز نہیں پڑھی مگر مسجد میں۔

فائدہ: جمہور علماء کے نزدیک نماز جنازہ کی مسجد میں درست ہے اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک مکروہ ہے۔

۵۳۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ قَالَ صَلَّى عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الْمَسْجِدِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی گئی مسجد میں۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ابو بکر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں اور صحیب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی عمر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں اور جنازہ منبر کے سامنے رکھا گیا۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ فعل صحابہ کے حضور میں واقع ہوا اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا اس سے اجماع سکوتی نکل آیا۔

(۵۳۴) عبدالرزاق (۶۰۶۰) ابن ابی شیبہ (۱۱۳۲۱) بیہقی (۴۰۹/۲)۔

(۵۳۵) مسلم (۹۷۳) کتاب الجنائز: باب الصلاة على الجنائز في المسجد، أبو داود (۳۱۸۹)۔

ترمذی (۱۰۳۳) نسائی (۱۹۶۷) ابن ماجہ (۱۰۱۸) أحمد (۷۹/۶) (۲۰۰۳)۔

(۵۳۶) عبدالرزاق (۶۰۷۷) ابن ابی شیبہ (۱۱۹۶۸) بیہقی (۵۲/۴)۔

باب جامع الصلاة على الجنائز نماز جنازہ کے احکام

۵۳۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ كَانُوا يُصَلُّونَ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمَدِينَةِ الرَّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَيَجْعَلُونَ الرَّجَالَ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ وَالنِّسَاءَ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ۔
امام مالکؒ کو پہنچا کہ عثمان بن عفانؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ نماز پڑھتے تھے عورتوں اور مردوں پر ایک ایک بار میں تو مردوں کو امام کے نزدیک کہتے تھے اور عورتوں کو قبلہ کے نزدیک۔

۵۳۸۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَائِزِ يُسَلِّمُ حَتَّى يُسْمِعَ مَنْ يَلِيهِ۔
نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ جب نماز پڑھ چکے تھے جنازہ کی سلام پھیرتے تھے پکار کر یہاں تک کہ ان کے نزدیک جو لوگ ہوتے تھے وہ سن لیتے تھے۔

۵۳۹۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا يُصَلِّي الرَّجُلُ عَلَى الْجَنَائِزِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ۔
نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے تھے جنازہ کی نماز بغیر وضو کے کوئی نہ پڑھے۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے کسی اہل علم کو نہیں دیکھا جو ولد زانیہ یا اس کی ماں پر نماز جنازہ پڑھنے کو منع کرتا ہو۔
فائدہ: امام محمدؒ نے کہا سب اہل قبلہ پر نماز پڑھی جائے اور یہی قول ہے ابو حنیفہؒ کا۔ لیکن جو شخص خود کشتی کرے اس پر نماز نہ پڑھیں ابو یوسفؒ کے نزدیک اور ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک پڑھیں۔

باب ما جاء في دفن الميت مردہ کے دفن کے بیان میں

۵۴۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوْفِيَ يَوْمَ الْأَثْنَيْنِ وَدُفِنَ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ وَصَلَّى النَّاسُ عَلَيْهِ أَفْذَاذًا لَا يُؤْمَهُمْ أَحَدٌ فَقَالَ نَاسٌ يَدْفَنُونَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ وَقَالَ آخَرُونَ يَدْفَنُونَ بِالْبُقْعِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا دُفِنَ نَبِيٌّ قَطُّ إِلَّا فِي مَكَانِهِ الَّذِي تُوْفِيَ فِيهِ فَحَفِرَ لَهُ فِيهِ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ غُسْلِهِ أَرَادُوا أَنْ تَرْعَ قَمِيصِهِ فَسَمِعُوا صَوْتًا يَقُولُ لَا تَرْعُوا الْقَمِيصَ فَلَمْ يَنْزِعُوا الْقَمِيصَ وَغُسِّلَ وَهُوَ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات کی دو شنبہ کے روز اور دفن کیے گئے منگل کے روز اور نماز

(۵۳۷) ابن ابی شیبہ (۱۱۵۶۱/۱۱۵۶۲)۔

(۵۳۸) بیہقی (۴۴۱/۴) رقم (۶۹۹۲)۔

(۵۳۹) بخاری تعلیقاً (قبل الحدیث / ۱۳۲۲) بیہقی (۲۳۱/۱) رقم (۱۰۹۳)۔

پڑھی آپ ﷺ پر لوگوں نے اکیلے اکیلے کوئی ان کا امام نہ تھا پھر کہا بعض لوگوں نے ذن کیے جائیں آپ ﷺ منبر کے پاس اور بعض نے کہا بیعت میں تو آئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے نہیں ذن کیا گیا کوئی نبی مگر اس مقام میں جہاں اس کی وفات ہوئی۔ پھر کھودی گئی قبر اس مقام میں جہاں آپ ﷺ نے وفات کی تھی جب غسل کا وقت آیا تو لوگوں نے آپ ﷺ کا کرتہ اتارنا چاہا سو ایک آواز سنی اتارو کرتے کو پس نہ اتار گیا کرتہ آپ ﷺ کا اور غسل دیئے گئے کرتہ پہنے ہوئے۔

۵۴۱۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْآخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوا أَيُّهُمَا جَاءَ أَوَّلَ عَمِلَ عَمَلَهُ فَجَاءَ الَّذِي يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی قبر کھودنے والے تھے ایک ان میں سے بغلی بناتا تھا اور دوسرا نہیں بناتا تھا۔ لوگوں نے کہا جو پہلے آئے گا وہی اپنا کام شروع کرے گا تو پہلے وہی آیا جو بغلی بناتا تھا۔ پس قبر آپ ﷺ کی بغلی بنائی۔

فائدہ: اس حدیث سے بغلی قبر کی فضیلت بہ نسبت صندوقی کے ثابت ہوئی ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ بغلی قبر ہمارے لیے ہے اور صندوقی اوروں کے لیے ہے۔ مگر یہ حدیث ضعیف ہے اور اس سے ممانعت صندوقی کی تصور نہیں ہے۔ (زرقانی)

۵۴۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ مَا صَدَقْتُ بِمَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْتُ وَقَعَ الْكِرَازِينَ۔

امام مالک کو پہنچا کہ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں مجھے رسول اللہ ﷺ کی وفات کا یقین نہیں یہاں تک کہ میں نے کدال مارنے کی آواز سنی۔

فائدہ: یعنی جب قبر کھدنے لگی اور پھاڑے کی آواز آئی اس وقت یقین ہوا یہ امر بسبب حیرت اور دہشت اور تعجب کے تھا نہ اور کسی سبب سے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابتداء میں حضرت ﷺ کی وفات میں شبہ ہوا تھا۔ پھر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَأَنْتُمْ حَيُّونَ﴾ سنا لی تو دل کو تسکین ہوئی وحشت جاتی رہی اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو اس آیت سے اطلاع نہ تھی بلکہ قلق اور صدمہ میں اکثر آدمی کے ہوش و حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور یاد ہوئی چیز بھول جاتی ہے۔

(۵۴۱) ابن ابی شیبہ (۱۴۳) (۱۱۶۳۱) ابن سعد (۲۹۶/۲) ابن ماجہ (۱۰۵۸)۔

(۵۴۲) ابن سعد (۳۰۴/۲) أحمد (۶۲/۶) (۲۴۸۳۷)۔

۵۴۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَتْ فَلَمَّا تُوَفِّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ فِي بَيْتِهَا قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ هَذَا أَحَدُ أَقْمَارِكَ وَهُوَ خَيْرُهَا۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند گر پڑے سو میں نے اس خواب کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن ہو چکے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان تین چاندوں میں سے ایک چاند آپ ہیں اور یہ تینوں چاندوں میں بہتر ہیں۔

۵۴۴۔ عَنْ غَيْرٍ وَاحِدٍ مِمَّنْ يَثْبُتُ بِهِ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ وَسَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ تُوَفِّيَا بِالْعَقِيقِ وَحُمَلَا إِلَى الْمَدِينَةِ وَدُفِنَا بِهَا۔

کئی ایک معتبر لوگوں سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی عقیق میں (ایک موضع ہے قریب مدینہ کے) اور ان کا جنازہ کھد کر مدینہ میں آیا اور وہاں دفن ہوئے۔

فائدہ: تاکہ نماز جنازہ میں بہت سے لوگ شریک ہوں یا قبر کی زیارت لوگ کیا کریں اور دعا ہوا کرے۔ جنازہ کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جانا مختلف فیہ ہے۔ بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے بعضوں کے نزدیک مستحب ہے۔ (زرقاتی)

۵۴۵۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا أَحَبُّ أَنْ أُدْفَنَ بِالْبَقِيعِ لِأَنْ أُدْفَنَ بِغَيْرِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُدْفَنَ بِهِ إِنَّمَا هُوَ أَحَدٌ رَجُلَيْنِ إِنَّمَا ظَلِمَ فَلَا أَحَبُّ أَنْ أُدْفَنَ مَعَهُ وَإِنَّمَا صَالِحٌ فَلَا أَحَبُّ أَنْ تُنْبَشَ لِي عِظَامُهُ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بقیع میں دفن ہونا پسند نہیں ہے اگر میں کہیں اور دفن ہوں تو اچھا ہے اس لیے کہ بقیع میں جہاں پر میں دفن ہوں گا وہاں پر کوئی گناہگار شخص دفن ہو چکا ہے تو اس کے ساتھ مجھے دفن ہونا منظور نہیں ہے اور یا کوئی نیک شخص دفن ہو چکا ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میرے لیے اس کی ہڈیاں کھودی جائیں۔

باب الوقوف للجناز والجلوس

قبروں پر علی المقابر

۵۴۶۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ فِي الْحَنَائِزِ ثُمَّ

(۵۴۳) ابن سعد (۲۹۳/۲) أخرجه الحاكم (۳۹۵/۴)۔

(۵۴۴) ابن سعد (۱۴۷/۳) بیہقی (۵۷/۴)۔

(۵۴۵) عبدالرزاق (۵۷۹/۳)۔ ۵۸۰۔ بیہقی (۵۸/۴)۔

(۵۴۶) مسلم (۹۶۲) کتاب الحنائن: باب نسخ القيام للجنازة، أبو داود (۳۱۷۵) ترمذی (۱۰۴۴)

سبائی (۱۶۶۶) ابن ماجہ (۱۵۴۴) أحمد (۸۲/۱)۔

حَلَسَ بَعْدَ -

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو جاتے تھے جنازوں میں۔ پھر بیٹھنے

لگے بعد اس کے۔

فائدہ: جنازہ میں دو وقت کھڑے ہونے کے تھے ایک جو شخص جنازہ کو دیکھے تو اٹھ کھڑا ہو۔ دوسرے جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو وہ کھڑا رہے جب تک جنازہ زمین میں رکھا جائے۔ یہ دونوں حکم اس حدیث سے منسوخ ہو گئے ابتداء میں آپ کا عمل ایسا ہی تھا پھر یہودی مشابہت سے آپ نے ترک کیا۔ (زرقانی)

۵۴۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَتَوَسَّدُ الْقُبُورَ وَيَضْطَجِعُ عَلَيْهَا -

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت علیؓ تکبیر لگاتے تھے قبروں پر اور لیٹ جاتے تھے ان پر۔

فائدہ: امام احمدؒ نے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا قبروں پر بیٹھنے سے اور مسلم نے روایت کیا کہ فرمایا آپ نے نہ بیٹھو قبروں پر نہ نماز پڑھو قبروں کی طرف اور فرمایا آپ نے اگر کوئی تم میں سے آگ پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل کر کھال تک آگ پہنچے تو بہتر ہے اس سے کہ قبروں پر بیٹھے۔ یہ حدیثیں حضرت علیؓ کے فعل کے مخالف نہیں۔ اس واسطے امام مالکؒ نے یہ توجیہ کی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا قبروں پر بیٹھنا منع ہے حاجت کے واسطے یعنی پیشاب اور پاخانہ کے لیے۔

فائدہ: اور ان حدیثوں میں ممانعت سے یہی مقصود ہے امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

۵۴۸۔ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حُنَيْفٍ يَقُولُ سَمْنَا نَشْهَدُ الْحَنَائِزَ فَمَا يَجْلِسُ آخِرُ النَّاسِ حَتَّى يُؤَدُّنَا -

حضرت ابوامامہؓ کہتے تھے ہم جنازوں میں جاتے تھے تو اخیر کا شخص بھی بدون اذن کے نہ بیٹھتا تھا۔

فائدہ: یعنی جب نماز کے بعد اذن ہو جاتا اس وقت بیٹھتے یا چلے جاتے۔ بعض علماء کا یہی مذہب ہے کہ میت کے لوگوں سے اجازت لے کر جانا چاہیے اور اکثر علماء کے نزدیک جب جنازہ دفن ہو جائے تو اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

باب النهی عن البكاء على الميت ميت پر رونے کی ممانعت

۵۴۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ يَعُودُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ نَابِثٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غَلِبَ عَلَيْهِ فَصَاحَ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ -

(۵۴۷) شرح معانی الآثار (۱/۵۱۷)۔

(۵۴۹) أبو داود (۳/۱۱۱) كتاب الحنائز: باب في فضل من مات في الطاعون 'نسائي (۱۸۴۶) ابن

ماجه (۲۸۰۳) أحمد (۴۶۶/۵)۔

عَلَيْنَا عَلَيْكَ يَا أَبَا الرَّبِيعِ فَصَاحَ النَّسْوَةُ وَبَكَتِ فَجَعَلَ جَابِرٌ يُسَكِّنُهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُنَّ فَإِذَا وَجِبَ فَلَا تَبْكِينَ بِأَكْبِيَةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْوُجُوبُ قَالَ إِذَا مَاتَ فَقَالَتْ ابْنَتُهُ وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لِأَرْجُو أَنْ تَكُونَ شَهِيدًا فَإِنَّكَ كُنْتَ قَدْ قَضَيْتَ جِهَارَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَوْفَعَ أَجْرَهُ عَلَيَّ قَدَرِ نَيْبِي وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ قَالُوا الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّهَدَاءُ سَبْعَةٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ وَالْعَرِيقُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْأُجُنْبِ شَهِيدٌ وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ وَالْحَرِيقُ شَهِيدٌ وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَلْدَمِ شَهِيدٌ وَالْمَرَأَةُ تَمُوتُ بِجَمْعٍ شَهِيدَةٌ -

حضرت جابر بن عتيق رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ثابت کی عیادت کو آئے تو دیکھا ان کو بیماری کی شدت میں سو پکارا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو۔ انہوں نے جواب نہ دیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انا اللہ وانا الیہ راجعون کہا اور فرمایا ہم مغلوب ہوئے تمہارے پر اے ابوالربیع! پس رونا شروع کیا عورتوں نے چلا کر اور جابر بن عتيق رضي الله عنه ان کو چپ کرانے لگے۔ سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی عورتوں کو رونے دو جب آن پڑے تو اس وقت کوئی نہ رونے والی۔ صحابیہ نے پوچھا کیا مطلب ہے آن پڑنے کا۔ فرمایا جب مر جائے اتنے میں عبد اللہ بن ثابت کی بیٹی نے کہا مجھے امید تھی کہ تم شہید ہو گے کیونکہ تم سامان جہاد کا کر چکے تھے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ اس کو اجر دے گا موافق اس کی نیت کے تم کس چیز کو شہادت سمجھتے ہو؟ بولے اللہ جل جلالہ کی راہ میں مارے جانے کو۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اس کے سات شہید اور ہیں۔ ایک وہ جو طاعون سے مر جائے دوسرے وہ جو ڈوب کر مر جائے تیسرے وہ جو ذات الجنب سے مر جائے چوتھے جو پیٹ کے عارضہ سے مر جائے پانچویں وہ جو آگ سے جل کر مر جائے چھٹے وہ جو ڈوب کر مر جائے ساتویں وہ عورت جو زچگی سے مر جائے۔

فائدہ: ابوالربیع کنیت ہے جابر بن عتيق کی۔

فائدہ: اس حدیث سے پکار کر رونے کا اہل قبل موت کے ثابت ہوا لیکن بعد موت کے پکار کر رونا درست نہیں ہے آہستہ رونا درست ہے۔ یہی مذہب ہے جماعت علماء کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام پر اور اپنی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا پر رونے لیکن چلا کر نوحہ کرنا میت کے اوصاف بیان کر کے رونا حرام ہے۔

فائدہ: طاعون کہتے ہیں اس بیماری کو جو عام ہو جائے۔ جیسے دبایا اس پھوڑے کو جو بقل میں نکلتا ہے۔

فائدہ: ذات الجنب ایک بیماری ہے مشہور پہلی میں درد ہوتا ہے۔

فائدہ: مثلہ دستوں سے یا استقاء سے یا قونج سے۔

فائدہ: مثلاً مکان یا دیوار گر پڑے۔

فائدہ: یا قبل زچگی کے اس کے درد سے مر جائے اور بچہ پیٹ ہی میں رہ جائے۔ (زرقاتی)

۵۰۰۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَقُولُ وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَغْفِرُ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلَكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا أَهْلُهَا فَقَالَ إِنَّكُمْ لَتَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا۔

حضرت عمر بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا حضرت عائشہؓ سے جب ان کے سامنے بیان کیا گیا کہ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں مردہ عذاب کیا جاتا ہے زندے کے رونے سے خدا بخشے ابو عبد الرحمن کو انہوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے یا چوک گئے اصل اتنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ گزرے ایک یہودن پر جو مگنی تھی اور لوگ اس پر رو رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں اور اس پر عذاب قبر میں ہو رہا ہے۔

فائدہ: ابو عبد الرحمن کثرت ہے عبد اللہ بن عمرؓ کی۔

فائدہ: اسے عبد اللہ بن عمرؓ بنیائے سمجھے کہ لوگوں کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔ درحقیقت ایسا نہیں ہے جس کا عمل اس کے ساتھ۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ﴿وَلَا تَنْزِرُ وَاذْرَةَ وَرَزَّ أُخْوَى﴾ ایک کا بوجھ دوسرے پر نہ لاد جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اس حدیث کا مطلب یہی سمجھا تھا جو عبد اللہ بن عمرؓ نے سمجھا۔ واقعہ میں یہ دھوکا تھا اس کو امام المؤمنین عائشہؓ نے بیان کر دیا۔ (واللہ اعلم)

باب الحسبة في المصيبة مصیبت کے وقت صبر کرنے کا ثواب

۵۰۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوتُ لِأَخِيهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنْ الْوَالِدِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةً أَلْفَقَسَمِ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان نے کے تین بچے مر جائیں پھر وہ جہنم میں جائے یہ ممکن نہیں مگر قسم پورا کرنے کو۔

(۵۰۰) بخاری (۱۲۸۹) کتاب الحنائن: باب قول النبی یعذب الميت ببعض بکاء اہلہ علیہ مسلم

(۹۳۲) ترمذی (۱۰۰۴) نسائی (۱۸۵۶) ابن ماجہ (۱۵۹۵) أحمد (۱۰۷/۶) (۲۰۲۶۵)۔

(۵۰۱) بخاری (۱۲۵۱) کتاب الحنائن: باب فضل من مات له ولد فاجتنب مسلم (۲۶۳۲)

ترمذی (۱۰۶۰) نسائی (۱۸۷۵) أحمد (۱۶۰۳) (۲۳۹/۲ - ۲۴۰)۔

فائدہ: یہ وہ قسم ہے ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ یعنی کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے جو جہنم پر سے نہ جائے اس لیے کہ پل صراط جہنم کے اوپر بنا ہے اسی پر سے ہو کر سب جائیں گے۔ مسلمان پارہنج کر جنت میں جائیں گے اور کافر کٹ کر جہنم میں گر جائیں گے۔

۵۵۲۔ عَنْ أَبِي النَّضْرِ السَّلْمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنْ الْوَلَدِ فَيَحْتَسِبُهُمْ إِلَّا كَانُوا لَهُ جَنَّةً مِنَ النَّارِ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ اثْنَانِ -

حضرت ابو النضر سلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے تین لڑکے مر جائیں اور وہ صبر کرے تو قیامت کے روز وہ لڑکے بچائیں گے تو قیامت کے روز وہ لڑکے بچائیں گے اس کو جہنم سے۔ ایک عورت نے پوچھا یا رسول اللہ! اگر دو مر جائیں آپ ﷺ نے فرمایا وہ بھی۔

فائدہ: صحیح روایتوں میں دو سے کم نہیں ہیں۔ لیکن طبرانی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کیا کہ جس شخص نے تین لڑکوں کو دفن کیا پھر صبر کیا تو جنت واجب ہوئی اس کے لیے۔ ام یمن نے کہا یا رسول اللہ! اگر دو کو دفن کیا فرمایا وہ بھی۔ پھر اس نے کہا اگر ایک کو دفن کیا فرمایا ایک بھی اور ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے آگے چھچھے تین لڑکے نابالغ تو وہ ایک مضبوط قلعہ ہو جائیں گے اس کے لیے جہنم سے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دو بھیجے آپ ﷺ نے فرمایا وہ بھی۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایک بھیجا آپ ﷺ نے فرمایا ایک ہی سہی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کیا مگر یہ حدیثیں ضعیف ہیں۔ البتہ بخاری نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرماتا ہے اللہ جل جلالہ جب میں اپنے بندے کے بچے کو بلا لیتا ہوں اور پھر وہ صبر کرتا ہے تو اس کی جزا نہیں سوا جنت کے اور یہ حدیث صحیح ہے شامل ہے ایک لڑکے اور دو یا تین سب کو۔ ایک صحیح حدیث میں یہ ہے کہ یہ لڑکے نابالغ ہوں کیونکہ نابالغ پر شفقت زیادہ ہوتی ہے۔

۵۵۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصَابُ فِي وَكْدِهِ وَحَامَتِهِ حَتَّى يَنْتَلِي حَبْلَ الْجَنَّةِ حَبْلًا حَبْلًا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ مسلمان کو مصیبت پہنچتی ہے اس کی اولاد اور عزیزوں میں یہاں تک کہ ملتا ہے اپنے پروردگار سے اور کوئی گناہ اس کا نہیں ہوتا۔
فائدہ: یعنی گناہ اس کے بوجہ مصیبت اور رنج کے معاف ہو جاتے ہیں۔

باب جامع الحسبة في المصيبة مصيبت میں صبر کرنے کی مختلف حدیثیں

۵۵۴۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيُعَزَّ الْمُسْلِمِينَ فِي مَصَائِبِهِمُ الْمُصِيبَةَ بِي -

حضرت عبدالرحمن بن قاسم سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی تمام مصیبتیں بلکی

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتی ہیں میری مصیبت کو یاد کر کے۔

تاکید: یعنی آپ کی وفات سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے تمام دکھ اور رنج اس کے مقابلہ میں سچ ہیں۔

۵۵۵۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ فَقَالَ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ وَرَاجِعُونَ اللَّهُمَّ أَجْرُنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَعْقِبْنِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا فَعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ بِهِ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَلَمَّا تُوَفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ ذَلِكَ ثُمَّ قُلْتُ وَمَنْ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ فَأَعَقَبَهَا اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَزَوَّجَهَا -

حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے پھر

وہ جیسا اس کو خدا نے حکم کیا ہے انا اللہ وانا الیہ راجعون کہہ کر کہے اے پروردگار! مجھ کو اس مصیبت میں اجر دے اور اس سے بہتر نیک بدلہ مجھے عنایت فرما۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے ساتھ ایسا ہی کرے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب میرے خاوند نے وفات پائی تو میں نے یہی دعا مانگی پھر میں نے اپنے جی میں کہا ابو سلمہ سے کون بہتر ہوگا سو اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔

۵۵۶۔ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ هَلَكْتُ امْرَأَةً لِي فَاتَانِي مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرْظِيُّ يُعْزِنِي بِهَا فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ فَقِيهٌ عَالِمٌ عَابِدٌ مُحْتَدٍ وَكَانَتْ لَهُ امْرَأَةٌ وَكَانَ بِهَا مُعْجَبًا وَلَهَا مُجِبًا فَمَاتَتْ فَوَجَدَ عَلَيْهَا وَجْدًا شَدِيدًا وَلَقِيَ عَلَيْهَا أَسْفًا حَتَّى خَلَا فِي بَيْتٍ وَغَلَقَ عَلَى نَفْسِهِ وَاحْتَجَبَ مِنَ النَّاسِ فَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْهِ أَحَدٌ وَإِنَّ امْرَأَةً سَمِعَتْ بِهِ فَجَاءَتْهُ فَقَالَتْ إِنَّ لِي إِلَيْهِ حَاجَةٌ أَسْتَفْتِيهِ فِيهَا لَيْسَ يُعْزِنِي فِيهَا إِلَّا مُشَافَهْتُهُ فَذَهَبَ النَّاسُ وَلَزِمَتْ بَابَهُ وَقَالَتْ مَا لِي مِنْهُ بُدٌّ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ إِنَّ هَاهُنَا امْرَأَةٌ أَرَادَتْ أَنْ تَسْتَفْتِيكَ وَقَالَتْ إِنْ أَرَدْتُ إِلَّا

(۵۵۴) ابن ماجہ (۱۰۹۹) کتاب الجنائز: باب ما جاء في الصبر على المصيبة، دارمی (۸۴، ۸۵)۔

(۵۵۵) مسلم (۹۱۸) کتاب الجنائز: باب ما يقال عند المصيبة، أبو داود (۳۱۱۹) ترمذی (۳۵۱۱)

نسائی فی الکبریٰ (۱۰۹۰۹) أحمد (۳۰۹/۶) (۳۷۱۷۰) www.KitaboSunnat.com

مُشَافَهَتَهُ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ وَهِيَ لَا تُفَارِقُ الْبَابَ فَقَالَ ائْتَدُّنَا لَهَا فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ فَقَالَتْ اِنِّي جِئْتُكَ اَسْتَفْتِيكَ فِي امْرٍ قَالِ وَمَا هُوَ قَالَتْ اِنِّي اسْتَعْرْتُ مِنْ جَارِقِ لِي حَلِيًا فَكُنْتُ الْبِشَّةَ وَاَعِيرُهُ زَمَانًا ثُمَّ اِنْهُمْ اَرْسَلُوا اِلَيَّ فِيهِ اَفَاؤَدِّيهِ اِلَيْهِمْ فَقَالَ نَعَمْ وَاللَّهِ فَقَالَتْ اِنَّهُ قَدْ مَكَتَ عِنْدِي زَمَانًا فَقَالَ ذَلِكْ اَحَقُّ لِرَدِّكَ اِيَّاهُ اِلَيْهِمْ جِئِنْ اَعَارُوْكَ كَيْفَهُ زَمَانًا فَقَالَتْ اَيُّ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اَفْتَأَسْفُ عَلَيَّ مَا اَعَارَكَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهُ مِنْكَ وَهُوَ اَحَقُّ بِه مِنْكَ فَاَبْصَرَ مَا كَانَ فِيهِ وَنَفَعَهُ اللّٰهُ بِقَوْلِهَا ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ میری زوجہ مرگئی سو آئے محمد بن کعب قرظی تخریت دینے مجھ کو اور کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص فقیہ عالم عابد مجتہد تھا اور اس کی ایک بیوی تھی جس پر وہ نہایت شیفہ تھا اور اس کو بہت چاہتا تھا اتفاق سے ۔ وہ عورت مرگئی تو اس شخص کو نہایت رنج ہوا اور بڑا افسوس ہوا اور وہ ایک گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ رہا اور لوگوں سے ملاقات چھوڑ دی تو اس کے پاس کوئی نہ جاتا تھا ایک عورت نے یہ قصہ سنا اور اس کے دروازے پر جا کر کہا کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے میں اسی سے پوچھوں گی بغیر اس سے ملے ہوئے یہ کام نہیں ہو سکتا تو اور جتنے لوگ آئے تھے وہ چلے گئے اور وہ عورت دروازے پر جمی رہی اور کہا کہ بغیر اس سے ملے کیے کوئی علاج نہیں ہے سو ایک شخص نے اندر جا کر اس کو اطلاع دی اور بیان کیا کہ ایک عورت مسئلہ پوچھنے کو تم سے آئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں تو سب لوگ چلے گئے مگر وہ عورت دروازہ چھوڑ کر نہیں جاتی تب اس شخص نے کہا اچھا اس کو آنے دو پس آئی وہ عورت اس کے پاس اور کہا کہ میں ایک مسئلہ تجھ سے پوچھنے کو آئی ہوں وہ بولا کیا مسئلہ ہے؟ اس عورت نے کہا میں نے اپنے ہمسایہ میں ایک عورت سے کچھ زیور مانگ کر لیا تھا تو میں نے ایک مدت تک اس کو پہنا اور لوگوں کو مانگنے پر دیا اب اس عورت نے وہ زیور مانگ بھیجا ہے کیا میں اسے پھر دے دوں اس شخص نے کہا ہاں قسم خدا کی! پھر دے ۔ عورت نے کہا کہ وہ زیور ایک مدت تک میرے پاس رہا ہے اس شخص نے کہا کہ اس سبب سے اور زیادہ تجھے پھیرنا ضروری ہے کیونکہ ایک زمانے تک تجھے اس نے مانگنے پر دیا عورت بولی اے فلا نے خدا تجھ پر رحم کرے تو کیوں افسوس کرتا ہے اس چیز پر جو اللہ جل جلالہ نے تجھے مستعار دی تھی پھر تجھ سے لے لی ۔ اللہ جل جلالہ زیادہ حق دار ہے تجھ سے جب اس شخص نے غور کیا اور عورت کی بات سے اللہ تعالیٰ نے اس کو نفع دیا ۔

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مثال کے طور پر کوئی بات کرنا جھوٹ نہیں ہوتا۔

باب ما جاء في الاختفاء وهو النباش كفن چوری کے بیان میں

۵۵۷۔ عَنْ عُمَرَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُولُ لَعْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْمُخْتَفَى وَالْمُخْتَفِيَّةَ يَعْنِي نَبَاشَ الْقُبُورِ -

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ لعنت کی رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر جو کفن چرائے اور اس عورت پر جو کفن چرائے۔

۵۵۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ كَسْرُ عَظْمِ الْمُسْلِمِ مِثْلًا كَكَسْرِهِ وَهُوَ حَيٌّ -

امام مالک کو پہنچا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ میت مسلمان کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسے زندہ مسلمان کی ہڈی توڑنا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا یعنی گناہ میں دونوں برابر ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کیا ہے۔

باب جامع الجنائز جنازے کے احکام میں مختلف حدیثیں

۵۵۹۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌّ إِلَى صَدْرِهَا وَأُصْغَتْ إِلَيْهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَالْحَقْنِي بِالرِّفْقِ الْأَعْلَى -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے وفات کے پیشتر جب آپ ﷺ تکیہ لگائے ہوئے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینے پر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کان لگائے ہوئے تھیں آپ ﷺ کی طرف فرماتے تھے یا اللہ! رحم کر مجھ پر اور ملا دے مجھ کو بڑے درجے کے رفیقوں سے۔

فائدہ: یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین سے اور بعضوں نے کہا رفیق اعلیٰ سے مراد جبریل اور میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام ہیں اور بعضوں نے کہا جنت مراد ہے اور بعضوں نے کہا خود اللہ جل جلالہ کی ذات مقدس مراد ہے۔

۵۶۰۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمُوتُ حَتَّى يُخَيَّرَ قَالَتْ

(۵۵۸) أبو داود (۳۲۰۷) كتاب الجنائز: باب في الحفار يجد العظم هل يتكف ذلك المكان؟ ابن ماجه

(۱۶۱۶) أحمد (۵۸۱/۶) (۲۴۸۱۲) صحيح ابن حبان (۴۳۸ - ۴۳۷/۷) رقم (۳۱۶۷) -

(۵۵۹) بخاری (۴۴۴۰) كتاب المغازی: باب مرض النبي ووفاته، مسلم (۲۴۴۴) ترمذی

(۳۴۹۶) نسائی فی الکبری (۷۱۰۵) ابن ماجه (۱۶۱۹) أحمد (۲۳۱/۶) -

(۵۶۰) بخاری (۴۴۶۳) كتاب المغازی: باب آخر ما تكلم به النبي، مسلم (۲۴۴۴) نسائی فی

"الکبری" (۷۱۰۳) ابن ماجه (۱۶۲۰) أحمد (۱۷۶/۶) (۲۵۹۴۷) -

فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰى فَعَرَفْتُ اَنَّهُ ذَاهِبٌ -

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کوئی پیغمبر نہیں مرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اختیار دیا جاتا ہے۔ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے یا اللہ میں نے اختیار کیا بلند رفیقوں کو جب میں نے جانا کہ آپ ﷺ جانے والے ہیں دنیا سے۔

فائدہ: (اختیار دیا جاتا ہے) دنیا میں یا دنیا سے جانے میں۔

فائدہ: ابوالاسود نے مغازی میں روایت کیا کہ جبرئیل علیہ السلام اترے آپ ﷺ پر حالت مرض میں اور مرضی مبارک کو دریافت کیا اور امام احمد نے روایت کیا کہ فرمایا آپ ﷺ نے مجھے دنیا کے اور جنت کے خزانوں کی کنجیاں ملیں اور مجھے اختیار دیا گیا کہ دنیا کو لوں یا اپنے پروردگار کی ملاقات کو اور جنت کو تو میں نے اختیار کیا اپنے رب کی ملاقات کو۔ (زرقانی)

۵۶۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عَرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ يُقَالُ لَهُ هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو صبح اور شام اس کو مقام اس کا بتایا جاتا ہے اگر جنت والوں میں سے ہے تو جنت میں اور جو دوزخ والوں میں سے ہے تو دوزخ میں اور کہا جاتا ہے کہ یہ ٹھکانا ہے تیرا جب تجھے اٹھائے گا اللہ جل جلالہ دن قیامت کے۔

۵۶۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ الْأَرْضُ إِلَّا عَجَبَ الذَّنْبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيهِ يُرَكَّبُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام بدن کو آدمی کے زمین کھا جاتی ہے مگر ریڑھ کی ہڈی کو اسی سے پیدا ہوا اور اسی سے پیدا کیا جائے گا دن قیامت کے۔

فائدہ: اس حدیث سے انبیاء اور شہداء کے بدن مستثنیٰ ہیں ان کے بدنوں کو زمین نہیں کھاتی۔

(۵۶۱) بخاری (۱۳۷۹) کتاب الجنائز: باب الميت يعرض عليه مقعده بالغداة والعشي؛ مسلم (۲۸۶۶) ترمذی (۱۰۷۲) نسائی (۲۰۷۲) ابن ماجہ (۴۲۷۰) أحمد (۱۶/۲ - ۱۷) (۴۶۵۸)۔

(۵۶۲) بخاری (۴۸۱۴) کتاب تفسیر القرآن: باب قوله ونفخ في الصور فصعق من في السموات؛ مسلم (۲۹۵۵) أبو داود (۴۷۴۳) نسائی (۲۰۷۷) ابن ماجہ (۴۲۶۶) أحمد (۳۲۲۰۲) (۸۱۱۱)۔

۵۶۳۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ يَلْقَى فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَهُ اللَّهُ إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی روح ایک پرندہ کی شکل بن کر جنت کے درخت سے لگ رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ پھر اس کو لوٹا دے گا اس کے بدن کی طرف جس دن اس کو اٹھائے گا۔

فائدہ: بعض علماء نے کہا ہے مراد اس مومن سے وہ مومن ہے جو شہید ہو کر مرے اور بعضوں نے کہا کہ ہر مومن مراد ہے۔ (زرقاتی)

۵۶۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَائَهُ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَائَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ میری ملاقات چاہتا ہے تو میں بھی اس کی ملاقات چاہتا ہوں اور جب وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے تو میں بھی اس سے نفرت کرتا ہوں۔

فائدہ: صحیحین میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بھی موت کو برا جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حدیث کا مطلب یہ نہیں (بلکہ یہ ہے) کہ جب مومن کی موت قریب آتی ہے تو اس کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ اللہ جل جلالہ کی رضا مندی اور کرامت کی تو وہ چیزوں سے زیادہ چاہتا ہے اللہ جل جلالہ سے ملنے کو اور کافر کی جب موت قریب آتی ہے تو اس کو اطلاع دی جاتی ہے اللہ جل جلالہ کے عتاب و عقوبت سے تو وہ سب چیزوں سے برا جانتا ہے اللہ جل جلالہ سے ملنے کو۔ (زرقاتی)

۵۶۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ لَا أَهْلُهُ إِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ ثُمَّ اذْبُرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَيْرِ وَنِصْفَهُ فِي النَّهْرِ هُوَ اللَّهُ لَيْسَ فِدْوَرُ اللَّهِ عَلَيْهِ لِيَعْدِنَهُ عَذَابًا لَا يَعْدِنُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَإِنَا مَاتَ الرَّجُلُ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ بِهِ فَأَمَرَ

(۵۶۳) نسائی (۲۰۷۳) کتاب الجنائز: باب أرواح المؤمنين ' ابن ماجہ (۴۲۷۱) أحمد (۴۵۵۰۳) ترمذی (۱۶۴۱)۔

(۵۶۴) بخاری (۷۵۰۴) کتاب التوحيد: باب قول الله تعالى يريدون أن يدللوا كلام الله ' مسلم (۲۶۸۵) نسائی (۱۸۳۵) أحمد (۴۱۸/۲) (۹۴۰۰)۔

(۵۶۵) بخاری (۷۵۰۶) کتاب التوحيد: باب قول الله تعالى يريدون أن يدللوا كلام الله ' مسلم (۲۷۵۶) نسائی (۲۰۷۹) ابن ماجہ (۴۲۵۵) أحمد (۲۶۹/۲)۔

اللَّهُ اَلْبَرُّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَاَمَرَ اَلْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَاَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَغَفَرَ لَهُ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی جب وہ مرنے لگا تو اپنے لوگوں سے بولا کہ بعد مرنے کے مجھے جلانا اور میری راکھ کے دو حصے کر کے ایک حصہ خشکی میں ڈال دینا اور ایک حصہ دریا میں اس لیے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پالیا تو ایسا عذاب کرے گا کہ سارے جہان میں ویسا عذاب کسی کو نہ کرے گا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے لوگوں نے ایسا ہی کیا اللہ جل جلالہ نے خشکی کو حکم دیا اس نے تمام راکھ اکٹھی کر دی پھر دریا کو حکم کیا اس نے بھی اکٹھی کر دی بعد اس کے اللہ جل جلالہ نے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا وہ بولا تیرے خوف سے اسے پروردگار! اور خوب جانتا ہے پس بخش دیا اس کو اللہ جل جلالہ نے۔

۵۶۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَاؤُهُ يَهُودًا نَحْنَهُ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ كَمَا تَنْتَاجُ الْإِبِلُ مِنَ بَهِيمَةِ جَمْعَاءَ هَلْ تَحْسُبُ فِيهَا مِنْ جَذَعَاءَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ قَالَ اللَّهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بچہ پیدا ہوتا ہے دین اسلام پر پھر ماں باپ اس کے اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے ہیں جیسے اونٹ پیدا ہوتا ہے صحیح سلامت جانور سے بھلا اس میں کوئی کتکتا بھی ہوتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بچے چھوٹے پن میں مرجائیں ان کا کیا حال ہوگا فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں بڑے ہو کر۔

فائدہ: یعنی آدمی جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی طبیعت قابل ہوتی ہے ہدایت کے مگر ماں باپ کی صحبت سے جس دین پر وہ ہوتے ہیں اسی طریقہ پر وہ بھی ہو جاتا ہے۔ پھر لوگ اس کے کان کاٹ کر کنا کر دیتے ہیں وہ تو صحیح الاعضاء پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے ان کا حال معلوم نہیں تو نہ ان کو جنتی کہہ سکتے ہیں نہ دوزخی شاید یہ حدیث کافروں کے بچوں میں ہے ورنہ مسلمانوں کے بچے جنتی ہیں بہ اجماع علماء کافروں کے بچوں میں علماء کا بہت اختلاف ہے۔ اس میں دس قول ہیں ذکر کیا ان کو زرقانی نے بعضوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہیں چاہے جنتی کرے چاہے دوزخی بعضوں کے نزدیک اپنے والدین کے تابع ہیں بعضوں کے نزدیک جنت اور دوزخ کے بیچ میں رہیں گے بعضوں کے نزدیک جنتیوں کے خادموں ہوں گے۔ بعضوں کے نزدیک خاک ہو جائیں گے۔ بعضوں کے نزدیک جہنم میں جائیں گے۔ بعضوں کے نزدیک ان کا آخرت میں امتحان ہوگا۔ بعضوں کے نزدیک ان میں توقف ہے۔ امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے بعضوں کے نزدیک زبان کو اس مسئلہ میں روکنا چاہیے بعضوں کے نزدیک جنت میں جائیں گے واللہ اعلم۔ (زرقانی) غلطی نہ رہے کہ توقف کرنا

(۵۶۶) بخاری (۱۳۵۹) کتاب الجنائز: باب اذا أسلم الصبي فعات هل يصلى عليه، مسلم (۲۶۵۸)

ابو داؤد (۴۷۱۴) ترمذی (۲۱۳۸) أحمد (۲۳۳/۲)۔

اور زبان کو روکنا دونوں ایک ہیں فرق کرنا ان میں مشکل ہے۔ (ہکذا فی فتح الباری)

۵۶۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے شخص کی قبر کے سامنے سے نکل کر کہے گا کاش کہ میں اس کی جگہ قبر میں ہوتا۔

فائدہ: یہ سب ظاہر ہو جانے فتنوں کے اور زوالِ دین کے خوف سے یا معاصی کے ظہور سے اور کثرتِ فسق و فجور سے یا بلیات اور مصائب کی کثرت سے۔

۵۶۸۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رُبَيْعٍ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرِيحٌ مِنْهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرِيحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنَ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالِدَوَابُّ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا ایک جنازہ تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستریح ہے یا مستراح منہ۔ صحابہ نے پوچھا مستریح کسے کہتے ہیں اور مستراح منہ کسے کہتے ہیں؟ فرمایا بندہ مومن مستریح ہے یعنی جب مر جاتا ہے تو دنیا کی تکلیفوں اور اذیتوں سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں راحت پاتا ہے اور بندہ فاسق مستراح منہ ہے جب وہ مر جاتا ہے تو لوگوں کو، بستیوں کو اور درختوں کو اور جانوروں کو اس سے راحت ہوتی ہے۔

فائدہ: اس واسطے کہ وہ اپنی زندگی میں لوگوں پر ظلم کرتا تھا شہروں کو، بستیوں کو اجاڑتا تھا۔ درختوں کو کاٹتا تھا۔ جانوروں سے طاقت سے زیادہ محنت لیتا تھا۔

۵۶۹۔ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ وَمَرَّ بِجَنَازَتِهِ ذَهَبَتْ وَلَمْ تَلْبَسْ مِنْهَا بَشِيءٌ۔

حضرت ابو النضر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گزرا ان پر جنازہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

(۵۶۷) بخاری (۷۱۱۵) کتاب الفتن: باب لا تقوم الساعة حتى يغبط أهل القبور 'مسلم (۱۵۷)

أحمد (۶۹۶/۵) (۲۲۹۰۳)۔

(۵۶۸) بخاری (۶۵۱۲) کتاب الرقاق: باب سكرات الموت 'مسلم (۹۵۰) نسائی (۱۹۳۰)

أحمد (۲۹۶/۵)۔

(۵۶۹) أبو نعيم في حلية الأولياء (۱۰۵/۱)۔

کتاب الصیام

کتاب روزوں کے بیان میں

باب ما جاء في رؤية الهلال
للصيام والفطر في رمضان
رمضان کا چاند دیکھنے کا بیان اور رمضان
میں روزہ افطار کرنے کا بیان

۵۷۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهَيْلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدُرُوا لَهُ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا رمضان کا تو فرمایا نہ روزہ رکھو تم یہاں تک کہ چاند دیکھو رمضان کا اور نہ روزے موقوف کرو یہاں تک کہ چاند دیکھو شوال کا سوا اگر چاند چھپ جائے ابر سے پس گن لو دن رمضان کے۔

فائدہ: یعنی تیس دن پورے کرلو۔

۵۷۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهَيْلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدُرُوا لَهُ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مہینہ اسی روز کا ہوتا ہے تو نہ روزہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھو اور نہ روزہ موقوف کرو جب تک چاند نہ دیکھو پس اگر ابر ہو تو شمار کرلو۔

فائدہ: یعنی تیس دن پورے کرلو جب ابر ہو تو رمضان کے چاند کے واسطے ایک گواہ عادل یا دو گواہ کافی ہیں اور شوال کے چاند کے واسطے دو گواہ ضروری ہیں۔ یہ ابوحنیفہ اور شافعی علیہما الرحمۃ کا قول ہے اور امام احمد اور مالک کے نزدیک رمضان کے چاند کے واسطے بھی دو گواہ ضروری ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

(۵۷۲) بخاری (۱۹۰۶) کتاب الصوم: باب قول النبی اذا رأیت الهلال فصوموا مسلم (۱۰۸۰)

نسائی (۲۱۲۱) ابن ماجہ (۱۶۵۴) أحمد (۶۳/۲) (۵۲۹۴)۔

(۵۷۳) بخاری (۱۹۰۷) کتاب الصوم: باب قول النبی اذا رأیت الهلال فصوموا مسلم (۱۰۸۰) أبو

داود (۲۳۲۰) أحمد (۵/۲) (۴۴۸۸) دارمی (۱۶۹۰)۔

۵۷۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهَيْلَالَ وَلَا تَفْطُرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَتْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ۔

KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کر کے نہ روزہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور نہ روزے موقوف کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اگر ابرہہ ہو تو تیس روزے پورے کر لو۔

۵۷۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْهَيْلَالَ رُئِيَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ بَعْشِيٍّ فَلَمْ يُفْطِرْ عُثْمَانُ حَتَّى أَمْسَى وَغَابَتِ الشَّمْسُ۔

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں چاند دکھائی دیا۔ تیسرے پہر کو تو روزہ نہ توڑا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہ شام ہو گئی اور آفتاب ڈوب گیا۔

فائدہ: کیونکہ یہ چاند گزشتہ رات کا نہ تھا بلکہ آئندہ رات کا تھا البتہ اگر قبل زوال کے دکھائی دے تو گزشتہ رات کا ہے بعضوں کے نزدیک اور بعضوں کے نزدیک آئندہ رات کا ہے یہی صحیح ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص اکیلا آپ ہی رمضان کا چاند دیکھے وہ روزہ رکھے اس لیے کہ اس کو افطار کرنا درست نہیں جب وہ جانتا ہے کہ یہ دن رمضان کا ہے اور جس نے آپ ہی شوال کا چاند دیکھا وہ روزہ نہ توڑے اس واسطے کہ لوگ بدنام کریں گے کہ ہم میں سے وہ شخص جس کا اعتبار نہیں ہے روزہ نہیں رکھتا اور جب ان لوگوں پر چاند ہونا کھل جائے تو کہے کہ میں نے چاند دیکھا تھا اور جس نے دن ہی سے شوال کا چاند دیکھا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ تمام کر لے اس لیے کہ وہ چاند اس رات کا ہے جو آنے والی ہے۔

فائدہ: مگر میں نے نہیں کہا۔ یہ قول ابوحنیفہ اور احمد کا ہے اور شافعی اور ابو ثور کے نزدیک روزہ نہ رکھے البتہ اگر تہمت کا خوف ہو تو رکھے مگر نیت افطار کی رکھے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر لوگوں نے عید کے روز روزہ رکھا اس گمان سے کہ وہ رمضان کا دن ہے پھر ایک معتبر آیا اور اس نے کہا کہ تمہارے روزہ رکھنے سے پیشتر ایک روز چاند دکھائی دیا اور یہ دن اکتیسواں ہے تو وہ روزہ توڑ ڈالیں جس وقت ان کو خبر پہنچے مگر جب زوال ہو گیا ہو تو نماز عید کی نہ پڑھیں۔

فائدہ: اس روز بلکہ دوسرے روز پڑھیں اگر قبل زوال کے خبر پہنچے تو روزہ توڑ کر عید کی نماز پڑھ لیں۔

(۵۷۴) أبو داود (۲۳۲۸) کتاب الصوم: باب فی التقدیم، ترمذی (۶۸۸) نسائی (۲۱۳۰) أحمد

(۶۶۲/۱) (۱۹۸۵) دارمی (۱۶۸۶)۔

(۵۷۵) شافعی فی الام (۹۵/۲)۔

باب من أجمع الصيام قبل الفجر فجر سے پہلے روزہ کی نیت کا بیان

۵۷۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَصُومُ إِلَّا مَنْ أَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا روزہ کسی شخص کا درست نہیں ہوتا جب تک کہ نیت نہ کرے قبل صبح

صاوق کے۔

فائدہ: خواہ رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا یہی مذہب مشہور اور صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک نفل روزے کی نیت زوال کے قبل درست ہے۔

۵۷۷۔ عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذَلِكَ -

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

باب ما جاء في تعجيل الفطر روزه جلد افطار کرنے کا بیان

۵۷۸۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ -

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ اچھے رہیں

گے اپنے دین میں جب تک روزہ جلدی افطار کریں گے۔

فائدہ: یعنی جب آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جائے دیکھنے سے یا شہادت سے تو روزہ کھولنے میں دیر نہ کرے

الوداؤد اور ابن خزیمہ نے زیادہ بیان کیا اس لیے کہ یہود اور نصاریٰ دیر کرتے ہیں روزہ کھولنے میں تارے دکھائی دینے تک

یہ حکم استحبائی ہے اگر کوئی قصداً تاخیر کو افضل سمجھ کر دیر کرے گا تو مکروہ ہے اور یہ سمجھ کر تاخیر کرے کہ روزہ پورا ہو گیا غروب

آفتاب سے تو مکروہ نہیں ہے افسوس ہے اس زمانے میں برعکس معاملہ ہو گیا سحری کھانے میں دیر کرنا چاہیے۔ اس کو جلدی

بہت رات ہوتے ہوئے کھا لیتے اور روزہ جلد کھولنا چاہیے اس میں دیر کرتے ہیں اسی واسطے اُن کا دین اچھا نہ رہا یہ پتہ نشین

گوئی آپ کی ٹھیک ہوئی۔

(۵۷۶) نسائی (۲۳۴۳) کتاب الصیام: باب ذکر اختلاف الناقلین لخبر حفصة في ذلك، بيهقي

(۲۰۲/۴) رقم (۷۹۱۰)۔

(۵۷۷) نسائی (۲۳۴۱) کتاب الصیام: باب ذکر اختلاف الناقلین لخبر حفصة في ذلك، بيهقي

(۲۰۲/۴ - ۲۰۳) رقم (۷۹۱۱)۔

(۵۷۸) بحاری (۱۹۵۷) کتاب الصوم: باب تعجيل الافطار، مسلم (۱۰۹۸) ترمذی (۶۹۹) ابن

ماجه (۱۶۹۷) أحمد (۳۳۱/۵) (۲۳۱۹۰) دارمی (۱۶۹۹)۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص بولا رسول اللہ ﷺ سے اور آپ ﷺ کھڑے ہوئے تھے دروازہ پر اور میں سن رہی تھی اے رسول اللہ! صبح ہو جاتی ہے اور میں جب ہوتا ہوں روزہ کی نیت سے تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں بھی جب ہوتا ہوں اور صبح ہو جاتی ہے روزہ کی نیت سے تو میں غسل کرتا اور روزہ رکھتا ہوں بولا وہ شخص یا رسول اللہ! آپ کا کیا کہنا آپ ﷺ ہم جیسے تھوڑی ہیں اللہ جل جلالہ نے آپ ﷺ کے اگلے اور پچھلے گناہ سب بخش دیئے تو غصے ہوئے رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ جاننے والا پرہیز گاری کی باتوں کو میں ہوں گا۔

فائدہ: اس واسطے کہ وہ اس فعل کو خاصہ آپ ﷺ کا سمجھا حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ امر درست ہے دوسرے یہ بات ہے کہ وہ یہ سمجھا کہ آنحضرت ﷺ بوجہ مغفرت گناہوں کے بے خوف ہیں حالانکہ ایسا نہ تھا۔

فائدہ: اس لیے کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ مقرب تھے خداوند کریم کے اور جس قدر آدمی زیادہ مقرب ہو اسی قدر اس کو احتیاط کرنی پڑتی ہے۔

۵۸۲۔ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمَا قَالَتَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ حُنْبًا مِنْ جَمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ يَصُومُ۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب رتے تھے جماع سے نہ احتلام سے اور صبح ہو جاتی تھی رمضان میں پھر روزہ رکھتے تھے۔

فائدہ: احتلام پیغمبروں کو نہیں ہوتا کیونکہ احتلام شیطان کے زر سے ہے اور پیغمبروں پر شیطان کا بس نہیں چلتا اور بعضوں کے نزدیک پیغمبروں کو بھی احتلام ہوتا ہے لیکن پہلا مذہب بہت مشہور ہے۔ (زرقاتی)

۵۸۳۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ كُنْتُ أَنَا وَأَبِي عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فَذَكَرَ لَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ أَصْبَحَ حُنْبًا أَفْطَرَ ذَلِكَ الْيَوْمَ فَقَالَ مَرْوَانُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ لَتَدَّهَيْنَ إِلَى أُمِّي الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ فَلْتَسْأَلَنَّهُمَا عَنْ ذَلِكَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَذَهَبَتْ مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّا كُنَّا عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَذَكَرَ لَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ أَصْبَحَ حُنْبًا أَفْطَرَ ذَلِكَ الْيَوْمَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أترغب عما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع

(۵۸۲) بخاری (۱۹۲۵، ۱۹۲۶) کتاب الصوم: باب الصائم یصبح حنبا، مسلم (۱۱۰۹) أبو داود (۲۳۸۸) ترمذی (۷۷۹) نسائی (۱۸۳) ابن ماجہ (۱۷۰۴) أحمد (۲۴۵۶) (۲۶۶۱۰) دارمی (۱۶۲۵)۔

فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَا وَاللَّهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ اِخْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ ذَلِكَ الْيَوْمَ قَالَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتَّى جِئْنَا مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَذَكَرَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ مَا قَالَتْ فَقَالَ مَرْوَانُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ لَتَرْكِبَنَّ ذَاتِي فَإِنِّي بِهَا بِالْبَابِ فَلْتَذْهَبَنَّ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنَّهُ بَارِضُهُ بِالْعَقِيقِ فَلْتُخْبِرَنَّهُ ذَلِكَ فَرَكِبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَرَكِبْتُ مَعَهُ حَتَّى أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَتَحَدَّثَ مَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ سَاعَةً ثُمَّ ذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا عِلْمَ لِي بِذَلِكَ إِنَّمَا أَخْبَرْتَنِي بِهِ مُخْبِرٌ۔

ابو بکر بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ میں اور میرے باپ عبد الرحمن دونوں بیٹھے تھے مروان بن الحکم کے پاس اور مروان ان دونوں میں حاکم تھے مدینہ کے۔ تو ان سے ذکر کیا گیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص جب ہو اور صبح ہو جائے تو اس کا روزہ نہ ہوگا مروان نے کہا قسم دیتا ہوں تم کو اے عبد الرحمن! تم جاؤ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور پوچھو ان سے یہ مسئلہ تو گئے عبد الرحمن اور گیا میں ساتھ ان کے یہاں تک کہ پہنچے ہم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو سلام کیا ان کو عبد الرحمن نے پھر کہا ام المومنین ہم بیٹھے تھے مروان بن الحکم کے پاس ان سے ذکر ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس شخص کو صبح ہو جائے اور وہ جب ہو تو اس کا روزہ نہ ہوگا فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا نہیں ہے جیسا کہ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اے عبد الرحمن! کیا تو نہ پھیرتا ہے اس کام سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ کہا عبد الرحمن نے نہیں قسم خدا کی! فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے میں گواہی دیتی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ ان کو صبح ہو جاتی تھی اور وہ جب ہوتے تھے جماع سے نہ احتلام سے پھر روزہ رکھنے اس دن کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر نکلے ہم یہاں تک کہ پہنچے ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور پوچھا ہم نے ان سے اس مسئلہ کو انہوں نے کیا کہی کہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو ہریرہ نے پھر نکلے ہم اور آئے مروان بن الحکم نے پاس ان سے عبد الرحمن نے بیان کیا قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تو کہا مروان نے قسم دیتا ہوں تم کو اے ابو محمد تم سوار اور کرجاد میرے جانور پر جو روزہ پر ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس کیونکہ وہ اپنی زمین میں ہے یہیں میں اور اطلاع کرو ان کو اس مسئلہ سے تو سوار ہوئے عبد الرحمن اور میں بھی ان کے ساتھ سوار ہوا یہاں تک کہ آئے ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تو ایک ساعت تک باتیں کیں ان سے عبد الرحمن نے پھر بیان کیا ان سے اس مسئلہ کو تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے علم نہیں تھا اس مسئلہ کا بلکہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا تھا۔

فائدہ: متفق ایک مقام ہے جو حضور کے قاصد پر ہے مدینہ سے۔

فائدہ: متفق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باوجود اس مسئلہ کے کہ اس وقت تک کہ اس مسئلہ غلط ہوئی۔

۵۸۴۔ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمَا قَالَتَا إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصْبِحَ جُنْبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ -
 ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ہوتے تھے جماع سے نہ احتلام سے اور صبح تھی پھر روزہ رکھتے تھے۔

باب ما جاء في الرخصة في روزه دار کو بوسہ لینے کی اجازت کا بیان القبلة للصائم

۵۸۵۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا قَبِلَ امْرَأَتَهُ وَهُوَ صَائِمٌ فِي رَمَضَانَ فَوَجَدَ مِنْ ذَلِكَ وَجَدًا شَدِيدًا فَأَرْسَلَ امْرَأَتَهُ تَسْأَلُ لَهُ عَنْ ذَلِكَ فَدَخَلَتْ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهَا فَأَخْبَرَتْهَا أَنَّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَرَجَعَتْ فَأَخْبَرَتْ زَوْجَهَا بِذَلِكَ فَزَادَهُ ذَلِكَ شَرًّا وَقَالَ لَسْنَا مِثْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ يُحِلُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ ثُمَّ رَجَعَتْ امْرَأَتُهُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَوَجَدَتْ عِنْدَهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِهَذِهِ الْمَرْأَةِ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَخْبَرْتِيهَا أَنِّي أَفْعَلُ ذَلِكَ فَقَالَتْ قَدْ أَخْبَرْتِيهَا فَذَهَبَتْ إِلَى زَوْجِهَا فَأَخْبَرَتْهُ فَزَادَهُ ذَلِكَ شَرًّا وَقَالَ لَسْنَا مِثْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ يُحِلُّ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَا تَفْقَأُكُمْ لِلَّهِ وَأَعْلَمُكُمْ بِحُدُودِهِ -

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بوسہ دیا اپنی عورت کو اور وہ روزہ دار تھا رمضان میں سو اس کو بزار نے ہوا اور اس نے اپنی عورت کو بھیجا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تاکہ پوچھے اُن سے اس مسئلہ کو تو آئی وہ عورت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور بیان کیا اُن سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ ﷺ بوسہ لیتے ہیں روزے میں تب وہ اپنے خاوند کے پاس گئی اور اس کو خبر دی پس اور زیادہ رنج ہوا اس کے خاوند کو اور کہا اس نے ہم رسول اللہ ﷺ کے سے نہیں ہیں۔ اللہ اپنے رسول کے لیے جو چاہتا ہے حلال کر دیتا ہے پھر آئی اس کی عورت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی وہیں موجود ہیں سو پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کیا ہوا اس عورت کو تو بیان کیا آپ ﷺ سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے۔ سو فرمایا آپ ﷺ نے تو نے کیوں نہ کہہ دیا اس سے کہ میں

بھی یہ کام کرتا ہوں (یعنی روزہ میں بوسہ لیتا ہوں) اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہہ دیا لیکن وہ گئی اپنے خاوند کے پاس اور اس کو خبر کی سواں کو اور زیادہ رنج ہوا اور وہ بولا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے نہیں ہیں حلال کرتا ہے اللہ جل جلالہ جو چاہتا ہے اپنے رسول کے لیے۔ غصہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم خدا کی میں تم سب سے زیادہ ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور تم سب سے زیادہ پہچانتا ہوں اس کی حدوں کو۔

فائدہ: اس خیال سے کہ شاید بڑا گناہ ہے۔

فائدہ: یعنی فرائض اور ارکان دین اور حلال و حرام کو تم سب سے زیادہ پہچانتا ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوسہ لینا جو ان اور بوڑھے دونوں کو درست ہے لیکن جو ان کو جب مکروہ ہے کہ خوف جماع کا ہو۔ اگر صرف بوسہ پر اس نے قناعت کی تو روزے میں کچھ نقصان نہیں البتہ اگر انزال ہو گیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔

۵۸۶۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقْبَلُ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَضَحَّكَ -

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیتے تھے اپنی بعض بیویوں کو اور وہ روزہ دار ہوتے تھے پھر ہنستی تھیں۔

فائدہ: اس لیے کہ بعض بیویوں سے وہی خود آپ مراد تھیں لیکن بوسہ شرم کے تصریح نہیں کرتی تھیں۔

۵۸۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَاتِكَةَ ابْنَةَ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ امْرَأَةَ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ كَانَتْ تُقْبَلُ رَأْسَ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَا يَنْهَاهَا -

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عاتکہ رضی اللہ عنہا بیوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بوسہ دیتی تھیں سر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزہ دار ہوتے تھے لیکن ان کو منع نہیں کرتے تھے۔

۵۸۸۔ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا زَوْجُهَا هُنَالِكَ وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْخُلَ مِنْ أَهْلِكَ فَتَقْبَلَهَا وَتَلَاعِبَهَا فَقَالَ أَقْبَلَهَا وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَتْ نَعَمْ -

(۵۸۶) بخاری (۱۹۲۸) کتاب الصوم: باب القبلة للصائم، مسلم (۱۱۰۶) أبو داود (۲۳۸۲) ترمذی (۷۲۹) نسائی فی الكبرى (۳۰۵۳) ابن ماجہ (۱۶۸۴) أحمد (۲۰۷/۶) دارمی (۱۷۲۲)۔

(۵۸۷) ابن سعد (۲۶۶/۸)۔

(۵۸۸) عبدالرزاق (۱۸۳/۴) رقم (۷۴۱۱)۔

حضرت عائشہ بنت طلحہ سے روایت ہے کہ وہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھیں اتنے میں ان کے خاوند عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق (مجتبے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) آئے اور وہ روزہ دار تھے تو کہا ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تم کیوں نہیں جاتے اپنی بی بی کے پاس بوسہ لو ان کا اور کھیلو ان سے۔ تو کہا عبداللہ نے بوسہ لوں میں ان کا اور میں روزہ دار ہوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں۔

۵۸۹۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ أَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ وَسَعْدَ بْنَ اَبِي وَقاصٍ كَانَا يُرْحَصَانِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ۔
حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما روزہ دار کو اجازت دیتے تھے بوسہ کی۔

باب ما جاء في التشديد في القبلة للصائم روزہ دار کو بوسہ کی ممانعت کا بیان

۵۹۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ إِذَا ذَكَرَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ وَهُوَ صَائِمٌ تَقُولُ وَيَأْتِكُمْ أَمْلَكُ لِنَفْسِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امام مالک کو پہنچا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا جب بیان کرتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے روزہ میں تو فرماتیں کہ تم میں سے کون زیادہ قادر ہے اپنے نفس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔
فائدہ: یعنی تم لوگوں کو بوسہ سے بچنا چاہیے اس لیے کہ نفس تمہارا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہشام بن عروہ نے کہا کہ عروہ بن زبیر نے روزہ دار کو بوسہ لینا اچھے کام کی طرف نہیں لے جاتا۔

۵۹۱۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنِ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ فَأَرْحَصَ فِيهَا لِلشَّيْخِ وَكَرِهَهَا لِلشَّابِّ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا روزہ دار کو بوسہ لینا کیسا ہے تو اجازت دی بوڑھے کو اور مکروہ رکھا جوان کے لیے۔

(۵۸۹) عبدالرزاق (۷۴۲۱) ابن ابی شیبہ (۹۳۹۴)۔

(۵۹۰) بخاری (۱۹۲۷) کتاب الصوم: باب المباشرة للصائم، مسلم (۱۱۰۶) أبو داؤد (۲۳۸۲)

ترمذی (۷۲۹) نسائی فی الكبرى (۳۰۵۵) ابن ماجہ (۱۶۸۴) أحمد (۴۴۱۶)۔

(۵۹۱) عبدالرزاق (۷۴۱۸) ابن ابی شیبہ (۹۴۳۲) بیہقی (۲۳۲۱/۴) (۸۰۸۷)۔

۵۹۲۔ عَنْ نَافِعِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْقِبْلَةِ وَالْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منع کرتے تھے روزہ دار کو بوسہ اور مباشرت سے۔

باب ما جاء في الصيام في السفر

سفر میں روزہ رکھنے کا بیان

۵۹۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكُدَيْدَ ثُمَّ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ وَكَانُوا يَأْخُذُونَ بِالْأَحْذِثِ فَأَلْأَحْذِثِ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو جس سال مکہ فتح ہوا رمضان میں تو روزہ رکھا یہاں تک کہ پہنچے کدید کو۔ پھر افطار کیا تو لوگوں نے بھی افطار کیا اور صحابہ کا یہ قاعدہ تھا کہ نئے کام کو لیتے تھے پھر اس سے نئے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں میں۔

فائدہ: کدید ایک مقام ہے سات منزل پر دینہ سے وہاں سے مکہ تین منزل رہ جاتا ہے۔

فائدہ: یعنی اس فعل پر عمل کیا کرتے تھے جو جدید ہوتا تھا اور قدیم کو چھوڑ دیتے تھے پھر جدید کے بعد دوسرا کام جو اس سے بھی جدید ہوتا اس پر عمل کرتے۔ کدید پر جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھول ڈالا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی روزہ کے شاق ہونے کی لوگوں پر۔

۵۹۴۔ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ النَّاسَ فِي سَفَرِهِ عَامَ الْفَتْحِ بِالْفِطْرِ وَقَالَ تَقَوُّوا لِعَدْوِكُمْ وَصَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ الَّذِي حَدَّثَنِي لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُرْجِ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهِ مِنَ الْعَطَشِ أَوْ مِنَ الْحَرِّ ثُمَّ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ طَائِفَةً مِنَ النَّاسِ قَدْ صَامُوا حِينَ صُمْتَ قَالَ فَلَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْكُدَيْدِ دَعَا بِقَدَحٍ فَفَشْرَبَ فَأَفْطَرَ النَّاسَ -

(۵۹۲) عبد الرزاق (۷۴۲۳، ۷۴۳۸) ابن ابی شیبہ (۹۴۱۳) بیہقی (۲۳۲/۴) (۸۰۸۹)۔

(۵۹۳) بخاری (۱۹۴۴) کتاب الصوم: باب اذا صام انا ما من رمضان ثم سافر مسلم (۱۱۱۳)

نسائی (۲۲۸۷) أحمد (۲۱۹/۱) (۱۸۹۲) دارمی (۱۸۰۸)۔

(۵۹۴) أبو داود (۲۳۱۵) کتاب الصوم: باب الصائم يصب عليه الماء من العطش أحمد (۴۷۵/۳)

بعض صحابہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا لوگوں کو سفر میں جس سال مکہ فتح ہوا ہے روزہ نہ رکھنے کا۔ فرمایا آپ ﷺ نے تاکہ تم قوی رہو دشمن کے مقابلہ میں اور روزہ رکھا رسول اللہ ﷺ نے کہا ابو بکر بن عبد الرحمن نے مجھ سے بیان کیا اس صحابی نے جس نے حدیث بیان کی مجھ سے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو عرج میں کہ پانی ڈالا جاتا تھا آپ کے سر پر پیاس کی وجہ سے یا گرمی کی وجہ سے۔ پھر کہا گیا رسول اللہ ﷺ سے کہ بعض لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہے آپ کے روزہ رکھنے کے سبب سے تو جب پہنچے رسول اللہ ﷺ کہ دید میں ایک پیالہ پانی کا منگایا اور پانی پیا تب لوگوں نے بھی روزہ کھول ڈالا۔

۵۹۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ سَافَرَ نَاعِمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْجَبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے سفر کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں تو تعجب کیا روزہ دار نے روزہ کھولنے والے پر اور نہ بے روزہ دار نے روزہ دار پر۔
فائدہ: اس واسطے کہ دونوں امر درست ہیں۔

۵۹۶۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرِوَةَ الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ أَصُومُ أَفْصُومًا فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شَيْئًا فَصُمُّ وَإِنْ شَيْئًا فَأَفْطِرْ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ سے میں روزہ رکھا کرتا ہوں تو کیا روزہ رکھوں سفر میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا جی چاہے تو روزہ رکھ چاہے نہ رکھ۔

۵۹۷۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍوَةَ كَانَ لَا يَصُومُ فِي السَّفَرِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روزہ نہیں رکھتے تھے سفر میں۔

۵۹۸۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ فِي رَمَضَانَ وَتُسَافِرُ مَعَهُ فَيَصُومُ عُرْوَةَ

(۵۹۵) بخاری (۱۹۴۷) کتاب الصوم: باب لم يعجب أصحاب النبي بعضهم بعضا في الصوم، مسلم (۱۱۱۸) أبو داود (۲۴۰۵)۔

(۵۹۶) بخاری (۱۹۴۳) کتاب الصوم: باب الصوم في السفر والافطار، مسلم (۱۱۲۱) أبو داود (۲۴۰۲) ترمذی (۷۱۱) نسائی (۲۳۰۶) ابن ماجہ (۱۶۶۲) أحمد (۴۶/۶) (۲۴۷۰۰) دارمی (۱۷۰۷)۔

(۵۹۷) عبد الرزاق (۴۴۷۵) ابن أبي شيبة (۸۹۷۰)۔

(۵۹۸) عبد الرزاق (۵۶۸/۲) رقم (۴۴۸۹)۔

www.KitaboSunnat.com

وَنُفِطِرُ نَحْنُ فَلَا يَأْتِرُنَا بِالصِّيَامِ -

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر سفر کرتے تھے رمضان میں اور ہم سفر کرتے تھے ساتھ ان کے تو روزہ رکھتے تھے عروہ اور ہم نہ رکھتے تھے سو ہم کو حکم نہیں کرتے تھے روزہ رکھنے کا۔

باب يفعل من قدم من سفر او
جو شخص رمضان میں سفر سے آئے یا سفر کو
جائے اس کا بیان
ارادہ فی رمضان

۵۹۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فِي رَمَضَانَ فَعَلِمَ أَنَّهُ دَاخِلَ الْمَدِينَةِ مِنْ أَوَّلِ يَوْمِهِ دَخَلَ وَهُوَ صَائِمٌ -

امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب رمضان میں سفر میں ہوتے پھر ان کو معلوم ہوتا کہ آج کے روزہ میں داخل ہوں گے دوپہر سے اول تو روزہ رکھ کر داخل ہوتے۔

فائدہ: اگر قبل فجر کے شہر میں داخل ہو جائے تو روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے ورنہ مستحب ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص سفر میں ہو اور اس کو معلوم ہو جائے کہ میں سویرے داخل ہو جاؤں گا شہر میں پھر راہ میں اس کو صبح ہو گئی تو روزہ رکھ کر داخل ہو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اور جب رمضان میں سفر کرنے کا ارادہ کرے اور شہر ہی میں اس کو صبح ہو جائے تو وہ اس روزہ رکھے۔

فائدہ: وجوباً یہ قول امام مالک اور شافعی اور امام اعظم کا ہے۔ اور امام احمد اور اسحاق کے نزدیک روزہ نہ رکھنا اس کو درست ہے لیکن جب باہر شہر کے ہو جائے تو روزہ کھولے اگر شہر ہی میں کھول ڈالے تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔ بالاتفاق ہمارے مشائخ کا عمل اس پر ہے کہ جب کوئی شخص سفر کو جائے تو اس کو اختیار ہے خواہ اس روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص سفر میں سے آئے اور اس کو روزہ نہ ہو اور عورت بھی اس کی روزہ سے نہ ہو مثلاً حیض سے اس روز پاک ہوئی ہو تو اس کے خاوند کو جہاں کرنا درست ہے اگر چاہے۔

باب كفارة من أفطر في
رمضان
جو شخص رمضان کا روزہ قصد اتوڑ
ڈالے اس کے کفارہ کا بیان

۶۰۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

(۶۰۰) بخاری (۱۹۳۶) کتاب الصوم: باب اذا جامع في رمضان ولم يكن له شيء فتصدق عليه
مسلم (۱۱۱۱) أبو داود (۲۳۹۲) ترمذی (۷۲۴) نسائی فی الکبری (۳۱۱۵) ابن ماجه
(۱۶۷۱) أحمد (۲۴۱/۲) (۷۲۸۸) دارمی (۱۷۱۶)۔

يُكْفَرُ بِعَرَقِ رَقَبَةٍ أَوْ صِيَامِ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ أَوْ إِطْعَامِ سِتِّينَ مِسْكِينًا فَقَالَ لَا أَحَدٌ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ تَمْرٍ فَقَالَ خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَحَدٌ أَحْوَجَ مِنِّي فَصَحَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أُنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ كُفُّهُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے روزہ توڑ ڈالا اور رمضان میں تو حکم کیا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بردہ (غلام) آزاد کرنے کا یا دو مہینے روزہ رکھنے کا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا سوا اس نے کہا مجھ سے یہ کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اتنے میں ایک ٹوکرا کھجور کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیا اور کہا کہ اس کو صدقہ کر دے۔ وہ شخص بولا یا رسول اللہ مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھیاں کھل گئیں پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہی کھالے اس کو۔

فائدہ: پھر جب اس کو خدادے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور بعض نے کہا کہ یہ حکم خاص تھا اس شخص کے لیے اور اس کے ذمہ سے کفارہ سا قطن ہوگا۔ اگر تینوں کاموں کے مقدور نہ ہو تو جب مقدور ہو انتظار کرے اور بعض نے کہا کہ جس شخص کا یہ حال ہے اس کا حکم بھی یہی ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا۔ (واللہ اعلم)

٦٠١ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُ نَحْرَهُ وَيَنْتِفِ شَعْرَهُ وَيَقُولُ هَلْكَ الْأَبْعَدُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ فَقَالَ أَصَبْتُ أَهْلِي وَأَنَا صَائِمٌ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَعْتِقَ رَقَبَةً فَقَالَ لَا فَقَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُهْدِيَ بَدَنَةً قَالَ لَا قَالَ فَاجْلِسْ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ تَمْرٍ فَقَالَ خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ مَا أَحَدٌ أَحْوَجَ مِنِّي فَقَالَ كُفُّهُ وَصَمَّ يَوْمًا مَكَانَ مَا أَصَبْتُ -

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا سینہ کوتا ہوا اور بال نوچتا ہوا اور کہتا تھا ہلاک ہوا وہ شخص جو دور ہے نیکیوں سے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہوا؟ بولا میں نے صحبت کی اپنی بی بی سے رمضان کے روزہ میں۔ تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک بردہ (غلام) آزاد کر سکتا ہے بولا نہیں۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ یا گائے بدی کر سکتا ہے۔ بولا نہیں۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ اتنے میں ایک ٹوکرا کھجور کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے اور صدقہ کر۔ وہ بولا مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھالے اس کو اور ایک روزہ رکھ لے اس دن کے بدلے میں جس دن تو نے یہ کام کیا ہے۔

فائدہ: (بڑی کر سکتا ہے) یعنی قربانی کے لیے حرم بھیج سکتا ہے یہ جملہ عطا کی روایت سے ہے اس کو غلط کہا محمد شین نے صحیح یہ ہے کہ دو مہینے پے درپے روزہ رکھ سکتا ہے جیسا اور ہر شیوں میں ہے اور اس پر اجماع ہے مجتہدین کا کہ بردہ آزاد کرے اگر اس پر قدرت نہ رکھے تو دو مہینے لگا تا روزے رکھے اگر اس پر قدرت نہ رکھے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔
مگر حسن بصری نے اس روایت پر بھی فتویٰ دیا ہے۔ (زرقاتی)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قضا روزہ کی کفارہ سے جدا گانا لازم ہے اور یہی قول ہے ائمہ اربعہ اور جمہور کا اور بعضوں کے نزدیک جب کفارہ لازم ہو تو قضا ساقط ہے۔ (زرقاتی)

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہا عطاء نے پوچھا میں نے سعید بن مسیب سے کتنی کھجور ہوگی اس کو کرے میں بولے پندرہ صاع سے لے کر بیس صاع تک۔

فائدہ: یعنی ایک سو بیس رطل سے لے کر ایک سو آٹھ رطل تک کیونکہ ایک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔

مسئلہ: کہا امام مالک نے سنائیں نے اہل علم سے کہتے تھے جو شخص رمضان کی قضا کا روزہ توڑ ڈالے جماع سے یا اور کسی امر سے تو اس پر یہ کفارہ نہیں ہے بلکہ اس پر قضا ہے اس دن کی اور یہ قول بہت پسند ہے مجھ کو۔

باب حجامۃ الصائم

روزہ دار کو چھپنے لگانے کا بیان

۶۰۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ قَالَ ثُمَّ تَرَكَ ذَلِكَ بَعْدَ فَكَّانٍ إِذَا صَامَ لَمْ يَحْتَجِمِ حَتَّى يُفْطِرَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ چھپنے لگاتے تھے روزے میں پھر اس کو چھوڑ دیا تو جب روزہ دار ہوتے چھپنے نہ لگاتے یہاں تک کہ روزہ افطار کرتے۔

فائدہ: اس واسطے کہ پہلے طاقت تھی تو چھپنے لگانے سے روزہ میں ضعف کا خوف نہ تھا پھر جب طاقت گھٹ گئی تو موقوف کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھپنے لگانے سے روزہ ٹوٹا نہیں مگر ضعف کے خوف سے نہ لگانا چاہیے۔ ایک حدیث مرفوعہ میں ہے ((أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَالْمُحْتَجِمُ)) یعنی چھپنے لگانے والے اور جس کے چھپنے لگائے جائیں دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا۔ یہ حدیث منسوخ ہے اور احادیث سے اور بعضوں نے کہا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی کو چھپنے لگانا یا لگوانا منظور ہو تو روزہ نہ رکھے کیونکہ چھپنے لگانے والے کے منہ میں اکثر خون وغیرہ چلا جاتا ہے اور لگوانے والے کو ضعف ہو جاتا ہے تو روزہ توڑنا پڑتا ہے۔

۶۰۳۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَا يَحْتَجِمَانِ وَهُمَا صَائِمَانِ۔

(۶۰۲) عبدالرزاق (۷۵۳۱) ابن ابی شیبہ (۹۳۲۰) بیہقی (۲۶۹/۴) (۸۳۰۲)۔

(۶۰۳) عبدالرزاق (۷۵۴۰، ۷۵۳۲) ابن ابی شیبہ (۹۳۳۶)۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاصؓ اور عبداللہ بن عمرؓ چھنے لگاتے تھے روزے میں۔

۶۰۴۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ لَا يَفْطِرُ قَالَ وَمَا رَأَيْتُهُ احْتَجِمَ قَطُّ إِلَّا وَهُوَ صَائِمٌ۔

حضرت عروہ بن زبیر چھنے لگاتے تھے روزے میں۔ پھر اظہار نہیں کرتے تھے۔ کہا ہشام نے میں نے کبھی نہیں دیکھا عروہ کو چھنے لگاتے ہوئے مگر وہ روزے سے ہوتے تھے۔

مسلطین: امام مالکؒ نے فرمایا کہ چھنے لگانا روزہ دار کو مکروہ نہیں ہے مگر اس خوف سے کہ ضعیف ہو جائے اور اگر ضعف کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ پس اگر ایک شخص نے چھنے لگائے رمضان میں پھر روزہ توڑنے سے بچ گیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے نہ اس کو اس دن کی قضا کا حکم ہے کیونکہ چھنے لگانا مکروہ ہے جب روزہ ٹوٹ جانے کا خوف ہو۔ پس اگر چھنے لگائے اور روزہ توڑنے سے بچا یہاں تک کہ شام ہوگی تو اس پر کچھ لازم نہیں نہ اس پر قضا ہے اس دن کی۔

باب صیام یوم عاشوراء

عاشوراء کے روزہ کا بیان

فائدہ: عاشوراء نویں تاریخ ہے محرم کی یاد میں تاریخ اسی واسطے ان دونوں تاریخوں میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔

۶۰۵۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْحَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فِي الْحَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ هُوَ الْفَرِيضَةَ وَتَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا عاشوراء کے دن لوگ روزہ رکھتے تھے جاہلیت میں اور رسول اللہ ﷺ بھی اس دن روزہ رکھتے تھے زمانہ جاہلیت میں۔ پھر جب آئے رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تو روزہ رکھا آپ ﷺ نے اس دن اور لوگوں کو بھی حکم کیا اس دن روزہ رکھنے کا۔ پھر جب فرض ہوا رمضان تو رمضان ہی کے روزے فرض رہ گئے اور عاشوراء کا روزہ چھوڑ دیا گیا سو جس کا جی چاہے اس دن روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

(۶۰۴) عبدالرزاق (۷۵۴۶) ابن ابی شیبہ (۹۳۳۴)۔

(۶۰۵) بخاری (۲۰۰۲) کتاب الصوم: باب صیام یوم عاشوراء، مسلم (۱۱۲۵) ابو داؤد (۲۴۴۲)

ترمذی (۷۵۳) نسائی فی الکبریٰ (۲۸۳۸) ابن ماجہ (۱۷۳۳) أحمد (۲۹/۶ - ۳۰)

دارمی (۲۴۰۱۲) (۱۷۶۳)۔

۶۰۶۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ عَامَ حَجِّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِهَذَا الْيَوْمِ هَذَا يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ وَأَنَا صَائِمٌ لِمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفِطِرْ۔

حمید بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے انہوں نے سنا معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان سے کہتے تھے جس سال انہوں نے حج کیا اور وہ منبر پر تھے اے اہل مدینہ! کہاں ہیں علماء تمہارے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اس دن کو یہ دن عاشورہ کا ہے اس دن روزہ تمہارے اوپر فرض نہیں ہے اور میں روزہ دار ہوں سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۶۰۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أُرْسِلَ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَدَا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَصُمْ وَأَمْرُ أَهْلِكَ أَنْ يَصُومُوا۔

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہلا بھیجا حارث بن ہشام کو کہ کل عاشورے کا روزہ ہے تو روزہ رکھو اور حکم کرا پنے گھر والوں کو وہ روزہ رکھیں۔
فائدہ: یہ حکم استہجاباً تھا نہ کہ وجوباً۔

باب صيام يوم الفطر ويوم الأضحى والدهر عيد الفطر اور عيد الأضحى کے دن روزہ رکھنے کا اور سدا روزہ رکھنے کا بیان

۶۰۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دن روزہ رکھنے سے ایک یوم الفطر دوسرے یوم الاضحیٰ میں۔

(۶۰۶) بخاری (۲۰۰۳) کتاب الصوم: باب صيام يوم عاشوراء، مسلم (۱۱۲۹) نسائی (۲۳۷۱) أحمد (۹۵/۴) (۱۶۹۹۲)۔

(۶۰۷) عبدالرزاق (۷۸۳۸) ابن ابی شیبہ (۹۳۶۴)۔

(۶۰۸) مسلم (۱۱۳۸) کتاب الصيام: باب النهى عن صوم يوم الفطر ويوم الاضحى، نسائی فی الكبرى (۲۷۹۵) أحمد (۵۱۱/۲) (۱۰۶۴۲)۔

فائدہ: تو ان دنوں دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے اسی طرح ایام تشریق یعنی ۱۱۔۱۲۔۱۳ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے سنا اہل علم سے سدا روزہ رکھنا کچھ برائیاں ہیں ہے جب ان دنوں میں روزہ نہ رکھے جن دنوں میں منع کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے روزے سے اور وہ تین دن ہیں یعنی ۱۱۔۱۲۔۱۳ ذوالحجہ اور ایک یوم الفطر اور ایک یوم الاضحیٰ اور یہ ہم کو بہت پسند ہے۔

فائدہ: بعض علماء کے نزدیک صوم الدھر یعنی سدا روزہ رکھنا مکروہ ہے بلکہ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن انظار کرنا جس کو صوم داؤدی کہتے ہیں افضل ہے۔

باب النهی عن الوصال فی الصیام تہہ کے روزوں کی ممانعت کا بیان

۶۰۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ فَقَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى -

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا تہہ کے روزے رکھنے سے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ رکھتے ہیں فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں۔

فائدہ: اللہ جل جلالہ کے پاس سے مراد اس سے جنت کے کھانے اور پانی ہیں اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا یا یہ مراد ہے کہ مجھے خدائے روحانی جو ذرا الہی اور محبت الہی سے حاصل ہے اس وجہ سے مجھ کو ضعف نہیں ہوتا۔

۶۱۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أُبَيْتُ يُطْعَمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي -

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو تم تہہ کے روزے رکھنے سے لوگوں نے کہا آپ رکھتے ہیں یا رسول اللہ! فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے رات کو میرا رب کھلا دیتا ہے اور پلا دیتا ہے۔

(۶۰۹) بخاری (۱۹۶۲) کتاب الصوم: باب الوصال ومن قال ليس في الليل صيام مسلم (۱۱۰۲)

أبو داود (۲۳۶۰) نسائی فی الکبری (۳۲۶۳) أحمد (۱۲۸/۲) (۶۱۲۵)۔

(۶۱۰) بخاری (۱۹۶۶) کتاب الصوم: باب التنكيل لمن أكثر الوصال مسلم (۱۱۰۳) نسائی فی

الکبری (۳۲۶۵) أحمد (۲۳۱/۲) (۷۱۶۲) دارمی (۱۷۰۳)۔

باب صيام الذی یقتل خطأ أو كفاره قتل خطأ اور كفاره ظهار کے یتظاهر روزوں کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جس شخص پر دو مہینے کے روزے پے درپے واجب ہوں قتل خطایا ظہار میں۔ اور وہ روزے شروع کرے پھر بیچ میں کوئی مرض ایسا اس کو لاحق ہو جس کی وجہ سے روزوں کا سلسلہ ٹوٹ جائے تو جب اس مرض سے اچھا ہوا اور روزے پر قادر ہوئی الفور روزہ شروع کرے اور جتنے روزے رکھ چکا ہے ان پر بنا کرے یعنی وہ روزے سے حساب میں رہیں گے۔

فائدہ: قتل خطایا ہے کہ زید کو شکار سمجھ کر مار ڈالا یا شکار کو مارتا تھا حربہ زید کو لگ گیا اور ظہار یہ ہے کہ اپنی بی بی کو اپنے محرم کے کسی عضو سے تشبیہ دے۔ مثلاً یوں کہے تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی بیٹیہ دونوں میں کفارہ لازم ہے۔

فائدہ: تو اگر مرض سے اچھا ہوتے ہی اور روزہ کی طاقت ہوتے ہی اس نے روزے شروع نہ کیے بلکہ کچھ دنوں تاخیر کا تو اب نئے سرے سے پھر دو مہینے کے روزے رکھنا شروع کرے اور جتنے روزے رکھ چکا ہے ان کا حساب نہ ہوگا۔ کبھی کبھی نے کہا مالک نے یہ قول اچھا ہے جو سنائیں نے اس باب میں۔

مسئلہ: فرمایا امام مالک نے اسی طرح ایک عورت پر بسبب قتل خطا کے دو مہینے کے روزے لازم ہوئے اور اس نے روزے رکھنے شروع کیے لیکن بیچ میں حیض آ گیا تو وہ حیض سے پاک ہوتے ہی روزے شروع کر دے اور اگلے روزوں پر بنا کرے یعنی وہ روزے حساب میں رہیں گے اور جس شخص پر دو مہینے کے روزے لگا تا فرض ہوں تو اس کو بیچ میں افطار کرنا درست نہیں مگر بیماری یا حیض کی وجہ سے اور یہ نہیں ہو سکتا سفر کرے اور اس کی وجہ سے افطار کرے۔

باب ما یفعل المریض فی صیامہ مریض کے روزے کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں نے جو سنائے علم سے وہ یہ ہے کہ مریض کو جب ایسا مرض لاحق ہو جس کی وجہ سے روزہ رکھنا اس پر شاق ہو جائے اور روزہ اس کو تکلیف پہنچائے اور وہ مرض اس درجہ پہنچ جائے تو اس کو افطار کرنا درست ہے اسی طرح جب مریض کو کھڑا ہونا دشوار ہو نماز میں اور یہ مرض اس درجہ پہنچ جائے کہ عذر لگنا جائے اللہ جل جلالہ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ جانتا ہے بندے سے اور اسی مرض میں سے بعض ایسا ہے جو اس درجہ کا نہیں ہے بہر حال جب مرض اس درجہ پہنچے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے کیونکہ دین اللہ تعالیٰ کا آسان ہے اور اللہ جل جلالہ نے مسافر کو رخصت دی روزہ نہ رکھنے کی سالانہ وہ زیادہ قادر ہے روزہ پر مریض سے۔ فرمایا اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب مقدس میں ”جو شخص تم میں سے مریض ہو یہ مسافر ہو تو وہ اتنے روز شمار کر کے دوسرے دنوں میں روزہ رکھے“ پس رخصت دی اللہ جل جلالہ نے مسافر کو افطار کی حالت میں وہ زیادہ قادر ہے روزے پر مریض سے اور یہ بہت پسند ہے مجھ کو ان اقوال میں جن کو سنائیں نے اس باب

میں روزہ مارے نزدیک یہ امر اتنا ہی اور مجھ علیہ ہے۔

باب النذر في الصيام والصيام روزه نذر کا بیان اور میت کی طرف عن الميت سے روزه رکھنے کا بیان

۶۱۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ صِيَامَ شَهْرٍ هَلْ لَهُ أَنْ يَتَطَوَّعَ فَقَالَ سَعِيدٌ لَيَبْدَأُ بِالنَّذْرِ قَبْلَ أَنْ يَتَطَوَّعَ۔

سعید بن مسیب سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے نذر کی ایک مہینہ روزه رکھنے کی۔ اب اس کو نفل روزه رکھنا درست ہے جواب دیا کہ پہلے نذر کے روزے رکھ لے پھر نفل رکھے۔

فائدہ: اس واسطے کہ نذر کا پورا کرنا فرض ہے۔ کہا مالک نے مجھ کو سلیمان بن یسار سے بھی ایسا ہی پہنچا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص مرجع سے مر جائے اور اس پر نذر ہو ایک بردہ آزاد کرنے کی یا روزه رکھنے کی یا صدقہ دینے کی یا قربانی کرنے کی۔ پھر وہ وصیت کر جائے کہ میرے مال میں سے یہ نذر ادا کرنا تو ثلث مال سے ادا کی جائے اور اس کا ادا کرنا اور وصیتوں پر مقدم سمجھا جائے۔ مگر جو وصیت مثل اس کے واجب ہو کیونکہ اور وصیتیں جو نفل ہیں مثل اس وصیت کے نہیں ہو سکتیں جیسے نذر وغیرہ ہے اس لیے کہ یہ واجب ہے اور یہ وصیت تہائی مال میں اس واسطے خاص ہوئی کہ اگر کل مال میں نافذ ہو تو ہر شخص ایسے امور ات جواس پر واجب ہیں دیر کر کے اپنی موت پر رکھے گا جب موت قریب ہوگی اور مال اس کے وارثوں کا حق ہوگا تو اس وقت وہ ان چیزوں کو بیان کرے گا خاص کر ایسی چیزوں کو جن کا تقاضا کرنے والا کوئی نہ تھا اور شاید کہ یہ چیزیں اس کے تمام مال کو گھیر لیں اور ورثاء محروم رہ جائیں اس واسطے کل مال میں اس کو اختیار نہیں ہے۔

۶۱۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ أَوْ يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَيَقُولُ لَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ۔

امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا جاتا کہ کیا کوئی روزه رکھے کسی کی طرف سے یا نماز پڑھے کسی کی طرف سے بولے نہ کوئی روزه رکھے کسی کی طرف سے اور نہ کوئی نماز پڑھے کسی کی طرف سے۔

فائدہ: نماز میں اجماع ہے مگر روزے میں اختلاف ہے مالک ابوحنیفہ شافعی کا یہی قول ہے۔ اور امام احمد کا یہ قول ہے کہ روزه میت کی طرف سے رکھ سکتا ہے۔ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مرجع سے مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کے بدلے اس کا ولی روزے رکھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ ہمارے مشائخ کا عمل اس پر ہے کہ میت کی طرف سے روزه اور نماز دونوں ادا کرنا درست ہیں اور اللہ جل جلالہ سے امید ہے کہ وہ میت کے ذمہ کو بری کر دے۔

(۶۱۲) عبدالرزاق (۱۶۳۴۶) ابن ابی شیبہ (۱۰۱۱۷) بیہقی (۲۰۴/۱۴) رقم (۸۲۱۰) نسائی فی

الکبری (۲۹۱۸)۔

باب ما جاء في قضاء رمضان والكفارات رمضان کی قضا اور کفارہ کے بیان میں

٦١٣ - عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَفْطَرَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي رَمَضَانَ فِي يَوْمٍ ذِي عَيْمٍ وَرَأَى أَنَّهُ قَدْ أَمْسَى وَغَابَتْ الشَّمْسُ فَمَجَّاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ عُمَرُ الْخَطْبُ يَمِيرُ وَقَدْ اجْتَهَدْنَا -

حضرت خالد بن اسلم سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک روز افطار کیا رمضان میں اور اس دن ابرتھان کو یہ معلوم ہوا کہ شام ہو گئی اور آفتاب ڈوب گیا۔ پس ایک شخص آیا اور بولا یا امیر المؤمنین! آفتاب نکل آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا تدارک سہل ہے ہم نے اپنے ظن پر عمل کیا تھا۔
 مسئلہ: امام مالک نے فرمایا تدارک سہل ہے یعنی اس کے عوض ایک روزہ کی قضا رکھ لیں گے تو سخت بہت کم ہے اور تدارک آسان ہے۔

٦١٤ - عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ يَصُومُ قَضَاءَ رَمَضَانَ مُتَّبَعًا مَنْ أَفْطَرَهُ مِنْ مَرَضٍ أَوْ فِي سَفَرٍ -
 نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جس شخص کے رمضان کے روزے قضا ہوں بیماری سے یا سفر سے تو ان کی قضا کا تارکھے۔

فائدہ: یعنی متفرق ایک ایک دو روزے نہ رکھے بلکہ جتنے روزے قضا ہوئے ہوں ان کو ایک ساتھ برابر رکھے ایسا ہی علی اور حسن اور شعبی سے مروی ہے اور یہی مذہب ہے اہل ظاہر کا اور جمہور علماء کا اور ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ حکم استحبالی ہے اگر جدا جدا قضا رکھے تو بھی جائز ہے۔ (زرقاتی)

٦١٥ - عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ اِخْتَلَفَا فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ وَقَالَ الْآخَرُ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ لَا أُذْرِي أَيُّهُمَا قَالَ يُفَرِّقُ بَيْنَهُ -

ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا رمضان کی قضا میں ایک نے کہا کہ رمضان کے روزوں کی قضا پے در پے رکھنا ضروری نہیں دوسرے نے کہا پے در پے رکھنا ضروری ہے۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ کس نے ان دونوں میں سے پے در پے رکھنے کو کہا اور کس نے یہ کہا کہ پے در پے رکھنا ضروری نہیں۔

(٦١٣) عبد الرزاق (١٧٨/٤) (٧٣٩٢) بیہقی (٢١٧/٤) (٨٠١٢) -

(٦١٤) عبد الرزاق (٧٦٥٨) ابن ابی شیبہ (٩١٣٤) بیہقی (٢٥٩/٤) (٨٢٤٦) -

(٦١٥) عبد الرزاق (٧٦٦٤) ابن ابی شیبہ (٩١١٤) بیہقی (٢٥٨/٤) (٨٢٣٧) -

فائدہ: ابن عبد البر نے کہا کہ معلوم نہیں ہے ابن شہاب نے یہ روایت کس سے سنی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ سند صحیح مروی ہے کہ انہوں نے رمضان کی قضا کو جدا جدا رکھنا جائز کیا ہے اس واسطے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اٰخَرَ﴾ اور متابعات کی قید نہیں لگائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پیشتر یوں اُتار تھا ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اٰخَرَ مُتَتَابِعَاتٍ﴾ پھر متابعات کا لفظ ساقط ہو گیا۔ (زرقاتی)

۶۱۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ اسْتَقَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَعَلَّهِ الْقَضَاءُ وَمَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص قسداً قے کرے روزے میں تو اس پر قضا واجب ہے اور جس کو خود بخود قے آجائے تو اس پر قضا نہیں ہے۔

فائدہ: مگر یقین ہو جائے اس امر کا کہ نہ میں کوئی چیز آن کر پھر طلق میں چلی گئی تو قضا کرے۔ (زرقاتی)

۶۱۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُسْأَلُ عَنْ قَضَاءِ رَمَضَانَ فَقَالَ سَعِيدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ لَا يُفَرَّقَ قَضَاءُ رَمَضَانَ وَأَنْ يُوَاتَرَ۔

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب سے سنا وہ پوچھے گئے رمضان کی قضا سے تو کہا سعید نے میرے نزدیک یہ بات اچھی ہے کہ رمضان کی قضا پے در پے رکھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص جدا جدا رمضان کی قضا رکھے تو اس پر اعادہ لازم نہیں ہے بلکہ وہ قضا کافی ہو جائے گی مگر بہتر میرے نزدیک یہ ہے کہ پے در پے رکھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص رمضان میں بھول چوک کر کھایا پی لے یا اور کسی روزے میں جو اس پر واجب ہے تو اس پر قضا ہے اس روزے کی۔

فائدہ: محققین کا مذہب اس کے خلاف ہے ان کے نزدیک بھولے سے کھانے یا پینے میں روزہ نہیں جاتا اور حدیث مرفوعہ موید ہے ان کے۔

۶۱۸۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ أُخْبِرَهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ مُحَاهِدٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَحَاضَهُ إِنْسَانٌ فَسَأَلَهُ عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ الْكُفَّارَةِ أُمَّتَابِعَاتٍ أَمْ يَقْطَعُهَا قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لَهُ نَعَمْ يَقْطَعُهَا إِنْ شَاءَ قَالَ مُحَاهِدٌ لَا يَقْطَعُهَا فَإِنَّهَا فِي قِرَاءَةِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ۔

حضرت حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ ساتھ تھا میں مجاہد کے اور طواف کر رہے تھے خانہ کعبہ کا۔ اتنے

(۶۱۶) عبد الرزاق (۷۵۰۱) ابن أبي شيبة (۹۱۸۸) بيهقي (۲۱۹/۴) (۸۰۲۶)۔

(۶۱۷) عبد الرزاق (۷۶۶۱) ابن أبي شيبة (۹۱۴۰)۔

(۶۱۸) عبد الرزاق (۷۶۷۰) ابن أبي شيبة (۹۱۲۲)۔

میں ایک آدمی آیا اور پوچھا کہ قسم کے کفارے کے روزے پے درپے چاہیں یا جدا جدا؟ حمید نے کہا ہاں جدا جدا بھی رکھ سکتا ہے اگر چاہے۔ مجاہد نے کہا نہیں کیونکہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے ﴿ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مُّتَّاعًا﴾ یعنی روزے تین دن کے پے درپے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جتنے روزوں کا ذکر اللہ جل جلالہ نے اپنے کلام میں کیا ہے ان سب کا پے درپے رکھنا بہتر ہے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال کیا اس عورت نے صبح کو روزہ دار ہو رمضان میں۔ پھر یکایک خون دیکھے اور وہ حیض کے دن نہ ہوں پھر شام تک انتظار کرے مگر کچھ نہ دیکھے پھر دوسرے دن جب صبح ہو تو یکایک خون دیکھے مگر پہلے روز سے کچھ کم پھر وہ خون موقوف ہو جائے اور یہ واقعہ حیض کے ایام سے پیشتر ہو تو اس کے روزہ اور نماز کا کیا حکم ہے؟ امام مالک نے جواب دیا کہ یہ خون حیض کا ہے تو جب اس کو دیکھے روزہ کھول ڈالے اور قضا کرے اس روزہ کی پھر جب خون موقوف ہو جائے تو غسل کر کے روزہ رکھے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص مسلمان ہو اشام کو رمضان میں کچھ دن رہتے ہوئے کہا اس پر پورے رمضان کی قضا لازم ہے یا اس دن کی جس دن مسلمان ہوا۔ امام مالک نے جواب دیا کہ گذشتہ روزوں کی قضا اس پر لازم نہیں ہے بلکہ آئندہ سے روزے رکھے اور اگر اس دن کی بھی قضا کرے جس دن وہ مسلمان ہوا تو بہتر ہے۔

باب قضاء التطوع

نفل روزے کی قضا کا بیان

۶۱۹۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَتَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَحَتَا صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِي لَهُمَا طَعَامٌ فَأَفْطَرْنَا عَلَيْهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَبَدَّرْتَنِي بِالْكَلامِ وَكَانَتْ بِنْتُ أَبِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصْبَحْتُ أَنَا وَعَائِشَةُ صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِي إِلَيْنَا طَعَامٌ فَأَفْطَرْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْضِيَا مَكَانَهُ يَوْمًا آخَرَ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا صبح کو انھیں نفل روزہ رکھ کر پھر کھانے کا حصہ آیا تو انہوں نے روزہ کھول ڈالا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہنا شروع کر دیا۔ مجھے بولنے نہ دیا آخر اپنے باپ کی بیٹی تھیں۔ یا رسول اللہ میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا صبح کو انھیں نفل روزہ رکھ کر تو ہمارے پاس حصہ آیا کھانے کا ہم نے روزہ کھول ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(۶۱۹) أبو داود (۲۴۵۷) کتاب الصوم: باب من رأى عليه القضاء، علامتنا صر الدين الباني نے اس روایت کو ضعیف روایات کے سلسلے میں درج فرمایا ہے۔ دیکھئے: السلسلة الضعيفة (۲۰۲، ۵۴۸)۔

فائدہ: یعنی جیسے اُن کے باپ دین کی بات پوچھنے میں دیر نہ کرتے تھے ویسے ہی اُن کی بیٹی تھیں۔

فائدہ: کیونکہ نفل روزہ رکھ کر توڑ ڈالنے سے قضا اس کی واجب ہو جاتی ہے۔ یہ قول امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور شافعیؒ اور احمدؒ اور اسحاقؒ کے نزدیک قضا واجب نہیں ہوتی بلکہ مستحب ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص نفل روزے میں بھول چوک سے کھاپی لے تو اس پر قضا نہیں ہے اور چاہیے کہ اسی روزے کو پورا کرے کیونکہ اس کا روزہ نہیں گیا اور نفل روزہ میں اگر کوئی امر غیر اختیاری ایسا پیش آئے جس سے روزہ ٹوٹ جائے (مثلاً حیض آجائے یا مرض) تو اس کی قضا واجب نہیں جب اس نے عذر سے روزہ کھول ڈالا ہو نہ قصد اسی طرح اگر کسی نے نفل نماز کو شروع کر کے توڑ ڈالا حادث غیر اختیاری سے تو اس پر قضا نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص کوئی نیک کام نفل شروع کرے مثلاً نماز یا روزہ یا حج یا اور کوئی کام مشابہ اس کے جس کو لوگ نفل طور سے بجالایا کرتے ہیں پھر اس کو توڑ ڈالے تو اس کو تمام کرنا چاہیے تو جب تکمیل تحریر یہ کہے تو دو رکعت نماز پڑھے اور جب روزہ رکھے تو اس کو پورا کرے اور جب بیک کہے حج کا توجہ کو تمام کرے اور جب طواف شروع کرے تو سات پھیرے پورے کرے۔ اسی طرح جو کام شروع کرے تو اس کو نہ چھوڑے یہاں تک کہ ادا کرے مگر جب کوئی عارضہ ایسا پیش آئے جس کے سبب سے لوگ مجبورہ جاتے ہیں کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں ”کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ دکھائی دے تم کو سفید دھاری سیاہ دھاری سے یعنی فجر ہو جائے۔ تمام کرو روزوں کو رات تک پس تمام کرنا روزے کا واجب ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا پورا کرو حج اور عمرہ کو خدا کے واسطے۔ سو اگر کسی شخص نے احرام باندھا حج کا نفل اور فرض حج ادا کر چکا ہے اس کو چھوڑ دینا چاہیے جب شروع کر چکا ہے اور یہ نہ کرنا چاہیے کہ راستہ سے احرام کھول کر چلا آئے اسی طرح جو شخص کوئی نفل عبادت شروع کرے اس کو پورا کرنا لازم ہے جیسے فرض کا پورا کرنا اور یہ تقریر بہت پسند ہے مجھ کو اپنی سنی ہوتی باتوں میں۔

باب فدیة من افطر فی رمضان جو شخص رمضان میں روزے نہ رکھ سکے اس کے فدیہ کا بیان

۶۲۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَسْمَ بْنَ مَالِكٍ كَبِرَ حَتَّى سَكَانَ لَا يَقْدِرُ عَلَى الصِّيَامِ فَكَانَ يَفْتَدِيهِ۔
امام مالکؒ کو پہنچا کہ انس بن مالکؒ کو بڑھاپے سے ہو گئے تھے یہاں تک کہ روزہ نہ رکھ سکتے تھے تو فدیہ دیتے تھے۔

فائدہ: یعنی ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا دیتے تھے۔ یا ایک مد دیتے تھے اور مد دور طل کا ہوتا ہے اور ایک روایت میں نصف صاع بھی آیا ہے۔ صاع چار مد کا ہوتا ہے اور کبھی تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دیتے تھے اور کبھی تین سو

مسکینوں کو ایک ہی بار کھلا دیتے تھے۔ (زرقاتی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میرے نزدیک فدیہ دینا واجب نہیں ہے مگر جو شخص فدیہ دینے کی قدرت رکھتا ہو اس کو دینا بہتر ہے جو شخص فدیہ دے تو ہر روز کے بدلے میں ایک من کھانا دے رسول اللہ ﷺ کے منہ سے۔

فائدہ: منہ رسول اللہ ﷺ کا ایک رطل اور تہائی رطل کا تھا اور اہل عراق کا منہ دو رطل کا ہوتا ہے جب منہ میں فرق ہو تو صاع میں بھی فرق ہوگا کیونکہ صاع چار منہ کا ہوتا ہے۔ یہ فدیہ دینا امام مالکؒ کے نزدیک سنت ہے اور ائمہ کے نزدیک واجب ہے۔

۶۲۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو سَمِعَ سَيْدَةَ عَمْرَةَ الْحَامِلَةَ إِذَا خَافَتْ عَلَى وَلَدِهَا وَاشْتَدَّ عَلَيْهَا الصَّيَامُ قَالَ تُفْطِرُ وَتَطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينًا مَدًّا مِنْ حِنْطَةٍ بِمَدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ حاملہ عورت اگر خوف کرے اپنے حمل کا اور روزہ نہ رکھ سکے تو کہا انہوں نے روزہ نہ رکھے اور ہر روز کے بدلے میں ایک مسکین کو ایک منہ گیہوں دے رسول اللہ ﷺ کے منہ سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اہل علم نے کہا ہے اس پر قضا لازم ہے نہ فدیہ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تم میں سے بیمار یا مسافر ہو تو وہ اور دنوں میں قضا کرے اور یہ حمل کا خوف بھی ایک مرض ہے امراض میں سے۔

فائدہ: مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک عورت حاملہ اور مرضہ پر جب وہ فدیہ دے چکے روزہ کی قضا نہیں ہے اور یہ بھی ایک روایت ہے امام مالکؒ سے۔ باقی ائمہ کے نزدیک عورت حاملہ اور مرضہ کو اگر اپنے لڑکے کا خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں پھر اس کی قضا کر لیں فدیہ دینا ضروری نہیں ہے۔ (زرقاتی)

۶۲۲۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ كَانَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقْضِهِ وَهُوَ قَوِيٌّ عَلَى صِيَامِهِ حَتَّى جَاءَ رَمَضَانُ آخِرَ فَإِنَّهُ يُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينًا مَدًّا مِنْ حِنْطَةٍ وَعَلَيْهِ مَعَ ذَلِكَ الْقَضَاءُ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے وہ کہتے تھے جس شخص پر رمضان کی قضا لازم ہو پھر وہ قضا نہ کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آجائے اور وہ قادر رہا ہر روز کے پر تو ہر روز کے بدلے میں ایک ایک مسکین کو ایک منہ گیہوں کا دے اور قضا بھی رکھے۔

۶۲۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مِثْلَ ذَلِكَ۔

(۶۲۱) دارقطنی (۲۰۶/۲) (۲۳۶۳) بیہقی (۲۳۰/۴) (۸۰۷۹)۔

(۶۲۰) عبد البراق (۲۲۲/۴ - ۲۲۳) رقم (۷۵۷۹)۔

امام مالکؒ کو سعید بن جبیرؒ سے بھی ایسا ہی پہنچا۔

فائدہ: مگر ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک وہ شخص دوسرے رمضان کے روزے ادا کرے پھر پہلے رمضان کے روزوں کی قضا کر لے اور بعضوں کے نزدیک دوسرے رمضان کے روزے رکھ لے اور اگلے رمضان کے روزوں کا فدیہ دے اور قضا اس پر نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فدیہ دینا ضروری نہیں ہے۔ جو اب اس کا یہ ہے کہ کلام اللہ میں ذکر نہ ہونا ضرور نہیں کرتا جب حدیث سے فدیہ ثابت ہے مگر حدیث مرفوعہ بھی کوئی اس باب میں نہیں پائی جاتی البتہ دارقطنی نے ابو ہریرہؓ سے اور سعید بن منصور نے ابن عباسؓ سے اور عبدالرزاق نے عمر بن خطابؓ سے فدیہ کو نقل کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ فدیہ دینا چھ صحابیوں سے منقول ہے اور ان کا خلاف کسی سے ثابت نہیں ہے۔

باب جامع قضاء الصیام روزوں کی قضا کے بیان میں

۶۱۴. عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ إِنْ كَانَ لِيَكُونُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَصُومُهُ حَتَّى يَأْتِيَ شَعْبَانَ -

ام المؤمنین عائشہؓ فرماتی ہیں میرے اوپر روزے ہوتے تھے رمضان کے اور میں قضا رکھ نہیں سکتی تھی یہاں تک کہ شعبان آجاتا۔

فائدہ: آپ کو قضا رکھنا اس واسطے ممکن نہ ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ آپ سے بہت محبت فرماتے اور اکثر مخالفت کرتے اور شعبان میں حضرت بھی روزے رکھتے تھے جب آپ بھی رکھ لیتیں۔

باب صیام الیوم الذی یشک فیہ یوم شک کے روزے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ انہوں نے اہل علم سے سنا وہ منع کرتے تھے شک کے دن روزہ رکھنے سے شعبان میں جب نیت رمضان کی ہو اور وہ یہ کہتے تھے کہ اگر کسی نے روزہ رکھا شعبان میں شک کے روزہ بغیر چاند دیکھے ہوئے۔ پھر کسی معتبر شخص نے گواہی دی کہ وہ دن رمضان کا تھا تو اس پر قضا اس روزہ کی لازم ہے۔ البتہ نفل روزہ رکھنے میں کچھ قباحت نہیں ہے۔ امام مالکؒ نے کہا کہ ہم نے اپنے شہر میں اہل علم کو یہی کہتے ہوئے پایا۔

فائدہ: اصحاب سنن نے عمار بن یاسرؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص نے شک کے دن روزہ رکھا تو اس نے نافرمانی کی البوا القاسمؓ کی۔ البوا القاسمؓ کتبت ہے رسول اللہ ﷺ کی۔ اس حدیث سے مطلق روزہ کی ممانعت شک کے روز معلوم ہوتی ہے اس وجہ سے اس دن روزہ نہ رکھنا بہتر ہے ایسا ہی رمضان کے استقبال کے تعظیم کے

(۶۲۴) بخاری (۱۹۵۰) کتاب الصوم: باب متی یقضی قضاء رمضان، مسلم (۱۱۴۶) أبو داود (۲۳۹۹) ترمذی (۷۸۳) نسائی (۲۳۱۹) ابن ماجہ (۱۶۶۹) أحمد (۱۲۴۶) (۲۵۴۴۱)۔

واسطے ایک دن یا دو دن پیشتر سے روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ صحیحین میں مرفوعاً مروی ہے کہ رمضان کا استقبال مت کرو ایک دن یا دو دن پہلے روزہ رکھ کر۔

روزے کے مختلف مسائل کا بیان

باب جامع الصيام

۶۲۵۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب افطار نہ کریں گے اور پھر افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ ﷺ کو کہ کسی مہینہ کے پورے روزے رکھے ہوں سوا رمضان کے اور کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہ رکھتے تھے۔

۶۲۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَإِنْ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ ڈھال ہے تو جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو چاہیے کہ بے ہودہ نہ بکے اور جہالت نہ کرے اگر کوئی شخص اسے گالیاں بکے یا لڑے تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں میں روزہ دار ہوں۔

فائدہ: روزہ کو ڈھال اس لیے کہا جیسے ڈھال لڑائی میں صدموں سے بچاتی ہے اسی طرح روزہ گناہوں سے بچاتا ہے کیونکہ شہوت کو کم کرتا ہے۔

۶۲۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ

(۶۲۵) بخاری (۱۹۶۹) کتاب الصوم: باب صوم شعبان، مسلم (۱۱۵۶) أبو داود (۲۴۳۴)

نسائی (۲۳۵۱) ابن ماجہ (۱۷۱۰) أحمد (۱۰۷/۶) (۲۵۲۶۴)۔

(۶۲۶) بخاری (۱۸۹۴) کتاب الصوم: باب فضل الصوم، مسلم (۱۱۵۱) أبو داود (۲۳۶۳)

نسائی (۲۲۱۶) ابن ماجہ (۱۶۹۱) أحمد (۲۵۷/۲) (۷۴۸۴) دارمی (۱۷۷۱)۔

(۶۲۷) بخاری (۱۹۰۴) کتاب الصوم: باب هل يقول اني صائم اذا شتمت، مسلم (۱۱۵۱) ترمذی (۷۶۴)

نسائی (۲۲۱۵) ابن ماجہ (۱۶۳۸) أحمد (۲۵۷/۲) (۷۴۸۵، ۷۴۸۶) دارمی (۱۷۷۰)۔

فَمِ الصَّائِمِ أَطِيبٌ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ إِنَّمَا يَذُرُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ مِنْ أَجْلِي
فَالصَّيَامُ لِي وَأَنَا أُجْزِي بِهِ كُلُّ حَسَنَةٍ بَعَثَرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَّا الصَّيَامَ فَهُوَ لِي
وَأَنَا أُجْزِي بِهِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! البتہ روزہ دار کے منہ کی بوزیادہ پسند ہے منہ کی بو سے اللہ جل جلالہ کے نزدیک۔ کیونکہ وہ چھوڑ دیتا ہے اپنی خواہشوں کو اور کھانے کو اور پانی کو میرے واسطے تو وہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا جو تنگی ہے اس کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک طے گا مگر روزہ وہ میرے واسطے ہے اور اس کا ثواب میں ہی دوں گا۔

فائدہ: بعضوں نے کہا مراد اس بو سے وہ بو ہے جو قیامت کے روز روزہ داروں کے منہ سے آئے گی اور ایک حدیث ضعیف میں یہ مضمون آیا ہے اور بعضوں نے کہا دنیا و آخرت دونوں جگہ کی بو مقصود ہے۔
فائدہ: یہ اللہ جل جلالہ کا کلام ہے یعنی میرے حکم کے ادا کرنے کے لیے۔

فائدہ: اور نیکیوں کا ثواب سات سو گنا تک طے گا اور روزہ کا ثواب اس سے بھی زیادہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿إِنَّمَا يُوفِّي الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ یہاں پر صابرون سے صائمون یعنی روزہ دار مراد ہیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اگرچہ سب نیک اعمال خدا ہی کے لیے ہیں اور وہی اُن کا بدلہ دے گا مگر روزے کے فعل میں ریاء نہیں یا وہ سب اعمال سے درجے میں زیادہ مقدم ہے اس وجہ سے اس کو خاص کیا اور فرمایا وہ میرے لیے ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

۶۲۸ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتَحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَعُلِقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور شیطان باندھے جاتے ہیں۔

فائدہ: یعنی مومنین کو تکلیف نہیں پہنچا سکتے یا اُن کو معاصی کی طرف متوجہ نہیں کر سکتے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں نے سنا اہل علم سے کہ مسواک کرنا روزہ دار کو مکروہ نہیں ہے کسی وقت ہو اول روز یا آخر روز میں اور میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا جو مسواک کرنا مکروہ جانتا ہو یا اس کو منع کرتا ہو۔

فائدہ: بلکہ مسواک کرنا روزے میں مستحب جانتے ہیں اور عطا اور شافعی اور مجاہد اور اسحاق اور ابو ثور نے آخر روز میں مسواک کو مکروہ کہا ہے روزہ دار کے واسطے۔

(۶۲۸) بخاری (۱۸۹۹) کتاب الصوم: باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان، مسلم (۱۰۷۹)
ترمذی (۶۸۲) نسائی (۲۰۹۷) ابن ماجہ (۱۶۴۲) أحمد (۲۸۱۲) (۷۷۶۷)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھنا۔ میں نے کسی اہل علم کو نہیں دیکھا جو یہ روزے رکھتا ہو اور نہ سلف سے مجھے یہ پہنچا بلکہ اہل علم مکروہ جانتے ہیں ان روزوں کو اور خوف کرتے ہیں اس بدعت سے کہ ایسا نہ ہو لوگ رمضان کے روزوں میں ان روزوں کو ملا دیں اگر اہل علم سے رخصت پائیں اور ان کو یہ روزے رکھتے ہوئے دیکھیں۔

فائدہ: (چھ روزوں سے مراد ہیں) جن کو لوگ شش عید ستہ شوال کہتے ہیں۔

فائدہ: یہ تقریر امام مالکؒ کی مسلم نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ صحیح مسلم میں اور سنن میں ابویوب انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے پھر چھ روزے رکھے شوال میں تو گویا اس نے تمام عمر روزے رکھے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ امام مالکؒ نے ان روزوں کو اس لیے مکروہ کہا کہ لوگ ان کو واجب سمجھ کر رمضان میں نہ ملا دیں اور جو کوئی شخص صرف ثواب کے لیے نفل سمجھ کر رکھے تو مکروہ نہیں ہیں۔ اس تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر کسی کام کی اصل شرع سے ثابت بھی ہو اور لوگ اس کو حد سے بڑھا دیں نفل کو فرض کر دیں یا مباح کو ثواب سمجھیں تو اسے ممانعت کرنا چاہیے۔ افسوس یہ ہے کہ روزہ کی سی عبادت جس کے ثواب کا یہ حال ہے اور حدیث صحیح سے بھی ثابت ہے اس خوف سے علمائے دین اس کو مکروہ جانیں اور اس کے کرنے سے منع کریں اور اس زمانے کے لوگ اپنے دل سے نکالی ہوئی باتوں کو یا اپنے پیروں کے لیے اصل تراشے ہوئے کاموں کو جزو دین سمجھتے ہیں اور اس کے نہ کرنے والے کو بُرا جانتے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے کسی عالم کو نہیں دیکھا جو جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کرتا ہو بلکہ جمعہ کے روزہ روزہ رکھنا بہتر ہے اور بعض اہل علم کو میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھتے دیکھا بلکہ میں نے دیکھا کہ وہ جمعہ کا خیال رکھتے تھے روزہ کے واسطے۔

فائدہ: جمعہ کے روزہ روزہ رکھنا مستحب ہے ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے یعنی ۱۳-۱۲-۱۱ اور کم ایسا ہوتا تھا کہ روزہ نہ رکھیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی جمعہ کے روزے روزہ نہ دیکھا مگر بعض علماء نے اکیلا روزہ جمعہ کا مکروہ رکھا ہے یہ سب اس حدیث کے جو صحیحین میں مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کوئی تم میں سے روزہ نہ رکھے جمعہ کے روز مگر یہ کہ روزہ رکھے ایک دن قبل اس کے یا بعد اس کے اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منع کیا آنحضرت ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے (زرقاتی) صحیح یہ ہے کہ اکیلا روزہ جمعہ کا مکروہ ہے اور یہی مذہب ہے احمد اور اسحاق کا۔

شب قدر کا بیان

باب ما جاء في ليلة القدر

۶۲۹۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَكِّفُ الْعَشْرَ

(۶۲۹) بخاری (۸۱۳) کتاب الأذان : باب السجود على الأنف والسجود على الطين، مسلم

(۱۱۶۶۷) أبو داود (۱۳۸۲) نسائی (۱۳۵۶) ابن ماجہ (۱۷۶۶) أحمد (۷/۳)۔

الْوُسْطَ مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ فِيهَا مِنْ صُبْحِهَا مِنْ اعْتِكَافِهِ قَالَ مَنْ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ وَقَدْ رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ انْسَبْتُهَا وَقَدْ رَأَيْتُنِي أُسْجِدُ مِنْ صُبْحِهَا فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ وَالْتَمِسُوهَا فِي كُلِّ وَتَرِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَمْطَرَتْ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى عَرِيضٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأُبْصِرْتُ عَيْنَايَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْصَرَفَ وَعَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صُبْحِ لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ -

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کیا کرتے تھے بیچ دہے میں رمضان کے تو ایک سال اعتکاف کیا جب اکیسویں رات آئی جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے باہر آیا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو چاہے اور دن تک انہیں دے میں اعتکاف کرے اور میں نے شب قدر کو معلوم کیا تھا پھر میں بہلا دیا گیا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے دیکھا کہ میں شب قدر کی صبح کو سجدہ کرتا ہوں کچھ اور پانی میں۔ پس ڈھونڈ ہوا تم اس کو انہیں دے میں ہر طاق رات میں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی رات پانی برسا اور مسجد کی چھت پھول اور شاخوں کی تھی تو ٹپکی مسجد۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا میری دونوں آنکھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور پیشانی اور ناک مبارک پر آپ کے مٹی اور پانی کا نشان تھا۔ اکیسویں شب کی صبح کو۔

فائدہ: تو معلوم ہوا کہ وہی رات شب قدر ہے اس لیے کہ نشانی اس کی صبح نکلی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں اس کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں ایسا ہی ہوا۔

۶۳۰ - عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ مِنْ رَمَضَانَ -

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈو تم شب قدر کو رمضان کی اخیر دس راتوں میں۔

۶۳۱ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي

(۶۳۰) بخاری (۲۰۱۷) کتاب صلاة التراويح : باب تحرى ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر
مسلم (۱۱۶۹) ترمذی (۷۹۲) أحمد (۵۶/۶) (۲۴۷۹۶) -

(۶۳۱) بخاری (۲۰۱۵) کتاب صلاة التراويح : باب التماس ليلة القدر في السبع الاواخر 'مسلم (۱۱۶۵)
أبو داود (۱۳۸۵) نسائی فی الكبرى (۳۴۰۰) أحمد (۱۱۳/۲) (۵۹۳۲) دارمی (۱۷۸۳) -

السَّبْعُ الْاَوَاخِرُ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈو تم شب قدر کو رمضان کے آخر کی سات راتوں میں۔

۶۳۲ - عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عَمْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَنَيْسِ الْجُهَنِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ شَاسِعُ الدَّارِ فَمُرْنِي لَيْلَةَ أَنْزَلُ لَهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْزِلْ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ -

حضرت ابوالنضر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ یا رسول اللہ! میرا گھر دور ہے تو ایک رات مقرر کیجیے کہ اس رات میں اس مسجد میں رہوں اور عبادت کروں۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسویں شب کو رمضان میں۔

۶۳۳ - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ إِنِّي أُرِيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي رَمَضَانَ حَتَّى تَلَاخِي رَجُلَانِ فَرَفَعَتْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اور فرمایا کہ مجھے شب قدر معلوم ہوگئی تھی مگر دو آدمیوں نے غل چھاپا تو میں بھول گیا پس ڈھونڈو اس کو اکیسویں اور تیسویں اور پچیسویں شب میں یا اٹیسویں اور ستائیسویں اور پچیسویں میں۔

۶۳۴ - عَنْ مَالِكِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّبَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي

(۶۳۲) مسلم (۱۱۶۸) کتاب الصیام: باب فضل لیلۃ القدر والحث علی طلبہا، أبو داود (۱۳۷۹)

نسائی فی الکبری (۳۴۰۱) أحمد (۴۹۵/۳) (۱۶۱۴۱) -

(۶۳۳) بخاری (۲۰۲۳) کتاب صلاة التراويح: باب رفع معرفة لیلۃ القدر لتلاخی الناس، نسائی فی

الکبری (۳۳۹۵) أحمد (۳۱۳/۵) (۲۳۰۴۸) دارمی (۱۷۸۱) -

(۶۳۴) بخاری (۲۰۱۵) کتاب صلاة التراويح: باب التماس لیلۃ القدر فی السبع الاواخر، مسلم

(۱۱۶۵) أبو داود (۱۳۸۵) نسائی فی الکبری (۳۳۹۹) أحمد (۵۱۲ - ۶) (۴۴۹۹) دارمی

(۱۷۸۳)

السَّبْعُ الْأَوَّلُ -

امام مالکؒ کو پہنچا کہ چند صحابہ نے شب قدر کو دیکھا خواب میں رمضان کی اخیر سات راتوں میں تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں دیکھتا ہوں کہ خواب تمہارا موافق ہوا میرے خواب کے رمضان کی اخیر سات راتوں میں سو جو کوئی تم میں سے شب قدر کو دھونڈنا چاہے تو دھونڈھے اخیر کی سات راتوں میں۔

۶۳۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَنْ يَثْبُقُ بِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَى أَعْمَارَ النَّاسِ قَبْلَهُ أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ فَكَانَهُ تَقَاصِرَ أَعْمَارِ أُمَّتِهِ أَنْ لَا يَبْلُغُوا مِنَ الْعَمَلِ مِثْلَ الَّذِي بَلَغَ غَيْرُهُمْ فِي طُولِ الْعُمُرِ فَأَعْطَاهُ اللَّهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا ایک شخص عام معتبر سے کہتے تھے رسول اللہ ﷺ کو اگلے لوگوں کی عمریں بتلائی گئیں جتنا اللہ کو منظور تھا تو آپ ﷺ نے اپنی امت کی عمروں کو کم سمجھا اور خیال کیا کہ یہ لوگ ان کے برابر عمل نہ کر سکیں گے پس دی آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شب قدر جو بہتر ہے ہزار مہینے سے۔

فائدہ: گھر اس شب قدر کو چھپایا ظاہر نہیں کیا تاکہ لوگ مشتاق رہیں اور ہر شب کو عبادت کریں۔ جیسے صلوٰۃ و سنی اور ساعت جمعہ کو چھپایا یہ حدیث ان چار حدیثوں میں سے ہے جو سوا موطا کے اور کتابوں میں نہیں پائی جاتیں۔

۶۳۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ كَانَ يَقُولُ مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَدْ أَخَذَ بِحِظِّهِ مِنْهَا۔

امام مالکؒ کو پہنچا سعید بن مسیب کہتے تھے جو شخص حاضر ہوا عشاء کی جماعت میں شب قدر کو تو اس نے ثواب شب قدر کا حاصل کر لیا۔

فائدہ: اس حدیث کو بیہقی اور طبرانی اور خطیب نے مرفوعاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ شب قدر میں چالیس قول ہیں سب میں صحیح یہ ہے کہ شب قدر رمضان میں ہے اور پھر رمضان کی اخیر راتوں میں ہے اور پھر اخیر دس راتوں میں سے ستائیسویں شب ہے باقی اقوال اور کتابوں میں مذکور ہیں۔ كَسْمَلُ الصِّيَامِ بِحَمْدِ اللَّهِ دَعْوَانِهِ۔ پوری ہوئی کتاب روزہ کی شکر خدا کا اس کی مدد سے۔



(۶۳۵) بیہقی فی شعب الإيمان (۳۶۶۷)۔

(۶۳۶) بیہقی فی شعب الإيمان (۳۷۰۴)۔

كِتَابُ الْاِعْتِكَافِ

کتاب اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف کا بیان

باب ذکر الاعتکاف

۶۳۷۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأَرْجُلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف میں ہوتے تو جھکا دیتے سر اپنا میری طرف سو میں کنگھی کر دیتی اور گھر میں نہ آتے مگر حاجت ضروری کے واسطے۔

فائدہ: جیسے پیشاب پاخانہ یا نسل جمع کیونکہ بے ضرورت اگر کوئی مسجد سے نکل جائے تو اعتکاف اس کا باطل ہو جاتا ہے۔

۶۳۸۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ إِذَا اعْتَكَفَتْ لَا تَسْأَلُ عَنْ الْمَرِيضِ إِلَّا وَهِيَ تَمْشِي لَا تَقِفُ۔

حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب اعتکاف کرتیں تو بیمار پرسی نہ کرتیں مگر چلتے چلتے، ٹھہرتی نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص اعتکاف کرے وہ کسی کام کو نہ نکلے اور نہ جائے اور نہ مدد کرے کسی کی مگر حاجت ضروری کے واسطے نکلے اور اگر معتکف کو کسی کام کے لیے نکلنا درست ہوتا تو چاہیے تھا کہ بیمار پرسی یا نماز جنازہ یا دفن کے واسطے نکلنا درست ہوتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اعتکاف درست نہیں ہوتا جب تک معتکف بیمار پرسی یا نماز جنازہ کے لیے گھروں میں جانے سے نہ بچے اور نہ نکلے مگر حاجت ضروری کے لیے۔

۶۳۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الرَّجُلِ يَعْتَكِفُ هَلْ يَدْخُلُ لِحَاجَتِهِ تَحْتَ سَقْفِ فَقَالَ نَعَمْ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ۔

(۶۳۷) بخاری (۲۰۲۹) کتاب الاعتکاف: باب لا یدخل البیت الا لحاجة، مسلم (۲۹۷) أبو داود

(۲۴۶۷) ترمذی (۸۰۴) نسائی (۳۸۶) ابن ماجہ (۱۷۷۶) أحمد (۸۱/۶) (۲۵۰۲۶)

دارمی (۱۰۶۶)۔

(۱۱۸) نسائی فی الکبری (۳۳۷۱) ابن ماجہ (۱۷۷۶) أحمد (۸۱/۶) (۲۵۰۲۶)۔

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا ابن شہاب سے کہ معتكف کو پختے ہوئے مکان میں حاجت ضروری کو جانا درست ہے بولے ہاں درست ہے کچھ حرج نہیں۔

فائدہ: یہی مذہب ہے مالکؒ اور شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ کا اور بعض لوگوں کے نزدیک اگرچہ تدار مکان میں پاخانہ یا پیشاب کو جائے گا تو اعتکاف باطل ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک حکم یہ ہے جس میں کچھ اختلاف نہیں کہ اعتکاف اس مسجد میں مکروہ نہیں ہے جس میں جمعہ ہوتا ہے اور جن میں جمعہ نہیں ہوتا ان میں اعتکاف اسی وجہ سے مکروہ ہے کہ نماز جمعہ کے لیے نکلنا پڑے گا یا جمعہ ترک کرنا ہوگا سوا اگر کوئی شخص ایسا ہو جس پر جمعہ فرض نہیں ہے اور وہ اعتکاف کرے اس مسجد میں جس میں جمعہ نہیں ہوتا کچھ قباحت نہیں ہے اس لیے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ﴿وَأَنْتُمْ غَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾۔ اور کسی مسجد کو خاص نہیں کیا۔ کہا مالکؒ نے اسی وجہ سے جس پر جمعہ واجب نہیں ہے اس کو اعتکاف کرنا اس مسجد میں جہاں جمعہ نہیں ہوتا درست ہے۔ کہا مالکؒ نے معتكف رات کو نہ رہے مگر مسجد میں جہاں اس نے اعتکاف کیا ہے البتہ اگر اس کا خیمہ مسجد کے صحن میں ہو تو وہاں رہنا درست ہے۔ کہا مالکؒ نے میں نے یہ نہیں سنا کہ معتكف خیمہ کھڑا کرے رات کے رہنے کے لیے مگر مسجد یا اس کے صحن میں اور اس پر دلالت کرتا ہے قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو گھر میں نہ جاتے مگر حاجت ضروری کے واسطے۔ کہا مالکؒ نے مسجد کی چھت پر یا مینار پر اعتکاف کرنا درست نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے جس شخص کو اعتکاف کرنا کسی جگہ منظور ہو تو قبل غروب آفتاب کے وہاں داخل ہو جائے تاکہ جس رات اس کو اعتکاف کرنا منظور ہے وہ پوری پوری ہاتھ آئے۔

فائدہ: اور اوزاعیؒ لیث اور ثوری کے نزدیک بعد نماز فجر کے داخل ہو اس واسطے کہ صحیحین میں مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کرتے رمضان کے اخیر دہے میں تو آپ ﷺ کے لیے ایک خیمہ لگا دیتی اور آپ ﷺ نماز فجر کی پڑھ کر اس میں چلے جاتے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا معتكف کو سوا اپنے اعتکاف کے دوسرا شغل مثل تجارت وغیرہ کے درست نہیں ہے البتہ اگر کسی کام کی ضرورت ہو تو اپنے لوگوں سے کہہ سکتا ہے مثلاً کوئی بات متعلق ہو اپنے پیشہ یا تجارت کے یا خانگی کوئی کام ہو یا کوئی چیز بیچنا ہو یا اور کچھ کام تو دوسروں سے کہہ سکتا ہے اس طرح پر کہ دل اس کا اس میں مشغول نہ ہو جائے اور وہ کام خفیف ہو۔ کہا مالکؒ نے میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا جو اعتکاف میں کسی شرط کو لگا تا ہو بلکہ اعتکاف بھی ایک عمل ہے اعمال خیر میں سے مثل نماز اور روزہ اور حج کے۔ فرائض ہوں یا نوافل جو شخص کوئی عمل خیر کرے تو چاہیے کہ طریقہ سنت کا اختیار کرے اور یہ بات درست نہیں ہے کہ کوئی طریقہ نیا نکالے جو اگلے مسلمانوں میں نہ تھا نہ کوئی شرط ایجاد کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کیا اور مسلمانوں نے آپ ﷺ کے اعتکاف کو دیکھ کر اس کا طریقہ پہچان لیا۔ کہا مالکؒ نے اعتکاف اور جوہر ایک ہیں اسی طرح اعتکاف صحرائی اور شہری آدمی کا یکساں ہے تمام احکام میں۔

باب ما لا يجوز الاعتكاف الا به جس کے بدون اعتكاف درست نہیں اس کا بیان

۶۴۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَنَافِعًا مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَا لَا اِعْتِكَافَ إِلَّا بِصِيَامٍ بِقَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كِتَابِهِ وَكُلُّوْا وَاشْرَبُوْا حَتَّىٰ يَبَيِّنَ لَكُمْ الْحَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْحَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ وَلَا تَبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ فَاِنَّمَا ذَكَرَ اللَّهُ الْاِعْتِكَافَ مَعَ الصِّيَامِ۔

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت قاسم بن محمد اور نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دونوں کہتے تھے کہ اعتكاف بغیر روزے کے درست نہیں ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اپنی کتاب میں کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاری معلوم ہونے لگے سیاہ دھاری سے فجر کی۔ تمام کرو روزوں کو رات تک اور نہ چٹو اپنی عورتوں سے جب تم اعتكاف سے ہو مجہدوں میں تو ذکر کیا اللہ جل جلالہ نے اعتكاف کا روزے کے ساتھ۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ اعتكاف بغیر روزے کے درست نہیں ہے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے بہ اسناد صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کیا اور یہی قول ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عروہ اور شعبی اور زہری اور ابو حنیفہ کا۔ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت تابعین کے نزدیک اعتكاف بدون روزے کے بھی درست ہے۔

باب خروج المعتكف الى العيد مختلف کا نماز عید کے لیے نکلنا

۶۴۱۔ عَنْ سُمَيِّ مَوْلَىٰ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ اِعْتَكَفَ فَكَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَتِهِ تَحْتَ سَقِيْفَةٍ فِي حُجْرَةٍ مُغْلَقَةٍ فِي دَارِ خَالِدِ بْنِ الْوَلَيْدِ ثُمَّ لَا يَرْجِعُ حَتَّىٰ يَشْهَدَ الْعِيْدَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

حضرت سمی مولیٰ ابی بکر سے روایت ہے کہ ابو بکر بن عبدالرحمن اعتكاف کرتے تو جاتے وقت حاجت ضروری کے واسطے ایک چھت دار کوٹھری میں جو بند رہتی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے گھر میں۔ پھر نہ نکلتے اعتكاف سے یہاں تک کہ حاضر ہوتے عید میں ساتھ مسلمانوں کے۔

فائدہ: یعنی جب عید آتی تو اعتكاف ختم کرتے اور عید کی نماز پڑھ کر اپنے گھر میں آتے اور بعضوں کا قول یہ ہے کہ اعتكاف کو ختم کرے بعد غروب آفتاب کے اخیر دن میں رمضان کے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں نے دیکھا بعض اہل علم کو جب اعتكاف کرتے رمضان کے اخیر دن میں تو اپنے

گھروں میں نہ آتے یہاں تک کہ عید الفطر کی نماز مسلمانوں کے ساتھ ادا کر لیتے۔ کہا مالکؒ نے مجھ کو ایسا ہی پہنچا ہے۔ اہل علم اور اہل فضل سے جو گزر گئے ہیں اور یہ قول مجھ کو نہایت پسند ہے۔

باب قضاء الاعتكاف

اعتكاف کی قضا کا بیان

۶۴۲۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهِ وَحَدَّ أَحْبِيَّةَ حَبَاءَ عَائِشَةَ وَحَبَاءَ حَفْصَةَ وَحَبَاءَ زَيْنَبَ فَلَمَّا رَأَاهَا سَأَلَ عَنْهَا فَيَقِيلُ لَهُ هَذَا حَبَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِرُّ تَقُولُونَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتَّى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَالٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا اعتکاف کا۔ جب آئے آپ ﷺ اس جگہ میں جہاں اعتکاف کرنا چاہتے تھے پائے آپ نے کئی خیمے۔ ایک خیمہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک خیمہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک خیمہ زینب رضی اللہ عنہا کا تو پوچھا آپ ﷺ نے یہ کن کے خیمے ہیں؟ لوگوں نے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا کے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا تم نیکی کا گمان کرتے ہو ان عورتوں کے ساتھ پھر لوٹ آئے آپ ﷺ اور اعتکاف نہ کیا اور شوال کے دس روز میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے خیمہ اپنا توڑ ڈالا آپ ﷺ نے سب بیبیوں کو اعتکاف کی اجازت نہیں دی تھی اور وہاں سب جمع ہو گئیں تو آپ ﷺ خفا ہوئے یا یہ غرض ہے کہ معلوم نہیں ان عورتوں کی نیت خالص ہے یعنی خدا کی عبادت مقصود ہے یا میری نزدیکی چاہنے کی وجہ سے یہاں پر جمع ہوئی ہیں۔ بعض کہتے ہیں آپ ﷺ نے اعتکاف نہ کیا اور خیمہ اکھاڑ ڈالا۔ اس وجہ سے کہ اگر آپ ﷺ وہاں رہتے تو مردوں کا زیادہ اجتماع ہوتا اور بیبیوں کو آنے جانے میں دقت ہوتی۔ بعض کہتے ہیں کہ اعتکاف سے مقصود یہ ہے کہ آدمی اپنے مال و اسباب اور بیبیوں سے جدا ہو کر مسجد میں رہے اور چونکہ سب بیبیاں وہاں جمع تھیں اس وجہ سے مقصود اعتکاف کا حاصل نہ ہوتا تھا سو آپ ﷺ نے اعتکاف نہ کیا یا مسجد میں جگنی ہو جانے کا خوف تھا اور نمازیوں کو تکلیف ہونے کا خیال تھا اس وجہ سے آپ نے اعتکاف نہ کیا واللہ اعلم بالصواب۔ (زرقاتی)

مستطاب: امام مالکؒ سے کہا گیا جو شخص رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف شروع کرے پھر ایک یا دو دن کے بعد بیمار ہو جائے اور مسجد سے چلا جائے تو کیا وہ قضا کرے ان دنوں کی جتنے دن باقی رہے تھے جب تندرست ہو جائے یا قضا نہ کرے اور جو قضا کرے تو کس مہینے میں۔ تو مالکؒ نے جواب دیا کہ قضا کرے ان دنوں کی جب اچھا ہو جائے رمضان میں یا اور کسی مہینے میں۔ کہا مالکؒ نے مجھ کو رسول اللہ ﷺ سے پہنچا کہ آپ ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ کیا پھر آپ ﷺ لوٹ آئے اور اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ بعد رمضان کے اعتکاف کیا شوال میں دس روز تک۔ کہا مالکؒ نے اعتکاف نفل

(۶۴۲) بخاری (۲۰۳۴) کتاب الاعتکاف: باب الأحبیة فی المسجد، مسلم (۱۱۷۲) أبو داود (۲۴۶۴) ترمذی (۷۹۰) سائی (۷۰۹) ابن ماجہ (۱۷۷۱) أحمد (۸۴/۶) (۲۰۰۵۱)۔

اور فرض کا ایک حال ہے جو کام درست ہیں دونوں میں درست ہیں اور جو منح ہیں دونوں میں منح ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے مجھ یہی پہنچا کہ اعتکاف آپ کا نفل تھا۔ کہا مالکؒ نے اگر عورت اعتکاف کرے پھر اس کو حیض آجائے تو وہ اپنے گھر چلی آئے پھر جب پاک ہو مسجد میں جائے اور دینہ کرے اور بنا کرے پہلے اعتکاف پر۔ کہا مالکؒ نے ایسے ہی جس عورت پر دو ماہ کے روزے پے درپے واجب ہوں اور اس کو حیض آجائے تو روزے نہ رکھے مگر حیض سے پاک ہوتے ہی پھر روزے شروع کر دے اور دینہ کرے۔

۶۴۳۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ فِي الْبَيْوتِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حاجت ضروری کے لیے گھروں میں آتے تھے اعتکاف کی حالت میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ معتکف جنازہ کے ساتھ نہ جائے اگرچہ اس کے ماں باپ کا جنازہ ہو یا کسی اور کا۔

باب النكاح في الاعتكاف

اعتكاف میں نکاح کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر معتکف اعتکاف کی حالت میں اپنا عقد کرے تو کچھ قباحت نہیں ہے مگر مساس درست نہیں ہے اسی طرح عورت بھی حالت اعتکاف میں صرف عقد کر سکتی ہے نہ مساس۔ اور معتکف کو اپنی بی بی سے جو کام دن میں منع ہے وہی رات کو بھی منع ہے۔

فائدہ: یعنی یہ شہوت اپنی عورت کو چھونا یا اس سے جماع کرنا نہ دن کو درست ہے نہ رات کو البتہ بلا شہوت کسی کام کے واسطے چھو سکتا ہے کیونکہ اوپر حدیث گزری کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی تھیں اور آپ اعتکاف کی حالت میں ہوتے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ معتکف کو درست نہیں کہ اپنی بی بی سے جماع کرے یا اس سے کسی طرح کی لذت اٹھائے مثلاً بوسے لے یا اور کچھ کرے۔ کہا مالکؒ نے میں نے کسی سے نہیں سنا جو اس امر کو منع کرتا ہو کہ معتکف مرد اور معتکفہ عورت اپنا نکاح پڑھ لیں۔ اعتکاف میں البتہ یہ ضرور ہے کہ جماع نہ کریں اسی طرح روزہ دار کو درست ہے کہ روزے میں نکاح کرے اور معتکف اور محرم میں یعنی جو شخص احرام باندھے ہو حج یا عمرہ کا فرق یہ ہے کہ محرم کھائے اور پیئے اور بیمار پرسی کو جائے اور جنازہ کے ساتھ جائے اور خوشبو نہ لگائے اور معتکف خوشبو لگائے تیل ڈالے اگرچہ تو بال کتروائے مگر جنازہ کے ساتھ نہ جائے اور نماز نہ پڑھے جنازہ کی اور نہ بیمار پرسی کرے تو ان دونوں کا حکم نکاح میں بھی مختلف ہے۔ کہا مالکؒ نے یہ احکام اس طریقے کے بموجب ہیں جو سلف میں تھا نکاح محرم اور مساس میں۔

(۶۴۳) بخاری (۲۰۲۹) کتاب الاعتكاف: باب لا يدخل البيت الا لحاجة، مسلم (۲۹۷) أبو داود

(۲۴۶۷) ترمذی (۸۰۴) نسائی فی الکبری (۳۳۶۹) ابن ماجہ (۱۷۷۶) أحمد (۸۱/۶)؛

(۲۰۲۹)

كِتَابُ الزَّكَاةِ

كِتَابُ زَكَاةٍ كَيْفَ يُؤْتَى

فائدہ: جب نماز اور روزے سے فراغت ہوئی تو زکوٰۃ کا بیان شروع کیا اس واسطے کہ نماز اور روزہ دونوں عبادتِ بدنی ہیں اور زکوٰۃ عبادتِ مالی اور بدنی کو مقام ہے مالی پر۔

باب ما تجب فيه الزكاة جن مالوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان کا بیان

۶۴۴۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ ذَرْدٌ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسَةٍ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیوں سے جو چاندی کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ وسق سے جو غلہ کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں۔

فائدہ: ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوئے جس کی ساڑھے ہاون تولہ چاندی ہوتی ہے اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔

۶۴۵۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسَةٍ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ أَوَاقِيٍّ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ ذَرْدٌ مِنَ الْبَابِلِ صَدَقَةٌ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کھجور پانچ وسق سے کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اور جو چاندی پانچ اوقیہ سے کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۶۴۴) بخاری (۱۴۰۵) کتاب الزکوة: باب ما أدى زكاته فليس بكنز مسلم (۹۷۹) أبو داود

(۱۰۵۸) ترمذی (۶۲۶) نسائی (۲۴۴۵) ابن ماجہ (۱۷۹۳) أحمد (۶۱۳) (۱۱۰۴۴)

دارمی (۱۶۳۳)۔

(۶۴۵) أيضاً۔

٦٤٦۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى عَامِلِهِ عَلَى دِمَشْقَ فِي الصَّدَقَةِ إِنَّمَا الصَّدَقَةُ فِي الْحَرْبِ وَالْعَيْنِ وَالْمَاشِيَةِ قَالَ مَالِكٌ وَلَا تَكُونُ الصَّدَقَةُ إِلَّا فِي ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ فِي الْحَرْبِ وَالْعَيْنِ وَالْمَاشِيَةِ۔

امام مالک کو پہنچا کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا اپنے عامل کو دمشق میں کہ زکوٰۃ سونے چاندی اور زراعت اور جانوروں میں ہے۔

مطلب: امام مالک نے فرمایا کہ صدقہ نہیں ہوتا مگر تین چیزوں میں زراعت اور سونا چاندی اور جانوروں میں۔

باب الزكاة في العين من الذهب والورق سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

٦٤٧۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَقْبَةَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مُكَاتَبٍ لَهُ قَاطَعَهُ بِمَالٍ عَظِيمٍ هَلْ عَلَيْهِ فِيهِ زَكَاةٌ فَقَالَ الْقَاسِمُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ لَمْ يَكُنْ يَأْخُذُ مِنْ مَالٍ زَكَاةً حَتَّى يَحْوَلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَعْطَى النَّاسَ أَعْطِيَانِهِمْ يَسْأَلُ الرَّحْلَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ عَلَيْكَ فِيهِ الزَّكَاةُ فَإِذَا قَالَ نَعَمْ أَخَذَ مِنْ عَطَائِهِ زَكَاةً ذَلِكَ الْمَالِ وَإِنْ قَالَ لَا أَسْلَمَ إِلَيْهِ عَطَاؤُهُ وَلَمْ يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا۔

حضرت محمد بن عقبہ نے پوچھا قاسم بن محمد بن ابی بکر سے کہ میں نے اپنے مکاتب سے مقاطعت کی ہے۔ ایک مال عظیم پر تو کیا زکوٰۃ اس میں واجب ہے۔ قاسم بن محمد نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی مال میں سے زکوٰۃ نہ لیتے تھے۔ جب تک ایک سال اس پر نہ گزرتا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو ان کے وظیفے دیتے تو پوچھ لیتے کہ تم پر کسی مال کی زکوٰۃ واجب ہے اگر وہ کہتا ہاں تو اسی وظیفے میں سے زکوٰۃ نکال لیتے اور جو کہتا نہیں تو اس کو وظیفہ دے دیتے اور پوچھا اس میں سے نہ لیتے۔

فائدہ: مکاتب اس نلام کو کہتے ہیں جس سے مولیٰ (مالک) یہ کہے کہ اگر تو مجھے اتنا مال اتنی مدت میں ادا کرے تو تو آزاد ہے اور وہ غلام اس کو قبول کر لے اور مقاطعت یہ ہے کہ بعض اس مال کے کسی قدر مال پر جو نقد ظہر سے راضی ہو جائے۔

فائدہ: یعنی ماانہ تنخواہیں جب تقسیم ہوتیں تو تنخواہ والوں سے رقم زکوٰۃ مجرا لے لیتے اگر ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی اور یہ رقم زکوٰۃ اس مال کی زکوٰۃ تھی جو ان کے پاس پہلے سے تھا نہ اس تنخواہ کی زکوٰۃ کیونکہ مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس پر ایک سال پورا نہ گزرے۔

۶۴۸۔ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ مَطْعُونٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ كُنْتُ إِذَا جِئْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ أَقْبِضُ عَطَائِي سَأَلَنِي هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ عَلَيْكَ فِيهِ الزَّكَاةُ قَالَ فَإِنْ قُلْتَ نَعَمْ أَخَذَ مِنْ عَطَائِي زَكَاةَ ذَلِكَ الْمَالِ وَإِنْ قُلْتَ لَا دَفَعَ إِلَيَّ عَطَائِي۔

حضرت قدامہ بن مطعون سے روایت ہے کہ جب میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی سالانہ تنخواہ لینے آتا تو مجھ سے پوچھتے کہ تمہارے پاس کوئی ایسا مال ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو اگر میں کہتا ہوں تو تنخواہ میں سے زکوٰۃ اس مال کی مجرالیے اور جو کہتا نہیں تو تنخواہ دے دیتے۔

۶۴۹۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا تَجِبُ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کسی مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس پر پورا سال نہ گزرے۔

فائدہ: اس حدیث کو ابن عبدالبر نے تمہید میں مرفوعاً ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے مگر رفع اس کا ضعیف ہے اور دفع صحیح ہے لیکن اجماع کیا مجتہدین نے اس امر پر اور یہ اجماع بے پرواہ کرتا ہے رفع سے۔ (زرقلانی)

۶۵۰۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَوْلُ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَعْطِيَةِ الزَّكَاةَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ۔

ابن شہاب نے کہا کہ سب سے پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ نے تنخواہوں میں سے زکوٰۃ لی۔

فائدہ: یعنی تنخواہ کی زکوٰۃ تقسیم کے وقت لے لیتے یہ امر خلفائے راشدین سے منقول نہیں ہے اور خلاف ہے حدیث کے اور اجماع صحابہ کے اس واسطے اس پر عمل نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت اتفاقاً یہ ہے کہ زکوٰۃ جیسے دوسودرہم میں واجب ہوتی ہے ویسے ہی بیس دینار میں سونے کے واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر بیس دینار اس قدر وزن میں ہلکے ہوں کہ ان کی قیمت پوری بیس دینار کو نہ پہنچے تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اگر بیس سے زیادہ ہوں اور قیمت ان کی پورے بیس دینار کی ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے اور بیس دینار سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ کہا مالک نے اسی طرح اگر دوسودرہم اسی وزن میں کم ہوں کہ ان کی قیمت پورے دوسودرہم کو نہ پہنچے تو ان میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے البتہ اگر دوسو سے زیادہ ہوں اور پورے پورے دوسودرہم کے برابر ہو جائیں تو زکوٰۃ واجب ہے لیکن اگر یہ دینار اور درہم جو وزن میں ہلکے ہوں پورے دینار اور درہم کے برابر چلتے ہوں تو ان میں زکوٰۃ

(۶۴۸) عبدالرزاق (۷۷/۴) (۷۰۲۹) بیہقی (۱۰۹/۴) (۷۳۵۵)۔

(۶۴۹) عبدالرزاق (۷۷/۴) (۷۰۳۰) بیہقی (۱۰۹/۴) (۷۳۵۶) ترمذی (۶۳۱)۔

(۶۵۰) بیہقی (۱۰۹/۴)۔

واجب ہے۔ کہا مالک نے ایک شخص کے پاس ایک سو ساٹھ درہم پورے ہیں اور اس کے شہر میں آٹھ درہ کو ایک دینار ملتا ہے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی کیونکہ زکوٰۃ جب واجب ہوتی ہے جب اس کے پاس بیس دینار یا دو سو درہم موجود ہوں۔

فائدہ: اگرچہ ساٹھ درہم کے حساب اس نرخ کے بیس دینار ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس پانچ دینار تھے سو اس نے اس میں تجارت کی اور سال ختم نہیں ہوا تھا کہ وہ اس مقدار کو پہنچ گئے جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا پڑے گی اگرچہ سال کے ختم ہونے کے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد وہ دینار اس مقدار کو پہنچے ہوں پھر اس میں زکوٰۃ نہ ہوگی جب تک دوسرا سال ختم نہ ہوگا۔

فائدہ: یہ قول امام مالک کا ہے اور دوسرے مجتہدین اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جس تاریخ کو نصاب پورا ہوا اس تاریخ سے لے کر ایک سال کے بعد زکوٰۃ دینا ہوگی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس دس دینار تھے اس میں اس نے تجارت کی اور سال گزرتے گزرتے وہ بیس دینار کو پہنچ گئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یہ نہ ہوگا کہ وہ انتظار کرے ایک سال گزرنے کا جب سے بیس دینار کو پہنچے ہیں۔ کیونکہ سال اس پر جب گزرا تو اس کے پاس بیس دینار تھے پھر دوبارہ اس میں زکوٰۃ نہ ہوگی۔ جب تک دوسرا سال نہ گزرے۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ امر اجماعی ہے کہ غلاموں کی مزدوری اور کرایہ میں اور مکتب کے بدل کتاب میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے قلیل ہو یا کثیر جب تک مالک کے قبضے میں یہ چیزیں نہ جائیں اور اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔ کہا مالک نے سونا اور چاندی میں اگر کئی حصہ دار ہوں تو جس کا حصہ بیس دینار یا دو سو درہم تک پہنچے گا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور جس کا حصہ اس سے کم ہوگا اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور جو سب کے حصے نصاب ہوں لیکن کسی کا حصہ زیادہ کسی کا کم ہو تو ہر ایک سے زکوٰۃ اس کے حصے کے موافق لی جائے گی بشرطیکہ ہر ایک کا حصہ نصاب کو پہنچے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ کہا مالک نے یہ قول مجھے بہت پسند ہے۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص کا چاندی اور سونا متفرق لوگوں کے پاس ہو تو وہ سب کو جمع کر کے اس کی زکوٰۃ نکالے۔ کہا مالک نے جس شخص نے سونا چاندی کمایا تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک ایک سال نہ گزرے جس روز سے اس کو کمایا ہے۔

کانون کی زکوٰۃ کا بیان

باب الزکاة فی المعادن

۶۵۱ - عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبِيلَةِ وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَمَلَكَ الْمَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا إِلَى الْيَوْمِ إِلَّا الزَّكَاةُ -

کئی ایک لوگوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جاگیر کر دی تھیں بلال رضی اللہ عنہ بن حارث مزنی کو کانیں قبلیہ کی جو فرع کی طرف ہیں تو ان کانوں سے آج تک کچھ نہیں لیا جاتا سوا زکوٰۃ کے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں تو یہ جانتا ہوں کہ کانوں میں سے جو مال برآمد ہو اس میں سے کچھ نہ لیا جائے جب تک

قیمت اس کی نہیں دینا زیادہ سود رہم کو نہ پہنچے البتہ جب اس قدر مال نکلے تو اس میں زکوٰۃ لی جائے اور جو اس سے بھی زیادہ کا ہو تو اس کے حساب سے زکوٰۃ لی جائے جب تک کان سے آمدنی جاری ہو اور جب آمدنی بند ہو جائے پھر شروع ہو تو زکوٰۃ بھی پھر شروع ہوگی جیسے پہلے آمدنی میں شروع ہوتی تھی۔ کہا مالک نے کام مثل زراعت کے ہے جیسے زراعت میں جب مال پیدا ہو تو زکوٰۃ لی جائے اسی طرح کان میں مال برآمد ہو تو زکوٰۃ لی جائے سال گزرنا ضروری نہیں ہے۔

فائدہ: مگر فرق یہ ہے کہ زراعت میں دسواں حصہ یا زیادہ لیا جاتا ہے۔ اور کان میں چالیسواں حصہ لیا جائے گا۔

دینے کی زکوٰۃ کا بیان

باب زکاة الرکاز

۶۵۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکا ز میں پانچواں حصہ لیا جائے گا۔

مطلب: امام مالک نے فرمایا اس میں کچھ اختلاف ہمارے نزدیک نہیں ہے اور میں نے اہل علم سے بھی سنا ہے کہ رکا ز دینے کے کافروں کے دینوں میں سے جب وہ بغیر محنت کثیر اور روپیہ خرچ کیے ہوئے مل جائے سو اگر روپیہ خرچ ہو کر یا بڑی محنت سے ملے اور کبھی ملتا ہو کبھی نہ ملتا ہو تو اس کو رکا ز نہ کہیں گے۔

فائدہ: پس اس میں خمس واجب نہ ہوگا بلکہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔

باب ما لا زکاة فیہ من الحلی بیان أن چیزوں کا جن میں زکوٰۃ واجب نہیں

والتبر والعنبر ہے جیسے زیور اور سونے چاندی کا ڈالا اور عنبر

۶۵۳۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَلِي بَنَاتٍ أَحْبَبَهَا يَتَامَى فِي حَجْرِهَا لَهُنَّ الْحَلِيُّ فَلَا تُخْرَجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الرِّكَازُ۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پرورش کرتی تھیں اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کی یتیم بیٹیوں کو اور ان کے پاس زیور تھے تو نہیں نکالتی تھیں اس میں سے زکوٰۃ۔

۶۵۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَلِّي بَنَاتَهُ وَجَوَارِيَهُ الذَّهَبَ ثُمَّ لَا يُخْرَجُ مِنْ

(۶۵۲) بخاری (۱۴۹۹) کتاب الزکاة: باب فی الرکا ز الخمس، مسلم (۱۷۱۰) أبو داود (۳۰۸۵) ترمذی (۶۴۲) نسائی (۲۴۹۷) ابن ماجہ (۲۵۰۹) أحمد (۲۳۹/۲) (۷۲۵۳) دارمی (۱۶۶۸)۔

(۶۵۳) عبدالرزاق (۷۰۵۲) ابن ابی شیبہ (۱۰۱۸۸) بیہقی (۱۳۸/۴)۔

(۶۵۴) عبدالرزاق (۷۰۴۷) ابن ابی شیبہ (۱۰۱۷۳) بیہقی (۱۳۸/۴)۔

حُلِيِّهِنَّ الزَّكَاةَ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بیٹیوں اور لوٹریوں کو سونے کا زیور پہناتے تھے اور ان کے زیوروں میں سے زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے۔

فائدہ: کیونکہ زیور میں زکوٰۃ نہیں ہے یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ کا اور اکثر علماء کا ہے۔ اور ابوحنیفہ کے نزدیک اس کی زکوٰۃ واجب ہے اور اس حدیث کی تاویل یہ ہے کہ یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے نہ صغیر کے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جس کے پاس سونے یا چاندی کا ڈالا ہو اور اس سے نفع نہ لیا جاتا ہو مثل پہننے وغیرہ کے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔ ہر سال اس میں سے چالیسواں حصہ لیا جائے گا مگر جب میں دینار یا دو سو درہم سے وزن میں کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی بلکہ زکوٰۃ اسی صورت میں ہوگی جب نصاب کے مقدار ہو اور اس سے منفعت نہ لی جائے لیکن وہ ڈالا جس سے زیور بنانا مقصود ہو یا ٹونا ہوا زیور جس کا درست کرنا منظور ہو تو وہ مثل اسباب خانگی کے ہے اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ کہا امام مالک نے موتی اور مشک اور عثر میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

باب زکاة اموال الیتامی یتیم کے مال کی زکوٰۃ کا بیان اور اس میں تجارت کرنے کا ذکر

والتجارة لهم فيها

۶۵۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اتَّجَرُوا فِي أَمْوَالِ الْيَتَامَى لَا تَأْكُلْهَا الزَّكَاةَ۔
امام مالک کو پہنچا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجارت کرو یتیموں کے مال میں تاکہ زکوٰۃ ان کو تمام نہ کرے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور ابوحنیفہ کے نزدیک اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۶۵۶۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَلِينِي وَأَخَالِي يَتِيمِينَ فِي حَجْرِهَا فَكَانَتْ تُخْرِجُ مِنْ أَمْوَالِنَا الزَّكَاةَ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پرورش کرتی تھیں میری اور میرے بھائی کی دونوں یتیم تھے ان کی گود میں تو نکالتی تھیں ہمارے مالوں میں سے زکوٰۃ۔
فائدہ: اس حدیث سے وہ تاویل جو ابوحنیفہ نے زیور کی زکوٰۃ نہ نکالنے میں کی تھی رد ہوگئی۔

(۶۵۵) عبدالرزاق (۶۹۸۹) ابن ابی شیبہ (۱۰۱۱۷) الدار قطنی (۱۰۹/۲) (۱۹۵۴) بیہقی (۱۰۷/۴) (۷۳۴۰)۔

(۶۵۶) عبدالرزاق (۶۹۸۴) ابن ابی شیبہ (۱۰۱۱۴) بیہقی (۱۰۸/۴) (۷۳۴۵)۔

۶۵۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُعْطِي أَمْوَالَ الْيَتَامَى الَّذِينَ فِي حَجَرِهَا مَنْ يَتَّجِرُ لَهُمْ فِيهَا -

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ام المومنین عائشہؓ یتیموں کا مال تجارت کو دیتی تھیں تاکہ وہ اس میں تجارت کریں۔

۶۵۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ اشْتَرَى لِيَبْنِي أُخِيهِ يَتَامَى فِي حَجَرِهِ مَالًا فَبَيْعَ ذَلِكَ الْمَالُ بَعْدَ بِمَالٍ كَثِيرٍ -

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی کے یتیم لڑکوں کے واسطے کچھ مال خریدا پھر وہ مال بڑی قیمت کو بکا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یتیم کے مال میں تجارت کرنا کچھ برائیاں ہیں جب ولی یتیم کا معتبر دیانت دار ہو اور اس پر تاوان لازم نہ ہوگا اگر نقصان ہو۔

ترکہ کی زکوٰۃ کا بیان

باب زكاة الميراث

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دی تو اس کے تہائی مال سے زکوٰۃ وصول کی جائے نہ زیادہ اس سے اور یہ زکوٰۃ مقدم ہوگی اس کی وصیتوں پر کیونکہ زکوٰۃ مثل دین (قرض) کے ہے اس پر اسی واسطے وصیت پر مقدم کی جائے گی مگر یہ حکم جب ہے کہ میت نے وصیت کی ہو زکوٰۃ ادا کرنے کی اگر وہ وصیت نہ کرے لیکن وارث اس کے ادا کریں تو بہتر ہے مگر ان کو ضروری نہیں۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک سنت اتفاق یہ ہے کہ وارث پر زکوٰۃ واجب نہیں اس مال کی جو وارث کی رُو سے اس کو پہنچا نہ دین میں نہ اسباب میں نہ گھر میں نہ غلام میں نہ لونڈی میں۔ البتہ ترکے میں سے جب کسی شے کو بیچے اور اس کی بیع پر یا زرخش کے وصول پر ایک سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ کہا امام مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ وارث پر اس مال کی جو وارث کی رُو سے اس کو پہنچا نہ زکوٰۃ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ ایک سال اس پر گزرے۔

دین کی زکوٰۃ کا بیان

باب الزكاة في الدين

۶۵۹۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَمَانَ كَانَ يَقُولُ هَذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيُؤَدِّ دَيْنَهُ حَتَّى تَحْضَلَ أَمْوَالُكُمْ فَتُؤَدُّ مِنْهُ الزَّكَاةَ -

حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ عثمان بن عفانؓ فرماتے تھے یہ مہینہ تمہاری زکوٰۃ

(۶۵۷) عبدالرزاق (۶۹۸۳) ابن ابی شیبہ (۱۰۱۱۴، ۱۰۱۱۸)۔

(۶۵۹) عبدالرزاق (۷۰۸۶) ابن ابی شیبہ (۱۰۵۵۵) بیہقی (۱۴۸/۴)۔

کا ہے تو جس شخص پر کچھ قرض ہو تو چاہیے کہ قرض اپنا ادا کر دے اور باقی جو مال بچ رہے اس کی زکوٰۃ ادا کرے۔
فائدہ: (یہ مہینہ) یعنی رمضان کا مہینہ۔

فائدہ: جو شخص مدیون ہو اس کا یہی حکم ہے کہ بعد ادا دین کے جس قدر مال اس کے پاس بچے اس کی زکوٰۃ ادا کرے (بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچتا ہو)۔

۶۶۰۔ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيَّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ فِي مَالٍ قَبَضَهُ بَعْضُ الْوُلَاةِ ظُلْمًا يَأْتُرُ بِرَدِّهِ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَيُؤَخِّدُ زَكَاتَهُ لِمَا مَضَىٰ مِنَ السَّنِينَ ثُمَّ عَقَّبَ بَعْدَ ذَلِكَ بِكِتَابٍ أَنَّ لَا يُؤَخِّدَ مِنْهُ إِلَّا زَكَاتًا وَاحِدَةً فَإِنَّهُ كَانَ ضَمَارًا۔

حضرت ایوب بن ابی تیمہ سختیانی سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا ایک مال کے باب میں جس کو بعض حکام نے ظلم سے چھین لیا تھا کہ پھر دیں اس کو مالک کو اور اس میں سے زکوٰۃ اُن برسوں کی جو گزر گئے وصول کر لیں اس کے بعد ایک نامہ لکھا کہ زکوٰۃ اُن برسوں کی نہ لی جائے کیونکہ وہ مال ضمار تھا۔

فائدہ: شمار اس مال کو کہتے ہیں جس کے وصول کی امید نہ رہے جیسے وہ مال جس کو حاکم ظالم چھین لے یا کوئی شخص قرض لے کر کمر جائے اور گواہ نہ ہوں۔ ایسے مال میں یہ حکم ہے کہ جب وصول ہو اس وقت سے جب ایک سال گزرے زکوٰۃ واجب ہوگی اور پندرہ سال ہائے گزشتہ کی جن میں وہ مال ضمار تھا زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

۶۶۱۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حُصَيْفَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ لَهُ مَالٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مِثْلُهُ أَعْلَيْهِ زَكَاتٌ فَقَالَ لَا۔

حضرت یزید بن حصفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا سلیمان بن یسار سے ایک شخص کے پاس مال ہے لیکن اسی قدر قرض ہے کیا زکوٰۃ اس پر واجب ہے؟ بولے نہیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک اس حکم میں اختلاف نہیں کہ قرض کی زکوٰۃ واجب نہیں جب تک وہ وصول نہ ہو جائے۔ سو اگر قرض قرضدار پر کئی برس تک رہا پھر وصول ہوا تو ایک ہی سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر جتنا قرض وصول ہوا ہے وہ نصاب سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی مگر اس صورت میں کہ اس شخص کے پاس اور مال بھی ہو سو اس میں ملا کر اس کی بھی زکوٰۃ دے اگر اس کے پاس اور کوئی مال نقد نہ ہو لیکن مدیونوں پر اور قرض باقی ہو تو ابھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی لیکن جس قدر وصول ہوا ہے اس کو یاد رکھے۔ بعد اس کے اگر اتنا وصول ہوا کہ نصاب پورا ہو گیا اس وقت زکوٰۃ لازم ہوگی۔ اگر اس نے اس مال کو جو پندرہ سال سے وصول ہوا تھا تلف کر دیا تب بھی زکوٰۃ واجب ہوگی جب بعد کو اس قدر وصول ہو گیا کہ اس سے نصاب پورا ہو جائے پھر جب اس کو بیس دینار یا دس سو درہم کے موافق وصول ہو گیا تو زکوٰۃ لازم ہوگی اب اس کے

(۶۶۰) عبدالرزاق (۷۱۲۷) ابن ابی شیبہ (۱۰۶۱۴) بیہقی (۱۵۰۱۴)۔

(۶۶۱) بیہقی (۱۴۸/۴) رقم (۷۶۱۴)۔

بعد کسی قدر قلیل یا کثیر وصول کرے۔ زکوٰۃ اس کے حساب سے بڑھتی جائے گی۔ کہا مالکؒ نے جو ہم نے بیان کیا کہ دین کئی برس تک وصول نہیں ہوتا پھر وصول ہو تو ایک سال کی زکوٰۃ لازم ہوگی اس پر دلیل یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مال تجارت برسوں تک رہتا ہے جب اس کو بیچتا ہے تو اس کے زر ثمن پر ایک ہی زکوٰۃ واجب ہوگی اس لیے کہ صاحب دین یا صاحب مال پر یہ امر لازم نہیں کہ زکوٰۃ اس مال یا دین کی دوسرے مال سے نکالے بلکہ زکوٰۃ ہر مال کی اسی مال سے نکالی جائے نہ یہ کہ زکوٰۃ ایک شے کی دوسری شے میں سے دی جائے۔ کہا مالکؒ نے جس حکم میں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس اسباب اس قدر رہے جو اس کے ادائے دین کو کافی ہے اور نقد روپیہ اس کے سوا ہے تو وہ نقد روپے کی زکوٰۃ دے۔ کہا مالکؒ نے اگر نقد اور جنس ملا کر دونوں اس کے قرض کے برابر ہوں تو زکوٰۃ اس پر واجب نہ ہوگی جب تک کہ نقد اس کے دین سے فاضل نہ ہو اور نصاب نہ ہو۔ جب ایسا ہو تو اس کے لیے زکوٰۃ دے۔

باب زکاة العروض اموال تجارت کی زکوٰۃ کا بیان

٦٦٢ - عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَيَّانَ وَكَانَ زُرَيْقٌ عَلَى حَوَازٍ مِصْرَ فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ وَسَلَيْمَانَ وَعَمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَذَكَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنْ أَنْظُرْ مَنْ مَرَّ بِكَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَخُذْ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ مِمَّا يُدِيرُونَ مِنَ التُّجَارَاتِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِينَارًا دِينَارًا فَمَا نَقَصَ فَبِحَسَابِ ذَلِكَ حَتَّى يَبْلُغَ عِشْرِينَ دِينَارًا فَإِنْ نَقَصَتْ ثَلَاثُ دِينَارٍ فَدَعُهَا وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا وَمَنْ مَرَّ بِكَ مِنْ أَهْلِ الذَّمِّ فَخُذْ مِمَّا يُدِيرُونَ مِنَ التُّجَارَاتِ مِنْ كُلِّ عِشْرِينَ دِينَارًا دِينَارًا فَمَا نَقَصَ فَبِحَسَابِ ذَلِكَ حَتَّى يَبْلُغَ عِشْرَةَ دَنَابِيرٍ فَإِنْ نَقَصَتْ ثَلَاثُ دِينَارٍ فَدَعُهَا وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا وَاکْتُبْ لَهُمْ بِمَا تَأْخُذُ مِنْهُمْ كِتَابًا إِلَى مِثْلِهِ مِنَ الْحَوْلِ -

حضرت زریق بن حیان سے روایت ہے اور وہ مقرر تھے مصر کے محصول خانہ پر ولید اور سلیمان بن عبد الملک اور عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھا ان کو جو شخص گزرے اوپر تیرے مسلمانوں میں سے تو جو مال ان کا ظاہر ہو اموال تجارت میں سے تو لے اس میں سے ہر چالیس دینار میں سے ایک دینار یعنی چالیسواں حصہ اور جو چالیس دینار سے کم ہو تو اسی حساب سے بیس دینار تک اگر بیس دینار سے ایک تہائی دینار بھی کم ہو تو اس مال کو چھوڑ دے اس میں سے کچھ نہ لے اور جو تیرے اوپر کوئی ذمہ گزرے تو اس کے مال تجارت میں سے ہر بیس دینار میں سے ایک دینار لے جو کم ہو اسی حساب سے دس دینار تک اگر دس دینار سے ایک تہائی دینار بھی کم ہو تو کچھ نہ لے اور جو کچھ تو لے اس کی ایک ایک رسید سال تمام کے واسطے لکھ دے۔

فائدہ: تاکہ پھر اس پر محصول نہ لگے یہی قول ہے شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ کا۔ اور امام مالکؒ کے نزدیک جب محصول خانہ پر

گزر کرے اگرچہ ایک ہی سال میں کئی بار تو اس سے محصول لیا جائے۔ مسلمانوں سے چالیسواں حصہ محصول لیا جاتا ہے اور کافران ذمی سے بیسواں حصہ اور کفار حربی سے دسواں حصہ لینا چاہیے۔ ایسا ہی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ ایک بار جب تاجر نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی پھر اس مال کے عوض میں اسباب کپڑا یا لوٹنی غلام وغیرہ خرید کیا پھر ایک سال پورا ہونے کے اول اس کو بیچ ڈالا زکوٰۃ دینے کی تاریخ سے اور جو اس نے اس مال کو کئی سال تک نہ بیچا تو اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی جب بچے گا تو ایک ہی زکوٰۃ دینا پڑے گی۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے سونے یا چاندی کے عوض میں گہیوں یا کھجور خریدے تجارت کے واسطے پھر مال پڑا رہا یہاں تک کہ سال گزر گیا جب مال بکا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر نصاب کے مقدر ہو اس کی مثال زراعت کی یا میوہ توڑنے کی سی نہ ہوگی۔

فائدہ: کیونکہ زراعت جب کاٹی جائے اور میوہ درخت کا جب تیار ہو کر اتارا جائے اس میں دسواں حصہ دینا پڑے گا اگرچہ سال میں دو بار ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس تاجر کے پاس مال تجارت ہے لیکن نقد اس کے پاس اس قدر جمع نہیں ہوتا کہ اس میں زکوٰۃ واجب ہو تو برس میں ایک مہینہ کے اندر اسباب کی قیمت اور نقد دونوں کو ملا کر دیکھیں گے اگر نصاب کے مقدر ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا خواہ کوئی تجارت کرے خواہ نہ کرے مال میں ہر سال ایک ہی بار زکوٰۃ لازم ہوگی۔

باب ما جاء في الكنز

کنز کے بیان میں

٦٦٣ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْكَنْزِ مَا هُوَ فَقَالَ هُوَ الْمَالُ الَّذِي لَا تُؤَدَّى مِنْهُ الزَّكَاةَ -

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کنز کسے کہتے ہیں جواب دیا کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔

فائدہ: کلام اللہ میں ایسے مال والے پر دکھ کی مار لکھی ہے۔ وہ مال جلا یا جائے گا آگ میں اور اس سے صاحب مال داغا جائے گا۔ (معاذ اللہ)

٦٦٤ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مَالٌ لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثَلَّ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَحَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَيْبَتَانِ يَطْلُبُهُ حَتَّى يُمَكِّنَهُ يَقُولُ أَنَا كَنْزُكَ -

(٦٦٣) بیہقی (٧٣/٤) (٧٢٣٢) ابن ماجہ (١٧٨٧) -

(٦٦٤) بخاری (١٤٠٣) کتاب الزکاة: باب اثم مانع الزکاة، مسلم (٩٨٧) أبو داود (١٦٥٨)

نسائی (٢٤٤٢) ابن ماجہ (١٧٨٦) أحمد (٣٥٥/٢) (٨٦٤٦) -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے تھے جس شخص کے پاس مال ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے روز وہ مال ایک گنجدے سانپ کی صورت بنے گا جس کی دو آنکھوں پر سیاہ داغ ہوں گے اور ڈھونڈھے گا اپنے مالک کو یہاں تک کہ پائے گا اس کو۔ پھر کہے گا اس سے میں تیرا مال ہوں جس کی زکوٰۃ تو نے نہیں دی تھی۔

فائدہ: بخاری نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا۔

زکوٰۃ چار پایوں کی

باب صدقة الماشية

۶۶۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَرَأَ كِتَابَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي الصَّدَقَةِ قَالَ فَوَجَدْتُ فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ كِتَابَ الصَّدَقَةِ فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فُدُونَهَا الْغَنَمُ فِي كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرُ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى سِتِّينَ حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ جَذَعَةٌ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى تِسْعِينَ ابْنَتَا لَبُونٍ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ فَمَا زَادَ عَلَى ذَلِكَ مِنَ الْإِبِلِ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ وَفِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ إِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ شَاةٌ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ ثَلَاثُ شِيَاهٍ فَمَا زَادَ عَلَى ذَلِكَ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ تَيْسٌ وَلَا هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلَا يُفْرَقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسُّوْيَةِ وَفِي الرَّقَّةِ إِذَا بَلَغَتْ خَمْسُ أَوْاقٍ رُبْعُ الْعُشْرِ۔

امام مالک نے پڑھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کتاب کو صدقہ اور زکوٰۃ کے باب میں اس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ کتاب ہے صدقہ کی چوبیس اونٹوں تک ہر پانچ میں ایک بکری لازم ہے جب چوبیس سے زیادہ ہوں پینتیس تک ایک برس کی اونٹی ہے اگر ایک برس کی اونٹی نہ ہو تو دو برس کا ایک اونٹ ہے اس سے زیادہ میں پینتالیس اونٹ تک دو برس کی اونٹی ہے اس سے زیادہ میں ساٹھ اونٹ تک تین برس کی اونٹی ہے جو قابل ہو جفتی کے اس سے زیادہ میں پچتر اونٹ تک چار برس کی اونٹی ہے اس سے زیادہ میں نوے اونٹ تک دو اونٹیاں

ہیں دو دو برس کی اس سے زیادہ میں ایک سو میں اونٹ تک تین تین برس کی دو اونٹیاں ہیں جو قابل ہوں سختی کے اس سے زیادہ میں ہر چالیس اونٹ میں دو برس کی اونٹنی ہے اور ہر پچاس اونٹ میں تین برس کی اونٹنی ہے بکریاں جو جنگل میں چرتی ہوں جب چالیس تک پہنچ جائیں ایک بکری زکوٰۃ کی لازم ہوگی اس سے زیادہ میں تین سو بکریوں تک تین بکریاں بعد اس کے ہر سینکڑے میں ایک بکری دینا ہوگی اور زکوٰۃ میں بکرانہ لیا جائے گا اسی طرح بوڑھے اور عیب دار مگر جب زکوٰۃ لینے والے کی رائے میں مناسب ہو اور جدا جدا اموال ایک نہ کیے جائیں گے اسی طرح ایک مال جدا جدا نہ کیا جائے گا زکوٰۃ کے خوف سے اور جو دو آدمی شریک ہوں تو وہ آپس میں رجوع کر لیں برابر کا حصہ لگا کر اور چاندی میں جب پانچ اوقیہ ہو تو چالیسواں حصہ لازم آئے گا۔

فائدہ: مثلاً ایک شخص کے پاس چالیس بکریاں تھیں اس پر ایک بکری لازم تھی جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو چالیس کو دو جگہ کر دیا۔ تاکہ زکوٰۃ دینا نہ پڑے یا چالیس چالیس بکریاں دو آدمیوں کی تھیں ان میں دو بکریاں زکوٰۃ کی چاہیں جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو دونوں کو ایک جگہ کر دیا تاکہ ایک ہی بکری لازم آئے۔

باب ما جاء في صدقة البقر

گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان

٦٦٦ - عَنْ طَاوُسِ الْيَمَانِيِّ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخَذَ مِنْ ثَلَاثِينَ بَقَرَةً تَبِيْعًا وَمِنْ أَرْبَعِينَ بَقَرَةً مُسْنَةً وَأَتَى بِمَا ذُوْن ذَلِكَ فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا وَقَالَ لَمْ أَسْمَعْ مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا حَتَّى أَلْقَاهُ فَاسْأَلَهُ فُتُوْقَى رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ -

حضرت طاؤس یمانی سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے تیس گائیوں میں سے ایک گائے ایک برس کی لی اور چالیس گائیوں میں دو برس کی ایک گائے لی اور اس سے کم میں کچھ نہ لیا اور کہا کہ نہیں سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ تو پوچھوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ پس وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس شخص کی بکریاں دو چرواہوں کے پاس یا زیادہ کے پاس مختلف شہروں میں ہوں تو وہ سب کو جوڑ کر اکٹھی زکوٰۃ دے اسی طرح اگر کسی شخص کا سونا چاندی مختلف لوگوں کے پاس ہو تو وہ سب جوڑ کر اکٹھی زکوٰۃ دے۔ کہا مالک نے ایک شخص کے پاس بھیڑ اور بکریاں دونوں ہیں تو سب کو ایک ساتھ گن لیں گے اگر نصاب کے موافق ہو تو زکوٰۃ ہوگی کیونکہ بھیڑ بھی بکریوں ہی کے شمار میں ہے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کتاب میں موجود ہے

(٦٦٦) أبو داود (١٥٧٦) كتاب الزكاة: باب في زكاة السائمة، ترمذی (٦٢٣) نسائی (٢٤٥٠)

لیں ملاحظہ (١٨٠٣) أحمد (٢٣٣/٥) (٢٣٧٨) دارمی (١٦٢٣) -

چرنے والی بکریوں میں ہر چالیس میں ایک بکری ہے تو اگر بھیڑ میں زیادہ ہوں اور بکریاں کم ہوں اور اس کے مالک پر ایک راس زکوٰۃ کی واجب ہو تو بھیڑ لی جائے اور جو بکریاں زیادہ ہوں اور بھیڑ میں کم ہوں تو بکری لی جائے گی۔ اگر بھیڑ اور بکریاں برابر ہوں تو زکوٰۃ لینے والے کو اختیار ہے جس میں سے چاہے ایک راس لے لے۔ کہا مالک نے اسی طرح عربی اور بختی اونٹ دونوں کی ملا کر زکوٰۃ لیں گے کیونکہ دونوں قسم کے اونٹ اونٹ میں داخل ہیں اگر عربی زیادہ ہوں اور اس کے مالک پر ایک مہار واجب ہو تو عربی لیں گے اور جو بختی زیادہ ہوں تو بختی لیں گے۔ اگر دونوں برابر ہوں اختیار ہے جس میں سے چاہے لیں۔

فائدہ: عربی وہ اونٹ ہے جس کے ماں باپ دونوں عرب کے ہوں اور بختی وہ اونٹ جس کی ماں عجمی اور باپ عربی یا باپ عجمی اور ماں عربی ہو منسوب ہے طرف بخت نصر کے اور بعضوں نے اس کو بختی پڑھا ہے نجیب سے یعنی بہتر اونٹ۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح گائے بھینس دونوں ایک جنس ہیں دونوں کو ملا کر اکٹھی زکوٰۃ لینا چاہیے لیکن اگر گائے زیادہ ہوں بھینس کم ہوں اور مالک پر ایک راس واجب ہو تو گائے لینا چاہیے اور جو بھینس زیادہ ہوں تو بھینس لینا چاہیے جو دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے جس میں سے چاہے لے اور جو گائے بھی بقدر نصاب ہوں اور بھینس بھی بقدر نصاب تو دونوں میں سے زکوٰۃ لینا چاہیے۔

فائدہ: مثلاً ایک شخص کے پاس تیس گائے ہیں اور تیس بھینس ہیں تو ایک گائے ایک سال کی اور ایک بھینس ایک سال کی لی جائے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس شخص نے جانور حاصل کیے اونٹ یا گائے یا بکری تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک ایک سال نہ گزر جائے اس روز سے جس روز سے وہ جانور اس کے پاس آئے ہوں۔ مگر جب پہلے سے اس کے پاس جانور بقدر نصاب موجود ہوں مثلاً پانچ اونٹ یا تیس گائے یا چالیس بکریاں تو اگر کسی شخص کے پاس پانچ اونٹ یا تیس گائے یا چالیس بکریاں تھیں اب اس نے اور اونٹ اور بکریاں حاصل کیں خرید یا ہبہ یا میراث سے تو وہ ان کی زکوٰۃ اپنے پہلے جانوروں کے ساتھ دے اگر چہ ان پچھلے جانوروں پر ایک سال نہ گزرے البتہ اگر پہلے جانوروں کی زکوٰۃ دے چکنے کے بعد یہ جانور خریدے یا ترکہ میں آئے تو اب زکوٰۃ ان کی نہ دے بلکہ سال آئندہ جب اگلے جانوروں کی زکوٰۃ دے گا ان کے ساتھ ان کی بھی زکوٰۃ دے۔ کہا مالک نے اس کی مثال چاندی کی سی ہے ایک شخص نے اس کی زکوٰۃ دے کر اس کے بدلے میں کچھ سامان خرید کیا اب جس نے سامان بیچا اس پر بھی زکوٰۃ واجب تھی اس نے پھر اس چاندی کی زکوٰۃ دی تو مشتری نے آج زکوٰۃ دی اور بائع نے نکل زکوٰۃ دی۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص کے پاس نصاب سے کم بکریاں تھیں پھر اس نے اور بکریاں خریدیں یا میراث میں پائیں جو نصاب سے زیادہ ہو گئیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ جب تک ایک سال نہ گزر جائے خرید یا ترکہ یا پانے کی تاریخ سے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کے پاس اس قدر جانور ہوں اونٹ یا گائے یا بکریاں جس میں زکوٰۃ نہیں ہے تو یہ نصاب شمار نہ کیا جائے گا جب تک ہر قسم کے جانور نصاب کے مقدار نہ ہوں۔ اگر نصاب کے مقدار ہوں گے تو اس کے ساتھ جتنے جانور اس قسم کے ملیں گے ان کی زکوٰۃ اس نصاب کے ساتھ دینا پڑے گی۔ خواہ یہ جانور قلیل ہوں یا کثیر۔

فائدہ: حاصل مطلب یہ ہے کہ اگر بکریاں یا گائے یا اونٹ نصاب کے موافق ہوں تو اب جتنی گائے یا اونٹ نئے آئیں گے ان کی زکوٰۃ اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ دینا ہوگی اگرچہ اس نئی آمدنی پر سال نہ گزرے برخلاف اس کے اگرچہ جانور نصاب سے کم کسی کے پاس ہوں پھر نئی آمدنی اس قدر ہو کہ نصاب پورا ہو جائے یا نصاب سے بڑھ جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ جب تک ایک سال کامل اس نئی آمدنی پر نہ گزرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس اونٹ یا گائے یا بکریاں نصاب کے موافق ہوں پھر نئی آمدنی ہو تو ان کی زکوٰۃ بھی اس نصاب کے ساتھ جو پہلے سے ہے دینا پڑے گا۔ کہا مالکؒ نے یہ قول بہت پسند ہے مجھ کو۔ کہا مالکؒ نے جس قسم کا جانور کسی پر زکوٰۃ میں واجب ہو پھر اس قسم کا جانور اس کے پاس سے نہ نکلے مثلاً اگر ایک برس کی اونٹنی واجب ہو اور وہ نہ نکلی تو دو برس کا اونٹ لے لیا جائے اور جو دو برس یا تین برس یا چار برس کی اونٹنی واجب ہو اور وہ نہ نکلے تو خرید کر کے دیوے اور قیمت کا دینا میرے نزدیک اچھا نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے جو اونٹ پانی سینچتے ہیں یا جو تیل چرسہ گھسیٹتے ہیں یا ہل چلاتے ہیں اگر مقدار نصاب کے ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔

باب صدقة الخلطاء شرکت کے مال میں زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر دو آدمی شریک ہوں جانوروں میں اس طرح چرواہا ایک ہو اور زکوٰۃ جانور بھی ایک ہوں اور جانوروں کے رہنے کا مکان بھی ایک ہو اور پانی پلانے کا ذول بھی ایک ہو تو ان دونوں آدمیوں کو خلیطیاں کہیں گے اگر ہر ایک ان میں سے مال کو بیچتا ہو اور جو کوئی اپنے مال کو دوسرے کے مال سے تمیز نہ کر سکتا ہو تو ان کو شریکان کہیں گے۔ کہا مالکؒ نے خلیطیاں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک ہر ایک کا مال بقدر نصاب کے نہ ہو۔ کہا مالکؒ نے اس مسئلہ کی تفسیر یہ ہے کہ مثلاً ایک خلیط کی چالیس بکریاں یا زیادہ ہیں اور دوسرے خلیط کی چالیس سے کم ہیں تو جس کی چالیس یا زیادہ ہیں اسی پر زکوٰۃ واجب ہے اور جس کی چالیس سے کم ہیں اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر ہر خلیط کی بکریاں نصاب کے موافق ہوں تو دونوں سے ملا کر زکوٰۃ لی جائے گی اور اگر ایک خلیط کی ہزار بکریاں یا کم ہیں اور دوسرے کی چالیس بکریاں یا زیادہ ہیں تو دونوں خلیطیاں ہیں۔ آپس میں زیادتی دوسرے سے پھیر لیں گے اپنے مال کے موافق ہزار بکریوں پر اس کے موافق زکوٰۃ کا حصہ ہوگا اور چالیس بکریوں پر اس کے موافق حصہ ہوگا۔

فائدہ: پس اگر زکوٰۃ لینے والے نے دس بکریاں زکوٰۃ کی ہزار بکریوں والے سے لے لیں تو وہ چالیس بکریوں والے سے دس حصے چھبیس حصوں میں سے پھیر لے گا اس واسطے کہ ایک ہزار چالیس بکریاں کل ہیں ان کے چھبیس چالیس حصے اس میں سے ایک حصہ چالیس والے پر لازم ہے اور پچیس حصے ہزار والے پر تو ہر بکری کے چھبیس حصے کیے گئے اور پچیس حصے ہر ایک میں سے ہزار والے کے ہوئے اور ایک ایک حصہ چالیس والے کا۔ دس بکریاں دی گئیں تو دس حصے چالیس والے پر چھبیس حصوں میں سے ایک بکری کے پڑے اب فرض کیجیے کہ ایک ایک بکری کی قیمت ۲۶-۲۶ آئے تھی تو کل دام ہزار بکریوں والے پر پڑے مگر دس آنے وہ چالیس بکری والے سے پھیر لے گا اور جو زکوٰۃ لینے والے نے دس بکریاں چالیس والے سے لیں تو وہ نو بکریاں اور سولہ حصے چھبیس حصوں میں سے ایک بکری کے ہزار والے سے پھیر لے

گا۔ (مخفی) زرقانی نے یہ لکھا ہے کہ اگر ہزار والے سے دس بکریاں لی گئیں تو وہ ایک بکری چالیس والے سے پھیرے گا اور چالیس والے سے دس بکریاں لی گئیں تو وہ نو بکریاں ہزار والے سے پھیرے گا مگر یہ حساب صحیح نہیں ہو سکتا البتہ یہ بات ابوحنیفہ کے مذہب پر بن جاتی ہے جو کہتے ہیں ہر ایک سے جدا زکوٰۃ لی جائے گی اور خلط کا پیچھا اثر نہ ہوگا شاید یہ سہو ہے زرقانی سے۔ (واللہ اعلم واختم بالصواب)

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اونٹوں میں سے خلیطان کا حکم مثل بکریوں کے خلیطان کے ہے دونوں سے زکوٰۃ انٹھی لی جائے گی۔ جب ہر ایک کے پاس اونٹ بقدر نصاب کے ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چرنے والی بکریوں میں جب چالیس ہو جائیں تو ایک بکری ہے۔ کہا مالک نے یہ قول بہت پسند ہے مجھ کو اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جدا جدا مال اکٹھے نہ کیے جائیں اور اکٹھے جدا جدا نہ کیے جائیں زکوٰۃ کے خوف سے۔ یہ حکم جانوروں کے مالکوں کو ہے۔ کہا مالک نے تفسیر اس قول کی یہ ہے کہ مثلاً تین آدمیوں کی چالیس چالیس بکریاں تھیں تو ہر ایک پر ایک ایک بکری واجب تھی جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو ان تینوں نے اپنی بکریوں کو بیجا کر دیا تھا کہ ایک ہی بکری دینا پڑے اس بات سے ممانعت ہوئی اور مثلاً خلیطان میں سے ہر ایک کی ایک سو ایک ایک سو ایک بکریاں ہیں تو سب ملا کر دو سو دو بکریاں ہیں ان میں سے تین بکریاں لازم آتی ہیں جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو ان دونوں نے اپنی اپنی بکریوں کو جدا کر دیا تاکہ ایک ہی ایک بکری لازم آئے اس سے ممانعت ہوئی۔

باب ما جاء فيما يعتد به من بکریوں کی تعداد میں بچوں کو بھی شمار کرنے کا

بیان

السخل في الصدقة

٦٦٧ - عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا فَكَانَ يُعَدُّ عَلَى النَّاسِ بِالسَّخْلِ فَقَالُوا أُنْعِدْ عَلَيْنَا بِالسَّخْلِ وَلَا تَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ تَعُدُّ عَلَيْهِمُ بِالسَّخْلِ يَحْمِلُهَا الرَّاعِي وَلَا تَأْخُذْهَا وَلَا تَأْخُذُ الْأَكْوَالَةَ وَلَا الرَّبْصَى وَلَا الْمَاحِضَ وَلَا فَحْلَ الْغَنَمِ وَتَأْخُذُ الْحَدْعَةَ وَالثَّبِيَّةَ وَذَلِكَ عَدْلٌ بَيْنَ غَدَاءِ الْغَنَمِ وَحَيَارِهِ -

حضرت سفیان بن عبد اللہ کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مصدق (یعنی زکوٰۃ وصول کرنے والا) کر کے بھیجا تو وہ بکریوں میں بچے کو بھی شمار کرتے تھے لوگوں نے کہا تم بچوں کو شمار میں داخل کرتے ہو لیکن بچے نہیں لیتے ہوتو جب آئے وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیان کیا ان سے یہ امر تو کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاں ہم گنتے ہیں بچوں کو بلکہ اس بچے کو جس کو چرواہا اٹھا کر چلتا ہے لیکن نہیں لیتے اس کو نہ موٹی بکری کو جو کھانے کے واسطے موٹی کی جائے

اور نہ اس بکری کو جو اپنے بچے کو پالتی ہو اور نہ حاملہ کو اور نہ نر کو اور لیتے ہیں ہم ایک سال یا دو سال کی بکری کو جو متوسط ہے نہ بچہ ہے نہ بوڑھی ہے نہ بہت عمدہ ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر کسی شخص کی بکریاں نصاب سے کم ہوں اور مصدق کے آنے سے ایک دن پہلے وہ بکریاں بچہ جنیں اور نصاب پورا ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی اس لیے کہ اولاد بکریوں میں داخل ہے اور یہ مسئلہ مخالف ہے اس مسئلہ کے کہ ایک شخص کے پاس نصاب سے کم بکریاں ہوں پھر خرید یا میراث یا ہبہ کی وجہ سے اور بکریاں آجائیں نظیر اس مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس کسی قسم کا اسباب ہو جس کی قیمت نصاب سے کم ہو پھر وہ اس کو اس قدر نفع سے بیچے جو نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ نفع کی راس المال کے ساتھ لازم آئے گی اور اگر نفع اس کا ہبہ یا میراث ہوتا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوتی جب تک اس پر ایک سال نہ گزرتا یا میراث کے زور سے۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ سو بچے بکریوں کے بکریوں میں داخل ہیں جیسے کہ نفع مال کا اس مال میں داخل ہے۔ کہا مالکؒ نے ایک اور اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس سو نایا چاندی نصاب کے موافق ہو پھر وہ اور مال کماے تو اس فائدہ کی زکوٰۃ دینا لازم نہ آئے گی جب تک اس پر ایک سال نہ گزرے اور اگر کسی کے پاس بکریاں یا گائیں یا اونٹ ہر ایک قسم مقدر نصاب کے ہو پھر اور بکریاں یا گائیں یا اونٹ حاصل کرے تو ان کی زکوٰۃ پہلے ہم جنس جانوروں کے ساتھ مل کر لازم آئے گی۔ کہا مالکؒ نے یہ تقریر بہت اچھی ہے اس باب میں جو میں نے سناسب تقریروں سے۔

باب العمل فی الصدقة

عامین اذا اجتمعتا

کے طریقے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کسی شخص کے پاس سوانٹ ہوں اور زکوٰۃ لینے والا اس کے پاس نہ آئے یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گزر جائے اس وقت زکوٰۃ لینے والا آئے اور تمام اونٹ اس کے مرچکے ہوں مگر پانچ اونٹ باقی رہ جائیں تو زکوٰۃ لینے والا ان پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ دو سال کی لے گا یعنی دو بکریاں لے گا اس واسطے کہ زکوٰۃ اس مال کی دینا ہوتی ہے جو زکوٰۃ کے روز موجود ہو تو اگر اس کے جانور مر جائیں یا بڑھ جائیں تو زکوٰۃ اسی حساب سے لی جائے گی اور جو صاحب مال پر کئی سال کی زکوٰۃ واجب ہو جائیں تو مصدق اسی قدر مال کی زکوٰۃ لے گا جتنا اس کے پاس باقی رہا ہو اگر اس کے تمام جانور ہلاک ہو گئے یا اسی قدر ہلاک ہو گئے کہ باقی ماندہ نصاب سے کم رہ گئے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی نہ تاوان لازم ہوگا سالہائے گزشتہ کی زکوٰۃ کا۔

باب النهی عن التصیق علی

الناس فی الصدقة

کے طریقے کا بیان

۶۶۸۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَرَّ عَلَيَّ عُمرُ بْنُ الْحَطَّابِ بِعَنَمٍ

مِنُ الصَّدَقَةِ فَرَأَى فِيهَا شَاةً حَافِلًا ذَاتَ ضَرْعٍ عَظِيمٍ فَقَالَ عُمَرُ مَا هَذِهِ الشَّاةُ فَقَالُوا شَاةٌ مِنْ
الصَّدَقَةِ فَقَالَ عُمَرُ مَا أُعْطِيَ هَذِهِ أَهْلُهَا وَهُمْ طَائِعُونَ لَا تَفْتِنُوا النَّاسَ لَا تَأْخُذُوا حَزْرَاتِ
الْمُسْلِمِينَ نَكَبُوا عَنِ الطَّعَامِ -

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بکریاں آئیں زکوٰۃ کی۔ اس
میں ایک بکری دیکھی بہت دودھ والی تو پوچھا آپ نے یہ بکری کیسی ہے۔ لوگوں نے کہا زکوٰۃ کی بکری ہے۔ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے مالک نے کبھی اس کو خوشی سے نہ دیا ہوگا۔ لوگوں کو فتنے میں نہ ڈالو ان کے بہترین
اموال نہ لو اور باز آؤ ان کے رزق چھین لینے سے۔

فائدہ: یعنی دودھ والی بکری پر گویا ان کا رزق موقوف ہے اسی دودھ پر ان کی گزر رہے وہ نہ لیا کرو۔

۶۶۹ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ مِنْ أَشْجَعِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ
مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يَأْتِيهِمْ مُصَدَّقًا فَيَقُولُ لِرَبِّ الْمَالِ أَخْرِجْ إِلَيَّ صَدَقَةَ مَالِكَ فَلَا يَقْوِذُ إِلَيْهِ
شَاةً فِيهَا وَقَاءٌ مِنْ حَقِّهِ إِلَّا قَبْلَهَا -

حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو دو شخصوں نے قبیلہ اشجع سے کہ محمد بن مسلمہ
انصاری آتے تھے زکوٰۃ لینے کو تو کہتے تھے صاحب مال سے لاؤ میرے پاس زکوٰۃ اپنے مال کی پھر وہ جو بکری لے کر
آتا اگر وہ زکوٰۃ کے لائق ہوتی تو قبول کر لیتے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک سنت یہ ہے اور اسی پر ہم نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا کہ زکوٰۃ لینے میں
مسلمانوں پر تنگی نہ کی جائے اور جو وہ دین قبول کیا جائے۔
فائدہ: بشرطیکہ وہ زکوٰۃ کے قابل ہو۔

باب أَخْذِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ يَجُوزُ لَهُ صَدَقَةُ لَيْسَ أَوْ رَجُلٍ لَوْ كَانَتْ رِجْلًا

ان کا بیان

أخذها

۶۷۰ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيِّ إِلَّا
لِخَمْسَةِ لِعَاظٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا أَوْ لِغَارِمٍ أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ لِرَجُلٍ لَهُ

(۶۶۹) بیہقی (۱۰۸/۴) رقم (۷۶۶۱) -

(۶۷۰) أبو داود (۱۶۳۵) کتاب الزکاة: باب من يجوز له أخذ الصدقة وهو غني، ابن ماجه (۱۸۴۱)

أحمد (۵۶/۳) -

جَزَاءُ مُسْكِينٍ فَتُصَدَّقَ عَلَى الْمُسْكِينِ فَأَهْدَى الْمُسْكِينُ لِلْعَنَى۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ درست نہیں مالدار کو مگر پانچ آدمیوں کو درست ہے؛ پہلے غازی جو جہاد کرتا ہو اللہ کی راہ میں۔ دوسرے جو عامل ہو زکوٰۃ کا یعنی زکوٰۃ کو وصول اور تحویل کرتا ہو۔ تیسرے مدیوں یعنی جو قرضدار ہو۔ چوتھے جو زکوٰۃ کے مال کو خرید لے اپنے مال کے عوض میں۔ پانچویں جو مسکین ہمسایہ کے پاس سے بطور ہدیہ کے آئے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک زکوٰۃ کی تقسیم کا یہ حکم ہے کہ یہ کام حاکم کی رائے پر موقوف ہے جس قسم کے لوگ زیادہ حاجت رکھتے ہوں یا شمار میں زیادہ ہوں ان کو دے جب تک اس کی رائے میں مناسب ہو پھر سال دو سال یا زیادہ کے بعد دوسری قسم کے لوگوں کو بھی دے سکتا ہے بہر حال اہل حاجت اور عدد کو مقدم رکھے جہاں ہو۔ میں نے اپنے ملک میں اہل علم کو اسی پر پایا۔

فائدہ: کلام اللہ میں آٹھ قسم کے لوگوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہے۔ پہلے فقراء دوسرے مسکین تیسرے عالمین زکوٰۃ یعنی تحویل کرنے والے زکوٰۃ کے چوتھے وہ کفار جن کو ملانے کے لیے کچھ دینا ضرور پڑتا ہے ان کو مولفۃ القلوب کہتے ہیں۔ پانچویں قرض دار چھٹے غازی ساتویں مسافر آٹھویں مکاتب۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک امام کو اختیار ہے کہ ان قسموں میں سے جس قسم کے لوگوں کو زیادہ حاجت مند اور مستحق پائے ان کو زکوٰۃ دے مگر شافعی کے نزدیک آٹھوں قسم کے لوگوں کو دینا چاہیے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ عامل کا کچھ حصہ مقرر نہیں ہے زکوٰۃ میں بلکہ حاکم کو اختیار ہے کہ جس قدر مناسب ہو دے۔

باب ما جاء في أخذ الصدقات زکوٰۃ دینے والوں پر سختی کا بیان

والتشديد فيها

٦٧١۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ قَالَ لَوْ مَعُونِي عِقَالًا لِحَاهِدَتُهُمْ عَلَيْهِ۔

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر نہ دیں گے رسی بھی اونٹ باندھنے کی تو میں جہاد کروں گا ان پر۔

فائدہ: آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد چند لوگ عرب کے کافر ہو گئے اور دین اسلام سے باہر ہو گئے انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا مگر اور دین کی باتوں کا اقرار کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں لاؤں گا اس شخص سے جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے تم خدا کی! اگر رسول اللہ ﷺ کے وقت میں ایک رسی دیتے تھے اور اب نہ دیں گے تو ان پر جہاد کروں گا۔ یہ روایت صحیحین میں موجود ہے۔

(٦٧١) بخاری (١٤٠٠) كتاب الزكاة: باب وجوب الزكاة، مسلم (٢٠) أبو داود (١٥٥٦) ترمذی

(٢٦٠٧) نسائی (٢٤٤٣) أحمد (١٩١١)۔

۶۷۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ شَرِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَبْنًا فَأَعْجَبَهُ فَسَأَلَ الَّذِي سَقَاهُ مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبْنُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَرَدَ عَلَيَّ مَاءٌ قَدْ سَمَاهُ فَإِذَا نَعَمٌ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ وَهُمْ يَسْقُونَ فَحَلَبُوا لِي مِنَ الْبَابِهَا فَجَعَلْتُهُ فِي سِقَائِي فَهُوَ هَذَا فَأَدْحَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَدَهُ فَاسْتَقَاهُ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا تو بھلا معلوم ہوا۔ پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا جو لایا تھا وہ بولا کہ میں ایک پانی پر گیا تھا اور اس کا نام بیان کیا وہاں پر جانور زکوٰۃ کے پانی پی رہے تھے لوگوں نے ان کا دودھ نچوڑ کر مجھے دیا میں نے اپنی مشک میں رکھ لیا وہ یہی دودھ تھا جو آپ نے پیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ منہ میں ڈال کر قے کی۔

فائدہ: اس واسطے کہ وہ دودھ زکوٰۃ کا تھا اور زکوٰۃ مالدار کو درست نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی اس چیز کو جو اللہ کی طرف سے مقرر ہے روکے اور مسلمانوں کو لینے نہ دے تو مسلمانوں پر جہاد کرنا اس شخص سے لازم ہے یہاں تک کہ لے لیں اس حق کو۔

۶۷۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ أَنَّ رَجُلًا مَنَعَ زَكَاةَ مَالِهِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنْ دَعُوهُ وَلَا تَأْخُذْ مِنْهُ زَكَاةٌ مَعَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ فَبَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلَ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَأَدَّى بَعْدَ ذَلِكَ زَكَاةَ مَالِهِ فَكَتَبَ عَامِلٌ عُمَرَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ لَهُ ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرَ أَنْ خُذْهَا مِنْهُ۔

امام مالک کو پہنچا کہ ایک عامل نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا عمر نے جواب میں لکھا کہ چھوڑ دے اس کو اور مسلمانوں کے ساتھ اور زکوٰۃ نہ لیا کر اس سے۔ یہ خبر اس شخص کو پہنچی اس کو برا معلوم ہوا اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی۔ بعد اس کے عامل نے حضرت عمر کو اطلاع دی انہوں نے جواب میں لکھا کہ لے لے زکوٰۃ کو اس شخص سے۔

باب زكاة ما يخرص من ثمار النخل والأغراب

۶۷۴۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

(۶۷۲) شافعی فی الأم (۸۴/۲) بیہقی فی شعب الإیمان (۶۰/۵) (۵۷۷۱)۔

(۶۷۴) ترمذی (۶۳۹) کتاب الزکاة: باب ما جاء فی الصدقة فیما یسقی بالأنهار وغیرها، ابن ماجہ

(۱۸۱۶)۔

فِيَمَا سَقَّتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ وَالْبَعْلُ الْعُشْرُ وَفِيَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ -

حضرت سلیمان بن یسار اور بسر بن سعید سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بارانی اور زیر چشمہ یا تالاب کی زمین میں اور اس کھجور میں جس کو پانی کی حاجت نہ ہو دسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے اور جو زمین پانی پہنچ کر ترکی جائے اس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے۔

۶۷۵۔ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّهُ قَالَ لَا يُؤْخَذُ فِي صَدَقَةِ النَّخْلِ الْمُجْرُورِ وَلَا مُصْرَانِ الْفَارَةِ وَلَا عَدُثِ ابْنِ حُبَيْبٍ قَالَ وَهُوَ يُعَدُّ عَلَى صَاحِبِ الْمَالِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ فِي الصَّدَقَةِ -

ابن شہاب زہری نے کہا کہ کھجور کی زکوٰۃ میں بحر و (ایک قسم کی خراب کھجور ہے جو سوکنے سے کوڑا ہو جاتی ہے) اور مصران الفارہ اور عذق بن حبیق نہ لی جائیں گی اور مثال ان کی بکریوں کی سی ہے کہ صاحب مال کے مال کے شمار میں سب قسم کی شاری جائیں گی لیکن لی نہ جائیں گی۔
فائدہ: مصران الفارہ اور عذق بن حبیق بھی ردی کھجوروں کی قسم ہیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مثال اس کی بکریوں کی ہے کہ بکریوں کے شمار میں بچوں کو بھی گن لیں گے مگر بچے زکوٰۃ میں نہ لیے جائیں گے اور کبھی پھل ایسے ہوتے ہیں جو زکوٰۃ میں لینے کے قابل نہیں ہوتے بوجہ عمرگی کے جیسے کھجور میں سے روئی اور جو مشابہ ہے اس کے اسی طرح جو پھل خراب ہوں وہ بھی نہیں لیے جائیں گے بلکہ متوسط قسم کا مال لیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ کسی پھل کا تخمینہ نہ کیا جائے گا مگر کھجور اور انگور کا اُن کا تخمینہ کیا جائے گا جب وہ نکل آئیں اور اُن کی پیدائش کا بہتری کے ساتھ حال معلوم ہو جائے اور بیج اُن کی درست ہو جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کھجور اور انگور کپنے کے بعد کھائے جاتے ہیں تو اس کا اندازہ کر لیں گے تاکہ لوگوں کو دقت نہ ہو اور اس کے مالک کو سپرد کر دیں گے کھائیں اس کو یا بیچیں۔ پھر زکوٰۃ ادا کریں گے اس حساب سے۔

فائدہ: عربی میں اس تخمینے کو خرص کہتے ہیں یعنی جب پھل درخت پر لگے ہوں اُن کا اندازہ کر لینا کہ بعد کپنے اور سوکنے کے اس قدر ہوں گے بعد اس کے مالک کو اجازت دینا کہ بچوں کو اپنے کام میں صرف کر لے پھر اس تخمینے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو پھل ایسے ہیں کہ کپے کھائے نہیں جاتے بلکہ بعد کٹنے کے کھائے جاتے ہیں اُن کا اندازہ کرنا درست نہیں بلکہ جب مالک اُن کو کٹ کوٹ کر صاف کر کے دانے نکالیں تو جو واجبی طور سے اس کی زکوٰۃ ہو لی جائے۔ کہنا مالک نے ہمارے نزدیک اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے۔ کہا ہمارے نزدیک اتفاقاً مسئلہ یہ ہے کہ کھجور کا تخمینہ کیا جائے جب وہ درخت میں لگی ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ اس کی پیدائش کا بہتری کے ساتھ حال معلوم ہو جائے اور

اس کی بیج درست ہو جائے پھر لی جائے زکوٰۃ اس کی جب کٹنے کا موسم آئے اگر بعد تخمینے کے ان پھلوں پر کوئی آفت آئے جس سے تمام پھل تلف ہو جائیں تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی البتہ اگر پانچ وسق کے مقدار نبی ﷺ کی صاع سے باقی رہ جائیں تو اس مقدار کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور جس قدر تلف ہو جائے ان کی زکوٰۃ نہ ہوگی۔ کہا مالکؒ نے انور کا بھی یہی حکم ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص کے متفرق قطعات ہوں یا متفرق امواں میں کئی شریک ہوں اور مال ہر شریک یا قطعہ کا اس مقدار کو نہ پہنچا جو جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اگر ہر شریک کے سب حصے یا تمام قطعات ملا کر نصاب کو پہنچیں تو زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ واجب نہ ہوگی۔

باب زكاة الحبوب والزيتون غلّوں اور زيتون کی زکوٰۃ کا بیان

۶۷۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الزَّيْتُونِ فَقَالَ فِيهِ الْعَشْرُ۔

امام مالکؒ نے پوچھا ابن شہاب سے کہ زیتون میں کیا واجب ہے بولے دسواں حصہ۔

فائدہ: زیتون سے مراد اس کے دانے ہیں جس میں سے تیل نکلتا ہے اور تیل کو زیت کہتے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا زیتون مثل کھجور کے ہے اگر وہ باران یا چشمہ سے پیدا ہوتا ہو یا خود بخود پیدا ہو اور اس میں پانی کی حاجت نہ ہو تو اس میں دسواں حصہ لازم ہوگا اور جو پانی پہنچ کر اس میں دیا جائے تو بیسواں حصہ لازم ہوگا اور زیتون کا خرص کرنا جب وہ درخت میں لگا ہو درست ہے کہا جتنے قسم کے غلّے میں جن کو لوگ کھاتے ہیں یا رکھ چھوڑتے ہیں اگر بارش سے یا چشمہ کے پانی سے پیدا ہوں یا ان کو پانی کی احتیاج نہ ہو۔ اس میں دسواں حصہ لازم ہے اور جن میں پانی پہنچ کر دیا جائے ان میں بیسواں حصہ لازم ہے جب وہ پانچ وسق کے مقدار ہوں ہر وسق ساٹھ صاع کا نبی ﷺ کے صاع سے اور جو اس سے زیادہ ہوں تو بھی اسی کے حساب سے زکوٰۃ لی جائے۔ کہا مالکؒ نے جن غلّوں میں زکوٰۃ واجب ہے وہ یہ ہیں گہوں اور جو پوست دار اور بے پوست اور جوار اور چنا اور چاول اور مسور اور ماش اور لو بیا اور تل اور جو مشابہ ہوں ان کے غلّوں میں سے جو کھائے جاتے ہیں تو ان سب میں سے زکوٰۃ لی جائے گی جب وہ کٹ کر تیار ہوں اور دانے صاف ہو جائیں۔ کہا مالکؒ نے ان چیزوں کی زکوٰۃ میں ان کے قول کی تصدیق ہوگی اور جس قدر دیں گے قبول کر لیا جائے گا۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ زیتون کا دسواں حصہ کب نکالا جائے گا قبل خرچ کے یا بعد خرچ کے۔ انہوں نے جواب دینا کہ خرچ اخراجات کو دیکھنا کچھ ضروری نہیں ہے کہ اس کے مالک سے پوچھیں گے۔ جیسے غلّے کے مالک سے پوچھتے ہیں وہ کہیں گے ان کی تصدیق ہوگی پس جو شخص اپنے زیتون سے پانچ وسق یا زیادہ دانے پائے گا اس سے دسواں حصہ تیل کا لیا جائے گا اور جو اس سے کم پائے گا اس سے کچھ کم لیا جائے گا۔ کہا مالکؒ نے جب کھیت پک کر تیار ہو جائے اور مالک اس کو بیج ڈالے تو مالک پر زکوٰۃ ہوگی نہ خریدار پر۔ کہا مالکؒ نے کھیت کا بیچنا درست نہیں ہے جب تک پک کر پھل بالیوں میں سوکھ نہ جائیں اور پانی نہ دینے کی احتیاج نہ رہے۔ کہا مالکؒ نے یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿وَأَتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ یعنی دو حق غلّے کا وقت کاٹنے کے۔ مراد اس سے زکوٰۃ ہے اور میں نے سنا ایک شخص سے جو یہ کہتے تھے۔ کہا مالکؒ نے جس شخص نے اپنا باغ

بیجا یا زمین بیچی اور اس میں کوئی کھیت ہے یا پھل ہیں جن کی بہتری کا حال معلوم ہو گیا اور بیع اس کی درست ہوئی تو زکوٰۃ اس کے بائع پر ہے مگر یہ کہ بائع شرط کرے خریدار سے کہ زکوٰۃ اس کی خریدار سے تو خریدار پر لازم ہوگی۔

باب ما لا زکاة فیہ من الثمار جن پھلوں میں زکوٰۃ نہیں ہے ان کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر کوئی شخص اس قدر مال رکھتا ہو کہ چار وقت کھجور کے اس میں سے نکلیں اور چار وقت انگور کے اور چار وقت گیہوں کے اور چار وقت اور کسی غلے کے تو ان غلوں کو جمع کر اس پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی جب تک کہ ایک ہی قسم کھجور یا انگور یا گیہوں وغیرہ پانچ وقت کے مقدار نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے صاع سے کیونکہ فرمایا آپ ﷺ نے پانچ وقت سے جو کھجور کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر کھجوریں کئی قسم کی ہوں جن کا نام جدا جدا ہو تو ان سب کو جمع کریں گے اور جو پوست دار اور بے پوست ایک ہی سمجھے جائیں گے جب پانچ وقت سب ملا کر ہو جائیں تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ورنہ واجب نہ ہوگی۔ کہا مالکؒ نے اسی طرح انگور سیاہ اور سرخ اکٹھا جوڑے جائیں گے جب پانچ وقت نکلیں گے تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی اس سے کم میں زکوٰۃ نہ ہوگی۔ کہا مالکؒ نے اسی طرح قطعیہ وہ ایک قسم شمار کی جائے گی اگرچہ اس کے نام اور اقسام مختلف ہوں۔ قطعیہ کہتے ہیں چنا اور مسورا اور لوبیا اور ماش کو جو چیزیں ان کی مثل ہیں جن کو لوگ قطعیہ سمجھیں یہ سب چیزیں مل کر اگر پانچ وقت کو پہنچیں گی۔ رسول اللہ ﷺ کے صاع سے تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی اگرچہ یہ قطعیہ کئی قسم ہوں ایک قسم نہ ہوں۔ مگر سب اکٹھا جوڑی جائیں گی اور زکوٰۃ لازم ہوگی۔ کہا مالکؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فریق کیا گیہوں اور قطعیہ میں جب محصول لیا بیط کے نصاریٰ سے انہوں نے قطعیہ کو ایک ہی قسم رکھا اور اس میں سے دسواں حصہ لیا اور گیہوں اور انگور میں سے بیسواں حصہ لیا۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ قطعیہ کی سب قسموں کو زکوٰۃ میں ایک ہی قسم مقرر کیا حالانکہ ربوا کے باب میں وہ علیحدہ قسمیں سمجھی جاتی ہیں اس لیے کہ ماش کے ایک ہیر کے بدلے میں دو ہیر مسور لینا نقد درست ہے مگر گیہوں البتہ ایک قسم ہے کیونکہ ایک ہیر زرد گیہوں کے بدلے میں دو ہیر سفید گیہوں لینا درست نہیں ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ زکوٰۃ اور ربوا کا حال یکساں نہیں ہے دیکھو چاندی سونا زکوٰۃ میں ایک ہی جگہ جوڑ کر زکوٰۃ دیتے ہیں حالانکہ ایک اشرفی کے بدلے میں کئی حصے اس سے زیادہ چاندی لے سکتے ہیں۔ کہا مالکؒ نے اگر دو آدمی کھجور میں شریک ہوں اور ایک کے حصے میں چار وقت کھجور اور دوسرے کے حصے میں بھی اس قدر آئے تو زکوٰۃ کسی پر واجب نہیں ہے البتہ اگر ایک کے حصے میں بھی پانچ وقت کھجور آئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی مگر جس کے حصے میں اس سے کم آئے اس پر واجب نہ ہوگی۔ کہا مالکؒ نے اسی طرح اور پھلوں اور دانوں میں حکم ہے جب ہر شریک کے حصے میں پانچ وقت کھجور یا انگور کے یا گیہوں کے آئیں تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور جس کے حصے میں اس سے کم آئے اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ جن غلوں کی زکوٰۃ مالک دے چکے مثل کھجور واجب نہ ہوگی۔ جب تک اس قیمت پر ایک سال پورا نہ گزرے یہ اس صورت میں ہے کہ وہ غلہ ہمہ یا میراث سے اس کے قبضے میں آیا ہو اور تجارت کا مال نہ ہو کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کے پاس کھانا یا دانا یا اسباب ہو پھر وہ اس کو کئی برس تک رکھ چھوڑے پھر اس کو بیچے سونے یا چاندی کے عوض میں تو زکوٰۃ کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جب

تک ایک سال اس پر نہ گزرے بیچ کی تاریخ سے۔ البتہ اگر یہ اجناس تجارت کے ہوں تو بیچتے وقت اس کے مالک پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر ایک سال تک اس کو روک رکھا ہو بعد زکوٰۃ کے۔

باب ما لا زکاة فیہ من الفواکہ جن میووں اور ساگوں اور ترکاریوں والقضب والبقول میں زکوٰۃ نہیں ہے ان کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک اس سنت میں اختلاف نہیں ہے اور ہم نے یہی سنا اہل علم سے کہ کسی میوے میں زکوٰۃ نہیں ہے انار اور شفتالو اور انجیر میں اور جو ان کے مشابہ ہیں میووں میں سے اسی طرح زکوٰۃ نہیں ہے ساگوں اور ترکاریوں نہ اس کی زرقیت میں جب تک کہ اس پر ایک سال نہ گزرے بیچ کے روز سے اور قبض شمن کے زور سے۔ وقت اس کے مالک پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر ایک سال تک اس کو روک رکھا ہو بعد زکوٰۃ کے۔

باب ما جاء فی صدقة الرقیق غلام لونڈی اور گھوڑوں اور شہد کی زکوٰۃ والخیل والعسل کا بیان

۶۷۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے مسلمان پر اپنے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ۔

۶۷۸۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ أَهْلَ الشَّامِ قَالُوا لِأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ خُذْ مِنْ خَيْلِنَا وَرَقِيقِنَا صَدَقَةً فَأَبَى ثُمَّ كَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَبَى عُمَرُ ثُمَّ كَلَّمُوهُ أَيْضًا فَكَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ إِنَّ أَحْبَبُوا فَخَذَهَا مِنْهُمْ وَارْزُقُوا عَلَيْهِمْ وَارْزُقْ رَقِيقَهُمْ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ شام کے لوگوں نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا کہ گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ لیا کرو انہوں نے انکار کیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انکار کیا پھر لوگوں نے دوبارہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

(۶۷۷) بخاری (۱۴۶۳) کتاب الزکاة: باب لیس علی المسلم فی فرسہ صدقة، مسلم (۹۸۲) أبو

داود (۱۵۹۵) ترمذی (۶۲۸) نسائی (۲۴۶۷) ابن ماجہ (۱۸۱۲) أحمد (۲۴۲/۲)

(۷۲۹۳) دارمی (۱۶۳۲)۔

(۶۷۸) عبدالرزاق (۳۵/۴) (۶۸۸۷) بیہقی (۱۱۸/۴) (۱۱۹)۔

جواب میں لکھا کہ اگر وہ لوگ ان چیزوں کی زکوٰۃ دینا چاہیں تو اسے ان سے لے کر انہی کے فقیروں کو دے دے اور ان کے غلاموں اور لونڈیوں کی خوراک میں صرف کر۔

۶۷۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ كِتَابٌ مِنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَبِي وَهُوَ بَعْنَى أَنْ لَا يَأْخُذَ مِنَ الْعَسَلِ وَلَا مِنَ الْخَيْلِ صَدَقَةً۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کا نامہ میرے باپ کے پاس آیا جب وہ مٹی میں تھے کہ شہدا اور گھوڑے کی زکوٰۃ کچھ نہ دے۔

۶۸۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ عَنْ صَدَقَةِ الْبَرَّادِينَ فَقَالَ وَهَلْ فِي الْخَيْلِ مِنْ صَدَقَةٍ۔

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے سعید بن مسیب سے کہ ترکی گھوڑوں کی زکوٰۃ کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ کیا گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہے۔

فائدہ: یعنی گھوڑوں میں زکوٰۃ ہی نہیں ہے تو ترکی گھوڑے میں بھی نہ ہوگی۔

باب جزية أهل الكتاب والمجوس يهود ونصارى اور مجوس کے جزیہ کا بیان

فائدہ: یہود اور نصاریٰ کو اہل کتاب کہتے ہیں کیونکہ یہودیوں کے پاس توریت اور نصاریٰ کے پاس انجیل موجود ہے اور دونوں اللہ جل جلالہ کے کلام ہیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہما الصلوٰۃ والسلام پر اتری تھیں اور مجوس وہ قومیں ہیں کفار کی جن کے پاس کوئی کتاب آسمانی جس کو مسلمان تسلیم کرتے ہوں نہ ہو جیسے آتش پرست اور ہندو اور بدھ اور سید کافر اور کھراجوت وغیرہ۔

۶۸۱۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الْحِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ الْبَحْرَيْنِ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ فَارِسَ وَأَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ أَخَذَهَا مِنَ الْيَبْرِ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ پہنچا مجھ کو کہ رسول اللہ ﷺ نے جزیہ لیا بحرین کے مجوس سے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جزیہ لیا فارس کے مجوس سے اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جزیہ لیا یبر سے۔

(۶۷۹) بیہقی (۱۱۹/۴) (۱۲۷)۔

(۶۸۰) ابن ابی شیبہ (۱۰۱۴۵) بیہقی (۱۱۹/۴)۔

(۶۸۱) ترمذی (۱۵۸۸) کتاب السیر: باب ما جاء في أخذ الجزية من المجوس، عبدالرزاق

(۱۰۰۱۱) ابن ابی شیبہ (۳۲۶۳۷) ابن ابی شیبہ (۳۲۶۳۷) بیہقی (۱۹۰/۹)۔

فائدہ: بحرین ایک مقام ہے درمیان میں بصرہ اور عمان کے نجد کے بلاد میں سے اور ہر ایک ملک ہے مغرب میں۔
 ۶۸۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ذَكَرَ الْمَجُوسَ فَقَالَ مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ فِي أَمْرِهِمْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سُنُّوا بِهِمْ سُنَّةَ أَهْلِ الْكِتَابِ۔

حضرت محمد بن باقر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا مجوس کا اور کہا کہ میں نہیں جانتا کیا کروں ان کے باب میں تو کہا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دیتا ہوں میں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے وہ طریقہ برتو جو اہل کتاب سے برتتے ہو۔

فائدہ: مگر وہ باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ مجوس کے ہاتھ کے جانور ذبح کیے ہوئے درست نہیں ہیں دوسرے یہ کہ مجوسی عورتوں سے نکاح درست نہیں ہے اور اہل کتاب کے ذبیحہ اور عورتیں دونوں درست ہیں اور سعید بن مسیب کے نزدیک مجوس کے بھی ذبیحہ درست ہیں۔

۶۸۳۔ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ الْجَزِيَّةَ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَرْبَعَةَ دَنَابِيرٍ وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا مَعَ ذَلِكَ أَرْزَاقَ الْمُسْلِمِينَ وَضِيَافَةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔

حضرت اسلم جو مولیٰ ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا جزیہ کو سونے والوں پر ہر سال میں چار دینار اور چاندی والوں پر ہر سال میں چالیس درہم اور ساتھ اس کے یہ بھی تھا کہ بھوکے مسلمانوں کو کھانا کھلائیں اور جو کوئی مسلمان ان کے یہاں آ کر اترے تو اس کی تین روز کی ضیافت کریں۔

۶۸۴۔ عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّ فِي الظَّهْرِ نَاقَةَ عَمِيَاءَ فَقَالَ عُمَرُ اذْفَعُهَا إِلَى أَهْلِ بَيْتِ بَنْتِغَعُونَ بِهَا قَالَ فَقُلْتُ وَهِيَ عَمِيَاءُ فَقَالَ عُمَرُ يَقْطُرُونَهَا بِالْبَابِ قَالَ فَقُلْتُ كَيْفَ تَأْكُلُ مِنَ الْأَرْضِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ أَمِنْ نَعْمِ الْجَزِيَّةِ هِيَ أَمْ مِنْ نَعْمِ الصَّدَقَةِ فَقُلْتُ بَلْ مِنْ نَعْمِ الْجَزِيَّةِ فَقَالَ عُمَرُ أَرَدْتُمْ وَاللَّهِ أَكَلَهَا فَقُلْتُ إِنَّ عَلَيْهَا وَاسْمُ الْجَزِيَّةِ فَأَمَرَ بِهَا سُمْرٌ فَتُحْرَتُ وَكَانَ عِنْدَهُ صِحَافٌ تَسْعُ فَلَا تَكُونُ فَآكِيهَةً وَلَا طَرِيفَةً إِلَّا جَعَلَ مِنْهَا فِي تِلْكَ الصِّحَافِ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَكُونُ الَّذِي يَبْعُثُ بِهِ إِلَيَّ حَفْصَةَ ابْنَتِي مِنْ آخِرِ

(۶۸۲) عبد الرزاق (۱۰۰۲۵) ابن أبي شيبة (۱۰۷۶۵) بيهقي (۱۸۹/۹ - ۱۹۰)۔

(۶۸۳) عبد الرزاق (۱۰۰۹۰) ابن أبي شيبة (۳۲۶۳۰) بيهقي (۱۹۵/۹)۔

(۶۸۴) بيهقي (۳۵/۷) رقم (۱۳۲۵۷)۔

ذَلِكَ فَبَانَ كَمَا فِيهِ نُقْصَانٌ كَانَ فِي حِطِّ حَفْصَةَ قَالَ فَجَعَلَ فِي تِلْكَ الصِّحَافِ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْحَزُورِ فَبَعَثَ بِهِ إِلَى أُرْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِمَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْحَزُورِ فَصْنَعَ فِدْعًا عَلَيْهِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ -

حضرت اسلم عدوی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ شتر خانے میں ایک اندھی اونٹنی ہے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ اونٹنی کسی گھر والوں کو دے دے تاکہ وہ اس سے نفع اٹھائیں۔ میں نے کہا وہ اندھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کو اونٹوں کی قطار میں باندھ دیں گے۔ میں نے کہا وہ چارہ کیسے کھائے گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ جزیے کے جانوروں میں سے ہے یا صدقہ کے؟ میں نے کہا جزیے کے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! تم لوگوں نے اس کے کھانے کا ارادہ کیا ہے میں نے کہا نہیں۔ اس پر نشانی جزیہ کی موجود ہے تو حکم کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور وہ نحر کی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس نو پیالے تھے جو میوہ یا اچھی چیز آتی آپ ان میں رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو بھیجا کرتے اور سب سے آخر اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجتے اگر وہ چیز کم ہوتی تو کسی حفصہ رضی اللہ عنہا کے حصے میں ہوتی تو پہلے آپ نے گوشت نو پیالوں میں کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو روانہ کیا بعد اس کے پکانے کا حکم کیا اور سب مہاجرین اور انصار کی دعوت کی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک جزیہ کے جانوران کافروں سے لیے جائیں گے جو جانور والے ہوں جزیہ میں۔

۶۸۵ - عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى عُمَالِهِ أَنْ يَصْعُقُوا الْحِزْبِيَةَ عَمَّنْ

أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْحِزْبِيَةِ حِينَ يُسْلِمُونَ -

امام مالک کو پہنچا کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھ بھیجا اپنے عاملوں کو جو لوگ جزیہ والوں میں سے مسلمان

ہوں ان کا جزیہ معاف کریں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا یہ سنت جاری ہے کہ جزیہ اہل کتاب کی عورتوں اور بچوں سے نہ لیا جائے گا بلکہ جو ان

مردوں سے لیا جائے گا۔ امام مالک نے فرمایا ذمیوں اور مجوسیوں کی کھجور کے درختوں سے اور انگریزیوں سے اور ان کی

زراعت اور مویشی سے زکوٰۃ نہ لی جائے گی اس لیے کہ زکوٰۃ مسلمانوں پر مقرر ہوئی ان کے اموال پاک کرنے کو اور ان کے

فقیروں کو دینے کو اور جزیہ اہل کتاب پر مقرر ہوا ان کے ذلیل کرنے کو تو جب تک وہ لوگ اپنی اس بستی میں رہیں جہاں پر

ان سے صلح ہوئی تو سوا جزیہ کے اور کچھ ان سے نہ لیا جائے گا مگر اس صورت میں کہ تجارت کریں مسلمانوں کے شہروں میں

اور ان میں آئیں جائیں تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے گا ان اموال میں سے جو لیے پھرتے ہیں تجارت کے واسطے اور

وجہ اس کی یہ ہے کہ ان پر جزیہ مقرر ہوا تھا اور صلح ہوئی تھی اس امر پر کہ وہ اپنے شہر میں رہیں اور ان کے دشمن سے ان کی

حفاظت کی جائے تو جو شخص ان میں سے اپنے ملک سے نکل کر اور کہیں تجارت کو جائے گا اس سے دسواں حصہ لیا جائے گا

مشاہیر سے شام کو جائیں اور شام والے عراق کو اور عراق والے مدینہ کو یا یمن کو تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے اور اہل

کتاب اور مجوسیوں کے مواشی اور پھول اور زراعت میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ ایسا ہی سنت جاری ہے اور ان کافروں کو اپنے اپنے دین اور ملت پر قائم رہنے دیں گے اور ان کے مذہب میں دخل نہ دیا جائے گا اور جو یہ کافر سال میں کئی بار دارالاسلام میں مال تجارت لے کر آئیں تو جب آئیں گے ان سے دسواں حصہ لیا جائے گا اس واسطے کہ اس بات پر ان سے صلح نہیں ہوئی تھی نہ یہ شرط ہوئی تھی کہ محصول مال تجارت کا نہ لیا جائے گا۔ اسی طریقہ پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا۔

باب عشور اهل الذمة ذمیوں کے دسویں حصہ کا بیان

۶۸۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْخُذُ مِنَ النَّبِطِ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالزَّيْتِ نِصْفَ الْعُشْرِ يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَكْثُرَ الْحَمْلُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَيَأْخُذُ مِنَ الْقِطْنِيَّةِ الْعُشْرَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کافروں سے گہوں اور تیل کا بیسواں حصہ لیتے تھے تاکہ مدینہ میں اس کی آمدنی زیادہ ہو اور قطنیہ سے دسواں حصہ لیتے تھے۔

۶۸۷۔ عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ غَلَامًا عَامِلًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَلَى سُوقِ الْمَدِينَةِ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَكُنَّا نَأْخُذُ مِنَ النَّبِطِ الْعُشْرَ۔

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں عامل تھا عبداللہ بن عتبہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے بازار کا تو ہم لیتے تھے نبط کے کفار سے دسواں حصہ۔

۶۸۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَلِيٌّ أَيْ وَجِهٌ كَانَ يَأْخُذُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنَ النَّبِطِ الْعُشْرَ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ ذَلِكَ يُؤْخَذُ مِنْهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَلْزَمَهُمْ ذَلِكَ عُمَرُ۔

امام مالک نے پوچھا ابن شہاب سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کفار نبط سے دسواں حصہ کیسے لیتے تھے تو ابن شہاب نے کہا کہ ایام جاہلیت میں ان لوگوں سے دسواں حصہ لیا جاتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہی قائم رکھا ان پر۔

باب اشتراء الصدقة والعود زکوٰۃ دے کر پھر اس کو خرید کرنے یا فیہا پھیرنے کا بیان

۶۸۹۔ عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَقُولُ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ عَتِيقٍ

(۶۸۶) عبدالرزاق (۷۱۹۱) ابن ابی شیبہ (۱۰۵۸۴) بیہقی (۱۲۰۱۹) رقم (۱۸۷۶۶)۔

(۶۸۷) بیہقی (۲۱۰۱۹) رقم (۱۸۷۶۷، ۱۸۷۶۸)۔

(۶۸۸) ایضاً۔

(۶۸۹) بخاری (۱۴۹۰) کتاب الزکوٰۃ: باب هل يشتري الرجل صدقته، مسلم (۱۶۲۰) نسائی

(۲۶۱۵) ابن ماجہ (۲۳۹۲) أحمد (۴۰۱) (۲۸۱)۔

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَكَانَ الرَّجُلُ الَّذِي هُوَ عِنْدَهُ قَدْ أَضَاعَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ مِنْهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَاتِعُهُ
بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أُعْطَاكَ
بِذَرْتَهُمْ وَاحِدٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَأَلْكَلِبِ يُعَوِّدُ فِي قَيْبِهِ -

حضرت اسلم حدوی سے روایت ہے کہ سنائیں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے میں نے ایک
شخص کو عمدہ گھوڑا دے دیا خدا کی راہ میں مگر اس شخص نے اس کو تباہ کیا تو میں نے قصد کیا پھر اس سے خرید لوں
اور میں یہ سمجھا کہ وہ ستانچ ڈالے گا سو پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت خرید
اس کو اگر چہ وہ ایک درہم کو تجھے دے دے اس لیے کہ صدقہ دے کر پھر اس کو لینے والا ایسا ہے جیسے کتابے کر
کے پھر اس کو کھالے۔

فائدہ: جمہور علماء کے نزدیک یہ امر مکروہ ہے اور ظاہر اہل حدیث کے نزدیک حرام ہے۔

۶۹۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَرَادَ أَنْ يَتَّاعَهُ
فَسَأَلَ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعَهُ وَلَا تَعُدَّ فِي صَدَقَتِكَ -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا دیا خدا کی راہ میں پھر
قصد کیا اس کے خریدنے کا تو پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت خرید اس کو اور نہ پھیر صدقہ کو۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ایک شخص نے صدقہ دیا پھر اس کو بکتا ہوا پایا اور کسی شخص کے پاس سوا اس شخص کے جس کو
صدقہ دیا تھا خرید کرے بولے نہیں خرید نہ کرنا بہتر ہے میرے نزدیک۔

باب من تجب عليه زكاة الفطر جن لوگوں پر صدقہ فطر واجب ہے ان کا بیان

۶۹۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ عَنْ غُلَمَانِهِ الَّذِينَ بِوَادِي
الْقُرَى وَبِخَيْبَرٍ -

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ فطر نکالتے اپنے غلاموں کی طرف سے جو وادی قرئی
اور خیبر میں تھے۔

فائدہ: وادی قرئی ایک مقام ہے قریب مدینے کے اور خیبر چاروں کی راہ پر ہے مدینہ سے شام کی طرف۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو بہتر سنا ہے میں نے اس باب میں وہ یہ ہے کہ آدمی اس شخص کی طرف سے صدقہ فطر ادا

(۶۹۰) بخاری (۱۴۸۹) کتاب الزكاة: باب هل يشتري الرجل صدقته، مسلم (۱۶۲۱) أبو داود

(۱۵۹۳) ترمذی (۶۶۸) نسائی (۲۶۱۷) ابن ماجہ (۲۳۹۰) أحمد (۲۵۱)۔

(۶۹۱) بیہقی (۱۶۱/۴) رقم (۷۶۸۰)۔

کرے جس کا نان و نفقہ اس پر واجب ہے اور اس پر خرچ کرنا ضروری ہے اور اپنے غلام اور مکاتب اور مدبر سب کی طرف سے صدقہ ادا کرے خواہ یہ غلام حاضر ہوں یا غائب۔ شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہوں تجارت کے واسطے ہو یا نہ ہوں اور جو ان میں مسلمان نہ ہو اس کی طرف سے صدقہ فطر نہ دے۔ کہا مالک نے اگر کسی کا غلام مفروز ہو تو اگر مالک اس کے پتے اور نشان کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو لیکن بھاگنا اس کا قریب ہو یعنی تھوڑا عرصہ اس کے بھاگے پر گزرا ہو اور اس کی زندگی اور مراجعت کی توقع ہو تو میرے نزدیک اس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے اور جو اس کے بھاگے کو بہت زمانہ گزر چکا ہو اور اس کے آنے کی پھر توقع نہ ہو تو صدقہ فطر اس کی طرف سے نہ دے۔ کہا مالک نے صدقہ فطر شہر اور دیہات دونوں جگہ کے رہنے والوں پر واجب ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرض کیا صدقہ فطر کو اوپر آ زاد اور غلام کے اور ہر مرد اور عورت کے مسلمانوں میں سے۔

باب مکيلة زكاة الفطر صدقہ فطر کی مقدار کا بیان

۶۹۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر مقرر کیا لوگوں پر ایک صاع کھجور کا اور ایک صاع جو کا ہر آزاد اور ہر غلام پر مرد ہو یا عورت مسلمانوں میں سے۔

۶۹۳۔ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ الْعَامِرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ وَذَلِكَ بِصَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عیاض بن عبداللہ نے سنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہم نکالتے تھے صدقہ فطر ایک صاع گیہوں سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع نیب سے یا ایک صاع انگور خشک سے نبی ﷺ کے

(۶۹۲) بخاری (۱۰۰۳) کتاب الزکاة: باب فرض صدقة الفطر، مسلم (۹۸۴) أبو داود (۱۶۱۱) ترمذی (۶۷۶) نسائی (۲۵۰۳) ابن ماجه (۱۸۲۶) أحمد (۶۳۱۲) (۵۳۰۳) دارمی (۱۶۶۱)۔

(۶۹۳) بخاری (۱۰۰۶) کتاب الزکاة: باب صدقة الفطر صاع من طعام، مسلم (۹۸۵) أبو داود (۱۶۱۶) ترمذی (۶۷۳) نسائی (۲۵۱۲) ابن ماجه (۱۸۲۹) أحمد (۲۳۱۳) (۱۱۲۰۰) دارمی (۱۶۶۴)۔

صاع سے۔

فائدہ: اور وہ چار منڈ کا ہے اور ہر منڈ ایک رطل اور تہائی رطل کا یہی مذہب ہے جمہور علماء کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک صاع آٹھ رطل کا اور منڈ دو رطل کا چاہیے۔

۶۹۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يُخْرِجُ فِي زَكَاةِ الْفِطْرِ إِلَّا تَمْرًا إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً فَإِنَّهُ أَخْرَجَ شَعِيرًا۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ فطر میں ہمیشہ کھجور دیا کرتے تھے مگر ایک بار جو دیئے۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جتنے کفارے اور صدقے اور زکوٰتیں ہیں وہ سب چھوٹے منڈ کے حساب سے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منڈ سے ہیں مگر ظہار کا کفارہ بڑے منڈ سے ہے جو ہشام بن عبدالملک کا ہے۔

باب وقت ارسال زکاة الفطر صدقہ فطر بھیجنے کا وقت

۶۹۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَبْعَثُ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ إِلَى الَّذِي تُجْمَعُ عِنْدَهُ قَبْلَ الْفِطْرِ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ فطر بھیج دیا کرتے تھے عید سے دو تین روز پہلے اس شخص کے پاس جہاں صدقہ فطر جمع ہوا کرتا تھا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں نے دیکھا اہل علم کو وہ مستحب جانتے تھے صدقہ فطر کا نکالنا جب فجر ہومید کی قبل نماز کے۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا یہ امر واسع ہے چاہے قبل نماز کے جانے کے دے چاہے بعد دے۔

باب من لا تجب عليه زكاة الفطر صدقہ فطر جس پر واجب نہیں اس کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اپنے غلام کے غلاموں کا اور اپنے نوکر کا اور اپنی جوڑو کے غلام کا صدقہ فطر اس شخص پر واجب نہیں ہے مگر جو ان میں سے اس کی خدمت کرتا ہو تو اس کا صدقہ واجب ہوگا۔ کہا مالک نے جو غلام کافر ہوں ان کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں جب تک مسلمان نہ ہوں تجارت کے ہوں یا نہ ہوں۔



كِتَابُ الْحَجِّ

کتاب حج کے بیان میں

باب الغسل للاهلال اِحرام کے لیے غسل کرنے کا بیان

٦٩٦- عَنْ اُسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِي بَكْرٍ بِالْبَيْدَاءِ فَذَكَرَ ذَلِكَ اَبُو بَكْرٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرَّهَا فَلَتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِيُهَلِّ.

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب محمد بن ابی بکر کو بیداء میں تو ذکر کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل کر کے احرام باندھ لے۔

قائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفاس والی عورت کو اور حائضہ کو احرام حج کا باندھنا درست ہے مگر نماز نہ پڑھے۔

٦٩٧- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ اَنَّ اُسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِي بَكْرٍ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَاَمَرَهَا اَبُو بَكْرٍ اَنْ تَغْتَسِلَ ثُمَّ يُهَلِّ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جناب محمد بن ابی بکر کو ذوالحلیفہ میں تو حکم کیا ان کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے غسل کر کے احرام باندھنے کا۔

قائدہ: بیداء اور ذوالحلیفہ دونوں مقاموں کے نام ہیں قریب مدینہ کے اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بی بی تھیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی۔

٦٩٨- عَنْ نَافِعِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ لِاِحْرَامِهِ قَبْلَ اَنْ يُحْرِمَ وَلِذٰلِكَ مَكَّةَ وَلَوْ قُوفِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غسل کرتے تھے احرام کے واسطے احرام باندھنے سے پہلے اور غسل کرتے تھے مکہ میں داخل ہونے کے واسطے اور غسل کرتے تھے نویں تاریخ عرفات رضی اللہ عنہما میں ٹھہرنے کے واسطے۔

(٦٩٦) مسلم (١٢٠٩) کتاب الحج: باب احرام النفساء واستحباب اغتسالها للاحرام، ابو داود

(١٧٤٣) نسائی (٢٦٦٣) ابن ماجه (٢٩١١) أحمد (٣٦٩/٦) (٢٧٦٢٤) دارمی

(١٨٠٤)۔

(٦٩٧) أيضاً۔

(٦٩٨) بیہقی (٣٣/٥) (٨٩٤٦)۔

باب غسل المحرم

محرم کے غسل کرنے کا بیان

٦٩٩- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَغْتَسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسُورُ بْنُ مَخْرَمَةَ لَا يَغْتَسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ قَالَ فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْيَتَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ يَتَوَبُّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَاطَأَهُ حَتَّى بَدَأَ لِي رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَضُبُّ عَلَيْهِ أَضْبُبْ فَضَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ -

حضرت عبداللہ بن حنین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا ابواء میں (جو ایک مقام ہے درمیان میں حرمین کے) تو کہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے محرم اپنا سر دھوسکتا ہے۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں دھوسکتا۔ کہا عبداللہ بن حنین رضی اللہ عنہ نے بھیجا مجھ کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس تو پایا میں نے ان کو غسل کرتے ہوئے وہ کپڑوں کے گوشے میں جو کوئیں پر لگی ہوتی ہیں اور وہ پردہ کیے ہوئے تھے ایک کپڑے کا تو سلام کیا میں نے ان کو پوچھا کہ یہ کپڑے کون سے ہیں؟ میں نے کہا میں عبداللہ بن حنین ہوں۔ مجھ کو بھیجا ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تاکہ تم سے پوچھوں کہ اس طرح غسل کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وہ محرم ہوتے تھے تو ابویوب رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھ کر سر سے کپڑا ہٹایا یہاں تک کہ ان کا سر مجھ کو دکھائی دینے لگا۔ پھر کہا انہوں نے ایک آدمی سے جو پانی ڈالتا تھا ان پر کہ پانی ڈال۔ تو پانی ڈالا اس نے ان کے سر پر اور وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں سے ملا کر آگے لائے پھر پیچھے لے گئے اور کہا کہ ایسا ہی دیکھا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے۔

٧٠٠- عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِيَّاحٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ مُثَنَّى وَهُوَ يَضُبُّ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَاءً وَهُوَ يَغْتَسِلُ أَضْبُبْ عَلَى رَأْسِي فَقَالَ يَعْلى أَرِيدُ أَنْ تَحْعَلَهَا بِي إِنْ أَمَرْتَنِي

(٦٩٩) بخاری (١٨٤٠) کتاب الحج: باب الاغتسال للمحرم، مسلم (١٢٠٥) أبو داود (١٨٤٠)

نسائی (٢٦٦٥) ابن ماجہ (٢٩٣٤) أحمد (٤١٨/٥) دارمی (٢٣٩٤٤) (١٧٩٣) -

(١٧٩٣) - (٩١٣٣) -

صَبِيْتُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَصُوبُ فَلَنْ يَزِيدَهُ الْمَاءُ إِلَّا شَعْنًا۔

عطا بن بن ابی رباح سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یعلیٰ بن معبد کو اور وہ پانی ڈال کر تے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ غسل کرتے تھے کہ پانی ڈال میرے سر پر۔ یعلیٰ نے کہا تم چاہتے ہو کہ گناہ مجھ پر ہو اگر تم حکم کرو میں ڈالوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ڈال کیونکہ پانی ڈالنے سے اور کچھ نہ ہوگا مگر بلال رضی اللہ عنہ اور زیادہ پریشان ہوں گے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ احرام باندھے ہوئے تھے تو یعلیٰ سمجھے کہ احرام میں سر دھونا منع ہے دوسرے یہ کہ سر دھونے سے شاید جو کس مرجائیں یا بال ٹوٹیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانی ڈالنے کا حکم کیا اس لیے کہ صرف پانی ڈالنے سے نہ جو کس مرتی ہیں نہ بال ٹوٹے ہیں نہ آرائش ہوتی ہے بلکہ بال اور زیادہ بکھر جاتے ہیں اور احرام میں یہی مقصود ہے کہ زیب و زینت نہ ہو صورت پریشان رہے غربت برتی ہو۔ البتہ خطمی وغیرہ سے دھونا یا کنگھی کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں جو کس مرنے اور بال ٹوٹنے کا احتمال ہے۔

۷۰۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَنَا مِنْ مَكَّةَ بَاتَ بِذِي طُوًى بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ حَتَّى يُصْبِحَ ثُمَّ يُصَلِّيَ الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِي بَأَعْلَى مَكَّةَ وَلَا يَدْخُلُ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا حَتَّى يَغْتَسِلَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ إِذَا دَنَا مِنْ مَكَّةَ بِذِي طُوًى وَيَأْمُرُ مَنْ مَعَهُ فَيَغْتَسِلُوا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نزدیک نزدیک ہوتے مکہ کے ٹھہر جاتے ذی طوی میں (جو ایک موضع ہے قریب باب مکہ کے) دو گھائیوں کے بیچ میں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تو نماز پڑھتے صبح کی پھر داخل ہوتے مکہ میں اس گھائی کی طرف سے جو مکہ کے اوپر کی جانب ہے۔ اور جب حج یا عمرہ کے ارادے سے آتے تو مکہ میں داخل نہ ہوتے جب تک غسل نہ کر لیتے ذی طوی میں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہوتے ان کو بھی غسل کا حکم کرتے قبل مکہ میں داخل ہونے کے۔

فائدہ: جنہ اعلیٰ کی طرف سے محب کے پہلو میں سے۔

۷۰۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَغْتَسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ إِلَّا مِنَ الْأَحْتِلَامِ۔
حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں دھوتے تھے اپنے سر کو احرام کی حالت میں مگر جب احتلام ہوتا۔

- (۷۰۱) بخاری (۱۰۷۳) کتاب الحج: باب الاغتسال عند دخول مكة 'مسلم (۱۲۰۹) أبو داود (۱۸۶۵) نسائی (۲۸۶۲) ابن ماجہ (۲۹۴۰) أحمد (۱۴/۲) (۴۶۲۵) دارمی (۱۹۲۸)۔
(۷۰۲) شافعی فی الأم (۲۰۲/۷)۔

فائدہ: کیونکہ اس وقت دھونا ضروری ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے کچھ قباحت نہیں ہے اس میں کہ آدمی اپنا سر دھوئے
تختی اور کھلی وغیرہ سے بعد رمی کرنے جمرہ عقبہ کے قبل منڈوانے سر کے کیونکہ جب وہ رمی کر چکا جمرہ عقبہ کے تو حلال ہو گیا
اس کو مارنا جوں کا اور منڈوانا سر کا اور میل چھڑانا اور پہننا کپڑوں کا۔

فائدہ: سوائے جماع کے اور جب طواف الافاضہ جس کو طواف الزیارة بھی کہتے ہیں کر چکا تو اب سب چیزیں درست
ہو گئیں جن کا استعمال حالت احرام میں ممنوع تھا یہاں تک کہ جماع بھی درست ہو گیا۔

باب ما ينهى عنه من لبس الثياب جن كپڑوں کا احرام میں پہننا ممنوع ہے

أُنْ كَابِيَانِ

فِي الْاِحْرَامِ

۷۰۳ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ
مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَّ وَلَا الْعِمَائِمَ وَلَا
السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبُرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدًا لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا
أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزُّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ -

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے محرم کون سے
کپڑے پہنے تو فرمایا آپ ﷺ نے نہ پہنویں اور نہ باندھو عمامہ اور نہ پہنو پانچجامہ اور نہ ٹوپی اور نہ موزہ مگر جس کو
چیل نہ ملے تو وہ اپنے موزوں کو پین لے اور اُن کو کاٹ ڈالے اس طرح کہ ٹخنے کھلے رہیں اور نہ پہنوں اُن کپڑوں کو
جن میں زعفران لگی ہو اور ورس۔

فائدہ: ورس ایک گھاس ہے جو خوشبودار ہوتی ہے اور اس میں کپڑے رنگتے ہیں۔ سائل نے یہ سوال کیا تھا کہ محرم کون
سے کپڑے پہنے۔ جواب میں یہ ارشاد ہوا کہ فلاں فلاں کپڑے نہ پہنے اس وجہ سے کہ جن کپڑوں کو پہننا ممنوع ہے اُن کا
بیان یہاں ہے اس سے معلوم ہو جائے گا کہ ان کے سوا اور کپڑوں کو پہنے یہی قاعدہ بلغاء اور فصحاء کا ہے۔ اور جن کپڑوں کا
پہننا درست ہے وہ ہزاروں قسم کے کپڑے ہیں اُن کا بیان کہاں تک درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ یہ جو حدیث مروی ہے نبی ﷺ سے جو شخص تہ بند نہ پائے تو وہ پانچجامہ پہن لے کیا
پانچجامہ پہن لینا درست ہے جب تہ بند نہ ملے؟ تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ میں نے اس حدیث کو نہیں سنا اور میرے

(۷۰۳) بخاری (۱۵۴۲) کتاب الحج: باب ما لا يلبس المحرم من الثياب، مسلم (۱۱۷۷) أبو داود
(۱۸۲۳) ترمذی (۸۳۳) نسائی (۲۶۶۹) ابن ماجہ (۲۹۲۹) أحمد (۴۱۲) (۴۴۸۲)

دارمی (۱۸۰۰)۔

زردیک محرم کو پاٹجامہ پہننا نہ چاہیے اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا پاٹجامہ پہننے سے اور اس کو استثناء نہ کیا جیسا کہ موزوں کو استثناء کیا۔

فائدہ: حالانکہ روایت کیا اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور بخاری مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے پاٹجامہ اس شخص کے لیے ہے جو نہ بند نہ پائے اور موزے اس کے لیے ہیں جو نعلین نہ پائے مگر امام مالک کو یہ حدیث نہیں پہنچی اور انہوں نے سنی بھی نہ تھی اسی سے معلوم ہوا کہ مجتہد کو تمام حدیث کا پہنچنا ضروری نہیں علی الخصوص ائمہ اربعہ کو جن کے زمانے میں کتب کی تدوین بخوبی نہیں ہوئی تھی اور حدیثیں منتشر اور لوگوں کو ہرزبان تھیں۔ پس جب کوئی حدیث مخالف کسی مجتہد کے قول کے ملے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس مجتہد کو اس حدیث کی خبر نہ تھی ورنہ خلاف اس کے کبھی اجتہاد نہ کرتا اور حدیث پر عمل کرنا چاہیے اور مجتہد کے قول کو بالائے طاق رکھنا چاہیے اور یہ فائدہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

باب لبس الثياب المصبغة في الاحرام احرام میں رنگین کپڑے پہننے کا بیان

٧٠٤ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ -

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے کہ محرم رنگا ہو کپڑا زعفران میں یا ورس میں پہنے اور فرمایا آپ ﷺ نے جس کو نعلین نہ ملیں وہ موزے پہن لے مگر اس کو ٹخنوں سے نیچا کر کے کاٹ لے۔

٧٠٥ - عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى عَلَى طَلْحَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ اللَّهِ ثَوْبًا مَصْبُوغًا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ مَا هَذَا الثَّوْبُ الْمَصْبُوغُ يَا طَلْحَةُ فَقَالَ طَلْحَةُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّمَا هُوَ مَدْرٌ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الرَّهْطُ أَيْمَةٌ يَقْتَدِي بِكُمْ النَّاسُ فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا جَاهِلًا رَأَى هَذَا الثَّوْبَ لَقَالَ إِنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ كَانَ يَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمَصْبُوغَةَ فِي الْأِحْرَامِ فَلَا تَلْبَسُوا أَيُّهَا الرَّهْطُ شَيْئًا مِنْ هَذِهِ الثِّيَابِ الْمَصْبُوغَةِ -

(٧٠٤) مسلم (١١٧٧) كتاب الحج: باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة وما لا يباح؛ أبو داود (١٨٢٣) ترمذی (٨٣٣) نسائی (٢٦٦٦) ابن ماجه (٢٩٣٠) أحمد (٦٦/٢)؛ (٥٣٣٦) دارمی (١٧٩٨) -

(٧٠٥) بیہقی (٦٠١٥) رقم (٩١١٧) -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا اسلم سے جو مولیٰ تھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حدیث بیان کرتے تھے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو رنگین کپڑے پہنے ہوئے احرام میں تو پوچھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے یہ کپڑا رنگا ہوا اے طلحہ! طلحہ نے کہا اے امیر المؤمنین! یہ مٹی کا رنگ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگ پیشوا ہو لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں اگر کوئی جاہل جو اس رنگ سے واقف نہ ہو اس کپڑے کو دیکھے تو یہی کہے گا کہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ رنگین کپڑے پہنتے تھے احرام میں تو نہ پہنو تم لوگ ان رنگین کپڑوں میں سے کچھ۔

۷۰۶۔ عَنْ أُسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا كَانَتْ تَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمُعْصَفَرَاتِ الْمُسَبَّعَاتِ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ لَيْسَ فِيهَا زَعْفَرَانٌ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا خوب گہرے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں احرام میں لیکن زعفران اس میں نہ ہوتی تھی۔

فائدہ: سعید بن منصور نے قاسم بن محمد سے روایت کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں احرام میں اور اسناد اس کی صحیح ہے۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننا احرام میں درست نہیں ہے وہ کہتے ہیں کسم بھی ایک خوشبو ہے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ اگر کسی کپڑے میں خوشبو لگی ہو پھر اس کی بو جاتی رہے تو احرام میں پہننا اس کا درست ہے۔ کہا ہاں جب رنگ اس میں باقی نہ ہو زعفران کا یا ورس کا۔

فائدہ: اگر بو جاتی رہی ہو لیکن رنگ موجود ہو تو بھی درست نہیں ہے اور شافعیہ کے نزدیک درست ہے۔

باب لبس المحرم المنطقہ محرم کو پٹی باندھنے کا بیان

۷۰۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ لَبْسَ الْمِنْطَقَةِ لِلْمُحْرِمِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ جانتے تھے پٹی کا باندھنا واسطے محرم کے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ان سے جواز ثابت ہے شاید انہوں نے رجوع کیا کراہت سے۔

۷۰۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَقُولُ فِي الْمِنْطَقَةِ يَلْبَسُهَا الْمُحْرِمُ

تَحْتَ ثِيَابِهِ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ إِذَا جَعَلَ طَرَفَيْهَا جَمِيعًا سُيُورًا يَعْقُدُ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ۔

(۷۰۶) بیہقی (۵۹۱/۵) رقم (۹۱۱۲)۔

(۷۰۷) بیہقی فی مستندہ (ص ۲۲۹) وفی الام (۲۵۲/۷)۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب کہتے تھے کہ اگر محرم اپنے کپڑوں کے نیچے بیٹی باندھے تو کچھ قباحت نہیں؛ جب اس کے دونوں کناروں میں تھے ہوں وہ ایک دوسرے سے باندھ دیئے جاتے ہوں۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ یہ روایت میں نے بہت اچھی سنی ہے اس باب میں۔

باب تخمیر المحرم وجہہ محرم کو اپنا منہ ڈھانپنا کیسا ہے

۷۰۹۔ عَنِ الْفَرَاغِصَةِ بْنِ عَمِيرِ الْحَنْفِيِّ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَانَ بِالْعَرَجِ يُعْطَى وَجْهَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

حضرت فرافصہ بن عمیر حنفی سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو عرج میں (ایک گاؤں کا نام ہے تین منزل پر مدینہ سے) ڈھانپتے تھے منہ اپنا احرام میں۔
فائدہ: گرمی کی شدت سے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عوف رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے کہ محرم کو منہ ڈھانپنا درست ہے اور یہی مذہب ہے شافعی کا اور مالک اور ابو حنیفہ کا۔ اور محمد بن حسن کے نزدیک درست نہیں ہے۔

۷۱۰۔ عَنِ نَافِعِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَا فَوْقَ الذَّقَنِ مِنَ الرَّأْسِ فَلَا يُخَمِّرُهُ الْمُحْرِمُ۔
حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے ٹھوڑی کے اوپر سر میں داخل ہے محرم اس کو نہ چھپائے۔

۷۱۱۔ عَنِ نَافِعِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَفَّنَ ابْنَهُ وَاقَدَ بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَمَاتَ بِالْحُحْفَةِ مُحْرِمًا وَخَمَّرَ رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ وَقَالَ لَوْلَا أَنَا حُرْمٌ لَطَيَّبْنَاهُ وَخَمَّرَ رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ۔
حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کفن دیا اپنے بیٹے واقد بن عبد اللہ کو اور وہ مر گئے تھے ححفہ میں احرام کی حالت میں اور کہا کہ اگر ہم احرام نہ باندھے ہوتے تو ہم اس کو خوشبو لگاتے اور ڈھانپ دیا سر اور منہ ان کا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اس واسطے کہ سب تکالیف شرعیہ زندگی تک ہیں جب آدمی مر گیا تو اس کا عمل بھی تمام ہو گیا۔
فائدہ: ابو حنیفہ اور مالک کا یہی قول ہے لیکن یہ مخالف ہے اس حدیث صحیح کے جو مروی ہے صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک شخص احرام کی حالت میں مر گیا اور خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل دواں کو اور کفن پہناؤ اس کو اور مت ڈھانپو اس کا اور نہ خوشبو لگاؤ اس کو کیونکہ وہ قیامت کے روز لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔

(۷۰۹) بیہقی (۵۴۱/۱۹۱)۔

www.KitaboSunnat.com

(۷۱۰) بیہقی (۵۴۱/۹۰۹)۔

۷۱۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا تَتَّقِبِ الْمَرْءَةُ الْمُحْرِمَةَ وَلَا تَلْبَسُ الْقَفَازِينَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو عورت احرام باندھے ہو وہ نقاب نہ ڈالے منہ پر اور دستاں

www.KitaboSunnat.com

نہ پہنے۔

فائدہ: یعنی منہ نہ چھپائے مگر کپڑا منہ پر ڈال سکتی ہے اس طرح سے کہ کپڑا الگ رہے منہ سے نہ لگے۔

۷۱۳۔ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّهَا قَالَتْ كُنَّا نَحْمَرُّ وَجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ

أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ فَلَا تَنْكِرُهُ عَلَيْنَا۔

حضرت فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے کہ ہم اپنے منہ ڈھانپتی تھیں احرام میں اور ہم ساتھ تھیں اسماء

بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے۔ سوانہوں نے منع نہ کیا ہم کو۔

فائدہ: ڈھانپنے سے مراد وہی کپڑا ڈالنا ہے۔

باب ما جاء في الطيب في الحج حج میں خوشبو لگانے کا بیان

۷۱۴۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِجَلِهِ قَبْلَ أَنْ يُطُوفَ بِالْبَيْتِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں خوشبو لگاتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے

وقت قبل احرام باندھنے کے اور احرام کھولنے کے وقت قبل طواف الزیارت کے۔

۷۱۵۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِيَّاحٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ

بِحُنَيْنٍ وَعَلَى الْأَعْرَابِيِّ قَمِيصٌ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ

تَأْمُرْنِي أَنْ أَضَعَّ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْزِعْ قَمِيصَكَ وَاغْسِلْ هَذِهِ

(۷۱۲) بخاری (۱۸۳۸) کتاب الحج: باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، أبو داود

(۱۸۲۵) ترمذی (۸۳۳) نسائی (۲۶۷۳) أحمد (۱۱۹/۲) (۶۰۰۳)۔

(۷۱۳) مستدرک حاکم (۴۵۴/۱) رقم (۱۶۶۸)۔

(۷۱۴) بخاری (۱۵۳۹) کتاب الحج: باب الطيب عند الاحرام وما يليس اذا اراد أن يحرم، مسلم

(۱۱۸۹) أبو داود (۱۷۴۵) ترمذی (۹۱۷) نسائی (۲۶۸۵) ابن ماجه (۳۰۴۲) أحمد

(۳۹/۶) (۲۴۶۱۲) دارمی (۱۸۰۳)۔

(۷۱۵) بخاری (۱۷۸۹) کتاب الحج: باب يفعل في العمرة ما يفعل في الحج، مسلم (۱۱۸۰) أبو

داود (۱۸۱۶) ترمذی (۸۳۵) نسائی (۲۷۰۹) أحمد (۲۲۴/۴) (۱۸۱۲۸)۔

الصُّفْرَةَ عُنْكَ وَافْعَلْ فِي عُمْرِكَ مَا تَفْعَلُ فِي حَجِّكَ -

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ ﷺ حنین میں تھے اور وہ اعرابی ایک کرتہ پہنے ہوئے تھا جس میں زرد رنگ کا نشان تھا تو کہا اس نے یا رسول اللہ! میں نے نیت کی ہے عمرہ کی۔ پس میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا کرتہ اتار اور زردی دھو ڈال اپنے بدن سے اور جو حج میں کرتا ہے وہی عمرہ میں کر۔

فائدہ: یعنی طواف اور سعی اور اکر یا جن باتوں سے حج میں پرہیز کرتا تھا ان باتوں سے عمرہ میں حج۔

۷۱۶۔ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَدَ رِيحَ طَيْبٍ وَهُوَ بِالشَّجْرَةِ فَقَالَ مِمَّنْ رِيحُ هَذَا الطَّيْبِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ مِثْنِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ مِنْكَ لَعَمْرُ اللَّهِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ طَيَّبَتْنِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ عُمَرُ عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتَرْجِعَنَّ فَلَتَغْسِلَنَّهُ -

حضرت اسلم سے جو مولیٰ ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خوشبو آئی اور وہ شجرہ میں تھے (چھ میل ہے مدینہ سے) سو کہا کہ یہ خوشبو کس شخص سے آتی ہے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بولے مجھ سے اے امیر المؤمنین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں، تمہیں قسم ہے خداوند کریم کے بقا کی! معاویہ رضی اللہ عنہ بولے کہ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو لگا دی میرے اے امیر المؤمنین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم دھو ڈالو اس کو جا کر۔

فائدہ: اس واسطے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ دوست رکھتے تھے زینب اور رفاہیت کو بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نام کسر اے عرب رکھا تھا۔ کسریٰ نام تھا بادشاہ ایران کا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبل احرام کے ایسی خوشبو لگانا درست نہیں جس کا اثر بعد احرام کے باقی رہے اور یہی قول ہے مالک اور ایک جماعت تابعین کا مگر ائمہ شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک درست ہے اور عمل ان کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر ہے جو اوپر لکھی۔

۷۱۷۔ عَنْ الصَّلْتِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَيْرٍ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ أُمَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَجَدَ رِيحَ طَيْبٍ وَهُوَ بِالشَّجْرَةِ وَإِلَى جَنْبِهِ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ فَقَالَ عُمَرُ مِمَّنْ رِيحُ هَذَا الطَّيْبِ فَقَالَ كَثِيرٌ مِثْنِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَبَدْتُ رَأْسِي وَأَرَدْتُ أَنْ لَا أُحْلِقَ فَقَالَ عُمَرُ فَادْهَبْ إِلَى شَرِيَةِ فَأَدْلِكَ رَأْسَكَ حَتَّى تَنْقِيَهُ فَفَعَلَ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ -

حضرت صلت بن زبید سے روایت ہے کہ انہوں نے کئی اپنے عزیزوں سے سنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خوشبو آئی اور وہ شجرہ میں تھے اور آپ کے پہلو میں کثیر بن صلت تھے تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کس میں سے یہ خوشبو آتی ہے؟ کثیر نے کہا مجھ میں سے۔ میں نے اپنے بال جمائے تھے کیونکہ میرا ارادہ سر منڈانے کا تھا بعد اِحرام کھولنے کے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا شربہ کے پاس جا اور سر کو مکمل کر دھو ڈال تب ایسا کیا کثیر بن صلت نے۔

فائدہ: احرام کے وقت اگر بالوں کے پریشان ہونے یا گردوغبار پڑنے کا خوف ہوتا ہے یا جووں کے پڑنے کا تو بالوں کو گوند وغیرہ سے جمالیتے ہیں اس کو تسلید کہتے ہیں۔ کثیر نے بھی کہا کہ میرا ارادہ سر منڈانے کا تھا اس لیے بالوں کی حفاظت کی گئی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ شربہ اس ٹڑھے کو کہتے ہیں جو گھوڑے کے درخت کے پاس ہوتا ہے اور اس میں پانی بھرا رہتا ہے۔

۷۱۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَرَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَخَارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بَعْدَ أَنْ رَمَى الْحَمْرَةَ وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَقَبْلَ أَنْ يُفِيضَ عَنِ الطَّيِّبِ فَتَهَاهُ سَالِمٌ وَأَرْخَصَ لَهُ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ۔

یحییٰ بن سعید اور عبد اللہ بن ابی بکر اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ولید بن عبد الملک نے پوچھا سالم بن عبد اللہ اور خاریجہ بن زید سے کہ بعد کنکریاں مارنے کے اور سر منڈانے کے قبل طواف الافاضہ کے خوشبو لگانا کیسا ہے؟ تو منع کیا سالم نے اور خاریجہ بن زید بن ثابت نے۔

فائدہ: ابو حنیفہ کا قول خارجہ کا سا ہے اور مالک کا قول سالم کا سا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایسا تیل لگائے جس میں خوشبو نہ ہو قبل احرام کے یا قبل طواف الافاضہ کے بعد کنکریاں مارنے کے تو کچھ قباحت نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ حرم اس کھانے کو کھائے جس میں زعفران پڑی ہو؟ بولے اگر آگ سے پکا ہو تو درست ہے ورنہ درست نہیں۔

فائدہ: بلکہ حرام ہے اور اس پر فدیہ لازم ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک کھانے میں اگر زعفران ہو تو مطلقاً درست ہے البتہ صرف زعفران کھانا درست نہیں اور صاحبین کے نزدیک درست ہے اور شافعی کے نزدیک مطلقاً ممنوع ہے۔ (محل)

باب مواقیت الاحلال

احرام باندھنے کے میقاتوں کا بیان

۷۱۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهَلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهَلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجَحْفَةِ وَيُهَلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَيَلْعَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهَلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلْمَلَمَ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ احرام باندھیں اہل مدینہ و الحلیفہ سے اور اہل شام جھ سے اور اہل نجد قرن سے۔ کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا مجھ کو کہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھیں اہل یمن یلملم سے۔

۷۲۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَمْرٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ أَنْ يُهَلُّوا مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجَحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَمَا هَؤُلَاءِ الثَّلَاثُ فَسَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُخْبِرْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهَلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلْمَلَمَ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کو ذوالحلیفہ سے احرام باندھنے کا اور اہل شام کو جھ سے اور اہل نجد کو قرن سے۔ کہا ان تینوں کو تو ستائیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مجھے خبر پہنچی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احرام باندھیں اہل یمن یلملم سے۔

فائدہ: ان مقامات سے بغیر احرام کے آگے بڑھنا احرام ہے۔ اگر ان سے آگے جا کر احرام باندھا تو دم اہرم آئے گا البتہ اگر پھر میقات کو لوٹ کر وہاں سے احرام باندھے تو اکثر علماء کے نزدیک دم ساقط ہوگا۔

۷۲۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَهَلَّ مِنَ الْفُرْعِ -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے احرام باندھا فرع سے۔

فائدہ: فرع ایک مقام ہے آگے ذوالحلیفہ سے مکہ کی طرف۔ ابن عبدالبر نے کہا شاید اس وجہ سے ہوگا کہ پہلے ان کا ارادہ احرام کا نہ ہوگا اس واسطے ذوالحلیفہ سے آگے بڑھ گئے۔ جب فرع میں آئے تو قصد ہوا وہیں سے احرام باندھا لیا۔

(۷۱۹) بخاری (۱۳۳) کتاب العلم: باب ذکر العلم والفتیاء فی المسجد، مسلم (۱۱۸۲) أبو داود

(۱۷۳۷) ترمذی (۸۳۱) نسائی (۲۶۵۱) ابن ماجہ (۲۹۱۴) أحمد (۳۱۲) (۴۴۵۵)

دارمی (۱۷۹۰) -

(۷۲۰) أيضاً -

(۷۲۱) بیہقی (۲۹۱۵) رقم (۸۹۲۳) -

امام محمدؒ نے کہا کہ ذوالحلیفہ سے آگے بھی ایک میقات ہے جحفہ۔ اس واسطے انہوں نے پیش قدمی کی مگر ذوالحلیفہ سے احرام باندھنا بہتر ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے خود یہ حدیث روایت کی ہے کہ میقات اہل مدینہ کا ذوالحلیفہ ہے پھر اس کا خلاف کسی سبب سے ہوگا اور کسی کو درست نہیں کہ ذوالحلیفہ سے بدون احرام کے آگے بڑھے جب کہ وہ قصد رکھتا ہو مکہ میں آنے کا۔

۷۲۲۔ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الثَّقَفِ عِنْدَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَهَلَ مِنْ إِبِلْيَاءَ -

امام مالکؒ نے ایک معتبر شخص سے سنا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے احرام باندھا بیت المقدس سے۔

فائدہ: یعنی میقات سے پہلے احرام باندھ لیا یہ امر افضل ہے ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک۔

۷۲۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ بِعُمْرَةَ -

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا عمرہ کا حراہ سے۔

فائدہ: جعرانہ ایک مقام ہے درمیان میں طائف اور مکہ کے اس کو لوگ اب بڑا عمرہ کہتے ہیں اور معروف جلد عمرہ کے واسطے احرام کے تشعیم ہے جو تین میل پر ہے مکہ سے وہیں سے لوگ اب اکثر عمرہ کا احرام باندھتے ہیں اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے مسنداً محرش کعبے سے روایت کیا ہے۔

باب التلبية والعمل في الالهلال لبيك کہنے کا بیان اور احرام کی ترکیب کا بیان

۷۲۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ تَلِيَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِيكَ اللَّهُمَّ لَبِيكَ

لَبِيكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبِيكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنُّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ قَالَ

وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِيهَا لَبِيكَ لَبِيكَ وَسَعْدِيكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ

لَبِيكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ -

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی لہیک یہ تھی لہیک اللہم لہیک،

لہیک لا شریک لک لہیک، ان الحمد والنعمة لک، والملک لا شریک لک اور

عبداللہ بن عمرؓ اس میں زیادہ کرتے لہیک لہیک لہیک وسعدیک والخیر بیدیک، لہیک

(۷۲۲) شافعی فی الام (۲۵۳/۷) بیہقی (۳۰/۱۵) (۸۹۲۷)۔

(۷۲۳) أبو داود (۱۹۹۶) کتاب المناسک: باب المهلة بالعمرة تحيض فیدر کھا الحج، ترمذی

(۹۳۵) نسائی (۲۸۶۳) أحمد (۴۲۶/۳) (۱۵۵۹۷) دارمی (۱۸۶۱)۔

(۷۲۴) بخاری (۱۵۴۹) کتاب الحج: باب التلبية، مسلم (۱۱۸۴) أبو داود (۱۸۱۲) ترمذی

(۸۲۵) نسائی (۲۷۴۹) ابن ماجہ (۲۹۱۸) أحمد (۳/۲) (۴۴۵۷) دارمی (۱۸۰۸)۔

والرغباء اليك والعمل-

فائدہ: معنی اس کے یہ ہیں کہ حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار اسے پروردگار! حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار۔ حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت کے واسطے بار بار سارے جہاں کی تعریف اور نعت تجھی کو ہے اور سلطنت بھی تجھی کو ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو زیادہ کیا اس کے یہ معنی ہیں: حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار۔ اطاعت کرتا ہوں تیری بار بار۔ تیرے ہاتھ میں بہتری ہے۔ حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار۔ میری توجہ تیری طرف ہے اور میرے عمل سے مقصود تو یہی ہے اگر کہا جائے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تلبیہ میں زیادتی کس طرح کی یہ تو احداث فی الدین ہوا حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما میں بہت اتباع سنت تھا تو جواب یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما شاید یہ سمجھے کہ تلبیہ کلمات ماثورہ پر مقصود نہیں ہے بلکہ اس جنس کے جو کلمات ہوں ان کے ساتھ تلبیہ جائز ہے جیسا کہ اکثر ادعیہ واذکار کا یہی حال ہے گواقتصار کلمات ماثورہ افضل ہے۔

۷۲۵۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَأِحَتُهُ أَهَلَ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے ذوالحلیفہ کی مسجد میں دو رکعتیں پھر جب اونٹ پر سوار ہو جاتے لیک پکار کر کہتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لیک کہنا بعد اونٹ پر سوار ہونے کے مسنون ہے نہ کہ بعد نماز احرام کے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی اور جمہور کا اور حنفیہ کے نزدیک بعد رکعتیں احرام کے لیک پکارنا بہتر ہے۔

۷۲۶۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ يَبْدَأُكُمْ هَذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا مَا أَهَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِي مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ۔

حضرت سالم بن عبد اللہ نے سنا اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہتے تھے کہ یہ میدان ہے جس میں تم جھوٹ باندھتے ہو رسول اللہ ﷺ پر کہ آپ ﷺ نے احرام باندھا وہاں سے حالانکہ نہیں لیک کہی آپ ﷺ نے مگر ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے۔

(۷۲۵) بخاری (۱۵۱۴) کتاب الحج: باب قول الله عزوجل يأتوك رجالا وعلى كل ضامر، مسلم (۱۱۸۷) أبو داود (۱۷۷۲) ترمذی (۸۱۸) نسائی (۲۷۵۸) ابن ماجه (۲۹۱۶) أحمد (۱۷/۲ - ۱۸) دارمی (۱۹۲۹)۔

(۷۲۶) بخاری (۱۵۴۱) کتاب الحج: باب الاهلال عند مسجد ذی الحلیفہ، مسلم (۱۱۸۶) أبو داود (۱۷۷۱) ترمذی (۸۱۸) نسائی (۲۷۵۷) ابن ماجه (۲۹۱۶) أحمد (۱۰/۲) (۴۵۷۰)۔

۷۲۷۔ عَنْ عُيَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَأَيْتَكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرِ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ وَمَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتَكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيِّينَ وَرَأَيْتَكَ تَلْبَسُ النَّعَالَ السَّبْيِيَّةَ وَرَأَيْتَكَ تَصْبِغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتَكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الْهَيْلَالَ وَلَمْ تُهْلِلِ أَنْتَ حَتَّى يَكُونَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَمَا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيِّينَ وَأَمَا النَّعَالَ السَّبْيِيَّةَ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النَّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعْرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أَحِبُّ أَنْ أَصْبِغَ بِهَا وَأَمَا الْهَيْلَالَ فَإِنِّي لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْلُ حَتَّى تَنْبِيعَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ -

حضرت عبید بن جریج سے روایت ہے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اے ابو عبدالرحمن! میں نے تم کو چار باتیں ایسی کرتے ہوئے دیکھیں جو تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں کرتا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کون سی باتیں بتاؤ اے ابن جریج۔ انہوں نے کہا میں نے دیکھا تم کو نہیں چھوتے ہو تم طواف میں مگر رکن یمانی اور حجر اسود کو اور میں نے دیکھا تم کو کہ پہننے ہو تم جو تیاں ایسے چڑے کی جس میں بال نہیں رہتے اور میں نے دیکھا خضاب کرتے ہو تم زرد اور میں نے دیکھا تم کو جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے اور تم نہیں باندھتے مگر آٹھویں تاریخ کو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا ارکان کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی رکن کو چھوتے نہیں دیکھا سوائے حجر اسود اور رکن یمانی کے اور جو تیوں کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے چڑے کی جو تیاں پہننے دیکھا جس میں بال نہیں رہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر کے بھی اُن کو پھین لیتے تو میں بھی اُن کا پہننا پسند کرتا ہوں اور زرد رنگ کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا زرد رنگ کا خضاب کیے ہوئے تو میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں اور احرام کا حال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیک نہیں پکارتے تھے یہاں تک کہ اوٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدھا کھڑا ہو جاتا چلنے کے واسطے۔

فائدہ: اور یہ امر آٹھویں تاریخ کو ہوتا ہے۔ اسی واسطے میں آٹھویں تاریخ کو احرام باندھتا ہوں۔

۷۲۸۔ عَنْ نَافِعِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَرْكَبُ

(۷۲۷) بخاری (۱۶۶) کتاب الوضوء: باب غسل الرجلین فی النعلین ولا یمسح علی النعلین، مسلم

(۱۱۸۷) أبو داود (۱۷۷۲) نسائی (۱۱۷) ابن ماجہ (۳۶۲۶) أحمد (۱۷/۲ - ۱۸) (۴۶۷۲)۔

(۷۲۸) بخاری (۱۵۱۴) کتاب الحج: باب قول الله تعالى يأتيك رجالا وعلى كل ضامر، مسلم

(۱۱۸۷) أبو داود (۱۷۷۲) ترمذی (۸۱۸) نسائی (۲۷۵۸) ابن ماجہ (۲۹۱۶) أحمد

(۱۸ - ۱۷/۲) (۴۶۷۲) دارمی (۱۹۲۹)۔

فَاِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ رَاِحَتُهُ اُحْرَمَ -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے ذوالحلیفہ کی مسجد میں پھر نکل کر سوار ہوتے اس وقت احرام باندھتے۔

۷۲۹ - عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ اَهْلًا مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ حِينَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاِحَتُهُ وَاَنَّ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ اَشَارَ عَلَيْهِ بِذَلِكَ -

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبدالملک بن مروان نے لیک پکارا ذوالحلیفہ کی مسجد سے جب اونٹ اُن کا سیدھا ہوا چلنے کو اور ابان بن عثمان نے یہ حکم کیا تھا اُن کو۔

باب رفع الصوت بالاھلال لیک بلند آواز سے کہنے کا بیان

۷۳۰ - عَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِي جِبْرِيْلُ فَاَمَرَنِي اَنْ اَمُرَ اَصْحَابِي اَوْ مَنْ مَعِيَ اَنْ يَرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ اَوْ بِالِاِهْلَالِ يُرِيْدُ اَحَدَهُمَا -

حضرت سائب بن خلاد انصاریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئے میرے پاس جبریل علیہ السلام اور کہا کہ حکم کروں میں اپنے اصحاب کو بلند آواز سے لیک پکارنے کا۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے اہل علم سے سنا کہتے تھے یہ حکم عورتوں کو نہیں ہے بلکہ عورتیں آہستہ سے لیک کہیں اس طرح کہ آپ ہی سنیں۔ کہا مالکؒ نے محرم اپنی آواز کو بلند کرے جامع مسجدوں میں بلکہ اس طرح کہے کہ آپ سنے اور پاس والا نہ سنے۔ مگر مسجد منیٰ اور مسجد الحرام میں یہ بلند آواز سے لیک کہے۔ کہا مالکؒ نے میں نے سنا اہل علم سے وہ مستحب جانتے تھے لیک کہنا ہر نماز کے بعد اور ہر چڑھاؤ پر چڑھنے کے وقت۔

باب افراد الحج حج افراد کا بیان

۷۳۱ - عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

(۷۳۰) أبو داود (۱۸۱۴) كتاب المناسك : باب كيف التلبية 'ترمذی (۸۲۹) نسائی (۲۷۵۳) ابن

ماجه (۲۹۲۲) أحمد (۵۵/۴) (۱۶۶۷۲) دارمی (۱۸۰۹) -

(۷۳۱) بخاری (۱۵۶۲) كتاب الحج : باب التمتع والاقران والافراد بالحج وفسخ الحج 'مسلم

(۱۲۱۱) أبو داود (۱۷۷۹) نسائی (۳۷۱۶) (۲۸۰۴) ابن ماجه (۲۹۶۵) أحمد (۳۶/۶)

(۲۴۵۷۷) دارمی (۱۹۰۴) -

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوُدَّاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَ
بِالْحَجِّ وَأَهَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَأَمَّا مَنْ أَهَلَ
بِحَجٍّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يُحِلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمَ النَّحْرِ -

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نکلے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے حجۃ الوداع کے سال تو ہم
میں سے بعض لوگوں نے اہرام باندھا عمرہ کا اور بعضوں نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعضوں نے صرف حج کا اور
رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کا اہرام باندھا۔ سو جس نے عمرہ کا اہرام باندھا تھا اس نے عمرہ کر کے اہرام کھول
ڈالا اور جس نے حج اور عمرہ دونوں کا اہرام باندھا یا صرف حج کا اس نے اہرام نہ کھولا دسویں تاریخ تک۔

فائدہ: حج کے مہینوں میں میقات سے صرف عمرہ کا اہرام باندھ کر جانا پھر ایام حج میں مکہ سے اہرام حج کا باندھ لینا اس
کو منع کہتے ہیں کیونکہ اس سے آدمی فائدہ اٹھا سکتا ہے عمرہ کا اہرام کھول کر اور میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا اہرام ساتھ
باندھنا اس کو قرآن کہتے ہیں اس میں آدمی عمرہ کر کے اہرام باندھے ہوئے مکہ میں بیٹھا رہتا ہے حج کر کے اہرام کھولتا ہے
اور میقات سے صرف حج کا اہرام باندھنا اس کو افراد کہتے ہیں۔

۷۳۲۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ الْحَجَّ -

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے افراد کیا حج کا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے جس شخص نے اہرام باندھا حج مفرد کا پھر اس کا حجی چاہا
عمرہ کا اہرام باندھنے کا تو یہ جائز نہیں ہے۔ کہا مالک نے میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اس پر پایا۔

حج قرآن کا بیان

باب القرآن فی الحج

۷۳۳۔ عَنْ مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ أَنَّ الْمَقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ دَخَلَ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِالسُّقْيَا وَهُوَ
يَسْجَعُ بِكِرَاتٍ لَهُ ذَقِيقًا وَخَبْطًا فَقَالَ هَذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ يَنْهَى عَنْ أَنْ يُفْرَكَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ
فَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعَلَى يَدَيْهِ أَثْرُ الذَّقِيقِ وَالْخَبْطِ فَمَا أَنْسَى أَثْرَ الذَّقِيقِ وَالْخَبْطِ عَلَى
ذِرَاعِيهِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ فَقَالَ أَنْتَ تَنْهَى عَنْ أَنْ يُفْرَكَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَقَالَ
عُثْمَانُ ذَلِكَ رَأَيْتُ فَخَرَجَ عَلِيُّ مُغْضَبًا وَهُوَ يَقُولُ لَيْلِكَ اللَّهُمَّ لَيْلِكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مَعًا -

حضرت محمد باقر سے روایت ہے کہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور وہ پلا رہے
تھے اپنے اونٹ کے بچوں کو گھلا ہوا آٹا اور چارہ پانی میں۔ تو کہا مقداد رضی اللہ عنہ نے یہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ منع کرتے
تھے قرآن میں حج اور عمرہ کے۔ پس نکلے علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ہاتھوں میں آٹے کے نشان تھے سو میں اب

تک اس آٹے کے نشانوں کو جو اُن کے ہاتھ پر تھے نہیں بھولا اور گئے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کیا تم منع کرتے ہو قرآن سے درمیان حج اور عمرہ کے۔ انہوں نے کہا ہاں میری رائے یہی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ غصے سے باہر نکلے۔ کہتے تھے لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ بِحُجَّةٍ وَ عُمْرَةٍ -

فائدہ: اُن کے سامنے یہ الفاظ کہنے تاکہ معلوم ہو کہ قرآن درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ نسائی اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو منع کرتا ہوں لوگوں کو قرآن سے اور تم کرتے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو کسی کے کہنے سے نہ چھوڑوں گا اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رجوع کیا ممانعت سے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی قرآن کرے تو اپنے بال نہ کترائے اور جو چیزیں احرام میں منع ہیں اُن کا استعمال نہ کرے یہاں تک کہ ہدی کو خُر کرے اگر اس کے ساتھ ہدی ہو اور یوم الاخر کو منیٰ میں احرام کھولے۔

٧٣٤ - عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوُدَاعِ خَرَجَ إِلَى الْحَجِّ فَمِنْ أَصْحَابِهِ مَنْ أَهْلٌ بِحَجٍّ وَمِنْهُمْ مَنْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَهْلٌ بِعُمْرَةٍ فَقَطُّ فَأَمَّا مَنْ أَهْلٌ بِحَجٍّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحْلِلْ وَأَمَّا مَنْ كَانَ أَهْلًا بِعُمْرَةٍ فَحَلُّوا -

سیلمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے حجۃ الوداع کے سال میں حج کرنے کو تو اُن کے بعض اصحاب نے احرام باندھا حج کا اور بعض نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعض نے صرف عمرہ کا۔ سو جس شخص نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرہ دونوں کا اس نے احرام نہ کھولا اور جس نے عمرہ کا صرف احرام باندھا تھا اس نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں نے سنا بعض اہل علم سے کہتے تھے جس نے عمرہ کا احرام باندھا پھر اس کو یہ بھلا معلوم ہوا کہ حج کا بھی احرام عمرہ کے ساتھ باندھ لے یہ جائز ہے جب تک اس نے طواف خانہ کعبہ کا اور سعی صفا مروہ میں نہ کی ہو اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی کیا ہے جب انہوں نے کہا اگر میں روکا جاؤں گا خانہ کعبہ سے تو جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ویسا ہی میں بھی کروں گا پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ حج اور عمرہ کا حال یکساں ہے تو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج کی نیت بھی کر لی۔

فائدہ: یعنی پہلے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا اس خیال سے کہ شاید حج نصیب نہ ہو اور خانہ کعبہ تک پہنچنا نہ ہو سکے کیونکہ اس زمانے میں وہاں فساد اور ہنگامہ تھا پھر یہ خیال کیا کہ جیسا احصار کی حالت میں عمرہ والا احرام کھول سکتا ہے ویسا ہی حج والا بھی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے حجۃ الوداع کے سال عمرہ کا احرام باندھا تھا پھر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی ہو وہ حج کا بھی احرام باندھ لے پھر احرام نہ کھولے یہاں تک کہ حج اور عمرہ دونوں سے فارغ ہو۔

باب قطع التلبیة لبيك موقوف کرنے کا وقت

۷۳۵- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ التَّقْفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ مَالِكٍ وَهَمَّا غَادِيَانِ مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يُهَلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبَّرُ الْمُكَبَّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ -

محمد بن ابی بکر نے پوچھا انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے جب وہ دونوں صبح کو جا رہے تھے منیٰ سے عرفہ کو تم کیا کرتے تھے آج کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ توہلے بعض لوگ ہم میں سے آج کے روز لبیك کہتے تھے پکار کر تو کوئی منع نہ کرتا۔ بعض لوگ تکبیر کہتے تو کوئی منع نہ کرتا۔

فائدہ: خطابی نے کہا کہ علماء نے اجماع کیا اس حدیث کے خلاف پر اور سنت کہا ہے لبیك پکارنے کو اس روز اور بعضوں نے اس حدیث پر بھی عمل کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث منافی نہیں ہے اور احادیث کی کیونکہ احتمال ہے کہ لبیك اور تکبیر دونوں کہے ہوں آپ ﷺ نے دونوں کو جائز رکھا ہو۔

۷۳۶- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ التَّقْفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ مَالِكٍ وَهَمَّا غَادِيَانِ مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يُهَلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبَّرُ الْمُكَبَّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ -

حضرت محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہما لبیك کہتے تھے حج میں مگر جب زوال ہوتا آفتاب کا عرفہ کے روز تو موقوف کرتے لبیك کو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے شہر کے اہل علم اسی پر عمل کرتے چلے آتے ہیں۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ لبیك کہا کرے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کی رمی کرے یوم النحر کے روز اس وقت موقوف کرے کیونکہ صحیحین میں مروی ہے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ لبیك کہا کرتے تھے یہاں تک کہ پینچے جمرہ عقبہ کے پاس لیکن اصحاب الراسے اور سفیان ثوری اور شافعی کے نزدیک اول نکلری سے لبیك موقوف کرے اور امام احمد اور اسحاق کے نزدیک جب رمی سے فارغ ہو اس وقت موقوف کرے۔ ابن خزیمہ نے اسی حدیث کو فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ آپ لبیك کہا

(۷۳۵) بخاری (۹۷۰) کتاب الجمعة: باب التكبير أيام منى واذا غدا الى عرفة، مسلم (۱۲۸۵)

نسائی (۳۰۰۰) ابن ماجہ (۳۰۰۸) أحمد (۱۱۰/۳) (۱۲۰۹۳) دارمی (۱۸۷۷)۔

(۷۳۶) أحمد (۱۳۳۴)۔

کرتے اور تکبیر کہا کرتے ہر کنکری مارنے پر پھر موقوف کرتے لیبک کو آخری کنکری سے۔ ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اس میں تفسیر ہے روایت سابقہ کی اور رفع ہے اس کے ابہام کا سوا اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ (زرقانی)

۷۳۷۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ إِذَا رَجَعَتْ إِلَى الْمَوْقِفِ -

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا موقوف کرتی تھیں لیبک کو جب جاتی تھیں عرفات کو۔

۷۳۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْحَجِّ إِذَا انْتَهَى إِلَى الْحَرَمِ حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَيَبْنَ الصَّفَاَ وَالْمَرْوَةَ ثُمَّ يُلْبِي حَتَّى يَغْدُوَ مِنْ مِئِي إِلَى عَرَفَةَ فَإِذَا عَدَا تَرَكَ التَّلْبِيَةَ وَكَانَ يَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ -

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما موقوف کرتے تھے لیبک کہنے کو حج میں جب پہنچتے حرم میں طواف اور سعی تک پھر لیبک کہنے لگتے یہاں تک کہ صبح کو منی سے چلیں عرفہ کو سو جب عرفات کو چلتے لیبک موقوف کرتے اور عمرہ میں موقوف کرتے لیبک کو جب داخل ہوتے حرم میں۔

۷۳۹۔ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَا يُلْبِي وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ -

ابن شہاب کہتے تھے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طواف میں لیبک نہ کہتے تھے۔

۷۴۰۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا كَانَتْ تَنْزِلُ مِنْ عَرَفَةَ بِبِعْرَةَ ثُمَّ تَحَوَّلَتْ إِلَى الْأَرَاكِ قَالَتْ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَهْلُ مَا كَانَتْ فِي مَنْزِلِهَا وَمَنْ كَانَ مَعَهَا فَإِذَا رَكِبَتْ فَتَوَجَّهَتْ إِلَى الْمَوْقِفِ تَرَكَتُ الْإِهْلَالَ قَالَتْ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَعْتَمِرُ بَعْدَ الْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ فِي ذِي الْحِجَّةِ ثُمَّ تَرَكَتُ ذَلِكَ فَكَانَتْ تَخْرُجُ قَبْلَ هِلَالِ الْمُحَرَّمِ حَتَّى تَأْتِيَ الْحُحْفَةَ فَنُتْقِمَ بِهَا حَتَّى تَرَى الْهِلَالَ فَإِذَا رَأَتْ الْهِلَالَ أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ -

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ جب عرفات میں آتیں تو نمرہ میں اترتیں پھر اراک میں اترنے لگیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان میں جب تک ہوتیں تو بھی اور ان کے ساتھی لیبک کہا کرتے جب سوار ہوتیں تو لیبک کہنا موقوف کرتیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا بعد حج کے عمرہ ادا کرتیں مکہ سے احرام باندھ کر ذی الحجہ میں پھر یہ چھوڑ دیا اور محرم کے چاند سے پہلے چھ میں آ کر ٹھہرتیں جب چاند ہوتا تو عمرہ کا احرام باندھتیں۔

(۷۳۷) ابن ابی شیبہ (۲/۴۸۸) (۱۲۹۹۳) شرح معانی الآثار (۲/۲۲۶)۔

(۷۳۸) شافعی فی الام (۷/۲۵۴) ابن خزیمہ (۴/۲۰۷) (۲۶۹۸) بیہقی (۱۰۴/۱۰) (۱۰۴۰۸)۔

(۷۳۹) بیہقی (۵/۴۳) (۲۴/۹۰) ابن ابی شیبہ (۱۳۹۹۴)۔

فائدہ: اس واسطے کہ عمرہ سوائے حج کے مہینوں کے اور دنوں میں کرنا اولیٰ ہے۔ نمرہ ایک مقام کا نام ہے عرفات کے قرب میں اور اراک بھی ایک موضع ہے عرفات میں۔

۷۴۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ غَدَا يَوْمَ عَرَفَةَ مِنْ مَنَى فَمَسَمِعَ التَّكْبِيرَ عَالِيَا فَبَعَثَ الْحَرَمَ يَصِيحُونَ فِي النَّاسِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهَا التَّلَابُةُ۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز صبح کو چلے نوس تاریخ کو منیٰ سے عرفہ کو تو بلند آواز سے تکبیر سنی انہوں نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر کہلوا یا کر اے لوگو یہ وقت بلیک کہنے کا ہے۔

باب اہلال اہل مکة ومن بها اہل مکہ کے احرام کا اور جو لوگ مکہ میں ہوں
من غیر ہم اور ملک والے اُن کے بھی احرام کا بیان

۷۴۲۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا أَهْلَ مَكَّةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ يَأْتُونَ شُعْنًا وَأَنْتُمْ مَدَّهُنُونَ أَهْلُوا إِذَا رَأَيْتُمْ الْهَلَالَ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اے مکہ والو لوگ تو بال بکھرے ہوئے پریشان یہاں آتے ہیں اور تم تیل لگائے ہوتے ہو جب چاند دکھو ذی الحجہ کا تو تم بھی احرام باندھ لیا کرو۔

فائدہ: کیونکہ پہلے سے احرام باندھ لینا افضل ہے لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احرام نہ باندھتے جب تک آٹھویں تاریخ نہ آتی اب یہی رواج ہے کہ مکہ والے اور جو لوگ مکہ میں اور ملکوں کے ہوتے ہیں وہ آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھتے ہیں۔

۷۴۳۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَقَامَ بِمَكَّةَ تِسْعَ سِنِينَ وَهُوَ يُهَلُّ بِالْحَجِّ لِهَلَالِ ذِي الْحِجَّةِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نو برس کے میں رہے جب چاند دیکھتے ذی الحجہ کا تو احرام باندھ لیتے اور عروہ بن زبیر بھی ایسا ہی کرتے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو لوگ مکہ کے رہنے والے ہیں یا مکہ میں پہلے سے مقیم ہیں مگر وہاں کے باشندے نہیں تو وہ حرم سے احرام باندھیں۔ کہا مالک نے جو شخص مکہ سے احرام حج کا باندھے تو وہ طواف اور سعی نہ کرے جب تک منیٰ سے

(۷۴۲) ابن ابی شیبہ (۳۰۰/۳) (۱۵۰۰۸)۔

(۷۴۳) ابن ابی شیبہ (۳۰۰/۳) رقم (۱۵۰۰۶)۔

نلوئے اور ایسا ہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا تھا۔ کہا کبھی نے جو لوگ اور ملک کے رہنے والے ہیں انہوں نے اگر احرام حج کا مکہ سے باندھا تو وہ فرض طواف (طواف الزیارة) کی تاخیر کریں اور وہ طواف ہے جس کے بعد سعی ہوتی ہے صفا اور مروہ کے درمیان میں اور نفل طواف بتانا چاہئے کیا کرے۔ لیکن ہر طواف کے بعد وہ بعتیں پڑھ کرے۔ پھر یہ بھی کیا نہیں ہے۔ احرام حج کا مکہ سے باندھا سو انہوں نے تاخیر کی طواف اور سعی کی یہاں تک کہ لوگ نے سعی سے اور ایسا کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وہ بھی ذی الحجہ کا چاند کچھ کر احرام باندھتے تھے حج کا مکہ سے اور تاخیر کرتے طواف اور سعی کی سعی سے اونٹے تک۔ کہا مالک نے مکہ والے کو عمرہ کا احرام باندھنا حرم سے درست نہیں ہے بلکہ حل سے احرام باندھنا ضروری ہے۔

باب ما لا یوجب الاحرام من ہدی کے جانور کے گلے میں کچھ لٹکانے تقلید الہدی سے آدمی محرم نہیں ہو جاتا

فائدہ: ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو کہ مکہ میں روانہ کیا جائے قربانی کے واسطے اور تقلید کہتے ہیں اس جانور کے گلے میں جوئی وغیرہ کوئی اور چیز لٹکانے کو جس سے یہ بات معلوم ہو کہ یہ جانور ہدی کا ہے۔

۷۴۴- عَنْ عُمَرَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَهْدَى هَدِيًّا حَرَّمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتَّى يُنْحَرَ الْهَدْيُ وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيٍ فَأَكْتَبَنِي إِلَى بِأَمْرِكَ أَوْ مَرِي صَاحِبِ الْهَدْيِ قَالَتْ عُمَرَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ فَلَا تَدْ هَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي ثُمَّ قَلَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءًا أَحَلَّهُ اللَّهُ لَهُ حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ -

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ زیاد بن ابی سفیان نے لکھا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جو شخص ہدی روانہ کرے تو اس پر حرام ہو گئیں وہ چیزیں جو حرام ہیں محرم پر یہاں تک کہ ذبح کی جائے ہدی۔ سو میں نے ایک ہدی تمہارے پاس روانہ کی ہے تم مجھے لکھ بھیجو اپنا فتویٰ یا جو شخص ہدی لے کر آتا ہے اس کے ہاتھ کہلا بھیجو۔ عمرہ نے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا ابولیس ابن عباس رضی اللہ عنہما جو کہتے ہیں ویسا نہیں ہے میں

(۷۴۴) بخاری (۱۶۹۶) کتاب الحج: باب من أشعر وقلد بذی الحلیفة ثم أحرم، مسلم (۱۳۲۱)
کتاب الحج: باب استحباب بعث الہدی الی الحرم، أبو داود (۱۷۵۷) ترمذی (۹۰۸)
نسائی (۲۷۷۶) ابن ماجہ (۳۰۹۵) أحمد (۸۵/۶) (۲۵۰۶۴) دارمی (۱۹۳۵) -

نے خود اپنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی ہدی کے ہار بٹے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے لٹکانی اور اس کو روانہ کیا میرے باپ کے ساتھ سو آپ پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی اُن چیزوں میں سے جن کو حلال کیا تھا اللہ نے اُن کے لیے یہاں تک کڈ دیا ہوگئی ہدی۔

فائدہ: تو صرف ہدی روانہ کرنے سے محرم نہیں ہوتا بلکہ اگر خود اس کے ساتھ ہو جائے تو محرم ہو جاتا ہے۔ یہی قول ہے ابو حنیفہ اور محمد اور اکثر علماء کا۔

۷۴۵۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الذِّى يَبْعَثُ بِهِدِيَهُ وَيُقِيمُ هَلْ يَحْرُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ فَأَخْبَرْتَنِي أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ لَا يَحْرُمُ إِلَّا مَنْ أَهْلٌ وَلَيْسَ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے پوچھا عمرہ بنت عبد الرحمن سے کہ جو شخص ہدی روانہ کرے مگر خود نہ جائے کیا اس پر کچھ لازم ہوتا ہے؟ وہ بولیں میں نے سنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتی تھیں محرم نہیں ہوتا مگر جو شخص احرام باندھے اور لیکے کہے۔

۷۴۶۔ عَنْ رِبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَدَيْرِ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا مُتَحَرِّدًا بِالْعِرَاقِ فَسَأَلَ النَّاسَ عَنْهُ فَقَالُوا إِنَّهُ أَمَرَ بِهِدِيَهُ أَنْ يَقْلُدَ فَلِذَلِكَ تَحَرَّدَ قَالَ رِبِيعَةُ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ بَدْعَةٌ وَرَبَّ الْكَعْبَةِ -

حضرت ربیعہ بن عبد اللہ نے دیکھا ایک شخص کو عراق میں کپڑے اتارے ہوئے (وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے) تو پوچھا لوگوں سے اس کا سبب۔ لوگوں نے کہا اس نے حکم کیا ہے اپنی ہدی کی تقلید کا سو اس لیے یہ ہوئے کپڑے اتار ڈالے۔ ربیعہ نے کہا میں نے ملاقات کی عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور یہ قصہ بیان کیا انہوں نے کہا قسم کعبہ کے رب کی! یہ امر بدعت ہے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ ایک شخص ہدی لے کر آپ کا سو اس نے شعار کیا۔ اور تقلید کی ذوالحلیفہ میں لیکن احرام نہ باندھا یہاں تک کہ آگیا تھم میں۔ تو جواب دیا امام مالک نے کہ میرے نزدیک یہ اچھا نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا اس نے خطا کی بلکہ اس کو چاہیے کہ اشعار اور تقلید احرام کے ساتھ کرے۔ البتہ جو شخص ہدی کے ساتھ جانے کا قصد نہیں رکھتا وہ بدون احرام کے ہدی روانہ کرے اور آپ اپنے گھر بیچار ہے۔

فائدہ: اشعار کہتے ہیں اونٹ کے کوبان کو چیر دینے کو وہ ہنی طرف یا بائیں طرف سے تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ جانور ہدی کا ہے یہ فعل سنت ہے اور ثابت ہے رسول اللہ ﷺ سے اگرچہ ابو حنیفہ نے اس کو مکروہ نہ جانا۔

(۷۴۵) ابن ابی شیبہ (۱۵/۳) رقم (۱۲۷۱۴)۔

(۷۴۶) ابن ابی شیبہ (۱۲۶/۳) رقم (۱۲۷۱۹)۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ ہدی کو بدون احرام کے لے کر نکل سکتا ہے بولے ہاں کچھ قباحت نہیں (مگر جب میقات پر پہنچے تو احرام باندھ لے وہاں سے بدون احرام کے آگے نہ بڑھے)۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ کوئی شخص تقلید کرے اپنی ہدی کی مگر اس کا قصد نہ ہو حج یا عمرہ کا تو وہ محرم ہوگا یا نہیں۔ امام مالک نے جواب دیا کہ ہم اس مسئلہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو لیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہدی روانہ کی اور آپ ٹھہرے سو آپ ﷺ پر کوئی چیز حرام نہیں ہوئی حلال چیزوں میں سے یہاں تک کہ ہدی ذبح ہوگئی۔

باب ما تفاعل الحائض في الحج جس عورت کو حج میں حیض آجائے اس کا بیان

٧٤٧- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ الَّتِي تَهَلُّ بِالْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ إِنَّهَا تَهَلُّ بِحَجِّهَا أَوْ عُمْرَتِهَا إِذَا أَرَادَتْ وَلَكِنْ لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهِيَ تَشْهَدُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا مَعَ النَّاسِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَا تَقْرُبُ الْمَسْجِدَ حَتَّى تَطُوهَ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو عورت احرام باندھے ہو حج یا عمرہ کا پھر اس کو حیض ہو تو وہ لیک کہا کرے جب اس کا جی چاہے اور طواف نہ کرے اور سعی نہ کرے صفا مروہ کے درمیان میں۔ باقی سب ارکان ادا کرے لوگوں کے ساتھ فقط طواف اور سعی نہ کرے اور مسجد میں نہ جائے جب تک کہ پاک ہو۔
فائدہ: اصل طواف ممنوع ہے کیونکہ اس میں مسجد جانا ہوتا ہے اور سعی ممنوع نہیں ہے اس لیے کہ سعی کے واسطے صہارت شرط نہیں ہے مگر حائض سعی اس واسطے نہ کرے کہ طواف پر مقدم کرنا سعی کا درست نہیں۔

باب العمرة في أشهر الحج حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کا بیان

٧٤٨- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ ثَلَاثًا عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَعَامَ الْقُضَيْبَةِ وَعَامَ الْجِعْرَانَةِ۔

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے ادا کیے ایک حدیبیہ کے سال اور ایک عمرہ قضا کے اور ایک عمرہ جعرانہ کے سال۔

٧٤٩- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْتَمِرْ إِلَّا ثَلَاثًا

إِحْدَاهُنَّ فِي شَوَالٍ وَانْتَبَيْنَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ -

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں عمرہ کیا مگر تین بار ایک شوال میں اور دو ذیقعدہ میں۔

۷۵۰ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ فَقَالَ اعْتَمِرُ قَبْلَ أَنْ أَحُجَّ فَقَالَ سَعِيدٌ نَعَمْ قَدْ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يُحُجَّ -

حضرت عبدالرحمن بن حرملة اسلمی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا سعید بن مسیب سے کہ میں عمرہ کروں قبل حج کے۔ انہوں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا قبل حج کے۔

۷۵۱ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ اسْتَأْذَنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنْ يَعْتَمِرَ فِي شَوَالٍ فَأْذَنَ لَهُ فَأَعْتَمَرَ ثُمَّ قَفَلَ إِلَى أَهْلِهِ وَلَمْ يُحُجَّ -

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر بن ابی سلمہ نے اجازت مانگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عمرہ کرنے کی شوال میں تو اجازت دی آپ نے۔ تو وہ عمرہ کر کے لوٹ آئے اپنے گھر کو اور حج نہ کیا۔

فائدہ: حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا ایام جاہلیت میں لوگ برا سمجھتے تھے یہ بات لغو ٹھہری۔ ابن حبان نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا ذی الحجہ میں تاکہ مشرکین کی مخالفت ہو۔

باب قطع التلبية في العمرة

عمرہ میں لبیک کب موقوف کرے

۷۵۲ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقْطَعُ التَّلِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ -

حضرت عروہ بن زبیر لبیک موقوف کرتے تھے عمرہ میں جب داخل ہو جاتے حرم میں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص احرام باندھے عمرہ کا احرام تمہیم سے باندھے وہ لبیک موقوف نہ کرے جب تک کہ خانہ کعبہ نہ دیکھے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ جو شخص احرام باندھے عمرہ کا میقات سے اور وہ مدینہ یا کسی اور شہر کا رہنے والا ہے تو لبیک کب موقوف کرے۔ امام مالک نے جواب دیا کہ جو شخص میقات سے احرام باندھے وہ زمین حرم میں داخل ہوتے ہی لبیک موقوف کرے اور مجھے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی پہنچا وہ ایسا ہی کرتے تھے۔

(۷۵۰) بخاری (۱۷۷۴) کتاب الحج: باب من اعتمر قبل الحج، أبو داود (۱۹۸۶) أحمد (۴۶/۲) -

(۴۷) (۵۰۶۹) -

بہار شریعت (۲۰۰/۲) رقم (۱۴۰۰۹) -

باب ما جاء في التمتع

حج تمتع کا بیان

۷۵۳۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نُوفَلٍ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ وَالصَّحَّاحَ بْنَ قَيْسٍ عَامَ حَجِّ مَعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَهُمَا يُذَكِّرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَقَالَ الصَّحَّاحُ بْنُ قَيْسٍ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ أَمْرَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ سَعْدُ بْنُ قَيْسٍ مَا قُلْتُ يَا ابْنَ أُحِيٍّ فَقَالَ الصَّحَّاحُ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَدْ نَهَى عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَنَعَهَا مَعَهُ۔

حضرت محمد بن عبد اللہ بن حارث سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کا تو ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے جس سال معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور وہ دونوں ذکر کر رہے تھے حج تمتع کا تو ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمتع وہی کرے گا جو خدا کے احکام سے ناواقف ہو۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا بڑی بات کہی تم نے اسے سمجھتے میرے۔ ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منع کیا تمتع سے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمتع کو مکروہ جانا اس سبب سے کہ حج کے قرب میں آدمی کا لذت بخاں عورتوں سے اور لذت کرنا برا سمجھا اور بعضوں نے کہا کہ مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمتع سے یہ تھی کہ حج کو فتح کر کے عمرہ سے بدل دے اور بعضوں نے کہا مراد اٹھ سو حج میں عمرہ کرنا ہے بہر حال اس ممانعت کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ تمتع سے یہی تمتع عرفی مراد یعنی عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنا اور مکہ میں ٹھہرے رہنا۔ پھر آنکھوں پر تہمت لگانا کہ حج کا بدلہ دینا اور وہ اصل اس امر کی مراد تمتع سے یہی تمتع عرفی تھا نہ کہ حج۔ وہ ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب نے تمتع کیا ہے اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے یہی تمتع عرفی کیا تھا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس سے منع کیا اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حج نہ دیکھا۔ جیسے صحابہ کو منع کیا اس لیے کہ اس کی حلت منسوخ ہو گئی تھی (واللہ اعلم)۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ممانعت کا خیال نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا ہے تو معلوم ہوا کہ جس فعل کا جواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور کوئی مجتہد یا شہ یا عالم کیسے ہی نہ ہو اس کا وہ اس کو منع کرے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت ثابت ہو اور وہ جائز رکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کرنی چاہیے اور اس میں کوئی یا مشائخ یا مجتہد کے کاظم و ترک کرنا چاہیے اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطا سے مضموم تھے اور وہ خط سے مضموم

(۷۵۳) مسنم (۱۲۲۵) کتاب الحج: باب جواز التمتع، ترمذی (۸۲۳) نسائی (۱۷۲۴) أحمد

(۱۷۴/۱) (۱۵۰۳)۔

فِي سُؤَالٍ أَوْ ذِي الْبِقْعَةِ أَوْ فِي ذِي الْحِجَّةِ ثُمَّ أَقَامَ بِمَكَّةَ حَتَّى يُدْرِكَهُ الْحَجُّ فَهُوَ مُتَمِّعٌ إِنْ حَجَّ
وَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٌ إِذَا رَجَعَ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے سنا سعید بن مسیب سے کہتے تھے جس نے عمرہ کیا
شوال یا ذیقعدہ یا ذی الحجہ میں پھر مکہ میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ حج پایا تو وہ متمتع ہے اگر حج کرے اس پر ہدی لازم ہو
گی اگر میسر ہے ورنہ تین روزے حج میں اور سات جب لوٹے رکھنے ہوں گے۔

باب ما لا يجب فيه التمتع جس صورت میں آدمی متمتع نہ ہو اس کا بیان

امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے عمرہ کیا شوال یا ذیقعدہ یا ذی الحجہ میں پھر لوٹ آیا اپنے ملک کو پھر حج کیا
اسی سال جا کر تو اس پر ہدی لازم نہ ہوگی کیونکہ وہ متمتع نہیں ہے بلکہ ہدی اس پر لازم ہے جو حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے
مکہ میں ٹھہرا رہے حج تک پھر حج کرے۔ کہا مالکؒ نے جو شخص اور ملک میں سے آن کر مکہ میں رہنے لگا اس نے پھر حج کے
مہینوں میں عمرہ کیا بعد اس کے حج کیا اور وہ متمتع نہ ہوگا نہ اس پر ہدی ہے نہ روزے ہیں۔ بلکہ وہ اہل مکہ کی مانند ہے جب
کہ وہاں کاربنا اس نے اختیار کیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص مکہ کا باشندہ جہاد کے واسطے یا اور کسی کام کو سفر میں گیا پھر لوٹ کر مکہ میں آیا
اور اس کی نیت وہیں رہنے کی ہے خواہ اس کے گھر والے وہاں ہوں یا نہ ہوں اور وہ عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں
گیا ہے پھر اس نے بعد عمرہ کے وہیں حج بھی کیا برابر ہے کہ اس نے عمرہ کا احرام نبی ﷺ کے میقات سے باندھا ہو یا اور
کسی میقات سے تو وہ متمتع ہے یا نہیں ہے اور اس پر ہدی یا روزے واجب نہیں کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں

إِذَا لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِهَا فَخَضِرَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ -

فائدہ: یعنی یہ متمتع اس کو درست ہے جو مکہ کارہنے والا نہ ہو۔

باب جامع ما جاء في العمرة عمرہ کی متفرق حدیثوں کا بیان

٧٥٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا
بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ حِزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عمرہ سے لے کر دوسرے عمرہ
تک کفارہ ہے ان گناہوں کا جو ان دونوں کے بیچ میں ہوں اور حج مبرور کا کوئی بدلہ نہیں ہے سوائے جنت کے۔

(٧٥٧) بخاری (١٧٧٣) کتاب الحج: باب وجوب العمرة وفضلها، مسلم (١٣٤٩) ترمذی

(٩٣٣) نسائی (٢٦٢٩) ابن ماجہ (٢٨٨٨) أحمد (٢٤٦/٢) (٧٣٤٨) -

فائدہ: ابن عبد البر نے کہا حج مبرورہ ہے جس میں ریا اور فریب اور فسق و فجور اور فحش باتیں نہ ہوں اور حلال مال سے کیا جائے اور بعضوں نے کہا حج مبرورہ حج مقبول کو کہتے ہیں علامت اس کی یہ ہے کہ بعد حج کے وہ آدمی پہلے سے بہتر ہو جائے اور پھر گناہوں میں نہ پھنسیں۔

۷۵۸۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ كُنْتُ تَحْضُرْتُ لِلْحَجِّ فَأَعْتَرَضَ لِي فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَمِرِي فِي رَمَضَانَ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ كَحَجَّةٍ -

حضرت ابو بکر بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہتے تھے ایک عورت آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہا میں نے تیاری کی تھی حج کی پھر کوئی عارضہ مجھ کو ہو گیا تو حج ادا نہ کر سکی۔ آپ ﷺ نے فرمایا رمضان میں عمرہ کر لے کیونکہ ایک عمرہ رمضان میں ایک حج کے برابر ہے۔

۷۵۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَفْصَلُوا بَيْنَ حَجِّكُمْ وَعُمْرَتِكُمْ فَإِنَّ ذَلِكَ أَنْتُمْ لِحَجِّ أَحَدِكُمْ وَأَنْتُمْ لِعُمْرَتِهِ أَنْ يَتَّعِمَرَ فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جدائی کرو حج اور عمرہ میں تاکہ حج بھی پورا ادا ہو اور عمرہ بھی پورا ادا ہو اور وہ اس طرح کہ حج کے مہینوں میں نہ کرے بلکہ اور دنوں میں کرے۔

۷۶۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ إِذَا اعْتَمَرَ رُبَّمَا لَمْ يَحْطُطْ عَنْ رَاحِلَتِهِ حَتَّى يَرْجِعَ -

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب عمرہ کرتے تو کبھی اپنے اونٹ سے نہ اترتے۔ یہاں تک کہ لوٹ آتے مدینہ کو۔

فائدہ: اس واسطے کہ ان کے نزدیک تمتع منع تھا یا یہ کہ امور خلافت کی وجہ سے مکہ میں ٹھہرنے کی مہلت نہ تھی۔ (زرقاتی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ عمرہ سنت ہے اور ہم نے کسی مسلمان کو نہیں دیکھا جو اس کے ترک کی اجازت دیتا ہو۔

فائدہ: ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے اور شافعی اور احمد کے نزدیک عمرہ واجب ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک کسی کو درست نہیں ہے کہ ایک سال میں کئی بار عمرہ کرے۔

فائدہ: جمہور علماء کا مذہب اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں سال میں چھٹی بار چاہے عمرہ کرے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ

(۷۵۸) أبو داود (۱۹۸۸) کتاب المناسک: باب العمرة، ترمذی (۹۳۹) نسائی فی الکبری

(۴۲۲۷) احمد (۴۰۵/۶ - ۴۰۶) (۲۷۸۲۹) دارمی (۱۸۶۰) -

(۲۰۵) شرح سنائی الآثار (۱۴۷/۲) -

جس شخص نے عمرہ ایک سال میں کئی بار عمرہ کہا ہے اس کی کوئی دلیل میں کتاب اور سنت سے نہیں پاتا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے عمرہ کے احرام میں جمان کیا اپنی عورت سے تو اس پر ہدیٰ اہرام ہے اور اس عمرہ کی تقضا واجب ہے اور جو عمرہ جماع سے فاسد ہوا ہے اس کو پورا کر کے فورا قضا شروع کرے اور عمرہ تقضا کا احرام دین سے ہاندھے جہاں سے اس عمرہ کا باندھا تھا جس کو فاسد کر دیا۔ البتہ جس صورت میں کہ اس عمرہ کا احرام میقات سے پہلے باندھا تھا تو اس کا احرام میقات سے باندھنا کافی ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص مکہ میں داخل ہو عمرہ کا احرام باندھ کر اور اس نے طواف کیا اور سعی کی تقاضا وہ اس وقت سے ہے جب وہ وضو پھر جمان کیا اپنی عورت سے بھول کر پھر یاد آیا تو وہ غسل یا وضو کر کے دوبارہ طواف اور سعی کرے۔ اور وہ عمرہ تقضا کرے اور ہدیٰ دے اور اگر عورت بھی احرام باندھے تھی تو اس کا ظم بھی مثل مرد کے ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ تعمیم سے عمرہ کا احرام باندھنا افضل ہے لیکن جس کا جی چاہے حرم تہ بہر جا کر عمرہ کا احرام باندھے۔ یہ کافی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اس میقات سے عمرہ کا احرام باندھے جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا ہے اور وہ دور ہے تعمیم سے۔

فائدہ: جیسے جہرانہ اور حدیبیہ۔

محرم کے نکاح کا بیان

باب نکاح المحرم

۷۶۱۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا رَافِعٍ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَرَوَّحَاهُ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ۔

سليمان بن يسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مولیٰ ابورافع اور ایک شخص انصاری کو بھیجا۔ ان دونوں نے نکاح کر دیا ان کا ميمونة بنت حارث سے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تھے قبل نکلنے کے۔

فائدہ: تو نکاح کیا ان سے حالت احال میں پہنچ کر احرام میں۔ ترمذی اور ابویوسف نے ابورافع سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ميمونة سے نکاح کیا اور وہ حلال تھے اور زفاف کیا ان سے اور آپ حلال تھے۔ اور میں ان دونوں میں نیہ تھا۔ ابن عبدبر نے کہا کہ حالت احال میں نکاح ہونے کی روایت متواتر ہے۔ ابورافع اور سليمان بن يسار اور يزيد بن اسلم نے ایسا ہی روایت کیا۔ لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ نکاح کیا آپ ﷺ نے ميمونة سے حالت احرام میں۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ یہ وہم ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اگرچہ ميمونة ان کی خالہ تھیں۔

(۷۶۱) ترمذی (۸۴۱) کتاب الحج: باب ما جاء في كراهية تزويج المحرم نسائي في الكبرى

(۵۴۰۲) أحمد (۳۹۲/۶ - ۳۹۳) (۲۷۷۳۹) دارمی (۱۸۲۵)۔

۷۶۲۔ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهَبٍ أُجْبِيَ بِنِي عَبْدِ الدَّارِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَرْسَلَ إِلَى أَبِيهِ ابْنِ عُثْمَانَ وَأَبِيهِ ابْنِ مَوْسَى أَمِيرِ الْحَاجِّ وَهُمَا مُحْرِمَانِ إِنِّي قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْكِحَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ بِنْتِ شَيْبَةَ بِنِ جَيْبِرٍ وَأَرَدْتُ أَنْ تَحْضُرَ فَانْكُرْ ذَلِكَ عَلَيَّ أَبَاكَ وَقَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُنْكَحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكَحُ وَلَا يَخْطُبُ -

حضرت نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ عمر بن عبد اللہ نے بھیجا ان کو ابان بن عثمان کے پاس اور ابان ان دنوں میں امیر تھے حاجیوں کے اور دونوں اہرام باندھے ہوئے تھے۔ کہا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ نکاح کروں ظہیر بن عمر کا شیبہ بن جیبیر کی بیٹی سے سو تم بھی آؤ۔ ابان نے اس پر انکار کیا اور کہا کہ سنائیں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے آپ نہ نکاح کرے محرم اپنا اور نہ غیر کا اور نہ پیغام بھیجے نکاح کا۔

۷۶۳۔ عَنْ أَبِي غَطَفَانَ بْنِ طَرِيفِ الْمُرِّيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ طَرِيفًا تَرَوَّجَ امْرَأَةً وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نِكَاحَهُ -

حضرت ابو غطفان بن طریف سے روایت ہے کہ ان کے باپ طریف نے نکاح کیا ایک عورت سے اہرام میں تو باطل کر دیا اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے۔

۷۶۴۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا يُنْكَحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى نَفْسِهِ وَلَا عَلَى غَيْرِهِ -

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے نہ نکاح کرے محرم اور نہ پیغام بھیجے اپنا اور نہ غیر کا۔

۷۶۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ تَلَعَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَّارٍ سَأَلُوا عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ فَقَالُوا لَا يُنْكَحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكَحُ -

امام مالک کو پوچھا کہ سعید بن مسیب اور سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا محرم کے نکاح کا تو ان سب نے کہا کہ محرم نہ نکاح کرے اپنا نہ پرانا۔

(۷۶۲) مسلم (۱۴۰۹) کتاب النکاح: باب تحريم نكاح المحرم وكرهه خطبته أبو داود (۱۸۴۱)
ترمذی (۸۴۰) نسائی (۲۸۴۲) ابن ماجہ (۱۹۶۶) أحمد (۵۷۱/۱) (۴۰۱) دارمی
(۱۸۲۳)۔

(۷۶۳) بیہقی (۶۶/۵) (۹۱۶۲)۔

(۷۶۴) بیہقی (۲۱۳/۷) رقم (۱۴۲۱۵)۔

(۷۶۵) بیہقی (۱۲۹۷۴۱)۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ محرم اپنی عورت سے رجعت کر سکتا ہے اگرچاہے جب وہ عورت عدت میں ہو۔

باب حجامة المحرم

محرم کو چھپنے لگانے کا بیان

۷۶۶- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوْقَ رَأْسِهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِلَحْيَيْ حَمَلٍ مَكَانَ بَطْرِيْقِ مَكَّةَ -

سليمان بن ييار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپے لگائے احرام میں اپنے سر پر ”لحی جمل“ میں جو ایک مقام ہے مکہ کی راہ میں۔

۷۶۷- عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ إِلَّا مِمَّا لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ -
نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے محرم چھپنے نہ لگائے مگر جب لاچار ہو کسی ضرورت سے (تو لگا سکتا ہے)۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ محرم صرف ضرورت کے وقت چھپنے لگا سکتا ہے۔

باب ما يجوز للمحرم اكله

جس شکار کا محرم کو کھانا درست ہے اس

کامیان

من الصيد

فائدہ: محرم کو شکار کرنا خشکی کا ممنوع ہے اسی طرح شکار کو بتانا یا اس کے قتل میں اعانت کرنا۔ فرمایا اللہ جل جلالہ نے: ﴿وَحُرْمٌ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا ذَمُّنُمْ حُرْمًا﴾ حرام ہے تم پر شکار کرنا خشکی کا جب تک تم احرام باندھے ہو۔ اور فرمایا: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ﴾ مت مارو شکار کو جب تک تم احرام باندھے ہو لیکن دریا کا شکار کرنا درست ہے۔

۷۶۸- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَحَلَّفَ مَعَ أَصْحَابِهِ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى حِمَارًا وَحَشِيئًا فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا عَلَيْهِ فَسَأَلَهُمْ رُمَحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ

(۷۶۶) بخاری (۱۸۳۶) کتاب الحج: باب الحجامة للمحرم، مسلم (۱۲۰۳) نسائی (۲۷۵۰) ابن

ماجہ (۳۴۸۱) أحمد (۳۴۵۰/۵) (۲۳۳۱۲) دارمی (۱۸۲۰)۔

(۷۶۷) شافعی فی مسندہ (ص ۲۱۷) و فی الأم (۲۱۲/۷)۔

(۷۶۸) بخاری (۲۹۱۴) کتاب الجهاد والسير: باب ما قبل فی الرماح، مسلم (۱۱۹۶) أبو داود

(۱۸۵۲) ترمذی (۸۴۷) نسائی (۲۸۱۶) ابن ماجہ (۳۰۹۳) احمد (۳۰۱/۵)۔

(۲۲۹۳۵) دارمی (۱۸۲۶)۔

شَدَّ عَلَى الْجِمَارِ فَنَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَعْضُهُمْ فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطَعَمَكُمُوهَا اللَّهُ -

حضرت ابوققادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ایک راستے میں مکہ کے پیچھے رہ گئے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے تھے۔ لیکن ابوققادہ رضی اللہ عنہ احرام نہیں باندھے تھے انہوں نے ایک گورخر دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ساتھیوں سے کوڑا مانگا۔ انہوں نے انکار کیا پھر برچھا مانگا انہوں نے انکار کیا۔ آخر انہوں نے خود برچھالے کر حملہ کیا گورخر پر اور قتل کیا اس کو اور بعض صحابہ نے وہ گوشت کھایا اور بعضوں نے انکار کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک کھانا تھا جو کھلایا تم کو اللہ جل جلالہ نے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو اس شکار کا گوشت کھانا درست ہے جس میں اس نے شرکت اور اعانت نہ کی ہو ورنہ حرام ہوگا۔

۷۶۹- عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ كَانَ يَتَزَوَّدُ صَفِيفَ الطَّبَّاءِ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ مَالِكٌ وَالصَّفِيفُ الْقَدِيدُ -

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ناشتہ کرتے تھے ہرن کے بھونے ہوئے گوشت کا جس کو قدید کہتے ہیں۔

فائدہ: قدید اس گوشت کو کہتے ہیں جو نمک لگا کر دھوپ میں خشک کیا جائے یا آگ پر۔ (زرقلانی)

۷۷۰- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي الْجِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ إِلَّا أَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ -

عطاء بن یسار نے ابوققادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گورخر مارنے کی ویسی ہی روایت کی جیسے اوپر بیان ہوئی مگر اس حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا اس گوشت میں سے کچھ تمہارے پاس باقی ہے۔

فائدہ: صحیحین میں ہے کہ اس کی ران موجود تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کھایا۔

(۷۶۹) ابن ابی شیبہ (۲۹۴/۳) (۱۴۴۶۴) بیہقی (۱۸۹/۵) (۹۹۱۵) -

(۷۷۰) بخاری (۵۴۹۱) کتاب الذبائح: باب ما جاء في التصديق، ترمذی (۸۴۸) أحمد (۳۰۱/۵) -

۷۷۱۔ عن البهزري أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُرِيدُ مَكَّةَ وَهُوَ مُعْرَجٌ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالرُّوحَاءِ إِذَا جَمَارٌ وَحَشَى عَقِيرٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعُوهُ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ صَاحِبَهُ فَخَاءَ الْبَهْرِيِّ وَهُوَ صَاحِبُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ شَأْنُكُمْ بِهِذَا الْجَمَارِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَنَقَسَمَهُ بَيْنَ الرَّفَاقِ ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْأَثَابَةِ بَيْنَ الرَّوَيْتَةِ وَالْعُرُوحِ إِذَا طَبِيءٌ حَاقِفٌ فِي ظِلِّ فِيهِ سَهْمٌ فَرَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا أَنْ يَخِيفَ عِنْدَهُ لَا يَرِيئُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يُجَاوِزَهُ۔

حضرت زید بن کعب بنہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے قصد سے احرام باندھے ہوئے جب روحاء میں پہنچے (روحاء ایک موضع ہے درمیان میں مکہ اور مدینہ کے) تو ایک گورخر زخمی دیکھا تو بیان کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پزار بنے دو اس کا مالک آجائے گا اتنے میں بہزی آیا وہی اس کا مالک تھا وہ بولا اے رسول اللہ! اس گورخر کے آپ مختار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا انہوں نے اس کا گوشت تقسیم کیا سب ساتھیوں کو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے جب اثابہ میں پہنچے درمیان میں رویش اور عرج کے (اثابہ اور زوقشہ اور عرج سب مقاموں کے نام ہیں) تو دیکھا کہ ایک ہرن اپنا سر جھکائے ہوئے سائے میں کھڑا ہے اور ایک تیرا اس کو لگا ہوا ہے تو کہا بہزی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھڑا رہے اس کے پاس تاکہ کوئی اس کو نہ چھیڑے یہاں تک کہ لوگ آگے بڑھ جائیں۔

۷۷۲۔ عن أبي هريرة أنه أقبل من البحرين حتى إذا كان بالربذة وجد ركباً من أهل العِراقٍ مُحْرَمِينَ فَسَأَلُوهُ عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ وَجَدُوهُ عِنْدَ أَهْلِ الرَّبْدَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهِ فَالِ أَبُو هُرَيْرَةَ ثُمَّ إِنِّي شَكَّكْتُ فِيمَا أَمَرْتَهُمْ بِهِ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ مَاذَا أَمَرْتَهُمْ بِهِ فَقَالَ أَمَرْتَهُمْ بِأَكْلِهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَوْ أَمَرْتَهُمْ بِغَيْرِ ذَلِكَ لَفَعَلْتُ بِكَ يَتَوَاعَدُهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب آئے بحرین سے تو جب پہنچے ربذہ میں۔ چند سوار طے عراق کے احرام

(۷۷۱) نسائی (۲۸۱۸) کتاب مناسک الحج : باب ما يجوز للمحرم أكله من الصيد، أحمد (۴۵۲/۳) (۱۵۸۳۶)۔

(۷۷۲) عبدالرزاق (۸۳۴۲، ۸۳۴۴، ۸۳۴۵) ابن ابی شیبہ (۱۴۴۶۳) بیہقی (۱۸۸/۵، ۱۸۹)۔

باندھے ہوئے۔ تو پوچھا انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے شکار کے گوشت کا حال جو ربذہ والوں کے پاس تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کھانے کی اجازت دی۔ پھر کہا کہ مجھ کو شک ہو اس حکم میں تو جب آیا میں مدینہ کو ذکر کیا میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم نے کیا حکم دیا ان کو میں نے کہا کہ میں نے حکم دیا کھانے کا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم ان کو کچھ اور حکم دیتے تو میں تمہارے ساتھ ایسا کرتا یعنی ڈرانے لگے۔

۷۷۳۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّهُ مَرَّ بِهِ قَوْمٌ مُحْرِمُونَ بِالرَّبِذَةِ فَاسْتَفْتَوْهُ فِي لَحْمٍ صَيْدٍ وَجَدُوا نَاسًا أَحِلَّةً يَأْكُلُونَهُ فَأَفْتَاهُمْ بِأَكْلِهِ قَالَ لَمْ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ بِمَ أَفْتَيْتَهُمْ قَالَ فَقُلْتُ أَفْتَيْتَهُمْ بِأَكْلِهِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ أَفْتَيْتَهُمْ بِغَيْرِ ذَلِكَ لَأَوْجَعْتُكَ -

حضرت سالم بن عبد اللہ نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ مجھ کو ملے کچھ لوگ احرام باندھے ہوئے ربذہ میں۔ تو پوچھا انہوں نے شکار کے گوشت کی بابت جو حلال لوگوں کے پاس موجود ہو وہ کھاتے ہوں اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کھانے کی اجازت دی۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب میں آیا مدینہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس۔ میں نے ان سے بیان کیا انہوں نے کہا تو نے کیا فتویٰ دیا۔ میں نے کہا میں نے فتویٰ دیا کھانے کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو اور کسی بات کا فتویٰ دیتا تو میں تجھے سزا دیتا۔

۷۷۴۔ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ أَقْبَلَ مِنَ الشَّامِ فِي رَكْبٍ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ وَجَدُوا لَحْمَ صَيْدٍ فَأَفْتَاهُمْ كَعْبٌ بِأَكْلِهِ قَالَ فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِالْمَدِينَةِ ذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ مَنْ أَفْتَاكُمْ بِهَذَا قَالُوا كَعْبٌ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أَمَرْتُهُ عَلَيْكُمْ حَتَّى تَرْجِعُوا ثُمَّ لَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ طَرِيقٍ مَكَّةَ مَرَّتْ بِهِمْ رَجُلٌ مِنْ جَرَادٍ فَأَفْتَاهُمْ كَعْبٌ أَنْ يَأْخُذُوهُ فَيَأْكُلُوهُ فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرُوا لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ تُفْتَيْتَهُمْ بِهَذَا قَالُوا هُوَ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ هِيَ إِلَّا نَثْرَةٌ حَوَتْ يَنْثَرُهُ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّتَيْنِ -

حضرت کعب احبار جب آئے شام سے تو چند سواران کے ساتھ تھے احرام باندھے ہوئے راستے میں۔ انہوں نے شکار کا گوشت دیکھا تو کعب احبار نے ان کو کھانے کی اجازت دی جب مدینہ میں آئے تو انہوں نے

(۷۷۳) أيضاً -

(۷۷۴) عبد الوفاق (۸۳۰ھ) بیہقی (۱۸۹/۵) ابن ابی شیبہ (۲۴۵۷)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں کس نے فتویٰ دیا۔ بولے کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کعب کو تمہارے اوپر حاکم کیا یہاں تک کہ تم لوٹو۔ پھر ایک روز مکہ کی راہ میں ٹڈیوں کا جھنڈ ملا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دیا کہ پکڑ کر کھائیں جب وہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان سے بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کعب سے پوچھا کہ تم نے یہ فتویٰ کیسے دیا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹڈی دریا کا شکار ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کیونکر کعب بولے اے امیر المؤمنین! قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ٹڈی ایک مچھلی کی چھینک سے نکلتی ہے جو ہر سال میں دو بار چھینکتی ہے۔

فائدہ: ابن ماجہ نے مرفوعاً انس رضی اللہ عنہ سے اور ابوداؤد ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے اس واسطے اکثر علماء کے نزدیک ٹڈی کا شکار احرام میں درست نہیں ہے اور جو کرے گا تو کفارہ لازم ہوگا۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ راہ میں جو گوشت شکار کا طے محرم اس کو خریدے یا نہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ جو شکار حجاج کے واسطے کیا جائے تو میں اس کو مکروہ جانتا ہوں البتہ اگر محرم کے واسطے شکار نہ کیا ہو لیکن اس کو مل جائے تو اس کے خریدنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے احرام باندھا اور اس کے پاس شکار کا جانور ہے جو اس نے پکڑا ہے یا مول لیا ہے تو کچھ ضروری نہیں کہ اس کو چھوڑ دے بلکہ اس کو اپنے گھر میں رکھ جائے۔ کہا مالک نے مچھلیوں کا شکار دریا اور ندیوں اور تالابوں میں محرم کے واسطے حلال ہے۔

باب ما لا يجوز للمحرم أكله جس شکار کا محرم کو کھانا درست نہیں

من الصيد ہے اس کا بیان

٧٧٥ - عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَسَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحُشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا حُرْمٌ -

حضرت صعوب بن جسامہ لثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے تھکے بیجا ایک گور خر رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ ابواء یا ودان میں تھے (دونوں مقاموں کے نام ہیں)۔ آپ ﷺ نے پھیر دیا۔ صعوب کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے میرے چہرے کا حال دیکھا (یعنی پھیر دینے کی وجہ سے مجھ کو ملال ہوا آپ ﷺ نے

(٧٧٥) بخاری (١٨٢٥) کتاب الحج: باب إذا أهدى للمحرم حماراً وحشياً حيا لم يقبل مسلم (١١٩٣) ترمذی (٨٤٩) نسائی (٢٨١٩) ابن ماجہ (٣٠٩٠) أحمد (٣٨/٤) (١٦٥٣٧) دارمی (١٨٣٠)۔

چہرے کا حال دیکھ کر دریافت کر لیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے اس واسطے پھیر دیا کہ ہم احرام باندھے ہیں۔
فائدہ: اور محرم کو صید کا گوشت کھانا حرام ہے مطلقاً بعض علماء کے نزدیک اور جمہور علماء کے نزدیک جب حرام ہے کہ محرم کے واسطے شکار کیا جائے اور ابو حنیفہ کے نزدیک جب حرام ہے کہ محرم کے ہم یا شرکت یا اعانت سے اس کا شکار ہو (زر قانی)۔

۷۷۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِالْعُرْجِ وَهُوَ مُحْرَمٌ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ قَدْ غَطَّى وَجْهَهُ بِقَطِيفَةٍ أُرْجُوَانٍ ثُمَّ أَتَى بِلَحْمٍ صَبِيدٍ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوا فَقَالُوا أَوْ لَا تَأْكُلُ أَنْتَ فَقَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنَّمَا صَبِيدٌ مِنْ أُجْلَى -

حضرت عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو عرج میں گرمی کے روز انہوں نے ڈھانپ لیا تھا منہ اپنا سرخ کمر سے اتنے میں شکار کا گوشت آیا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کھاؤ انہوں نے کہا آپ نہیں کھاتے۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں میرے واسطے تو شکار ہوا ہے۔

فائدہ: کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان دنوں میں خلیفہ تھے۔ اس اثر سے معلوم ہوا کہ جس محرم کے واسطے شکار کیا جائے اس کو کھانا اس کا درست نہیں لیکن اوروں کو درست ہے اور بعضوں کے نزدیک اوروں کو بھی درست نہیں۔

۷۷۷۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ لَهَ يَا ابْنَ أُخْتِي إِنَّمَا هِيَ عَشْرٌ لِيَالٍ فَإِنْ تَحَلَّجَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعُهُ تَعْنِي أَكُلَ لَحْمِ الصَّيْدِ -

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عروہ بن زبیر سے کہ اے بیٹے میرے بھائی کے! یہ دس راتیں ہیں احرام کی۔ اگر تیرے جی میں شک ہو تو بالکل چھوڑ دے شکار کا گوشت۔

فائدہ: یعنی اگر شکار کی حلت یا حرمت میں شک ہو اس صورت میں سہل طریقہ یہ ہے کہ کچھ بہت دن نہیں اگر چاند ذی الحجہ کا دیکھتے ہی احرام باندھا تو دس دن تک پرہیز کافی ہے کیونکہ دسویں تاریخ ذی الحجہ کی احرام کھل جاتا ہے اگر آٹھویں ذی الحجہ سے احرام باندھے تو تین ہی روز ہیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی محرم کے واسطے شکار کیا جائے اور وہ یہ جان کر کھائے کہ میرے واسطے شکار کیا گیا ہے تو اس پر اس کی جزاء لازم ہے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ ایک شخص مضطر ہو جائے اس درجہ کو کہ مردہ اس پر حلال ہو جائے اور وہ احرام باندھے ہو تو شکار کر کے کھائے یا مردہ کھائے۔ امام مالک نے جواب دیا کہ مردہ کھائے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے محرم کو شکار

(۷۷۶) بیہقی (۱۹۱/۵) رقم (۹۹۲۴)۔

(۷۷۷) بیہقی (۱۹۲/۵) رقم (۹۹۴۰)۔

کی رخصت نہیں دی کسی حال میں اور مردہ کھانے کی رخصت دی ہے بروقت ضرورت کے۔ کہا مالک نے جس شکار کو مارا یا ذبح کیا تو اس کا کھانا کسی کو درست نہیں نہ محرم کو نہ حلال کو اس لیے کہ وہ مذبوح نہیں ہوا۔ برابر ہے کہ جو سارے سے مارا ہو یا قصد سے کسی صورت میں درست نہیں۔ کہا مالک نے میں نے یہ مسئلہ بہت سے لوگوں سے سنا ہے۔ کہا مالک نے جو شخص شکار مار کر کھالے تو اس پر ایک ہی کفارہ ہوگا مثل اس شخص کے جو شکار مارے لیکن کھالے نہیں۔

باب أمر الصيد في الحرم حرم کے شکار کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو جانور شکار کیا جائے حرم میں یا کتا شکاری جانور پر حرم میں چھوڑا جائے لیکن وہ حلال میں جا کر اس کو مارے تو وہ شکار کھانا حلال نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا اس پر جزاء لازم ہے لیکن جو کتا حلال میں چھوڑا یا کفارہ اور وہ اس کو حرم میں لے جا کر مارے اس کا کھانا درست نہیں مگر جزاء لازم نہ ہوگی الا کہ اس صورت میں کہ اس نے حرم کے قریب کتے کو چھوڑا ہو اس صورت میں جزاء لازم ہوگی۔

باب الحكم في الصيد شکار کی جزاء کا بیان

مسئلہ: کہا امام مالک نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے ”اے ایمان والو مت مارو شکار جب تم احرام باندھے ہو اور جو کوئی تم میں سے قصداً شکار مارے تو اس پر جزا ہے اس کی مثل جانور کے حکم کر دینا اس کا دو پرہیزگار شخص خواہ جزا بدی ہو یا کعبہ میں پہنچے یا کفارہ ہو مسکینوں کو کھلانا یا اس قدر روزے تاکہ کھچھے وہاں اپنے کام کا۔“ کہا مالک نے جو شخص شکار پکڑے اور وہ حلال ہو پھر احرام کی حالت میں اس کو مارے تو وہ اس کے مثل ہے کہ حرم شکار کو خرید کر اس کو مارے اللہ نے منع کیا ہے اس کے مارنے سے تو اس پر اس کی جزاء لازم ہے۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو شخص احرام کی حالت میں شکار مارے گا اس پر حکم لگایا جائے گا جزاء۔ کہا مالک نے میں نے بہت اچھا اس باب میں یہ سنا ہے کہ جو شخص شکار مارے تو اس شکار کی قیمت لگائیں گے اور حساب کریں گے کہ اس کی قیمت میں سے کتنا غلہ آتا ہے تو ہر ہند ایک مسکین کو دے یا ہر ہند کے بدلے میں ایک روزہ رکھے اور مسکین کے شمار کو دیکھ لے۔ اگر دس ہوں تو دس روزے اور اگر تیس ہوں تو تیس روزے رکھے۔ اگر چھ ساٹھ مسکینوں سے بڑھائیں۔ کہا مالک نے جو شخص حرم میں شکار مارے اور وہ حلال ہو تو اس کا حکم ایسا ہی ہے جو احرام کی حالت میں شکار مارے حرم میں۔

باب ما يقتل المحرم من الدواب محرم کو کون سے جانور مارنے درست ہیں

٧٧٨ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ

(٧٧٨) بخاری (١٨٢٦) کتاب الحج: باب ما يقتل المحرم من الدواب، مسلم (١١٩٩) أبو داود (١٨٤٦) نسائی (٢٨٢٨) ابن ماجه (٣٠٨٨) أحمد (٨/٢) (٣٥٤٣) دارمی (١٨١٦)۔

لَيْسَ عَلَى الْمُحْرَمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحَ الْغُرَابِ وَالْحِدَاةِ وَالْعُقْرُبِ وَالْفَارَةَ وَالْكَلْبَ الْعُقُورُ۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں محرم کو ان کا قتل منع نہیں ہے؛ کو اور چیل اور بچھو اور چوہا اور کٹنا کتا۔

۷۷۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ سُنُّ قَتْلِهِنَّ وَهُوَ مُحْرَمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ الْعُقْرُبُ وَالْفَارَةُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْكَلْبُ الْعُقُورُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو کوئی ان کو احرام کی حالت میں مار ڈالے تو کچھ گناہ نہیں ہے ایک بچھو دوسرے چوہا تیسرے کٹنا کتا چوتھے چیل پانچویں کوہا۔

۷۸۰۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَارَةُ وَالْعُقْرُبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْكَلْبُ الْعُقُورُ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ناپاک ہیں قتل کیے جائیں گے حل اور حرم میں چوہا اور بچھو اور کوہا اور چیل اور کٹنا کتا۔

۷۸۱۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَاتِ فِي الْحَرَمِ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم کیا سانپوں کے مارنے کا حرم میں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ کتے سے جس کے مارنے کا حرم میں حکم ہوا ہے مراد یہ ہے کہ جو جانور لوگوں کو کالے یا ان پر حملہ کرے یا ڈرائے جیسے شیر اور چیتا اور بچھو اور بچھیر یا اس کو مار ڈالنا درست ہے اور وہ کتے میں داخل ہے البتہ جو روند حملہ نہیں کرتے جیسے بچھو اور موزی اور بلی اور جو ان کے مشابہ ہیں ان کو حرم نہ مارے اگر مارے گا تو اس قدر برا ہے کہ وہ کالے یا کالے ہانہ لگنے جو بندے نقصان پہنچاتے ہیں محرم ان کو نہ مارے مگر جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو انہیں اور ان دونوں کے سوا اور کسی پرندہ کو حرم ہمارے گا تو اس پر جہاد لازم ہوگی۔

(۷۷۹) أيضاً۔

(۷۸۰) بخاری (۱۸۲۹) کتاب الحج: باب ما يقتل المحرم من الدواب مسلم (۱۱۹۸)

ترمذی (۸۳۷) نسائی (۲۸۸۱) ابن ماجہ (۳۰۸۷) احمد (۳۳/۶) دارمی (۲۴۵۵۳)

(۱۸۱۷)۔

(۷۸۱) عبدالرزاق (۸۳۸۰، ۸۳۸۱، ۸۳۸۲) ابن ابی شیبہ (۱۴۸۲۶، ۱۴۸۲۷، ۱۴۸۳۶) بیہقی

(۳۱۲) (۱۰۰۵۳)۔

باب ما يجوز للمحرم أن يفعله جو کام محرم کو درست ہیں اُن کا بیان

۷۸۲- عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَدَيْرِ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقْرَدُ بَعِيرًا لَهُ فِي طَبِينٍ بِالسَّقِيَا وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ مَالِكٌ وَأَنَا أَكْرَهُهُ -

حضرت ربیعہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جو کس نکالتے تھے اپنے اونٹ کی اور پھینک دیتے تھے جوں کو خاک میں موضع سقیہ میں اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے مالک نے کہا میں اس کام کو مکروہ جانتا ہوں۔

فائدہ: کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مکروہ جانا اور شافعی اور ابوحنیفہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے وہ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کا فعل مقدم ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول پر۔

۷۸۳- عَنْ مَرْجَانَةَ أَنَّهُمَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسْأَلُ عَنِ الْمُحْرِمِ أَيَحُكُّ جَسَدَهُ فَقَالَتْ نَعَمْ فَلْيَحْكِكْهُ وَلْيَشُدُّدْ وَلَوْ رُبِطَتْ يَدَايَ وَلَمْ أَجِدْ إِلَّا رَجُلِي لَحَكَّكْتُ -

حضرت مرجانہ نے سنا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ ان سے سوال ہوا کہ محرم اپنے بدن کو کھجائے؟ بولیں ہاں کھجائے اور زور سے کھجائے اور اگر میرے ہاتھ باندھے دیئے جائیں اور پاؤں قابو میں ہوں تو اسی سے کھجائوں۔

۷۸۴- عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي الْمِرْآةِ لِشَكْوِ كَانِ بِعَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ -

حضرت ایوب بن موسیٰ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آئینہ میں دیکھا کہ سبب کسی مرض کے جوان کی آنکھ میں تھا اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔

۷۸۵- عَنْ نَافِعِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَنْزِعَ الْمُحْرِمُ حَلْمَةً أَوْ قُرْأَاً عَنْ بَعِيرِهِ -

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ جانتے تھے اپنے اونٹ کی جوں یا لکھ نکالنے کو۔

مسئلہ: ہاں مالک نے مجھے یہ قول پسند ہے۔

(۷۸۲) عبدالرزاق (۸۴۰۹) ابن ابی شیبہ (۱۵۲۶۹) بیہقی (۲۱۲/۵) (۱۰۰۵۸)۔

(۷۸۳) بیہقی (۶۴/۵) رقم (۹۱۴۱)۔

(۷۸۴) شافعی فی مسندہ (ص ۳۶۵) بیہقی (۶۴/۵) (۹۱۴۴)۔

(۸۴۰۲۸۴۰۱) عبدالرزاق (۸۴۰۲۸۴۰۱)۔

۷۸۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ عَنْ ظُفْرِ لَهُ انْكَسَرَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ سَعِيدٌ أَقْطَعُهُ۔

حضرت محمد بن عبد اللہ بن ابی مریم نے پوچھا سعید بن مسیب سے کہ میرا ایک ناخن ٹوٹ گیا ہے اور احرام باندھے ہوں۔ سعید نے کہا کاٹ ڈال اس کو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ محرم کے کان میں درد ہو تو وہ اپنے کان میں روغن بان جس میں خوشبو نہ ہو ڈالے! جواب دیا پھر قباحت نہیں ہے اگر منہ میں بھی ڈالے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر محرم اپنے پھوڑے کو چیرے یا آبلہ پھوڑے یا فصد کھولے ضرورت کے وقت تو کچھ حرج نہیں ہے۔

باب الحج عنمن يحج دوسرے کی طرف سے حج کرنے کا بیان

۷۸۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَاتَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ فَحَمَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَحَمَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشَّقِّ الْأَخْرِي فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الْحَجِّ أَذْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحْجُ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ سوار تھے اس میں ایک عورت آئی خثعم سے (خثعم ایک قبیلہ کا نام ہے) مسئلہ پوچھنے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو فضل اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کی طرف دیکھنے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ اور طرف پھیرنے لگے اس عورت نے کہا یا رسول اللہ! حج اللہ کا فرض ہوا میرے باپ پر ایسے وقت میں کہ میرا باپ بڑھا ہے اونٹ پر بیٹھ نہیں سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں اور یہ قصہ حجۃ الوداع میں ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص زندگی میں عاجز ہو جائے حج سے تو اس کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور میت کی طرف سے بالاتفاق درست ہے۔

(۷۸۶) ابن ابی شیبہ (۱۲۷۰۰)۔

(۷۸۷) بخاری (۱۰۱۳) کتاب الحج، باب وجوب الحج وفضله، مسلم (۱۳۳۴) أبو داود

(۱۸۰۹) ترمذی (۹۲۸) نسائی (۲۶۴۱) ابن ماجہ (۲۹۰۹) أحمد (۲۱۲/۱) (۱۸۱۲)

ترمذی (۱۸۱۱)۔

باب ما جاء فيمن أحصر بعدوا احصارا كيبان

فائدہ: احصار کہتے ہیں آدمی کے روکے جانے کو حج یا عمرہ سے کسی دشمن کی وجہ سے بعد احرام کے۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس شخص کو احصار ہوا دشمن کے باعث سے اور وہ اس کی وجہ سے بیت اللہ تک نہ جا سکا تو وہ احرام کھول ڈالے اور اپنی ہدی کو خیر کرے اور منڈائے جہاں پر اس کو احصار ہوا ہے اور قضاء اس پر نہیں ہے۔
فائدہ: یہی مذہب ہے شافعی اور جمہور علماء کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک قضاء ہے۔

۷۸۸- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ بِالْحُدَيْبِيَّةِ فَخَرُّوا الْهَدْيَ وَخَلَفُوا رُثُوسَهُمْ وَخَلُّوا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَقَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَيْهِ الْهَدْيُ ثُمَّ لَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ وَلَا مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ أَنْ يَقْضُوا شَيْئًا وَلَا يَعُودُوا الشَّيْءَ -

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے (جب روکا ان کو کفار نے) تو احرام کھول ڈالا حدیبیہ میں اور خیر کیا ہدی کا اور سر منڈائے اور حلال ہو گئے ہر شے سے قبل طواف خانہ کعبہ اور قبل پہنچ جانے ہدی کے بیت اللہ کو پھر ہم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا ہو کسی کو اپنے اصحاب اور ساتھیوں میں سے دوبارہ قضا یا اعادہ کرنے کا۔

۷۸۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ قَالَ حِينَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْلُ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ نَظَرَ فِي أَمْرِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ ثُمَّ تَنَفَّتْ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ نَفَذَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَرَأَى ذَلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَأَهْدَى -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ کی طرف عمرہ کی نیت سے جس سال فساد درپیش تھا (یعنی حجاج بن یوسف لڑنے کو آیا تھا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جو حاکم تھے مکہ کے) تو کہا اگر مجھے روکا جائے بیت اللہ جانے سے تو کروں گا جیسا کیا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جب روکا تھا آپ ﷺ کو کفار نے) تو عبداللہ

(۷۸۸) بیہقی (۲۱۹/۵) رقم (۱۰۰۸۹)۔

(۷۸۹) بخاری (۱۸۱۳) کتاب الحج: باب من قال ليس على المحصر بدل مسلم (۱۲۳۰) نسائی

(۲۷۴۶) أحمد (۱۳۸/۲) (۶۲۲۷) دارمی (۱۸۹۳)۔

بن عمر رضی اللہ عنہما نے احرام باندھا تھا عمرہ کا اس خیال سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیبیہ کے سال میں احرام باندھا تھا عمرہ کا۔ پھر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سوچا تو یہ کہا کہ عمرہ اور حج دونوں کا حکم احصار کی حالت میں یکساں ہے۔ پھر متوجہ ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف اور کہا کہ حج اور عمرہ کا حال یکساں ہے۔ میں نے تم کو گواہ کیا کہ میں نے اپنے اوپر حج بھی واجب کر لیا عمرہ کے ساتھ۔ پھر چلے گئے عبد اللہ رضی اللہ عنہما یہاں تک کہ آئے بیت اللہ میں اور ایک طواف کیا اور اس کو کافی سمجھا اور نحر کیا ہدیٰ کو۔

فائدہ: قرآن میں شافعی اور مالک کے نزدیک ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک دو طواف اور دو سعی درکار ہیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک جس کو دشمن کی وجہ سے احصار ہو اس کا یہی حکم ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب نے کیا۔ کہا امام مالک نے جو سوائے دشمن کے اور کسی وجہ سے رُک جائے وہ حلال نہ ہوگا۔ بدون بیت اللہ جاتے ہوئے۔

فائدہ: شافعی اور احمد اور اسحاق اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ اور ابوحنیفہ کے نزدیک مرض وغیرہ موانع سے بھی احصار ہوتا ہے۔

باب ما جاء فيمن أحصر بغير عدو جو شخص سوائے دشمن کے اور کسی سبب سے رُک جائے اس کا بیان

٧٩٠- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ الْمُحْصِرُ بِمَرَضٍ لَا يَجِلُّ حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَيَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَإِذَا اضْطُرَّ إِلَى لُبْسِ شَيْءٍ مِنَ الثِّيَابِ الَّتِي لَا بُدَّ لَهُ مِنْهَا أَوْ الدَّوَاءِ صَنَعَ ذَلِكَ وَافْتَدَى -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص بیماری کی وجہ سے رُک جائے تو وہ حلال نہ ہوگا یہاں تک کہ طواف کرے خانہ کعبہ کا اور سعی کرے صفا اور مروہ کے بیچ میں۔ اگر ضرورت ہو کسی کپڑے کے پہننے کی یا دوا کی (جو احرام کی حالت میں منع ہے) تو اس کا استعمال کرے اور جزاء دے۔

٧٩١- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ الْمُحْرِمُ لَا يُجِلُّهُ إِلَّا الْبَيْتُ -

(٧٩٠) بیہقی (٢١٩/٥) (١٠٠٩٢) نسائی (٢٧٦٩)۔

(٧٩١) نسائی (٢٧٩٥) کتاب مناسک الحج : باب هل يوجب تقليد الهدى احراما ' أحمد (٨٥/٦)

(٦٤-٦٥) بیہقی (٢٢٠١٥) (١٠٠٩٧)۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ محرم حلال نہیں ہوتا بغیر خانہ کعبہ پہنچے ہوئے۔

۷۹۲۔ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ كَانَ قَدِيمًا أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ إِلَى مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ كُسِرَتْ فَخِذِي فَأَرْسَلْتُ إِلَى مَكَّةَ وَبِهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَالنَّاسُ فَلَمْ يُرَخِّصْ لِي أَحَدٌ أَنْ أَجِلَّ فَأَقَمْتُ عَلَى ذَلِكَ الْمَاءِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ حَتَّى أَحْلَلْتُ بِعُمْرَةَ۔

حضرت ایوب بن ابی تیمرہ سے روایت ہے انہوں نے سنا ایک شخص سے جو بصرہ کا رہنے والا پرانا آدمی تھا (نام اس کا ابوقلابہ بن زید ہے)۔ اس نے کہا کہ میں چلا مکہ کو راستے میں میرا کولہا ٹوٹ گیا تو میں نے مکہ میں کسی کو بھیجا وہاں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور لوگ بھی تھے ان میں سے کسی نے مجھ کو اجازت نہ دی احرام کھول ڈالنے کی۔ یہاں تک کہ میں وہیں پڑا رہا سات مہینے تک جب اچھا ہوا تو عمرہ کر کے احرام کھولا۔

۷۹۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ حَبَسَ دُونَ الْبَيْتِ بِمَرَضٍ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص خانہ کعبہ نہ جاسکے بیماری کی وجہ سے تو اس کا احرام نہ کھلے گا یہاں تک کہ طواف کرے بیت اللہ کا اور سعی کرے صفا اور مروہ کے بیچ میں۔

۷۹۴۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ حَزَابَةَ الْمَخْزُومِيَّ صُرِعَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَسَأَلَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ عَنِ الْعُلَمَاءِ فَوَجَدَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَمَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَذَكَرَ لَهُمْ الَّذِي عَرَضَ لَهُ فَكَلَّمَهُمْ أَمْرَهُ أَنْ يَتَدَاوَى بِمَا لَا يُدُّ لَهُ مِنْهُ وَيَقْتَدِي فَإِذَا صَحَّ اعْتَمَرَ فَحَلَّ مِنْ إِحْرَامِهِ ثُمَّ عَلَيْهِ حَجٌّ قَابِلٌ وَيُهْدَى مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ سعید بن حزابہ مخزومی گر پڑے مکہ کو آتے ہوئے راہ میں اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے تو جہاں پانی دیکھ کر ٹھہرے تھے وہاں پوچھا۔ تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور مروان بن حکم رضی اللہ عنہما نے ان سے۔ بیان کیا اس عارضے کو ان سب نے۔ کہا جیسے ضرورت ہو ویسے دوا کرے اور فدیہ دے جب اچھا ہوا تو عمرہ کر کے احرام کھولے پھر سال آئندہ حج کرے اور موافق طاقت کے ہدی دے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے جو روکا جائے کسی وجہ سے سوائے دشمن کے۔ کہا مالک

(۷۹۲) بیہقی (۲۱۹/۵) (۲۲۰)۔

(۷۹۳) بیہقی (۲۱۹/۵) رقم (۱۰۰۹۲)۔

(۷۹۴) بیہقی (۲۲۰/۵) رقم (۱۰۰۹۶)۔

نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم کیا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ اور ہزار بن اسود رضی اللہ عنہما کو جب ان کا حج فوت ہو گیا اور وہ دسویں تاریخ آئے کہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالیں اور چلے آئیں پھر سال آئندہ حج کریں اور ہدی بھیجیں اگر ہدی میسر نہ ہو تو تین روزے حج میں اور سات روزے بعد اس کے رکھیں جب اپنے گھر میں آئے۔ کہا مالک نے جو شخص حج سے رُک جائے بعد احرام کے مرض کی وجہ سے یا اور کسی باعث سے مثلاً تاریخ کے شمار میں غلطی ہو جائے یا چاند معلوم نہ ہو تو اس کا حکم مثل محصر کے ہے۔

فائدہ: یعنی جس کو احصار ہو حج سے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے اور ہدی دے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ ایک شخص مکہ کا رہنے والا اس نے احرام باندھا حج کا پھر اس کا پاؤں ٹوٹ گیا یا پیٹ چلنے لگا یا عورت کو درد زہ شروع ہوا تو جواب دیا کہ ان کا حکم محصر کا سا ہے جیسے باہر والوں کو حکم ہے جب ان کو احصار ہو۔ کہا مالک نے ایک شخص مکہ کو آیا عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں اور عمرہ ادا کر کے پھر حج کا احرام باندھا مکہ سے بعد اس کے اس کا پاؤں ٹوٹ گیا یا کوئی اور صدمہ ایسا پہنچا جس کی وجہ سے وہ عرفات میں نہ جاسکا تو وہ ٹھہرا رہے جب تندرست ہو اس وقت حرم کے باہر جا کر لوٹ آئے مکہ کو اور طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالے پھر سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے۔ کہا مالک نے جو شخص احرام باندھے حج کا مکہ سے پھر طواف کرے خانہ کعبہ کا اور سعی کرے صفا اور مردہ کے بیچ میں بعد اس کے بیمار ہو جائے اور لوگوں کے ساتھ عرفات میں نہ جاسکے تو جب فوت ہو جائے حرم کے باہر اگر ہو سکے نکل کر عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں آئے اور طواف وسعی کر کے احرام کھول ڈالے کیونکہ پہلا طواف اور سعی عمرہ کا نہ تھا پھر سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے۔ کہا مالک نے اگر وہ شخص مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور کسی مرض کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور طواف اور سعی کر چکا ہو تو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے لیکن عمرہ کے لیے دوبارہ طواف اور سعی کرے اس واسطے کہ پہلا طواف اور سعی عمرہ سے متعلق نہ تھا بلکہ حج کی نیت سے تھا اب سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے۔

کعبہ کے بنانے کا حال

باب ما جاء في بناء الكعبة

۷۹۵۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَمْ تَرَي أَنَّ قَوْمَكَ حِينَ بَنَوْا الْكُعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا تَرَدُّهَا عَلَيَّ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حِدَثَانُ قَوْمِكَ بِالْكَفْرِ لَفَعَلْتُ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَيْنُ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ بِلَيَانِ الْحِجَرِ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ

(۷۹۵) بخاری (۱۵۸۳) کتاب الحج: باب فضل مكة وبنائها، مسلم (۱۳۳۳) ترمذی (۸۷۵)

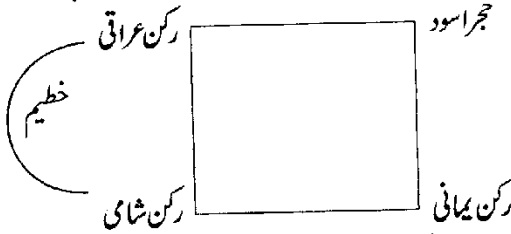
سنائی (۲۹۰۰) أحمد (۱۱۳/۶) دارمی (۲۵۳۳۸) (۱۸۶۸)۔

لَمْ يُتَمِّمْ عَلَيَّ قَوَاعِدَ اِبْرَاهِيمَ -

روایت ہے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تیری قوم نے جب بنایا کعبہ کو تو ابراہیم علیہ السلام نے جیسے بنایا تھا اس میں کمی کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام نے جیسا بنایا تھا ویسا کیوں نہیں بنا دیتے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کا کفر قریب نہ ہوتا تو میں بنا دیتا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اسی وجہ سے شاید رسول اللہ ﷺ نے رکن شامی اور عراقی کا جو حطیم کے متصل ہیں استلام نہ کیا کیونکہ خانہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام کے بنا پر نہ تھا۔

فائدہ: (اگر تیری قوم کا کفر قریب نہ ہوتا) یعنی ابھی زمانہ نژاد کہ قریش کا فرقتے اسلام ان کا قدیم نہیں ہے اس وجہ سے احتمال ہے کہ میں کعبہ کو درست کرنے کے واسطے توڑوں اور وہ اور کچھ سمجھیں۔

فائدہ: ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں حطیم کعبہ میں داخل تھا اب حطیم کعبہ سے خارج ہے لیکن طواف میں شریک ہے تو جس قدر در پوار کعبہ کی حطیم سے متصل ہے وہ در حقیقت اپنے اصلی مقام پر نہیں ہے اور دونوں کو نے اس کے یعنی رکن شامی اور عراقی اپنے مقام پر نہیں ہیں اس واسطے رسول اللہ ﷺ نے ان کا استلام (یعنی ہاتھ سے چھونا یا بوسہ دینا) نہ کیا اور رکن یمانی اور حجر اسود جو اصلی مقام پر ہیں ان کا استلام کرتے رہے کعبہ کی اصل صورت یہ ہے:



۷۹۶- عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ مَا أَبَالِي أَصَلَّيْتُ فِي الْحِجْرِ أَمْ فِي الْبَيْتِ -

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا اس میں کہ نماز پڑھوں کعبہ کے اندر یا حطیم میں۔

فائدہ: کیونکہ حطیم بھی در حقیقت کعبہ میں داخل ہے۔

۷۹۷- عَنِ ابْنِ شَهَابٍ يَقُولُ سَمِعْتُ بَعْضَ عُلَمَائِنَا يَقُولُ مَا حَجَرَ الْحِجْرُ فَطَافَ النَّاسُ مِنْ وَرَائِهِ إِلَّا إِزَادَةَ أَنْ يَسْتَوْعِبَ النَّاسُ الطَّوْفَ بِالْبَيْتِ كُفْلَهُ -

ابن شہاب نے بعض علماء سے سنا کہتے تھے حطیم کے گرد در پوار اٹھائی اور طواف میں اس کو شریک کیا اس واسطے کہ پورے خانہ کعبہ کا طواف ہو جائے۔

(۷۹۶) عبدالرزاق (۹۱۵۵) ابن ابی شیبہ (۸۵۳۰) - ابو یعلیٰ فی مسندہ (۳۲۸/۷) رقم (۴۳۶۴) -

(۷۹۷) شافعی فی الأم (۱۷۶/۲) -

باب الرمل في الطواف طواف میں رمل کا بیان

فائدہ: رمل کہتے ہیں ذرا جلدی جلدی مونڈھے بلاتے ہوئے چلنے کو۔ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو کہا کہ مدینہ کے بخار نے ان کو سست کر دیا ہے اس واسطے آپ ﷺ نے اس طرح طواف کا حکم دیا تاکہ ان کی چالاکی اور مستعدی اور جستی اور بہادری معلوم ہو۔

۷۹۸۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنْ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ قَالَ مَالِكٌ وَذَلِكَ الْأَمْرُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ يَبْلَدُنَا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ رمل کیا آپ ﷺ نے حجر اسود تک تین پھیروں میں۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے شہر کے علماء کا رمل اسی پر ہے۔

۷۹۹۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَرُمُّ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رمل کرتے تھے حجر اسود سے حجر اسود تک تین پھیروں میں اور باقی چار پھیروں میں معمولی چال سے چلتے تھے۔

۸۰۰۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ يَسْعَى الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَا وَأَنْتَ تُحْيِي بَعْدَ مَا أَمَتْنَا يَخْفِضُ صَوْتَهُ۔

حضرت عروہ بن زبیر جب طواف کرتے خانہ کعبہ کا تودوڑ کر چلتے تین پھیروں میں اور آہستہ سے کہتے اے اللہ سوائے تیرے کوئی سچا معبود نہیں اور جلا دے گا ہم کو بعد مرنے کے۔

۸۰۱۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ مِنَ التَّنْعِيمِ قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُهُ يَسْعَى حَوْلَ الْبَيْتِ الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ۔

(۷۹۸) مسلم (۱۲۶۳) کتاب الحج: باب استحباب الرمل في الطواف والعمرة 'ترمذی (۸۵۷)

نسائی (۲۹۴۴) ابن ماجہ (۲۹۵۱) أحمد (۳۴۰/۳) دارمی (۱۴۷۱۶) دارمی (۱۸۴۰)۔

(۷۹۹) بخاری (۱۶۰۴) کتاب الحج: باب الرمل في الحج والعمرة 'مسلم (۱۲۲۶) أبو داود

(۱۸۶۱) نسائی (۲۹۴۰) ابن ماجہ (۲۹۵۰) أحمد (۱۳/۲) دارمی (۴۶۱۸) دارمی (۱۸۴۲)۔

حضرت عروہ بن زبیر نے دیکھا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو انہوں نے احرام باندھا عمرہ کا شعیم سے پھر دیکھا کہ وہ دوڑ کر چلتے ہیں پہلے تین پھیروں میں گرد خانہ کعبہ کے۔

۸۰۲۔ عَنْ نَافِعِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ إِذَا أَحْرَمَ مِنْ مَكَّةَ لَمْ يَطْفُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتَّى يَرْجِعَ مِنْ مَنَىٰ وَكَانَ لَا يَرْمُلُ إِذَا طَافَ حَوْلَ الْبَيْتِ إِذَا أَحْرَمَ مِنْ مَكَّةَ -

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما جب احرام باندھے مکہ سے تو طواف نہ کرتے بیت اللہ کا اور نسعی کرتے صفامروہ کی درمیان میں یہاں تک کہ لوٹنے مٹی سے اور نہ رمل کرتے۔

باب الاستلام في الطواف طواف میں استلام کرنے کا بیان

فائدہ: استلام کہتے ہیں کسی چیز کے چھونے یا بوسہ دینے کو۔

۸۰۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَضَىٰ طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ وَرَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ وَأَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ -

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف سے فارغ ہو کر دو گانہ طواف پڑھ چکے اور صفامروہ کو نکلنے کا ارادہ کرتے تو حجر اسود کو چوم لیتے قبل نکلنے کے۔

۸۰۴۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ كَيْفَ صَنَعْتَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ فِي اسْتِئْثَانِ الرُّكْنِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ اسْتَلَمْتُ وَتَرَكْتُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ -

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کس طرح تم نے جو ماجرا سود کو۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کبھی میں نے چوما اور کبھی ترک کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک کیا تم نے۔

فائدہ: کیونکہ حکم یہی ہے کہ جب حجر اسود کے پاس آئے تو اس کو چھو لے یا بوسہ دے از وہاں اگر نہ ہو ورنہ صرف اس کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہے اور چلا جائے۔

(۸۰۲) بیہقی (۸۴/۱۵) (۹۲۸۵) شرح معانی الآثار (۱۹۸/۲)۔

(۸۰۳) مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج: باب حجة النبي، أبو داود (۱۹۰۵) نسائی (۲۷۱۲) ابن ماجہ (۳۰۷۴) احمد (۳۲۰۱۳ - ۳۲۱) (۱۴۴۹۳) دارمی (۱۸۵۰)۔

(۸۰۴) عبدالرزاق (۳۴۱۵) (۸۹۰۰) حاکم (۳۰۶/۳) (۵۳۳۷) بیہقی (۸۰/۱۵) (۹۲۶۳) ابن حبان (۳۸۲۳)۔

۸۰۵۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ كُلَّهَا وَكَانَ لَا يَدْعُ الْيَمَانِيَّ إِلَّا أَنْ يُغْلَبَ عَلَيْهِ۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب طواف کرتے خانہ کعبہ کا تو سب رکنوں کا استلام کرتے خصوصاً رکن یمانی کو ہرگز نہ چھوڑتے مگر جب مجبور ہو جاتے۔
فائدہ: یہ فعل جمہور علماء کے خلاف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی صرف رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام ثابت ہے۔

باب تقبیل الرکن الأسود فی حجر اسود کے استلام کے وقت اس کو

چومنے کا بیان

الاستلام

۸۰۶۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ لِلرُّكْنِ الْأَسْوَدِ إِنَّمَا أَنْتَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَكَ مَا قَبَلْتُكَ ثُمَّ قَبَلَهُ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب وہ طواف کر رہے تھے خانہ کعبہ کا حجر اسود کو تو ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں نہ چومتا تجھ کو پھر چوما حجر اسود کو۔

فائدہ: یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واسطے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کا قریب گزرا تھا شرک کے خیالات عام لوگوں کے دلوں سے بالکل مچھو نہیں ہوئے تھے۔ پتھر چومنے سے شاید یہ کوئی خیال کرتا کہ دین اسلام میں بھی کوئی پتھر قابل تعظیم یا عبادت کے قابل ہے کہ اس سے امید نفع اور نقصان کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان موسم حج میں اس کو بیان کر دیا کہ یہ خیال بالکل لغو ہے اس پتھر کا چومنا محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے ورنہ یہ پتھر ہمارا کچھ نفع نقصان نہیں کر سکتا پھر جب حجر اسود کا یہ حال ہوا جس کے فضائل احادیث صحیحہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسہ اور استلام سے ثابت ہیں تو اور بزرگوں کی قبروں یا درگاہوں اور آثار کا کیا درجہ ہوگا۔

مسئلہ: کہا مالک نے بعض اہل علم سے میں نے سنا کہ جب رکن یمانی سے ہاتھ لگا کر اٹھائے تو ہاتھ منہ پر رکھ لے مگر اس کو چومے نہیں۔

فائدہ: مگر شافعی کے نزدیک اس کو چوم لے۔

(۸۰۵) عبدالرزاق (۸۹۴) ابن ابی شیبہ (۱۴۹۳)۔

(۸۰۶) بخاری (۱۵۹۷) کتاب الحج: باب ما ذکر فی الحجر الأسود، مسلم (۱۲۷۰) أبو داؤد

(۱۸۷۳) ترمذی (۸۶۰) نسائی (۲۹۳۷) ابن ماجہ (۲۹۴۳) احمد (۱۶/۱ - ۱۷)۔

دوگانہ طواف کا بیان

باب رکعتی الطواف

۸۰۷۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ لَا يَجْمَعُ بَيْنَ السَّبْعَيْنِ لَا يُصَلِّي بَيْنَهُمَا وَلَكِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ كُلِّ سَبْعٍ رَكَعَتَيْنِ فَرُبَّمَا صَلَّى عِنْدَ الْمَقَامِ أَوْ عِنْدَ غَيْرِهِ۔

حضرت عروہ بن زبیر دو طواف ایک ساتھ نہ کرتے تھے اس طرح پر کہ ان دونوں کے بیچ میں دوگانہ طواف ادا نہ کریں بلکہ ہر سات پھیروں کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے مقام ابراہیم کے پاس یا اور کسی جگہ۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ اگر کوئی شخص آسان سمجھ کر دو یا تین طواف کر کے سب کے بعد دوگانہ ادا کرے تو یہ درست ہے؟ جواب دیا کہ نہیں ہر سات پھیروں کے بعد اس کا دوگانہ ادا کرے۔ کہا مالک نے ایک شخص نے طواف شروع کیا سو بھول گیا یہاں تک کہ آٹھ یا نو پھیروں کے لیے تو جب اس کو علم ہو طواف چھوڑ دے۔ پھر دو رکعتیں پڑھے اور جو زیادہ ہو گیا اس کا اعتبار نہ کرے اور یہ نہ کرے کہ دوسرا طواف بھی پورا کرے دونوں طوافوں کے دوگانہ ایک ساتھ ادا کرے۔ کیونکہ سنت یہ ہے کہ ہر طواف کا دوگانہ اس کے بعد ادا ہو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص طواف کر کے دوگانہ ادا کرے پھر اس کو شک ہو کہ سات پھیروں کے بعد ہوئے تھے تو وہ سات پورے کرے اور دوگانہ دوبارہ پڑھے اس لیے کہ دوگانہ جب ادا کرنا چاہیے کہ سات پھیروں کے بعد جائیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس شخص کا وضوء طواف یا سعی کرتے میں ٹوٹ جائے تو وہ وضوء کرے اور نئے سرے سے طواف شروع کرے اور سعی کے جس قدر پھیروں باقی تھے وہ ادا کرے کیونکہ سعی وضوء ٹوٹ جانے سے باطل نہیں ہوتی مگر جب سعی شروع کرے تو با وضوء ہونا چاہیے۔

باب الصلاة بعد الصبح والعصر

دوگانہ طواف کا ادا کرنا بعد نماز صبح یا

عصر کے

فی الطواف

۸۰۸۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَافَ بِالْبَيْتِ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى عُمَرُ طَوَافَهُ نَظَرَ فَلَمْ يَرَ الشَّمْسَ طَلَعَتْ فَرَكَبَ حَتَّىٰ آتَاخَ بِذِي طُوًى فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ۔

حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری نے طواف کیا خانہ کعبہ کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بعد نماز فجر کے تو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ طواف ادا کر چکے تو آفتاب نہ پایا پس سوار ہوئے یہاں تک کہ بٹھایا اونٹ ذی طویٰ

میں وہاں دوگانہ طواف ادا کیا۔

۸۰۹۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَطُوفُ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَدْخُلُ حُجْرَتَهُ فَلَا أُدْرِي مَا يَصْنَعُ۔

حضرت ابو زبیر کی سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو طواف کرتے تھے بعد نماز عصر کے پھر جاتے تھے اپنے حجرے میں پھر معلوم نہیں وہاں کیا کرتے تھے۔

فائدہ: یعنی دوگانہ طواف پڑھتے تھے یا انتظار کرتے تھے آفتاب ڈوب جانے کا لیکن سفیان کی روایت میں ہے کہ دوگانہ طواف ادا کرتے تھے۔

۸۱۰۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ يَخْلُو بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ مَا يَطُوفُ بِهِ أَحَدٌ۔

حضرت ابو زبیر کی سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا خانہ کعبہ کو خالی ہو جاتا طواف کرنے والوں سے بعد نماز صبح اور بعد نماز عصر کے کوئی طواف نہ کرتا۔

فائدہ: اس خیال سے کہ طواف کے بعد دوگانہ ادا کرنا ہوگا اور بعد نماز صبح کے طلوع آفتاب تک اور بعد نماز عصر کے غروب آفتاب تک سجدہ کرنا منع ہے۔ محمد بن حسن نے کہا کچھ قباحت نہیں ہے ان نمازوں کے بعد طواف کرے لیکن دوگانہ نہ پڑھے جب آفتاب نکل آئے یا ڈوب جائے اس وقت پڑھے اور شافعی کے نزدیک دوگانہ طواف ان وقتوں میں پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس نے طواف شروع کیا پھر تکبیر ہوئی نماز صبح یا عصر کی تو وہ نماز پڑھے امام کے ساتھ بعد نماز کے طواف پورا کرے لیکن دوگانہ ادا نہ کرے یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے یا ڈوب جائے اور اگر بعد نماز مغرب کے پڑھے تو بھی کچھ قباحت نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص ایک طواف کرے بعد نماز فجر یا عصر کے اور دوگانہ کی تاخیر کرے یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا یا آفتاب ڈوب جائے تو کچھ قباحت نہیں ہے اب دوگانہ طواف آفتاب ڈوبتے ہی پڑھے یا بعد نماز مغرب کے پڑھے۔

باب وداع البيت خانہ کعبہ سے رخصت ہونے کا بیان

۸۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَصُدْرَنَّ أَحَدٌ مِنَ الْحَاجِّ حَتَّىٰ

(۸۰۹) بیہقی (۹۱/۵) (۹۳۲۷)۔

(۸۱۰) بیہقی (۱۶۶/۵ - ۱۶۷) رقم (۹۷۴۷)۔

يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَإِنَّ آخِرَ النَّسْكِ الطَّوْفُ بِالْبَيْتِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی حاجی مکہ سے نہ لوٹے یہاں تک کہ طواف کر لے خانہ کعبہ کا کیونکہ آخری عبادت یہی طواف کرنا خانہ کعبہ کا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ یہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آخری عبادت طواف ہے خانہ کعبہ کا اس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے "جو شخص تعظیم کرے اللہ جل جلالہ کی نشانیوں کی تو یہ دلوں کے خوف کی وجہ سے ہے" پھر فرماتا ہے کہ "بازگشت ان کی خانہ کعبہ کی طرف ہے"۔ تو تمام ارکان اور عبادات حج کی انتہا خانہ کعبہ پر ہے۔

۸۱۲۔ عَنْ بَحْيِيِّ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَدَّ رَجُلًا مِنْ مَرِّ الظُّهْرَانِ لَمْ يَكُنْ وَدَّعَ الْبَيْتَ حَتَّى وَدَّعَ الْبَيْتَ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مر الظہران سے (ایک موضع ہے مکہ سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر) پھیر دیا اس واسطے کہ اس نے طواف الوداع نہیں کیا تھا۔

۸۱۳۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَفَاضَ فَقَدْ قَضَى اللَّهُ حَجَّهُ فَإِنَّهُ إِنْ لَمْ يَكُنْ حَبَسَهُ شَيْءٌ فَهُوَ حَقِيقٌ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ الطَّوْفُ بِالْبَيْتِ وَإِنْ حَبَسَهُ شَيْءٌ أَوْ عَرَضَ لَهُ فَقَدْ قَضَى اللَّهُ حَجَّهُ -

حضرت عروہ بن زبیر نے کہا کہ جس شخص نے طواف الافاضہ (طواف الزیارة) ادا کیا اس کا حج اللہ نے پورا کر دیا۔ اب اگر اس کا کوئی امر مانع نہیں آیا تو چاہیے کہ رخصت کے وقت طواف الوداع کرے اور اگر کوئی مانع یا عارضہ درپیش ہو تو حج تو پورا ہو چکا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ طواف الوداع واجب نہیں ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پھیر دینے سے اس شخص کو جس نے یہ طواف نہیں کیا تھا وجوب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو یہ مسئلہ طواف الوداع کا معلوم نہ تھا اور وہ بدون طواف الوداع کیے ہوئے مکہ سے واپس چلا گیا تو اس پر لوٹ آنا لازم نہیں مگر اس صورت میں کہ قریب ہو کہ سے تو لوٹ آئے اور طواف کرے بشرطیکہ طواف الزیارة کر چکا ہو۔

فائدہ: کیونکہ طواف الزیارة فرض ہے۔

باب جامع الطواف

طواف کے مختلف مسائل کا بیان

۸۱۴۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ شَكَّوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ قَالَتْ فَطُفْتُ رَاكِبَةً بَعِيرِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَانِبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَفْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابِ مَسْطُورٍ۔

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کے پیچھے سوار ہو کر تو طواف کر لے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے ایک گوشے کی طرف خانہ کعبہ کے اور پڑھ رہے تھے سورہ والطور كتاب مسطور۔

۸۱۵۔ عَنْ أَبِي مَاعِزٍ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْتَفْتِيهِ فَقَالَتْ إِنِّي أَقْبَلْتُ أُرِيدُ أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِيَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدَّمَاءَ فَرَجَعْتُ حَتَّى ذَهَبَ ذَلِكَ عَنِّي ثُمَّ أَقْبَلْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدَّمَاءَ فَرَجَعْتُ حَتَّى ذَهَبَ ذَلِكَ عَنِّي ثُمَّ أَقْبَلْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدَّمَاءَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِنَّمَا ذَلِكَ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ اسْتَفْرِي بِثَوْبٍ ثُمَّ طُوفِي۔

حضرت ابو ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیٹھے تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اتنے میں ایک عورت آئی مسئلہ پوچھنے ان سے تو کہا اس عورت نے کہ میں نے قصد کیا خانہ کعبہ کے طواف کا جب مسجد کے دروازے پر آئی تو مجھے خون آنے لگا سو میں چلی گئی جب خون موقوف ہوا تو پھر آئی جب مسجد کے دروازے پر پہنچی تو خون آنے لگا تو میں چلی گئی جب خون موقوف ہوا پھر آئی جب مسجد کے دروازے پر پہنچی تو خون آنے لگا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ لات ہے شیطان کی تو غسل کر پھر کپڑے سے شرمگاہ کو باندھ اور طواف کر۔

فائدہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو حیض کا خون نہ سمجھا اس واسطے کہ وہ متواتر ایک ما آیا کرتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ موقوف ہو پھر شروع ہو یا وہ عورت آسے تھی جس کو حیض نہیں آتا یا اس کو حیض آچکا تھا اور غسل کا حکم استحباً ہے وائے طواف کے کیونکہ مستحاضہ کو نماز اور طواف وغیرہ کے لیے وضو کافی ہے۔

(۸۱۴) بخاری (۱۶۱۹) کتاب الحج: باب طواف النساء مع الرجال، مسلم (۱۲۷۶) أبو داود

(۱۶۱۹) نسائی (۲۹۲۵) ابن ماجہ (۲۹۴۱) أحمد (۲۹۰۱۶) (۲۷۰۱۸)۔

۸۱۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ كَانَ إِذَا دَخَلَ مَكَّةَ مَرَاهِقًا خَرَجَ إِلَى عَرَفَةَ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَطُوفُ بَعْدَ أَنْ يَرْجِعَ۔

امام مالک کو پہنچا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب مکہ میں آتے اور نوین تاریخ قریب ہوتی تو عرفات کو چلے جاتے قبل طواف اور سعی کے پھر جب وہاں سے پلٹتے تو طواف اور سعی کرتے۔

فائدہ: جب مکہ میں پہنچنے اور مہلت ہو تو افضل یہ ہے کہ طواف قدم ادا کرے پھر عرفات کو جائے اور جو مہلت نہ ہو تو سیدھا چلا جائے اس واسطے کہ طواف قدم سنت ہے اور وقوف عرفہ فرض ہے۔ کہا مالک نے یہ امر واضح ہے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ طواف واجب کرنے میں کسی سے باتیں کرنے کو ٹھہر جانا درست ہے؟ جواب دیا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا۔

فائدہ: کیونکہ روایت کیا اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً اور مرفوعاً طواف خانہ کعبہ کا نماز ہے مگر اللہ پاک نے اس میں کلام مباح کیا ہے تو جو کوئی کلام کرے سو بہتر کلام کرے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ کوئی طواف نہ کرے خانہ کعبہ کا اور نہ سعی صفا و مروہ کے درمیان میں مگر با وضو۔

باب البدء بالصفاء في السعي

سعی صفا سے شروع کرنے کا بیان

۸۱۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ جِئْنَا خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُرِيدُ الصَّفَا وَهُوَ يَقُولُ نَبْدًا بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ قَبْدًا بِالصَّفَا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے آپ ﷺ جب نکلے مسجد الحرام سے صفا کی طرف شروع کرتے ہیں ہم اس سے جس سے شروع کیا اللہ جل جلالہ نے تو شروع کی سعی آپ ﷺ نے صفا سے۔

فائدہ: یعنی اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ صفا اور مروی دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تو پہلے صفا کا ذکر کیا بعد اس کے مروہ کا۔ آنحضرت ﷺ نے بھی سعی صفا سے پہلے شروع کی۔

۸۱۸۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَيَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَضَعُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدْعُو وَيَضَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذَلِكَ۔

(۸۱۷) مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج: باب حجة النبي، أبو داود (۱۹۰۵) ترمذی (۸۶۲) نسائی

(۲۹۶۱) ابن ماجہ (۳۰۷۴) أحمد (۳۸۸۱۳) (۱۰۲۳۷، ۱۰۲۳۸)۔

(۸۱۸) أيضاً۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے صفا پر تین بار اللہ اکبر کہتے اور فرماتے، نہیں ہے کوئی معبود سچا سوائے اللہ پاک کے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اسی کی سلطنت ہے اور اسی کو تعریف ہے وہ ہر شے پر قادر ہے تین بار اس کو کہتے تھے اور مانگتے تھے دعا پھر مردہ پر پہنچ کر ایسا ہی کرتے۔

۸۱۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ عَلَى الصَّفَا يَدْعُو يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ اذْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ وَإِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادَ وَإِنِّي أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ أَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتَّى تَتَوَفَّأَنِي وَأَنَا مُسْلِمٌ۔

نافع نے سنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ صفا پر دعا مانگتے تھے اے پروردگار! تو نے فرمایا کہ دعا کرو میں قبول کروں گا اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسے تو نے مجھ کو اسلام کی راہ دکھائی سو مرتے دم تک اسلام سے نہ چھڑاؤ یہاں تک کہ میں مروں مسلمان رہ کر۔

سعی کی مختلف احادیث کا بیان

باب جامع السعی

۸۲۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السَّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَمَا عَلَى الرَّجُلِ شَيْءٌ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أَنْزَلْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا يُهْلُونَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةَ حَذْوُ قُدَيْدٍ وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطَّوْفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔

حضرت عروہ بن زبیر نے کہا کہ میں نے پوچھا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دیکھو اللہ جل جلالہ فرماتا ہے بے شک صفا اور مردہ اللہ کی پاک نشانیوں میں سے ہیں سو جو حج کرے خانہ کعبہ کا یا عمرہ کرے تو کچھ گناہ نہیں ہے اس پر سعی کرنے میں درمیان ان دونوں کے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سعی نہ کرے تب بھی برائیاں نہیں ہے۔

(۸۱۹) بیہقی (۹۴/۱۵) رقم (۹۳۴۵)۔

(۸۲۰) بخاری (۱۷۹۰) کتاب الحج: باب يفعل في العمرة ما يفعل في الحج، مسلم (۱۲۷۷) أبو

داود (۱۹۰۱) ترمذی (۲۹۶۵) نسائی (۲۹۶۸) ابن ماجہ (۲۹۸۶) أحمد (۱۴۴/۶)

(۲۵۶۲۵)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہیں اگر جیسا کہ تم سمجھتے ہو ویسا ہوتا (یعنی سعی نہ کرنا برا نہ ہوتا) تو اللہ جل جلالہ یوں فرماتا کہ گناہ ہے اس پر سعی نہ کرنے میں صفا اور مردہ کے درمیان اور یہ آیت تو انصار کے حق میں اتری ہے وہ لوگ حج کیا کرتے تھے منات کے واسطے (منات ایک بت کا نام ہے جس کو عرب لوگ پوجتے تھے قبل اسلام کے) اور منات مقابل قید کے تھا (قید ایک قریہ کا نام ہے درمیان میں مکہ اور مدینہ کے منات اس کے سامنے تھا) وہ لوگ صفا اور مردہ کے بیچ میں سعی کرنا سمجھتے تھے جب دین اسلام سے مشرف ہوئے تو انہوں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو اس وقت اللہ جل شانہ نے اتارا کہ صفا اور مردہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا یا عمرہ کرے تو سعی کرنا گناہ نہیں ہے درمیان میں ان دونوں کے۔

فائدہ: حالانکہ حکم اس کے برخلاف ہے کیونکہ سعی کرنا صفا مردہ میں واجب ہے نہ کہے تو برا ہے اور آیت شریف سے اس کی اباحت معلوم ہوتی ہے۔

فائدہ: جیسا وہ لوگ گناہ سمجھتے تھے مقصود اس سے رو ہے ان کے قول کا اور ابطال ہے ان کے خیال کا اور یہ مقصود نہیں ہے کہ سعی کرنا واجب نہیں ہے۔

۸۲۱۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَتْ عِنْدَ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ فَحَرَجَتْ تَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ مَأْشِيَةً وَكَانَتْ امْرَأَةً ثَقِيلَةً فَحَاجَّتْ حِينَ انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الْعِشَاءِ فَلَمْ تَقْضِ طَوَافَهَا حَتَّى نُودِيَ بِالْأُولَى مِنَ الصُّبْحِ فَقَضَتْ طَوَافَهَا فِيمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ وَكَانَ عُرْوَةُ إِذَا رَأَاهُمْ يَطُوفُونَ عَلَى الدَّوَابِّ يَنْهَاهُمْ أَشَدَّ النَّهْيِ فَيَعْتَلُونَ بِالْمَرَضِ حَيَاءً مِنْهُ فَيَقُولُ لَنَا فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ لَقَدْ خَابَ هَوْلَاءُ وَخَسِرُوا۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ سودہ بیٹی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نکاح میں تھیں عروہ بن زبیر کے۔ ایک روز وہ نکلیں سعی کرنے کو صفا اور مردہ کے بیچ میں حج یا عمرہ میں پیدل اور وہ ایک موٹی عورت تھیں تو آئیں سعی کرنے کو جب لوگ فارغ ہوئے عشاء کی نماز سے اور سعی ان کی پوری نہیں ہوئی تھی کہ اذان ہو گئی صبح کی۔ پھر انہوں نے پوری کی سعی اپنی اس درمیان میں اور عروہ جب لوگوں کو دیکھتے تھے کہ سوار ہو کر سعی کرتے ہیں تو نہایت منع کرتے تھے۔ وہ لوگ بیمار کی کا حیلہ کرتے تھے عروہ کی شرم سے۔ تو عروہ کہتے تھے ہم سے اپنے لوگوں کے آپس میں ان لوگوں نے نقصان پایا مراد کو نہ پہنچے۔

فائدہ: یعنی عشاء کے بعد سے لے کر فجر کے وقت تک باوجود اس کے عروہ نے ان کو سوار ہو کر سعی کرنے کی اجازت نہ دی۔

(۸۲۱) بخاری (۱۶۸۱) کتاب الحج: باب من قدم ضعفة أهله ليليل 'مسلم (۱۲۹۰) نسائی

(۳۰۴۹) ابن ماجہ (۳۰۲۷) احمد (۹۴۱۶) (۲۵۱۴۲) دارمی (۱۸۸۶)۔

فائدہ: کیونکہ سنی پیدل کرنا افضل اور مسنون ہے ان لوگوں نے اس کے برخلاف کیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص سعی صحفا مرہ کی درمیان میں بھول جائے عمرہ میں۔ پھر یاد آئے یہاں تک کہ مکہ سے دور ہو جائے اور وہ لوٹے اور سعی کرے اور جو جماع کر چکا ہو عورت سے تو لوٹ کر سعی کرے پھر دوسرا عمرہ کرے اور ہدی دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص سعی کرتے میں گھڑا ہو کر کسی سے باتیں کرنے لگے تو کیسا ہے؟ جواب دیا کہ مجھ کو یہ پسند نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص طواف میں کوئی پھیرا بھول گیا یا اس کو شک ہوا پھر سعی کرتے میں یاد آیا تو وہ سعی کو موقوف کر کے پہلے طواف کرے اور دو گنا طواف پڑھے پھر سہرے سے سعی شروع کرے۔

۸۲۲۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا نَزَلَ مِنَ الصَّفَا وَالْمُرْوَةِ مَشَى حَتَّى إِذَا انْصَبَتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعَى حَتَّى يَخْرُجَ مِنْهُ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحفا اور مرہ میں جب آتے تو معمولی چال سے چلتے جب وادی کے اندر آپ کے قدم آتے تو دوڑ کر چلتے یہاں تک کہ وادی سے نکل جاتے۔

فائدہ: اب تو صاف سڑک بن گئی لیکن وادی کے نشان دو میل سبز بائیں طرف مسجد الحرام میں نصب کر دیے ہیں۔ ان میلوں کے بیچ میں دوڑ کر چلتے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نادانی سے سعی کی قبل طواف کے تو وہ لوٹے اور طواف کرے پھر سعی دوبارہ کرے اور جو وہ مکہ سے چلا گیا ہو اور دور نکل گیا ہو تب بھی لوٹے اور طواف کرے پھر سعی کرے اگر اس نے جماع کر لیا عورت سے تو لوٹے اور طواف اور سعی ادا کرے پھر دوسرا عمرہ کرے اور ہدی دے۔

باب صيام يوم عرفة عرفه کے دن روزہ رکھنے کا بیان

۸۲۳۔ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحٍ لَبْنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ فَشَرِبَ۔

ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کے سامنے ٹھک کیا رسول اللہ ﷺ کے روزے میں عرفہ کے دن۔ بعضوں نے کہا آپ ﷺ روزے سے ہیں بعضوں نے کہا نہیں تو ام فضل رضی اللہ عنہا نے ایک پیالہ

(۸۲۲) مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج: باب حجة النبي، أبو داود (۱۹۰۵) ترمذی (۸۶۲) نسائی

(۲۹۸۱) ابن ماجہ (۳۰۷۴) أحمد (۳۸۸۱۳) دارمی (۱۸۵۰)۔

(۸۲۳) بخاری (۱۶۶۱) کتاب الحج: باب الوقوف على الدابة بعرفة، مسلم (۱۱۲۳) أبو داود

(۲۴۴۱) أحمد (۳۴۰۱۶) (۲۴۷۱۹)۔

دودھ کا آپ ﷺ کے پاس بھیجا اور آپ ﷺ اپنے اونٹ پر سوار تھے عرفات میں تو پی لیا آپ ﷺ نے اس کو۔
 ۸۲۴۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَانَتْ تَصُومُ يَوْمَ عَرَفَةَ قَالَ الْقَاسِمُ
 وَلَقَدْ رَأَيْتَهَا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ يَدْفَعُ الْإِمَامُ ثُمَّ تَقِفُ حَتَّى يَبْيَضَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ مِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ
 تَدْعُو بِشَرَابٍ فَتُفْطِرُ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا عرفہ کے روز روزہ رکھتی تھیں۔ قاسم نے
 کہا میں نے دیکھا کہ عرفہ کی شام کو جب امام چلا تو وہ ٹھہری رہیں یہاں تک کہ زمین صاف ہو گئی پھر ایک پیالہ پانی
 کا منگایا اور روزہ افطار کیا۔

فائدہ: عرفہ کے دن روزہ رکھنا درست ہے مگر حاجی کو نہ رکھنا افضل ہے تاکہ طاقت رہے دعا اور استغفار کی۔ ابن شہاب
 نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ میں نے حج کیا رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما اور عثمان رضی اللہ عنہما کے ساتھ۔ کوئی
 ان میں سے عرفہ کو روزہ نہ رکھتا تھا اور میں بھی نہیں رکھتا تھا۔

باب ما جاء في صيام منى کے دنوں میں یعنی گیارہویں بارہویں تیرہویں منی ذی الحجہ کے روزے کے بیان میں

۸۲۵۔ عَنِ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ مَنَى۔
 سليمان بن يسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا منی کے دنوں میں روزہ رکھنے سے۔
 ۸۲۶۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حُدَافَةَ أَيَّامَ مَنَى
 يَطُوفُ يَقُولُ إِنَّمَا هِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللَّهِ۔
 ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا منی کے دنوں میں کہ
 لوگوں میں پھر کر پکارو کہ یہ دن کھانے اور پینے اور خدا کی یاد کے ہیں۔

۸۲۷۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ

(۸۲۴) ابن ابی شیبہ (۱۹۰/۳) رقم (۱۳۳۹۳)۔

(۸۲۵) نسائی فی الکبری (۲۸۷۷) أحمد (۴۹۴/۳) (۱۶۱۳۴)۔

(۸۲۶) نسائی فی الکبری (۲۸۷۶) أحمد (۴۵۰/۳ - ۴۵۱) (۱۰۵۸۲۷)۔

(۸۲۷) مسلم (۱۱۳۸) کتاب الصیام: باب النهی عن صوم يوم الفطر ويوم الاضحى نسائی فی

الکبری (۲۷۹۵) أحمد (۵۱۱/۲) (۱۰۶۴۲)۔

وَيَوْمِ الْأَضْحَى -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دو دن روزہ رکھنے سے ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ کے دن۔

۸۲۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِيهِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ فَوَجَدَهُ يَأْكُلُ قَالَ فَدَعَانِي قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ هَذِهِ الْأَيَّامُ الَّتِي نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهَا وَأَمَرَنَا بِفِطْرِهَا -

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے باپ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس ان کو کھانا کھاتے ہوئے پایا تو انہوں نے بلایا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں روزے سے ہوں۔ انہوں نے کہا ان دنوں میں منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے اور حکم کیا ہم کو ان دنوں میں افطار کرنے کا۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ وہ دن ایام تشریق کے تھے (یعنی ۱۲-۱۳ ذی الحجہ کے)۔

باب ما يجوز من الهدى جو جانور ہدی کے لیے درست ہے اس کا بیان

۸۲۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَى جَمَلًا كَانَ لِأَبِي جَهْلٍ بْنِ هِشَامٍ فِي حَجِّهِ أَوْ عُمْرَةٍ -

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی بھیجی ایک اونٹ کی جو ابو جہل بن ہشام کا تھا حج یا عمرہ میں۔

۸۳۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا وَيَلْكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ الثَّلَاثَةِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو ہاتھ لگا کر اونٹ ہدی کا۔

(۸۲۸) أبو داود (۲۴۱۸) كتاب الصوم: باب صيام أيام التشریق، نسائی فی الکبری (۲۹۰۰) أحمد (۱۹۷/۴)، (۱۷۹۲۰) دارمی (۱۷۶۷) -

(۸۲۹) أبو داود (۱۷۴۹) كتاب المناسك: باب فی الهدی، ابن ماجه (۳۱۰۰) أحمد (۲۶۱/۱) (۲۳۶۲) -

(۸۳۰) بخاری (۱۶۸۹) كتاب الحج: باب ركوب البدن، مسلم (۱۳۲۲) أبو داود (۱۷۶۰) نسائی (۲۷۹۹) ابن ماجه (۳۱۰۳) أحمد (۴۸۷/۲) (۱۰۳۲۰) -

آپ ﷺ نے فرمایا سوار ہو جا اس پر وہ بولا کہ ہدی ہے یا رسول اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا سوار ہو جا خرابی ہو تیری دوسری یا تیسری مرتبہ میں آپ ﷺ نے یہ کہا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی کے جانور پر وقت ضرورت کے سوار ہو جانا درست ہے۔

۸۳۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يُهْدِي فِي الْحَجِّ بَدْنَتَيْنِ بَدْنَتَيْنِ وَفِي الْعُمْرَةِ بَدْنَةً بَدْنَةً قَالَ وَرَأَيْتُهُ فِي الْعُمْرَةِ يُنْحَرُ بَدْنَةً وَهِيَ قَائِمَةٌ فِي دَارِ خَالِدِ بْنِ أَسِيدٍ وَكَانَ فِيهَا مَنْزِلُهُ قَالَ وَقَدْ رَأَيْتُهُ طَعَنَ فِي لَبَّةٍ بَدْنَتِهِ حَتَّى خَرَجَتْ الْحَرَبَةُ مِنْ تَحْتِ كَتِفَيْهَا۔

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج میں دو دو اونٹوں کی ہدی کیا کرتے تھے اور عمرہ میں ایک ایک اونٹ کی۔ میں نے دیکھا ان کو کہ وہ نحر کرتے تھے اپنے اونٹ کا اور اونٹ کھڑا ہوتا تھا خالد بن اسید کے گھر میں۔ وہیں اترتے تھے اور میں نے دیکھا ان کو عمرہ میں کہ برچھا مارا انہوں نے اپنے اونٹ کی گردن میں یہاں تک کہ نکل آیا وہ اس کے بازو سے۔

۸۳۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَهْدَى جَمَلًا فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ہدی بھیجی ایک اونٹ کی حج یا عمرہ میں۔

۸۳۳۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِيَّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ أَهْدَى بَدْنَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا بُحْتِيَّةً۔

حضرت ابو جعفر قاری سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس نے دو اونٹوں کو ہدی کیا ایک اونٹ ان میں سے بختی تھی۔

فائدہ: بختی کے معنی کتاب الزکوٰۃ میں گزرے ہیں۔

۸۳۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا تَنَحَّتِ النَّاقَةُ فَلْيُحْمَلْ وَلَدُهَا حَتَّى يُنْحَرَ مَعَهَا فَإِنْ لَمْ يُوَجَدْ لَهُ مَحْمَلٌ حُمِلَ عَلَى أُمِّهِ حَتَّى يُنْحَرَ مَعَهَا۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب جنے اونٹنی ہدی کو تو اس کے بچے کو بھی ساتھ لے چلیں اور اپنی ماں کے ساتھ قربانی کریں اگر اس کے لے چلنے کے لیے کوئی سواری نہ ہو تو اپنی ماں پر سوار کر دیا جائے تاکہ اس کے ساتھ نحر کیا جائے۔

(۸۳۱) ابن ابی شیبہ (۲۳۸/۳) رقم (۱۳۸۹۷)۔

(۸۳۳) ابن ابی شیبہ (۲۳۸/۳) رقم (۱۳۸۹۸)۔

(۸۳۴) بیہقی فی السنن الکبری (۲۳۷/۵) رقم (۱۰۲۱۱)۔

۸۳۵۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ إِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَى بَدَنَتِكَ فَارْكُبْهَا رُكُوبًا غَيْرَ فَادِحٍ وَإِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَى لَبِنِهَا فَاشْرَبْ بَعْدَ مَا يَرَوَى فَصِيلُهَا فَإِذَا نَحَرْتَهَا فَانْحَرْ فَصِيلُهَا مَعَهَا۔
حضرت ہشام بن عروہ نے کہا کہ میرے باپ عروہ کہتے تھے کہ اگر تجھ کو احتیاج پڑے تو اپنی ہدی پر سوار ہو جا مگر نہ ایسا کہ اس کی کمر ٹوٹ جائے اور جب ضرورت ہو تجھ کو اس کے دودھ کی تو پی لے جب بچہ اس کا سیر ہو جائے۔ پھر جب تو اس کو نحر کرے تو اس کے بچے کو بھی اس کے ساتھ نحر کرے۔

باب العمل فی الہدی حین یساق ہدی ہانکنے کی ترکیب کا بیان

۸۳۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَهْدَى هَدِيًّا مِنَ الْمَدِينَةِ قَلْدَهُ وَأَشْعَرَهُ بِذِي الْحَلِيفَةِ يُقْلِدُهُ قَبْلَ أَنْ يُشْعِرَهُ وَذَلِكَ فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ وَهُوَ مُوجَّهٌ لِلْقِبْلَةِ يُقْلِدُهُ بِنَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهُ مِنَ الشَّقِّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ يُسَاقُ مَعَهُ حَتَّى يُوقَفَ بِهِ مَعَ النَّاسِ بَعْرِفَةً ثُمَّ يَدْفَعُ بِهِ مَعَهُمْ إِذَا دَفَعُوا فَإِذَا قَدِمَ مِنْهُ عَدْلَةُ النَّحْرِ نَحَرَهُ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ أَوْ يَقْصِرَ وَكَانَ هُوَ يَنْحَرُ هَدِيَّهُ بِيَدِهِ يَصْفُفُهُنَّ فَيَأْمَأُ وَيُوجِّهُنَّ إِلَى الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَأْكُلُ وَيَطْعُمُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب ہدی لے جاتے مدینہ سے تو تقلید کرتے اس کی (تقلید کے معنی گلے میں کچھ لٹکانے کے ہیں) اور اشعار کرتے اس کا ذوالحلیفہ میں (اشعار ایک طرف سے اونٹ کا کوبان چیر کر خون بہا دینا) مگر تقلید اشعار سے پہلے کرتے لیکن دونوں ایک ہی مقام میں کرتے اس طرح پر کہ ہدی کا منہ قبلہ کی طرف کر کے پہلے اس کے گلے میں دو جو تیاں لٹکا دیتے پھر اشعار کرتے بائیں طرف سے اور ہدی کو اپنے ساتھ لے جاتے یہاں تک کہ عرفہ کے روز عرفات میں بھی سب لوگوں کے ساتھ رہتے پھر جب لوگ لومتے تو ہدی بھی لوٹ کر آتی جب منی میں صبح کو یوم النحر میں پہنچتے تو اس کو نحر کرتے قبل حلق یا قصر کے۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ہدی کو آپ نحر کرتے۔ ان کو کھڑا کرتے صف باندھ کر منان کا قبلہ کی طرف کرتے پھر ان کو نحر کرتے۔ اور ان کا گوشت آپ بھی کھاتے دوسروں کو بھی کھلاتے۔

۸۳۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا طَعَنَ فِي سَنَامِ هَدِيهِ وَهُوَ يُشْعِرُهُ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔

(۸۳۵) بیہقی فی السنن الکبری (۲۳۷/۵) رقم (۱۰۲۱۲)۔

(۸۳۶) بیہقی فی السنن الکبری (۲۳۲/۵) رقم (۱۰۱۷۱)۔

(۸۳۷) بیہقی فی السنن الکبری (۲۳۲/۵) رقم (۱۰۱۷۲)۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنی ہدی کے کوہان میں زخم لگاتے شعار کے لیے تو کہتے اللہ کے نام سے جو بڑا ہے۔

۸۳۸۔ عَنْ نَافِعِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الْهَدْيُ مَا قُلِّدَ وَأَشْعِرَ وَرُقِفَ بِهِ بَعْرَفَةَ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ ہدی وہ جانور ہے جس کی تقلید اور اشعار ہو اور کھڑا کیا جائے عرفات میں۔

۸۳۹۔ عَنْ نَافِعِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يُحَلِّلُ بَدَنَهُ الْقُبَاطِيَّ وَالْأَنْمَاطَ وَالْحُلَّلَ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْكَعْبَةِ فَيَكْسُوهَا بِهَا۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اونٹوں کو جو ہدی کے ہوتے تھے مصری کپڑے اور چارجامی اور جوڑے اوڑھاتے تھے (بعد قربانی کے) ان کپڑوں کو بھیج دیتے تھے کعبہ شریف اوڑھانے کو۔

فائدہ: ان دنوں میں کعبہ شریف کا ایسا غلاف نہ ہو گا ورنہ اوڑھانے کی کیا ضرورت تھی۔ محمد بن حسن نے کہا کہ ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے۔ قربانی کی تکمیل اور رسی اور جھول کو صدقہ میں دیا جائے اور تصاب کی اجرت میں نہ دیا جائے۔

۸۴۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ دِينَارٍ مَا كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَصْنَعُ بِحِلَالِ بَدَنِهِ حِينَ كَسِبَتْ الْكَعْبَةُ هَذِهِ الْكِسْوَةَ قَالَ كَانَ يَتَصَدَّقُ بِهَا۔

امام مالک نے پوچھا عبد اللہ بن دینار سے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اونٹ کی جھول کو کیا کرتے تھے جب کعبہ شریف کا غلاف بن گیا تھا انہوں نے کہا صدقہ میں دے دیتے تھے۔

۸۴۱۔ عَنْ نَافِعِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ فِي الضَّحَايَا وَالْبُدُنِ الثَّنِي فَمَا فَوْقَهُ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے قربانی کے لیے پانچ برس یا زیادہ کا اونٹ ہونا چاہیے۔

۸۴۲۔ عَنْ نَافِعِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ لَا يَشُقُّ حِلَالَ بَدَنِهِ وَلَا يُحَلِّلُهَا حَتَّى يَغْدُو مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَةَ۔

(۸۳۸) بیہقی فی السنن الکبری (۲۳۲/۵) رقم (۱۰۱۷۴)۔

(۸۳۹) بیہقی فی السنن الکبری (۲۳۳/۵) رقم (۱۰۱۸۵)۔

(۸۴۰) بیہقی فی السنن الکبری (۲۳۳/۵) رقم (۱۰۱۸۶)۔

(۸۴۱) بیہقی فی السنن الکبری (۲۲۹/۵) رقم (۱۰۱۵۴)۔

(۸۴۲) بیہقی فی السنن الکبری (۲۳۳/۵) رقم (۱۰۱۸۷)۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اونٹوں کے جھول نہیں پھاڑتے تھے اور نہ جھول پہناتے تھے یہاں تک کہ مٹی سے جاتے عرفہ کو۔

۸۴۳۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِنَبِيِّيَ لَا يُهْدِيَنَّ أَحَدُكُمْ مِنْ الْبُذُنِ شَيْئًا يَسْتَحْيِي أَنْ يُهْدِيَهُ لِكَرِيمِهِ فَإِنَّ اللَّهَ أَكْرَمُ الْكُرَمَاءِ وَأَحَقُّ مَنْ اخْتِيرَ لَهُ -

حضرت عروہ بن زبیر اپنے بیٹوں سے کہتے تھے اے میرے بیٹو! اللہ کے لیے تم میں سے کوئی ایسا اونٹ نہ دے جو اپنے دوست کو دیتے ہوئے شرماتے اس لیے کہ اللہ جل جلالہ سب کریموں سے کریم ہے اور زیادہ حق دار ہے اس امر کا کہ اس کے واسطے چیز چن کر دی جائے۔

باب العمل في الهدى اذا عطب
أو ضل
جب ہدی مر جائے یا چلنے سے عاجز ہو
جائے یا کھو جائے اس کا بیان

۸۴۴۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ صَاحِبَ هَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْهَدْيِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَدَنَةٍ عَطِبَتْ مِنَ الْهَدْيِ فَانْحَرَهَا ثُمَّ الْبِئْرَ وَلَا دَنْتَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ حَلَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَا كَلُونَهَا -

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی لے جانے والے نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ! جو ہدی راستے میں ہلاک ہونے لگے اس کو کیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اونٹ ہدی کا ہلاک ہونے لگے اس کو نخر کر اور اس کے گلے میں جو قلابہ پڑا تھا وہ اس کے خون میں ڈال دے پھر اس کو چھوڑ دے کہ لوگ کھالیں اس کو۔

۸۴۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ مَنْ سَاقَ بَدَنَةً تَطَلُّوعًا فَعَطِبَتْ فَتَحَرَّهَا ثُمَّ حَلَّى بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَا كَلُونَهَا فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَإِنْ أَكَلَتْ مِنْهَا أَوْ أَمَرَ مَنْ يَأْكُلُ مِنْهَا غَرِمَهَا -

سعید بن مسیب نے کہا جو شخص ہدی کا اونٹ لے جائے پھر وہ تلف ہونے لگے اور وہ اس کو نخر کر کے چھوڑ دے کہ لوگ اس میں سے کھائیں تو اس پر کچھ الزام نہیں ہے البتہ اگر خود اس میں سے کھائے یا کسی کو کھانے کا حکم

(۸۴۳) عبدالرزاق (۳۸۶/۴) رقم (۸۱۰۸)۔

(۸۴۴) ترمذی (۹۱۰) کتاب الحج: باب ما جاء اذا عطب الهدى ما يصنع به نساہی فی الکبری

(۴۱۳۷) ابن ماجہ (۳۱۰۶) أحمد (۳۳۴/۴) (۹۱۰۱) دارمی (۱۹۰۹)۔

(۸۴۵) بیہقی فی السنن الکبری (۲۴۳/۵) رقم (۱۰۲۰۴)۔

دے تو تاوان لازم ہوگا۔

۸۴۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذَلِكَ -

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی کہا ہے۔

۸۴۷۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَهْدَى بَدَنَةً جِزَاءً أَوْ نَذْرًا أَوْ هَدَى تَمَتَّعَ فَأُصِيبَتْ فِي الطَّرِيقِ فَعَلَيْهِ الْبَدْلُ -

ابن شہاب نے کہا جو شخص اونٹ جزاء کا یا نذر کا یا تمتع کا لے گیا پھر وہ راستے میں تلف ہو گیا تو اس پر عوض اس کا لازم ہے۔

۸۴۸۔ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَهْدَى بَدَنَةً ثُمَّ ضَلَّتْ أَوْ مَاتَتْ فَإِنَّهَا إِنْ كَانَتْ نَذْرًا أَبْدَلَهَا وَإِنْ كَانَتْ تَطَوُّعًا فَإِنْ شَاءَ أَبْدَلَهَا وَإِنْ شَاءَ تَرَكَهَا -

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص اونٹ ہدی کا لے جائے پھر وہ راستے میں مر جائے یا گم ہو جائے تو اگر نذر کا ہو تو اس کا عوض دے اور جو نفل ہو تو چاہے عوض دے چاہے نہ دے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے مالک ہدی کا نہ کھائے اس ہدی سے جو جزاء ہو جنایت کی یا نذر ہو۔

فائدہ: لیکن جو ہدی تمتع یا قرآن کی یا نفل کی ہو اس میں سے کھانا درست ہے۔

باب هدى المحرم اذا أصاب محرم جب اپنی بیوی سے صحبت کرے اس کی ہدی کا بیان اہلہ

۸۴۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ سَأَلُوا عَنْ رَجُلٍ أَصَابَ أَهْلَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِالْحَجِّ فَقَالُوا يَنْفُذَانِ يَمْضِيَانِ لِيُوجِهَهُمَا حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا ثُمَّ عَلَيْهِمَا حَجٌّ قَابِلٌ وَالْهَدْيُ قَالَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَإِذَا أَهْلًا بِالْحَجِّ مِنْ عَامٍ قَابِلٍ تَفَرَّقَا حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا -

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال

(۸۴۶) بیہقی (۲۴۳/۵) (۱۰۲۵۵) ابن ابی شیبہ (۳۸۲/۳ - ۳۸۳)۔

(۸۴۸) بیہقی فی السنن الکبری (۲۴۳/۵) رقم (۱۰۲۵۶)۔

(۸۴۹) بیہقی فی السنن الکبری (۱۶۷/۵) رقم (۹۷۷۹)۔

ہوا کہ ایک شخص نے جماع کیا اپنی بی بی سے احرام میں وہ کیا کرے۔ ان سب نے جواب دیا کہ وہ دونوں خاوند اور جو روح کے ارکان ادا کیے جائیں یہاں تک کہ حج پورا ہو جائے پھر سال آئندہ ان پر حج اور ہدی لازم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ پھر سال آئندہ جب حج کریں تو دونوں جدا جدا رہیں یہاں تک کہ حج پورا ہو جائے۔

فائدہ: اس خوف سے کہ مبادا پھر صحبت کریں اور حج فاسد ہو جائے۔ ابوحنیفہ نے کہا میرے نزدیک علیحدہ رہنا کچھ ضروری نہیں ہے۔

۸۵۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَقُولُ مَا تَرَوْنَ فِي رَجُلٍ وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَمْ يَقُلْ لَهُ الْقَوْمُ شَيْئًا فَقَالَ سَعِيدٌ إِنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَبَعَثَ إِلَى الْمَدِينَةِ يَسْأَلُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ يُفْرَقُ بَيْنَهُمَا إِلَى عَامٍ قَابِلٍ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ لَيْسَ فَاذًا لِيُوجَّهَ فَمَّا فَلَيْتَمَا حَجَّهِمَا الَّذِي أفسدَاهُ فَإِذَا فَرَعَا رَجَعَا فَإِنَّ أَدْرَكُهُمَا حَجَّ قَابِلٌ فَعَلَّيَهُمَا الْحَجَّ وَالْهَدْيَ وَيُهْلَانِ مِنْ حَيْثُ أَهَلًا بِحَجَّهِمَا الَّذِي أفسدَاهُ وَيَفْرَقَانِ حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهِمَا۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے سنا سعید بن مسیب سے وہ کہتے تھے لوگوں سے تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جس نے جماع کیا اپنی عورت سے احرام کی حالت میں تو لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب سعید نے کہا کہ ایک شخص نے ایسا ہی کیا تھا تو اس نے مدینہ میں کسی کو بھیجا دریافت کرنے کے لیے۔ بعض لوگوں نے کہا خاوند اور جو روح میں ایک سال تک جدائی کی جائے۔ سعید نے کہا دونوں حج کرتے چلے جائیں اور اس حج کو پورا کریں جو فاسد کر دیا ہے جب فارغ ہو کر لوٹیں تو دوسرے سال اگر زندہ رہیں تو پھر حج کریں اور ہدی دیں اور دوسرے حج کا احرام وہیں سے باندھیں جہاں سے پہلے حج کا احرام باندھا تھا اور مرد و عورت جدا رہیں جب تک فراغت ہو جے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہر ایک ان میں سے ایک ایک اونٹ ہدی دے۔ کہا مالکؒ نے جس شخص نے صحبت کی اپنی عورت سے عرفات سے لوٹنے کے بعد اور کنکریاں مارنے سے پہلے تو اس پر ہدی واجب ہوگی اور سال آئندہ پھر حج کرنا ہوگا۔ اگر بعد کنکریاں مارنے کے (قبل طواف الزیارة کے) جماع کیا تو اس پر ایک عمرہ اور ایک ہدی لازم ہوگی اور سال آئندہ حج کرنا ضروری نہیں۔

فائدہ: اور یہی قول ہے شافعیؒ کا کہ شروع حج سے لے کر رمی جمار تک اگر جماع کرے گا تو ہدی لازم ہوگی اور سال آئندہ حج کرنا واجب ہوگا اور امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول ہے کہ اگر قبل قیام عرفات کے جماع کرے گا تو حج فاسد ہوگا اور سال

مَوْطَا إِمَامِ مَالِكٍ

آئندہ قضا کرنی ہوگی لیکن اگر بعد توقف عرفات کے جماع کرے تو ایک اونٹ دینا ہوگا اور حج کی قضا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ حج یا عمرہ اس صحبت سے فاسد ہوتا ہے جس میں دخول ہو جائے اگرچہ انزال نہ ہو۔ اور جو انزال ہو مباشرت سے بدون دخول کے جب بھی حج فاسد ہوگا۔ لیکن اگر کسی شخص نے دل میں کچھ خیال کیا اور انزال ہو گیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔

فائدہ: مگر ابوحنیفہؒ اور شافعی کے نزدیک اگر بوسہ یا مس کرے بہ ثبوت تو انزال ہو یا نہ ہو حج فاسد نہ ہوگا لیکن قربانی واجب ہوگی۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے بوسہ لیا اپنی عورت کا اور انزال نہ ہو تو اس پر ہدی لازم ہوگی۔

فائدہ: ایک بکری بھی کافی ہو جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے بوسہ لیا اپنی عورت کا اور انزال نہ ہو تو اس پر ہدی لازم ہوگی۔ ایک بکری بھی کافی ہو جائے گی۔ کہا مالکؒ نے جس عورت سے اس کے خاوند نے جماع کیا کئی مرتبہ اس کی رضامندی سے اور عورت احرام باندھے تھی حج کا تو عورت پر قضا اس حج کی سال آئندہ میں اور ہدی واجب ہوگی اور جو وہ عورت عمرہ کا احرام باندھے تھی تو اس پر قضا اس عمرہ کی اور ہدی واجب ہوگی۔

باب ہدی من فاتہ الحج جس شخص کو حج نہ ملے اس کی ہدی کا بیان

۸۵۱۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ خَرَجَ حَاجًّا حَتَّى إِذَا كَانَ بِالنَّازِيَةِ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ أَضَلَّ رَوَاجِلَهُ وَإِنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَوْمَ النَّحْرِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ عُمَرُ اصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْمُعْتَمِرُ ثُمَّ قَدْ حَلَلْتَ فَإِذَا أَدْرَكَكَ الْحَجُّ قَابِلًا فَاحْجُجْ وَأَهْدِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ۔

سليمان بن يسار سے روایت ہے کہ ابوایوب انصاریؓ حج کرنے کو نکلے جب نازیہ میں پہنچے مکہ کے راستے میں (نازیہ ایک مقام کا نام ہے قریب صفر وادی کے) تو ان کا اونٹ گم ہو گیا سو آئے وہ مکہ میں حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس دسویں تاریخ کو ذی الحجہ کی اور بیان کیا ان سے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عمرہ کرے (یعنی طواف اور سعی جو عمرہ کے ارکان ہیں کر لے) اور احرام کھول ڈال پھر سال آئندہ حج کے دن آئیں تو حج کر اور ہدی دے موافق اپنی طاقت کے۔

فائدہ: ایک بکری بھی کافی ہے یہی حکم ہے ہر شخص کا جو حج کو جائے پھر حج نہ ملے تو طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالے اور سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے۔ ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہدی واجب نہیں ہے۔

۸۵۲۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ هَبَّارَ بْنَ الْأَسْوَدِ جَاءَ يَوْمَ النَّحْرِ وَعَمَّرَ بَيْنَ النَّخَابِ يَنْحَرُ هَدِيَّةً فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَخْطَأْنَا الْعِدَّةَ كُنَّا نَرَى أَنَّ هَذَا الْيَوْمَ يَوْمٌ عَرَفَةٌ فَقَالَ عَمَّرُ أَذْهَبَ إِلَيَّ مَكَّةَ فَطُفْتُ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ وَأَنْحَرُوا هَدِيًّا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ ثُمَّ أَحْلِقُوا أَوْ قَصَرُوا وَأَرْجِعُوا فَإِذَا كَانَ عَامٌ قَابِلٌ فَحُحُوا وَأَهْدُوا فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةِ إِذَا رَجَعَ۔

سليمان بن یسار سے روایت ہے کہ ہبار بن اسود آئے یومِ آخر کو اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نحر کر رہے تھے اپنی ہدی کا تو کہا انہوں نے اے امیر المؤمنین! ہم نے تاریخ کے شمار میں غلطی کی ہم سمجھے تھے کہ آج کا روز عرفہ کا روز ہے (یعنی آج نویں تاریخ ہے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مکہ کو جاؤ اور تم اور تمہارے ساتھی سب طواف کرو اگر کوئی ہدی تمہارے ساتھ ہو تو اس کو نحر کر ڈالو پھر حلق کرو یا قصر اور لوٹ جاؤ اپنے وطن کو سال آئندہ آؤ اور حج کرو اور ہدی دوجس کو ہدی نہ ملے وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے جب لوٹے تب رکھے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کیا پھر اس کو حج نہ ملا تو وہ سال آئندہ بھی قرآن کرے اور دو ہدی دے۔ ایک قرآن کی اور ایک حج کے فوت ہو جانے کی۔

باب ہدی من أصاب أهله قبل أن يفيض الزيارة الزيارة کے اس کی ہدی کا بیان جو شخص صحبت کرے اپنی بی بی سے قبل طواف

۸۵۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ وَقَعَ بِأَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنَى قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْحَرَ بَدَنَةً۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے صحبت کی اپنی بی بی سے اور وہ منیٰ میں تھا قبل طواف الزیارتہ کے تو حکم کیا اس کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ نحر کرنے کا۔

۸۵۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ الَّذِي يُصِيبُ أَهْلَهُ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ يَعْتَمِرُ وَيُهْدِي۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص صحبت کرے اپنی بی بی سے قبل طواف الزیارتہ کے تو وہ ایک عمرہ کرے اور ہدی دے۔

(۸۵۲) أيضا۔

(۸۵۳) بیہقی (۱۷۱/۵) رقم (۹۸۰۳)۔

(۸۵۴) بیہقی (۱۷۱/۵) رقم (۹۸۰۲)۔

۸۵۵۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ فِي ذَلِكَ مِثْلَهُ -

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ روایت بہت پسند ہے۔ کہا جیگی نے سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک شخص طواف الزیارة بھول کر مکہ سے اپنے شہر چلا آیا تو جواب دیا کہ اگر اس نے صحبت نہیں کی عورت سے تو لوٹ جائے اور طواف الزیارة ادا کرے اور اگر صحبت کر چکا تو لوٹ کر طواف ادا کرے پھر عمرہ کرے اور ہدی دے اور یہ نہیں چاہیے کہ ہدی مکہ سے مول لے کر وہیں نحر کر دے بلکہ اپنے ساتھ ہدی نہ لایا ہو تو مکہ سے ہدی مول لے کر حرم سے باہر جائے اور وہاں سے بانگتا ہوا اپنے ساتھ پھر مکہ میں لائے پھر وہاں نحر کرے۔

باب ما استیسر من الهدی موافق طاقت کے ہدی کیا چیز ہے

۸۵۶۔ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَقُولُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنْ الْهَدْيِ شَاءَ -

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ”ما استیسر من الهدی“ سے مراد ایک بکری ہے۔

فائدہ: اللہ جل جلالہ نے فرمایا ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ جو شخص فائدہ اٹھائے عمرہ کر کے پھر حج کرنے سے تو اس پر موافق طاقت کے ایک ہدی ہے۔ اس ہدی سے مراد ایک بکری ہے یعنی ادنیٰ درجہ ایک بکری اور اعلیٰ درجہ اونٹ یا بیل یا گائے ہے۔

۸۵۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ شَاءَ -

امام مالک ”کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے ”ما استیسر من الهدی“ سے ایک بکری مراد ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ روایت بہت پسند ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں اسے ایمان والو! امت مارو و شکار جب تم احرام باندھے ہو اور جو شخص مارے شکار تم میں سے قصداً تو اس پر جزاء ہے مثل اس جانور کے جو مارا اس نے۔ حکم لگا دیں اس کا دوسرا دیا نیت دار تم میں سے یہ جزاء ہدی ہو جو خانہ کعبہ میں پہنچے یا کفارہ ہو مسکینوں کا کھلانا یا برابر اس کے روزے تاکہ چکھے وہاں اپنے کام کا۔ سو کبھی جانور کا بدلہ بکری بھی ہوتی ہے اور اللہ جل جلالہ نے اس کو ہدی کہا اس مسئلہ میں ہمارے نزدیک کچھ اختلاف نہیں ہے اور کیونکہ کوئی اس میں شک کرے گا اس واسطے کہ جو جانور اونٹ یا بیل کے برابر نہیں اس کی جزاء ایک بکری ہی ہوگی اور جو ایک بکری سے کم ہو تو اس میں کفارہ ہوگا روزے

(۸۵۵) بیہقی (۱۷۱/۵) -

(۸۵۶) بیہقی (۲۴۱/۵) رقم (۸۸۹۶) -

(۸۵۷) بیہقی (۲۴۱/۵) رقم (۸۸۹۴) بخاری (۱۶۸۸) -

رکھے یا مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

۸۵۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهُدْيِ بَدَنَةً أَوْ بَقْرَةً۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے ”ماستیسر من الہدی“ سے ایک بکری یا گائے مراد ہے۔

۸۵۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ مَوْلَاةً لِعُمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُقَالُ لَهَا رُقِيَّةٌ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ عُمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَتْ فَذَخَلْتُ عُمْرَةَ مَكَّةَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَأَنَا مَعَهَا فَطَافْتُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ دَخَلْتُ صُفَّةَ الْمَسْجِدِ فَقَالَتْ أَمَعَكِ مَقْصَصَانِ فَقُلْتُ لَا فَقَالَتْ فَالْتَمِسِيهِ لِي فَالْتَمَسْتُهُ حَتَّى جِئْتُ بِهِ فَأَخَذَتْ مِنْ قُرُونِ رَأْسِهَا فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ النَّحْرِ ذَبَحَتْ شَاةً۔

حضرت عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ایک آزاد لونڈی عمرہ بنت عبد الرحمن کی جس کا نام رقیہ تھا مجھ سے کہتی تھی کہ میں نکلی عمرہ بنت عبد الرحمن کے ساتھ مکہ کو تو آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی عمرہ مکہ میں پہنچیں اور میں بھی ان کے ساتھ تھی تو طواف کیا خانہ کعبہ کا اور سعی کی درمیان میں صفا اور مروہ کے پھر عمرہ مسجد کے اندر گئیں اور مجھ سے کہا کہ تیرے پاس قینچی ہے۔ میں نے کہا نہیں عمرہ نے کہا کہیں سے ڈھونڈھ کر لا۔ سو میں ڈھونڈھ کر لائی عمرہ نے اپنی لٹیں بالوں کی اس سے کاٹیں جب یوم النحر ہوا تو ایک بکری ذبح کی۔

فائدہ: بال کاٹنے کا سبب یہ تھا کہ عمرہ نے تمتع کیا تھا۔ سو عمرہ نے عمرہ ادا کر کے قصر کیا پھر حج کیا اور بکری ہدی کی تھی جو تمتع میں واجب ہے۔

مختلف حدیثیں ہدی کے بیان میں

باب جامع الہدی

۸۶۰۔ عَنْ صَدَقَةَ بِنِيسَارِ الْمَكِّيِّ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَقَدْ ضَفَرَ رَأْسَهُ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي قَدِمْتُ بِعُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ كُنْتُ مَعَكَ أَوْ سَأَلْتَنِي لِأَمْرَتِكَ أَنْ تَقْرَنَ فَقَالَ الْيَمَانِيُّ قَدْ كَانَ ذَلِكَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ خُذْ مَا تَطَايَرُ مِنْ رَأْسِكَ وَأَهْدِ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا هَدَيْتُهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ هَدَيْتُهُ فَقَالَتْ لَهُ مَا هَدَيْتُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا أَنْ أُذْبَحَ شَاةً لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصُومَ۔

حضرت صدقہ بن یسار کی سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن کا رہنے والا آیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس اور اس نے بٹ لیا تھا اپنے بالوں کو۔ تو کہا اے ابو عبد الرحمن! میں صرف عمرہ کا احرام باندھ کر آیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تو میرے ساتھ ہوتا یا مجھ سے پوچھتا تو میں تجھے قرآن کا حکم کرتا۔ اس شخص نے کہا اب تو ہو چکا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جتنے بال تیرے پریشان ہیں ان کو کتر وا ڈال اور ہدی دے۔ ایک عورت عراق کی رہنے والی بولی اے ابو عبد الرحمن! کیا ہدی ہے اس کی؟ انہوں نے کہا جو ہدی ہے اس کی اس عورت نے کہا کیا ہدی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے نزدیک تو یہ ہے کہ اگر مجھے سوا بکری کے کچھ نہ ملے تب بھی بکری ذبح کرنا بہتر ہے روزے رکھنے سے۔

فائدہ: یعنی تمتع میں روزہ رکھنے کا اس وقت حکم ہے جب ہدی نہ ملے اور بکری بھی ہو سکتی ہے پھر بکری ملنے ہوئے روزے رکھنا کیا ضروری ہے۔

۸۶۱۔ عَنْ نَافِعِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الْمَرْءَةُ الْمُحْرِمَةُ إِذَا حَلَّتْ لَمْ تَمْسُطْ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْ قُرُونِ رَأْسِهَا وَإِنْ كَانَ لَهَا هَدْيٌ لَمْ تَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا شَيْئًا حَتَّى تَنْحَرَهُ هَدْيَهَا۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو عورت احرام باندھے ہو جب احرام کھولے تو کنگھی نہ کرے جب تک اپنے بالوں کی ٹیٹیں نہ کٹو ا دے اور جو اس کے پاس ہدی ہو تو اپنے بال نہ کتر وائے جب تک ہدی نخر نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالک نے سنا بعض اہل علم سے کہتے تھے کہ مرد اور اس کی عورت دونوں ایک اونٹ میں شریک نہیں ہو سکتے بلکہ ہر ایک کے واسطے جدا جدا اونٹ چاہیے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ ایک شخص کے ساتھ ہدی روانہ کی گئی تاکہ نخر کرے اس کوچ میں اور اس شخص نے احرام باندھا عمرہ کا تو وہ نخر کرے ہدی کو جب احرام کھولے عمرہ کا یا تاخیر کرے اس کی نخر میں حج تک تو جواب دیا کہ تاخیر کرے ہدی کی نخر میں اور نخر کرے اس کوچ میں اور وہ عمرہ کرے احرام کھولے والے۔ کہا مالک نے جس شخص پر ہدی کا نذر ہوا شکار کے عوض یا اور کسی وجہ سے ہدی اس پر واجب ہوئی تو اس کو چاہیے کہ ہدی مکہ میں لے کر آئے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ۱۰۰ ھ ہدینا ببالغ الكعبة یعنی ہدی پہنچنے والی ہو کعبہ میں اور جو شکار کے بدلے میں یا ہدی کے عوض میں روزے رکھنا پڑیں یا صدقہ دینا لازم آئے تو اختیار ہے کہ جہاں چاہے روزے رکھے یا صدقہ دے حرم میں یا غیر حرم میں۔

۸۶۲۔ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ فَخَرَجَ مَعَهُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَمَرُّوا عَلَى حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ مَرِيضٌ بِالسَّقْيَا فَأَقَامَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَتَّى إِذَا خَافَ الْفَوَاتِ خَرَجَ وَبَعَثَ إِلَى عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ

وَهُمَا بِالْمَدِينَةِ فَقَدِمَا عَلَيْهِ ثُمَّ إِنَّ حُسَيْنًا أَشَارَ إِلَى رَأْسِهِ فَأَمَرَ عَلِيٌّ بِرَأْسِهِ فُحِّلَقَ ثُمَّ نَسَكَ عَنْهُ
بِالسُّفْيَا فَنَحَرَ عَنْهُ بَعِيرًا قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَكَانَ حُسَيْنٌ خَرَجَ مَعَ عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فِي
سَفَرِهِ ذَلِكَ إِلَى مَكَّةَ -

حضرت ابواسماء سے جو مولیٰ ہیں عبداللہ بن جعفر کے روایت ہے کہ عبداللہ بن جعفر کے ساتھ مدینہ سے
نکلے (واسطے حج کے) تو گزرے حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر اور وہ بیمار تھے سقیامیں۔ پس ٹھہرے رہے وہاں عبداللہ بن
جعفر یہاں تک کہ جب خوف ہواجج کے فوت ہو جانے کا تو نکل کھڑے ہوئے عبداللہ بن جعفر اور ایک آدمی بھیج دیا
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور ان کی بی بی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما کے پاس وہ دونوں مدینہ میں تھے۔ تو آئے حضرت
علی رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہما مدینہ سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس۔ انہوں نے اشارہ کیا اپنے سر کی طرف۔ حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے حکم کیا ان کا سر مونڈا گیا سقیامیں پھر قربانی کی ان کی طرف سے ایک اونٹ کی وہیں سقیامیں۔ کہا یحییٰ
بن سعید نے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے تھے حج کرنے کو۔

باب الوقوف بعرفة والمزدلفة عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنے کا بیان

۸۶۳- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ
وَأَرْتَفَعُوا عَنْ بَطْنِ عُرْنَةَ وَالْمُزْدَلِفَةَ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَأَرْتَفَعُوا عَنْ بَطْنِ مُحَسَّرٍ -

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عرفات تمام ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن عرفہ میں نہ ٹھہرو اور
مزدلفہ تمام ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن محسر میں نہ ٹھہرو۔

فائدہ: عبدالرزاق نے اتنا زیادہ کیا کہ تمام منیٰ قربانی کی جگہ ہے اور تمام گھیاں اور راستے مکہ کے قربانی کے
مقام ہیں اگرچہ کل عرفات میں سوا بطن عرفہ کے ٹھہرنا درست ہے مگر صحرات کے پاس جہاں رسول اللہ ﷺ
ٹھہرے تھے اتنا افضل ہے۔

۸۶۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ اعْلَمُوا أَنَّ عَرَفَةَ كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ عُرْنَةَ وَأَنَّ
الْمُزْدَلِفَةَ كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ مُحَسَّرٍ -

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے جانو تم کہ عرفات سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن عرفہ اور مزدلفہ

(۸۶۳) مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج: باب حجة النبي 'أبو داود (۱۹۰۷) نسائي (۳۰۱۵، ۳۰۴۵)

ابن ماجه (۳۰۱۲، ۳۰۴۸) -

مسئله (۱۲۶۳، ۲۳۷۷) (۱۲۸۸۲، ۱۲۸۸۷) -

سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر طعن محرم۔

مسئلہ: کہا امام مالک نے کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ﴿فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ نہ رَفَث ہے نہ فسق ہے نہ جھگڑا ہے حج میں۔ تو رَفَث کے معنی جماع کے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے فرماتا ہے ﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَاءِكُمْ﴾۔ حلال ہے تمہارے لیے روزوں کی رات میں جماع اپنی عورتوں سے۔ یہاں پر رَفَث سے جماع مراد ہے۔

کہا مالک نے اور فسق سے مراد ذبح کرنا ہے جانوروں کا واسطے بتوں کے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿أَوْ فَنَسَفا أَهْلَ الْغَيْبِ﴾ اللہ بہہ یافسق وہ یہ ہے کہ پکارا جانور پر سوا خدا کے اور کسی کا نام۔ اور جھگڑا یہ ہے کہ قریش مزدلفہ میں تَمَرِج کے پاس ٹھہرتے تھے اور باقی سب عرفات میں اترتے تھے تو دونوں فرقے آپس میں لڑتے تھے جھگڑتے تھے یہ کہتے تھے ہم سیدھی راہ اور ٹھیک راستے پر ہیں۔ وہ کہتے تھے ہم صحیح طریقے پر ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لَّهُمْ نَبِيحًا﴾ فَلَا يَنَازِعُنَكَ فِي الْأَمْرِ وَإِذْعُ الْإِلٰهِ رَبِّكَ لَعَلِّي هُدًى مِّنْ سَتِّيفِيمُ﴾۔ یعنی ہم نے ہر گروہ کے لیے ایک طریقہ کر دیا وہ اس پر چلتے ہیں تو نہ جھگڑیں تجھ سے دین میں اور بلا تو اپنے پروردگار کی طرف بے شک تو سیدھی راہ پر ہے تو حج میں جھگڑنے کے یہی معنی ہیں۔ (واللہ اعلم) اور میں نے سنا ہے یہ اہل علم سے۔

باب وقوف الرجل وهو غير طاهر بے وضو عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہرنے کا اور ووقوفہ علی دابته سوار ہو کر ٹھہرنے کا بیان

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ عرفات میں یا مزدلفہ میں کوئی آدمی بے وضو ٹھہر سکتا ہے یا بے وضو نکلے یا مار سکتا ہے یا بے وضو صفا اور مردہ کے درمیان میں دوڑ سکتا ہے تو جواب دیا کہ جتنے ارکان حائضہ عورت کر سکتی ہے وہ سب کام مرد بے وضو کر سکتا ہے اور اس پر کچھ لازم نہیں آتا مگر افضل یہ ہے کہ ان سب کاموں میں با وضو اور قصد اے وضو ہونا اچھا نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ عرفات میں سوار ہو کر ٹھہرے یا اتر کر۔ بولے سوار ہو کر گرجب کوئی عذر ہو اس کو یا اس کے جانور کو تو اللہ جل جلالہ قبول کرنے والا ہے عذر کو۔

باب وقوف من فاته الحج وقوف عرفات کی انتہا کا بیان

۸۶۵۔ عَنِ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَقُولُ مَنْ لَمْ يَقِفْ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَمَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص عرفہ میں نہ ٹھہرا یومِ انحر کے طلوعِ فجر تک توفوت ہو گیا حج اس کا اور جو یومِ انحر کے طلوعِ فجر سے پہلے عرفہ میں ٹھہرا تو اس نے پایا حج کو۔

فائدہ: عرفات میں ٹھہرنے کا وقت نویں تاریخ کے زوال سے یومِ انحر کی فجر تک ہے اس درمیان میں اگر ساعت بھر عرفات میں ٹھہر جائے گا توجہ مل جائے گا۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔

۸۶۶۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَدْرَكَهُ الْفَجْرُ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ وَلَمْ يَقِفْ بِعَرَفَةَ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَمَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ۔

حضرت عروہ بن زبیر نے کہا کہ جب مزدلفہ کی رات کی صبح ہوگئی (یعنی رات پالی) اور وہ عرفہ میں نہ ٹھہرا تو حج اس کا فوت ہو گیا اور جو مزدلفہ کی رات کو عرفہ میں ٹھہرا طلوعِ فجر سے پہلے تو پایا اس نے حج کو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر غلام آزاد ہو اور عرفات میں تو یہ حج اس کا فرض حج نہ ہوگا مگر جب اس نے احرام نہ باندھا ہو اور بعد آزادی کے احرام باندھ کر یومِ انحر کے فجر سے پیشتر عرفات میں ٹھہر جائے تو فرض حج اس کا ادا ہو جائے گا اگر اس نے طلوعِ فجر تک احرام نہ باندھا تو اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے کسی کا حج فوت ہو گیا اور اس نے وقف عرفہ مزدلفہ کی شب کے طلوعِ فجر تک نہ پایا تو اس غلام پر فرض حج کا ادا کرنا لازم رہے گا۔

باب تقديم النساء والصبيان عورتوں اور لڑکوں کو آگے روانہ کر دینے کا بیان

۸۶۷۔ عَنْ سَالِمٍ وَعُبَيْدِ اللَّهِ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُمَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَدِّمُ أَهْلَهُ وَصِبْيَانَهُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مَنَى حَتَّى يُصَلُّوا الصُّبْحَ بِمَنَى وَيَرْمُوا قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ۔

حضرت سالم اور عبید اللہ سے جو دو بیٹے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے روایت ہے کہ ان کے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آگے روانہ کر دیتے تھے عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ سے منیٰ کو تاکہ نماز صبح کی منیٰ میں پڑھ کر لوگوں کے آنے سے اول کنکریاں مار لیں۔

فائدہ: کیونکہ جب لوگ منیٰ میں آجاتے ہیں تو ہجوم کی وجہ سے عورتوں اور بچوں کو کنکریاں مارنے میں نہایت تکلیف ہوتی ہے۔

۸۶۸۔ عَنْ مَوْلَاةٍ لِأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ جِئْنَا مَعَ أَسْمَاءَ ابْنَةَ أَبِي بَكْرٍ مَنَى بِغَلَسٍ

(۸۶۷) بخاری (۱۶۷۶) کتاب الحج: باب من قدم ضعفة أهله بليل 'مسلم (۱۲۹۵) نسائی فی الکبریٰ (۴۰۳۷) احمد (۳۳/۲) (۴۸۹۲)۔

(۸۶۸) بخاری (۱۶۷۹) کتاب الحج: باب من قدم ضعفة أهله بليل 'مسلم (۱۲۹۱) أبو داود (۱۹۴۳) نسائی (۳۰۰۰) احمد (۳۴۷/۶) (۲۷۴۸۰)۔



قَالَتْ فَقُلْتُ لَهَا لَقَدْ جِئْنَا مِنْنِي بِغَلَسٍ فَقَالَتْ قَدْ كُنَّا نَضَعُ ذَلِكَ مَعَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ -

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی آزاد لونڈی سے روایت ہے کہ ہم اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے ساتھ منیٰ میں آئے اندھیرے منہ تو میں نے کہا کہ ہم منیٰ میں اندھیرے منہ آئے اسماء نے کہا ہم ایسا ہی کرتے تھے اس شخص کے ساتھ جو تجھ سے بہتر تھے۔

فائدہ: یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں ساری رات رہنا واجب نہیں ہے بلکہ تھوڑی سی بھر ٹھہرنا کافی ہے۔

۸۶۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِحُكْمِهِ رَمَى الْحَمْرَةَ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ وَمَنْ رَمَى فَقَدْ حَلَّ لَهُ النَّحْرُ -

امام مالک نے سنا بعض اہل علم سے کہ وہ جانتے تھے کنکریاں مارنا قبل طلوع فجر کے یوم النحر سے اور جس نے ماریں تو نحر اس کو حلال ہو گیا۔

۸۷۰۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَرَى أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ بِالْمَزْمُودِ لَيْلَةَ تَأْمُرُ الَّذِي يُصَلِّي لَهَا وَلَا صَحَابَهَا الصُّبْحَ يُسَلِّي لَهُمُ الصُّبْحَ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ لَمْ تَرَ كَبَّ فَتَسِيرُ إِلَيَّ مِنْنِي وَلَا تَقِفُ -

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت منذر دیکھتی تھیں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو مزدلفہ میں۔ حکم کرتی تھی اس شخص کو جو امامت کرتا تھا ان کی ان کے ساتھیوں کی نماز میں کہ نماز پڑھا ہے صبح کی پھر نکلتے ہی پھر سوار ہو کر منیٰ کو آتی تھیں اور توقف نہ کرتی تھیں۔

باب السير في الدفعة عرفات سے لوٹنے وقت چلنے کا بیان

۸۷۱۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ سَيْلٌ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَأَنَا جَالِسٌ مَعَهُ كَيْفَ كَانَ يَسِيرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعُنُقَ فَإِذَا وَجَدَ فَحَوْهَ نَصَّ -

حضرت عروہ بن زبیر نے کہا کہ سوال ہوا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے اور میں بیٹھا تھا پاس ان کے

(۸۷۱) بخاری (۱۶۶۶) کتاب الحج: باب السير اذا دفع من عرفة مسلم (۱۲۸۶) البردہ (۱۹۲۲) نسائی (۳۰۶۳) ابن ماجہ (۳۰۱۷) أحمد (۲۰۵/۵) (۲۲۶۶) دار السنن

رسول اللہ ﷺ حج واداع میں کس طرح چلاتے تھے اونٹ کو۔ کہا انہوں نے چلاتے تھے ذراتیز جب جگہ پاتے تو خوب دوڑا کر چلاتے تھے۔

فائدہ: ذراتیز چال کو عربی میں عنق کہتے ہیں جس سے جانور کی گردن بڑے اور اس سے تیز چال کو نص کہتے ہیں۔ کہا مالک نے کہا ہشام نے نص عنق سے زیادہ ہے۔

۸۷۲۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يُحْرِكُ رَاحِلَتَهُ فِي بَطْنِ مُحَسَّرٍ قَدَرَ رُمِيَةً بِحَجَرٍ۔
حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تیز کرتے تھے اپنے اونٹ کوطن حمر میں ایک ڈھیلے کی مار تک۔

باب ما جاء في النحر في الحج

۸۷۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِيَمْنِي هَذَا الْمَنْحَرُ وَكُلُّ مَنِي مَنْحَرٍ وَقَالَ فِي الْعُمْرَةِ هَذَا الْمَنْحَرُ يَعْنِي الْمَرْوَةَ وَكُلُّ فِجَاحٍ مَكَّةَ وَطَرُقُهَا مَنْحَرٌ۔
امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منی کوخرکی جگہ یہ ہے اور ساری منی خحرکی جگہ ہے اور عمرہ میں کہا مرہ کوخرکی جگہ یہ ہے اور سب راستے مکہ کے خحرکی جگہ ہے۔

۸۷۴۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَحْمِسَ لِيَالِ بَيْعِنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا تَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحُجُّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدَحَلْنَا عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمٍ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقَالُوا نَحَرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب پانچ راتیں باقی رہی تھیں ذیقعدہ کی اور ہم کو گمان یہی تھا کہ آپ ﷺ حج کو نکلے ہیں جب ہم نزدیک ہوئے مکہ سے تو حکم کیا رسول

(۸۷۲) بیہقی (۱۲۶/۵) رقم (۹۵۲۸) وانظر: "الاستذکار" رقم (۸۴۵)۔

(۸۷۳) مسلم (۱۲۱۸) کتاب الحج: باب حجة النبي، أبو داود (۱۹۳۶) ابن ماجه (۳۰۴۸) أحمد

(۳۲۶/۳) دارمی (۱۴۵۵۲) (۱۸۷۹)۔

(۸۷۴) بخاری (۱۷۰۹) کتاب الحج: باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير أمرهن، مسلم

(۱۲۱۱) أبو داود (۱۷۷۸) نسائی (۲۷۰۴) ابن ماجه (۲۹۸۱) أحمد (۱۹۴/۶)۔

(۳۱۱۶/۶) دارمی (۱۹۰۴)۔

اللہ ﷺ نے اس شخص کو جس کے ساتھ ہدی نہ تھی کہ طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالے۔ کہا عاتشہ رضی اللہ عنہا نے یوم النحر کے دن ہمارے پاس گوشت آیا گائے کا تو میں نے پوچھا کہ یہ گوشت کہاں سے آیا لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیبیوں کی طرف سے نحر کیا ہے۔

۸۷۵۔ عَنْ حَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ فَقَالَ إِنِّي لَبَدْتُ رَأْسِي وَقَلَدْتُ هَدْيِي فَلَا أَجِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ۔

ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور آپ نے عمرہ کر کے اپنا احرام نہیں کھولا تو فرمایا آپ ﷺ نے میں نے تلید کی اپنے سر کی (تلید کہتے ہیں سر کے بالوں کو بجالیے کو گوند یا لعاب خطمی وغیرہ سے تاکہ بال پریشان نہ ہوں) اور تلید کی اپنی ہدی کی تو میں احرام نہ کھولوں گا جب تک نحر نہ کر لوں۔

فائدہ: امام ابوحنیفہ اور امام احمدؒ کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ جو شخص تمتع کرے لیکن ہدی ساتھ لے جائے اس کو عمرہ کر کے احرام کھولنا درست نہیں یہاں تک کہ حج سے فراغت ہو اور ہدی کو نحر کرے اور ایسا ہی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو صحیحین میں مروی ہے اور مالکیہ اور شافعیہ نے اس میں خلاف کیا ہے۔

باب العمل فی النحر

نحر کرنے کا بیان

۸۷۶۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ بَعْضَ هَدْيِهِ وَنَحَرَ غَيْرَهُ بَعْضُهُ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہدی کے بعض جانوروں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بعضوں کو اوروں نے ذبح کیا۔

۸۷۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ مَنْ نَذَرَ بَدَنَةً فَإِنَّهُ يُقَلِّدُهَا نَعْلَيْنِ وَيُشَعِّرُهَا ثُمَّ يَنْحَرُهَا عِنْدَ الْبَيْتِ أَوْ بِمَنْىَ يَوْمَ النَّحْرِ لَيْسَ لَهَا مَجْلٌ دُونَ ذَلِكَ وَمَنْ نَذَرَ جَزُورًا مِنَ الْإِبِلِ أَوْ الْبَقَرِ فَلْيَنْحَرْهَا حَيْثُ شَاءَ۔

(۸۷۵) بخاری (۱۵۶۶) کتاب الحج: باب التمتع والاقران والافراد بالحج، مسلم (۱۲۲۹) أبو

داود (۱۸۰۶) نسائی (۲۶۸۲) ابن ماجہ (۳۰۴۶) أحمد (۲۸۴۶) (۲۶۹۶۶)۔

(۸۷۶) أبو داود (۱۷۶۴) کتاب المناسک: باب فی الهدی اذا عطب قبل أن يبلغ۔

(۸۷۷) ابن ابی شیبہ (۱۵۴۰۰، ۱۵۴۰۲) بیہقی (۲۳۱۰۵) رقم (۱۰۱۶۶)۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص نذر کرے بدنہ کی (بدنہ اونٹ یا گائے یا تیل کو کہتے ہیں جو بھیجا جائے مکہ کو قربانی کے واسطے) تو اس کے گلے میں دو جو تیاں لٹکا دے اور اشعار کرے پھر نذر کرے۔ اس کو بیت اللہ کے پاس یا منیٰ میں دسویں تاریخ ذی الحجہ کی اس کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ہے اور جو شخص نذر کرے قربانی کی اونٹ یا گائے کی اس کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے نذر کرے۔

۸۷۸۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَنْحَرُ بُدْنَهُ قِيَامًا۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ نذر کرتے تھے اپنے اونٹوں کو کھڑا کر کے۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ کسی کو درست نہیں ہے کہ ہدیٰ کی نذر سے پہلے سر منڈائے اور نہ یہ درست ہے کہ یوم النحر کے طلوع فجر سے پیشتر نذر کرے بلکہ نذر کرنا اور کپڑے بدلنا اور میل چھوڑنا اور سر منڈانا یہ سب کام دسویں تاریخ کو چاہیں اس سے پہلے درست نہیں ہیں۔

سر منڈانے کا بیان

باب ما جاء في الحلاق

۸۷۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ ارْحَمْ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اللَّهُ ارْحَمْ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے حلق کرنے والوں پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اور قصر کرنے والوں پر یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے حلق کرنے والوں پر صحابہ نے کہا اور قصر کرنے والوں پر یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور قصر کرنے والوں پر۔

فائدہ: حلق کہتے ہیں تمام سر منڈانے کو اور قصر کہتے ہیں بال کم کرنے کو کسی طرف سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حلق افضل ہے قصر سے اور قصر بھی کافی ہے۔ محمد بن حسن نے کہا کہ یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہاء کا۔

۸۸۰۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّكَ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ لَيْلًا وَهُوَ مُعْتَمِرٌ فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَيَبِينُ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَيُؤَخِّرُ الْحِلَاقَ حَتَّى يُصْبِحَ قَالَ وَلَكِنَّهُ لَا يَعُودُ إِلَى الْبَيْتِ فَيَطُوفُ بِهِ حَتَّى يَخْلُقَ رَأْسَهُ قَالَ وَرَبَّمَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَأَوْتَرَفِيهِ وَلَا يَقْرُبُ الْبَيْتَ۔

حضرت عبد الرحمن بن قاسم سے روایت ہے کہ ان کے باپ قاسم بن محمد مکہ میں عمرہ کا احرام باندھ کر

(۸۷۹) بخاری (۱۷۲۷) کتاب الحج: باب الحلق والتقصير عند الاحلال، مسلم (۱۳۰۱) أبو

داود (۱۹۷۹) ترمذی (۹۱۳) نسائی فی الکبریٰ (۴۱۱۴) ابن ماجہ (۳۰۴۴) دارمی

(۱۹۰۶)۔

رات کو آتے اور طوافِ وسعی کر کے حلق میں تاخیر کرتے صبح تک لیکن جب تک حلق نہ کرتے بیت اللہ کا طواف نہ کرتے اور کبھی مسجد میں آن کر وتر پڑھتے لیکن بیت اللہ کے قریب نہ جاتے۔

فائدہ: کیونکہ جب تک حلق نہیں کیا عمرہ کا احرام نہیں کھلا۔ اگر قبل اس کے طواف کریں تو ایک عمرہ میں دو طواف ہو جائیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿وَلْيَقْضُوا تَفْتِهِمْ﴾ چاہیے کہ نکالیں تفت اپنا۔ تفت کہتے ہیں سر منڈانے اور کپڑے بدلنے کو اور جو اس سے متعلق ہیں۔

فائدہ: بعضوں نے تفت کے معنی میل کچیل کے رکھے ہیں یعنی دور کریں اپنا میل اور نہائیں کپڑے بدلیں اور بعضوں نے تفت کے معنی حاجت کے رکھے ہیں۔ (نحلی)

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص حلق بھول گیا حج میں کیا وہ مکہ میں حلق کرے جواب دیا ہاں کرے لیکن منیٰ میں حلق کرنا اچھا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ کوئی شخص سر نہ منڈائے اور بال نہ کتروائے یہاں تک کہ حجر کرے ہدی کو اگر اس کے ساتھ ہو اور جو چیزیں احرام میں حرام تھیں ان کا استعمال نہ کرے جب تک احرام نہ کھولے منیٰ میں پوم آخر کو۔ کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿وَلَا تَخْلِفُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ﴾۔ مت منڈاؤ سرورں کو اپنے جب تک ہدی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔

قصر کا بیان

باب التقصير

۸۸۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ مِنْ رَمَضَانَ وَهُوَ يَرِيدُ الْحَجَّ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ رَأْسِهِ وَلَا مِنْ لِحْيَتِهِ شَيْئًا حَتَّىٰ يَحُجَّ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ جب رمضان کے روزوں سے فارغ ہوتے اور حج کا قصد ہوتا تو سر اور داڑھی کے بال نہ لیتے یہاں تک کہ حج کرتے۔

مسئلہ: کہا مالکؒ نے یہ امر سب لوگوں پر واجب نہیں ہے۔

۸۸۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا حَلَّقَ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ أَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ وَشَارِبِهِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ جب حلق کرتے حج یا عمرہ میں تو اپنی داڑھی اور مونچھ کے بال لیتے۔

(۸۸۱) بیہقی فی السنن الکبریٰ (۳۳/۵) رقم (۸۹۴۷)۔

(۸۸۲) بیہقی فی السنن الکبریٰ (۱۰۴/۵) رقم (۹۴۰۳)۔

۸۸۳۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ إِنِّي أَفْضْتُ وَأَفْضُتُ مَجِئِي بِأَهْلِي ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى شِعْبٍ فَذَهَبْتُ لِأَذْنُو مِنْ أَهْلِي فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أَقْصِرْ مِنْ شَعْرِي بَعْدَ فَأَحَدْتُ مِنْ شَعْرِهَا بِأَسْنَانِي ثُمَّ وَقَعْتُ بِهَا فَضَحِكَ الْقَاسِمُ وَقَالَ مُرَّهَا فَلْتَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا بِالْحَلْمَيْنِ -

حضرت ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا قاسم بن محمد کے پاس اور اس نے کہا کہ میں نے طواف افاضہ کیا اور میرے ساتھ میری بی بی نے بھی طواف افاضہ کیا۔ پھر میں ایک گھائی کی طرف گیا تاکہ صحبت کروں اپنی بی بی سے وہ بولی کہ میں نے ابھی بال نہیں کتروائے میں نے دانتوں سے اس کے بال کترے اور اس سے صحبت کی۔ قاسم بن محمد نے اور کہا کہ حکم کراپنی عورت کو کہ بال کترے چینی سے۔

فائدہ: اور مرد پر کچھ لازم نہیں آیا کیونکہ طواف افاضہ کے بعد صحبت درست ہے مگر اتنا قصور ہوا کہ عورت کے قصر سے پہلے صحبت کی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک اولی یہ ہے کہ وہ مرد ایک قربانی کرے کیونکہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص ارکان حج سے کوئی رکن بھول جائے تو وہ ایک قربانی کرے۔

۸۸۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِهِ يُقَالُ لَهُ الْمُجَبَّرُ قَدْ أَفَاضَ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقْصِرْ جَهْلٌ ذَلِكَ فَأَمَرَهُ عَبْدُ اللَّهِ أَنْ يَرْجِعَ فَيَحْلِقَ أَوْ يُقْصِرَ ثُمَّ يَرْجِعَ إِلَى الْبَيْتِ فَيُفِيضَ -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے عزیزوں میں سے ایک شخص سے ملے جس کا نام مجبر تھا (وہ بھیجتے تھے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے عبد الرحمن بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے) انہوں نے طواف افاضہ کر لیا تھا اور نہ حلق کیا نہ قصر نادانی سے تو حکم کیا ان کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لوٹ جانے کا اور حلق یا قصر کر کے اور طواف الزیارة دوبارہ کرنے کا۔

۸۸۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ دَعَا بِالْحَلْمَيْنِ فَقَصَّ شَارِبَهُ وَأَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَكِبَ وَقَبْلَ أَنْ يُهْلَ مُحْرِمًا -

امام مالک کو پہنچا کہ سالم بن عبد اللہ بن عمر جب ارادہ کرتے احرام کا تو قینچی منگاتے اور مونچھ اور داڑھی کے بال لینے قبل سواری کے اور قبل لبیک کہنے کے احرام باندھ کر۔

تلمیذ کا بیان

باب التلمیذ

۸۸۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ صَفَّرَ رَأْسَهُ فَلْيَحْلِقْ وَلَا

(۸۸۶) بخاری (۵۹۱۴) کتاب اللباس : باب التلمیذ ، أحمد (۱۲۱/۲) (۶۰۲۷) بیہقی (۱۳۰/۵)

تَشَبَّهُوا بِالتَّبِيدِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص بال گوندھے (احرام کے وقت وہ سر منڈا دے احرام کھولتے وقت) اور اس طرح بال نہ گوندھو کہ تلید سے مشابہت ہو جائے۔
فائدہ: کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک جو شخص تلید کرے اس کو قصر درست ہے مگر جو بال گوندھے اس کو سر منڈانا ضروری ہے تو فرمایا کہ اس طرح سر نہ گوندھو کہ تلید معلوم ہو حلق سے بچنے کے واسطے۔

۸۸۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ عَقَصَ رَأْسَهُ أَوْ ضَفَرَ أَوْ لَبَّدَ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْجِلْدُ -

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص جوڑا باندھے یا گوندھے لے یا تلید کرے بالوں کو (احرام کے وقت) تو واجب ہو گیا اس پر سر منڈانا۔
فائدہ: یہی قول ہے جمہور علماء مثل مالک اور ثورثی اور احمد اور شافعی کا اور حنفیہ کے نزدیک اختیار ہے خواہ قصر کرے یا حلق اور شافعی کا قول جدید بھی یہی ہے۔ یہ اثر مخالف ہے اس اثر کے جو ابھی گزرا شاید اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں ہوں۔ واللہ اعلم۔

باب الصلاة في البيت وتقصير بيت الله کے اندر نماز پڑھنے کا اور عرفات میں الصلاة وتعجيل الخطبة بعرفة نماز قصر کرنے کا اور خطبہ جلدی پڑھنے کا بیان

۸۸۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَضْرِيُّ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَتَ فِيهَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَسَأَلْتُ بِلَالَ جِئِنِ خَرَجَ مَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَعَلَ عَمُودًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَمُودَيْنِ عَنْ يَسَارِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَأْتَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبہ شریف کے اندر اور ان کے ساتھ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور بلال بن رباح رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے تو دروازہ بند کر لیا۔ اور وہاں ٹھہرے رہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے بلال سے پوچھا جب نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کہا انہوں نے ایک

(۸۸۷) بیہقی فی السنن الکبری (۱۳۵/۵) رقم (۹۵۸۶)۔

(۸۸۸) بخاری (۵۰۵) کتاب الصلاة: باب الصلاة بین السوراء فی غیر جماعة، مسلم (۱۳۲۹) أبو

داود (۲۰۲۳) نسائی (۷۴۹) ابن ماجہ (۳۰۶۳) أحمد (۱۳۸/۲) (۲۶۳۱)۔

ستون کو بائیں طرف کیا اور دو ستون دہنی طرف اور تین ستون پیچھے اپنے اور خانہ کعبہ میں ان دونوں چھ ستون تھے پھر نماز پڑھی آپ نے۔

قائدہ: صحیحین میں ہے کہ دو رکعتیں آپ نے پڑھیں اور ایک روایت میں ہے کہ باب کعبہ کی طرف آپ نے پشت کی اور دیوار کعبہ سے تین ہاتھ کے فاصلے پر نماز پڑھی۔

۸۸۹۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ إِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يَوْسُفَ أَنْ لَا تُخَالِفَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْحَجِّ قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ عَرَفَةَ جَاءَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ حِينَ زَالَتْ الشَّمْسُ وَأَنَا مَعَهُ فَصَاحَ بِهِ عِنْدَ سُرَادِقِهِ أَيْنَ هَذَا فَخَرَجَ عَلَيْهِ الْحَجَّاجُ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مَعْصُفَةٌ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ الرَّوَاحُ إِنْ كُنْتُ تُرِيدُ السَّنَةَ فَقَالَ أَهْدِيهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَانظُرْنِي حَتَّى أُفِيضَ عَلَيَّ مَاءً ثُمَّ أَخْرَجَ فَنَزَلَ عَبْدُ اللَّهِ حَتَّى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي فَقُلْتُ لَهُ إِنْ كُنْتُ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ السَّنَةَ الْيَوْمَ فَاقْضِ الْخُطْبَةَ وَعَسَلِ الصَّلَاةَ قَالَ فَجَعَلَ الْحَجَّاجُ يَنْظُرُ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعَ ذَلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ صَدَقَ سَالِمٌ۔

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ لکھا عبد الملک بن مروان نے (جب وہ خلیفہ تھا) حجاج بن یوسف (ثقی ظالم خونخوار کو جب وہ آیا تھا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کو اور ان کو شہید کر کے حاکم بنا تھا کم کا) کہ نہ خلاف کرنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کسی بات میں حج کے کاموں میں سے۔ کہا سالم نے جب عرفہ کا روز ہوا تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زوال ہوتے ہی آئے اور میں بھی ان کے ساتھ اور پکارا حجاج کے خیمہ کے پاس کہ کہاں ہے حجاج تو نکلا حجاج ایک چادر کسم میں رنگی ہوئی اوڑھے ہوئے اور کہا اے ابا عبد الرحمن! کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اگر سنت کی پیروی چاہتا ہے تو چل۔ حجاج بولا ابھی۔ انہوں نے کہا ہاں ابھی حجاج نے کہا مجھے تھوڑی بہلت دو کہ میں نہالوں۔ پھر نکلا ہوں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اتر پڑے پھر حجاج نکلا سو میرے اور میرے باپ عبد اللہ کے بیچ میں آگیا میں نے اس سے کہا اگر تجھ کو سنت کی پیروی منظور ہو تو آج کے روز خطبہ کو کم کر اور نماز جلدی پڑھ وہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنے لگا تاکہ ان سے سنے جب عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو کہا حج کہا سالم نے۔

قائدہ: حالانکہ احرام میں کسم کارنگ ممنوع ہے مگر حجاج ایسا ظالم فاسق فاجر تھا کہ اس نے حرم محترم کی کچھ رعایت نہ کی

(۸۸۹) بخاری (۱۶۶۰) کتاب الحج: باب التهجير بالرواح يوم عرفة، أبو داود (۱۹۱۴) نسائی

(۳) ابن ماجہ (۳۰۰۹) احمد (۲۵۷۲) (۴۷۸۲)۔

﴿مَوْطَأُ أَحَادِثِ مَالِكٍ﴾

اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے شخص کو جو علاوہ صحابی ہونے کے بہت فضائل اور علوم سے ممتاز تھے تاہم ان کی ہوا ان کی ذہنی کیفیت منوعات کا آیا خیال ہوگا اسی حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منع نہ کیا۔

باب صلاة منى يوم التروية والجمعة بمنى وعرفة منى میں آٹھویں تاریخ نمازوں کا بیان اور جمعہ منیٰ اور عرفہ میں آپڑھنے کا بیان

۸۹۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الطُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ بِمَنَى ثُمَّ يَغْدُو إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِلَى عَرَفَةَ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے تھے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی منیٰ میں۔ پھر صبح کو جب آفتاب نکل آتا تو عرفات کو جاتے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاق ہے کہ امام ظہر کی نماز میں عرفات میں قراءت کو جب سے نہ پڑھے اور خطبہ پڑھے عرفہ کے روز اور نماز عرفہ کی درحقیقت وہ ظہر ہے مگر اس میں قصر ہو گیا سفر کی وجہ سے۔

فائدہ: جو لوگ مکہ کے رہنے والے ہیں وہ بھی قصر کریں عرفات میں اور جو باہر کے رہنے والے ہیں وہ بھی قصر کریں مگر جو منیٰ یا عرفات کے رہنے والے ہیں وہ قصر نہ کریں۔ یہ مذہب امام مالک کا ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک مکہ والوں کو عرفات میں قصر درست نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر عرفہ کے دن جمعہ پڑھے یا یوم آخر یا ایام تشریق کو جمعہ آ پڑھے تو ان دنوں میں نماز جمعہ کی نہ پڑھی جائے۔

فائدہ: اس واسطے کہ امتثالاً جناب رسول خدا ﷺ کا حج جمعہ کے دن واقع ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر کی اور صبح میں کوئی نفل نہ پڑھا۔ (مسلم)

باب صلاة المزدلفة مزدلفہ میں نماز کا بیان

۸۹۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی مغرب کی اور عشاء کی

(۸۹۰) بیہقی فی السنن الكبرى (۱۱۲/۵) رقم (۹۴۴۰)۔

(۸۹۱) بخاری (۱۶۷۳) کتاب الحج: باب من جمع بينهما ولم يتطوع، مسلم (۱۲۸۷) أبو داود

(۱۹۲۶) ترمذی (۸۸۷) نسائی (۶۰۷) ابن ماجہ (۳۰۲۱) احمد (۹۲/۲) (۹۲۸۷)۔

مزدلفہ میں ملا کر۔

فائدہ: جیسے عرفات میں ظہر اور عصر کی ملا کر پڑھی تھی۔

۸۹۲۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ دَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشَّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ فَنَوَّضًا فَلَمْ يُسَبِّحِ الوُضُوءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ الصَّلَاةَ أَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَنَوَّضًا فَاسْبَغَ الوُضُوءَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا۔

حضرت أسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے عرفات سے یہاں تک کہ جب پہنچے گھائی میں اترے اور پیشاب کیا اور وضو کیا۔ لیکن پورا وضو نہ کیا میں نے کہا نماز یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز آگے ہے تیرے پھر سوار ہوئے جب مزدلفہ میں آئے اترے اور پورا وضو کیا پھر تکبیر ہوئی تو نماز پڑھی مغرب کی بعد اس کے۔ ہر شخص نے اپنا اونٹ اپنی جگہ میں بٹھایا پھر تکبیر ہوئی عشاء کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی بیچ میں ان دونوں کے کوئی نماز نہ پڑھی۔

فائدہ: آپ نے عرفات میں ظہر کے وقت عصر کی نماز بھی پڑھ لی تو یہ جمع تقدیم ہوئی اور مزدلفہ میں عشاء کے وقت مغرب کی نماز پڑھی یہ جمع تاخیر ہوئی۔

۸۹۳۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوُدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب اور عشاء ملا کر مزدلفہ میں پڑھیں۔

۸۹۴۔ عَنْ نَافِعِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا۔
نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مغرب اور عشاء مزدلفہ میں ایک ساتھ پڑھتے تھے۔

باب صلاة منى

منى کی نماز کے بیان میں

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مکہ کے رہنے والے جب حج کو جائیں تو منیٰ میں قصر کریں دو رکعتیں پڑھیں جب تک

(۸۹۲) مسلم (۱۲۸۰) کتاب الحج: باب استحباب اقامة الحاج التلبية، أبو داود (۱۹۲۵) نسائی

(۳۰۲۵) ابن ماجہ (۳۰۱۹) احمد (۲۰۸۱/۵) (۲۲۱۵۸) دارمی (۱۸۸۱)۔

(۸۹۳) بخاری (۱۶۷۴) کتاب الحج: باب من جمع بينهما ولم يتطوع، مسلم (۱۲۸۷) نسائی

(۳۰۲۰) احمد (۴۲۰/۵) (۲۳۹۶۲) دارمی (۱۸۸۳)۔

ج سے لوٹیں۔

۸۹۵۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَاةَ الرَّبَاعِيَّةَ بِمِنَى رَكَعَتَيْنِ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَلَّى صَلَاهَا بِمِنَى رَكَعَتَيْنِ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّى صَلَاهَا بِمِنَى رَكَعَتَيْنِ وَأَنَّ عُثْمَانَ صَلَّى صَلَاهَا بِمِنَى رَكَعَتَيْنِ شَطْرَ إِمَارَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّهَا بَعْدَ -

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار رکعتیں نماز کی منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ (یعنی قصر کیا) اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی وہاں دو رکعتیں پڑھیں اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی دو رکعتیں وہاں پڑھیں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بھی دو رکعتیں پڑھیں منیٰ میں آدھی خلافت تک پھر چار پڑھنے لگے۔

فائدہ: کیونکہ قصر اور تمام دونوں درست ہیں۔ مسافر کو تمام میں زیادہ مشقت ہے اس واسطے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اختیار کیا۔ بعضوں نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے بعد حج کے نیت اقامت کی کر لی تھی۔ بعضوں نے کہا وہاں انہوں نے نکاح کیا تھا۔ بعضوں نے کہا اس سال بدوی لوگ بہت آئے تھے تو پوری نماز پڑھی تاکہ معلوم ہو کہ اصل چار رکعتیں ہیں۔ (واللہ اعلم)

۸۹۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ صَلَّى بِهِمْ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتَمُّوا صَلَاتِكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفَرْنَا صَلَّيْنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَكَعَتَيْنِ بِمِنَى وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا -

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب مکہ میں آئے تو دو رکعتیں پڑھ کر لوگوں سے کہا اے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری کرو کیونکہ ہم مسافر ہیں پھر منیٰ میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو رکعتیں پڑھیں لیکن ہم کو یہ نہیں پہنچا کہ وہاں کچھ کہا۔

فائدہ: کیونکہ مکہ میں کہہ چکے تھے ان لوگوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مسافر ہیں پھر منیٰ میں دوبارہ آگاہ کرنے کی کیا ضرورت تھی علاوہ اس کے امام مالک کے نزدیک مکہ والوں کو بھی منیٰ میں قصر کرنا چاہیے۔

۸۹۷۔ عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّى لِلنَّاسِ بِمَكَّةَ رَكَعَتَيْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتَمُّوا صَلَاتِكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفَرْنَا صَلَّيْنَا عُمَرَ رَكَعَتَيْنِ بِمِنَى وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا -

(۸۹۵) بخاری (۱۰۸۲) کتاب الجمعة: باب الصلاة بمينى، مسلم (۶۹۴) نسائی (۱۴۵۱) ابن

ماجه (۱۰۷۱) احمد (۱۴۰۲) (۶۲۵۵) دارمی (۱۸۷۵) -

(۸۹۶) عبدالرزاق (۵۴۰/۲) (۴۳۶۹) بیہقی (۱۲۶/۳) (۵۳۲۸) -

(۸۹۷) أيضا -

حضرت اسلم عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مکہ میں دو رکعتیں پڑھ کر لوگوں سے کہا اے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری کرو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔ پھر منیٰ میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں لیکن ہم کو یہ نہیں پہنچا کہ وہاں کچھ کہا ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ اہل مکہ عرفات میں چار رکعتیں پڑھیں یا دو رکعتیں اور امیر الحاج بھی اگر مکہ کا رہنے والا ہو تو وہ ظہر اور عصر کی عرفات میں چار رکعتیں پڑھے یا دو رکعتیں اور اہل مکہ جب تک منیٰ میں رہیں تو قصر کریں یا نہیں تو جواب دیا کہ اہل مکہ منیٰ اور عرفات میں جب تک رہیں دو دو رکعتیں پڑھیں اور قصر کرتے رہیں مکہ میں پہنچنے تک اور امیر الحاج اگر مکہ کا رہنے والا ہو تو وہ بھی قصر کرے عرفہ اور منیٰ میں۔ کہا مالکؒ نے اگر کوئی منیٰ کا رہنے والا ہو تو وہ قصر نہ کرے بلکہ چار پوری پڑھے جب تک منیٰ میں رہے اسی طرح اگر کوئی عرفات کا رہنے والا ہو وہ بھی وہاں قصر نہ کرے۔

باب صلاة المقيم بمكة و منى مقیم کی نماز کا بیان مکہ اور منیٰ میں

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی مکہ میں آ گیا اور حج کا احرام باندھا تو وہ جب تک مکہ میں رہے چار رکعتیں پوری پڑھے۔ اس واسطے کہ اس نے چار راتوں سے زیادہ رہنے کی نیت کرنی۔
فائدہ: امام مالکؒ کے نزدیک چار راتوں سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت ہو تو تمام کرنا چاہیے۔

باب تكبير أيام التشريق أيام تشریق کی تکبیروں کا بیان

۸۹۸- عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ الْغَدَّ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ شَيْئًا فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِ ثُمَّ خَرَجَ الثَّانِيَةَ مِنْ يَوْمِهِ ذَلِكَ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِ ثُمَّ خَرَجَ الثَّالِثَةَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِ حَتَّى يَنْتَصِلَ التَّكْبِيرُ وَيَبْلُغَ الْبَيْتَ فَيَعْلَمُ أَنَّ عُمَرَ قَدْ خَرَجَ يَوْمِي -

حضرت یحییٰ بن سعید کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گیا رہویں تاریخ کو نکلے جب کچھ دن پڑھا تو تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی پھر دوسرے دن نکلے جب کچھ دن نکلا اور تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی تاکہ ایک تکبیر دوسری تکبیر سے ملے جلتے آواز بیت اللہ کو پہنچے اور لوگ جانیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رہی کرنے کو نکلے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ ایام تشریق میں ہر نماز کے بعد تکبیر کہی جائے اور شروع کی جائے تکبیر یوم النحر میں ظہر کی نماز کے بعد سے اور ختم ہو تیرہویں تاریخ کی فجر پر اور امام تکبیر کہے اور لوگ اس سے

ساتھ تکبیر کہیں جب نماز سے فارغ ہوں اور یہ تکبیر مرد اور عورت سب پر واجب ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا کھینے پڑھیں منیٰ میں ہوں یا اور ملکوں میں اور حجاج بعید کو چاہیے کہ منیٰ میں امام الحاج اور حجاج قریب امام کی پیروی کریں رمی جمار و تکبیرات میں کیونکہ اس تقدیر پر رجب وہ پڑھیں گے اور احرام تمام ہو جائے گا تو سب حجاج حجل میں برابر رہیں گے یعنی مناسک حج سے فارغ ہونے میں یہ سب برابر رہیں گے مگر جو لوگ حاجی نہیں ہیں وہ لوگ حجاج کی پیروی نہ کریں مگر تکبیرات تشریق میں۔

فائدہ: یعنی جب حاجی تکبیر کہیں تو وہ بھی اُن کے ساتھ تکبیر کہہ لیں اور افعال میں مثل رمی جمار وغیرہ کے حاجیوں کی اقتداء نہ کریں مخفی نہ رہے کہ جس عبارت کا یہ ترجمہ ہے کہ حجاج کو چاہیے کہ منیٰ میں امام الحاج کی پیروی کریں۔ الخ وہ عبارت نسخ مؤطا مطبوعہ مطبع احمدی ۱۹۶۶ء ہجری میں موجود ہے اور زرقانی نے بھی اس کو لیا ہے مگر صاحب مخطیٰ اور مفسر نے نہیں لیا ہے۔ اس عبارت کا مطلب بخوبی واضح نہیں ہوتا ہے چند معنی اس عبارت کے ہو سکتے ہیں یہ معنی جو مرقوم ہوئے یہ نسبت سب معانی کے اقرب معلوم ہوتے ہیں۔ گو ان میں بھی فی الجملہ بعد ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ کام اللہ میں ایام تشریق مراد ہیں۔

فائدہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے: **وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيّامٍ مُّعَدُوْدَاتٍ**۔ ترجمہ: اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے دنوں میں مراد ان دنوں سے ایام تشریق ہیں۔

باب صلاة المعرس والمحصب

معرس اور محصب کی نماز کا بیان

۸۹۹۔ **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِيَدِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلَّى بِهَا قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ**۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ بٹھایا بطحاء میں جوڑوا الحلیفہ میں ہے اور نماز پڑھی وہاں۔ کہا نافع نے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

فائدہ: معرس ایک مقام ہے مدینہ سے چھ میل پر مکہ کی راہ پر اور بطحاء اس مقام کو کہتے ہیں جہاں کنکریاں زیادہ ہوں اور محصب ایک مقام ہے مکہ سے ایک میل کے فاصلہ پر جب منیٰ سے لوٹ کر آتے ہیں تو تھوڑی دیر وہاں ٹھہرتے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص حج کر کے مدینہ کو لوٹ کر جائے تو وہ معرس میں ٹھہرے اور نماز پڑھے اور جو نماز کا وقت نہ ہو تو ٹھہر جائے جب تک نماز کا وقت آئے پھر چلتی رکعتیں چاہے پڑھے کیونکہ مجھے پہنچا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رات کو ٹھہرے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی وہاں اونٹ بٹھایا۔

(۸۹۹) بخاری (۱۵۳۲) کتاب الحج: باب ذات عرق لأهل العراق، مسلم (۱۲۵۷) أبو داود (۲۰۴۴) نسائی (۲۶۶۱) أحمد (۲۸/۲) (۴۸۱۹)۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الطُّلُوعَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمَحْضَبِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ اللَّيْلِ فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ -

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ظہر اور عصر اور مغرب محض میں پڑھتے پھر مکہ میں جاتے رات کو اور طواف کرتے خانہ کعبہ کا۔

باب البيوتة بمكة ليالي منى منى کے دنوں میں رات کو مکہ میں رہنے کا بیان

۹۰۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ زَعَمُوا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَبْعَثُ رِجَالًا يُدْخِلُونَ النَّاسَ مِنْ وَرَاءِ الْعَقَبَةِ -

نافع سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ چند آدمیوں کو مقرر کرتے اس بات پر کہ لوگوں کو پھیر دیں منی کی طرف جمرہ عقبہ کے پیچھے سے۔

فاحمد بن حنبل نے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منی میں دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ شخص دیکھا کہ وہ منی میں اس ارادے سے آیا کہ وہ اس کو جانے اس کو واپس کر دیں۔

۹۰۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَبِيتَنَّ أَحَدٌ مِنَ الْحَاجِّ لَيْلِي لَيْلِي مِنْ وَرَاءِ الْعَقَبَةِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی حاجی منی کی راتوں میں جمرہ عقبہ کے ادھر نہ رہے۔

۹۰۳۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ فِي الْبَيْتِ بِمَكَّةَ لَيْلِي مِنْى لَا يَبِيتَنَّ أَحَدٌ إِلَّا بِنِى -

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ بن زبیر نے کہا کہ منی کی راتوں میں کوئی مکہ میں نہ رہے بلکہ منی میں رہے۔

باب رمى الجمار کنگریاں مارنے کا بیان

۹۰۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْحَمْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وَوُقُوفًا

(۹۰۰) بخاری (۱۷۶۸) کتاب الحج: باب النزول بذي طوى قبل أن يدخل مكة مسلم (۱۳۱۰)

أبو داود (۲۰۱۲) ترمذی (۹۲۱) أحمد (۱۰۰۲) (۵۷۵۶)۔

(۹۰۲) بیہقی (۱۵۳/۵) رقم (۹۶۹۰)۔

(۹۰۳) ابن ماجہ (۲۸۵۳) رقم (۱۴۳۷۴)۔

طَوِيلًا حَتَّى يَمَلَّ الْقَائِمُ -

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ٹھہرتے تھے جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کے پاس بڑی دیر تک کہ تھک جاتا تھا کھڑا ہونے والا۔
فائدہ: بعدری کے دعا کرنے کو۔

۹۰۵ - عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْحُمْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وَقُوفاً طَوِيلًا يُكَبِّرُ اللَّهَ وَيُسَبِّحُهُ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُو اللَّهَ وَلَا يَقِفُ عِنْدَ حُمْرَةِ الْعَقَبَةِ -

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کے پاس ٹھہرے تھے بڑی دیر تک تکبیر کہتے اور تسبیح اور تحمید پڑھتے اور دعا مانگتے اللہ جل جلالہ سے اور جمرہ عقبہ کے پاس نہ ٹھہرتے۔

۹۰۶ - عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ عِنْدَ رَمِي الْحُمْرَةِ كُلَّمَا رَمَى بِحِصَاةٍ -

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کنکریاں مارتے وقت تکبیر کہتے ہر کنکری مارنے پر۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں نے سنا بعض اہل علم سے کہتے تھے کنکریاں اتنی اتنی ہونی چاہئیں کہ دو انگلیوں سے اس کو مار سکیں۔

فائدہ: اور حدیث میں ایسا ہی وارد ہے کہ "علیکم بمنثل حصی العذف" لازم ہیں تم پر کنکریاں چھوٹی چھوٹی کہ انگشت شہادت پر رکھ کے انگوٹھے سے مار سکیں۔ اس کا اندازہ یہ کیا ہے کہ باقلا کے دانوں کے برابر ہوں۔

مسئلہ: کہا امام مالک نے کہ میرے نزدیک ذرا اس سے بڑی ہونی چاہیے۔

فائدہ: یہ قول امام مالک کا موجب تعجب ہے کہ حدیث میں جتنی کنکریاں آئی ہیں ان سے بڑی تجویز کرتے ہیں مگر شاید امام مالک کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو۔ زرقانی نے اسی وجہ کو اختیار کیا ہے ورنہ امام مالک حدیث کے خلاف کبھی اختیار نہ کرتے۔

۹۰۷ - عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ عَرَبَتْ لَهُ الشَّمْسُ مِنْ أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَهُوَ بَعْنَى فَلَا يَنْفِرَ حَتَّى يَرْمِيَ الْجِمَارَ مِنَ الْعَدِ -

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جس کو آفتاب ڈوب جائے بارہویں تاریخ منیٰ میں تو وہ نہ جائے جب تک تیرہویں تاریخ نرمی نہ کر لے۔

فائدہ: سنا ہے بارہویں تاریخ کو بعدری کے مکہ چلے آنا درست ہے لیکن اگر بارہویں کو ٹھہر گیا اور آفتاب ڈوب گیا

(۹۰۵) بیہقی (۱۴۹/۵) رقم (۹۶۶۶)۔

(۹۰۶) ایضاً۔

(۹۰۷) بیہقی (۱۵۲/۵) رقم (۹۶۸۶)۔

منی میں تو پھر نہیں آسکتا جب تک تیرہویں تاریخ کی رمی نہ کرے۔

۹۰۸۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا إِذَا رَمَوْا الْجِمَارَ مَشَوْا ذَاهِبِينَ وَرَاجِعِينَ وَأَوَّلُ مَنْ رَكِبَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ -

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ لوگ جب رمی کرنے کو جاتے تو پیدل جاتے اور پیدل آتے

سب سے پہلے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے واسطے سوار ہوئے۔

فائدہ: کیونکہ وہ موہ رُآبی تھے اُن کو نجوم میں پاپیادہ جانا اور آنا دشوار تھا۔ افسوس ہے کہ اس زمانے میں ایسے مقاموں میں سوار ہونے کو عزت اور افتخار کا باعث سمجھتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ جو امخلاف سنت ہے اس میں آخرت کی ذلت ہے گو دنیا میں عزت ہو۔

۹۰۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ مِنْ أَيْنَ كَانَ الْقَاسِمُ يَرْمِي حِمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ مِنْ حَيْثُ تَيْسَرَ -

امام مالک نے پوچھا عبدالرحمن بن قاسم سے کہ قاسم بن محمد کہاں سے رمی کرتے تھے جمرہ عقبہ کی۔

بولے جہاں سے ممکن ہوتا۔

فائدہ: یعنی اوپر یا نیچے سے مگر نیچے سے رمی کرنا افضل اور مستنون ہے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ لڑکے اور مریض کی طرف سے رمی کرنا درست ہے جو اب دیا باں درست ہے مگر مریض اپنے ذریعے میں اس وقت تکبیر کے وقت تاک کر اور ایک قربانی کرے پھر اگر وہ مریض ایام تشریق کے اندر اچھا ہو جائے تو اپنے آپ وہ رمی ادا کرے اور بدی نہ دے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص بے وضو نکلیاں مارے یا عصافروہ کے سچ میں دوڑے تو اس پر اعادہ لازم نہیں مگر جان بوجھ کر ایسا نہ کرے۔

۹۱۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا تُرْمَى الْجِمَارُ فِي الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ -

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے تینوں دنوں میں رمی بعد زوال کے کی جائے۔

فائدہ: یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ کو اور دسویں تاریخ زوال سے اول کرے یا بعد جب ممکن ہو لیکن زوال سے پہلے مستنون ہے۔ ابوحنیفہ کے نزدیک ۱۳ کی رمی قبل زوال کے بھی درست ہے۔

(۹۰۸) بیہقی (۱۳۱/۵) رقم (۹۵۶۱)۔

(۹۰۹) ابن ابی شیبہ (۱۹۲/۳) رقم (۱۳۴۱۸)۔

(۹۱۰) بیہقی (۱۴۹/۵) رقم (۹۶۶۶) بخاری (۱۷۴۶) أبو داود (۱۹۷۲)۔

باب الرخصة في رمى الجمار رمى جمار میں رخصت کا بیان

۹۱۱۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرْخِصَ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ فِي الْيُسُوتَةِ خَارِجِينَ عَنْ مِئْسَى يَرْمُونَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْمُونَ الْعَدَاةَ وَمِنْ بَعْدِ الْعَدَاةِ لِيَوْمَيْنِ ثُمَّ يَرْمُونَ يَوْمَ النَّفَرِ۔

حضرت عاصم بن عدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی اونٹ والوں کو رات اور کہیں بسر کرنے کی سوامنی کے۔ وہ لوگ رمی کر لیں یوم النحر کو پھر دوسرے دن یا تیسرے دن دونوں پھر اگر ہیں تو چوتھے دن بھی رمی کریں۔

فائدہ: کیونکہ ان کو اپنے اونٹ چرانے کے اور اونٹوں کی محافظت کی ضرورت پڑتی ہے اگر وہ مٹی میں رات توڑیں تو ان کے اونٹ چوری ہو جائیں اور اونٹوں کو اپنے ساتھ رکھیں تو آدمیوں کے جھوم کی وجہ سے آدھیاں کوا، اونٹوں کو تکلیف ہو اس واسطے آپ نے ان کو اجازت دی کہ وہ رات کو اور مقام میں بھی رہ سکتے ہیں اور کسی کو درست نہیں کہ مٹی کی راتوں میں سوامنی کے اور کہیں رہے۔

۹۱۲۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَذْكُرُ أَنَّهُ أُرْخِصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا بِاللَّيْلِ يَقُولُ فِي الزَّمَانِ الْأَوَّلِ۔

حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ زمانہ اول میں (یعنی رسول اللہ ﷺ کے عہد میں) اونٹ چرانے والے کو اجازت تھی رات کو رمی کرنے کی۔

فائدہ: اس خیال سے کہ شاید کاموں کی وجہ سے ان کو دن کو فرصت نہ ہو اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ رمی رات کو جائز ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ عاصم بن عدی کی حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی ہے اونٹ پرانے والوں کو رمی جمار میں اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ رمی کریں یوم النحر کو پھر جب سیارہ میں تاریخ گزر جائے تو رات میں تاریخ گیارہوں کی رمی کر کے یا راتوں کی رمی بھی کریں پھر اگر بارہویں کو ان کا جانا ہو جائے تو بہتر ہے کہ یہ دو دن تاریخ کو اگر بھر میں تو لوگوں کے ساتھ رمی کر کے جائیں۔

۹۱۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَةَ أَخٍ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ نَفَسَتْ بِالْمُرْدَلِغَةِ فَتَخَلَّفَتْ فِي وَصْفِيَّةِ

- (۹۱۱) ابو داؤد (۱۹۷۵) کتاب المناسک: باب فی رمی الجمار، ترمذی (۹۵۵) نسائی (۳۰۶۹)
ابن ماجہ (۳۰۳۷) أحمد (۴۵۰/۵) (۲۴۱۸۲) دارمی (۱۸۹۷)۔
(۹۱۳) ابن ابی شیبہ (۳۸۰/۳) (۱۵۳۱۳) بیہقی (۱۵۰/۵) (۹۶۷۱)۔

حَتَّىٰ أَتَانَا مِنِّي بَعْدَ أَنْ عَرَبَتْ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ فَأَمَرَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَنْ تَرْمِيَا الْحُمْرَةَ حِينَ اتَّانَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِمَا شَيْئًا -

ناصح سے روایت ہے کہ صفیہ بنت ابی عبید کی بھتیجی کونفاس ہوا مزدلفہ میں تو وہ اور صفیہ ٹھہر گئیں یہاں تک کہ منیٰ میں جب پہنچیں آفتاب ڈوب گیا یوم النحر کو تو حکم کیا ان دونوں کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کنکریاں مارنے کا جب آئیں وہ منیٰ میں اور کوئی جزاء ان پر لازم نہ کی۔

میتلئے: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص بھول جائے رمی کرنا کسی جہرہ کی کسی تاریخ میں منیٰ کے دنوں میں سے یہاں تک کہ شام ہو جائے تو جواب دیا کہ جب یاد آئے رات یا دن کو رمی کرے جیسے نماز جو کوئی بھول جائے پھر یاد کرے رات یا دن کو تو پڑھ لے البتہ اگر مکہ میں چلا آیا اس وقت یاد آیا جب منیٰ سے نکل گیا اس وقت خیال آیا تو یہی واجب ہوگی۔

طواف زیارت کا بیان

باب طواف الافاضة

۹۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَخَبَ النَّاسَ بِعَرَفَةَ وَعَلَّمَهُمْ أَمْرَ الْحَجِّ فَقَالَ لَهُمْ بِنَا قَالَ إِذَا جِئْتُمْ مِنِّي فَمَنْ رَمَى الْحُمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهُ مَا حَرَّمَ عَلَى الْحَاجِّ إِلَّا النَّسَاءَ وَالطَّيْبَ لَا يَمَسُّ أَحَدٌ نِسَاءً وَلَا طَيِّبًا حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا عرفات میں اور کہا ہے ان کو ارکان حج کے اور کہا ان سے جب تم آؤ منیٰ میں اور کنکریاں مار چکو تو سب چیزیں درست ہو گئیں تمہارے واسطے جو حرام تھیں احرام میں مگر عورتوں سے صحبت کرنا اور خوشبو لگانا۔ کوئی شخص تم میں سے صحبت نہ کرے اور نہ خوشبو لگائے جب تک طواف نہ کر لے خانہ کعبہ کا۔

۹۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ رَمَى الْحُمْرَةَ ثُمَّ حَلَّقَ أَوْ قَصَرَ وَنَحَرَ هَدْيًا إِنْ كَانَ مَعَهُ فَقَدْ حَلَّ لَهُ مَا حَرَّمَ عَلَيْهِ إِلَّا النَّسَاءَ وَالطَّيْبَ حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص کنکریاں مارے اور سر منڈائے یا بال کتروائے اور اس کے ساتھ اگر ہدی ہو تو نحر کر لے پس حلال ہو جائیں گی اس پر وہ چیزیں جو حرام تھیں مگر صحبت کرنا عورتوں سے اور خوشبو لگانا درست نہ ہوگا طواف زیارت تک۔

باب دخول الحائض مكة حائضه كوكمه میں جانے کا بیان

۹۱۶۔ عَنِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوُدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَجِلُّ حَتَّى يَجِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا قَالَتْ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمْ أَطْفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَّوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقِضِي رَأْسُكَ وَامْتَشِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ أُرْسِلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ إِلَى التَّعِيمِ فَأَعْتَمَرْتُ فَقَالَ هَذَا مَكَانٌ عُمَرَتِكَ فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا مِنْهَا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مَنَى لِحَجَّتِهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَانُوا أَهَلُّوا بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نکلے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے حجۃ الوداع کے سال میں تو احرام باندھا ہم نے عمرہ کا۔ پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کے ساتھ ہدی ہو تو وہ احرام حج اور عمرہ کا ساتھ باندھے پھر احرام نہ کھولے یہاں تک کہ دونوں سے فارغ ہو کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں آئی مکہ میں حیض کی حالت میں تو میں نے نہ طواف کیا نہ سعی کی صفامروہ کی اور شکایت کی میں نے رسول اللہ ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور عمرہ چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے۔ میں نے ویسا ہی کیا جب ہم حج کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو عبد الرحمن بن ابی بکر کے ساتھ کر کے تعیم کو بھیجا۔ میں نے عمرہ ادا کیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرہ عوض ہے تیرے اس عمرہ کا تو جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ طواف اور سعی کر کے حلال ہو گئے پھر حج کے واسطے دوسرا طواف کیا جب لوٹ کر آئے منی سے اور جن لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرہ کا ایک ساتھ باندھا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمرہ کا احرام باندھ کر جب کوئی عذر ہو تو اس کو ترک کر کے حج کا احرام باندھ سکتے ہیں اور عذر یہاں یہ تھا کہ عمرہ میں سردست طواف کرنا پڑتا تھا اور وہ حالت حیض میں معذور تھا برخلاف حج کے اس میں سردست طواف کی ضرورت نہیں۔

(۹۱۶) بخاری (۱۵۵۶) کتاب الحج: باب کیف تهل الحائض والنفساء، مسلم (۱۲۱۱) أبو داود (۱۷۸۱) ترمذی (۹۴۵) نسائی (۲۸۰۳) ابن ماجہ (۲۹۶۳) أحمد (۳۵۱۶) (۲۴۵۷۲)۔

فائدہ: تعمیم ایک مقام ہے مکہ سے چار میل پر مدینہ منورہ کی طرف اب وہیں سے عمرہ کا احرام باندھنا کرتے ہیں۔
فائدہ: کیونکہ قرآن میں ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے اور یہی قول ہے اکثر صحابہ کا اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قارن کو دو طواف اور دو سعی لازم ہیں۔ نسائی نے حضرت علیؓ سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

۹۱۷۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِ ذَلِكَ۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ نے بھی حضرت عائشہؓ سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

۹۱۸۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمْ أَطْفِ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَّوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَفْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتَّى تَطْهَرِي۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں آئی مکہ میں حالت حیض میں اور میں نے طواف نہ کیا خانہ کعبہ کا اور نہ سعی کی صفا اور مروہ کی تو میں نے شکوہ کیا اس کا رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا جو کام حاجی کرتے ہیں وہ تو بھی کر فقط طواف اور سعی نہ کر جب تک پاک نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو عورت عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں آئے اور وہ حیض سے ہو اور حج کے دن آجائیں اور طواف نہ کر سکیں تو اگر حج کے فوت ہونے کا خوف ہو تو حج کا احرام باندھ لے اور ہدی دے اور اس کا حکم قارن کا سا ہو گا۔ ایک طواف اس کو کافی ہے اور دو طواف عرفہ اور دو طواف مزدلفہ اور رمی جمار حیض کی حالت میں ادا کر سکتی ہے۔ مگر طواف زیارت نہ کرے جب تک حیض سے پاک نہ ہو۔

باب جامع الطواف حائضہ کے طواف زیارت کا بیان

۹۱۹۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتُ حُحَيْبٍ حَاضَتْ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَابِسْتُنَا هِيَ فَقِيلَ إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ فَقَالَ فَلَا إِذَا۔

ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ صفیہ کو حیض آیا تو بیان کیا رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہمارے روکنے والی ہے لوگوں نے کہا وہ طواف افاضہ کر چکی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر نہیں۔

فائدہ: یعنی اب رکنے کی کیا ضرورت ہے طواف و داغ اس صورت میں واجب نہیں ہے۔

۹۲۰۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ

(۹۱۹) بحاری (۳۲۸) کتاب الحيض : باب المرأة تحيض بعد الافاضة ، مسلم (۲۱۱) أبو داود

(۲۰۰۳) ترمذی (۹۴۳) نسائی (۳۹۱) ابن ماجہ (۳۰۷۲) احمد (۳۸/۶) (۲۴۶۰۲)۔

مَوْطَا اِمَامِ مَالِكٍ

صَفِيَّةُ بِنْتُ حَيْثَى قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ قُلْنِ بَلَى قَالَ فَاخْرُجِي -

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے یا رسول اللہ! صفیہ کو حیض آ گیا آپ ﷺ نے فرمایا شاید وہ ہم کو روکے گی کیا اس نے طواف نہ کیا خانہ کعبہ کا عورتوں نے کہا ہاں کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا چلو۔

۹۲۱ - عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَانَتْ إِذَا حَاضَتْ وَمَعَهَا بِنَاءٌ تَخَافُ أَنْ يَحْضُرَ قَدَّمْتُهُنَّ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَفْضَنَ فَإِنْ حِضُّنَّ بَعْدَ ذَلِكَ لَمْ تَنْتَظِرْهُنَّ لَمَّا نَزَلْنَ بِهِنَّ وَهُنَّ حِضُّنَّ إِذَا كُنَّ قَدْ أَفْضَنَ -

حضرت عمر بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حج کر رہی تھیں اور تین کنوئینوں کے ساتھ اور خوف ہوتا ان کو حیض آ جانے کا تو یہم انحر کو ان کو روانہ کر دیتیں جو انہیں افاضہ کے واسطے۔ جب وہ طواف خانہ کعبہ کر چکیں اب اگر ان کو حیض آتا تو ان کے پاک ہونے کا انتظار نہ کرتیں بلکہ چل کھڑی ہوتیں۔

۹۲۲ - عَنْ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حَيْثَى فَقِيلَ لَهُ قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا حَابِسُنَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا قَدْ طَافَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا إِذَا -

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا صفیہ کا تو لوگوں نے کہا آپ ﷺ سے ان کو حیض آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاید وہ ہمارے روکنے والی ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ طواف کر چکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر کچھ نہیں۔

۹۲۳ - قَالَ هِشَامٌ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَنَحْنُ نَذْكُرُ ذَلِكَ فَلِمَ يُقَدِّمُ النَّاسُ بِنَاتَهُمْ إِنْ كَانَ ذَلِكَ لَا يَنْفَعُهُنَّ وَلَوْ كَانَ الَّذِي يَقُولُونَ لِأَصْبَحَ بِمَعْنَى أَكْثَرَ مِنْ سِتَّةِ أَلْفِ امْرَأَةٍ حَائِضٍ كُلَّهُنَّ قَدْ أَفْضَنَ -

کہا ہشام نے کہا عروہ نے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب ہم اس کا ذکر کرتے تھے اگر پہلے سے عورتوں کو طواف کے لیے روانہ کر دینا مفید نہیں تو لوگ کیوں بھیج دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ جیسے سمجھتے ہیں کہ طواف و اداع

(۹۲۱) بیہقی (۱۶۳/۵) رقم (۹۷۰۷) -

(۹۲۳) ایضاً۔

﴿مَوْطِئُ إِعْمَامِ مَالِكٍ﴾ کے لیے ٹھہرنا لازم ہے صحیح ہوتا تو منیٰ میں چھ ہزار عورتوں سے زیادہ حیض کی حالت میں پڑی ہوتیں طواف الوداع کے انتظار میں۔

۹۲۵۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ بِنْتَ مَلْحَانَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَاضَتْ أَوْ وَلَدَتْ بَعْدَمَا أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَذِنَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَتْ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام سلیم نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے اور اس کو حیض آ گیا تھا یا زوجگی ہوئی تھی بعد طوافِ افاضہ کے یومِ النحر کو تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اجازت دی اور وہ چلی گئیں۔

اعوام مالک نے فرمایا کہ جس عورت کو حیض آجاتا منیٰ میں نو روز ٹھہری رہے یہاں تک کہ وہ طوافِ افاضہ کرے اور اگر طوافِ افاضہ کے بعد اس کو حیض آیا تو اپنے شہ کو چھل جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ہم کو روخصت تھی سے حد نصہ کے واسطے اور اگر حیض آیا طوافِ افاضہ سے پہلے پھر نہ ان بندہ ہو تو کشمکشات گائیں گے۔
فائدہ: اعوام مالک نے زیادہ اشرفیت حیض کی چند روز ہیں۔

باب فدیة ما أصيب من الطير والوحش كإياد

۹۲۶۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ السُّكِّيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضَى فِي الضَّبُعِ بِكَيْشٍ وَفِي الْعُرْزَالِ بَعْزُرٍ وَفِي الْأَرْنَبِ بَعْنَاقٍ وَفِي الْبُرْبُوعِ بِحَفْرَةٍ۔

ابو الزبیر کی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم کیا بچو کے مارنے میں ایک مینڈھے کا اور ہرن میں ایک بکری کا اور خرگوش میں بکری کے بچے کا جو سال بھر کا ہو اور جنگلی چوہے میں بکری کے چار ماہ کے بچے کا۔

۹۲۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَيْرِينَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أُجْرِيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي لِي فَرَسَيْنِ نَسْتَبِقُ إِلَى ثَغْرَةِ نَيْبَةَ فَأَصَبْنَا ظَبْيًا وَنَحْنُ مُخْرِمَانِ فَمَاذَا تَرَى فَقَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ تَعَالَ حَتَّى أُحْكَمَ أَنَا وَأَنْتَ قَالَ فَحَكَمْنَا عَلَيْهِ بِعَنْزِ قَوْلِي الرَّجُلِ وَهُوَ يَقُولُ هَذَا

(۹۲۵) عبدالرزاق (۸۲۱۴) بیہقی (۱۸۳/۵) (۱۸۴)۔

(۹۲۶) عبدالرزاق (۸۲۳۹) بیہقی (۱۸۰/۵) رقم (۹۸۵۷)۔

أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَحْكُمَ فِي ظُلْمِي حَتَّى دَعَا رَجُلًا يَحْكُمُ مَعَهُ فَسَمِعَ عُمَرُ قَوْلَ الرَّجُلِ فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ هَلْ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمَائِدَةِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَعْرِفُ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي حَكَمَ مَعِيَ فَقَالَ لَا فَقَالَ لَوْ أَخْبَرْتَنِي أَنَّكَ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمَائِدَةِ لَأَوْجَعْتُكَ ضَرْبًا ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ يَحْكُمُ بِهِ ذُوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ وَهَذَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ -

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کہ میں نے اپنے ساتھی کے ساتھ گھوڑے ڈالے۔ ایک تنگ گھاٹی میں تو مارا ہم نے ہرن کو اور ہم دونوں احرام باندھے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جو ان کے پہلو میں بیٹھا تھا بلایا اور کہا آؤ ہم تم مل کر حکم کر دیں تو دونوں نے مل کر ایک بکری کا حکم کیا۔ وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہنے لگا یہ امیر المؤمنین ہیں ایک ہرن کا فیصلہ کیلئے نہ کر سکے جب تک ایک اور شخص کو اپنے ساتھ نہ بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن لی تو اس کو پکارا اور کہا تو نے سورہ مائدہ پڑھی ہے؟ وہ بولا نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے تو اس شخص کو پہچانتا ہے جس نے میرے ساتھ مل کر فیصلہ کیا اس نے کہا نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو یہ کہتا کہ میں نے سورہ مائدہ پڑھی ہے تو اس وقت میں تجھے مارتا پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی کتاب میں ”تجویز کر دیں جزاء کو دو عادل تم میں سے وہ ہدی ہو جو پہنچے مکہ میں“ اور یہ شخص عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: اس شخص نے جہالت سے یہ سمجھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تنہا اس باب میں حکم نہ کر سکے۔ دوسرے یہ کہ جس شخص کو شریک کیا وہ اس قابل نہ تھا کہ شریک کیا جائے رائے میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں باتیں اس کو بتادیں کہ اللہ کا حکم ایسا ہے کہ دو مرد عادل مل کر جزاء تجویز کریں اس لیے میں نے ایک اور شخص شریک کیا اور جس کو شریک کیا وہ بڑے پائے اور اعلیٰ مرتبہ کا شخص ہے یعنی عبدالرحمن بن عوف عشرہ مبشرہ میں سے ہیں رضی اللہ عنہما۔

۹۲۷ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْبَقَرَةِ مِنَ الْوَحْشِ بَقْرَةٌ وَفِي الشَّاةِ مِنَ الطَّيِّبِ شَاةٌ -

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ کہتے تھے کہ نیل گائے میں ایک گائے لازم اور ہرن میں ایک بکری لازم ہے۔

۹۲۸ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي حَمَامٍ مَكَّةَ إِذَا قُتِلَ شَاةٌ -
سعید بن مسیب سے روایت ہے وہ کہتے تھے مکہ کے کبوتر میں جب قتل کیا جائے تو ایک بکری لازم ہے۔

(۹۲۷) عبدالرزاق (۸۲۱۲) ابن ابی شیبہ (۱۴۴۲۲) بیہقی (۱۸۲/۵) رقم (۹۸۷۱)۔

(۹۲۸) عبدالرزاق (۸۲۷۲) بیہقی (۲۰۶/۵) رقم (۱۰۰۰۸)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص مکہ کا رہنے والا احرام باندھے حج یا عمرہ کا اور اس کے گھر میں ایک گھونٹلا ہو کبوتر کے بچوں کا وہ گھونٹلے کا منہ بند کر دے اور بچے مرجائیں تو ہر بچہ کے بدلے ایک ایک بکری دینا ہوگی۔ کہا مالکؒ نے میں ہمیشہ سنتا آیا ہوں کہ شتر مرغ کو جب محرم مارڈالے تو ایک اونٹ واجب ہوگا۔ کہا مالکؒ نے شتر مرغ کے انڈے میں اونٹ کا دسواں حصہ لازم ہے جیسے آزاد عورت کے پیٹ کے بچے کو کوئی مارڈالے تو ایک لونڈی یا غلام دینا ہوگا جس کی قیمت پچاس دینار ہو اور پچاس دینار کل دیت کا دسواں حصہ ہے کہا مالکؒ نے نسر اور عقاب اور رثم یہ سب صید ہیں اگر ان کو مارے گا تو جزاء دینی ہوگی۔ کہا مالکؒ نے جس جانور کا جو بدلہ ہے وہ ہی رہے گا اگر چہ وہ جانور چھوٹا یا بڑا ہو جیسے دیت صغیر اور کبیر کے برابر ہے۔ یعنی چھوٹے ہرن کا بدلہ بھی ایک بکری ہے اور بڑے ہرن کا عوض بھی ایک بکری ہے جیسے کوئی بڑے آدمی کو مارے تو بھی وہی دیت ہے اور لڑکے کو مارے تب بھی وہی دیت ہے۔

باب فدیة من اصاب شیئا من احرام کی حالت میں اگر ٹڈی مارے تو الجراد وهو محرم اس کی جزا کا بیان

۹۲۹۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّي اَصْبَبْتُ حَرَآدَاتٍ بِسَوْطِيْ وَاَنَا مُحْرِمٌ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اطْعِمُ قَبْضَةً مِّنْ طَعَامٍ۔
حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا حضرت عمرؓ کے پاس اور کہا کہ میں نے چند ٹڈیوں کو کوڑے سے مار ڈالا اور میں احرام باندھے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مٹھی بھر کھانا کسی کو کھلا دے۔

۹۳۰۔ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَّأَلَهُ عَنْ حَرَآدَاتٍ قَتَلَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ لِكُعْبٍ تَعَالَ حَتَّى نَحْكُمَ فَقَالَ كُعْبٌ دِرْهَمٌ فَقَالَ عُمَرُ لِكُعْبٍ اِنَّكَ لَتَجِدُ الدَّرَاهِمَ لَتَمْرَةً خَيْرٌ مِّنْ حَرَآدَةٍ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس اور پوچھا آپ سے میں نے ایک ٹڈی مار ڈالی حالت احرام میں۔ حضرت عمرؓ نے کہا آؤ ہم تم مل کر فیصلہ کریں۔ کعبؓ نے کہا ایک درہم لازم ہے حضرت عمرؓ نے کہا تیرے پاس بہت درہم ہیں میرے نزدیک ایک کھجور بہتر ہے ایک ٹڈی سے۔

قائدہ: تو ہر ٹڈی کے بدلے میں ایک کھجور صدقہ دینا کافی ہے یا ایک مٹھی اناج کی۔

باب فدية من حلق قبل أن ينحر جو شخص قبل نحر کے حلق کرے اس کے فدیہ کا بیان

۹۳۱۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا فَأَذَاهُ الْقَمْلُ فِي رَأْسِهِ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْلُقَ رَأْسَهُ وَقَالَ صُمُّ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ أُطْعِمِ سِتَّةَ مَسَاكِينَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنٍ لِكُلِّ إِنْسَانٍ أَوْ أَنْسُكَ بِشَاةٍ أَيْ ذَلِكَ فَعَلْتُ أَجْزَأُ عَنْكَ۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام بانہ سے ہوئے ان کے سر میں جو مں پڑ گئیں تو حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سر منڈانے کا اور کہا تین روز یا چھ مسکینوں کو دو دو دکھانا دے یا ایک بکری ذبح کرے ان میں جو کرے گا کافی ہے۔

۹۳۲۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنْ لَعَلَّكَ إِذَا كَفَّ هَوَامُّكَ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْلُقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أُطْعِمِ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوْ أَنْسُكَ بِشَاةٍ۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید تجھ کو تکلیف دیتی ہیں جو مں انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منڈوا ڈال سراپنا اور تین روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلایا ایک بکری ذبح کر۔

۹۳۳۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّهُ قَالَ جَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَنْفَعُ نَسَبًا قَدْرًا لِأَصْحَابِي وَقَدْ امْتَلَأَ رَأْسِي وَلِحْيَتِي قَمَلًا فَأَخَذَ بِجَبْهَتِي ثُمَّ قَالَ خْلُقْ هَذَا الشَّعْرَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أُطْعِمِ سِتَّةَ مَسَاكِينَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيمًا أَنَّهُ لَيْسَ عِنْدِي مَا أَنْسُكَ بِهِ۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آئے میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ہانڈی پھونک رہا تھا اپنے ساتھیوں کی اور میرے سر اور داڑھی کے بال جوڑوں سے بھر گئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پیشانی تمام کر فرمایا ان بالوں کو منڈوا ڈال اور تین روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ

(۹۳۱) بخاری (۱۸۱۴) کتاب الحج: باب قول الله تعالى: فمن كان منكم مريضا، مسلم (۱۲۰۱)
أبو داد (۱۸۵۶) ترمذی (۹۵۳) تسائی (۲۸۵۱) ابن ماجہ (۳۰۷۹) احمد (۲۴۱/۴)
(۱۸۲۸۰)۔

(۹۳۳) أيضاً۔

لگانا چاہے بغیر ضرورت کے فدیہ کو آسان سمجھ کر تو یہ جائز نہیں ہے بلکہ رخصت ضرورت کے وقت ہے جو کوئی ایسا کرے فدیہ دے۔ سوال ہوا امام مالک سے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ﴿فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نَسْكَ﴾ تو اس شخص کو اختیار ہے اس میں اور نسک کیا چیز ہے اور طعام کتنا واجب ہے اور کس مد سے چاہیے اور روزے کتنے چاہئیں اور اس میں تاخیر کرنا درست ہے یا فی الفور کرنا چاہیے۔ مالک نے جواب دیا جتنے کفاروں میں اللہ جل جلالہ نے اس طرح بیان کی ہے کہ یا یہ ہو یا یہ ہو اس میں اختیار ہے جو سنا امر چاہے کرے اور نسک سے ایک بکری مراد ہے اور روزے سے تین روزے مقصود ہیں اور طعام سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا منظور ہے ہر مسکین کو دو مد دینا چاہیے۔ نبی ﷺ کے مد سے۔ امام مالک نے فرمایا اور سنا میں نے بعض اہل علم سے کہتے تھے کہ اگر محرم نے کسی چیز کو کچھ مارا اور وہ کسی جانور چرند یا پرند کو جو شکاری ہے جاگا اور وہ مر گیا مگر محرم کا ارادہ اس کے مارنے کا نہ تھا اس پر فدیہ لازم ہوگا کیونکہ قصد اور خطا دونوں اس باب میں یکساں ہیں۔ امام مالک نے فرمایا اگر چند لوگ مل کر ایک شکار ماریں اور سب احرام باندھے ہوں تو ہر ایک شخص پر ان میں سے جزاء لازم ہوگی اور ہر ایک کو پوری جزاء دینی ہوگی اگر ان پر ہدی کا حکم ہوگا تو ہر ایک کو ہدی دینا ہوگی اگر روزوں کا حکم ہوگا تو ہر ایک روزہ رکھنا ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ چند آدمی مل کر ایک شخص کو خطا سے مار ڈالیں تو کفارہ قتل کا یعنی ایک غلام آزاد کرنا ہر ایک پر واجب ہوگا یا دو مینے پے در پے روزے ہر ایک کو رکھے ہوں گے۔ امام مالک نے فرمایا جس شخص نے شکار مارا بعد نکل کر یا مارنے کے سر منڈانے کے قبل طواف افاضہ کے تو اس پر جزاء اس شکار کی لازم ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾ یعنی جب تم احرام کھول ڈالو تو شکار کرو اور جس شخص نے طواف افاضہ نہیں کیا اس کا پورا احرام نہیں کھلا۔ کیونکہ اس کو صحبت عورتوں سے اور خوشبو لگانا درست نہیں۔ امام مالک نے فرمایا اگر محرم حرم کا درخت اکھاڑے تو اس پر کچھ جزاء لازم نہ ہوگی مگر یہ فعل بہت برا ہے۔

فائدہ: کیونکہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص ایمان لائے اللہ پر اور قیامت پر اس کو درست نہیں کہ حرم میں خون کرے یا وہاں کا درخت کاٹے امام ابوحنیفہ اور شافعی کے نزدیک جزاء لازم ہوگی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص حج میں تین روزے رکھنا بھول جائے یا بیماری کی وجہ سے نہ رکھ سکے یہاں تک کہ اپنے شہر چلا جائے تو اس کو اگر ہدی کی قدرت ہو تو ہدی دے ورنہ تین روزے اپنے گھر میں رکھ کر پھر سات روزے رکھے۔

فائدہ: جب کوئی تمتع کرے اور ہدی نہ پائے تو اس پر تین روزے ہیں حج میں اور سات روزے بعد حج کے جیسے کہ اوپر بیان ہوا انہیں روزوں کا یہاں ذکر ہے اگر کسی پر یہ روزے لازم تھے اور وہ بھول گیا یا بیماری کی وجہ سے نہ رکھ سکا تو اس کا یہ حکم ہے۔

حج کی مختلف احادیث کا بیان

باب جامع الحج

۹۳۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۹۳۵) بخاری (۱۷۳۶) کتاب الحج: باب الفتيا على الذابة عند الحمرة، مسلم (۱۳۰۶) أبو داود

(۲۰۱۴) ترمذی (۹۱۶) نسائی فی "الکبری" (۴۱۰۹) ابن ماجه (۳۰۵۱)۔

لِلنَّاسِ بَيْنِي وَالنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ فَجَاهَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ أَشْعُرُ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْحَرُوا وَلَا حَرَجَ ثُمَّ جَاءَهُ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ أَشْعُرُ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أُرْمَى قَالَ أَرْمَى وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سِئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَدَّمَ وَلَا أَخَّرَ إِلَّا قَالَ أَفْعَلْ وَلَا حَرَجَ -

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے منیٰ میں حجۃ الوداع میں اور لوگ مسئلے پوچھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا ایک شخص آیا اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے سرمند الیا قبل نحر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ذبح کر لے کچھ حرج نہیں ہے۔ پھر دوسرا شخص آیا۔ وہ بولا یا رسول اللہ! میں نے نادانی سے نحر کیا قبل رمی کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمی کر لے کچھ حرج نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جب سوال ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کو مقدم یا مؤخر کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کر لے اور کچھ حرج نہیں ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسئلہ نہ جان کر کسی رکن کی تقدیم یا تاخیر کرے تو نہ گناہ ہے نہ نذر یہ اور بعضوں نے کہا کہ حرج نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ گناہ نہیں ہے لیکن دم لازم آئے گا اور صحیح پہلا قول ہے۔

۹۳۶- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ -

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوٹتے جہاد یا حج یا عمرہ سے تو تکبیر کہتے۔ ہر چڑھاؤ پر تین بار فرماتے "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدیر" ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں اللہ کی طرف پوجنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں اللہ کو اپنے پروردگار کی طرف کرنے والے ہیں سچا کیا اللہ نے وعدہ اپنا اور مدد کی اپنے بندے کی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور بھگا دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوجوں کو اکیلے۔

فائدہ: وہ وعدہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو کفار کے مقابلے میں فتح حاصل ہوگی اور یہ وعدہ تھا کہ مسلمان مسجد الحرام میں بے کھٹکے اور بے خوف داخل ہوں گے۔

(۹۳۶) بخاری (۱۷۹۷) کتاب الحج: باب ما یقول اذا رجع من الحج أو العمرة أو الغزو، مسلم (۱۳۴۴) أبو داود (۲۷۷۰) ترمذی (۹۵۰) نسائی فی الکبری (۸۷۷۳) أحمد (۶۳/۲)

۹۳۷۔ عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِامْرَأَةٍ وَهِيَ فِي مِحْفَتِهَا فَقِيلَ لَهَا هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَتْ بِضَعَعِي صَبِيٍّ كَانَ مَعَهَا فَقَالَتْ أَلْهَذَا حَجٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ -

حضرت کریم سے جو مولیٰ ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا ایک عورت پر اور وہ اپنے محاف میں تھی (محافہ ہود کی مانند ہوتا ہے مگر اس پر قبہ نہیں ہوتا) تو کہا گیا اس سے کہ یہ رسول اللہ ﷺ اس لڑکے کا بھی حج ہے فرمایا ہاں اور تجھ کو اجر ہے۔

۹۳۸۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كُرَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا رَأَيْتُ الشَّيْطَانَ يَوْمًا هُوَ فِيهِ أَصْغَرُ وَلَا أَكْبَرُ وَلَا أَحْقَرُ وَلَا أَعْظَمُ مِنْهُ فِي يَوْمٍ عَرَفَةَ وَمَا ذَاكَ إِلَّا لَمَّا رَأَى مِنْ تَنْزِيلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوَزِ اللَّهِ عَنِ الدُّنُوبِ الْعِظَامِ إِلَّا مَا أَرَى يَوْمَ بَدْرٍ قَوْلًا وَمَا رَأَى يَوْمَ بَدْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ رَأَى جِبْرِيلَ يَنْزِعُ الْمَلَائِكَةَ -

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا شیطان کسی روز قلیل اور منحوس اور غضبناک زیادہ عرفہ کے روز سے اس وجہ سے کہ دیکھتا ہے کہ اللہ کی رحمت اترتی ہوئی اور بڑے بڑے گناہ معاف ہوتے ہوئے مگر بدر کے روز بھی شیطان کا بھی حال تم لوگوں سے کہا اس دن کیا تھا یا رسول اللہ! فرمایا آپ ﷺ نے کہ دیکھا اس نے جبریل کو فرشتوں کی صف باندھے ہوئے۔

تاکدہ: جنگ بدر کے روز شیطان بھی کافروں کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا جب اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتے بھی آئے ہیں تو پیچھے موڑ کر بھاگا۔ ابن حبان اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ جل جلالہ فخر کرتا ہے عرفات والوں سے ملائکہ پر اور کہتا ہے دیکھو میرے بندوں کو آئے میرے پاس پریشان حال گرد پڑے ہوئے۔

۹۳۹۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كُرَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَأَفْضَلُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ -

- (۹۳۷) مسلم (۱۳۳۶) کتاب الحج : باب صفة حج الصبي وأجر من حج به أبو داود (۱۷۳۶)
نسائی (۲۶۴۹) احمد (۲۱۹/۱) (۱۸۹۸) -
(۹۳۸) عبدالرزاق (۸۸۳۲) بیہقی فی شعب الإيمان (۴۰۶۹) -
(۹۳۹) عبدالرزاق (۸۱۲۵) بیہقی (۲۸۴/۴) (۸۳۹۱) (۱۱۷/۵) (۹۴۷۳) ترمذی (۳۵۸۵) -

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دعاؤں میں عرفے کی دعا ہے اور بہتر اس میں جو کہا میں نے اور میرے سے پہلے پیغمبروں نے ”لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ“ ہے۔

فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس قدر زیادہ ہے ”لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَيُؤْخِذُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ”يُحْيِي وَيُمِيتُ“ نہیں ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا بہتر سے مراد یہ ہے کہ اس دعا کے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے۔ رزین بن معاویہ نے اس حدیث میں اتنا اور بڑھا دیا ہے کہ افضل سب دنوں میں عرفے کا دن ہے جب جمعہ کو آن پڑے اور وہ حج نثر حجوں سے بہتر ہے جو جمعہ کے دن نہ پڑیں۔ حافظ نے کہا کہ اس حدیث کا حال معلوم نہیں نہ اس کے صحابی کا حال معلوم ہے نہ راوی کا پتا ہے بلکہ موطا کی حدیث میں یہ عبارت بڑھادی ہے اور موطا کے کسی نسخے میں یہ عبارت نہیں ملتی۔ ابن قیمؒ نے ہدی میں لکھا ہے کہ یہ عوام میں مشہور ہے کہ جمعہ کے دن جب عرفہ آن پڑے تو وہ حج بہتر حج سے بہتر ہے محض لغو ہے اس کی کچھ اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ تابعین سے نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عوام جب عرفہ جمعہ کو آن پڑے تو اس کو حج اکبر کہتے ہیں یہ ایک غلط فہمی ہے۔ حج اکبر اصطلاح شرع میں حج کو کہتے ہیں اور عمرہ کو حج اصغر ملاقاتی نے اپنے مسانک میں بعض روایات ضعیفہ سے کچھ فضائل اس حج کے جس میں عرفہ جمعہ کے دن واقع ہو بہ نسبت اور حجوں کے زیادہ بیان کیے ہیں۔

۹۴۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ نَزَعَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ حَظَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوهُ قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ مُحَرِّمًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکہ میں جس سال مکہ فتح ہوا آپ کے سر پر خود تھا جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص نے اس کا خون مباح کر دیا تھا (کعبے کے پردے پکڑے ہوئے لٹک رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مار ڈالو۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن حنظل کے مار ڈالنے کا حکم اس واسطے کیا کہ ابن حنظل پہلے مسلمان ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بصدق (ذکوۃ وصول کرنے والا) بنا کر بھیجا اور ایک غلام مسلمان خدمت کے لیے اس کے ساتھ کر دیا۔ ابن حنظل ایک منزل میں اترتا اور غلام کو کھانا پکانے کو کہا اور خود سو رہا جب اٹھا تو دیکھا غلام نے کھانا نہیں پکایا۔ ابن حنظل نے اس

(۹۴۰) مسلم (۱۳۵۷) کتاب الحج: باب جواز دخول مكة بغير احرام، أبو داود (۲۶۸۵) ترمذی

(۱۱۶۶) نسائی (۲۸۶۷) أحمد (۱۰۹۱۳) (۹۱-۱۲) دارمی (۱۹۳۸)

غلام کو مار ڈالا اور اسلام سے پھر گیا اور مکے میں جا کر دو لوٹدیاں رکھیں جو رسول اللہ ﷺ کی جھوٹا یا کرتی تھیں۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا رسول اللہ ﷺ اس دن احرام نہیں باندھے تھے۔

فائدہ: درنہ خود سر پر کیوں رکھتے مگر یہ امر رسول اللہ ﷺ سے خاص ہے اور کسی کو مکے میں بغیر احرام باندھے ہوئے جانا درست نہیں اور ابن حنبل نے اگرچہ کہے کی پناہ لی تھی مگر جو شخص خون کر کے بھاگ آئے اس کو کعبہ پناہ نہیں دیتا ابوحنیفہ کے نزدیک دیتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ابن حنبل کا قتل ایسے وقت میں ہوا جب تک قال آپ کو مباح تھا (واللہ اعلم)۔

۹۴۱۔ عَنِ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِقُدَيْدٍ جَاءَهُ خَبِيرٌ مِنَ الْمَدِينَةِ فَرَجَعَ فَذَخَلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے مکے سے (مدینے کے قصد سے) جب قدید میں پہنچے تو مدینے کے فساد کی خبر پہنچی پس لوٹ آئے مکے میں بغیر احرام کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکے میں بغیر احرام کے آنا درست ہے۔ ابن شہاب اور حسن بصری اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے مگر اکثر علماء کے نزدیک مکے میں بغیر احرام کے آنا درست نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ قرب و جوار کے رات دن مکے میں آتے جاتے رہتے ہیں ان کو رخصت ہے۔

۹۴۲۔ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ مِثْلَ ذَلِكَ۔

ابن شہاب سے ایسی ہی روایت ہے۔

۹۴۳۔ عَنْ عِمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا نَازِلٌ تَحْتَ سَرْحَةٍ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ مَا أَنْزَلَكَ تَحْتَ هَذِهِ السَّرْحَةِ فَقُلْتُ أَرَدْتُ ظِلَّهَا فَقَالَ هَلْ غَيْرُ ذَلِكَ فَقُلْتُ لَا مَا أَنْزَلَنِي إِلَّا ذَلِكَ فَقَالَ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْأَخْشَبِيِّينَ مِنْ مَنَى وَنَفَخَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَإِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ السَّرْرُ بِهِ شَجَرَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُونَ نَبِيًّا۔

حضرت عمران انصاری سے روایت ہے کہ آئے میرے پاس عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور میں اترا تھا ایک درخت کے تلے مکے کی راہ میں تو پوچھا انہوں نے کیوں اترا تو اس درخت کے تلے؟ میں نے کہا سایہ کے واسطے انہوں نے کہا اور کسی کام کے واسطے؟ میں نے کہا نہیں میں صرف سایہ کے واسطے اترا ہوں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تو منیٰ میں دو پہاڑوں کے بیچ میں پہنچے اور اشارہ کیا ہاتھ سے پورب کی طرف۔

(۹۴۱) بیہقی فی السنن الکبریٰ (۱۸۷/۵) رقم (۹۸۴۴)۔

(۹۴۳) نسائی (۲۹۹۵) کتاب المناسک الحج: باب ما ذکر فی منیٰ 'أحمد (۱۳۸/۲)' (۶۲۳۳)۔

وہاں ایک جگہ ہے جس کو سر رکھتے ہیں وہاں ایک درخت ہے اس کے تلے سترنیوں کی نال کاٹی گئی یا سترنیوں کو نبوت ملی پس وہ اس سبب سے خوش ہوئے۔

۹۴۴۔ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِامْرَأَةٍ مَحْذُومَةٍ وَهِيَ تَطْوِفُ بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهَا يَا أُمَّةَ اللَّهِ لَا تُؤْذِي النَّاسَ لَوْ جَلَسْتَ فِي بَيْتِكَ فَجَلَسَتْ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهَا إِنَّ الَّذِي كَانَ قَدْ نَهَاكَ قَدْ مَاتَ فَأَخْرَجَنِي فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأَطِيعَهُ حَيًّا وَأَعْصِيَهُ مَيِّتًا۔

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گزرے ایک جذامی عورت پر جو طواف کر رہی تھی خانہ کعبہ کا تو کہا اے خدا کی لونڈی! امت تکلیف دے لوگوں کو کاش! تو اپنے گھر میں بیٹھتی۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھی رہی ایک شخص اس سے ملا اور بولا کہ جس شخص نے تجھ کو منع کیا تھا وہ مر گیا اب نکل۔ عورت بولی میں ایسی نہیں کہ زندگی میں اس شخص کی اطاعت کروں اور مرنے کے بعد اس کی نافرمانی کروں۔

۹۴۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ مَا بَيْنَ الرَّكْنِ وَالْبَابِ الْمُتَلَقِّمُ۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کو پہنچا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ درمیان میں حجر اسود اور دروازہ کعبہ کے مترم ہے۔

فائدہ: مترم سے چٹ کر دینا مانتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی حاجت یا مصیبت والا مترم سے چٹ کر دینا مانتے گا اللہ جل جلالہ اس کی حاجت پوری کرے گا اور مصیبت کو دور کرے گا۔

۹۴۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانٍ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلَى أَبِي ذَرٍّ بِالرَّبْدَةِ وَأَنَّ أَبَا ذَرٍّ سَأَلَهُ أَيْنَ تُرِيدُ فَقَالَ أُرَدُّ السَّحْبَ فَقَالَ هَلْ نَزَعَكَ غَيْرُهُ فَقَالَ لَا قَالَ فَأَتَيْتُ الْعَمَلَ قَالَ الرَّجُلُ فَخَرَجْتُ حَتَّى قَدِمْتُ مَكَّةَ فَمَكَّنْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِالنَّاسِ مُنْقَصِينَ عَلَى رَجُلٍ فَضَاعَظْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ فَإِذَا أَنَا بِالشَّيْخِ الَّذِي وَحَدَّثَ بِالرَّبْدَةِ يَعْنِي أَبَا ذَرٍّ قَالَ فَلَمَّا رَأَيْتُ عَرَفَنِي فَقَالَ هُوَ الَّذِي حَدَّثْتَنِي۔

حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ ایک شخص گزر رہا ابو ذر رضی اللہ عنہ پر یہ میں (ایک مقام کا نام ہے) ابو ذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ اس نے کہا حج کا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اور کسی نیت سے تو نہیں نکلا۔ بولا نہیں ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا پس شروع کر کام اس شخص نے کہا میں نکلا یہاں تک کہ مکہ میں آیا اور وہاں ٹھہرا رہا پھر دیکھا میں نے لوگوں کو چیر کے اندر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہی شخص جو ربذہ میں مجھ کو ملا تھا موجود ہے یعنی ابو ذر رضی اللہ عنہ انہوں نے مجھ کو دیکھ کر پہنچانا اور کہا تو وہی ہے جس سے حدیث بیان کی تھی میں نے۔

(۹۴۴) عبد الرزاق (۷۱/۵) (۹۰۳۱)۔

(۹۴۵) بیہقی (۱۶۲/۵) (۹۷۶۶)۔

۹۴۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْأَسْتِنَاءِ فِي الْحَجِّ فَقَالَ أَوْ يَصْنَعُ ذَلِكَ أَحَدٌ وَأَنْكَرَ ذَلِكَ۔

امام مالک نے پوچھا ابن شہاب سے کہ حج میں شرط لگانا درست ہے یا نہیں؟ کیا کوئی ایسا کرتا ہے اور انکار کیا اس سے۔

فائدہ: کیونکہ شرط لگانے سے کیا فائدہ اگر کوئی مانع پیش آئے تو طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالنا درست ہے۔ مالک اور ابو حنیفہ اور اکثر علماء کا مذہب یہی ہے اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک شرط لگانا درست ہے۔
مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ اپنے جانور کے واسطے حرم کی گھاس کا نادرست ہے؟ جواب دیا کہ نہیں۔

باب حج المرأة بغير ذی محرم عورت کو بغیر محرم کے حج کرنے کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جن عورتوں کے خاوند نہیں ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا اگر ان کا کوئی محرم نہ ہو یا ہو لیکن ساتھ نہ جاسکے تو فرض حج کو ترک نہ کرے بلکہ عورتوں کے ساتھ حج کو جائے۔
مسئلہ: حرم کی گھاس کا نادرست ہے؟ جواب دیا کہ نہیں۔

باب صیام المتمتع جو شخص تمتع کرے اس کے روزوں کا بیان

۹۴۸۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ الصَّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَحِدْ هَذَا مَا بَيَّنَّ أَنْ يُهَلَّ بِالْحَجِّ إِلَى يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ لَمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامَ مِنَى۔
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ کہتی تھیں روزہ اس شخص کے اوپر ہے جو تمتع کرے یعنی عمرہ کر کے حج کرے اور ہدی نہ پائے حج کے احرام سے لے کر عرفے تک روزے رکھے اگر ان دنوں میں نہ رکھے تو منی کے دنوں میں رکھے۔

فائدہ: ہر چند کہ منی کے دنوں میں روزے رکھنا ممنوع ہے مگر ضرورت کی وجہ سے جب حج کے دنوں میں روزے نہ رکھ سکے تو ان دنوں میں رکھے۔

۹۴۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي ذَلِكَ مِثْلَ قَوْلِ عَائِشَةَ۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اس مقدمے میں مثل قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہتے۔



(۹۴۷) شافعی فی الأم (۱۵۸/۲) بیہقی (۲۲۳/۱۵) (۱۰۱۲۵)۔

(۹۴۸) بخاری (۱۹۹۹) کتاب الصوم: باب صیام أيام التشریق، بیہقی (۴۱۵) رقم (۸۸۹۸)۔

كِتَابُ الْجِهَادِ

کتاب جہاد کے بیان میں

باب الترغيب في الجهاد جهاد کی طرف رغبت دلانے کا بیان

۹۵۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ حَتَّى يَرْجِعَ -
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دن بھر روزہ رکھے رات بھر عبادت کرے نہ تھکے نماز سے اور نہ روزے سے یہاں تک کہ لوٹے جہاد سے۔

فائدہ: یعنی جب سے آدمی گھر سے جہاد کو نکلے تو لوٹنے تک گویا ہر وقت عبادت میں مصروف ہے اس حدیث سے بہت بڑی فضیلت جہاد کی ثابت ہوئی۔

۹۵۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكْفُلَ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادَ فِي سَبِيلِهِ وَتَصَدِيقَ كَلِمَاتِهِ أَنْ يَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكِنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ضامن ہے اس شخص کا جو جہاد کرے اس کی راہ میں اور نہ نکلے گھر سے مگر جہاد کی نیت سے اللہ کے کلام کو سچا جان کر اس بات کا کہ داخل کرے گا اللہ اس کو جنت میں یا پھیر لائے گا اس کو اس کے گھر میں جہاں سے نکلا ہے ثواب اور غنیمت کے ساتھ۔

۹۵۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ

(۹۵۰) بخاری (۲۷۸۷) کتاب الجہاد والسیر: باب أفضل الناس مومن مجاهد بنفسه وماله في

سبيل الله 'مسلم (۱۸۷۸) نسائی (۳۱۲۷) أحمد (۶۶۵/۲) (۱۰۰۱)۔

(۹۵۱) بخاری (۳۱۲۳) کتاب فرض الخمس: باب قول النبي أحلت لكم الغنائم 'مسلم (۱۸۷۶)

نسائی (۳۱۲۲) أحمد (۳۹۹/۲) (۹۱۷۶) دارمی (۲۳۹۱)۔

(۹۵۲) بخاری (۲۳۷۱) کتاب المساقاة: باب شرب الناس والدواب من الأنهار 'مسلم (۹۸۷)

نسائی (۳۵۶۴) أحمد (۲۶۲/۲) (۷۵۵۳)۔

سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وَرَزَّ فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أُجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ وَلَوْ أَنَّهَا قُطِعَتْ طِيلُهَا ذَلِكَ فَاسْتَنْتَ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَزْوَائُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقَى بِهِ كَانَ ذَلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ فَهِيَ لَهُ أُجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغْنِيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسُ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا فِي ظُهُورِهَا فَهِيَ لِذَلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فُخْرًا وَرِبَاءً وَنَوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وَرَزَّ وَسَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْحُمْرِ فَقَالَ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَادَةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے ایک شخص کے واسطے اجر ہیں اور ایک شخص کے واسطے درست ہیں اور ایک شخص کے واسطے گناہ ہیں؛ اگر اس کے واسطے ہیں جو باندھے ان کو جہاد کے واسطے پھر لمبی کر دے رسی ان کی کسی موضع یا چراگاہ میں تو جس قدر دور تک اس رسی کے سبب سے چرے اس کے واسطے نیکیاں لکھی جائیں گی اگر وہ رسی توڑا کر ایک اونچان یا دو اونچان چڑھیں ان کے ہر قدم اور لید پر نیکیاں لکھی جائیں گی اور اگر وہ کسی نہر پر جانکے اور پانی پے اور مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ تھا۔ تب بھی اس واسطے نیکیاں لکھی جائیں اور درست اس کے واسطے ہیں جو تجارت کے واسطے باندھے اور زر کو ان کی ادا کرے اور گناہ اس کے واسطے ہیں جو فخر اور ریا اور مسلمانوں کی دشمنی کے لیے باندھے اور سوال ہو حضرت سے گدھوں کے باب میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مقدمے میں میرے اوپر کچھ نہیں اترا مگر یہ آیت جو اکیلی تمام نیکیوں کو شامل ہے ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾۔

فائدہ: یعنی جو کوئی رتی برابر نیکی کرے گا وہ اس کو پائے گا اور جو کوئی رتی برابر برائی کرے گا پائے گا اس بات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ گھوڑی سی نیکی بھی تلف نہیں کی جائے گی موصدا کی راہ میں گدھوں کا باندھنا اور ان سے کام لینا بے کار نہیں ہو سکتا۔

www.KitaboSunnat.com

۹۵۳۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا رَجُلٌ آخَذَ بَعْتَانِ فَرَسِهِ يَجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا بَعْدَهُ رَجُلٌ مَعْتَزِلٌ فِي عُنْتِمَتِهِ يَقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا -

(۹۵۳) ترمذی (۱۶۵۲) کتاب فضائل الجہاد: باب ما جاء أي الناس خیر نسائی (۲۵۶۹) احمد

(۲۳۷/۱) (۲۳۷/۱) دارمی (۲۳۹۵)۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا نہ بتاؤں تم کو میں وہ شخص جو سب سے بڑھ کر درجہ رکھتا ہے وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے جہاد کرتا ہے خدا کی راہ میں۔ کیا نہ بتاؤں میں تم کو جو سب سے بڑھ کر درجہ رکھتا ہے بعد اس کے وہ شخص ہے جو ایک گوشے میں بکریوں کے غلہ لے کر نماز پڑھتا ہے اور اللہ کو پوجتا ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

۹۵۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالْمَنْشِطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُولَ أَوْ نَقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ -

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیعت کی ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنتے اور اطاعت کرنے پر آسانی اور سختی میں خوشی اور غمی میں اور بیعت کی ہم نے اس بات پر کہ جو مسلمان حکومت کے لائق ہوگا اس سے نہ جھگڑیں گے اور اس امر پر کہ ہم سچ کہیں گے یا سچ پر جرمے رہیں گے جہاں ہوں گے اللہ کے کام میں کسی کے برا کہنے سے نہ ڈریں گے۔

۹۵۵۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ كَتَبَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَذْكُرُ لَهُ جُمُوعًا مِنَ الرُّومِ وَمَا يَتَخَوَّفُ مِنْهُمْ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمَا بَعْدُ فَإِنَّهُ مَهْمَا يَنْزِلُ بِعَبْدٍ مُؤْمِنٍ مِنْ مُنْزِلٍ شَدِيدٍ يَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَهُ فَرَجًا وَإِنَّهُ لَنْ يَغْلِبَ عُسْرُ يُسْرَيْنِ وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَاضُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ -

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روم کے لشکروں کا اور اپنے خوف کا حال لکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب لکھا کہ بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ بندہ مومن پر جب کوئی سختی اترتی ہے تو اس کے بعد اللہ پاک خوشی دیتا ہے اور ایک سختی دو آسانیوں پر غالب نہیں ہو سکتی اور بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی کتاب میں ”اے ایمان والو! صبر کرو مصیبتوں پر اور صبر کرو کفار کے مقابلے میں اور قائم رہو جہاد پر اور ڈرو اللہ سے شاید کہ تم نجات پاؤ۔“

فائدہ: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ تحقیق کہ ایک سختی کے ساتھ ایک

(۹۵۴) بخاری (۷۱۹۹، ۷۲۰۰) کتاب الأحکام: باب کیف يبایع الامام الناس، مسلم (۱۷۰۹)

نسائی (۴۱۵۱) ابن ماجہ (۲۸۶۶) أحمد (۳۱۸۱۵) دارمی (۲۴۵۳) -

(۹۵۵) ابن ابی شیبہ (۳۳۸۲۹) حاکم (۳۰۰/۲ - ۳۰۱) رقم (۳۱۷۶) بیہقی فی شعب الإيمان

آسانی ہے۔ بلکہ ایک آسانی اور ہے۔ حاکم نے مستدرک میں حسن بن علیؒ سے اور ابن مردودہ نے جابر بن علیؒ سے مرویاً روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ ایک دن خوش و خرم نکلے ہتھے جاتے تھے اور فرماتے تھے ایک سختی دو آسانیوں پر غالب نہیں ہو سکتی ایک سختی کے ساتھ ایک آسانی ہے پھر اسی سختی کے ساتھ ایک اور آسانی ہے۔

باب النهی عن أن يسافر بالقرآن دشمن کے ملک میں کلام اللہ لے جانے کی الی أرض العدو ممانعت کا بیان

۹۵۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا ذَلِكَ مَخَافَةٌ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ -

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے قرآن شریف کو دشمن کے ملک میں لے جانے سے۔ کہا مالکؒ نے اس واسطے منع کیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ دشمن قرآن شریف کو لے کر اس کی توہین کرے۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ تمام فقہاء نے اجماع کیا اس امر پر کہ صحف کو چھوٹی فوج کے ہمراہ جس کی شکست پانے کا خوف ہونے لے جائیں اور بڑی فوج کے ساتھ لے جانا بھی مختلف فیہ ہے۔ مالکؒ کے نزدیک ممنوع ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔

باب النهی عن قتل النساء والولدان فی الغزو بچوں اور عورتوں کو مارنے کی ممانعت لڑائی میں

۹۵۷۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِينَ قَتَلُوا ابْنَ أَبِي الْحَقِيقِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ قَالَ فَكَانَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يَقُولُ بِرَّحْتِ بِنَا امْرَأَةَ ابْنِ أَبِي الْحَقِيقِ بِالصَّبَاحِ فَأَرْفَعُ السَّيْفَ عَلَيْهَا ثُمَّ أَذْكَرُ نَهَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكْثَفُ وَلَوْلَا ذَلِكَ اسْتَرَحْنَا مِنْهَا -

حضرت عبدالرحمن بن کعب سے روایت ہے کہ منع کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جنہوں نے قتل

(۹۵۶) بخاری (۲۹۹۰) کتاب الجهاد والسير: باب السفر بالمصاحف الی أرض العدو، مسلم

(۱۸۶۹) أبو داود (۲۶۱۰) نسائی فی "الکبری" (۸۰۶۰) ابن ماجہ (۲۸۷۹) أحمد

(۶۳/۲) (۵۲۹۳) -

(۹۵۷) أبو عوانة (۶۵۸۷) بیہقی (۷۷/۹) رقم (۱۸۰۸۶) -

کیا ابن ابی الحقیق کو عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے۔ ابن کعب نے کہا کہ ایک شخص ان میں سے کہتا تھا کہ ابن ابی الحقیق کی عورت نے چیخ کر ہمارا حال کھول دیا تھا تو تلو اس پر اٹھاتا تھا پھر رسول اللہ ﷺ کی ممانعت کو یاد کر کے رک جاتا تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم اس سے بھی فراغت کرتے۔

فائدہ: ابن ابی الحقیق ایک تاجر کا نام ہے جس کو ابورافع یہودی کہتے تھے۔ ایک گڑھی (قلعہ خوز) میں رہا کرتا تھا اور آنحضرت ﷺ کی مذمت کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے پانچ آدمیوں کو اس کے قتل پر مامور کیا تھا۔ عبداللہ بن متیک نے اس کو قتل کیا۔

۹۵۸۔ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ امْرَأَةً مَقْتُولَةً فَأَنْكَرَ ذَلِكَ وَنَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ -

حضرت نافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض لڑائیوں میں ایک عورت کو قتل کیے ہوئے پایا تو برا کہا اس کو اور منع کیا عورتوں اور بچوں کے قتل سے۔

۹۵۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ بَعَثَ جُيُوشًا إِلَى الشَّامِ فَخَرَجَ يَمْشِي مَعَ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَكَانَ أَمِيرَ رُبْعٍ مِنْ تِلْكَ الْأَرْبَاعِ فَزَعَمُوا أَنَّ يَزِيدَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ إِذَا أَنْ تَرَكَبَ وَإِنَّمَا أَنْ أَنْزَلَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَنْتَ بِنَازِلٍ وَمَا أَنَا بِرَاكِبٍ إِنِّي أُحْتَسِبُ خَطَايَ هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ إِنَّكَ سَتَجِدُ قَوْمًا زَعَمُوا أَنَّهُمْ حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ لِلَّهِ فَذَرَهُمْ وَمَا زَعَمُوا أَنَّهُمْ حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ لَهُ وَسَتَجِدُ قَوْمًا فَحَضُوا عَنْ أَوْسَاطِ رُقُوسِهِمْ مِنَ الشَّعْرِ فَاضْرِبْ مَا فَحَضُوا عَنْهُ بِالسَّيْفِ وَإِنِّي مُوصِيكَ بِعَشْرٍ لَا تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا صَبِيًّا وَلَا كَبِيرًا هَرِمًا وَلَا تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُثْمِرًا وَلَا تُخْرِبَنَّ عَامِرًا وَلَا تَعْقِرَنَّ شَاةً وَلَا بَعِيرًا إِلَّا لِمَا كَلَّمَهُ وَلَا تَحْرِقَنَّ نَحْلًا وَلَا تُغْرِقَنَّ وَلَا تَغْلُلْ وَلَا تَجْبُنْ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر بھیجا شام کو تو چلے پیدل یزید بن ابی سفیان کے ساتھ اور وہ حاکم تھے ایک چوتھائی لشکر کے۔ تو یزید نے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آپ سوار ہوں گا میں ان قدموں کو خدا کی راہ میں ثواب سمجھتا ہوں۔ پھر کہا یزید سے کہ تم پاؤں کے کچھ لوگ ایسے جو سمجھتے ہیں کہ ہم

(۹۵۸) بخاری (۳۰۱۴) کتاب الجہاد والسیر: باب قتل الصبیان فی الحرب، مسلم (۱۷۴۴) أبو

داؤد (۲۶۶۸) ترمذی (۱۵۶۹) نسائی فی "الکبری" (۸۶۱۸) ابن ماجہ (۲۸۴۱) دارمی

(۲۴۶۲) -

ابن ابی شیبہ (۳۳۱۱۱) بیہقی (۸۵۱۹) -

نے اپنی جانوں کو روک رکھا ہے اللہ کے واسطے۔ سو چھوڑ دے ان کو اپنے کام میں اور کچھ لوگ ایسے پاؤ گے جو بیچ میں سے سرمنڈاتے ہیں تو ماران کے سر پر تلوار سے اور میں تجھ کو دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں عورت کو مت مارنا اور نہ بچوں کو اور نہ بڑھے پھونس کو اور نہ کاٹنا پھل دار درخت کو اور نہ اجاڑنا کسی بستی کو اور نہ کوئچیں کاٹنا کسی بکری اور اونٹ کی مگر کھانے کے واسطے اور مت جلاتا کھجور کے درخت کو اور مت ڈبانا اس کو اور غنیمت کے مال میں چوری نہ کرنا اور نامردی نہ کرنا۔

فائدہ: (اپنی جانوں کو روک رکھا ہے) اس سے مراد راہب ہیں جو لوگوں سے ملاقات نہیں کرتے اور ایک گوشے میں بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے مارنے سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے منع کیا اس واسطے کہ وہ لوگ لڑائی نہیں کرتے نہ ان کی تعظیم کی وجہ سے۔

فائدہ: یہ ججوں کی عادت تھی کہ بیچ میں سے سرمنڈاتے تھے اور باقی سر پر بال رکھتے تھے اب اس فعل کو بعض مسلمانوں نے بھی اختیار کیا ہے۔

۹۶۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى عَامِلٍ مِنْ عُمَّالِهِ أَنَّهُ بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا بَعَثَ رِيَّةً يَقُولُ لَهُمْ اغْزُوا بِاسْمِ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تُقَاتِلُونَ مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ لَا تَغْلُوا وَلَا تَغْدُرُوا وَلَا تَمْشُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا وَقُلْ ذَلِكَ لِحُبِّوْشِكُمْ وَسَرَائِيَاكُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔

امام مالک کو پہنچا کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھا اپنے ایک عامل کو عاملوں میں سے کہ پہنچا ہم کو رسول اللہ ﷺ سے جب فوج روانہ کرتے تھے تو کہتے تھے ان سے جہاد کرو اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں تم لڑتے ہو ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ نہ چوری کرو نہ اقرار توڑو نہ ناک کان کاٹو نہ مارو بچوں اور عورتوں کو اور کہہ دو یہ امر اپنی فوجوں اور لشکروں سے اگر خدا چاہے اور سلام ہے اوپر تیرے۔

باب ما جاء في الوفاء بالامان جب کسی کو امان دے تو پورا کرے اقرار کو

۹۶۱۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى عَامِلٍ حَيْثُ كَانَ بَعَثَهُ إِنَّهُ بَلَّغَنِي أَنَّ رَجُلًا مِنْكُمْ يَطْلُبُونَ الْعِلْجَ حَتَّى إِذَا أُسْنِدَ فِي الْجَبَلِ وَامْتَنَعَ قَالَ رَجُلٌ مَطْرَسٌ

(۹۶۰) مسلم (۱۷۳۱) كتاب الجهاد والسير: باب تأمير الامام الامراء على البيعت ' ابو داود (۲۶۱۲) ترمذی (۱۴۰۸) نسائی فی "الكبرى" (۸۵۸۶) ابن ماجه (۲۸۵۸) أحمد (۳۵۲/۵) (۲۳۳۶۶) دارمی (۲۴۳۹)۔

(۹۶۱) عبد الرزاق (۹۴۲۹) ابن ابی شیبہ (۳۳۳۸۹) بیہقی (۹۶/۹) رقم (۱۸۱۸۰، ۱۸۱۸۱)۔

يَقُولُ لَا تَحْفَ فَإِذَا أَدْرَكَهُ فَتَلَّهُ وَإِنِّي وَاللَّي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَعْلَمُ مَكَانَ وَاحِدٍ فَعَلَّ ذَلِكَ إِلَّا صَبْرًا نَبَتْ عُنُقَهُ -

ایک کوفہ کے رہنے والے سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا ایک افسر کو لشکر کے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بعض لوگ تم میں سے بلا تے ہیں کافر عجمی کو جب وہ پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے اور لڑائی سے باز آتا ہے تو ایک شخص اس سے کہتا ہے مت ڈر پھر قابو پا کر اس کو مار ڈالتا ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر میں کسی کو ایسا کرتے جان لوں گا تو اس کی گردن ماروں گا۔

فائدہ: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تہدید اور تحویف کے لیے فرمایا۔ ہر چند کہ یہ فعل حرام ہے مگر اس میں قصاص نہیں آتا۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اس حدیث پر علماء کا اتفاق نہیں ہے اور نہ اس پر عمل ہے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ اشارہ سے امان دینا بھی حکم امان رکھتا ہے؟ کہا ہاں اور میری رائے یہ ہے کہ فوج کے لوگوں سے کہہ دیا جائے کہ جس کو اشارہ سے امان دو پھر اس کو مت مارو کیونکہ اشارہ بھی میرے نزدیک مثل زبان سے کہنے کے ہے اور مجھ کو پہنچا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کسی قوم نے عہد نہیں توڑا مگر اللہ جل جلالہ نے اس پر دشمن کو مسلط کر دیا۔

فائدہ: ابن ماجہ اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ چیزیں بدلہ میں پانچ چیزوں کا؛ جو قوم اقرار توڑے گی اللہ اس پر دشمن مسلط کرے گا اور جو حکم کرے گا خلاف خدا اور رسول کے اس پر محتاجی آئے گی اور جن میں زنا پھیلے گا تو اللہ ان میں موت پھیلا دے گا اور جو لوگ ناپ اور تول میں فریب کریں گے اللہ ان پر قحط ڈالے گا اور جو لوگ زکوٰۃ نہ دیں گے ان پر بارش رک جائے گی۔

باب العمل فيمن أعطى شيئا في سبيل الله

جو شخص خدا کی راہ میں کچھ دے اس کا بیان

٩٦٢- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمَّانَ إِذَا أُعْطِيَ شَيْئًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ إِذَا بَلَغْتَ وَادِي الْقُرَى فَمَشَانُكَ بِهِ -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جہاد کے واسطے کوئی چیز دیتے تو فرماتے جب پہنچ جائے تو وادی قرئی میں تو وہ

چیز تیری ہے۔

فائدہ: وادی قرئی ایک مقام ہے قریب خیبر کے وہاں سے شام کی حد شروع ہوتی ہے اس زمانے میں وہ سرزمین جہاد کا گھر تھی۔ یہ اس واسطے فرمایا ایسا نہ ہو کہ وہ شخص جہاد کو نہ جائے اور وہ چیز رایگاں ہو تو جب وادی قرئی میں پہنچ گیا تو ظن

غالب ہوا کہ جہاد کرے۔

۹۶۳- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ كَانَ يَقُولُ إِذَا أُعْطِيَ الرَّجُلُ الشِّيءَ فِي الْغَزْوِ فَيَبْلُغُ بِهِ رَأْسَ مَغْرَابِهِ فَهُوَ لَهُ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب کہتے تھے جب کسی شخص کو جہاد کے واسطے کوئی چیز دی جائے اور وہ دارالجمہاد میں پہنچ جائے تو وہ چیز اس کی ہوگی۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے نذر کی جہاد کی جب تیار ہوا تو اس کے ماں باپ نے منع کیا یا صرف ماں یا باپ نے۔ جواب دیا کہ میرے نزدیک والدین کی نافرمانی نہ کرے اور جہاد کو سال آئندہ پر رکھے اور جو سامان جہاد کا تیار کیا تھا اس کو رکھ چھوڑے اگر اس کے خراب ہونے کا خوف ہو تو بیچ کر اس کی قیمت رکھ چھوڑے تاکہ سال آئندہ اسی قیمت سے پھر سامان خرید کرے البتہ اگر وہ شخص غنی ہو یا اس کے نکلے سامان خرید کر سکے تو اس کو اختیار ہے اس سامان کو جو چاہے ویسا کرے۔

فائدہ: یعنی کسی کو دے دے یا رکھ چھوڑے یا صرف کر ڈالے۔

باب جامع النفل فی الغزو غنیمت کے بیان میں مختلف حدیثیں

۹۶۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَبْلَ نَجْدٍ فَنَجِدُوا لِإِبِلًا كَثِيرَةً فَكَانَ سَهْمَانَهُمْ اثْنِي عَشَرَ بَعِيرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا وَنَفُلًا بَعِيرًا بَعِيرًا -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے نجد کی طرف تو غنیمت میں بہت اونٹ حاصل کیے اور حصہ رسد ہر ایک کا بارہ بارہ اونٹ یا گیارہ گیارہ اونٹ تھے اور ایک ایک اونٹ زیادہ دیا گیا۔

فائدہ: جہاد میں جس قدر کافروں کا مال حاصل ہوتا ہے۔ اس کو غنیمت کہتے ہیں چار حصہ اس مال کے مجاہدین میں تقسیم ہوتے ہیں اور ایک حصہ امام رکھ لیتا ہے مگر امام کو اختیار ہے کہ لشکر میں سے کسی جماعت خاص یا شخص خاص کے واسطے کسی کام کے صلہ میں علاوہ حصہ غنیمت کے کچھ زیادہ تجویز کرے اس کو نفل کہتے ہیں یہ لشکر جو نجد کی طرف گیا تھا اس میں چار ہزار آدمی تھے ہر ایک کے حصے میں بارہ اونٹ آئے تھے مگر وہ کھرا پندرہ آدمیوں کا۔ جن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے ان کے

(۹۶۳) عبدالرزاق (۹۶۷۱) ابن ابی شیبہ (۳۳۴۹) سعید بن منصور (۲۳۵۸)۔

(۹۶۴) بخاری (۳۱۳۴) کتاب فرض الخمس: باب ومن الدلیل علی أن الخمس لثواب المسلمین

مسلم (۱۷۴۹) أبو داود (۲۷۴۴) أحمد (۶۲۱۲) (۵۲۸۸) دارمی (۲۴۸۱)۔

لیے ایک ایک اونٹ زیادہ تجویز کیا۔

۹۶۵۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ فِي الْعَزْوِ إِذَا اقْتَسَمُوا غَنَائِمَهُمْ يُعَدُّونَ الْبُعَيْرَ بِعَشْرٍ شِبَاهِهِ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا سعید بن مسیب سے کہتے تھے جہاد میں جب لوگ غنیمتوں کو بانٹتے تھے تو ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر سمجھتے تھے۔

فائدہ: صحیحین میں روایت ہے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم نبی ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تو غنیمت پائی ہم نے اونٹوں اور بکریوں کی رسول اللہ ﷺ نے دس بکریوں کو ایک ایک اونٹ کے برابر رکھا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جہاد میں جو شخص اجرت پر کام کرتا ہو اگر وہ لڑائی میں مجاہدین کے ساتھ شریک رہے اور آزاد ہو تو غنیمت کے مال سے اس کو حصہ ملے گا اور میری رائے میں حصہ اسی کو ملے گا جو لڑائی میں شریک ہو اور آزاد ہو۔

باب ما لا يجب فيه الخمس جس مال کا پانچواں حصہ نہیں دیا جائے گا اس کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو کفار بندہ کر کے کنارہ پر مسلمانوں کی زمین میں ملیں اور یہ کہیں کہ ہم سو داغرتھے دریا نے ہم کو یہاں پھینک دیا مگر مسلمانوں کو اس امر کی تصدیق نہ ہو البتہ یہ گمان ہو کہ جہاز ان کا ٹوٹ گیا یا پیاس کے سبب سے اتر پڑے بغیر اجازت مسلمانوں کے تو امام کو ان کے بارے میں اختیار ہے اور جن لوگوں نے گرفتار کیا ان کو خمس نہیں ملے گا۔

باب ما يجوز للمسلمين اكله قبل غنيمت کے مال سے قبل تقسیم کے جس چیز

الخمس کو کھانا درست ہے

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جب مسلمان کفار کے ملک میں داخل ہوں اور وہاں کھانے کی چیزیں پائیں تو تقسیم سے پہلے کھانا درست ہے۔

فائدہ: یعنی بقدر ضرورت کے اگر گوشت کی حاجت ہو تو ان جانوروں کا ذبح کرنا درست ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اونٹ بیل بکریاں بھی کھانے کی چیزیں ہیں قبل تقسیم کے کھانا ان کا درست ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر یہ چیزیں نہ کھائی جائیں اور تقسیم کے واسطے لائی جائیں تو لشکر کو تکلیف ہو اس صورت میں کھانا ان کا درست ہے مگر بقدر ضرورت دستور کے موافق اور یہ درست نہیں کہ ان میں سے کوئی چیز رکھ چھوڑے اور اپنے گھر لے جائے۔

(۹۶۵) مسلم (۱۹۶۸) کتاب الأضاحی: باب جواز الذبیح بکل ما أنهر الدم الا السن والظفر، أبو

داود (۲۸۲۱) ترمذی (۱۴۹۱) نسائی (۴۴۰۳) ابن ماجہ (۳۱۳۷) أحمد (۴۶۴/۳)

(۱۵۶۰۱) دارمی (۱۹۷۷)۔

مسئلہ: سوال ہو امام مالکؒ سے اگر کوئی شخص کفار کے ملک میں کھانا پائے اور اس میں سے کھائے کچھ بچ رہے تو اپنے گھر میں لے آیا راستے میں بچ کر اس کی قیمت لینا درست ہے؟ امام مالکؒ نے جواب دیا اگر جہاد کی حالت میں اس کو بیچے تو قیمت اس کی غنیمت میں داخل کر دے اور جو اپنے شہر میں چلا آئے تو اس صورت میں اس کا کھانا یا اس کی قیمت سے نفع اٹھانا درست ہے جب وہ چیز قلیل اور حقیر ہو۔

فائدہ: مثلاً روٹی یا گوشت وغیرہ ہو اور جو مالیت کی چیز ہو تو درست نہیں۔

باب ما یرد قبل أن یقع القسم مما مال غنیمت میں سے قبل تقسیم کے جو چیز دی جائے اس کا بیان

أصاب العدو

۹۶۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُبَيْدًا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَبَقَ وَأَنَّ قَرْسَاءَهُ عَارَ فَأَصَابَهُمَا الْمُشْرِكُونَ ثُمَّ غَنِمَهُمَا الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّكَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تُصَيَّبَهُمَا الْمَقَاسِمُ -

امام مالکؒ کو پہنچا ایک غلام عبد اللہ بن عمرؓ کا بھاگ گیا تھا اور ایک گھوڑا تو پکڑ لیا ان دونوں کو کافروں نے پھر غنیمت میں پایا ان دونوں کو مسلمانوں نے۔ پس پھیر دیا ان دونوں کو عبد اللہ بن عمرؓ پر قبل تقسیم کے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا مسلمانوں کے مال اگر کفار کے پاس ملیں تو ان کے مالکوں کو پھیر دیئے جائیں گے جب تک تقسیم نہ ہو جائیں اگر تقسیم ہو جائے تو پھر نہ پھیریں گے۔ سوال ہو امام مالکؒ سے کہ ایک مسلمان کے غلام کو کفار لے گئے پھر مسلمانوں نے اس کو غنیمت میں پایا تو جواب دیا کہ وہ غلام اس کے مالک کو دیا جائے گا بغیر قیمت کے جب تک کہ تقسیم میں نہ آجائے اور جب تقسیم میں آجائے تو اس کے مالک کو اختیار ہے کہ قیمت دے کر لے لے۔

فائدہ: یہ امام مالکؒ اور ابو حنیفہؒ کا قول ہے اور شافعیؒ کے نزدیک بعد تقسیم کے بھی مالک کو اختیار ہے کہ اپنی چیز بغیر قیمت کے لے لے اور حضرت علیؓ اور زہریؒ اور عمرو بن دینار اور حسن بصریؒ کے نزدیک کسی صورت میں مالک کو اس چیز کا لینا نہیں پہنچتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی مسلمان کی ام ولد کو کفار پکڑ لے جائیں پھر مسلمان اس کو غنیمت میں پائیں اور تقسیم ہو جائے پھر اس کا مالک اس کو پہنچانے بعد تقسیم کے تو وہ ام ولد دوبارہ لوٹنی نہیں بنائی جائے گی بلکہ امام کو چاہیے کہ مال غنیمت میں سے اس کو چھڑا کر مالک کے حوالہ کرے گا اگر امام نہ چھڑائے تو اس کے مالک کو چاہیے کہ فدیہ دے کر اس کو چھڑالے ایسا نہ کرے کہ اس کو چھوڑے اور جس کے حصے میں وہ ام ولد آئی ہے اس کو چھڑا نہیں کہ لوٹنی بنائے یا اس سے جماع کرے کیونکہ وہ ام ولد مثل آزاد کے ہے۔ اس واسطے کہ ام ولد اگر کسی شخص کو زخمی کرے تو اس کے مالک کو حکم ہوگا کہ فدیہ دے کر چھڑالے پس یہاں بھی ایسا ہی حکم ہے کہ مالک اس کا جس طرح بنے اس کو چھڑائے یہ نہیں کہ اس کو چھوڑ دے

(۹۶۶) بخاری (۳۰۶۸) کتاب الجہاد والسیر: باب اذا غنم المشركون مال المسلم ثم وجدہ

المسلم، أبو داود (۲۶۹۸) ابن ماجہ (۲۸۴۷) -

وہ لوٹدی بنائی جائے اس سے صحبت کی جائے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ ایک شخص گیا کفار کے ملک میں مسلمانوں کو چھڑانے یا تجارت کے واسطے وہاں اس نے آزاد اور غلام دونوں کو خریدایا کفار نے اس کو بہہ کر دیا۔ امام مالک نے جواب دیا کہ اگر اس شخص نے آزاد کو خریدیا تو جس قدر داموں کے بدلے میں خریدادہ قرض سمجھا جائے گا اور وہ غلام نہ بنے گا اور وہ جو بہہ میں آیا تو وہ آزاد رہے گا اس کو کچھ دینا نہ ہوگا مگر اس صورت میں کہ بہہ کے عوض میں اس نے کچھ خرچ کیا ہو اس قدر اس کے ذمہ پر قرض ہوگا گویا اس کے بدلے میں خرید لیا اور جو اس شخص نے غلام کو خریدیا تو اس سے پہلے مالک کو اختیار ہے کہ جن داموں کو اس نے خریدا ہے وہ دام دے کر غلام کو لے لے یا نہ لے لے اسی کے پاس رہنے دے اور جو بہہ میں آیا تو پہلا مالک اس غلام کو مفت لے لے البتہ اگر بہہ کے عوض میں خرچ کیا ہو تو پہلے مالک کو ضروری ہے کہ اگر چاہے اس قدر خرچ ادا کر کے وہ غلام لے لے یا نہ لے۔

باب ما جاء في السلب في النفل هتھیاروں کو نفل میں دینے کا بیان

۹۶۷- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رَبِيعٍ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُثَيْنٍ فَلَمَّا التَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ قَالَ فَرَأَيْتُمْ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ فَاسْتَدْرَثَ لَهُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وِرَائِهِ فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي قَالَ فَلَقِيْتُ عَمْرَ بْنَ الْأَخْطَابِ فَقُلْتُ مَا بَالَ النَّاسِ فَقَالَ أَمْرُ اللَّهِ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ قَيْلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيْتَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ قَالَ فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَيْلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيْتَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ قَالَ فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ الثَّلَاثَةُ فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ قَالَ فَانْقَضَتْ عَلَيْهِ الْقِصَّةُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَلَبَ ذَلِكَ الْقَيْلِ عِنْدِي فَأَرْضِهِ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَا هَاءَ اللَّهُ إِذَا لَا يَعْمَدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أَسَدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَيُعْطِيكَ سَلْبَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطَاهُ إِثَاءَهُ فَأَعْطَانِيهِ فَبِعْتُ الدَّرْعَ فَأَشْتَرَيْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَيْتِي سَلِمَةً فَإِنَّهُ لِأَوَّلِ مَالٍ تَأْتَلُّهُ فِي الْإِسْلَامِ -

(۹۶۷) بخاری (۳۱۴۲) کتاب فرض الخمس : باب من لم يخمس الأسلاب ومن قتل قتيلا فله

سلبه مسلم (۱۷۵۱) أبو داود (۲۷۱۷) ترمذی (۱۰۶۲) ابن ماجه (۲۸۳۷) أحمد

(۲۲۹۸۱) دارمی (۲۴۸۵) -

حضرت ابوقادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین میں جب ملے ہم کافروں سے تو مسلمانوں میں گڑ بڑ مچی۔ میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ اس نے ایک مسلمان کو مغلوب کیا ہے تو میں نے پیچھے سے آن کر ایک تلوار اس کی گردن پر ماری وہ میری طرف دوڑا اور مجھے آن کر ایسا دبا یا گویا موت کا مزہ چکھایا پھر وہ خود مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے کہا آج لوگوں کو کیا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کا ایسا ہی حکم ہوا پھر مسلمان لوٹے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کسی شخص کو مارے تو اس کا سامان اس کو ملے گا جب اس پر وہ گواہ رکھتا ہو۔ ابوقادہ کہتے ہیں جب میں نے یہ سنا اٹھ کھڑا ہوا پھر میں نے یہ خیال کیا کہ گویا کون ہے تو میں بیٹھ گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو مارے گا اس کا سامان اسی کو ملے گا بشرطیکہ وہ گواہ رکھتا ہو تو میں اٹھ کھڑا ہوا پھر میں نے یہ خیال کیا کہ گواہ کہاں ہیں پھر بیٹھ رہا پھر تیسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا میں اٹھ کھڑا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجھ کو ابوقادہ! میں نے سارا قصہ کہہ سنایا اتنے میں ایک شخص بولا ج کہا یا رسول اللہ! اور سامان اس کافر کا میرے پاس ہے تو وہ سامان مجھے معاف کر دیجیے ان سے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم خدا کی! ایسا کبھی نہ ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایسا قصد نہ کریں گے کہ ایک شیر خدا کے شیروں میں سے اللہ اور رسول کی طرف سے لڑے اور سامان تجھے مل جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں وہ سامان ابوقادہ رضی اللہ عنہ کو دیدے اس نے مجھے دے دیا میں نے زرہ بیچ کر ایک باغ خریدا بنی سلمہ کے محلہ میں اور یہ پہلا مال ہے جو حاصل کیا میں نے اسلام میں۔

فائدہ: جنگ حنین میں ہر چند کہ مسلمان زیادہ تھے مگر ان کے تعنی کی وجہ سے ان کو شکست ہوئی اور میدان جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند صحابہ گئے گڑ بڑ سے یہی مراد ہے۔

فائدہ: (اور میں نے کہا آج لوگوں کو کیا ہوا) یعنی مسلمانوں کو کہ سب بھاگ گئے۔

۹۶۸۔ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْأَلُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْأَنْفَالِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْفَرَسُ مِنَ النَّفْلِ وَالسَّلْبُ مِنَ النَّفْلِ قَالَ ثُمَّ عَادَ الرَّجُلُ لِمَسْأَلَتِهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذَلِكَ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ الرَّجُلُ الْأَنْفَالُ الَّتِي قَالَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ مَا هِيَ قَالَ الْقَاسِمُ فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ حَتَّى سَمِعَهُ أَنْ يُحَرِّجَهُ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَدْرُونَ مَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ صَبِيغِ الدِّيِّ صَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ -

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ سنا میں نے ایک شخص کو پوچھتا تھا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نفل کے معنی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گھوڑا اور ہتھیار نفل میں داخل ہیں پھر اس شخص نے یہی

پوچھا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی جواب دیا پھر اس شخص نے کہا میں وہ انفال پوچھتا ہوں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ قاسم کہتے ہیں کہ وہ برابر پوچھے گیا یہاں تک کہ جنگ ہونے لگے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور کہا انہوں نے تم جانتے ہو اس شخص کی مثال صبیح کی سی ہے جس کو حضرت بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مارا تھا۔

قائدہ: صبیح ایک شخص تھا عراق کا رہنے والا مدینہ میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آیا اور قرآن مجید کی متشابہ آیات میں بحث کرنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مار کر نکال دیا بصرہ کی طرف اور حکم دیا کہ کوئی اس کی صحبت میں نہ بیٹھے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ جو شخص کسی کافر کو مار ڈالے کیا اس کا اسباب اس شخص کو ملے گا بغیر حکم امام کے انہوں نے کہا کہ بغیر حکم امام کے نہ ملے گا۔ بلکہ امام کو اختیار ہے کہ اگر اس کی رائے میں آئے تو ایسا حکم دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجز جنگ حنین کے مجھے نہیں پہنچا کہ اور کسی جنگ میں ایسا حکم دیا ہو۔

باب ما جاء في اعطاء النفل من الخمس نفل خمس میں سے دیئے جانے کا بیان

۹۶۹۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُعْطَوْنَ النَّفْلَ مِنَ الْخُمْسِ قَالَ مَالِكٌ وَذَلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ إِلَىٰ فِي ذَلِكَ۔

سعید بن مسیب نے کہا لوگ نفل کو خمس میں سے دیا کرتے تھے۔ امام مالک نے کہا کہ یہ میرے نزدیک اس باب میں جو میں نے مناسب سے زیادہ پسند ہے۔

قائدہ: یعنی مال غنیمت میں سے جو پانچواں حصہ امام رکھ لیتا ہے اس میں سے امام کو اختیار ہے کہ جس قدر چاہے بطور انعام کے دے اور چار حصہ تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ نفل پہلے غنیمت میں ہوتا تھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ امام کی رائے پر موقوف ہے اس میں کوئی قاعدہ مقرر نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جہاد میں نفل نہیں مقرر کیا بلکہ بعض لڑائیوں میں جیسے حنین میں تو یہ امام کی رائے پر موقوف ہے خواہ پہلے غنیمت میں نفل مقرر کرے خواہ بعد اس کے۔

باب القسم للخيل في الغزو گھوڑے کے حصے کا بیان جہاد میں

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا عمر بن عبدالعزیز نے کہا گھوڑے کے دو حصے ہیں اور مرد کا ایک حصہ ہے۔ امام مالک نے فرمایا ہمیشہ ایسا ہی سنتا ہوا آیا۔

مسئلہ: سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک شخص اپنے ساتھ بہت سے گھوڑے لے کر آیا تو کیا سب گھوڑوں کو حصہ ملے گا؟ جواب دیا کہ نہیں صرف اس گھوڑے کو ملے گا جس پر سوار ہو کر لڑتا ہے۔ کہا مالک نے میرے نزدیک ترک اور بخشش بھی گھوڑوں میں داخل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”پیدا کیا ہم نے گھوڑوں اور ٹخروں کو اور گدھوں کو تمہارے سوار

ہونے کے لیے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ”تیار کرو واسطے کافروں کے جہاں تک کر سکو سامان لڑائی کا اور بندھے ہوئے گھوڑے ڈراتے رہو ان سے اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو“۔ تو میرے نزدیک ترکی اور جنس گھوڑوں میں شاریے جائیں گے جب حاکم ان کو قبول کر لے سعید بن مسیب سے کسی نے پوچھا کہ ترکیوں میں زکوٰۃ ہے بولے کہیں گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔

فائدہ: اس قول سے بھی معلوم ہوا کہ ترکی گھوڑوں میں داخل ہیں۔ مجلس (سے مراد ہے) ترکی گھوڑی اور عربی گھوڑے سے پیدا شدہ گھوڑا۔

باب ما جاء في الغلول غنيمت کے مال میں سے چرانے کا بیان

۹۷۰۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ صَدَرَ مِنْ حُيَيْنٍ وَهُوَ يُرِيدُ الْجِعْرَانَةَ سَأَلَهُ النَّاسُ حَتَّى دَنَتْ بِهِ نَاقَتُهُ مِنْ شَجَرَةٍ فَتَشَبَّهَتْ بِرِدَائِهِ حَتَّى نَزَعَتْهُ عَنْ ظَهْرِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوا عَلَيَّ رِدَائِي أَتَخَافُونَ أَنْ لَا أُقْسِمَ بَيْنَكُمْ مَا آفَأَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ آفَأَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ سُمِّ رِهَامَةَ نَعْمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَحِجِدُونِي بَحِيلًا وَلَا جَبَانًا وَلَا كَذَابًا فَلَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ أَذُوا الْحِصَاطِ وَالْمِخِيطِ فَإِنَّ الْغُلُولَ عَارٌ وَنَارٌ وَشَنَارٌ عَلَى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ ثُمَّ تَنَاولَ مِنْ الْأَرْضِ وَبَرَةٌ مِنْ بَعِيرٍ أَوْ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لِي مِثْلَ آفَأَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَلَا مِثْلَ هَذِهِ إِلَّا الْخُمْسُ وَالْخُمْسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ۔

عمر بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لوٹے حنین سے اور قصد رکھتے تھے آپ بھرانہ کا مانگنے لگے لوگ آپ ﷺ سے کہ اونٹ آپ کا کانٹوں کے درخت کی طرف چلا گیا اور کانٹے آپ کی چادر میں اٹک کر چادر آپ کی پشت مبارک سے اتر گئی۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری چادر مجھ کو دید و کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں نہ بانٹوں گا وہ چیز تم کو جو اللہ نے تم کو دی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر اللہ تم کو جتنے تھامہ کے درخت ہیں اتنے اونٹ دے تو میں بانٹ دوں گا تم کو پھر نہ پاؤں گے مجھ کو بخیل نہ بودا نہ جھوٹا۔ پھر جب اترے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے لوگوں میں اور کہا کہ اگر کسی نے دعا کہ اور سوئی لے لی ہو وہ بھی لاؤ کیونکہ غنیمت کے مال میں سے چرانہ میں اور آگ ہے اور عیب ہے قیامت کے روز پھر زمین سے ایک بال کا گچھا اٹھایا اونٹ کا یا بکری کا اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! جو مال اللہ

(۹۷۰) أبو داود (۲۶۹۴) کتاب الجهاد: باب فی فداء الأسیر بالمال، نسائی (۴۱۳۹) أحمد

(۱۸۴۰۲) (۶۸۲۹)۔

پاک نے تم کو دیا اس میں سے میرا اتنا بھی نہیں ہے مگر پانچواں حصہ بھی تمہارے ہی واسطے ہے۔

فائدہ: (مانگنے لگے لوگ آپ ﷺ سے) یعنی تقاضا کرنے لگے کہ مالِ غنیمت تقسیم کر دیجیے آپ کو ایسا بھگ گیا۔

فائدہ: (پانچواں حصہ بھی تمہارے ہی واسطے ہے یعنی) پانچواں حصہ مالِ غنیمت میں سے جو امام رکھ لیتا ہے وہ بھی مسلمانوں کے کام میں صرف کیا جاتا ہے جیسے پل بنانا، قلعہ تیار کرنا، ہتھیار خریدنا وغیرہ۔

۹۷۱- عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ تُوْفِيَ رَجُلٌ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَإِنَّهُمْ ذَكَرُوهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَعَمَ زَيْدٌ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ فَتَعَبَّرَتْ وُجُوهُ النَّاسِ لِذَلِكَ فَرَعَمَ زَيْدٌ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ صَاحِبِكُمْ قَدْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ فَفَتَحْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا خَرَزَاتٍ مِنْ خَرَزٍ يَهُودٍ مَا تُسَاوِينِ دِرْهَمَيْنِ-

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص مر گیا حنین کی لڑائی میں تو بیان کیا گیا یہ رسول اللہ ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نماز پڑھ لو اپنے ساتھی پر۔ لوگوں کے چہرے زرد ہو گئے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے مالِ غنیمت میں چوری کی تھی۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اس شخص کا اسباب کھولا تو چند مکے یہودیوں کے پائے دو درہم کا مال بھی نہ تھا۔

فائدہ: اگر وہ سے حضرت ﷺ نے نماز اس پر نہ پڑھی اور لوگوں سے کہا کہ تم پڑھو۔

۹۷۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ الْكِنَانِيِّ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى النَّاسَ فِي قَبَائِلِهِمْ يَدْعُو لَهُمْ وَأَنَّهُ تَرَكَ قَبِيلَةَ مِنَ الْقَبَائِلِ قَالَ وَإِنَّ الْقَبِيلَةَ وَجَدُوا فِي بُرْدَةِ رَجُلٍ مِنْهُمْ حَفْدٌ يَزْرَعُ غُلُوقًا فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِمْ كَمَا يُكَبَّرُ صَلَّى النَّبِيُّ-

حضرت عبد اللہ بن مغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے لوگوں کی جماعتوں پر تو دعا کی سب جماعتوں کے واسطے مگر ایک جماعت کے واسطے دعا نہ کی کیونکہ اس جماعت میں ایک شخص تھا جس کے بچھونے کے نیچے سے ایک کنٹھا چوری کا نکلا تھا جب رسول اللہ ﷺ اس جماعت پر آئے تو آپ ﷺ نے تکبیر کہا جیسے جانا۔ پر کہتے ہیں۔

فائدہ: اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ کھلم کھلا رسول اللہ ﷺ کے لیے اور جملی بات نہیں سنتے اور نہ ہی مانگتے۔

(۹۷۱) أبو داود (۲۷۱۰) کتاب الجہاد: باب من دعظم الغلول نسائی (۱۹۵۹) ابن ماجہ

(۲۰۴۸) أحمد (۱۳۶/۴) (۱۷۰۵۱)

۹۷۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَعْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وِرْقًا إِلَّا الْأُمُومَالَ الثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ قَالَ فَأَهْدَى رِفَاعَةَ بِنْتُ زَيْدٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَامًا سُودًا يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرَى حَتَّى إِذَا كُنَّا بِوَادِي الْقُرَى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحْطُ رَحْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ فَأَصَابَهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ هِنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشُّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَ يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَابِمِ لَمْ تُصِيبْهَا الْمَقَابِسُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا قَالَ فَلَمَّا سَمِعَ النَّاسُ ذَلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلے ہم ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیبر کے سال تو غنیمت میں سونا اور چاندی حاصل نہیں کیا بلکہ کپڑے اور اسباب ملے اور رفاعہ بن زید نے ایک غلام کا لالہ ہدیہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کا نام مدغم تھا تو چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی قریٰ کی طرف تو جب پہنچے ہم وادی قریٰ میں تو مدغم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کی پالان اتار رہا تھا اتنے میں ایک تیرے نشان اس کے آگے۔ وہ مر گیا لوگوں نے کہا مبارک ہو جنت کی اس کے واسطے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! وہ جو کبیل اس نے حنین کی لڑائی میں غنیمت کے مال سے قبل تقسیم کے لیا تھا آگ ہو کر اس پر جل رہا ہے۔ جب لوگوں نے یہ سنا ایک شخص ایک یادوتسے لے کر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہے یادوتسے آگ کے تھے۔
فائدہ: یعنی یہ تمہے تو اصل نہ کرتا تو آخرت میں یہی تمہے آگ ہو کر پلٹا۔

۹۷۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ مَا ظَهَرَ الْعُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا أَلْبَسِي فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَنَسَا الرِّثَا فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْبَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا قُطِعَ عَنْهُمْ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بَعْضِ الْحَقِّ إِلَّا فَنَسَا فِيهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلَّا سَلَطَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْعُدُوَّ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو قوم غنیمت کے مال میں چوری کرتی ہے ان کے دل بوسے ہو جاتے ہیں اور جس قوم میں زنا زیادہ ہو جاتا ہے ان میں موت بھی بہت زیادہ ہو جاتی ہے اور جو قوم ناپ تول میں کمی

(۹۷۳) بخاری (۴۲۳۴) کتاب المغازی: باب غزوة خیبر مسلم (۱۱۵) أبو داؤد (۲۷۱۱)

نسائی (۳۸۲۷)۔

کرتی ہے ان میں خون زیادہ ہو جاتا ہے اور جو قوم عہد توڑتی ہے ان پر دشمن غالب ہو جاتا ہے۔
فائدہ: طبرانی نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرویاً بیان کیا اس میں یہ ہے کہ جو قوم زکوٰۃ روکتی ہے ان سے بارش
 رک جاتی ہے۔

شہادت کا بیان

باب الشہداء فی سبیل اللہ

۹۷۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوُدِدْتُ
 أَنِّي أَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَقْتُلُ ثُمَّ أُحْيَا فَأَقْتُلُ ثُمَّ أُحْيَا فَأَقْتُلُ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُ ثَلَاثًا
 أَشْهَدُ بِاللَّهِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری
 جان ہے! میں نے چاہی یہ بات کہ اللہ کی راہ میں لڑوں پھر قتل کیا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر جلایا
 جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے تھے یہ بات تین بار گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی
 کہ آنحضرت ﷺ نے ایسا ہی فرمایا۔

۹۷۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَى رَجُلَيْنِ
 يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ
 عَلَى الْقَاتِلِ فَيُقَاتِلُ فَيَسْتَشْهَدُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے گاہک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دو
 شخصوں پر کہ ایک دوسرے کا قاتل ہوگا اور دونوں جنت میں جائیں گے ایک شخص نے جہاد کیا اللہ کی راہ میں اور مارا
 گیا بعد اس کے مارے دوسرے پر اللہ نے رحم کیا وہ مسلمان ہوا اور جہاد کیا اور شہید ہوا۔

۹۷۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكَلِّمُ

(۹۷۵) بخاری (۲۹۷۲) کتاب الجہاد والسیر: باب الجمائل والحملان فی السبیل، مسلم (۱۸۷۶)

نسائی (۳۱۵۱) ابن ماجہ (۲۷۵۳) أحمد (۲۳۱/۲) (۷۱۵۷)۔

(۹۷۶) بخاری (۲۸۲۶) کتاب الجہاد والسیر: باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم فیسدد، مسلم

(۱۸۹۰) نسائی (۳۱۶۶) ابن ماجہ (۱۹۱) أحمد (۴۶۴/۲) (۹۹۷۷)۔

(۹۷۷) بخاری (۲۸۰۳) کتاب الجہاد والسیر: باب من یخرج فی سبیل اللہ عزوجل، مسلم

(۱۸۷۶) ترمذی (۱۶۵۶) نسائی (۳۱۴۷) ابن ماجہ (۲۷۹۵) أحمد (۲۴۲/۲)

(۷۳۰۰) دارمی (۲۴۰)

أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَنْعَبُ دَمًا
الْلُّونَ لَوْنٌ دَمٍ وَالرَّيْحُ رِيحُ الْمِسْكِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! نہیں زخمی ہوگا کوئی شخص اللہ کی راہ میں اور اللہ خوب جانتا ہے اس کو جو زخمی ہوتا ہے اس کی راہ میں مگر آئے گا دن قیامت کے اور اس کے زخم سے خون جاری ہوگا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔

۹۷۸- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَتْلِي بِيَدِ رَجُلٍ
صَلَّى لَكَ سَجْدَةً وَاحِدَةً يُحَاجُّنِي بِهَا عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ -

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اے پروردگار! امت قتل کرا نا مجھ کو اس شخص کے ہاتھ سے جس نے تجھ کو ایک سجدہ بھی کیا ہو اس سجدہ کی وجہ سے قیامت کے دن تیرے سامنے مجھ سے بھگڑے۔

فائدہ: مقصود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ قاتل ان کا کافر ہو جو ہمیشہ جہنم میں رہے یہ دعا قبول ہوئی۔ ابولولو مجوسی کے ہاتھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوئے۔

۹۷۹- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ أَيْكَفَّرُ اللَّهُ عَنِّي
خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَلَمَّا أَذْبَرَ الرَّجُلُ نَادَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ بِهِ فَنُودِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَأَعَادَ
عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِلَّا الدِّينَ كَذَلِكَ قَالَ لِي جَبْرِيلُ -

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ یا رسول اللہ! اگر قتل کیا جاؤں میں اللہ کی راہ میں جس حال میں کہ میں صبر کرنے والا ہوں مخلص ہوں منہ سامنے رکھنے والا ہوں نہ پیٹھ موڑنے والا کیا بخش دے گا اللہ گناہ میرے؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں جب وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھر پکارا یا پکڑوایا۔ پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کہا تو نے اس نے پھر وہی کہا۔ آپ

(۹۷۸) بخاری (۳۷۰۰) کتاب المناقب: باب قصة البيعة والاتفاق على عثمان بن عفان، نسائي في الكبرى (۱۱۵۸۱)۔

(۹۷۹) مسلم (۱۸۸۵) کتاب الامارة: باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياہ الا اندین، ترمذی

(۱۷۱۲) نسائي (۳۱۵۶) أحمد (۲۹۷/۵) دارمی (۲۲۹) دارمی (۲۴۱۲)۔

مَوْطَا اِمَامِ مَالِكٍ

ﷺ نے فرمایا کہ ہاں مگر قرض۔ ایسا ہی کہا مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے۔

فائدہ: کیونکہ قرض حقوق الناس میں ہے اور حقوق الناس بدون ادا کیے ہوئے یا معاف کروائے ہوئے ساقط نہیں ہوتے۔

۹۸۰۔ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِشُهَدَائِهِ أُحَدِّثُوا هَؤُلَاءِ أَشْهَدُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ السُّنَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ بِإِخْوَانِهِمْ أَسْلَمْنَا كَمَا أَسْلَمُوا وَجَاهَدْنَا كَمَا جَاهَدُوا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَى وَلَكِنْ لَا أَدْرِي مَا تُحَدِّثُونَ بَعْدِي فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ بَكَى ثُمَّ قَالَ أَتَيْنَا لِكَائِنُونَ بَعْدَكَ۔

حضرت ابو نصر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہیدوں کے لیے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کا میں گواہ ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں مسلمان ہوئے ہم جیسے وہ مسلمان ہوئے اور جہاد کیا ہم نے جیسے انہوں نے جہاد کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مگر مجھے معلوم نہیں کہ بعد میرے کیا کرو گے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لگے اور فرمایا کہ ہم زندہ رہیں گے بعد آپ کے۔

فائدہ: یعنی ان کی سعی اور کوشش اور صبر پر اور رحمت ایمان پر قیامت کے دن میں گواہی دوں گا۔ جناب احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے۔ بعض ان میں سے ایسے تھے جنہوں نے نو بیٹیاں چھوڑیں اور خوشی سے شہید ہوئے بعضوں نے بھوریں ہاتھ سے پھینک دیں بعضوں نے یہ آرزو کی کہ ہم پھر لوٹ کر گھر کو نہ جائیں بعضوں کو آنحضرت ﷺ بڑھا پے کی وجہ سے چھوڑ گئے مگر وہ شہادت کی آرزو میں چلے آئے۔

۹۸۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَقَبْرُ يُحْفَرُ بِالْمَدِينَةِ فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَقَالَ بِشْسَ مَضَجَعُ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشْسَ مَا قُلْتَ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي لَمْ أَرِدْ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَرَدْتُ الْقَتْلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مِثْلَ لِلْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ بِنُفْعَةٍ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَكُونَ قَبْرِي بِهَا مِنْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَعْنِي الْمَدِينَةَ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور قبر کھد رہی تھی مدینہ میں ایک شخص قبر کو دیکھ کر بولا کیا بری جگہ ہے مسلمان کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا بری بات کہی تو نے وہ شخص بولا یا رسول اللہ! میرا مطلب یہ تھا کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونا اس سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ کی راہ میں قتل ہونے کے برابر کوئی چیز نہیں مگر ساری زمین میں کوئی مقام ایسا نہیں کہ میں اپنی قبر وہاں پسند کرتا ہوں مدینہ سے تین

بار آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔
 فائدہ: یہ حدیث بھی دلیل ہے اس بات کی کہ مدینہ مکہ سے بہتر ہے موت کے حق میں۔

باب ما تكون فيه الشهادة جس چیز میں شہادت ہے اس کا بیان

۹۸۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَوَفَاءَةً بِبَيْتِكَ وَرَسُولِكَ۔

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اے پروردگار! میں چاہتا ہوں کہ شہید ہوں تیری راہ میں اور مروں تیرے رسول کے شہر میں۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی تو لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ دونوں باتیں کیسے ہو سکتی ہیں اس لیے کہ مدینہ میں سب مسلمان ہیں وہاں جہاد نہیں ہو سکتا مگر اللہ جل جلالہ نے دعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبول کی مدینہ میں آپ شہید ہوئے وہیں دفن ہوئے۔

۹۸۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ كَرُمَ الْمُؤْمِنِ تَقْوَاهُ وَدِينُهُ حَسْبُهُ وَمُرُوتُهُ خُلُقُهُ وَالْجُرْأَةُ وَالْجُبْنُ عَرَائِزُ يَضَعُهَا اللَّهُ حَيْثُ شَاءَ فَالْجَبَانُ يَفِرُّ عَنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ وَالْجَبْرِيُّ يُقَاتِلُ عَمَّا لَا يَتُوبُ بِهِ إِلَهِي رَحْلِهِ وَالْقَتْلُ حَنْفٌ مِنَ الْحَتُوفِ وَالشَّهِيدُ مَنْ احْتَسَبَ نَفْسَهُ عَلَى اللَّهِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے عزت مومن کی تقویٰ میں ہے اور دین اس کی شرافت ہے اور مروّت اس کا خلق ہے۔ اور بہادری اور نامردی دونوں خلقی صفتیں ہیں جس شخص میں اللہ چاہتا ہے ان صفتوں کو رکھتا ہے تو نامرد اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے وہ اور بہادر اس شخص سے لڑتا ہے جس کو جانتا ہے کہ گھر تک نہ جانے دے گا اور قتل ایک موت ہے موتوں میں سے اور شہید وہ ہے جو اپنی جان خوشی سے اللہ کے سپرد کر دے۔

فائدہ: یعنی اس کے مقابلے میں گھر جانا نصیب نہ ہوگا وہیں مرنا ہوگا۔ بعضوں نے اس عبارت کے یہ معنی کیے ہیں کہ نامرد اپنے ماں باپ کو جن کا برا حق ہے دشمن کے مقابلے میں چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور بہادر اس شخص کے ساتھ ہو کر لڑتا ہے جس سے یہ توقع نہ ہو کہ اس کا کچھ مال لے کر گھر میں آئے گا۔

(۹۸۲) بخاری (۱۸۹۰) کتاب الحج: باب كراهية النبي أن تعرى المدينة 'عبدالرزاق (۹۵۰)۔
 - (۱۹۶۳۷)

(۹۸۳) ابن ابی شیبہ (۱۹۵۱۲) بیہقی (۱۷۰/۹ - ۱۷۱)۔

فائدہ: جیسے آرمی بیمار کی وجہ سے مر جاتا ہے چائیں سکتا ویسا ہی قتل کو بھی سمجھنا چاہیے۔

باب العمل فی غسل الشہید شہید کو غسل دینے کے بیان میں

۹۸۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَسَّلَ وَكُفَّنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَكَانَ شَهِيدًا يَرْحَمُهُ اللَّهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غسل دیئے گئے اور کفن پہنائے گئے اور نماز جنازے کی ان پر پڑھی گئی حالانکہ وہ شہید تھے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اہل علم سے وہ کہتے تھے کہ شہیدوں کو نہ غسل دینا چاہیے نہ ان پر نماز پڑھنا چاہیے بلکہ جن کپڑوں میں شہید ہوئے ہیں انہی کپڑوں میں دفن کر دینا چاہیے۔

فائدہ: اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی یا نہیں بعض روایات میں ہے کہ نماز پڑھی اور بعض میں یہ ہے کہ نہیں پڑھی دعا کی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا یہ طریقہ اہل ایمان شہیدوں میں ہے جو معرکہ میں قتل کیے جائیں اور وہیں مر جائیں اور جو معرکہ سے زندہ اٹھا کر لیا جائے پھر کچھ جگہیں گھر جائے تو اس کو غسل دیا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کیا گیا۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد زخمی ہونے کے تین دن زندہ رہے۔

باب ما يَكْرَهُ مِنَ الشَّيْءِ يَجْعَلُ فِي كَوْنِ سِي بَاتِ اللَّهِ كَرَاهِيَةً فِي رَأْيِ بَرِيءِ سَبِيلِ اللَّهِ

ہے (یعنی دھوکہ دینا)

۹۸۵۔ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَحْمِلُ فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ عَلَى أَرْبَعِينَ أَلْفَ بَعِيرٍ يَحْمِلُ الرَّجُلُ إِلَى الشَّامِ عَلَى بَعِيرٍ وَيَحْمِلُ الرَّجُلَيْنِ إِلَى الْعِرَاقِ عَلَى بَعِيرٍ فَحَاضَتْهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ أَحْمِلْنِي وَسُخِيمًا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نَشَدْتِكَ اللَّهُ أَسُخِيمَ زَوْقُ قَالَ لَهُ نَعَمْ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک برس میں چالیس ہزار اونٹ بھیجتے تھے شام کے جانے والوں کو۔ فی آدمی ایک ایک اونٹ دیتے اور عراق کے جانے والوں کو دو آدمیوں میں ایک اونٹ دیتے تھے۔ ایک شخص عراق کا رہنے والا آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بولا کہ مجھ کو اور تحیم کو ایک اونٹ دیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھ کو تمہارا دیتا ہوں خدا کی قسم سے تیری مراد مشک ہے وہ بولا ہاں۔

فائدہ: یہاں اس شخص نے اس طرح سے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہو گیا کہ کوئی شخص ہے پھر آپ کو کچھ کہنے کی گنجائش ہے۔
مشک ہے (یعنی چالاک سے اس نے تمہارا ایک اونٹ لینے کی کوشش کی تھی)۔

جہاد کی فضیلت کا بیان

باب الترغيب في الجهاد

۹۸۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَيْدٍ يَدْخُلُ عَلَيَّ أُمَّ حَرَامَ بِنْتِ مَلْحَانَ فَيُطْعِمُهُ وَكَانَتْ أُمَّ حَرَامَ نَحْتِ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَذَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَأَطْعَمْتُهُ وَجَلَسْتُ تَفْلِي فِي رَأْسِهِ فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يَضْحَكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرَضُوا عَلَيَّ غُرَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرَكْبُونَ نَبْحَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَيَّ الْأَسِيرَةَ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَيَّ الْأَسِيرَةَ يَشْكُ إِسْحَقُ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَضْحَكُكَ فَإِنْ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرَضُوا عَلَيَّ غُرَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ مُلُوكًا عَلَيَّ الْأَسِيرَةَ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَيَّ الْأَسِيرَةَ كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنَ الْأُولَى قَالَ فَرَكِبْتُ الْبَحْرَ فِي زَمَانٍ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعْتُ عَنْ ذَاتِهَا حِينَ خَرَجْتُ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكْتُ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد قبا کو جاتے تو ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا (خالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہما کی) کے گھر میں آپ تشریف لے جاتے۔ وہ آپ ﷺ کو کھانا کھلاتیں اور وہ اس زمانے میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں۔ ایک روز آپ ﷺ ان کے گھر میں گئے انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور بیٹھ کر آپ کے سر کے بال دیکھنے لگی۔ آپ ﷺ سو گئے پھر آ جا گئے ہنستے ہوئے ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ میری امت کے پیش کیے گئے میرے اوپر جو خدا کی راہ میں جہاد کے لیے سوار ہوتے ہیں۔ ام حرام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ دعا کیجئے کہ اللہ جل جلالہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے آپ ﷺ نے دعا کی پھر آپ سر رکھ کر سو گئے پھر جا گئے ہنستے ہوئے ام حرام

(۹۸۶) بحاری (۲۷۸۸) کتاب الجہاد والسیر: باب الدعاء بالجہاد والشہادۃ للرجال والنساء؛
مسلم (۱۹۱۲) أبو داود (۲۴۹۱) ترمذی (۱۶۴۵) نسائی (۳۱۷۱) ابن ماجہ (۲۷۷۶)
أحمد (۲۴۰۳) (۱۳۵۵۴۴) دارمی (۲۴۲۱)۔

ﷺ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کیوں ہتھے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ میری امت کے پیش کیے گئے میرے اوپر جو خدا کی راہ میں جہاد کو جاتے تھے جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں۔ ام حرام نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ دعا کیجیے اللہ جل جلالہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پہلے لوگوں میں سے ہو چکی۔ ام حرام معاویہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ دریا میں سوار ہوئیں جب دریا سے نکلیں تو جانور پر سے گر کر مر گئیں۔

فائدہ: ام حرام آنحضرت ﷺ کے والد یا جد امجد کی خالہ تھیں یا آپ ﷺ کی خالہ رضاعی تھیں بہر حال آپ ﷺ کی محرم تھیں۔ بعضوں نے کہا کہ آپ ﷺ کی محرم نہ تھیں اور آپ ﷺ کو خاص اجنبی عورت سے خلوت کرنا درست تھی کیونکہ آپ معصوم تھے۔ بعضوں نے کہا کہ اس حدیث سے خلوت سے معلوم نہیں ہوئی شاید ان کاڑکا یا خاند بھی اس وقت موجود ہوتا ہو۔

فائدہ: یہ پیشین گوئی آپ کی سچ ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں معاویہ رضی اللہ عنہما کے سردار زوکہ کفار روم سے لڑنے کو دریا میں سوار ہو کر گئے۔

فائدہ: یہ پہلا جہاد تھا جو مسلمانوں نے دریا میں کیا اور سہرا اور طائفہ پر معاویہ رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جس میں لشکر کا سردار یزید بن معاویہ تھا۔ اس حدیث سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف ثابت ہوئی بلکہ یزید کی بھی اور صحیح بخاری کی حدیث میں پہلی جماعت کے حق میں لفظ اوجیوا اور دوسری جماعت کے حق میں لفظ معفوز لہم آیات جس سے اور زیادہ فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ یہ حدیث دلیل قوی ہے ایمان و حسن خاتمہ معاویہ و یزید پر۔ پس ان پر طعن بر گزرنے چاہیے یہی مذہب ہے محققین اہل سنت و جماعت کا۔ کویض اعمال مفید ان سے صادر ہوئے ہیں کیونکہ اہل سنت کے نزدیک عصمت خاصہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ صحابہ و اہل بیت ہرگز معصوم نہیں ہیں۔ اس کے باوجود باہم ملہ جس کے مغفور ہونے کی خبر خبر صادق نے ہی ان کو کافر و ملعون کہنا ناجائز ہے۔

۹۸۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشَقُّ عَلَىٰ أُمَّتِي لِأَحَبِّتُ أَنْ لَا أَتَخَلَّفَ عَنْ سَرِيَّةٍ تَخْرُجُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكِنِّي لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَلَا يَجِدُونَ مَا يَتَحْمَلُونَ عَلَيْهِ فَيَخْرُجُونَ وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي فَوَدِدْتُ أَنِّي أَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَحْيَا فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَحْيَا فَأُقْتَلُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں کسی لشکر کا جو اللہ کی راہ میں نکلتا ہے ساتھ نہ چھوڑتا۔ مگر نہ میرے پاس اس قدر سواریاں ہیں کہ سب لوگوں کو ان پر سوار کروں نہ ان کے پاس اتنی سواریاں ہیں کہ وہ سب سوار ہو کر نکلیں اگر میں اکیلا جاؤں تو ان کو میرا

(۹۸۷) بحاری (۲۹۷۲) کتاب الجہاد والسیر: باب الجعائل والحملان فی السبیل، مسلم

(۱۸۷۶) نسائی (۳۱۵۱) ابن ماجہ (۲۷۵۳) أحمد (۴۲۴، ۲) (۹۴۷۶)۔

چھوڑنا شاق ہوتا ہے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

فائدہ: یعنی جب کچھ لوگ جہاد کو جاتے تو میں بھی جاتا۔

۹۸۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبْرٍ سَعِدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَطُوفُ بَيْنَ الْقَتْلَى فَقَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ بَعْنِي إِلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنِّي بِهِ بِخَبْرِكَ قَالَ فَادْهَبْ إِلَيْهِ فَأَقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَأُخْبِرْهُ أَنِّي قَدْ طَعَنْتُ اثْنَيْ عَشْرَةَ طَعْنَةً وَأَنِّي قَدْ أَنْفَذْتُ مَقَاتِلِي وَأُخْبِرْ قَوْمَكَ أَنَّهُ لَا عُذْرَ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ إِنْ قُتِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَجِدَ مِنْهُمْ حَيٌّ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ جنگ احد کے روز آنحضرت ﷺ نے فرمایا کون خبر لا کر دیتا ہے مجھ کو سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں دوں گا۔ وہ جا کر لاشوں میں ڈھونڈھنے لگا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا کام ہے اس شخص نے کہا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے تمہاری خبر لینے کو بھیجا ہے۔ کہا کہ تم جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس اور میرا سلام عرض کرو اور کہو کہ مجھے بارہ زخم برچھوں کے لگے ہیں اور میرے زخم کاری ہیں اور اپنی قوم سے کہہ اللہ جل جلالہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا اگر رسول اللہ ﷺ شہید ہوئے اور تم میں سے ایک بھی زندہ رہا۔

فائدہ: وہ شخص ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم جا کر دو کچھ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ زندہ ہیں یا مردہ اگر زندہ ہوں تو میرا سلام ان سے کرو اور میری طرف سے پوچھو کہ تم اپنے تئیں کس حال میں پاتے ہو۔

فائدہ: انکی بار سعد رضی اللہ عنہ کا نام لے کر پکارا کہیں سے کوئی جواب نہ آیا پھر انہوں نے یہ کہہ کر پکارا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بھیجا ہے اس لیے کہ میں سعد کی خبر لاؤں کہ تم زندہ ہو یا مردہ انہوں نے کہا میرا شمار مردوں میں ہے۔

فائدہ: زید بن ثابت کی روایت میں ہے کہ ان کو ستر زخم برچھوں اور تیروں کے لگے تھے۔ ہاتھ کی روایت میں ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کہو اللہ پاک آپ ﷺ کو جزائے خیر دے مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔

۹۸۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِبَ فِي الْجِهَادِ وَذَكَرَ الْجَنَّةَ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَأْكُلُ تَمْرَاتٍ فِي يَدِهِ فَقَالَ إِنِّي لَحَرِيصٌ عَلَى الدُّنْيَا إِنْ جَلَسْتُ

(۹۸۸) سعید بن منصور (۲۸۴۲)۔

(۹۸۹) بخاری (۴۰۴۶) کتاب المغازی: باب غزوة أحد، مسلم (۱۸۹۹) نسائی (۳۱۵۴) أحمد

(۳۰۸۱۳) (۱۴۳۶۵)۔

حَتَّى أَفْرُغَ مِنْهُنَّ فَرَمَى مَا فِي يَدِهِ فَحَمَلَ بِسَيْفِهِ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رغبت و دلانی جہاد میں (بدر کے روز) اور بیان کیا جنت کا حال اتنے میں ایک شخص انصاری (وہی عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ) کھجوریں ہاتھ میں لیے ہوئے کھا رہا تھا۔ وہ بولا مجھے بڑی حرص ہے دنیا کی اگر میں بیٹھا رہوں اس انتظار میں کہ کھجوریں کھا لوں پھر کھجوریں پھینک دیں اور تلوکار اٹھا کر لڑائی شروع کی اور شہید ہوا۔

فائدہ: آپ ﷺ نے فرمایا مستعد ہو جاؤ اس جنت کے واسطے جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! جنت اتنا بڑا باغ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا واہ واہ۔ حضرت نے فرمایا تو تے واہ واہ کیوں کہا۔ عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم خدا کی یا رسول اللہ! میں نے اس آرزو سے کہا کہ میں بھی اس باغ کے لوگوں میں سے ہو جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا تو بھی ان میں سے ہے۔

۹۹۰۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ الْغَزْوُ عَزْوَانٍ فَعَزَّوْا تُنْفِقُ فِيهِ الْكِرِيمَةَ وَتِنَاسِرُ فِيهِ الشَّرِيكَ وَيُطَاعُ فِيهِ ذُو الْأَمْرِ وَيُجْتَنَّبُ فِيهِ الْفَسَادُ فَذَلِكَ الْغَزْوُ خَيْرٌ كُلُّهُ وَعَزَّوْا لَا تُنْفِقُ فِيهِ الْكِرِيمَةَ وَلَا تِنَاسِرُ فِيهِ الشَّرِيكَ وَلَا يُطَاعُ فِيهِ ذُو الْأَمْرِ وَلَا يُجْتَنَّبُ فِيهِ الْفَسَادُ فَذَلِكَ الْغَزْوُ لَا يَرْجِعُ صَاحِبُهُ كَفَافًا -

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جہاد دو قسم کے ہیں ایک وہ جہاد جس میں عمدہ سے عمدہ مال صرف کیا جاتا ہے اور رفیق کے ساتھ محبت کی جاتی ہے اور امیر کی اطاعت کی جاتی ہے اور فساد سے پرہیز رہتا ہے۔ یہ جہاد سب کا سب ثواب ہے۔ اور ایک وہ جہاد ہے جس میں اچھا مال صرف نہیں کیا جاتا اور رفیق سے محبت نہیں ہوتی اور امیر کی نافرمانی ہوتی ہے اور فساد سے پرہیز نہیں ہوتا یہ جہاد ایسا ہے اس میں جو کوئی جائے ثواب تو کیا خالی لوٹ کر آتا مشکل ہے۔

فائدہ: یعنی ایسے جہاد میں اگر گناہ سے بچ جائے تو بھی قیمت ہے ثواب کا کیا ذکر۔

باب ما جاء في الخيل والمسابقة
بينهما والنفقة في الغزو
صرف کرنے کا بیان

۹۹۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا

(۹۹۰) أبو داود (۲۵۱۵) كتاب الجهاد: باب في من يغزو ويلتمس الدنيا نسائي (۳۱۸۸) أحمد (۲۳۴/۵) (۲۲۳۹۲) دارمی (۲۴۱۷) -

(۹۹۱) بحاری (۲۸۴۹) كتاب الجهاد والسير: باب الخيل معقود في نواصيها الخير الي يوم القيامة مسلم (۱۸۷۱) نسائي (۳۵۷۳) ابن ماجه (۲۷۸۷) أحمد (۱۱۲/۲) (۵۹۰۸) -

الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانی میں بہتری اور برکت بندھی ہوئی ہے قیامت تک۔

فائدہ: کیونکہ گھوڑا بزازریعہ ہے جہاد کا اور اشراف ہے اسی وجہ سے تمام حیوانات میں۔

۹۹۲- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْعَخِيلِ الَّتِي قَدْ أَضْمِرَتْ مِنَ الْحَفِيَاءِ وَكَانَ أَعْلَاهَا نَيْبَةُ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْعَخِيلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ مِنَ النَّبْيَةِ إِلَى مَسْجِدِ نَبِيِّ زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ مَعْنُ سَابَقٍ بِهَا -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط لگائی آگے بڑھنے کی ان گھوڑوں میں جو تیار کیے گئے تھے گھڑ دوڑ کے لیے حیا سے (ایک مقام ہے باہر مدینہ کے) شہیدہ الوداع تک (پانچ میل ہے حیا سے) اور جو گھوڑے تیار نہیں کیے گئے تھے ان کی حد شہیدہ الوداع سے مسجد بنی زریق تک (ایک میل ہے) مقرر کی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی گھڑ دوڑ میں شریک تھے۔

۹۹۳- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَقُولُ لَيْسَ بِرَهَانِ الْعَخِيلِ بَأْسٌ إِذَا دَخَلَ فِيهَا مُحَلَّلٌ فَإِنْ سَبَقَ أَخَذَ السَّبَقَ وَإِنْ سَبِقَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ شَيْءٌ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب کہتے تھے گھڑ دوڑ کی شرط میں کچھ قباحت نہیں ہے جب دو شخصوں کے بیچ میں ایک اور شخص آجائے اگر وہ آگے بڑھ جائے تو شرط کا روپیہ لے لے اور جب پیچھے رہے کچھ نہ دے۔

فائدہ: گھڑ دوڑ میں دو آدمیوں کا اس طرح پر شرط لگانا کہ جو ان میں سے آگے بڑھ جائے گا وہ روپیہ شرط کا لے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا وہ دے گا اتفاقاً ممنوع ہے اور ایک طرف شرط کرنا یا مفت گھڑ دوڑ کرنا اتفاقاً جائز ہے۔ اگر دو آدمی دونوں طرف سے شرط لگا کر گھڑ دوڑ کریں تو اس کی علت کی یہ سورت ہے کہ ایک تیسرے شخص کو شریک کر لیں جس کو محلل کہتے ہیں اگر یہ محلل آگے بڑھ جائے گا تو دونوں سے شرط کا روپیہ لے گا اور جو پیچھے رہ جائے تو محلل کو پیچھے دینا نہ ہوگا۔ اگر ان دونوں آدمیوں میں سے جو کوئی آئے بڑھے گا وہ اپنی شرط کا روپیہ دوسرے سے لے لے گا۔

۹۹۴- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى وَهُوَ يَمْسُحُ وَجْهَ فَرَسِهِ

(۹۹۲) بحاری (۴۲۰) کتاب الصلاة: باب هل يقال مسجد بنی فلان مسلم (۱۸۷۰) أبو داود (۲۵۷۵) ترمذی (۱۶۹۹) نسائی (۳۵۸۴) ابن ماجہ (۲۸۷۷) أحمد (۵۰۲) (۴۴۸۷) دارمی (۲۴۲۹) -

(۹۹۳) ابن ابی شیبہ (۵۳۱/۶) (۳۳۵۴۰) بیہقی (۲۰/۱۰) (۱۹۷۷۲) -

بِرِوَايِهِ فُسَيْلٌ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنِّي عُوثِبْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْخَيْلِ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو لوگوں نے دیکھا کہ اپنے گھوڑے کا منہ چادر سے صاف کر رہے ہیں لوگوں نے اس کا سبب پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات مجھ پر عتاب ہوا گھوڑے کی خبر نہ لینے پر۔

۹۹۵- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ أَتَاهَا لَيْلًا وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا يَلَيْلُ لَمْ يُغْرُ حَتَّى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُودٌ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللَّهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبْتُ خَيْبَرَ إِنَّا إِذَا تَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَمَسَاءَ صَبَاحِ الْمُنْذَرِينَ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چلے خیبر کو پہنچے وہاں رات کو اور آپ ﷺ جب کسی قوم پر رات کو پہنچتے تو جنگ شروع نہ کرتے یہاں تک کہ صبح ہو تو خیبر کے یہودی اپنی کدالیں اور زینیاں لے کر نکلے جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے قسم ہے خدا کی محمد ﷺ ہیں اور پورا لشکر ان کے ساتھ ہے تو فرمایا آپ ﷺ نے اللہ اکبر خراب ہوا خیبر ”انسا اذا تزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين“۔

فائدہ: پورا لشکر وہ ہے جس میں میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ اور قلب اور جناح ہو۔

فائدہ: (خراب ہوا خیبر انسا اذا.....) یعنی جب اترے ہم کسی قوم کے سامنے پس بڑی ہوئی صبح ڈرائے گیوں کی۔ آپ ﷺ نے یہودیوں کے ہاتھ کرالیں دیکھ کر فال نیک لی اس امر کی کہ خیبر تباہ ہو جائے گا۔ کیونکہ کدال کھودنے کا آلہ ہے۔ بعضوں نے کہا کہ خیبر کے نام سے خرابی نکالی آپ ﷺ نے۔

۹۹۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

(۹۹۵) بخاری (۴۱۹۷) کتاب المغازی: باب غزوة خيبر، مسلم (۱۳۶۵) ترمذی (۱۵۵۰)

نسائی (۵۴۷) أحمد (۲۶۸/۲) (۷۶۲۱) -

(۹۹۶) بخاری (۱۸۹۷) کتاب الصوم: باب الريان للصائمين، مسلم (۱۰۲۷) ترمذی (۳۶۷۴)

نسائی (۳۱۸۲) أحمد (۲۶۸/۲) (۷۶۲۱) -

مَا عَلَيَّ مَنْ يُدْعَى مِنْ هَذِهِ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى اَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ
نَعَمْ وَاَرَجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک جوڑا (مثلاً دو اونٹ یا دو بکریاں یا دو روپے) صرف کرے اللہ کی راہ میں تو قیامت کے روز جنت کے دروازے پر پکارا جائے گا اسے بندے اللہ کے ایسے خیر ہے تو جو شخص نمازی ہو گا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص صدقہ دینے والا ہو گا وہ صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص روزے بہت رکھے گا وہ باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا 'یا رسول اللہ! جو شخص کسی ایک دروازے سے بلایا جائے اس کو کچھ حرج نہ ہو گا مگر کوئی ایسا بھی جو سب دروازوں سے بلایا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو گے۔
فائدہ: یعنی ان لوگوں میں سے جو سب دروازوں سے بلائے جائیں گے۔

باب احراز من أسلم من أهل الذمة ذمیوں میں سے جو کوئی مسلمان ہو جائے
أرضه

فائدہ: ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو دارالسلام میں رہتا ہے اور اس سے جزیہ لیا جاتا ہے۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر امام نے کسی قوم پر کافروں کا جزیہ مقرر کیا ان کافروں میں سے کوئی شخص مسلمان ہو گیا تو اس کی زمین اور جائیداد اسی کو ملے گی یا مسلمانوں کی ملک ہو جائے گی؟ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ اس میں دو صورتیں ہیں: اگر وہ کافر صلح کر کے خوشی سے بغیر جنگ کے جزیہ پر راضی ہو گئے ہیں ان میں سے جو کوئی مسلمان ہو گا اس کی زمین اور جائیداد اسی کو ملے گی اگر وہ کفار جنگ کر کے تلوار کے زور سے مطیع ہوئے ہوں تو ان کی زمین اور جائیداد مسلمانوں کی ملک ہو جائے گی اگرچہ کوئی ان میں سے مسلمان ہو جائے۔

باب الدفن فی قبر واحد من دو آدمیوں یا زیادہ کو ایک قبر میں دفن کرنے کا
ضرورة و انفاذ ابی بکر عده بیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا بعد آپ
رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاته کی وفات کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفا کرنے کا بیان

۹۹۷- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْجُمُوحِ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو
الْأَنْصَارِيِّينِ ثُمَّ السَّلْمِيِّينَ كَانَا قَدْ حَفَرَ السَّيْلُ قَبْرَهُمَا وَسَكَنَ قَبْرَهُمَا مِمَّا يَلِي السَّيْلُ وَكَانَا فِي
قَبْرٍ وَاحِدٍ وَهُمَا مِمَّنْ اسْتَشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ فَحَفَرَ عَنْهُمَا لِتَعْيَرًا مِنْ مَكَانِهِمَا فَوَجَدَا نَمْرًا لَمْ يَتَغَيَّرَا

كَانَتْهُمَا مَاتَا بِالْأَمْسِ وَكَانَ أَحَدُهُمَا قَدْ جُرِحَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جُرْحِهِ فَلَدِنَ وَهُوَ كَذَلِكَ فَأَمِطَتْ يَدَهُ عَنْ جُرْحِهِ ثُمَّ أُرْسِلَتْ فَرَجَعَتْ كَمَا كَانَتْ وَكَانَ بَيْنَ أُحُدٍ وَبَيْنَ يَوْمِ حُفْرٍ عَنْهُمَا سِتٌّ وَأَرْبَعُونَ سَنَةً -

حضرت عبد الرحمن بن ابی حصصہ سے روایت ہے کہ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمرو انصاری سلمی رضی اللہ عنہ جو شہید ہوئے تھے جنگ احد میں ان کی قبر کو پانی کے بہاؤ نے اکھیڑ دیا تھا اور قبر ان کی بہاؤ کے نزدیک تھی اور دونوں ایک ہی قبر میں تھے تو قبر کھودی گئی تاکہ لاشیں ان کی نکال کر اور جگہ دفن کریں دیکھا تو ان کی لاشیں ویسی ہی ہیں جیسے وہ شہید ہوئے تھے گویا کل مرے ہیں ان میں سے ایک شخص جب زخم لگا تھا تو اس نے ہاتھ اپنے زخم پر رکھ لیا تھا جب ان کو دفن کرنے لگے تو ہاتھ وہاں سے ہٹایا مگر ہاتھ پھرو ہیں آگاہ جب ان کی لاشیں کھودیں تو جنگ احد کو چھیا لیس برس گزر چکے تھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر دو یا تین آدمی ایک قبر میں دفن کیے جائیں تو ضرورت کے سبب تو کچھ قباحت نہیں ہے مگر جو سب میں بڑا ہوا اس کو قبلہ کے نزدیک رکھیں۔

۹۹۸- عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيَّ أَبِي بَكْرٍ الصَّادِقُ مَالًا مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُنثَى أَوْ عِدَّةٌ فَلْيَأْتِيَنِي فَجَاءَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَخَفَنَ لَهُ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ -

حضرت ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس روپیہ آیا بحرین سے آپ نے منادی کرائی کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو تین اپ بھر کر دیئے۔

فائدہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے وعدہ کیا تھا کہ بحرین سے جب روپیہ آئے گا تو تین اپ بھر کر دیجئے گا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعد وفات کے اس وعدے کو پورا کیا۔



کتاب النذور

کتاب نذروں کے بیان میں

باب ما يجب من النذور في المشى

پیدل چلنے کی نذروں کا بیان

۹۹۹- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمَّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ وَأَنْتُمْ تَقْضِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْضِيهِ عَنْهَا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میری ماں مر گئی اور اس پر ایک نذر واجب تھی اس نے ادا نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ادا کر اس کی طرف سے۔

۱۰۰۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمَّتِهِ أَنَّهَا خَلَّتْ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهَا كَانَتْ جَعَلَتْ عَلَيْهَا نَذْرًا مَشِيًّا إِلَى مَسْجِدِ قُبَاءٍ فَمَاتَتْ وَأَنْتُمْ تَقْضِيهِ فَأَفْتَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ ابْتِنَاهَا أَنْ تَمْشِيَ عَنْهَا۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا اپنی چھوٹی بھئی سے انہوں نے بیان کیا کہ ان کی دادی نے نذر کی مسجد قباء میں پیدل جانے کی پھر مر گئیں اور اس نذر کو ادا نہیں کیا۔ تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی بیٹی کو حکم کیا کہ وہ ان کی طرف سے اس نذر کو ادا کریں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کوئی کسی کی طرف سے پیدل چلنے کی نذر ادا کرے۔

فتاویٰ: امام مالک کے نزدیک یہ نذر ادا کرنا ضروری ہے اور اگر کسی نے نذر ادا نہیں کی تو اس کی نذر کو پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔

۱۰۰۱- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ قَالَ قُلْتُ لِرَجُلٍ وَأَنَا حَدِيثُ السَّنِّ مَا عَلَى الرَّجُلِ أَنْ

(۹۹۹) بخاری (۲۷۶۱) کتاب الوصایا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءته أن يتصدقوا عنه، مسلم

(۱۰۰۰) أبو داود (۳۳۰۷) ترمذی (۵۳۶) نسائی (۳۸۱۷) ابن ماجہ (۲۱۳۲) أحمد

(۲۱۹۱) (۱۸۹۳)

(۱۰۰۰) بخاری، تعلقاً (قبل الحديث ۶۶۹۸) کتاب الأیمان والنذور: باب من مات وعليه نذر۔

(۱۰۰۱) بخاری فی التاريخ الكبير (۷۵۱۵) ابن ابی شیبہ (۱۲۳۳۷) (۱۲۴۲۱)۔

يَقُولُ عَلِيُّ مَشَى إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَلَمْ يَقُلْ عَلِيُّ نَذَرْتُ مَشَى فَقَالَ لِي رَجُلٌ هَلْ لَكَ أَنْ أُعْطِيكَ هَذَا الْجِرْوَةَ لِجِرْوَةِ قِشَاءٍ فِي بَدِهِ وَتَقُولُ عَلِيُّ مَشَى إِلَى بَيْتِ اللَّهِ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقُلْتُهُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السَّنِّ ثُمَّ مَكَّنْتُ حَتَّى عَقَلْتُ فَقِيلَ لِي إِنَّ عَلَيْكَ مَشِيًّا فَجِئْتُكَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لِي عَلَيْكَ مَشَى فَمَشَيْتُ -

حضرت عبداللہ بن ابی حنیبلہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا ایک شخص سے اور میں کم سن تھا کہ اگر کوئی شخص صرف اتنا ہی کہے ”عَلِيُّ مَشَى إِلَى بَيْتِ اللَّهِ“ یعنی اوپر میرے پیدل چلنا ہے بیت اللہ تک اور یہ نہیں کہے کہ میرے اوپر نذر ہے پیدل چلنے کی بیت اللہ تک تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا وہ شخص مجھ سے بولا کہ میرے ہاتھ میں یہ لکڑی ہے تجھے دیتا ہوں تو اتنا کہہ دے کہ میرے اوپر پیدل چلنا ہے بیت اللہ تک میں نے کہا ہاں کہتا ہوں تو میں نے کہہ دیا اور میں کم سن تھا پھر پھر تھوڑی دیر میں مجھے عقل آئی اور لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تجھ پر پیدل چلنا بیت اللہ تک واجب ہوا۔ میں سعید بن مسیب کے پاس آیا اور ان سے پوچھا انہوں نے بھی کہا کہ تجھ پر پیدل چلنا واجب ہوا بیت اللہ تک تو میں پیدل چلا بیت اللہ تک۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

باب ما جاء في من نذر مشيا الى بيت الله جو شخص نذر کرے پیدل چلنے کی بیت اللہ تک اس کا بیان

١٠٠٢- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَذْيَنَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَدَّةٍ لِي عَلَيْهَا مَشَى إِلَى بَيْتِ اللَّهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَجَزْتُ فَأَرْسَلْتُ مَوْلَى لَهَا يَسْأَلُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَسَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مَرَّهَا فَلْتَرَكِبْ ثُمَّ لَتَمَشِ مِنْ حَيْثُ عَجَزْتَ -

حضرت عروہ بن اذینہ لثیبی سے روایت ہے کہ کہا کہ میں نکلا اپنی دادی کے ساتھ اور اس کی نذر کی تھی بیت اللہ تک پیدل جانے کی۔ راستے میں تھک گئی تھیں اپنے غلام کو بھیجا عبداللہ بن عمرؓ کے پاس مسئلہ پوچھنے کو میں بھی ساتھ گیا اس کے۔ عبداللہ بن عمرؓ کے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ اب سوار ہو جائے پھر دوبارہ جب آئے جہاں سے سوار ہوئی تھی وہاں سے پیدل چلے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اور باوجود اس کے ایک ہدی بھی اس پر واجب ہے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور محمد بن حسن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جو شخص نذر کرے بیت اللہ تک پیدل جانے کی پھر عاجز ہو جائے تو سوار ہو کر جائے اور ہدی دے اب دوبارہ جب آئے تو پیدل چلنا ضروری نہیں ابو حنیفہ کا یہی قول ہے۔

۱۰۰۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنِ الْمُسَيْبِ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَا يَقُولَانِ مِثْلَ قَوْلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ -

سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن کہتے تھے اس مسئلہ میں جیسا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔

۱۰۰۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ مَشِيًّا فَأَصَابَتْ بِنْتِي خَاصِرَةً فَرَكِبْتُ حَتَّى أَتَيْتُ مَكَّةَ فَسَأَلْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ وَغَيْرَهُ فَقَالُوا عَلَيْكَ هَذِي فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ سَأَلْتُ عُلَمَاءَهَا فَأَمْرُونِي أَنْ أُمَشِيَ مَرَّةً أُخْرَى مِنْ حَيْثُ عَجَزْتُ فَمَشَيْتُ -

یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر کی تھی میری ناف میں درد ہونے لگا میں سوار ہو کر مکے میں آیا اور عطاء بن ابی رباح وغیرہ سے پوچھا انہوں نے کہا تجھ کو ہدی لازم ہے جب میں مدینہ آیا وہاں لوگوں سے پوچھا انہوں نے کہا تجھ کو دوبارہ پیدل چلنا چاہیے جہاں سے سوار ہوا تھا تو پیدل چلا میں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک جو شخص یہ کہے کہ مجھ پر پیدل چلنا ہے بیت اللہ تک اور چلے پھر عاجز ہو جائے تو سوار ہو جائے پھر دوبارہ جب آئے تو جہاں سے سوار ہوا تھا وہاں سے پیدل چلے اگر چلنے کی طاقت نہ ہو تو جہاں تک ہو سکے چلے پھر سوار ہو جائے اور ہدی میں ایک اونٹ یا گائے دے اگر نہ ہو سکے تو بکری دے۔ سوال ہوا امام مالک سے کہ اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ میں تجھے بیت اللہ تک اٹھانے چلوں گا تو کیا حکم ہے؟ مالک نے جواب دیا کہ اگر اس کی نیت یہ تھی کہ میں اپنی گردن پر اٹھا کر لے چلوں گا اور اس کہنے سے صرف اپنے تئیں تکلیف میں ڈالنا منظور تھا تو اس صورت میں اس پر لازم نہ ہوگا بلکہ پیدل چلے اور ایک ہدی دے اور جو اس نے کچھ نیت نہ کی ہو تو حج کرے سوار ہو کر اپنے ساتھ حج کو اس شخص کو بھی لے جائے کیونکہ اس نے کہا کہ میں تجھ کو بیت اللہ تک اٹھانے چلوں گا البتہ اگر وہ شخص انکار کرے اس کے ساتھ جانے سے تو اس شخص پر پھل لازم نہیں کیونکہ یہ اپنا کام پورا کر چکا۔

مسئلہ: سوال ہوا امام مالک سے کہ اگر کوئی شخص چند نذریں ایسی کرے جن کو پورا کرنا ساری عمر ممکن نہ ہو مثلاً بیت اللہ کو پیدل جاؤں گا اور باپ بھائی سے بات نہ کروں گا تو اس کو کافی ہے ایک نذرا دکرنا یا سب نذریں پوری کرنا ضروری ہے امام مالک نے جواب دیا کہ میرے نزدیک تمام نذریں پوری کرنا ضروری ہے جہاں تک اور جب تک ہو سکے چلے اور اللہ

(۱۰۰۳) عبدالرزاق (۱۰۸۸۰) ابن ابی شیبہ (۱۲۳۳۷، ۱۲۴۲۱) -

(۱۰۰۴) بیہقی (۱۸/۱۰) رقم (۲۰۱۳۱) عبدالرزاق (۱۰۸۷۴) ابن ابی شیبہ (۱۳۰۸۱) -

جل جلالہ سے قرب حاصل کرنے کیوں سے جہاں تک ہو سکے۔

باب العمل في المشى الى الكعبة كعبه کی طرف پیدل چلنے کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر مرد یا عورت قسم کھائے کعبہ شریف کو پیدل جانے کی پھر قسم اس کی ٹونے اور اس کو پیدل جانا کعبہ کا لازم آئے تو عمرہ میں جب تک سعی سے فارغ ہو پیدل چلے اور حج میں جب تک طواف زیارت سے فارغ ہو پیدل چلے۔ کہنا مالک نے پیدل چلنے کی نذر وہی چیزوں میں ہوتی ہے حج یا عمرے میں۔

باب ما لا يجوز من النذور في معصية الله جو نذریں درست نہیں جن میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے ان کا بیان

۱۰۰۵- عَنْ حَمِيدِ بْنِ قَيْسٍ وَثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدَّبَلِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحَدُهُمَا يَزِيدُ فِي الْحَدِيثِ عَلَى صَاحِبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا قَائِمًا فِي الشَّمْسِ فَقَالَ مَا بَالُ هَذَا فَقَالُوا نَذَرْنَا أَنْ لَا يَتَكَلَّمُ وَلَا يَسْتَظِلُّ مِنَ الشَّمْسِ وَلَا يَجْلِسَ وَيَصُومُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلُّ وَلْيَجْلِسْ وَلْيَتِمَّ صِيَامَهُ -

حضرت حمید بن قیس اور ثور بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دھوپ میں کھڑا ہوا دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس کا باعث پوچھا لوگوں نے کہا اس نے نذر کی ہے کہ میں کسی سے بات نہ کروں گا نہ سایہ لوں گا نہ بیٹھوں گا اور روزہ سے رہوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو حکم کرو بات کرے سایہ میں آئے بیٹھے روزہ اپنا پورا کرے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کفارہ دینے کا حکم کیا ہو بلکہ آپ نے یہ فرمایا کہ جو عبادت ہے اس کو پورا کرے اور جو برا ہے اس کو ترک کرے۔

۱۰۰۶- عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ أَتَتْ امْرَأَةً إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَتْ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ ابْنِي فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تَنْحَرِي ابْنِكَ وَكَفَّرِي عَنْ يَمِينِكَ فَقَالَ شَيْخٌ عِنْدَ ابْنِ

(۱۰۰۵) بحاری (۶۷۰۴) کتاب الأیمان والنذور: باب النذر فيما لا يملك وفي معصية أبو داود

(۳۳۰۰) ابن ماجه (۲۱۳۶) أحمد (۱۶۸/۴) (۱۷۶۷۳) -

(۱۰۰۶) ابن ابی شیبہ (۱۰۴/۳) (۱۲۵۱۴) بیہقی (۷۲/۱۰) (۲۰۰۷۹) -

عَبَّاسٍ وَكَيْفَ يَكُونُ فِي هَذَا كَفَّارَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ ﴿ وَالَّذِينَ يَظَاهِرُونَ مِنكُم مِّن نِّسَائِهِمْ ﴾ ثُمَّ جَعَلَ فِيهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ مَا قَدْ رَأَيْتَ -

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک عورت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور بولی میں نے نذر کی اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تم ذبح کر اپنے بیٹے کو اور کفارہ دے اپنی قسم کا ایک شخص بولا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس نذر میں کفارہ کیونکر ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ظہار بھی ایک معصیت ہے اور اس میں اللہ نے کفارہ مقرر کیا۔

فائدہ: یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا یا ایک بردہ آزاد کرنا اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزے رکھنا اور بعضوں نے کہا کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی کفارہ سے فدیہ ہے یعنی ایک بکری ذبح کرنا لازم ہوگا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور مالک رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے اور ابو یوسف رضی اللہ عنہ اور شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ لغو بات ہے۔

فائدہ: کیونکہ یہ نذر معصیت ہے اور نذر معصیت لغو ہے اس میں کفارہ لازم نہیں آتا۔

مسئلہ: امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ اگر کوئی نذر کرے اللہ کی معصیت کی تو معصیت نہ کرے مراد اس سے یہ ہے کہ مثلاً اگر آدمی نذر کرے شام یا مصر یا جدہ یا زبہ میں جانے کی یا اور کسی کام کی جو ثواب نہیں ہے اگر ایسے امور میں اس کی قسم ٹوٹے مثلاً یوں کہے کہ اگر میں زید سے بات کروں تو مصر جاؤں گا پھر زید سے بات کرے تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا بلکہ اس نذر کو پورا کرنا ضروری ہے جس میں ثواب ہو۔

لغو قسم کا بیان

باب اللغو فی الیمین

۱۰۰۷۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ لَعْنُ الْيَمِينِ قَوْلُ الْإِنْسَانِ لَا وَاللَّهِ لَا وَاللَّهِ -

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ لغو قسم وہ ہے جو آدمی باتوں میں کہتا ہے (جیسے) نہیں واللہ

ہاں واللہ۔

فائدہ: یعنی عادت کے طور سے تکیہ کلام ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم کی تین قسمیں ہیں:

ایک "لغو قسم" وہ ہے کہ آدمی ایک بات کو سچ جان کر اس پر قسم کھائے پھر اس کے خلاف نکلے۔

دوسرے "منعقدہ قسم" ہے جو آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر کھائے مثلاً یوں کہے قسم خدا کی میں اپنا کپڑا

دس دینا رکھوں پتھوں گا پھر بیچ ڈالے یا قسم خدا کی میں اس کے غلام کو ماروں گا پھر اس کو نہ مارے اس قسم پر کفارہ لازم آتا ہے۔

(۱۰۰۷) بخاری (۶۱۳، ۶۶۳) کتاب تفسیر القرآن: باب قوله لا يؤاخذكم الله باللغو في

أيمانكم؛ أبو داود (۳۲۵۴) نسائی فی الکبری (۱۱۱۴۹)۔

تیسرے ”غٹوس“ ہے کہ آدمی ایک کام کو جانتا ہے کہ ایسا نہیں ہو ابا و جو اس کے قصداً جھوٹی قسم کھائے کہ ایسا ہو کسی کے خوش کرنے یا عذر قبول کرانے کو یا کسی کا مالک مارنے کو اس قسم میں اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کا کفارہ دنیا میں نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: اس قسم کا نام غٹوس ہے کیونکہ یہ ڈب دیتی ہے قسم کھانے والے کو جہنم میں۔

باب ما لا يجب فيه الكفارة من جن قسموں میں کفارہ واجب نہیں ہوتا ان

الایمان کا بیان

۱۰۰۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمَّانٌ يَقُولُ مَنْ قَالَ وَاللَّهِ ثُمَّ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ لَمْ يَفْعَلْ
الَّذِي حَلَفَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْنُكَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص قسم کھائے اللہ کی پھر کہے انشاء اللہ پھر نہ کرے اس کام کو جس پر قسم کھائی تھی تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا انشاء اللہ کہنے سے یہ مراد ہے قسم کے ساتھ کہے اور سلسلہ کلام کا باقی ہوا اگر قسم کھا کے چپ رہا ہو پھر انشاء اللہ کہا تو کچھ مفید نہ ہوگا۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے کہا اگر میں یہ کام کروں تو کافر ہوں یا مشرک ہوں پھر وہ کام کرے تو اس پر کفارہ نہ ہوگا اور نہ کافر اور مشرک ہو جائے گا جب تک دل میں اس کے شرک اور کفر کا عقیدہ نہ ہو مگر گنہگار ہوگا تو بہ کرے اور پھر ایسی بات نہ کہے۔

باب ما يجب فيه الكفارة من جن قسموں میں کفارہ واجب ہوتا ہے

ان کا بیان

۱۰۰۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ فَرَأَى
غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَكْفُرْ عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَفْعَلْ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھائے کسی کام پر پھر اس کے خلاف بہتر معلوم ہو تو کفارہ دے قسم کا اور کرے جو بہتر معلوم ہو۔

(۱۰۰۸) أبو داود (۳۲۶۲) كتاب الأيمان والنذور: باب الاستثناء في اليمين، ترمذی (۱۵۳۱)

نسائی (۳۷۹۳) ابن ماجہ (۲۱۰۵) أحمد (۶۱۲) (۴۵۱۰) دارمی (۲۳۴۲)۔

(۱۰۰۹) مسلم (۱۶۵۰) كتاب الأيمان: باب ندب من حلف يميناً فرأى غيرها خيراً منها، ترمذی

(۱۵۳۱) نسائی في الكبرى (۴۷۲۲) أحمد (۳۶۱/۲)۔

فائدہ: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ قسم دینے سے پہلے دے دینا درست ہے یہی مذہب ہے شافعی اور مالک اور احمد اور اکثر علماء کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا درست نہیں۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص یہ کہے میرے اوپر نذر ہے اور یہ کچھ نہ کہے کہ کس بات کی نذر ہے تو اس پر کفارہ قسم کا لازم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایک قسم کو چند مرتبہ کہے تو ان سب میں ایک کفارہ لازم آئے گا اور فرمایا ایک شخص نے یوں قسم کھائی کہ قسم خدا کی میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا اور یہ کپڑا نہیں پہنوں گا اور گھر میں نہیں جاؤں گا پھر یہ سب کام کیے تو ایک ہی کفارہ لازم آئے گا اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی اپنی عورت سے کہے کہ تجھ کو طلاق ہے۔ اگر یہ کپڑا تجھ کو پہناؤں اور مسجد جانے کی تجھ کو اجازت دوں تو یہ ایک کلام گناہ ہے۔ اب اگر اس میں سے کوئی امر ہو جائے تو طلاق پڑ جائے گی پھر دوسرا امر ہوگا تو دوبارہ طلاق نہ پڑے گی۔ کہا مالک نے عورت کو نذر کرنا درست ہے بغیر خاوند کی اجازت کے جب اس نذر سے خاوند کو کچھ ضروری نہ ہو اور جو خاوند کو ضروری ہو تو اس سے منع کر سکتا ہے مگر وہ نذر عورت پر واجب رہے گی جب موقع ملے ادا کر لے۔

باب العمل فی کفارة الأیمان قسم کے کفارہ کا بیان

۱۰۱۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ فَوَكَدَهَا ثُمَّ حَنَتْ فَعَلَيْهِ عِتْقُ رَقَبَةٍ أَوْ كِسْوَةُ عَشْرَةِ مَسَاكِينَ وَمَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ فَلَمْ يُوَكِّدْهَا ثُمَّ حَنَتْ فَعَلَيْهِ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مَسْكِينٍ مِدٌّ مِنْ حِنْطِيَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص قسم کھائے پھر اس کو کمر سے کر رکھے۔ پھر قسم توڑے تو اس پر ایک بردے کا آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا دے۔ ہر مسکین کو ایک مد گیہوں کا اگر اس پر قدرت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

۱۰۱۱۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ أَدْرَسْتُ النَّاسَ وَهُمْ إِذَا أُعْطُوا فِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ أُعْطُوا مِدًّا مِنْ حِنْطِيَةٍ بِالْمُدِّ الْأَصْغَرِ وَرَأَوْا ذَلِكَ مُعْجَبًا عَنْهُمْ۔
 سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ جب کفارہ قسم کا دیتے تھے تو ہر ایک مسکین کو ایک ایک مد گیہوں کا چھوٹے مد سے دیا کرتے تھے اور اس کو کافی سمجھتے تھے۔
فائدہ: چھوٹا مد یعنی کا مد ہے ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے۔

(۱۰۱۰) بیہقی فی السنن الکبری (۵۶/۱۰) رقم (۱۹۹۸۰)۔

(۱۰۱۱) بیہقی (۵۵/۱۰) (۱۹۹۷۶) ابن ابی شیبہ (۷۴/۳) (۱۲۲۰۷)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص قسم کے کفارے میں مسکینوں کو کپڑا پہنائے اُر مسکین مردوں کو دے تو ایک ایک کپڑا دینا کافی ہے اور اُر عورتوں کو دے تو دو کپڑے دے ایک کرتا اور ایک سر بند جس کو تمہارا کہتے ہیں کیونکہ اس قدر سے کم میں نماز درست نہیں ہے۔

۱۰۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُكْفِّرُ عَنْ يَمِينِهِ بِأَطْعَامِ عَشْرَةِ مَسَاكِينٍ لِكُلِّ مِسْكِينٍ مُدٌّ مِنْ حِنْطَةٍ وَكَانَ يُعْتَقُ الْمِرَارَ إِذَا وَكَّدَا الْيَمِينِ -

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب اپنی قسم کا کفارہ دیتے تھے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہر مسکین کو ایک مد گیہوں کا دیتے تھے اور جب ایک قسم کو چند بار کہتے تھے تو اتنے ہی بردے آزاد کرتے تھے۔

باب جامع الأيمان قسم کے بیان میں مختلف حدیثیں

۱۰۱۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَسِيرُ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَنْهَأَكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصْمُتْ -

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطابؓ سے اور وہ جارہے تھے سواروں میں اور قسم کھا رہے تھے اپنے باپ کی فرمایا آپ ﷺ نے اللہ جل جلالہ منع کرتا ہے تم کو اس بات سے کہ قسم کھاؤ تم اپنے باپوں کی جو شخص تم میں سے قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔
فائدہ: ترمذی اور حاکم نے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے سو خدا کے اور کسی کی تو اس نے کفر کیا یا شرک۔ غیر اللہ کی قسم کھانا مالکیہ یا شافعیہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اور حنا بلہ اور ظاہریہ کے نزدیک حرام ہے۔ اگر سو اللہ کے اور کسی کی قسم کھائے جیسے پیغمبر یا کعبہ کی یا فرشتوں کی پھر قسم توڑ ڈالے تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔

۱۰۱۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لَا وَمَقْلَبِ الْقُلُوبِ -

(۱۰۱۲) بیہقی فی السنن الکبری (۵۵۱۱۰) رقم (۱۹۹۷۳)۔

(۱۰۱۳) بخاری (۶۶۴۶) کتاب الأيمان والنذور: باب لا تحلفوا بآبائکم، مسلم (۱۶۴۶) أبو داود (۳۲۴۹) ترمذی (۱۵۳۴) نسائی (۳۷۶۶) ابن ماجہ (۲۰۹۴) أحمد (۷۱۲) (۴۵۲۳) دارمی (۳۳۴۱)۔

(۱۰۱۴) بخاری (۶۶۲۸) کتاب الأيمان والنذور: باب كيف كانت يمين النبي، أبو داود (۳۲۶۳) ترمذی (۱۵۴۰) نسائی (۳۷۶۱) ابن ماجہ (۲۰۹۲) أحمد (۲۵۱۲ - ۲۶) (۴۷۸۸) دارمی (۲۳۵۰)۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے مقلب القلوب (لوگوں کو پھیرنے والے) کی۔
 ۱۰۱۵۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ حِينَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ أَهْجُرُ دَارَ قَوْمِي الَّتِي أَصَبْتُ فِيهَا الذُّنْبَ وَأَجَاوِزُكَ وَأَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى
 رَسُولِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْزِيكَ مِنْ ذَلِكَ الثَّلْثُ -

ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابولبابہ کی توبہ جب اللہ نے قبول کی تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا چھوڑ
 دوں میں اپنی قوم کے گھر کو جس میں میں نے گناہ کیا اور آپ ﷺ کے قریب رہوں اور اپنے مال میں سے صدقہ
 نکالوں اللہ ورسول کے واسطے تو فرمایا آپ ﷺ نے تمہاری مال تجھ کو اپنے مال میں سے صدقہ نکالنا کافی ہے۔

فائدہ: ابولبابہ بنی قریظ کو سمجھانے گئے تھے جب اپنی قوم میں گئے تو ان سے اتنا قصور ہوا کہ انہوں نے اپنی قوم کے
 رونے پینے کے سبب سے ان پر رحم کھایا اور آنحضرت ﷺ نے جو ان کے حق میں تجویز کی تھی اس سے ان کو مطلع کر دیا پھر
 اس خیانت پر نادم ہوئے اور مسجد کے ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ دیا۔ بہت دنوں تک بندھے رہے صرف پانچاٹھ
 پیشاب کو ان کی بی بی آن کر کھول دیتیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور معاف کیا انہوں نے نذر کی کہ میں اپنا مال
 صدقہ کر دوں گا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری مال صدقہ کرنا کافی ہے۔

۱۰۱۶۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ قَالَ مَالِي فِي رِتَاجِ
 الْكَعْبَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يُكْفَرُهُ مَا يُكْفَرُ الْيَمِينِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا ایک شخص نے کہا مال میرا کعبہ کے دروازے پر وقف ہے انہوں نے
 کہا اس میں کفارہ قسم کا لازم آئے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص یہ کہے کہ مال میرا خدا کی راہ میں ہے تو تمہاری مال صدقہ کرے کیونکہ آپ ﷺ نے
 نے ابولبابہ کو ایسا ہی حکم کیا۔

فائدہ: شافعی اور احمد کے نزدیک قسم کا کفارہ دینا کافی ہے۔ اور ابوحنیفہ کے نزدیک سارا مال صدقہ دینا ضروری ہے۔
 پوری ہوئی کتاب نذروں اور قسموں کی۔



(۱۰۱۵) أبو داود (۳۳۲۰) کتاب الأیمان والنذور: باب فیمن نذر أن يتصدق بماله، احمد (۴۵۲/۳)

- (۴۵۳) (۱۵۸۴۲) دارمی (۱۶۵۸) ابن حبان (۳۲۷۱) -

(۱۰۱۶) عبدالرزاق (۱۵۹۸۸) ابن ابی شیبہ (۱۲۳۴۲) بیہقی (۶۵/۱۰) رقم (۲۰۰۳۶)

- (۲۰۰۳۷)

كِتَابُ الذَّبَائِحِ

كِتَابُ ذَبِيحَاتِ ذَبْحِ الْبِلْدَانِ فِي بَيَانِ مِيقَاتِهَا

باب التسمية على الذبيحة ذبيحة پر بسم اللہ کہنے کا بیان

۱۰۱۷۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ سِئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ يَأْتُونَنَا بِالْحَمَانِ وَلَا نَدْرِي هَلْ سَمُّوا اللَّهَ عَلَيْهَا أَمْ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا اللَّهَ عَلَيْهَا ثُمَّ كُلُّوْهَا -

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا کہ بدو لوگ گوشت لے کر ہمارے پاس آتے اور ہم کو نہیں معلوم کہ انہوں نے بسم اللہ کہی تھی یا نہیں ذبح کے وقت۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم بسم اللہ کہہ کے اس کو کھا لو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا یہ حدیث ابتدائے اسلام کی ہے۔

قائدہ: یعنی جب تک یہ آیت نہیں اتری تھی ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذَكَّرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ مت کھاؤ اس جانور کو جس پر نہ لیا جائے اللہ کا نام مگر یہ توجیہ ضعیف ہے کیونکہ یہ آیت مکے میں اتری چکی تھی اور یہ حدیث آپ ﷺ نے مدینہ میں ارشاد فرمائی۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اگر گوشت لے کر آئے تو اس کو لے لینا چاہیے اور یہ تردد نہ کرنا چاہیے کہ اس نے بسم اللہ کہی تھی یا نہیں۔ البتہ مشرک سے گوشت لینا درست نہیں۔

۱۰۱۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عِيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ أَمَرَ غَلَامًا لَهُ أَنْ يَذْبَحَ ذَبِيحَةً فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَذْبَحَهَا قَالَ لَهُ سَمَّ اللَّهُ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ قَدْ سَمَيْتُ فَقَالَ لَهُ سَمَّ اللَّهُ وَيَحْلِكَ فَقَالَ لَهُ قَدْ سَمَيْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَّاشِ وَ اللَّهِ لَا أَطْعَمُهَا أَبَدًا -

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عیاش نے حکم کیا اپنے غلام کو ایک جانور ذبح کرنے کا۔ جب وہ ذبح کرنے لگا تو عبد اللہ نے کہا بسم اللہ کہہ۔ غلام نے کہا میں کہہ چکا۔ پھر عبد اللہ نے کہا بسم اللہ کہہ خرابی تیری۔ غلام نے کہا میں کہہ چکا۔ عبد اللہ نے کہا قسم ہے خدا کی میں یہ گوشت کبھی نہیں کھاؤں گا۔

قائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان ذبح کے وقت قصداً بسم اللہ ترک کرے تو ذبیحہ مردار ہو جاتا ہے یہی قول ہے ابو حنیفہ اور مالک اور اکثر ائمہ کا اور شافعی کے نزدیک وہ ذبیحہ درست ہے۔

باب ما يجوز من الزكاة على حال الضرورة زكاة ضروری کا بیان

فائدہ: ایک زکاۃ اختیاری ہے جیسے گائے بکری کو ذبح کرنا یا اونٹ کو خچر کرنا دوسری اضطراری اس جانور کی جو اختیار میں نہیں ہے۔

۱۰۱۹۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ كَانَ يَرْعَى لِقْحَةَ لَهُ بِأُحُدٍ فَأَصَابَهَا الْمَوْتُ فَذَكَأَهَا بِسِطَّاطٍ فَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ فَكُلُّوْهَا۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص انصاری اپنی اونٹنی چرا رہا تھا احد میں یکا یک وہ مرنے لگی تو اس نے ایک دھاردار لکڑی سے ذبح کر دیا پھر آنحضرت ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں کھاؤ اس کو۔

۱۰۲۰۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ جَارِيَةَ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا لَهَا بِسَلْعٍ فَأَصِيبَتْ شَلَّةٌ مِنْهَا فَأَذْرَكَتْهَا فَذَكَأَتْهَا بِحَجَرٍ فَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا فَكُلُّوْهَا۔

حضرت معاذ بن سعد سے روایت ہے کہ ایک لونڈی کعب بن مالک کی بکریاں چرا رہی تھی سلع میں (ایک پہاڑ ہے مدینہ کے پاس) ایک بکری اس سے مرنے لگی تو اس نے پتھر سے ذبح کر دی پھر آنحضرت ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا حرج نہیں کھاؤ اس کو۔

فائدہ: بروقت ضرورت کے پتھر یا لکڑی دھاردار سے ذبح کرنا درست ہے اور عورت کا ذبیحہ بھی درست ہے۔

۱۰۲۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ ذَبَائِحِ نَصَارَى الْعَرَبِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا وَتَلَا هَذِهِ آيَةٌ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ عرب کے نصاریٰ کا ذبیحہ درست ہے یا نہیں انہوں نے کہا درست ہے بعد اس کے پڑھا اس آیت کو ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾۔

فائدہ: یعنی جو کوئی دوست رکھے کافروں کو وہ انہی میں سے ہے۔ اس آیت کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح پڑھا کہ

(۱۰۱۹) أبو داود (۲۸۲۳) كتاب الضحايا: باب في الذبيحة بالمرءة؛ نسائي (۴۴۰۲)۔

(۱۰۲۰) بحاری (۵۵۰۵) كتاب الذبائح والصيد: باب ذبيحة المرأة والأمة؛ بیهقی (۲۸۲/۹)۔

(۲۸۳) رقم (۱۹۱۵۷)۔

(۱۰۲۱) عبد الرزاق (۴۸۶/۴) (۸۵۷۳) بیهقی (۲۱۷/۹)۔

اگر چیز ذبیحہ ہو و نصاریٰ کا درست ہے مگر ان سے دو تہی کرنا اور اخلاط رکھنا درست نہیں ہے۔

۱۰۲۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ مَا فَرَى الْأَوْذَاجَ فَكَلَّوْهُ -

مالکؓ کو پہنچا ہے کہ عبد اللہ بن عباسؓ کہتے تھے جو چیز کاٹ دے رگوں کو پس کھالے اس کو۔

۱۰۲۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا ذُبِحَ بِهِ إِذَا بَضَعَ فَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا اضْطَرَّتْ إِلَيْهِ -

سعید بن مسیبؓ کہتے تھے جس چیز سے ذبح کیا جائے جب وہ کاٹ دے کچھ حرج نہیں کھانے میں اس

کے جب ضرورت ہو۔

باب ما يكره من الذبيحة في الذكاة . جس ذبیحہ کا کھانا مکروہ ہے اس کا بیان

۱۰۲۴۔ عَنْ أَبِي مَرْوَةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ شَاةٍ ذُبِحَتْ

فَنَحَرَكَ بَعْضُهَا فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْكُلَهَا ثُمَّ سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ إِنَّ الْمَيْتَةَ لَتَنَحَرَكَ
وَنَهَاهَا عَنْ أَكْلِهَا -

حضرت ابو مرہ نے پوچھا ابو ہریرہؓ سے کہ ایک بکری ذبح کرتے وقت تھوڑا سا ہلی ابو ہریرہؓ نے

اس کے کھانے کا حکم دیا پھر ابو مرہ نے زید بن ثابتؓ سے پوچھا انہوں نے کہا مردہ بھی ہلتا ہے اور منع کیا اس کے کھانے سے۔

فائدہ: یعنی اس بکری کو ایسا صدمہ پہنچا تھا کہ قریب مرگ کے ہو گئی تھی اس حالت میں ذبح کی گئی ذبح کرتے وقت جیسے چاہیے ویسی حرکت اس نے نہ کی۔

مسئلہ: امام مالکؓ سے سوال ہوا اگر ایک بکری اوپر سے گری اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے مالک نے یہ حال دیکھ کر اس کو ذبح کر دیا اور ذبح کرتے وقت خون نکلا مگر اس نے حرکت نہ کی تو مالکؓ نے جواب دیا کہ اگر ذبح کرتے وقت اس کا خون جاری ہو اور اس کی آنکھ پھرتی رہی تو اس کو کھالے۔

باب ذكاة ما في بطن الذبيحة . پیٹ کے بچہ کی ذکاة کا بیان

۱۰۲۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا نُحِرَتْ النَّاقَةُ فَذَكَاةٌ مَا فِي بَطْنِهَا فِي ذَكَاتِهَا

(۱۰۲۲) عبدالرزاق (۴/۴۹۷) (۷۶۲۴) بیہقی (۲۸۲/۹) (۱۹۱۵۱)۔

(۱۰۲۳) عبدالرزاق (۴/۴۹۸) (۸۶۲۹)۔

(۱۰۲۴) بیہقی (۲۵۰/۹) رقم (۱۸۹۵۳، ۱۸۹۵۴)۔

(۱۰۲۵) بیہقی (۳۳۵/۹) رقم (۱۹۴۹۳)۔

إِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهُ وَنَبَتَ شَعْرُهُ فَإِذَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ ذُبِحَ حَتَّى يَخْرُجَ الدَّمُ مِنْ جَوْفِهِ -
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب نحر کی جائے اونٹنی تو اس کے پیٹ کے بچے کی بھی ذکاۃ ہو
جائے گی بشرطیکہ اس بچے کے تمام اعضاء پورے ہو گئے ہوں اور بال بالکل نکل آئے ہوں اگر وہ بچہ پیٹ سے
زندہ نکل آئے تو اس کا ذبح کرنا ضروری ہے تاکہ خون اس کے پیٹ سے نکل جائے۔

فاکدہ: حنفیہ کے نزدیک پیٹ کا بچہ جو مردہ نکلے مطلقاً درست نہیں ہے اور شافعی کے نزدیک مطلقاً درست ہے۔
۱۰۲۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ذَكَاءُ مَا فِي بَطْنِ الدَّيْبِ حَتَّى فِي ذَكَاءِ أُمِّهِ إِذَا
كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهُ وَنَبَتَ شَعْرُهُ -

سعید بن مسیب کہتے تھے کہ ذکاۃ پیٹ کے بچے کی اس کی ماں کی ذکاۃ سے ہو جائے گی جب وہ بچہ پورا
ہو گیا ہو اور بال نکل آئے ہوں۔



كِتَابُ الصَّيْدِ

کتاب شکار کے بیان میں

باب ترک اکل ما قتل المعراض جو جانور لکڑی یا پتھر سے مارا جائے اس
والحجر کے نہ کھانے کا بیان

۱۰۲۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ رَمَيْتُ طَائِرَيْنِ بِحَجَرٍ وَأَنَا بِالْجُرْفِ فَأَصَبْتُهُمَا فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَمَاتَ
فَطَرَحَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَأَمَّا الْآخَرُ فَذَهَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يُدْكِيهِ بِقَدُومٍ فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ
يُدْكِيَهُ فَطَرَحَهُ عَبْدُ اللَّهِ أَيْضًا -

نافع نے کہا میں نے دو چڑیاں ماریں پتھر سے جرف میں ایک مرغی اس کو پھینک دیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
نے اور دوسری کو دوڑے ذبح کرنے کو وہ مرغی ذبح سے پہلے اس کو بھی پھینک دیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے۔

۱۰۲۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَكْرَهُ مَا قَتَلَ الْمِعْرَاضَ وَالْبُنْدُقَةَ -

حضرت قاسم بن محمد مکروہ جانتے تھے اس جانور کا کھانا جو لاشھی یا گولی سے مارا جائے۔

۱۰۲۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ تَقْتَلَ الْإِنْسِيَّةُ بِمَا يُقْتَلُ بِهِ الصَّيْدُ مِنَ الرَّمْيِ وَأَشْبَاهِهِ -

حضرت سعید بن مسیب مکروہ جانتے تھے ہلے ہوئے جانور کا مارنا اس طرح جیسے شکار کو مارتے ہیں تیر وغیرہ سے۔

فائدہ: اگر ہلے ہوئے جانور کو تیر وغیرہ سے مار ڈالے تو اس کا کھانا درست نہیں۔ مالک کے نزدیک اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر ہلا ہوا جانور وحشی ہو جائے آدمیوں سے بھاگنے لگے تو شکار کی طرح اس کو مار کر کھالینا درست ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جس لاشھی میں نوکدار لوہا لگا ہوا ہو اگر اس کی نوک شکار پر لگے اور اس کو زخمی کرے تو اس کا کھانا درست ہے۔

فائدہ: اور جو وہ لکڑی اپنے عرض کی طرف سے شکار پر جا کر پڑے اور اس کے بوجھ سے شکار مر جائے تو اس کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! اللہ آزمائے گا تم کو اس شکار سے جس کو پہنچیں ہاتھ تمہارے اور تیر تمہارے اور جس جانور کو آدمی اپنے ہاتھوں اور تیروں سے مارے وہ شکار میں داخل ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اہل علم سے سنا کہتے تھے اگر کسی شخص نے شکار کو زخم پہنچایا پھر اس شکار کو دوسرا صدمہ بھی پہنچا جیسے پانی میں گر پڑا یا غیر معلوم کتے نے اس پر چوٹ کی تو اس شکار کو نہ کھائیں گے مگر اس صورت میں جب یقین ہو جائے کہ وہ جانور شکار مارنے والے کے زخم سے مرا۔ کہا مالک نے اگر شکار زخم کھا کر غائب ہو جائے پھر ملے اور اس پر نشان ہو شکاری کتے کے زخم کا یا شکاری کا تیر اس میں لگا ہوا ہو تو اس کا کھانا درست ہے البتہ اگر رات گزر گئی ہو تو اس کا کھانا مکروہ ہے۔

باب ما جاء في صيد المعلمات سكھائے ہوئے درندوں کے شکار کے بیان میں

فائدہ: جو جانور سکھائے جائیں جیسے کتابا باز وغیرہ۔ اگر ان کو بسم اللہ کہہ کے شکار پر چھوڑیں اور وہ شکار کو جا کر ماریں تو اس کا کھانا درست ہے اور تعلیم ان کی جب پوری ہوگی کہ جب ان کو چھوڑیں تو شکار پر دوڑ پڑیں اور جب ڈانٹ دیں تو رُک جائیں اور امام ابو حنیفہ اور شافعی کے نزدیک ایک شرط اور ہے وہ یہ ہے کہ شکار کے جانور میں سے کچھ کھائیں نہیں بلکہ اس کو

(۱۰۲۸) ابن ابی شیبہ (۲۰۲/۳) رقم (۱۹۷۲۰، ۱۹۷۲۵)۔

(۱۰۲۹) عبد الرزاق (۸۰۲۲، ۸۰۲۳)۔

دیونج کر رکھ پھوڑیں۔

۱۰۳۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْكَلْبِ الْمُعْلَمِ كُلُّ مَا أُمْسَكَ عَلَيْكَ إِنْ قَتَلَ وَإِنْ لَمْ يَأْكُلْ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ سکھایا ہوا کتا جس شکار کو پکڑ لے اس کا کھانا درست ہے خواہ اس شکار کو مار ڈالے یا زندہ پکڑے رہے۔

۱۰۳۱۔ عَنْ نَافِعٍ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَإِنْ أَكَلَ وَإِنْ لَمْ يَأْكُلْ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اگرچہ وہ کتا اس شکار میں سے کچھ کھالے جب بھی اس کا کھانا درست ہے۔

فائدہ: صحیحین میں عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کتا شکار میں سے کھالے تو تو اس کو نہ کھا۔ امام ابوحنیفہ اور احمد اور اسحاق و سفیان و عبداللہ بن مبارک و شافعی کا یہی مذہب ہے۔

۱۰۳۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْكَلْبِ الْمُعْلَمِ إِذَا قَتَلَ الصَّيْدَ فَقَالَ سَعْدٌ كُلُّهُ وَإِنْ لَمْ يَبْقَ إِلَّا بَضْعَةٌ وَاحِدَةٌ -

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ سیکھتا ہوا کتا اگر شکار کو مار کر کھالے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا

کہ کھالے تو جس قدر بچ رہے اگرچہ ایک ہی بونی ہو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے کہ باز اور عقاب اور صقر اور جو جانور ان کے مشابہ ہیں اگر ان کو تعلیم دی جائے اور وہ سمجھدار ہو جائیں جیسے سکھائے ہوئے کتے سمجھدار ہوتے ہیں تو ان کا مارا ہوا جانور بھی درست ہے بشرطیکہ بسم اللہ کہہ کر چھوڑے جائیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر باز کے پنجے سے یا کتے کے منہ سے شکار چھوٹ کر مر جائے تو اس کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جس جانور کے ذبح کرنے پر آدمی قادر ہو جائے مگر اس کو ذبح نہ کرے اور باز کے پنجے یا کتے کے منہ میں رہنے دے یہاں تک کہ بازی کتا اس کو مار ڈالے تو اس کا کھانا درست نہیں۔ اور فرمایا کسی طرح اگر شکار کو تیر مارے پھر اس کو زندہ پائے اور ذبح کرنے میں دیر کرے یہاں تک کہ وہ جانور مر جائے تو اس کا کھانا درست نہیں۔ امام مالک نے فرمایا کہ اگر مسلمان مشرک کے سکھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑے اور وہ شکار کو جا کر مارے تو اس کا کھانا درست ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ مسلمان مشرک کی چھری سے کسی جانور کو ذبح کرے یا اس کی تیر تیر کرے

(۱۰۳۰) عبدالرزاق (۸۵۱۶) بیہقی (۲۳۷/۹) رقم (۱۸۸۷۹)۔

(۱۰۳۱) ایضاً۔

(۱۰۳۲) عبدالرزاق (۸۵۱۸) بیہقی (۲۳۷/۹) رقم (۱۸۸۸۰)۔

تو اس جانور کا کھانا درست ہے۔ امام مالکؒ نے فرمایا مشرک نے اگر مسلمان کے سکھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑا تو اس شکار کا کھانا درست نہیں جیسے مشرک مسلمان کی چھری سے کسی جانور کو ذبح کرے یا مسلمان کو تیر کمان لے کر شکار کرے تو اس کا کھانا درست نہیں۔

باب ما جاء في صيد البحر دريا کے شکار کے بیان میں

۱۰۳۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَمَّا لَفَظَ الْبَحْرِ فَنَهَاهُ عَنْ أَكْلِهِ قَالَ نَافِعٌ ثُمَّ انْقَلَبَ عَبْدُ اللَّهِ فَدَعَا بِالْمُصْحَفِ فَقَرَأَ أَحْلَ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ قَالَ نَافِعٌ فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی ہریرہ نے پوچھا عبداللہ بن عمرؓ سے اس جانور کو جس کو دریا پھینک دے تو منع کیا عبداللہؓ نے اس کے کھانے سے۔ پھر عبداللہؓ گھر گئے اور کلام اللہ کا منگوایا اور پڑھا اس آیت کو حلال کیا گیا واسطے تمہارے شکار دریا کا اور طعام دریا کا۔ نافع نے کہا پھر عبداللہ بن عمرؓ نے مجھ کو بھیجا عبدالرحمن بن ابی ہریرہ کے پاس یہ کہنے کو کہ اس جانور کا کھانا درست ہے۔

فائدہ: دریا کے طعام سے وہ جانور مراد ہے جو مر جائے اور دریا اس کو پھینک دے یا پانی کی کمی سے وہ جانور خود بخود اٹک جائے۔

۱۰۳۴۔ عَنْ سَعْدِ الْجَارِيِّ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْحَيْتَانِ يَقْتُلُ بَعْضُهَا بَعْضًا أَوْ تَمُوتُ صَرْدًا فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ قَالَ سَعْدٌ ثُمَّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَبُنَى الْعَاصِ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ۔

حضرت سعد الجاری مولیٰ عمر بن خطابؓ نے کہا کہ میں نے پوچھا عبداللہ بن عمرؓ سے جو مچھلیاں ان کو مچھلیاں مار ڈالیں یا سردی سے مر جائیں انہوں نے کہا ان کا کھانا درست ہے پھر میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا انہوں نے بھی ایسی ہی کہا۔

۱۰۳۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرِيَانِ بِمَا لَفَظَ الْبَحْرِ بِأَسَا۔

(۱۰۳۳) عبدالرزاق (۷۶۶۹) بیہقی (۲۵۵/۹) رقم (۱۸۹۸۶)۔

(۱۰۳۴) ابن ابی شیبہ (۱۹۷۶۷، ۱۹۷۶۵) بیہقی (۲۵۵/۹) رقم (۱۸۹۸۷)۔

(۱۰۳۵) عبدالرزاق (۸۶۶۴، ۸۶۶۵) ابن ابی شیبہ (۱۹۷۵۵، ۱۹۷۵۹) بیہقی (۲۵۴/۹) رقم

(۱۸۹۸۱، ۱۸۹۸۰)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما اس جانور کا کھانا جس کو دریا پھینک دے درست جانتے تھے۔

۱۰۳۶۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْجَارِ قَدِمُوا فَسَأَلُوا مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ عَمَّا لَفَظَ الْبَحْرُ فَقَالَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ وَقَالَ اذْهَبُوا إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَاسْأَلُوهُمَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ اتَّوْنِي فَأَخْبِرُونِي مَاذَا يَقُولَانِ فَأَتُوهُمَا فَسَأَلُوهُمَا فَقَالَا لَا بَأْسَ بِهِ فَأَتُوا مَرْوَانَ فَأَخْبِرُوهُ فَقَالَ مَرْوَانُ قَدْ قُلْتُ لَكُمْ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ کچھ لوگ جار کے رہنے والے (جار ایک مقام ہے سمندر کے کنارے پر قریب مدینہ منورہ کے) مروان کے پاس آئے اور پوچھا کہ جس جانور کو دریا پھینک دے اس کا کیا حکم ہے؟ مروان نے کہا اس کا کھانا درست ہے اور تم جاؤ زید بن ثابت رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے پاس اور پوچھوان سے پھر مجھ کو آن کر خبر کرو کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھان دونوں سے۔ دونوں نے کہا درست ہے ان لوگوں نے پھر آن کر مروان سے کہا مروان نے کہا میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا مشرک اگر چھلیوں کا شکار کرے تو ان کا کھانا درست ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریا کا پانی پاک ہے مردہ اس کا حلال ہے۔ جب مردہ دریا کا حلال ہو تو کوئی شکار کرے اس کا کھانا درست ہے۔

باب تحريم اكل كل ذى ناب من السباع هر دانت والے درندے کے حرام ہونے کا بیان

۱۰۳۷۔ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكُلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ حَرَامٌ۔

حضرت ابو ثعلبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر درندے دانت والے کا کھانا حرام ہے۔

۱۰۳۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكُلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنْ

(۱۰۳۶) أَيْضًا۔

(۱۰۳۷) بخاری (۵۵۳۰) کتاب الذبائح والصيد: باب اكل كل ذى ناب من السباع، مسلم

(۱۹۳۲) أبو داود (۳۸۰۲) ترمذی (۱۴۷۷) نسائی (۴۳۲۵) ابن ماجہ (۳۲۳۲) أحمد

(۱۹۴/۴) (۱۷۸۹۰)۔

(۱۰۳۸) مسلم (۱۹۳۳) کتاب الصيد والذبائح: باب تحريم اكل كل ذى ناب من السباع، ترمذی

(۱۴۷۹) نسائی (۴۳۲۴) ابن ماجہ (۳۲۳۳) أحمد (۲۳۶/۲) (۷۲۲۳)۔

السَّبَاعِ حَرَامٌ قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر درندے دانت والے کا کھانا حرام ہے۔ امام مالک نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔

باب ما یکرہ من اکل الدواب جن جانوروں کا کھانا مکروہ ہے ان کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو نہ کھائیں کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اور پیدا کیا ہم نے گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کی سواری اور آرائش کے واسطے اور فرمایا باقی چار پایوں کے حق میں پیدا کیا ہم نے ان کو تاکہ تم ان پر سوار ہو اور ان کو کھاؤ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تاکہ لیس نام اللہ کا ان چار پایوں پر جو دیا اللہ نے ان کو کھاؤ ان میں سے اور کھلاؤ فقیر اور مانگنے والے کو۔ امام مالک نے فرمایا پس اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کی سواری کے لیے بیان کیا باقی جانوروں کو سواری اور کھانے دونوں کے واسطے بیان کیا۔

باب ما جاء فی جلود المیتة مردار کی کھالوں کا بیان

۱۰۳۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ كَانَتْ أَعْطَاهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَقْبَلَا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا مَيِّتَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا حَرَامٌ أَكَلَهَا -

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ایک مردار بکری پر جو دے دی تھی آپ نے ایک غلام کو میمونہ کے جو بی بی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں کام میں نہ لائے تم کھال اس کی؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ مردار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مردار کا کھانا حرام ہے۔
فائدہ: نہ اس کی کھال سے نفع اٹھانا۔

۱۰۴۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُبِغَ الْبَاهَابُ

(۱۰۳۹) بخاری (۱۴۹۲) کتاب الزکاة: باب الصدقة علی موالی أزواج النبی، مسلم (۳۶۳) أبو داود (۴۱۲۰) ترمذی (۱۷۲۷) نسائی (۴۲۳۵) أحمد (۳۲۷/۱) (۳۰۱۸) دارمی (۱۹۸۸)۔

(۱۰۴۰) مسلم (۳۶۶) کتاب النحیص: باب طهارة جلود المیتة بالدباغ، أبو داود (۴۱۲۳) ترمذی (۱۷۲۸) نسائی (۴۲۴۱) ابن ماجہ (۳۶۰۹) أحمد (۲۱۹/۱) (۱۸۹۵) دارمی (۱۹۸۵)۔

فَقَدْ طَهُرَ -

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کھال دباغت کی جائے پاک ہو جائے گی۔

۱۰۴۱۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو بی بی آنحضرت ﷺ کی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا مردار کی کھالوں سے نفع اٹھانے کو جب دباغت کی جائیں۔

باب من يضطر الي جو شخص بے قرار ہو جائے مردار کے الميتة کھانے پر اس کا بیان

فائدہ: جب آدمی کو مارے بھوک کے مرنے کا یقین ہو جائے اور حال چیز نہ ملے اس کو مضطر کہتے ہیں ایسے شخص کو مردد کھالینا درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا مضطر کو درست ہے کہ مردہ بیت بھر کر کھائے اور اس میں سے کچھ تو شہاٹھا رکھے لیکن اگر حلال مل جائے تو اس تو شے کو پھینک دے۔ سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ مضطر مردار کو کھائے یا کسی شخص کے باغ کے میوے یا کھیت یا بکری کو کھا جائے مالکؒ نے جواب دیا کہ اگر باغ یا کھیت یا بکری کا مالک مضطر کو سچا سمجھے اور چور سمجھے اس کا ہاتھ نہ کٹوے تو ان چیزوں کا کھالینا مردار سے بہتر ہے۔ اگر مضطر کو خوف ہو کہ ان چیزوں کا مالک اس کو سچا نہ سمجھے گا بلکہ چور خیال کر کے اس کا ہاتھ کٹوے گا تو مردار کھانا بہتر ہے اور اگر پر ایسا مال کھا جانا ہر حال میں مردار سے بہتر ہو تو بد معاش لوٹ پرانے مال اسی بہانے چکھ جائیں گے۔

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com



کتاب العقیقۃ

کتاب عقیقے کے بیان میں

عقیقے کا بیان

باب ما جاء في العقیقة

۱۰۴۲۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي ضَمْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْعَقِيقَةِ فَقَالَ لَا أَحِبُّ الْعُقُوقَ وَكَأَنَّهَا إِسْمَا كَرِهَ الْأَسْمَ وَقَالَ مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَحَبُّ أَنْ يَسُكَّ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ۔

بنی ضمروہ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ اس نے اپنے باپ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ پوچھے گئے عقیقے سے آپ نے فرمایا میں عقوق کو پسند نہیں کرتا اور فرمایا جس شخص کا بچہ پیدا ہوا اور وہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کرے۔

فائدہ: عقوق کہتے ہیں والدین کی نافرمانی کرنے کو عقیدت اور عقوق کا مادہ ایک ہے۔ اس واسطے آپ ﷺ نے اس نام کو ترک کر دیا۔

۱۰۴۳۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْبَاقِرِ أَنَّهُ قَالَ وَرَزَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنَّةَ الْحُسَيْنِ وَحُسَيْنٍ وَأُمُّ كَلْثُومٍ فَتَصَدَّقَتْ بِرِزَّةِ ذَلِكَ فَضَّةً۔

حضرت محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور زینب رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بال تول کر ان کے برابر چاندی اللہ کے لیے دی۔

۱۰۴۴۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّهُ قَالَ وَرَزَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرَ حَسَنِ وَحُسَيْنٍ فَتَصَدَّقَتْ بِرِزَّتِهِ فَضَّةً۔

حضرت محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے بال تول کر ان کے برابر چاندی اللہ کے لیے دی۔

(۱۰۴۲) أحمد، (۳۶۹/۵) (۲۳۵۲۲) بیہقی (۳۰۰/۹) (۱۹۲۷۵)۔

(۱۰۴۳) بیہقی (۳۰۴/۲۹۹/۹) ترمذی (۱۵۱۹) أحمد (۳۹۰/۶ - ۳۹۱)۔

(۱۰۴۴) بیہقی (۳۰۴/۲۹۹/۹)۔

عقیقے کی ترکیب کا بیان

باب العمل فی العقیقۃ

۱۰۴۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَسْأَلُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ عَقِيقَةً إِلَّا أَعْطَاهُ إِثَابَهَا وَكَانَ يُعْطَى عَنْ وَلَدِهِ بِشَاةٍ شَاةٍ عَنِ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ -

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جو کوئی ان کے گھروالوں میں سے عقیقہ کو کہتا وہ دیتے اور اپنی اولاد کی طرف سے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ایک ایک بکری عقیقے میں دیتے۔

۱۰۴۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَسْتَحِبُّ الْعَقِيقَةَ وَلَوْ بَعْضُ فُؤَادٍ -
حضرت محمد بن ابراہیم بن حارث تمیمی سے روایت ہے کہ ان کے باپ بہتر جانتے تھے عقیقہ کو اگر چہ ایک

چڑیا ہی ہو۔

فائدہ: ایک بکری سے کم عقیقہ درست نہیں مگر یہ مبالغے کے واسطے کہا۔

۱۰۴۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ عَقَّى عَنْ حَسَنِ وَحُسَيْنِ ابْنَيْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ -

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ ہوا تھا۔

۱۰۴۸۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يُعْطَى عَنْ بَنِيهِ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ بِشَاةٍ شَاةٍ -

حضرت عروہ بن زبیر اپنی اولاد کی طرف سے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ایک ایک بکری کرتے تھے عقیقہ میں۔

فائدہ: ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے باسنا صحیح روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں دینے کا اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری دینے کا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ لڑکا ہو یا لڑکی ہر ایک کی طرف سے ایک بکری دے اور عقیقہ واجب نہیں ہے مگر عقیقے کی بکری مثل قربانی کے چاہیے کافی اور بلی اور سینک ٹوٹی اور بیمار نہ ہو۔ اور عقیقے کا گوشت اور کھال پچھنا درست نہیں اور ہڈیاں اس کی توڑنا چاہیے اور عقیقہ کرنے والے عقیقے کے گوشت میں سے کھائیں اور فقیروں کو کھلائیں اور عقیقے کی بکری کا خون پیچے کوند لگائیں۔

فائدہ: ایام جاہلیت میں لوگ عقیقے کی بکری کی ہڈی توڑنا مخصوص جانتے تھے اور ہڈی نہ توڑنا مبارک اور بچنے کی حیات کا باعث جانتے تھے۔ ہماری شریعت میں یہ امر لغو ہے اس کی پیروی اصل نہیں۔ (زرقاتی)

(۱۰۴۵) عبدالرزاق (۳۳۱/۴) (۷۹۶۴) بیہقی (۳۰۲/۹) (۱۹۲۸۴)۔

(۱۰۴۶) ابن ابی شیبہ (۱۱/۵) (۱۴۲۲۷)۔

(۱۰۴۷) أبو داود (۲۸۴۱) کتاب الضحایا: باب فی العقیقۃ نسائی (۴۲۱۹)۔

(۱۰۴۸) ابن ابی شیبہ (۱۱۲/۵) (۲۴۲۴۰) بیہقی (۳۰۱/۹) (۱۹۲۸۵)۔

کتاب الضحایا

کتاب قربانیوں کی

باب ما ينهى عنه من الضحايا جن جانوروں کی قربانی کرنا منع ہے

۱۰۴۹۔ عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ مَاذَا يَتَّقَى مِنَ الضَّحَايَا فَأَشَارَ بِيَدِهِ وَقَالَ أَرْبَعًا وَكَانَ الْبَرَاءُ يُشِيرُ بِيَدِهِ وَيَقُولُ يَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَرَجَاءُ الْبَيْنُ ظَلَعُهَا وَالْعَوْرَاءُ الْبَيْنُ عَوْرُهَا وَالْمَرِيضَةُ الْبَيْنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِي لَا تَنْقَى۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے قربانی میں کن جانوروں سے بچنا چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں سے بتایا کہ چار سے بچنا چاہیے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ بھی انگلیوں سے بتایا کرتے اور کہتے کہ میرا ہاتھ چھوٹا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے۔ ایک لنگڑا جو چل نہ سکے اور کاناجس کا کان پن کھلا ہو اور بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اور دبلا جس میں گودا نہیں ہے۔

۱۰۵۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَّقَى مِنَ الضَّحَايَا وَالْبُدْنَ الَّتِي لَمْ تُسِنَّ وَالنَّبِيَّ نَقَصَ مِنْ خَلْقِهَا۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان قربانیوں سے بچتے جو مسنہ نہ ہوتیں اور جس کا کوئی عضو نہ ہوتا۔

فائدہ: مسنہ ایک برس کی بکری اور تین برس کی گائے اور چھ برس کے اونٹ کو کہتے ہیں اس سے کم سن جانور قربانی میں درست نہیں اور حنفیہ اور حنبلیہ کے نزدیک دو برس کی گائے اور پانچ برس کا اونٹ بھی درست ہے۔

مسئلہ: کہا ما لک نے مجھے یہ روایت بہت پسند ہے۔

(۱۰۴۹) أبو داود (۲۸۰۲) کتاب الضحایا : باب ما یکره من الضحایا + ترمذی (۱۴۹۷) نسائی

(۱۰۴۹) ابن ماجہ (۳۱۴۴) أحمد (۲۸۴۱/۴) (۱۸۷۰/۴) دارمی (۱۹۴۹)۔

باب النهی عن ذبح الضحیة قبل انصراف الامام قربانی کی ممانعت کا بیان

۱۰۵۱۔ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ نِيَارٍ ذَبَحَ ضَحِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَضْحَى فَرَزَعَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَعُودَ بِضَحِيَّتِهِ أُخْرَى قَالَ أَبُو بُرْدَةَ لَا أَجِدُ إِلَّا جَذَعًا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَإِنْ لَمْ تَجِدْ إِلَّا جَذَعًا فَادْبَحْ -

حضرت یسیر بن یسار سے روایت ہے کہ ابو بردہ بن نیار نے ذبح کی قربانی اپنی قبل اس بات کے کہ رسول اللہ ﷺ ذبح کریں تو آپ ﷺ نے دوسری قربانی کا ان کو حکم دیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس تو اب کچھ نہیں صرف ایک بکری ہے ایک سال کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی کو ذبح کر۔

۱۰۵۲۔ عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ عَوْمَرَ بْنَ أَشَقْرَةَ ذَبَحَ ضَحِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يُغْدُوَ يَوْمَ الْأَضْحَى وَأَنَّهُ ذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَعُودَ بِضَحِيَّتِهِ أُخْرَى -

حضرت عباد بن تیمیم سے روایت ہے کہ عومیر بن اشقر نے ذبح کی قربانی اپنی دسویں تاریخ کی فجر سے پیشتر۔ اور جب آنحضرت ﷺ سے بیان کیا آپ نے دوسری قربانی کا حکم دیا۔
فائدہ: اور ایک روایت میں یہ ہے کہ نماز کے اول ذبح کی۔

باب ما يستحب من الضحايا جس جانور کی قربانی مستحب ہے اس کا بیان

۱۰۵۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ ضَحَى مَرَّةً بِالْمَدِينَةِ قَالَ نَافِعٌ فَأَمَرَنِي أَنْ أُشْتَرِيَ لَهُ كَبْشًا فَحِيلًا أَقْرَنَ ثُمَّ أَدْبَحَهُ يَوْمَ الْأَضْحَى فِي مُصَلًى النَّاسِ قَالَ نَافِعٌ فَفَعَلْتُ ثُمَّ حَمِلَ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ حِينَ ذَبَحَ الْكَبْشَ وَكَانَ مَرِيضًا لَمْ يَشْهَدْ الْعِيدَ مَعَ النَّاسِ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَقُولُ لَيْسَ حِلَاقُ الرَّأْسِ بِوَاجِبٍ عَلَيَّ مِنْ ضَحَى

(۱۰۵۱) نسائی (۴۳۹۷) کتاب الضحایا: باب ذبح الضحیة قبل الامام، أحمد (۴۶۶/۳)
www.KitaboSunnat.com
(۱۰۹۲۴) دارمی (۱۹۶۳)۔

(۱۰۵۲) ابن ماجہ (۳۱۵۳) کتاب الأضاحی: باب النهی عن ذبح الأضحية قبل الصلاة، أحمد
(۴۵۴/۳) (۱۵۸۵۴) (۳۴۱/۴) (۱۹۲۱۰)۔

(۱۰۵۳) بیہقی (۲۸۸/۹) رقم (۱۹۱۹۰)۔

www.KitaboSunnat.com

وَقَدْ فَعَلَهُ ابْنُ عُمَرَ -

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قربانی کی ایک بار مدینہ میں تو مجھ کو حکم کیا ایک بکرا سینگ دار خریدنے کا اور اس کے ذبح کرنے کا عید الاضحیٰ کے روز عید گاہ میں میں نے ایسا ہی کیا پھر وہ بکرا ذبح کیا ہوا بھیجا گیا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جب انہوں نے اپنا سر منڈایا ان دنوں میں وہ بیمار تھے عید کی نماز کو بھی نہیں آئے۔ کہا نافع نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ سر منڈانا قربانی کرنے والے پر واجب نہیں ہے مگر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یوں ہی سر منڈایا۔

باب ادخار لحوم الضحایا قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنے کا بیان

۱۰۵۴۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ لَحْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ كُلِّهَا وَتَصَدَّقُوا وَتَزَوَّدُوا وَأَدَّخِرُوا -

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے منع کیا تھا قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنے سے تین دن سے زیادہ۔ پھر فرمایا بعد اس کے کھاؤ اور اللہ کے لیے دواؤ تو شہ بناؤ اور رکھ چھوڑو۔

۱۰۵۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لَحْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثِ قَلَابٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعُمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَتْ صَدَقَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ ذَكَرْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضَرَةَ الْأَضْحَى فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادَّخِرُوا لِثَلَاثٍ وَتَصَدَّقُوا بِمَا بَقِيَ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُونَ بِضَحَايَاهُمْ وَيَجْمَلُونَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُونَ مِنْهَا الْأَسْقِيَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَلِكَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالُوا نَهَيْتَ عَنْ لَحْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثِ قَلَابٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ أَجْلِ الدَّفَاقَةِ الَّتِي دَقَّتْ عَلَيْكُمْ

(۱۰۵۴) بخاری (۱۷۱۹) کتاب الحج: باب واذ بوأنا لابراهيم مكان البيت، مسلم (۱۹۷۲) نسائی (۴۴۲۶) أحمد (۳۸۸/۳) (۱۰۲۳۵)۔

(۱۰۵۵) مسلم (۱۹۷۱) کتاب الأضاحی: باب بیان ما كان من النهی عن أكل لحوم الأضاحی، أبو داود (۲۸۱۲) نسائی (۴۴۳۱) أحمد (۵۱/۶) (۲۴۷۵۳) بخاری (۵۵۷۰) ترمذی

(۱۰۱۱) دارمی (۱۹۵۹)۔

فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَاذْخِرُوا يَغْنَى بِالذَّافَةِ قَوْمًا مَسَاكِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ۔

حضرت عبداللہ بن واقد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قربانیوں کے گوشت کھانے سے بعد تین دن کے۔ عبداللہ بن ابی بکر نے کہا میں نے یہ عمرہ بنت عبدالرحمن سے بیان کیا۔ وہ بولیں سچ کہا عبداللہ بن واقد رضی اللہ عنہ نے۔ میں نے سنا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کچھ لوگ جنگل کے رہنے والے آئے عید الاضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز تک کا گوشت رکھ لو اور باقی اللہ کے لیے دے دو بعد اس کے۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قبل اس کے لوگ اپنی قربانیوں سے منفعت اٹھاتے تھے اور چربی ان کی اٹھا رکھتے تھے اور کھالوں کی مشکیں بناتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مطلب ہے انہوں نے عرض کیا کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا ہے تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس واسطے کیا تھا کہ کچھ لوگ مسکین جنگل سے آگئے تھے اب قربانی کے گوشت کھاؤ اور صدقہ دو اور رکھ چھوڑو۔

فائدہ: علماء نے اختلاف کیا ہے کہ پیشتر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے کو منع کیا یہ نجی تزیینی تھی یا تحریمی۔ صحیح بات یہ تھی کہ ممانعت مصلحت تھی کیونکہ اس وقت میں مسکین زیادہ آگئے تھے ان کو گوشت پہنچانا منظور تھا اگر تین روز سے زیادہ اجازت دیتے تو لوگ گوشت بہت رکھ چھوڑتے مسکین بھوکے رہتے۔ بخاری و مسلم نے سلمہ بن اویع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس واسطے منع کیا کہ اس سال لوگوں کو تکلیف تھی۔

۱۰۵۶۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدِمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لِحَمَّا فَقَالَ انظُرُوا أَنْ يَكُونَ هَذَا مِنْ لُحُومِ الْأَضْحَى فَقَالُوا هُوَ مِنْهَا فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَلَمْ يَكُنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا فَقَالُوا إِنَّهُ قَدْ تَكَانَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمْرٌ فَخَرَجَ أَبُو سَعِيدٍ فَسَأَلَ عَنْ ذَلِكَ فَأُخْبِرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضْحَى بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَاذْخِرُوا وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْإِتْبَازِ فَانْتَبِذُوا وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرُزُّوْهَا وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا يَغْنَى لَا تَقُولُوا سُونًَا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سفر سے آئے ان کے گھر کے لوگوں نے گوشت سامنے رکھا انہوں نے کہا قربانی ہی کا تو ہے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا تھا لوگوں نے کہا بعد آپ کے

(۱۰۵۶) بخاری (۳۹۹۷) کتاب المغازی: باب شهود الملائكة بدرا' مسلم (۱۹۷۳) نسائی

رسول اللہ ﷺ نے اس باب میں دوسرا حکم فرمایا۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ گھر سے نکلے اس امر کی تحقیق کرنے کو جب ان کو خیر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تم کو منع کیا تھا قربانی کا گوشت کھانے سے بعد تین روز کے لیکن اب کھاؤ اور صدقہ دو اور رکھ چھوڑ دو اور میں نے تم کو منع کیا تھا نیز بنانے سے بعض برتنوں میں اب بناؤ جس برتن میں چاہو لیکن جو چیز نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے اور میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے اب زیارت کرو قبروں کی مگر منہ سے بری بات نہ نکالو (یعنی کفر و ناشکری کی باتیں)۔

باب الشركة في الضحايا ايك قرباني في كئي آدميون كة شريك هونے كا بيان

۱۰۵۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحَدِيثِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقْرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ -

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نحر کیا حدیبیہ کے سال اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے ذبح کی سات آدمیوں کی طرف سے۔
فائدہ: ابو حنیفہ اور شافعی اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔

۱۰۵۸۔ عَنْ عَمَارَةَ بْنِ صَبَّادٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَّارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ قَالَ كُنَّا نَضْحِي بِالشَّاةِ الْوَّاحِدَةِ يَذْبَحُهَا الرَّجُلُ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ ثُمَّ تَبَاهَى النَّاسُ بَعْدَ فَصَارَتْ مَبَاهَاةً -

حضرت عمارہ بن صباد سے روایت ہے کہ عطاء بن یسار نے خبر دی ان کو ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سن کر کہتے تھے کہ ہم قربانی کرتے تھے ایک بکری اپنے اور اپنے تمام گھروالوں کی طرف سے بعد اس کے نحر سمجھ کر ہر ایک کی طرف سے ایک ایک بکری کرنا شروع کی۔

فائدہ: مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا قول یہ ہے کہ ایک بکری سارے گھروالوں کی طرف سے کافی ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک کافی نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں نے جو بہتر سنا ہے اس باب میں وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے اور اپنے گھروالوں کی طرف

(۱۰۵۷) مسلم (۱۳۱۸) کتاب الحج : باب الاشتراك في الهدى واجزاء البقرة والبدنة، أبو داود (۲۸۰۹) ترمذی (۹۰۴) نسائی (۴۳۹۳) ابن ماجہ (۳۱۳۲) أحمد (۳۰۴۱۳) (۱۴۳۱۵) دارمی (۱۹۵۶)۔

(۱۰۵۸) ترمذی (۱۵۰۵) کتاب الاضاحی : باب ما جاء أن الشاة الواحدة تحزى عن أهل البيت، ابن ماجہ (۳۱۴۷)۔

سے ایک اونٹ یا گائے یا بکری جس کا وہ مالک ہو ذبح کرے اور سب آدمیوں کو ثواب میں شریک کرے لیکن یہ صورت کہ ایک آدمی ایک اونٹ یا گائے یا بکری خرید کرے اور کئی آدمیوں کو قربانی میں شریک کرے یعنی ہر ایک سے حصہ رسد قیمت لے اور اس کے موافق گوشت دے مکروہ ہے ہم نے تو یہ سنا ہے کہ قربانی میں شرکت نہیں ہو سکتی بلکہ ایک گھر کے لوگوں کی طرف سے ایک قربانی ہو سکتی ہے۔

۱۰۵۹۔ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّهُ قَالَ مَا نَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ إِلَّا بَكْدَنَةً وَاحِدَةً أَوْ بَقْرَةً وَاحِدَةً۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنے اور اپنے اہل بیت کی طرف سے ایک اونٹ یا ایک گائے سے زیادہ نہیں قربانی کیا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا مجھے یا انیس ابن شہاب نے ایک اونٹ کہا یا ایک گائے۔

باب الضحية عما في بطن المرأة . جو بچہ پیٹ میں ہو اس کی طرف سے قربانی کرنا

۱۰۶۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ الْأَضْحَى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحَى۔
نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا قربانی دو دن تک درست ہے بعد عید الاضحیٰ کے۔

۱۰۶۱۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِثْلَ ذَلِكَ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا۔

۱۰۶۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُضَحِّي عَمَّا فِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پیٹ کے بچے کی طرف سے قربانی نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: کیونکہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوا اور نہیں معلوم کہ زندہ پیدا ہوگا یا مردہ۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا قربانی سنت ہے۔ واجب نہیں اور جو شخص قربانی خرید کر سکتا ہو اس کو ترک کرنا اچھا نہیں ہے۔



(۱۰۵۹) أبو داود (۱۷۵۰) كتاب المناسك: باب في هدى البقر، نسائي في الكبرى (۴۱۳۰) ابن

ماجه (۳۱۳۵)۔

(۱۰۶۰) بیہقی (۲۹۷/۹) رقم (۱۹۲۵۴)۔

(۱۰۶۱) ایضاً۔

(۱۰۶۲) بیہقی (۲۸۸/۹) رقم (۱۹۱۸۹)۔

كِتَابُ النِّكَاحِ

کتاب نکاح کے بیان میں

باب ما جاء في الخطبة نکاح کا پیام دینے کے بیان میں

۱۰۶۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَيَّ خِطْبَةَ أُخِيهِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیغام بھیجے نکاح کا کوئی تم میں سے اپنے بھائی مسلمان کے پیغام پر۔

۱۰۶۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَيَّ خِطْبَةَ أُخِيهِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیغام بھیجے نکاح کا کوئی تم میں سے اپنے بھائی کے پیغام پر۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک شخص کی نسبت کسی عورت سے ٹھہر جائے اور عورت کا دل کسی مرد کی طرف مائل ہو جائے اور مہر ٹھہر جائے اب پھر اس عورت کو دوسرا شخص پیغام نہ دے اور یہ غرض نہیں کہ کسی شخص نے ایک عورت کو پیغام دیا ہو اور اس کا پیغام ٹھہرا نہ ہو تو دوسرے کو پیغام درست نہیں۔

۱۰۶۵۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِيمَ اللَّهِ أَنْكُمْ

(۱۰۶۳) بخاری (۵۱۴۴) کتاب النکاح: باب لا یخطب علی خطبۃ اخیہ حتی ینکح أو یدع، مسلم (۱۴۰۸) أبو داود (۲۰۸۰) ترمذی (۱۱۳۴) نسائی (۳۲۴۰) ابن ماجہ (۱۸۶۷) أحمد (۴۶۲/۲) (۹۹۵۲)۔

(۱۰۶۴) بخاری (۵۱۴۲) کتاب النکاح: باب لا یخطب علی خطبۃ اخیہ حتی ینکح أو یدع، مسلم (۱۴۱۲) أبو داود (۲۰۸۱) ترمذی (۱۲۹۲) نسائی (۳۲۳۸) ابن ماجہ (۱۸۶۷) أحمد (۶۲۷/۲) (۶۲۷۶)۔

(۱۰۶۵) بخاری (۵۱۴۴) کتاب النکاح: باب لا یخطب علی خطبۃ اخیہ حتی ینکح أو یدع، مسلم (۱۴۰۸) أبو داود (۲۰۸۰) ترمذی (۱۱۳۴) نسائی (۳۲۴۰) ابن ماجہ (۱۸۶۷) أحمد (۴۶۲/۲) (۹۹۵۲)۔

سَدُّ كُرُونِهِنَّ وَلَكِنَّ لَا تُؤَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلْمَرْأَةِ
وَهِيَ فِي عِدَّتِهَا مِنْ وَفَاةٍ زَوْجِهَا إِنَّكَ عَلَيَّ لَكَرِيمَةٌ وَإِنِّي فَيْكَ لَرَاغِبٌ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَائِقٌ
إِلَيْكَ خَيْرًا وَرِزْقًا وَنَحْوَ هَذَا مِنَ الْقَوْلِ -

حضرت قاسم بن محمد کہتے تھے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ولا جناح علیکم فیما عرضتم﴾ الی
آخرہ یعنی گناہ نہیں ہے تم پر تعریض کرنا کسی عورت سے جب وہ عدت میں ہو۔ تعریض اس کو کہتے ہیں کہ مرد
عورت سے کہلا بھیجے تو مجھے پسند ہے یا میں تجھ سے رغبت کرتا ہوں یا اللہ تجھ کو بہتری اور روزی پہنچانے والا ہے یا
ایسی کوئی اور بات کہے۔

فائدہ: یعنی اشارے اور کنائے سے گفتگو کرے صاف صاف یہ کہنا کہ میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں عدت کے اندر
میع ہے البتہ بعد عدت کے درست ہے۔

باب استئذان البکر والأیم فی أنفسهما عورت بکر اور شیبہ سے اذن لینے کا بیان

۱۰۶۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَيْمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا
مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا -

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیبہ زیادہ حق دار ہے اپنے نفس پر ولی سے
اور بکر سے اذن لیا جائے گا اور اذن اس کا سکوت ہے۔

فائدہ: یعنی شیبہ پر ولی کا جبر نہیں ہو سکتا بالغ ہو یا نابالغ ہو اور بکر پر ہو سکتا ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک بالغ پر جبر نہیں ہو سکتا
بکر ہو یا شیبہ اور نابالغ پر جبر ہو سکتا ہے۔

۱۰۶۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ إِلَّا بِإِذْنِ وَلِيِّهَا
أَوْ ذِي الرَّأْيِ مِنْ أَهْلِهَا أَوْ السُّلْطَانِ -

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں نکاح کیا جائے عورت کا مگر اسکے ولی
کے اذن سے یا اس کے کنبے میں جو شخص عقلمند ہو اس کے اذن سے۔ یا بادشاہ کے اذن سے۔
فائدہ: اگر اس کا کوئی ولی نہ ہو مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عورت سے یہاں بکر ہے کیونکہ شیبہ اپنے آپ نکاح کر سکتی ہے۔

(۱۰۶۶) مسلم (۱۴۲۱) کتاب النکاح: باب استئذان الشیبہ فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت، أبو
داؤد (۲۰۹۸) ترمذی (۱۱۰۸) نسائی (۳۲۶۰) ابن ماجہ (۱۸۷۰) أحمد (۲۱۹/۱)
(۱۸۸۸) -

(۱۰۶۷) ابن أبی شیبہ (۱۰۹۲۳) دارقطنی (۲۲۸/۳) (۳۵۰۲) بیہقی (۱۱۱/۷) (۱۳۶۴۰) -

۱۰۶۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ كَانَا يُكْحِنَانِ بَنَاتِهِمَا الْأَبْكَارَ وَلَا يَسْتَأْمِرَانِيَهُنَّ -

حضرت قاسم بن محمد اور سالم بن عبد اللہ نکاح کرتے تھے اپنی بکریٹیوں کا اور نہیں پوچھتے تھے ان سے۔

فائدہ: کیونکہ بکرے پوچھنا مستحب ہے نہ کہ واجب۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے بکریوں میں۔ کہا مالک نے بکر کو اپنے مال میں تصرف نہیں پہنچتا جب تک اپنے خاوند کے گھر میں نہ آئے اور اس کا حال نہ معلوم ہو۔

۱۰۶۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلِيمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانُوا يَقُولُونَ فِي الْبَكْرِ بَرُّوْهَا أَبُوْهَا بِغَيْرِ إِذْنِهَا إِنَّ ذَلِكَ لَا زِمَ لَهَا -

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت قاسم بن محمد اور سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار کہتے تھے اگر عورت باکرہ کا نکاح اس کے بغیر اذن کے کر دے تو نکاح اس کا لازم ہو جاتا ہے۔

مہر کا اور حبا کا بیان

باب ما جاء في الصداق والحباء

فائدہ: حبا کہتے ہیں مفت سلوک کرنے کو۔

۱۰۷۰۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ فَقَامَتْ فِيمَا طَوِيلًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَوَّجْنِيهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصَدِّقُهَا بِهَا فَقَالَ مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي هَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أُعْطِيَتْهَا إِيَّاهُ جَلَسَتْ لَا إِزَارَ لَكَ فَالتَّمَسْتُ شَيْئًا فَقَالَ مَا أَحَدٌ شَيْئًا قَالَ التَّمَسْتُ وَلَوْ خَعَمًا مِنْ حَلِيبٍ فَالتَّمَسْتُ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ فَقَالَ نَعَمْ مَعِيَ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا لِلسُّورِ سَمَّاهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۰۶۸) ابن ابی شیبہ (۴۴۶/۳) (۱۵۹۷۰) بیہقی (۱۱۶/۷)۔

(۱۰۶۹) ابن ابی شیبہ (۴۴۶/۳) (۱۵۹۷۰) بیہقی (۱۱۶/۷) (۱۳۶۶۶) (۱۳۶۶۷)۔

(۱۰۷۰) بخاری (۵۱۳۵) کتاب النکاح: باب السلطان ولی لقول النبی زوجتکھا بما معک من

القرآن مسلم (۱۴۲۵) أبو داود (۲۱۱۱) ترمذی (۱۱۱۴) نسائی (۳۳۳۹) ابن ماجہ

(۲۳۳۳۸) (۲۳۳۳۵) أحمد

قَدْ اَنْكَحْتُكُمَا بِمَا مَعَكُمْ مِنَ الْقُرْآنِ -

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس نے کہا کہ تحقیق بخشش میں نے جان اپنی واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کھڑی رہی دیر تک پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! نکاح کرو میرا اس سے اگر آپ کو کچھ حاجت نہیں ہے اس سے نکاح کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے پاس کچھ چیز ہے کہ مہر میں دے اس کو وہ شخص بولا اس تہبند کے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنا تہبند اس کو دے دے گا تو بغیر تہبند کے بیٹھے گا کوئی چیز ڈھونڈ لے اس نے کہا مجھے کچھ نہیں ملتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈ اگر چہ اوہ ہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ اس نے ڈھونڈا مگر کچھ نہ ملا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تجھے قرآن یاد ہے بولا ہاں فلائی فلائی صورت یاد ہے کئی سورتوں کا نام لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نکاح کر دیا اس عورت کا تیرے ساتھ اس قرآن کے عوض میں جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر کی کمی کی کوئی حد نہیں جیسے اس کی زیادتی کی حد نہیں اور تعظیم قرآن کے عوض میں نکاح ہو سکتا ہے۔

۱۰۷۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَبِهَا جُثُونَ أَوْ جُدَامٌ أَوْ بَرَصٌ فَمَسَّهَا فَلَهَا صَدَاقُهَا تَمَامًا وَذَلِكَ لِزَوْجِهَا عُرْمٌ عَلَى وَلِيِّهَا -

سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کو جنون یا جذام یا برص ہو اور خاوند جماع کرے اس سے نہ جان کر اس عورت کو خاوند پورا مہر دے اور اس کے ولی سے پھیر لے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مہر اس صورت میں واجب دین ہو گا جب وہ عورت کا باپ یا بھائی یا ایسا قریبی ہو کہ عورت کا حال چانتا ہو اور جو نحرم نہ ہو جیسے چچا کا بیٹا مونی یا اور کوئی کسے والا ہو جس کو عورت کا حال معلوم نہ ہو وہ اس پر مہر پھیرنا لازم نہ ہو گا بلکہ اس عورت سے مہر پھیرا لیا جائے گا صرف اس قدر چھوڑ دیا جائے گا جس سے اس کی فرج حلال ہو۔

فائدہ: یعنی زینع دینار کے واثق۔

۱۰۷۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَةَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأُمُّهَا بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَتْ تَحْتِ أَبِي لَعْبِدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يُسَمَّ لَهَا صَدَاقًا فَابْتَعَتْ أُمُّهَا صَدَاقَهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَيْسَ لَهَا صَدَاقٌ وَلَوْ كَانَ لَهَا صَدَاقٌ لَمْ نُسَمِّكُهَا وَلَمْ نَنْظِمْهَا فَأَبَتْ أُمُّهَا أَنْ تَقْبَلَ ذَلِكَ

(۱۰۷۱) دارقطنی (۲۶۵/۳ - ۲۶۶) بیہقی (۲۱۹/۷ - ۲۱۹/۷) (۱۴۲۲۲ - ۱۴۲۲۲) (۱۴۲۲۲ - ۱۴۲۲۲) -

(۱۰۷۲) عبدالرزاق (۱۰۸۸۹) ابن ابی شیبہ (۱۷۱/۶) بیہقی (۲۴۶/۷) رقم (۱۴۴۱۸) -

فَجَعَلُوا بَيْنَهُمْ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَضَى أَنْ لَا صَدَاقَ لَهَا وَلَهَا الْبَيْرَاتُ -

نافع سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی جن کی ماں زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے نکاح میں آئیں وہ مر گئے مگر انہوں نے اس سے صحبت نہیں کی نہ ان کا مہر مقرر ہوا تھا تو ان کی ماں نے مہر مانگا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مہر کا ان کو استحقاق نہیں اگر ہوتا تو ہم رکھ نہ لیتے نہ ظلم کرتے ان کی ماں نے نہ مانا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کہنے پر رکھا زید نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کو مہر نہیں ملے گا البتہ ترکہ ملے گا۔

فائدہ: ابو حنیفہ کے نزدیک اگر مہر مقرر نہ ہو تو مہر مثل دلایا جائے گا یہ مذہب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے۔

۱۰۷۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ فِي حِلَاْفَتِهِ إِلَى بَعْضِ عُمَّالِهِ أَنْ كُلَّ مَا اشْتَرَطَ الْمُتَنكِحُ مَنْ كَانَ أَبَا أَوْ غَيْرَهُ مِنْ حِبَاءٍ أَوْ كَرَامَةٍ فَهُوَ لِلْمَرْأَةِ إِنْ ابْتَغَتْهُ -

حضرت عمر بن عبد العزیز نے لکھا اپنے عامل کو کہ نکاح کر دینے والا باپ ہو یا کوئی اور اگر شرط کرے خاوند سے کچھ تحفہ یا ہدیہ لینے کی تو وہ عورت کو ملے گا اگر طلب کرے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جس عورت کا نکاح اس کا باپ کر دے اور اس کے مہر میں کچھ جہا کی شرط کرے اگر وہ شرط ایسی ہو جس کے عوض میں نکاح ہوا ہے تو وہ جہا اس کی بیٹی کو ملے گا اگر چاہے۔

فائدہ: اور جو نہ چاہے باپ کو مل جائے گا اگر بعد نکاح کے خاوند کچھ جہا اپنی بیوی کے باپ کو دے تو وہ بطور تحفہ کے باپ کا حق ہوگا۔ (ابن قاسم عن مالک)

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر خاوند نے قبل صحبت کے بی بی کو چھوڑ دیا تو خاوند جہا میں سے نصف پھیر لے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کرے اور اس لڑکے کا کوئی ذاتی مال نہ ہو تو مہر اس کے باپ پر واجب ہوگا اور اگر اس لڑکے کا ذاتی مال ہو تو اس مال میں سے دلایا جائے گا مگر جس صورت میں باپ مہر کو اپنے ذمے کر لے اور یہ نکاح لڑکی پر لازم ہوگا تب وہ نابالغ ہو اور اپنے باپ کی ولایت میں ہو۔ کہا مالک نے جو شخص اپنی بی بی کو قبل صحبت کے طلاق دے تو بی بی اس کی بکر ہو اس کا باپ خاوند کو نصف مہر معاف کر دے تو درست ہے اس لیے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اگر طلاق دو تم اپنی عورتوں کو قبل جماع کے اور مہر مقرر کر چکے ہو تم کو آدھا مہر دینا ہوگا۔ مگر جس صورت میں کہ عورتیں اپنی مہر معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے اختیار میں نکاح کا مقدمہ ہے وہ شخص باپ سے اپنی بکر بیٹی کا اور مالک اپنی لونڈی کا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں نے ایسا ہی سنا اہل علم سے اس باب میں میرے نزدیک ایسا ہی حکم ہے۔ کہا مالک نے اگر یہودی کا نکاح یہودیہ سے ہو یا نصرانی کا نصرانیہ سے پھر قبل صحبت کے وہ یہودیہ یا نصرانیہ مسلمان ہو جائے تو اس کو مہر نہ ملے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میرے نزدیک ربع و بیار سے کم مہر نہیں ہو سکتا اور نہ ربع و بیار کی چوری میں ہاتھ کاٹنا

جائے گا۔
فائدہ: ابو حنیفہ کے نزدیک مردس درہم سے کم نہیں ہو سکتا اور صحیح یہ ہے کہ مہر کی کمی کی کوئی حد نہیں جیسے زیادتی کی حد نہیں۔

باب ما جاء في ارجاء الستور خلوت صحیحہ کے بیان میں

۱۰۷۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضَى فِي الْمَرْأَةِ إِذَا تَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ أَنَّهُ إِذَا أَرَحَيْتَ السُّتُورَ فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ -

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم کیا کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور خلوت صحیحہ ہو جائے تو مہر واجب ہو گیا۔

۱۰۷۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيْبِ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا صُدَّقَ عَلَيْهَا وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِي بَيْتِهِ صُدِّقَتْ عَلَيْهِ -

امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن مسیب کہتے تھے کہ جب مرد عورت کے گھر میں جائے تو مرد کی تصدیق ہوگی اور جو عورت مرد کے گھر میں جائے تو عورت کی تصدیق ہوگی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا مطلب اس کا یہ ہے کہ جب مرد عورت کے گھر میں رہے پھر اختلاف ہو۔ عورت کہے مجھ سے جماع کیا ہے اور مرد کہے نہیں کیا ہے تو مرد کی بات کا اعتبار ہوگا اور جو عورت مرد کے گھر میں رہے پھر اختلاف ہو تو عورت کی بات کا اعتبار ہوگا۔

باب المقام عند الأيم والبكر شيبہ اور بکرہ کے پاس رہنے کا بیان

۱۰۷۶۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئَ تَزْوِجَ أُمِّ سَلَمَةَ وَأُضْبِحَتْ عِنْدَهُ قَالَ لَهَا لَيْسَ بِكَ عَلَى أَهْلِكَ هَوَانٌ إِنْ شِئْتَ سَبِعْتَ عِنْدَكَ وَسَبِعْتَ عِنْدَهُنَّ وَإِنْ شِئْتَ ثَلَّثْتَ عِنْدَكَ وَذُرْتُ فَقَالَتْ ثَلَّثْتُ -

حضرت ابو بکر بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکاح کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور

(۱۰۷۴) عبدالرزاق (۱۰۸۶۹) ابن ابی شیبہ (۱۶۶۹۰) بیہقی (۲۵۰/۷) رقم (۱۴۴۷۹)۔

(۱۰۷۶) مسلم (۱۴۶۰) کتاب الرضاع: باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من اقامة الزوج عندها

أبو دلود (۲۱۲۲) نسائی فی الکبری، (۸۹۲۵) ابن ماجہ (۱۹۱۷) أحمد (۲۹۲/۶) رقم

(۲۷۰۳۷) دارمی (۲۲۰)۔

صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا میں ایسا کام نہ کروں گا جس کے سبب سے تو اپنے لوگوں میں ذلیل ہو اگر تمھ کو منظور ہے تو سات دن تک تیرے پاس رہوں گا پھر سات سات دن ہر ایک بی بی کے پاس رہوں گا اور جو تو چاہے تو تین دن تیرے پاس رہوں اور ایک ایک دن سب کے پاس رہ کر آؤں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تین دن ریے۔
فائدہ: جس شخص کی کئی عورتیں ہوں پھر وہ نئی عورت کرے۔ اگر بکرہ ہو تو سات دن اس کے پاس رہے اور جو شیبہ ہو تو تین دن اس کے پاس رہے پھر سب کے برابر اس کے پاس بھی رہا کرے۔

۱۰۷۷۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمَّانٌ يَقُولُ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَلِلثَيْبِ ثَلَاثٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ بکر عورت کے سات دن ہیں اور شیبہ کے تین دن۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔ کہا مالک نے جس عورت سے اس نے نکاح کیا اگر اس کے سوا اور بھی اس کی کئی عورتیں ہوں تو بعد ان دنوں کے پھر سب کے پاس برابر رہا کرے مگر یہ دن نئی عورت کے حساب میں بجز انہوں گے اس لیے کہ یہ نئی عورت کا حق ہے۔

باب ما لا يجوز من الشروط في النكاح جو شرطیں نکاح میں درست نہیں ان کا بیان

۱۰۷۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَشْتَرِطُ عَلَى زَوْجِهَا أَنَّهُ لَا يَخْرُجُ بِهَا مِنْ بَلَدِهَا فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ يَخْرُجُ بِهَا إِنْ شَاءَ۔

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت سعید بن مسیب سے سوال ہوا کہ اگر کوئی عورت شرط کرے اپنے خاوند سے کہ میرے شہر سے مجھ کو نہ نکالنا سعید بن مسیب نے جواب دیا کہ باوجود اس کے نکال سکتا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر مرد عورت سے نکاح کرتے وقت اس امر کی شرط کرے کہ میں تیرے اوپر دوسرا نکاح نہ کروں گا یا لونڈی نہ رکھوں گا تو اس شرط کو پورا کرنا ضروری نہیں البتہ اگر اس نے طلاق یا عتاق کو دوسرے نکاح پر مطلق کر دیا ہو تو دوسرے نکاح سے طلاق یا عتاق ضروری ہو جائے گا۔

باب نكاح المحلل وما أشبهه حلاله كالنكاح اور جو اس کے مشابہ ہے اس کا بیان

فائدہ: جب کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے دے تو پھر اس عورت سے نکاح درست نہیں جب تک وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔ اب دوسرا شوہر اگر اس کو چھوڑ دے تو پہلے شوہر کو نکاح کر لینا درست ہے لیکن اس نیت سے نکاح کرنا۔ پہلے شوہر کو وہ عورت درست ہو جائے حرام ہے اس کو حلالہ کا نکاح کہتے ہیں۔

(۱۰۷۷) بخاری (۵۲۱۳) کتاب النکاح: باب العدل بين النساء، مسلم (۱۴۶۱) أبو داود (۲۱۲۴)

ترمذی (۱۰۶۹) ابن ماجہ (۱۹۱۶) دارمی (۲۲۰۹)۔

(۱۰۷۸) ابن ابی شیبہ (۴۹) (۱۶۴۵۱) بیہقی (۲۵۰۰۷) (۱۴۴۴)۔

۱۰۷۹۔ عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رِفَاعَةَ بْنَ سِمْوَالٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَمِيمَةَ بِنْتَ وَهَبٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فَتَكَحَّتْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَأَعْتَرَضَ عَنْهَا فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَمْسَهَا فَفَارَقَهَا فَأَرَادَ رِفَاعَةُ أَنْ يَنْكِحَهَا وَهُوَ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ الَّذِي كَانَ طَلَّقَهَا فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَاهَا عَنْ تَزْوِجِهَا وَقَالَ لَا تَحِلُّ لَكَ حَتَّى تَذُوقَ الْعُسَيْلَةَ۔

حضرت زبیر بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ رفاعہ بن سموال قرظی نے تین طلاق دی اپنی بی بی تميمہ بنت وہب کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو انہوں نے نکاح کیا عبد الرحمن بن زبیر سے۔ مگر عبد الرحمن نے اس کو چھوڑ دیا۔ تب رفاعہ جو شوہر اول تھے انہوں نے پھر نکاح کرنا چاہا۔ جب آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر ہوا آپ ﷺ نے منع کیا اور فرمایا رفاعہ سے کہ وہ عورت تجھ کو حلال نہیں جب تک دوسرے شخص سے جماع نہ کرے۔
فائدہ: یعنی صرف نکاح کرنا دوسرے شوہر سے حالہ کے واسطے کافی نہیں صحبت ضروری ہے۔

۱۰۸۰۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرَ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمْسَهَا هَلْ يَصْلُحُ لِرَجُلٍ الْأَوَّلِ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا کہ ایک شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے بعد اس کے اس سے دوسرا شخص نکاح کرے پھر طلاق دے دے قبل جماع کرنے کے اب پہلا شوہر اس سے نکاح کر سکتا ہے جواب دیا کہ نہیں کر سکتا جب تک دوسرا شوہر اس سے جماع نہ کرے۔

۱۰۸۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرَ فَمَاتَ عَنْهَا قَبْلَ أَنْ يَمْسَهَا هَلْ يَحِلُّ لِرَجُلٍ الْأَوَّلِ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ الْأَوَّلِ أَنْ يُرَاجِعَهَا۔

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت قاسم بن محمد سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں پھر

(۱۰۷۹) ابن حبان (۴۳۰/۹) (۴۱۲۱) بیہقی (۳۷۵/۷) (۱۵۱۹۶/۱۵۱۹۷)۔

(۱۰۸۰) بخاری (۵۲۶۱) کتاب الطلاق: باب من أجاز طلاق الثلاث، مسلم (۱۴۳۳) أبو داود

(۲۳۰۹) ترمذی (۱۱۱۸) نسائی (۳۴۰۷) ابن ماجہ (۱۹۳۲) أحمد (۱۹۳/۶)

(۲۶۱۶۲)۔

(۱۰۸۱) بیہقی (۳۷۶/۷)۔

اس سے دوسرے شخص نے نکاح کیا اور مر گیا قبل جماع کرنے کے۔ کیا پہلے شوہر کو اس سے نکاح کر لینا درست ہے؟ جواب دیا نہیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص حالہ کی نیت سے نکاح کرے اس کا نکاح فاسد ہے پھر نئے سرے سے نکاح کرے اگر جماع کرچکا ہے تو مبرا اس پر واجب ہوگا۔

باب ما لا یجمع بینہ من النساء جن عورتوں کا جمع کرنا درست نہیں نکاح میں

۱۰۸۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی میں جمع نہ کرے۔

فائدہ: یعنی جب پھوپھی نکاح میں ہو تو بھتیجی سے نکاح کرنا درست نہیں اور خالہ جب نکاح میں ہو تو بھانجی سے نکاح کرنا درست نہیں۔

۱۰۸۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ يُنْهَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ عَلَى خَالَتِهَا وَأَنْ يَطَّأَ الرَّجُلُ وَوَلِيدَةً وَفِي بَطْنِهَا حَنْبِينَ لغيره۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے منع ہے بھتیجی سے پھوپھی کے اوپر اور بھانجی سے خالہ کے اوپر اور منع ہے جماع کرنا اس لونڈی سے جو حاملہ ہو کسی اور شخص سے۔

باب ما لا یجوز من نکاح الرجل أم امرأته ساس سے نکاح جائز نہ ہونے کا بیان

۱۰۸۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سُمِّيَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً ثُمَّ فَارَقَهَا فَبَلَ أَنْ يُسَيِّبَهَا هَلْ نَحَلُّهُ أُمُّهَا فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لَا أَلَامٌ مَبْهَمَةٌ لَيْسَ فِيهَا شَرْطٌ وَإِنَّمَا الشَّرْطُ فِي الرِّبَائِبِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سوال ہوا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے نکاح کیا ایک عورت سے پھر چھوڑ دیا اس کو قبل جماع کے۔ کیا اس کی ماں سے نکاح درست ہے؟ بولے نہیں کیونکہ اللہ جل جلالہ

(۱۰۸۲) بخاری (۵۱۰۹) کتاب النکاح: باب العزل * مسنم (۱۴۰۸) أبو داود (۲۰۶۵) ترمذی

(۱۱۲۶) نسائی (۳۲۸۸) ابن ماجہ (۱۹۲۹) أحمد (۵۱۶۲/۲) (۱۰۷۰۱)۔

(۱۰۸۴) بیہقی (۱۶۰۷) (۱۳۹۰۷) ابن ابی شیبہ (۱۶۲۶۲)۔

نے فرمایا حرام ہیں تم پر مائیں تمہاری بیبیوں کی اور اس میں کچھ شرط نہیں لگائی کہ جن بیبیوں سے تم جماع کر چکے ہو بلکہ شرط ربائب میں لگائی ہے۔

فائدہ: ربائب جمع ربیبہ کی۔ ربیبہ اس لڑکی کو کہتے ہیں جو بی بی پہلے خاوند سے لے کر آئے اس میں اللہ نے قید لگائی فرمایا حرام ہیں تم پر ربائب تمہاری جو تمہاری گودوں میں ان عورتوں سے جن سے تم جماع کر چکے ہو اگر جماع نہیں کیا تو ربائب سے نکاح کرنا گناہ نہیں۔

۱۰۸۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ اسْتَفْتِيَ وَهُوَ بِالْكُوفَةِ عَنْ نِكَاحِ الْأُمِّ بَعْدَ الْإِبْنَةِ إِذَا لَمْ تَكُنْ الْإِبْنَةُ مُسْتَفْرَضَةً فَارْحَصَ فِي ذَلِكَ ثُمَّ إِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَسَأَلَ عَنْ ذَلِكَ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ كَمَا قَالَ وَإِنَّمَا الشَّرْطُ فِي الرِّبَائِبِ فَرَجَعَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِلَى الْكُوفَةِ فَلَمْ يَصِلْ إِلَى مَنْزِلِهِ حَتَّى آتَى الرَّجُلَ الَّذِي آفَتْهُ بِذَلِكَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُعَارِقَ امْرَأَتَهُ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کوفہ میں ایک عورت سے نکاح کیا پھر قبل جماع کے اس کو چھوڑ دیا اب اس کی ماں سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ درست ہے۔ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس میں آئے اور تحقیق کی معلوم ہوا کہ بی بی کی ماں مطلقاً حرام ہے خواہ بی بی سے صحبت کرے یا نہ کرے اور صحبت کی قید ربائب میں ہے جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ کو لوٹے پہلے اس شخص کے مکان پر گئے جس کو مسئلہ بتایا تھا کہا اس سے چھوڑ دے اس عورت کو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ایک شخص نے نکاح کیا ایک عورت سے پھر اس کی ماں سے نکاح کیا اور صحبت کی تو دونوں ماں بی بی اس کو حرام ہو جائیں گی ہمیشہ ہمیشہ۔

فائدہ: ماں تو پہلے سے حرام تھی جب وہ بی بی سے نکاح کر چکا تھا کیونکہ وہ اس کی ساس تھی پھر جب ماں سے صحبت کی تو بی بی اس کی ربیبہ ہو گئی اب دونوں حرام ہو گئیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا البتہ اگر ماں سے صحبت نہ کرے تو اس کو چھوڑ دے اور بی بی اس کی حلال رہے گی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ایک شخص نکاح کرے ایک عورت سے پھر نکاح کرے اس کی ماں سے صحبت کرے اس سے تو ماں کی ماں بھی حرام ہو جائے گی اور ماں حرام رہے گی اس شخص کے باپ اور بیٹے پر۔

فائدہ: کیونکہ اس کے باپ کی بہو ہوگی اور اس کے بیٹے کی سوتیلی ماں ہوگی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا زنا سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔ یعنی اگر کسی عورت سے زنا کرے تو اس کی ماں یا بی بی حرام نہ ہوگی کیونکہ دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اس واسطے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا حرام ہیں تم پر تمہاری مائیں تمہاری بیبیوں کی تو حرام کیا

اللہ نے ماؤں کو ان کی بیٹیوں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ زنا سے توجہ نہ کیا جائے گا کسی عورت سے اگرچہ وہ ناجائز ہو اس سے حرمت ثابت ہوگی مگر زنا سے نہ ہوگی۔

فائدہ: امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ مگر ابوحنیفہ کے نزدیک اگر کسی عورت سے زنا کرے تو اس کی ماں یا بیٹی حرام ہو جائے گی۔

باب نکاح الرجل أم امرأة قد أصابها علي وجه ما يكره

جس عورت سے زنا کرے اس کی ماں سے نکاح درست ہونے کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص زنا کرے ایک عورت سے اور اس کو حد لگائی جائے اب وہ شخص اس عورت کی ماں یا بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور اس شخص کا بیٹا اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر ایک شخص نے عدت کے اندر کسی عورت سے نکاح کیا اور اس سے صحبت کی تو وہ عورت اس کے بیٹے پر حرام ہو جائے گی اور اس عورت سے جو لڑکا پیدا ہوگا اس کا نسب اس شخص سے ثابت ہوگا اور اس شخص پر اس عورت کی بیٹی حرام ہو جائے گی۔

باب جامع ما لا يجوز من النكاح

جو نکاح درست نہیں اس کا بیان

۱۰۸۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشَّغَارِ وَالشَّغَارُ أَنْ يُزَوَّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوَّجَهُ الْأَخْرُ ابْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا شغار سے۔ شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کا نکاح ایک شخص سے کر دے اس شرط پر کہ دوسرا شخص اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دے سوا اس کے کچھ مہرنہ ہو۔

فائدہ: یہ نکاح باطل ہے مالک اور شافعی کے نزدیک اور اہل کوفہ کے نزدیک نکاح ہو جائے گا مگر مہر مثل لازم ہوگا۔

۱۰۸۷۔ عَنْ خُنْسَاءَ بِنْتِ حِذَامِ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ تَيْبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَآتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهُ۔

(۱۰۸۶) بخاری (۵۱۱۲) کتاب النکاح: باب الشغار، مسلم (۱۴۱۵) أبو داود (۲۰۷۴) ترمذی

(۱۱۲۴) نسائی (۳۳۳۷) ابن ماجہ (۱۸۸۳) أحمد (۶۲۲/۲) (۵۲۸۹)۔

(۱۰۸۷) بخاری (۵۱۳۸) کتاب النکاح: باب اذا زوج ابنته وهي كارهة فنكاحه مردود، أبو داود

(۲۱۰۱) نسائی (۳۶۲۸) ابن ماجہ (۱۸۷۳) أحمد (۳۶۸/۶) (۲۷۳۲۲) دارمی

حضرت خنساء بنت خدام کا نکاح اس کے باپ نے کر دیا اور وہ شیبہ تھیں اور ناراض تھیں اس نکاح سے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ نے ان کا نکاح فتح کر دیا۔

۱۰۸۸۔ عَنِ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَى بِنِكَاحٍ لَمْ يَشْهَدْ عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلًا وَامْرَأَةً فَقَالَ هَذَا نِكَاحُ السَّرِّ وَلَا أُجِيزُهُ وَلَا وَكُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيهِ لَرَجَمْتُ۔

حضرت ابو زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک نکاح کا ذکر آیا جس کا کوئی گواہ نہ تھا سو ایک مرد اور ایک عورت کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ چوری چھپے کا نکاح میں جائز نہیں رکھتا اگر میں پہلے اس کو بیان کر چکا ہوتا تو اب میں رجم کرتا۔

فائدہ: کیونکہ احمد اور طبرانی اور بیہقی نے باسناد صحیح روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نکاح نہیں ہوتا بغیر ولی کے اور دو عادل گواہوں کے۔

۱۰۸۹۔ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ طَلِيحَةَ الْأَسَدِيَّةَ كَانَتْ تَحْتَ رُشَيْدِ الثَّقَفِيِّ فَطَلَّقَهَا فَتَكَحَّتْ فِي عِدَّتِهَا فَضَرَبَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَضَرَبَ زَوْجَهَا بِالْمِخْفَقَةِ ضَرْبَاتٍ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَكَحَّتْ فِي عِدَّتِهَا فَإِنْ كَانَ زَوْجُهَا الَّذِي تَزَوَّجَهَا لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اعْتَدْتُ بِقِيَّةِ عِدَّتِهَا مِنْ زَوْجِهَا الْأَوَّلِ ثُمَّ كَانَ الْآخِرُ خَاطِبًا مِنَ الْخَطَّابِ وَإِنْ كَانَ دَخَلَ بِهَا فَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اعْتَدْتُ بِقِيَّةِ عِدَّتِهَا مِنَ الْأَوَّلِ ثُمَّ اعْتَدْتُ مِنَ الْآخِرِ ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا قَالَ مَالِكٌ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ وَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا اسْتَبْرَأَ وَنَهَى۔

حضرت سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ طلیحہ اسدیہ رشید ثقفی کے نکاح میں تھیں انہوں نے طلاق دی تو طلیحہ نے عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کو درے مارے اور نکاح چھوڑا دیا پھر فرمایا کہ عورت عدت میں نکاح کرے کسی اور شخص سے اگر جماع نہ کیا ہو تو نکاح چھوڑا کر پہلے خاندان کی جس قدر عدت باقی ہو پوری کرے اب جس سے بی چاہے نکاح کرے مگر دوسرے خاندان سے زندگی بھر کبھی نکاح نہیں ہو سکتا۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ وہ عورت دوسرے خاندان سے اپنا مہر لے سکتی ہے۔

فائدہ: دوسرے خاندان سے زندگی بھر نکاح نہیں ہو سکتا یہ صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور عام اہل علم کے نزدیک بعد عدت کے دوسرے خاندان سے نکاح درست ہے۔

(۱۰۸۸) ابن ابی شیبہ (۱۶۳۹۱) سعید بن منصور (۶۲۷) بیہقی (۱۲۶۱۷)۔

(۱۰۸۹) عبدالرزاق (۱۰۵۳۹) سعید بن منصور (۶۹۸) بیہقی (۴۴۱۷) رقم (۱۰۵۳۹)۔

مَوْطَا اِمَامِ مَالِكٍ

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو عورت آزاد ہو اس کا خاندنہر جائے اور چار مہینے دس دن عدت کر لے پھر حمل کا گمان ہو تو نکاح نہ کرے جب تک یہ گمان رفع نہ ہو یا وضع حمل ہو۔

باب نکاح الأمة علی آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنے کا بیان

۱۰۹۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو سَيَّلَا عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ حُرَّةٌ فَأَرَادَ أَنْ يَنْكِحَ عَلَيْهَا أُمَّةً فَكَرِهَهَا أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ نے سوال کیا کہ ایک شخص کے نکاح میں آزاد عورت موجود ہو پھر وہ لونڈی سے نکاح کرنا چاہے؟ جواب دیا ان دونوں نے کہ مکروہ ہے۔

۱۰۹۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا تَنْكِحُ الْأُمَّةَ عَلَى الْحُرَّةِ إِلَّا أَنْ تَشَاءَ الْحُرَّةُ فَإِنْ طَاعَتْ الْحُرَّةُ فَلَهَا الثَّلَاثَانِ مِنَ الْقَسْمِ۔

سعید بن مسیبؓ کہتے تھے کہ آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح نہ کیا جائے گا مگر جب آزاد عورت راضی ہو جائے تو دو دن خاندنہر کے پاس رہے گا اور ایک دن لونڈی کے پاس۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا آزاد شخص کو جب آزاد عورت کرنے کی قدرت ہو تو لونڈی سے نکاح نہ کرے اور اگر آزاد عورت کرنے کی قدرت نہ ہو تو بھی لونڈی سے نکاح نہ کرے مگر اس حالت میں کہ زنا کا خوف ہو کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے جو شخص تم میں سے قدرت نہ رکھے آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو مسلمان لونڈیوں سے نکاح کر لے یا اس شخص کے واسطے ہے جو خوف کرے زنا کا تم میں سے۔

باب ما جاء في الرجل يملك المرأة وقد كانت تحتها ففارقها

۱۰۹۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ الْأُمَّةَ ثَلَاثًا ثُمَّ يَشْتَرِيهَا إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔

(۱۰۹۰) بیہقی (۱۷۵/۷) رقم (۱۴۰۰۵) عبدالرزاق (۱۳۰۸۵) ابن ابی شیبہ (۱۶۰۵۲)۔

(۱۰۹۱) عبدالرزاق (۱۳۰۹۱) ابن ابی شیبہ (۱۶۰۷۱) سعید بن منصور (۷۲۲)۔

(۱۰۹۲) عبدالرزاق (۱۲۹۹۲) ابن ابی شیبہ (۱۶۱۲۳) بیہقی (۳۷۶۳۳) رقم (۲۰۴)۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص لونڈی کو تین طلاق دے کر خرید لے تو صحبت کرنا درست نہیں جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

۱۰۹۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ وَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ زَوَّجَ عَبْدًا لَهُ جَارِيَةً فَطَلَّقَهَا الْعَبْدُ الْبَتَّةَ ثُمَّ وَهَبَهَا سَيِّدَهَا لَهُ فَهَلْ تَحِلُّ لَهُ بِمِلْكِ الْيَمِينِ فَقَالَا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكَحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔

سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کا اپنی لونڈی سے نکاح کر دیا پھر غلام نے لونڈی کو دو طلاق دی بعد اس کے مولیٰ نے وہ لونڈی غلام کو ہبہ کر دی اب وہ لونڈی غلام کو درست ہے یا نہیں ان دونوں نے جواب دیا درست نہیں یہاں تک کہ کسی اور شخص سے نکاح کرے۔

فائدہ: آزاد مرد کے واسطے تین طلاق تک گنجائش ہے اور غلام کو دو طلاق تک بعد اس کے حلالہ واجب ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں نے ابن شہاب سے پوچھا ایک شخص کے نکاح میں ایک لونڈی تھی اس نے ایک طلاق دی پھر اس کو خرید لیا تو وہ لونڈی حلال ہو جائے گی۔ ملک یمن کی وجہ سے دو طلاق کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر تین طلاق دے چکا تھا تو حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ایک شخص نکاح کرے ایک لونڈی سے پھر اس سے بچہ پیدا ہوا بعد اس کے لونڈی کو خرید کر لے تو وہ لونڈی پہلے بچہ کی وجہ سے اس کی ام ولد نہ ہوگی البتہ اگر بعد خریدنے کے دوسرا بچہ مالک سے پیدا ہوا تو ام ولد ہو جائے گی اور جو اس لونڈی کو خرید اہمل کی حالت میں اور وہ حمل خریدنے والے کا تھا پھر اس کے پاس آن کر بنے تو ام ولد ہو جائے گی۔

باب ما جاء في كراهية اصابة الأختين دو بہنوں کو یا ماں بیٹیوں کو ملک یمن

بملك اليمين والمرأة وابنتها سے رکھنے کا بیان

۱۰۹۴۔ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ وَابْنَتَيْهَا مِنْ مِلْكِ الْيَمِينِ تَوَطَّأَ إِحْدَاهُمَا بَعْدَ الْأُخْرَى فَقَالَ عُمَرُ مَا أُحِبُّ أَنْ أُخْبِرَهُمَا جَمِيعًا وَنَهَى عَنْ ذَلِكَ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ ماں بیٹی دونوں سے جماع کرنا آگے چھپے ملک یمن کی وجہ

(۱۰۹۳) عبدالرزاق (۱۲۹۹۲) بیہقی (۳۷۶/۷) رقم (۱۵۲۰۵) ابن ابی شیبہ (۱۶۱۳۰)۔

(۱۰۹۴) عبدالرزاق (۱۲۷۲۵) سعید بن منصور (۱۷۳۳) بیہقی (۱۶۴/۷) رقم (۱۳۹۳۲)۔

سے درست ہے بولے میرے نزدیک اچھا نہیں اور منع کیا اس کو۔

۱۰۹۵۔ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عُمَانَ بْنَ عَفَّانَ عَنِ الْأَخْطَبِيِّ مِنْ مِلَّةِ الْيَمِينِ هَلْ يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا فَقَالَ عُمَانُ أَحَلَّتْهُمَا آيَةٌ وَحَرَمَتْهُمَا آيَةٌ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أُحِبُّ أَنْ أَصْنَعَ ذَلِكَ قَالَ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَوْ كَانَ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ثُمَّ وَجَدْتُ أَحَدًا فَعَلَّ ذَلِكَ لَجَعَلْتُهُ نَكَالًا قَالَ ابْنُ شَهَابٍ أَرَاهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ -

حضرت قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دو بہنوں کو ملک یمن سے رکھنا درست ہے یا نہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ درست ہے ایک آیت کی رو سے اور تا درست ہے ایک آیت کی رو سے مگر میں اس کو پسند نہیں کرتا پھر وہ شخص چلا گیا اور ایک اور صحابی سے ملا ان سے بھی یہی مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا اگر میں حاکم ہوتا اور کسی کو ایسا کرتے دیکھتا تو سخت سزا دیتا۔ ابن شہاب نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ وہ صحابی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

فائدہ: وہ آیت یہ ہے: ﴿الَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ یا یہ ﴿الَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ﴾۔

۱۰۹۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ مِثْلُ ذَلِكَ -

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو اور وہ اس سے جماع کرے پھر اس کی بہن سے جماع کرنا چاہے تو یہ نادرست ہے جب تک پہلی بہن کی فرج اپنے اوپر حرام نہ کرے مثلاً اس کا نکاح کر دے یا اپنے غلام سے بیاہ کر دے۔

باب النهی أن یصیب الرجل أمة جولوئذی باپ کے تصرف میں آئے اس

کانت لأبیه سے جماع کرنے کی ممانعت کے بیان میں

۱۰۹۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهَبَ لِابْنِهِ جَارِيَةً فَقَالَ لَا تَمَسَّهَا فَإِنِّي قَدْ كَشَفْتُهَا -

(۱۰۹۵) عبدالرزاق (۱۲۷۲۸) ابن ابی شیبہ (۱۶۲۵۱) بیہقی (۱۶۳/۷ - ۱۶۴) رقم (۱۳۹۳۰)۔

(۱۰۹۶) بیہقی (۱۶۳/۷ - ۱۶۴)۔

(۱۰۹۷) بیہقی (۱۶۲/۷) عبدالرزاق (۱۰۸۳۹) ابن ابی شیبہ (۱۶۲۱۱)۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے کو ایک لونڈی ہیبرہ کی اور کہا اس سے صحبت نہ کرنا کیونکہ میں نے ایک بار اس کے بدن کو کھولا تھا۔

فائدہ: جو شخص کسی عورت سے وہلی کرے تو وہ اس کے بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے۔ اگر بوسہ لے یا شہوت سے مساس کرے تو بھی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ مالک کے نزدیک اور ابوحنیفہ کے نزدیک شہوت سے دیکھنا اس کی فرج کی طرف بھی موجب حرمت کا ہوتا ہے۔ یہ حدیث ابوحنیفہ کے قول کی مؤید ہے اور شافعی کے نزدیک بغیر جماع (ہم بستری) کے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

۱۰۹۸۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُحَجَّرِ أَنَّهُ قَالَ وَهَبَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ لِابْنِهِ جَارِيَةً فَقَالَ لَا تَقْرُبْهَا فَإِنِّي قَدْ أَرَدْتُهَا فَلَمْ أَبْسُطْ لَهَا۔

حضرت عبدالرحمن بن مہجر نے کہا کہ سالم بن عبداللہ نے اپنے بیٹے کو ایک لونڈی ہیبرہ کی اور کہا کہ اس سے جماع نہ کرنا کیونکہ میں نے ارادہ کیا تھا اس سے جماع کا میں رک گیا۔

۱۰۹۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا نَهْشَلٍ بْنَ الْأَسْوَدِ قَالَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ إِنِّي رَأَيْتُ جَارِيَةً لِي مُنْكَشِفًا عَنْهَا وَهِيَ فِي الْقَمَرِ فَجَلَسْتُ مِنْهَا مَجْلِسَ الرَّجُلِ مِنْ أَمْرَاتِهِ فَقَالَتْ إِنِّي حَائِضٌ فَقُمْتُ فَلَمْ أَقْرُبْهَا بَعْدَ أَفْهَابِهَا لِابْنِي يَطْوُهَا فَتَهَاهُ الْقَاسِمُ عَنْ ذَلِكَ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ابوہشمل بن اسود نے قاسم بن محمد سے کہا کہ میں نے اپنی لونڈی کو ننگا دیکھا چاندنی میں تو میں اس کے پاؤں اٹھا کر مستعد ہو گیا جماع کو۔ وہ بولی حائضہ ہوں تو میں اٹھ کھڑا ہوا اب میں اس لونڈی کو بہہ کر دوں اپنے بیٹے کو تاکہ وہ اس سے جماع کرے۔ قاسم بن محمد نے منع کیا۔

۱۱۰۰۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ أَنَّهُ وَهَبَ لِصَاحِبٍ لَهُ جَارِيَةً ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْهَا فَقَالَ قَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَهْبَهَا لِابْنِي فَيَفْعَلُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ لَمَرْوَانَ كَانَ أَوْرَعَ مِنْكَ وَهَبَ لِابْنِهِ جَارِيَةً ثُمَّ قَالَ لَا تَقْرُبْهَا فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ سَاقَهَا مُنْكَشِفَةً۔

حضرت عبدالملک بن مروان نے ایک لونڈی ہیبرہ کی اپنے دوست کو پھر پوچھا اس سے حال اس لونڈی کا اس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں اس لونڈی کو بہہ کر دوں اپنے بیٹے کو تاکہ وہ اس سے جماع کرے عبدالملک نے کہا کہ مروان تجھ سے زیادہ پرہیز گار تھا اس نے اپنے بیٹے کو ایک لونڈی ہیبرہ کی اور کہہ دیا اس سے صحبت نہ کرنا کیونکہ میں نے اس کی پنڈلیاں کھلی ہوئی دیکھی تھیں۔

(۱۰۹۸) بیہقی (۱۶۲/۷) رقم (۱۳۹۲۱)۔

(۱۰۹۹) بیہقی (۱۶۲/۷) رقم (۱۳۹۲۲)۔

باب النهی عن نکاح اماء اهل یهود و نصاری کی لونڈیوں سے نکاح کرنے الکتاب کی ممانعت کے بیان میں

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا یہودی لونڈی اور نصرانی لونڈی سے نکاح کرنا درست نہیں اور اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب میں جو اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح درست کیا ہے اس سے آزاد عورتیں مراد ہیں اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے جو شخص تم میں سے مسلمان آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھے تو وہ مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرے حلال کیا اللہ نے مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرنا نہ اہل کتاب کی لونڈیوں سے البتہ یہودی یا نصرانی لونڈی سے اس کے مالک کو جماع کرنا درست ہے مگر مشرک لونڈی سے درست نہیں۔

باب ما جاء فی الاحصان احصان کا بیان

۱۱۰۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ هُنَّ أَوْلَاتُ الْأَزْوَاجِ وَيَرْجِعُ ذَٰلِكَ إِلَى أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ الزَّوْنَا۔

سعید بن مسیب نے کہا کہ محصنات سے وہ عورتیں مراد ہیں جو خاوند والیاں ہیں مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ نے زنا کو حرام کیا۔

۱۱۰۲۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَ بَلَّغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُمَا كَانَ يَقُولَانِ إِذَا نَكَحَ الْحُرُّ الْأُمَّةَ فَمَسَّهَا فَقَدْ أَحْصَنَتْهُ۔

ابن شہاب اور قاسم بن محمد کہتے تھے اگر آزاد شخص نے لونڈی سے نکاح کیا اور اس سے جماع کیا تو وہ محسن ہو گیا۔

فائدہ: اب اگر یہ شخص زنا کرنے کا تو رجم کیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں نے جن لوگوں کو پایا یہی کہتے پایا کہ لونڈی سے آزاد شخص جب نکاح کرے پھر اس سے جماع کرے تو وہ شخص محسن ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا غلام اگر آزاد عورت سے نکاح کر کے صحبت کرے تو وہ محسن نہ ہوگا مگر عورت محسن ہو جائے گی البتہ اگر غلام آزاد ہو جائے اور بعد آزادی کے اس سے جماع کرے تو غلام محسن ہو جائے گا اور جو قبل آزادی کے وہ غلام اس عورت کو چھوڑ دے تو محسن نہ ہوگا کہ جب تک بعد آزادی کے پھر نکاح کر کے جماع نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا لونڈی اگر آزاد شخص کے نکاح میں ہو پھر خاوند اس کو چھوڑ دے قبل آزادی کے تو وہ محسن نہ ہوگی جب تک بعد آزادی کے نکاح نہ کرے اور صحبت نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا لو نذی اگر آزاد شخص کے نکاح میں ہو اور آزاد ہو جائے اسی کے نکاح میں تو وہ محض ہو جائے گی بشرطیکہ خاندان کا بعد آزادی کے اس سے جماع کرے۔ کہا مالکؒ نے اگر آزاد عورت سے نصرانی یا یہودی یا مسلمان مرد نکاح کر کے صحبت کرے تو محض ہو جائے گا۔

متعہ کا بیان

باب نکاح المتعہ

۱۱۰۳۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ حَيْبَرٍ وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ۔
حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا صحیح سے جنگ خیبر کے روز اور گدھوں کے گوشت کھانے سے۔

فائدہ: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک متعہ ناجائز ہے۔ اوائل اسلام میں متعہ درست تھا پھر خیبر کے روز حرام ہوا پھر عمرہ نفا میں درست ہوا پھر فتح مکہ کے روز حرام ہوا پھر جنگ اوٹاس میں درست ہوا پھر حرام ہوا پھر تبوک میں درست ہوا پھر حجۃ الوداع میں حرام ہوا۔ اس بار بار کی حرمت اور حلت سے لوگوں کو شبہ باقی رہا بعض لوگ متعہ کرتے تھے بعض نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں بھی ایسا ہی رہا اور حضرت عمرؓ کی اوائل خلافت میں بھی یہی حال رہا بعد اس کے حضرت عمرؓ نے اس کی حرمت برسر منبر بیان کی جب سے لوگوں نے متعہ کرنا چھوڑ دیا۔ مگر بعض صحابہ اس کے جواز کے قائل رہے جیسے جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو سعید اور معاویہ اور اسماء بنت ابی بکر اور عبد اللہ بن عباس اور عمر بن حویرث اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت تابعین میں سے بھی جواز کی قائل ہوئی ہے۔ (مخلص زرقانی)

۱۱۰۴۔ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيمٍ دَخَلَتْ عَلَى عَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَتْ إِنَّ رَبِيعَةَ بِنَ أُمِّيَّةَ اسْتَمْتَعَ بِامْرَأَةٍ فَحَمَلَتْ مِنْهُ فَخَرَجَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَرِعَا يُعْرُ دَاثَهُ فَقَالَ هَذِهِ الْمُتْعَةُ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيهَا لَرَجَمْتُ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ خولہ بنت حکیم حضرت عمرؓ کے پاس گئیں اور کہا کہ ربیعہ بن امیہ نے متعہ کیا تھا ایک عورت مولدہ سے۔ وہ حاملہ ہے ربیعہ سے۔ پس نکلے حضرت عمرؓ گھبرا کر چادر گھسیٹتے ہوئے اور کہا یہ متعہ ہے اگر میں پہلے اس کے ممانعت کر چکا ہوتا تو رجم کرتا۔

فائدہ: مولدہ وہ عورت ہے جو عرب کے ملک میں پیدا ہوئی اور ماں باپ اس کے عرب نہ ہوں۔ (مسوی)

(۱۱۰۳) بخاری (۴۲۱۶) کتاب المغازی: باب غزوة حيبير، مسلم (۱۴۰۷) ترمذی (۱۱۲۱)

نسائی (۳۳۶۶) ابن ماجہ (۱۹۶۱) أحمد (۷۹/۱) دارمی (۵۹۲) (۱۹۹۰)۔

(۱۱۰۴) عبدالرزاق (۵۰۳/۷) (۱۴۰۳۸) بیہقی (۲۰۶/۷) (۱۴۱۷۲)۔

فائدہ: متعہ کرنے والے پر بالاتفاق زنا کی حد لازم نہیں آتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈرانے کے واسطے یہ کہا تا کہ لوگ متعہ سے باز رہیں۔

باب نکاح العبد غلام کے نکاح کا بیان

۱۱۰۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَيْبَعَةَ بِنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ يَنْكِحُ الْعَبْدُ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے تھے غلام چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا یہ قول بہت اچھا ہے میرے نزدیک۔

فائدہ: سالم اور قاسم اور مجاہد اور زہری کا بھی یہی قول ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

اور اکثر صحابہ کے نزدیک غلام کو دو عورتوں سے زیادہ نکاح کرنا درست نہیں۔ ابوحنیفہ اور شافعی اور جمہور علماء کا یہی قول ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا غلام کا نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہے اگر مولیٰ کی اجازت دے گا تو صحیح ہوگا ورنہ تفریق کی جائے گی اور حلالہ کا نکاح ہر طرح سے چھوڑا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر زوجہ کا مالک ہو جائے یا زوجہ زوج کی تو نکاح خود بخود فسخ ہو جائے گا بغیر طلاق کے اب اگر پھر نکاح کریں گے تو خاوند کو تین طلاق کا اختیار رہے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر زوجہ اپنے خاوند کو خرید کر آزاد کر دے اور وہ عدت میں ہو تو وہ دونوں بغیر نئے نکاح کے نہیں مل سکتے۔

باب نکاح المشرك اذا أسلمت مشرک کی زوجہ کا خاوند سے پہلے مسلمان

زوجتہ قبلہ ہونے کا بیان

۱۱۰۶۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ نِسَاءَ كُنَّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يُسْلِمْنَ بِأَرْضِهِنَّ وَهُنَّ غَيْرُ مَهَاجِرَاتٍ وَأَزْوَاجُهُنَّ حِينَ أُسْلِمْنَ كُفَرَاءَ مِنْهُنَّ بِنْتُ الْوَلِيدِ بِنْتُ

الْمُعْبِرَةِ وَكَانَتْ تَحْتِ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةٍ فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهَرَبَ زَوْجُهَا صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةٍ

مِنَ الْإِسْلَامِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ عَمِّهِ وَهَبَ بِنْتُ عُمَيْرِ بْنِ دَاوُدَ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَانًا لَصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةٍ وَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى

الْإِسْلَامِ وَأَنَّ يَقْدَمَ عَلَيْهِ فَإِنَّ رَضِيَ أَمْرًا قَبْلَهُ وَإِلَّا سَيَرَهُ شَهْرَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صَفْوَانُ عَلَى رَسُولِ

(۱۱۰۵) عبدالرزاق (۲۷۴/۷ - ۲۷۵) ابن ابی شیبہ (۴۵۱/۳ - ۴۵۲) بیہقی (۱۰۸/۷)۔

(۱۱۰۶) عبدالرزاق (۱۶۹/۷ - ۱۷۱) (۲۶۴/۶) بیہقی (۱۸۷/۷)۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ نَادَاهُ عَلَى رُؤُوسِ النَّاسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ هَذَا وَهْبُ بْنُ عَمِيرٍ جَائِنِي بِرِدَائِكَ وَزَعَمَ أَنَّكَ دَعَوْتَنِي إِلَى الْقُدُومِ عَلَيْكَ فَإِنْ رَضِيتُ أَمْرًا قَبْلَتُهُ وَإِلَّا سَيَّرْتَنِي شَهْرَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْزِلْ أَبَا وَهْبٍ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَنْزِلُ حَتَّى تُبَيِّنَ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ لَكَ تَسِيرٌ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ هَوَازِنَ بِحُنَيْنٍ فَأَرْسَلَ إِلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ يَسْتَعِيرُهُ أَدَاةَ وَسِلَاحًا عِنْدَهُ فَقَالَ صَفْوَانٌ أَطُوعًا أَمْ كَرْهًا فَقَالَ بَلْ طُوعًا فَأَعَارَهُ الْأَدَاةَ وَالسِّلَاحَ الَّذِي عِنْدَهُ ثُمَّ خَرَجَ صَفْوَانٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ كَافِرٌ فَشَهِدَ حُنَيْنًا وَالطَّائِفَ وَهُوَ كَافِرٌ وَأَمْرَاتُهُ مُسْلِمَةٌ وَتَمَّ يَفْرُقُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ حَتَّى اسْتَمَّتْ صَفْوَانٌ وَاسْتَفْرَقَتْ عِنْدَهُ امْرَأَتَهُ بِذَلِكَ النَّكَاحِ -

ابن شہاب سے روایت ہے کہ چند عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسلمان ہو جاتی تھیں اپنے ملک میں ہجرت نہیں کرتی تھیں اور خاوند ان کے کافر ہوتے تھے انہی عورتوں میں سے عاتکہ ولید بن عمیرہ کی بیٹی تھیں جو صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھیں وہ مسلمان ہوئیں فتح مکہ کے روز اور خاوند ان کے صفوان بھاگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے چچا زاد بھائی وہب بن عمیر کو اپنی چادر نشانی کے واسطے دے کر صفوان کے پاس بھیجا اور ان کو امان دی اور اسلام کی طرف بلایا اور یہ کہلا بھیجا کہ میرے پاس آؤ اگر تمہاری خوشی ہو تو مسلمان ہوئے نہیں تو تم کو دو مہینے کی مہلت ملے گی جب صفوان رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی چادر لے کر آئے تو لوگوں کے سامنے پکارا اٹھے اے محمد! وہب بن عمیر میرے پاس تمہاری چادر لے کر آئے اور مجھ سے کہا کہ تم نے مجھ سے کہا کہ تم نے مجھ کو بلایا ہے اس شرط پر کہ اگر میں چاہوں تو مسلمان ہو جاؤں۔ نہیں تو مجھ کو دو مہینے کی مہلت ملے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اترواے ابو وہب! صفوان نے کہا قسم خدا کی میں کبھی نہ اتروں گا جب تک تم مجھ سے بیان نہ کرو گے کہ وہب بن عمیر کا پیغام صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا وہ تو کیا میں تمہیں چار مہینے کی مہلت دیتا ہوں پھر رسول اللہ ﷺ قبیلہ ہوازن کی طرف حنین میں گئے اور آپ نے صفوان سے کچھ ہتھیار اور سامان عاریت مانگا۔ صفوان نے کہا آپ خوشی سے مانگتے ہیں یا زبردستی سے۔ آپ نے فرمایا خوشی سے صفوان نے ہتھیار اور سامان دیئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوٹے اور صفوان کفر ہی کی حالت میں آپ کے ساتھ رہے جنگ حنین میں اور طائف میں اور عورت ان کی مسلمان رہیں مگر آپ نے ان کی عورت کو ان سے نہ چھڑایا یہاں تک کہ صفوان بھی مسلمان ہو گئے اور ان کی عورت بدستوران کے پاس رہیں۔

فائدہ: صفوان مارے ڈر کے اونٹ پر سے نہ اترے۔ ابو وہب کیت ہے صفوان کی آپ نے کیت کہہ کر پکارا تاکہ وہ

خوش ہوں باوجودیکہ انہوں نے بد خلقی سے آپ کا نام لے کر پکارا تھا۔

۱۱۰۷۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ بَيْنَ إِسْلَامِ صَفْوَانَ وَبَيْنَ إِسْلَامِ امْرَأَتِهِ نَحْوَ مِنْ شَهْرَيْنِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ امْرَأَةً هَاجَرَتْ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَزَوْجُهَا كَافِرٌ مُقِيمٌ بِدَارِ الْكُفْرِ إِلَّا فَرَّقَتْ هِجْرَتُهَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا إِلَّا أَنْ يَقْدَمَ زَوْجُهَا مُهَاجِرًا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا۔

ابن شہاب نے کہا کہ صفوان کی بی بی خاوند سے ایک مہینہ پہلے اسلام لائی تھیں اور جو عورت دار الکفر سے مسلمان ہو کر دار الاسلام میں ہجرت کر کے آئے تو وہ اپنے خاوند سے جدا ہو جائے گی اور عدت کر کے دوسرا نکاح کر لے گی مگر جس صورت میں خاوند اس کا عدت کے اندر مسلمان ہو کر چلا آئے۔

۱۱۰۸۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أُمَّ حَكِيمٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَتْ تَحْتَ عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِي جَهْلٍ فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهَرَبَ زَوْجُهَا عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ مِنَ الْإِسْلَامِ حَتَّى قَدِمَ الْيَمَنَ فَأَزْتَحَلَّتْ أُمَّ حَكِيمٍ حَتَّى قَدِمَتْ عَلَيْهِ بِالْيَمَنِ فَدَعَتْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمَ وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَلَمَّا رَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَّ إِلَيْهِ فَرِحَا وَمَا عَلَيْهِ رِذَاءٌ حَتَّى بَايَعَهُ فَتَبْنَا عَلَى نِكَاحِهِمَا ذَلِكَ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ ام حکیم عمرہ بن ابی جہل کی بی بی مسلمان ہوئی فتح مکہ کے روز اور خاوند ان کے عمرہ بھاگ گئے یمن کو ام حکیم بھی وہاں گئی اور ان کو دین اسلام کی طرف بلا یا وہ مسلمان ہو گئی اور اسی سال آنحضرت ﷺ کے پاس آئی آپ نے جب ان کو دیکھا تو خوشی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان سے بیعت لی اس وقت آنحضرت ﷺ کے جسم شریف پر چادر نہ تھی۔ پھر دونوں میاں بی بی اپنے نکاح پر قائم رہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جب مرد اپنی بی بی سے پہلے مسلمان ہو جائے اور بی بی سے مسلمان ہونے کو کہا جائے اور وہ مسلمان نہ ہو تو نکاح فسخ ہو جائے گا کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے ﴿وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكُوفِرِينَ﴾ یعنی مت علاقہ رکھو کافر عورتوں سے۔

ولیمہ کے بیان میں

باب ما جاء في الوليمة

۱۱۰۹۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

(۱۱۰۷) أَيْضاً۔

(۱۱۰۸) بيهقي (۱۸۷/۷) رقم (۱۴۰۶۴)۔

(۱۱۰۹) بخاری (۵۱۵۳) كتاب النكاح: باب الصيغة للمتزوج، مسلم (۱۴۲۷) أبو داود (۲۱۰۹) ترمذی

(۱۰۹۴) نسائی (۳۳۵۱) ابن ماجه (۱۹۰۷) أحمد (۱۳۰۷) دارمی (۲۰۶)۔

وَسَلَّمَ وَبِهِ اُتْرُ صُفْرَةٌ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ سُقَّتْ إِلَيْهَا فَقَالَ زِنَةٌ نَوَاقٍ مِنْ دَهَبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور ان پر زردی کا نشان تھا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا مہر دیا ہے انہوں نے کہا ایک گھٹلی برابر سونا آپ ﷺ نے فرمایا ولیمہ کرا اگر چہ ایک بکری کا ہو۔

فائدہ: عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بدن میں یا کپڑے میں ذہن کی زردی لگ گئی ہوگی کیونکہ ابوحنیفہ اور شافعی کے نزدیک زعفرانی رنگ مردوں کو مکروہ ہے مگر امام مالک کے نزدیک درست ہے۔ بعضوں نے کہا کہ دولہا کو درست ہے اور گھٹلی کا وزن پانچ درہم ہوتا ہے۔ ولیمہ سنت ہے دولہا پر بعد نکاح کے اور بعضوں کے نزدیک واجب ہے۔ (زرقانی)

۱۱۱۰۔ عَنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ لَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْلِمُ بِالْوَلِيمَةِ مَا فِيهَا حُبِيزٌ وَلَا لَحْمٌ -

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ولیمہ کرتے تھے اس میں نہ روٹی تھی نہ گوشت۔

فائدہ: نسائی کی روایت میں ہے کہ اس میں کھجور اور ستوتھے اور بخاری کی روایت میں ہے کہ کھجور اور کھلی اور دہی کی سوکھی نمایاں تھیں۔

۱۱۱۱۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيمَةٍ فَلْيَأْتِهَا -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بلا یا جائے ولیمہ کی دعوت میں تو حاضر ہو۔

فائدہ: ولیمہ کی دعوت قبول کرنا مستنون ہے اور ظاہریہ کے نزدیک واجب ہے۔

(۱۱۱۰) بخاری (۵۰۸۵) کتاب النکاح: باب اتخاذ السراري ومن أعتق جاريته ثم تزوجها، نسائي

(۳۳۸۲) أحمد (۲۶۴/۳) (۱۳۸۲۲) نسائي في "الكبرى" (۶۶۰۵) ابن ماجه (۱۹۱۰) -

(۱۱۱۱) بخاری (۵۱۷۳) کتاب النکاح: باب حق اجابة الوليمة والدعوة، مسلم (۱۴۲۹) أبو داود

(۳۷۳۶) نسائي في "الكبرى" (۶۶۰۸) ابن ماجه (۱۹۱۴) أحمد (۲۰/۲) (۴۷۱۲)

دارمی (۲۲۰۵) -

۱۱۱۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ وَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے ولیمہ کا کھانا سب کھانوں سے بُرا ہے اس میں امیر بلائے جاتے ہیں اور فقیر چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور جو شخص دعوت میں نہ آیا اس نے نافرمانی کی اللہ ورسول کی۔

فائدہ: یعنی جو ولیمہ ایسا ہو کہ صرف امیر اس میں بلائے جائیں اور محتاج نہ آنے پائیں وہ برا ہے نہ یہ۔ مطلقاً ولیمہ بُرا ہے۔ بخاری مسلم نے اس حدیث و مرفوعاً روایت کیا۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ دعوت کا قبول کرنا واجب ہے۔

۱۱۱۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خِيَابًا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطْعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَيَّ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الْقِصْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أَحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک درزی نے دعوت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ کھانا پکا کر۔ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا وہ درزی جو کی روٹی اور کدو کا سالن سامنے لایا تو میں نے دیکھا کہ آپ پیالے میں سے کدو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھاتے تھے اس روز سے میں بھی کدو کو پسند کرنے لگا۔

باب جامع النکاح نکاح کی مختلف حدیثوں کا بیان

۱۱۱۴۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمْ الْمَرْأَةَ أَوْ اشْتَرَى الْجَارِيَةَ فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبُرْكََةِ وَإِذَا اشْتَرَى الْبَعِيرَ فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نکاح

(۱۱۱۲) بخاری (۵۱۷۷) کتاب النکاح: باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله، مسلم (۱۴۳۲) أبو داود (۳۷۴۲) نسائی فی "الکبری" (۶۶۱۳) ابن ماجہ (۱۹۱۳) أحمد (۲۴۱، ۲) (۷۲۷۷) دارمی (۲-۶۶)۔

(۱۱۱۳) بخاری (۲۰۹۲) کتاب البيوع: باب ذكر الحياض، مسلم (۲۰۴۱) أبو داود (۳۷۸۲) ترمذی (۱۸۵۰) نسائی فی الکبری (۶۶۶۲) ابن ماجہ (۳۳۰۲) أحمد (۱۵۰/۳) دارمی (۱۲۵۴۱) (۲۰۵۰)۔

(۱۱۱۴) أبو داود (۲۱۶۰) کتاب النکاح: باب فی جامع النکاح ابن ماجہ (۱۹۱۸) (۲۲۵۲)۔

کرے کسی عورت سے یا لونڈی خریدے تو اس کی پیشانی پکڑ کر دعا کرے برکت کی اور جب اونٹ خریدے تو اس کے کوہان پر ہاتھ رکھے اور پناہ مانگے شیطان مردود سے۔

۱۱۱۵۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ إِلَى رَجُلٍ أُخْتَهُ فَذَكَرَ أَنَّهَا قَدْ كَانَتْ أُحَدِّثُ فَبَلَغَ ذَلِكَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَضَرَبَهُ أَوْ كَادَ يَضْرِبُهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَاللَّخْبَرِ۔

حضرت ابو زبیرؓ کی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پیغام دیا نکاح کا ایک شخص کی بہن کو اس نے بیان کیا کہ وہ عورت بدکار ہے۔ جب حضرت عمرؓ کو اس کی خبر پہنچی آپ نے اس شخص کو بلا کر مارا یا مارنے کا قصد کیا اور کہا کہ تجھے اس خبر پہنچانے سے کیا غرض تھی۔

فائدہ: یعنی تو تو بھائی اور ولی تھا اس عورت کا اگر کوئی بات ایسی ہوئی بھی تھی اس کا چھپانا لازم تھا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنا اور دوسرے بھائی مسلمان کا سب ظاہر نہ کرے۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بری بات پھیلے ان کو دکھ کی مار ہے دنیا اور آخرت میں۔

۱۱۱۶۔ عَنْ رَبِيعَةَ بِنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعُرْوَةَ بِنَ الزُّبَيْرِ كَانَا يَقُولَانِ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ عِنْدَهُ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ فَيُطَلَّقُ إِحْدَاهُنَّ الْبُتَّةَ أَنَّهُ يَتَزَوَّجُ إِنْ شَاءَ وَلَا يَنْتَظِرُ أَنْ تَنْقُضِي عِدَّتَهَا۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر کہتے تھے جس شخص کی چار عورتیں ہوں پھر وہ ان میں سے ایک عورت کو تین طلاق دے دے تو ایک عورت نئی کر سکتا ہے اس کی عدت گزرنے کا انتظار ضروری نہیں۔

فائدہ: مگر ابو حنیفہ کے نزدیک پانچویں عورت سے نکاح درست نہیں جب تک اس عورت کی عدت جس کو طلاق دی ہے گزر نہ جائے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے ایسا ہی روایت کیا۔

۱۱۱۷۔ عَنْ رَبِيعَةَ بِنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعُرْوَةَ بِنَ الزُّبَيْرِ أَفْتَا الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ عَامَ قَدَمِ الْمَدِينَةِ بِذَلِكَ عَيْرَ أَنَّ الْقَاسِمَ قَالَ طَلَّقَهَا فِي مَحَالِسِ شَتَّى۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر نے ولید بن عبدالملک کو جس سال وہ مدینہ میں آیا تھا ایسا ہی فتویٰ دیا تھا مگر قاسم بن محمد نے یہ کہا کہ اس عورت کو کئی مجلسوں میں طلاق دی ہو۔

فائدہ: اوپر کی روایت میں یہ ہے کہ ”فَيُطَلَّقُ إِحْدَاهُنَّ الْبُتَّةَ“ یعنی ایک عورت کو ان میں سے طلاق بت یعنی بائیں ہاتھ سے قطع

(۱۱۱۵) عبدالرزاق (۲۴۶/۶) رقم (۱۰۶۸۹)۔

(۱۱۱۶) ابن ابی شیبہ (۵۱۷/۳) (۱۶۷۴۷) بیہقی (۱۵۰/۷) عبدالرزاق (۲۱۶/۶)۔

کا طلاق یعنی تین طلاق دے اور اس روایت میں قاسم نے یوں کہا ” طَلَّقَهَا نِي مَجَالِسِ شَتِي ” یعنی کئی مجلسوں میں اس کو طلاق دے مطلب ایک ہی ہے کہ تین طلاق دے دے اب اس عورت سے ملنے کی توقع نہ رہی تو یا نجویں عورت سے نکاح کرے اس کی عدت کے اندر درست ہے۔

۱۱۱۸۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثٌ لَيْسَ فِيهِنَّ لِعَبِّ النَّكَاحِ وَالطَّلَاقِ وَالْإِعْتُقُ -

سعید بن مسیب نے کہا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کھیل نہیں ہوتا نکاح طلاق اور عتاق۔

فائدہ: اگر نبی سے نکاح کرے یا طلاق دے یا آزاد کرے تو یہ امور واقع ہو جائیں گے۔

۱۱۱۹۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَ بِنْتَ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّ فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتَّى

كَبُرَتْ فَتَزَوَّجَ عَلَيْهَا فَتَاءَ شَابَةً فَأَتَرَ الشَّابَةَ عَلَيْهَا فَنَاشَدْتُهُ الطَّلَاقَ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ أَمَهَلَهَا

حَتَّى إِذَا كَادَتْ تَحِلُّ رَاجِعَهَا ثُمَّ عَادَ فَأَتَرَ الشَّابَةَ فَنَاشَدْتُهُ الطَّلَاقَ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ رَاجِعَهَا

ثُمَّ عَادَ فَأَتَرَ الشَّابَةَ فَنَاشَدْتُهُ الطَّلَاقَ فَقَالَ مَا شِئْتِ إِلَّا مَا بَقِيتِ وَاحِدَةً فَإِنْ شِئْتِ اسْتَقْرَرْتِ عَلَيَّ

مَا تَرَيْنِ مِنْ الْأَثَرِ وَإِنْ شِئْتِ فَارْقُتْكِ قَالَتْ بَلْ اسْتَقْرَرْتُ عَلَيَّ الْأَثَرُ فَأَمَسَكْتُهَا عَلَيَّ ذَلِكَ وَلَمْ يَرَ

رَافِعٌ عَلَيْهِ إِلَّا مَا جِئْتِ عِنْدَهُ عَلَيَّ الْأَثَرُ -

حضرت رافع بن خدیج نے نکاح کیا محمد بن مسلمہ انصاری کی بیٹی سے وہ ان کے پاس رہیں جب بڑھیا

ہوئیں تو رافع نے ایک جوان عورت سے نکاح کیا اس کی طرف زیادہ مائل ہوئے بڑھیا عورت نے طلاق مانگی محمد

بن مسلمہ نے ایک طلاق دے دی پھر جب عدت اس کی گزرنے لگی رجعت کر لی اور جوان عورت کی طرف مائل

رہے بڑھیا نے پھر طلاق مانگی انہوں نے ایک طلاق اور دے دی پھر جب عدت گزرنے لگی رجعت کر لی اور

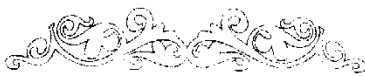
جوان عورت کی طرف مائل رہے بڑھیا نے پھر طلاق مانگی تب رافع بن خدیج نے کہا اب تجھے کیا منظور ہے ایک

طلاق اور رہ گئی ہے اگر تو چاہتی ہے اس حال سے میرے پاس رہ نہیں سکتی تو میں تجھے چھوڑ دوں اس نے کہا مجھے اسی

حال سے رہنا منظور ہے۔ رافع نے اس کو رکھ لیا اور اپنے اوپر کچھ گناہ نہیں سمجھا۔

فائدہ: اگرچہ عورتوں میں عدل کرنے فرض ہے مگر جب عورت اپنا حق آپ چھوڑنے پر راضی ہو جائے تو مرد پر کچھ گناہ

نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوہنے جنتی کی باری میں ان کی رضامندی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا کرتے تھے۔



(۱۱۱۸) عبدالرزاق (۱۳۵/۶) (۱۰۲۵۳) بیہقی (۳۴۱/۷) (۱۴۹۹۵) ابن ابی شیبہ (۱۱۹/۳)

(۱۸۳۹۷) أبو داود (۲۱۹۴) ترمذی (۱۱۸۴) ابن ماجہ (۲۰۳۹) -

(۱۱۱۹) ابن ابی شیبہ (۱۶۶۲۳، ۱۶۶۲۴) بیہقی (۲۹۶، ۷۵۷) (۳۴۳) -

کتاب الطلاق

کتاب طلاق کے بیان میں

باب ما جاء في البتة طلاق بته یعنی تین طلاق کے بیان میں

۱۱۲۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي طَلَقْتُ امْرَأَتِي مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ فَمَاذَا تَرَى عَلَيَّ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلَقْتُ مِنْكَ لِثَلَاثٍ وَسَبْعٌ وَتَسْعُونَ اتَّخَذْتَ بِهَا آيَاتِ اللَّهِ هُزُؤًا -

ایک شخص نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے اپنی عورت کو سو طلاق دیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ وہ تین طلاق میں تجھ سے بائن ہوگئی اور ستاونوی (۹۷ دیں) طلاق سے تو نے ٹھٹھا کیا اللہ کی آیتوں سے۔

فائدہ: یعنی تین طلاق کافی تھی سو طلاق کی کیا حاجت۔

۱۱۲۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ إِنِّي طَلَقْتُ امْرَأَتِي ثَمَانِي تَطْلِيْقَاتٍ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَمَاذَا قِيلَ لَكَ قَالَ قِيلَ لِي إِنَّهَا قَدْ بَانَتْ مِنِّي فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ صَدَقُوا مَنْ طَلَّقَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ فَقَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ لَهُ وَمَنْ لَبَسَ عَلَى نَفْسِهِ لَبَسًا جَعَلْنَا لَبْسَهُ مُلْصِقًا بِهِ لَا تَلْبِسُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَتَحَمَلْتُمْ عَنْكُمْ هُوَ كَمَا يَقُولُونَ -

ایک شخص عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی عورت کو دو سو طلاق دیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں نے تجھ سے کیا کہا وہ بولا مجھ سے یہ کہا کہ عورت تیری تجھ سے بائن ہوگئی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا سچ ہے جو شخص طلاق دے گا اللہ کے حکم کے موافق تو اللہ نے اس کی صورت بیان کر دی اور جو گڑبڑ کرے گا تاکہ ہم کو مصیبت اٹھانا پڑے وہ لوگ سچ کہتے ہیں عورت تیری تجھ سے جدا ہوگئی۔

فائدہ: سنت یہ ہے کہ اول کو تین طلاق ہی دے۔ ایک طلاق ہی دے جب عدت مزر جائے گی تو وہ عورت خود بخود۔

(۱۱۲۰) عبد الرزاق (۱۱۳۵۳) ابن ابی شیبہ (۱۷۷۹۷) بیہقی (۲۳۲/۷) رقم (۱۴۹۴۵) -

(۱۱۲۱) عبد الرزاق (۱۱۳۴۲) ابن ابی شیبہ (۱۷۸۰۵) بیہقی (۳۳۵/۷) رقم (۱۴۹۶۲) -

بائیں ہو جائے گی اور اگر طلاق دے تو بے طہر میں تین طلاق دینا کرے گا اس طہر میں وہی نہ کرے گا جب تین طہر گزریں گے تو تین طلاق پوری ہو جائیں گی۔

۱۱۲۲۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ لَهُ الْبَتَّةُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فِيهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ لَهُ كَانَ ابْنُ بِنْتِ عُمَانَ يَجْعَلُهَا وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَوْ كَانَ الطَّلَاقُ الْفَاءَ مَا أَبْقَتِ الْبَتَّةُ مِنْهَا شَيْئًا مَنْ قَالَ الْبَتَّةُ فَقَدْ رَمَى الْعَايَةَ الْقُصْوَى ۔

حضرت ابو بکر بن حزم سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ طلاق بتہ میں لوگ کیا کہتے ہیں ابو بکر نے کہا ابان بن عثمان اس کو ایک طلاق سمجھتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اگر طلاق ایک ہزار تک درست ہوتی تو بتہ اس میں سے کچھ باقی نہ رکھتا جس نے بتہ کہا وہ انتہا کو پہنچ گیا۔

فائدہ: بتہ کے معنی کات دینے کے ہیں اگر کوئی اپنی عورت سے کہے ”اَنْتِ طَالِقٌ بَتَّةٌ“ تو اس میں صحابہ کا اختلاف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نزدیک ایک طلاق پڑے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک تین پڑیں گے۔ امام مالک کا یہی مذہب ہے۔ سفیان ثوری اور ابان بن عثمان کے نزدیک جو ذیت ہوگی واقع ہوئی مگر بائیں پڑے کی شافی کے نزدیک رجوع ہوگی۔

۱۱۲۳۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الَّذِي يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ اَنَّهَا ثَلَاثٌ تَطْلِيقَاتٌ ۔

ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مروان طلاق بتہ میں تین طلاق کا حکم کرتا تھا۔

فائدہ: مروان کا یہ حکم دینا مذکورہ میں امام مالک کے سامنے ہوتا تھا اس واسطے حجت ہوا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا یہ روایت مجھے بہت پسند ہے۔

باب ما جاء في الخلية والبرية خلية اور بریہ اور ان کے مشابہات کا بیان

وأشباه ذلك

فائدہ: خلیہ کے معنی خالی اور بریہ کے معنی پاک۔ یہ الفاظ جو ان کے مشابہ ہیں کنایات کہلاتے ہیں جن میں طلاق کی تفسیر نہیں۔

۱۱۲۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ الْعِرَاقِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِامْرَأَتِهِ

(۱۱۲۲) عبدالرزاق (۱۱۱۸۵) ابن ابی شیبہ (۱۸۱۴۲) سعید بن منصور (۱۶۷۳)۔

(۱۱۲۴) عبدالرزاق (۱۱۲۳۲) بیہقی (۳۴۳/۷) رقم (۱۵۰۱۰) سعید بن منصور (۱۱۵۲) ابن ابی

شیبہ (۷۹/۴ - ۸۰)۔

حَبْلُكَ عَلَى غَارِبِكَ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى غَامِلِهِ أَنْ مَرَّهُ يُؤَافِينِي بِمَكَّةَ فِي الْمَوْسِمِ فَيَبْنِمَا عُمَرُ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ لَقِيَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ أَنَا الَّذِي أَمُرْتُ أَنْ أُحَلِّبَ عَلَيْكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَسَأَلُكَ بِرَبِّ هَذِهِ النَّبِيَّةِ مَا أَرَدْتُ بِقَوْلِكَ حَبْلُكَ عَلَى غَارِبِكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ لَوْ اسْتَحَلَفْتَنِي فِي غَيْرِ هَذَا الْمَكَانِ مَا صَدَقْتُكَ أَرَدْتُ بِذَلِكَ الْفِرَاقَ فَقَالَ عُمَرُ بَيْنَ الْخَطَّابِ هُوَ مَا أَرَدْتُ -

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لکھا ہوا آیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا جُسلک علی غارِبک۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا اس شخص سے کہہ دینا کہ حج کے موسم میں مکہ میں مجھ سے ملے حضرت عمر رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے کعبہ کا ایک شخص ملا اور سلام کیا پوچھا تو کون ہے بولا میں وہی شخص ہوں جس کو تم نے حکم کیا تھا مکے میں ملنے کا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے تجھ کو اس گھر کے رب کی جسلک علی غارِبک سے تیری مراد کیا تھی وہ بولا اے امیر المؤمنین اگر تم مجھ کو کسی اور جگہ قسم دیتے تو میں سچ نہ کہتا اب سچ کہتا ہوں کہ میری نیت چھوڑ دینے کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جیسی تو نے نیت کی ویسا ہی ہوا۔

فائدہ: یعنی رتی تیری تیرے وہاں پر ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ خود مختار ہے۔

فائدہ: امام مالک کے نزدیک تین طلاق پڑ جائے گی۔

۱۱۲۵۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ إِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ -

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص اپنی عورت سے کہے تو مجھ پر حرام ہے تو تین طلاق پڑ جائیں گی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا یہ روایت بہت اچھی ہے میرے نزدیک۔

۱۱۲۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ فِي الْخَلِيَّةِ وَالْبَرِيَّةِ إِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ خلیہ اور بریہ ہر ایک میں تین طلاق پڑ جائیں گی۔

۱۱۲۷۔ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَتْ تَحْتَهُ وَوَلِيدَةٌ لِقَوْمٍ فَقَالَ لِأَهْلِهَا شَأْنَكُمْ بَهَا

(۱۱۲۵) عبدالرزاق (۱۱۳۸۰) ابن ابی شیبہ (۱۸۱۷۳) سعید بن منصور (۱۶۹۴) -

(۱۱۲۶) عبدالرزاق (۱۱۱۸۴) ابن ابی شیبہ (۱۸۱۵۹) سعید بن منصور (۱۶۷۹) بیہقی (۳۴۴/۷)

رقم (۱۰۰۱۹) -

(۱۱۲۷) شافعی فی الأم (۲۱۶/۷) -

فَرَأَى النَّاسَ أَنَهَا تَطْلِيقَةٌ وَاحِدَةٌ -

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص کے نکاح میں ایک لونڈی تھی اس نے لونڈی کے مالکوں سے کہہ دیا تم جاؤ تو تمہارا کام جانے لوگوں نے اس کو ایک طلاق سمجھا۔

۱۱۲۸ - عَنْ ابْنِ شَهَابٍ يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ بَرِئْتُ مِنِّي وَبَرِئْتُ مِنْكَ إِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ بِمَعْنَى الْبَتَّةِ -

ابن شہاب کہتے تھے اگر مرد عورت سے کہے میں تجھ سے بری ہوا اور تو مجھ سے بری ہوئی تو تین طلاقیں پڑیں گی مثل بتہ کے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کہے اپنی عورت کو تو خلیہ ہے یا بریہ ہے یا باندہ ہے تو تین طلاق پڑیں گی۔ اگر اس عورت سے صحبت کر چکا ہے اور جو صحبت نہیں کی اس کی نیت کے موافق پڑے گی اگر اس نے کہا میں نے ایک نیت کی تھی تو حلف لے کر اس کو سچا سمجھیں گے مگر وہ عورت ایک ہی طلاق میں بائن ہو جائے گی اب رجعت نہیں کر سکتا البتہ نکاح نئے سرے سے کر سکتا ہے کیونکہ جس عورت سے صحبت نہ کی ہو وہ ایک ہی طلاق میں بائن ہو جاتی ہے اور جس سے صحبت کر چکا ہے وہ تین طلاق میں بائن ہوتی ہے۔

باب ما بين من التملك جس تملیک سے طلاق بائن پڑتی ہے اس کا بیان

۱۱۲۹ - عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي جَعَلْتُ أَمْرَ امْرَأَتِي فِي يَدِهَا فَطَلَّقْتُ نَفْسَهَا فَمَاذَا تَرَى فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَرَاهُ كَمَا قَالَتْ فَقَالَ الرَّجُلُ لَا تَفْعَلْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَنَا أَفْعَلُ أَنْتَ فَعَلْتَهُ -

امام مالک کو پہنچا کہ ایک شخص عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور بولا میں نے اپنی عورت کو اختیار دیا تھا طلاق کا اس نے اپنے تئیں طلاق دے لی اب کیا کہتے ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ طلاق پڑ گئی وہ شخص بولا ایسا تو مت کرو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے کیا کیا تو نے اپنے آپ کیا۔

۱۱۳۰ - عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا مَلَكَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَأَلْقَضَاءُ مَا

(۱۱۲۸) عبدالرزاق (۱۱۱۸۷) ابن ابی شیبہ (۸۱۴۰، ۸۱۶۵، ۸۱۷۰)۔

(۱۱۲۹) عبدالرزاق (۱۱۹۰۹)۔

(۱۱۳۰) عبدالرزاق (۱۱۹۰۵) ابن ابی شیبہ (۱۸۰۷۷) سعید بن منصور (۱۶۲۰) بیہقی

رقم (۱۰۰۴۲)۔

قَضَتْ بِهِ اِلَّا اَنْ يُنْكَرَ عَلَيْهَا وَيَقُولَ لَمْ اُرِدْ اِلَّا وَاِحِدَةً فَيَحْلِفُ عَلٰى ذَلِكَ وَيَكُونُ اَمْلَكَ بِهَا مَا كَانَتْ فِي عِدَّتِهَا -

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب مرد اپنی عورت کو مالک کر دے طلاق کا تو جیسی طلاق عورت چاہے اپنے اوپر ڈال لے مگر جب خاوند انکار کرے اور کہے میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا اور حلف کرنے کو مستحق ہوگا اس عورت کا جب تک وہ عدت میں ہے۔

باب ما يجب فيه تطلقه واحدة جس تملیک سے ایک طلاق پڑتی ہے اس من التملیک کا بیان

۱۱۳۱۔ عَنْ خَارِجَةَ بِنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ اُخْبِرَهُ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَاتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَيْتِيقٍ وَعَيْنَاهُ نَدَمَعَانِ فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ مَلَكَتُ امْرَأَتِي اَمْرَهَا فَفَارَقْتَنِي فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذَلِكَ قَالَ الْقَدْرُ فَقَالَ زَيْدٌ اُرْتَجِعْهَا اِنْ شِئْتَ فَاِنَّمَا هِيَ وَاِحِدَةٌ وَاَنْتَ اَمْلَكَ بِهَا -

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں محمد بن ابی عیثیق روتے ہوئے آئے۔ زید نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے کہا میں نے اپنی عورت کو طلاق کا اختیار دیا تھا اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ زید نے کہا تو نے کیا تو نے کیوں اختیار دیا انہوں نے کہا تقدیر میں یوں ہی تھا زید نے کہا اگر تو چاہے تو رجعت کر لے کیونکہ ایک طلاق پڑی ہے ابھی تو اس کا مالک ہے۔

۱۱۳۲۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ رَجُلًا مِنْ نَقِيفٍ مَلَكَ امْرَأَتَهُ اَمْرَهَا فَقَالَتْ اَنْتَ الطَّلَاقُ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَتْ اَنْتَ الطَّلَاقُ فَقَالَ بِفِيكَ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَتْ اَنْتَ الطَّلَاقُ فَقَالَ بِفَاكِ الْحَجَرُ فَاخْتَصَمَا اِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَاَسْتَحْلَفَهُمَا مَا مَلَكَهَا اِلَّا وَاِحِدَةً وَرَدَّهَا اِلَيْهِ -

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص نقیفی نے اپنی عورت کو طلاق کا اختیار دیا اس نے اپنے تئیں ایک طلاق دی یہ چپ ہو رہا پھر اس نے دوسری طلاق دی اس نے کہا تیرے منہ میں پتھر پھر اس نے تیسری طلاق دی اس نے کہا تیرے منہ میں پتھر پھر دونوں لڑتے ہوئے مروان کے پاس آئے۔ مروان نے قسم لی اس

(۱۱۳۱) بیہقی (۳۵۸/۷) رقم (۱۵۰۳۹)۔

(۱۱۳۲) بیہقی (۳۴۹/۷) رقم (۱۵۰۴۸)۔

بات کی کہ میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا بعد اس کے وہ عورت اس کے حوالہ کر دی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ عبدالرحمن کہتے تھے کہ قاسم بن محمد اس فیصلہ کو پسند کرتے تھے اور مجھے بھی بہت پسند ہے۔

باب ما لا یبین من التملیک جس تملیک سے طلاق بائن نہیں پڑتی اس کا بیان

۱۱۳۳۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا حَاطَبَتْ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَرِيبَةَ بِنْتِ أَبِي أُمَيَّةَ فَزَوَّجُوهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَقَالُوا مَا زَوَّجْنَا إِلَّا عَائِشَةَ فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَجَعَلَ أَمْرَ قَرِيبَةَ بِيَدِهَا فَاخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ طَلَاقًا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا پیام بھیجا قریبہ بنت ابی امیہ کے پاس ان کے لوگوں نے نکاح کر دیا اور ان کی عبدالرحمن کے ساتھ بعد اس کے لڑائی ہوئی۔ ان لوگوں نے کہا یہ نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کروایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمن سے کہا عبدالرحمن نے اختیار دے دیا۔ قریبہ نے اپنے خاوند کو اختیار کیا اس کو طلاق نہ سمجھا۔

فائدہ: جب عورت کو اختیار دیا جائے طلاق کا اور وہ اپنے تئیں طلاق نہ دے بلکہ خاوند کو اختیار کرے تو طلاق نہ پڑے گی۔

۱۱۳۴۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ وَمِثْلِي يُصْنَعُ هَذَا بِهِ وَمِثْلِي يُفْتَاتُ عَلَيْهِ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةَ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ الْمُنْذِرُ فَإِنَّ ذَلِكَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ مَا كُنْتُ لِأَرُدَّ أَمْرًا قَضَيْتَهُ فَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَ الْمُنْذِرِ وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ طَلَاقًا۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کیا حفصہ بنت عبدالرحمن کا (اپنی چھٹی) منذر بن زبیر سے اور عبدالرحمن لڑکی کے باپ شام کو گئے ہوئے تھے۔ جب عبدالرحمن آئے تو انہوں نے کہا کیا مجھ ہی سے ایسا کرنا تھا اور میرے اوپر جلدی کرنا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منذر بن زبیر سے بیان کیا۔

(۱۱۳۳) بیہقی (۳۴۷/۷) رقم (۱۵۰۳۶)۔

(۱۱۳۴) عبدالرزاق (۱۱۸۹۵، ۱۱۹۴۷) سعید بن منصور (۱۶۶۲) بیہقی (۱۱۲/۷ - ۱۱۳) رقم

منذر نے کہا عبدالرحمن کو اختیار ہے۔ عبدالرحمن نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جس کام کو تم کر چکیں اس کام کو میں توڑنے والا نہیں پھر ہیں حضرت حفصہ بنت منذر کے پاس اور اس اختیار کو طلاق نہ سمجھا۔

فائدہ: یعنی عبدالرحمن اس بات سے ناراض ہوئے کہ ان کی بیٹی کا نکاح ان کی غیبت میں کر دیا۔

۱۱۳۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ سَيَّلَا عَنْ الرَّجُلِ يُمَلِّكُ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا فَتَرَدُّ بِذَلِكَ إِلَيْهِ وَلَا تَقْضَى فِيهِ شَيْئًا فَقَالَ لَيْسَ ذَلِكَ بِطَلَاقٍ -

امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا ایک شخص مالک کر دے اپنی عورت کو طلاق کا مگر عورت اس کو قبول نہ کرے نہ اپنے تئیں طلاق دے؟ انہوں نے کہا طلاق نہ پڑے گی۔

۱۱۳۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ إِذَا مَلَكَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا فَلَمْ تُفَارِقْهُ وَقَرَّتْ عِنْدَهُ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِطَلَاقٍ -

سعید بن مسیب نے کہا کہ جب مرد اپنی عورت کو طلاق کا مالک کر دے مگر عورت خاندان سے جدا ہونا قبول نہ کرے اسی کے پاس رہنا چاہے تو طلاق نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس مجلس میں خاندان عورت کو طلاق کا اختیار دے اسی مجلس میں عورت کو اختیار ہوگا اگر وہ مجلس درخواست ہوئی اور عورت نے طلاق نہ لی تو پھر اختیار نہ رہے گا۔

ایلاء کا بیان

باب الايلاء

فائدہ: خاندان اگر قسم کھائے کہ میں عورت سے صحبت نہ کروں گا اس کو ایلاء کہتے ہیں۔

۱۱۳۷۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَلَى الرَّجُلُ مِنْ امْرَأَتِهِ لَمْ يَقَعْ عَلَيْهِ طَلَاقٌ وَإِنْ مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرُ حَتَّى يُوقَفَ فِيمَا أَنْ يُطَلَّقَ وَإِمَّا أَنْ يَقِيءَ -

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب مرد اپنی عورت سے ایلاء کرے تو عورت پر طلاق نہ پڑے گی اگر چہ چار مہینے گزر جائیں جب تک مقدمہ حاکم کے سامنے پیش نہ ہو اور خاندان کو مجبور کیا جائے یا طلاق دے یا جماع کرے۔

(۱۱۳۵) بیہقی (۳۴۸/۷) رقم (۱۵۰۰۴۳)۔

(۱۱۳۶) عبدالرزاق (۵۱۸/۶) (۱۱۹۰۴) ابن ابی شیبہ (۹۲/۴) (۱۸۰۹۷)۔

(۱۱۳۷) عبدالرزاق (۱۱۶۵۶) ابن ابی شیبہ (۱۸۵۵۶) سعید بن منصور (۱۹۰۶) بیہقی

رقم (۳۷۷/۷) (۱۵۲۱۵)۔

فائدہ: جماع کرنے سے ایلاء بائوٹ جائے گا اور کفارہ قسم کا لازم آئے گا۔ اہل کوفہ کے نزدیک جب چار مہینے تک بعد ایلاء کے صحبت نہ کرے گا تو خود بخود طلاق پڑ جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۱۱۳۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَيَّمَا رَجُلٍ آتَى مِنْ أَمْرَاتِهِ فَإِنَّهُ إِذَا مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرُ وَقَفَ حَتَّى يُطَلِّقَ أَوْ يَفِيءَ وَلَا يَبْعَ عَلَيْهِ طَلَّاقٍ إِذَا مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرُ حَتَّى يُوقَفَ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے جو شخص ایلاء کرے اپنی عورت سے جب چار مہینے گزر جائیں تو خاوند کو حاکم کے سامنے مجبور کریں طلاق دے یا رجوع کرے ایلاء سے پھر جائے اور صحبت کرے اور بغیر طلاق دیئے چار مہینے گزر جانے سے عورت پر طلاق نہ پڑے گی۔

۱۱۳۹۔ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا بَكْرٍ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَا يَقُولَانِ فِي الرَّجُلِ يُؤَلِّقُ مِنْ أَمْرَاتِهِ إِذَا مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرُ فَهِيَ تَطْلِقُهُ وَلِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا كَانَتْ فِي الْعِدَّةِ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمن کہتے تھے جو شخص ایلاء کرے اپنی عورت سے تو جب چار مہینے گزر جائیں ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار ہے کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کر لے۔

۱۱۴۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الرَّجُلِ إِذَا آتَى مِنْ أَمْرَاتِهِ أَنَّهَا إِذَا مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرُ فَهِيَ تَطْلِقُهُ وَلَهُ عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا دَامَتْ فِي عِدَّتِهَا۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ مروان بن حکم حکم کرتے تھے جب کوئی شخص اپنی عورت سے ایلاء کرے اور چار مہینے گزر جائیں تو ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار ہے کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کر لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ابن شہاب کی رائے یہی تھی۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت سے ایلاء کرے پھر مجبور کیا جائے چار مہینے گزرنے پر اور طلاق دے دے پھر زبان سے رجعت کر لے تو اگر عدت گزرنے تک اس نے جماع نہیں کیا رجعت صحیح نہ ہوگی مگر جس صورت میں بیمار ہو یا قید ہو یا اور کوئی عذر ہو تو زبان سے رجعت صحیح ہو جائے گی اگر عدت گزرنے بعد عدت کے اس نے پھر نیا نکاح کیا پھر چار مہینے تک صحبت نہ کی تو دوبارہ مجبور کیا جائے اگر ایلاء سے رجوع نہ کیا تو طلاق پڑ جائے گی اب نہ خاوند رجعت کر سکتا ہے نہ عورت پر عدت ہوگی کیونکہ یہ طلاق قبل دخول کے ہوئی۔

(۱۱۳۹) عبدالرزاق (۱۱۶۰۲) ابن ابی شیبہ (۱۸۵۴۸) بیہقی (۳۷۸/۷) رقم (۱۵۲۲۴)۔

(۱۱۴۰) عبدالسناق (۱۱۶۰۶، ۱۱۶۰۵) ابن ابی شیبہ (۱۸۵۵۶) سعید بن منصور (۱۹۱۶)۔



مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص ایسا کرے اپنی عورت سے پھر مجبور کیا جائے چار مہینے کے بعد تو طلاق دے کر رجعت کرے اور جماع نہ کرے چار مہینے تک تو عدت گزارنے سے پیشتر اس پر صبر نہ کیا جائے گا نہ طلاق پرے کی اور نہ عدت گزارنے سے پہلے اس سے جماع کرے تو عورت اسی کی رہے گی اور جو جماع سے پہلے عدت گزار جائے تو خاوند کو پتہ اختیار عورت پر نہ رہے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا یہ بہت اچھا میں نے سنا اس باب میں۔ کہا مالک نے جو شخص ایسا کرے اپنی عورت سے پھر طلاق دے دے اور طلاق کی عدت گزارنے سے پہلے چار مہینے پورے ہو جائیں تو اس خاوند ایسا نہ سے رجوع نہ کرے۔ طلاق پر یس کی۔ البتہ اگر عدت طلاق کی چار مہینے پورے ہونے سے پہلے گزار جائے تو ایسا نفوت ہو جائے گا یونہی جس دن ایسا کی مدت گزری اس روز وہ عورت اس کی زوجہ نہ رہی۔ کہا مالک نے جو شخص حلف کرے اپنی عورت سے صحبت نہ کروں گا ایک دن یا ایک مہینے تک پھر پھر ارے چار مہینے یا زیادہ تک تو یہ ایسا نہ ہوگا۔ ایسا یہ ہے کہ چار مہینے سے زیادہ صحبت نہ کرے پر قسم کھائے اور جو چار مہینے یا کم پر قسم کھائے تو ایسا نہ ہوگا کیونکہ جب مجبور کیے جانے کے دن آئیں کہ اس وقت قسم کا حکم ہی نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص قسم کھائے کہ میں اپنی عورت سے جب تک بچے کو دودھ پلاتی ہے جماع نہ کروں گا۔ تو ایسا نہ ہوگا۔

فائدہ: شافعی کے نزدیک اگر چار مہینے یا زیادہ کی مدت دودھ چھوٹنے میں باقی ہے تو ایسا نہ ہو جائے گا۔

باب ایلاء العبد

غلام کے ایلاء کا بیان

۱۱۴۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شَهَابٍ عَنْ إِيْلَاءِ الْعَبْدِ فَقَالَ هُوَ نَحْوُ إِيْلَاءِ الْحُرِّ وَهُوَ عَلَيْهِ وَاجِبٌ وَإِيْلَاءُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ۔

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا غلام کی ایلاء کا حال۔ ابن شہاب نے کہا مثل آزاد شخص کے غلام کا بھی ایلاء ہے مگر غلام کے ایلاء کی مدت دو مہینے ہے۔

باب ظہار الحر

آزاد کے ظہار کا بیان

اپنی بی بی کو محرم عورت کے کسی عضو سے تشبیہ دینے کو ظہار کہتے ہیں جیسے کوئی اپنی بی بی سے کہے تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کا پیت یا پیٹھ۔

۱۱۴۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سُلَيْمِ الزُّرْقِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَةً

(۱۱۴۱) عبدالرزاق (۱۳۱۹۰) ابن ابی شیبہ (۱۸۶۳۴)۔

(۱۱۴۲) عبدالرزاق (۱۱۵۵۰) سعید بن منصور (۱۰۲۳) بیہقی (۳۸۳/۷) رقم (۱۵۲۵۲)۔

موطا امام مالک

إِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ إِنَّ رَجُلًا جَعَلَ امْرَأَةً عَلَيْهِ كَطَهْرٍ أُمِّهِ إِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا فَأَمَرَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا أَنْ لَا يَقْرَبَهَا حَتَّى يُكْفَرَ كَفَارَةَ الْمُتَظَاهِرِ -

حضرت سعید بن عمرو نے پوچھا قاسم بن محمد سے اگر کوئی شخص کسی عورت سے کہے اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق ہے۔ قاسم بن محمد نے کہا کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک عورت کی نسبت یہ کہا تھا کہ اگر میں اس سے نکاح کروں وہ مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اگر وہ شخص اس عورت سے نکاح کرے تو جماع نہ کرے جب تک کفارہ ظہار کا نہ دے۔

فائدہ: قاسم بن محمد نے طلاق معلق و ظہار معلق پر قیاس کیا۔

۱۱۴۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَلِيمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ تَظَاهَرَ مِنْ امْرَأَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَنْكِحَهَا فَقَالَا إِنْ نَكَحَهَا فَلَا يَمَسُّهَا حَتَّى يُكْفَرَ كَفَارَةَ الْمُتَظَاهِرِ -

امام مالک کو پہنچا کہ ایک شخص نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار سے پوچھا اگر کوئی شخص ظہار کرے کسی عورت سے قبل نکاح کے۔ دونوں نے کہا کہ اگر وہ شخص اس عورت سے نکاح کرے تو جماع نہ کرے جب تک کفارہ ظہار کا ادا نہ کرے۔

۱۱۴۴۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهَا قَالَتْ فِي رَجُلٍ تَظَاهَرَ مِنْ أَرْبَعَةِ نِسْوَةٍ لَهُ بِكَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا كَفَارَةٌ وَاحِدَةٌ -

عروہ بن زبیر نے کہا جو شخص ظہار کرے چار عورتوں سے ایک ہی دفعہ تو اس پر ایک کفارہ لازم آئے گا۔

۱۱۴۵۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مِثْلَ ذَلِكَ -

حضرت ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے بھی ایسا ہی کہا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میرے نزدیک بھی ایسا ہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے کہا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ظہار کے کفارہ میں 'جو لوگ ظہار کرتے ہیں تم میں سے اپنی عورتوں سے ان کو ایب بردہ آزاد کرنا پڑے گا قبل جماع کے اگر بردہ تاملے تو دو مہینے کے پورے روزے رکھنا سموں سے قبل جماع کے اگر اس کی بھی حافقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھانا پڑے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو شخص ظہار کرے اپنی عورت سے کئی مرتبہ کئی مجلسوں میں اس پر ایک کفارہ لازم آئے گا

(۱۱۴۳) عبدالرزاق (۴۳۰/۶ - ۴۳۶) بیہقی (۳۸۵/۷ - ۳۸۶) -

(۱۱۴۴) بیہقی (۳۸۴/۷) (۱۰۲۵/۴) عبدالرزاق (۱۱۵۶۹) -

البتہ اگر ایک مرتبہ ظہار کر کے کفارہ دے دیا یا پھر دو بارہ ظہار کیا تو پھر کفارہ لازم آئے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر کسی شخص نے ظہار کیا پھر کفارہ سے پہلے عورت سے بھانج کیا تو اس پر ایک ہی کفارہ لازم آئے گا جب تک کفارہ نہ دے عورت سے علیحدہ رہے اور خدا سے استغفار کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہ میں نے اچھا سنا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ظہار میں محرم رضاعی یا محرم نسبی سے تشبیہ دے دونوں برابر ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا عورتوں پر ظہار کا کفارہ نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”جو لوگ ظہار کرتے ہیں اپنی عورتوں سے چہ بولتے ہو وہی بات کرتے ہیں“ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد ظہار کے پھر عورت کو رکھنا اور اس سے صحبت کرنا چاہتے ہیں تو ان پر کفارہ اللہ نے واجب کیا اور جو بعد ظہار کے عورت کو طلاق دے دے اور نہ رکھے تو کچھ کفارہ نہیں اگر اور طلاق کے پھر اس سے نکاح کرے تو صحبت نہ کرے جب تک ظہار کا کفارہ نہ دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص اپنی لونڈی سے ظہار کرے پھر اس سے صحبت کرنا چاہے تو درست نہیں جب تک کفارہ نہ دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ظہار سے ایسا نہیں ہوتا البتہ جب ظہار سے یہ نیت ہو کہ کفارہ نہ دیں گے اور عورت کو ضرر پہنچائیں گے تو ایلاء ہو جائے گا۔

۱۱۴۶۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يُسْأَلُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ قَالَ لِامْرَأَتِهِ كُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحَهَا عَلَيْكَ مَا عَشَيْتَ فَمَهِيَ عَلَيَّ كَطَهْرٍ أُمَّي فَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُجْزِيهِ عَنْ ذَلِكَ عَتَقَ رَقَبَةً۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عروہ بن زبیر سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہے جب تک تو مجھے کی اگر میں دوسری عورت سے نکاح کروں تو وہ میرے پرانسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ عروہ نے جواب دیا کہ اس شخص کو ایک بردہ آزاد کرنا کافی ہے۔

غلام کے ظہار کا بیان

باب ظہار العبد

۱۱۴۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظَهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ نَحْوُ ظَهَارِ الْحُرِّ۔

امام مالکؒ نے ابن شہابؒ سے پوچھا غلام کے ظہار کا حال۔ انہوں نے کہا شہ آزاد کے ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ غلام پر بھی کفارہ لازم آتا ہے جیسے آزاد پر۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا غلام بھی ظہار میں دو مہینے روزے رکھے۔

فائدہ: یعنی سزا میں غلام اور آزاد دونوں برابر ہیں اور غلام بردہ آزاد نہیں کر سکتا البتہ اگر مولیٰ اجازت دے تو کھانا کھا سکتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا غلام کے ظہار میں ایلاء شریک نہ ہوگا کیونکہ غلام جب دو مہینے کے روزے رکھے گا ایلاء کی طلاق پہلے ہی پڑ جائے گی۔

باب ما جاء في الخيار آزادی کے وقت اختیار ہونے کا بیان

۱۱۴۸۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثَ سَنِينَ فَكَانَتْ إِحْدَى السَّنِينَ الثَّلَاثِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَقُورُ بِلَحْمٍ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ حُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أَدَمِ النَّبِيِّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أُرْبُرْمَةً فِيهَا لَحْمٌ فَقَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَكِنْ ذَلِكَ لَحْمٌ تُصَدِّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے سبب سے تین باتیں شرع کی معلوم ہوئیں ایک یہ کہ بریرہ جب آزاد ہوئی اس کو اختیار ہوا اگر چاہے اپنے خاوند کو چھوڑ دے۔ دوسرے یہ کہ بریرہ جب آزاد ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ولہاء اس کو ملے گی جو آزاد کرے۔ تیسرے یہ کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے بریرہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور ہانڈی گوشت کی چڑھی ہوئی تھی بریرہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے سامنے سالن پیش کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہانڈی چڑھی ہوئی ہے گوشت کی لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ گوشت صدقہ کا ہے اور آپ ﷺ صدقہ نہیں کھاتے آپ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ ہے بریرہ پر اور ہدیہ ہے ہمارے واسطے بریرہ کی طرف سے۔

فائدہ: جب لونڈی آزاد ہو جائے اور خاوند اس کا غلام ہو تو لونڈی کو اختیار ہوتا ہے اگر چاہے نکاح اپنا فتح کر ڈالے مالکؒ اور احمدؒ اور اسحاقؒ اور شافعیؒ کے نزدیک یہی حکم ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر خاوند اس کا آزاد ہو جب بھی لونڈی کو اختیار ہوتا ہے۔ جس وقت بریرہ آزاد ہوئی اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام اس میں بڑا اختلاف ہے۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دینا چاہا تو اس کے لوگوں نے یہ شرط لگائی کہ ولہاء ہم کو ملے۔

(۱۱۴۸) بحاری (۵۰۹۷) کتاب النکاح: باب الحررة تحت العبد، مسلم (۱۰۷۵) أبو داود (۲۲۳۴) ترمذی (۱۱۵۴) نسائی (۳۴۴۷) ابن ماجہ (۲۰۷۶) أحمد (۱۷۸/۶)
(۲۵۹۶۶) دارمی (۲۲۹۰)۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم یہ شرط قبول کر لو و لا اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔
فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز مسکین کو صدقہ میں ملے اگر وہ بدیہ کے طور سے نئی کو دے تو نئی کو استعمال اس کا درست ہے۔

۱۱۴۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْأَمَةِ تَكُونُ تَحْتَ الْعَبْدِ فَتَعْتِقُ إِنَّ الْأُمَّةَ لَهَا الْحَيَارُ مَا لَمْ يَمَسَّهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ لو نڈی اگر غلام کے نکاح میں ہو پھر آزاد ہو جائے تو اس کو اختیار ہوگا جب تک بعد آزادی کے اس کا شوہر اس سے جماع نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر خاندان نے بعد آزادی کے اس سے جماع کیا اور لو نڈی نے یہ کہا کہ مجھ کو یہ مسئلہ اختیار کا معلوم نہیں تھا تو یہ نڈی اس کا مسموع نہ ہوگا اور اس کو اختیار نہ رہے گا۔

۱۱۵۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَوْلَاةً لِبَنِي عَبْدِ قَدِيقٍ يُقَالُ لَهَا زَبْرَاءُ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ وَهِيَ أُمَّةٌ يَوْمَئِذٍ فَعَتَقَتْ قَالَتْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْنِي فَقَالَتْ إِنِّي مُخْبِرَتُكَ خَبِرًا وَلَا أُحِبُّ أَنْ تُصْنَعِيَ شَيْئًا إِنَّ أَمْرَكَ بِبَيْدِكَ مَا لَمْ يَمَسَّكَ زَوْجُكَ فَإِنْ مَسَّكَ فَلَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ قَالَتْ فَقُلْتُ هُوَ الطَّلَاقُ ثُمَّ الطَّلَاقُ ثُمَّ الطَّلَاقُ فَفَارَقْتُهُ ثَلَاثًا۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ لو نڈی بنی عدی کی جس کا نام زبراء تھا ایک غلام کے نکاح میں تھی۔ وہ آزاد ہو گئی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو بلایا اور کہا میں تجھ سے ایک بات کہتی ہوں مگر یہ نہیں چاہتی کہ تو کچھ کر بیٹھے تجھے اختیار ہے جب تک تیرا خاوند تجھ سے جماع نہ کرے اگر جماع کرے گا پھر تجھے اختیار نہ رہے گا زبراء بول اٹھی اگر ایسا ہی ہے تو طلاق ہے پھر طلاق ہے پھر طلاق ہے۔ جدا ہو گئی اپنے خاوند سے تین بار کہہ کر۔

۱۱۵۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ أَيَّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَبِهِ جُنُونٌ أَوْ ضَرَرٌ فَإِنَّهَا تُخَيَّرُ فَإِنْ شَاءَتْ قَرَّتْ وَإِنْ شَاءَتْ فَارَقَتْ۔

امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن مسیب نے کہا جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور خاوند کو جنون یا اور کوئی مرض (جیسے جذام یا برص) لگے تو عورت کو اختیار ہے خواہ مرد کے پاس رہے یا جدا رہے۔

(۱۱۴۹) عبدالرزاق (۱۳۰/۱۸) ابن ابی شیبہ (۱۶۵۲۹) بیہقی (۲۲۵/۷) رقم (۱۴۲۸۵)۔

(۱۱۵۰) عبدالرزاق (۱۳۰/۱۷) بیہقی (۲۲۵/۷) رقم (۱۴۲۸۶)۔

(۱۱۵۱) بیہقی (۲۱۵/۷) (۱۴۲۳۱) عبدالرزاق (۲۵۰/۶) (۱۰۷۰۸)۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو لونڈی غلام کے نکاح میں آئے پھر آزاد ہو جائے قبل صحبت کے اور خاوند سے جدا ہونا اختیار کرے تو اس کو مہر نہ ملے گا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ابن شہاب کہتے تھے جب مرد اپنی عورت کو طلاق دے اور عورت خاوند کو اختیار کرے تو طلاق نہ پڑے گی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں نے یہ اچھا سنا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جب مرد عورت کو اختیار دے اور عورت اپنے تئیں اختیار کرے (یعنی خاوند سے جدا ہونا چاہے) تو تین طلاق پڑ جائیں گی۔ اگر خاوند کہے میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا تو یہ نہ سنت جائے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر خاوند نے بی بی کو طلاق کا اختیار دیا عورت نے کہا میں نے ایک طلاق قبول کی خاوند نے کہا میری عرض یہ نہ تھی۔ میں نے تجھے تین طلاق کا اختیار دیا تھا مگر عورت ایک ہی طلاق کو قبول کرے زیادہ نہ لے تو وہ خاوند سے جدا نہ ہوگی۔

خلع کا بیان

باب ما جاء في الخلع

۱۱۵۲۔ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلِ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغَلَسِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَذِهِ فَقَالَتْ أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتِ سَهْلِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا سَأَلْتُكَ قَالَتْ لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ لِرُؤُوسِهَا فَلَمَّا جَاءَ رُؤُوسُهَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتِ سَهْلِ قَدْ ذَكَرْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَذْكَرَ فَقَالَتْ حَبِيبَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ خُذْ مِنْهَا فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي بَيْتِ أَهْلِهَا۔

حضرت حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے منہ فجر کی نماز کو نکلے حبیبہ کو دروازے پر پایا پوچھا کون ہے؟ بولی میں حبیبہ ہوں بنت سہل یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں کیا ہے؟ بولی یا رسول اللہ! میں نہیں یا ثابت بن قیس نہیں۔ جب ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا اس حبیبہ بنت سہل نے جو کچھ اللہ کو منظور تھا مجھ سے کہا۔ حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ! ثابت نے جو کچھ مجھے دیا ہے وہ میرے پاس موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت سے فرمایا تم اپنی چیز لے لو

(۱۱۵۲) أبو داود (۲۲۲۷) کتاب الطلاق: باب فی الخلع: نسائی (۳۶۶۲) أحمد (۴۳۳۶)۔

۱۱۵۲۔ (۲۲۷۱) دارمی (۲۷۶۶)۔

انہوں نے لے لی اور جیبہ اپنے میکے میں بیٹھ رہیں۔

فائدہ: جو کچھ شکایتیں جیبہ نے آپ ﷺ کے سامنے کی تھیں آپ نے ان کے سامنے بیان کرنے مناسب نہ جانا صرف مطلب پر اکتفا کیا۔

فائدہ: یہ پہلا خلع تھا دین اسلام میں خلع اسی کو کہتے ہیں کہ خاوند عورت سے کچھ مال لے کر اس کو چھوڑ دے۔

۱۱۵۳۔ عَنْ مَوْلَاةٍ لِّصَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِي عَبِيْدٍ اَنَّهَا اِخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِكُلِّ شَيْءٍ لَهَا فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بِنُ عُمَرَ۔

حضرت صفیہ بنت ابی عبید کی لونڈی نے خلع کیا اپنے خاوند سے سارے مال کے بدلے میں تو عبد اللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو برائہ جانا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو عورت مال دے کر اپنا پیچھا چھڑائے پھر معلوم ہو کہ خاوند نے سراسر ظلم کیا تھا اور عورت کا کچھ قصور نہ تھا بلکہ خاوند نے زور ڈال کر زبردستی اس کا پیسہ مار لیا تھا تو عورت پر طلاق پڑ جائے گی۔ اور مال اس کا پھر واپا جائے گا۔ میں نے یہی سنت اور میرے نزدیک یہی حکم ہے۔ اگر عورت جتنا خاوند نے اس کو دیا ہے اس سے زیادہ دے کر اپنا پیچھا چھڑائے تو کچھ قباحت نہیں۔

مخلعہ کی طلاق کا بیان

باب طلاق الخلع

۱۱۵۴۔ عَنْ نَافِعِ اَنَّ رُبَيْعَ بِنْتِ مُعَوِذِ بْنِ عَفْرَاءَ حَاتَتْ هِيَ وَوَعْمَهَا اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَاُخْبِرْتُهُ اَنَّهَا اِخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا فِي زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَبَلَغَ ذَلِكَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَدَّتْهَا عِدَّةُ الْمُطَلَّاقَةِ۔

نافع سے روایت ہے کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء اور ان کی پھوپھی آئیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس اور بیان کیا کہ انہوں نے خلع کیا تھا اپنے خاوند سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں۔ جب یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی انہوں نے برائہ جانا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو عورت خلع کرے اس کی عدت مثل مطلقہ کی عدت کے ہے۔

۱۱۵۵۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَّارٍ وَابْنَ شِهَابٍ كَانُوا

(۱۱۵۳) ابن ابی شیبہ (۱۲۹/۲) (۱۸۵۲۱) بیہقی (۳۱۵/۷) (۱۴۸۵۵)۔

(۱۱۵۴) ابن ابی شیبہ (۱۲۴/۴) (۱۸۴۵۶) بیہقی (۳۱۵/۷) (۳۱۶) (۱۴۸۵۸)۔

(۱۱۵۵) سنن ابی شیبہ (۱۲۳/۴) (۱۲۴) (۱۸۴۵۳) بیہقی (۴۵۰/۷) (۱۵۵۹۶) عبد النضر زائف

(۵۰۷/۳) (۱۱۸۶۱)۔

يَقُولُونَ عِدَّةَ الْمُخْتَلَعَةِ مِثْلُ عِدَّةِ الْمُطَلَّاقَةِ ثَلَاثَةٌ قُرْءًا -

امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار اور ابن شہاب کہتے تھے جو عورت خلع کرے اور وہ تین طہر تک عدت کرے جیسے مطلقہ عدت کرتی ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جو عورت مال دے کر اپنا پیچھا چھڑائے تو پھر اپنے خاوند سے مل نہیں سکتی مگر نیا نکاح کرے۔ پھر اگر اس نے نکاح کیا اسی خاوند سے اور اس نے چھوڑ دیا قبل جماع کے تو دوبارہ عدت نہ کرے بلکہ پہلی عدت ہی پوری کر لے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا میں نے چھٹا سنا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا جب عورت کو کچھ مال دے اس شرط پر کہ خاوند اس کو طلاق دے دے اور خاوند تین طلاق ایک ہی دفعہ اس کو دے دے تو تین طلاق پڑ جائیں گی اور جو ایک طلاق دے کر چپ ہو رہے پھر دوسری یا تیسری طلاق دے تو چپ ہو جانے کے بعد جو طلاق دی ہے لغو ہو جائے گی۔

فائدہ: کیونکہ وہ پہلی طلاق سے بائن ہوگی اب دوسری تیسری طلاق کا محل نہ رہا۔

لعان کا بیان

باب ما جاء في اللعان

خاوند اگر اپنی بی بی کو زنا کی تہمت کرے تو قاضی کے سامنے خاوند اور جو رو دونوں سے قسمیں لے کر تفریق کر دیتے ہیں اس کو لعان کہتے ہیں اور خاوند جو رو کو مثلاً عین کہتے ہیں۔

۱۱۵۶۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُيُومَرَ الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلِّ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتَّى كَثُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُيُومَرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ يُعْوِيْمِرُ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتَهُ عَنْهَا فَقَالَ عُيُومَرٌ وَاللَّهِ لَا أَتَّهِي حَتَّى أُسْأَلَهُ عَنْهَا فَقَامَ عُيُومَرٌ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَّ النَّاسَ

(۱۱۵۶) بخاری (۵۲۵۹) کتاب الطلاق: باب من أجاز طلاق الثلاث، مسلم (۱۴۹۲) أبو داود

(۲۲۴۵) نسائی (۳۴۰۲) ابن ماجہ (۲۰۶۶) أحمد (۳۳۶/۵ - ۳۳۷) (۲۳۲۳۹) دارم

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَيْكَ فَأَذْهَبَ فَأَتَ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَعَا مِنْ تَلَاغِيهِمَا قَالَ عُوبَيْرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أُمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَالِكٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ بَعْدَ سُنَّةِ الْمُتَلَاعِنِينَ -

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عوبیر رضی اللہ عنہ نے رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی جوڑو کے ساتھ غیر مرد کو پائے اگر اس کو مار ڈالے تو خود بھی مارا جاتا ہے پھر کیا کرے تم میرے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلے کو پوچھو۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے اس سوال کو ناپسند کیا اور برا کہا۔ عاصم کو یہ امر نہایت دشوار ہوا جب لوٹ کر اپنے گھر میں آئے۔ عوبیر رضی اللہ عنہ نے آن کر پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا تم سے مجھے بھلائی نہ پہنچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو برا جانا عوبیر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم خدا کی میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر پوچھے نہ رہوں گا۔ پھر عوبیر رضی اللہ عنہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ سب جمع تھے انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! اگر کوئی بیگانے مرد کو اپنی بی بی کے ساتھ پائے اور اس کو مار ڈالے تو خود مارا جاتا ہے پھر کیا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اور تمہاری بی بی کے حق میں اللہ کا حکم اترا ہے تم اپنی بی بی کو لے آؤ۔ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا دونوں نے آن کر لعان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور میں اس وقت موجود تھا جب لعان سے فارغ ہوئے عوبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں اس عورت کو رکھوں تو گویا میں نے جھوٹ بولا یہ کہہ کر تین طلاق دے دیں بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہے ہوئے۔ ابن شہاب نے کہا پھر یہی طریقہ متلاعنین کا جاری رہا۔

فائدہ: ہر چند کہ متلاعنین میں لعان کے بعد خود بخود تفریق کی جاتی ہے پھر کبھی مل نہیں سکتے مگر عوبیر رضی اللہ عنہ نے غصے میں آن کر تین طلاق دے دیں۔

۱۱۵۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَفَلَ مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَالْحَقُّ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے لعان کیا اپنی عورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۱۵۷) بحاری (۵۳۱۵) کتاب الطلاق: باب يلحق الولد بالملاعة مسلم (۱۴۹۴) أبو داود (۲۲۵۹) ترمذی (۱۲۰۳) نسائی (۳۴۷۷) ابن ماجہ (۲۰۶۹) أحمد (۷/۲) (۴۵۲۷) دارمی (۲۲۳۲) -

کے زمانے میں اور اس کے لڑکے کو یہ کہا کہ میرا نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے تفریق کر دی ان دونوں میں اور لڑکے کو ماں کے حوالے کر دیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے کہا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ”اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں اپنی جو روؤں کو اور کوئی گواہ نہ ہو ان کے پاس سوائے ان کے خود کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار گواہی دے اللہ کے نام کی کہ بے شک یہ شخص سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی پھینکار ہو اس شخص پر اگر وہ جھوٹا اور عورت سے ملتی ہے ماریوں کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کے نام کی کہ بے شک وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے۔“

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ متناہین پھر کبھی آپس میں نکاح نہیں کر سکتے اور اگر خاوند بعد لعان کے اپنے آپ کو جھٹلائے تو اس کے تین حد قذف پڑے گی اور لڑکے کا نسب پھر اس سے بلا دیا جائے گا یہی سنت ہمارے ہاں چلی آتی ہے جس میں نہ کوئی شک ہے نہ اختلاف۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جب مرد اپنی عورت کو طلاق بائن دے پھر اس کے حمل کو کہے کہ میرا نہیں ہے تو لعان واجب ہوگا۔ جس حالت میں وہ حمل اتنے دنوں کا ہو کہ اس کا ہو سکتا ہو ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور ہم نے ایسا ہی سنا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں اور حمل کا اس کو اقرار تھا بعد اس کے اس کو زنا کی تہمت لگائی تو خاوند پر حد قذف پڑے گی اور لعان اس پر واجب نہ ہوگا البتہ اگر بعد طلاق کے اس کے حمل کا انکار کرے تو لعان واجب ہے۔ میں نے ایسا ہی سنا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ غلام بھی آزاد شخص کے مثل ہے لعان میں اور قذف میں مگر جو شخص لونڈی کو تہمت زنا کی لگائے تو اس پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مسلمان لونڈی اور آزاد عورت یہودی یا نصرانی کو مسلمان آزاد مرد نکاح کرے اور اس کو تہمت زنا کی لگائے تو لعان واجب ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص لعان کرے اپنی عورت سے پھر ایک یا دو گواہوں کے بعد اپنے آپ کو جھٹلائے تو حد قذف لگائی جائے گی اور تفریق نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت کو طلاق دے پھر تین مہینے کے بعد عورت کہے میں حاملہ ہوں اور خاوند اس کے حمل کا انکار کرے تو لعان واجب ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس لونڈی سے خاوند اس کا لعان کرے پھر اس کو خریدے تو اس سے وحلی نہ کرے کیونکہ سنت جاری ہے کہ متناہین کبھی جمع نہیں ہوتے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر خاوند لعان کرے اپنی عورت سے قبل صحبت کے تو عورت کو آدھا مہر ملے گا۔

باب میراث و ولد الملاعنة جس عورت سے لعان کیا جائے اس عورت کے بچے کی میراث کا بیان

۱۱۵۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بِنَ الرَّبِيعِ كَانَتْ يَقُولُ فِي وَلَدِ الْمُلَاعِنَةِ وَوَلَدِ الزَّانَا إِنَّهُ إِذَا مَاتَ وَرِثَتْهُ أُمُّهُ حَقَّهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَإِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حَقُّوْقَهُمْ وَيَرِثُ الْبَيْتَةَ مَوَالِي أُمِّهِ إِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً وَإِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً وَرِثَتْ حَقَّهَا وَوَرِثَ إِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حَقُّوْقَهُمْ وَكَانَ مَا بَقِيَ لِلْمُسْلِمِينَ۔

امام مالک نے کہا کہ عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ ملعونہ کا بچہ اور ولد زنا جب مر جائے تو ماں اس کی اپنے حصہ کے موافق وارث ہوگی اور جو اس کے مادری بھائی ہیں وہ بھی وارث ہوں گے اور جو کچھ بچے کا وہ اس کی ماں کے مولیٰ کو ملے گا اگر ماں اس کی لونڈی ہو آ زاد کی ہوئی اور جو آ زاد ہو عربی تو بعد دینے ماں اور بھائیوں کے حصے کے جو کچھ بچے کا وہ بیت المال میں داخل ہوگا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ سلیمان بن یسار سے بھی مجھے ایسا ہی پہنچا اور اس پر میں نے اہل علم کو پایا۔

باب طلاق البکر کنواری کی طلاق کا بیان

۱۱۵۹۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِيَّاسِ بْنِ الْبَكْرِ أَنَّهُ قَالَ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا ثُمَّ بَدَأَ لَهُ أَنْ يَنْكِحَهَا فَجَاءَ يَسْتَفْتِينِي فَدَهَبْتُ مَعَهُ أَسْأَلُ لَهُ فَسَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَا لَا تَرَى أَنْ تَنْكِحَهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ قَالَ فَإِنَّمَا طَلَّقِي إِبَاهَا وَاحِدَةً قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّكَ أُرْسَلْتَ مِنْ يَدِكَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ فَضْلٍ۔

حضرت محمد بن ایاس بن بکر نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاق دیں قبل وطی کے پھر اس سے نکاح کرنا چاہا پھر گیا مسئلہ پوچھنے۔ میں بھی اس کے ساتھ گیا۔ اس نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا دونوں نے کہا کہ تجھ کو نکاح اس عورت سے درست نہیں جب تک وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے وہ شخص بولا میری ایک طلاق سے وہ عورت بائن ہوگئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تو نے اپنے

(۱۱۵۸) ابن ابی شیبہ (۲۷۶/۶) بیہقی (۲۵۹/۶)۔

(۱۱۵۹) أبو داود (۲۱۹۸) کتاب الطلاق: باب نسخ المراجعة بعد التطلقات الثلاث، بیہقی

(۳۳۵/۷) رقم (۱۴۹۶۵، ۱۴۹۶۶، ۱۴۹۶۷)۔



مسئلہ تمہارے پاس آیا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک طلاق میں دو صورت بائن ہوگی اور تین طلاق میں حرام ہوگی جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کہا۔
 مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔ اگر شیبہ عورت سے کوئی نکاح کرے اور قبل جماع کے اسے تین طلاق دے دے تو وہ حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

باب طلاق المریض بیمار کی طلاق کا بیان

۱۱۶۲۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَيْتَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ مِنْهُ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیماری کی حالت میں اپنی عورت کو تین طلاق دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ترکے میں سے ان کو حصہ دلایا بعد عدت گزرنے کے۔

فائدہ: خاوند اپنی بیماری میں اس خیال سے کہ عورت کو ترک نہ پہنچے طلاق دے کر مر جائے تو امام مالک کے نزدیک ہر طرح سے وارث ہوتی ہے اور امام احمد کے نزدیک جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے وارث ہوتی ہے اور شافعی کے نزدیک وارث نہیں ہوتی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر عدت کے اندر خاوند مر جائے تو وارث ہوتی ہے ورنہ نہیں۔

۱۱۶۳۔ عَنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ وَرَثَ نِسَاءِ ابْنِ مُكْحَلٍ مِنْهُ وَكَانَ طَلَّقَهُنَّ وَهُوَ مَرِيضٌ۔
 اعرج سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ابن مکحل کی عورتوں کو ترکہ دلایا اور وہ بیماری میں طلاق دے کر مر گیا تھا۔

فائدہ: طلاق سے دو برس کے بعد مرنا تو عدت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ترکہ دلایا۔ (زرقلانی)

۱۱۶۴۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ بَلَغَنِي أَنَّ امْرَأَةً عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ سَأَلَتْهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَقَالَ إِذَا حِضَّتْ ثُمَّ طَهَّرْتَ فَأَذِينِي فَلَمْ تَحِضْ حَتَّى مَرِضَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَلَمَّا طَهَّرْتَ أَذْنَتَهُ فَطَلَّقَهَا الْبَيْتَةَ أَوْ تَطْلِيْقَةً لَمْ يَكُنْ بَقِيَ لَهُ عَلَيْهَا مِنَ الطَّلَاقِ غَيْرُهَا وَعَبْدُ

(۱۱۶۲) عبدالرزاق (۱۲۱۹۵) ابن ابی شیبہ (۱۹۰۶۲) بیہقی (۳۶۲/۷) رقم (۱۰۱۲۶)۔

(۱۱۶۳) عبدالرزاق (۱۲۱۹۶) ابن ابی شیبہ (۱۹۰۲۸، ۱۹۰۳۰) بیہقی (۳۶۲/۷ - ۳۶۳) رقم

(۱۰۱۲۸)۔

(۱۱۶۴) بیہقی (۳۶۳/۷) رقم (۱۰۱۲۹)۔

الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ يَوْمَئِذٍ مَرِيضٌ فَوَزَّهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ مِنْهُ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا -

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن کہتے تھے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بی بی نے ان سے طلاق مانگی۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے یہ کہا جب تو حیض سے پاک ہو مجھے خبر کر دینا اس کو حیض ہی نہ آیا یہاں تک کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اس وقت حیض سے پاک ہوئی اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے اس کو تین طلاق دے دیں یا آخری طلاق دے دی پھر عبدالرحمن مر گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی بی بی کو ترکہ دایا باوجود گزر جانے عدت کے۔

www.KitaboSunnat.com

۱۱۶۵۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانٍ قَالَ كَانَتْ عِنْدِي جَدِّي حَبَّانُ امْرَأَتَانِ هَاشِمِيَّةٌ وَأَنْصَارِيَّةٌ فَطَلَّقَ الْأَنْصَارِيَّةَ وَهِيَ تُرَضِعُ فَمَرَّتْ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ هَلَكَ عَنْهَا وَلَمْ تَحِضْ فَقَالَتْ أَنَا أَرَأَيْتُ لِمَ أَحِضُ فَأَخْتَصَمْنَا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ فَقَضَى لَهَا بِالْمِيرَاثِ فَلَامَتِ الْهَاشِمِيَّةُ عُثْمَانَ فَقَالَ هَذَا عَمَلُ ابْنِ عَمَلِكٍ هُوَ أَشَارَ عَلَيْنَا بِهَذَا يَعْنِي عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ -

حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ میرے دادا حبان کے پاس دو بیبیاں تھیں ایک ہاشمی اور ایک انصاری انصاری کو انہوں نے طلاق دی اور وہ دودھ پلایا کرتی تھی۔ ایک برس تک اس کو حیض نہ آیا بعد اس کے حبان مر گئے۔ وہ بولی میں ترکہ لوں گی کیونکہ مجھے حیض نہیں آیا اور میری عدت نہیں گزری۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا انہوں نے ترکہ دلانے کا حکم کیا۔ ہاشمی عورت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگی انہوں نے کہا یہ حکم تو میرے چچا کے بیٹے کا ہے انہوں نے مجھ سے ایسا ہی کہا تھا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہاشمی تھے وہ عورت بھی ہاشمی تھی اس کا دل خوش کرنے کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ بہہ دیا۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ابن شہاب کہتے تھے اگر کوئی بیماری میں اپنی عورت کو تین طلاق دے کر مر جائے تو اس کو ترکہ ملے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر بیماری میں ایسی عورت کو طلاق دے جس سے صحبت نہ کی ہو تو اس کو آدھا مہر اور ترکہ ملے گا اور عدت لازم نہ آئے گی اور اگر صحبت کے بعد طلاق دے تو پورا مہر اور ترکہ ملے گا بکر اور شیبہ اس حکم میں برابر ہیں۔

باب ما جاء في متعة الطلاق

طلاق میں متعہ دینے کا بیان

متعہ اس کو کہتے ہیں جو خاوند عورت کو طلاق کے وقت سلوک کے طور پر کچھ دیتا ہے اور فی اس کا یہ ہے کہ ایک جوڑا کپڑے اور اعلیٰ یہ ہے کہ ایک غلام یا لونڈی دے۔ متعہ دینا ہر عورت مطلقہ کو مستحب ہے اور جس عورت کو مہر مقرر نہ ہوا ہو قبل

صحبت کے خاندان اس کو طلاق دے دے تو متعد دینا واجب ہے۔

۱۱۶۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ فَمَتَعَ بِوَلِيدَةٍ۔

امام مالک کو پہنچا کہ عبدالرحمن بن عوف نے اپنی عورت کو طلاق دی تو متعد میں ایک لونڈی دی۔

۱۱۶۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِكُلِّ مُطَلَّاقَةٍ مُتَعَةً إِلَّا الَّتِي تُطَلَّقُ وَقَدْ فُرِضَ لَهَا صَدَاقٌ وَلَمْ تُمَسَسْ فَحَسْبُهَا نِصْفُ مَا فُرِضَ لَهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے ہر مطلقہ کو متعد ملے گا مگر جس عورت کا مہر مقرر ہو گیا ہو اور قبل صحبت

کے اس کو طلاق دی جائے تو اس کو آدھا مہر دینا کافی ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ابن شہاب کہتے تھے ہر مطلقہ کو متعد ملے گا تاہم بن محمد سے بھی مجھے ایسا ہی پہنچا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متعد کی کوئی حد نہیں ہے نہ ذلیل کی نہ کشر کی۔

غلام کی طلاق کا بیان

باب ما جاء في طلاق العبد

۱۱۶۸۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ نَفِيعًا مَكَاتِبًا كَانَ لِأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَبْدًا لَهَا كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ حُرَّةٌ فَطَلَّقَهَا اثْنَتَيْنِ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَأَمَرَهُ أَرْوَاحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ عَثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ فَيَسْأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَلَقِيَهُ عِنْدَ الدَّرَجِ آخِذًا بِيَدِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَسَأَلَهُمَا فَايْتَدَرَاهُ جَمِيعًا فَقَالَا حُرْمَتُ عَلَيْكَ حُرْمَتُ عَلَيْكَ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ نفع مکاتب تھا حضرت ام سلمہ کا یا غلام تھا اس کے نکاح

میں ایک عورت آزاد تھی اس کو وہ طلاق دیں پھر رجعت کرنا چاہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں نے اس کو حکم کیا

کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جا کر مسئلہ پوچھو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جا کر ملادرج میں (ایک مقام کا نام ہے

مدینہ میں) وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے جب اس نے مسئلہ پوچھا دونوں نے کہا وہ

(۱۱۶۶) عبدالرزاق (۱۲۲۵۳، ۱۲۲۵۴) ابن ابی شیبہ (۱۸۷۰۱) سعید بن منصور (۱۷۶۸)

(۱۷۶۹) بیہقی (۲۴۴/۷) رقم (۱۴۴۰۷)۔

(۱۱۶۷) عبدالرزاق (۱۲۲۲۴) ابن ابی شیبہ (۱۸۶۹۲) سعید بن منصور (۱۷۷۳) بیہقی

(۲۵۷/۷) رقم (۱۴۴۹۱)۔

(۱۱۶۸) عبدالرزاق (۱۲۹۴۴) ابن ابی شیبہ (۱۸۲۴۲) سعید بن منصور (۱۳۲۸) بیہقی (۳۶۰/۷)

(۳۶۹، ۳۶۸)۔

عورت تجھ پر حرام ہوگئی۔

فائدہ: کیونکہ غلام کو وہی طلاق کا اختیار ہے جیسے آزاد کو تین طلاق کا۔

۱۱۶۹۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ نَفِيعًا مَكَاتِبًا كَانَ لِأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَّقَ امْرَأَةً حُرَّةً تَطْلِيقَتَيْنِ فَاسْتَفْتَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَانَ فَقَالَ حَرَمَتْ عَلَيْكَ -

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ نفع جو مکاتب تھا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اس نے اپنی بی بی کو دو طلاق دیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا حرام ہوگئی تجھ پر۔

۱۱۷۰۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ أَنَّ نَفِيعًا مَكَاتِبًا كَانَ لِأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَفْتَى زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ إِنِّي طَلَقْتُ امْرَأَةً حُرَّةً تَطْلِيقَتَيْنِ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ حَرَمَتْ عَلَيْكَ -

حضرت محمد بن ابراہیم بن حارث تمیمی سے روایت ہے کہ نفع جو مکاتب تھا حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اس نے مسئلہ پوچھا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے اپنی آزاد عورت کو دو طلاق دی ہیں۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا وہ عورت حرام ہوگئی تیرے اوپر۔

۱۱۷۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا طَلَّقَ الْعَبْدُ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَتَيْنِ فَقَدْ حَرَمَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً وَعِدَّةُ الْحُرَّةِ ثَلَاثُ حِيضٍ وَعِدَّةُ الْأَمَةِ حِيضَتَانِ -

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب غلام اپنی عورت کو دو طلاق دے تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے خواہ اس کی بی بی لونڈی ہو یا آزاد۔ عورت کی عدت تین حیض ہے اور لونڈی کی عدت دو حیض ہیں۔

۱۱۷۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ أَدَانَ لِعَبْدِهِ أَنْ يَنْكِحَ فَالطَّلَاقُ بِيَدِ الْعَبْدِ لَيْسَ بِيَدِ غَيْرِهِ مِنْ طَلَاقِهِ شَيْءٌ فَأَمَّا أَنْ يَأْخُذَ الرَّجُلُ أَمَةً غَلَامِهِ أَوْ أَمَةً وَلِيَدَتِهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ -

(۱۱۶۹) أَيْضًا -

(۱۱۷۰) أَيْضًا -

(۱۱۷۱) دارقطنی (۳۷/۴ - ۳۸) (۳۹۰۴) بیہقی (۳۶۹/۷) شرح معانی الآثار (۶۲/۳) -

(۱۱۷۲) عبدالرزاق (۱۲۹۶۸) ابن ابی شیبہ (۱۸۲۸۳) سعید بن منصور (۷۹۵) بیہقی (۳۶۰/۷) -

ترجمہ (۱۵۱۱۴) -

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص اپنے غلام کو نکاح کی اجازت دے تو طلاق غلام کے اختیار میں ہوگی نہ اور کسی کے ہاتھ میں اگر آدمی اپنے غلام کی لونڈی یا لونڈی چھین کر اس سے وطی کرے تو درست ہے۔

باب ما جاء في نفقة الأمة اذا طلقت وهي حامل لوئطى حامله كوجب طلاق دي جائے اس كے نفقہ كا بيان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ آزاد شخص یا غلام لونڈی کو طلاق دے یا غلام آزاد نبی کو طلاق دے اگرچہ وہ حاملہ ہو تو اس کا نفقہ اس پر لازم نہ آئے گا جب طلاق بائن ہو جس میں رجعت نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر آزاد مرد کسی لونڈی سے نکاح کرے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو دودھ پلوانی کا خرچہ خاوند پر نہ ہوگا بلکہ اس کی ماں کے مالک پر ہوگا کیونکہ وہ بچہ اس کا غلام ہے اور اگر غلام کسی لونڈی سے نکاح کرے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو دودھ پلوانی کا خرچہ غلام پر نہ ہوگا کیونکہ غلام کو مولیٰ کا مال صرف کرنا اس شخص پر جو مولیٰ کی مالک نہیں بغیر مولیٰ کی اجازت کے ناجائز ہے۔

باب عدة التي تفقد زوجها جس عورت كا خاوند كم هوجائے اس كى عدت كا بيان

۱۱۷۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ فَقَدَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ تَدْرِ أَيَّنْ هُوَ فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ أَرْبَعَ سِنِينَ ثُمَّ تَعْتَدُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ تَحِلُّ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جس عورت کا خاوند کم ہو جائے اور اس کا پتہ معلوم نہ ہو کہاں ہے تو جس روز سے اس کی خبر بند ہوئی ہے چار برس تک عورت انتظار کرے بعد چار برس کے چار مہینے دس دن عدت کر کے اگر چاہے دوسرا نکاح کرے۔

فائدہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ بعضوں نے کہا کہ صحابہ نے اس پر اجماع کیا اور جمہور علماء کا یہی قول ہے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک جب تک اس کے خاوند کے ہم عمر لوگ سب مر نہ جائیں اس عورت کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر عورت کی عدت سزائی اور اس نے دوسرا نکاح کر لیا تو پھر پہلے خاوند کو اختیار نہ رہے گا۔ خواہ دوسرے خاوند نے اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر عورت کی عدت کے اندر پہلا خاوند آ گیا تو وہ اپنی بی بی کا حقدار ہوگا اور میں نے

لوگوں کو پایا انکار کرتے ہوئے اس شخص کو جو یہ کہتا ہے کہ اگر وہ دوسرا نکاح کر لے بعد اس کے پہلا خاوند آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک پہلے خاوند کو اختیار ہے کہ اپنا مہر دوسرے خاوند سے وصول کر لے یا بی بی کو لے لے۔

فائدہ: یعنی یہ روایت غلط ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی کچھ اصل نہیں اور صحیح یہی ہے کہ پہلے خاوند کو کچھ اختیار نہ رہے گا جب وہ عورت دوسرا نکاح کر لے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے پہنچی آپ نے فرمایا جس عورت کا خاوند کسی ملک میں چلا گیا ہو وہاں سے طلاق کہا جیسے بعد اس کے رجعت کر لے مگر عورت کو رجعت کی خبر نہ ہو اور وہ دوسرا نکاح کر لے بعد اس کے پہلا خاوند آئے تو اس کو کچھ اختیار نہ ہوگا خواہ دوسرے خاوند نے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ روایت اور مفقود کی روایت بہت پسند ہے۔

باب ما جاء في الاقراء وعدة طلاق و طلاق الحائض

قراء کا اور طلاق کی عدت کا اور حائضہ کی طلاق کا بیان

۱۱۷۴۔ عَنْ نَافِعِ أُنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّةً فَلْيُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتَّى تَطْهَرَ ثُمَّ تَحِيضُ ثُمَّ تَطْهَرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ أُمْسِكَ بَعْدُ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ فَلَئِكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النَّسَاءُ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے طلاق دی اپنی عورت کو حیض کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا ان کو حکم کر اور رجعت کر لیں پھر رہنے دیں۔ یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو پھر حائضہ ہو پھر حیض سے پاک ہو اب اختیار ہے خواہ رکھے یا طلاق دے اگر طلاق دے تو اس طہر میں صحبت نہ کرے یہی عدت ہے جس میں حکم دیا اللہ نے طلاق دینے کا۔

فائدہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر طفل فوہن لعننہن یعنی طلاق دوہم عورتوں کو ان کی عدت کے وقت میں یعنی جب طہر شروع نہ ہو تو طلاق دے۔ مطلقہ کی عدت آٹھ مہینوں کے نزدیک تین طہریں اور کلام اللہ میں تین قروہ کی عدت دو مہینوں سے

(۱۱۷۴) بحاری (۵۲۵۱) کتاب الطلاق : باب قول الله تعالى يا ايها النبي اذا طلقتم النساء مسلمه

(۱۴۷۱) أبو داود (۲۱۷۹) ترمذی (۱۱۷۵) نسائی (۳۳۹۰) ابن ماجہ (۲۰۱۹) أحمد

مراد قروء سے طہر ہیں اور ابو حنیفہ کے نزدیک تین حیض مراد ہیں مگر یہ آیت اور حدیث ان پر حجت ہے جب شروع طہر میں طلاق دی پھر حیض آیا پھر طہر ہوا اب تیسرا حیض آتے ہی عدت پوری ہو جائے گی کیونکہ تین طہر گزر گئے اور ابو حنیفہ کے نزدیک جب تیسرا حیض گزرے گا اس وقت عدت ختم ہوگی۔ حیض کی حالت میں طلاق دینا بالاتفاق حرام اور ممنوع ہے۔

۱۱۷۵۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا انْتَقَلَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ حِينَ دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَتْ صَدَقَ عُرْوَةُ وَقَدْ جَادَلَهَا فِي ذَلِكَ نَاسٌ فَقَالُوا إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ صَدَقْتُمْ تَذَرُونَ مَا الْأَفْرَاءُ إِنَّمَا الْأَفْرَاءُ الْأَطْهَارُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہتی حفصہ بنت عبد الرحمن کو عدت سے اٹھا دیا جب تیسرا حیض شروع ہوا۔ ابن شہاب نے کہا میں نے یہ عمرہ سے بیان کیا۔ عمرہ نے کہا عروہ نے سچ کہا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس باب میں لوگوں نے جھگڑا کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مطلقہ عورتیں روک رکھیں اپنے نفسوں کو تین قروء تک۔ انہوں نے کہا سچ کہتے ہو لیکن قروء سے جانتے ہو کیا مراد ہے قروء سے طہر مراد ہے۔

۱۱۷۶۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ مَا أَدْرَاكَتُ أَحَدًا مِنْ فُقَهَائِنَا إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ هَذَا يُرِيدُ قَوْلَ عَائِشَةَ۔

ابن شہاب نے کہا میں نے ابو بکر بن عبد الرحمن سے سنا کہتے تھے میں نے سب فقہاء کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مثل کہتے ہوئے پایا۔

فائدہ: یعنی قروء سے طہر مراد ہیں۔

۱۱۷۷۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ الْأَحْوَصَ هَلَكَ بِالشَّامِ حِينَ دَخَلَتْ امْرَأَتُهُ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا فَكَتَبَ مَعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِذَا دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَرَّتْ مِنْهُ وَبَرَّ مِنْهَا وَلَا تَرْتُهُ وَلَا يَرْتُهَا۔

(۱۱۷۵) عبد الرزاق (۱۱۰۰۴، ۱۱۰۰۵) ابن ابی شیبہ (۱۸۷۳۰) سعید بن منصور (۱۲۳۱) دار فطنی (۲۱۳/۱) (۸۲۲) بیہقی (۴۱۵/۷) (۱۵۳۸۲)۔
(۱۱۷۶) ایضاً۔

(۱۱۷۷) عبد الرزاق (۱۱۰۰۶) ابن ابی شیبہ (۱۸۸۸۳) سعید بن منصور (۱۲۲۶) بیہقی (۴۱۵/۷) (۱۵۳۸۵)۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ احوص نے اپنی عورت کو طلاق دے دی تھی جب تیسرا حیض اس کو شروع ہوا احوص مر گئے۔ معاویہ بن ابی سفیان نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کو لکھ کر بھیجا۔ اس کا کیا حکم ہے؟ زید بن ثابت رضی اللہ عنہما نے جواب لکھا کہ جب اس کو تیسرا حیض شروع ہو گیا تو خاوند کو اس سے علاقہ نہ رہا اور نہ اس کو خاوند سے نہ اس کی وارث ہوگی نہ وہ اس کا وارث ہوگا۔

۱۱۷۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَأَبْنِ شِهَابٍ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا دَخَلَتْ الْمُطَلَّقةُ فِي الدَّمِّ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَانَتْ مِنْ زَوْجِهَا وَلَا مِيرَاثَ بَيْنَهُمَا وَلَا رَجْعَةٌ لَهَا عَلَيْهَا۔

امام مالک کو پہنچا کہ قاسم بن محمد اور سالم بن عبد اللہ اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور سلیمان بن یسار اور ابن شہاب کہتے تھے جب مطلقہ عورت کو تیسرا حیض شروع ہو جائے تو وہ اپنے خاوند سے بائن ہو جائے گی اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہے گا اب ایک کا تر کہ دوسرے کو نہ ملے گا۔

۱۱۷۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِّ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَرَّتْ مِنْهُ وَبَرَّءَ مِنْهَا وَلَا تَرْتُهُ وَلَا يَرْتُهَا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب مرد اپنی عورت کو طلاق دے اور تیسرا حیض شروع ہو جائے تو اس عورت کو خاوند سے علاقہ نہ رہا اور نہ خاوند کو اس سے نہ تو وہ اس کا وارث ہوگا اور نہ وہ اس کی۔

۱۱۸۰۔ عَنْ الْفَضِيلِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ كَانَا يَقُولَانِ إِذَا طَلَّقَتِ الْمَرْأَةُ فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِّ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ وَحَلَّتْ۔

حضرت فضیل بن ابی عبد اللہ سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اور سالم بن عبد اللہ کہتے تھے جب مطلقہ عورت کو تیسرا حیض شروع ہو جائے تو وہ اپنے خاوند سے بائن ہو جائے گی اور اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہو جائے گا۔

۱۱۸۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَأَبْنِ شِهَابٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمْ كَانُوا

(۱۱۷۸) بیہقی (۴۱۶/۷) رقم (۱۰۳۹۱)۔

(۱۱۷۹) عبدالرزاق (۱۱۰۰۴) ابن ابی شیبہ (۱۸۸۸۶) بیہقی (۴۱۰/۷) (۱۰۳۸۷)۔

(۱۱۸۰) ابن ابی شیبہ (۱۸۸۸۷) سعید بن منصور (۱۲۲۹) بیہقی (۴۱۰/۷ - ۴۱۶) رقم (۱۰۳۹۰)۔

(۱۱۸۱) مالک (۱۱۸۳) ابن ابی شیبہ (۱۸۸۴۶) بیہقی (۴۰۰/۷) (۱۰۵۹۶)۔

يَقُولُونَ اِنْ عِدَّةَ الْمُخْتَلِعَةِ ثَلَاثَةٌ قُرُوءٍ -

سعید بن مسیب ابن شہاب اور سلیمان بن یسار کہتے تھے جو عورت طلع کرے اس کی عدت تین قروء ہے۔

۱۱۸۲۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ يَقُولُ عِدَّةُ الْمُطَلَّاقَةِ الْأَقْرَأُ وَإِنْ تَبَاعَدَتْ -

ابن شہاب کہتے تھے مطلقہ کی عدت طہر (کے) دن سے ہوگی اگرچہ بہت دن لگیں۔

۱۱۸۳۔ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ امْرَأَتَهُ سَأَلَتْهُ الطَّلَاقَ فَقَالَ لَهَا إِذَا حَضَبْتَ فَأَذِينِي فَلَمَّا

حَاضَتْ أَذِنْتُ فَقَالَ إِذَا طَهَرْتَ فَأَذِينِي فَلَمَّا طَهَرْتَ أَذِنْتُ فَطَلَّقَهَا -

ایک انصاری کی بی بی نے اپنے خاوند سے طلاق مانگی اس نے کہا جب تجھے حیض آئے تو مجھے خبر کر

دینا جب حیض آیا اس نے خبر کی۔ کہا جب پاک ہونا تو مجھے خبر کرنا جب پاک ہوئی خبر کی اس وقت انہوں نے

طلاق دے دی۔

مسئلہ امام مالک نے فرمایا کہ میں نے یہ اچھا سنا۔

باب عدة المرأة في بيتها اذا

جس گھر میں طلاق ہو وہیں عدت کرنے

طلقت فيه

کابیان

۱۱۸۴۔ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ

بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ ابْنَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَكَمِ الْبَتَّةَ فَاتَّقَلَّهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَكَمِ فَأَرْسَلَتْ

عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فَقَالَتْ اتَّقَى اللَّهُ وَارْزُدْ الْمَرْأَةَ

إِلَى بَيْتِهَا فَقَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ عَلَيَّ وَقَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ

الْقَاسِمِ أَوْ مَا بَلَغَكَ شَأْنَ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَذْكُرَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ

فَقَالَ مَرْوَانُ إِنْ كَانَ بِكَ الشَّرُّ فَحَسْبُكَ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ -

حضرت قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار ذکر کرتے تھے کہ یحییٰ بن سعید نے طلاق دی عبد الرحمن بن حکم کی

بی بی کو طلاق بتی۔ ان کے باپ عبد الرحمن نے اس مکان سے اٹھوا منگوا یا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان کے پاس

(۱۱۸۲) ایضاً۔

(۱۱۸۴) بعاری (۵۳۲۱) کتاب الطلاق : باب قصة فاطمة بنت قيس 'مسلم (۱۴۸۱) أبو داود.

(۲۳۹۵) أحمد (۴۱۶، ۶) (۲۷۸۹۰)۔

کہلا بھیجا۔ ان دنوں میں وہ حاکم تھا مدینہ کا۔ خدا سے ڈر اور عورت کو اسی گھر میں پہنچا دے جس میں طلاق ہوئی ہے۔ سلیمان کی روایت میں ہے کہ مروان نے کہا عبدالرحمن مجھ پر غالب ہیں (میں اس کو منع نہیں کر سکتا) اور قاسم کی روایت میں ہے کہ مروان نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا تم کو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث یاد نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر فاطمہ کی حدیث تم یاد نہ کرو تو کچھ ضرور نہیں۔ مروان نے کہا اگر تمہارے نزدیک فاطمہ کی نقل مکان کرنے کی یہ وجہ تھی کہ جو رو اور خاندان میں لڑائی تھی تو وہ وجہ یہاں بھی موجود ہے۔

فائدہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت کے اندر نقل مکان کرنے کی اجازت دی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو اس وجہ سے کہ وہ مکان ایک جنگل میں واقع تھا یا فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بد زبان تھی لڑائی جھگڑے کا خوف تھا خاندان سے۔

فائدہ: حتی المقدور عورت کو عدت اس مکان میں کرنا چاہیے جہاں طلاق ہو یا موت ہو البتہ اگر کوئی عذر پیش آئے جیسے مکان کا اکیلا ہونا یا صاحب مکان کا اٹھا دینا یا کرایہ مکان پر قادر نہ ہونا یا لڑائی جھگڑا ہونا تو اس مکان سے اٹھ جانا درست ہے۔

۱۱۸۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بِنْتَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ كَانَتْ تَحْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عُمَانَ بْنِ عَفَانَ فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ فَانْقَلَتْ فَانْكُرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو۔

نافع سے روایت ہے کہ سعید بن زید کا بیٹی عبداللہ بن عمرو بن عثمان کے نکاح میں تھی۔ انہوں نے اس کو تین طلاق دیں وہ اس مکان سے اٹھ گئی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسے بُرا جانا۔

۱۱۸۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ فِي مَسْكِنٍ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ طَرِيقُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَكَانَ يَسْلُكُ الطَّرِيقَ الْأُخْرَى مِنْ أَدْبَارِ الْبُيُوتِ كَرَاهِيَةً أَنْ يَسْتَأْذِنَ عَلَيْهَا حَتَّى رَاجَعَهَا۔

نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے طلاق دی اپنی بی بی کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں اور اُن کے گھر میں سے ہو کر مسجد کو راستہ تھا۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ دوسرے راستے سے جاتے تھے گھروں کے پیچھے سے ہو کر کیونکہ کروہ جانتے تھے مطلقہ عورت کے گھر میں جانے کو اذان لے کر بغیر رجعت کے۔

۱۱۸۷۔ سَنُنُ يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ يُطَلِّقُهَا زَوْجَهَا وَهِيَ فِي بَيْتِ بَكْرَاءٍ عَلَىٰ مِنَ الْكِرَاءِ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَلَىٰ زَوْجِهَا قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَ زَوْجِهَا

(۱۱۸۵) بیہقی (۴۳۱/۷) رقم (۱۵۴۸۰) شرح معانی الآثار (۸۰/۳)۔

(۱۱۸۶) بیہقی (۲۷۲/۷) (۱۵۱۸۶)۔

(۱۱۸۷) شافعی فی الأم (۲۴۶/۷) ابن ابی شیبہ (۱۵۹/۴) رقم (۱۸۸۴۰)۔

قَالَ فَعَلَيْهَا قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهَا قَالَ فَعَلَى الْأَمِيرِ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب سے سوال ہوا کہ اگر عورت گھر میں کرایہ سے ہو اور خاوند طلاق دے دے تو عدت تک کرایہ کون دے گا۔ سعید نے کہا خاوند دے گا اس نے کہا اگر خاوند کے پاس نہ ہو۔ سعید نے کہا بی بی دے گی اس نے کہا کہ اگر بی بی کے پاس بھی نہ ہو سعید نے کہا حاکم دے گا۔

باب فی نفقة المطلقہ . مطلقہ کے نفقہ کا بیان .

۱۱۸۸ - عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو بْنَ حَفْصِ بْنِ طَلْقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ بِالشَّامِ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهَا وَكَيْلَهُ بِشَعِيرٍ فَسَخِطْتُهُ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا لَكَ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَحَاتَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ وَأَمْرَهَا أَنْ تَعْتَدُ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكِ ثُمَّ قَالَ تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي اعْتَدَى عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ يَسَابِكُ عِنْدَهُ فَبِذَا حَلَلَتْ فَادْنَيْتِي قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمِ بْنِ هِشَامٍ حَاطَبَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَضَعْلُوكَ لَا مَالَ لَهُ أَنْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ قَالَتْ فَكْرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ أَنْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَنَكَحْتَهُ فَجَعَلَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ خَيْرًا وَاعْتَبَطْتُ بِهِ -

حضرت فاطمہ بنت قیس کو طلاق دی ابو عمرو بن حفص نے طلاق بتہ اور وہ شام میں تھیں۔ انہوں نے اپنے وکیل کو جو دے کر بھیجا۔ فاطمہ بنت قیس خفا ہوئیں۔ وکیل بولا تمہارا کچھ دینا نہیں آتا۔ فاطمہ خفا ہو کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک تیرا خرچ خاوند پر نہیں ہے اور تو عدت کر اُم شریک کے گھر میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اُم شریک کے گھر میں رات دن میرے اصحاب آیا جایا کرتے ہیں۔ عبداللہ بن اُم مکتوم کے گھر میں تو عدت کر۔ کیونکہ وہ اندھا ہے تو اگر اپنے کپڑے اتارے گی تو بھی کچھ قباحت نہیں۔ جب تیری عدت گزر جائے تو مجھے کہنا۔ فاطمہ بنت قیس نے کہا جب میری عدت گزر گئی تو میں نے حضرت سے کہا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابو جہم بن ہشام دونوں نے مجھے پیام دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو جہم تو اپنی لکڑی کبھی ہاتھ سے رکھتا ہی نہیں اور معاویہ مفلس ہیں اُن کے پاس مال نہیں تو اسامہ بن زید سے نکاح کر میں نے اسامہ کو ناپسند

(۱۱۸۸) مسلم (۱۴۸۰) کتاب الطلاق : باب المطلقۃ ثلاثا لا نفقۃ لها، أبو داود (۲۷۸۴) ترمذی

(۱۱۳۵) نسائی (۳۲۴۵) ابن ماجہ (۱۸۶۹) أحمد (۴۱۲/۶) رقم (۲۷۸۷۱ : ۲۷۸۷۰)

دارمی (۲۱۷۷) -

کیا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا تو اُسامہ سے نکاح کر فاطمہ نے کہا میں نے اُسامہ سے نکاح کر لیا۔ اللہ نے اس میں برکت دی اور لوگ رشک کرنے لگے۔

فائدہ: کیونکہ جس عورت کو تین طلاق ہوئی ہوں اور حاملہ نہ ہو اس کا نفقہ عدت کا خاوند پر نہیں ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک ہے۔

فائدہ: (اپنی لکڑی کبھی ہاتھ سے نہیں رکھتا) یعنی عورت کو اکثر مارا کرتا ہے۔

۱۱۸۹۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ يَقُولُ الْمَبْتُوتَةُ لَا تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا حَتَّى تَحِلَّ وَكَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا فَيُنْفِقُ عَلَيْهَا حَتَّى تَضَعَ حَمْلَهَا۔

ابن شہاب کہتے ہیں جس عورت کو تین طلاق ہوتی ہوں وہ اپنے گھر سے نہ نکلے یہاں تک کہ عدت سے فارغ ہو اور اس کو نفقہ نہ ملے گا مگر جس صورت میں حاملہ ہو تو وضع حمل تک ملے گا۔

باب عدة الأمة من طلاق زوجها لوثدي کی عدت کا بیان

امام مالک نے فرمایا کہ اگر لونڈی کو غلام طلاق دے پھر وہ لونڈی آزاد ہو جائے تو اس کی عدت لونڈی کی سی ہے اس غلام کو رجعت کا حق باقی رہے یا نہ رہے۔ کہا مالک نے ایسا ہی اگر غلام پر حد واجب ہو پھر آزاد ہو جائے تو غلام ہی کی سی حد رہے گی۔ کہا مالک نے آزاد شخص کو لونڈی پر تین طلاق کا اختیار ہے۔ مگر عدت لونڈی کی دو حیض ہیں اور غلام کو آزاد عورت پر دو طلاق کا اختیار ہے مگر عدت اس کی تین طہر ہیں۔ کہا مالک نے اگر لونڈی کسی کے نکاح میں ہو پھر خاوند اس کو خرید کر لے اور آزاد کر دے تو دو حیض سے عدت کرے اگر بعد خریدنے کے اس سے صحبت نہ کی ہو ورنہ ایک حیض سے استبراء کافی ہے۔

باب جامع عدة الطلاق عدت کے بیان میں مختلف حدیثیں

۱۱۹۰۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطِ اللَّيْثِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَيَّمَا امْرَأَةٍ طَلَّقَتْ فَحَاضَتْ حَيْضَةً أَوْ حَيْضَتَيْنِ ثُمَّ رَفَعَتْهَا حَيْضَتُهَا فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ فَإِنْ بَانَ بِهَا حَمْلٌ فَذَلِكَ وَإِلَّا اعْتَدَتْ بَعْدَ التَّسْعَةِ أَشْهُرٍ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ ثُمَّ حَلَّتْ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس عورت کو طلاق ہو پھر ایک یا دو حیض کے بعد اس کا حیض بند ہو جائے تو وہ نو مہینے تک انتظار کرے گی اگر حمل معلوم ہو تو بہتر ہے ورنہ

(۱۱۸۹) عبدالرزاق (۱۲۰۰۹، ۱۲۰۱۶)۔

(۱۱۸۹) ابن ابی شیبہ (۱۸۹۹۰) بیہقی (۴۱۹/۷ - ۴۲۰) رحم (۱۰۴۱۲)۔

پھر تین مہینے عدت کر کے دوسرا نکاح کرے۔

۱۱۹۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الطَّلَاقُ لِلرِّجَالِ وَالْعِدَّةُ لِلنِّسَاءِ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ طلاق مردوں کے لحاظ سے ہے اور عدت عورتوں کے لحاظ سے۔

فائدہ: یعنی اگر مرد آزاد ہو تو تین طلاق کا مالک ہے اگر غلام ہو تو دو طلاق کا چاہے عورت آزاد ہو یا لونڈی اسی طرح آزاد عورت کی عدت تین طہر ہیں اور لونڈی کے دو حیض اگرچہ مرد غلام ہو یا آزاد۔

۱۱۹۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ عِدَّةُ الْمُسْتَحَاضَةِ سَنَةٌ۔

سعید بن مسیب نے کہا عورت مستحاضہ کی عدت ایک برس تک ہے۔

فائدہ: مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا خون ہمیشہ جاری رہے کبھی بند نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عورت مطلقہ کا اگر حیض بند ہو جائے تو وہ نو مہینے تک انتظار کرے اگر اس وقت تک حیض نہ آئے تو تین مہینے عدت کرے اگر تین مہینے پورے ہونے سے پہلے حیض آنے لگے تو پھر عدت حیض سے شروع کرے اگر پھر نو مہینے تک حیض نہ آئے پھر تین مہینے عدت کرے اگر تین مہینے کے اندر پھر حیض آجائے پھر حیض سے شروع کرے پھر اگر نو مہینے تک حیض نہ آئے تین مہینے عدت کرے اگر پھر ان تین مہینے میں حیض آجائے تو اب عدت حیضوں سے پوری ہو اور جو حیض نہ آئے تو تین مہینے عدت کر کے دوسرا نکاح کر لے اس تین برس کی عدت میں خاوند کو اختیار ہے رجعت کرنے لے مگر جب تین طلاق دے چکا ہو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر مرد اپنی عورت کو طلاق دے جب عدت گزرنے لگے رجعت کر لے پھر خلاق دے دے اور صحبت نہ کرے تو عورت کو نئے سرے سے عدت کرنی ہوگی۔ پہلے دنوں کا شمار نہ ہوگا مگر خاوند تنہا رہوگا اگر اس نے تکلیف دینے کی نیت کی ہو۔

فائدہ: پہلے لوگ اپنی عورت کو طلاق دیا کرتے جب عدت گزرنے لگتی پھر رجعت کر لیتے اس خیال سے کہ عورت کو تکلیف ہو۔ اللہ جل جلالہ نے اس سے منع کیا اور فرمایا جب تم طلاق دو عورتوں کو اور عدت ان کی گزرنے پر ہو تو رکھ لو ان کو موافق دستور کے یا رخصت کر دو ان کو موافق دستور کے اور مت روکو ان کو تکلیف دینے کے لیے تا کہ ظلم کرو تم الی آخرہ۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر عورت مسلمان ہو جائے اور خاوند کافر ہو پھر خاوند بھی مسلمان ہو عدت کے اندر تو وہ عورت اسی کی رہے گی اگر عدت گزر جائے پھر عورت سے کچھ علاقہ نہ رہے گا البتہ نکاح کر سکتا ہے پھر تین طلاق کا مالک ہوگا کیونکہ عورت کے مسلمان ہونے سے طلاق نہیں بڑی بلکہ نکاح فتح ہو گیا تھا۔

(۱۱۹۱) عبدالرزاق (۱۲۹۵۱) ابن ابی شیبہ (۱۸۲۴۸) بیہقی (۳۷۰۱۷) رقم (۱۵۱۷۹)۔

(۱۱۹۲) دارمی (۹۱۴۹۰۹)۔

حکمین کے بیان میں

باب ما جاء في الحكمين

۱۱۹۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ فِي الْحَكَمَيْنِ اللَّذَيْنِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقُ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَبِيرًا﴾ إِنَّ إِلَيْهِمَا الْفُرْقَةَ بَيْنَهُمَا وَالْأَجْمَاعَ۔

حضرت علیؑ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے جو فرمایا ”اگر تم کو خوف ہو خاوند اور جو رو کی آپس میں لڑائی کا تو ایک حکم (بیچ) مقرر کرو خاوند والوں میں سے اور ایک حکم (بیچ) جو رو والوں میں سے اگر وہ بھلائی چاہیں گے اللہ اس کو توفیق دے گا بے شک اللہ جانتا خبردار ہے۔“ ان حکموں کو اختیار ہے کہ خاوند اور جو رو میں تفریق کر دیں یا ملاپ کر دیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے یہ اچھا سنا کہ حکموں کا قول تفریق اور ملاپ میں معتبر اور نافذ ہے۔ خواہ خاوند اور جو رو کے اذن سے حکم ہوئے ہوں یا بلا اذن اور بعضوں کے نزدیک ملاپ میں ان کا قول نافذ ہے۔ تفریق بغیر خاوند کے طلاق دی ہوئی نہیں ہو سکتی البتہ اگر خاوند نے حکم کو طلاق کا اختیار دے دیا ہو تو طلاق نافذ ہو جائے گی۔

باب يمين الرجل بطلاق ما لم ينكح

عورت سے نکاح نہ کیا ہو اس کی طلاق پر قسم کھانے کا بیان

۱۱۹۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَأَبْنَ شِهَابٍ وَسَلِيمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا حَلَفَ الرَّجُلُ بِطُلَاقِ الْمَرْأَةِ قَبْلَ أَنْ يَنْكِحَهَا ثُمَّ أَيْمَ إِذَا نَكَحَهَا۔

حضرت عمر بن خطابؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ اور سالم بن عبد اللہ اور قاسم بن محمد اور ابن شہاب اور سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ جو کوئی شخص قسم کھا کے کسی عورت کی طلاق پر قبل نکاح کے پھر بعد نکاح کے وہ قسم توڑے تو طلاق پڑ جائے گی۔

فائدہ: مثلاً یہ کہے اگر میں اس عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق پڑ جائے گی۔ مالک اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور احمدؒ اور شافعیؒ اور جمہور علماء کے نزدیک نہیں پڑے گی۔

(۱۱۹۳) عبدالرزاق (۱۱۸۸۳) بیہقی (۳۰۷/۳۰۶) رقم (۱۴۷۸۲)۔

(۱۱۹۴) عبدالرزاق (۴۲۱/۶) ابن ابی شیبہ (۲۷۴)۔

۱۱۹۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ فِيمَنْ قَالَ كُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحُهَا فَيُحِبِّي طَالِقٍ إِنَّهُ إِذَا لَمْ يُسَمِّ قَبِيلَةَ أَوْ امْرَأَةً بَعَيْنَهَا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ -

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص کہے میں جو عورت سے نکاح کروں اس عورت کو طلاق ہے اور کسی قبیلہ خاص اور عورت معین کا ذکر نہیں کیا تو یہ کلام لغو ہو جائے گا۔

فائدہ: امام عظیمؒ کے نزدیک لغو نہ ہوگا بلکہ جس عورت سے نکاح کرے گا اس پر طلاق پڑ جائے گی مگر ایک طلاق پڑے گی اس کے بعد رجعت کر سکتا ہے۔ البتہ اگر یہ کہہ دے کہ میں جس عورت سے نکاح کروں اس پر تین طلاق ہیں تو رجعت نہ کر سکے گا اور سوائے لونڈی خریدنے کے کسی کی عورت سے نکاح رہ نہیں سکتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت سے کہے اگر میں فلاں کام نہ کروں تو تجھ پر طلاق ہے اور جس عورت سے نکاح کروں اس پر طلاق ہے اور مال اس کا اللہ کی راہ میں صدقہ ہے پھر اس کام کو نہ کیا تو اس کی عورت پر طلاق پڑ جائے گی مگر یہ جو کہا کہ جس عورت سے نکاح کروں اس پر طلاق ہے اگر کسی عورت معین یا قبیلہ معین کا نام نہ لیا تو لغو ہو جائے گی اور مال میں سے تہائی صدقہ دینا ہوگا۔

باب أَجَلَ الذِّي لَا يَمَسُّ امراته جو شخص اپنی عورت سے جماع نہ کر سکے اس کو مہلت دینے کا بیان

۱۱۹۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَمَسَّهَا فَإِنَّهُ يُضْرَبُ لَهُ أَجَلٌ سَنَةً فَإِنْ مَسَّهَا وَإِلَّا فُرِقَ بَيْنَهُمَا -

سعید بن مسیب کہتے تھے جو شخص نکاح کرے کسی عورت سے پھر اس سے جماع نہ کر سکے اس کو ایک برس کی مہلت دی جائے اس عرصہ میں اگر جماع کرے گا تو بہتر نہیں تو تفریق کر دی جائے گی۔

۱۱۹۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ مَتَى يُضْرَبُ لَهُ الْأَجَلُ أَمِنْ يَوْمِ بَيِّنِي بِهَا أَمْ مِنْ يَوْمِ تَرَفُعِهِ إِلَى السُّلْطَانِ -

امام مالکؒ نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کب سے ایک برس کی مہلت دی جائے گی جس روز سے خلوت ہوئی یا جس روز سے مقدمہ پیش ہوا حکم کے سامنے انہوں نے کہا جس روز سے مقدمہ پیش ہوا اس روز سے دعوت

(۱۱۹۵) عبدالرزاق (۱۱۴۷۰)۔

(۱۱۹۶) ابن ابی شیبہ (۴۹۴/۳) (۱۶۴۹۲) عبدالرزاق (۱۰۷۲۰) بیہقی (۲۲۶/۷) (۱۴۲۸۹)۔

(۱۱۹۷) ابن ابی شیبہ (۱۶۴۸۹) دارقطنی (۲۰۵/۳) (۳۷۷۵) بیہقی (۲۲۶/۷) (۱۴۲۹۳)۔

دی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت سے جماع کر چکا پھر کسی وجہ سے عاجز ہو گیا اس کو مہلت دینے کی ضرورت نہیں نہ تفریق ہوگی۔

باب جامع الطلاق

طلاق کی مختلف حدیثوں کا بیان

۱۱۹۸۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ أَسْلَمَ وَعِنْدَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ حِينَ أَسْلَمَ الثَّقِيفِيُّ أَمْسِكُ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا وَفَارِقُ سَائِرَهُنَّ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص ثقفی سے فرمایا جو مسلمان ہوا تھا اور اس کی دس بیویاں تھیں چار کو رکھ لے اور باقی کو چھوڑ دے۔

۱۱۹۹۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَبِيدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنَ مَسْعُودٍ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كُلَّهُمْ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ أَيُّمَا امْرَأَةٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا تَطْلِيقَةً أَوْ تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ تَرَكَهَا حَتَّى تَحِلَّ وَتَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَيَمُوتَ عَنْهَا أَوْ يُطَلِّقَهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا زَوْجَهَا الْأَوَّلَ فَإِنَّهَا تَكُونُ عِنْدَهُ عَلَى مَا بَقِيَ مِنْ طَلَاقِهَا۔

ابن شہاب نے کہا کہ میں نے سنا سعید بن مسیب اور حمید بن عبد الرحمن بن عوف اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ بن مسعود اور سلیمان بن یسار سے سب کہتے تھے کہ ہم نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے تھے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے جس عورت کو خاوند اس کا ایک طلاق یا دو طلاق دے پھر چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت اس کی گزر جائے اور دوسرے خاوند سے نکاح کرے پھر وہ دوسرا خاوند مر جائے یا طلاق دے دے پھر اس سے پہلا خاوند نکاح کرے تو اس کو بقیہ ایک طلاق کا اختیار ہے گا۔

فائدہ: اور ابو حنیفہ کے نزدیک پھر نئے سرے سے تین طلاق کا اختیار ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔

۱۲۰۰۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْأَحْنَفِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّمَ وَوَلَدَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ

(۱۱۹۸) ترمذی (۱۱۲۸) کتاب النکاح: باب ما جاء في الرجل يسلم وعنده عشر نساء، ابن ماجه (۱۹۵۳) أحمد (۱۳/۲) (۴۶۰۹)۔

(۱۱۹۹) عبدالرزاق (۱۱۱۵۰) سعید بن منصور (۱۵۲۵) بیہقی (۳۶۴/۷) رقم (۱۵۱۳۵)۔

(۱۲۰۰) بیہقی (۳۵۸/۷) رقم (۱۵۱۰۵)۔

فَدَعَانِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ فَحِثَّهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا سَيَّاطَ مَوْضُوعَةً وَإِذَا قَيْدَانٍ مِنْ حَبِيدٍ وَعَبْدَانٍ لَهُ قَدْ أُجْلَسَهُمَا فَقَالَ طَلَّقَهَا وَإِلَّا وَالَّذِي يُحْلِفُ بِهِ فَعَلْتُ بِكَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ هِيَ الطَّلَاقُ أَلْفَا قَالَ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَأَدْرَكْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي فَتَغَيَّبَ عَبْدُ اللَّهِ وَقَالَ لَيْسَ ذَلِكَ بِطَّلَاقٍ وَإِنَّهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ قَالَ فَلَمْ تُقِرَّنِي نَفْسِي حَتَّى آتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ أَمِيرٌ عَلَيْهَا فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي وَبِالَّذِي قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ وَكَتَبَ إِلَيَّ جَابِرُ بْنُ الْأَسْوَدِ الزُّهْرِيُّ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ بِأَمْرِهِ أَنْ يُعَاقِبَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَنْ يُحْلَى بَيْنِي وَبَيْنَ أَهْلِي قَالَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَجَهَزَتْ صَفِيَّةُ امْرَأَةَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَمْرَاتِي حَتَّى أَدْخَلْتَهَا عَلَيَّ بِعِلْمِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ثُمَّ دَعَوْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمَ عُرْسِي لَوْلِيَمَتِي فَجَاءَنِي -

حضرت ثابت بن اخف نے نکاح کیا عبدالرحمن بن زید بن خطاب کی ام ولد سے۔ اُن کو بلا یا عبداللہ نے جو بیٹے تھے عبدالرحمن بن زید بن خطاب کے۔ ثابت نے کہا میں اُن کے پاس گیا دیکھا تو کوڑے رکھے ہوئے ہیں اور دو بیڑیاں لوہے کی رکھی ہوئی ہیں اور دو غلام حاضر ہیں عبداللہ نے مجھ سے کہا تو طلاق دے دے اس ام ولد کو نہیں تو میں تیرے ساتھ ایسا کروں گا۔ میں نے کہا ایسا ہے تو میں نے ہزار طلاق اس کو دیں۔ جب میں ان کے پاس سے گزرا تو مکہ کے راستے میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھ کو ملے۔ میں نے ان سے ذکر کیا وہ غصے ہوئے اور کہا یہ طلاق نہیں ہے اور وہ ام ولد تیرے اوپر حرام نہیں ہے تو جا اپنے گھر میں۔ ثابت نے کہا مجھ کو ان سے تسکین نہ ہوئی یہاں تک کہ میں مکہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ حاکم تھے ان دنوں میں مکہ کے میں نے اُن سے یہ قصہ بیان کیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو کہا تھا وہ بھی ذکر کیا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک وہ عورت تجھ پر حرام نہیں ہوئی تو اپنی بی بی کے پاس جا۔ جابر بن اسود زہری جو حاکم تھے مدینہ کے ان کو خط لکھا کہ عبداللہ بن عبدالرحمن کو سزا دو اور ان کی بی بی کو اُن کے حوالے کر دو۔ ثابت کہتے ہیں میں مدینہ آیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بی بی صفیہ نے میری عورت کو بنا سنوار کر میرے پاس بھیجا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اطلاع سے۔ پھر میں نے ولیمہ کی دعوت کی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلا یا وہ دعوت میں آئے۔

فائدہ: (میں تیرے ساتھ ایسا کروں گا) یعنی سخت سزاؤں کا اور ماروں گا۔

فائدہ: مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ زبردستی سے طلاق نہیں پڑتی اور ابوحنیفہ کے نزدیک پڑ

جاتی ہے۔

۱۲۰۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَرَأَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلَقُوهُنَّ لِقَبْلِ عِدَّتِهِنَّ﴾ -

حضرت عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنایا پڑھتے تھے ﴿یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلَقُوهُنَّ لِقَبْلِ عِدَّتِهِنَّ﴾ اے نبی! جب تم طلاق دو اپنی عورتوں کو تو طلاق دو ان کی عدت کے استقبال میں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مطلب اس کا یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک طلاق دے۔

۱۲۰۲۔ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثُمَّ ارْتَجَعَهَا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا كَانَ ذَلِكَ لَهُ وَإِنْ طَلَّقَهَا أَلْفَ مَرَّةٍ فَعَمَدَ رَجُلٌ إِلَى امْرَأَتِهِ فَطَلَّقَهَا حَتَّى إِذَا شَارَفَتْ انْقِضَاءَ عِدَّتِهَا رَاجَعَهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا ثُمَّ قَالَ لَا وَاللَّهِ لَا آوِيكَ إِلَيَّ وَلَا تَحْلِينَ أَبَدًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الطَّلَاقِ مَرَّتَانِ فِيمَسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ بِإِحْسَانٍ فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ الطَّلَاقِ جَدِيدًا مِنْ يَوْمِئِذٍ مَنْ كَانَ طَلَّقَ مِنْهُمْ أَوْ لَمْ يُطَلِّقْ -

حضرت عروہ بن زبیر کہتے تھے پہلے یہ دستور تھا کہ مرد اپنی عورت کو طلاق دیتا جب عدت گزرنے لگتی رجعت کر لیتا ایسا ہی ہمیشہ کیا کرتا اگرچہ ہزار مرتبہ طلاق دے۔ ایک شخص نے اپنی عورت کے ساتھ ایسا ہی کیا اس کو طلاق دی جب عدت گزرنے لگی رجعت کر لی پھر طلاق دے دی اور کہا تم خدا کی نہ میں تجھے اپنے ساتھ ملاؤں گا اور نہ کسی اور سے ملنے دوں گا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ”طلاق دو بار ہے پھر یا تو رکھ لو موافق دستور کے یا رخصت کرو موافق دستور کے“ اس دن سے لوگوں نے نئے سرے سے طلاق شروع کی جنہوں نے طلاق دی تھی اور جنہوں نے نہ دی تھی سب نے۔

۱۲۰۳۔ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدَّبَلِيِّ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ يَرِاجِعُهَا وَلَا حَاجَةَ لَهُ بِهَا وَلَا يُرِيدُ امْسَاكَهَا كَيْمَا يُطَوَّلُ بِذَلِكَ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ لِيُضَارَّهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ يَعْظُمُ اللَّهُ بِذَلِكَ -

حضرت ثور بن زید دہلی سے روایت ہے کہ اگلے زمانہ میں لوگ طلاق دیتے تھے اپنی عورتوں کو پھر

(۱۲۰۱) بیہقی (۳۲۳/۷) رقم (۱۴۹۰۳) أحمد (۶۱/۲) (۵۶۲۹)۔

(۱۲۰۲) بیہقی (۳۳۳/۷) رقم (۱۴۹۰۱)۔

رجعت کر لیتے تھے اور ان کو رکھنے کی نیت نہ ہوتی تھی تاکہ عدت ان کی بڑھ جائے اور ان کو ضرر پہنچے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ مت روک رکھو عورتوں کو ضرر پہنچانے کے لیے جو ایسا کرے گا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا یہ نصیحت کرتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو۔

۱۲۰۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ وَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَّارٍ سُعِلَا عَنْ طَلَاقِ السُّكْرَانِ فَقَالَا إِذَا طَلَّقَ السُّكْرَانُ جَارَ طَلَاقُهُ وَإِنْ قَتَلَ قُتِلَ -

حضرت سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ جو شخص نشے میں مست ہو اور طلاق دے اس کا کیا حکم ہے دونوں نے کہا کہ طلاق پڑ جائے گی اور اگر وہ نشے میں مار ڈالے کسی کو مارا جائے گا۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۱۲۰۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ كَانَ يَقُولُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الرَّجُلَ مَا يُنْفِقُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا -

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے جب خاوند جو رو کو تان و نقد نہ دے سکے تو تفریق کر دی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے شہر کے عالموں کو اسی پر پایا۔

فائدہ: شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک تفریق نہ ہوگی بلکہ جو رو کو حکم دیا جائے گا کہ خاوند کے نام سے قرض لے کر کھائے۔

باب عدة المتوفى عنها زوجها اذا جب حامله عورت کا خاوند مر جائے اس کی کانت حاملا

۱۲۰۶۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ يَتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ

(۱۲۰۴) عبدالرزاق (۱۲۳۰۳) ابن ابی شیبہ (۱۷۹۵۵، ۱۷۹۵۷، ۱۷۹۶۱) سعید بن منصور (۱۱۰۶، ۱۱۰۷) بیہقی (۳۵۹/۷) رقم (۱۵۱۱۲)۔

(۱۲۰۵) عبدالرزاق (۱۲۳۵۶) ابن ابی شیبہ (۱۹۰۰۶) سعید بن منصور (۲۰۲۲) دارقطنی (۲۹۶/۳) (۳۷۴۰) بیہقی (۴۶۹/۷) (۱۵۷۰۷)۔

(۱۲۰۶) بخاری (۴۹۰۹) مسلم (۱۴۸۵) ترمذی (۱۱۹۴) نسائی (۳۵۱۰) أحمد (۳۱۹/۶)۔ (۳۲۰) رقم (۲۷۲۵۱) دارمی (۲۲۷۹)۔

فَدَخَلَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَىٰ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَوَلَدْتُ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ فَخَطَبَهَا رَحْلَانِ أَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْآخَرُ كَهْلٌ فَحَطَّطْتُ إِلَى الشَّابِّ فَقَالَ الشَّيْخُ لَمْ تَجَلِي بَعْدَ وَكَانَ أَهْلُهَا غَيْبًا وَرَحًا إِذَا جَاءَ أَهْلُهَا أَنْ يُؤْتُوهُ بِهَا فَحَاجَّتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ حَلَلْتَ فَأَنْكِحِي مَنْ شِئْتِ -

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ حاملہ عورت کا خاندان اگر مر جائے تو وہ کس حساب سے عدت کرے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دونوں عدتوں میں سے جو عدت دور ہو اس کو اختیار کرے۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وضع حمل تک انتظار کرے۔ پھر ابوسلمہ حضرت ام سلمہ کے پاس گئی اور ان سے جا کر پوچھا انہوں نے کہا کہ سبیحہ اسمیہ اپنے خاندان کے مرنے کے بعد پندرہ دن میں جتنی پھر دو شخصوں نے اس کو پیام بھیجا ایک نوجوان تھا دوسرا ادھیڑ وہ نوجوان کی طرف مائل ہوئی۔ ادھیڑ نے کہا تیری عدت ہی ابھی نہیں گزری اس خیال سے کہ اس کے عزیز وہاں نہ تھے جب وہ آئیں گے تو شاید اس عورت کو میری طرف مائل کر دیں پھر سبیحہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور یہ حال بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری عدت گزر گئی تو جس سے چاہے نکاح کرے۔

فائدہ: (کس حساب سے عدت کرے) یعنی چار مہینے دس دن تک عدت کرے یا وضع حمل تک انتظار کرے۔

فائدہ: (عدت دور ہو اس کو اختیار ہے) یعنی اگر وضع حمل کے ایام قریب ہوں اور چار مہینے دس دن گزرنے میں عرصہ ہو تو چار مہینے دس دن اختیار کرے اگر وضع حمل میں چار مہینے دس دن سے بھی زیادہ دیر ہو تو وضع حمل تک انتظار کرے۔

۱۲۰۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍاهُ سَمِعَ سَيْلَ عَنِ الْمَرْأَةِ يَتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجَهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍاهُ إِذَا وَضَعْتَ حَمْلَهَا فَقَدْ حَلَّتْ فَأَخْبِرْهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ عِنْدَهُ أَنْ عَمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَوْ وَضَعْتَ وَزَوْجَهَا عَلَى سَرِيرِهِ لَمْ يُدْفَنْ بَعْدَ لَحَلَّتْ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ اگر عورت حاملہ کا خاندان مر جائے تو اس کی عدت کیا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب وہ جنے اس کی عدت پوری ہوگی اتنے میں ایک شخص انصاری نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر خاندان کا جنازہ تخت پر رکھا ہو اور اس کی عورت جنے تو اس کی عدت گزر جائے گی۔

(۱۲۰۷) عبدالرزاق (۱۱۷۱۹) ابن ابی شیبہ (۱۷۰۹۰) سعید بن منصور (۱۰۲۲) بیہقی

(۱۰۲۲) رقم (۱۰۴۷۶)

۱۲۰۸۔ عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نَفَسَتْ بَعْدَ وِفَاةِ زَوْجِهَا بِلْيَالٍ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَلَلْتَ فَأَنْكِحِي مَنْ شِئْتِ -

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کے مرنے کے بعد چند روز میں جنی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تیری عدت گزر گئی جس سے چاہے نکاح کرے۔

۱۲۰۹۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ اخْتَلَفَا فِي الْمَرْأَةِ تَنْفُسُ بَعْدَ وِفَاةِ زَوْجِهَا بِلْيَالٍ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ إِذَا وَضَعْتَ مَا فِي بَطْنِهَا فَقَدْ حَلَّتْ لِلزَّوْجِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرَ الْأَحْلِينَ فَجَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَنَا مَعَ ابْنِ أُحْيَى يُعْنَى أَبَا سَلَمَةَ فَبَعَثُوا كُرَيْبًا مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهَا عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَتْهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّهَا قَالَتْ وَلَدْتُ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ بَعْدَ وِفَاةِ زَوْجِهَا بِلْيَالٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ حَلَلْتَ فَأَنْكِحِي مَنْ شِئْتِ -

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اختلاف کیا اس عورت کی عدت میں جو چند دن بعد اپنے خاوند کے مرنے کے جنے۔ ابو سلمہ نے کہا جب وہ جنے تو اس کی عدت گزر گئی اور عبد اللہ بن عباس نے کہا نہیں دونوں عدتوں میں جو دور ہو وہاں تک انتظار کرے اتنے میں ابو ہریرہ آئے انہوں نے کہا کہ میں اپنے بھائی ابو سلمہ کے ساتھ ہوں پھر ان سب لوگوں نے کریم کو جو عبد اللہ بن عباس کے مولی تھے بھیجا حضرت ام سلمہ کے پاس اس مسئلے کو پوچھنے کے واسطے۔ انہوں نے کہا کہ سبیعہ اسلمیہ اپنے خاوند کے مرنے کے بعد چند روز کے جنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو حلال ہو گئی جس سے چاہے نکاح کرے۔

مسئلہ : امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور ہمارے شہر کے عالم اسی مذہب پر ہے۔

(۱۲۰۸) بخاری (۵۳۲۰) کتاب الطلاق : باب وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن نسائي (۳۰۶) ابن ماجہ (۲۰۲۹) أحمد (۳۲۷/۴) رقم (۱۹۱۲۵) -

(۱۲۰۹) بخاری (۴۹۰۹) کتاب تفسیر القرآن : باب وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن مسلم (۱۴۸۵) ترمذی (۱۱۹۴) نسائی (۳۵۱۴) أحمد (۳۱۴/۶) رقم (۲۷۲۱۰) دارمی (۲۲۸۰) -

باب مقام المتوفى عنها زوجها فى جس عورت کا خاوند مر جائے اس کو عدت بیتھا حتى تحل تک اسی گھر میں رہنے کا بیان

۱۲۱۰۔ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ أَلِ الْفُرَيْعَةِ بِنْتِ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَهِيَ أُخْتُ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا حَاتَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهَا فِي بَنِي خُدْرَةَ فَإِنَّ زَوْجَهَا عَجْرَجَ فِي طَلَبِ أَعْبُدِ لَهُ أَبُوهَا حَتَّى إِذَا كَانُوا يَطْرَفِ الْقُدُومِ لِحَقِّهِمْ فَقَتَلُوهُ قَالَتْ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي فِي بَنِي خُدْرَةَ فَإِنَّ زَوْجِي لَمْ يَتْرُكْنِي فِي مَسْكَنِ يَمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةٍ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَتْ فَانصرفتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْحَجْرَةِ نَادَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ بِي فَسُودَيْتُ لَهُ فَقَالَ كَيْفَ قُلْتِ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِي ذَكَرْتُ لَهُ مِنْ شَأْنِ زَوْجِي فَقَالَ امْكُئِي فِي بَيْتِكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابَ أَحَلَّهُ قَالَتْ فَأَعْتَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ أُرْسِلَ إِلَيَّ فَسَأَلَنِي عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَتْبَعَهُ وَقَضَى بِهِ -

حضرت زینب بنت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ فریہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ عنہما جو بہن ہیں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور پوچھا کہ مجھے اپنے لوگوں میں جانے کی اجازت ہے کیونکہ میرے خاوند کے چند غلام بھاگ گئے تھے وہ ان کو ڈھونڈنے کو نکلے جب قدم (ایک مقام) ہے مدینہ سے سات میل پر) میں پہنچی وہاں غلاموں کو پایا اور غلاموں نے میرے خاوند کو مار ڈالا اور میرا خاوند میرے لیے نہ کوئی مکان ذات کا چھوڑ گیا ہے نہ کچھ خرچ دے گیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اپنے کنبے والوں میں چلی جاؤں۔ آپ نے فرمایا چلی جا جب میں لوٹ کر چلی حجرہ کے باہر نہیں پہنچی تھی کہ پھر آپ ﷺ نے پکارا یا کسی اور نے آپ کے کہنے پر پکارا اور مجھ سے پوچھا میں نے سارا قصہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی گھر میں رہ یہاں تک کہ عدت پوری ہو میں نے اسی گھر میں عدت کی چار مہینے دس دن تک جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے انہوں نے مجھ سے یہ مسئلہ پوچھا بھیجا اور اسی کے موافق حکم کیا۔

۱۲۱۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُرَدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهُنَّ أَرْوَاجُهُنَّ مِنْ

(۱۲۱۰) أبو داود (۲۳۰۰) کتاب الطلاق: باب فی المتوفى عنها تنتقل 'ترمذی (۱۶۰۴) نسائی

(۳۵۲۸) ابن ماجہ (۲۰۳۱) أحمد (۳۷۰/۶) رقم (۲۷۶۲۷) دارمی (۲۲۸۷) -

..... ابن ماجہ (۱۰۹/۴) (۱۸۸۴۷) بیہقی (۴۳۰/۷) (۱۰۵۰۴) -

الْبَيْدَاءِ يَمْنَعُهُنَّ الْحَجَّ -

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب اُن عورتوں کو جو خاوند کے مرنے کے بعد سے عدت میں ہوتی تھیں بیداء سے پھیر دیتے تھے حج کو نہ جانے دیتے تھے۔

۱۲۱۲- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ حَبَابٍ تُوَفِّيَ وَإِنَّ امْرَأَتَهُ جَاءَتْ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَذَكَرَتْ لَهُ وَفَاةَ زَوْجِهَا وَذَكَرَتْ لَهُ حَرْنًا لَهُمْ بِقَنَاةٍ وَسَأَلَتْهُ هَلْ يَصْلُحُ لَهَا أَنْ تَبِيتَ فِيهِ فَنَهَاهَا عَنْ ذَلِكَ فَكَانَتْ تَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ سَحَرًا فَتُصْبِحُ فِي حَرْنِهِمْ فَتَنْظَلُ فِيهِ يَوْمَهَا ثُمَّ تَدْخُلُ الْمَدِينَةَ إِذَا أُمْسَتْ فَتَبِيتُ فِي بَيْتِهَا -

یحییٰ بن سعید کو پہنچا کہ حضرت سائب بن حباب کا انتقال ہو گیا تو ان کی بی بی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئیں اور اپنے خاوند کا مرنا بیان کیا اور کہا کہ میری کچھ بھینتی ہے چاہے اگر آپ اجازت دیجئے تو میں وہاں شب کو رہا کروں انہوں نے اس سے منع کیا تو وہ مدینہ سے صبح کو جاتیں دن بھر اپنے کھیت میں رہتیں اور سارا دن وہاں کاٹیں شام کو پھر مدینہ میں آ جاتیں اور رات بھر اپنے گھر میں بسر کرتیں۔

۱۲۱۳- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْمَرْأَةِ الْبِدْوِيَّةِ يَتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا إِنَّهَا تَنْتَوِي حَيْثُ أَنْتَوَى أَهْلُهَا -

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ کہتے تھے کہ جو لوگ جنگل میں رہا کرتے ہیں اگر ان میں سے کسی کا خاوند مر جائے تو وہ اپنے لوگوں کے ساتھ رہے جہاں وہ اُتریں وہاں وہ بھی اترے (عذر کی وجہ سے)۔

۱۲۱۴- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا تَبِيتُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَلَا الْمَبْتُوتَةَ إِلَّا فِي بَيْتِهَا -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ جس عورت کا خاوند مر جائے یا طلاق دے دے وہ رات کو اپنے گھر میں رہا کرے (عدت تک)۔

(۱۲۱۲) بیہقی (۴۳۷/۷ - ۴۳۷) (۱۰۵۱۰) عبدالرزاق (۱۲۰۶۴) ابن ابی شیبہ (۱۸۸۶۵) (۱۸۸۶۶) سعید بن منصور (۱۳۷۱)۔

(۱۲۱۳) عبدالرزاق (۱۲۰۷۸) ابن ابی شیبہ (۱۸۸۶۰) سعید بن منصور (۱۳۷۲)۔

(۱۲۱۴) عبدالرزاق (۱۲۰۶۳) ابن ابی شیبہ (۱۸۸۵۹) بیہقی (۴۳۵/۷) رقم (۱۰۵۰۰)۔

باب عدة أم الولد اذا توفى جب أم ولد کا مالک مرجائے اس کی

سیدھا عدت کا بیان

۱۲۱۵۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ يَقُولُ إِنَّ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ فَرَّقَ بَيْنَ رِجَالٍ وَبَيْنَ نِسَائِهِمْ وَكُنَّ أُمَّهَاتِ أَوْلَادٍ رِجَالٍ هَلَكُوا فَتَزَوَّجُوهُنَّ بَعْدَ حَيْضَةٍ أَوْ حَيْضَتَيْنِ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمْ حَتَّى يَعْتَدِدُنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سُبْحَانَ اللَّهِ يَقُولُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا مَا هُنَّ مِنَ الْأَزْوَاجِ -

حضرت قاسم بن محمد کہتے تھے کہ یزید بن عبد الملک نے تفریق کر دی درمیان میں مردوں کے اور ان عورتوں کے جو ام ولد تھیں لوگوں کی اور ان کے مولیٰ مر گئے تھے۔ انہوں نے ایک حیض یا دو حیض کے بعد نکاح کر لیے تھے اور حکم دیا چار مہینے دس دن عدت کرنے کو۔ جب قاسم بن محمد نے کہا سبحان اللہ اللہ فرماتا ہے جو لوگ تم میں سے مرجائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ چار مہینے دس دن عدت کریں اور ام ولد بیویوں میں داخل نہیں۔

فائدہ: قاسم بن محمد نے یزید بن عبد الملک پر انکار کیا اس بات سے کہ انہوں نے ام ولد کی عدت کو چار مہینے دس دن قرار دیا حالانکہ ام ولد بیویوں میں داخل نہیں ہے۔

۱۲۱۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ عِدَّةُ أُمِّ الْوَلَدِ إِذَا تُوَفِّيَ عَنْهَا سَيِّدَهَا حَيْضَةً -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ام ولد کا مولیٰ جب مرجائے تو ایک حیض تک عدت کرے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ مالک نے اگر اس ام ولد کو حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے تک عدت کرے۔

باب عدة الأمة اذا توفى سیدھا أو لوتھی کا جب مولیٰ یا خاوند مرجائے اس

زوجھا کی عدت کا بیان

۱۲۱۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ وَسَلِيمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُولَانِ عِدَّةُ الْأَمَةِ

(۱۲۱۵) ابن ابی شیبہ (۱۵۰/۴) (۱۸۷۵۴) بیہقی (۴۴۷/۷) (۱۵۵۷۸) -

(۱۲۱۶) عبدالرزاق (۱۲۹۳۰) ابن ابی شیبہ (۱۸۷۴۷) سعید بن منصور (۱۲۸۸) بیہقی

(۴۴۷/۷) رقم (۱۵۵۷۶) -

(۱۲۱۷) ابن ابی شیبہ (۱۶۳/۴) (۱۸۸۸۰) بیہقی (۴۴۷/۷) (۱۵۵۷۸) -

إِذَا هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا شَهْرَانِ وَخَمْسُ لَيَالٍ -

حضرت سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ لوٹنی کا خاوند جب مر جائے تو عدت اس کی دو مہینے پانچ دن ہے۔

۱۲۱۸۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَ ذَلِكَ -

ابن شہاب نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

مطلب: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو غلام لوٹنی کو طلاق رجعی دے پھر مر جائے اور اس کی عورت عدت میں ہو تو اب دو مہینے پانچ دن تک عدت کرے۔ اگر وہ لوٹنی آزاد ہو جائے اور اپنے خاوند سے جدا نہ ہونا چاہے یہاں تک کہ خاوند اس کا عدت میں مر جائے تو اب وہ لوٹنی مثل آزاد عورت کے چار مہینے دس دن تک عدت کرے کیونکہ عدت وفات کے بعد آزاد کے اس پر لازم ہوئی تو مثل آزاد عورت کے کرنا چاہیے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

باب ما جاء في العزل

عزل کے بیان میں

فائدہ: انزال کے وقت ذکر کو باہر نکال لینا اور باہر منزل ہونا اس کا نام عزل ہے۔

۱۲۱۹۔ عَنْ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَحَلَسْتُ إِلَيْهِ فَمَسَّأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُسَطَّمِ فَأَصَبْنَا سَبِيًّا مِنْ سَبِي الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْمِدَاءَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْرِزَ نَفْسَنَا نَعْرِزًا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ فَمَسَّأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسْمَةٍ كَانَتْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَانَتْ...

ابن محیریز سے روایت ہے کہ میں مسجد میں گیا وہاں ابو سعید خدریؓ کو بیٹھے دیکھا میں نے پوچھا عزل درست ہے۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں مسلمان ہوئے وہاں عورتیں کافروں کی قید ہوئیں ہم لوگوں کو شہوت ہوئی اور محمد بن عمارؓ اور گندریؓ اور ابی ہبہؓ نے کہ ان عورتوں کو بیچ کر روپیہ حاصل

(۱۲۱۸) عبد الرزاق (۳۳۱/۷) (۱۲۹۲۴) بیہقی (۴۲۷/۷) (۱۰۴۰۹)۔

(۱۲۱۹) بخاری (۲۰۴۲) کتاب العتق: باب من ملك من العرب رقيقا مسلم (۴۳۸): أبو داود

(۲۱۷۲) ترمذی (۱۱۳۸) نسائی (۳۳۲۷) ابن ماجہ (۱۹۲۶) أحمد (۶۸/۳)

(۱۱۶۷۰) دارمی (۲۲۲۳)۔

کریں اس لیے ہم نے چاہا کہ عزل کریں۔ پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ بغیر آپ سے پوچھے کیونکر عزل کریں اس لیے آپ ﷺ سے پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا عزل کرنے میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ جس جان کو پیدا کرنا اللہ کو منظور ہے وہ خواہ مخواہ پیدا ہوگی قیامت تک۔

فائدہ: کیونکہ اگر عزل نہ کریں گے تو حمل کا خوف ہے اور جب حمل ہو جائے گا تو بیچنا مشکل ہوگا۔

فائدہ: بعض علماء نے عزل کو جائز رکھا ہے بعضوں نے مکروہ گنہگار اس کا بہتر ہے۔

۱۲۲۰۔ عَنْ أُمِّ وَكَيْدٍ لَّابِي أَيُّوبَ النَّضَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہما عزل کرتے تھے۔

۱۲۲۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ لَا يَعْزِلُ وَكَانَ يَكْرَهُ الْعَزْلَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عزل نہیں کرتے تھے اور مکروہ جانتے تھے۔

۱۲۲۲۔ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ غَزِيَّةٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَجَاءَهُ ابْنُ قَهْدٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ إِنَّ عِنْدِي جَوَارِي لِي لَيْسَ نِسَائِي اللَّاتِي أُكِنُّ بِأَعْجَبَ إِنْسِي مِنْهُنَّ وَلَيْسَ كُلُّهُنَّ يُعْجِبُنِي أَلَمْ تَحْمِلْ مِنِّي أَفَاعْزِلُ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَفْتِي يَا حَجَّاجُ قَالَ فَقُلْتُ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ إِنَّمَا نَجَلِسُ عِنْدَكَ لِنَتَعَلَّمَ مِنْكَ قَالَ أَفْتِي قَالَ فَقُلْتُ هُوَ حَرْتُكَ إِنْ شِئْتَ سَقَيْتَهُ وَإِنْ شِئْتَ أَعْطَشْتَهُ قَالَ وَكُنْتُ أَسْمَعُ ذَلِكَ مِنْ زَيْدٍ فَقَالَ زَيْدٌ صَدَقَ۔

حضرت حجاج بن عمرو بن غزیرہ بن ثابت پاس بیٹھے تھے اتنے میں ابن فہد ایک شخص یمن کا رہنے والا آیا اور کہا اے ابوسعید! (کنیت ہے زید بن ثابت کی) میرے پاس چند لونڈیاں ہیں جو میری بیبیوں سے بہتر ہیں مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ سب حاملہ ہو جائیں کیا میں ان سے عزل کروں۔ زید نے حجاج سے کہا مسئلہ بتاؤ حجاج نے کہا اللہ تمہیں بخشے ہم تو تمہارے پاس علم سیکھنے کو آتے ہیں۔ زید نے کہا بتاؤ جب میں نے کہا وہ کھیتیاں ہیں تیری۔ تیرا جی چاہے ان میں پانی پہنچایا جی چاہے سوکھا رکھ۔ میں ایسا ہی سنا کرتا تھا زید سے۔ زید نے کہا جی بولا۔

فائدہ: یعنی چاہے ان سے جماع کرو اور نطفہ ٹھہرنے دے یا عزل کرو اور نطفہ نہ ٹھہرنے دے۔

۱۲۲۳۔ عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ ذَوَيْفٌ أَنَّهُ قَالَ سَعِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْعَزْلِ فَدَعَا جَارِيَةً لَهُ فَقَالَ

(۱۲۲۰) عبدالرزاق (۱۲۵۷۳) ابن ابی شیبہ (۱۶۵۸) بیہقی (۲۳۰۱۷) رقم (۱۴۳۱۸)۔

(۱۲۲۱) عبدالرزاق (۱۲۵۷۷) سعید بن منصور (۲۲۳۲) بیہقی (۲۳۱۱۷) رقم (۱۴۳۲۹)۔

(۱۲۲۲) عبدالرزاق (۱۲۵۵۵) سعید بن منصور (۲۲۲۷) بیہقی (۲۳۰۱۷) رقم (۱۴۳۱۹)۔

(۱۲۲۳) عبدالرزاق (۱۲۵۵۶) سعید بن منصور (۲۲۳۳) بیہقی (۲۳۱۱۷) رقم (۱۴۳۲۰)۔

أَخْبِرِيَهُمْ فَكَانَتْهَا اسْتَحْيَتْ فَقَالَ هُوَ ذَلِكَ أَمَا أَنَا فَأَقْعَلُهُ يَعْنِي أَنَّهُ يَعْرُلُ -

ذیف سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ عزل کرنا درست ہے یا نہیں انہوں نے اپنی لونڈی کو بلا کر کہا تو ان کو متا دے اس نے شرم کی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ کہا دیکھ لو ایسا حکم ہے میں تو عزل کیا کرتا ہوں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ آزاد عورت سے عزل کرنا بغیر اس کی اجازت کے درست نہیں اور اپنی لونڈی سے بغیر اس کی اجازت کے درست ہے اور پرانی لونڈی سے اس کے مالک کی اجازت لینا ضروری ہے۔

سوگ کا بیان

باب ما جاء في الاحداد

١٢٢٤ - عَنْ حَمِيدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ بِهَذِهِ الْأَحَادِيثِ الثَّلَاثَةِ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ فَدَعَعْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ بِطَيْبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ خَلُوقٌ أَوْ غَيْرُهُ فَدَهَنْتُ بِهِ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَحْتُ بِعَارِضِيهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا لِي بِالطَّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحْدَ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا -

قَالَتْ زَيْنَبُ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبِ بِنْتِ حَنْشِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَعْتُ بِطَيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا لِي بِالطَّيْبِ حَاجَةٌ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحْدُ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا -

قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّيْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَتْ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدْ اشْتَكَّتْ عَيْنَيْهَا أَفْتَكْحُلُهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرْتِنِينَ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ لَا ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي

(١٢٢٤) بخاری (٥٣٣٤) کتاب الطلاق : باب تحد المتوفى عنها زوجها أربعة أشهر وعشرا 'مسلم

(١٤٨٦) أبو داود (٢٢٩٩) ترمذی (١١٥٩) -

الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ فَقُلْتُ لِرَزِينِ بْنِ مَرْثَدٍ مَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ فَقَالَتْ رَزِينُ كَانَتْ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوَفِّي عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَيْسَتْ شَرَّ نِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طَيْبًا وَلَا شَيْئًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةً ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابِيَةِ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَيْرٍ فَتَقْتَضُ بِهِ فَقَلَمًا تَقْتَضُ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي بِهَا ثُمَّ تَرَاوِعُ بَعْدَ مَا شَافَتْ مِنْ طَيْبٍ أَوْ غَيْرِهِ -

حمید بن نافع سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ نے تین حدیثیں ان سے بیان کیں۔ ایک تو یہ کہ میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب ان کے باپ ابوسفیان مرے تھے تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی جس میں زردی ملی ہوئی تھی وہ خوشبو ایک لوٹھی کے لگا کر اپنے کھنوں پر لگالی اور کہا کہ قسم خدا کی مجھے خوشبو کی احتیاج نہیں مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں کہ کسی مردے پر تین دن تک زیادہ سوگ کرے سوا خاوند کے کہ اس پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے۔

دوسری حدیث یہ ہے کہ زینب نے کہا میں زینب بنت جحش کے پاس جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گئی جب ان کے بھائی مر گئے تھے انہوں نے خوشبو منگا کر لگائی اور کہا کہ قسم خدا کی مجھے خوشبو کی حاجت نہیں مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں کہ سوگ کرے کسی مردے پر تین روز سے زیادہ مگر خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے۔

تیسری حدیث یہ ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں اپنی ماں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے کہا ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہنے لگی یا رسول اللہ! میری بیٹی کا خاوند مر گیا اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں اگر فرمائیے تو سر مد لگا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں نہیں دو بار یا تین بار بلکہ چار مہینے دس دن تک پرہیز کرنا ضروری ہے اور جاہلیت میں ایک سال تک پرہیز کرتے تھے جب سال ختم ہوتا تو اونٹ کی بیٹھی پھینکتے تھے۔ حمید نے کہا میں نے زینب سے پوچھا اونٹ کی بیٹھی پھینکنے سے کیا مطلب ہے انہوں نے کہا زمانہ جاہلیت میں جب عورت کا خاوند مر جاتا تو ایک کھنڈر میں چلے جاتے اور برے سے برے کپڑے پہن لیتے پھر ایک سال تک خوشبو وغیرہ کچھ نہ لگاتے بعد سال کے ایک جانور لاتے گدھایا بکری یا کوئی پرندہ اس کو اپنے بدن پر ملتے اکثر وہ مر جاتا بعد اس کے باہر نکلتے تو ایک اونٹ کی بیٹھی اس کو دیتے اس کو پھینک کر پھر اختیار ہوتا۔

جائے خوشبو لگائے یا لکڑی کا کام کرے۔

۱۲۲۵۔ عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُجِدَّ عَلَى مِئْتِ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ -

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں سوگ کرنا کسی مردے پر تین راتوں سے زیادہ مگر خاوند پر۔

۱۲۲۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لِمَرْأَةٍ حَادَّةٍ عَلَى زَوْجِهَا اشْتَكَّتْ عَيْنَيْهَا فَبَلَغَ ذَلِكَ مِنْهَا اُكْتَحَلِي بِكُحْلِ الْجَلَاءِ بِاللَّيْلِ وَامْسَحِيهِ بِالنَّهَارِ -

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت سے کہا جو سوگ میں تھی اپنے خاوند کے اور اس کے آنکھ دکھتی تھی رات کو وہ سرمہ لگالے جس سے آنکھ روشن ہو اور دن کو پونچھ ڈالے۔

۱۲۲۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلِيمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا كَانَا يَقُولَانِ فِي الْمَرْأَةِ يَتَوَقَّى عَنْهَا زَوْجُهَا إِذَا حَشِيَتْ عَلَى بَصَرِهَا مِنْ رَمَدٍ أَوْ شَكْوٍ أَصَابَهَا إِذَا تَكْتَحَلُ وَتَتَدَاوَى بِدَوَاءٍ أَوْ كُحْلِ وَإِنْ كَانَ فِيهِ طَيْبٌ -

حضرت سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار کہتے تھے جس عورت کا خاوند مر جائے اور اس کو اپنی آنکھ کے آشوب یا کسی اور دکھ کی تکلیف ہو وہ سرمہ لگائے اور دوا کرے اگرچہ اس میں خوشبو ہو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جب ضرورت ہو اللہ جل جلالہ کا دین آسان ہے۔

۱۲۲۸۔ عَنْ صَفِيَّةِ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ اشْتَكَّتْ عَيْنَيْهَا وَهِيَ حَادَّةٌ عَلَى زَوْجِهَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَلَمْ تَكْتَحَلْ حَتَّى كَادَتْ عَيْنَاهَا تَرْمَصَانِ -

(۱۲۲۵) مسلم (۱۴۹۰) کتاب الطلاق: باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة نسائي (۳۵۰۳) ابن

ماجه (۲۰۸۶) أحمد (۲۸۶۰۶) رقم (۲۶۹۸۶) دارمی (۲۲۸۳) -

(۱۲۲۶) أبو داود (۲۳۰۵) کتاب الطلاق: باب فيما تحتنبه المعتدة في عدتها نسائي (۳۵۳۷) -

(۱۲۲۷) ابن ابی شیبہ (۱۸۹۵۵) عبدالرزاق (۱۲۱۳۷) -

(۱۲۲۸) عبدالرزاق (۱۲۱۲۵) ابن ابی شیبہ (۱۸۹۶۳) سعید بن منصور (۲۱۳۸) -

حضرت صفیہ بنت ابی عبید اپنے خاوند کے سوگ میں تھیں یعنی عبداللہ بن عمر کے انہوں نے سرمد نہ لگایا اور ان کی آنکھیں دکھتی تھیں یہاں تک کہ چیخڑ آنے لگا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو عورت سوگ میں ہو اپنے خاوند کے اور وہ زیور قسم سے کچھ نہ پہنے نہ اٹوٹھی نہ پائے زیب نہ اور زیور نہ عین کا کپڑا مگر جب موٹا اور سخت ہو نہ رنگا ہو کپڑا مگر سیاہ نہ کٹکھی کرے نہ کھلی ڈالے مگر عین وغیرہ کے پتوں سے بالوں کو دھو سکتی ہے یا اور کسی چیز سے جس میں خوشبو نہ ہو۔ کہا مالک نے جس عورت کا خاوند مر جائے وہ تیل زیتوں کا یا تیل کا جس میں خوشبو نہ ہو لگائے۔

۱۲۲۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ حَادَّةٌ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلَتْ عَلَى عَيْنَيْهَا صَبْرًا فَقَالَ مَا هَذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ إِنَّمَا هُوَ صَبْرٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اجْعَلِيهِ فِي اللَّيْلِ وَأَمْسَحِيهِ بِالنَّهَارِ۔

رسول اللہ ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہ سوگ میں تھیں اپنے خاوند ابوسلمہ کے۔ انہوں نے اپنی آنکھوں پر ایلوا لگا لیا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا لگایا اے ام سلمہ! انہوں نے کہا یہ ایلوا ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا رات کو لگایا کر اور دن کو پونچھ ڈالا کر۔

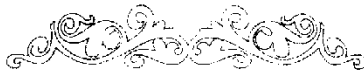
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر عورت نابالغ ہو اس کو حیض نہ آتا ہو وہ بھی مثل بالغہ سوگ کرے۔ جب خاوند اس کا مر جائے اور جن امور سے بالغہ کو پرہیز کرنا لازم ہے ان سے وہ بھی پرہیز کرے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جب نوذنی کا خاوند مر جائے وہ دو مہینے پانچ دن تک سوگ کرے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جب ام ولد کا مولیٰ مر جائے تو وہ سوگ نہ کرے کیونکہ سوگ ان عورتوں پر لازم ہے جو خاوند الین ہوں۔

۱۲۳۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوَّجَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ تَجْمَعُ الْحَادَّةَ رَأْسَهَا بِالسُّدْرِ وَالزَّيْتِ۔

حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جو عورت سوگ میں ہو وہ اپنے سر کو بیری کے پتے سے دھو سکتی ہے اور زیتوں کا تیل ڈال سکتی ہے۔



(۱۲۲۹) أبو داود (۲۳۰۵) كتاب الطلاق: باب فيما تحتبه المعتدة في عدتها نسائي (۳۵۳۷)

بیہقی (۴۴۰/۷)۔

(۱۲۳۰) عبدالرراق (۱۲۱۱۴) بیہقی (۴۴۰/۷)۔ قم (۱۵۵۳۴)۔

کتاب الرضاع

کتاب رضاعت کے بیان میں

باب رضاعة الصغير

بچے کو دودھ پلانے کا بیان

۱۲۳۱۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَانْتَهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَاهُ فَلَانًا لِعَمِّ لِحَفْصَةَ مِنَ الرِّضَاعَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ كَانَ فَلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِنَّ الرِّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ۔

رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے ان کے گھر میں اتنے میں حضرت عائشہ نے ایک مرد کی آواز سنی جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر جانے کی اجازت چاہتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں یا رسول اللہ! یہ کون شخص ہے جو آپ کے گھر میں جانا چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ فلاں شخص ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا کا نام لیا جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! اگر میرا رضاعی چچا زندہ ہوتا تو کیا میرے سامنے آتا آپ ﷺ نے فرمایا ہاں رضاعت حرام کرتی ہے جیسے نسب حرام کرتا ہے۔

فائدہ: یعنی جیسے نسبی باپ یا چچا یا بھائی محرم ہے اس سے نکاح درست نہیں ایسا ہی رضاعی باپ یا چچا یا بھائی بھی محرم ہے۔

۱۲۳۲۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّي مِنَ الرِّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ أَذِنَ لَهُ عَلَيَّ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

- (۱۲۳۱) بخاری (۲۶۴۶) کتاب الشهادات: باب الشهادة على الانساب والرضاع، مسلم (۱۴۴۴) أبو داود (۲۰۵۵) ترمذی (۱۱۴۷) نسائی (۳۳۱۳) أحمد (۱۷۸/۶) دارمی (۲۲۴۷)۔
- (۱۲۳۲) بخاری (۵۲۳۹) کتاب النکاح: باب ما یحل من الدخول والنظر الی النساء فی الرضاع، مسلم (۱۴۴۵) أبو داود (۲۰۵۷) ترمذی (۱۱۴۸) نسائی (۳۳۱۷) ابن ماجہ (۱۹۴۹) أحمد (۱۹۴/۶) (۲۶۱۳۸)۔

وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ عَمَّكَ فَأَذِنِي لَهُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَرْضَعْتَنِي الْمَرْأَةَ وَلَمْ يَرْضِعْنِي الرَّجُلُ فَقَالَ إِنَّهُ عَمَّكَ فَلْيَلِجْ عَلَيْكَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَذَلِكَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرا بچا رضاعی میرے پاس آیا اور مجھ سے اجازت مانگی اندر آنے کی میں نے کہا بغیر رسول اللہ ﷺ کے پوچھے اجازت نہ دوں گی۔ جب رسول اللہ ﷺ آئے تو پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تیرا بچا ہے تو اجازت دے دے اس کو آنے کی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھ کو تو عورت نے دودھ پلایا تھا مرد کا اس میں کیا تعلق۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تیرا بچا ہے بے شک تیرے پاس آئے گا اور یہ گفتگو جب کی ہے کہ آیت حجاب اتر چکی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہیں۔

۱۲۳۳۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ الْفَلَحِ أَخَا أَبِي الْقَعْقِيسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ أَنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَيَّتُ أَنْ أَذِنَ لَهُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَذِنَ لَهُ عَلَيَّ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرا بچا رضاعی امیرے پاس آیا بعد اترنے آیت حجاب کے۔ میں نے اس کو اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ جب رسول اللہ ﷺ آئے میں نے اُن سے بیان کیا آپ نے فرمایا اس کو اجازت دو آنے کی۔

۱۲۳۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَإِنْ كَانَ مَصَّةً وَاحِدَةً فَهُوَ يَحْرُمُ -

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے دو برس کے اندر بچہ اگر ایک دفعہ بھی دودھ چوسے تو رضاعت کی حرمت ثابت ہوگی۔

۱۲۳۵۔ عَنْ عَمْرٍو بْنِ الشَّرِيدِ أَنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَأَرْضَعَتْ إِحْدَاهُمَا غُلَامًا وَأَرْضَعَتْ الْأُخْرَى حَارِيَةَ قَبِيلَ لَهُ هَلْ يَتَزَوَّجُ الْغُلَامُ الْحَارِيَةَ

(۱۲۳۳) بمعاری (۵۱۰۳) کتاب النکاح : باب لبن الفعل ، مسلم (۱۴۴۵) أبو داود (۲۰۵۷)

ترمذی (۱۱۴۸) نسائی (۳۳۱۶) ابن ماجہ (۱۹۴۸) احمد (۱۷۷/۶) (۲۰۹۵۷) -

(۱۲۳۴) عبدالرزاق (۱۳۹۰۳) ابن ابی شیبہ (۱۷۰۳۱) بیہقی (۴۶۲/۷) رقم (۱۰۶۶۷) -

(۱۲۳۵) ترمذی (۱۱۴۹) کتاب الرضاع : باب ما جاء في لبن الفعل ، بیہقی (۴۵۳/۷) رقم

فَقَالَ لَا اللَّفَّاحُ وَاحِدٌ۔

حضرت عمرو بن شرید سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ اگر ایک شخص کی دو بیبیاں ہوں ان میں سے ایک بی بی ایک لڑکے کو دودھ پلا دے اور دوسری بی بی ایک لڑکی کو کیا اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے درست ہے جواب دیا نہیں درست کیونکہ دونوں کا باپ ایک ہی ہے۔

۱۲۳۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا رَضَاعَةَ إِلَّا لِمَنْ أَرْضَعَ فِي الصَّغَرِ وَلَا رَضَاعَةَ لِكَبِيرٍ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے رضاعت وہی ہے جو دو برس کے اندر ہو اس کے بعد رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

فائدہ: انداز بچہ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک بڑے آدمی کو بھی دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

۱۲۳۷۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أُرْسِلَتْ بِهِ وَهُوَ يَرْضَعُ إِلَى أُخْتِهَا أُمَّ كَلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي نَجْرٍ الصَّدِيقِ فَقَالَتْ أَرْضِعِيهِ عَشْرَ رَضَعَاتٍ حَتَّى يَدْخُلَ عَلَيَّ قَالَ سَالِمٌ فَأَرْضَعْتَنِي أُمَّ كَلْثُومٍ ثَلَاثَ رَضَعَاتٍ ثُمَّ مَرَضْتُ فَلَمْ تُرَضِعْنِي غَيْرَ ثَلَاثَ رَضَعَاتٍ فَلَمْ أَكُنْ أَدْخُلُ عَلَيَّ عَائِشَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّ أُمَّ كَلْثُومٍ لَمْ تُتِمِّ لِي عَشْرَ رَضَعَاتٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سالم بن عبد اللہ کو جب وہ شیر خوار تھے اپنی بہن ام کلثوم کے پاس بھیجا اس لیے کہ دس بار اس کو دودھ پلائیں تو بغیر پردہ کے میرے سامنے آ جائیں۔ سالم نے کہا ام کلثوم نے مجھ کو تین بار دودھ پلایا بعد اس وہ بیمار ہو گئیں اس لیے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے نہیں جاتا تھا کیونکہ میں نے ام کلثوم کا دس بار دودھ نہیں پیا تھا۔

فائدہ: بعض علماء کے نزدیک ایک یا دو مرتبہ دودھ چھوڑنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی جب تک دس بار نہ پئے اور بعضوں کے نزدیک جب تک پانچ بار نہ پئے۔ شافعی اور احمد کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک چھوڑا بہت دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

۱۲۳۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتُ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ حَفْصَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أُرْسِلَتْ بِعَاصِمِ بْنِ

(۱۲۳۶) عبد الرزاق (۱۳۹۰۵) ابن ابی شیبہ (۱۷۰۵۶) بیہقی (۴۶۱/۷) رقم (۱۰۶۶۲)۔

(۱۲۳۷) عبد الرزاق (۱۳۹۲۸) ابن ابی شیبہ (۱۷۰۲۵) بیہقی (۴۵۷/۷) رقم (۱۰۶۳۸)۔

(۱۲۳۸) عبد الرزاق (۱۳۹۲۹) بیہقی (۴۵۷/۷) رقم (۱۰۶۴۰)۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ إِلَى أُخْتِهَا فَاطِمَةَ بِنْتِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تَرْضَعُهُ عَشْرَ رَضَعَاتٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهَا وَهُوَ صَغِيرٌ يَرْضَعُ فَفَعَلَتْ فَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا -

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ بن ابی عبید سے روایت ہے کہ ام المومنین حفصہ نے عاصم بن عبداللہ بن سعد کو جب وہ شیر خوار تھے اپنی بہن فاطمہ بنت عمر بن خطاب کے پاس بھیجا تا کہ ان کو دس مرتبہ دودھ پلائیں جب وہ بڑے ہو جائیں تو ان کے سامنے ہوا کریں۔ فاطمہ نے عاصم کو دودھ پلا دیا پھر عاصم جب بڑے ہوئے تو حضرت حفصہ ان کے سامنے ہوا کرتیں۔

۱۲۳۹۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ أَرْضَعَتْهُ أَخْوَانُهَا وَبَنَاتُ أُخْيَاهَا وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ أَرْضَعَتْهُ نِسَاءُ إِخْوَانِهَا -

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سامنے ہوتیں ان لوگوں کے جن کو دودھ پلایا تھا ان کی بہنوں اور بھتیجیوں نے اور نہیں سامنے ہوتی تھیں ان لوگوں کے جن کو دودھ پلایا تھا ان کی بھاد جوں نے۔
فائدہ: شاید یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہوگا کہ رضاعت کی حرمت عورت سے ثابت ہوتی ہے نہ مرد سے مگر جمہور علماء کے نزدیک اگر بھاد کو دودھ بھائی سے ہو تو وہ لاکرم ہو جائے گا کیونکہ یہ عورت اس کی چھو بھی ہوئی۔

۱۲۴۰۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ عَنِ الرِّضَاعَةِ فَقَالَ سَعِيدٌ كُلُّ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ قَطْرَةٌ وَاحِدَةً فَهُوَ يُحْرَمُ وَمَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ فَإِنَّمَا هُوَ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ ثُمَّ سَأَلْتُ عُرْوَةَ بِنْتُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ -

حضرت ابراہیم بن عقبہ نے سعید بن مسیب سے پوچھا رضاعت کا حکم۔ سعید نے کہا جو رضاعت دو برس کے اندر ہو اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی اگر چہ ایک قطرہ ہو اور جو دو برس کے بعد ہو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی بلکہ وہ مثل اور کھانوں کے ہے۔ ابراہیم نے کہا پھر میں نے عروہ بن زبیر سے پوچھا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

۱۲۴۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَقُولُ لَا رِضَاعَةَ إِلَّا مَا كَانَ فِي الْمَهْدِ وَإِلَّا مَا اثْبَتَ اللَّحْمُ وَالْدَمَ -

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا سعید بن مسیب کہتے تھے رضاعت وہی ہے جو کچنی میں ہو جب بچہ جمولی میں رہتا ہو اور اس رضاعت سے خون اور گوشت بڑھے۔

۱۲۴۲۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الرِّضَاعَةُ قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا تُحْرَمُ وَالرِّضَاعَةُ مِنْ قَبْلِ

الرِّجَالِ تُحْرَمُ -

ابن شہاب کہتے تھے رضاعت تھوڑی ہو یا بہت حرمت ثابت کر دیتی ہے اور رضاعت مردوں کی طرف سے بھی حرمت ثابت کر دیتی ہے۔

میں نے: امام مالک نے فرمایا دو برس کے اندر رضاعت قلیل ہو یا کثیر حرمت ثابت کر دیتی ہے اور دو برس کی رضاعت سے حرمت ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ مثل اور کھانوں کے ہے۔

باب ما جاء في الرضاعة بعد الكبر بڑے پن میں رضاعت کا بیان

١٢٤٣- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سُعِلَ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ فَقَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أَبَا حُدَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنَ رِبِيعَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَكَانَ تَبْنَى سَالِمًا الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُدَيْفَةَ كَمَا تَبْنَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَأَنْحَحَ أَبُو حُدَيْفَةَ سَالِمًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ ابْنُهُ أَنْكَحَهُ بِنْتُ أُخْيَيْهِ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رِبِيعَةَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُولِ وَهِيَ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِي قُرَيْشٍ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ فِي زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَا أَنْزَلَ فَقَالَ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَاخْوَانَهُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيَهُمْ رَدُّ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ أَوْلِيكَ إِلَيَّ فَإِنْ لَمْ يُعْلَمْ أَبُوهُ رُدُّهُ إِلَى مَوْلَاهُ فَحَاضَتْ سَهْلَةً بِنْتُ سُهَيْلٍ وَهِيَ امْرَأَةٌ أَبِي حُدَيْفَةَ وَهِيَ مِنْ بَنِي غَامِرِ بْنِ لُؤَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا وَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيَّ وَأَنَا فَضَّلٌ وَلَيْسَ لَنَا إِلَّا بَيْتٌ وَاحِدٌ فَمَاذَا تَرَى فِي شَأْنِهِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضِعِيهِ عَمْسَ رَضَعَاتٍ فَيَحْرُمَ بِلَبَنَيْهَا وَكَانَتْ تَرَاهُ ابْنًا مِنَ الرِّضَاعَةِ فَأَخَذَتْ بِذَلِكَ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ فِيمَنْ كَانَتْ تُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ فَكَانَتْ تَأْمُرُ أُخْتَهَا أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَبَنَاتِ أُخْيَيْهَا أَنْ يَرْضِعْنَ مَنْ أَحَبَّتْ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ وَأَبِي سَائِرُ أَرْوَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرِّضَاعَةِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَقُلْنَ لَا وَاللَّهِ مَا نَرَى الَّذِي أَمَرَ بِهِ

(١٢٤٣) مسلم (١٤٥٣) كتاب الرضاع: باب رضاعة الكبير، أبو داود (٢٠٦١) نسائي (٣٣٢٤)

ابن ماجه (١٩٤٣) أحد (٢٠١/٦) رقم (٢٦١٦٩) دارمی (٢٢٥٧) -

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْلَةً بَدَتْ سُهَيْلٌ إِلَّا رُحْصَةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَحُدَّةَ لَا وَاللَّهِ لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهِدِهِ الرِّضَاعَةَ أَحَدًا فَعَلَى هَذَا كَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ -

ابن شہاب سے سوال ہوا کہ بڑھ پن میں کوئی آدمی عورت کا دودھ پئے تو اس کا کیا حکم ہے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور جنگ بدر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے انہوں نے بیٹا بنایا تھا سالم کو۔ تو سالم مولیٰ کہتے تھے ابی حذیفہ کے جیسے زید کو بیٹا کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اور ابو حذیفہ نے سالم کا نکاح اپنی بیٹی فاطمہ بنت ولید سے کر دیا تھا جو پہلے ہجرت کرنے والوں میں تھی اور تمام قریش کی شیبہ عورتوں میں افضل تھی جب اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب میں اتار زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کہ ”ان کو اپنے باپ کا بیٹا کہو یہ اچھا ہے اللہ کے نزدیک۔“ اگر ان کے باپ کا نام معلوم نہ ہوتا اپنے مالک کی طرف نسبت کئے جاتے تو سہلہ بنت سہیل ابو حذیفہ کی جو زوجہ بنی عامر بن لوی کی اولاد میں سے تھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہ! ہم تو سالم کو اپنا بچہ سمجھتے تھے ہم ننگے کھلے ہوتے تھے۔ وہ اندر چلا آتا تھا اب کیا کرنا چاہیے دوسرا گھر بھی ہمارے پاس نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو پانچ بار دودھ پلا دے تو وہ تیرا محرم ہو جائے گا۔ پھر ابو حذیفہ کی بیوی نے ایسا ہی کیا اور سالم کو اپنا رضاعی بیٹا سمجھنے لگی۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اسی حدیث پر عمل کرتی تھیں اور جس مرد کو چاہتیں کہ اپنے پاس آیا جایا کرے تو اپنی بہن ام کلثوم کو حکم کرتیں اور اپنی بھتیجیوں کو کہ اس شخص کو اپنا دودھ پلا دیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی اور بیبیاں اس کا انکار کرتی تھیں کہ بڑھ پن میں کوئی دودھ پی کر ان کا محرم بن جائے اور ان کے پاس آیا جایا کرے اور وہ یہ کہتی تھیں کہ یہ خاص رخصت تھی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سہلہ بنت سہیل کو۔ قسم خدا کی ایسی رضاعت کی وجہ سے ہمارا کوئی محرم نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا دودھ حلال ہے علی الخصوص بیماری کی وجہ سے اگر کوئی دوا کے طور پر اس کو پئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑا آدمی بھی جب کسی عورت کا دودھ پی لے تو وہ اس کی محرم ہو جاتی ہے مگر ائمہ اربعہ اور جمہور علماء نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور کہتے ہیں کہ یہ حکم خاص تھا سہلہ کے لیے اور کوئی نہیں ہو سکتا اب اس میں اختلاف ہے کہ سہلہ نے اپنی چھاتی سے سالم کو دودھ پلایا یا نچوڑ کر لیکن راجح یہی ہے کہ چھاتی سے پلایا اور ظاہر حدیث بھی اسی پر دل ہے۔ (واللہ اعلم)

فائدہ: عطاء اور لیث اور بعض تابعین کا مذہب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہے۔ ابن الموائز نے کہا اگر کوئی شخص اس حدیث پر عمل کرے اور ایسی رضاعت کی وجہ سے حجاب نہ کرے تو اس پر کچھ عیب نہیں ہو سکتا اور اگر یہ حدیث خاص ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرمادیتے کہ یہ حکم تیرے لیے خاص ہے اور کسی کو اختیار نہیں مگر آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا اس سے معلوم

ہوتا ہے کہ یہ حکم عام ہے۔ ابن عربی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ عبد اللہ بن صالح نے کہا کہ ایک عورت آئی لیث سے پاس اور کہا کہ میں چاہتی ہوں حج کو جاؤں مگر محرم نہیں ملتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کسی بی بی کے پاس جاوہ تھو کہ دودھ پلا دے گی اس بی بی کا خاوند تیرا باپ ہو جائے گا اس کے ساتھ حج کر۔ زرقانی نے کہا حجت لیث کی حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی حدیث پر فتویٰ دیتی تھیں اور اعدل الاقوال اور اقوی المسالک اس باب میں وہ ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اختیار کیا اور اسی کو ابن القیم وقاضی شوکانی نے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ رضاع میں صغیر معتبر ہے مگر جس مقام پر کہ حاجت داعی ہو جیسے رضاع اس کبیر کا جو عورت کے پاس جانے سے پرہیز نہیں کر سکتا ہے اور عورت کا اس سے پردہ کرنا دشوار ہے جیسا کہ سالم کے لیے تھا پس حدیث سالم ٹھنص ہوگی واسطے عموم اس کے کہ رضاعت (درست) وہ ہے جو (فطری) بھوک کی وجہ سے پیش آئی ہو۔ دو سال کی عمر سے پہلے پہلے ہو جو انتہویوں میں جا کر مل جائے جو دودھ چھڑانے سے پہلے پہلے کی ہو جو ہڈیوں اور گوشت کو بنانے اور پیدا کرے اور اس حدیث پر سب احادیث میں بخوبی مطابقت ہو جاتی ہے اور تعف جانین سے مندرج ہو جاتی ہے اور اس کی تفصیل العلیل اور مسک الختام اور الروضة الندیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۲۴۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأَنَا مَعَهُ عِنْدَ دَارِ الْقَضَاءِ يَسْأَلُهُ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي كَانَتْ لِي وَليدَةٌ وَكُنْتُ أَطْوُهَا فَعَمَدَتْ أُمْرَأَتِي إِلَيْهَا فَأَرْضَعْتُهَا فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقَالَتْ ذُو نَكَ فَفَدَّ وَاللَّهِ أَرْضَعْتُهَا فَقَالَ عُمَرُ أَوْ جِئْتَهَا وَأَتِ جَارِيَتِكَ فَإِنَّمَا الرضاعة رَضَاعَةُ الصَّغِيرِ۔

حضرت عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے کہ ایک شخص عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا میں ان کے ساتھ تھا دار القضاء کے پاس۔ پوچھنے لگا بڑے آدمی کی رضاعت کا کیا حکم ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا بولا میری ایک لونڈی تھی اس سے میں صحبت کیا کرتا تھا۔ میری جو رو نے قصد اسے دودھ پلا دیا جب میں اس کے پاس جانے لگا۔ بولی سن لے تم خدا کی! میں اس کو دودھ پلا چکی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اپنی بی بی کو سزا دے اور اپنی لونڈی سے صحبت کر۔ رضاعت چھوٹے پن میں ہوتی ہے (نہ بڑھ پن میں)۔

۱۲۴۵۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ فَقَالَ إِنِّي مَصِصْتُ عَنْ أُمْرَأَتِي مِنْ ثَدْيِهَا لَبَنًا فَذَهَبَ فِي بَطْنِي فَقَالَ أَبُو مُوسَى لَا أَرَاهَا إِلَّا قَدْ حَرَمَتْ عَلَيْكَ فَقَالَ

(۱۲۴۴) عبد الرزاق (۱۳۸۹۰، ۱۳۹۳) بیہقی (۴۶۱/۷) رقم (۱۵۶۵۹، ۱۵۶۶۰)۔

(۱۲۴۵) عبد الرزاق (۱۳۸۹۵) سعید بن منصور (۹۸۷) بیہقی (۳۶۲/۷) رقم (۱۵۶۶۴) أبو داود

(۲۰۶۰، ۲۰۵۹) احمد (۴۳۲/۱) رقم (۴۱۱۴)۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ أَنْظُرْ مَاذَا تَفْتِي بِهِ الرَّجُلُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَمَاذَا تَقُولُ أَنْتَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ لَا رَضَاعَةَ إِلَّا مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ مَا كَانَ هَذَا الْحَبْرُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا میں اپنی عورت کا دودھ چھاتی سے چوس رہا تھا وہ میرے پیٹ میں چلا گیا۔ ابو موسیٰ نے کہا میرے نزدیک وہ عورت تجھ پر حرام ہو گئی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا دیکھو کیا مسئلہ بتاتے ہو اس شخص کو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بولے اچھا تم کیا کہتے ہو۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا رضاعت وہ ہے جو دو برس کے اندر ہو جب ابو موسیٰ نے کہا مجھ سے کچھ مت پوچھا کرو جب تک یہ عالم تم میں موجود ہے (یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہا)۔

باب جامع ما فی الرضاعة رضاعت کی مختلف حدیثوں کا بیان

۱۲۴۶۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ -

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاعت سے حرام ہو جاتا ہے جو نسب سے حرام ہو جاتا ہے۔

۱۲۴۷۔ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبِ الْأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهِيَ عَنِ الْغِيلَةِ حَتَّى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّومَ وَفَارِسَ يَصْنَعُونَ ذَلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ شَيْئًا -

حضرت جذامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے قصد کیا تھا کہ منع کروں جماع سے جب تک عورت اپنے بچے کو دودھ پلائے پھر مجھے معلوم ہوا کہ روم اور فارس کے لوگ ایسا کیا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو نقصان نہیں ہوتا۔

(۱۲۴۶) بخاری (۲۶۴۶) کتاب الشهادات : باب الشهادة على الانساب والرضاع، مسلم (۱۴۴۴)
 أبو داود (۲۰۵۵) ترمذی (۱۱۴۷) نساء (۳۳۰۰) ابن ماجہ (۱۹۳۷) أحمد (۴۴۱۶)
 رقم: (۲۴۶۷۱)۔

(۱۲۴۷) مسلم (۱۴۴۲) کتاب النکاح : باب جواز الغيلة وهي وطء المرضع وكره العزل، أبو داود
 (۳۸۸۲) ترمذی (۲۰۷۷) نسائی (۳۳۶۲) ابن ماجہ (۲۰۱۱) أحمد (۳۶۱۶) رقم
 دارم (۲۷۵۷۵) (۲۲۱۷)۔

۱۲۴۸۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيمَا أَنْزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرَّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسِ مَعْلُومَاتٍ فَتُوِّفِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پہلے قرآن شریف میں یہ اترتا تھا کہ دس بار دودھ پلائے تو حرمت ثابت ہوتی ہے پھر منسوخ ہو گیا اور پانچ بار پلانا ٹھہرا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور لوگ اس کو قرآن پڑھتے تھے۔

فائدہ: بعض لوگ پڑھتے ہوں گے اور اس کے منسوخ التلاوة ہونے سے مطلع نہ ہوں گے اگر یہ آیت ہوگی تو بھی تلاوت اس کی منسوخ ہوگی اب کلام اللہ میں نہیں ہے۔

مطل: امام مالک نے فرمایا اس حدیث پر عمل نہیں ہے۔ بلکہ قلیل اور کثیر دونوں رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔



كِتَابُ الْعِتْقِ وَالْوَلَاءِ

کتاب عتق اور ولاء کے بیان میں

باب ما جاء فيمن أعتق شركاً له في عبد جو شخص غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے

۱۲۴۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكَاً لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قَوْمٍ عَلَيْهِ لِيَمَةَ الْعَدْلِ فَأُعْطِيَ شِرْكَانَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدَ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مشترک غلام میں سے

(۱۲۴۸) مسلم (۱۴۵۲) کتاب الرضاع : باب التحريم بخمس رضعات ۴ داود (۲۰۶۶) ترمذی

(۱۱۵۰) نسائی (۳۳۰۷) ابن ماجہ (۱۹۴۲) دارمی (۲۲۰۳) -

(۱۲۴۹) بحاری (۲۵۲۲) کتاب العتق : باب اذا أعتق عبدا بين اثنين ، مسلم (۱۵۰۱) أب وداود

(۳۹۴۰) ترمذی (۱۳۴۶) نسائی (۴۶۹۹) ابن ماجہ (۲۵۲۸) احمد (۱۱۲/۲) رقم

(۵۹۲۰) -

اپنا حصہ آزاد کر دے اور اس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ غلام کی قیمت دے سکے تو اس غلام کی قیمت لگا کر ہر ایک شریک کو موافق حصہ ادا کرے گا اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو جس قدر اس غلام میں سے آزاد ہوا ہے اتنا ہی حصہ آزاد رہے گا۔

فائدہ: مالک اور شافعی اور احمد کا یہی مذہب ہے اور ابو حنیفہ اور ادزاعی اور لیث اور اسحاق کے نزدیک اگر آزاد کرنے والا مفلس ہو تو باقی شریک غلام سے محنت کرا کر اپنے حصوں کے دام وصول کر لیں جب وہ محنت کر کے اپنے شریکوں کا حصہ ادا کر دے تو پورا آزاد ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ مولیٰ اگر اپنے مرنے کے بعد اپنے غلام کا ایک حصہ جیسے ثلث یا ربع یا نصف آزاد کر جائے تو بعد مولیٰ کے مر جانے کے اسی قدر حصہ جتنا مولیٰ نے آزاد کیا تھا آزاد ہو جائے گا کیونکہ اس حصے کی آزاد بعد مولیٰ کے مر جانے کے لازم ہوئی اور جب تک مولیٰ زندہ تھا اس کو اختیار تھا جب مر گیا تو موافق اس کی وصیت کے اسی قدر حصہ آزاد ہوگا اور باقی غلام آزاد نہ ہوگا اس واسطے کہ وہ غیر کی ملک ہو گیا تو باقی غلام غیر کی طرف سے کیونکر آزاد ہوگا نہ اس نے آزادی شروع کی اور نہ ثابت کی اور نہ اس کے واسطے ولاء ہے بلکہ یہ میت کا فعل ہے اسی نے آزاد کیا اور اسی نے اپنے لیے ولاء ثابت کی تو غیر کے مال میں کیونکر درست ہوگا البتہ اگر یہ وصیت کر جائے کہ باقی غلام بھی اس کے مال میں سے آزاد کر دیا جائے گا اور ثلث مال میں سے وہ غلام آزاد ہو سکتا تو آزاد ہو جائے گا پھر اس کے شریکوں یا وارثوں کو تعرض نہیں پہنچتا کیونکہ ان کا کچھ ضرر نہیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیماری میں تہائی غلام آزاد کر دیا تو وہ ثلث مال میں سے پورا آزاد ہو جائے گا کیونکہ یہ مثل اس شخص کے نہیں ہے جو اپنی تہائی غلام کی آزادی اپنی موت پر معلق کر دے اس واسطے کہ اس کی آزادی قطعی نہیں جب تک زندہ ہے رجوع کر سکتا ہے اور جس نے اپنے مرض میں تہائی غلام قطعاً آزاد کر دیا اگر وہ زندہ رہ گیا تو کل غلام آزاد ہو جائے گا کیونکہ میت کا تہائی مال میں تصرف درست ہے جیسے صحیح سالم کا تصرف کل مال میں درست ہے۔

آزادی میں شرط کرنے کا بیان

باب الشرط فی العتق

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنا غلام قطعی طور پر آزاد کر دیا یہاں تک کہ اس کی شہادت ہوگی اور اس کی خدمت بوری ہوگی اور اس کی میراث ثابت ہوگی اب اس کے مونی تو نہیں پہنچتا کہ اس پر کسی مال یا خدمت کی شرط لگا دے یا اس پر کچھ غلامی کا بوجھ ڈالے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا حصہ غلام میں سے آزاد کر دے تو اس کی قیمت لگا کر ہر ایک شریک کو موافق حصہ کے آزاد کرے اور غلام اس کے اوپر آزاد ہو جائے گا۔ پس جس صورت میں وہ غلام خاص ایک کی بلکہ بہتوں کی آزادی پوری کرنے کا حقدار ہوگا اور غلامی کا بوجھ اس پر نہ رکھ سکے گا۔

باب من أعتق رفيقا لا يملك مالا جو شخص سوائے چند غلاموں کے اور کچھ نہ رکھتا ہو اور ان کو آزاد کر دے
غیر ہم

۱۲۵۰۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّ رَجُلًا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ عَبِيدًا لَهُ سِنَةً عِنْدَ مَوْتِهِ فَأَسْهَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ ثُلُثَ تِلْكَ الْعَبِيدِ -

حضرت حسن بصری اور محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا۔ آپ ﷺ نے قرعہ ڈال کر دو کی آزادی قائم رکھی۔

فائدہ: کیونکہ دو ثلث ہے چھ کا اور مریض کا تصرف ثلث مال میں نافذ ہے باقی وارثوں کا حق ہے۔ قرعہ ڈالنے سے مراد یہ ہے کہ چھ کا غنڈے ٹکڑے لے کر چار پر غلامی کا لفظ اور دو پر آزادی کا لکھا پھر ان کو لپیٹ کر گولیاں بنا کر ہر ایک غلام کے نام پر ایک ایک گولی کو نکالا جس کے نام پر آزادی کا پرچہ نکلا وہ آزاد ہو گیا اور جس کے نام پر غلامی کا نکلا وہ غلام ہو گیا۔ ائمہ ثلاثہ کا یہی مذہب ہے اور ظاہر حدیث سے یہی مستفاد ہے۔ مگر ابو حنیفہ کے نزدیک ہر ایک غلام کا تہائی حصہ آزاد ہو جائے گا اور باقی کے واسطے محنت مزدوری کر کے وارثوں کو دو تہائی دام ادا کریں گے بعد اس کے آزاد ہو جائیں گے۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اس شخص کے پاس سوائے ان چھ غلاموں کے اور کچھ مال نہ تھا۔

۱۲۵۱۔ عَنِ رَبِيعَةَ بِنْتِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَجُلًا فِي إِمَارَةِ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ أَعْتَقَ رَافِقًا لَهُ كُتْلُهُمْ جَمِيعًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَأَمَرَ أَبَانَ بْنُ عُثْمَانَ بِتِلْكَ الرَّافِقِ فَقَسَمَتْ أُمَّالًا ثَلَاثًا أَسْهَمَ عَلَى آيِهِمْ يَخْرُجُ سَهْمُ الْمَيْتِ فَيَعْتَقُونَ فَوَقَعَ السَّهْمُ عَلَى أَحَدِ الْأَثَلِثِ فَعْتَقَ الثُّلُثَ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهِ السَّهْمُ -

حضرت ربیعہ بنت ابی عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابان بن عثمان کی خلافت میں اپنے سب غلاموں کو آزاد کر دیا اور سوا ان غلاموں کے اور کچھ مال اس شخص کے پاس نہ تھا تو ابان بن عثمان نے حکم کیا ان غلاموں کے تین حصے کیے گئے پھر جس حصے پر میت کا حصہ نکلا وہ غلام آزاد ہو گئے اور جن حصوں پر وارثوں کا نام نکلا وہ غلام رہے۔

(۱۲۵۰) مسلم (۱۶۶۸) کتاب الأیمان: باب من أعتق شركا له في عبد، أبو داود (۳۹۵۸) ترمذی

(۱۳۶۴) نسائی (۱۹۵۸) ابن ماجہ (۲۳۴۵) أحمد (۴۲۶/۴) رقم (۲۰۰۶۴) -

(۱۲۵۱) بیہقی (۲۸۶/۱۰) رقم (۲۱۴۰۱) وانظر: "الاستدکار" رقم (۱۴۷۵) -

باب مال المملوك اذا أعتق جب غلام آزاد ہو جائے اس کا مال کون لے

۱۲۵۲۔ عَنْ أَبِي شَهَابٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ مَضَتْ السُّنَّةُ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا أُعْتِقَ تَبِعَهُ مَالُهُ۔

ابن شہاب کہتے تھے کہ سنت جاری ہے اس بات پر جب غلام آزاد ہو جائے اس کا مال اسی کو ملے گا۔
فائدہ: یعنی جو مال اس نے قبل آزادی کے حاصل کیا ہے اور غلام کے پاس موجود ہے یہ مذہب امام مالک اور بعض علماء کا ہے اکثر علماء کے نزدیک وہ مولیٰ کا حق ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ غلام جب مکاتب کیا جائے تو جو مال اس کے پاس ہو وہ غلام ہی کا رہے گا اور اولاد میں یہ حکم نہیں ہو سکتا غلام کی جو اولاد آزاد یا مکاتب کرتے وقت ہوگی وہ مولیٰ کو ملے گی۔ کہا مالک نے اس کی دلیل یہ ہے کہ غلام اور مکاتب جب مفلس ہو جائیں تو ان کے مال اور ام ولد لے لیں گے مگر اولاد کو نہ لیں گے کیونکہ اولاد غلام کا مال نہیں ہے۔ کہا مالک نے اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ غلام جب بیچا جائے اور خریدار اس کے مال لینے کی شرط کرے تو اولاد اس میں داخل نہ ہوگی۔ کہا مالک نے غلام اگر کسی کو زخمی کرے تو اس کے دیت میں وہ خود اور مال اس کا گرفت کیا جائے گا مگر اس کی اولاد سے مواخذہ نہ ہوگا۔

باب عتق أمهات الأولاد و جامع أم ولد کا آزاد ہونا اور آزاد کرنے کے

اختیار کا بیان

القضاء في العتاق

۱۲۵۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَيْمًا وَوَلِيدَةً وَكَذَتْ مِنْ سَيِّدِهَا فَإِنَّهُ لَا يَبِيعُهَا وَلَا يَهَبُهَا وَلَا يُورِثُهَا وَهُوَ يَسْتَمْتَعُ بِهَا فَإِذَا مَاتَ فَهِيَ حُرَّةٌ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو لونڈی اپنے مالک سے بچے تو مالک اس کو نہ بیچے نہ ہبہ کرے نہ وہ مالک کے وارثوں کے ملک میں آ سکتی ہے بلکہ جب تک مالک زندہ رہے اس سے مزالے جب مر جائے وہ آزاد ہو جائے گی۔

فائدہ: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا اہل اسی قول پر ہے اور بعض لوگوں نے ام ولد کا بیچنا درست رکھا ہے۔

۱۲۵۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أُمَّتَهُ وَوَلِيدَةً قَدْ ضَرَبَهَا سَيِّدُهَا بِتَارٍ أَوْ أَصَابَهَا

(۱۲۵۲) أبو داود (۳۹۶۲) كتاب العتق: باب فيمن أعتق عبدا وله مال نسائي في الكبرى (۴۹۸۱)

ابن ماجه (۲۵۲۹) دارقطنی (۱۳۳/۴) رقم (۴۲۰۱)۔

(۱۲۵۳) بیہقی (۳۴۲/۱۰) رقم (۲۱۷۶۳)۔

(۱۲۵۴) بیہقی (۳۳۳/۹) رقم (۴۳۸)۔

بِهَا فَأَعْتَقَهَا -

حضرت عمر بن خطاب رضي الله عنه کے پاس ایک لونڈی آئی جس کو اس کے مولیٰ نے آگ سے جلایا تھا آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔

فائدہ: یعنی اس کی آزادی کا حکم دے دیا۔ دارقطنی اور حاکم نے ابن عباس رضي الله عنه سے روایت کیا کہ ایک لونڈی حضرت عمر رضي الله عنه کے پاس آن کر بولی میرے مولیٰ نے مجھ پر تہمت لگائی اور مجھے آگ پر بٹھایا میری شرمگاہ جل گئی۔ آپ رضي الله عنه نے فرمایا اس نے کوئی امر تیرا دیکھا تھا بولی نہیں۔ پھر فرمایا تو نے قصور کا اقرار کیا تھا؟ بولی نہیں۔ آپ رضي الله عنه نے فرمایا اس کے مولیٰ کو بلاؤ وہ آیا آپ نے اس سے کہا اللہ جس چیز سے عذاب دے گا تو اس سے عذاب دیتا ہے بولا میں نے اس کو قصور وار سمجھا اپنے جی میں۔ آپ نے فرمایا تو نے کوئی امر اپنی آنکھوں سے دیکھا بولا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اس نے اقرار کیا بولا نہیں۔ جب آپ نے فرمایا قسم خدا کی اگر میں نے رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ مالک سے مملوک کا بدلہ نہ لیا جائے گا تو میں اس کا عوض لیتا پھر آپ نے اس کو سو کوڑے مارے اور لونڈی سے کہا جا تو آزاد ہے اللہ نے تجھے آزاد کیا اور اس کے رسول نے۔ اگر مولیٰ اپنے غلام یا لونڈی کو سخت تکالیف پہنچائے تو وہ جبر کیا جائے گا اس کے آزاد کرنے پر۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس شخص پر اتنا قرض ہو کہ سارا مال اس کا قرض میں جاسکے وہ اگر غلام یا لونڈی کو آزاد کر دے تو درست نہیں اسی طرح نابالغ کو آزاد کرنا اپنے غلام یا لونڈی کا درست نہیں جب تک بالغ نہ ہو جائے نہ اس کے ولی کو کب تک ولایت اس کی قائم ہے۔

باب ما يجوز من العتق في
جس لونڈی یا غلام کا عتاق واجب میں آزاد
کرنادرست ہے اس کا بیان
الرقاب الواجبة

١٢٥٥ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ قَالَ آتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ جَارِيَةً لِي كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا لِي فَحِجَّتُهَا وَقَدْ فُيِدَتْ شَاةٌ مِنَ الْغَنَمِ فَسَأَلْتُهَا عَنْهَا فَقَالَتْ أَكَلَهَا الذُّبُّ فَأَسِفْتُ عَلَيْهَا وَكُنْتُ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلَطَمْتُ وَجْهَهَا وَعَلَى رِقَبَةٍ فَأَعْتَقْتُهَا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ اللَّهُ فَقَالَتْ فِي السَّمَاءِ فَقَالَ مَنْ أَنَا فَقَالَتْ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَهَا -

حضرت عمر بن حکم سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! میری ایک لونڈی بکریاں چرا رہی تھی جب میں وہاں گیا دیکھا تو ایک بکری کم ہے۔ پوچھا میں نے ایک بکری کہاں ہے بولی

(١٢٥٥) مسلم (٥٣٧) کتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب تحريم الكلام في الصلاة، أبو داود

(٣٢٨٢) نسائی (١٢١٨) أحمد (٤٤٧/٥) رقم (٢٤١٦٥) دارمی (١٥٠٢) -

اس کو بھیڑیا کھا گیا۔ مجھے غصہ آیا آخر میں آدمی تھا میں نے ایک طمانچہ اس کے منہ پر جڑا۔ میرے ذمے ایک بردہ آزاد کرنا واجب ہے کیا اسی کو آزاد کر دوں۔ آپ ﷺ نے اس لوٹھی سے فرمایا اللہ جل جلالہ کہاں ہے؟ وہ بولی آسمان پر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں؟ بولی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص کو فرمایا اس کو آزاد کر دے۔

فائدہ: یہ وہم ہے امام مالک سے صحیح (عمر بن حکم کے بجائے) معاویہ بن حکم ہے باجماع محدثین۔

فائدہ: (اللہ آسمان پر ہے) یعنی آسمانوں کے اوپر عرش پر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ جل جلالہ کو پوچھ سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خود پوچھا اور دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا اَیْنَ رَبُّنَا؟ کہاں ہے پروردگار ہمارا۔

ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہ مومنہ ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور بہت سے ائمہ حدیث نے (جیسے) ذہبی نے کتاب العرش والعلو میں اس حدیث کو کئی طریقوں سے بیان کیا ہے اور جو شخص اس حدیث کو ضعیف کہتا ہے وہ جاہل ہے علم حدیث سے۔

۱۲۵۶۔ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَارِيَةٍ لَهُ سَوْدَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً فَإِنْ كُنْتُ تَرَاهَا مُؤْمِنَةً أُعْتِقُهَا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدِينَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَتَشْهَدِينَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَتُوقِنِينَ بِالْبُعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْتِقُهَا۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک شخص انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس کالی لوٹھی لے کر آیا اور کہا یا رسول اللہ! میرے اوپر ایک مسلمان بردہ آزاد کرنا واجب ہے کیا میں اس کو آزاد کر دوں؟ اگر آپ ﷺ کہتے ہیں کہ یہ مومنہ ہے تو میں اسی کو آزاد کر دوں۔ آپ ﷺ نے اس لوٹھی سے فرمایا کیا تو یقین کرتی ہے اس بات کا کہ نہیں ہے کوئی معبود سچا سوائے اللہ پاک کے وہ بولی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا تو یقین کرتی ہے اس بات کا کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وہ بولی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو یقین کرتی ہے اس بات کا کہ مرنے کے بعد پھر جی اٹھیں گے بولی ہاں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا اس کو آزاد کر دے۔

فائدہ: یہ تو مومنہ ہے۔

۱۲۵۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُونُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ هَلْ يُعْتَقُ فِيهَا ابْنُ زَنَا فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ ذَلِكَ يُجْزِي عَنْهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ جس شخص پر ایک بردہ آزاد کرنا لازم ہو گیا وہ ولد زنا کو آزاد کر سکتا ہے جواب دیا ہاں کر سکتا ہے۔

۱۲۵۸۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُونُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ هَلْ يَحُوزُ لَهُ أَنْ يُعْتَقَ وَلَدَ زَنَا قَالَ نَعَمْ ذَلِكَ يُجْزِي عَنْهُ۔

حضرت فضالہ بن عبید انصاری سے روایت ہے ان سے پوچھا جس شخص پر ایک بردہ آزاد کرنا لازم ہو گیا وہ ولد زنا کو آزاد کر سکتا ہے جواب دیا ہاں کر سکتا ہے۔

جن بردوں کا آزاد کرنا درست نہیں

باب ما لا يجوز من العتق في

واجب اعتراف میں

الرقاب الواجبة

۱۲۵۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الرَّقَبَةِ الْوَاجِبَةِ هَلْ تُشْتَرَى بِشَرْطٍ فَقَالَ لَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ جس بردہ کا آزاد کرنا واجب ہو وہ شرط لگا کر خرید کیا جائے کہا نہیں۔

فائدہ: یعنی مشتری یہ شرط لگا کر خرید کرے کہ میں آزاد کر دوں گا اس شرط سے خرید کرنا ممنوع ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص غلام کو آزاد کرنے کے لیے اور اس پر آزاد کرنا واجب ہو تو اس شرط سے نہ خریدے کہ میں آزاد کر دوں گا اس واسطے کہ اس شرط سے خریدے گا تو بائع رعایت کرے اس کی قیمت کم کر دے گا اس صورت میں وہ پورا رقبہ نہ ہوگا۔ کہا مالک نے اگر نقلی طور پر غلام آزاد کرنا چاہے تو آزادی کی شرط لگا کر خرید سکتا ہے۔ کہا مالک نے جن کفاروں میں بردہ آزاد کرنا واجب ہے ضروری ہے کہ وہ بردہ مسلمان ہو اور نصرانی یا یہودی یا منکاتب یا مدبر یا معتق الی اہل یا ام ولد یا اندھا ہو درست نہیں۔ البتہ نقلی طور پر یہودی یا نصرانی یا مجوسی غلام آزاد کر سکتا ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اِنَّمَا اِجْتَبَا سَيِّئًا ﴿۱﴾ فَلَمَّا مَنَّ بَعْدُ وَاِذَا اِجْتَبَا ﴿۲﴾ مَنَّا سے مراد مفت آزاد کر دینا ہے۔ کہا مالک نے جس بردہ

(۱۲۵۷) بیہقی (۵۹/۱۰) رقم (۱۹۹۹۸) عبدالرزاق (۴۵۶/۷ - ۴۵۸) ابن ابی شیبہ (۳/۷۷)۔

(۱۲۵۸) ایضاً۔

(۱۲۵۹) بیہقی (۳۸۹/۷) رقم (۱۵۲۷۳) ابن ابی شیبہ (۴۱/۴) رقم (۲۰۷۷۸)۔

کا آزاد کرنا واجب ہے اس کا مسلمان جو با ضروری ہے اسی طرح کفار میں انہی مسکینوں کو کھانا کھلانا چاہیے جو مسلمان ہوں کافروں کو درست نہیں۔

باب عتق الحی عن المیت مردے کی طرف سے آزاد کرنے کا بیان

۱۲۶۰۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أُمَّهُ أَرَادَتْ أَنْ تُوصِيَهُ نِمَّ أَخْرَجَتْ ذَلِكَ إِلَيْهِ أَنْ تُصَبِّحَ فَهَلَكَتْ وَقَدْ كَانَتْ هَمَّتْ بِأَنْ تُعْتِقَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَيْسَفُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ إِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّيْ هَلَكَتْ فَهَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی عمرہ کی ماں نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا پھر صبح تک دیر کی رات کو مر گئیں اور ان کا قصد بردہ آزاد کرنے کا تھا۔ عبدالرحمن نے کہا میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا اگر میں اپنی ماں کی طرف سے آزاد کروں تو ان کو کچھ فائدہ ہوگا؟ قاسم نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں مر گئی اگر میں اس کی طرف سے آزاد کروں کیا اس کو فائدہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

۱۲۶۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ نُوْفِيُّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي يَحْيَى فِي نَوْمِ زَيْنَةَ فَأَعْدَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِقَابًا كَثِيرَةً۔

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا عبدالرحمن بن ابوبکر سوتے سوتے مر گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی طرف سے بہت سے بردے آزاد کیے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ روایت بہت پسند ہے اس باب میں۔

باب فضل عتق الرقاب وعتق بردے آزاد کرنے کی فضیلت اور زانیہ اور

الزانیة وابن الزنا ولد زنا کے آزاد کرنے کا بیان

۱۲۶۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِئِلَ عَنِ الرِّقَابِ أَيُّهَا أَفْضَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْلَاهَا فَمَنَا

(۱۲۶۰) بیہقی (۲۷۹/۶) رقم (۱۲۶۳۸)۔

(۱۲۶۱) بیہقی (۲۷۹/۶) رقم (۱۲۶۴۲)۔

(۱۲۶۲) بخاری (۲۵۱۸) کتاب العتق: باب أي الرقاب أفضل، مسلم (۸۴) نسائی فی الکبریٰ

(۴۸۹۴) ابن ماجہ (۲۵۲۳) أحمد (۱۵۰/۵) رقم (۲۱۶۵۷)۔

وَأَنْفُسَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا کون سا برہہ آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کی قیمت بھاری ہو اور اس کے مالکوں کو بہت مرغوب ہو۔

۱۲۶۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَعْتَقَ وَوَلَدَ زَنًا وَأُمَّةً۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ولد زنا کو اور اس کی ماں کو آزاد کیا۔

باب مصير الولا لمن أعتق ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا

۱۲۶۴۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ بِرِيرَةَ فَقَالَتْ إِنِّي كَاتِبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوْاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَةٌ فَأَعْيِنِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَحَبَّ أَهْلِكَ أَنْ أَعِدَّهَا لَهُمْ عِنْدَكَ عَدَدْتُهَا وَيَكُونَ لِي وَلَاؤُكَ فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بِرِيرَةَ إِلَيَّ أَهْلِيهَا فَقَالَتْ لَهُمْ ذَلِكَ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنِّي عِنْدَ أَهْلِهَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٍ فَقَالَتْ لِعَائِشَةَ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِمْ ذَلِكَ فَأَبَوْا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا فَأُخْبِرْتُهُ عَائِشَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذِيهَا وَاشْتَرِي لِي الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلْتُ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَتَنِي عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بریرہ آئی اور کہا کہ مجھ کو میرے لوگوں نے مکاتب کیا ہے اور اوقیہ پر ہر سال میں ایک اوقیہ تو میری مدد کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر تیرے لوگوں کو منظور ہو تو میں ایک دفعہ میں سب دے دیتی ہوں مگر تیری ولاء میں لوں گی۔ بریرہ اپنے لوگوں کے پاس گئی ان سے بیان کیا انہوں نے ولاء دینے سے انکار کیا پھر بریرہ لوٹ کر آئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور رسول اللہ ﷺ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور کہا

(۱۲۶۳) عبد الرزاق (۴۵۶/۷) رقم (۱۳۸۷۳) بیہقی (۵۹/۱۰) رقم (۱۹۹۹)۔

(۱۲۶۴) بخاری (۲۱۶۸) کتاب البيوع: باب ادا اشترط شروطا في البيع لا تحل مسلم (۱۵۰۲) أبو

داود (۲۹۳۰) ترمذی (۱۲۵۶) نسائی (۳۴۵۱) ابن ماجہ (۲۵۲۱) احمد (۲۱۳/۶) رقم

(۲۶۳۰۵)۔

میں نے اپنے لوگوں سے بیان کیا وہ انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ولاء ہم لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر پوچھا کیا حال ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سارا قصہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم بریرہ کو لے لو اور ولاء کی شرط انہی لوگوں کے واسطے کرو۔ کیونکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا بعد اس کے رسول اللہ ﷺ لوگوں میں گئے اور کھڑے ہو کر اللہ جل جلالہ کی تعریف کی۔ پھر فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے گو سوار لگائی جائے اللہ کا حکم سچا اور اس کی شرط مضبوط ہے۔ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔

فائدہ: اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

فائدہ: (ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے) یعنی شرع کی رو سے ولاء کا مستحق وہی ہے جو آزاد کرے پھر جو شرط اس کے خلاف کی جائے وہ نفع ہے تم یہ شرط منظور کر لو اس سے کچھ نہ ہوگا ولاء تمہی کو ملے گی۔

۱۲۶۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيعُكُمَا عَلَيَّ أَنْ وَلَائِهَا لَنَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكَ ذَلِكَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی کو خرید کر آزاد کرنا چاہا اس کے لوگوں نے کہا ہم اس شرط سے بیچتے ہیں کہ ولاء ہم کو ملے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ امر رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا کچھ حرج نہیں ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔

۱۲۶۶۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَحَبَّ أَهْلِكَ أَنْ أَضِبَّ لَهُمْ ثَمَنَكَ صَبَّةً وَاجِدَةً وَأُعْتِقَكَ فَعَلْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِبَرِيرَةَ لِأَهْلِهَا فَقَالُوا لَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكَ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ آئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مدد مانگنے کو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر تیرے لوگوں کو منظور ہو کہ میں کیمشت ان کو تیری قیمت ادا کروں اور تجھ کو آزاد کروں تو میں راضی ہوں بریرہ نے یہ اپنے لوگوں سے بیان کیا انہوں نے کہا ہم نہیں بیچیں گے مگر اس شرط سے کہ ولاء ہم کو ملے۔

(۱۲۶۵) بحاری (۲۱۶۹) کتاب البیوع: باب إذا اشتراطا شروطا فی البیع لا تحل مسلم (۱۵۰۴) أبو

داود (۲۹۱۵) نسائی (۴۶۴۴) احمد (۱۱۳/۲) رقم (۲۵۲۹)۔

(۱۲۶۶) بحاری (۲۵۶۴) کتاب العتق: باب بیع العکاتب إذا رضی نسائی فی الکبیری (۶۴۰۸)

احمد (۱۳۵/۶) رقم (۲۵۵۴۵)۔

فائدہ: بدل کتابت کے آزاد کرنے میں۔

۱۲۶۷۔ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَرَعَمَتْ عَمْرَةَ أَنَّ عَائِشَةَ ذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيهَا وَأَغْفِيبَهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ۔
یحییٰ بن سعید نے کہا کہ حضرت عمرہ نے کہا کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا تو خرید کر آزاد کر دے کیونکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کر دے گا۔

۱۲۶۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَبْتِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ولاء کی بیع یا ہبت سے۔

فائدہ: زمانہ جاہلیت میں لوگ غلاموں کو آزاد کر کے ان کی ولاء بیچ ڈالتے تھے یا ہبت کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

مستلزم: امام مالک نے فرمایا کہ جو غلام اپنے تئیں مولیٰ سے بولے۔ اس شرط سے کہ میری ولاء جس کو میں چاہوں گا اس کو ملے گی تو یہ جائز نہیں کیونکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے اور اگر مولیٰ نے غلام کو اجازت دے دی کہ جس سے جی چاہے مولات کا عقد کر لے تو بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اس میں کہ ملے گی جو آزاد کرے، منع کیا آپ ﷺ نے ولاء کی بیع اور ہبت سے۔ پس اگر مولیٰ کو یہ امر جائز ہو کہ غلام سے ولاء کی شرط سے یا اجازت سے جس کو وہ چاہے ولاء ملے اس صورت میں ولاء کا ہبت ہو جائے گا۔

باب جبر العبد الولاء اذا اعتق جب غلام آزاد ہو تو ولاء اپنی طرف بھیج لیتا ہے

۱۲۶۹۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ اشْتَرَى عَبْدًا فَأَعْتَقَهُ وَلِذَلِكَ الْعَبْدُ بَنُونَ مِنْ امْرَأَةٍ حُرَّةٍ فَلَمَّا أَعْتَقَهُ الزُّبَيْرُ قَالَ هُمْ مَوَالِيٌّ وَقَالَ مَوَالِيٌّ أُمَّهُمُ بَلْ هُمْ مَوَالِينَا فَأَخْتَصَمُوا وَإِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ فَفَضَى عُثْمَانُ لِلزُّبَيْرِ بَوْلَائِهِمْ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے روایت ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ایک غلام خرید کر آزاد کیا اس

(۱۲۶۷) ایضاً۔

(۱۲۶۸) بحاری (۲۵۳۵) کتاب العتق: باب بیع الولاء و ہبتہ، مسلم (۱۵۰۶) أبو داود (۲۹۱۹)

ترمذی (۲۱۲۶) نسائی (۴۶۵۸) ابن ماجہ (۲۷۴۷) احمد (۹/۲) رقم (۴۵۶۰)۔

(۱۲۶۹) عبدالرزاق (۱۶۲۸۱) ابن ابی شیبہ (۳۱۵۳۰، ۳۱۵۳۱) بیہقی (۳۰۶/۱۰) رقم (۲۱۵۱۸)

(۲۱۵۱۹)۔

غلام کی اولاد ایک آزاد عورت سے تھی جب زبیر نے غلام کو آزاد کر دیا تو زبیر نے کہا اس کی اولاد میرے مولیٰ ہیں اور ان کی ماں کے۔ لوگوں نے کہا ہمارے مولیٰ ہیں دونوں نے جھگڑا کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس آئے آپ نے حکم کیا کہ ان کی ولاء زبیر کو ملے گی۔

۱۲۷۰۔ عَنْ مَالِكِ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ لَهْ وَوَلَدَتْ مِنْ أَمْرَأَةٍ حُرَّةٍ لِمَنْ وَلَاؤُهُمْ فَقَالَ سَعِيدٌ إِنْ مَاتَ أَبُوهُمْ وَهُوَ عَبْدٌ لَمْ يُعْتَقْ فَوَلَّوهُمْ لِمَوْلَى أُمَّهِمْ -

حضرت سعید بن مسیب سے سوال ہوا اگر ایک غلام کا لڑکا آزاد عورت سے ہو تو اس لڑکے کی ولاء کس کو ملے گی سعید بن مسیب نے کہا اگر اس لڑکے کا باپ غلامی کی حالت میں مر جائے تو ولاء اس کی ماں کے مولیٰ کو ملے گی۔

مطلب: امام مالک نے فرمایا کہ اس کی مثال یہ ہے کہ ولاء عورت کا لڑکا اپنی ماں کے مولیٰ کی طرف منسوب ہوگا اگر وہ مر جائے گا وہی اس کے وارث ہوں گے اگر بیعت کرے گا وہی دیت میں گنہگار اس عورت کا خاوند اقرار کر لے کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اس کی ولاء باپ کے مولیٰ کو ملے گی وہی وارث ہوں گے وہی دیت دیں گے مگر اس کے باپ پر حد قذف پڑے گی۔ مالک نے کہا ایسی طرح آزاد عورت ماں و عربی ہو اور خاوند اس کے لڑکے کا اقرار کر لے کہ میرا لڑکا ہے تو وہ لڑکا اپنے باپ سے ولاء پانے گا۔ جب تک خاوند اقرار نہ کرے اس لڑکے کا ترکہ اس کی ماں اور خانیہ بھائیوں کو حصہ دے گا جو بچے رہے گا مسلمانوں کا حق ہوگا اور مانعہ کے لڑکے کی میراث اس کی ماں کے مولیٰ کو اس واسطے ملتی ہے کہ جب تک اس لڑکے کا خاوند نے اقرار نہیں کیا اس لڑکے کا نسب ہے نہ اس کا کوئی عصبہ ہے نہ خاوند نے اقرار کیا یا نسب ثابت ہو گیا اپنے عصبہ سے مل جائے گا۔

مطلب: امام مالک نے فرمایا کہ جس غلام کی اولاد آزاد عورت سے ہو اور غلام کا باپ آزاد ہو تو اپنے پوتے کی ولاء کا مالک ہوگا جب تک باپ غلام رہے گا جب باپ آزاد ہو جائے گا تو ولاء اس کے مولیٰ کو ملے گی اگر باپ غلامی کی حالت میں مر جائے گا تو میراث اور ولاء دادا کو ملے گی اگر اس غلام کے دو آزاد لڑکوں میں سے ایک لڑکا مر جائے اور باپ ان کا غلام ہو تو ولاء اور میراث اس کے دادا کو ملے۔

مطلب: امام مالک نے فرمایا کہ حاملہ لونڈی اگر آزاد ہو جائے اور خاوند اس کا غلام ہو پھر خاوند بھی آزاد ہو جائے وضع حمل سے پہلے یا بعد تو ولاء اس بچے کی اس کی ماں کے مولیٰ کو ملے گی کیونکہ یہ بچہ قبل آزادی کے اس کا غلام ہو گیا البتہ جو حمل اس عورت کو بعد آزادی کے ٹھہرے گا اس کی ولاء اس کے باپ کو ملے گی جب وہ آزاد کر دیا جائے گا۔ کہا مالک نے جو غلام اپنے مولیٰ کے اذن سے اپنے غلام کو آزاد کرے تو اس کی ولاء مولیٰ کو ملے گی غلام کو نہ ملے گی اگر چہ آزاد ہو جائے۔

ولاء کی میراث کا بیان

باب میراث الولاہ

۱۲۷۱۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْعَاصِمِيَّ بْنَ هِشَامٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَيْنَهُ لَهٗ ثَلَاثَةٌ اِثْنَانِ لِأُمِّ وَرَجُلٍ لِعَلَّةٍ فَهَلَكَ أَحَدُ اللَّذَيْنِ لِأُمِّ وَتَرَكَ مَالًا وَمَوَالِيَّ فَوَرَّثَهُ أَخُوهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ مَالَهُ وَوَلَّاهُ مَوَالِيَهُ ثُمَّ هَلَكَ الَّذِي وَرِثَ الْمَالَ وَوَلَّاهُ الْمَوَالِيَّ وَتَرَكَ ابْنَهُ وَأَخَاهُ لِأَبِيهِ فَقَالَ ابْنُهُ قَدْ أَحْرَزْتُ مَا سَكَانَ أَبِي أَحْرَزَ مِنَ الْمَالِ وَوَلَّاهُ الْمَوَالِيَّ وَقَالَ أَخُوهُ لَيْسَ كَذَلِكَ إِنَّمَا أَحْرَزْتُ الْمَالَ وَأَمَّا وِلَاةُ الْمَوَالِيِّ فَلَا أَرَأَيْتَ لَوْ هَلَكَ أَحْيَى الْيَوْمِ لَسْتُ أَرِئْتُهُ أَنَا فَاخْتَصَمَا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ فَقَضَى لِأَخِيهِ بِوِلَاةِ الْمَوَالِيِّ -

حضرت عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ عاصمی بن ہشام مر گئے اور تین بیٹے چھوڑ گئے دو اس میں سے سکے بھائی تھے اور ایک سوتیلا (یعنی ماں اس کی اور تھی) تو سکے بھائیوں میں سے ایک بھائی مر گیا اور مال اور غلام آزاد کیے ہوئے چھوڑ گیا اس کا وارث سگا بھائی ہوا۔ مال اور غلاموں کی سب ولاء اس نے لی۔ پھر وہ بھائی بھی مر گیا اور ایک بیٹا اور سوتیلا بھائی (یعنی وہ عاصمی بن ہشام کا بیٹا) چھوڑ گیا بیٹے نے کہا میں اپنے باپ کے مال اور ولاء کا مالک ہوں۔ بھائی نے کہا بے شک مال کا تو مالک ہے مگر ولاء کا مالک نہیں۔ فرض کر کہ اگر پہلا بھائی میرا آج مرتا تو میں اس کا وارث ہوتا یا تو* پھر دونوں نے جھگڑا کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ نے ولاء بھائی کو دلائی۔

* فائدہ: بلکہ میں ہوتا کیونکہ میں اس کا سوتیلا بھائی ہوں اور تو بھائی کا بیٹا ہے اور بھائی کے ہوتے ہوئے ولاء بھائی کو نہیں پہنچتی۔

۱۲۷۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَبُوهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ فَاخْتَصَمَ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ جُهَيْنَةَ وَنَفَرٌ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْحَزْرَجِ وَكَانَتْ امْرَأَةٌ مِنْ جُهَيْنَةَ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْحَزْرَجِ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ كَلْبٍ فَمَاتَتِ الْمَرْأَةُ وَتَرَكَتْ مَالًا وَمَوَالِيَّ فَوَرَّثَهَا ابْنُهَا وَزَوْجُهَا ثُمَّ مَاتَ ابْنُهَا فَقَالَ وَرِثْتُهُ لَنَا وَوَلَّاهُ الْمَوَالِيَّ قَدْ كَانَ ابْنُهَا أَحْرَزَهُ فَقَالَ الْجُهَيْنِيُّونَ لَيْسَ كَذَلِكَ إِنَّمَا هُمْ مَوَالِيٌّ صَاحِبَتِنَا فَإِذَا مَاتَ وَلَدُهَا فَلَنَا وَوَلَّاهُمْ وَنَحْنُ

(۱۲۷۱) بیہقی (۳۰۳/۱۰) رقم (۲۱۴۹۲) دارمی (۳۱۵۵) ابن ابی شیبہ (۳۰۳/۶) رقم

(۳۱۶۱۰)

(۱۲۷۲) بیہقی (۳۰۳/۱۰ - ۳۰۴) رقم (۲۱۴۹۹)

نَزَهُمُ فَقَضَى أَبَا بِنُ عَثْمَانَ لِلْجَهَنِيِّينَ بَوَلَاءِ الْمَوَالِي -

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم کے والد ابان بن عثمان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں کچھ لوگ جہینہ کے اور کچھ لوگ بنی حارث بن خزرج کے لڑتے جھگڑتے آئے۔ مقدمہ یہ تھا کہ ایک عورت جہینہ کے نکاح میں تھی۔ ایک شخص بنی حارث بن خزرج میں سے جس کا نام ابراہیم بن کلیب تھا۔ وہ عورت مرگئی اور مال اور غلام آزاد کیے ہوئے چھوڑ گئی اس کا خاوند اور بیٹا وارث ہوا پھر اس کا بیٹا مر گیا اب بیٹے کے وارثوں نے کہا ولاء ہم کو ملے گی کیونکہ عورت کا بیٹا اس ولاء پر قابض ہو گیا تھا اور جہینہ کے لوگ یہ کہتے تھے کہ ولاء کے مستحق ہم ہیں اس لیے کہ وہ غلام ہمارے کنواری عورت کے غلام ہیں جب اس عورت کا لڑکا مر گیا ولاء ہم کو ملے گی ابان بن عثمان نے جہینہ کے لوگوں کو ولاء دلائی۔

۱۲۷۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ قَالَ فِي رَجُلٍ هَلَكَ وَتَرَكَ نِسَاءً لَّهُ ثَلَاثَةً وَتَرَكَ مَوَالِيًّا أَعْتَقَهُمْ هُوَ عَقَاقَةٌ ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَيْنِ مِنْ بَنِيهِ هَلَكَ وَتَرَكَ أَوْلَادًا فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ يَرِثُ الْمَوَالِيَّ الْبَاقِيَّ مِنَ الثَّلَاثَةِ فَإِذَا هَلَكَ هُوَ فَوَلَدُهُ وَوَلَدُ إِخْوَتِهِ فِي وِلَاءِ الْمَوَالِيَّ شَرَعَ سَوَاءً۔

امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن مسیب نے کہا جو شخص مر جائے اور تین بیٹے چھوڑ جائے اور آزاد کیے ہوئے غلام چھوڑ جائے پھر ان تینوں بیٹوں میں سے دو بیٹے مر جائیں اور اولاد اپنی چھوڑ جائیں تو ولاء کا وارث تیسرا بھائی ہوگا جب وہ مر جائے تو اس کی اولاد اور ان دونوں بھائیوں کی اولاد ولاء کے استحقاق میں برابر ہوگی۔

باب میراث السائبہ و ولاء من سائبہ کی میراث کا بیان اور اس غلام کی ولاء
أعتق اليهودی والنصرانی کا بیان جس کو یہودی یا نصرانی آزاد کرے

فائدہ: سائبہ کے معنی آزاد ہے قید یہاں مراد وہ غلام ہے جس کو آزاد کر دے اور یہ کہہ دے کہ ولاء تیری کسی کا حق نہیں ہے۔

۱۲۷۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبَةِ قَالَ يُوَالِي مَنْ شَاءَ فَإِنْ مَاتَ وَلَّمْ يُوَالِي أَحَدًا فَمِيرَاثُهُ لِلْمُسْلِمِينَ وَعَقْلُهُ عَلَيْهِمْ۔

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا سائبہ کا حکم؟ انہوں نے کہا سائبہ جس شخص سے چاہے عقد مولات کرے اگر مر جائے اور کسی سے مولات نہ کرے تو اس کی میراث مسلمانوں کو ملے گی اگر وہ جنایت کریں گے تو

(۱۲۷۳) بیہقی (۳۰۴/۱۰) (۲۱۰۰)۔

(۱۲۷۴) عبدالرزاق (۲۷/۹) (۱۶۲۲۸) دارمی (۳۱۱۷)۔

دیت بھی وہی دیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ ہے کہ سائب کسی سے عقد مولا ث نہ کرے اور میراث اس کی مسلمانوں کو ملے گی اور دیت بھی وہی دیں گے۔ کہا مالکؒ نے اگر یہودی یا نصرانی کا غلام مسلمان ہو جائے پھر وہ اس کو آزاد کر دے تو اس کی ولاء مسلمانوں کو ملے گی اگر بعد اس کے وہ یہودی یا نصرانی بھی مسلمان ہو جائے تو ولاء اس کی طرف نہ جائے گی البتہ اگر یہودی یا نصرانی غلام کو آزاد کر دے پھر وہ غلام مسلمان ہو جائے بعد اس کے اس کا مالک مسلمان ہو تو ولاء اسی کو ملے گی۔ اس لیے کہ آزادی کے دن بھی ولاء کا مستحق ہی تھا۔ کہا مالکؒ نے اگر یہودی یا نصرانی کا لڑکا مسلمان ہو تو وہ اپنے باپ کے آزاد کیے ہوئے غلام کی ولاء پائے گا جب وہ غلام مسلمان ہو گیا ہو مگر باپ اس کا مسلمان نہ ہوا ہو جس نے آزاد کیا ہے اور اگر وہ غلام آزادی کے وقت بھی مسلمان تھا تو یہودی یا نصرانی کے مسلمان لڑکے کو ولاء نہ ہوگی بلکہ وہ مسلمانوں کا حق ہوگی۔



کتاب المکاتب

کتاب مکاتب کے بیان میں

فائدہ: مکاتب وہ غلام ہے جس سے مولیٰ یہ کہے اگر تو اس قدر مال مجھ کو اس قدر مدت میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے جس قدر مال عوض میں آزادی کے ظہر ہے اس کو بدل کتابت کہتے ہیں۔

مکاتب کے احکام کا بیان

باب القضاء فی المکاتب

۱۲۷۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ -

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے مکاتب غلام رہے گا جب تک اس پر کچھ بھی بدل کتابت میں سے

باقی رہے۔

فائدہ: اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے مکاتب غلام ہے جب تک اس پر ایک درہم بھی باقی ہے اور ابو داؤد نسانی

(۱۲۷۵) بخاری (فصل الحدیث / ۲۵۶۴) کتاب العتق: باب المکاتب ونحوه فی کل سنة نحم،

عبدالسراق (۱۵۷۲۲) ابن ابی شیبہ (۲۰۵۵۷) بیہقی (۳۲۴/۱۰) رقم (۲۱۶۴۴) ابو

داؤد (۳۹۶۲)۔

اور حاکم نے اس قول کو مروی بنا دیا۔

۱۲۷۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سَكَانَا يَقُولَانِ الْمُكَاتِبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ۔

حضرت عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار کہتے تھے مکاتب غلام ہے جب تک اس پر کچھ بھی بدل کتابت میں سے باقی ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میری رائے یہی ہے۔ کہا مالک نے اگر مکاتب اپنی بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ کر مر جائے اور اپنی اولاد کو جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی تھی یا عقد کتابت میں داخل تھی چھوڑ جائے تو پہلے اس کے مال میں سے بدل کتابت ادا کریں گے پھر جس قدر بچ رہے گا اس کی وارث مکاتب کی اولاد ہوگی۔

۱۲۷۷۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ مَكَاتِبًا سَكَانَ لِابْنِ الْمُتَوَكِّلِ هَلَكَ بِسَكَّةٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ بَقِيَّةً مِنْ كِتَابَتِهِ وَذُبُونًا لِلنَّاسِ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ فَأَشْكَلَ عَلَيَّ عَامِلٌ مِنْكَ الْقَضَاءُ فِيهِ فَكَتَبَ إِلَيَّ عَبْدُ الْمَلِكِ بِنِ مَرْوَانَ يَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ أَنَّ ابْنًا بِذِيُونَ النَّاسِ ثُمَّ اقْضِ مَا بَقِيَ مِنْ كِتَابَتِهِ ثُمَّ اقْضِ مَا بَقِيَ مِنْ مَالِهِ بَيْنَ ابْنَتِهِ وَمَوْلَاهُ۔

حضرت حمید بن قیس کی سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ابن متوکل کا مکہ میں مر گیا اور کچھ بدل کتابت اس پر باقی رہ گیا تھا اور لوگوں کا قرض بھی تھا اور ایک بیٹی چھوڑ گیا تو مکہ کے عامل کو اس باب میں حکم کرنا دشوار ہوا تو اس نے عبد الملک بن مروان کو لکھا۔ عبد الملک نے اس کے جواب میں لکھا کہ پہلے لوگوں کا فرض ادا کر پھر جس قدر بدل کتابت باقی رہ گیا ہے اس کو ادا کر بعد اس کے جو کچھ بچے وہ اس کی بیٹی اور مولیٰ کو تقسیم کر دے۔

فائدہ: یعنی نصف بیٹی کو اور نصف مولیٰ کو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے اگر غلام اپنے مولیٰ کو کہے مجھ کو مکاتب کر دے تو مولیٰ پر ضروری نہیں خواہ تو اوہ مکاتب کرے اور میں نے کسی عالم سے نہیں سنا کہ مولیٰ پر جبر ہوگا اپنے غلام کے مکاتب کرنے پر اور جب وہ شخص ان سے اللہ جل جلالہ کے اس قول کو بیان کرتا کہ مکاتب کرو اپنے غلاموں کو اگر اس میں بہتری جانو تو وہ یہ آیتیں پڑھتے جب تم احرام کھول ڈالو شکار کرو۔ جب نماز ہو جائے تو پھیل جاؤ زمین میں اور اللہ کا فضل ڈھونڈو۔

فائدہ: یعنی اللہ جل جلالہ نے اس آیت میں امر فرمایا مکاتب کرنے کا اور امر وجوب کے واسطے ہے۔

فائدہ: یعنی ان آیتوں میں جیسا امر وجوب کے واسطے نہیں ہے ایسا ہی مکاتب کرنے کا امر بھی وجوب کے واسطے نہیں ہے کہا بلکہ یہ امر اذن کے واسطے ہے نہ کہ وجوب کے واسطے۔

(۱۲۷۶) ابن ابی شیبہ (۲/۲۲۲) رقم (۲۰۵۶۰) بیہقی (۱۰/۳۲۴) رقم (۲۱۶۴۵)۔

(۸/۳۹۲) رقم (۳۹۳)۔ (۵۱۶۵۹)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے بعض اہل علم سے سنا اس آیت کی تفسیر میں (دو تم اپنے مکاتہوں کو اس مال سے جو دیا تم کو اللہ تعالیٰ نے) کہتے تھے مراد اس آیت سے یہ ہے کہ آدمی اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر اس کے بدل کتابت میں سے کچھ معاف کر دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے یہ اچھا سنا اور اسی پر لوگوں کو عمل کرتے ہوئے پایا۔ کہا مالکؒ نے مجھے یہ پہنچا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے غلام کو مکاتب کیا پینتیس ہزار درہم پر پھر آخر میں اسے پانچ ہزار درہم معاف کر دیئے۔ کہا مالکؒ نے جب غلام مکاتب ہو جائے اس کا مال اسی کو ملے گا۔ مگر اولاد اس کے عقد کتابت میں داخل نہ ہوگی البتہ جب شرط لگائے تو اولاد بھی داخل ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص نے اپنے غلام کو مکاتب کیا اور اس غلام کی ایک لونڈی تھی جو حاملہ تھی اس سے مگر جس کا حال نہ غلام کو معلوم تھا نہ مولیٰ کو تو وہ بچہ جب پیدا ہوگا مکاتب کو نہ ملے گا بلکہ مولیٰ کو ملے گا البتہ لونڈی مکاتب ہی کی رہے گی کیونکہ وہ اس کا مال ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر ایک عورت اپنا مکاتب چھوڑ کر مرگئی اور اس کے دو وراثت ہیں ایک خاوند اور ایک لڑکا اس عورت کا پھر مکاتب مر گیا قبل ادا کرنے بدل کتابت کے تو خاوند اور لڑکا موافق کتاب اللہ کے اس کی میراث کو تقسیم کر لیں گے۔ (ایک ربع خاوند کا ہوگا اور باقی بیٹے کا) اور جو بعد ادا کرنے بدل کتابت کے مر تو میراث اس کی سب بیٹے کو ملے گی خاوند کو کچھ نہ ملے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب اپنے غلام کو مکاتب کرے تو دیکھیں گے اگر اس نے رعایت کے طور پر بدل کتابت تم ٹھہرایا ہے تو یہ کتابت جائز نہ ہوگی اور جو بدل کتابت اپنا فائدہ دیکھ کر ٹھہرایا ہے تو جائز ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی مکاتب لونڈی سے صحبت کرے اور وہ حاملہ ہو جائے تو اس لونڈی کو اختیار ہے چاہے وہ ام ولد بن کر رہے چاہے اپنی کتابت قائم رکھے اگر حاملہ نہ ہو تو وہ مکاتب رہے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اس کو کوئی مکاتب نہیں کر سکتا اگرچہ دوسرا شریک اجازت بھی دے بلکہ دونوں شریک مل کر مکاتب کر سکتے ہیں کیونکہ اگر ایک شریک اپنے حصہ کو مکاتب کر دے گا اور مکاتب بدل کتابت ادا کر دے گا تو اس قدر حصہ آزاد ہونا پڑے گا اب اس شریک پر جس نے کچھ حصہ آزاد کیا لازم نہیں کہ دوسرے شریک کو ضمانت دے کر اس کی آزادی پوری کرے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو حکم فرمایا ہے دوسرے شریک کے حصہ کی قیمت ادا کرنے کا وہ عتاق میں ہے نہ کہ کتابت میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر اس شریک کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو وہ اپنے حصہ کو مکاتب کر کے کل یا بعض بدل کتابت وصول کر لے تو جس قدر وصول کیا ہو اس کو وہ اور اس کا شریک اپنے حصوں کے موافق بانٹ لیں کتابت باطل ہو جائے گی اور وہ مکاتب بدستور جائز رہے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو پھر ایک آدمی ان میں سے اس کو مہلت دے اور

دوسرا نہ دے اور جس شخص نے مہلت نہ دی وہ اپنا چھوڑ حق وصول کر لے بعد اس کے مکاتب مرجائے اور اس قدر مال نہ چھوڑے کہ اس کے بدل کتابت کو کافی ہو تو جس قدر مال چھوڑ گیا ہے تو پہلے دونوں شریک اپنے اپنے بقایا وصول کر کے جو کچھ بچے گا برابر بانٹ لیں گے۔ اگر مکاتب عاجز ہو گیا اور جس شخص نے مہلت نہ دی اس نے دوسرے شریک کی نسبت کچھ زیادہ وصول کر لیا ہے تو غلام دونوں میں آدھا آدھا مشترک رہے گا اور جس نے زیادہ لیا ہے وہ اپنے شریک کو کچھ نہ پھیرے گا کیونکہ اس نے اپنے شریک کی اجازت سے لیا ہے۔ اگر ایک نے اپنا حصہ معاف کر دیا تھا اور دوسرے نے کچھ وصول کیا پھر غلام عاجز ہو گیا تو وہ غلام دونوں میں مشترک رہے گا اور جس نے کچھ وصول کر لیا ہے وہ دوسرے شریک کو کچھ نہ دے گا کیونکہ اس نے اپنا حق وصول کیا اس کی مثال یہ ہے کہ دو آدمیوں کا قرض ایک ہی دستاویز کی رو سے ایک آدمی پر ہو پھر ایک شخص اس کو مہلت دے اور دوسرا شخص حرص کر کے کچھ وصول کر لے بعد اس کے قرض دار مفلس ہو جائے پھر جس شخص نے وصول کر لیا ہے وہ دوسرے شریک کو اس میں سے کچھ نہ دے گا۔

کتابت میں ضمانت کا بیان

باب الحمالۃ فی الکتابۃ

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی ہے کہ چند غلام اگر ایک ہی عقد میں مکاتب کیے جائیں تو ایک کا بار دوسرے کو اٹھانا پڑے گا اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو بدل کتابت کم نہ ہوگا اگر کوئی ان میں سے عاجز ہو کر ہاتھ پاؤں چھوڑ دے تو اس کے ساتھیوں کو چاہیے کہ موافق طاقت کے اس سے مزدوری کرائیں اور بدل کتابت کے ادا کرنے میں مدد لیں اگر سب آزاد ہوں گے وہ بھی آزاد ہوگا اور جو سب غلام ہوں گے وہ بھی غلام ہوگا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی ہے کہ بدل کتابت کی ضمانت نہیں ہو سکتی تو غلام کو جب مولیٰ مکاتب کرے تو بدل کتابت کی ضمانت اگر غلام عاجز ہو جائے یا مرجائے کسی سے نہیں لے سکتا نہ یہ مسلمانوں کا طریقہ ہے کیونکہ اگر کوئی شخص مکاتب کے بدل کتابت کا ضامن ہو اور مولیٰ اس کا پیچھا کرے ضامن سے بدل کتابت وصول کرے تو یہ وصول کرنا جائز نظر پر ہوگا کیونکہ ضامن نے مکاتب کو خرید کیا تاکہ جو مال دیا ہے اس کے عوض میں آجائے نہ مکاتب آزاد ہو کہ وہ مال اس کی آزادی کا بدلہ ہو بلکہ مکاتب جب عاجز ہو گیا تو پھر اپنے مولیٰ کا غلام ہو گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ کتابت دین صحیح نہیں جس کی ضمانت درست ہو۔

بلکہ کتابت ایک شے ہے اگر مکاتب اس کو آزاد کر دے گا آزاد ہو جائے گا ورنہ غلام ہو جائے گا اسی واسطے اگر مکاتب مرجائے اور لوگوں کا قرض دار ہو تو مولیٰ اور قرض خواہوں کے برابر حصہ نہ ہوں گے بلکہ قرض خواہ اس کے مال کے زیادہ حقدار ہوں گے اگر مکاتب عاجز ہو جائے اور لوگوں کا قرض دار ہو تو وہ اپنے مولیٰ کا غلام ہو جائے گا اور قرض خواہوں کا قرض اس کے ذمہ رہے گا جب آزاد ہو اس وقت اس کا پیچھا کریں گے یہ اختیار نہ ہوگا اس کو بیچ کر اپنا قرضہ وصول کریں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جب غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کیے جائیں اور ان میں آپس میں ایسی قربت نہ ہو جس کے سبب سے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں تو وہ سب ایک دوسرے کے کفیل ہوں گے کوئی ان میں سے بغیر

دوسرے کے آزاد نہ ہونے لگے۔ یہاں تک کہ بدل کتابت پورا پورا ادا کر دیں اگر ان میں سے کوئی مر گیا اور اس قدر مال چھوڑ گیا جو ب کے بدل کتابت سے زیادہ ہے تو اس مال میں سے بدل کتابت ادا لیا جائے گا اور جو کچھ ب کے بدل کتابت سے بچ گیا اس کے ساتھیوں کو نہ ملے گا پھر ایک غلام کی آزادی میں جس قدر وہ پیسے مال میں صرف دواتے ہیں ان کو ملے گا۔ غلام سے بچا لے گا۔ جو غلام مر گیا ہے وہ ان کا کفیل تھا جس قدر وہ مال میں سے اس کا ان کی آزادی میں انھماں کو ادا کرنا پڑے گا۔ اگر اس کتاب کا جو مال ہو جو حالت کتابت میں پیدا نہ ہوا وہ نہ فقہ کتابت اس پر واجب نہ ہوا تو وہ اس کا وارث نہ ہوگا کیونکہ کتاب مرتے وقت آزاد نہ تھا۔

باب القطاعة في الكتابة

مکاتب سے قطعہ کرنے کا بیان

فائدہ: قطعہ اس کو کہتے ہیں کہ مولیٰ بدل کتابت کو چھوڑ کر کسی قدر نقد لینے پر غلام سے راضی ہو جائے تاکہ وہ جلدی آزاد ہو۔

۱۲۷۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُقَاتِعُ مَكَاتِبَهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ -

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے مکاتبوں سے قطعہ کرتی ہونے چاندی پر۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ امر اتفاق ہے کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو تو ایک شریک کو جائز نہیں کہ بغیر دوسرے شریک کے ان کے اپنے حصے کی قطعہ کرے کیونکہ غلام اور اس کا مال دونوں میں مشترک ہے ایک کو نہیں پہنچتا کہ اس کے مال میں تصرف کرے بغیر دوسرے شریک کے پوچھے ہوئے اگر ایک شریک نے قطعہ کی بغیر دوسرے سے پوچھے ہوئے اور زر قطعہ وصول کر لیا بعد اس کے مکاتب کچھ مال چھوڑ کر مر گیا یا عاجز ہو گیا تو قطعہ کر چکا اس کو اس مکاتب کے مال میں استحقاق نہ ہوگا نہ یہ ہو سکے گا کہ زر قطعہ کو پھیر دے اور اس مکاتب کو پھر غلام کرے البتہ جو شخص اپنے شریک کے اذن سے قطعہ کرے پھر مکاتب عاجز ہو جائے اور قطعہ کرنے والا یہ چاہے کہ زر قطعہ پھیر کر اس غلام کا اپنے حصے کے موافق مالک ہو جائے تو ہو سکتا ہے۔ اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو جس شریک نے قطعہ نہیں کی اس کا بدل کتابت ادا کرنے کے جو کچھ مال بچے گا اس کو دونوں شریک اپنے حصے کے موافق بانٹ لیں گے اگر ایک نے قطعہ کی اور دوسرے نے نہ کی بعد اس کے مکاتب عاجز ہو گیا تو جس نے قطعہ کی اس سے کہا جائے گا اگر تجھ کو منظور ہے تو جس قدر روپیہ تو نے قطعہ کا لیا ہے اس کا آدھا اپنے شریک کو پھیر دے غلام تم دونوں میں مشترک رہے گا ورنہ پورا غلام اس شخص کا ہو جائے گا جس نے قطعہ نہیں کیا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک آدمی ان میں سے قطعہ کرے دوسرے سے ان سے پھر جس نے قطعہ نہیں کی وہ بھی اسی قدر غلام سے وصول کرے جتنا قطعہ کرنے والے نے وصول کیا

ہے یا اس سے زیادہ بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو قضاعت والا قضاعت نہ کرنے والے سے کچھ پھیر نہ سکے گا اگر دوسرے شریک نے قضاعت سے کم وصول کیا پھر غلام عاجز ہو گیا تو قضاعت والے کو اختیار ہے اگر چاہے تو جتنی قضاعت زیادہ ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے کر غلام میں آدھم سا بٹھا کریں اگر نہ دے تو سارا غلام دوسرے شریک کا ہو جائے گا اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ گیا اور قضاعت والے نے چاہا کہ جتنا زیادہ لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور میراث میں شریک ہو جائے تو ہو سکتا ہے اور جس نے قضاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قضاعت کے برابر یا اس سے زیادہ وصول کر چکا ہے اس صورت میں میراث دونوں کو ملے گی کیونکہ ہر ایک نے اپنا حق وصول کر لیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک اس سے قضاعت کرے اپنے حق کے نصف پر دوسرے کے اذن سے پھر جس نے قضاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قضاعت سے کم وصول کرے بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو قضاعت والا اگر چاہے جتنی قضاعت زیادہ لے اس کا آدھا اپنے شریک کو دے کر غلام میں آدھم سا بٹھا کر لیں ورنہ اس قدر حصہ غلام کا دوسرے شریک کا ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی شرح یہ ہے کہ مثلاً ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو دونوں مل کر اس کو مکاتب کریں پھر ایک شریک اپنے نصف حق پر غلام سے قضاعت کرے یعنی پورے غلام کے ربح پر بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو جس نے قضاعت کی ہے اس سے کہا جائے گا کہ جس قدر تو نے زیادہ لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور غلام میں آدھم سا بٹھا کر دے اگر وہ انکار کرے تو قضاعت والے کا ربح غلام بھی اس شریک کو مل جائے گا اس صورت میں اس شریک کے تعین ربح ہوں گے اور اس کا ایک ربح۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب سے اس کا مولیٰ قضاعت کرے اور وہ آزاد ہو جائے اور جس قدر قضاعت کا روپیہ مکاتب پر رہ جائے وہ اس پر قرض رہے بعد اس کے مکاتب مر جائے اور وہ مقروض ہو لوگوں کا تو مولیٰ دوسرے قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا جلد اس مال میں سے پہلے اور قرض خواہ اپنا قرض وصول کریں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو مکاتب مقروض ہو اس سے مولیٰ قضاعت نہ کرے ایسا نہ ہو کہ وہ غلام آزاد ہو جائے بعد اس کے سارا مال اس کا قرض خواہوں کو مل جائے مولیٰ کو کچھ نہ ملے گا۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر اس سے سونے پر قضاعت کرے اور بدل کتابت معاف کر دے اس شرط سے کہ زبرد قضاعت فی الغیور دے دے تو اس میں کچھ قباحت نہیں ہے اور جس شخص نے اس کو مکروہ رکھا ہے اس نے یہ خیال کیا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کا یہ عادی قرض کسی پر ہو وہ اس کے بدلے میں کچھ نقد لے کر قرض چھوڑ دے حالانکہ یہ قرض کی مثل نہیں ہے بلکہ قضاعت اس لیے ہوتی ہے کہ غلام جلد آزاد ہو جائے اور اس کے لیے میراث اور شہادت اور ۱۰۰۰ لازم آجائیں اور حرمت عتاقہ ثابت ہو جائے اور یہ نہیں ہے کہ اس نے رویوں کو رویوں کے عوض میں یا سونے کو سونے کے عوض میں خرید لیا بلکہ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا تو مجھے اس قدر اثرفیاں لا دے اور نو آزاد ہے پھر یہ ہے کہ اس کے کسب و کسب سے اس کو بھی تو آزاد کرے کیونکہ مال کتابت و دیون صحیح نہیں ہے ورنہ جب مکاتب مر جاتا ہے

مولیٰ بھی اور قرض خواہوں کے برابر اس کے مال کا دعویٰ دار ہوتا ہے۔

باب جراح المكاتب

مکاتب کسی شخص کو زخمی کرے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب کسی شخص کو ایسا زخمی کرے جس میں دیت واجب ہو تو اگر مکاتب اپنے بدل کتابت کے ساتھ دیت بھی ادا کر سکے تو دیت ادا کر دے وہ مکاتب بنا رہے گا اگر اس پر قادر نہ ہو تو اپنی کتابت سے عاجز ہوا کیونکہ دیت کا ادا کرنا کتابت پر مقدم ہے پھر جب دیت دینے سے عاجز ہو جائے تو اس کے مولیٰ کو اختیار ہے اگر چاہے تو دیت ادا کر دے اور مکاتب کو غلام سمجھ کر رکھ لے اب وہ بدستور اس کا غلام ہو جائے گا اگر چاہے تو خود مکاتب کو اس شخص کے حوالے کرے جو زخمی ہوا ہے مگر مولیٰ پر لازم نہیں ہے کہ غلام دے ڈالنے سے زیادہ اور کچھ اپنا نقصان کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر چند غلام ایک ساتھ مکاتب ہوں پھر ان میں سے ایک غلام کسی شخص کو زخمی کرے تو سب غلاموں سے کہا جائے گا دیت ادا کرو اگر ادا کریں گے اپنی کتابت پر قائم رہیں گے اگر ت کریں گے سب کے سب عاجز سمجھے جائیں گے چاہے جس غلام نے زخمی کیا ہے اس کو حوالے کر دے باقی غلام بدستور مولیٰ کے غلام ہو جائیں گے کیونکہ وہ دیت دینے سے عاجز ہو گئے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب کو یا اس کی اولاد کو جو کتابت میں داخل ہو کوئی زخمی کرے تو اس کی دیت غلاموں کی ہی ہوگی اور وہ دیت مولیٰ کو دی جائے گی اور اس قدر بدل کتابت میں سے وضع کیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی شرح یوں ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلاموں کو تین ہزار درہم پر مکاتب کیا اور اس کے زخم کی دیت ایک ہزار درہم وصول پائی اور اب جب وہ مکاتب دو ہزار درہم ادا کر دے گا آزاد ہو جائے گا اگر مولیٰ کے اس غلام پر ہزارہی درہم بابت کتابت کے باقی تھے کہ ایک ہزار درہم دیت کے پائے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور جس قدر درہم باقی تھے اس سے زیادہ دیت کے درہم پائے تو مولیٰ جتنے باقی تھے اتنے لے کر باقی مکاتب کو پھیر دے گا اور مکاتب آزاد ہو جائے گا یہ درست نہیں کہ مکاتب کی دیت اسی کو حوالہ کریں وہ کھاپی کر برابر کر دے پھر اگر عاجز ہو جائے تو کانا لنگڑا لولا ہو کر اپنے مولیٰ کے پاس آئے کیونکہ مولیٰ نے اس کو اختیار دیا تھا اس سے مال اور کمائی پر نہ اپنی اولاد کی قیمت یا اپنی دیت پر کہ وہ کھاپی کر برابر کر دے بلکہ مکاتب کی دیت اور اس کی اولاد کی دیت جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی یا ان پر عقد کتابت ہوا مولیٰ کو دی جائے گی اور اس کے بدل کتابت میں بھرا ہوگی۔

باب بیع المكاتب

مکاتب کی کتابت کو بیچنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کو روپیوں اشرفیوں پر مکاتب کرے وہ اس کی کتابت کو کسی اسباب کے بدلے میں بیچے مگر نقد و نقد وعدے پر نہیں کیونکہ اگر وعدہ کرے گا تو کالی کی بیع بعوض کالی کے ہو جائے نہ یعنی دین کی بعوض دین کے اور اگر کسی مال پر مکاتب کیا ہو جیسے اوت یا گائے یا بکریاں یا غلاموں پر تو مشتری کو جائز ہے کہ روپیہ اشرفی

دے کر اس کی کتابت خرید کے با دوسری جنس دے کر سو اس جنس کے جس پر مکاتب ہو ا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ دام نقد نقد دے دے دیر نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب مکاتب کی کتابت بک کی جائے تو مکاتب اپنی کتابت کو مشتری سے پھر وہی دام دے کر جو اس کے موافق کو مشتری نے دے۔ پھر میں خرید کر سکتا ہے کیونکہ مکاتب کو اپنی جان آپ خریدنا گویا آزادی ہے اور آزادی بہ نسبت اور وصیتوں کے مقدم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر چند شریک ہیں ایک مکاتب میں ان میں سے ایک شریک نے اپنا حصہ کتابت بیچنا چاہا یا بیع یا نصف تو مکاتب کو شش شفع کے یہ جبر نہیں پہنچتا کہ اس حصے کو خود خرید کرے کیونکہ یہ خریدش قضاعت کے ہے اور مکاتب کو یہ درست نہیں کہ اپنے شریک سے قضاعت کر لے مگر اور شریکوں کے اذن سے اور اس قدر حصہ خریدنے سے اس کو پوری آزادی بھی حاصل نہیں ہوتی اور وہ اپنے مال پر قادر نہیں ہے بلکہ تمھوڑا حصہ خریدنے میں یہ بھی خیال ہے کہ عاجز ہو جائے کیونکہ اس کا مال اس خرید میں صرف ہو جائے گا اور یہ اس کی مثل نہیں ہے کہ مکاتب اپنے تئیں پورا پورا خرید کر لے ہاں جس صورت میں باقی شرکا بھی اجازت دیں تو اوروں سے زیادہ اس کو اس حصے کے خریدنے کا استحقاق ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مکاتب کی قسط کی بیع درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے اس واسطے کہ اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو اس کے ذمے جو روپیہ تھا باطل ہو گیا اور اگر مکاتب مر گیا یا مفلس ہو گیا اور اس پر لوگوں کے قرضے ہیں تو جس شخص نے اس کی قسط خریدی تو وہ قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا بلکہ مثل مکاتب کے مولیٰ کے ہوگا اور مولیٰ مکاتب کے قرض خواہوں کے برابر نہیں ہوتا اسی طرح خراج مولیٰ کا اگر غلام ہے، ذمے پر جمع ہو جائے تب بھی مولیٰ اور قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مکاتب اگر اپنی کتابت کو خرید کرے نقد روپیہ اشرفی کے بدلے میں یا کسی اسباب کے بدلے میں جو بدل کتابت کی جنس سے نہ ہو یا اسی جنس سے مؤجل ہو یا مغل ہو تو درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر مکاتب مر جائے اور اپنی ام ولد اور اولاد صغار کو جو اسی ام ولد سے ہو یا کسی اور عورت سے چھوڑ جائے اور اولاد اس کی محنت مزدوری پر قادر نہ ہو اور کتابت سے عاجز ہو جانے کا خوف ہو تو ام ولد کو بیع ڈالیں گے جب اس کی قیمت اس قدر ہو کہ بدل کتابت پورا پورا ادا ہو سکے کیونکہ مکاتب کو اگر خوف ہوتا ہے بجز کا تو وہ اس ام ولد کو بیع سکتا ہے اسی طرح اولاد پر جب خوف ہوگا بجز کا تو ان کے باپ کی ام ولد بیچی جائے گی اور وہ آزاد ہو جائیں گے اگر ام ولد کی قیمت بدل کتابت کو ملتی نہ ہو اور ام ولد سے محنت مزدوری نہ ہو سکے نہ مکاتب کی اولاد سے تو سب کے سب اپنے مولیٰ کے غلام ہو جائیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص مکاتب کی کتابت خرید کرے پھر مکاتب مر جائے قبل اپنی کتابت ادا کرنے کے تو جس شخص نے کتابت خریدی ہے وہی اس کا وارث ہوگا اگر مکاتب عاجز ہو جائے تو اسی کا غلام ہو جائے گا اور اگر مکاتب نے بدل کتابت اس شخص کو ادا کر دیا اور عاجز ہو گیا تو وہ اس شخص کو بیچے گی جس نے اس کو مکاتب لیا تھا نہ اس شخص

باب سعی المکاتب

مکاتب کی محنت مزدوری کا بیان

۱۲۷۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَلِيمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ وَعَلَى بَنِيهِ ثُمَّ مَاتَ هَلْ يَسْعَى بَنُو الْمُكَاتِبِ فِي كِتَابَةِ أَبِيهِمْ أَمْ هُمْ عَيْدٌ فَقَالَا بَلْ يَسْعَوْنَ فِي كِتَابَةِ أَبِيهِمْ وَلَا يُوضَعُ عَنْهُمْ لِمَوْتِ أَبِيهِمْ شَيْءٌ -

عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا جو شخص اپنے تئیں اور اپنے بیٹوں کو مکاتب کرے اور پھر مر جائے تو اس کے بیٹے بدل کتابت کے ادا کرنے میں محنت مزدوری کریں گے یا غلام رہیں گے انہوں نے کہا سہی کریں گے اپنے باپ کی کتابت میں اور ان کے باپ کے مر جانے کی وجہ سے بدل کتابت میں کچھ کمی نہ ہوگی۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر مکاتب کے بیٹے سن ہوں محنت مزدوری نہ کر سکیں تو ان کے بڑے ہونے کا انتظار نہ کیا جائے گا اور اپنے مولیٰ کے غلام ہو جائیں گے مگر جس صورت میں مکاتب اس قدر مال چھوڑ جائے جو ان کے بونگ تک کی فسطوں کو کافی ہو اس صورت میں بونگ تک انتظار کیا جائے گا بعد بونگ کے اگر بدل کتابت کو ادا کر دیں تو آزاد ہو جائیں گے اور اگر عاجز ہو جائیں تو غلام ہو جائیں گے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر مکاتب مر جائے اور اس قدر مال چھوڑ جائے جو بدل کتابت کو ملتی ہو اور اپنی اولاد اور ام ولد کو جو کتابت میں داخل ہو چھوڑ جائے پھر ام ولد یہ چاہے وہ مال لے کر اولاد کے اور اپنے آزاد کرنے میں محنت مزدوری کرے تو اگر وہ ام ولد معتبر اور مشقت محنت پر قادر ہو تو وہ مال اس کے حوالے کیا جائے گا ورنہ وہ مال مولیٰ لے لے گا اور ام ولد اور مکاتب کی اولاد غلام ہو جائیں گے۔

باب عتق المکاتب اذا

اگر مکاتب جو قسطنین مقرر ہوئی تھیں اس سے پہلے

ادی ما علیہ قبل محله

بدل کتابت ادا کر دے تو آزاد ہو جائے گا

۱۲۸۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَمْرِوَةَ الرَّحْمَنِ وَعَبْدَ بْنَ كَثْرُونَ أَنَّ مُكَاتِبًا كَانَ لِلْفُرَافِصَةِ بْنِ عَمِيرِ الْحَنْفِيِّ وَأَنَّهُ عَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يَدْفَعَ إِلَيْهِ جَمِيعَ مَا عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ فَأَبَى الْفُرَافِصَةُ فَأَتَى الْمُكَاتِبُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكِيمِ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَدَعَا مَرْوَانَ الْفُرَافِصَةَ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ فَأَبَى فَأَمَرَ مَرْوَانَ بِذَلِكَ الْمَالِ أَنْ يُقْبِضَ مِنَ الْمُكَاتِبِ فَيُوضَعَ فِي بَيْتِ الْمَالِ وَقَالَ لِلْمُكَاتِبِ أَذْهَبَ فَقَدْ عَتَقْتَ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الْفُرَافِصَةَ قَبِضَ الْمَالِ -

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن وغیرہ سے روایت ہے کہ فریضہ بن عمیر کا ایک مکاتب تھا جو مدت پوری ہونے سے پہلے سب بدل کتابت لے کر آیا فریضہ نے اس کے لینے سے انکار کیا مکاتب مروان کے پاس گیا جو حاکم تھا مدینہ کا اس سے بیان کیا مروان نے فریضہ کو بلا بھیجا اور کہا بدل کتابت لے لے۔ فریضہ نے انکار کیا مروان نے حکم کیا کہ مکاتب سے وہ مال لے کر بیت المال میں رکھا جائے اور مکاتب سے کہا جا تو آزاد ہو گیا جب فریضہ نے یہ حال دیکھا تو مال لے لیا۔

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مکاتب اگر اپنی سب قسطوں کو مدت سے پیشتر ادا کر دے تو درست ہے اس کے مولیٰ کو درست نہیں کہ لینے سے انکار کرے کیونکہ مولیٰ اس کے سبب سے ہر شرط کو اور خدمت کو اس کے ذمے سے اتار دیتا ہے اس لیے کہ کسی آدمی کی آزادی پوری نہیں ہوتی جب تک اس کی حرمت تمام نہ ہو اور اس کی گواہی جائز نہ ہو اور اس کو میراث کا استحقاق نہ ہو اور اس کے مولیٰ کو لائق نہیں کہ بعد آزادی کے اس پر کسی کام یا خدمت کی شرط لگائے۔

تذکرہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو مکاتب سخت بیمار ہو جائے اور وہ یہ چاہے کہ سب قسطیں اپنے مولیٰ کو ادا کر کے آزاد ہو جائے تاکہ اس کے وارث میراث پائیں جو پہلے سے آزاد ہیں اس کی کتابت میں داخل نہیں ہیں تو مکاتب کو یہ امر درست ہے کیونکہ اس سے اس کی حرمت پوری ہوتی ہے اور اس کی گواہی درست ہوتی ہے اور جن آدمیوں کے قرضہ کا اقرار کرے وہ اقرار جائز ہوتا ہے اور اس کی وصیت درست ہوتی ہے اور اس کے مولیٰ کو انکار نہیں پہنچتا اس خیال سے کہ اپنا مال بچا یا چاہتا ہے۔

باب میراث المکاتب اذا عتق جب مکاتب آزاد ہو جائے اس کی میراث کا بیان

۱۲۸۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنْ مُكَاتِبٍ كَانَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيْبَهُ فَمَاتَ الْمُكَاتِبُ وَتَرَكَ مَالًا كَثِيرًا فَقَالَ يُؤَدَىٰ إِلَيَّ الَّذِي تَمَسَّكَ بِكِتَابَتَيْهِ الَّذِي بَقِيَ لَهُ ثُمَّ يَفْتَسِمَانِ مَا بَقِيَ بِالسُّوْبَةِ۔

حضرت سعید بن مسیب سے سوال ہوا کہ ایک مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک شخص ان میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے پھر مکاتب مر جائے اور بہت سال چھوڑ جائے تو سعید نے کہا جس نے آزاد نہیں کیا اس کا بدل کتابت ادا کر کے باقی جو کچھ بچے گا دونوں شخص بانٹ لیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب مکاتب آزاد ہو جائے تو اس کا وارث وہ شخص ہوگا جس نے مکاتب کیا یا مکاتب کے قریب سے قریب رشتہ دار مردوں میں سے جس دن مکاتب مرا ہے لڑکا ہو یا اور عصبہ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس طرح جو شخص آزاد ہو جائے تو اس کی میراث اس شخص کو ملے گی جو آزاد کرنے والے کا قریب سے قریب رشتہ دار ہو لڑکا ہو یا اور کوئی عصبہ جس دن وہ غلام مرا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر چند بھائی الخمام کا تب کر دیئے جائیں اور ان کی کوئی اولاد نہ ہو جو کتابت میں پیدا ہوئی ہو یا عقد کتابت میں داخل ہو تو وہ بھائی آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اگر ان میں سے کسی کا لڑکا ہوگا جو کتابت میں پیدا ہوا ہو یا اس پر عقد کتابت واقع ہوا ہو اور وہ مر جائے تو پہلے اس کے مال میں سے سب کا بدل کتابت ادا کر کے جو کچھ بچ رہے گا وہ اس کی اولاد کو ملے گا اس کے بھائیوں کو نہ ملے گا۔

باب الشرط فی المکاتب

مکاتب پر شرط لگانے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے غلام کو مکاتب کیا سونے یا چاندی پر اور اس کی کتابت میں کوئی شرط لگا دی سفر یا خدمت یا اضحیٰ کی لیکن اس شرط کو معین کر دیا پھر مکاتب اپنے قسطوں کے ادا کرنے پر مدت سے پہلے قادر ہو گیا اور اس نے قسطیں ادا کر دیں مگر یہ شرط اس پر باقی ہے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور حرمت اس کی پوری ہو جائے گی اب اس شرط کو دیکھیں گے اگر وہ شرط ایسی ہے جو مکاتب کو خود کرنا پڑتی ہے (جیسے سفر یا خدمت کی شرط) تو وہ مکاتب پر لازم نہ ہوگی اور نہ مولیٰ کو اس شرط کے پورا کرنے کا استحقاق ہوگا اور جو شرط ایسی ہے جس میں کچھ دینا پڑتا ہے جیسے اضحیٰ یا کپڑے کی شرط تو یہ مانند روپوں اور اشرفیوں کے ہوگی اس چیز کی قیمت لگا کر وہ بھی اپنی قسطوں کے ساتھ ادا کر دے گا جب تک ادا نہ کرے آزاد نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مکاتب مثل اس غلام کے ہے جس کو مولیٰ آزاد کر دے دس برس تک خدمت کرنے کے بعد اگر مولیٰ مر جائے اور دس برس نہ گزرے ہوں تو ورثاء کی خدمت میں دس برس پورے کرے گا اور ولاء اس کی اسی کو ملے گی جس نے اس کی آزادی ثابت کی یا اس کی اولاد کو مردوں میں سے یا عصبہ کو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مکاتب سے شرط لگائے تو سفر نہ کرنا یا نکاح نہ کرنا یا میرے ملک میں سے باہر نہ جانا بغیر میرے پوچھے ہوئے اگر تو ایسا کرے گا تو تیری کتابت باطل کر دینا میرے اختیار میں ہوگا۔ اس صورت میں کتابت کا باطل کرنا اس کے اختیار میں نہ ہوگا اگرچہ مکاتب ان کاموں میں سے کوئی کام کرے اگر مکاتب کی کتابت کو مولیٰ باطل کرے تو مکاتب کو چاہیے کہ حاکم کے سامنے فریاد کرے وہ حکم کر دے کہ کتابت باطل نہیں ہو سکتی مگر اتنی بات ہے کہ مکاتب کو نکاح کرنا یا سفر کرنا یا ملک سے باہر جانا بغیر مولیٰ کے پوچھے ہوئے درست نہیں ہے خواہ اس کی شرط ہوئی یا نہ ہوئی ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے غلام کو سودینار کے بدلے میں مکاتب کرتا ہے اور غلام کے پاس ہزار دینار موجود ہوتے ہیں تو وہ نکاح کر کے ان دیناروں کو مہر کے بدلے میں تباہ ہو کر پھر عاجز ہو کر مولیٰ کے پاس آتا ہے نہ اس کے پاس مال ہوتا ہے نہ اور پچھ اس میں سراسر مولیٰ کا نقصان ہے یا مکاتب سفر کرتا ہے اور قسطوں کے دن آ جاتے ہیں لیکن وہ حاضر نہیں ہوتا تو اس میں مولیٰ کا حرج ہوتا ہے اسی نظر سے مکاتب کو درست نہیں کہ بغیر مولیٰ کے پوچھے ہوئے نکاح کرے یا

سفر کرے بلکہ ان امور کا اختیار کرنا مولیٰ کو ہے چاہے اجازت دے چاہے منع کرے۔

باب ولاء المکاتب اذا عتق مکاتب جب آزاد ہو جائے تو اس کی ولاء کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مکاتب اپنے غلام کو آزاد نہیں کر سکتا مگر مولیٰ کے اذن سے اگر مولیٰ نے اذن دے دیا پھر مکاتب بھی آزاد ہو گیا تو ولاء اس کی مکاتب کو ملے گی اگر مکاتب آزاد ہونے سے پہلے مر گیا تو اس کی ولاء مکاتب کے مولیٰ کو ملے گی اسی طرح اگر وہ غلام کی آزادی سے پہلے مر گیا جب بھی اس کی ولاء مکاتب کے مولیٰ کو ملے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب نے بھی اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر مکاتب کا مکاتب مکاتب سے پہلے آزاد ہو گیا تو اس کی ولاء مکاتب کے مولیٰ کو ملے گی جب تک مکاتب آزاد نہ ہو جب مکاتب آزاد ہو جائے گا اس کے مکاتب کی ولاء اس کی طرف ٹوٹ آئے گی۔ اگر مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے پہلے مر گیا عاجز ہو گیا تو اس کی آزاد اولاد اپنے باپ کے مکاتب کی ولاء نہ پائیں گے کیونکہ اُن کے باپ کو ولاء کا استحقاق نہیں ہوا تھا اس واسطے کہ وہ آزاد نہیں ہوا تھا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو پھر ایک شخص اپنا حق معاف کر دے اور دوسرا نہ کرے پھر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو جس شخص نے معاف نہیں کیا وہ اپنا حق وصول کرے جس قدر مال بچے گا وہ دونوں تقسیم کر لیں گے جیسے وہ غلام کی حالت میں مرتا کیونکہ جس شخص نے اپنا حق چھوڑ دیا اس نے آزاد نہیں کیا بلکہ اپنا حق معاف کر دیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص مر گیا اور ایک مکاتب چھوڑ گیا اور بیٹے اور بیٹیاں بھی چھوڑ گیا پھر ایک بیٹی نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو ولاء اس کے واسطے ثابت نہ ہوگی اگر یہ آزادی ہوتی تو ولاء اس کے لیے ضروری ثابت ہوتی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنا حصہ آزاد کر دیا پھر مکاتب آزاد ہو گیا تو جس شخص نے آزاد کیا ہے اس کو باقی حصوں کی قیمت نہ دینا ہوگی اگر یہ آزادی ہوتی تو اس کو اوروں کے حصے کی قیمت ہو جب حدیث سے دینا پڑتی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کا طریقہ جس میں کچھ اختلاف نہیں یہ ہے کہ جو شخص ایک حصہ مکاتب میں سے آزاد کر دے تو وہ اس کے مال میں سے آزاد نہ ہوگا کیونکہ اگر ایسا ہوتا ولاء اس کو ملتی اس کے شریکوں کو نہ ملتی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جو شخص عقد کتابت کرے ولاء اسی کو ملے گی اور مکاتب کے مولیٰ کے وارثوں میں سے عورتوں کو ولاء نہ ملے گی اگرچہ وہ اپنا حصہ کچھ آزاد کر دیں بلکہ ولاء مکاتب کے مولیٰ کے وارثوں کو دیا اور عصبوں کو نہ ملے گی۔



فائدہ: اگرچہ درحقیقت آزادی ہوتی اور عورتوں کو بھی ولاء ملتی کیونکہ عورتوں کو اپنے آزاد کیے ہوئے غلام کی ولاء ملا کرتی ہے۔

باب ما لا يجوز من عتق المکاتب

جس مکاتب کا آزاد کرنا درست نہیں اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر چند غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کیے جائیں تو مولیٰ ان میں سے ایک غلام کو آزاد نہیں کر سکتا جب تک باقی مکاتب راضی نہ ہوں اگر وہ کم سن ہوں تو ان کی رضامندی کا اعتبار نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چند غلام میں ایک غلام نہایت ہوشیار اور سختی ہوتا ہے اور اس کے سبب سے توقع یہ ہوتی ہے کہ محنت مزدوری کر کے اوروں کو بھی آزاد کرادے مولیٰ کیا کرتا کہ اسی شخص کو آزاد کر دیتا ہے تاکہ باقی غلام محنت سے عاجز ہو کر غلام ہو جائیں تو یہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں باقی غلاموں کا ضرر ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں ضرر ہے اسلام میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر چند غلام مکاتب کیے جائیں اور ان میں کوئی غلام ایسا ہو کہ نہایت بوڑھا ہو یا نہایت کم سن ہو جس کے سبب سے اور غلاموں کو بدل کتابت کی ادا کرنے میں مدد نہ ملتی ہو تو مولیٰ کو اس کا آزاد کرنا درست ہے۔

باب جامع ما جاء في عتق المکاتب و أم و ولدہ

مکاتب کی اور أم و ولد کی آزادی کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر مکاتب مر جائے اور أم و ولد چھوڑ جائے اور اس قدر مال چھوڑ جائے کہ اس کو بدل کتابت کو ملے گی اور وہ أم و ولد مکاتب کے مولیٰ کی اونڈی ہو جائے گی کیونکہ وہ مکاتب مرتے وقت آزاد نہیں ہوا نہ اولاد چھوڑ گیا جس کے ضمن میں أم و ولد بھی آزاد ہو جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب اپنے غلام کو آزاد کر دے یا اپنے مال میں سے کچھ صدقہ دے دے اور مولیٰ کو اس کی خبر نہ ہو یہاں تک کہ مکاتب آزاد ہو جائے تو اب مکاتب کو بعد آزادی کے اس صدقہ یا عتاق کا باطل کرنا نہیں پہنچتا البتہ اگر مولیٰ کو قبل آزادی کے اس کی خبر ہوگئی اور اس نے اجازت نہ دی تو وہ صدقہ یا عتاق لغو ہو جائے گی اب پھر مکاتب کو لازم نہیں کہ بعد آزادی کے اس غلام کو پھر آزاد کرے یا صدقہ نکالے البتہ خوشی سے کر سکتا ہے۔

باب الوصية في المکاتب

مکاتب کے باب میں وصیت کرنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مولیٰ مرتے وقت اپنے مکاتب کو آزاد کر دے تو مکاتب کی اس حالت میں جس میں وہ ہے قیمت لگا دیں کہ اگر قیمت اس کی بدل کتابت سے کم ہے تو ثلث مال میں وہ قیمت مکاتب کو معاف ہو جائے گی اور جس قدر بدل کتابت اس پر باقی ہے اس کی مقدار کی طرف خیال نہ کیا جائے گا وہ اگر کسی کے ہاتھ سے مارا جائے تو اس کے

قاتل پر قتل کے دن کی قیمت لازم آئے گی اور اگر مجروح ہو تو زخمی کرنے والے پر اس دن کی دیت لازم آئے گی اور ان سب امور میں بدل کتابت کی مقدار کی طرف خیال نہ کریں گے کیونکہ جب تک اس پر بدل کتابت میں سے باقی ہے وہ غلام ہے۔ البتہ اگر بدل کتابت قیمت سے کم باقی ہے تو جس قدر بدل کتابت باقی رہ گیا ہے وہ ٹکٹ مال میں معاف ہو جائے گا گویا میت نے مکاتب کے واسطے اس قدر مال کی وصیت کی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے مثلاً قیمت مکاتب کی ہزار درہم ہوں اور بدل کتابت میں اس پر سو درہم باقی ہوں تو گویا مولیٰ نے اس کے لیے سو درہم کی وصیت کی اگر ٹکٹ مال میں سے سو درہم نکل سکیں تو آزاد ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے مرتے وقت تو اس کی قیمت لگا دیں گے۔ اگر ٹکٹ مال میں گنجائش ہوگی تو یہ عقد کتابت جائز ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ غلام کی قیمت ہزار دینار ہو اور مولیٰ کو اس کو مرتے وقت دو سو دینار کو مکاتب کرے اور ٹکٹ مال مولیٰ کا ہزار دینار کی مقدار ہو تو کتابت جائز ہوگی گویا یہ مولیٰ نے وصیت کی اپنے مکاتب کے لیے ٹکٹ مال میں اگر مولیٰ نے اور بھی لوگوں کو وصیتیں کی ہیں اور ٹکٹ مال مکاتب کی قیمت سے زیادہ نہیں ہے تو پہلے کتابت کی وصیت کو ادا کریں گے کیونکہ کتابت کا نتیجہ آزادی ہے اور آزادی اور وصیتوں پر مقدم ہے پھر اور وصیت والوں کو حکم ہوگا کہ مکاتب کا پیچھا کریں اور اس سے اپنی وصیتیں وصول کریں اور میت کے وارثوں کو اختیار ہے چاہیں وصیت والوں کو ان کی وصیتیں ادا کریں اور مکاتب کی کتابت آپ لے لیں اگر چاہیں مکاتب کو اور اس کے بدل کتابت کو وصیت والوں کے حوالے کر دیں، کیونکہ ٹکٹ مال مکاتب ہی میں رہ گیا ہے اور اس واسطے کہ جب کوئی شخص وصیت کرے پھر اس کے وارث یہ کہیں کہ یہ وصیت ٹکٹ سے زیادہ ہے اور میت نے اپنے اختیار سے زیادہ تصرف کیا تو اس کے ورثہ کو اختیار ہوگا چاہیں تو وصیت والوں کو ان کی وصیتیں ادا کریں اور چاہیں تو میت کا ٹکٹ مال وصیت والوں کے سپرد کر دیں۔ اور وارثوں نے مکاتب کو وصیت والوں کے سپرد کر دیا تو بدل کتابت وصیت والوں کا ہو جائے گا اب اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو سب وصیت والے اپنے حصوں کے موافق بانٹ لیں گے اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو وصیت والوں کا غلام ہو جائے گا اب وصیت والے اس غلام کو وارثوں پر پھیر نہیں سکتے کیونکہ وارثوں نے اپنے اختیار سے اسے چھوڑ دیا اور اس واسطے کہ وصیت والوں کو جب وہ غلام مل گیا تو وہ اس کے ضامن ہو گئے اگر وہ غلام مر جاتا تو وارثوں سے یہ کچھ نہ لے سکتے اگر مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے پہلے مر گیا اور بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ گیا تو وہ مال وصیت والوں کو ملے گا اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو وہ آزاد ہو جائے گا اور ولاء اس کی مکاتب کرنے والے کے عصوں کو ملے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس مکاتب پر مولیٰ کے ہزار درہم آتے ہوں پھر مولیٰ مرتے وقت ہزار درہم معاف کر دے تو مکاتب کی قیمت لگائی جائے گی اگر اس کی قیمت ہزار درہم ہوں گے تو گویا دسواں حصہ کتابت کا معاف ہونا قیمت کی رو سے دو سو درہم ہوئے تو گویا دسواں حصہ قیمت کا اس نے معاف کر دیا اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر مولیٰ سب بدل کتابت کو معاف کر دیتا تو ٹکٹ مال میں صرف مکاتب کی قیمت کا حساب ہوتا یعنی ہزار درہم کا اگر نصف معاف کرتا تو

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص مرتے وقت اپنے مکاتب کو ہزار درہم میں سے معاف کر دے مگر یہ نہ کہے کہ کون سی قسط میں یہ معافی ہوگی اول میں یا آخر میں تو ہر قسط میں سے رسواں حصہ معاف کیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے مکاتب کو ہزار درہم اول کتابت یا ستر کتابت میں معاف کر دے اور بدل کتابت تین ہزار درہم ہوں تو مکاتب کی قیمت لگا دیں گے پھر اس قیمت کو تقسیم کر دیں گے ہر ایک ہزار پر جو کہ ہزار کی مدت اس کی کم ہے اس کی قیمت کم ہوگی بہ نسبت اس ہزار کے جو اس کے بعد ہے اسی طرح جو ہزار سب کے اخیر میں ہوگا اس کی قیمت سب سے کم ہوگی کیونکہ جس قدر میعاد بڑھتی جائے گی اسی قدر قیمت گھٹتی رہائے گی پھر جس ہزار پر معافی ہوئی ہے اس کی قیمت آن کر پڑے گی وہ ثلث مال میں سے وضع کی جائے گی اگر اس سے کم زیادہ ہو وہ بھی اسی حساب سے ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص نے مرتے وقت ربع مکاتب کی کسی کے لیے وصیت کی اور ربع کا آزاد کر دیا پھر وہ شخص مر گیا بعد اس کے مکاتب مر گیا اور بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ دیا تو پہلے مولیٰ کے وارثوں کو اور موصیٰ لہ کو جس قدر بدل کتابت باقی تھا دلادیں گے پھر جس قدر مال بچ رہے گا ثلث اس میں سے موصیٰ لہ کو ملے گا اور دو ثلث وارثوں کو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس مکاتب کو مولیٰ مرتے وقت آزاد کر دے اور ثلث میں سے وہ آزاد ہو سکے تو جس قدر گنجائش ہوگی اسی قدر آزاد ہوگا اور بدل کتابت میں سے اتنا وضع ہو جائے گا مثلاً مکاتب پر پانچ ہزار درہم تھے اور اس کی قیمت دو ہزار درہم تھی اور میت کا ثلث مال ہزار درہم ہے تو نصف مکاتب آزاد ہو جائے گا اور نصف بدل کتابت یعنی از حائنی ہزار روپیہ سا قسط ہو جائیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے وصیت کی کہ فلا نام غلام میرا آزاد ہے اور فلا نے کو مکاتب کرنا پھر ثلث مال میں دونوں کی گنجائش نہ ہو تو آزادی مقدم ہوگی کتابت پر۔

کِتَابُ الْمُدَبِّرِ

کتاب مدبر کے بیان میں

فائدہ: مدبر اس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جس سے مولیٰ کہہ دے تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہے۔

باب القضاء فی ولد المدبرۃ

مدبرہ کی اولاد کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی لونڈی کو مدبر کرے بعد اس کے اس کی اولاد پیدا ہو پھر وہ لونڈی مولیٰ کے ساتھ مرجائے تو اس کی اولاد اپنی ماں کی طرح مدبر رہے گی جب مولیٰ مرجائے گا اور ثلث مال میں گنجائش ہو تو آزاد ہو جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہر عورت کی اولاد اپنی ماں کی مثل ہوگی اگر وہ مدبرہ ہے یا مکاتبہ ہے یا معتقدہ الی اجل ہے یا مخدہ ہے یا معتقدہ اجنس ہے یا گردہ ہے یا ام ولد ہے۔ ہر ایک کی اولاد اپنی ماں کی مثل ہوگی وہ آزاد تو وہ آزاد اور وہ لونڈی ہو جائے گی تو وہ بھی مملوک ہو جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر لونڈی حالت حمل میں مدبرہ ہوئی تو اس کا بچہ بھی مدبرہ ہو جائے گا اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی حاملہ لونڈی کو آزاد کر دیا اور اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ حاملہ ہے تو اس کا بچہ بھی آزاد ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر ایک شخص حاملہ لونڈی کو بیچے تو وہ لونڈی اور اس کے بیٹے کا بچہ مشتری کا ہوگا خواہ مشتری نے اس کی شرط لگائی ہو یا نہ لگائی ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح بائع کو درست نہیں کہ لونڈی کو بیچے اور اس کا عمل بیچے کیونکہ اس میں دھوکا ہے شاید بچہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا اس کی مثال ایسی ہے کوئی شخص پیٹ کے بچے کو بیچے اس کی بیع درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتبہ یا مدبرہ لونڈی خرید کر کے اس سے طہی کریں اور وہ حاملہ ہو کر بچہ جنے تو ہر ایک کا بچہ اپنے باپ کے تابع ہوگا اس کی آزادی کے ساتھ اس کی بھی آزادی ہوگی اور اس کی غلامی کے ساتھ اس کی بھی غلامی ہوگی اگر وہ مکاتبہ یا مدبرہ آزاد ہو گیا تو ام ولد اس کی مثل اور اس کی ماں کی اس کے سپرد کی جائے گی۔

قائدہ: اور وہ جو حمل کتابت یا تدبیر کے زمانے میں اس کو ہوا تھا اس کے سبب سے ام ولد نہ ہوگی کیونکہ اس وقت اس کا مولیٰ آزاد نہ تھا۔

باب جامع ما جاء في التدبير مدبر کے احکام کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مدبر اپنے مولیٰ سے کہے تو مجھے ابھی آزاد کر دے میں تجھے پچاس دینار قسط وار دیتا ہوں مولیٰ کہہ اچھا تو آزاد ہے تو مجھے پچاس دینار پانچ برس میں دو بجیو۔ ہر سال دس دینار کے حساب سے مدبر اس پر راضی ہو جائے بعد اس کے دو تین دن میں مولیٰ مر جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور پچاس دینار اس پر قرض رہیں گے اور اس کی گواہی جائز ہو جائے گی اور اس کی حرمت اور میراث اور حدود پورے ہو جائیں گے اور مولیٰ کے مر جانے سے ان پچاس دینار میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کو مدبر کرے پھر مر جائے اور اس کا مال کچھ موجود ہو کچھ غائب ہو جس قدر موجود ہو اس کے ثلث میں سے مدبر آزاد نہ ہو سکے تو مدبر کو روک رکھیں گے اور اس کی کمائی کو بھی جمع کرتے جائیں گے یہاں تک کہ جو مال غائب ہے وہ بھی نکل آئے پھر اگر مولیٰ کے کل مال کے ثلث میں سے مدبر آزاد ہو سکے گا تو آزاد ہو جائے اور مدبر کا مال اور کمائی اسی کو ملے گی اور جو ثلث میں سے کل آزاد نہ ہو سکے گا تو ثلث ہی کی مقدار آزاد ہو جائے گا اور اس کا مال اسی کے پاس رہے گا۔

باب الوصية في التدبير مدبر کرنے کی وصیت کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ آزادی کی جتنی وصیتیں ہیں صحت میں ہوں یا مرض میں ان میں رجوع اور تغیر کر سکتے ہیں مگر تدبیر سے کسی کو مدبر کرنا یا اس کے فسخ کا اختیار نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس لونڈی کے آزاد کرنے کی وصیت کی اور اس کو مدبر نہ کیا تو اس کی اولاد اپنی ماں کے ساتھ آزاد نہ ہوگی اس لیے کہ مولیٰ کو اس وصیت کے بدل ڈالنے کا اختیار تھا نہ ان کی ماں کے لیے آزادی ثابت ہوئی تھی بلکہ یہ ایسا ہے کوئی کہے اگر فلانی لونڈی میرے مرنے تک رہے تو وہ آزاد ہے پھر وہ اس کے مرنے تک رہی تو آزاد ہو جائے گی مگر مولیٰ کو اختیار ہے کہ موت سے پیشتر اس کو یا اس کی اولاد کو بیچے تو آزادی کی وصیت اور مدبری کی وصیت میں سنت قدیمہ کی رو سے بہت فرق ہے اگر وصیت مش تدبیر کے ہوتی تو کوئی شخص اپنی وصیت میں تغیر و تبدل کا اختیار نہ رکھتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص اپنے چند غلاموں کو وصیت کی حالت میں مدبر کرے اور سو ان کے کچھ مال نہ رکھتا ہو اُس نے اس طرح مدبر کیا کہ پہلے ایک کو پھر دوسرے کو تو جس کو پہلے مدبر کیا وہ ثلث مال میں سے آزاد ہو جائے گا پھر دوسرا پھر تیسرا اسی طرح جب تک ثلث مال میں گنجائش ہو اُس سب کو ایک ساتھ مدبر کیا ہے ایک ہی کلام میں تو ہر ایک کا ثلث آزاد ہو جائے گا جب سب کو بیماری میں مدبر کیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور سو اس کے کچھ مال نہ تھا پھر مولیٰ مر گیا اور مدبر کے پاس مال ہے تو ثلث مدبر آزاد ہو جائے گا اور مال اس کا اسی کے پاس رہے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس مدبر کو مولیٰ مکاتب کردے پھر مولیٰ مر جائے اور سو اس کے کچھ مال نہ چھوڑے تو اس کا ایک ثلث آزاد ہو جائے گا اور بدل کتابت میں سے بھی ایک ثلث گھٹ جائے گا اور وہ ثلث مدبر کو ادا کرنا ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی مرض موت میں اپنے غلام کا نصف یا کل آزاد کیا اور پہلے اپنے غلام کو مدبر کر چکا تھا تو ثلث مال میں سے پہلے مدبر آزاد ہوگا پھر وہ غلام اگر باقی میں سے آزاد ہو سکے تو آزاد ہوگا۔ ورنہ جس قدر مال بچا ہے اسی قدر آزاد ہوگا۔

باب مس الرجل وليدته اذا لوئذی کو جب مدبر کر دے اس سے صحبت دبرھا کرنے کا بیان

۱۲۸۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ دَبَّرَ جَارِيَتَيْنِ لَهُ فَكَانَ يَطْوُهُمَا وَهُمَا مُدَبَّرَتَانِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی لونڈیوں کو مدبر کیا اور ان سے صحبت بھی کرتے تھے۔

۱۲۸۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَبَّرَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ فَإِنَّ لَهُ أَنْ يَطَّأَهَا وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَبِيعَهَا وَلَا يَهَبَهَا وَلَا يَلْدَهَا بِمَنْزِلَتِهَا۔

حضرت سعید بن مسیبؒ کہتے تھے جب کوئی شخص اپنی لونڈی کو مدبر کرے تو اس سے وطی کر سکتا ہے مگر بیع یا

۱۲۸۲: عبدالرزاق (۱۴۷/۹) رقم (۱۶۶۹۷) بیہقی (۳۱۵/۱۰) رقم (۲۱۵۸۱)۔

۱۲۸۳: بیہقی (۳۱۵/۱۰) رقم (۲۱۵۸۹) عبدالرزاق (۲۱۷/۴)۔

ہیہ نہیں کر سکتا اور اس کی اولاد بھی مثل اپنی ماں کے ہوگی۔

فائدہ: جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور شافعی ارواہل حدیث کے نزدیک مدبر کی بیع درست ہے۔ صحیحین میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کے مدبر کو بیچا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو مدبر کو عامری ہے کہ مدبر نہ بیچا جائے نہ ہیہ کیا جائے اور وہ ٹکٹ مال میں سے آزاد ہو جائے گا تو وار قطنی اور ابن عبد البر نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

باب بیع المدبر

مدبر کے بیچنے کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ مدبر کو مولیٰ نہ بیچے اور نہ کسی طرح سے اس کی ملک منتقل کرے اور مولیٰ اگر قرضدار ہو جائے تو اس کے قرض خواہ مدبر کو بیچ نہیں سکتے جب تک اس کا مولیٰ زندہ ہے اگر مرد جائے اور قرضدار نہ ہو تو ٹکٹ مال میں کل مدبر آزاد ہو جائے گا کیونکہ اگر کل مال میں سے آزاد ہو تو سراسر مولیٰ کا فائدہ ہے کہ زندگی بھر اس سے خدمت لی پھر مرتے وقت آزادی کا بھی ثواب کمالیا اور وراثت کا بالکل نقصان ہے اگر سو اس مدبر کے مولیٰ کا چھ مال نہ ہو تو ٹکٹ مدبر آزاد ہو جائے گا اور وہ ٹکٹ وراثت کو حق ہوگا اگر مدبر کا مولیٰ مر جائے اور اس قدر مقروض ہو کہ مدبر کی کل قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو مدبر کو بیچیں گے کیونکہ مدبر جب آزاد ہوتا ہے کہ ٹکٹ مال میں نجاش ہو اگر قرض غلام کے نصف قیمت کے برابر ہو تو نصف مدبر کو قرض ادا کرنے کے لیے بیچیں گے اور نصف جو باقی ہے اس کا ایک ٹکٹ آزاد ہو جائے گا۔

فائدہ: یعنی بہاد صدقہ کی رو سے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مدبر کا بیچنا درست نہیں اور نہ کسی کو اس کا خریدنا درست ہے مگر مدبر اپنے تئیں آپ مولیٰ سے خرید سکتا ہے یہ جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کوئی شخص مدبر کے مولیٰ کو کچھ مال دے تاکہ وہ اپنے مدبر کو آزاد کر دے مگر وہ اس کے مولیٰ کو بیچنے کی جس نے اس کو مدبر کیا تھا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا مدبر کی خدمت بیچنا درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں کہ مولیٰ کب تک زندہ رہے گا اس وجہ سے خدمت کی بیع مجہول رہے گی اور ابولحنیفہ کے نزدیک مدبر کی خدمت کی بیع درست ہے کیونکہ وار قطنی نے مرفوعاً روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مدبر کی خدمت بیچی مگر یہ حدیث مرسلہ اور موصولہ دونوں ضعیف ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اور یہ شخص ان میں سے اپنے حصے کو مدبر کر دے تو اس کی قیمت لگا دیں گے اگر جس شخص نے مدبر کیا ہے اس نے دوسرے شریک کا بھی حصہ خرید کر لیا تو کل غلام مدبر ہو جائے گا اگر نہ خرید تو اس کی تدبیر باطل ہو جائے گا۔ مگر جس صورت میں جس نے مدبر نہیں کیا وہ اپنے شریک سے قیمت لینے پر رضی ہو جائے اور قیمت لے لے تو غلام مدبر ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا نے اگر نصرانی اپنے نصرانی غلام کو مدبر کرے بعد اس کے غلام مسلمان ہو جائے تو اس کو نبی سے الگ کر دیں گے۔

صحیحین میں بیع المدبر کی خدمت میں نہ رکھیں گے کیونکہ مسلمانوں کو کافر کی خدمت میں نہ رکھیں تا کہ مسلمانوں سے نہ

دیں گے۔ اور مولیٰ کی طرف سے بعوض خدمت کے اس غلام پر کچھ محصول مقرر کر دیں۔ گے کہ مولیٰ کو ادا کیا کرے گا مگر اس کو نہیں گے نہیں جب تک مولیٰ کا حال نہ معلوم ہو۔

قاعدہ: یعنی مولیٰ مسلمان ہو تو بدستور غلام اس کی خدمت میں آجائے گا یا مر جائے تو آزاد ہو جائے گا۔

بقیہ قول مالک: اگر نصرانی مولیٰ مقروض ہو کر مرے تو مدبر کو بیچ کر اس کا قرض ادا کریں گے مگر جب اس قدر مال ہو کہ قرض ادا ہو کر بیچ رہے تو بعد قرض کے جس قدر بچے گا اس ثلث میں سے مدبر آزاد ہو جائے گا۔

باب جراح المدبر مدبر کسی شخص کو زخمی کرے تو کیا کرنا چاہیے

۱۲۸۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى فِي الْمُدَبِّرِ إِذَا جَرَحَ أَنْ لِسَيْدِهِ أَنْ يُسَلَّمَ مَا يَمْلِكُ مِنْهُ إِلَى الْمَحْرُوحِ فَيُخْتَلِمُهُ الْمَحْرُوحُ وَيُقَاتِلُهُ بِجِرَاحِهِ مِنْ دِيَةِ جَرَحِهِ فَإِنْ أَدَّى قَبْلَ أَنْ يَهْلِكَ سَيِّدُهُ رَجَعَ إِلَى سَيِّدِهِ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حکم کیا کہ جب مدبر کسی شخص کو زخمی کرے تو مولیٰ کو چاہیے کہ مدبر کو مجروح کے حوالے کرے وہ اس سے خدمت لے اپنے زخم کی دیت کے بدلے میں جب اس کی دیت ادا ہو جائے اور مولیٰ نہ مر اہو تو پھر اپنے مولیٰ کے پاس چلا آئے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مدبر اگر کسی شخص کو زخمی کرے پھر اس کا مولیٰ مر جائے اور سوائے اس کے اور کچھ مال نہ ہو تو ثلث مدبر آزاد ہو جائے گا پھر زخم کی دیت کے تین حصے کریں گے ایک حصہ تو مدبر کے اس ثلث پر ڈالا جائے گا جو آزاد ہو گیا اور دو حصے اُن دو ثلث پر واقع ہوں گے جو ریش کے ہاتھ میں ہیں اب درخا کو اختیار ہو گا اگر چاہیں تو ان دو ثلث کو بھی مدبر کے مجروح کے حوالے کریں اگر چاہیں تو دیت کے دو ثلث ادا کریں اور مدبر کے دو ثلث رکھ چھوڑیں کیونکہ اس زخم کی دیت غلام کی جنائیت کے سبب سے ہے اور سید پر ذین نہیں ہے تو غلام کے اس قصور سے سید نے جو کام کیا تھا آزادی یا تدبیر باطل نہ ہوگا۔ اگر مولیٰ اس صورت میں قرضدار بھی ہو تو مدبر میں سے موافق دیت کے اور قرضہ کے بیچ کے پہلے دیت کو ادا کریں گے پھر ذین کو ادا کریں گے پھر جو کچھ حصہ غلام کا بیچ رہے گا اس کا ثلث آزاد ہو جائے گا اور دو ثلث اس کے وارثوں کو ملیں گے کیونکہ غلام کی جنائیت کا تاوان مولیٰ کے قرض پر مقدم ہے اس ن مثال یہ ہے کہ ایک شخص مر گیا اور ایک غلام مدبر چھوڑ گیا جسکی قیمت ڈیڑھ سو دینار ہے اور اس غلام نے ایک شخص کو زخمی کیا تھا جس کے زخم کی دیت پچاس دینار ہے اور سید پر بھی پچاس دینار کا قرض ہے تو پہلے مدبر کی قیمت میں سے دیت کے پچاس دینار ادا کریں گے پھر قرض کے پچاس دینار ادا کریں گے اب جو کچھ بیچ رہا اس کا ایک ثلث آزاد ہو جائے گا اور دو ثلث وارثوں کو ملیں گے تو دیت قرض سے مقدم ہے اور قرض تدبیر سے مقدم ہے اور جو وصیت ہے ثلث مال میں تو تدبیر جائز نہ ہوگی جب سید پر ذین ہو جو ہو بلکہ تدبیر ایک وصیت ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةِ يُوْصِي بِهَا اَوْ ذِيْنَ﴾ اور ذین

مقدم ہے وصیت پر اجمالاً۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مدبر ثلث مال میں سے آزاد ہو سکتا ہے تو آزاد ہو جائے گا اور زخم کی دیت اس پر دین ہے نہ اگر چہ یہ پوری دیت ہو بعد آزادی کے اس سے مواخذہ کیا جائے گا جب سید پر کچھ دین نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جب مدبر کسی شخص کو زخمی کرے اور مولیٰ اس کو مجروح کے حوالے کر دے پھر مولیٰ قرضدار ہو کر مر جائے اور سوائے اس کے کچھ مال نہ چھوڑے پھر وارث یہ کہیں کہ ہم مدبر کو مجروح کے حوالے کرتے ہیں اور قرض خواہ یہ کہے کہ مدبر اگر مجھ کو ملے تو دیت سے زیادہ میں قیمت دیتا ہوں اس صورت میں وہ مدبر قرض خواہ کے حوالے کیا جائے گا اور جس قدر قرض خواہ نے دیت سے زیادہ دیا ہے اتنا قرضہ مولیٰ کے ذمے سے ساقط ہوگا اگر دیت سے زیادہ نہ دے تو قرض خواہ اس مدبر کو نہ لے سکے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر مدبر مالدار ہو اور کسی شخص کو زخمی کرے پھر مولیٰ دیت دینے سے انکار کرے تو جو شخص زخمی ہوا ہے وہ مدبر کا مال اپنی دیت میں لے گا اگر اس کی دیت اسی مال میں پوری ہوگی تو مدبر اس کے مولیٰ کے حوالے کرے گا ورنہ جس قدر دیت باقی رہے گی ہے اس قدر خدمت مدبر سے لے گا۔

باب جراح ام الولد ام ولد کسی شخص کو زخمی کرے تو کیا کرنا چاہیے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ام ولد کسی شخص کو زخمی کرے تو دیت اس کے مولیٰ کو دینا ہوگی مگر جس صورت میں دیت ام ولد کی قیمت سے زیادہ ہو تو مولیٰ پر لازم نہیں کہ اس لوٹڈی یا غلام کو صاحب جنایت کے حوالے کرے اگرچہ دیت تنقی ہو اس لوٹڈی یا غلام کی قیمت سے زیادہ ہو اب یہاں پر ام ولد کا مولیٰ یہ تو نہیں کر سکتا کہ ام ولد صاحب جنایت کے حوالے کرے اس لیے کہ ام ولد کی بیع یا ہبہ اور کسی طور سے نقل ملک درست نہیں بلکہ خلاف ہے سنت قدیمہ کے جب ایسا ہوا تو قیمت ام ولد کی خود ام ولد کے قائم مقام ہے اس سے زیادہ مولیٰ پر لازم نہیں یہ میں نے بہت اچھا سنا مولیٰ پر ام ولد کی قیمت سے زیادہ جنایت میں دینا لازم نہیں۔

۱۲۸۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ قَضَىٰ أَحَدَهُمَا فِي امْرَأَةٍ عَرَّتْ زَحْلًا بِنَفْسِهَا وَذَكَرَتْ أَنَّهَا هَرَّةٌ فَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا فَقَضَىٰ أَنْ يُقَدِّمَ وَلَدَهُ بِمِثْلِهِمْ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما یا عثمان رضی اللہ عنہما نے حکم کیا جو عورت دھوکا دے کر کسی سے کہے میں آزاد ہوں پھر نکاح کرے اولاد پیدا ہو بعد اس کے وہ کسی کی لوٹڈی نکلیے تو اپنی اولاد کی مثل غلام لوٹڈی دے کر اپنی اولاد کو چھڑا سکتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک قیمت دینا بہتر ہے۔

فائدہ: یہ حدیث اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔

كِتَابُ الْبَيْوَعِ

کتاب خرید و فروخت کے احکام میں

بیع عربان کے بیان میں

باب ما جاء في بيع العربان

فائدہ: عربان کے معنی آگے آتے ہیں۔ نیز خریدار کو مشتری اور بیچنے والے کو بائع کہتے ہیں۔

۱۲۸۶۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعُرَبَانِ -
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا عربان کی بیع سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی ایک غلام یا لونڈی خریدے یا جانور کو کرایہ پر لے پھر بائع سے یا جانور والے سے کہہ دے کہ میں تجھے ایک دینار یا کم زیادہ دیتا ہوں اس شرط پر کہ اگر میں اس غلام یا لونڈی کو خرید لوں گا تو وہ دینار اس کی قیمت میں سے کھھنٹا یا جانور پر سواری کروں گا تو کرایہ میں سے خیال کرنا ورنہ میں اگر غلام یا لونڈی تجھے پھیر دوں یا جانور پر سوار نہ ہوں تو دینار ہفت تیرا مال ہو جائے گا اس کو وہ اپس نہ لوں گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو غلام تجارت کا فن خوب جانتا ہو زبان اچھی بولتا ہو اس کا بدلنا جہشی جاہل غلام سے درست ہے اسی طرح اور اسباب کا جو دوسرے اسباب کی مثل نہ ہو بلکہ اس سے زیادہ کھرا ہو اور ایک غلام کا دو غلاموں کے عوض میں یا کئی غلاموں کے بدلے میں درست ہے جب وہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے کھلا کھلا فرق رکھتی ہوں اور جو ایک دوسرے کے مشابہ ہوں تو دو چیزوں کا ایک کے بدلے میں لینا درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ سو کھانے کی چیزوں کے اور اسباب کا بیچنا قبضہ سے پہلے درست ہے مگر اگر کسی سے ہاتھ نہ اس بائع کے ہاتھ بشرطیکہ قیمت دے چکا ہو۔

فائدہ: مثلاً زید نے ایک غلام عمرو سے سو روپے کو خرید لیا اور روپے عمرو کو دے دیئے مگر غلام ابھی نہیں ملا اس زید اس غلام کو بکر کے ہاتھ بیچ ڈالے تو درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر کوئی شخص حاملہ لونڈی کو بیچے مگر اس کے حمل کو نہ بیچے تو درست نہیں کس واسطے کیا معلوم ہے کہ وہ حمل مرد ہے یا عورت خوبصورت ہے یا بدصورت پورا ہے یا لنگڑا زندہ ہے یا مردہ تو کس طور سے اس کی قیمت لوندی کی قیمت میں سے وضع کرے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص یا ایک لونڈی ایک غلام و دینار کو خریدے اور قیمت ادا کرنے کی ایک مہینہ

مقرر کرے (مثلاً ایک مہینے کے وعدے پر) پھر بائع شرمندہ ہو کر خریدار سے کہے کہ اس بیع کو فسخ کر ڈال اور دس دینار مجھ سے نقد یا اس قدر میعاد میں سے لے لے تو درست ہے اور اگر مشتری شرمندہ ہو کر بائع سے کہے کہ بیع فسخ کر ڈال اور دس دینار مجھ سے نقد لے لے یا اس میعاد کے بعد جو ظہری تھی تو درست نہیں کیونکہ یہ ایسا ہوا گویا بائع نے اپنی میعاد سے سو دینار کو ایک لونڈی اور دس دینار نقد یا میعاد پر بیع کیا تو سونے کی بیع سونے سے ہوئی میعاد پر اور یہ درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص ایک لونڈی بیچے تیس دینار پر ایک مہینے کے وعدے پر پھر ساتھ دینار کو چھ مہینے کے یا برس کے وعدے پر خرید لے تو درست نہیں کیونکہ اس صورت میں پہلے خریدار کو سو دینار مفت مل گئے چھ مہینے یا برس خیر کے بعد۔

باب مال المملوک اذا بیع جب غلام یا لونڈی بکے تو اس کا مال کس کو ملے

۱۲۸۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَ لَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِيَهُ الْمُبْتَاعُ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا جو شخص غلام کو بیچے اور اس کے پاس مال ہو تو وہ مال بائع کو ملے گا مگر جب خریدار شرط کر لے کہ وہ مال میں لوں گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس پر اجماع ہے کہ خریدار اگر شرط کر لے گا اس مال کے لینے کی تو وہ مال اسی کو ملے گا نقد ہو یا کسی پر قرض ہو یا اسباب ہو معلوم ہو یا نہ معلوم ہو اگرچہ وہ مال اس زرخشن سے زیادہ ہو جس کے عوض میں وہ غلام بکا ہے کیونکہ غلام کے مال میں مولیٰ پر زکوٰۃ نہیں ہے وہ غلام ہی کا سمجھا جائے گا اور اس غلام کی اگر کوئی لونڈی ہو گی تو مولیٰ کو اس سے واپس کرنا درست ہو جائے گا اور اگر یہ غلام آزاد ہو جاتا یا مکاتب تو اس کا مال اسی کو ملتا اگر مفلس ہو جاتا تو قرض خواہوں کو مل جاتا اس کے مولیٰ سے مواخذہ نہ ہوتا۔

باب العهدة فی الرقيق غلام یا لونڈی کی بیع میں بائع سے کب تک مواخذہ ہو سکتا ہے

۱۲۸۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ أَبَانَ بْنَ عُمَرَ وَ هِشَامَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ كَانَا يَذُرَانِ فِي حُصْبَيْهِمَا عَهْدَةَ الرِّقِيِّ فِي الْأَيَّامِ النَّدْرَةِ مِنْ حِينَ يُشْتَرَى الْعَبْدُ أَوْ

(۱۲۸۷) بخاری تعلیقاً (بعد الحدیث / ۲۳۷۹) أبو داود (۳۴۳۴) نسائی فی الکبریٰ (۴۹۷۸)

(۴۹۸۹) أبو داود (۳۴۳۳) ترمذی (۱۲۴۴)۔

(۱۲۸۸) ابن ابی شیبہ (۳۰۶۱۷) رقم (۳۶۳۱۸) أبو داود (۳۵۰۶) ابن ماجہ (۲۲۴۵) أحمد

(۱۲۸۹) دارمی (۱۷۵۲۰) (۲۵۵۱)۔

الْوَلِيدَةُ وَ عَهْدَةُ السَّنَةِ -

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ابان بن عثمان اور ہشام بن اسماعیل دونوں نے خطبے میں بیان کیا کہ غلام اور لونڈی کے عیب کی جواب دہی بائع پر تین روز تک ہے خریدنے کے وقت سے اور ایک جواب دہی سال بھر تک ہے۔

مستلزم: امام مالک نے فرمایا کہ غلام اور لونڈی کو جو عارضہ لاحق ہو تین دن کے اندر وہ بائع کی طرف سے سمجھا جائے گا اور مشتری کو اس کے پھیر دینے کا اختیار ہوگا اور اگر جنون یا جذامی برص نکو تو ایک برس کے اندر پھیر دینے کا اختیار ہوگا بعد ایک سال کے پھر بائع سب باتوں سے بری ہو جائے اس کو کسی عیب کی جواب دہی لازم نہ ہوگی اگر کسی نے اور شاہ میں سے یا اور لوگوں میں سے ایک غلام یا لونڈی کو بیچا اس شرط سے کہ بائع عیب کی جواب دہی سے بری ہے تو پھر بائع پر جواب دہی لازم نہ ہوگی البتہ اگر جان بوجھ کر اس نے کوئی عیب چھپایا ہوگا تو جواب دہی اس پر لازم ہوگی اور مشتری کو پھیر دینے کا اختیار ہوگا۔ یہ جواب دہی خاص غلام یا لونڈی میں ہے اور چیزوں میں نہیں۔

باب العيب في الرقيق غلام لونڈی میں عیب نکالنے کا بیان

١٢٨٩- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ بَاعَ غُلَامًا لَهُ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ وَبَاعَهُ بِالْبَرَاءَةِ فَقَالَ الْبُرَيْدِيُّ ابْتِاعَهُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِالْغُلَامِ ذَاءً لَمْ يُسَمِّهِ لِي فَاحْتَضَمَا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا عَفَّانُ وَبِهِ ذَاءٌ لَمْ يُسَمِّهِ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بَعْتُهُ بِالْبَرَاءَةِ فَقَضَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنْ يَخْلِفَ لَهُ لَقَدْ بَاعَهُ الْعَبْدُ وَمَا بِهِ ذَاءٌ يَعْلَمُهُ فَأَبَى عَبْدُ اللَّهِ أَنْ يَخْلِفَ وَارْتَحَعَ الْعَبْدُ فَصَحَّ عِنْدَهُ فَبَاعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بَعْدَ ذَلِكَ بِالْبَلْفِ وَخَمْسِ مِائَةِ دِرْهَمٍ -

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک غلام بیچا آٹھ سو درہم کو اور مشتری سے شرط کر لی کہ عیب کی جواب دہی سے میں بری ہوں۔ بعد اس کے مشتری نے کہا غلام کو ایک بیماری ہے تم نے مجھ سے اس کا بیان نہیں کیا تھا پھر دونوں میں جھگڑا ہوا اور گئے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے پاس مشتری بولا کہ انہوں نے ایک غلام میرے ہاتھ بیچا اور اس کو ایک بیماری تھی انہوں نے بیان نہیں کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے شرط کر لی تھی عیب کی۔ جواب وہ میں نہ کروں گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حلف کریں میں نے یہ غلام بیچا اور میرے علم میں اس کو کوئی بیماری نہ تھی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قسم کھانے سے انکار کیا تو وہ غلام پھر ایسا عبداللہ کے پاس اور اس بیماری سے اچھا ہو گیا پھر عبداللہ نے اس کو ایک ہزار پانچ سو درہم کو بیچا۔

فائدہ: یہ اللہ جل جلالہ کا فضل ہے اور اللہ جل جلالہ نے احتیاطاً یہی قسم کمانے سے بھی انکار کیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ مسئلہ اتنی ہے کہ جو شخص خرید کرے ایک لونڈی کو پھر وہ حاملہ ہو جائے خریدار سے یا غلام خرید کر پھر اس کو آزاد کر دے یا کوئی اور امر ایسا کرے جس کے سبب سے اس غلام یا لونڈی کا پھیرنا نہ ہو سکے بعد اس کے وہ گواہی دے کہ اس غلام یا لونڈی میں بائع کے پاس سے کوئی عیب تھا یا بائع خود اقرار کرے کہ میرے پاس کا یہ عیب ہے یا اور کسی صورت سے معلوم ہو جائے کہ عیب بائع کے پاس کا ہے تو اس غلام اور لونڈی کی خرید کے روز کے عیب سمیت قیمت لگا کر بے عیب کی بھی قیمت لگا دیں دونوں قیمتوں میں جس قدر فرق ہو اس قدر مشتری بائع سے پھیرے۔

فائدہ: مثلاً فرض کیجیے کہ وہ لونڈی پانچ سو روہم کو مشتری نے خریدی اب عیب سمیت اس کی قیمت لگائی گئی تو تین سو روہم ہوئے اور بے عیب کے چار سو روہم ہوئے تو سو روہم مشتری بائع سے پھیرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک غلام خرید لیا پھر اس میں ایسا عیب پایا جس کی وجہ سے وہ غلام بائع کو پھیر سکتا ہے مگر مشتری کے پاس جب وہ غلام آیا اس میں دوسرا عیب ہو گیا مثلاً اس کا کوئی عضو کٹ گیا یا کان ہو گیا تو مشتری کو اختیار ہے چاہے اس غلام کو رکھے اور بائع سے عیب کا نقصان لے لے چاہے غلام کو واپس کر دے اور عیب کا تادان دے اگر وہ غلام مشتری کے پاس مر گیا تو عیب سمیت قیمت لگا دیں گے خرید کے روز کی مثلاً جس دن خرید تھا اس روز عیب سمیت اس غلام کی قیمت اسی دینا تھی اور بے عیب سو دینا تو مشتری نہیں دینا بائع سے بھرا لے گا مگر قیمت اس کی لگائی جائے گی جس دن خرید تھا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتنا ہی ہے کہ اگر ایک شخص نے لونڈی خریدی پھر عیب کی وجہ سے واپس کر دیا مگر اس سے جماع کر چکا تھا تو اگر وہ لونڈی بکرتی تو جس قدر اس کی قیمت میں نقصان ہو گیا مشتری کو دینا ہوگا اور اگر شہیہ تھی تو مشتری کو پھیر دینا ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک اس پر جماع ہے کہ اگر کوئی شخص غلام یا لونڈی یا اور کوئی جانور بیچے یہ شرط لگا کر کہ اگر کوئی عیب نکلے گا تو میں بری ہوں یا بائع عیب کی جواب دہی سے بری ہو جائے گا مگر جب جان بوجھ کر کوئی عیب اس میں ہو اور وہ اس کو چھپائے اگر ایسا کرے گا تو یہ شرط مفید نہ ہوگی اور وہ چیز بائع کو واپس کی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک لونڈی کو دو لونڈیوں کے بدلے میں بیچا پھر ان دو لونڈیوں میں سے ایک لونڈی میں کچھ عیب نکلا جس کی وجہ سے وہ پھر سکتی ہے تو پہلے اس لونڈی کی قیمت لگائی جائے گی جس کے بدلے میں یہ دونوں لونڈیاں آئی ہیں پھر ان دونوں لونڈیوں کی بے عیب کچھ کر قیمت لگا دیں گے پھر اس لونڈی کے نقصان کے دو ان لونڈیوں کی قیمت پر تقسیم کریں گے ہر ایک کا حصہ جدا ہوگا بے عیب لونڈی کا اس کے موافق اور عیب دار کا اس کے موافق پھر عیب دار لونڈی اس حصہ نقصان کے بدلے میں واپس کی جائے گی قلیل ہو یا کثیر مگر قیمت دو لونڈیوں کی اس لونڈی کا ہی بدلے کی جس

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر ایک شخص نے ایک غلام خرید اور اسے مزدوری کرائی اور مزدوری کے دام حاصل کیے قلیل ہوں یا کثیر بعد اس کے اس غلام میں ایسا عیب نکلا جس کی وجہ سے وہ غلام پھیر سکتا ہے تو وہ اس غلام کو پھیر دے اور مزدوری کے پیسے رکھ لے اس کا واپس کرنا ضروری نہیں۔ ہمارے نزدیک جماعت علماء کا یہی مذہب ہے اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک غلام خرید اور اس کے ہاتھ سے ایک گھر بنوایا جس کی بنوائی اس کی قیمت سے دو چند سرچند ہے پھر عیب کی وجہ سے اسے واپس کر دیا تو غلام واپس ہو جائے گا اور بائع کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ مشتری سے گھر بنوانے کی مزدوری لے اسی طرح۔ یہ غلام کی کمائی بھی مشتری کی رہے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر ایک شخص نے کئی غلام ایک ہی دفعہ (یعنی ایک ہی عقد میں) خرید لیے اب ان میں سے ایک غلام چوری کا نکلا یا اس میں کچھ عیب نکلا تو اگر وہی غلام سب غلاموں میں عمدہ اور ممتاز ہوگا اور اسی کی وجہ سے باقی غلام خرید گئے ہوں تو ساری بیع صحیح کی ہو جائے گی اور سب غلام پھر واپس دیئے جائیں گے۔ اگر ایسا نہ ہو تو صرف اس غلام کو پھیر دے گا اور زرشن میں سے بقدر اس کی قیمت کے حصہ لگا کر بائع سے واپس لے گا۔

باب ما یفعل بالولیدۃ اذا بیعت والشرط فیہا لوئذی کو شرط لگا کر بیچنے کا بیان

۱۲۹۰۔ عَنْ عُیْبِدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ ابْتِاعَ جَارِيَةً مِنْ امْرَأَتِهِ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيْهِ أَنَّكَ إِنْ بَعْتَهَا فَهِيَ لِي بِالثَّمَنِ الَّذِي تَبِيعُهَا بِهِ فَسَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ عَنْ ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تَقْرُبُهَا وَفِيهَا شَرْطٌ لِأَحَدٍ ..

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی خریدی اپنی بی بی زینب ثقفیہ سے ان کی بی بی نے اس شرط سے بیچی کہ جب تم نے اس لونڈی کو بیچنا ہو تو جتنے کو بیچنا منظور ہو اسی داموں کو میرے ہاتھ بیچنا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس امر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا انہوں نے کہا تو اس لونڈی سے صحبت مت کر جس میں کسی کی شرط لگی ہو۔

۱۲۹۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَطَأُ الرَّجُلُ وَلِيدَةً إِلَّا وَوَلِيدَةً إِنْ شَاءَ بَاعَهَا وَإِنْ شَاءَ وَهَبَهَا وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ صَنَعَ بِهَا مَا شَاءَ ..

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے تھے آدمی کو اس لونڈی سے وطی کرنا درست ہے جس پر سب طرح کا اختیار ہو اگر چاہے اس کو بیچ ڈالے چاہے بہہ کر دے چاہے رکھ چھوڑے جو چاہے سو کر سکے۔

(۱۲۹۰) عبد الرزاق (۱۴۲۹۱) سعید بن منصور (۲۵۰۱) بیہقی (۳۳۶/۵) رقم (۱۰۸۲۹)۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص کسی لونڈی کو اس شرط پر خرید کرے کہ اس کو بیچوں گا نہیں یا بیہ نہ کروں گا یا اس کی مثل اور کوئی شرط لگا دی تو اس لونڈی سے وطی کرنا درست نہیں کیونکہ جب اس کو اس لونڈی کے بیچنے یا بیہ کرنے کا اختیار نہیں ہے تو اس کی ملک پوری نہیں ہوئی اور جو لوازم تھے اس ملک کے وہ غیر کے اختیار میں رہے اور اس طرح کی بیع مکروہ ہے۔

باب النهی عن أن يطأ الرجل وليدة ولها زوج منع ہے

۱۲۹۲۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرٍ أَهْدَى لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ جَارِيَةً وَلَهَا زَوْجٌ ابْتَاعَهَا بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ عُثْمَانُ لَا أَقْرُبُهَا حَتَّى يُفَارِقَهَا زَوْجُهَا فَأَرْضَى ابْنُ عَامِرٍ زَوْجَهَا فَفَارَقَهَا۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عامر نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ایک لونڈی ہدیہ دی مگر اس کا ایک خاوند تھا اور عبد اللہ نے اس لونڈی کو بصرے میں خریدا تھا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس لونڈی سے وطی نہ کروں گا جب تک اس کا خاوند اس کو چھوڑ نہ دے عبد اللہ نے اس خاوند کو راضی کر دیا تو اس نے چھوڑ دیا۔

۱۲۹۳۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ ابْتَاعَ وَلِيدَةً فَوَجَدَهَا ذَاتَ زَوْجٍ فَرَدَّهَا۔

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی خریدی بعد اس کے معلوم ہوا وہ خاوند رکھتی ہے تو اس کو واپس کر دیا۔
فائدہ: کیونکہ یہ عیب ہے۔

باب ما جاء في ثمر المال بياع أصله جب درخت بیچا جائے تو اس کے پھل اس میں شامل نہ ہوں گے

۱۲۹۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبْرَتْ فَتَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔

(۱۲۹۲) عبد الرزاق (۱۳۱۷۸) ابن ابی شیبہ (۱۸۲۶۲) بیہقی (۳۲۳/۵) رقم (۱۰۷۵۱)۔

(۱۲۹۳) عبد الرزاق (۱۳۱۷۷) ابن ابی شیبہ (۱۸۲۵۷) بیہقی (۳۲۳/۵) رقم (۱۰۷۴۹)۔

(۱۲۹۴) بخاری (۲۲۰۴) کتاب البیوع: باب من باع نخلا قد اُبرت أو أرضا مزروعة مسلم

(۱۵۴۳) أبو داود (۳۴۳۴) ترمذی (۱۲۴۴) نسائی (۴۶۳۵) ابن ماجہ (۲۲۱۰) احمد

(۵۳۰۶)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھجور کا درخت تاجر کیا ہوا بیچے تو اس کے پھل بائع کے ہوں گے مگر جس صورت میں مشتری شرط کر لے کہ پھل میرے ہیں۔

فائدہ: تاجر کہتے ہیں نہ کو مادہ سے بیہند لگانے کو۔ عرب لوگ ایک درخت کو زعفران کرتے تھے اور دوسرے کو مادہ۔ مادہ کو چیر کر اس میں نرگا کا باثریک کر دیتے تھے اس تدبیر سے کھجوریں بہت نکلتیں۔ اور جو درخت تاجر کیا ہوا نہ ہو تو پھل مول لینے والے کے ہوں گے جمہور علماء کے نزدیک۔ مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں وہ پھل بائع کے ہوں گے مگر جب مشتری شرط کرے پھلوں کی۔

باب النهی عن بیع الثمار حتی یبدو صلاحها بیچنے کی ممانعت

۱۲۹۵۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَالِحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے بیچنے سے یہاں تک کہ ان کی پختگی اور پختگی کا یقین ہو جائے منع کیا بائع کو اور مشتری کو۔
فائدہ: بائع کو بیع سے منع کیا اور مشتری کو خریدنے سے کیونکہ اگر پھل تلف ہو جائیں تو بائع غیر کا مال بلا عوض ہضم کرے گا اور مشتری اپنے مال کو مفت کھو دے گا۔

۱۲۹۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ حَتَّى تُزْهِى فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا تُزْهِى فَقَالَ حِينَ تَحْمَرُ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللَّهُ الثَّمْرَةَ فَبِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پھلوں کے بیچنے سے یہاں تک کہ خوش رنگ ہو جائیں لوگوں نے کہا اس سے کیا مراد ہے یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرخ یا زرد ہو جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اگر اللہ ان پھلوں کو پکنے نہ دے تو کس چیز کے بدلے میں تم میں سے کوئی

(۱۲۹۵) بخاری (۲۱۹۴) کتاب البیوع: باب بیع الثمار قبل أن یبدو صلاحها، مسلم (۱۵۳۴) أبو داود (۳۳۶۷) ترمذی (۱۲۲۶) نسائی (۴۵۱۹) ابن ماجہ (۲۲۱۴) احمد (۷/۲) (۴۵۲۵)۔

(۱۲۹۶) بخاری (۲۱۹۸) کتاب البیوع: باب إذا باع الثمار قبل أن یبدو صلاحها، مسلم (۱۵۵۵) نسائی (۴۵۲۶) ابن ماجہ (۲۲۱۷) احمد (۲۲۱۰۳) (۱۳۳۴۷)۔

اپنے بھائی کا مال لے گا۔

۱۲۹۷۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ حَتَّى تَنْجُو مِنَ الْعَاهَةِ -

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا پھلوں کی بیچ سے یہاں تک کہ آفت کا خوف جاتا رہا۔

مطلکہ: امام مالک نے فرمایا کہ بچپنوں کا بیچنا ان کی بہتری معلوم ہونے سے پہلے دھوکہ کی بیچ ہے جس سے آنحضرت ﷺ نے منع کیا۔

۱۲۹۸۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَبِيعُ ثَمَارَهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّرِيَاءُ -

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما اپنے پھلوں کو اس وقت بیچتے جب شریا کے تارے نکل آتے۔

فائدہ: جب شریا کے تارے صبح کو طلوع کرتے ہیں تو میوؤں کے تلف کا خوف جاتا رہتا ہے اور فصل اچھی ہوتی ہے یہ مضمون حدیث میں وارد ہے۔

مطلکہ: امام مالک نے فرمایا کہ خر بوزہ اور گکڑی اور گاجر کا بیچنا درست ہے جب ان کی بہتری کا حال معلوم ہو جائے پھر جو بچھا گئیں وہ فصل کے تمام ہونے تک مشتری کے ہوں گے اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہر جگہ کے دستور اور رواج کے موافق حکم ہوگا اگر قبل اس وقت کے کسی آفت کے سبب نقصان ہو تو یہاں مال تک تو مشتری کو وہ نقصان بھرا دیا جائے گا اور تہائی سے کم اگر نقصان ہو تو بھرا نہ دیا جائے گا۔

باب ما جاء في بيع العربية

عربیہ کے بیان میں

فائدہ: عربیہ اس کو کہتے ہیں کہ ایک درخت یا دو درخت کسی محتاج کو دے پھر اس کے آنے سے بارش میں تکلیف ہو اور خشک میوہ دے کر درختوں کے میوہ کو لے لے۔

۱۲۹۹۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرَبِيَّةِ أَنْ يَبِيعَهَا بِخَرَصِهَا -

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی عربیہ والے کو اپنا میوہ

(۱۲۹۷) احمد (۱۰۵/۶ - ۱۰۶) (۲۵۲۵۱)۔

(۱۲۹۸) عبدالرزاق (۲۶/۸ - ۶۳) بیہقی (۳۰۱/۵ - ۳۰۲) رقم (۱۰۶۰۵)۔

(۱۲۹۹) بخاری (۲۱۸۸) کتاب البيوع باب بيع المرابنة مسلم (۱۵۳۹) أبو داود (۳۳۶۲)

سنن (۱۲۹۹) سنن (۴۵۳۸) اس ماجہ (۲۲۶۹) احمد (۱۸۶/۵) رقم (۲۱۹۶۵)۔

www.KitaboSunnat.com

بیچنے کی انکل سے۔

فائدہ: یعنی درختوں کے میوے کا اندازہ کر کے اس قدر خشک میوے کے بدلے میں بیچنے کو درست رکھا۔

۱۳۰۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْحَصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا فِيمَا دُونَ خُمْسَةِ أَوْ سِقِ أَوْ فِي خُمْسَةِ أَوْ سِقِ يَشْكُ دَاوُدُ قَالَ خُمْسَةَ أَوْ سِقِ أَوْ دُونَ خُمْسَةِ أَوْ سِقِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عریوں کے بیچنے کی انکل سے بشرطیکہ پانچ وسق سے کم ہو یا پانچ وسق کے اندر ہوں۔

فائدہ: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ عریہ کا اندازہ درختوں پر کر لیا جائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز رکھا یہ تو لید یا اقالہ یا شرکت کے مثل ہے اگر یہ اور بیچوں کے مثل ہوتا تو کھانے کی چیزوں کا تو لید یا اقالہ یا شرکت قبل قبضے کے نادرست ہے یہ بھی درست نہ ہوتا۔

فائدہ: تو لید جس قیمت کو بیچنا اور اقالہ بیع کو فتح کرنا۔

باب الجائحة في بيع الثمار والزروع بچلوں اور کھیتوں کی بیچ میں آفت کا بیان

۱۳۰۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُولُ ابْتِاعَ رَجُلٌ ثَمَرَ حَائِطٍ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَالَجَهُ وَقَامَ فِيهِ حَتَّى تَبَيَّنَ لَهُ النُّقْصَانُ فَسَأَلَ رَبَّ الْحَائِطِ أَنْ يَضَعَ لَهُ أَوْ أَنْ يُقْبِلَهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَفْعَلَ فَذَهَبَتْ أُمُّ الْمُشْتَرِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأَلَّى أَنْ لَا يَفْعَلَ خَيْرًا فَسَمِعَ بِذَلِكَ رَبُّ الْحَائِطِ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ لَهُ -

حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے باغ کے پھل خریدے اور اس کی درستی میں مصروف ہوا مگر ایسی آفت آئی جس سے نقصان معلوم ہوا تو باغ کے مالک سے

(۱۳۰۰) بخاری (۲۳۸۲) کتاب المساقاة: باب الرجل يكون له معرو أو شرب في حائط أو في نخل
مسلم (۱۵۴۱) أبو داود (۳۳۶۴) ترمذی (۱۳۰۱) نسائی (۴۵۴۱) احمد (۲۳۷/۲)
رقم (۷۲۳۵)۔

(۱۳۰۱) بخاری (۲۷۰۵) کتاب الصلح: باب هل يشير الامام بالصلح، مسلم (۱۵۵۷) احمد
(۱۰۵، ۶۹/۶) رقم (۲۵۲۴۹، ۲۴۹، ۰۹)۔

کہا یا تو پھلوں کی قیمت کچھ کم کر دو یا اس بیع کو فسخ کر ڈالو اس نے قسم کھالی میں ہرگز نہ کروں گا تب خریدار کی ماں نے رسول اللہ ﷺ سے آن کر یہ سب قصہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا قسم کھالی اس نے کہ میں یہ بہتری کا کام نہ کروں گا جب مالک باغ کو یہ خبر پہنچی وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! جیسا خریدار کہے وہ مجھ کو منظور ہے۔

۱۳۰۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى بِوَضْعِ الْحَائِطَةِ -

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حکم کیا مشتری کو نقصان دلانے کا جب کھیت یا میوے کو آفت پہنچے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ اس آفت سے تہائی مال یا زیادہ کا نقصان ہوا ہو اگر اس سے کم نقصان ہوگا اس کا شمار نہیں۔

باب ما يجوز من استثناء الثمر كچھ پھل یا میوے کا بیع یا بیع سے مستثنیٰ کرنے کا بیان

۱۳۰۳۔ عَنْ رِبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَبِيعُ ثَمَرَ حَائِطِهِ وَيَسْتَثْنِي مِنْهُ -

ربیعہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ حضرت قاسم بن محمد اپنے باغ کے میووں کو بیچتے پھر اس میں سے کچھ مستثنیٰ کر لیتے۔

۱۳۰۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ حَدَّةَ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ بَاعَ ثَمَرَ حَائِطٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ الْأَفْرَقِيُّ بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ دِرْهَمٍ وَاسْتَثْنَى مِنْهُ بِثَمَانٍ مِائَةِ دِرْهَمٍ تَمْرًا -

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ان کے دادا محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باغ کا میوہ بیجا چار ہزار درہم کو اس میں سے آٹھ سو درہم کے کھجور مستثنیٰ کر لیے اس باغ کا نام افرق تھا۔

۱۳۰۵۔ عَنْ أَبِي الرَّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَارِثَةَ أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَتْ تَبِيعُ ثَمَارَهَا وَتَسْتَثْنِي مِنْهَا -

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن اپنے پھلوں کو بیچتیں اور اس میں سے کچھ نکال لیتیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاق ہے کہ جو آدمی اپنے باغ کا میوہ بیچے اس کو اختیار ہے کہ

(۱۳۰۲) مسلم (۱۰۵۴) کتاب المساقاة: باب وضع الجوائح، أبو داود (۳۳۷۴) نسائی (۴۵۲۹)

احمد (۳۰۹/۳) رقم (۱۴۳۷۱)۔

(۱۳۰۳) ابن ابی شیبہ (۳۸۰/۴) رقم (۲۱۱۹۹)۔

(۱۳۰۴) عبد الرزاق (۲۶۲/۸) رقم (۱۰۱۰۱) ابن ابی شیبہ (۳۸۰/۴) رقم (۲۱۱۹۷)۔

تہائی مال تک مستثنیٰ کرے اس سے زیادہ درست نہیں اور جو سارے باغ میں سے ایک درخت یا درخت کے پھل مستثنیٰ کرے اور ان کو معین کر دے تو بھی کچھ قباحت نہیں ہے کیونکہ گویا مالک نے سوائے ان درختوں کے باقی کو بیچا اور ان کو نہ بیچا اس امر کا مالک کو اختیار ہے۔

باب ما یکرہ من بیع التمر جو بیع کھجوروں کی مکروہ ہے اس کا بیان

۱۳۰۶۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ عَامِلَكَ عَلَى خَيْبَرَ يَأْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوهُ لِي فَدَعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَأْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا يَبْعُونَنِي بِالتَّحْنِيبِ بِالتَّحْنِيبِ صَاعًا بِصَاعٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْ التَّحْمَعِ بِالتَّذْرَاهِمِ ثُمَّ اتَّبَعَ بِالتَّذْرَاهِمِ حَنْبِيًّا۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھجور کو کھجور کے بدلے میں برابر برابر بیچو ایک شخص بولا یا رسول اللہ! آپ ﷺ کا عامل خیبر پر ایک صاع کھجور لے کر دو صاع دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلاؤ اس کو وہ بلا یا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تو دو صاع کھجور دے کر ایک صاع لیتا ہے؟ وہ بولا یا رسول اللہ! ایک صاع بہتر کھجور اور ایک صاع بری کھجور کے بدلے میں نہیں آتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے بری کھجور کو روپوں کے بدلے میں بیچ کر پھر عمدہ کھجور کو خرید کر لے۔

۱۳۰۷۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ حَنْبِيبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُ تَمْرٍ خَيْبَرَ هَكَذَا فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلْ بَعْ التَّحْمَعِ بِالتَّذْرَاهِمِ ثُمَّ اتَّبَعَ بِالتَّذْرَاهِمِ حَنْبِيًّا۔

حضرت ابو سعید الخدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو عامل مقرر کیا خیبر پر وہ عمدہ کھجور لے کر آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا سب کھجوریں خیبر کی ایسی ہی ہوتی ہیں وہ بولا نہیں یا رسول اللہ! ہم اس کھجور میں سے ایک صاع دو صاع کے بدلے میں یا دو صاع تین صاع کے بدلے میں خرید کیا کرتے ہیں۔

(۱۳۰۶) ابن ابی شیبہ (۴/۴۹۸ - ۴۹۹) رقم (۲۲۴۷۸)۔

(۱۳۰۷) بخاری (۲۲۰۱) کتاب البیوع: باب اذا اراد بيع تمر بتمر خیر منه مسلم (۱۵۹۳) نسائی

(۴۵۵۳) أحمد (۴۵۰۳) رقم (۱۱۴۳۲) دارمی (۱۵۷۷)۔

آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کر پہلے بری کھجور کو روپوں کے بدلے میں بیچ کر پھر عمدہ کھجور روپے دے کر خرید لے۔
 ۱۳۰۸۔ عَنْ زَيْدِ أَبِي عِيَاشٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسَّلْتِ فَقَالَ لَهُ سَعْدُ
 أَيُّهَسَا أَفْضَلُ قَالَ الْبَيْضَاءُ فَتَهَاةُ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ سَعْدُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يُسْأَلُ عَنِ الشَّرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطْبِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَفْقُصُ الرُّطْبُ إِذَا بَيَسَ
 فَقَالُوا نَعَمْ فَتَنَهَى عَنْ ذَلِكَ۔

حضرت زید ابو عیاش سے روایت ہے انہوں نے پوچھا سعد بن ابی وقاصؓ سے کہ جو کوست (ایک
 نلکہ کا نام ہے درمیان میں گیہوں اور جو کے غورا درجہ میں پیدا ہوتا ہے) کے بدلے میں بیچ سکتے ہیں انہوں نے کہا
 دونوں میں کون سا چھپا ہے بولے جو تو منع کیا اس سے اور سعدؓ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ
 ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کہ خشک کھجور کو رطب (تر کھجور کے) بدلے میں بیچنا کیسا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا
 رطب جب سوکھ جاتا ہے تو وزن اس کا کم ہو جاتا ہے لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے منع فرمایا۔
 فائدہ: مالک اور شافعی اور احمد اور محمد بن حسن اور یعقوب بن ابراہیم اکثر علماء کا عمل اسی پر ہے کہ رطب کی بیج تر (خشک
 کھجور) کے ساتھ درست نہیں مگر ابو حنیفہ کے نزدیک برابر بیچنا درست ہے وہ کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ زید
 ابو عیاش اس کا راوی مجہول ہے مگر محدثین نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔

باب ما جاء في المزينة والمحاقلة

مزینہ اور محاقلہ کا بیان

۱۳۰۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمَزِينَةِ وَالْمُزَابِنَةِ
 بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا مزینہ سے۔ مزینہ اس کو کہتے
 ہیں کہ درخت پر پھل کھجور یا انگور اندازہ کر کے خشک کھجور یا انگور کے بدلے میں فروخت کیے جائیں۔

۱۳۱۰۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمَزَابِنَةِ

(۱۳۰۸) أبو داود (۳۳۵۹) كتاب البيوع: باب في التمر بالتمر، ترمذی (۱۲۲۵) نسائی (۴۵۴۵)
 ابن ماجہ (۲۲۶۴) أحمد (۱۷۵/۱) رقم (۵۱۵)۔

(۱۳۰۹) بخاری (۲۱۷۱) كتاب البيوع: باب بيع الزبيب بالزبيب والطعام بالطعام، مسلم (۱۵۴۲) أبو داود

(۳۳۶۱) نسائی (۴۵۳۴) ابن ماجہ (۲۲۶۵) أحمد (۷/۲) رقم (۴۵۲۸) ترمذی (۱۳۰۰)۔

(۱۳۱۰) بخاری (۲۱۸۶) كتاب البيوع: باب بيع المزينة، مسلم (۱۵۴۶) نسائی (۳۸۸۵) ابن

ماجہ (۲۴۵۵) أحمد (۶/۳) رقم (۱۱۰۳۵) دارمی (۲۵۵۷)۔

وَالْمُحَاقَلَةُ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالثَّمَرِ فِي رُئُوسِ النَّحْلِ وَالْمُحَاقَلَةُ كِرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ -

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مزابنہ اور محاقلہ سے۔ مزابنہ کے معنی اوپر بیان ہوئے اور محاقلہ اس کو کہتے ہیں کہ گیہوں کا کھیت بدلے میں خشک گیہوں کے بیجے۔

مسئلہ: سوا گیہوں کے اور جتنے اناج ہیں سب کا یہی حکم ہے محاقلہ کے مشہور معنی یہی ہیں جو ترجمے میں بیان ہوئے حدیث میں جو مالکؒ نے بیان کیے وہ یہ ہیں کہ ریہ دینا زمین کا بعبوض گیہوں کے یعنی ایک شخص اپنی زمین کسی کو گیہوں بونے کو دے اور اس کا کرایہ کسی قدر گیہوں ٹھہرا لے جب اس میں آگیں اس کو خرابہ بھی کہتے ہیں۔

۱۳۱۱- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالثَّمَرِ وَالْمُحَاقَلَةُ اشْتِرَاءُ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ وَاسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ -

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مزابنہ اور محاقلہ سے دونوں کے معنی اوپر گزرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو چیز ڈھیر لگا کر بیچی جائے اور اس کا وزن اور کیل معلوم نہ ہو تو لی اور ناپی ہوئی چیز کے بدلے میں وہ مزابنہ میں داخل ہے (بشرطیکہ ایک جنس ہو) اگر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ یہ جو تیرا ڈھیر پڑا ہے گیہوں یا کھجور یا چارہ یا گٹھلیوں یا گھاس یا کسم یا روئی یا کتان یا ریشم کا اس کو ناپ یا تول یا شمار اگر قدر سے کم نکلے تو میں تجھ کو بخر ادوں گا اور جو زیادہ نکلے تو میں لے لوں گا اس قسم کی بیع درست نہیں ہے بلکہ یہ جوئے کے مشابہ ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ یہ کپڑا اتنی ٹوپوں کو کافی ہے اگر کم پڑے تو میں دوں گا اور جو بڑھے میں لے لوں گا یا اس کپڑے میں اتنے کرتے نہیں گے اگر کم پڑے میں دے دوں گا اور جو زیادہ ہو لے لوں گا یا اس قدر کھالوں میں اتنی جوتیاں نہیں گی اگر کم پڑے میں دوں گا زیادہ ہو تو لے لوں گا یا اس قدر دانوں میں اتنا تیل نکلے گا اگر کم نکلے تو میں دوں گا زیادہ نکلے تو میرا ہے یہ سب مزابنہ میں داخل ہے جائز نہیں یا یوں کہے کہ تیرے اس ڈھیر کے بدلے میں پتوں یا گٹھلیوں یا روئی یا ترکاری یا کسم کے اس قدر پتے یا گٹھلیاں یا روئی یا ترکاری یا کسم تول ناپ کر دیتا ہوں ہر ایک کو اس کی جنس کے ساتھ بیچے تو بھی نادرست ہے۔

فائدہ: البتہ اگر ایک جنس کو دوسری جنس کے ساتھ بیچے مثلاً گیہوں کے ڈھیر کو من بھر روئی کے یا من بھر چاول کے بدلے میں بیچے تو درست ہے۔

(۱۳۱۱) مسلم (۱۰۳۹) کتاب البیوع: باب النهی عن بیع الشمار قبل بدو صلاحها بغیر شرط نسائی

باب جامع ببع التمر پھلوں اور میوؤں کی بیع کے مختلف مسائل کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص کسی معین درختوں کے پھلوں کو خریدے یا ایک باغ کے میوؤں کو خریدے یا معین بکریوں کے دودھ کو خریدے تو کچھ قباحت نہیں ہے بشرطیکہ خریدار قیمت ادا کرتے ہی اپنا مال وصول کرنا شروع کر دے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی روپیہ دے کر ایک کپہ میں سے کسی قدر گھی مول لے اس میں کچھ قباحت نہیں ہے اگر کپہ قبل گھی لینے کے پھٹ جائے اور گھی بہہ جائے تو خریدار اپنے روپے پھیر لے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر خریدار سے یہ ٹھہرایا کہ جس قدر دودھ روز نکالا کرے یا جتنا میوہ روز اترا کرے وہ لیتا جائے تو درست ہے ہر روز لے لیا کرے اگر جتنا خرید اتھا اس قدر مال پورا نہ پہنچا تھا کہ دودھ موقوف ہو گیا یا میوہ تلف ہو گیا تو بائع جتنا باقی رہ گیا ہے اس کے دام خریدار کو پھیر دے گا خرید دوسرا کچھ اسباب بائع سے اس کے بدلے میں لے لے گا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ بغیر لینے بائع کو چھوڑ دے ورنہ مکروہ ہوگا کیونکہ یہ بیع کالی کی ہے بعوض کالی کے اور منع کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے۔

فائدہ: دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا کالی بیع سے بعوض کالی کے یعنی ذین کے بیچنے سے بعوض ذین کے صورت اس کی یوں ہے کہ ایک شخص کچھ کپڑا یا اسباب ایک مہینے کے وعدے پر خریدے جب مہینہ پورا ہوا اور روپے نہ ملیں تو اسی کپڑے کو دو مہینے کے وعدے پر بائع کے ہاتھ بیچ ڈالے پہلی قیمت سے کچھ زیادہ پر۔ گویا قرض کی بیع قرض کے بدلے میں ہوئی۔ مشتری پر جو بائع کا ذین آتا تھا اس کو بائع نے بیچ ڈالا اسی کے ہاتھ اپنے ذمے قرض کر کے اور بالفعل کوئی چیز نہ دی البتہ اگر اسی جملے میں مشتری کے بیع حوالہ کرے پھر مشتری بیع بائع کو دے دے اور قیمت اس کی لے لے تو درست ہے۔

مسئلہ: سوال ہوا امام مالکؒ سے اگر کوئی باغ کی کھجور بیچے اور اس میں کئی قسمیں کھجور کی ہوں جیسے بچوہ اور کبیس اور عذوق وغیرہ مگر مشتری یہ شرط لگا لے کہ اس باغ میں سے کوئی ایک درخت یا کئی درخت میں چھانٹ دوں گا (یعنی بیع سے مستثنیٰ کر دوں گا) تو یہ درست نہیں کیونکہ اگر اس نے بچوہ کا درخت چھوڑ دیا جس میں چندہ صاع کھجور تھی اور اس کے بدلے میں کبیس کا درخت لے لیا جس میں دس صاع کھجور تھی یا اس کے برعکس کیا تو گویا اس نے بچوہ کو کبیس کے بدلے میں کم دیش فروخت کیا اور یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص تین ڈھیر کھجور کے لگائے ایک بچوہ کا جو چندہ صاع ہے اور ایک کبیس کا جو دس صاع ہے اور ایک عذوق کا جو بارہ صاع ہے پھر مشتری نے کھجور والے کو ایک دینار دے دیا اس شرط سے کہ ان تینوں ڈھیروں میں سے جو میں چاہوں لے لوں گا تو یہ ناجائز نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص مالک باغ سے رطب خرید لے اور ایک دینار اس کی بیعتی دے دے پھر پھر رطب موقوف ہو جائیں۔ تو مالکؒ نے جواب دیا کہ حساب کیا جائے گا کسی قدر رطب میں سے بیع کے وقت۔

گیا ہے اگر وہ کث دینار کے رطب لے چکا ہے تو ایک مثنت باقی وصول کر لے اگر تین ربح دینار کے رطب لے چکا ہے تو ایک ربح وصول کرے۔ یا مشتری یا بائع کی رضامندی سے اور کوئی میوہ اس کے ہاتھ میں سے لے لے کر جب او کوئی میوہ اس کے بدلے میں ٹھہرے تو چاہیے کہ فی الفور اس کو وصول کر لے اس میں دیر نہ کرے ورنہ کافی بائعانی ہو جائے گی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص اپنے اونٹ یا غلام کو جو روزی یا بڑھئی یا زور کوئی کام کرنا ہو کرایہ کو دے یا مکان کرایہ پر دے اور زر کرانہ پیشگی لے لے بعد اس کے اونٹ یا غلام مر جائے اور گھر گر جائے تو اونٹ والا اسی طرح غلام یا مکان والا حساب کر کے جس قدر اجرت اس کے ذمہ پر باقی رہ گئی ہو وہاپس کر دے گا فرض کیجیے کہ اگر مستاجر نے اپنا نصف حق وصول کیا تھا تو نصف اجرت اس کو واپس ملے گی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ان صورتوں میں سلف کرنا یعنی اجرت پیشگی دے دینا جب ہی درست ہے کہ اجرت دیتے ہی غلام یا اونٹ یا گھر پر قبضہ کرے یا رطب توڑنا شروع کر دے یہ نہیں کہ اس میں دیر کرے یا کوئی میعاد ٹھہرائے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ یہ سلف مکروہ ہے کہ کوئی شخص اونٹ کا کرایہ دے دے اور اونٹ والے سے یہ کہے کہ حج کے دنوں میں تیرے اونٹ پر سوار ہوں گا اور انہی حج میں ایک عرصہ باقی ہو ایسا ہی غلام اور گھر میں کہے تو یہ صورت گویا اس طرح ہوئی کہ اگر وہ اونٹ یا غلام یا گھر اس وقت تک باقی رہے تو اسی کرایہ سے اس سے منفعات اٹھالے اور اگر وہ اونٹ یا غلام مر جائے اور گھر گر جائے تو اپنے کرایہ کے پیسے پھیر لے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ شخص کرایہ دیتے ہی اونٹ یا غلام یا گھر پر قبضہ کر لیتا تو کراہت جاتی رہتی اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص غلام یا لونڈی خرید کر اپنے قبضے میں لائے اور قیمت ان کی ادا کرے بعد اس کے کسی عیب کی وجہ سے وہ غلام یا لونڈی واپس کی جائے تو مشتری اپنا زر نہیں بائع سے پھیر لے اور اس میں کچھ قباحت نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص کسی معین غلام یا اونٹ کو کرایہ پر لے اور قبضے کی ایک میعاد مقرر کر دے یعنی یہ کہہ دے کہ فلاں تاریخ سے میں اونٹ یا غلام کو اپنے قبضے و تصرف میں لوں گا تو یہ جائز نہیں کیونکہ نہ مت جر نے قبضہ کیا اس اونٹ یا غلام پر نہ موجرنے ایسے ذین میں سلف کی جس کا وہ بنا مستاجر پر واجب ہو۔

میوں کی بیع کا بیان

باب ما جاء في بيع الفاكهة

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم الناقی ہے جو شخص کوئی میوہ تر یا خشک خریدے اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس پر قبضہ کر لے اور میوے کو میوے کے بدلے میں اگر بیچے تو اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے اور جو میوہ اس نے خریدا وہاں کھایا جاتا ہے اور کھا جاتا ہے اس کو اگر میوے کے بدلے میں بیچے اور ایک تیس دن تو اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے اور نہ بیچے کی پیشی اس میں درست نہیں البتہ اگر تین مثنت دنوں کی پیشی درست ہے مگر نقد اللہ بیچنا چاہیے اگر میں بیچا اور درست نہیں اور جو میوہ سوکھا یا نہیں جاتا بلکہ تر کھایا جاتا ہے جیسے خرما یا وہ مکی لڑائی کی یا کاجرا یا زعفران یا کدو یا کدو کے بدلے میں اگرچہ جنس ایک ہوگی پیشی کے ساتھ بھی درست ہے جب اس میں بھاریانہ و نقد اللہ ہو۔

باب بیع الذهب بالورق عینا وتبرا

سونے اور چاندی کی بیع کا بیان مسکوک ہو یا غیر مسکوک

فائدہ: سونے پر سدا گایا جائے جیسے اشرقی تو اس کو عین کہتے ہیں ورنہ تبرا کہتے ہیں۔

۱۳۱۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّعْدَيْنِ أَنْ يَبِيعَا آيَةَ مِنَ الْمَغَانِمِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَبَاعَا كُلُّ ثَلَاثَةٍ بِأَرْبَعَةٍ عَيْنًا أَوْ كُلُّ أَرْبَعَةٍ بِثَلَاثَةٍ عَيْنًا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَيْتُمَا فَرْدًا۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے دونوں سعد کو کہ جتنے برتن سونے اور چاندی کے مال غنیمت میں آئے ہیں ان کو بیچ ڈالو انہوں نے تین تین برتنوں کو چار چار نقد کے عوض بیچا یا چار چار کو تین تین نقد کے عوض میں بیچا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دونوں نے سو کیا اس بیع کو رد کرو۔

فائدہ: یعنی سعد بن ابی وقاص شیخنا اور سعد بن عبد اللہ بن علی بن ابی طالب کو یعقوب بن شیبہ کی روایت میں مسکوک ان دونوں کا نام مذکور ہے۔

فائدہ: یعنی تین برتن دس کے چار چار برتنوں کے موافق وزن میں دینا رہے یا چار چار برتن دس کے تین تین برتنوں کے موافق وزن میں دینا رہے۔

۱۳۱۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السِّدْنَارُ بِالسِّدْنَارِ وَالذَّرْهَمُ بِالذَّرْهِمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دینار کو ایک دینار کے بدلے میں بیچو اور ایک درہم کو ایک درہم کے بدلے میں تہ زیادہ کے بدلے میں۔

فائدہ: یعنی ایک دینار جب وزن میں دو درہم دینار کے برابر ہو تو بدینار است ہے جو ہے گھر ہے۔ اور تہ نہیں بیچیں جو سونا ہو سکتا ہے کہ دو دینار دے کر دو گھوٹے دینار لے لی ضرورت نہیں۔

۱۳۱۴۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ

(۱۳۱۳) مسلم (۱۵۸۸) کتاب الحساقا، باب الصرف، ج ۱، ص ۱۰۰، ح ۱۰۰۰۰

أحمد (۳۷۹۱۲)۔ فتح (۸۶۲۳)۔

(۱۳۱۴) بخاری (۲۱۲۷) کتاب النوا، باب بیع الذهب بالفضة، ح ۱۰۰۰۰

سنن ابی داؤد (۱۵۵۷)۔ ابن ماجہ (۲۳۵۶)۔ مسند ابی یوسف (۱۰۰۰)۔

بِالدَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلِ وَلَا تُشْفَوُا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلِ وَلَا تُشْفَوُا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِعُوا مِنْهَا شَيْئًا غَائِبًا بِنَاجِزٍ -

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت بیچو سونے کے بدلے میں سونا مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک دوسرے پر اور مت بیچو چاندی کو بدلے میں چاندی کے مگر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو کچھ اس میں سے نقد وعدہ پر۔

فائدہ: یعنی جب سونا سونے کے بدلے میں اور چاندی چاندی کے بدلے میں بیچے تو کمی بیشی نہ کرے برابر برابر بیچے اور نقد نقداً سونے کو چاندی کے بدلے میں بیچے تو کمی بیشی درست ہے مگر نقد نقد چاہیے۔

۱۳۱۵۔ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُ صَائِعٌ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي أَصُوغُ الدَّهَبَ ثُمَّ أُبِيعُ الشَّيْءَ مِنْ ذَلِكَ بِأَكْثَرٍ مِنْ وَزْنِهِ فَأَسْتَفْضِلُ مِنْ ذَلِكَ قَدْرَ عَمَلِ يَدِي فَتَنَاهَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ ذَلِكَ فَجَعَلَ الصَّائِعُ يُرَدُّدٌ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ وَعَبَّدُ اللَّهُ يَنْهَاهَا حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ أَوْ إِلَى دَابَّةٍ يُرِيدُ أَنْ يَرْكَبَهَا ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدَّرْهَمُ بِالدَّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا هَذَا عَهْدٌ بَيْنَنَا وَإِنَّا وَعَهْدُنَا إِلَيْكُمْ -

مجاہد سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ایک سار آیا اور بولا اے ابو عبدالرحمن! میں سونے کا زیور بناتا ہوں پھر اس کے وزن سے زیادہ دینار لے کر اس کو بیچتا ہوں اور یہ زیادتی اپنی محنت کے عوض میں لیتا ہوں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو اس سے منع کیا پھر وہ سار پوچھتا رہا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منع کرتے رہے یہاں تک کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد کے دروازے پر آئے یا اپنے جانور پر سوار ہونے کو آئے اس وقت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا دینار کو بدلے میں دینار کے لو اور درہم کو بدلے میں درہم کے بیچ اور زیادتی نہ لے سبکی وصیت ہے۔

۱۳۱۶۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَانَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارِ وَلَا الدَّرْهَمَ بِالدَّرْهَمِ -

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت بیچو ایک دینار کو دو دینار کے بدلے میں اور نہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے میں۔

۱۳۱۵۔ (نسائی ۵۶۸) کتاب البيوع: باب بيع الدرهم بالدرهم، بيهقي (۲۷۹/۵)۔

۱۳۱۶۔ (مسلم ۱۵۸۵) کتاب المساقاة: باب الربا، بيهقي (۲۷۸/۵) رقم (۱۰۴۸۵)۔

۱۳۱۷۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ بَاعَ سِقَايَةَ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ بِأَكْثَرٍ مِنْ وَزْنِهَا فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذَا إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ مَا أَرَى بِمِثْلِ هَذَا بَأْسًا فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ مَنْ يُعَذِّرُنِي مِنْ مُعَاوِيَةَ أَنَا أُخْبِرُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُخْبِرُنِي عَنْ رَأْيِهِ لَا أَسَاكِنُكَ بِأَرْضٍ أَنْتَ بِهَا ثُمَّ قَدِمَ أَبُو الدَّرْدَاءِ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَنْ لَا تَبِيعَ ذَلِكَ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَزْنَا بِوَزْنٍ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ایک برتن پانی پینے کا سونے یا چاندی کا اس کے وزن سے زیادہ سونے یا چاندی کے بدلے میں بیچا تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع کرتے تھے مگر برابر برابر بیچنا درست رکھتے تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے نزدیک کچھ قباحت نہیں ہے۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا بھلا کون میرا عذر قبول کرے گا اگر میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کا بدلہ دوں میں تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں اور وہ مجھ سے اپنی رائے بیان کرتے ہیں اب میں تمہارے ملک میں نہ رہوں گا۔ پھر ابو درداء رضی اللہ عنہ مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے یہ قصہ بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ پھر ایسی بیچ نہ کریں مگر برابر قبول کر۔

فائدہ: زیور یا برتن سونے کا اگرچہ اشرفیوں کے بدلے بیچا جائے تو کمی زیادتی ابوظیفہ اور جمہور علماء کے نزدیک نادرست ہے اور شافعی اور بعض علماء کے نزدیک اگر زیور یا برتن والا اپنی بیواری کے بدلے میں کچھ سونا زیادہ لے تو درست ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان کا شاید یہی مذہب ہوگا اور یہی مذہب حافظ ابن قیم کا ہے اور شوکانی نے السیل الجرار میں ترجیح عدم جواز فضل کی لکھی ہے۔

فائدہ: معاویہ رضی اللہ عنہ اس زمانے میں حاکم تھے شام کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابو درداء رضی اللہ عنہ کو یہ امر ناگوار ہوا کہ حدیث کے مقابلہ میں انہوں نے اپنی رائے بیان کی سلف کے نزدیک یہ امر نہایت مذموم ہے۔

۱۳۱۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالذَّهَبِ أَحَدُهُمَا غَائِبٌ وَالْآخَرُ نَاجِزٌ وَإِنْ اسْتَنْظَرَكَ إِلَى أَنْ يَلِجَ

(۱۳۱۷) نسائی (۴۵۷۲) کتاب البیوع: باب بیع الذهب بالذهب، أحمد (۴۴۸/۶) رقم (۲۸۰۸۱)

بیہقی (۲۸۰/۵) رقم (۱۰۴۹۴)۔

(۱۳۱۸) ~~بیہقی (۲۷۹/۵) رقم (۲۸۴)~~ بیہقی (۱۴۵۶۲) رقم (۱۰۴۹۰)۔

بَيْتَهُ فَلَا تَنْظُرُهُ اِنِّي اَخَافُ عَلَيْكُمْ الرَّمَاءُ وَالرَّمَاءُ هُوَ الرِّبَا -

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا امت بیچو سونے کو بدلے میں سونے کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے میں چاندی کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے میں سونے کے اس طرح پر کہ ایک نقد ہو اور دوسرا وعدے پر بلکہ تجھ سے اگر اتنی مہلت چاہے کہ اپنے گھر میں سے ہو کر آئے تو اتنی بھی اجازت مت دے میں خوف کرتا ہوں تمہارے اوپر سود کا۔

۱۳۱۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تَشْفُوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تَشْفُوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا شَيْئًا مِنْهَا غَايِبًا بِنَاجِزٍ وَإِنْ اسْتَنْظَرَكَ إِلَى أَنْ يَلِجَ بَيْتَهُ فَلَا تَنْظُرُهُ اِنِّي اَخَافُ عَلَيْكُمْ الرَّمَاءُ وَالرَّمَاءُ هُوَ الرِّبَا -

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا امت بیچو سونے کو بدلے میں سونے کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے میں چاندی کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے میں سونے کے اس طرح پر کہ ایک نقد ہو دوسرا وعدہ پر بلکہ تجھ سے اگر اتنی مہلت چاہے کہ اپنے گھر میں سے ہو کر آئے تو اتنی بھی اجازت مت دے میں خوف کرتا ہوں تمہارے اوپر سود کا۔

۱۳۲۰۔ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالذَّرْهَمُ بِالذَّرْهَمِ وَالصَّاعُ بِالصَّاعِ وَلَا يُبَاعُ كَالِيٍّ بِنَاجِزٍ -

قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دینار بدلے میں ایک دینار کے چاہیے ایک درہم بدلے میں ایک درہم کے اور ایک صاع بدلے میں ایک صاع کے اور نہ بیچا جائے نقد بدلے میں وعدے کے۔

۱۳۲۱۔ عَنْ أَبِي الزَّهَادِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَقُولُ لَا رِبَا إِلَّا فِي ذَهَبٍ أَوْ فِي فَصَّةٍ أَوْ مَا يُكَالُ أَوْ يُوزَنُ بِمَا يُؤَكَّلُ أَوْ يُشْرَبُ -

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے نہیں رہا ہے مگر سونے میں یا چاندی میں یا جو چیز ناپ تول کر کیتی ہے

(۱۳۱۹) ایضاً -

(۱۳۲۰) عبدالرزاق (۱۴۵۶۶، ۱۴۵۶۷، ۱۴۵۷۲، ۱۴۵۷۵، ۱۴۵۷۶)۔

(۱۳۲۱) عبدالرزاق (۱۴۱۳۹) ابن ابی شیبہ (۲۲۴۶۹) بیہقی (۲۸۶/۵) رقم (۱۰۵۲۱) دارفطی

(۱۳/۳) (۲۸۱۰)۔

کھانے پینے کی۔

۱۳۲۲۔ عَنْ يُحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَقُولُ قَطَعَ الذَّهَبَ وَالْوَرِقَ مِنْ
الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ -

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے روپیہ اشرفی کا کاٹنا گویا ملک میں
فساد کرتا ہے۔

فائدہ: روپیہ اشرفی جس پر مسلمانوں کا سکہ ہوا اس کا توڑنا بغیر ضرورت کے مکروہ ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر سونے کو چاندی کے بدلے میں یا چاندی کو سونے کے بدلے میں ڈھیر لگا کر خرید
لے تو کچھ قباحت نہیں ہے جب وہ ڈلی ہوں یا زیور ہوں لیکن روپیہ اشرفی کا خریدنا بغیر گئے ہوئے جائز نہیں بلکہ اس میں
دھوکا ہے اور مسلمانوں کے دستور کے خلاف ہے لیکن سونے چاندی کا ڈالا یا زیور جو تم کے بکتا ہے اس کو انکل سے خریدنا
جیسے یہ ہوں یا کھجور وغیرہ کو خریدتے ہیں بڑا نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص کلام مجید یا تلوار یا انگوشی جس میں سونا یا چاندی لگا ہو روپیہ اشرفی کے بدلے میں
خرید کرے تو دیکھیں گے اگر ان چیزوں میں سونا لگا ہوا ہے اور اشرفیوں کے بدلے میں اس کو خرید کیا اور اس چیز کی قیمت دو
ثلث سے کم نہیں ہے اور جس قدر سونا اس میں لگا ہوا ہے اس کی قیمت ایک ثلث سے زیادہ نہیں ہے تو درست ہے جب
نقد نقد ہو اس طرح اگر چاندی لگی ہوئی ہے اور روپوں کے بدلے میں خرید کیا تب بھی یہی حکم ہے۔

فائدہ: اگر ثلث سے زیادہ اس میں سونا ہو تو سونے کے بدلے میں اس کو خریدنا یا ثلث سے زیادہ چاندی ہو تو چاندی
کے بدلے میں خریدنا درست نہیں۔

باب ما جاء في الصرف

بیع صرف کے بیان میں

۱۳۲۳۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي أَدِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ فَدَعَانِي
طَلْحَةَ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ فَمَرَّوْنَا حَتَّى اصْطَرَفَ مِنِّي وَأَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ حَتَّى
يَأْتِيَنِي حَارِزِيُّ مِنَ الْعَابَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْمَعُ فَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ لَا تَفَارِقُهُ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ ثُمَّ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَالنُّبْرُ بِالنُّبْرِ رَبًّا إِلَّا هَاءَ

(۱۳۲۲) عبدالرزاق (۱۴۵۹۵۰/۱۴۵۹۴)۔

(۱۳۲۳) بحاری (۲۱۷۴) کتاب البیوع: باب بیع الشعیر بالشعیر، مسلم (۱۵۸۶) أبو داود

(۳۳۴۸) ترمذی (۱۲۴۳) نسائی (۴۵۵۸) ابن ماجہ (۲۲۶۰) أحمد (۴۵۱) رقم

(۳۱۴) دارمی (۲۵۷۸)۔

وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔

حضرت مالک بن اوس نے کہا مجھے حاجت ہوئی سو دینار کے درہم لینے کی تو مجھے بلایا طلحہ بن عبید اللہ نے۔ پھر ہم دونوں راضی ہوئے صرف کے اوپر اور انہوں نے دینار مجھ سے لے لیے اور ہاتھ سے الٹ پلٹ کرنے لگے اور کہا صبر کرو یہاں تک کہ میرا خزانچی غابہ آ جائے (غابہ ایک موضع ہے قریب مدینہ کے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا نہیں قسم خدا کی! امت چھوڑنا طلحہ کو بغیر روپے لیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کا بیچنا چاندی کے بدلے میں رہا ہے مگر جب نقد نقد ہو اور گیہوں بدلے گیہوں کے بیچنا رہا ہے مگر نقد نقد اور کجور بدلے کجور کے بیچنا رہا ہے مگر نقد نقد اور جو بدلے جو کے بیچنا رہا ہے مگر نقد نقد اور نمک بدلے نمک کے بیچنا رہا ہے مگر نقد نقد۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اگر کسی شخص نے روپے اشرفیوں کے بدلے میں لیے پھر اس میں ایک روپیہ کھوٹا نکلا اب اس کو پھیرنا چاہے تو سب اشرفیاں اپنی پھیر لے اور سب روپے اس کے واپس دے دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا بدلے میں چاندی کے رہا ہے مگر جب نقد نقد ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تجھ سے اپنے گھر جانے کی مہلت مانگے تو مہلت نہ دے اگر ایک روپیہ اس کو پھیر دے گا اور اس سے جدا ہو جائے گا تو مثل دین کے یا میعاد کے ہو جائے گا اسی واسطے یہ مکروہ ہے خود اس بیچ کو توڑ ڈالنا چاہیے کہ ایک طرف نقد ہو دوسری طرف وعدہ خواہ ایک جنس یا کئی جنس ہوں۔

فائدہ: یعنی سونے کو سونے کے بدلے میں یا چاندی کے بدلے میں بیچے یا گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں یا چاول کے بدلے میں بیچے ہر صورت میں یہ ضروری ہے کہ نقد نقد ہو ایک طرف نقد اور دوسری طرف وعدہ نہ ہو۔

باب ما جاء في المراطلة

فائدہ: مراطلہ کہتے ہیں سونے کو سونے کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں تول کر بیچ کرنے کو۔

۱۳۲۴۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطِ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ رَأَى سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يُرَاطِلُ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ فَيَفْرَعُ ذَهَبَهُ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ وَيَفْرَعُ صَاحِبُهُ الَّذِي يُرَاطِلُهُ ذَهَبَهُ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ الْأُخْرَى فَإِذَا ائْتَدَلَ لِسَانُ الْمِيزَانِ أَخَذَ وَأَعْطَى۔

حضرت یزید بن عبد اللہ بن قسیط نے سعید بن مسیب کو دیکھا جب سونے کو سونے کے بدلے میں بیچے تو اپنے سونے کو ایک پلہ میں رکھتے اور دوسرا شخص اپنے سونے کو دوسرے پلے میں رکھتا جب ترازو کا کاٹنا برابر آ جاتا تو دوسرے کا سونا لے لیتے اور اپنا سونا دے دیتے۔

فائدہ: بعض لوگوں نے احتیاطاً اتنا اور کہا ہے کہ جب ایک بار ترازو کا کاٹنا برابر ہو جائے تو ایک پلے کا سونا دوسرے

پلڑے میں بدل کر پھر تولے شاید ترازو میں دھڑا ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص سونے کو سونے کے بدلے میں تول کر بیچے تو کچھ قباحت نہیں اگرچہ ایک پلڑے میں گیارہ دینار چڑھیں اور دوسری طرف دس دینار جب نقد نقد ہوں اور وزن برابر ہو اگرچہ شمار میں کم زیادہ ہوں ایسا ہی دراہم کا حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو سونے کو سونے کے بدلے میں تول کر بیچے یا چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور ایک طرف کا سونا ایک مثقال زیادہ ہو اس کے بدلے میں دوسرا شخص چاندی یا اور کچھ دے کر وہ سونالے تو یہ درست نہیں اس لیے کہ یہ ذریعہ ہے سود کا کیونکہ اگر علیحدہ اس قدر سونا ہوتا تو کبھی اتنی چاندی کے بدلے میں نہ دیتا یہاں صرف اس واسطے دیا کہ یہ بیع درست ہو جائے۔

قائدہ: عجمہ ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے اور ککس اس سے بھی عمدہ اور گراں ہوتی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص کھرا سونا رکھ کر ایک ڈلا کھولے سونے کا بھی اس کے ساتھ رکھ دے اور دوسرے شخص سے اس کے ہموزن متوسط سونا خریدے تو یہ جائز نہیں کیونکہ کھرے سونے والے نے کھوٹا سونا ملا کر اپنا نقصان دفع کیا اگر اس کا سونا عمدہ نہ ہوتا تو متوسط سونے والا اپنا سونا کا ہے کو دیتا جب اس میں کھوٹا سونا ملا ہوا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے ایک شخص نے چاہا کہ تین صاع کھجور کے سودو صاع ککس کھجور دے کر خریدے۔ جب اس سے کہا گیا یہ بیع جائز نہیں اس نے دو صاع ککس کے اور ایک صاع خراب کھجور کے دے کر تین صاع عجمہ کے خریدے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اگر الگ بیچتا تو کبھی ایک صاع عجمہ کے بدلے میں ایک صاع خراب کھجور نہ لیتا یہاں پر ککس کی وجہ سے اس نے لے لیا۔ اس کی مثال یہ بھی ہے کہ ایک شخص نے تین صاع متوسط گیبوں کی اڑھائی صاع عمدہ گیبوں کے بدلے میں خریدنا چاہے جب اس سے کہا گیا یہ درست نہیں تو اس نے عمدہ گیبوں کے دو صاع کے ساتھ ایک صاع جو ملا دیئے تاکہ متوسط تین صاع گیبوں کی بیع درست ہو جائے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اگر الگ بیچتا تو کبھی ایک صاع جو کے بدلے میں ایک صاع متوسط گیبوں کے نہ دیتا۔ حاصل یہ ہے کہ سونا چاندی یا کھانے کی چیزیں جن کو برابر بیچنا چاہیے اگر ان میں ایک طرف کھرا مال ہو اور دوسری طرف متوسط تو یہ درست نہیں کھرے کیساتھ تھوڑا کھوٹا ملا دے تاکہ یہ بیع جائز ہو اور اپنے کھرے مال کی زیادتی کھوٹ ملانے کی وجہ سے رفع ہو جائے اور دوسرا شخص اس کھوٹ کو اس وجہ سے لے کر کھرا مال جو اس کے مال سے بہتر ہے اس کے ساتھ موجود ہے اگر وہ کھرہ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو کبھی یہ شخص اپنے متوسط مال کو اس کھوٹ کے بدلے نہ دیتا البتہ اگر کوئی شخص کھوٹے مال کو علیحدہ کر کے بیچے تو کچھ قباحت نہیں ہے۔

باب العینة وما يشبهها وبيع
بيع عینہ کا بیان اور کھانے کی چیزوں کو قبل
الطعام قبل أن يستوفی
قبضہ کے بیچنے کا بیان

قائدہ: بیع عینہ اس کو کہتے ہیں کہ آدمی کوئی شے بیچے اور قیمت کی ایک میعاد مقرر کرے پھر اسی شے کو مشتری سے قبضہ

مَوْطَأِ مَالِكٍ

قیمت میں کم کر کے خرید کرے اور قیمت نقد دے۔ مثلاً زید ایک کپڑا دس روپے دو دو مہینے کے وعدے پر تم کو ساتھ بیچے پھر وہی کپڑا عمر و س آٹھ روپے کو خرید کر لے اور آٹھ روپے عمر و کو نقد دے دے اس سے فائدہ یہ ہے کہ عمر و روپیہ کی ضرورت تھی اس نے دو روپے کا نقصان ہوا اور اگر کے آٹھ روپے نقد زید سے لیے اور دس روپے دو مہینے کے بعد دینا کیے۔ اگر ضرورتاً اس طرح سے کرتا تو سود ہوتا اس واسطے بیع کا حیلہ کیا۔ بیع عدیہ کو سود خوروں نے ایسا کیا ہے اور سود لینے کے واسطے ایک حیلہ قرار دیا ہے۔ ابو حنیفہ اور مالک اور احمد کے نزدیک یہ بیع حرام ہے اور شافعی کے نزدیک درست ہے۔

۱۳۲۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِغُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص طعام خریدے پھر اس کو نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کرے۔
فائدہ: یعنی جب غلہ خرید کرے تو پہلے ناپ تول کر اس پر قبضہ کر لے بعد اس کے اگر بیچنا منظور ہو تو بیچے۔

۱۳۲۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِغُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اناج خریدے پھر اس کو نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کرے۔

۱۳۲۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتِاعُ الطَّعَامِ فَيَبِغُهُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلِ أَنْ نَبِغَهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اناج خریدتے تھے پھر آپ ہمارے پاس ایک آدمی بھیجتے تھے وہ ہم کو حکم کرتا تھا کہ غلہ اس جگہ سے اٹھالے جائیں جہاں خریدنا ہے قبل اس کے کہ

(۱۳۲۵) بحاری (۲۱۳۶) کتاب البیوع: باب بیع الطعام قبل أن يقبض ويبيع ما ليس عندك 'مسلم (۱۵۲۶) أبو داود (۳۴۹۲) نسائی (۴۵۹۵) ابن ماجہ (۲۲۲۶) احمد (۶۳/۲ - ۶۴) رقم (۵۳۰۹)۔

(۱۳۲۶) بحاری (۲۱۳۳) کتاب البیوع: باب ما يذكر في بيع الطعام والحكرة 'مسلم (۱۵۲۶) نسائی (۴۵۹۶) احمد (۷۳/۲) رقم (۵۴۲۶) دارمی (۲۵۵۹)۔

(۱۳۲۷) بحاری (۲۱۲۳) کتاب البیوع: باب ما ذكر في الأسواق 'مسلم (۱۵۲۷) أبو داود (۳۴۹۳) نسائی (۴۶۰۵) ابن ماجہ (۲۲۲۹) احمد (۱۱۲/۲ - ۱۱۳) رقم (۵۹۲۴)۔

ہم اس کو بیچ کریں۔

۱۳۲۸۔ عَنْ نَافِعِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ ابْتَاعَ طَعَامًا أَمَرَ بِهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلنَّاسِ فَبَاعَ حَكِيمٌ الطَّعَامَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفِيَهُ فَبَلَغَ ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ لَا تَبِعْ طَعَامًا ابْتَعْتَهُ حَتَّى تَسْتَوْفِيَهُ۔

نافع سے روایت ہے کہ حکیم بن حزام نے غلہ خریدی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دلوایا تھا پھر حکیم بن حزام نے اس غلہ کو بیچ ڈالا قبضہ سے پہلے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر پہنچی آپ نے وہ غلہ حکیم بن حزام کو پھر وادیا اور کہا جس غلہ کو تو خریدے پھر اس کو مت بیچ جب تک اس پر قبضہ نہ کرے۔

۱۳۲۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ صُكُوكًا خَرَجَتْ لِلنَّاسِ فِي زَمَانِ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ مِنْ طَعَامِ الْحَارِ قَتَبَا بَعِ النَّاسِ تِلْكَ الصُّكُوكَ بَيْنَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفَوْهَا فَدَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَا أَتَجِلُّ بِبَيْعِ الرَّبَا يَا مَرْوَانَ فَقَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ وَمَا ذَاكَ فَقَالَا هَذِهِ الصُّكُوكُ تَبَايَعَهَا النَّاسُ ثُمَّ بَاعُوهَا قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفَوْهَا فَبَعَتْ مَرْوَانَ الْحَرَسَ يَتَّبِعُونَهَا يَنْزِعُونَهَا مِنْ أَيْدِي النَّاسِ وَيَرُدُّونَهَا إِلَى أَهْلِهَا۔

امام مالک کو پہنچا کہ مروان بن حکم کے عہد حکومت میں لوگوں کو سندیں ملیں جا رہے تھیں جو لوگوں نے ان سندوں کو بیچا ایک دوسرے کے ہاتھ قبل اس بات کے کہ غلہ اپنے قبضہ میں لائیں تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ایک صحابی (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) مروان کے پاس گئے اور کہا کیا تو رہا کو درست جانتا ہے اے مروان۔ مروان نے کہا معاذ اللہ کیا کہتے ہو انہوں نے کہا کہ یہ سندیں جن کو لوگوں نے خریدا پھر خرید کر دوبارہ بیچا قبل غلہ لینے کے۔ مروان نے چونکہ اوروں کو بھیجا کہ وہ سندیں لوگوں سے چھین کر سند والوں کے حوالے کر دیں۔

فائدہ: جا ایک مقام کا نام ہے۔ وہاں پر مذبح ہو کر لوگوں کو تقسیم ہوتا تھا۔ مروان بن حکم مدینہ کا حاکم تھا معاویہ رضی اللہ عنہ ابن الحنفین کی طرف سے۔ اس زمانے میں نئے لوگوں کے لیے سرکاری طرف سے مقرر تھے جو مال و یا شہادتیں تقسیم کیا کرتے تھے۔ ایک شخص کے واسطے جتنا مقرر تھا حکم کے دستخط سے اس کو سند مل جاتی تھی پھر اس کو اختیار تھا چاہے سند کھا کر اپنا مدعا یہ لے لے یہ وہ سند کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے عرض جو شخص سند کھاتا تھا اس کو غلام جاتا تھا۔

(۱۳۲۸) عبدالرواق (۱۴۱۷۰) ابن ابی شیبہ (۲۱۳۲۴) بیہقی (۳۱۵۰۵) رقم (۱۰۲۹۴)۔

(۱۳۲۹) مسلم (۱۵۲۸) کتاب البیوع: باب بطلان بیع المبیع قبل القبض۔ أحمد (۳۲۹۰۲) رقم

(۳۱۶) بیہقی (۱۱۱۵۰)۔

فائدہ: جس کو سندی تھی اس نے بیجا تو اچھا کیا مگر جس شخص نے اس سندی کو خرید اب اس کو درست نہیں جب تک غلہ پر قبضہ نہ کرے پھر اس کو بیچے۔

۱۳۳۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا أَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَ طَعَامًا مِنْ رَجُلٍ إِلَى أَجَلٍ فَلَنَهَبَ بِهِ الرَّجُلُ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَبِيعَهُ الطَّعَامَ إِلَى السُّوقِ فَحَصَلَ يُرِيدُهُ الصَّبْرَ وَيَقُولُ لَهُ مِنْ أَيِّهَا تُحِبُّ أَنْ أُبْتَاعَ لَكَ فَقَالَ الْمُبْتَاعُ أَتَبِعُنِي مَا لَيْسَ عِنْدَكَ فَاتِيَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو لِلْمُبْتَاعِ لَا تَبْتَاعَ مِنْهُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ وَقَالَ لِلْبَائِعِ لَا تَبِيعَ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا ایک شخص نے اناج خریدنا چاہا ایک شخص سے وعدے پر تو بائع مشتری کو بازار میں لے گیا اور اس کو پورے دکھا کر کہنے لگا کون سا غلہ میں تمہارے واسطے خرید کروں۔ مشتری نے کہا کیا تو میرے ہاتھ اس چیز کو بیچتا ہے جو خود تیرے پاس نہیں ہے۔ پھر بائع اور مشتری دونوں عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے مشتری سے کہا مت خریدو اس چیز کو جو بائع کے پاس نہیں ہے اور بائع سے کہا مت بیچ اس چیز کو جو تیرے پاس نہیں ہے۔

فائدہ: یعنی بائع کے پاس غلہ موجود نہ تھا وہ بازار کا مال اس کے ہاتھ پہنچنا چاہتا تھا۔

۱۳۳۱۔ عَنْ جَمِيلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُؤَدَّنِ يَقُولُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ إِنِّي رَجُلٌ ابْتَاعَ مِنَ الْأَرَزَاقِ الَّتِي تُعْطَى النَّاسَ بِالْحَجَارِ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أُرِيدُ أَنْ أبيعَ الطَّعَامَ الْمَضْمُونِ عَلَيَّ إِلَى أَجَلٍ فَقَالَ لَهُ سَعِيدٌ أَتُرِيدُ أَنْ تُوفِّيَهُمْ مِنْ تِلْكَ الْأَرَزَاقِ الَّتِي ابْتَعْتَ فَقَالَ نَعَمْ فَفَنَهَا عَنْ ذَلِكَ۔

حضرت جمیل بن عبدالرحمن نے سعید بن مسیب سے کہا میں ان غلوں کو جو سرکار کی طرف سے لوگوں کو مقرر ہیں جار میں خرید کرتا ہوں پھر میں چاہتا ہوں کہ غلہ کو میعاد لگا کر لوگوں کے ہاتھ پہنچوں۔ سعید نے کہا تو چاہتا ہے ان لوگوں کو اسی غلہ میں سے ادا کرے جو تو نے خرید کیا ہے۔ جمیل نے کہا ہاں۔ سعید بن مسیب نے اس سے منع کیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص اناج خرید کرے جیسے گہے ہوں جو جوار باجرہ اور دالیں وغیرہ جن میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یا روٹی کے ساتھ کھانے کی چیزیں جیسے زیتوں کا تیل یا گھی یا شہد یا سرکہ پنیر یا دودھ یا تیل کا تیل اور جو اس کے مشابہ ہیں تو ان میں سے کوئی چیز نہ بیچے جب تک ان پر قبضہ نہ کرے۔

باب ما يكره من بيع الطعام اناج کو میعاد پر بیچنا جس طرح مکروہ ہے اس الی اجل کا بیان

۱۳۳۲۔ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ وَ سَلِيمَانَ بْنَ يَسَّارٍ يَنْهَيَانِ أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ حِنْطَةَ بِذَهَبٍ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ يَشْتَرِي بِالدَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الدَّهَبَ -

حضرت سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار مع کرتے تھے اس بات سے کوئی شخص گیہوں کو سونے کے بدلے میں بیچ میعاد لگا کر پھر قبل سونا لینے کے اس کے بدلے میں کھجور لے لے۔
قائدہ: جب تک شہن پر قبضہ نہ کر لے اس کے بدلے میں دوسری شے لینا مکروہ ہے۔

۱۳۳۳۔ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقِدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا بَكْرٍ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ عَمْرٍو بْنَ حَزْمٍ عَنْ الرَّجُلِ يَبِيعُ الطَّعَامَ مِنَ الرَّجُلِ بِذَهَبٍ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ يَشْتَرِي بِالدَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الدَّهَبَ فَكِرَةٌ ذَلِكَ وَنَهَى عَنْهُ -

حضرت کثیر بن فرقہ نے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے پوچھا کوئی شخص اناج کو سونے کے بدلے میں میعاد لگا کر بیچ پھر قبل سونا لینے کے اس کے بدلے میں کھجور خرید لے انہوں نے کہا یہ مکروہ ہے اور منع کیا اس سے۔
۱۳۳۴۔ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ بِمِثْلِ ذَلِكَ -

حضرت ابن شہاب سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار اور ابو بکر بن محمد اور ابن شہاب نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی آدمی گیہوں کو سونے کے بدلے میں بیچے پھر اس سونے کے بدلے کھجور خرید لے اسی شخص سے جس کے ہاتھوں گیہوں بیچے قبل اس بات کے کہ سونے پر قبضہ کرے۔ اگر اس سونے کے بدلے میں کسی اور شخص سے کھجور خرید کرے سوائے اس شخص کے جس کے ہاتھ گیہوں بیچے ہیں اور کھجور کی قیمت کا حوالہ کر دے اس شخص پر جس کے ہاتھ گیہوں بیچے ہیں تو درست ہے۔ کہا مالک نے میں نے بہت سے اہل علم سے اس مسئلہ کو پوچھا ان سب نے کہا درست ہے۔

باب السلفۃ فی الطعام اناج میں سلف کرنے کا بیان

قائدہ: سلف اور سلم اس کو کہتے ہیں کہ مشتری بائع کو قیمت نقد دے دے اور بیع کی ایک میعاد مقرر ہو جائے جیسے کسی

(۱۳۳۲) عبدالرزاق (۱۴۱۲۴، ۱۴۱۲۵)۔

(۱۳۳۳) أيضاً۔

سے دس روپے کے بدلے میں ایک پلہ گیہوں بٹھرے دس روپے نقد اس کو دے دے اور گیہوں دینے کی میعاد ایک مہینہ مقرر ہو۔

۱۳۳۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ لَا بَأْسَ بِأَنْ يُسَلِّفَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي الطَّعَامِ الْمَوْصُوفِ بِسِعْرِ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى مَا لَمْ يَكُنْ فِي زَرْعٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهُ أَوْ تَعْمُرَ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کچھ قباحت نہیں اگر ایک مرد دوسرے مرد سے سلف کرے اناج میں جب اس کا وصف بیان کر دے نرخ مقرر کر کے میعاد معین پر جب وہ سلم کسی ایسے کھیت میں نہ ہو جس کی بہتری کا حال معلوم نہ ہو یا ایسی کھجور میں نہ ہو جس کی بہتری کا حال معلوم نہ ہو۔

فائدہ: کیونکہ ایسے کھیت یا کھجور میں سلف کرنے میں دھوکا ہے شاید اس کھیت کا غلہ خراب ہو جائے یا کھجور بڑ جائے۔ اصل اس بات میں یہ حدیث ہے جو صحیحین میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سلف کرے کسی چیز میں تو چاہیے کہ سلف کرے ایک ناپ معین اور ایک تول معین میں مدت معین تک۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جو شخص سلف کرے اناج میں نرخ مقرر کر کے مدت معین پر تو جب مدت گزرے اور خریدار بائع کے پاس وہ اناج نہ پائے اور سلف کو موخ کرے تو خریدار کو چاہیے اپنی چاندی یا سونا یا ہوا یا قیمت دی ہوئی بعینہ پھیر لے یہ نہ کرے کہ اس کے بدلے میں دوسری شے بائع سے خرید کر لے جب تک اپنے شمن پر قبضہ نہ کر لے کیونکہ اگر خریدار جو قیمت دی ہے اور اس کے سوا کچھ لے یا اس کے بدلے میں دوسرا سباب خرید کر لے تو اس نے اناج کو قبل قبضہ کے بیچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر مشتری نے بائع سے کہا سلف کو فسخ کر ڈال اور شمن واپس کرنے کے لیے میں تجھ کو مہلت دیتا ہوں تو یہ جائز نہیں اور اہل علم اس کو منع کرتے ہیں کیونکہ جب میعاد گزر گئی اور اناج بائع کے ذمہ واجب ہوا اب مشتری نے اپنے حق وصول کرنے میں دیر کی اس شرط سے کہ بائع سلم کو فسخ کر ڈالے تو گویا مشتری نے اپنے اناج کو ایک مدت پر بیچا قبل قبضے کے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اس کی مثال یہ ہے کہ جب مدت پوری ہوئی اور خریدار نے اناج لینا پسند نہ کیا تو اس اناج کے بدلے میں کچھ روپے بٹھرا لیے ایک مدت پر تو یہ اقالہ نہیں ہے۔ اقالہ وہ ہے جس میں کسی بیشی بائع یا مشتری کی طرف سے نہ ہو اگر اس میں کسی بیشی ہوگی یا کوئی میعاد بڑھ جائے گی یا کچھ فائدہ مقرر ہوگا بائع کا یا مشتری کا تو وہ اقالہ ہی سمجھا جائے گا اور اقالہ اور شرکت اور تولیہ جب تک درست ہیں کہ کسی بیشی یا میعاد نہ ہو اگر یہ چیزیں ہوں گی تو وہ ہی ہی سمجھیں گے۔ جن وجوہ سے بیع درست ہوتی ہے یہ بھی درست ہوں گی اور جن وجوہ سے بیع نادرست ہوتی ہے یہ بھی

(۱۳۳۵) بخاری (قبل الحدیث ۲۵۵۳) کتاب السلم: باب السلم الی اجل معلوم ابو داؤد

(۳۴۶۷) عبدالرزاق (۱۴۰۶۱) ابن ابی شیبہ (۲۰۴۷۴) بیہقی (۱۹/۶)۔

نارست ہوگی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص سلف میں عمدہ گہوں بٹھرائے پھر میعادِ زرنے کے بعد اس سے بہتر یا بری لے لے تو اچھ قباحت نہیں بشرطیکہ وزن وہی ہو جو ٹھہرا ہو یہی حکم انگور اور کھجور میں ہے۔
فائدہ: تولیہ کہتے ہیں صرف لائت پر بیچنے کو بغیر نفع کے۔

باب بیع الطعام بالطعام لا فضل اناج جب اناج کے بدلے میں بکے تو اس میں کمی بیشی نہیں چاہیے

بینہما

۱۳۳۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ قَالَ فَنَبِيَّ عَلَفٌ جَمَارٍ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ لِعَلَامِهِ خُذْ مِنْ حِنْطَةٍ أَهْلِكَ فَابْتَعْ بِهَا شَعِيرًا وَلَا تَأْخُذْ إِلَّا مِثْلَهُ۔

حضرت سلیمان بن یسار نے کہا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے گدھے کا چارہ تمام ہو گیا انہوں نے اپنے غلام سے کہا گھر میں سے گہوں لے جا اور اس کے برابر جو تلو لازیاہ مت لچجو۔

فائدہ: امام مالک کے نزدیک گہوں اور جو ایک جنس ہے اور اکثر علماء کے نزدیک دو جنس ہیں ان میں کمی بیشی درست ہے۔

۱۳۳۷۔ عَنْ ابْنِ مُعَيْقِبِ الدَّوْسِيِّ مِثْلَ ذَلِكَ۔

حضرت ابن معقیب دوسی سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

۱۳۳۸۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثٍ فَنَبِيَّ عَلَفٌ دَأْبَتِهِ فَقَالَ لِعَلَامِهِ خُذْ مِنْ حِنْطَةٍ أَهْلِكَ طَعَامًا فَابْتَعْ بِهَا شَعِيرًا وَلَا تَأْخُذْ إِلَّا مِثْلَهُ۔

حضرت عبدالرحمن بن اسود کے جانور کا چارہ تمام ہو گیا انہوں نے اپنے غلام سے کہا گھر سے گہوں لے جا اور اس کے برابر جو تلو الا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاق ہے کہ بیچا جائے گا یہوں بدلے میں گہوں سے اور کھجور بدلے کھجور کے اور گہوں بدلے میں کھجور کے اور کھجور بدلے میں انگور کے مگر نقد نقد کسی طرف میعاد نہ ہو اور میعاد ہو تو حرام ہو جائے گا اسی طرح جتنی چیزیں روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہیں اگر ان میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ بدلے تو

(۱۳۳۶) عبدالرزاق (۳۳/۸) رقم (۱۴۱۸۸، ۱۴۱۹۰)۔

(۱۳۳۷) ایضاً۔

(۱۳۳۸) ایضاً۔

نقد انقد لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جتنی کھانے کی چیزیں ہیں یا روٹی کے ساتھ لگانے کی جب جنس ایک ہو تو ان میں کمی بیشی درست نہیں۔ مثلاً ایک مد گیہوں کو دو مد گیہوں کے بدلے میں یا ایک مد کھجور کو دو مد کھجور کے بدلے میں یا ایک مد انگور کو دو مد انگور کے بدلے میں نہ بیچیں گے اسی طرح جو چیزیں ان کے مشابہ ہیں کھانے کی یا روٹی کے ساتھ لگانے کی جب ان کی جنس ایک ہو تو ان میں کمی بیشی درست نہیں اگرچہ نقد انقد ہو جیسے کوئی چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور سونے کو سونے کے بدلے میں بیچے تو کمی بیشی درست نہیں بلکہ ان سب چیزوں میں ضروری ہے کہ برابر ہوں اور نقد انقد ہوں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب جنس میں اختلاف ہو تو کمی بیشی درست ہے مگر نقد انقد ہونا چاہیے جیسے کوئی ایک صاع کھجور کو دو صاع گیہوں کے بدلے میں یا ایک صاع کھجور کو دو صاع انگور کے بدلے میں یا ایک صاع گیہوں کو دو صاع گھی کے بدلے میں خریدے تو کچھ قباحت نہیں جب نقد انقد ہوں میعاد نہ ہو اگر میعاد ہوگی درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ درست نہیں کہ ایک گیہوں کا پورا دے کر دوسرا گیہوں کا پورا اس کے بدلے میں لے یہ درست ہے کہ ایک گیہوں کا پورا دے کر کھجور کا پورا اس کے بدلے میں لے نقد انقد کیونکہ کھجور کو گیہوں کے بدلے میں ڈھیر لگا کر اٹکل سے بیچنا درست ہے۔

قائدہ: اس لیے کہ کمی بیشی کا احتمال ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جتنی چیزیں کھانے کی یا روٹی کے ساتھ لگانے کی ہیں جب ان میں جنس مختلف ہو تو ایک دوسرے کے بدلے میں ڈھیر لگا کر بیچنا درست ہے جب نقد انقد ہو اگر اس میں میعاد ہو تو درست نہیں جیسے کوئی چاندی سونے کے بدلے میں ان چیزوں کا ڈھیر لگا کر بیچے تو درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے گیہوں تول کر ایک ڈھیر بنایا اور وزن چھپا کر کسی کے ہاتھ بیچا تو یہ درست نہیں اگر مشتری یہ چاہے کہ وہ گیہوں بائع کو واپس کر دے اس وجہ سے کہ بائع نے دیدہ و دانستہ وزن کو اس سے چھپایا اور دو حکا دیا تو ہو سکتا ہے اسی طرح جو چیز بائع وزن چھپا کر بیچے تو مشتری کو اس کے پھیر دینے کا اختیار ہے اور ہمیشہ اہل علم اس بیع کو منع کرتے رہے۔

قائدہ: کیونکہ ڈھیر لگا کر بیچنا جب درست ہے کہ بائع اور مشتری دونوں میں سے کسی کو وزن اس کا معلوم نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک روٹی کو دو روٹیوں سے بدلنا یا بڑی روٹی کو چھوٹی روٹی سے بدلنا اچھا نہیں البتہ اگر روٹی کو دوسری روٹی کے برابر سمجھے تو بدلنا درست ہے اگرچہ وزن نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک مد زبدا اور ایک مد لین کو دو مد زبدا کے بدلے میں لینا درست نہیں۔ کیونکہ اس نے اپنے زبدا کی عمدگی لین کے شریک کر کے برابر کرنی اگر علیحدہ لین کو بیچتا تو کبھی ایک صاع لین کے بدلے میں ایک صاع زبدا نہ آتی۔ اس قسم کا مسئلہ اوپر بیان ہو چکا۔

قائدہ: زبدا ہ قسم ہے لین کی اور لین اس سے کم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر آنے کو گے ہوں کہ بدلے میں برابر بیچے تو کچھ قباحت نہیں۔ اگر آدھا دے گے ہوں اور آدھا مانا ہو اس کو ایک دے گے ہوں کہ بدلے میں بیچے تو درست نہیں کیونکہ اس نے اپنے گے ہوں کی عمدگی آنا شریک کر کے برابر کر لی۔

باب جامع بیع الطعام اناج بیچنے کے مختلف مسائل کا بیان

۱۳۳۹۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أَبْتَاعُ الطَّعَامَ يَكُونُ مِنَ الصُّكُوكِ بِالْحَارِ قَرُبَمَا ابْتَعْتُ مِنْهُ بَدِينَارًا وَنِصْفَ دِرْهَمٍ فَأَعْطَى بِالنِّصْفِ طَعَامًا فَقَالَ سَعِيدٌ لَا وَلَكِنْ أُعْطِ أَنْتَ دِرْهَمًا وَتُحَدِّثُ بِقَيْتِهِ طَعَامًا۔

سعید بن مسیب سے محمد بن عبداللہ بن مریم نے پوچھا میں غلہ خرید کرتا ہوں جا رکھا تو کبھی میں ایک دینار اور نصف درہم کو خرید کرتا ہوں کیا نصف درہم کے بدلے اناج دے دوں؟ سعید نے کہا نہیں بلکہ ایک درہم دے دے اور جس قدر باقی رہے اس کے بدلے میں بھی اناج لے لے۔

فائدہ: کیونکہ اگر نصف درہم کے بدلے میں یہ شخص اناج دے تو اناج کی بیع اناج کے بدلے میں ہوتی ہے وعدے پر اور وہ جائز نہیں۔

۱۳۴۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ كَانَ يَقُولُ لَا تَبِعُوا الْحَبَّ فِي سُبُلِهِ حَتَّى يَبْيَضَّ۔

حضرت محمد بن سیرین کہتے تھے مت بیچو دانوں کو باہلی کے اندر جب تک پک نہ جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اناج خریدے نرخ مقرر کر کے میعاد معین پر۔ جب میعاد پوری ہو تو جس کے ذمہ اناج واجب ہے وہ کہے میرے پاس اناج نہیں ہے جو اناج میرے ذمہ ہے وہ میرے ہی ہاتھ بیچ ڈال اتنی میعاد پر وہ شخص کہے یہ جائز نہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا ہے اناج بیچنے کو جب تک قبضے میں نہ آئے جس کے ذمہ پر اناج ہے وہ کہے اچھا تو کوئی اور اناج میرے ہاتھ بیچ ڈال میعاد پر تاکہ میں اسی اناج کو تیرے حوالے کر دوں۔ تو یہ درست نہیں کیونکہ وہ شخص اناج دے کر پھیر لے گا اور بائع مشتری کو جو قیمت دے گا وہ گویا مشتری کی ہوگی جو اس نے بائع کو دی اور یہ اناج درمیان میں حلال کرنے والا ہوگا تو گویا اناج کی بیع ہوئی قبل قبضے کے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زید نے عمرو سے غلہ خریدا عمرو کا غلہ بکر کے اوپر آتا تھا تو عمرو نے زید سے کہا جس قدر غلہ تو مجھ سے خریدا ہے اسی قدر غلہ میرا بکر پر آتا ہے میں تیرا سامنا بکر سے کر دیتا ہوں تو اس سے لے لے تو اگر عمرو نے زید کے ہاتھ غلہ کو یوں ہی بیچا تھا تو یہ حوالہ درست نہیں کیونکہ اناج کی بیع قبل قبضے کے لازم آتی ہے۔ اگر عمرو نے زید

سے مسلم کی تھی اور میٹا گزرنے پر اس اناج کا حوالہ بکر پر کر دیا تو درست ہے کیونکہ یہ بیع نہیں ہے۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اناج کی بیع قبل قبضے کے ممنوع ہے مگر اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ شرکت اور تولیہ اور اقالہ اناج وغیرہ میں درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ اس واسطے کہ اہل علم نے ان چیزوں میں رواج اور دستور کا اعتبار رکھا ہے اور ان کو مثل بیع کے نہیں سمجھا۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے ناقص کم وزن روپے دیئے پھر مسلم الیہ نے اس کو پورے وزن کے روپے ادا کر دیئے تو یہ درست ہے مگر ناقص روپوں کی بیع پورے وزن کے روپوں کے بدلے میں درست نہیں اگر اس شخص نے مسلم کرتے وقت ناقص کم وزن روپے دے کر پورے روپے لینے کی شرط کی تھی تو درست نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی نظیر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزینہ سے منع کیا اور عرابی کی اجازت دی۔ وجہ یہ ہے کہ مزینہ کا معاملہ تجارت اور ہوشیاری کے طور پر ہوتا ہے اور عرابی بطور احسان اور سلوک کے ہوتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ درست نہیں کہ رُبع یا ثلث درہم یا اور کسی کسر کے بدلے میں اناج خریدے اس شرط پر کہ اس رُبع یا ثلث یا کسر کے عوض میں اناج دے گا وعدے پر البتہ اس میں کچھ قباحت نہیں کہ رُبع یا ثلث درہم یا کسی کسر کے بدلے میں اناج خریدے وعدے پر جب وعدہ گزرے تو ایک درہم حوالے کر دے اور باقی کے بدلے میں کوئی اور چیز خرید کر لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس میں کچھ قباحت نہیں کسی کے پاس ایک درہم رکھوئے پھر ثلث یا رُبع یا کسر کے بدلے میں کوئی چیز خرید لے جب کسرات کا نرخ معین ہو اگر نرخ معین نہ ہو اور وہ یہ کہے کہ ہر روز کے نرخ کے حساب سے میں لیا کروں گا تو درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے کبھی نرخ بڑھ جاتا ہے کبھی گھٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے اناج ڈھیر لگا کر بیچ ڈالا اور اس میں سے کچھ مستثنیٰ نہ کیا بعد اس کے پھر اس میں سے کچھ خریدنا چاہے تو اسی قدر خرید سکتا ہے جتنے کا استثنیٰ درست ہے یعنی ثلث تک یا ثلث سے کم اگر ثلث سے زیادہ ہو گا تو مزینہ کی مانند مکروہ ہوگا۔

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس حکم میں اختلاف نہیں۔

احکام کے بیان میں

باب الحکرۃ والتربص

فائدہ: احکام اس کو کہتے ہیں کہ غلہ خرید کر اس کو رکھ چھوڑے اور خلق خدا کے ہاتھ نہ بیچے۔ اس خیال سے کہ جب اس کا قبضہ ہوگا تو بیچیں گے۔

۱۳۴۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا حُكْرَةَ فِي سَوْقِنَا لَا يَعْمِدُ رَجَالٌ سَائِدِيهِمْ فُضُولٌ مِنْ أَذْهَابِ إِلَى رِزْقٍ مِنْ رِزْقِ اللَّهِ نَزَلَ بِسَاحَتِنَا فَيَحْتَكِرُونَهُ عَلَيْنَا وَلَكِنْ إِنَّمَا

جَالِبٍ جَلَبَ عَلَى عُمُودٍ كَبِدِهِ فِي الشَّتَاءِ وَالصَّيْفِ فَذَلِكَ ضَيْفٌ عُمَرَ فَلْيَبِعْ كَيْفَ شَاءَ اللَّهُ
وَلْيَمْسِكْ كَيْفَ شَاءَ اللَّهُ۔

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارے بازار میں کوئی احتکار نہ کرے جن لوگوں کے ہاتھ میں حاجت سے زیادہ روپیہ ہے وہ کسی ایک غلہ کو جو ہمارے ملک میں آئے خرید کر احتکار نہ کریں اور جو شخص تکلیف اٹھا کر ہمارے ملک میں غلہ لائے گرمی یا جاڑے میں تو وہ مہمان ہے عمر کا۔ جس طرح اللہ کو منظور ہو بیچے اور جس طرح اللہ کو منظور ہو رکھ چھوڑے۔

فائدہ: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واسطے کہا کہ غلہ لانے والے خوش ہوں اور زیادہ غلہ لے کر آئیں۔ ارزانی ہو۔ ان ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلہ لانے والا روزی دیا جائے گا اور روک رکھنے والا لعنت کیا جائے گا۔ اسیروں کو شخص غلہ کو روک رکھے اور خلق اللہ کو اس کی ضرورت ہو تو حاکم جبر اس کا غلہ بناوے۔

۱۳۴۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِحَاطِبِ بْنِ أَبِي يَلْتَعَةَ وَهُوَ يَبِيعُ زَبِيئًا لَهُ بِالسُّوقِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِمَّا أَنْ تَزِيدَ فِي السَّعْرِ وَإِمَّا أَنْ تَرْفَعَ مِنْ سُوقِنَا۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حاطب بن ابی یلتعہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہو کر گزرے اور وہ انگور (منقہ) بیچ رہے تھے بازار میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو تم نرخ بڑھا دو یا ہمارے بازار سے اٹھ جاؤ۔

فائدہ: تاکہ اور بازار والوں کو ضرر نہ ہو۔

۱۳۴۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْحُمْرَةِ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ منع کرتے تھے احتکار سے۔

باب ما يجوز من بيع الحيوان جانور کو جانور کے بدلے میں بیچنے کا بیان اور
بعضه ببعض والسلف فيه جانور میں سلف (ادھار۔ قرض) کرنے کا بیان

۱۳۴۴۔ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ مَاعَ جَمَلًا لَهُ
يُدْعَى عُصْفِيرًا بِعَشْرِينَ بَعِيرًا إِلَى أَجَلٍ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ جس کا نام عصفیر تھا بیس اونٹوں کے بدلے بیچا وعدے پر۔

(۱۳۴۲) عبدالرزاق (۱۴۹۰۵، ۱۴۹۰۶) بیہقی (۲۹/۶) رقم (۱۱۱۴۶)۔

(۱۳۴۳) عبدالرزاق (۱۴۹۴۲) بیہقی (۲۲/۶) رقم (۱۱۰۹۹) عبدالرزاق (۱۴۱۴۳)۔

۱۳۴۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ اشْتَرَى رَاحِلَةً بِأَرْبَعَةِ أَعْمَرَةٍ مَضْمُونَةٍ عَلَيْهِ يُوفِيهَا صَاحِبَهَا بِالرَبْدَةِ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سائڈنی چار اونٹوں کے بدلے میں خریدی اور یہ ٹھہرایا کہ ان چار اونٹوں کو ربذہ میں بائع کو پہنچائیں گے۔

۱۳۴۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ اثْنَيْنِ بَوَاحِدٍ إِلَى أَحَدٍ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ۔

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا کہ ایک جانور کے بدلے میں دو جانور بیچنا میعاد پر بیچنا درست ہے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ ایک اونٹ کو دوسرے اونٹ سے بدلنے میں کچھ قباحت نہیں اسی طرح ایک اونٹ اور پتھر روپے دے کر دوسرا اونٹ لے لینے میں اگرچہ اونٹ کو نقد دے اور روپوں کو ادھار رکھے اور روپے نقد دے اور اونٹ کو ادھار رکھے یا دونوں کو ادھار رکھے تو بہتر نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر دو تین اونٹ لادنے کے دے کر ایک اونٹ سواری کا خریدے تو کچھ قباحت نہیں اگر ایک نوع کے جانور جیسے اونٹ یا تیل آپس میں ایسا اختلاف رکھتے ہوں کہ ان میں کھلم کھلا فرق ہو تو ایک جانور دے کر دو جانور خریدنا نقد یا ادھار دونوں طرح سے درست ہے اگر ایک دوسرے کے مشابہ ہوں خواہ جنس ایک ہو یا مختلف تو ایک جانور دے کر دو جانور لینا وعدے پر درست نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی مثال یہ ہے کہ جو اونٹ یکساں ہوں ان میں باہم فرق نہ ہو ذات میں اور بوجھ لادنے میں تو ایسے اونٹوں میں سے دو اونٹ دے کر ایک اونٹ لینا وعدے پر درست نہیں البتہ اس میں کچھ قباحت نہیں کہ اونٹ خرید کر قبل قبضہ کرنے کے دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے جب کہ قیمت اس کی نقد لے لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جانور میں سلف کرنا درست ہے جب میعاد معین ہو اور اس جانور کے اوصاف اور حلے بیان کر دے اور قیمت دے دے تو بائع کو اسی طرح کے جانور دینے ہوں گے اور مشتری کو لینے ہوں گے ہمارے شہر کے لوگ ہمیشہ سے ایسا ہی کرتے رہے اور اسی کے قائل رہے۔

فائدہ: شافعی کا بھی یہی قول ہے کہ حیوان میں سلف درست ہے اس کی قسم اور سن اور نوع اور صفت بیان کر دی جائے مگر ابوحنیفہ اور اہل حدیث کے نزدیک جانور میں سلف درست نہیں۔ دارقطنی نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن

(۱۳۴۵) بخاری تعلیقاً (قبل للمحدث ۲۲۶۸) کتاب الجوع: باب بیع العیید والحوایان بالحوایان

نسبۃ، بیہقی (۲۲/۶) رقم (۱۱۱۰۰)۔

(۱۳۴۶) بیہقی (۲۲/۶) رقم (۱۱۱۰۱)۔

عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا سلم سے حیوان میں اور اس کو شوکانی نے السیل الجرار میں اختیار کیا ہے۔ اس دلیل سے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں لفظ ”فِي كَبَلٍ مَّعْلُومٍ“ آیا ہے اور یہ حدیث صحیحین وغیرہا میں ہے اس سے یہ نکلا کہ جس چیز میں تفاوت عظیم ہو سکتا ہے جیسے حیوان اور موتی وغیرہ کہ مختلف القیمتہ ہوتے ہیں اور وزن ان کا معلوم نہیں اس میں سلم کرنا صحیح و درست نہیں ہے۔

باب مالا يجوز من بيع الحيوان جس طرح یا جس جانور کو بیچنا نادرست ہے

۱۳۴۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَّبِعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْحَزْوَرَ إِلَى أَنْ تُنْتَجِجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجِجَ الَّتِي فِي بَطْنِهَا -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا جل الجبلہ کی بیچ سے یہ بیچ ایام جاہلیت میں مروج تھی آدمی اونٹ خریدتا تھا اس وعدے پر کہ جب اونٹنی کا بچہ ہوگا اور پھر بچے کا بچا اس وقت میں دام لوں گا۔

فائدہ: تو یہ بیچ بہ سبب جہالت میعاد کے فاسد ہے۔ شافعی اور مالک نے اس حدیث کے معنی یہ ہی بیان کیے ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی تفسیر منقول ہے اور احمد اور اسحاق اور ابو حنیفہ کے نزدیک جل الجبلہ کے یہ معنی ہیں ایک شخص کی اونٹنی حاملہ ہو وہ کسی سے کہے میں تیرے ہاتھ اس بچے کے بچہ کو بیچتا ہوں۔

۱۳۴۸۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ لَا رَبًّا فِي الْحَيَوَانِ وَإِنَّمَا نُهِيَ مِنَ الْحَيَوَانِ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنْ الْمَضَامِينِ وَالْمَلَايِقِ وَحَبْلِ الْحَبَلَةِ وَالْمَضَامِينُ بَيْعُ مَا فِي بَطْنِ الْإِبِلِ وَالْمَلَايِقُ بَيْعُ مَا فِي ظُهُورِ الْحِمَالِ -

حضرت سعید بن مسیب نے کہا حیوان میں ربا نہیں ہے بلکہ حیوان میں تین بیچیں نادرست ہیں۔ ایک مضامین کی دوسرے ملائق کی تیسرے جل الجبلہ کی۔ مضامین وہ جانور جو مادہ کے شکم میں ہیں۔ ملائق وہ جانور جو جوز کے پشت میں ہیں۔ جل الجبلہ کا بیان ابھی ہو چکا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ معین جانور کی بیچ جب وہ غائب ہو خواہ نزدیک ہو یا دور درست نہیں ہے۔ اگرچہ مشتری

(۱۳۴۷) بخاری (۲۱۴۳) کتاب البیوع: باب بیع الغرر وحبل الحبلۃ، مسلم (۱۵۱۴) أبو داود

(۳۳۸۰) ترمذی (۱۲۲۹) نسائی (۴۶۲۵) ابن ماجہ (۲۱۹۷) أحمد (۶۳/۲) رقم

(۵۳۰۷)۔

الجزائر (۲۰۷۸ - ۲۱) رقم (۱۴۱۳۷) بیہقی (۳۴۱/۵) رقم (۱۰۸۶۳)۔

اس جانور کو دیکھ چکا ہو اور پسند کر چکا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بائع مشتری سے دام لے کر نفع اٹھائے گا اور مشتری کو معلوم نہیں وہ جانور صحیح سالم جس طور سے اس نے دیکھا تھا لے یا نہ لے البتہ اگر غیر معین جانور کو اوصاف بیان کر کے بیچے تو کچھ قباحت نہیں۔

باب بیع الحیوان باللحم

جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچنا

۱۳۴۹۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانَ بِاللَّحْمِ۔
حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا جانور کے بیچنے سے گوشت کے بدلے میں۔

۱۳۵۰۔ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحَصِينِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَقُولُ مِنْ مَيْسِرِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بَيْعَ الْحَيَوَانَ بِاللَّحْمِ بِالشَّاةِ وَالشَّاتَيْنِ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے یہ بھی جاہلیت کا جو ہے گوشت کو ایک بکری یا دو بکریوں کے عوض میں بیچنا۔

فائدہ: جاہلیت میں جانور کے گوشت کا اندازہ کر کے اس جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچ ڈالتے تھے شرع میں اس کی ممانعت ہوئی کیونکہ معلوم نہیں اس جانور میں اتنا ہی گوشت نکلے گا یا کم یا زیادہ۔

۱۳۵۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانَ بِاللَّحْمِ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ فَقُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا اشْتَرَى شَارِفًا بِعَشْرَةِ شِيَاهِ فَقَالَ سَعِيدٌ إِنْ كَانَ اشْتَرَاهَا لَيْسَ حَرَاهَا فَلَا خَيْرَ فِي ذَلِكَ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ وَكُلُّ مَنْ أَدْرَكَتْ مِنَ النَّاسِ يَنْهَوْنَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانَ بِاللَّحْمِ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ وَكَانَ ذَلِكَ يُكْتَبُ فِي عَهْدِ الْعُمَالِ فِي زَمَانِ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَهَشَامِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ يَنْهَوْنَ عَنْ ذَلِكَ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچنا منع ہے۔ ابو الزناد نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا اگر کوئی شخص دس بکریوں کے بدلے میں ایک اونٹ خرید کرے تو کیسا ہے؟ سعید نے کہا اگر ذبح کرنے کے لیے خرید کرے تو بہتر نہیں۔ ابو الزناد نے کہا میں نے سب عالموں کو جانور کی بیع سے گوشت

(۱۳۴۹) دارقطنی (۷۰/۳) رقم (۳۰۳۸) بیہقی (۲۹۶/۵) رقم (۱۰۵۷۰)۔

(۱۳۵۰) بیہقی (۲۹۷/۵) رقم (۱۰۵۷۵)۔

(۱۳۵۱) بیہقی (۲۹۷/۵) رقم (۱۰۵۷۴)۔

کے بدلے میں منع کرتے ہوئے پایا اور ابان بن عثمان اور ہشام بن اسماعیل کے زمانے میں عاملوں کے پروانوں میں اس کی ممانعت لکھی جاتی تھی۔

فائدہ: کیونکہ جب ذبح کرنے کے لیے خرید کرے گا تو گوشت کی طرف خیال رکھے گا گویا گوشت کو جانور کے بدلے میں لیا۔

باب بیع اللحم باللحم گوشت کو گوشت کے بدلے میں بیچنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ گوشت اونٹ کا ہو یا بکری کا یا اور کسی جانور کا اس کا گوشت گوشت سے بدلنا درست نہیں مگر برابر اتول کر نقداً نقداً اگر انکل سے برابری کرے تو بھی کافی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مچھلیوں کا گوشت اگر اونٹ یا گائے یا بکری کے گوشت کے بدلے میں بیچے کم و بیش تو بھی کچھ قباحت نہیں ہے مگر یہ ضروری ہے کہ نقداً نقداً ہو میعاد نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ پرندوں کا گوشت میرے نزدیک چرندوں اور مچھلیوں کے گوشت سے بڑا فرق رکھتا ہے اگر یہ کم و بیش بیچے جائیں تو کچھ قباحت نہیں ہے مگر یہ ضروری ہے کہ نقداً نقداً ہو میعاد نہ ہو۔

باب ماجاء فی ثمن الکلب کتے کی بیع کا بیان

۱۳۵۲۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ يُعْنَى بِمَهْرِ الْبَغِيِّ مَا تُعْطَاهُ الْمَرْأَةُ عَلَى الزَّوْنِ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ رَشْوَتُهُ وَمَا يُعْطَى عَلَى أَنْ يَتَكَهَّنَ۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت لینے سے اور خرچی سے فاحشہ کی اور کمائی سے فال نکالنے والے کی۔

فائدہ: (کتا) خواہ شکاری ہو یا غیر شکاری ہو۔ احمد اوشافعی اور مالک اور جمہور علماء کے نزدیک کتے کی بیع مطلقاً ممنوع ہے۔ مگر ابو حنیفہؒ کے نزدیک کتے کی بیع درست ہے خواہ شکاری ہو یا غیر شکاری کیونکہ نسائی اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ منع کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے مگر شکاری کتے سے۔ اس دلیل میں دو نقص ہیں ایک تو یہ کہ استثنا بضعیف ہے باجماع محدثین کے دوسرے یہ کہ دعویٰ عام ہے اور دلیل خاص۔

(۱۳۵۲) بخاری (۲۲۳۷) کتاب البیوع: باب ثمن الکلب، مسلم (۱۵۶۷) أبو داود (۳۴۸۱)

نرمذی (۱۲۷۶) نسائی (۴۶۶۶) ابن ماجہ (۲۱۵۹) احمد (۱۱۸/۴ - ۱۱۹) رقم

(۱۷۶۶۸) دارمی (۲۵۶۸)۔

یہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک ہر کتے کی قیمت مکروہ ہے خواہ شکاری ہو یا غیر شکاری ہو کیونکہ آنحضرت ﷺ نے مطلق کتے کی قیمت سے منع فرمایا۔

باب السلف وبيع العروض بیع سلف کا بیان اور اسباب کو اسباب کے

بعضہا ببعض بدلے میں بیچنے کا بیان

۱۳۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ وَسَلْفٍ -

امام مالکؒ کو پہنچا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے بیع سے اور سلف سے۔

یہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی سے کہے میں تیرا اسباب اس شرط سے لیتا ہوں کہ تمہے سلف کرے اس طرح تو یہ جائز نہیں اگر سلف کی شرط موقوف کر دے تو بیع جائز ہو جائے گی۔

یہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جن کپڑوں میں کھلم کھلا فرق ہے ان میں سے ایک کو دو یا تین کے بدلے میں بیع کرنا انعقد یا معاد پر ہر طرح سے درست ہے اور جب ایک کپڑا دوسرے کپڑے کے مشابہ ہو اگر نام جدا جدا ہوں تو کمی بیشی سے ہے مگر ادھا درست نہیں۔

یہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس کپڑے کو خرید اس کا بیچنا قبل قبضے کے بائع کے سوا اور کسی کے ہاتھ درست ہے یہ کہ اس کی قیمت نقد لے لے۔

باب السلف في العروض اسباب میں سلف کرنے کا بیان

۱۳۱۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلًا يُسْأَلُهُ عَنْ

بَيْعِ سَلْفٍ فِي سَبَائِبٍ فَأَرَادَ بَيْعَهَا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تِلْكَ الْوَرِثَةُ وَرِقٌّ وَكِرَّةٌ ذَلِكَ -

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا جو کوئی بڑوں میں سلف کرے پھر قبضے کے ان کو بیچنا چاہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ چاندی کی بیع ہے چاندی کے بدلے میں اور اس کو مکروہ جاتا۔

یہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہماری دانست میں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص ان کپڑوں کو اسی کے ہاتھ بیچنا چاہے

(۱۳۰) أبو داود (۳۰۰۴) كتاب البيوع: باب في الرجل يبيع ما ليس عنده، ترمذی (۱۱۳۴) نسائی

(۴۶۱۱) ابن ماجه (۲۱۸۸) احمد (۱۷۸/۲ - ۱۷۹) رقم (۶۶۷۱) دارمی (۲۵۶۰) -

(۱۳۰) شافعی فی الأم (۲۴۳/۷) عبدالرزاق (۴۴/۸) رقم (۱۴۲۳۴) -

جس سے خریدائے پہلی قیمت سے کچھ زیادہ پر کیونکہ اگر وہ کسی اور شخص سے ان کپڑوں کو بیچنا چاہے تو کچھ قباحت نہیں۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص سلف کرے غلام میں یا جانور میں یا کسی اور اسباب میں اور اس کے اوصاف بیان کر دے ایک میعاد معین پر جب میعاد گزرے تو مشتری ان چیزوں کو اسے بائع کے ہاتھ پہلی قیمت سے زیادہ پر نہ بیچے جب تک کہ ان چیزوں کو اپنے قبضے میں نہ لائے ورنہ رہا ہو جائے گا گویا بائع نے ایک مدت تک مشتری کے روپوں سے فائدہ اٹھایا پھر زیادہ دے کر اس کو پھیر دیا تو یہ عین رہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص سلف کرے سونا چاندی دے کر کسی اسباب میں یا جانور میں اور اس سے اوصاف بیان کر دے ایک میعاد معین پر جب میعاد گزر جائے یا نہ گزرے تو مشتری اس اسباب یا جانور کو بائع کے ہاتھ کسی اور اسباب کے بدلے میں بیچ سکتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس اسباب کو نقد لے لے اس میں میعاد نہ ہو سوائے غلے کے کہ اس کا بیچنا قبل قبضے کے درست نہیں اور اگر مشتری اس اسباب کو سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ بیچے تو سونے چاندی کے بدلے میں بھی بیچ سکتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ دام نقد لے میعاد نہ ہو ورنہ کالسی کی بیع کالسی کے بدلے میں ہو جائے گی یعنی دین کے بدلے میں دین۔ کہا مالکؒ نے جو شخص کسی اسباب میں جو کھانے پینے کا نہیں ہے سلف کرے ایک میعاد پر تو مشتری کو اختیار ہے کہ اس اسباب کو سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ سونا یا چاندی یا اس باب کے بدلے میں فروخت کر ڈالے قبضے سے پیشتر مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ بائع کے ہاتھ ہی بیچے اگر ایسا کرے تو اسباب کے بدلے میں بیچ ڈالے تو کچھ قباحت نہیں مگر نقد نقد بیچے۔ کہا مالکؒ نے جس نے روپے یا اشرفیاں دے کر سلف کی چار کپڑوں میں ایک میعاد پر اور ان کپڑوں کے اوصاف بیان کر دیئے۔ جب مدت گزری تو مشتری نے بائع پر ان چیزوں کا تقاضا کیا لیکن بائع کے پاس اس قسم کے کپڑے نہ نکلے بلکہ اس سے بلکہ اس وقت بائع نے کہا تو ان ہلکے کپڑوں میں سے آٹھ کپڑے لے لے تو مشتری کو لینا درست ہے مگر اسی وقت نقد لینا چاہیے ورنہ کرے اگر ان آٹھ کپڑوں کی کوئی میعاد نہ کرے گا تو درست نہیں ہے اگر قبل میعاد گزرنے کے دوسرے کپڑے اسی قسم کے ٹھہرائے تو درست نہیں البتہ دوسری قسم کے کپڑوں سے بدلنا درست ہے۔

باب بیع النحاس والحديد وما تانے اور لوہے اور جو چیزیں ٹل کر بکتی ہیں

أشبهها مما يوزن أن كايان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو چیزیں ٹل کر بکتی ہیں سوائے چاندی اور سونے کے جیسے تانبا اور پتیل اور رانگ اور سیسہ اور لوہا اور پتے اور گھاس اور روئی وغیرہ ان میں کمی بیشی درست ہے جب کہ نقداً نقد ہو مثلاً ایک رطل لوہے کو دو رطل لوہے کے بدلے میں یا ایک رطل پتیل کو دو رطل پتیل کے بدلے میں لینا درست ہے مگر جب جس ایک ہو تو وعدے پر لینا درست نہیں۔ اگر جنس مختلف ہو اس طرح کہ کھلم کھلا فرق ہو (جیسے پتیل بدلے میں لوہے کے) تو وعدے پر لینا بھی درست ہے اگر کھلم کھلا فرق نہ ہو صرف نام کا فرق ہو جیسے قلمی اور سیسہ اور پتیل اور کئی تو یہ معنی لینا درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ان چیزوں کو قبضے سے پہلے بیچنا درست ہے سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ نقد داموں پر جب ناپ تول کر لیا ہو اگر ڈھیر لگا کر لیا ہو تو نقد اور ادھار دونوں طرح بیچنا درست ہے کیونکہ ڈھیر لگا کر خریدنے میں وہ چیز اسی وقت سے مشتری کی ضمان میں آ جاتی ہے اور ناپ تول کر خریدنے میں جب تک مشتری اس کو پھر ناپ تول نہ لے اور قبضہ نہ کر لے ضمان میں نہیں آتی۔ یہ حکم ان چیزوں کا میں نے اچھا سنا اور ہمارے نزدیک لوگوں کا عمل اسی پر رہا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ جو چیزیں کھانے اور پینے کی نہیں ہیں اور ناپ تول پر بکتی ہیں جیسے کھم اور گٹھلیاں یا پتے وغیرہ ان میں کمی بیشی درست ہے اگرچہ جنس ایک ہو مگر ادھار درست نہیں اگر جنس مختلف ہو تو ادھار بھی درست ہے اور ان چیزوں کو قبل قبضے کے بھی بیچنا درست ہے سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ جب قیمت نقد لے لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ حتمی چیزیں ایسی ہیں جو کام میں آتی ہیں جیسے ریتی اور چونا اگر اپنی جنس کے بدلے میں بیچی جائیں میعاد پر برابر ہوں یا کم و بیش ناجائز ہیں اگر نقد بیچی جائیں تو درست ہے اگرچہ کم و بیش ہوں۔

باب النهی عن بیعتین فی بیعة ایک بیع میں دو بیع کرنے کی ممانعت

۱۳۵۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ -

امام مالکؒ کو پہنچا رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا دو بیعوں سے ایک بیع میں۔

فائدہ: جیسے بائع مشتری سے کہے یہ کپڑا ایک دینار کا ہے اور یہ دو دینار کا اور مشتری کو دونوں میں سے ایک لینا پڑے بعضوں نے کہا اس کی مثال یہ ہے بائع مشتری سے کہے میں نے تیرے ہاتھ یہ کپڑا نقد دس روپے اور ادھار پندرہ روپے کو بیچا۔

۱۳۵۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَجُلٍ ابْتَعْ لِي هَذَا الْبَعِيرَ بِنَقْدٍ حَتَّىٰ أَتْبَاعَهُ مِنْكَ إِلَىٰ أَجَلٍ فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَكَرِهَهُ وَنَهَى عَنْهُ -

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم میرے واسطے یہ اونٹ نقد خرید کر لو میں تم سے وعدے پر خرید کر لوں گا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو برا جانا اور منع کیا۔

۱۳۵۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اشْتَرَى سِلْعَةً بِعَشْرَةِ دَنَانِيرٍ

(۱۳۵۵) ترمذی (۱۲۳۱) کتاب البیوع: باب ما جاء فی النهی عن بیعتین فی بیعة نسائی (۴۶۳۲)

أحمد (۴۳۲/۲) رقم (۹۵۸۲) -

(۱۳۵۶) عبد الرزاق (۱۴۴۳۹) ابن ابی شیبہ (۲۳۰۹۲) احمد (۳۹۳/۱) (۳۷۲۵) ابن حبان

(۳۹۹/۱۱) (۵۰۲۵) -

(۱۳۵۷) أيضاً -

نَقَلًا أَوْ بِخُمُسَةِ عَشْرٍ دِينَارًا إِلَى أَجَلٍ فَكِرَةٌ ذَلِكَ وَنَهَى عَنْهُ -

حضرت قاسم بن محمد سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے ایک چیز خریدی دس دینار کے بدلے میں یا پندرہ دینار ادھار کے بدلے میں تو قاسم بن محمد نے اس کو بُرا جانا اور اس سے منع کیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک کپڑا اس شرط سے خریدا اگر نقد دے تو دس دینار دے اگر وعدے پر دے تو پندرہ دینار دے بہر حال مشتری کو دونوں میں سے ایک قیمت دینا ضروری ہے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اس نے اگر دس دینار نقد نہ دینے تو دس کے بدلے پندرہ ادھار ہوئے اور جو دس نقد دے دیئے تو گویا پندرہ ادھار اس کے بدلے میں لیے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک چیز خریدی ایک دینار نقد کے بدلے میں یا ایک بکری ادھار کے بدلے میں اس دونوں میں سے ایک مشتری کو ضرور دینا ہو تو یہ جائز نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا ہے دو بیعوں سے ایک بیع میں اور یہ وہی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مشتری نے بائع سے کہا میں نے تجھ سے اس قسم کی کھجور پندرہ صاع یا اس قسم کی دس صاع ایک دینار کے بدلے میں لی دونوں میں سے ایک ضرور لوں گا یا یوں کہا میں نے تجھ سے اس قسم کی گیسوں پندرہ صاع یا اس قسم کی گیسوں دس صاع ایک دینار کے بدلے میں لیے دونوں میں سے ایک ضرور لوں گا تو یہ درست نہیں گویا اس نے دس صاع کھجور لے کر پھر اس کو چھوڑ کر پندرہ صاع کھجور لی یا دس صاع گیسوں چھوڑ کر اس کے عوض میں پندرہ صاع لیے یہ بھی اس میں داخل ہے یعنی دو بیع کرنا ایک بیع میں۔

جس بیع میں دھوکا ہو اس کا بیان

باب بیع الغرر

۱۳۵۸ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْغَرْرِ -

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا دھوکے کی بیع سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ دھوکے کی بیع میں یہ داخل ہے کسی شخص کا جانور گم ہو گیا ہو یا غلام بھاگ گیا ہو اور اس کی قیمت پچاس دینار ہو ایک شخص اس سے کہے میں تیرے اس جانور یا غلام کو نہیں دینا کرو لیتا ہوں اگر وہ مل گیا تو بائع کے تیس دینار نقصان ہوئے اور جو نہ ملا تو مشتری کے تیس دینار گئے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس میں ایک بڑا دھوکا ہے معلوم نہیں وہ جانور یا غلام اسی حال میں ہے یا اس میں کوئی عیب ہو گیا یا ہنر ہو گیا جس کی وجہ سے اس کی قیمت گھٹ بڑھ گئی۔

(۱۳۵۸) مسلم (۱۵۱۳) کتاب البیوع: باب بطلان بیع الحصة والبیع الذی فیہ غرر ابو داؤد

(۳۳۷۶) ترمذی (۱۲۳۰) نسائی (۴۵۱۸) ابن ماجہ (۲۱۹۴) أحمد (۲۵۰۱۲) رقم

(۷۴۰۵) دارمی (۲۵۵۴)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ حمل کا خریدنا بھی دھوکے کی بیع میں داخل ہے معلوم نہیں بچہ نکلتا ہے یا نہیں اگر نکلے تو خوبصورت ہوگا یا بدصورت پورا ہوگا یا لٹڈورا۔ نہ ہو یا مادہ اور ہر ایک کی قیمت کم و بیش ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مادہ کو بیچنا اور اس کے حمل کو مستثنیٰ کر لینا درست نہیں جیسے کوئی کسی سے کہے میرے دودھ والی بکری کی قیمت تین دینار ہیں تو دودینار کو لے لے مگر اس کے پیٹ کا بچہ جب پیدا ہوگا تو میں لوں گا یہ مکروہ ہے درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زیتون کی لکڑی اس کے تیل کے اور تل تیل کے بدلے میں اور مکھن گھی کے بدلے میں بیچنا درست نہیں اس لیے کہ یہ مزائد میں داخل ہے اور اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں اس تل یا لکڑی یا مکھن میں اسی قدر تیل یا گھی نکلتا ہے یا اس سے کم یا زیادہ۔

فائدہ: جیسے مزائد میں درخت کے کٹے ہوئے پھلوں کے بدلے میں تخمینہ کر کے فروخت کرتے ہیں ویسے ہی تل یا زیتون میں تیل کا اندازہ کر کے اس کے عوض میں تیل لیتے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح حب البان کا بیچنا روغن بان کے بدلے میں نادرست ہے البتہ حب البان کو خوشبودار بان کے بدلے میں بیچنا درست ہے کیونکہ وہ خوشبو ملانے سے تیل کے حکم میں نہ رہا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی چیز کسی کے ہاتھ اس شرط پر بیچی کہ مشتری کو نقصان نہ ہوگا تو یہ جائز نہیں۔ گویا بائع نے مشتری کو نوکر رکھا اگر اس چیز میں نفع ہو اور اگر اتنے ہی کو بکے جتنے کو خریدے یا کم کو مشتری کی محنت برباد ہوئی تو یہ درست نہیں مشتری کو اس کی محنت کے موافق مزدوری ملے گی اور جو کچھ نفع نقصان ہو بائع کا ہوگا مگر یہ حکم جب ہے کہ مشتری اس چیز کو بیچ چکا ہو اگر اس نے نہیں بیچا تو بیع کو فسخ کریں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنی چیز بیچ ڈالی پھر مشتری شرمندہ ہو کر بائع سے کہنے لگا کچھ قیمت کم کر دے بائع نے انکار کیا اور کہا تو غم نہ کھا بیچ دے تجھے نقصان نہ ہوگا اس میں کچھ قباحت نہیں نہ دھوکا ہے بلکہ بائع نے ایک رائے اپنی بیان کی کچھ اس شرط پر نہیں بیچا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے۔

ملا مسہ اور منابذہ کے بیان

باب الملامسة والمنابذة

۱۳۵۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ملا مسہ اور منابذہ سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ملا مسہ اس کو کہتے ہیں کہ آدمی ایک کپڑے کو چھو کر خرید کر لے نہ اس کو کھولے نہ اندر سے دیکھے یا اندھیری رات میں خریدے نہ جانے اس میں کیا ہے اور منابذہ اس کو کہتے ہیں کہ بائع اپنا کپڑا مشتری کی طرف

(۱۳۵۹) بخاری (۲۱۶۶) کتاب البيوع: باب بيع المنابذة، مسلم (۱۵۱۱) ترمذی (۱۳۱۰)

نسائی (۴۵۰۹) ابن ماجہ (۲۱۶۹) أحمد (۲۷۹/۲) رقم (۸۹۲۲) -

پھینک دے اور مشتری اپنا کپڑا بائع کی طرف نہ سوچیں نہ بچاریں یہ اس کے بدلے میں اور وہ اس کے بارے میں یہ دونوں بیع ممنوع ہیں۔

فائدہ: بعضوں نے کہا ملامتہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری یہ ٹھہرائیں کہ جب اس کا کپڑا اوہ چھو لے یا وہ اس کا تو بیع لازم ہو جائے گی۔

فائدہ: بعضوں کے نزدیک ملامتہ یہ ہے کہ جب بائع مشتری کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے اور مشتری بائع کی طرف تو بیع لازم ہو جائے یہ دونوں بیعیں جاہلیت کے عہد میں مروج تھیں شرع میں ان کی ممانعت ہوئی اسی طرح بیع حصاۃ یعنی مشتری بائع سے کہے میں کنکر مارتا ہوں جس کپڑے پر جا پڑے وہ میرا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو تھان تہہ کیا یا چادر بستے میں بندھی ہو تو اس کا بیچنا درست نہیں جب تک کھول کر اندر نہ دیکھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ برنامے کی بیع کا یہ حکم نہیں وہ جائز ہے اس لیے کہ ہمیشہ سے لوگ اس کو کرتے ہوئے آئے اور اس سے دھوکا دینا مقصود نہیں ہوتا۔

فائدہ: برنامہ اس کاغذ کو کہتے ہیں جو گھڑی یا بستے کے اوپر لٹکا یا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ اس میں اتنا مال فلاں قسم کا ہے۔

مراجحہ کا بیان

باب بیع المرابحة

فائدہ: مراجحہ کہتے ہیں سوایا یا ڈیوڑھا یا کم و بیش نفع مقرر کر کے مال بیچنے کو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص ایک شہر سے کپڑا خرید کر کے دوسرے شہر میں لائے پھر مراجحہ کے طور پر بیچنا چاہے تو اصل لاگت میں دلالوں کی دلالی اور تہہ کرنے کی مزدوری اور باندھا بوندھی کی اجرت اور اپنا خرچ اور مکان کا کرایہ شریک نہ کرے البتہ کپڑے کی بار برداری اس میں شریک کر لے مگر اس پر نفع نہ لے مگر جب مشتری کو اطلاع دے اور وہ اس پر بھی نفع دینے کو راضی ہو جائے تو کچھ قباحت نہیں۔

فائدہ: مثلاً وہ کپڑا بارہ روپے کو خرید اور سوایا نفع ٹھہرا اور بار برداری کی اجرت تین روپے صرف ہوئے تو تین روپے بائع مشتری سے الگ لے گا اور بارہ روپے کے چندرہ روپے لے گا کل اٹھارہ روپے لے گا یہ نہیں ہو سکتا کہ تین روپوں کو لاگت میں شریک کر کے اس پر بھی نفع لے یعنی چندرہ کے سوائے اٹھارہ روپے بارہ آنے لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ کپڑوں کی دھلائی اور رنگوائی اس لاگت میں داخل ہوگی اور اس پر نفع لیا جائے گا جیسے کپڑے پر نفع لیا جاتا ہے اگر کپڑوں کو بیچا اور ان چیزوں کا حال بیان نہ کیا تو ان پر نفع نہ ملے گا اب اگر کپڑا تلف ہو گیا تو کرایہ بار برداری کا محسوب ہوگا مگر اس پر نفع نہ لگایا جائے گا۔ اگر کپڑا موجود ہے تو بیع کو فسخ کر دیں گے مگر جب دونوں

راضی ہو جائیں گے اس پر

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کوئی اسباب سونے یا چاندی کے بدلے میں خریدا تو اس دن چاندی سونے کا بھادہ تھا کہ دس درہم کو ایک دینار آتا تھا پھر مشتری اس مال کو لے کر دوسرے شہر میں آیا اور اسی شہر میں مراہجہ کے طور پر بیچنا چاہا اسی نرخ پر جو سونے چاندی کا اس دن تھا اگر اس نے درہم کے بدلے میں خریدا تھا اور دیناروں کے بدلے میں بیچا یا دیناروں کے بدلے میں خریدا تھا اور درہموں کے بدلے میں بیچا اور اسباب موجود ہے تلف نہیں ہوا تو خریدار کو اختیار ہوگا چاہے لے چاہے نہ لے اور اگر وہ اسباب تلف ہو گیا تو مشتری سے وہ ثمن جس کے عوض میں بائع نے خرید اتھا نفع حساب کر کے بائع کو وادیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر ایک شخص نے اپنی چیز جو سودینار کو پڑی تھی دس فی صدی کے نفع پر بیچی پھر معلوم ہوا کہ وہ چیز نوے دینار کو پڑی تھی اور وہ چیز مشتری کے پاس تلف ہوگئی تو بائع کو اختیار ہوگا چاہے اس چیز کی قیمت بازار کی لے لے اس دن کی قیمت جس دن وہ شے مشتری کے پاس آئی تھی مگر جس صورت میں قیمت بازار کی اس ثمن سے جو اول میں ٹھہری تھی یعنی ایک سو دس دینار سے زیادہ ہو تو بائع کو ایک سو دس دینار سے زیادہ نہ ملیں گے اور اگر چاہے تو نوے دینار پر اسی حساب سے نفع لگا کر یعنی نانوے دینار لے لے مگر جس صورت میں یہ ثمن قیمت سے کم ہو تو بائع کو اختیار ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک چیز مراہجہ پر بیچی اور کہا سودینار کو مجھ کو پڑی ہے پھر اس کو معلوم ہوا ایک سو بیس دینار کو پڑی تو اب خریدار کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو بائع کو اس دن کی قیمت بازار کی جس دن وہ شے لی ہے دے دے اور اگر چاہے تو جس ثمن پر خرید کیا ہے نفع لگا کر جہاں تک پہنچے دے مگر جس صورت میں قیمت بازار کی پہلی ثمن سے (یعنی جو سودینار پر لگی ہے) کم ہو تو مشتری کو یہ نہیں پہنچتا کہ اس سے کم دے اس واسطے کہ مشتری اس پر راضی ہو چکا ہے مگر بائع نے اس سے زیادہ بیان کیا تو خریدار کو اصل ثمن سے کم کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔

باب البیع علی البرنامج برنامے پر بیع کرنے کا بیان

فائدہ: برنامے کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر چند آدمیوں نے مل کر کوئی اسباب خرید اب ایک شخص دوسرا ان میں سے ایک شخص کو کہے تو نے جو اسباب خریدا ہے میں نے اس کے اوصاف سے ہیں تو اپنا حصہ اس قدر نفع پر مجھے دے دے میں تیری جگہ ان لوگوں کا شریک ہو جاؤں گا اور وہ منظور کرے بعد اس کے جب اس اسباب کو دیکھے تو بڑا اور گراں معلوم ہو اب اس کو اختیار نہ ہوگا لینا پڑے گا جب کہ اس کے ہاتھ بانامے پر بیچا ہوا اور اوصاف بتا دیئے ہوں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس مختلف چیزوں کی گٹھریاں آئیں اور اس نے برنامہ بنا کے ان گٹھریوں کو فروخت کیا جب لوگوں نے مال کھول کر دیکھا تو گراں معلوم ہوا اور نام ہوئے اس صورت میں وہ مال ان کو لینا ہوگا۔ جب کہ برنامے کے موافق ہو۔

باب بیع الخیار جس بیع میں بائع اور مشتری کو اختیار ہو اس کا بیان

۱۳۶۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں مگر جس بیع میں خیار کی شرط ہو۔

فائدہ: (دونوں کو اختیار ہے) بیع کے فسخ کر ڈالنے کا۔

فائدہ: (جب تک جدا نہ ہوں) یعنی مجلس بیع نہ بدلے جب بائع یا مشتری اس مجلس سے چلا جائے گا تو اختیار نہ رہے گا۔

فائدہ: (خیاری کی شرط ہو) یعنی بائع یا مشتری بیع کرتے وقت شرط لگائیں اس امر کی کہ مجھے اتنے دنوں تک اختیار ہے۔ اس صورت میں بائع اور مشتری کے جدا ہونے سے اختیار باطل نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک خیار کی کوئی مدت مقرر نہیں۔

فائدہ: مگر ابوحنیفہ کے نزدیک تین دن سے زیادہ خیار کی مدت نہیں ہو سکتی۔

۱۳۶۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا بَيْعٍ تَبَايَعَا فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ أَوْ يَتَرَادَانِ -

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بائع اور مشتری اختلاف کریں تو بائع کا قول معتبر ہوگا اور بیع کو رد کر ڈالیں گے۔

فائدہ: (بائع کا قول معتبر ہوگا) دونوں حلف کریں گے۔

فائدہ: (بیع کو رد کر ڈالیں گے) یعنی بعد بیع کے بائع اور مشتری میں اختلاف ہو اور دشمن میں یا بیع کی کمی بیشی میں تو دونوں حلف کریں گے۔ اگر ایک نے حلف کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو جس نے حلف کیا اس کا قول معتبر ہوگا اگر دونوں نے حلف کیا اور بیع قائم ہے تو بیع کو فسخ کر کے بیع بائع کو واپس دلا دیں گے اگر بیع تلف ہوگئی تو اس کی قیمت بازار مشتری سے لے کر بائع کو دیں گے۔

(۱۳۶۰) بخاری (۲۱۱۱) کتاب البيوع: باب البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، مسلم (۱۵۳۱) أبو داود (۳۴۵۴) ترمذی (۱۲۴۵) نسائی (۴۴۶۵) ابن ماجه (۲۱۸۱) أحمد (۴۱۲) رقم (۴۴۸۴)۔

(۱۳۶۱) أبو داود (۳۵۱۱) کتاب البيوع: باب اذا اختلف البيعان والمبيع قائم، ترمذی (۱۲۷۰) نسائی (۴۶۴۸) ابن ماجه (۲۱۸۶) أحمد (۴۶۶۱) رقم (۴۴۴۵) دارمی (۲۵۴۹)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایک چیز بیچی اور بیچتے وقت یہ شرط لگائی کہ میں فلا نے سے مشورہ کروں گا اگر اس نے اجازت دی تو بیع نافذ ہے اور جو اس نے منع کیا تو بیع لغو ہے مشتری اس شرط پر راضی ہو گیا بعد اس کے پشیمان ہوا تو اس کو اختیار نہ ہوگا بلکہ بائع کو جب وہ شخص اجازت دے گا تو بیع نافذ ہو جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر ایک شخص کوئی چیز خرید کرے کسی شخص سے پھر شرم میں اختلاف ہو بائع کہے میں نے دس دینار کو بیچا مشتری کہے میں نے پانچ دینار کو خرید تو بائع سے کہا جائے گا اگر تیرا جی چاہے تو پانچ دینار کو مشتری کو دے دے نہیں تو تو قسم کھا اس امر پر میں نے اپنی چیز نہیں بیچی مگر دس دینار کو اگر بائع نے قسم کھائی تو مشتری سے کہا جائے گا اگر تیرا جی چاہے تو اس کی چیز دس دینار کو لے لے نہیں تو قسم کھائیں نے اس چیز کو نہیں خریدا مگر پانچ دینار کو اگر مشتری نے یہ قسم کھائی تو وہ بری ہو جائے گا کیونکہ ہر ایک اُن میں سے دوسرے کا مدعی ہے۔

فائدہ: جب دونوں قسم کھائیں گے تو بیع فسخ ہو جائے گی اور وہ شے بائع کو پھر وادیں گے۔

باب ما جاء في الربا في الدين قرض میں سود کا بیان

۱۳۶۲- عَنْ عُبَيْدِ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى السَّفَّاحِ أَنَّهُ قَالَ بَعْتُ نِزْلِي مِنْ أَهْلِ دَارِ نَحْلَةَ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى الْكُوفَةِ فَعَرَضُوا عَلَيَّ أَنْ أَضَعُ عَنْهُمْ بَعْضَ الثَّمَنِ وَيَنْقُدُونِي فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ لَا أَمْرُكَ أَنْ تَأْكُلَ هَذَا وَلَا تُؤْكِلَهُ۔

عبید ابوصالح نے کہا میں نے اپنا کپڑا دارنخلہ (ایک مقام ہے مکہ اور طائف کے بیچ میں) والوں کے ہاتھ بیچا ایک وعدے پر جب میں کوفہ جانے لگا تو اُن لوگوں نے کہا اگر کچھ کم کر دو تو تمہارا روپیہ ہم ابھی دے دیتے ہیں میں نے یہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا انہوں نے کہا میں تجھے اس روپے کے کھانے اور کھلانے کی اجازت نہیں دیتا۔

فائدہ: یعنی مدت سے پیشتر۔

۱۳۶۳- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الدَّيْنُ عَلَى الرَّجُلِ إِلَى أَجَلٍ فَيَضَعُ عَنْهُ صَاحِبُ الْحَقِّ وَيَعَجِّلُهُ الْآخِرُ فِكْرَهُ ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَنَهَى عَنْهُ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا ایک شخص کا میعادی قرض کسی پر آتا ہو قرضدار یہ کہے یہ مجھ سے کچھ کم کر کے نقد لے لے اور قرض خواہ اس پر راضی ہو جائے تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مکروہ جانا اور اس سے منع کیا۔

(۱۳۶۲) عبدالرزاق (۷۱/۸) رقم (۱۴۳۰۰) بیہقی (۲۸/۶) رقم (۱۱۱۳۸)۔

(۱۳۶۳) عبدالرزاق (۷۱/۸) رقم (۱۴۳۰۴) بیہقی (۲۸/۶) رقم (۱۱۱۳۹) (۱۱۱۴۰)۔

قرض کے مختلف مسائل کا بیان

باب جامع الدين والحلول

۱۳۶۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظَلْمٌ وَإِذَا اتَّبَعَ أَحَدُكُمْ عَلِيَّ مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالدار شخص کا دیر کرنا قرض ادا کرنے میں ظلم ہے اور جب تم میں سے کوئی حوالہ کیا جائے مالدار شخص پر تو چاہیے کہ حوالہ قبول کرے۔
فائدہ: یعنی جس شخص کو قرض ادا کرنے کی طاقت ہو اور وہ ادا کرنے میں دیر کرے تو یہ ظلم ہے یعنی گناہ کبیرہ ہے۔

فائدہ: حوالہ کہتے ہیں قرض کے اتار دینے کو ایک ذمہ پر سے دوسرے ذمہ پر مثلاً زید مدیون تھا عمرو کا تو زید نے عمرو کا مقابلہ کروا دیا اس دین کے حصول کے لیے بکر پر۔

۱۳۶۶۔ عَنْ مُوسَى بْنِ مَيْسَرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَسْأَلُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أُبِيعُ بِالذَّيْنِ فَقَالَ سَعِيدٌ لَا تَبِعْ إِلَّا مَا أَوْيَتْ إِلَيَّ رَحْلُكَ -

حضرت موسیٰ بن میسرہ نے سنا ایک شخص پوچھ رہا تھا سعید بن مسیب سے میں قرض کے بدل میں بیچا کرتا ہوں۔ سعید نے کہا تو نہ بیچ مگر اس چیز کو جو تیرے پاس ہو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص کوئی چیز خرید کرے اس شرط پر کہ بائع وہ شے مشتری کو اتنی مدت میں سپرد کر دے اس میں مشتری نے کوئی مصلحت رکھی ہو مثلاً اس وقت بازار میں اس مال کی نکاسی کی امید ہو یا اور کچھ غرض ہو پھر بائع اس وعدے میں خلاف کرے اور مشتری چاہے کہ وہ شے بائع کو پھیر دے تو مشتری کو یہ حق نہیں پہنچتا اور بیع لازم رہے گی اگر بائع اس شے کو قبل میعاد کے لے آیا تو مشتری پر جبر نہ کیا جائے گا اس کے لینے پر۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص اناج خرید کر اس کو تول لے پھر ایک خریدار آئے جو مشتری سے اناج کو خرید کرنا چاہے مشتری اس سے کہے کہ میں اناج تول چکا ہوں اور وہ شخص مشتری کو سچا سمجھ کر اس نلے کو نقد مول لے لے تو کچھ قباحت نہیں مگر وعدے پر لینا مکروہ ہے جب تک وہ خریدار دوبارہ اس کو تول نہ لے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ دین کا خریدنا درست نہیں خواہ غائب پر ہو یا حاضر پر مگر جب شخص حاضر اس کا قرار کرے ہی طرح جو دین میت پر ہو اس کا بھی خریدنا درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں وہ قرض ملتا ہے یا نہیں اس واسطے اگر میت یا غائب پر اور بھی دین نکلا تو اس پیسے مفت گئے دوسرے یہ کہ وہ قرض اس کی ضمان میں داخل نہیں ہوا اگر

(۱۳۶۵) مسلم (۱۵۶۴) کتاب المساقاة: باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة واستحباب قبولها
 أبو داود (۳۳۴۵) ترمذی (۱۳۰۸) نسائی (۴۲۹۱) ابن ماجہ (۲۴۰۳) أحمد (۴۶۵/۲)
 رقم (۱۰۰۰۳) دارمی (۲۵۸۶)۔

نہ نپتا تو اس کے پیسے مفت گئے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ بیع سلف (قرض) میں اور بیع عینہ میں یہ فرق ہے کہ بیع عینہ والا دس دینار نقد دے کر پندرہ دینار وعدے پر لیتا ہے تو یہ صریح دھوکا ہے اور بالکل فریب ہے۔

باب ما جاء في الشركة والتولية والاقالة شركة اور تولیہ اور اقالہ کے بیان میں

فائدہ: تولیہ کہتے ہیں جتنے کو لیا اتنے کو بیچنے کو اور اقالہ کوئی چیز لے کر پھر واپس کر دینے کو کہتے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص نے کئی قسم کا کپڑا بیچا اور چند رقم کے کپڑے مستثنیٰ کر لینے کی شرط کر لی تو کچھ قباحت نہیں اگر شرط نہیں کی تو وہ ان کپڑوں میں شریک ہو جائے گا اس لیے کہ ایک رقم کے کپڑوں میں بھی کم دیش ہوتی ہے۔

فائدہ: مثلاً تمیں کپڑے تھے ان میں سے دس مستثنیٰ کیے مگر یہ شرط نہ کی کہ میں جو چاہوں گے لے لوں گا تو بائع کل کپڑوں میں مشتری کا شریک ہو جائے گا دو ملٹ مشتری کے اور ایک ملٹ بائع کا ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ شرکت اور تولیہ اور اقالہ کھانے کی چیزوں میں درست ہے خواہ ان پر قبضہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو مگر یہ ضروری ہے کہ نقد ہو یا معاد نہ ہو اور کئی بیشی نہ ہو اگر اس میں کمی بیشی ہوگی یا معاد ہوگی تو یہ معاملے بیع تھے جائیں گے شرکت اور تولیہ اور اقالہ نہ ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر کسی شخص نے کوئی اسباب جیسے کپڑا یا غلام لونڈی خرید کیا پھر ایک شخص نے اس سے کہا کہ مجھ کو بھی اس میں شریک کر لو اس نے قبول کیا اور دونوں نے مل کر بائع کو قیمت ادا کر دی پھر وہ اسباب کسی اور کا نکلا تو جو شخص شریک ہوا وہ اپنے دام پہلے مشتری سے لے لے گا اور وہ بائع سے لے گا مگر جس صورت میں مشتری نے خریدتے وقت بائع کے سامنے اس شریک سے کہہ دیا ہو کہ اگر بیع میں فوراً نکلے تو اس کی جواب دہی بائع پر ہوگی تو اس صورت میں وہ شریک اپنا نقصان بائع سے لے گا اگر ایسا نہ ہو تو مشتری کی شرط کچھ کام نہ آئے گی اور تاوان کا نقصان اسی پر ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زید نے عمرو سے یہ کہا تو اس شے کو خرید کر لے میرے اور اپنے ساتھ میں بکوادوں گا تو میری طرف سے بھی دام دے دے تو یہ درست نہیں کیونکہ یہ سلف (قرض) ہے بکوادینے کی شرط پر اگر وہ شے تلف ہو جائے تو عمرو زید سے اس کے حصہ کے دام لے لے گا البتہ اگر عمرو ایک شے خرید کر چکا پھر زید نے کہا مجھے بھی اس میں شریک کر لے نصف کا میں بکوادوں گا تو یہ درست ہے۔

باب ما جاء في افلاس الغريم قرض دار کے مفلس ہو جانے کا بیان

۱۳۶۷۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

(۱۳۶۷) بخاری (۲۴۰۲) کتاب الاستقراض وأداء الديون : باب اذا وجد ماله عند مفلس في البيع

والقرض مسلم (۱۵۵۹) أبو داود (۳۵۱۹) ترمذی (۱۶۶۲) نسائی (۴۶۷۶) ابن ماجه

(۱۱۵۸) احمد (۲۲۸/۲) رقم (۷۱۲۴) دارمی (۲۵۹۰)۔

وَسَلَّمَ قَالَ أَيَّمَا رَجُلٍ بَاعَ مَتَاعًا فَأَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَهُ مِنْهُ وَلَمْ يَقْبِضْ الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا فَوَجَدَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَإِنْ مَاتَ الَّذِي ابْتَاعَهُ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ فِيهِ أَسْوَأُ الْغُرْمَاءِ -

حضرت ابو بکر بن عبد الرحمن سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنا مال بیچا کسی کے ہاتھ پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع کو ثمن وصول نہیں ہوئی لیکن بائع نے اپنی چیز بعینہ مشتری کے پاس پائی تو بائع اس چیز کا زیادہ حقدار ہوگا اگر مشتری مر گیا تو اس چیز میں بائع اور قرض خواہوں کے برابر ہوگا۔

فائدہ: (بائع زیادہ حقدار ہوگا) بہ نسبت مشتری کے اور قرض خواہوں کے۔

فائدہ: (قرض خواہوں کے برابر ہوگا) یعنی اس چیز کو بیچ کر بائع کے ثمن اور قرض خواہوں کا قرضہ بہ حصہ رسد ادا کریں گے۔

۱۳۶۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيَّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ فَأَذْرَكَ الرَّجُلُ مَالَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنا مال بیچا کسی کے ہاتھ پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع نے اپنی چیز بعینہ مشتری کے پاس پائی تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس شخص نے کوئی اسباب بیچا پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع نے اپنی چیز بعینہ مشتری کے پاس پائی تو بائع اس کو لے لے گا اگر مشتری نے اس میں سے کچھ بیچ ڈالا ہے تو جس قدر باقی ہے اس کا بائع زیادہ حقدار ہے بہ نسبت اور قرض خواہوں کے۔ اگر بائع تھوڑی سی ثمن پاچکا ہے پھر بائع یہ چاہے کہ اس ثمن کو پھیر کر جس قدر اسباب اپنا باقی ہے اس کو لے لے اور جو کچھ باقی رہ جائے اس میں اور قرض خواہوں کے برابر رہے تو ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے سوت یا زمین خریدی پھر سوت کا کپڑا اٹن لیا اور زمین پر مکان بنایا بعد اس کے مشتری مفلس ہو گیا اب زمین کا بائع یہ کہے کہ میں زمین اور مکان سب لیے لیتا ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ زمین کی اور عملے کی قیمت لگائیں گے پھر دیکھیں گے اس قیمت کا حصہ زمین پر کتنا آتا ہے اور عملے پر کتنا آتا ہے اب بائع اور مشتری دونوں اس میں شریک رہیں گے زمین کا مالک اپنے حصہ کے موافق اور باقی قرض خواہ عملے کے موافق۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا اس کی مثال یہ ہے جیسے زمین اور عملے کی قیمت پندرہ سو ہوئی اس میں سے زمین کی قیمت پانچ سو ہے اور عملے کی ہزار ہے تو زمین والے کا ایک ٹلٹ ہوگا اور باقی قرض خواہوں کے دو ٹلٹ ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا یہی حکم سوت میں ہے جب کہ مشتری نے اس کو اٹن لیا بعد اس کے قرضدار ہو کر مفلس ہو گیا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر مشتری نے اس چیز میں تصرف نہیں کیا مگر اس چیز کی قیمت بڑھ گئی اب بائع یہ چاہتا ہے کہ اپنی شے پھیر لے اور قرض خواہ چاہتے ہیں کہ وہ شے بائع کو نہ دیں تو قرض خواہوں کو اختیار ہے خواہ بائع کی ثمن پوری

پوری حوالے کر دیں۔ اگر اس چیز کی قیمت گھٹ گئی تو بائع کو اختیار ہے خواہ اپنی چیز لے لے پھر اس کو مشتری کے مال سے کچھ فرض نہ ہوگی خواہ اپنی چیز نہ لے اور قرض خواہوں کے ساتھ شریک ہو جائے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے لونڈی خریدی یا جانور خریدا پھر اس لونڈی یا جانور کا مشتری کے پاس آن کر بچہ پیدا ہوا بعد اس کے مشتری مفلس ہو گیا تو وہ بچہ بائع کا ہوگا البتہ اگر قرض خواہ بائع کی پوری شمن ادا کر دیں تو بچہ کو اور اس کی مال کو دونوں کو رکھ سکتے ہیں۔

باب ما يجوز من السلف جس چیز میں سلف درست ہے

۱۳۶۹۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ فَقُلْتُ لَمْ أَجِدْ فِي الْإِبِلِ إِلَّا حَمَلًا خِيَارًا رِبَاعِيًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطِهِ إِيَّاهُ فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد کیے ہوئے) تھے رسول اللہ ﷺ کے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض لیا ایک چھوٹا اونٹ جب صدقے کے وقت اونٹ آئے اور آپ ﷺ نے مجھ کو حکم کیا ویسا ہی اونٹ ادا کرنے کو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! صدقے کے اونٹوں میں سب اونٹ اچھے بڑے بڑے ہیں چھ چھ برس کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس میں سے دے دے اچھے وہ لوگ ہیں جو قرض اچھے طور سے ادا کریں۔

۱۳۷۰۔ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مِنْ رَجُلٍ دَرَاهِمَ ثُمَّ قَضَاهُ دَرَاهِمَ خَيْرًا مِنْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذِهِ خَيْرٌ مِنْ دَرَاهِمِي الَّتِي أَسْلَفْتَكَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتُ وَلَكِنْ نَفْسِي بِذَلِكَ طَيِّبَةٌ۔

مجاہد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص سے روپے قرض لیے پھر اس سے اچھے ادا کیے وہ شخص بولا اے ابو عبدالرحمن! یہ تو میرے روپوں سے اچھے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں میں جانتا ہوں مگر میں نے اپنی خوشی سے دیئے ہیں۔

(۱۳۶۹) مسلم (۱۶۰۰) کتاب المساقاة: باب من استسلف شيئا ف قضى خيرا منه ' أبو داود (۳۴۶۶)

ترمذی (۱۳۱۸) نسائی (۴۶۱۷) ابن ماجہ (۲۲۸۵) أحمد (۳۹۰۱۶) رقم (۲۷۷۲۳)

دارمی (۲۵۶۵)۔

(۱۳۷۰) بیہقی (۳۵۲/۱۵) رقم (۱۰۹۴۴)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص سونا چاندی یا نارج یا جانور قرض لے پھر اس سے بہتر ادا کرے تو کچھ قباحت نہیں جب کہ اس کی شرط نہ ہوئی ہو یا ایسی رحم نہ ہو یا اس کا وعدہ نہ کیا ہو اور شرط یا رسم یا وعدے کے سبب سے ہو تو مکروہ ہے بہتر نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹا اونٹ قرض لے کر اچھا بڑا اونٹ دیا اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روپے قرض لے کر اس سے بہتر دیئے مگر اس کی شرط یا وعدہ نہیں ہوا تھا تو جو کوئی خوشی سے ایسا کرے حلال ہے۔

باب ما لا يجوز من السلف جو سلف درست نہیں اس کا بیان

۱۳۷۱۔ عَنْ سَالِكِ أَنَّهُ سَلِعَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِي رَجُلٍ اسْتَلْفَ رَجُلًا طَعَامًا عَلَى أَنْ يُعْطِيَهُ إِيَّاهُ فِي بَلَدٍ آخَرَ فَكَرِهَ ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَقَالَ فَأَيُّ الْحَمْلِ يَعْنِي حُمْلَانَهُ۔
 امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما بن خطاب سے کسی نے کہا جو شخص کسی کو نارج قرض دے اس شرط پر کہ فلاں شہر میں ادا کرنا انہوں نے اس کو مکروہ جانا اور کہا بار برداری کی اجرت کہاں جائے گی۔
فائدہ: یعنی اس قرض میں قرض دینے والے کو منفعت ہے وہ یہ کہ اس کا مال دوسرے شہر میں بغیر مزدوری صرف کیے ہوئے پہنچ جائے گا اور ایسا قرض درست نہیں۔

۱۳۷۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَّغَهُ أَنَّ رَجُلًا اتَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي اسْتَلْفْتُ رَجُلًا سَلَفًا وَاسْتَرْطَطُ عَلَيْهِ أَفْضَلَ مِمَّا اسْتَلَفْتُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَذَلِكَ الرَّبَا قَالَ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ السَّلْفُ عَلَى ثَلَاثَةِ وُجُوهِ سَلَفْتُ تُسَلِّفُهُ تَرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ فَلَكَ وَجْهَ اللَّهِ وَسَلَفْتُ تُسَلِّفُهُ تَرِيدُ بِهِ وَجْهَ صَاحِبِكَ فَلَكَ وَجْهَ صَاحِبِكَ وَسَلَفْتُ تُسَلِّفُهُ لِتَأْخُذَ حَبِيثًا بِطَيْبٍ فَذَلِكَ الرَّبَا قَالَ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ أَرَى أَنْ تَشْتَرِيَ الصَّحِيفَةَ فَإِنْ اسْتَطَاكَ مِثْلَ الَّذِي اسْتَلَفْتَهُ قَبْلَتَهُ وَإِنْ أَعْطَاكَ دُونَ الَّذِي اسْتَلَفْتَهُ فَأَخَذْتَهُ أُجْرَتِ وَإِنْ أَعْطَاكَ أَفْضَلَ مِمَّا اسْتَلَفْتَهُ طَيِّبَةً بِه نَفْسُهُ فَذَلِكَ شُكْرٌ شُكْرُهُ لَكَ وَلَكَ أُجْرٌ مَا أَنْظَرْتَهُ۔

ایک شخص عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا میں نے ایک شخص کو قرض دیا اور عمدہ اس سے ٹھہرایا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ ربا ہے اس نے کہا پھر کیا حکم کرتے ہو؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا قرض تین طور پر ہے ایک خدا کے واسطے اس میں تو خدا کی رضامندی ہے ایک اپنے دوست کی خوشی کے لیے اس میں دوست کی

رضامندی ہے۔ ایک قرض اس واسطے ہے کہ حلال مال دے کر حرام مال لے یہ سود ہے۔ پھر وہ شخص بولا اب مجھ کو کیا حکم کرتے ہو یا ابا عبدالرحمن! انہوں نے کہا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تو دستاویز کو پھاڑ ڈال (یعنی وہ دستاویز جو تو نے مقروض سے لکھوائی ہے) اگر وہ شخص جس کو تو نے قرض دیا ہے جیسا مال تو نے دیا ہے ویسا ہی دے تو لے لے اگر اس سے بُرا دے اور تو لے لے تو تجھے اجر ہوگا اگر وہ اپنی خوشی سے اس سے اچھا دے تو اس نے تیرا شکر یہ ادا کیا اور تو نے جو اتنے دنوں تک اس کو مہلت دی اس کا ثواب تجھے ملا۔

۱۳۷۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ مَنْ أَسْلَفَ سَلْفًا فَلَا يَسْتُرِطُ إِلَّا قَضَاةَهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص کسی کو قرض دے تو سوائے قرض ادا کرنے کے اور کوئی شرط نہ کرائے۔

فائدہ: یعنی مقروض پر صرف قرض کا ادا کرنا لازم ہے اس کی شرط ہو سکتی ہے اور کوئی شرط جس میں قرض دینے والے کا نفع ہو نہیں سکتی۔

۱۳۷۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ مَنْ أَسْلَفَ سَلْفًا فَلَا يَسْتُرِطُ أَفْضَلَ مِنْهُ وَإِنْ كَانَتْ قَبْضَةً مِنْ عَلْفٍ فَهُوَ رَبًّا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص کسی کو قرض دے اس سے زیادہ نہ ٹھہرائے اگرچہ ایک مٹھی گھاس کی ہو۔

فائدہ: یعنی ایک مٹھی گھاس کے برابر بھی فائدہ لینا درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاق ہے کہ جو شخص کوئی جانور جس کا حلیہ اور صفت معلوم ہو کسی کو قرض دے تو کچھ قباحت نہیں اب مقروض وہی ہے جانور ادا کرے مگر لونڈی کو قرض لینا درست نہیں کیونکہ یہ ذریعہ ہے حرام کے حلال کرنے کا لوگ ایک دوسرے کی لونڈی قرض لے آئیں گے پھر جب تک جی چاہے گا اس سے بھانگ آئیں گے بعد اس کے مالک کو پھیر دیں گے یہ تو حلال نہیں ہمیشہ اہل علم اس سے منع کرتے رہے اور کسی کو اس کی اجازت نہ دی۔

فائدہ: اذنیفہ کے نزدیک جانور کا قرض لینا درست نہیں اس لیے کہ جانور میں مماثلت کی رعایت نہیں ہونے کی وجہ سے جو لوگ درست کہتے ہیں ان کی دلیل ابورافع رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اوپر گزری۔

(۱۳۷۳) بیہقی (۳۵۰۱۵) (۱۰۹۳۶) دارقطنی (۴۵۰/۳) (۲۹۶۰)۔

(۱۳۷۴) عبدالرزاق (۱۴۶۵۸) ابن ابی شیبہ (۲۲۷۵۴) (۲۲۷۶۱) بیہقی (۳۵۱۰۳۵) رقم

(۱۰۹۳۸) (۱۰۹۳۲)۔

باب ما يَنْهَى عَنْهُ عَنِ الْمَسَاوِمَةِ وَالْمَبَايَعَةِ جَوْمُولٍ تَوْلٍ يَابِجٍ مَمْنُوعٍ هِيَ اس كَابِيَان
 ۱۳۷۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى
 بَيْعِ بَعْضٍ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ بیچیں بعض تمہارے اوپر
 بعض کے۔

فائدہ: یعنی جب مشتری کسی شخص کا مال لینے پر راضی ہو جائے اب دوسرا شخص اس کو نہ بہکائے کہ میں تجھ کو اس سے
 ستابائع دوں گا بعضوں نے کہا بیع اس جگہ خرید کے معنوں میں ہے یعنی جب ایک شخص کسی سے ایک چیز کا مول تول ٹھہرا
 لے اور بائع اس پر راضی ہو جائے اب دوسرا شخص اس میں دخل نہ دے۔

۱۳۷۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلْقُوا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ وَلَا
 يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَايِدٍ وَلَا تَصْرُوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنْ
 ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخَطَهَا
 رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مت طوبیخاروں سے آگے بڑھ کر
 ان کا مال خریدنے کے واسطے اور نہ بیچنے ایک تم میں کا دوسرے کی بیع پر اور نہ نجش کرو اور نہ بیچنے ہستی والا دیہات
 والے کی طرف سے اور نہ جمع کرو دو دھ اونٹ اور بکری کے تھنوں میں اگر کوئی ایسی اونٹنی یا بکری خریدے پھر دو دھ
 دوہنے کے بعد اس کا حال معلوم ہو تو مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے رکھ لے یا چاہے تو پھیر دے اور دو دھ کے
 بدلے میں ایک صاع کھجور دے۔

فائدہ: یعنی جب بخارے غلہ لے کر آئیں تو شہر سے باہر جا کر ان سے خرید لینا منع ہے اس کی کراہت کی دو صورتیں
 ہیں ایک یہ کہ شہر میں خط ہے اور یہ شخص قافلے میں جا کر ملتا اور ان سے سب غلہ خرید لیا اور شہر میں لا کر خاطر خواہ بیچا اور اگر یہ

(۱۳۷۵) بخاری (۲۱۶۵) کتاب البیوع: باب النهی عن تلقی الرکبان وأن بیعه مردود مسلم
 (۱۴۱۲) أبو داود (۳۴۳۶) ترمذی (۱۲۹۲) نسائی (۴۵۰۳) ابن ماجہ (۲۱۷۱) أحمد
 (۷۱۲) رقم (۴۵۳۱)۔

(۱۳۷۶) بخاری (۲۱۵۰) کتاب البیوع: باب النهی للبائع أن لا یحفل الابل والبقر والغنم مسلم
 (۱۵۱۵) أبو داود (۳۴۴۳) ترمذی (۱۲۵۱) نسائی (۴۴۹۶) ابن ماجہ (۲۱۳۹) أحمد.
 (۶۶۵/۲) رقم (۱۰۰۰۵)۔

شخص نہ جاتا اور قافلہ بخاروں کا شہر میں آتا تو اہل شہر کو فائدہ ہوتا۔ دوسرے یہ کہ شہر میں قطف اور تنگی نہ ہو مگر یہ قافلے والوں کو نرخ شہر کا معلوم نہ ہو اور یہ شخص اُن سے سستا خرید لے فریب دے کر۔

فائدہ: نجش کہتے ہیں مال کی قیمت زیادہ کہہ دینے کو اس غرض سے کہ دوسرا شخص اس کی خرید میں رغبت کرے اور اپنے کو خریدنا منظور نہ ہو۔

فائدہ: یعنی باہر کا شخص غلہ لائے اور شہری دلال اس سے کہے تو جلدی نہ کر میں تجھ کو گراں بیچ دوں گا۔ بعضوں نے اس کے معنی کیے ہیں کہ شہر کے بیٹے بقال شہر کے لوگوں کے ہاتھ نہ بیچیں بلکہ جو باہر سے لوگ آتے ہیں اُن کے ہاتھ بیچیں تاکہ دام زیادہ ملیں۔

فائدہ: یعنی جب بکری یا گائے یا اونٹنی کو بیچنا چاہے تو دو تین روز تک اس کا دودھ نہ دو ہے اس غرض سے کہ دودھ بہت بھر جائے تو مشتری دھوکا کھا کر مہنگے داموں خرید لے۔

فائدہ: (نہ جمع کرو دودھ اونٹ اور بکری کے تھنوں میں اگر کوئی.....) شافعی اور لیث اور اسحاق اور احمد اور ابو ثور اور جہور اہل حدیث کا عمل اسی پر ہے۔ ابن قاسم نے مالک سے پوچھا کہ تم اس حدیث پر عمل کرتے ہو انہوں نے کہا ہاں حدیث کے مقابلے میں کوئی رائے دے سکتا ہے۔ مگر ابو حنیفہ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور اس کو مخالف قیاس کے قرار دیا۔ زر قانی نے کہا کہ ابو حنیفہ نے جو باتیں اس مقام پر کی ہیں مجرد دعویٰ ہیں اُن کی کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ مخالف ہے ان کے اصول کے کیونکہ حدیث مقدم ہے قیاس پر اُن کے نزدیک۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ بیچتے تم میں کا دوسرے کی بیع پر اس سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص دوسرے کے مول پر مول نہ کرے جب بائع پہلے مول پر راضی ہو چکا ہو اور اپنی چیز تو لے لگا ہو اور عیب سے اپنے تئیں بڑی کرنے لگا ہو یا اور کوئی کام ایسا کرے جس سے معلوم ہو کہ بائع پہلے مول پر راضی ہو چکا ہے اور جو بائع سے پہلے مول پر راضی نہ ہو بلکہ وہ مال اسی طرح بیچنے کے واسطے رکھا ہو تو ہر ایک کو اس کا مول کرنا درست ہے اور اگر ایک شخص کے مول کرتے ہی اور لوگوں کو مول کرنا منع ہو جائے تو اس میں بیچنے والے کا نقصان ہے۔

۱۳۷۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّحْشِ قَالَ مَالِكٌ وَالنَّحْشُ أَنْ تُعْطِيَهُ بِسَلْعَتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثَمَنِهَا وَلَيْسَ فِي نَفْسِكَ اشْتِرَاؤُهَا فَيَقْتَدِي بِكَ غَيْرُكَ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا نجش سے اور نجش یہ ہے کہ مال کی قیمت اس کی حیثیت سے زیادہ دینے لگے۔ لینے کی نیت سے نہیں بلکہ اس غرض سے کہ دوسرا شخص دھوکا کھا کر اس قیمت کو لے لے۔

(۱۳۷۷) بخاری (۲۱۴۲) کتاب البیوع: باب النحش ومن قال لا يجوز ذلك البيع مسلم (۱۵۶۱)

سنن (۴۵۰۵) ابن ماجہ (۲۱۷۳) أحمد (۳۰۷/۲) رقم (۵۸۷۰) دارمی (۲۵۶۷)۔

بیع کے مختلف مسائل کا بیان

باب جامع البیوع

۱۳۷۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخَدَعُ فِي الْبَيْعِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعُ يَقُولُ لَا خِلَابَةَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ مجھ کو لوگ فریب دیتے ہیں خرید و فروخت میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو خرید و فروخت کیا کرے تو کہہ دیا کہ فریب نہیں ہے وہ شخص جب معاملہ کرتا تو یہی کہا کرتا کہ فریب نہیں ہے۔

فائدہ: دارقطنی اور بیہقی کی روایت میں اتنا اور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو کسی شے کو خریدے تو تجھے تین دن تک اختیار ہے اگر چاہے تو رکھ لے اور چاہے تو پھیر دے۔ پھر وہ شخص زندہ رہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک اس وقت اس کی عمر ایک سو اسی (۱۸۰) برس کی تھی جب وہ کوئی شے خریدتا تو لوگ کہتے تم مھلگے گئے بعد اس کے کوئی صحابی گواہی دے دیتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تین دن کا اختیار دیا ہے اس وقت بائع ان کے دام واپس کر دیتا۔ بعضوں کے نزدیک یہ اختیار خاص تھا اس شخص کے واسطے اور کسی شخص کو جب تک اختیار کی شرط نہ کرے اختیار نہ ہوگا اور بعضوں کے نزدیک جب عین فاحش ہو تو ہر ایک کو اختیار ہے۔ اس شخص کے نام میں اختلاف ہے بعض حبان بن منقذ کہتے ہیں۔ ابن الجارود اور حاکم کی روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے بعض ابو منقذ بن عمرو کہتے ہیں۔ ابن ماجہ اور تاریخ بخاری وغیرہ سے یہ مفہوم ہوتا ہے مگر اکثر روایات میں حبان بن منقذ کا نام مذکور ہے۔

۱۳۷۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ أَحَبُّ اللَّهِ عَبْدًا سَمَحًا إِنْ بَاعَ سَمَحًا إِنْ ابْتَاعَ سَمَحًا إِنْ قَضَى سَمَحًا إِنْ اقْتَضَى۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ محمد بن منکدر کہتے تھے اللہ اس بندے کو چاہتا ہے جو بیچے وقت نرمی کرتا ہے اور خریدتے وقت بھی نرمی کرتا ہے قرض ادا کرتے وقت بھی نرمی کرتا ہے اور قرض وصول کرتے وقت بھی۔

فائدہ: یعنی ہر معاملے میں نرمی اور سہولت اور محبت اور ملامت سے کام لے کر تہا ہے ذرا سے نفع یا نقصان کے لیے ٹھامیں

(۱۳۷۸) بخاری (۲۱۱۷) کتاب البیوع: باب ما یکرہ من الخداع فی البیع، مسلم (۱۰۳۳) أبو داود

(۳۰۰) نسائی (۴۴۸۴) أحمد (۴۴۱۲) رقم (۵۰۳۶)۔

(۱۳۷۹) بخاری (۲۰۷۶) کتاب البیوع: باب السهولة والسماحة فی الشراء والبیع، ترمذی (۱۳۲۰)

ابن ماجہ (۲۲۰۳) أحمد (۳۴۰۱۳) رقم (۴۷۱۳)۔

ٹھائیں نہیں کرتا۔

۱۳۸۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَقُولُ إِذَا جِئْتَ أَرْضًا يُوقُونَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ فَاطْلُ الْمَقَامَ بِهَا وَإِذَا جِئْتَ أَرْضًا يُنْقِضُونَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ فَاقْلِلْ الْمَقَامَ بِهَا۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے جب تو ایسے ملک میں آئے جہاں کے لوگ پورا پورا ناپتے اور تولتے ہوں تو وہاں زیادہ رہو اور جب ایسے ملک میں آئے جہاں کے لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہوں تو وہاں کم رہو۔
فائدہ: کیونکہ جس ملک میں لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں وہاں عذاب اترنے کا خوف ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم جب بھی تباہ ہوں گے کہ ہم نیک بخت لوگ ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب برائی بہت ہو۔ ابن عبدالبر نے استذکار میں کہا جس ملک میں بری باتیں پھیلی ہوں اور منع کرنے کی قدرت نہ ہو وہاں نہ رہنا چاہیے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ کوئی شخص اونٹ یا بکریاں یا کپڑا یا غلام اونٹنی بے گنے جھنڈ کے جھنڈ خریدے اچھا نہیں جو چیزیں گنتی سے کتنی ہیں ان کو گن لینا بہتر ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک چیز اپنی کسی کو دے اس شرط پر کہ اگر تو اس کو اتنے دامنوں پر بیچ دے گا تو میں تجھ کو ایک دینار دوں گا اگر نہ بیچے گا تو کچھ نہ ملے گا اس میں کچھ قباحت نہیں۔ کہا مالک نے اس کی نظیر یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہے اگر تو میرے بھاگے ہوئے غلام کو یا بھاگے ہوئے اونٹ کو پھڑلائے گا تو میں اس قدر دوں گا یہ ایک مزدور کی قسم سے ہے اجارہ نہیں اُراجارہ ہوتا تو درست نہ ہوتا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی چیز کسی کو اس شرط پر دے کہ جتنے دینار کو بیچے گا کافی دینار اس قدر دوں یہ درست نہیں کیونکہ اس میں اجرت معین نہیں معلوم نہیں کہ کتنے دینار کو بکتی ہے۔

۱۳۸۱۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ ثُمَّ يَكْرِيهَا بِأَكْثَرِ مِمَّا تَكَارَاهَا بِهِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ۔

ابن شہاب سے سوال ہوا کوئی شخص ایک جانور کو لے پھر دوسرے شخص کو اس سے زیادہ پر کرے کہ یہ کو دے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں۔



کتاب القراض

کتاب قراض کے بیان میں

فائدہ: قراض اور مضاربت ایک چیز ہے یعنی ایک مال ہو اور دوسرے کی محنت اور نفع میں دونوں شریک ہوں۔

باب ما جاء في القراض

قراض کا بیان

۱۳۸۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبِيدُ اللَّهِ ابْنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي حَيْشٍ إِلَى الْعِرَاقِ فَلَمَّا قَفَلَا مَرَّ عَلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَهُوَ أَمِيرُ الْبَصْرَةِ فَرَحَّبَ بِهِمَا وَسَهَّلَ ثُمَّ قَالَ لَوْ أَقْدِرُ لَكُمَا عَلَى أَمْرٍ أَنْفَعُكُمْ بِهِ لَفَعَلْتُ ثُمَّ قَالَ بَلَى هَاهُنَا مَالٌ مِنْ مَالِ اللَّهِ أُرِيدُ أَنْ أْبْعَثَ بِهِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَاسْلِفُكُمْ مَا هُوَ مَتَاعًا مِنْ مَتَاعِ الْعِرَاقِ ثُمَّ تَبِعَانِهِ بِالْمَدِينَةِ فَتَوَدَّيَانِ رَأْسَ الْمَالِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَيَكُونُ الرَّبِيعُ لَكُمَا فَقَالَا وَدَدْنَا ذَلِكَ فَفَعَلَ وَكَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُمَا الْمَالَ فَلَمَّا قَدِمَا بَاعَا فَأَرْبَحَا فَلَمَّا دَفَعَا ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ قَالَ أَكُلُ الْحَيْشِ أَسْلَفَهُ بِمِثْلِ مَا أَسْلَفْتُكُمْ قَالَا لَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ابْنَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَاسْلَفُكُمْ أَدْيَا الْمَالَ وَرَبِحَهُ فَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ فَسَكَتَ وَأَمَّا عَبِيدُ اللَّهِ فَقَالَ مَا يَنْبَغِي لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا لَوْ نَقَصَ هَذَا الْمَالَ أَوْ هَلَكَ لَضَمِنَاهُ فَقَالَ عُمَرُ أَدْيَاهُ فَسَكَتَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَاجَعَهُ عَبِيدُ اللَّهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِ عُمَرَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ جَعَلْتَهُ قَرِاضًا فَقَالَ عُمَرُ قَدْ جَعَلْتَهُ قَرِاضًا فَأَخَذَ عُمَرُ رَأْسَ الْمَالِ وَنَصَفَ رِبْحِهِ وَأَخَذَ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبِيدُ اللَّهِ ابْنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ نِصْفَ رِبْحِ الْمَالِ -

حضرت زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عبد اللہ اور عبید اللہ بیٹے حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے خطاب کے ایک لشکر کے ساتھ نکلے جہاد کے واسطے عراق کی طرف جب لوٹے تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جو حاکم تھے بصرے کے۔ انہوں نے کہا مرحبا و سہلا پھر کہا کاش میں تم کو کچھ نفع پہنچا سکتا تو پہنچاتا میرے پاس کچھ روپیہ ہے اللہ کا جس کو میں بھیجنا چاہتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تو میں وہ روپے تم کو قرض دے دیتا ہوں اس کا

اسباب خرید لو عراق سے پھر مدینہ میں اس مال کو بیچ کر اصل روپیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دینا اور نفع تم لے لینا انہوں نے کہا ہم بھی یہ چاہتے ہیں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ ان دونوں سے اصل روپیہ وصول کر لیجئے گا۔ جب دونوں مدینہ کو آئے انہوں نے مال بیچا اور نفع حاصل کیا پھر اصل مال لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ابو موسیٰ نے لشکر کے سب لوگوں کو اتنا اتنا روپیہ قرض دیا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تم کو امیر المؤمنین کا بیٹا سمجھ کر یہ روپیہ دیا ہوگا اصل روپیہ اور نفع دونوں دے دو۔ عبد اللہ تو چپ ہو رہے اور عبد اللہ نے کہا اے امیر المؤمنین! تم کو ایسا نہیں کرنا چاہیے اگر مال تلف ہوتا یا نقصان ہوتا تو ہم ضمان دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں دے دو عبد اللہ چپ ہو رہے عبد اللہ نے پھر جواب دیا اتنے میں ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مصاحبوں میں سے (عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) بولا اے امیر المؤمنین تم اس کو مضاربت کر دو تو بہتر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کیا پھر حضرت نے اصل مال اور نصف نفع لیا اور عبد اللہ اور عبد اللہ نے آدھا نفع لیا۔

۱۳۸۳۔ عَنْ يَعْقُوبَ الْمَدَنِيِّ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَعْطَاهُ مَا لَا قِرَاضًا يَعْمَلُ فِيهِ عَلَى الرَّيْحِ بَيْنَهُمَا۔
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے یعقوب کو مال دیا مضاربت کے طور پر تاکہ یعقوب محنت کریں اور نفع میں شریک ہوں۔

باب ما يجوز من القراض جس طرح مضاربت درست ہے اس کا بیان

مسئلہ: امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مضاربت اس طور پر درست ہے کہ آدمی ایک شخص سے روپیہ لے اس شرط پر کہ محنت کرے گا لیکن اگر نقصان ہو تو اس پر ضمان نہ ہوگا اور مضاربت کا خرچ سفر کی حالت میں کھانے پینے سواری کا دستور کے موافق اسی مال میں سے دیا جائے گا نہ کہ اقامت کی حالت میں۔

مسئلہ: امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مضارب رب المال کی مدد کرے یا رب المال مضارب کی دستور کے موافق بغیر شرط کے تو درست ہے۔

مسئلہ: امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر رب المال ایک غیر شخص اور ایک اپنے غلام کو مال دے مضاربت کے طور پر اس شرط سے کہ دونوں محنت کریں تو درست ہے اور غلام کے حصہ کا نفع غلام کے پاس رہے گا مگر جب مولیٰ اس سے لے لے تو مولیٰ کا ہو جائے گا۔

باب ما لا يجوز من القراض جس طور سے مضاربت درست نہیں اس کا بیان

مسئلہ: امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص کا قرض دوسرے پر آتا ہو پھر قرض دار یہ کہے قرض خواہ سے تو اپنا روپیہ

مضاربت کے طور پر رہنے دے میرے پاس تو یہ درست نہیں بلکہ قرض خواہ کو چاہیے کہ اپنا روپیہ وصول کر لے پھر اختیار ہے خواہ مضاربت کے طور پر دے یا اپنے پاس رکھ چھوڑے کیونکہ قبل روپیہ وصول کرنے کے اس کو مضاربت کر دینے میں ربا کا شبہ ہے گویا قرض دار نے مہلت لے کر قرض میں زیادتی کی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے کو روپیہ دیا مضاربت کے طور پر پھر اس میں سے کچھ روپیہ تلف ہو گیا قبل تجارت شروع کرنے کے پھر مضارب نے جس قدر روپیہ بچا تھا اس میں تجارت کر کے نفع کمایا اب مضارب یہ چاہے کہ اس المال اسی کو قرار دے جو بیچ رہا تھا بعد نقصان کے اور جس قدر اس سے زیادہ ہو اس کو نفع سمجھ کر آدھوں آدھا بانٹ لے تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ راس المال کی تکمیل کر کے جو کچھ بچے گا اس کو شرط کے موافق تقسیم کر لیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مضاربت درست نہیں مگر چاندی اور سونے میں اور اسباب وغیرہ میں درست نہیں لیکن قرض اور بیوع میں اگر فساد قلیل ہو اور فسخ اُن کا دشوار ہو تو جائز ہو جائیں گے برخلاف ربا کے کہ وہ قلیل و کثیر حرام ہے کسی طرح جائز نہیں کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اگر تم توبہ کرو ربا سے تو تم کو اصل مال ملے گا نہ ظلم کرو نہ ظلم کیے جاؤ۔

باب ما يجوز من الشرط في القراض مضاربت میں جو شرط ہے اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو اپنا مال مضاربت کے طور پر دے اور یہ شرط لگائے کہ فلاں فلاں قسم کا اسباب نہ خریدنا تو اس میں کچھ قباحت نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر یہ شرط لگائے کہ فلاں ہی قسم کا مال خریدنا تو مکروہ ہے (کیونکہ شاید اس قسم کا اسباب نہ ملے) مگر جب وہ اسباب کثرت سے ہر فصل میں بازار میں رہتا ہو تو کچھ قباحت نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر رب المال مضاربت میں کچھ خاص نفع اپنے لیے مقرر کرے اگرچہ ایک درہم ہو تو درست نہیں (شائد اس سے زیادہ نفع نہ ہو) البتہ یہ درست ہے کہ مضارب کے واسطے آدھا یا تہائی یا پادوا نفع ٹھہرائے اور باقی اپنے لیے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر حصہ سے زیادہ ایک درہم بھی ٹھہرائے گا تو مضاربت درست نہ ہوگی۔

باب ما لا يجوز من الشرط في القراض جو شرط مضاربت میں درست نہیں اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ رب المال کو یہ درست نہیں کہ نفع میں سے کچھ خاص اپنے لیے نکال لے نہ مضارب کو درست ہے اور مضارب کے ساتھ یہ درست نہیں کہ کسی بیع یا کرائے یا قرض یا اور کوئی احسان کی شرط ہو البتہ یہ درست ہے کہ با شرط ایک دوسرے کی مدد کرے موافق دستور کے اور یہ درست نہیں کہ کوئی اُن میں سے دوسرے پر زیادتی کی شرط کر لے خواہ وہ زیادتی سو نے یا چاندی یا طعام اور کسی قسم سے ہو اگر مضاربت میں ایسی شرطیں ہوں تو وہ اجارہ ہو جائے گا پھر با و درست نہیں مگر معین معلوم اجرت کے بدلے میں اور مضارب کو درست نہیں کہ کسی کے احسان کا بدلہ مضاربت میں

سے ادا کرے نہ یہ درست ہے کہ مضاربت کے مال کو تولیہ کے طور پر دے یا آپ لے۔ اگر مال میں نفع ہو تو دونوں نفع کو بانٹ لیں گے اپنی شرط کے موافق اگر نفع نہ ہو یا نقصان ہو تو مضارب پر ضمان نہ ہوگا نہ اپنے خرچ کا نہ نقصان کا بلکہ مالک کا ہوگا۔ اور مضاربت درست ہے جب رب المال اور مضارب راضی ہو جائیں نفع کے تقسیم کرنے پر آدھوں آدھ یا دو تہائی رب المال کا اور ایک تہائی مضارب کا یا تین ربح رب المال کے ایک ربح مضارب کا یا اس سے کم زیادہ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مضارب اگر یہ شرط کرے کہ اتنے برس تک اس المال مجھ سے واپس نہ لیا جائے یا رب المال یہ شرط کرے کہ اتنے برس تک مضارب اس المال نہ دے تو یہ درست نہیں کیونکہ مضاربت میں میعاد نہیں ہو سکتی جب رب المال اپنا روپیہ مضارب کے حوالے کرے اور مضارب کو اس میں تجارت کرنا اچھا معلوم نہ ہو اگر وہ روپیہ بھتہ اسی طرح موجود ہے تو رب المال اپنا روپیہ لے لے اگر مضارب ان روپوں کے بدلے میں کوئی اسباب خرید کر چکا تو رب المال اس اسباب کو نہیں لے سکتا نہ مضارب دے سکتا ہے جب تک اس اسباب کو بیچ کر نقد روپیہ نہ کرے۔

فائدہ: شافعی اور احمد کا بھی یہی قول ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ رب المال مضارب سے یہ شرط کر لے کہ زکوٰۃ اپنے نفع کے حصہ میں سے دینا تو درست نہیں نہ رب المال کو یہ شرط لگانا درست ہے کہ مضارب خواہ مخواہ فلا نے ہی شخص سے اسباب خریدے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر رب المال مضارب پر ضمان کی شرط کر لے تو درست نہیں اس صورت میں اگر نفع ہو تو مضارب کو شرط سے زیادہ اس وجہ سے کہ اس نے نقصان کا تاوان لیا تھا نہ ملے گا اگر مال تلف ہو یا اس میں نقصان ہو تو مضارب پر تاوان نہ ہوگا گو اس نے تاوان کی شرط لگائی ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر رب المال نے مضارب سے یہ شرط لگائی کہ اس المال کے بدلے میں کھجور کے درخت یا جانور خرید کر کرنا پھر اس کے پھل اور بچے کو بیچا کر ناگر جانوروں کو اور درختوں کو نہ بیچنا تو یہ درست نہیں نہ یہ مضاربت کا طریقہ ہے البتہ اگر ان درختوں یا جانوروں کو خرید کر بیچ ڈالے جیسے اور اسباب بیچتا ہے تو درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب رب المال سے یہ شرط کر لے کہ اس المال میں سے ایک غلام خرید لوں گا جو میری اعانت کرے گا تو درست ہے۔

باب القراض فی العروض اسباب میں مضاربت کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مضاربت نہیں درست ہے مگر سونے چاندی میں اور اسباب میں درست نہیں کیونکہ اسباب میں مضاربت دو طرح پر ہوگی ایک یہ کہ رب المال مضارب کو اسباب دے اور کہے اس کو بیچ کر اس کے داموں میں مضاربت کر یہ درست نہیں کیونکہ اس میں رب المال کا ایک خاص فائدہ ہوا وہ یہ کہ اس کا اسباب بغیر وقت کے بک گیا دوسری شکل یہ ہے کہ رب المال مضارب کو اسباب میں دے کر یہ کہے اس اسباب کے بدلے میں اور اسباب خرید کر کے تجارت کر جب معاملہ ختم کرنا منظور ہو تو جیسا اسباب میں نے دیا ہے ویسا ہی اسباب خرید کر کے دینا جو بیچ رہے وہ ہم تم

بانٹ لیں گے یہ بھی درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے شاید جس وقت یہ اسباب رب المال نے مضارب کو دیا ہے گراں ہو پھر جس وقت ارزاں ہو پھر معاملہ ختم ہوتے وقت گراں ہو جائے تو مضارب کا اصل اور نفع سب اس کی خرید میں صرف ہو جائے اور مضارب کی کوشش اور محنت برباد ہو جائے اس پر بھی اگر کوئی اس طرح مضاربت کرے تو پہلے مضارب کو اس اسباب کے بیچنے کے دستور کے موافق اجرت دلا کر جس روز سے اس المال نقد ہوا ہے مضاربت قائم کریں گے پھر معاملہ ختم ہوتے وقت بھی اس قدر نقد کو اس المال سمجھیں۔

باب الكراء فى القراض مضاربت کے مال میں کرایہ کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب اسباب خرید کر کے ایک شہر میں لے گیا وہاں نہ بکا اور نقصان سمجھ کر دوسرے شہر کو لے گیا وہاں پر نقصان سے بکا اور اس المال سب کرایہ پر صرف ہو گیا بلکہ اور کچھ کرایہ باقی رہ گیا تو مضارب اس کو اپنی ذات سے ادا کرے رب المال سے نہیں لے سکتا۔

باب التعدى فى القراض مضاربت میں قصور کرنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر اصل مال یا نفع میں سے لونڈی خرید کر اس سے دہلی کی اور وہ حاملہ ہو گئی اب مال میں نقصان ہوا تو مضارب کے ذاتی مال میں سے اس لونڈی کی قیمت لے کر نقصان کو پورا کریں گے جو کچھ بچ رہے گا وہ شرط کے موافق مضارب اور رب المال کا ہوگا اگر اس سے بھی نقصان پورا نہ ہو تو لونڈی کو بیچ کر نقصان پورا کریں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے یہ تصور کیا کہ اسباب خریدنے میں اپنی طرف سے خواہ مخواہ اس کی قیمت بڑھادی تو رب المال کو اختیار ہے چاہے اس اسباب کو رہنے دے اور جس قدر مضارب نے اس المال سے زیادہ دیا ہے وہ ادا کر دے چاہے مضارب کا شریک ہو جائے اس مال میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے مال مضاربت کسی اور کو مضاربت کے طور پر دیا بغیر رب المال کے پوچھے ہوئے وہ مال کا ضامن ہو جائے گا اگر اس میں نقصان ہو تو مضارب اپنی ذات سے ادا کرے گا اگر نفع ہو تو رب المال اپنا اس المال اور نفع شرط کے موافق لے لے گا بعد اس کے جو بچ رہے گا اس میں مضارب اور مضارب کا مضارب شریک ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے مال مضاربت میں سلف کر کے اپنے لیے کوئی اسباب خریدا تو رب المال کو اختیار ہے خواہ اس مال میں شریک ہو جائے یا اس مال کو چھوڑ دے اور اپنا اس المال مضارب سے پھیر لے اسی طرح جو مضارب قصور کرے تو رب المال کو اپنا مال پھیر لینے کا اختیار ہے۔

باب ما يجوز من النفقة في مضارب مال مضاربت میں سے کتنا خرچ کر سکتا ہے القراض

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مال مضاربت بہت ہو خرچہ اٹھا سکتا ہو تو مضارب کو درست ہے کہ سفر کی حالت میں اپنا کھانا کپڑا موافق دستور کے اسی مال میں سے کرے یا کسی شخص کو محنت مزدوری کے لیے نوکر رکھے جب اکیلے اس سے محنت نہ ہو سکتی ہو اور بعض کام ایسے ہیں جن کو مضارب خود نہیں کر سکتا جیسے قرض داروں سے تقاضا کرنا اسباب کی بوندھا بوندھی اور اس کو اٹھا کر لے چلنا البتہ جب تک مضارب اپنے شہر میں رہے تو مضارب کے مال میں سے کھانا کپڑا نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر مضارب سفر میں اپنا ذاتی مال بھی لے کر گیا تو سفر کا خرچہ حصہ رسد دونوں مال پر ڈالے۔

باب ما لا يجوز من النفقة في مضارب کو مال مضاربت میں کون سا خرچ کرنا جائز نہیں القراض

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مضارب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مضاربت کے مال میں سے کچھ بہہ کرے یا کسی فقیر کو دے یا کسی احسان کا بدلہ ادا کرے اگر اور لوگ بھی اپنا کھانا لے کر آئے تو مضارب بھی اپنا کھانا لاکر ان میں شریک ہو سکتا ہے جب کہ دیدہ و دانستہ ضرورت سے زیادہ نہ ملائے اگر ایسا کرے گا تو رب المال سے اجازت لینا ضروری ہے اگر رب المال نے اجازت نہ دی تو جس قدر زیادہ اس نے صرف کیا ہے اس کو بجز کر دے۔

باب الدين في القراض مضارب قرض پر مال بیچے تو کیا حکم ہے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے مال مضاربت کے بدلے میں ایک اسباب خرید یا بجز اس اسباب کو قرض بیچا نفع پر ابھی قرض وصول نہیں ہوا تھا کہ مضارب مر گیا تو مضارب کے وارثوں کو اختیار ہوگا چاہے اس قرض کو وصول کر کے مضارب کے قائم مقام ہو جائیں چاہے اس قرض کا مقابلہ رب المال سے کروا کر آپ الگ ہو جائیں اس صورت میں ان کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر وارثوں نے تقاضا کر کے اس قرض کو وصول کیا تو اپنا نفع اور خرچ مضارب کی مانند اس میں سے لیں گے یہ جب ہے کہ وارث معتبر ہوں اگر ان کا اعتبار نہ ہو تو ایک معتبر شخص کو مقرر کر کے قرضہ اور نفع وصول کروادیں جب وصول ہو جائے تو وہ مضارب کے مثل ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر رب المال نے مضارب سے یہ شرط کر لی کہ قرض نہ بیچنا اگر قرض بیچے گا تو تم بیچنے والے پر مضارب کے قرض بیچا تو وہ ضامن ہے۔

مضاربت میں بضاعت کا بیان

باب البضاعة في القراض

فائدہ: بضاعت میں ایک کا روپیہ ہوتا ہے ایک کی محنت مگر محنت کرنے والا نفع میں شریک نہیں ہوتا صرف اس کو محنت کی اجرت ملتی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے رب المال سے قرض لیا یا رب المال نے مضارب کو کچھ مال بضاعت کے طور پر دیا کہ اس کو بیچ لائے یا کچھ روپیہ دیا کہ اس کا مال خرید کر لائے اور یہ معاملے صرف محبت کی وجہ سے ہوں یا خفیف ہونے کے سبب سے مضاربت کے معاملے کو اس میں کچھ خلل نہ ہو یعنی اگر مضاربت کا معاملہ نہ ہوتا جب بھی یہ کام ایک دوسرے کا کر دینا تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں اہل علم اس سے منع کرتے ہیں۔

مضاربت میں قرض کا بیان

باب السلف في القراض

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص کا قرض دوسرے پر آتا ہو قرض خواہ مقروض سے کہے تو میرا روپیہ اپنے پاس رہنے دے۔ مضاربت کے طور پر تو یہ درست نہیں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ قرض خواہ اپنا قرض وصول کر کے پھر چاہے تو مضاربت کے طور پر دے یا نہ دے۔ کہا مالکؒ نے اگر مضارب رب المال سے یہ کہے میرے پاس سب روپیہ مضاربت کا جمع ہے مگر تو اس روپیہ کو مجھے قرض دے دے تو یہ درست نہیں بلکہ مالک کو چاہیے کہ روپیہ اپنالے کر پھر چاہے قرض دے۔

مضاربت میں حساب کا بیان

باب المحاسبة في القراض

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر رب المال کی غیر حاضری میں یہ چاہے کہ نفع میں سے اپنا حصہ لے لے تو درست نہیں جب تک کہ رب المال موجود نہ ہو اگر لے لے گا تو وہ اس کا ضامن رہے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مضارب اور رب المال کو درست نہیں کہ نفع کا حساب لگائیں اور مال موجود نہ ہو بلکہ مال ہونے والا ہے یہ پندرہ رب المال چار اس المال لے لے پھر نفع کو شرط کے موافق تقسیم کر لیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے کوئی اسباب خریدے اور مضارب کے قرض خواہوں نے اس کو بیچ کر کہا کہ اس مال کو بیچ کر جتنا نفع میں تیرا ہے وہ ہم لے لیں گے اور رب المال وہاں موجود نہیں تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ رب المال جب موجود ہو تو وہ اپنا اس المال لے کر پھر نفع کو تقسیم کر دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر اس المال جدا کر کے نفع کو خواہوں نے سامنے تقسیم کیا تو یہ درست نہیں اگر کچھ لے بھی لے تو پھر دے جب رب المال آئے تو وہ اپنا اس المال لے کر باقی تقسیم کر دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر رب المال کے نفع کا حصہ لے کر آیا،

کہا کہ یہ تیرا حصہ ہے نفع کا اور میں نے بھی اسی قدر لے لیا اور اس المال تیرا میرے پاس موجود ہے تو یہ درست نہیں بلکہ کل مال اور اصل اور نفع مالک کے سامنے لے کر آئے پھر اس کو اختیار ہے کہ اپنا اس المال لے کر رکھ چھوڑے یا پھر مضارب کے حوالے کر لے۔

باب جامع ما جاء في القراض مضاربت کے مختلف مسائل کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے اسباب خرید اور رب المال نے کہا اس کو بیچ ڈال مضارب نے کہا ابھی اس کا بیچنا مناسب نہیں ہے تو اور تجارت پیشہ سے جو اس امر میں مہارت رکھتے ہوں پوچھیں گے اگر وہ بیچنے کی رائے دیں گے تو بیچ کر ڈالیں گے ورنہ انتظار کریں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے مال مضاربت میں تجارت شروع کی پھر رب المال نے اپنا مال مانگا اس نے کہا میرے پاس پورا مال موجود ہے جب وہ لینے گیا تو مضارب نے کہا کچھ مال میرے پاس تلف ہو گیا پہلے میں نے اس واسطے کہہ دیا تھا کہ تو اپنے مال کو میرے پاس رہنے دے تو مضارب کے اس قول کا اعتبار نہ ہوگا مگر جب وہ دلیل قائم کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اسی طرح اگر مضارب بولا میں نے اتنا نفع کمایا ہے جب مالک نے مال اور نفع طلب کیا تو کہنے لگا نفع نہیں ہوا اس کی بات کا اعتبار نہ ہوگا جب تک دلیل نہ لائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے نفع کمایا پھر رب المال کہنے لگا کہ دو حصے نفع کے میرے لیے ٹھہرے تھے اور ایک حصہ تیرے لیے اور مضارب نے کہا میرے لیے دو حصے ٹھہرے تھے اور ایک حصہ تیرے لیے تو مضارب کا قول قسم سے قبول ہوگا مگر جب دستور کے خلاف ہو تو راجح کے موافق حکم ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زید نے عمرو کو سودینا مضاربت کے طور پر دیئے عمرو نے اس کے عوض میں اسباب خریدے جب بائع کو دینے لگا تو معلوم ہوا وہ سودینا چوری ہو گئے اب رب المال کہتا ہے تو اس مال کو بیچ اگر اس میں نفع ہوا تو میرا ہے اور جو نقصان و تہہ پر ہے کیونکہ تو نے میرا مال تلف کیا۔ مضارب کہتا ہے تو اپنے پاس سے اس اسباب کی قیمت دے کیونکہ میں نے اس کو تیرے مال کے بدلے میں خریدا ہے تو مضارب کو حکم ہوگا اس اسباب کی قیمت بائع کو ادا کرے اور رب المال سے کہا جائے گا اگر تیرا بی چاہے تو سودینا مضارب کو بیچ دے دے تاکہ مضاربت بحال رہے نہیں تو اس اسباب سے تجھ کو کچھ تعلق نہ ہوگا اگر رب المال نے سودینا پھر دے دیئے تو مضارب بت اپنے حال پر قائم رہے گی ورنہ وہ اسباب مضارب کا ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب رب المال اور مضارب الگ ہو جائیں (یعنی معاملہ مضاربت ختم ہو جائے) لیکن مضارب کے پاس مال مضاربت میں سے کوئی پستی پرانی مشک یا پینا پرانا کپڑا وغیرہ رہ جائے اگر وہ شے کم قیمت حقیر ہے تو مضارب ہی کی ہو جائے گی اس کے پھیرنے کا حکم نہ ہوگا اگر وہ شے قیمت دار ہو جیسے کوئی جانور یا اونٹ یا عمدہ کپڑا لیکن کا تو

یہ کچھ پیرا ضروری ہے کہ جب اس المال سے معاف کر لے۔

کتاب المساقاة

کتاب مساقاة کے بیان میں

مساقاة اس کو کہتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے درختوں کو دوسرے کے حوالے کرے تاکہ وہ ان کو پرورش کرے جب پھل نکلیں تو اس کو بھی ایک حصہ اس میں سے ملے سب ائمہ اس کے جواز کے قائل ہیں مگر ابوحنیفہؒ نے ناجائز رکھا ہے۔

باب ما جاء في المساقاة مساقات کا بیان

۱۳۸۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَهُودِ خَيْبَرَ يَوْمَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ أَقْرَبُكُمْ فِيهَا مَا أَقْرَبُكُمْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى أَنْ الثَّمَرُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ ثُمَّ يَقُولُ إِنْ شِئْتُمْ فَلَكُمْ وَإِنْ شِئْتُمْ فَلِي فَكَانُوا يَأْخُذُونَهُ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیبر کے یہودیوں سے جس دن خیبر فتح ہوا جو تم کو اللہ نے دیا ہے اس پر میں تمہیں برقرار رکھوں گا اس شرط سے کہ جتنے پھل یہاں پیدا ہوتے ہیں وہ ہم میں تم میں مشترک ہوں تو رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن رواحہ کو بھیجتے تھے وہ درختوں کو دیکھ کر ان کے پھلوں کا اندازہ کرتے تھے اگر تم چاہو تو تم ان پھلوں کو لے لو اور جو اندازہ ہوا ہے اس کا آدھا ہم کو دے دو ہم تم کو اس انداز کے آدھے پھل دیں گے۔ یہود خود پھل لے لیا کرتے تھے۔

فائدہ: اور جو اندازہ ہو جاتا اس کا نصف مسلمانوں کو ادا کرتے۔ اس حدیث سے مساقاة کا جواز ثابت ہوا کیونکہ جب مسلمانوں نے خیبر کو فتح کیا تو وہ درخت مسلمانوں کے ملک ہو گئے انہوں نے اپنی طرف سے یہود کو مقرر کیا کہ وہی محنت اور مشقت کریں اور آدھے پھل خود لیا کریں آدھے ہم کو دیا کریں۔

۱۳۸۵۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ إِلَى خَيْبَرَ فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ يَهُودِ خَيْبَرَ قَالَ فَحَمَعُوا لَهُ حَلِيًّا مِنْ حَلِي نَسَائِهِمْ فَقَالُوا لَهُ هَذَا لَكَ وَخَفَّفْنَا وَتَحَاوَزْنَا فِي الْقَسْمِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ

(۱۳۸۴) بیہقی (۱۲۲/۴) رقم (۷۴۳۷)۔

(۱۳۸۵) بیہقی (۱۲۲/۴ - ۱۲۳) رقم (۷۴۳۸) ابو داؤد (۳۴۱۰) ابن ماجہ (۱۸۲۰)۔

لَمِنْ أَبْغَضَ خَلْقِ اللَّهِ إِلَيَّ وَمَا ذَاكَ بِحَامِلِي عَلَى أَنْ أُحِيفَ عَلَيْكُمْ فَأَمَّا مَا عَرَضْتُمْ مِنَ الرَّشْوَةِ فَبِأَنَّهَا سُمِّحَتْ وَإِنَّا لَا نَأْكُلُهَا فَقَالُوا بِهَذَا قَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ -

حضرت سلمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تھے خیبر کی طرف، وہ پھلوں کا اور میوؤں کا اندازہ کر دیتے تھے ایک بار یہودیوں نے اپنی عورتوں کا زیور جمع کیا اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دینے لگے یہ لے لو مگر ہمارے محصول میں کمی کر دو۔ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے یہود! خدا کی ساری مخلوق میں میں تم کو زیادہ اُمداد سمجھتا ہوں اس پر بھی میں نہیں چاہتا کہ تم پر ظلم کروں اور جو تم مجھے رشوت دیتے ہو وہ حرام ہے اس کو ہم لوگ نہیں کھاتے اس وقت یہودی کہنے لگے اس وجہ سے اب تک آسمان اور زمین قائم ہیں۔

فائدہ: (تمہیں سب سے برا سمجھتا ہوں) کیونکہ تم نے خدا کے پیغمبروں کو قتل کیا اللہ جل جلالہ پر جھوٹ باندھا۔

فائدہ: (آسمان اور زمین قائم ہیں) یعنی مسلمانوں کی نیک نیتی اور خدا ترسی کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ انہی لوگوں کی وجہ سے دنیا قائم ہے ورنہ خدا کا عذاب اترتا قیامت آجاتی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے مساقات کے طور پر کھجور کا باغ لیا اور اس باغ میں خالی زمین بھی موجود ہے تو اس شخص نے خالی زمین میں اور کچھ بواہ اسی کا ہو گا اگر زمین کا مالک یہ شرط لگائے کہ خالی زمین میں بوؤں گا تو درست نہیں اس واسطے کہ عامل کو اس زراعت میں بھی پانی دینا پڑے گا اور یہ زیادتی ہے عقد پر البتہ اگر وہ زراعت دونوں میں مشترک ہو تو کچھ قباحت نہیں جب محنت اور زحم اور زمین کا درست کرنا عامل پر ہو اور دوسرے شخص کی صرف زمین ہو اگر عامل نے زمین کے مالک سے یہ شرط لگائی کہ تخم تم دینا تو یہ درست نہیں بلکہ مساقاۃ صرف اسی طور سے درست ہے کہ محنت وغیرہ سب عامل پر ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک چشمہ پانی کا دو آدمیوں کا مشترک ہو پھر اس کا پانی بند ہو جائے اب ایک شریک اس کی درنگی کے لیے دام خرچ کرنے کو موجود ہو اور دوسرا انکار کرے تو جو شخص دام خرچ کر کے اس کو درست کرے وہ سارا پانی لیا کرے جب تک اپنے شریک سے آدھا خرچ وصول نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر اور محنت سب باغ کے مالک کی ہو مگر عامل ہاتھ سے کچھ مشقت کیا کرے تو وہ مزدور سمجھا جائے گا بعض ایک حصے کے پھلوں میں سے یہ درست نہیں کیونکہ اجرت مجہول ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص قراض یا مساقاۃ کرے اس کو یہ نہیں پہنچتا کہ کچھ مال یا درخت اس میں سے مستثنیٰ کر لے کہ ان کے پھل میں لوں کیونکہ اس میں دعو کا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ باغ کا مالک عامل پر ان امور کی شرط کر سکتا ہے باغ کا سوار درست رکھنا یعنی اس کی حد بندی قائم رکھنا۔ پانی کے چشمے صاف رکھنا تہائی درختوں کی صاف رکھنا درختوں کو صاف رکھنا ان کی کانٹ چھانٹ کرنا، کھجور درخت پر سے کاٹنا اور جو اس کے مشابہ کام ہیں یہ اختیار ہے کہ عامل کے واسطے آدھے پھل مقرر کرے یا کم و زیادہ بشرطیکہ دونوں رضامند ہو جائیں۔ زمین کے مالک کو یہ درست نہیں کہ عامل پر کسی نئی چیز کے بنانے کی شرط کرے۔

جیسے باؤلی یا کنواں کھودنے کی یا چشمہ جاری کرنے کی یا اور درخت لگانے کی جس کی جڑیں عامل لے کر آئے یا خوش بنانے کی اس خیال سے کہ باغ کی آمدنی زیادہ ہو جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی مثال یہ ہے کہ گویا باغ کے مالک نے کسی سے کہا تو میرے لیے ایک گھر بنا دے یا کنواں کھود دے یا چشمہ درست کرادے یا اور کوئی اس کے بدلے میں۔ میں تجھے اپنے باغ کے پھلوں میں سے آدھا حصہ دوں گا حالانکہ وہ پھل درست نہیں ہوئے نہ ان کی بہتری کا حال معلوم ہے یہ درست نہیں اس لیے کہ یہ بیج ہے پھلوں کی قبل ان کی بہتری معلوم ہونے کے اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا۔ کہا مالک نے اگر پھل اچھے طور سے نکل آئے ہوں اور ان کی بہتری کا یقین ہو گیا ہو پھر کوئی شخص ان پھلوں کے بدلے میں ان کاموں میں سے کوئی کام کرے تو کچھ قباحت نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک مساقاۃ ہر قسم کے میوہ دار درختوں میں سے درست ہے جیسے انگور اور کھجور اور زیتون اور انار اور زرد آلود وغیرہ میں اس شرط سے کہ رب المال آدھے پھل لے یا تم و بیش باقی عامل لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کھیت کا مالک اس کی خدمت سے عاجز ہو کر کسی سے مساقاۃ کرے تو درست ہے جب کہ کھیتی پھوٹ آئی ہو اور نکل چکی ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جن درختوں میں سے مساقاۃ درست ہے اگر ان میں پھل لگ چکے ہوں اس طرح کہ ان کی بہتری کا یقین ہو گیا ہو اور ان کی بیج درست ہو گئی ہو تو اب ان میں مساقاۃ درست نہیں البتہ سال آئندہ کے واسطے درست ہے لیکن اگر ان پھلوں کی بہتری کا یقین نہ ہو اور بیج کے قابل نہ ہوئے تو ان میں مساقاۃ درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ خالی زمین کو مساقاۃ کے طور پر دینا درست نہیں بلکہ کرایہ کو دینا درست ہے اور جو شخص اپنی خالی زمین کسی کو دے اس واسطے کہ زراعت کرے اور ٹکٹ یا ربیع اس میں سے زمین کے عوض میں ٹھہرائے تو یہ درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں کھیت آگتا ہے یا نہیں پیک تم ہوتی ہے یا زیادہ۔ بلکہ اس کی مثال یہ ہے ایک شخص کسی کو سفر میں ساتھ چلنے کے لیے نوکر رکھے پھر کہنے لگے میں اس سفر میں جو نفع کماؤں اس کا دسواں حصہ تولے تو یہ درست نہیں۔

فائدہ: اسی کو مزارعت کہتے ہیں یہ معاملہ اکثر علماء کے نزدیک درست ہے اور ابو حنیفہ اور مالک سے نزدیک درست نہیں۔ مسلم نے چار روایتیں سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا صحابہ سے صحابہ اہل مدینہ کی زبان میں مزارعت کو کہتے ہیں۔ کہا مالکؒ نے کسی شخص کو درست نہیں کہ اپنے تئیں یا اپنی زمین یا اپنی کشتی کرایہ پر دے مگر اجرت معلوم کے بدلے میں اور ایک طاقتور یا عین کا مدد یہ ہے کہ کشتی یا جانور یا زمین کو کرایہ پر دے سکتا ہے ایک حصے پر اس نفع کے جو کرایہ لینے والے کو اللہ جل جلالہ دے۔ (زرقاتی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ کھجور کے درختوں میں مساقاۃ درست ہوئی اور خالی زمین پر درست نہیں ہوئی کیونکہ خالی زمین والا اپنی زمین کو کرایہ پر دے سکتا ہے اور کھجور والا اپنے پھلوں کو نہیں بیچ سکتا جب تک کہ اس کی بہتری کا یقین نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مساقات دو یا تین چار برس تک یا اس سے کم یا زیادہ درست ہے کھجور کے درختوں میں اور جو اس کی مانند ہو۔

فائدہ: مساقات کی مدت معین ہونا چاہیے بعض علماء کے نزدیک اور ابو ثور کے نزدیک جب مدت معین نہ ہو تو ایک سال تک رہے گی اور ظاہریہ کے نزدیک اگر مدت معین نہ ہو تب بھی مساقات درست ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خیبر کے بیویوں سے مساقات کی قسمی اور کوئی مدت معین نہیں کی تھی۔ اس صورت میں مالک کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے مساقات فسخ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مساقات میں زمین کا مالک عامل ہے جو کچھ ٹھہرا ہے اس سے زیادہ نہیں لے سکتا۔ سونا یا چاندی یا اناج یا اور کوئی چیز اس طرح عامل مالک سے زیادہ کچھ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مضاربیت کا بھی یہی حکم ہے اگر مضاربیت یا مساقات میں شرط سے زیادہ کچھ بھرے گا تو وہ اجارہ ہوگا اور ایسا اجارہ درست نہیں جس میں دھوکا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسی زمین کی مساقات کرے جس میں درخت بھی ہوں انگور کے یا کھجور کے اور خالی زمین بھی ہو تو اگر خالی زمین ثلث یا ثلث سے کم ہو تو مساقات درست ہے اور اگر خالی زمین زیادہ ہو اور درخت ثلث یا ثلث سے کم میں ہوں تو ایسی زمین کا کرایہ دینا درست ہے مگر مساقات درست نہیں کیونکہ لوگوں کا یہ دستور ہے کہ زمین میں مساقات کیا کرتے ہیں اور اس میں ٹھوڑی سی زمین خالی رہتی ہے یا کرایہ دیتے ہیں اور ٹھوڑی سی زمین میں درخت بھی رہتے ہیں یا جس مصحف یا تلوار میں چاندی لگی ہو اس کو چاندی کے بدلے میں بیچنے میں یا ہار یا انگوٹھی کو جس میں سونا بھی ہو سونے کے بدلے میں بیچتے ہیں اور ہمیشہ سے لوگ اس قسم کی خرید و فروخت کرتے چلے آئے ہیں۔ اور اس کی کوئی حد نہیں مقرر کی کہ اس قدر سونا یا چاندی ہو تو حلال ہے اور اس سے زیادہ ہو تو حرام ہے مگر ہمارے نزدیک لوگوں کے عمل درآمد کے موافق یہ حکم ٹھہرا ہے کہ جب مصحف یا تلوار یا انگوٹھی میں سونا یا چاندی ثلث قیمت کے برابر ہو یا اس سے کم تو اس کی بیع چاندی یا سونے کے بدلے میں درست ہے ورنہ درست نہیں۔

باب الشرط فی الرقیق فی المساقاة غلاموں کی خدمت کی شرط کرنا مساقات میں

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر عامل زمین کے مالک سے یہ شرط کرے کہ کام کاج کے واسطے جو غلام پہلے مقرر تھے وہ میرے پاس بھی مقرر رکھنا تو اس میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ اس میں عامل کی کچھ منفعت نہیں ہے صرف اتنا فائدہ ہے کہ اس کے ہونے سے عامل کو محنت کم پڑے گی اگر وہ نہ ہوتے تو محنت زیادہ پڑتی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک مساقاة ان درختوں میں ہو کہ جن میں پانی چشموں سے آتا ہے اور ایک مساقاة ان درختوں میں ہو کہ جہاں پانی بھر کر اونٹ پر لانا پڑتا ہے اور جہاں سے پانی نہیں ہو سکتا اس لیے کہ ایک میں محنت زیادہ ہے اور دوسرے میں کم۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ عامل کو نہیں پہنچتا کہ ان غلاموں سے اور کوئی کام لے یا مالک سے اس کی شرط کر لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زمین کے مالک کو یہ درست نہیں کہ جو غلام پہلے سے باغ میں مقرر تھے ان میں سے کسی غلام کے نکال لینے کی شرط مقرر کرے بلکہ اگر کسی غلام کو نکالنا چاہے تو مساقات کے اول نکاح سے اسی طرح اگر کسی کو شریک کرنا چاہے تو مساقات کے اول شریک کر لے بعد اس کے مساقات کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر باغ کے غلاموں میں سے کوئی مر جائے یا غائب ہو جائے تو باغ کے مالک کو دوسرا غلام اس کی جگہ پر دینا پڑے گا۔



کِتَابُ كِرَاءِ الْاَرْضِ زمین کو کرایہ پر دینے کے بیان میں

فائدہ: زمین کو کرایہ پر دینا چاندی یا سونے کے بدلے میں بالاتفاق درست ہے مگر پیداوار کے ایک حصے پر کرایہ دینا جس کو مراعیت اور مختابرت کہتے ہیں مختلف فیہ ہے۔ ابو حنیفہ اور مالکؒ کے نزدیک ممنوع ہے اور احمدؒ اور اسحاقؒ اور ابو یوسفؒ اور محمدؒ اور اہل حدیث کے نزدیک درست ہے۔

۱۳۸۶۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ قَالَ حَنْظَلَةُ فَسَأَلَتْ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ أَمَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَلَا بَأْسَ بِهِ۔

حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا کھیتوں کے کرایہ دینے سے۔ حنظلہ نے کہا میں نے رافع سے پوچھا اگر سونے یا چاندی کے بدلے میں کرایہ کو دے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں۔

۱۳۸۷۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ۔

حضرت سعید بن مسیب سے ابن شہاب نے پوچھا زمین کو کرایہ پر دینا سونے یا چاندی کے بدلے میں

(۱۳۸۶) بخاری (۲۳۲۷) کتاب المزارعة: باب قطع الشجر والنخل، مسلم (۱۵۴۷) أبو داود (۳۳۹۳) ترمذی (۱۳۸۴) نسائی (۳۹۰۰) ابن ماجہ (۲۴۵۸) أحمد (۱۴۰۴) رقم (۱۷۳۹۰)۔

(۱۳۸۷) بیہقی (۱۳۳/۶) رقم (۱۱۷۳۱)۔

درست ہے۔ کہا ہاں کچھ قباحت نہیں۔

۱۳۸۸۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَقُلْتُ لَهُ أَرَأَيْتَ الْحَدِيثَ الَّذِي يُذَكِّرُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَقَالَ أَكْثَرَ رَافِعٍ وَلَوْ كَانَ لِي مَزْرَعَةٌ أَكْرَيْتُهَا۔

ابن شہاب نے سالم بن عبد اللہ سے پوچھا کہ کھیتوں کا کرایہ دینا کیسا ہے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں سونے یا چاندی کے بدلے میں۔ ابن شہاب نے کہا کیا تم کو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں پہنچی۔ سالم نے کہا رافع نے زیادتی کی اگر میرے پاس زمین مزروعہ ہوتی تو میں اس کو کرایہ پر دیتا۔

فائدہ: (رافع کی حدیث نہیں پہنچی) کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے۔

۱۳۸۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ تَكَارَى أَرْضًا فَلَمْ تَزَلْ فِي يَدَيْهِ بِكِرَاءٍ حَتَّى مَاتَ قَالَ ابْنُهُ فَمَا كُنْتُ أَرَاهَا إِلَّا لَنَا مِنْ طَوْلٍ مَا مَكَثَتْ فِي يَدَيْهِ حَتَّى ذَكَرَهَا لَنَا عِنْدَ مَوْتِهِ فَأَمَرْنَا بِقَضَاءِ شَيْءٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنْ كِرَائِهَا ذَهَبٌ أَوْ وَرِقٍ۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک زمین کرایہ کو لی ہمیشہ ان کے پاس رہی مرتے دم تک ان کے بیٹے نے کہا ہم اس کو اپنی ملک سمجھتے تھے اس وجہ سے کہ مدت تک ہمارے پاس رہی جب عبد الرحمن مرنے لگے تو انہوں نے کہا کہ وہ کرایہ کی ہے اور حکم کیا کرایہ ادا کرنے کا جو ان پر باقی تھا سونے یا چاندی کی قسم سے۔

۱۳۹۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ مَالِكًا بِكِرْيِ أَرْضِهِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ۔

حضرت عروہ بن الزبیر اپنی زمین کو کرایہ پر دیتے تھے چاندی یا سونے کے بدلے میں۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کوئی شخص اپنی زمین کرایہ پر دے اس شرط سے کہ جب اس میں کھجور یا گے ہوں یا اور کوئی چیز پیدا ہوگی تو اس قدر لوں گا مثلاً اسواغ۔ مالک نے اس کو مکروہ جانا۔



(۱۳۸۸) بیہقی (۱۳۱/۶) رقم (۱۱۷۱۸)۔

(۱۳۸۹) شافعی فی الام (۲۵/۴) بیہقی (۱۱۹/۶) رقم (۱۱۶۴۸)۔

(۱۳۹۰) شافعی فی الام (۲۵/۴) بیہقی (۱۳۳/۶) رقم (۱۱۷۳۱)۔

کتاب الشُّفْعَةِ

کتاب شفیع کے بیان میں

فائدہ: شفیع کہتے ہیں اس استحقاق کو جو شریک کو حاصل ہوتا ہے زمین یا مکان کے بکنے کے وقت مثلاً ایک مکان یا باغ چار آدمیوں میں مشترک تھا اب ایک شخص نے اُن میں سے اپنا حصہ کسی غیر شخص کے ہاتھ بیچا تو باقی شریکوں کو شفیع کا حق حاصل ہوگا اگر وہ چاہیں تو مشتری کو اتنے دام جتنے کو اس نے خریدا ہے دے کر جبراً وہ حصہ لے لیں۔

باب ما يقع فيه الشفعة جس چیز میں شفیع ثابت ہو اس کا بیان

۱۳۹۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقَسِّمَ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ فَإِذَا وَقَعَتِ الْمُحْدُوذُ بَيْنَهُمْ فَلَا شُفْعَةَ فِيهِ۔

حضرت سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا شفیع کا اس چیز میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو شریکوں میں جب تقسیم ہو جائے اور حدیں قائم ہو جائیں پھر اس میں شفیع نہیں۔

مطلب: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں۔

فائدہ: احمد اور شافعی اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اُن کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفیع نہیں ہے اور ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے نزدیک ہمسایہ کو بھی حق شفیع ہے۔

۱۳۹۲۔ عَنْ مَالِكٍ إِنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ سُئِلَ عَنِ الشُّفْعَةِ هَلْ فِيهَا مِنْ سُنَّةٍ فَقَالَ نَعَمْ الشُّفْعَةُ فِي الدُّورِ وَالْأَرْضِينَ وَلَا تَكُونُ إِلَّا بَيْنَ الشُّرَكَاءِ۔

حضرت سعید بن مسیب سے سوال ہوا کہ شفیع میں کیا حکم ہے انہوں نے کہا شفیع مکان میں اور زمین میں ہوتا ہے اور شفیع کا استحقاق صرف شریک کو ہوتا ہے۔

۱۳۹۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلَ ذَلِكَ۔

(۱۳۹۱) بخاری (۲۲۱۴) کتاب البيوع: باب بيع الأرض والدور والعروض، أبو داود (۳۵۱۴)

ترمذی (۱۳۷۰) ابن ماجہ (۲۴۹۹) احمد (۲۹۶/۳) رقم (۱۴۲۰۴) نسائی (۴۷۰۴)۔

(۱۳۹۲) شافعی فی الأم (۲۴۶/۷) بیہقی (۱۰۳/۶) رقم (۱۱۰۶۲)۔

(۱۳۹۳) ألبصا۔

حضرت سلیمان بن یسار نے بھی ایسی ہی کہا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے مشترک زمین کا ایک حصہ کسی جانور یا غلام کے بدلے میں خریدا اب دوسرا شریک مشتری سے شفعے کا مدعی ہوا لیکن وہ جانور یا غلام تلف ہو گیا اور اس کی قیمت معلوم نہیں۔ مشتری کہتا ہے اس کی قیمت سودینار تھی اور شفعہ کہتا ہے پچاس دینار تھی تو مشتری سے قسم لیں گے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت سودینار تھی۔ بعد اس کے شفعہ کا اختیار ہوگا چاہے سودینار دے کر زمین کے اس حصے کو لے لے چاہے چھوڑ دے البتہ اگر شفعہ گواہ لائے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت پچاس دینار تھی تو اس کا قول معتبر ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے مشترک یا مشترک زمین کا ایک حصہ کسی کو بیہ کیا موبہوب لہانے واہب کو اس کے بدلے میں کچھ نقد دینا یا کچھ چیز دی تو اور شریک موبہوب لہ کو اس قدر نقد یا اس چیز کی قیمت دے کر شفعہ لے لیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنا حصہ مشترک زمین یا مشترک گھر میں بیہ کیا لیکن موبہوب لہانے اس کا بدلہ نہیں دیا تو شفعہ کا استحقاق نہ ہوگا جب موبہوب لہ بدلہ دے گا تو شفعہ موبہوب لہ کو اس بدلہ کی قیمت دے کر شفعہ لے لے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک حصہ مشترک زمین میں سے وعدے پر خریدا اب شریک نے شفعے کا دعویٰ کیا اگر وہ بالدار ہے تو اسی قیمت پر اتنے ہی وعدے پر لے لے گا اگر اس پر بھر و سہ نہ ہو وعدے پر دام ادا کرنے کا تو جب وہ ایک شریک شخص کی منانیت داخل کرے جو مشتری کے برابر ہو تو شفعہ لے لے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر بیع کے وقت شفعہ غائب ہو تو اس کا شفعہ باطل نہ ہوگا اگرچہ کتنی ہی مدت گزر جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زید مر گیا اور ایک زمین چھوڑ گیا عمر و اور بکر اس کے بیٹے اس زمین کے وارث ہوئے۔ اب عمر و سالم اور ناصر دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا عمر و کے حصے کی زمین سالم و ناصر میں مشترک ہوئی سالم نے اپنا حصہ بیچ ڈالا تو شفعہ کا دعویٰ ناصر کو پہنچے گا نہ کہ بکر کو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شریکوں کو شفعے کا استحقاق ہو تو ہر ایک ان میں سے اپنے حصے کے موافق بیع میں سے حصہ لیں گے اگر ایک شخص نے مشترک حصہ خریدا کیا اور سب شریکوں نے شفعے کا دعویٰ چھوڑ دیا مگر ایک شریک نے مشتری سے یہ کہا کہ میں اپنے حصے کے موافق تیری زمین سے شفعہ لوگا۔ مشتری یہ کہے یا تو تو پوری زمین جس قدر میں نے خریدا ہے سب نے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے تو شفعہ کو لازم ہوگا یا تو پورا حصہ مشتری سے لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص زمین کو خرید کر اس میں درخت لگا دے یا کنواں کھودے پھر ایک شخص اس ذمی کے شفعے کا دعویٰ کرتا ہوا آئے تو اس کو شفعہ نہ ملے گا جب تک کہ مشتری کے کنوئیں اور درختوں کی بھی قیمت نہ دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے مشترک گھریا زمین میں سے اپنا حصہ بیچا جب بائع کو معلوم ہوا کہ شفعہ اپنا شفعہ لے تو اس نے بیع کو فسخ کر ڈالا اس صورت میں شفعہ کا شفعہ ساقط نہ ہوگا بلکہ اس قدر دام لے کر جتنے کو وہ حصہ کا تھا اس حصے کو لے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے ایک حصہ مشترک گھریا زمین کا اور ایک جانور اور کچھ اسباب ایک ہی

عقد میں خرید کیا پھر شفیع نے اپنا حصہ یا شفیع اس زمین یا گھر میں مانگا مشتری کہنے لگا جتنی چیزیں میں نے خریدی ہیں تو ان سب کو لے لے کیونکہ میں نے ان سب کو ایک عقد میں خریدا ہے تو شفیع زمین یا گھر میں اپنا شفیع لے گا اس طرح پر کہ ان سب چیزوں کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگائیں گے اور پھر ثمن کو ہر ایک قیمت پر حصہ رسد تقسیم کریں گے جو حصہ ثمن کا زمین یا مکان کی قیمت پر آئے اس قدر شفیع کو دے کر وہ حصہ زمین یا مکان کا لے لے گا اور یہ ضروری نہیں کہ اس جانور اور اسباب کو بھی لے لے البتہ اگر اپنی خوشی سے لے تو مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے مشترک زمین میں سے ایک حصہ خریدا اور سب شفیعوں نے شفیع کا دعویٰ چھوڑ دیا مگر ایک شفیع نے شفیع طلب کیا تو اس شفیع کو چاہیے کہ پورا حصہ مشتری کا لے لے یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنے حصے کی موافق اس میں سے لے لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک گھر میں چند آدمی شریک ہوں اور ایک آدمی ان میں سے اپنا حصہ بیچے سب شرکاء کی غیبت میں مگر ایک شریک کی موجودگی میں اب جو شریک موجود ہے اس سے کہا جائے تو شفیع لیتا ہے یا نہیں لیتا۔ وہ کہے بالفعل میں اپنے حصے کے موافق لے لیتا ہوں بعد اس کے جب میرے شریک آئیں گے وہ اپنے حصوں کو خرید کریں گے تو بہتر نہیں تو میں کل شفیع لے لوں گا تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ جو شریک موجود ہے اس سے صاف کہہ دیا جائے گا یا تو شفیع کل لے لے یا چھوڑ دے اگر وہ لے لے گا تو بہتر نہیں تو اس کا شفیع ساقط ہو جائے گا۔

باب ما لا يقع فيه الشفعة جن چیزوں میں شفیع نہیں ہے اُن کا بیان

۱۳۹۴۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فِي الْأَرْضِ فَلَا شُفْعَةَ فِيهَا وَلَا شُفْعَةَ فِي بَيْتٍ وَلَا فِي فَحْلِ النَّخْلِ۔

ابو بکر بن حزم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جب زمین میں حدیں پڑ جائیں تو اس میں شفیع نہ ہوگا اور نہیں شفیع ہے کوئیں میں اور نہ کھجور کے زردخت میں۔

فائدہ: عرب میں ہر شخص کے کھجور کے درخت علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے اور زردخت ایک ہوتا جس میں سب شریک ہوتے تھے ہر ایک اس کا گابھا لیتا اور اپنے مادہ درختوں میں شریک کیا کرتا ان میں سے اگر کوئی شخص اپنے درختوں کو بیچے تو اور درخت والوں کو شفیع نہ ہوگا اس وجہ سے کہ زردخت میں شریک ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ راستے میں شفیع نہیں ہے خواہ وہ تقسیم کے لائق ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح جب ایک مکان کی کوٹھڑیاں تقسیم ہو جائیں پھر اس کے آنگن میں شفیع نہ ہوگا۔

(۱۳۹۴) عبدالرزاق (۱۴۳۹۳، ۱۴۴۲۶) ابن اُبی شیبہ (۲۲۷۳۶) بیہقی (۱۰۵/۶) رقم

(۱۱۵۷۶)۔

خواہ وہ تقسیم کے لائق ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مشتری نے خیار کی شرط سے زمین کے ایک حصے کو خریدنا تو شفیع کو شفیع کا حق نہ ہوگا جب تک کہ مشتری کا خیار پورا نہ ہو اور وہ اس کو قطعی طور پر نہ لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے زمین خریدی اور مدت تک اس پر قابض رہا بعد اس کے ایک شخص نے اس زمین میں اپنا حق ثابت کیا تو اس کو شفیع ملے گا اور جو کچھ زمین میں منفعت ہوئی ہے وہ مشتری کی ہوگی جس تاریخ تک اس کا حق ثابت ہوا ہے کیونکہ وہ مشتری اس زمین کا ضامن تھا اگر وہ تلف ہو جاتی یا اس کے درخت تلف ہو جاتے۔ اگر بہت مدت گزر گئی یا گواہ مر گئے یا بائع اور مشتری مر گئے یا وہ زندہ ہیں مگر بچے کو بھول گئے بہت مدت گزرنے کی وجہ سے اس صورت میں اس شخص کو اس کا حق تو ملے گا مگر شفیع کا دعویٰ نہ پہنچے گا۔ اگر زمانہ بہت نہیں گزرا ہے اور اس شخص کو معلوم ہوا کہ بائع نے قصداً شفیع باطل کرنے کے واسطے بیع کو چھپایا ہے تو اصل زمین کی قیمت اور جو اس میں زیادہ ہو گیا ہے اس کی قیمت وہ شخص ادا کر کے شفیع لے لے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جیسے زندہ کے مال میں شفیع ہے ویسے میت کے مال میں بھی شفیع ہے البتہ اگر میت کے وراثت اس کے مال کو تقسیم کر لیں پھر بیچیں تو اس میں شفیع نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک غلام اور لونڈی اور اونٹ اور گائے اور بکری اور جانور اور کپڑے میں شفیع نہیں ہے نہ اس کو نوں میں جس کے متعلق زمین نہیں ہے کیونکہ شفیع اس زمین میں ہوتا ہے جو تقسیم کے قابل ہے اور اس میں حدود ہوتے ہیں زمین کی قسم سے جو چیز ایسی نہیں ہے اس میں شفیع بھی نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایسی زمین خریدی جس میں لوگوں کو حق شفیع پہنچتا ہے تو چاہیے کہ شفیعوں کو حاکم کے پاس لے جائے یا شفیع لیں یا چھوڑ دیں اگر مشتری شفیعوں کو حاکم کے پاس نہیں لے گیا لیکن ان کو خریدنے کی خبر ہو گئی تھی اور انہوں نے مدت شفیع کا دعویٰ نہ کیا بعد اس کے دعویٰ کیا تو مسموع نہ ہوگا۔



کتابُ الْأَقْضِيَةِ

کتابِ حُكْمِوُنِ كِي

باب التَّوْغِيْبِ فِي الْقَضَاءِ بِالْحَقِّ سَجِّ حُكْمِ كَرْنِ كَابِيَانِ

۱۳۹۵۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

(۱۳۹۵) مسلم (۱۷۱۳) كتاب الأفضية: باب الحكم بالظاهر واللحن بالحجة، أبو داود (۳۵۸۳)

ترمذی (۱۳۳۶) نسائی (۵۴۰۱) ابن ماجه (۲۳۱۷) أحمد (۲۰۲۶) رقم (۲۶۱۸۹)۔

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ الْاِحْتِنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضِ
فَأَقْضِي لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْهُ شَيْئًا
فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ -

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی بشر ہوں اور تم میرے پاس لڑتے
جھگڑتے آتے ہو شاید تم میں سے کوئی باتیں بنا کر اپنے دعوے کو ثابت کرے پھر میں اس کے موافق فیصلہ کروں اس
کے کہنے پر تو جس شخص کو میں اس کے بھائی کا حق دلا دوں وہ نہ لے کیونکہ میں ایک انگارہ آگ کا اس کو دلاتا ہوں۔

فائدہ: یعنی جیسے اور لوگوں کو غیب کا حال معلوم نہیں ظاہر پر حکم کرتے ہیں ویسا ہی مجھ کو ہر ایک بات غیب کی معلوم نہیں
اس حدیث سے رد ہو گیا ان لوگوں کا جو سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات غیب کی معلوم تھی۔ (زرقاتی)
فائدہ: (میں چرب زبان کے حق میں فیصلہ دے دوں) اس کو سچا سمجھ کر اور درحقیقت وہ جھوٹا ہو۔

فائدہ: (جسے اس کے بھائی کا حق دلا دوں وہ نہ لے) یعنی میرے حکم دینے کی وجہ سے یہ نہ سمجھے کہ غیر کا حق اڑا لینا
درست ہو گیا بلکہ اگر وہ جھوٹا ہے تو فیصلہ ہو جانے کے بعد بھی اللہ سے ڈرے اور اپنے بھائی کا مال یا حق نہ دے۔ اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کی قضا ظاہر میں نافذ ہوتی ہے نہ کہ باطن میں۔ یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ کا مگر ابوحنیفہ کے
نزدیک معاملات میں جیسے نکاح اور بیع اور شراء اور طلاق میں قاضی کا حکم باطن میں بھی ہو سکتا ہے مثلاً ایک عورت نے
جھوٹ موت گواہ قائم کر دیئے نکاح پر اور قاضی نے نکاح کا حکم کر دیا تو مرد کو اس عورت سے جماع درست ہو جائے گا
یا عورت نے جھوٹ موت طلاق کے اوپر گواہ قائم کر دیئے اور قاضی نے طلاق کا حکم کر دیا تو اس عورت کو دوسرے مرد سے
نکاح کا درست ہو جائے گا۔ یہ قول ابوحنیفہ کا احادیث صحیحہ کے برخلاف ہے۔

۱۳۹۶ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اخْتَصَمَ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ وَيَهُودِيٌّ فَرَأَى عُمَرُ
أَنَّ الْحَقَّ لِلْيَهُودِيِّ فَقَضَى لَهُ فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ وَاللَّهِ لَقَدْ قَضَيْتَ بِالْحَقِّ فَضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ بِالدَّرَّةِ ثُمَّ قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ إِنَّا نَجِدُ أَنَّهُ لَيْسَ قَاضٍ يَقْضِي بِالْحَقِّ
إِلَّا كَانَ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكٌ وَعَنْ شِمَالِهِ مَلَكٌ يُسَدُّ ذَانِهِ وَيُوقَفُاقِبُهُ لِلْحَقِّ مَا دَامَ مَعَ الْحَقِّ فَإِذَا تَرَكَ
الْحَقَّ عَرَجًا وَتَرَكَاهُ -

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے پاس ایک یہودی اور ایک مسلمان
لڑتے ہوئے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہودی کی طرف حق معلوم ہوا انہوں نے اس کے موافق فیصلہ کیا پھر یہودی
بولاقسم خدا کی تم نے سچا فیصلہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈرے سے مارا۔ اور کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا۔ یہودی نے

(۱۳۹۶) ترمذی (۱۳۳۰) کتاب الأحکام: باب ما جاء في الامام العادل، ابن ماجه (۲۳۱۲) أبو

داود (۳۵۷۸) ابن ماجه (۲۳۰۹) احمد (۱۱۸/۳) رقم (۱۲۲۰۸)۔

مَوْطَا اِمَامِ مالِكٍ

کہا ہماری کتابوں میں لکھا ہے جو حاکم سچا فیصلہ کرتا ہے اس کے داہنے ایک فرشتہ ہوتا ہے اور بائیں ایک فرشتہ دونوں اس کو مضبوط کرتے ہیں اور سیدھی راہ بتلاتے ہیں جب تک کہ وہ حاکم حق پر جمار ہتا ہے جب حق چھوڑ دیتا ہے وہ فرشتے بھی اس کو چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔

فائدہ: (اس کو ڈرے سے مارا) اس واسطے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو خوشامد بُری معلوم ہوئی کیونکہ انہوں نے خدا کے واسطے فیصلہ کیا نہ یہ کہ لوگ تعریف کریں۔

فائدہ: یہودی کو معلوم تھا کہ حق کس طرف ہے کیونکہ وہ صاحب مقدمہ تھا پھر یہ کہنا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا کہ تجھے کیونکہ معلوم ہوا ذہن نشین نہیں ہوتا مگر ایک روایت میں ہے کہ یہودی نے یہ کہا قسم خدا کی دو فرشتے جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام تمہاری زبان پر بات کرتے ہیں۔ اور تمہارے داہنے بائیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اسے ڈرے سے مارا اور کہا تجھے کیونکہ معلوم ہوا اس صورت میں یہ سوال صحیح ہوگا۔

گوایوں کا بیان

باب الشہادات

۱۳۹۷۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَيْنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشَّهَادَةِ الَّتِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا أَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا -

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا نہ خبر دوں میں تم کو سب سے بہتر گواہی دیتا ہے قبل اس کے کہ پوچھا جائے اس سے۔

فائدہ: یعنی حقوق اللہ میں جیسے طلاق عتاق وقف میں یا جب مدعی سچا ہو اور اس کو گواہ نہ ملتا ہو اور کسی شخص کو اس کے حق کا حال معلوم ہو وہ شخص خود بخود جاکر حاکم کے پاس گواہی دے تاکہ اس کا حق تلف نہ ہو اس قسم کی گواہی ثواب ہے اور یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہیں کہ ایک قوم ایسی پیدا ہوگی جو گواہی دیں گے قبل پوچھے جانے کے کیونکہ اس حدیث میں مراد چھوٹی گواہی ہے یا گواہ سے قسم مقصود ہو یعنی قسم کھائیں گے قبل قسم لینے کے۔ بعضوں نے اس حدیث کے معنی یہ کیے ہیں کہ مجرد پوچھے جانے کی گواہی دیں گے اور یہ جو کہا قبل پوچھے جانے کی گواہی دیں گے مبالغہ اور مجاز کے طور پر ہے۔

۱۳۹۸۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ لَقَدْ جِئْتُكَ لِأَمْرِ مَا لَهُ رَأْسٌ وَلَا ذَنْبٌ فَقَالَ عُمَرُ مَا هُوَ قَالَ شَهَادَاتُ الرُّوْرِ ظَهَرَتْ بِأَرْضِنَا فَقَالَ عُمَرُ أَوْ قَدْ كَانَ ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ لَا يُؤَسِّرُ رَجُلٌ فِي

(۱۳۹۷) مسلم (۱۷۱۹) كتاب الأفضية: باب بيان خير الشهود، أبو داود (۳۵۹۶) ترمذی (۲۲۹۵)

نسائی فی الكبرى (۲۰۲۹) أحمد (۱۱۵/۴) رقم (۱۷۱۶۶)۔

(۱۳۹۸) بیہقی (۱۶۶/۱۰) رقم (۲۰۶۳۱)۔

الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ الْعُدُولِ -

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ایک شخص عراق کا رہنے والا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا میں تمہارے پاس اس کام کو آیا ہوں جس کا سر پیر کچھ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہے اس نے کہا جھوٹی گواہیاں حملہ ملے ملک میں بہت پھیل گئی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آج اس نے کہا ہاں تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اب کوئی شخص مسلمان قید نہ کیا جائے گا بغیر معتبر گواہوں کے۔

فائدہ: یعنی بہت نثر سے ہے۔

۱۳۹۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَحْجُزُ شَهَادَةُ خَصْمٍ وَلَا ظَنِينٍ -
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں درست ہے گواہی دشمن کی اور مہتم کی۔

باب القضاء في شهادة المحدود جس کو حد قذف پڑی ہو اس کی گواہی کا بیان

۱۴۰۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَغَيْرِهِ أَنَّهُمْ سُئِلُوا عَنْ رَجُلٍ جَلَدَ الْحَدَّ أَتَحْجُزُ شَهَادَتُهُ فَقَالُوا نَعَمْ إِذَا ظَهَرَتْ مِنْهُ التَّوْبَةُ -

حضرت سلیمان بن یسار وغیرہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص کو حد قذف پڑی پھر اس کی گواہی درست ہے انہوں نے کہا ہاں جب وہ توبہ کر لے اور اس کی توبہ کی سچائی اس کے اعمال سے معلوم ہو جائے۔

۱۴۰۱۔ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ يُسْأَلُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ -
حضرت ابن شہاب سے بھی یہی سوال ہوا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا جو لوگ تہمت لگاتے ہیں نیک بخت بیبیوں کو پھر چار گواہ نہیں لاتے ان کو اسی (۸۰) کوڑے مارو پھر کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو وہی گنہگار ہیں مگر جو لوگ توبہ کریں بعد اس کے اور نیک ہو جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پس جو شخص حد قذف لگایا جائے پھر توبہ کرے اور نیک ہو جائے اس کی گواہی درست ہے۔

فائدہ: یہی مذہب ہے شافعی اور احمد اور اکثر علماء کا اور ابوحنیفہ کے نزدیک محدود فی القذف کی شہادت کبھی درست نہیں ہے اگرچہ توبہ بھی کر لے۔

(۱۳۹۹) بیہقی (۲۰۱/۱۰) رقم (۲۰۸۶۱)۔

(۱۴۰۰) بیہقی (۱۰۳/۱۰) رقم (۲۰۵۵۶)۔

(۱۴۰۱) بیہقی (۱۰۳/۱۰) ضمن الحدیث (۲۰۵۵۶)۔

باب القضاء باليمين مع الشاهد ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کرنے کا بیان

قائدہ: یعنی جب مدعی کے پاس ایک ہی گواہ ہو تو قاضی مدعی سے قسم لے کر ایک گواہ اور ایک قسم پر مدعی کا حق ثابت کر دے اور قسم اس کی قائم مقام دوسرے گواہ کے ہوگی یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کا اور ابوحنیفہ اور ثورثی اور اوزاعی کے نزدیک ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ دو گواہ نہ ہوں لیکن متعدد روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شہاد اور قسم پر فیصلہ کیا۔

۱۴۰۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْبَاقِرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ -

حضرت محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا ایک قسم اور ایک گواہ پر۔

۱۴۰۳۔ عَنْ الْأَعْرَجِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَامِلٌ عَلَى الْكُوفَةِ أَنْ أَقْضِ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ -

اعرج بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لکھا عبدالحمید بن عبدالرحمن کو اور وہ عامل تھے کوفہ کے کہ ایک قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ کیا کر۔

۱۴۰۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَلِيمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُبُلًا هَلْ يُقْضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ فَقَالَا نَعَمْ -

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا درست ہے انہوں نے کہا ہاں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جب مدعی کے پاس ایک گواہ ہو تو اس کی گواہی لے کر مدعی کو قسم دیں گے اگر وہ قسم کھا لے گا تو بری ہو جائے گا اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعی کا دعویٰ اس پر ثابت ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ایک قسم اور ایک گواہ سے فیصلہ کرنا صرف اموال کے دعوے میں ہوگا اور حدود اور نکاح اور طلاق اور عتاق اور سرقہ اور قذف میں ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا درست نہیں اور جس شخص نے عتاق کو اموال کے دعوے میں داخل کیا اس نے غلطی کی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو غلام جب ایک گواہ لاتا اس امر پر کہ مولیٰ نے اس کو آزاد کر دیا ہے تو چاہیے تھے کہ غلام سے حلف لے کر اس کو آزاد کر دیتے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ جب غلام اپنی آزادی پر ایک گواہ لائے تو اس کے مولیٰ سے حلف لیں گے اگر حلف کر لے گا تو آزادی ثابت نہ ہوگی۔

(۱۴۰۲) ترمذی (۱۳۴۵) کتاب الأحکام: باب ما جاء في اليمين مع الشاهد ابن ماجه (۲۳۶۹)

احمد (۳۰۵/۳) رقم (۱۴۳۲۹) -

(۱۴۰۳) ابن ابی شیبہ (۲۲۹۹۰، ۳۶۳۰۸) بیہقی (۱۷۳/۱۰، ۱۷۴) -

(۱۴۰۳) بیہقی (۱۷۴/۱۰) رقم (۲۰۶۸۳) -

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر عورت ایک گواہ لائے اس امر پر کہ اس کے خاوند نے اس کو طلاق دی تو خاوند سے قسم لیں گے اگر وہ قسم کھائے اس امر پر کہ میں نے طلاق نہیں دی تو طلاق ثابت نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر طلاق اور عتاق میں جب ایک گواہ ہو تو خاوند اور مولیٰ پر قسم لازم آئے گی کیونکہ عتاق ایک حد شرعی ہے جس میں عورتوں کی گواہی درست نہیں اس لیے کہ غلام جب آزاد ہو جاتا ہے تو اس کی حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور اس کی حدیں اوروں پر پڑتی ہیں اور اوروں کی حدیں اس پر پڑتی ہیں اگر وہ زنا کرے اور شخص ہو تو زعم کیا جائے گا اگر اس کو کوئی رذالہ لے تو قاتل بھی مارا جائے گا اور اس کے وارثوں کو میراث کا استحقاق حاصل ہوگا۔ اگر کوئی حجت کرنے والا یہ کہے کہ مولیٰ جب غلام کو آزاد کر دے پھر ایک شخص اپنا قرضہ مولیٰ سے مانگنے آئے اور ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ہے اپنا قرضہ ثابت کرے تو مولیٰ پر قرضہ ثابت ہو جائے گا اگر مولیٰ کے پاس سوائے اس غلام کے کوئی مال نہ ہوگا تو اس غلام کی آزادی منسوخ کر دینا اس سے یہ بات نکالی کہ عورتوں کی گواہی عتاق میں درست ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ عورتوں کی گواہی قرضے کے اثبات میں معتبر ہوئی نہ کہ عتاق میں اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص اپنے غلام کو آزاد کر دے پھر اس کا قرضہ خواہ ایک گواہ اور ایک قسم سے اپنا قرضہ مولیٰ پر ثابت کر دے اور اس کی وجہ سے آزادی منسوخ کی جائے یا مولیٰ پر قرضے کا دعویٰ کرے اور گواہ نہ رکھتا ہو تو مولیٰ سے قسم لی جائے اور وہ انکار کرے تو دعویٰ سے قسم لے کر اس کا قرضہ ثابت کر دیا جائے اور آزادی منسوخ کی جائے اسی طرح ایک شخص نکاح کرے لوٹڈی سے پھر لوٹڈی کا مولیٰ خاوند سے کہنے لگے کہ تو نے اور فلاں شخص نے مل کر میری اس لوٹڈی کو اسنے دینار میں خرید کیا ہے اور خاوند انکار کرے تو مولیٰ ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ لائے اپنے قول پر اس صورت میں بیع ثابت ہو جائے گی اور وہ لوٹڈی خاوند پر حرام ہو جائے گی اور نکاح منسوخ ہو جائے گا حالانکہ طلاق میں عورتوں کی گواہی درست نہیں۔

فائدہ: کیونکہ وہ لوٹڈی مشترک ہوگی دو شخصوں میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر ایک شخص قذف کرے ایک شخص کو پھر ایک مرد یا دو عورتیں گواہی دیں کہ جس شخص کو قذف کیا ہے وہ غلام ہے تو قاذف کے ذمہ سے حد ساقط ہو جائے گی حالانکہ قذف میں شہادت عورتوں کی درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ بھی اس کی مثال ہے کہ دو عورتیں گواہی دیں بیچے کے رونے پر تو اس بیچے سے لیے میراث ثابت ہو جائے گی اور جو بیچہ مر گیا ہوگا تو اس کے وارثوں کو میراث ملے گی حالانکہ ان دو عورتوں کے ساتھ نہ کوئی مرد ہے نہ قسم ہے اور کبھی میراث کا مال کثیر ہوتا ہے جیسے سونا چاندی زمین باغ غلام وغیرہ اگر یہی دو عورتیں ایک درہم پر یا اس سے کم پر بھی گواہی دیں تو ان کی گواہی سے سچ ثابت نہ ہوگا جب تک کہ ان کے ساتھ ایک مرد یا ایک قسم نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک قسم اور ایک گواہ سے حق ثابت نہیں ہوتا یہ سب قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَكَ بَشَرٌ مِّمَّنْ لَمَلَّ بِكَ فَإِنَّهَا لَكُم مَّا كَانَتْ فِي حِلْفِكَ عَلَىٰ آلِهِمْ فَاعْلَمُوا أَنَّهُمْ لَكُمْ بِالْحَيْثُورِ﴾ کی ایک قسم ہے اور کسی شہر میں شہروں میں سے تو اس دلیل سے نکالا ہے اس کو اور کس کتاب اللہ میں پایا ہے اس مسئلہ کو تو جب اس امر کو اقرار کرے تو ضروری

اقرار کرے یقین مع الشاہد کا اگرچہ نہیں ہے یہ کتاب اللہ میں مگر حدیث میں تو موجود ہے آدمی کو چاہیے کہ ٹھیک راستہ پہنچانے اور دلیل کا موقع دیکھے اس صورت میں اگر خدا چاہے گا تو اس کی مشکل حل ہو جائے گی۔

باب القضاء فیمن ہلک ایک شخص مر جائے اور اس کا قرض لوگوں پر ہو جس
وله دین وعلیہ دین له فیہ کا ایک گواہ ہو اور لوگوں کا قرض اس پر ہو جس کا
شاهد واحد ایک گواہ ہو تو کس طرح فیصلہ کرنا چاہیے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص مر جائے اور وہ لوگوں کا قرض دار ہو جس کا ایک گواہ ہو اور اس کا بھی قرض ایک پر آتا ہو اس کا بھی ایک گواہ ہو اور اس کے وارث قسم کھانے سے انکار کریں تو قرض خواہ قسم کھا کر اپنا قرض وصول کریں اگر تہ تیغ کرے گا وہ وارثوں کو نہ ملے گا کیونکہ انہوں نے قسم نہ کھا کر اپنا حق آپ چھوڑ دیا مگر جب وارث یہ کہیں کہ ہم تو معلوم نہ تھا کہ قرض میں سے بچھڑ رہے گا اسی واسطے ہم نے قسم نہیں کھائی اور حاکم کو معلوم ہو جائے کہ وارثوں نے اسی واسطے قسم نہ کھائی تھی تو اس صورت میں وارث قسم کھا کر جو بیچہ مال بچ رہا ہے اس کو لے سکتے ہیں۔

باب القضاء فی الدعوی

۱۴۰۔ عَنْ جَمِيلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُؤَدِّبِ أَنَّهُ سَمِعَ يَحْضُرُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ يَقْضِي بَيْنَ النَّاسِ فَإِذَا جَاءَهُ الرَّجُلُ يَدْعِي عَلَى الرَّجُلِ حَقًّا نَظَرَ فَإِنْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا مُخَالَطَةٌ أَوْ مُلَابَسَةٌ أَحْلَفَ الَّذِي أُدْعِيَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ لَمْ يُحْلَفْهُ۔

حضرت جمیل بن عبدالرحمن عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا کرتے تھے جب وہ فیصلہ کرتے تھے لوگوں کا جو شخص کسی پر دعویٰ کرے گو مدعی اور مدعا علیہ میں کبھی بائی اور تعلق اور ارتباط معلوم ہوتا تو مدعا علیہ سے حلف لیتے ورنہ حلف نہ لیتے۔

فائدہ: عمر بن عبدالعزیز اور اکثر علمائے مدینہ کا مذہب یہی ہے کہ جب مدعی علیہ مدعی سے کچھ علاقہ نہ رکھتا ہوتا جان پہچان نہ معاملہ نہ اتحاد تو مدعی علیہ سے حلف لینا ضروری نہیں لیکن جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ اس کے برخلاف ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ جب مدعی علیہ منکر ہو اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہو تو مدعی علیہ سے قسم لینی جائے گی۔ زرقانی نے کہا مالکؒ نے یہ مذہب اس واسطے اختیار کیا کہ اگر مدعی علیہ سے عموماً حلف لیا جائے تو ہر شخص ذلت دینے کے خیال سے شریف اور بھلے آدمیوں سے حلف لیا کرے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے جو شخص دعویٰ کرے دوسرے پر تو دیکھا جائے گا کہ مدعی کو

مدعی علیہ سے ملاپ اور تعلق معلوم ہوگا تو مدعی علیہ سے حلف لیں اگر حلف کر لے گا مدعی کا دعویٰ باطل ہوگا اگر انکار کرے تو پھر مدعی سے حلف لیں گے اگر وہ حلف کر لے تو اپنا حق لے لے گا۔

باب القضاء في شهادة الصبيان الزكوة کی گواہی کا بیان

١٤٠٦- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقْضِي بِشَهَادَةِ الصَّبِيَّانِ فِيمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْجِرَاحِ -

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما الزکوٰۃ کی گواہی پر حکم کرتے تھے ان کے آپس کی مار پیٹ کے۔

مستلزم: امام مالک نے فرمایا کہ لڑکے لڑکیوں کو ایک دوسرے کو زخمی کریں تو ان کی گواہی درست ہے لیکن لڑکوں کی گواہی اور مقدمات میں درست نہیں ہے یہ بھی جب درست ہے کہ لڑکا لڑکا کر جدا نہ ہو گئے ہوں مگر نہ کیا ہوا اگر جدا جدا چلے گئے ہوں تو پھر ان کی گواہی درست نہیں ہے مگر جب عادل لوگوں کو اپنی شہادت پر شاہد کر گئے ہوں۔

فائدہ: ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کے نزدیک لڑکوں کی گواہی کسی مقدمے میں درست نہیں ہے۔

باب الحث على منبر النبي ﷺ رسول الله ﷺ کے منبر پر جھوٹی قسم کھانے کا بیان

١٤٠٧- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى مَنْبَرِي آثِمًا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ -

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے منبر پر جھوٹی قسم کھائے اس نے اپنا ٹھکانہ بنا لیا جہنم میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تغلیظ قسم کی مسجد یا مکان سے درست ہے جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔

١٤٠٨- عَنْ أَبِي أُسَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ بِسَمِينِهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَأَوْجَبَ لَهُ النَّارَ قَالُوا وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَإِنْ كَانَ قَضِيًّا مِنْ أَرَكَبٍ وَإِنْ كَانَ قَضِيًّا مِنْ أَرَكَبٍ قَالَهَا

(١٤٠٦) بیہقی (١٦٢/١٠) رقم (٢٠٦١٢)۔

(١٤٠٧) أبو داود (٣٢٤٦) کتاب الأیمان والنذور: باب ما جاء في تعظيم اليمين عند منبر النبي،

نسائی فی الكبرى (٦٠١٨) ابن ماجہ (٢٣٢٥) أحمد (٣٤٤١٣) رقم (١٤٧٦٢)۔

(١٤٠٨) مسلم (١٣٧) کتاب الأیمان: باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، نسائی

(٥٤١٩) ابن ماجہ (٢٣٢٤) أحمد (٢٦٠١٥) رقم (٢٢٥٩٤) دارمی (٢٦٠٣)۔

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ -

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی مسلمان کا حق اڑا لے۔ جھوٹی قسم کھا کر تو اللہ جنت کو اس پر حرام کرے گا اور جہنم اس کے لیے ضروری کرے گا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! اگرچہ وہ حق توڑا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ ایک شاخ ہو پیلوکی اگرچہ ایک شاخ ہو پیلوکی، تین بار فرمایا۔

فائدہ: مبالغہ اور زجر (دھمکی) کے واسطے یعنی قلیل کثیر میں فرق نہیں حقوق العباد توڑے ہوں یا بہت ان کا معاف ہونا دشوار ہے اور قید مسلمانوں کی اتفاقی ہے۔ کافر کا مال بھی ناحق اڑا لینا یہی حکم رکھتا ہے اگر کسی سے ایسا ہو جائے تو وہ وہ مال ادا کر کے پھر استغفار کرے۔

باب جامع ما جاء في اليمين على المنبر منبر پر قسم کھانے کا بیان

١٤٠٩ - عَنْ أَبِي عَطْفَانَ بْنِ طَرِيفِ الْمُرِّيِّ يَقُولُ اخْتَصَمَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ وَابْنُ مُطِيعٍ فِي دَارِ كَثَانَتْ بَيْنَهُمَا إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَضَى مَرْوَانٌ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِينِ عَلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَحْلِفْ لَهُ مَكَانِي قَالَ فَقَالَ مَرْوَانٌ لَا وَاللَّهِ إِلَّا عِنْدَ مَقَاتِعِ الْحُقُوقِ قَالَ فَحَعَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَحْلِفُ أَنْ حَقَّهُ لِحَقِّ وَيَأْتِي أَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمَنْبَرِ قَالَ فَحَعَلَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ يَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ -

حضرت ابو عطفان (سعد) بن طریف سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ نے جھگڑا کیا ایک گھر میں جو دونوں میں مشترک تھا تو لے گئے مقدمہ مروان بن حکم کے پاس وہ ان دونوں میں حاکم تھا مدینہ کا مروان نے فیصلہ کیا اس بات پر کہ زید بن ثابت قسم کھائے منبر شریف پر۔ زید نے کہا میں اپنی جگہ پر قسم کھاؤں گا مروان نے کہا نہیں وہیں قسم کھاؤ جہاں لوگوں کے قبضے چلتے ہیں (منبر شریف پر) تو زید بن ثابت قسم کھاتے تھے میں سچا ہوں لیکن منبر پر قسم کھانے سے انکار کرتے تھے اور مروان کو تعجب ہوتا تھا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ربیع دینار یعنی تین درہم سے کم میں منبر پر حلف نہ لیا جائے گا۔

فائدہ: اور شافعی کے نزدیک تیس دینار سے کم میں حلف منبر پر نہ لیا جائے گا۔



(١٤٠٩) بخاری (قبل الحديث / ٢٦٧٣) كتاب الشهادات : باب اليمين على المدعى عليه في الأموال

والحدود، بيهقي (١٧٧/١٠) رقم (٢٠٦٩٧) -

کتاب الرهن

کتاب گروی رکھنے کے بیان میں

باب ما لا يجوز من غلق الرهن رہن کارو کنا درست نہیں ہے

فائدہ: گروی لینے والے کو مرتہن اور رکھنے والے کو راہن اور اس شے کو رہن اور مرہون بولتے ہیں۔

۱۴۱۰۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَغْلِقُ الرَّهْنُ -

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ روکی جائے گی رہن۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک شخص سو روپے کا مال چھتر روپے میں گروی رکھے اور یہ کہہ دے کہ اگر اتنی مدت تک میں نہ چھتر اول تو یہ مال تیرا ہو جائے گا یہ درست نہیں ہے اگر ایسا کہے بھی تو جب راہن زر رہن ادا کرے مرتہن کو وہ مال دینا پڑے گا اور شرط لغو ہو جائے گی۔

باب القضاء في رهن الثمر والحيوان پھلوں اور جانوروں کے رہن کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص باغ رہن کرے ایک میعاد معین یہ تو جو پھل اس باغ میں رہن سے پہلے نکل چکے تھے وہ رہن نہ ہوں گے مگر جس صورت میں مرتہن نے شرط کر لی ہو تو وہ پھل بھی رہن رہیں گے اور جو کوئی شخص حاملہ لونڈی کو رہن رکھے یا بعد رہن کے وہ حاملہ ہو جائے تو اس کا بچہ بھی اس کے ساتھ رہن رہے گا یہی فرق ہے پھل اور بچے میں اس واسطے کہ پھل بیج میں بھی داخل نہیں ہوتے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے کھجور سے درخت بیچے تو پھل باغ کو ملیں گے مگر جب مشتری شرط کر لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے اگر کوئی لونڈی یا جانور بیچے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو تو وہ بیچہ مشتری کا ہوگا خواہ مشتری اس کی شرط لگائے یا نہ لگائے تو کھجور کا درخت جانور کی مانند نہیں ہے پھل کھجور کے بیج کے مانند ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ آدمی درخت کے پھلوں کو رہن کر سکتا ہے بغیر درختوں کے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ پیٹ کے بیچے کو رہن کرے بغیر اس کی ماں کے آدمی ہو یا جانور۔

(۱۴۱۰) ابن ماجہ (۲۴۴۱) کتاب الأحكام : باب لا يخلق الرهن ، بیہقی (۳۹/۶) رقم (۱۱۲۱۹)۔

باب القضاء في الرهن من الحيوان جانور کو رہن رکھنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ شے مرہون اگر ایسی ہو جس کا تلف ہونا معلوم ہو جائے جیسے زمین اور گھر اور جانور تو اس صورت میں شے مرہون کے تلف ہونے سے مرہون کا کچھ حق کم نہ ہوگا بلکہ راہن کو نقصان ہوگا اور جو شے مرہون ایسی ہو جس کا تلف ہونا صرف مرہون کے کہنے سے معلوم ہو (جیسے سونا چاندی وغیرہ) تو مرہون اس کی قیمت کا ضامن ہوگا (جس صورت میں گواہ نہ رکھتا ہو اس کے تلف ہونے کا) اب اگر راہن اور مرہون زر رہن میں اختلاف کریں تو مرہون سے کہا جائے گا تو خلفاً شے مرہون کے اوصاف اور زر رہن کو بیان کر جب وہ بیان کرے گا تو نگاہ والے لوگ اس شے کی قیمت مرہون نے جو اوصاف بیان کیے ہیں ان کے لحاظ سے لگائیں گے۔ اگر قیمت زر رہن سے زیادہ ہو تو رہن جس قدر زیادہ ہے مرہون سے وصول کر لے گا اگر قیمت زر رہن سے کم ہو تو راہن سے حلف لیں گے اگر وہ حلف کر لے گا تو جس قدر مرہون نے زر رہن قیمت سے زیادہ بیان کیا ہے وہ اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اور جو حلف سے انکار کرے تو اس قدر مرہون کو ادا کرے گا اگر مرہون نے کہا میں شے مرہون کی قیمت نہیں جانتا تو راہن سے شے مرہون کے اوصاف پر حلف لے کر اس کے بیان پر فیصلہ کریں گے جب کہ وہ کوئی امر خلاف واقعہ بیان نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ جب ہے کہ شے مرہون مرہون کے پاس ہو اور اس نے دوسرے کے پاس نہ رکھوائی ہو (ور نہ مرہون پر ضمان نہ ہوگا اگر چہ وہ گواہ نہ لاسکے)۔

باب القضاء في الرهن يكون بين الرجلين دو آدمیوں کے پاس رہن رکھنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شے دو آدمیوں کے پاس رہن ہو تو ایک مرہون اپنے ذین کا تقاضا کرے اور شے مرہون کو بیچنا چاہے اور ایک مرہون راہن کو مہلت دے اگر شے مرہون ایسی ہے کہ اس کے نصف بیچ ڈالنے سے دوسرے مرہون کا نقصان نہیں ہوتا تو آدھی بیچ کر ایک مرہون کا ذین ادا کر دیں گے اور جو نقصان ہوتا تو کل شے مرہون کو بیچ کر جو مرہون تقاضا کرتا ہے اس کو نصف دے دیں گے اور جس مرہون نے مہلت دی ہے وہ آخر خوشی سے چاہے تو نصف ثمن کو راہن کے حوالہ کر دے نہیں تو حلف کرے میں نے اس واسطے مہلت دی تھی کہ شے مرہون اپنے حال پر میرے پاس رہے پھر اس کا حق اسی وقت ادا کر دیا جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر غلام کو رہن رکھے تو غلام کا مال راہن لے لے گا مگر جب مرہون شرط کر لے کہ اس کا مال بھی اس کے ساتھ رہن رہے۔

باب القضاء في جامع الرهون رہن کے مختلف مسائل کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اسباب رہن رکھا وہ مرہون کے پاس تلف ہو گیا لیکن راہن اور مرہون کو زر رہن کی مقدار میں اختلاف نہیں ہے البتہ شے مرہون کی قیمت میں اختلاف ہے راہن کہتا ہے اس کی قیمت اتنی ہے

اور مرتبن کہتا ہے اس کی قیمت دس دینار تھی اور زر رہن بیس دینار ہے اور مرتبن سے کہا جائے گا کہ شے مرہون کے اوصاف بیان کر جب وہ بیان کرے تو اس سے حلف لے کر نگاہ والوں سے ایسی شے کی قیمت دریافت کریں اگر وہ قیمت زر رہن سے زیادہ ہو تو مرتبن سے کہا جائے گا جس قدر زیادہ ہے وہ رہن کو دے اگر قیمت کم ہے تو مرتبن جس قدر کم ہے رہن سے لے لے اگر برابر ہے تو خیر قصہ چکانہ یہ پتھہ دے نہ وہ پتھہ دے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر شے مرہون موجود ہو لیکن رہن زر رہن دس دینار بیان کرے اور مرتبن بیس دینار تو مرتبن حلف اٹھائے اگر شے مرہون کی بیس دینار قیمت ہو تو اسی شے مرہون کو اپنے ذہن کے بدلے میں لے لے البتہ اگر رہن بیس دینار ادا کر کے اپنی شے لینا چاہے تو لے سکتا ہے اگر اس شے مرہون کی قیمت بیس دینار سے کم ہو تو مرتبن سے حلف لے پھر رہن کو اختیار ہے یا بیس دینار دے کر اپنی شے لے لے یا خود بھی حلف اٹھائے کہ میں نے اتنے پر رہن کی تھی اگر حلف اٹھائے تو جس قدر شے مرہون کی قیمت سے مرتبن نے ذہن زیادہ بیان کیا ہے وہ اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا ورنہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ شے مرہون سے تلف ہوگئی اب اختلاف ہوا زر رہن کی مقدار اور شے مرہون کی قیمت میں مرتبن نے کہا زر رہن بیس دینار تھا اور شے مرہون کی قیمت دس دینار تھی اور رہن نے کہا زر رہن دس دینار تھا اور شے مرہون کی قیمت بیس دینار تھی تو مرتبن سے کہیں گے شے مرہون کے اوصاف بیان کر جب وہ بیان کرے تو اس سے حلف لے کر نگاہ والوں سے قیمت کا اندازہ کرائیں اگر قیمت بیس دینار سے زیادہ (مثلاً بیس دینار ہو) تو مرتبن سے حلف لے کر جس قدر قیمت زیادہ ہے (مثلاً دس دینار) رہن کو دلا دیں گے اگر قیمت بیس سے کم ہو (مثلاً پندرہ دینار) تو مرتبن سے زر رہن پر حلف لے کر جس قدر قیمت ہے وہ گویا مرتبن کو وصول ہو چکی باقی کے واسطے رہن سے حلف لیں گے اگر وہ حلف اٹھائے گا تو مرتبن رہن سے کچھ نہ لے سکے گا اگر حلف نہ اٹھائے تو بیس دینار میں جتنا کم ہے وہ رہن سے مرتبن کو دلا دیں گے۔

باب القضاء فی کراء الدابة

جانور کو کرایہ پر لینے اور اس میں زیادتی

کرنے کا بیان

والتعدی فیها

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص جانور کو کرایہ پر لے اس اقرار سے کہ فلاں مقام تک جاؤں گا پھر اس سے آگے بڑھ جائے تو جانور کے مالک کو اختیار ہے اگر چاہے جتنا آگے گیا ہے اتنی دور کا کرایہ دستور کے موافق اور لے لے نہیں تو اپنے جانور کی قیمت اُس دن کی اور اس مقام کی جہاں تک جانا ٹھہرا تھا کرایہ دار سے لے لے اور کرایہ جو پہلے ٹھہر چکا تھا وہ بھی لے لے اگر صرف جانے پر کرایہ ہوا تھا اور جو آنے پر کرایہ ہوا تھا تو جو کرایہ ٹھہرا تھا اس کا نصف لے کیونکہ نصف کرایہ جانے کا تھا اور نصف آنے کا اور جس وقت کرایہ دار نے زیادتی کی اس وقت اس پر نصف ہی کرایہ واجب ہوا تھا اگر کرایہ دار نے آنے جانے کے لیے جانور کو کرایہ پر لیا اور جب جانے کی جگہ پہنچا تو وہ جانور مر گیا تو کرایہ دار پر تاوان نہ

ہوگا اور مالک کو نصف کرایہ ملے گا اسی طرح اگر رب المال مضارب کو منع کر دے کہ فلاں فلاں مال نہ خریدنا اور مضارب وہی خریدے اس خیال سے کہ میں ضمان دے دوں گا اور نفع سارا مارا کھاؤں گا تو رب المال کو اختیار ہے چاہے اس سے مال میں مضاربیت قائم رکھے چاہے اپنا اس المال پھیر لے اسی طرح بضاعت میں صاحب مال اگر یہ کہے کہ فلاں فلاں مال خریدنا اور وہ شخص دوسرا مال خریدے تو صاحب مال کو اختیار ہے چاہے اسی مال کو اپنا سمجھے یا اپنا اس المال پھیر لے۔
فائدہ: اب مالک نصف کرایہ لے کر مختار ہے چاہے جتنا آگے بڑھ گیا تھا اس کا اور پھر آنے کا کرایہ دستور کے موافق لے لے یہ جانو اس دن اس مقام کی قیمت پر کرایہ دار کے حوالے کرے۔

باب القضاء في المستكرهة من جس عورت سے جبراً کوئی جماع کرے تو النساء کیا حکم ہے

۱۴۱۱۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ قَضَى فِي امْرَأَةٍ أُصِيبَتْ مُسْتَكْرَهَةً بِصَبْدِ أَهْلِهَا عَلَيَّ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ بِهَا۔

حضرت ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبد الملک بن مروان نے حکم دیا ایک عورت کے مہر دینے کا اس شخص پر جس نے اس سے جبراً جماع کیا تھا۔
فائدہ: یہی مذہب ہے جمہور علماء کا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جو شخص کسی عورت کو غصب کرے بکرہ ہو یا ثیبہ اگر وہ آزاد ہے تو اس پر مہر مثل لازم ہے اور اگر لونڈی ہے تو جتنی قیمت اس کی جماع کی وجہ سے کم ہوگی دینی ہوگی اور اس کے ساتھ غصب کرنے والے کو سزا بھی ہوگی لیکن لونڈی کو سزا نہ ہوگی اگر غلام نے کسی کی لونڈی غصب کر کے یہ کام کیا تو اتنا اس کے مولیٰ پر ہوتا مگر جب مولیٰ اس غلام کو جنابت کے بدلے میں دے ڈالے۔

فائدہ: کیونکہ وہ مجبور ہے یہی مذہب ہے شافعی اور لیث اور مالک اور اکثر علماء کا اور ثوری ابو یوسف اور ابن شہر مہ اور حماد کا مذہب یہ ہے کہ زنا کرنے والے پر حد واجب ہوگی اور مہر دینا نہ ہوگا۔

باب القضاء في استهلاك الحيوان والطعام کوئی شخص کسی کا جانور یا کھانا تلف کر دے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص مالک سے بن پوچھے اس کے جانور کو ہلاک کر دے تو اسے دن کی قیمت دینی ہوگی نہ کہ اس کے مانند اور جانور اور اسی طرح مالک کو جانور کے بدلے میں ہمیشہ اسی دن کی قیمت دی جائے گی نہ کہ جانور

یہی حکم ہے اور اسباب کا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی کا اناج تلف کر دے تو اسی قسم کا اتنا ہی اناج دے دے کیونکہ اناج چاندی سونے (جن کا مثل اور بدل ہوا کرتا ہے) کے مشابہ ہے نہ کہ جانور کے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر امانت کے روپوں سے کچھ مال خرید اور نفع کمایا تو وہ نفع اس شخص کا ہو جائے گا جس کے پاس روپے امانت تھے مالک کو دینا ضروری نہیں کیونکہ اس نے جب امانت میں تصرف کیا تو وہ اس کا ضامن ہو گیا۔

مرتد کا حکم

باب القضاء فيمن ارتد عن الاسلام

فائدہ: مرتد اس کو کہتے ہیں جو مسلمان دین اسلام سے پھر جائے اور کفر اختیار کرے۔

۱۴۱۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ غَيَّرَ دِينَهُ فَاصْرَبُوا عُنُقَهُ۔
حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا دین بدل ڈالے (یعنی دین اسلام چھوڑ کر اور دین اختیار کرے) تو اس کی گردن مارو۔

فائدہ: مرد ہو یا عورت یہی قول شافعی اور مالک اور احمد اور اکثر علماء کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک عورت کو قتل نہ کریں گے۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ جو فرمایا جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اس کی گردن مارو ہمارے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں جو مسلمان اسلام سے باہر ہو جائیں۔

فائدہ: جیسے زنادقہ یا ان کی مانند تو جب مسلمان ان پر غلبہ پائیں تو ان کو قتل کر دیں یہ بھی ضروری نہیں کہ پہلے ان سے توبہ کرنے کو کہیں کیونکہ ان کی توبہ کا اعتبار نہیں ہو سکتا وہ کفر کو اپنے دل میں رکھتے ہیں اور ظاہر میں اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں لیکن اگر مسلمان شخص (کسی شے کی وجہ سے) اعلانیہ دین اسلام سے پھر جائے تو اس سے توبہ کرائیں (اور جو شبہ ہوا ہو اس کو دور کر دیں) اگر توبہ کرے تو بہتر۔ ورنہ قتل کیا جائے اور جو کافر ایک کفر کے دین کو چھوڑ کر دوسرا کفر کا دین اختیار کرے مثلاً پہلے یہودی تھا پھر نصرانی ہو جائے تو اس کو قتل نہ کریں گے۔ بلکہ جو دین اسلام کو چھوڑ کر اور کوئی دین اختیار کرے گا اسی کے لیے یہ سزا ہے۔

فائدہ: ”زنادقہ“ جمع ہے زندیق کی۔ زندیق ہر کافر بے دین کو کہتے ہیں۔ یہودی ہو یا نصرانی، مجوسی ہو یا بت پرست جو ظاہر میں تو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو لیکن اس کے عقائد و اعمال کفر کے ہوں۔ اس زمانے میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں مگر اسلام کے اصولوں سے انکار کرتے ہیں وہ سب مرتد ہیں۔ میں نے سنا اور بعضوں کو اپنی آنکھ سے دیکھا کہ وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حشر و نشر اور عذاب قبر اور پل صراط اور جنت و دوزخ سب اسماء فرضی ہیں۔ ان کے معانی ظاہر ہر اونہیں ہیں۔ آدم کا انکار اور شیطان کا انکار ان کا شعار ہے ارکان اسلام

(۱۴۱۲) بحاری (۳۰۱۷) کتاب الجهاد والسير: باب لا يعذب بعذاب الله، أبو داود (۴۳۵۱)

ترمذی (۱۴۵۸) نسائی (۴۰۵۹) ابن ماجہ (۲۵۳۵) أحمد (۲۱۷/۱) رقم (۱۸۷۱)۔

نماز روزہ حج، زکوٰۃ سب کو فضول اور بے کار سمجھتے ہیں لباس کفار کا پہنتے ہیں اور ان کی سیرت اور خصلت کا دم بھرتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ ان کے شر سے ہمیں بچائے اور سچے دین پر جس پر صحابہ کرام اور اہل بیت عظام تھے مرتے دم تک ثابت اور قائم رکھے "يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ"

فائدہ: (جو پہلے یہودی تھا پھر نصرانی ہو گیا تو اسے قتل نہ کریں گے) یعنی مواخذہ نہیں کریں گے کیونکہ کفر کی سب مائیں ایک دین سمجھی جاتی ہیں۔

۱۴۱۳۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ قَبْلِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَسَأَلَهُ عَنِ النَّاسِ فَأَخْبَرَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ هَلْ كَانَ فِيكُمْ مِنْ مُعْرَبِيَّةٍ خَيْرٍ فَقَالَ نَعَمْ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ قَالَ فَمَا فَعَلْتُمْ بِهِ قَالَ قَرَّبْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهُ فَقَالَ عُمَرُ أَفَلَا حَبَسْتُمُوهُ ثَلَاثًا وَأَطَعْتُمُوهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيْفًا وَاسْتَبْتُمُوهُ لَعَلَّهُ يَتُوبُ وَيُرَاجِعُ أَمَرَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ اللَّهُمَّ إِنِّي لَمْ أَحْضُرْ وَلَمْ أَمُرْ وَلَمْ أَرْضَ إِذْ بَلَغَنِي -

حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد القاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس سے (یعنی یمن کی طرف سے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے وہاں کے لوگوں کا حال پوچھا اس نے بیان کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم کو کوئی نادر چیز معلوم ہے وہ شخص بولا ہاں ایک شخص کافر ہو گیا تھا بعد اسلام کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم نے اس سے کیا کیا۔ وہ شخص بولا ہم نے اسے پکڑا اور اس کی گردن ماری۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے اس کو تین دن تک قید کیا ہوتا اور ہر روز روٹی دی ہوتی پھر توبہ کر دائی ہوتی شاید وہ توبہ کرتا اور پھر اللہ کا حکم مان لیتا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا اللہ! میں اس وقت وہاں موجود نہ تھا نہ میں نے حکم کیا نہ میں خوش ہوا جب کہ مجھے معلوم ہوا۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک مرد کو مہلت دینا اور اس سے توبہ کروانا ضروری ہے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے اور بھڑوں کے نزدیک توبہ کروانا مستحب ہے۔

باب القضاء فيمن وجد مع جو شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی

امرأته رجلا مرد کو پائے اس کا کیا حکم ہے؟

۱۴۱۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ سَعْدَةَ بَنَ عِبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ

(۱۴۱۳) عبد الرزاق (۱۰/۱۶۴ - ۱۶۵) ابن ابی شیبہ (۶/۴۴۴) سعید بن منصور (۲۵۸۵، ۲۵۸۶)

بيهقي (۲۰۶/۸ - ۲۰۷) -

(۱۴۱۴) مسلم (۱۴۹۸) كتاب اللعان: باب 'أبو داود (۴۵۳۳) ابن ماجه (۶۲۰۵) أحمد

(۴/۱۰۰۸) رقم (۱۰۰۸) -

وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا اُمْمَهُلُهُ حَتَّى آتَى بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں کیا میں اس کو مہلت دوں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں۔
 ۱۴۱۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ خَيْبَرِيِّ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ أَوْ قَتَلَهُمَا مَعًا فَأَشْكَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْقَضَاءُ فِيهِ فَكَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ يَسْأَلُ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَنْ ذَلِكَ فَسَأَلَ أَبُو مُوسَى عَنْ ذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ إِنَّ هَذَا الشَّيْءَ مَا هُوَ بِأَرْضِي عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتُخْبِرَنِي فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى كَتَبَ إِلَيَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ عَلِيُّ أَنَا أَبُو حَسَنِ إِنْ لَمْ يَأْتِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَلْيُعْطَ بِرُمَّتِهِ -

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے شام والوں میں سے (ابن خبیری) اپنی عورت کے ساتھ ایک مرد کو پایا تو مار ڈالا اس مرد کو یا مرد عورت دونوں کو۔ معاویہ بن ابی سفیان (جو حاکم تھے شام کے) ان کو اس کا فیصلہ دشوار ہوا انہوں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ کو پوچھو۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ واقعہ میرے ملک میں نہیں ہوا میں تم کو قسم دیتا ہوں تم سچ بیان کرو کہاں یہ امر ہوا؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ میں تم سے اس مسئلہ کو پوچھوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابوالحسن ہوں اگر چار گواہ نہ لائے تو قتل پر راضی ہو جائے۔

فائدہ: ایک نسخہ میں ہے فَقَتَلَهَا ہے یعنی مار ڈالا اس عورت کو۔

فائدہ: اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ لکھا کیونکہ ان دونوں میں رنج تھا نہ معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطیع تھے۔ (زرقانی)

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ قضایا اور مناقشات کے فیصلہ کرنے میں اس قدر کامل تھے کہ عرب میں ایک مثل مشہور ہو گئی۔
 قَضِيَّةٌ وَلَا أَبَا حَسَنِ لَهَا يَهْجُرُهَا هِيَ أَوْ كَوْنُ ابْنِ الْحَسَنِ هِيَ -

فائدہ: یعنی جب وہ شخص چار گواہ جنہوں نے اس مرد اور عورت کو اس طرح زنا کرتے ہوئے جیسے سلاٹ سرے دانی میں جاتی ہے دیکھا ہو نہ لائے تو قصاص اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا بلکہ قتل لیا جائے گا۔

منبوذ کا حکم

باب القضاء في المنبوذ

فائدہ: منبوذ اور لقیط اس بچے کو کہتے ہیں جو راستے میں پڑا ہو۔

۱۴۲۶۔ عَنْ سُنَيْنِ بْنِ أَبِي حَمِيلَةَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ أَنَّهُ وَجَدَ مَنبُودًا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَجِئْتُ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى اخْتِذِ هَذِهِ النَّسْمَةَ فَقَالَ وَجَدْتُهَا ضَائِعَةً فَأَخَذْتُهَا فَقَالَ لَهُ عَرِيفُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَكْذَلِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَذْهَبَ فَهُوَ حُرٌّ وَلَكَ وَلَاؤُهُ وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ۔

حضرت سنین بن ابی حمیلہ نے ایک منبوذ پایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انہوں نے کہا میں اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو نے اس کو کیوں اٹھایا میں نے کہا یہ بڑے بڑے پڑے مر جاتا اس واسطے میں نے اٹھالیا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عریف نے کہا 'اے امیر المؤمنین! میں اس شخص کو جانتا ہوں نیک آدمی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نیک ہے اس نے کہا ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جا وہ منبوذ آزاد ہے تجھ کو اس کی ولاء ملے گی اور ہم اس کا خرچ دیں گے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شبہ ہوا شاید انہی کا لڑکا ہو اس کو لے آئے ہوں بیت المال سے تنخواہ مقرر کروانے کے لیے۔

فائدہ: عریف اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں کو جانتا پچانتا ہو وہ حاکم کے پاس رہا کرتا ہے لوگوں کا حال بتانے کے لیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عریف کا نام ننان تھا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ منبوذ آزاد رہے گا اور ولاء اس کی مسلمانوں کو ملے گی وہی اس کے وارث ہوں گے وہی اس کی طرف سے دیت بھی دیں گے۔

باب القضاء بالحق الولد بأبيه لڑکے کو باپ سے ملانے کا بیان

۱۴۱۷۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهْدَ إِلَيَّ أَحِبَّهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَوَلِيدَهُ زَمَعَةَ مِنِّي فَأَقْبَضُهُ إِلَيْكَ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ

(۱۴۱۶) بخاری (قبل الحدیث / ۲۶۶۲) کتاب الشهادات : باب اذا زکی رجل رجلا کفاه ' عبد الرزاق (۴۵۰/۷) (۴۵۰/۷) ابن ابی شیبہ (۶/۲۹۸) (۳۱۵۶۰) بیہقی (۲۰۱/۶)۔ (۲۰۲) (۱۲۱۳۳)۔

(۱۴۱۷) بخاری (۲۰۵۳) کتاب البیوع : باب تفسیر المشبهات ' مسلم (۱۴۵۷) ابو داود (۲۲۷۳)

ابن ماجہ (۳۴۸۴) ابن ماجہ (۲۰۰۴) أحمد (۳۷/۶) رقم (۲۴۵۸۷) دارمی (۲۲۳۶)۔

أَخَذَهُ سَعْدٌ وَقَالَ ابْنُ أُحْيَى قَدْ كَانَ عَهْدٌ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بَنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أُحْيَى وَابْنُ وَليدَةَ أَبِي وَليدَةَ عَلِيٍّ فِرَاشِهِ فَتَسَاوَفَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أُحْيَى قَدْ كَانَ عَهْدٌ إِلَيَّ فِيهِ وَقَالَ عَبْدُ بَنُ زَمْعَةَ أُحْيَى وَابْنُ وَليدَةَ أَبِي وَليدَةَ عَلِيٍّ فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بَنُ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَحْرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِيْبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبهِهِ بِعُبَيْةِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَتْ فَمَا رَأَاهَا حَتَّى لَقِيَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے عقبہ بن ابی وقاص نے مرتے وقت اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ زمرہ کی لونڈی کا لڑکا میرے نطفے سے ہے تو اس کو اپنے پاس رکھیے تو جب کہ فتح ہوا تو سعد نے اس لڑکے کو لے لیا اور کہا میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے وصیت کی تھی اس کے لینے کی۔ عبد بن زمرہ نے کہا یہ لڑکا میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے دونوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ! یہ بیٹا ہے میرے بھائی کا اس نے مجھے وصیت کی تھی اس بارے میں عبد بن زمرہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبد بن زمرہ سے کہ یہ لڑکا تیرا ہے پھر فرمایا لڑکا ماں کے خاوند یا مالک کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہیں۔ پھر سو وہ بنت زمرہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تو اس لڑکے سے پردہ کیا کر کیونکہ وہ لڑکا مشابہ تھا عقبہ بن ابی وقاص کے سوا اس لڑکے نے نہ دیکھا سو وہ کو یہاں تک کہ انتقال ہوا اس کا۔

فائدہ: یعنی سنگسار کیا جائے گا یا اس کو کچھ نہیں ملنے کا خاک پتھر کے سوا۔

فائدہ: اس کا نام عبد الرحمن تھا۔ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ لوگوں کی لونڈیاں زنا کیا کرتیں اور ان کے مالک بھی ان کے پاس آیا جایا کرتے ہر چند کہ قیام کی رو سے ظن غالب یہی تھا کہ یہ لڑکا عقبہ کا ہو مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل نہ کیا اور حکم شرع کے موافق لڑکا اس کا خضر جس کی لونڈی تھی کیونکہ جب کوئی آزاد عورت کسی کے نکاح میں ہو یا لونڈی سے مالک وطی کر چکا ہو اور مدت مناسب کے اندر اس عورت یا لونڈی کے لڑکا ہو تو وہ لڑکا صاحب فراش کا شمار کیا جائے گا یعنی خاوند کا اور لونڈی کے مالک کا اگرچہ صورت میں اس کے مشابہ نہ ہو مگر جب خاوند یا مالک انکار کرے نسب کا باوجود اس کے آپ نے احتیاطاً سو وہ بنت زمرہ کو جو آپ کی بی بی تھیں اور اس لڑکے کی بہن ہوئیں اس سے چھپنے کو فرمایا۔

۱۴۱۸ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ أَنَّ امْرَأَةً هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَأَعْتَدَتْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ حِينَ حَلَّتْ فَمَكَثَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَنِصْفَ شَهْرٍ ثُمَّ وَلَدَتْ وَلَدًا تَامًا فَحَيَّاهُ زَوْجُهَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَدَعَا عُمَرَ نِسْوَةً مِنْ نِسَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ قَدَّمَاءَ فَسَأَلَهُنَّ

عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ امْرُؤَةٌ مِنْهُمْ أَنَا أُخْبِرُكَ عَنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ هَلَكَتْ عَنْهَا زَوْجُهَا حِينَ حَمَلَتْ مِنْهُ فَأُخْبِرُكَ عَنْهَا فَحَشْرَ وَاللَّهِ مَا فِي بَطْنِهَا فَلَمَّا أَصَابَتْهَا زَوْجُهَا الَّذِي نَكَحَهَا أَصَابَ الْمَوْلَدَ الْمَاءُ تَحَرَّكَ الْمَوْلَدُ فِي بَطْنِهَا وَكَبُرَ فَصَدَّقَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ عُمَرُ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَتَلَعْنِي عَنْكُمْ إِلَّا خَيْرٌ وَالْحَقُّ الْمَوْلَدُ بِالْأَوَّلِ -

حضرت عبداللہ بن ابی امیہ سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا تو اس نے چار مہینے دس دن تک عدت کی پھر دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ابھی اس کے پاس ساڑھے چار مہینے رہی تھی کہ ایک لڑکا جتنا خاصا پورا تو اس کا خاوند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے یہ حال بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پرانی پرانی چند عورتوں کو جو جاہلیت کے زمانے میں تھیں بلوایا اور ان سے پوچھا ان میں سے ایک عورت بولی میں تم کو اس عورت کا حال بتاتی ہوں یہ حاملہ ہوگئی تھی اپنے پہلے خاوند سے جو مر گیا تو حیض کا خون بچے پر پڑتے پڑتے وہ بچہ سوکھ گیا تھا اس کے پیٹ میں تو جب اس نے دوسرا نکاح کیا مرد کی منی پہنچنے سے پھر بچہ کو حرکت ہوئی اور بڑا ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کی اور نکاح توڑ ڈالا تو فرمایا کہ خیر ہوئی تمہاری کوئی بڑی بات مجھے نہیں پہنچی اور لڑکے کا نسب پہلے خاوند سے ثابت کیا۔

فائدہ: مطلب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ عورت کو باوجود حمل رہنے کے معلوم کیسے نہ ہو کہ اس نے دوسرا نکاح کر لیا اس میں قصور عورت کا ہے یا نہیں اگر قصور ثابت ہو تو اس کو سزا دی جائے۔

۱۴۱۹ - عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُلِيطُ أَوْلَادَ الْجَاهِلِيَّةِ بَمَنْ ادَّعَاهُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَأَتَى رَجُلَانِ كِلَاهُمَا يَدْعِي وَوَلَدَ امْرَأَةً فَدَعَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَائِمًا فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَقَالَ الْقَائِفُ لَقَدْ اشْتَرَكَا فِيهِ فَضْرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالدَّرَّةِ ثُمَّ دَعَا الْمَرْأَةَ فَقَالَ أُخْبِرِينِي خَيْرَكَ فَقَالَتْ كَانَ هَذَا لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ يَا بُنَيَّ وَهِيَ فِي إِبِلٍ لِأَهْلِهَا فَلَا يُفَارِقُهَا حَتَّى يَطْنُ وَتَطْنُ إِنَّهُ قَدْ اسْتَمَرَ بِهَا حَبْلٌ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهَا فَأُخْبِرْتُ عَلَيْهِ دِمَاءٌ ثُمَّ حَلَفَ عَلَيْهَا هَذَا تَعْنِي الْآخِرَ فَلَا أُدْرِي مِنْ أَيِّهِمَا هُوَ قَالَ فَكَبَّرَ الْقَائِفُ فَقَالَ عُمَرُ لِلْعَلَامِ وَالِ أَيُّهُمَا شِئْتَ -

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جاہلیت کے بچوں کو جو ان کا دعویٰ کرتا اسلام کے زمانے میں اسی سے ملادیتے (یعنی نسب ثابت کر دیتے) ایک بار دو آدمی دعویٰ کرتے ہوئے آئے ایک لڑکے کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قائف کو (یعنی قیافہ جاننے والے کو) بلایا قائف نے دیکھ کر کہا اس لڑکے میں دونوں شریک ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قائف کو ڈرے سے مارا پھر اس عورت کو (یعنی اس لڑکے کی ماں کو) بلایا اور کہا تو اپنا حال

مجھ سے کہہ اس نے ایک مرد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ میرے پاس آتا تھا اور میں اپنے لوگوں کے اونٹوں میں ہوتی تھی تو وہ مجھ سے الگ نہیں ہوتا تھا بلکہ مجھ سے چمٹا رہتا تھا (یعنی جماع کیا کرتا تھا) یہاں تک کہ وہ بھی اور میں بھی گمان کرتے حمل رہ جانے کا پھر یہ چلا جاتا اور مجھے خون آیا کرتا تب دوسرا مرد آتا وہ بھی صحبت کرتا میں نہیں جانتی ان دونوں میں سے یہ کس کا نطفہ ہے قائف یہ سن کر خوشی کے مارے پھول گیا (کیونکہ اس کی بات سچی نکلی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لڑکے سے تجھے اختیار ہے جس سے چاہے ان دونوں میں سے مولات کر لے۔

فائدہ: اس وجہ سے کہ ایک لڑکا دوسروں کا نہیں ہو سکتا ضروری ہے کہ ایک کا نطفہ ہوگا۔

فائدہ: (جس سے چاہے مولات کر لے) یعنی اس کو باپ اور وارث بنالے۔

۱۴۲۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَوْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَضَىٰ أَحَدُهُمَا فِي امْرَأَةٍ عَرَّتْ رَجُلًا بِنَفْسِهَا وَذَكَرَتْ أَنَّهَا حُرَّةٌ فَتَزَوَّجَهَا فَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا فَقَضَىٰ أَنْ يُعْدَىٰ وَوَلَدُهُ بِمِثْلِهِمْ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یا عثمان رضی اللہ عنہ نے جب ایک عورت نے دھوکہ سے اپنے کو آزاد قرار دے کر ایک شخص سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی یہ فیصلہ کیا کہ (وہ عورت لوٹتی رہے اپنے مولیٰ کی اور اولاد بھی اس کی مملوک ہے) خاوند اپنی اولاد کو فدیہ دے کر چھڑالے اس کے مانند غلام لوٹتی دے کر۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ قیمت دینا بہت بہتر ہے۔

باب القضاء فی میراث الولد جولوہ کا کسی شخص سے ملایا جائے اس کے

وارث ہونے کا بیان

المستلحق

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے ایک شخص مر جائے اور کئی بیٹے چھوڑ جائے اب ایک بیٹا ان میں سے یہ کہے کہ میرے باپ نے یہ کہا تھا کہ فلاں شخص میرا بیٹا ہے تو ایک آدمی کے کہنے سے اس کا نسب ثابت نہ ہوگا اور وارثوں کے حصوں میں سے اس کو کچھ نہ ملے گا البتہ جس نے اقرار کیا ہے اس کے حصے میں سے اس کو ملے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک شخص مر جائے اور دو بیٹے چھوڑ جائے اور چھ سو دینار ہر ایک بیٹا تین تین سو دینار لے پھر ایک بیٹا یہ کہے کہ میرے باپ نے اقرار کیا تھا اس امر کا کہ فلاں شخص میرا بیٹا ہے تو وہ اپنے حصے میں سے اس کو سو دینار دے کیونکہ ایک وارث نے اقرار کیا ایک نے اقرار نہ کیا تو اس کو آدھا حصہ ملے گا اگر وہ بھی اقرار کر لیتا تو پورا حصہ یعنی دو سو دینار ملنے اور نسب ثابت ہو جاتا اس کی مثال یہ ہے ایک عورت اپنے باپ یا خاوند کے ذمے پر قرض کا اقرار کرے اور باقی وارث انکار کریں تو وہ اپنے حصے کے موافق اس میں سے قرضہ ادا کرے اسی حساب سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک مرد بھی اس قرض خواہ کے قرضے کا گواہ ہو تو اس کو حلف دے کر ترکے میں سے پورا قرضہ دلا دیں گے۔ کیونکہ ایک مرد جب گواہ ہو اور مدعی بھی حلف کرے تو دعویٰ ثابت ہو جاتا ہے البتہ اگر قرض خواہ حلف نہ کرے تو جو وارث اقرار کرتا ہے اسی کے حصے کے موافق قرضہ وصول کرے۔

باب القضاء في أمهات الأولاد لونتیوں کی اولاد کا بیان

۱۴۲۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَطْفُونَ وَلَا يَدَهُمْ ثُمَّ يَعْرِضُونَ لَهَا لَا تَأْتِينِي وَلَيْدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدَهَا أَنَّ قَدْ أَلَمَّ بِهَا إِلَّا أَلْحَقَتْ بِهِ وَلَكِنَّهَا فَاعَزَلُوا بَعْدَ أَوْ اتْرَكُوا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا جماع کرتے ہیں اپنی لونتیوں سے پھر ان سے جدا ہو جاتے ہیں اب سے میرے پاس جو لونتی آئے گی اور اس کے مولیٰ کو اقرار ہوگا اس سے جماع کرنے کا تو میں اس لڑکے کو مولیٰ سے ملا دوں گا تم کو اختیار ہے چاہے عزل کرو یا نہ کرو۔

فائدہ: اس خیال سے کہ لڑکا پیدا ہو تو ہمارا نہ کہلائے پہلے تو صحبت کرتے ہیں مزے اڑا لیتے ہیں پھر بے تعلقی بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: یعنی اس سے نسب ثابت کروں گا اگرچہ وہ کہا کرے کہ میں نے انزال کے وقت عزل کر لیا تھا یعنی ذکر کو شرمگاہ سے باہر نکال کر منزل ہوا تھا میرا لڑکا کہاں سے آیا۔

فائدہ: کچھ فائدہ نہیں ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہی ہے کہ جب مالک کو اپنی لونتی سے جماع کا اقرار ہو اور مدت مناسب کے اندر اس کا لڑکا پیدا ہو تو وہ مولیٰ کا لڑکا ہوگا مگر ابوحنیفہؒ اور اہل کوفہ کے نزدیک جب تک مولیٰ لونتی کی اولاد کو اپنا نہ کہے نسب ثابت نہیں ہوتا۔

۱۴۲۲۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَطْفُونَ وَلَا يَدَهُمْ ثُمَّ يَدْعُوهُمْ يَخْرُجْنَ لَا تَأْتِينِي وَلَيْدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدَهَا أَنَّ قَدْ أَلَمَّ بِهَا إِلَّا قَدْ أَلْحَقَتْ بِهِ وَلَكِنَّهَا فَأَرْسَلُوهُمْ بَعْدَ أَوْ أَمْسِكُوهُمْ۔

حضرت صفیہ بنت ابی عبید سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا جماع کرتے ہیں اپنی لونتیوں سے پھر ان کو چھوڑ دیتے ہیں وہ نکلی پھرتی ہیں اب میرے پاس جو لونتی آئے گی اور مولیٰ

(۱۴۲۱) عبدالرزاق (۱۳۲/۷) سعید بن منصور (۲۰۶۲، ۲۰۶۳) بیہقی (۴۱۳/۷)۔

(۱۴۲۲) ایضاً۔

کو اقرار ہوگا اس سے صحبت کرنے کا تو میں اس کے لڑکے کا نسب مولیٰ سے ثابت کر دوں گا اب اس کے بعد چاہے انہیں بھیجا کرو چاہے روکے رکھا کرو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ام ولد جب جنایت کرنے تو مولیٰ اس کا تاوان دے اور ام ولد کو اس جنایت کے عوض میں نہیں دے سکتا مگر قیمت سے زیادہ تاوان نہ دے گا۔

باب القضاء في عمارة الموات

بجز زمین کو آباد کرنے کا بیان

۱۴۲۳۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَآيِسَ لِعُرْقِ ظَالِمٍ حَقًّا -

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بجز زمین کو آباد (زرخیز) کھیتی کرے وہ اسی کی ہے جو شخص ظلم سے وہاں کچھ تصرف کرے اس کو کچھ حق نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ظلم سے تصرف کرے مثلاً وہاں گڑھا کھودے یا کچھ زمین قبضہ کرے یا درخت لگائے۔

۱۴۲۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ -

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا جو شخص بجز زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

باب القضاء في المياه

پانی لینے کا بیان

۱۴۲۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي سَيْلٍ مَهْزُورٍ وَمُدْيَبٍ يُمَسِّكُ حَتَّى الْكَعْبِيِّنِ ثُمَّ يُرْسَلُ الْأَعْلَى عَلَى الْأَسْفَلِ -

حضرت عبد اللہ بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دونالوں میں ایک کا نام مہروز تھا اور دوسرے کا نام مدیب کہ جس کا باغ نالہ کے متصل ہے وہ اپنے باغ میں ٹخنوں ٹخنوں پانی بھر کے پھر دوسرے کے باغ میں پانی چھوڑ دے۔

(۱۴۲۳) أبو داود (۳۰۷۳) كتاب الخراج والامارة والفق: باب في احياء الموات 'ترمذی (۱۳۷۸)

نسائی فی الکبری (۵۷۶۱) -

(۱۴۲۴) بیہقی (۱۴۳/۶) رقم (۱۱۷۸۲) -

(۱۴۲۵) أبو داود (۳۶۳۹) كتاب الأفضية: باب من القضاء 'ابن ماجه (۲۴۸۲) -

فائدہ: اسی طرح وہ اپنے باغ میں ٹخنوں تک بھر کے تیسرے کے باغ میں چھوڑ دے۔ اس حدیث کو دارقطنی نے غرائب میں اور حاکم نے موصولاً روایت کیا ہے۔ زرقانی نے کہا کہ ابن عبدالبر اور بزار کا یہ کہنا کہ یہ حدیث موصولاً دیکھنے میں نہیں آئی تعجب خیز ہے۔

۱۴۲۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُْمْنَعَ بِهِ الْكَلَالُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روکا جائے گا پانی جو بیخ رہا ہوتا کہ

گھاس بیخ جائے۔

فائدہ: جو گھاس جنگل میں خود رو ہو سب لوگ اپنے جانوروں کو چراکتے ہیں اگر ایسے مقام میں کسی شخص کا کنواں یا حوض ہو وہ اس کے پانی کو روکے اس خیال سے کہ جب چرانے والوں کو پانی نہ ملے گا تو وہاں چرانے نہ آئیں گے اور گھاس محفوظ رہے گی یہ منع ہے۔

۱۴۲۷۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ نَفْعُ بَنُو۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ منع کیا جائے اس پانی سے

کنوئیں کے جو بیخ رہے۔

فائدہ: جب کنوئیں والا اپنے جانوروں کو پانی پلا چکے اور ضرورت سے زیادہ پانی بیخ رہے تو اور لوگوں کو اس کے استعمال سے منع نہ کرے۔

مروت کا بیان

باب القضاء في المرفق

۱۴۲۸۔ عَنْ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ۔

حضرت یحییٰ مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ ضرر ہے اسلام میں نہ ضرر۔

(۱۴۲۶) بخاری (۲۳۵۳) کتاب المساقلة: باب من قال ان صاحب الماء أحق بالماء، مسلم

(۱۵۶۶) أبو داود (۳۴۷۳) ترمذی (۱۲۷۲) نسائی فی الکبریٰ (۵۷۷۴) ابن ماجه

(۲۴۷۸) أحمد (۲۴۴۱/۲) رقم (۷۳۲۰)۔

(۱۴۲۷) ابن ماجه (۲۴۷۹) کتاب الأحكام: باب النهی عن منع فضل الماء لیمنع به الکلال، أحمد

(۲۵۲۱/۶) رقم (۲۶۶۷۷)۔

(۱۴۲۸) ابن ماجه (۲۳۴۱) کتاب الأحكام: باب من بنی فی حقہ ما یضر بجاره، أحمد (۳۱۳/۱)

(رقم (۲۸۱۷)۔

فائدہ: ضرر یہ ہے کہ بے وجہ کسی کو نقصان پہنچائے ضرر یہ کہ ایک شخص نے اپنے تئیں نقصان پہنچایا اس سے عوض لے اس کو بھی نقصان پہنچائے اس سے بھی منع فرمایا کیونکہ بہتر یہ ہے کہ درگزر کرے اور معاف کر دے اگر بدلے تو برابر لے زیادتی نہ کرے فرمایا اللہ جل شانہ نے: ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ﴾ یعنی برائی کا بدلہ یہ ہے کہ اتنی ہی برائی کرے اس پر بھی جو معاف کر دے گا اور سبکی کرے گا اس کا ثواب اللہ جل شانہ دے گا بے شک وہ نہیں چاہتا ظالموں کو۔ بعضوں کے نزدیک ضرر اور ضرار کے معنی ایک ہی ہیں۔ بعضے کہتے ہیں ضرر یہ ہے جس میں اپنا نفع ہو دوسرے کا نقصان ہو ضرر یہ ہے جس میں اپنا کچھ نفع نہ ہو صرف دوسرے کا نقصان ہو۔ (زرقاتی)

۱۴۲۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعُ أَحَدُكُمْ جَارَهُ خَشْبَةَ يَغْرِزُهَا فِي جِدَارِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ وَاللَّهِ لَا أُرْمِينَنِي بِهَا بَيْنَ أَكْتَفَائِكُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ منع کرے تم میں سے کوئی اپنے ہمسایہ کو لکڑی گاڑنے سے اپنی دیوار میں۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے تھے کیا وجہ ہے کہ تم اس حدیث کو متوجہ ہو کر نہیں سنتے تم خدا کی میں اس کو خوب مشہور کروں گا۔

فائدہ: جمہور علماء کے نزدیک یہ امر استحباً ہے اور احمد اور اسحاق اور اہل حدیث کے نزدیک وجوباً۔ ان کے نزدیک جب ہمسایہ کسی دیوار میں لکڑی گاڑنا چاہے تو اجازت دینا واجب ہے۔

فائدہ: یہ حاصل ترجمہ ہے لفظی ترجمہ یہ ہے کیا ہے واسطے میرے کہ دیکھتا ہوں میں تم کو اس حدیث سے منہ پھرتے ہو قسم خدا کی! البتہ ڈالوں گا میں اس حدیث کو تمہارے کندھوں کے بیچ میں یعنی سنا سنا کر تم کو خوب تنگ کروں گا اور زبردستی اس پر عمل کراؤں گا۔

۱۴۳۰۔ عَنْ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ خَلِيفَةَ سَاقَ خَلِيفَةَ لَهُ مِنَ الْعُرْضِ فَأَرَادَ أَنْ يَمْرُ بِهِ فِي أَرْضِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ فَأَبَى مُحَمَّدٌ فَقَالَ لَهُ الضَّحَّاكَ لِمَ تَمْنَعُنِي وَهُوَ لَكَ مَنفَعَةٌ تَشْرَبُ بِهِ أَوْلًا وَآخِرًا وَلَا يَضُرُّكَ فَأَبَى مُحَمَّدٌ فَكَلَّمَ فِيهِ الضَّحَّاكَ ثُمَّ بَنَى الْخَطَّابِ فَدَعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُخْلِيَ سَبِيلَهُ فَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا فَقَالَ عُمَرُ لِمَ تَمْنَعُ

(۱۴۲۹) بخاری (۲۴۶۳) کتاب المظالم والغصب: باب لا يمنع جار جاره أن يغرز خشبه في جداره
مسلم (۱۶۰۹) أبو داود (۳۶۳۴) ترمذی (۱۳۰۳) ابن ماجه (۲۳۳۵) أحمد (۴۶۳/۲)
رقم (۹۹۶۲)۔

(۱۴۳۰) بیہقی (۱۰۷/۶) رقم (۱۱۸۸۲)۔

أَحَاكَ مَا يَنْفَعُهُ وَهُوَ لَكَ نَافِعٌ تَسْقَى بِهِ أَوْلَا وَآخِرًا وَهُوَ لَا يَضُرُّكَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا وَاللَّهِ فَقَالَ
عُمَرُ وَاللَّهِ لِكَيْمُرُّنَّ بِهِ وَلَوْ عَلَى بَطْنِكَ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَمُرَّ بِهِ فَفَعَلَ الضَّحَّاكَ -

حضرت یحییٰ مازنی سے روایت ہے کہ ضحاک بن خلیفہ نے ایک نہر نکالی عریض (ایک وادی ہے) میں سے محمد بن مسلمہ کی زمین میں سے ہو کر انہوں نے منع کیا۔ ضحاک نے کہا تم کیوں منع کرتے ہو تمہارا تو اس میں نفع ہے اپنی زمین کو اول اور آخر پانی دیا کرنا اور کچھ ضرر نہیں۔ محمد نہ مانا۔ ضحاک نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ کو بلا کر کہا تم اجازت دو۔ محمد نے کہا میں نہ دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنے بھائی مسلمان کو ایسی بات سے منع کرتے ہو جس میں اس کا نفع ہے اور تمہارا بھی نفع ہے تم بھی پانی لیا کرنا اول اور آخر میں اور تمہارا کچھ ضرر نہیں۔ محمد نے کہا تم خدا کی! میں اجازت نہ دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ نہر بہائی جائے اگرچہ تمہارے پیٹ پر سے ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ضحاک کو حکم کیا نہر جاری کرنے کا محمد بن مسلمہ کی زمین سے ہو کر ضحاک نے ایسا ہی کیا۔

۱۴۳۱۔ عَنْ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ أَنَّهُ قَالَ كَانَ فِي حَائِطِ جَدِّهِ رَبِيعٍ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَارَادَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنْ يُحْوِلَهُ إِلَى نَاحِيَةِ مِنَ الْحَائِطِ هِيَ أَقْرَبُ إِلَى أَرْضِهِ فَمَنَعَهُ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي ذَلِكَ فَقَضَى لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ بِتَحْوِيلِهِ -

حضرت یحییٰ مازنی سے روایت ہے میرے دادا کے باغ میں سے ہو کر ایک نہر بہتی تھی عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی۔ عبدالرحمن نے یہ چاہا کہ اس کو باغ کی دوسری طرف سے لے جائیں کیونکہ وہ قریب تھا ان کی زمین سے لیکن باغ کے مالک یعنی میرے دادا (تمیم بن عبد عمرو انصاری) نے اجازت نہ دی۔ عبدالرحمن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔

تقسیم کا بیان

باب القضاء في قسم الأموال

۱۴۳۲۔ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدَّلِيِّ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا دَارٍ أَوْ أَرْضٍ قَسِمَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهِيَ عَلَى قَسْمِ الْجَاهِلِيَّةِ وَأَيُّمَا دَارٍ أَوْ أَرْضٍ أُدْرِكَهَا الْإِسْلَامُ وَلَمْ تَقْسَمْ فَهِيَ عَلَى قَسْمِ الْإِسْلَامِ -

(۱۴۳۱) شافعی فی الأم (۲۳۱/۷)۔

(۲۴۹۵) ابو داؤد (۲۹۱۴) کتاب الفرائض۔ باب فیما أسلم علی میرات ابن ماجہ (۲۴۹۵)۔

حضرت ثور بن زید دہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو زمین یا مکان جاہلیت کے زمانے میں تقسیم ہو چکا ہے وہ اسی طور پر رہے گا البتہ جو مکان یا زمین اسلام کے زمانے تک تقسیم نہیں ہوئی تو وہ اسلام کے قاعدوں کے موافق تقسیم ہوگی۔

فائدہ: (وہ اسی طور پر رہے گا) اگرچہ وارث مسلمان ہو جائیں اور یہ چاہیں کہ دوبارہ اس کو اسلام کے قاعدوں کے موافق تقسیم کریں تو نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: (اسلام کے قاعدوں کے مطابق تقسیم ہوگی) مثلاً زید کفر کی حالت میں مر گیا وارث بھی اس کے کافر تھے ابھی جائیداد تقسیم نہیں ہوئی تھی کہ وارث مسلمان ہو گئے تو اب تقسیم شرع کے طور پر ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص مر جائے اور بارانی اور چاہی زمینیں چھوڑ جائے تو بارانی کو چاہی کے ساتھ ملا کر تقسیم نہ کریں گے بلکہ جدا جدا تقسیم کریں گے۔ (کیونکہ بارانی کا لگان دسواں حصہ ہے اور چاہی کا بیسواں حصہ پیداوار کا)۔ مگر جب سب شریک ملا کر تقسیم کرنے پر راضی ہو جائیں تو ملا کر تقسیم کر دیں گے البتہ بارانی اور زیر تالاب یا کاریز کو ملا کر تقسیم کر دیں گے۔ (کیونکہ ان کا دھارا ایک ہے یعنی دونوں قسموں کی زمینوں کا لگان پیداوار کا دسواں حصہ ہے) اسی طرح اگر کسی قسم کا مال ہوں ایک ہی جگہ اور ایک دوسرے کے مشابہ ہوں تو ہر ایک مال کی قیمت لگا کر ایک ساتھ تقسیم کر دیں گے مکانوں اور گھروں کا بھی یہی حکم ہے۔

باب القضاء فی الضواری والحریسة

ضواری اور حریسہ کا بیان

فائدہ: ضواری جمع ہے ضاری کی جن جانور کو کھیت چرنے کی عادت ہوگی ہو اس کو ضاری کہتے ہیں اور حریسہ ان جانوروں کو کہتے ہیں جو حفاظت میں رکھ کر چرائے جاتے ہیں۔

۱۴۳۳۔ عَنْ حَرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ أَنَّ نَاقَةَ لِلْبُرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَأَفْسَدَتْ فِيهِ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَلَى أَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَأَنَّ مَا أَفْسَدَتْ الْمَوَاشِي بِاللَّيْلِ ضَامِنٌ عَلَى أَهْلِهَا۔

حضرت حرام بن سعد بن محیصہ سے روایت ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما کا اونٹ ایک باغ میں چلا گیا اور نقصان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا کہ باغ کی حفاظت دن کو باغ والے کے ذمے پر ہے البتہ اگر رات کو کسی کا جانور باغ میں جا کر نقصان کرے تو ضمان اس کا جانور کے مالک پر ہوگا۔

فائدہ: کیونکہ جانور کے مالک کو چاہیے کہ رات کو اپنے جانور کی حفاظت کرے جب وہ رات کو چھٹا پھرا اور کسی کا باغ خراب کیا تو مالک کا قصور ہو اور وہی ضمان دے گا البتہ دن کو تو جانور چھٹے پھرا کرتے ہیں باغ کے مالک کو چاہیے کہ دن کو اپنے

(۱۴۳۳) أبو داود (۳۵۷۰) کتاب البیوع: باب المواشی تفسد زرع قوم نسائی فی الکبری (۵۷۸۵)

ابن ماجہ (۲۳۳۲) أحمد (۲۹۵۱۴) رقم (۱۸۸۰۷)۔

باغ کی آپ حفاظت کرے اگر دن کو جانوروں نے اس کا باغ خراب کیا تو مالک کا قصور نہیں باغ والے کا قصور ہے اس نے حفاظت کیوں نہ کی اگر دن کو جانوروں کیساتھ ان کا مالک بھی ہوگا تو ضمان لازم آئے گی۔ مالک اور شافعی کا یہی مذہب ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک ندرات کو نہ دن کو کسی بھی صورت میں جانور کے مالک پر ضمان نہیں ہے اور لیث اور عطاء کے نزدیک ہر صورت میں ضمان ہے۔

۱۴۳۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ أَنَّ رَقِيقًا لِحَاطِبٍ سَرَقُوا نَاقَةً لِرَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَانْتَحَرُوهَا فَرَفِعَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَمَرَ عُمَرُ كَثِيرَ بْنَ الصَّلْتِ أَنْ يَقْطَعَ أَيْدِيَهُمْ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ أَرَأَيْكَ تُجِيعُهُمْ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ لَأَعْرَمَنَّكَ عَزْمًا يَشُقُّ عَلَيْكَ ثُمَّ قَالَ لِمُزَيْنِي كَمْ تَمَنُّ نَاقَتِكَ فَقَالَ الْمُزَيْنِيُّ قَدْ كُنْتُ وَاللَّهِ أَمْتَمْتُهَا مِنْ أَرْبَعِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَقَالَ عُمَرُ أَعْطِهِ ثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔

حضرت یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب سے روایت ہے کہ غلاموں نے ایک شخص کا اونٹ چرا کر کاٹ ڈالا۔ جب یہ مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا آپ نے کثیر بن صلت سے کہا ان غلاموں کا ہاتھ کاٹ ڈال پھر حاطب سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تو ان غلاموں کو بھوکا رکھتا ہوگا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حاطب سے خدا کی قسم میں تجھ سے ایسا تاوان دلاؤں گا جو تجھ پر بہت گراں گزرے۔ آپ نے اونٹ والے سے پوچھا تیرا اونٹ کتنے کا ہوگا اس نے کہا میں نے چار سو درہم کو اسے نہیں بیچا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو آٹھ سو درہم اس کو دے۔

فائدہ: اس وجہ سے وہ مجبور ہو کر چوری کرنے پر آمادہ ہوئے اور پراپا مال چکھ گئے چونکہ ایسی اضطرار کی حالت میں حرام حلال ہو جاتا ہے اس واسطے ہاتھ اُن کا نہ کاٹا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک قیمت دو چند لینے میں اس روایت پر عمل نہ ہوگا لیکن در آمد لوگوں کو یہ رہی کہ اس جانور کی جو قیمت چرانے کے دن ہوگی وہ دینی ہوگی۔

باب القضاء فيمن أصاب شيئا من جو شخص کسی جانور کو نقصان پہنچائے اس

کا حکم

البهائم

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو کسی کے جانور کو نقصان پہنچائے تو نقصان کی وجہ سے جس قدر قیمت اس کی کم ہو جائے اس کا تاوان دینا ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک اونٹ حملہ کرے کسی آدمی پر اور وہ آدمی اپنی جان کا خوف کر کے اس کو مار ڈالے یا

زخمی کرے تو اگر وہ گواہ رکھتا ہو اس امر کا کہ اونٹ نے اس پر حملہ کیا تھا تو اس پر تاوان نہ ہوگا ورنہ تاوان دینا ہوگا۔

باب القضاء فيما يعطى العمال كار يگروں کو جو مال دیا جاتا ہے اس کا حکم

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اپنا کپڑا رنگیز کر دیا تو رنگنے کو دیا اس نے رنگاب کپڑے والا یہ کہے میں نے تجھ سے یہ رنگ نہیں کہا تھا اور رنگیز کہے تو نے یہی رنگ کہا تھا تو رنگیز کا قول قسم سے مقبول ہوگا ایسا ہی درزی کا بھی حکم ہے اور سنار کا جب وہ حلف اٹھالیں البتہ اگر ایسی بات کا دعویٰ کرتے ہوں جو بالکل عرف اور رواج کے خلاف ہو تو اس کا قول مقبول نہ ہوگا بلکہ کپڑے والے سے قسم لی جائے گی اگر وہ قسم نہ کھائے گا تو کار یگر سے قسم لی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنا کپڑا رنگیز کر دیا رنگنے کے واسطے رنگیز نے وہ کپڑا دوسرے شخص کو پہننے کو دے دیا۔ تو رنگیز پر اس کا تاوان ہوگا اگر پہننے والے کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کپڑا کسی اور کا ہے اور جو معلوم ہو تو تاوان اس پر ہوگا۔

باب القضاء في الحماله والحوال حوالے اور کفالت کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنے ذمے پر جو قرض ہے اس کو اپنے ایک قرضدار پر اتار دیا قرض خواہ کی رضا مندی سے اب وہ قرضدار مفلس ہو گیا یا بے جائیداد مر گیا تو قرض خواہ پھر اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔ البتہ اگر ایک شخص دوسرے کے ذمے پر جو قرض ہے اس کا ضامن ہو گیا پھر جو ضامن ہوا تھا بے جائیداد مر گیا یا مفلس ہو گیا تو قرض خواہ قرضدار سے مطالبہ کر سکتا ہے۔

فائدہ: کیونکہ حوالہ نام ہے نقل ذین کا ایک ذمے سے دوسرے ذمے پر جب محتمل لہ نے قبول کر لیا تو محیل بری ہو گیا اب محتمل علیہ سے وصول ہو یا نہ ہو محیل سے کچھ کام نہیں برخلاف کفالت کے اس میں مکفول عندہ پر ہی نہیں ہوتا بلکہ کفیل مکفول عندہ کی مثل ہو جاتا ہے صحت مطالبہ اور وجوب ادائیں۔

باب القضاء فيمن ابتاع ثوبا وبه عيب جوشخص کپڑا خرید کرے اور اس میں عیب نکلے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کپڑا خریدے اور اس میں عیب نکلے مثلاً پھنسا ہوا ہو یا اور کچھ عیب بائع کے پاس کا ہو گواہوں کی گواہی سے یا بائع کے اقرار سے اب مشتری نے اس کپڑے میں تصرف کیا جیسے اس کو کتر بیوت کر ڈالا جس سے کپڑے کی قیمت گھٹ گئی پھر اس کو عیب معلوم ہوا تو وہ کپڑا بائع کو پھیر دے اور کائے کا ضامن مشتری پر نہ ہوگا۔

فائدہ: اور اگر مشتری چاہے تو کپڑے کو رکھ لے اور عیب کا نقصان بائع سے بحرا لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کپڑا خریدا اور اس میں عیب یا مثلاً پھنسا ہوا یا چرا ہوا ہے بائع نے کہا مجھے اس عیب کی خبر نہ تھی اور مشتری اس کپڑے کو کات بیوت کر چکا ہے یا رنگ چکا ہے تو مشتری کو اختیار ہے چاہے کپڑا رکھ

لے اور بائع سے عیب کے موافق نقصان بجز الے چاہے کپڑا بچھیر دے اور جس قدر کاٹ بیونت یا رنگ سے کپڑے کی قیمت گھٹ گئی ہے اس قدر بائع کو بخرادے اگر مشتری نے اس پر وہ رنگ کیا ہے جس کی وجہ سے اس کی قیمت بڑھ گئی تب بھی مشتری کو اختیار ہوگا چاہے عیب کا نقصان بائع سے وصول کر کے کپڑا رکھ لے چاہے بائع کا شریک ہو جائے اس کپڑے میں اب دیکھا جائے گا کہ اس کپڑے کی قیمت عیب کے لحاظ سے کتنی ہے۔ مثلاً دس درہم ہو اور مشتری کے رنگنے کی وجہ سے پندرہ درہم قیمت ہو گئی ہو تو بائع دو ٹکٹ کا اور مشتری ایک ٹکٹ کا اس کپڑے میں شریک ہوگا جب وہ کپڑا لے کر اس کی قیمت کو اسی حساب سے بانٹ لیں گے۔

باب ما لا يجوز من النحل جو ہبہ درست نہیں اس کا بیان

۱۴۳۵۔ عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أَبَاهُ بَشِيرًا أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غَلَامًا كَانَ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هَذَا فَقَالَ لَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَجِعْهُ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے باپ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے اور کہا یا رسول اللہ! میں نے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام ہبہ کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا سب بیٹوں کو تو نے ایسا ہی ایک ایک غلام دیا بولا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رجوع کر ہبہ سے۔

فائدہ: ظاہر حدیث سے عدل اور مساوات کا وجوب ثابت ہوتا ہے اولاد میں۔ یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ثوری کا۔ اور شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ عدل اولاد میں مستحب ہے اگر ایک کو کچھ زیادہ ہبہ کرے تو ہبہ صحیح ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ دوسرے کو بھی اسی قدر دے اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تاویل کی ہے جس طرح یقینوں سے لیکن سب وجوہ ضعیف ہیں ذکر کیا ان کو زرقانی نے۔

۱۴۳۶۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ كَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِينَ وَسَقًا مِنْ مَالِهِ بِالْغَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ وَاللَّهِ يَا بِنْتِ مَا مِنْ النَّاسِ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ غَنَى بَعْدِي مِنْكَ وَلَا أَعَزُّ عَلَيَّ فَقَرًّا بَعْدِي مِنْكَ وَإِنِّي كُنْتُ نَحَلْتُكَ جَادَّ عِشْرِينَ وَسَقًا فَلَوْ

(۱۴۳۵) بخاری (۲۵۸۶) کتاب الہبۃ وفضلها: باب الہبۃ للولد: مسلم (۱۶۲۳) أبو داود (۳۵۴۲)

ترمذی (۱۳۶۷) نسائی (۳۶۷۳) ابن ماجہ (۲۳۷۲) أحمد (۲۷۰/۴ - ۲۷۱) رقم

(۱۸۵۷۲)۔

(۱۶۳۶) بیہقی (۱۶۹۶ - ۱۷۰) رقم (۱۱۹۴۸) شرح معانی الآثار (۸۸/۴)۔

كُنْتِ جَدِّدْتِيهِ وَاحْتَزَيْتِيهِ كَمَا لَكَ وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالٌ وَارِثٌ وَإِنَّمَا هُمَا أَحْوَاكِ وَأَحْتَاكِ فَاقْتَسِمُوهُ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا أَبَتِ وَاللَّهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ فَمَنْ الْأُخْرَى فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ذُو بَطْنٍ بِنْتُ حَارِجَةَ أَرَاهَا جَارِيَةً -

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو بہہ کیے تھے کھجور کے درخت جن میں سے میں سبق کھجور لٹکتی تھی اپنے باغ میں سے جو غابہ میں تھے (غابہ ایک موضع ہے شام کی راہ میں) جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہونے لگی انہوں نے کہا اے بیٹی! کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کا مالدار زہنا مجھے پسند ہو بعد اپنے تجھ سے زیادہ اور نہ کسی آدمی کا مفلس رہنا ناپسند ہے مجھ کو بعد اپنے تجھ سے زیادہ میں نے تجھے بیس سبق کھجور کے درخت بہہ کیے تھے اگر تو ان درختوں سے کھجور کا ثقی اور ان پر قبضہ کر لیتی تو وہ تیرا مال ہو جاتا اب تو وہ سب وارثوں کا مال ہے اور وارث کون ہیں دو بھائی ہیں تمہارے (عبدالرحمن اور محمد) اور دو بہنیں ہیں تو بانٹ لینا اس کو کتاب اللہ کے موافق۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میرے باپ! قسم خدا کی اگر بڑے سے بڑا مال ہوتا تو میں اس کو چھوڑ دیتی لیکن میں حیران ہوں (ایک بہن تو میری اسیا ہے) اور دوسری بہن کون ہے حضرت ابوبکر صدیق نے کہا وہ جو (حبیبہ) بنت خارجه کے پیٹ میں ہے میں اس کو لڑکی سمجھتا ہوں۔

فائدہ: کیونکہ بہہ میں موہوب لہذا قبضہ ضروری ہے بدون قبضے کے اس کی ملک ثابت نہیں ہوتی۔

فائدہ: (میں اس کو لڑکی سمجھتا ہوں) یہ کرامت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایسا ہی ہوا ان کے پیٹ سے لڑکی پیدا ہوئی اور نام اس کا ام کلثوم رکھا گیا۔

١٤٣٧ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَنْحَلُونَ أَبْنَانَهُمْ نَحْلًا ثُمَّ يُمَسِّكُونَهَا فَإِنْ مَاتَ ابْنٌ أَحَدِهِمْ قَالَ مَا لِي بِيَدِي لَمْ أُعْطِهِ أَحَدًا وَإِنْ مَاتَ هُوَ قَالَ هُوَ لَا بِنِي قَدْ كُنْتُ أُعْطِيْتُهُ إِذَا هُ مِنْ نَحْلٍ نَحْلَةٌ فَلَمْ يَحْزُهَا الَّذِي نُحِلَّهَا حَتَّى يَكُونَ إِنْ مَاتَ لِيُورِثِيهِ فَهِيَ بَاطِلٌ -

حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے کہا کیا حال ہے لوگوں کا کہ بہہ کرتے ہیں اپنے بیٹوں کو پھر روک لیتے ہیں اگر بیٹا پہلے مر جاتا ہے تو کہتے ہیں میرا مال میرے قبضے میں ہے کسی کو نہیں دیا اگر باپ مر جاتا ہے تو کہہ جاتا ہے کہ وہ میرے بیٹے کا ہے اس کو میں بہہ کر چکا ہوں جو کوئی بہہ کرے اور اس کو نافذ نہ کرے یعنی موہوب لہذا اس پر قبضہ نہ کرے اس طرح سے کہ جب موہوب لہذا مرے تو وہ اس کے وارثوں کو ملے تو وہ بہہ باطل ہے۔

(١٤٣٧) ابن ابی شیبہ (٢٨٥/٤) رقم (٢٠١٧) بیہقی (١٧٠/٦) رقم (١١٩٤٩) -

باب ما لا يجوز من العطية

جو عطیہ درست نہیں ہے اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص ثواب کے واسطے کسی کو کوئی شے دے اس کا عوض نہ چاہتا ہو اور لوگوں کو اس پر گواہ کر دے تو وہ نافذ ہو جائے گا مگر جب دینے والا مر جائے معطلی لڑ کے قبضے سے پہلے۔ اگر دینے والا یہ چاہے کہ بعد دین کے اس کو رکھ چھوڑے تو یہ نہیں ہو سکتا معطلی لڑ جب چاہے تو جبر اس سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر زید نے عمرو کو ایک شے اللہ دی بعد اس کے زید مر گیا عمرو ایک گواہ لے کر آیا تو عمرو کو قسم کھانی پڑے گی اگر وہ قسم کھالے گا تو ایک گواہی اور ایک قسم پر وہ شے عمرو کو دلا دیں گے اگر عمرو نے قسم سے انکار کیا تو زید سے قسم لیں گے اگر زید نے قسم کھانے سے انکار کیا تو وہ شے دینی پڑے گی جب عمرو کے پاس ایک گواہ بھی ہو اگر ایک بھی گواہ نہ ہو تو عمرو کا صرف دعویٰ مسوع نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایک شے اللہ دی پھر معطلی لڑ قبل قبضے کے مر گیا تو اس کے وارث اس کے قائم مقام ہوں گے اگر دینے والا قبل معطلی لڑ کے قبضے کے مر گیا تو اب اس کو کچھ نہ ملے گا کیونکہ قبضہ نہ ہونے کے سبب سے وہ بہہ لغو ہو گیا اگر دینے والا اس کو روک رکھے اور بہہ پر گواہ نہ ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا جب معطلی لڑ لینے کو کھڑا ہو جائے تو لے سکتا ہے۔

ہے کا حکم

باب القضاء في الهبة

١٤٣٨ - عَنْ أَبِي عَطْفَانَ بْنِ طَرِيفِ الْمُرِّيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ وَهَبَ هَبَةً لِمَنْ رَجِمَ أَوْ عَلَى وَجْهِهِ صَدَقَةٌ فَإِنَّهُ لَا يَرْجَعُ فِيهَا وَمَنْ وَهَبَ هَبَةً يَرَى أَنَّهُ إِنَّمَا أَرَادَ بِهَا الثَّوَابَ فَهُوَ عَلَى هَبَتِهِ يَرْجَعُ فِيهَا إِذَا لَمْ يُرْضَ مِنْهَا -

حضرت ابو عطفان بن طریف سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا جو شخص ہبہ کرے کسی ناطے والے کو صلہ رحمی کے واسطے یا صدقہ کے طور پر ثواب کے واسطے تو اس میں رجوع نہیں کر سکتا اور جو ہبہ کرے عوض لینے کے واسطے تو وہ رجوع کر سکتا ہے جب کہ ناراض ہو۔

فائدہ: جب تک کہ اس کا عوض نہ لے چکا ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جب موہوب میں کچھ تفاوت ہو جائے کسی بیشی سے اور وہ ہبہ ایسا ہو جو عوض کے واسطے دیا گیا ہو تو موہوب لڑ کو اس کی قیمت قبضے کے دن کی دینی پڑے گی۔

باب الاعتصار في الصدقة

صدقہ میں رجوع کرنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے باپ اگر اپنے بیٹے کو کچھ صدقہ کے طور پر

دے تو بیٹا اس کو اپنے قبضے میں کر لے یا بیٹا صغیر سن ہو خود باپ کی گود میں ہو اور وہ صدقہ پر گواہ کر دے تو اب باپ کو اس میں رجوع کرنا درست نہیں کیونکہ کسی صدقہ میں رجوع درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو کوئی چیز محبت کی وجہ سے دے نہ کہ صدقہ کے طور پر تو وہ اس میں رجوع کر سکتا ہے جب تک کہ بیٹا اس جائداد کے اعتماد پر معاملہ نہ کرنے لگے اور لوگ اس کو اس جائداد کے بھروسے پر قرض نہ دیں لیکن جب ایسا ہو جائے تو پھر رجوع نہیں کر سکتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو ہبہ کرے اور کوئی عورت اس بیٹے سے اس واسطے نکاح کرے کہ جائداد ہبہ میں پا کر شئی (مالدار) ہو گیا ہے یا کوئی شخص اپنی بیٹی کو ہبہ کرے پھر اس سے کوئی مرد نکاح کرے اس جائداد کے خیال سے تو اب باپ رجوع نہیں کر سکتا۔

باب القضاء فی العمری

عمری کے بیان میں

فائدہ: عمری اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے تجھ کو اپنا گھر نمبر بھر کے واسطے دیا۔

۱۴۳۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَّا رَجُلِي أَغْمَرَ عُمَرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعْ إِلَى الَّذِي أُعْطَاهَا أَبَدًا لِأَنَّهُ أُعْطِيَ عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ۔

حضرت جابرؓ بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی کو عمری دے اس کے واسطے اور اس کے وارثوں کے واسطے تو پھر وہ عمری اسی کا ہو جاتا ہے دینے والے کو پھر نہیں مل سکتا (کیونکہ اس نے ایسی چیز دی جس میں وراثت ہونے لگی)۔

فائدہ: یہ قول ابوسعلمہ کا ہے اگر اس کی حین حیات تک عمری دیا تو بھی ابراہیمؒ کے نزدیک رجوع نہیں ہو سکتا اور مالک کے نزدیک ہو سکتا ہے۔

۱۴۴۰۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّهُ سَمِعَ مَكْحُولًا الدَّمَشَقِيَّ يَسْأَلُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ الْعُمَرَى وَمَا يَقُولُ النَّاسُ فِيهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ عَلَى شُرُوطِهِمْ فِي أَمْوَالِهِمْ وَفِيمَا أُعْطُوا۔

حضرت عبد الرحمن بن قاسم نے سنا مکحول سے پوچھتے ہوئے قاسم سے عمری کے متعلق کیا قول ہے لوگوں

(۱۴۳۹) مسلم (۱۶۲۵) کتاب الہبات: باب العمری، أبو داود (۳۵۵۳) ترمذی (۱۳۵۰) نسائی

(۳۷۴۵) ابن ماجہ (۲۳۸۰) أحمد (۳۶۰۱۳) رقم (۱۴۹۳۲) بخاری (۲۶۲۵)۔

(۱۴۴۰) شافعی فی الأم (۶۳/۴) (۶۵)۔

کا اس میں قاسم نے کہا میں نے تو لوگوں کو اپنی شرطیں پوری کرتے ہوئے پایا اپنے مالوں میں اور جو کچھ وہ دیا کرتے تھے اس کو بھی پورا کرتے تھے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عمری دینے والے کو پھر عمری مل جائے گا جب کہ معمر لے مر جائے اور دینے والے نے اس کے وارثوں کو نہ دیا ہو بلکہ معمر لے کے عین حیات تک دیا ہو۔

۱۴۴۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَرِثَ مِنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ دَارَهَا قَالَ وَكَانَتْ حَفْصَةُ قَدْ أُسْكِنَتْ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْحَطَّابِ مَا عَاشَتْ فَلَمَّا تُوَفِّيَتْ بِنْتُ زَيْدٍ قَبِضَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْمَسْكَنَ وَرَأَى أَنَّهُ لَهُ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وارث ہوئے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے وہ اپنا گھر زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو زندگی بھر رہنے کو دے گئی تھیں جب وہ مر گئیں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس گھر کو لے لیا اپنا سمجھ کر۔

لقطے کا بیان

باب القضاء في اللقطة

فائدہ: لقطہ اس چیز کو کہتے ہیں جو راہ میں پڑی ہوئی ملے۔

۱۴۴۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْمُجَنَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ اغْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائِهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَانِكَ بِهَا قَالَ فَضَالَةَ الْغَنَمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذُّبِّ قَالَ فَضَالَةَ الْإِبِلِ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِدَاؤُهَا تَرُدُّ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور پوچھا آپ سے لقطہ کو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان رکھ کر اس کا (جس میں لقطہ ہو خواہ چڑے میں ہو یا کپڑے میں ہو) اور پہچان رکھ کر بندھن اس کا پھر ایک برس تک لوگوں سے اس کا حال کہا کر۔ اگر اس کا مالک مل جائے تو اس کو دے دے نہیں تو لے لے پھر اس نے کہا اگر کوئی بکری بھکی بھکی مل جائے یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکری تیرے کام میں آئے گی یا تیرے بھائی کے، نہیں تو بھیریا کھا جائے گا۔ پھر اس شخص نے کہا اگر اونٹ بھولا بھولا

(۱۴۴۱) بیہقی (۱۷۴/۶ - ۱۷۵) رقم (۱۱۹۸۴)۔

(۱۴۴۲) بخاری (۲۳۷۲) کتاب المساقاة: باب شرب الناس والدواب من الأنهار، مسلم (۱۷۲۲)

أبو داود (۱۷۰۵) ترمذی (۱۳۷۲) نسائی فنی "الکبری" (۵۸۱۴) ابن ماجہ (۲۵۰۴)

مسئلہ (۱۶۷/۴) رقم (۱۷۱۸۶)۔

طے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اونٹ سے تجھے کیا کام وہ تو اپنے ساتھ اپنا پانی رکھتا ہے اور موزے رکھتا ہے جہاں اس کو پانی مل جاتا ہے پی لیتا ہے جو درخت ملتا ہے کھا لیتا ہے یہاں تک کہ مالک اس کا اس کو پالیتا ہے۔

فائدہ: ایسے مقاموں میں جہاں لوگ جمع ہوا کرتے ہیں جیسے جامع مسجد عید گاہ میلے ٹھیلوں میں پکار کر کہے جس کی کچھ چیز گرم ہوگئی ہو تو ہمارے پاس آئے اس کا پتہ بتلائے۔ (بکری تیرے لیے یا تیرے بھائی کے لیے ہے) مطلب یہ کہ بکری کو پکڑے چھوڑ نہ دے اگر اس کا مالک آجائے تو اس کے حوالے کر دے نہیں تو کام میں لائے اگر چھوڑ دے گا تو احتمال ہے کہ بھینٹ یا اس کو پھاڑ ڈالے یا اور کوئی جانور مار ڈالے تو مسلمان کا مال ناحق ضائع ہو۔ (اونٹ اپنے ساتھ اپنا پانی رکھتا ہے) یعنی پیٹ میں اس کے پانی بھرا ہوتا ہے کئی دن تک پیاس (بھوک) کا تحمل ہو سکتا ہے۔ (موزے رکھتا ہے) یعنی تلوے اس کے مضبوط اور زور آور ہیں کہ چلنے سے گھٹتے نہیں۔ تو اونٹ کو پکڑنا جائز نہیں کیونکہ اس کے تلف ہونے کا خوف نہیں ہے۔

۱۴۴۳۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَدْرِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ نَزَلَ مَنْزِلَ قَوْمٍ بِطَرِيقِ الشَّامِ فَوَجَدَ صُرَّةً فِيهَا ثَمَانُونَ دِينَارًا فَذَكَرَهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ عَرَفُهَا عَلَى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ وَادَّكَّرَهَا لِكُلِّ مَنْ يَأْتِي مِنَ الشَّامِ سَنَةً فَإِذَا مَضَتْ السَّنَةُ فَشَأْنُكَ بِهَا۔

حضرت معاویہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے بیان کیا کہ انہوں نے شام کے راستہ میں ایک منزل میں جہاں لوگ اتر چکے تھے ایک تھیلی پائی جس میں اسی (۸۰) دینار تھے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا آپ نے کہا مسجدوں کے دروازوں پر لوگوں سے کہا کہ اگر وہ شخص شام سے آئے اس سے بیان کیا کہ ایک برس تک جب ایک برس گزر جائے پھر تجھ کو اختیار ہے۔

۱۴۴۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ لُقْطَةً فَحَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ إِنِّي وَجَدْتُ لُقْطَةً فَمَاذَا تَرَى فِيهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَرَفُهَا قَالَ فَذَكَرْتُ قَالَ زِدْ قَالَ فَذَكَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا أَمْرُكَ أَنْ تَأْكُلَهَا وَلَوْ شِئْتَ لَمْ تَأْخُذْهَا۔

نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے لقطہ پایا اس کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس لے آیا اور پوچھا کیا کہتے ہو اس باب میں؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں سے پوچھ اور بتا۔ اس نے کہا میں پوچھ اور بتا چکا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اور سہی اس نے کہا میں پوچھ بتا چکا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں کبھی تجھ کو حکم نہ کروں گا اس کے کھانے کا اگر تو چاہتا تو اس کو نہ لیتا۔

(۱۴۴۳) عبدالرزاق (۱۳۶/۱۰) رقم (۱۸۶۱۹) بیہقی (۱۹۳/۶) رقم (۱۲۰۹۰)۔

(۱۴۴۴) عبدالرزاق (۱۳۷/۱۰) رقم (۱۸۶۲۳) بیہقی (۱۸۸/۶) رقم (۱۲۰۶۳)۔

فائدہ: جب لے لیا تو وقت اٹھانا ضروری ہے اس واسطے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک لفظ اٹھانا مکروہ ہے۔

باب القضاء فی استهلاك غلام لقطے کو پا کر خرچ کر ڈالے تو العبد اللقطة کیا حکم ہے

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے غلام اگر لفظ پائے اور اس کو خرچ کر ڈالے میعاد گزرنے سے پہلے یعنی ایک برس سے پہلے تو وہ اس کے ذمہ رہے گا اب جب اس کا مالک آئے تو غلام کا مولیٰ لقطے کی قیمت ادا کرے یا غلام کو حوالے کر دے اگر غلام نے میعاد گزرنے کے بعد اس کو صرف کیا تو وہ اس کے ذمے قرض رہے گا جب آزاد ہو اس سے لے لے فی الحال کچھ نہیں لے سکتا نہ مولیٰ کو اس کا دینا لازم ہے۔

باب القضاء فی الضوال جو جانور مالک کے پاس سے گم ہو گئے ہوں ان کا بیان

۱۴۴۵۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ بَعِيرًا بِالْحَرَّةِ فَعَقَلَهُ ثُمَّ ذَكَرَهُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يُعْرِفَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ إِنَّهُ قَدْ شَغَلَنِي عَنْ ضَيْعَتِي فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَرْسِلْهُ حَيْثُ وَجَدْتَهُ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ثابت بن ضحاک انصاری نے ایک اونٹ پایا حرہ میں (حرہ ایک زمین ہے کالی پتھروں والی مدینہ کے قریب) اس کو رسی سے باندھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تین مرتبہ اس کو بتاؤ۔ ثابت نے کہا اپنی زمین کی خبر لینے سے میں مجبور ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جہاں سے تو نے اس اونٹ کو پایا ہے وہیں چھوڑ دے۔
فائدہ: یعنی اونٹ کے بتانے میں میرا اصلی کام موقوف ہو گیا۔

۱۴۴۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ وَهُوَ مُسِنِدٌ ظَهَرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ مَنْ أَحَدًا ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کعبہ سے اپنی پیٹھ لگائے ہوئے بیٹھے تھے فرمایا جو شخص گم ہوئی چیز کو اٹھائے وہ خود گمراہ ہے۔
فائدہ: اگر لے لینے کی نیت سے اٹھائے اور جو بتانے کی نیت سے اٹھائے تو کچھ قباحت نہیں۔

(۱۴۴۵) عبدالرزاق (۱۳۳/۱۰) رقم (۱۸۶۰۹) بیہقی (۱۹۱/۶) رقم (۱۲۰۷۹)۔

(۱۴۴۶) عبدالرزاق (۱۳۳/۱۰) رقم (۱۸۶۱۲) بیہقی (۱۹۱/۶) رقم (۱۲۰۷۵) نسائی فی الکبریٰ

(۱۱۷/۴)۔

۱۴۴۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ كَانَتْ ضَوَالُ اللَّيْلِ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِبْلًا مُؤَبَّلَةً تَنَاجُ لَا يَمْسُهَا أَحَدٌ حَتَّى إِذَا كَانَ زَمَانُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَمَرَ بِتَعْرِيفِهَا ثُمَّ تَبَاعَ فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا أُعْطِيَ لَمَنَهَا۔

حضرت ابن شہاب کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جو اونٹ گے ہوئے ملتے تھے وہ چھوڑ دیئے جاتے تھے بچے بنا کرتے تھے، کوئی ان کو نہ لیتا تھا، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا انہوں نے حکم کیا کہ بتائے جائیں پھر بیچ کر ان کی قیمت بیت المال میں رکھی جائے جب مالک آئے تو اس کو دے دی جائے۔

باب صدقة الحي عن الميت

زندہ مردے کی طرف سے صدقہ دے تو مردے کو ثواب پہنچتا ہے

۱۴۴۸۔ عَنْ شُرْحَبِيلِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَارِبِهِ فَحَضَرَتْ أُمُّهُ الْوَقَاةَ بِالْمَدِينَةِ فَقِيلَ لَهَا أَوْصِي فَقَالَتْ فِيمَ أُرِصِي إِنَّمَا الْمَالُ مَالٌ سَعْدٌ فُتُوْقِيَتْ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ سَعْدٌ فَلَمَّا قَدِمَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ ذُكِرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَاوِطُ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَاوِطِ سَمَاءَ۔

حضرت شرحبیل بن سعید بن سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کو نکلے ان کی ماں مدینہ میں مرنے لگیں لوگوں نے ان سے کہا وصیت کرو انہوں نے کہا کیا وصیت کروں مال تو سعد کا ہے۔ پھر مر گئیں سعد کے آنے سے پہلے جب سعد آئے لوگوں نے بیان کیا۔ سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر میں اپنی ماں کی طرف سے کچھ لٹھ دوں تو اس کو فائدہ ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ پھر سعد نے کہا فلاں فلاں باغ صدقہ ہے میری ماں کی طرف سے۔

۱۴۴۹۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۴۴۷) عبد الرزاق (۱۳۲/۱۰) رقم (۱۸۶۰۷) بیہقی (۱۹۱/۶) رقم (۱۲۰۸۰)۔

(۱۴۴۸) نسائی (۳۶۵۰) کتاب الوصایا: باب اذا مات الفحاة هل يستحب لاهله ان يتصدقوا عنه،

ابن حبان (۳۳۵۴) احمد (۲۸۴/۵ - ۲۸۵) رقم (۲۲۸۲۶)۔

(۱۴۴۹) بخاری (۲۷۶۰) کتاب الوصایا: باب ما يستحب لمن توفي فحاة ان يتصدقوا عنه، مسلم

(۱۰۰۴) أبو داود (۲۸۸۱) نسائی (۳۶۴۹) ابن ماجه (۲۷۱۷) أحمد (۵۱/۶) رقم

(۲۴۷۵۵)۔

وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّيْ افْتَلَيْتْ نَفْسَهَا وَأَرَاهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ أَفَاتَصَدَّقِي عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری ماں کا دم یکا یک نکل گیا اگر بات کرنے پاتی تو ضرور صدقہ کرتی کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

۱۴۵۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْحَزْرَجِ تَصَدَّقَ عَلَى أَبِيهِ بِصَدَقَةٍ فَهَلَكَا فَوَرِثَ ابْنُهُمَا الْمَالَ وَهُوَ نَخْلٌ فَسَأَلَ عَنْ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ أُجِرَتْ فِي صَدَقَتِكَ وَخَذَهَا بِمِيرَاثِكَ -

ایک شخص انصاری نے اپنے والدین کو کھجور کے درخت صدقہ میں دیئے پھر والدین مر گئے تو وہی شخص اس کا وارث ہوا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے صدقہ کا ثواب ہوا اب میراث میں اس کو لے۔

وصیت کا حکم

باب الأمر بالوصية

۱۴۵۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوبَةٌ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لائق ہے آدمی کو جس کے پاس کوئی چیز یا معاملہ ایسا ہو جس میں وصیت کرنا ضروری ہو اور وہ دورا تیس گز رے بغیر وصیت لکھے ہوئے۔

فائدہ: کیونکہ احتمال ہے کہ موت آجائے اور وصیت لکھنا نصیب نہ ہو تو لوگوں کا مواءخہ دار ہو کر مرے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ جو آدمی اپنی صحت یا مرض میں کچھ وصیت کرے مثلاً غلام آزاد کرنے کی یا اور کچھ وصیت تو اس میں تغیر اور تصرف کر سکتا ہے مرتے دم تک اور یہ بھی ممکن ہے کہ بالکل اس وصیت کو موقوف کر کے دوسرے کوئی وصیت کرے مگر جب کسی غلام کو مدبر کر چکا ہو تو اب اس کی تدبیر کو باطل نہیں کر سکتا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لائق ہے مسلمان آدمی کو (آخر تک الحدیث)۔

(۱۴۵۰) مسلم (۱۱۴۹) کتاب الصیام: باب قضاء الصیام عن المیت، أبو داود (۱۶۵۶) ترمذی

(۶۶۷) نسائی فی الکبری (۶۳۱۵) ابن ماجہ (۲۳۹۴) أحمد (۳۵۱/۵) -

(۱۴۵۱) بخاری (۲۷۳۸) کتاب الوصایا: باب الوصایا، مسلم (۱۶۲۷) أبو داود (۲۸۶۲) ترمذی

(۹۷۴) نسائی (۳۶۵۶) ابن ماجہ (۲۶۹۹) أحمد (۱۳/۲) دارمی (۳۱۷۵) -

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر موصی اپنی وصیت کے بدلے پر قادر نہ ہوتا تو چاہیے تھا کہ ہر وصیت کرنے والے کا مال اس کے اختیار سے نکل کر زکا رہتا حالانکہ ایسا نہیں ہے کبھی آدمی اپنی صحت میں وصیت کرتا ہے اور کبھی سفر میں جاتے وقت۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک ہر وصیت کو بدل سکتا ہے سوائے تدبیر کے۔

باب جواز وصية الضعيف والصغير والمصاب والسفيه ضعيف اور کم سن اور مجنون اور احمق کی وصیت کا بیان

١٤٥٢- عَنْ عَمْرٍو بْنِ سُلَيْمِ الزُّرْقِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّ هَاهُنَا غُلَامًا يَفَاعَا لَمْ يَحْتَلِمِ مِنْ عَسَانَ وَوَارِثُهُ بِالشَّامِ وَهُوَ ذُو مَالٍ وَلَيْسَ لَهُ هَاهُنَا إِلَّا ابْنَةٌ عَمٌّ لَهُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلْيُوصِ لَهَا قَالَ فَأَوْصَى لَهَا بِمَالٍ يُقَالُ لَهُ بِبُرِّ حُشْمٍ قَالَ عُمَرُ بْنُ سُلَيْمٍ فَبِيعَ ذَلِكَ الْمَالُ بِثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَابْنَةُ عَمِّهِ الَّتِي أَوْصَى لَهَا هِيَ أُمُّ عَمْرٍو بْنِ سُلَيْمِ الزُّرْقِيِّ -

حضرت عمرو بن سلیم زرقی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ سے کہا گیا کہ اس جگہ مدینہ میں ایک لڑکا ہے قریب بلوغ کے مگر بالغ نہیں ہوا قبیلہ غسان سے اور اس کے وارث شام میں ہیں اور اس کے پاس مال ہے اور یہاں اس کا کوئی وارث نہیں سوائے ایک چچا زاد بہن کے۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا اس کو وصیت کرے اس لڑکے نے مال کی وصیت جس کا نام بیز چشم تھا اپنی چچا زاد بہن کے واسطے کی۔ عمرو بن سلیم نے کہا وہ مال تیس ہزار درہم کو بکا اور اس کی چچا زاد بہن عمرو بن سلیم کی ماں تھی۔

١٤٥٣- عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ أَنَّ غُلَامًا مِنْ عَسَانَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِينَةِ وَوَارِثُهُ بِالشَّامِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ فُلَانًا يَمُوتُ أَفْيُوصِي قَالَ فَلْيُوصِ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ الْغُلَامُ ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ أَوْ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً قَالَ فَأَوْصَى بِبُرِّ حُشْمٍ فَبَاعَهَا أَهْلُهَا بِثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ -

حضرت ابو بکر بن حزم سے روایت ہے کہ ایک لڑکا غسان کا مرنے لگا مدینہ میں اور وارث اس کے شام میں تھے۔ حضرت عمرؓ سے اس کا ذکر ہوا اور پوچھا گیا کیا وصیت کرے؟ آپؓ نے فرمایا وصیت کرے۔

(١٤٥٢) عبد الرزاق (١٦٤٠٩) ابن أبي شيبة (٣٠٨٧٧) سعيد بن منصور (٤٣٠، ٤٣١) بيهقي

(٢٨٢/٦)

(١٤٥٣) أيضاً -

یحییٰ بن سعید نے کہا وہ لڑکھو برس کا تھا یا بارہ برس کا وہ پیر چشم (اس مال کا نام تھا) چھوڑ گیا اس کی وصیت کر گیا لوگوں نے اسے تیس ہزار درہم کو بیچا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ ضعیف العقل اور نادان اور مجنون کی جس کو کبھی آفات ہو جاتا ہے۔ وصیت درست ہے جب اتنی عقل رکھتے ہوں کہ وصیت جو کریں اس کو سمجھیں اگر اتنی بھی عقل نہ ہو تو اس کی وصیت درست نہیں ہے۔

باب القضاء فی الوصیة فی الثلث . ثلث سے زیادہ وصیت درست نہ ہونے

کامیان

لا تتعدی

۱۴۵۴۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ جَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوذُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوُدَّاعِ مِنْ وَجَعِ اسْتَدَّ بِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرْتِنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي أَفَاتَصَدَّقُ بِثُلُثِي مَالِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا فَقُلْتُ فَالْشَّطْرُ قَالَ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَجْرَتْ حَتَّى مَا تَحْعَلَ فِي فِي أَمْرَاتِكَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْلَفَ بَعْدَ أَصْحَابِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَنْ تُخْلَفَ فَتَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا أَزْدَدَتْ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخْلَفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللَّهُمَّ امْضُ لِأَصْحَابِي هَجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنَّ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْتِنِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ .

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ میری عیادت کو آئے (یعنی بیمار پری کے لیے) حجۃ الوداع کے سال میں اور میرا مرض شدید تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میری بیماری کا حال تو آپ دیکھتے ہیں اور میں مالدار ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے۔ کیا میں دوثلث مال اللہ دے دوں آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا آدھا مال دے دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر خود آپ ﷺ نے فرمایا تہائی مال اللہ دے دے اور تہائی بھی بہت ہے۔ اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو فقیر بھیک منگا

(۱۴۵۴) بخاری (۱۲۹۵) کتاب الجنائز: باب رثاء النبی سعد بن خولة، مسلم (۱۶۲۸) أبو داود

(۲۸۰۴) ترمذی (۹۷۵) سنائی (۳۶۲۶) ابن ماجہ (۲۷۰۸) دارمی (۳۱۹۶)۔

چھوڑ جائے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور جو چیز صرف کرے گا خدا کی رضامندی کے واسطے تجھ کو اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ تو جو اپنی بی بی کے منہ میں دیتا ہے اس کا بھی ثواب ملے گا پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں کے پیچھے رہ جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو پیچھے رہ جائے گا اور نیک کام کرے گا تیرا درجہ بلند ہوگا اور شاید تو زندہ رہے (مکہ میں نہ مرے) یہاں تک کہ نفع دے اللہ جل جلالہ تیرے سبب سے ایک قوم کو اور نقصان دے ایک قوم کو۔ اے پروردگار! میرے اصحاب کی ہجرت پوری کر دے اور مت پھیر دے ان کو اس ہجرت سے ان کی ایڑیوں پر لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہما ہیں جن کے واسطے رسول اللہ ﷺ رنج کرتے تھے اس وجہ سے کہ وہ مکہ میں مر گئے۔

فائدہ: یعنی آپ مکہ سے چلے جائیں گے اور میں مکہ میں رہ جاؤں گا بوجہ بیماری کے چونکہ صحابہ نبی اللہ مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کر چکے تھے۔ اس واسطے وہاں کارہنا مکروہ جانتے تھے کیونکہ انہوں نے خدا کے واسطے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ (اور شاید تو زندہ رہے) یہ قول آنحضرت ﷺ کا سچا ہوا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما تک زندہ رہے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بڑی بڑی فتوحات کیں۔ نفع ہوا ان کے سبب سے مسلمانوں کو اور ضرر ہوا ان کے سبب سے کفار کو اور انتقال ہوا سعد کا ۵۵ ہجری میں یا ۵۸ ہجری میں تو بعد اس بیماری کے بیستائیس برس تک زندہ رہے۔ (اس وجہ سے کہ وہ مکہ میں مر گئے) حجۃ الوداع میں کیونکہ جس زمین سے آدمی ہجرت کر چکے وہاں مرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی وصیت کرے تہائی مال کی ایک شخص کو اور کہے غلام میرا فلاں شخص کی خدمت کرے جب تک وہ شخص زندہ رہے پھر آزاد ہے بعد اس کے اس غلام کی قیمت ثلث مال نکلے تو غلام کی خدمت کی قیمت لگا دیں گے اور اس غلام میں حصہ کر لیں گے جس کو ثلث مال کی وصیت کی ہے اس کا حصہ ایک ثلث ہوگا اور جس کو خدمت کی وصیت کی ہے اس کا حصہ خدمت کے موافق ہوگا۔ بعد اس کے دونوں شخص اس غلام کی خدمت یا کمائی میں سے اپنا حصہ لیا کریں گے جب وہ شخص مر جائے گا جس کے واسطے خدمت کی تھی تو غلام آزاد ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص وصیت کرے کئی آدمیوں کے لیے پھر اس کے وارث یہ دعویٰ کریں کہ وصیت ثلث سے زیادہ ہے تو وارثوں کو اختیار ہوگا چاہے ہر ایک موصی لہ کو اس کی وصیت ادا کریں اور میت کا پورا ترکہ آپ لے لیں یا تہائی مال موصی لہ جتنے ہوں ان کے حوالہ کر دیں وہ اپنے حصوں کے موافق اس کو تقسیم کر لیں گے۔

باب أمر الحامل والمریض حاملہ اور بیمار کو اور اس شخص کو جو میدان جنگ والذی یحضر القتال فی أموالہم میں کھڑا ہوا اپنے مال میں کتنا اختیار ہے

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ حاملہ بھی مثل بیمار کے ہے اگر بیماری خفیف ہو جس میں موت کا خوف نہ ہو تو مالک مال کو اختیار ہے جیسا چاہے تصرف کرے البتہ جس بیماری میں موت کا خوف ہو تو ثلث سے زیادہ تصرف درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح حاملہ بھی اوائل حمل میں جب تک خوشی اور سرور اور صحت سے رہے نہ مرض ہو نہ خوف اپنے کل مال میں اختیار رکھے گی۔ اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے..... ”ہم نے بشارت دی سارہ کو اسحق کی اور اسحق کے بعد یعقوب کی۔“ اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے..... ”جب آدمی نے عورت سے جماع کیا تو اس کو حمل ہو گیا بلکہ پلٹتے پھرتے رہے جب حمل بھاری ہوا تو دونوں نے دعا کی اللہ سے جو ان کا رب تھا کہ اُرتو ہم کو نیک (یا صحیح و سالم) بچہ دے گا تو ہم تیرا شکر ادا کریں گے۔“ پس عورت حاملہ جب جو حمل ہو جائے تو اس وقت ثلث مال سے زیادہ اختیار نہیں رہتا اور یہ بعد چھ مہینے کے ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے..... ”مائیں اپنے بچے کو دو برس کامل دودھ پلائیں جو شخص دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے۔“ اور پھر فرماتا ہے..... ”حمل اور دودھ چھڑائی اس کی تیس مہینے میں ہوتی ہے۔“ تو جب حاملہ پر چھ مہینے گزر جائیں حمل کے روز سے اس وقت سے اس کا تصرف ثلث مال سے زیادہ میں درست نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص صدف جنگ میں کھڑا ہوا اور لڑائی کو جائے اس کو بھی ثلث مال سے زیادہ اپنے مال میں تصرف درست نہیں وہ بھی حاملہ اور بیمار کے حکم میں ہے۔

باب الوصیۃ للوارث والھیازۃ

وارث کے واسطے وصیت کا بیان اور وارث کو کچھ

والھیازۃ

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ یہ جو آیت ہے ﴿تُحِبُّ عَلَیْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدُكُمْ الْمَوْتُ اَنْ تَرَكَ خَیْرًا الْوَصِیَّةَ لِلْاَوْلَادِ الْغَیْرِیْنَ﴾ - ”یعنی جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور مال چھوڑ جائے تو وصیت کرے والدین اور ناطے والوں کے واسطے۔“ یہ آیت مفسوخ ہے آیات میراث سے جن میں اللہ نے ہر ایک کا حصہ مقرر کر دیا۔
فائدہ: اور یہ حکم اس وقت کا تھا جب تک آیات میراث نہیں اتری تھیں لوگ جیسے وصیت کرتے اس کے موافق مال ان کا تقسیم ہو جاتا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک وارث کے واسطے وصیت درست نہیں ہے مگر جب اور وراثا واجازت دیں اور اگر بعض وراثا واجازت دیں اور بعض نہ دیں تو جو اجازت دیں گے ان کے حصے میں سے وصیت دانی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص بیمار ہو وہ اپنے وارثوں سے اجازت چاہے ثلث سے زیادہ وصیت کر سکی اور وارث اجازت دیں اس بات کی کہ ثلث سے زیادہ کسی وارث کے لیے وصیت کرے تو پھر ان وارثوں کو رجوع کا اختیار نہیں اگر رجوع درست ہوتا تو ہر وارث یہی کیا کرتا جب موسیٰ مر جاتا تو مال وصیت آپ لے لیا کرتے اور اس کی وصیت روک دیتے البتہ اگر کوئی شخص صحت کی حالت میں اپنے وارثوں سے اجازت چاہے وارث کے واسطے وصیت کرنے کی اور وہ اجازت دے دیں تو اس سے رجوع کر سکتے ہیں کیونکہ جب آدمی صحیح ہے تو اپنے کل مال میں اختیار رکھتا ہے چاہے سب صدقہ دے چاہے کسی کے حوالے کر دے تو یہ ان لینا لےنے والا وارثوں کا ان لینا بھی اپنے وقت سے پیشتر ہوا اس

واسطے ان کو رجوع درست ہے بلکہ اذان لینا اس وقت درست ہے جب وہ اپنے مال میں اختیار نہ رکھتا ہو وارثت سے زیادہ تصرف کرنے پر قادر نہ ہو اس وقت وارثوں کو وارثت کا اختیار ہوگا وہ اجازت بھی دے سکتے ہیں اگر مریض نے اپنے وارث سے کہا تو اپنا حصہ میراث کا مجھے ہیہ کر دے اس نے ہیہ کر دیا لیکن مریض نے اس میں کچھ تصرف نہیں کیا تو وہ حصہ پھر اسی وارث کا ہو جائے۔ البتہ اگر میت یوں کہے ایک وارث سے کہ فلا نا وارث بہت ضعیف ہے تو بھی اپنا حصہ اس کو ہیہ کر دے اور اگر وہ ہیہ کر دے تو درست ہو جائے گا اگر وارث نے اپنا حصہ میراث میت کو ہیہ کر دیا اس نے کچھ اس میں سے کسی کو دلایا کچھ بیچ رہا تو جو بیچ رہا وہ اسی وارث کا ہوگا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس شخص نے وصیت کی بعد اس کے معلوم ہوا کہ اس نے اپنے ایک وارث کو کچھ دیا تھا جس پر اس نے قبضہ نہیں کیا اور وراثت نے اس کی اجازت سے انکار کیا تو وہ وراثت کا حق ہو جائے گا اور کتاب اللہ کے موافق تقسیم ہوگا۔

باب ما جاء في المؤنث من جو مرد و عورت کی مثل ہو (یعنی شہوت نہ رکھتا ہو)

الرجال ومن أحق بالولد اس کا بیان اور لڑکے کا کون حق دار ہے ماں یا باپ

۱۴۵۵۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ مُحَنَّا كَانَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمِّيَّةَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ يَا عَبْدَ اللَّهِ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ الطَّائِفَ غَدًا فَاَنَا أَدُلُّكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبَرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هُوَ لَاءَ عَلَيْكُمْ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے ایک منث (جو خلقی نامرد تھا نام اس کا ہیبت تھا) حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ اس نے عبد اللہ بن امیہ سے کہا اور رسول اللہ ﷺ سن رہے تھے اے عبد اللہ! اگر کل اللہ جل جلالہ تمہارے ہاتھ سے طائف کو فتح کر دے تو تم غیلان کی بیٹی کو ضرور لینا جب وہ سامنے آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چابوئیں معلوم ہوتی ہیں اور جب پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو چار کی آٹھ نہیں معلوم ہوتی ہیں (دونوں جانب سے پہلو کے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس نہ آیا کریں۔

فائدہ: بیٹیں پڑنے سے غرض یہ ہے کہ وہ عورت موٹی اور گداز ہے عرب کے لوگ موٹی اور پر گوشت عورتوں کو پسند کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر معلوم کیا کہ اس منث کے دل میں بھی عورتوں کی خواہش ہے جب ہی تو اچھے بڑے کو تیز

(۱۴۵۵) بخاری (۴۳۲۴) کتاب المغازی: باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان، مسلم (۲۱۸۰)

أبو داود (۴۹۲۹) نسائی فی "الكبرى" (۹۲۴۵) ابن ماجه (۱۹۰۲) أحمد (۲۹۰۶) رقم

(۲۷۰۲۳)۔

کرتا ہے اس واسطے منع کیا عورتوں کے پاس اس کے آنے سے۔

۱۴۵۶۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ كَانَتْ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَوَلَدَتْ لَهُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ ثُمَّ إِنَّهُ فَارَقَهَا فَجَاءَ عُمَرُ فُبَاءَ فَوَجَدَ ابْنَهُ عَاصِمًا يَلْعَبُ بِنِوَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بَعْضِدِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى الدَّابَّةِ فَأَذْرَكَهُ جَدُّهُ الْغُلَامُ فَتَارَعَتْهُ إِيَّاهُ حَتَّى آتَى أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ فَقَالَ عُمَرُ ابْنِي وَقَالَتِ الْمَرْأَةُ ابْنِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ خَلَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ قَالَ فَمَا رَاجَعَهُ عُمَرُ الْكَلَامَ قَالَ وَ سَمِعْتُ قَوْلَهُ تَعَالَى يَقُولُ وَهَذَا الْأَمْرُ الَّذِي أَخَذَ بِهِ فِي ذَلِكَ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے سنا کہتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک انصاری عورت تھی۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عاصم بن عمر رکھا گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور مسجد بقاء میں آئے۔ وہاں عاصم کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا مسجد کے صحن میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے جانور پر سوار کر لیا لڑکے کی نانی نے یہ دیکھ کر ان سے جھگڑا کیا اور اپنا لڑکا طلب کیا پھر دونوں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا بیٹا ہے عورت نے کہا میرا بچہ ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا عمر رضی اللہ عنہ سے چھوڑ دو بچے کو اور دے دو اس کی نانی کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چپ ہو رہے اور کچھ نکرانہ کی۔

فائدہ: کیونکہ حق پرورش کا نانی کو ہے باپ کو نہیں جب تک کہ وہ بچہ سن شعور کو نہ پہنچے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اسی حدیث پر عمل ہے۔

باب العيب في السلعة اسباب میں عیب نکلنے کا بیان اور اس کا

تاوان کس پر ہے

و ضمانها

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ایک شخص جانور یا کپڑا یا اور کوئی اسباب خرید کرے پھر یہ بیع ناجائز معلوم ہو اور مشتری کو حکم ہو کہ وہ چیز بائع کو پھیر دے (حالانکہ اس شے میں کوئی عیب ہو جائے) تو بائع کو اس شے کی قیمت ملے گی اس دن کی جس دن کہ وہ شے مشتری کے قبضے میں آئی تھی نہ کہ اس دن کی جس دن کہ وہ پھرتا ہے کیونکہ جس دن سے وہ شے مشتری کے قبضے میں آئی تھی اس دن سے وہ اس کا ضامن ہو گیا تھا اب جو کچھ اس میں نقصان ہو جائے وہ اسی پر ہوگا اور جو کچھ زیادتی ہو جائے وہ بھی اسی کی ہوگی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی مال ایسے وقت میں لیتا ہے جب اس کی قدر

اور تلاش ہو پھر اس کو ایسے وقت میں پھیر دیتا ہے جب کہ وہ بے قدر ہو کوئی اس کو نہ بچتے تھے تو آدمی ایک شے خریدتا ہے دس دینار کو پھر اس کو رکھ چھوڑتا ہے اور پھرتا ہے ایسے وقت میں جب اس کی قیمت ایک دینار ہو تو یہ نہیں ہو سکتا کہ بے چارے بائع کا نو دینار کا نقصان کرے یا جس دن خرید اسی دن اس کی قیمت ایک دینار تھی پھر پھرتے وقت اس کی قیمت دس دینار ہوگی تو بائع مشتری کو ناحق نو دینار کا نقصان دے اسی واسطے قیمت اس دن کی واجب ہوئی جس دن کہ وہ شے مشتری کے قبضے میں آئی ہو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ پھر جب کسی کا سبب چرائے تو اس کی قیمت چوری کے روز کی لگائی جائے گی اور اس دن کی قیمت نصاب کے برابر ہوگی تو اس کا ہاتھ کا نا جائے گا ورنہ نہیں اگر اس کے ہاتھ کاٹنے میں دیر ہوئی اور اس چیز کی قیمت گھٹ بڑھ گئی تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

باب جامع القضاء و کراہیتہ تضا کی مختلف احادیث کا بیان اور قضا کے مکروہ ہونے کا بیان

۱۴۵۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ أبا الدرداءَ كَتَبَ إِلَى سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنْ هَلُمَّ إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَلْمَانُ إِنَّ الْأَرْضَ لَا تُقَدَّسُ أَحَدًا وَإِنَّمَا يُقَدَّسُ الْإِنْسَانُ عَمَلُهُ وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ جُعِلْتَ طَبِيبًا تُدَاوِي فَإِنْ كُنْتَ تُبِّئُ فَنَعِمًا لَكَ وَإِنْ كُنْتَ مُتَطَبِّبًا فَاحْذَرُ أَنْ تَقْتُلَ إِنْسَانًا فَتَأْخُلَ النَّارَ فَكَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِذَا قَضَى بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ أَدْبَرَ عَنْهُ نَظَرَ إِلَيْهِمَا وَقَالَ ارْجِعَا إِلَيَّ أُعِيدَا عَلَيَّ قِصَّتِكُمَا مُتَطَبِّبٌ وَاللَّهِ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ چلے آؤ مقدس (پاک) زمین میں۔ سلمان نے جواب لکھا کہ زمین کسی کو مقدس نہیں کرتی بلکہ آدمی کو اس کے عمل مقدس کرتے ہیں (جس زمین میں ہو) اور میں نے سنا تم طیب بنے ہو۔ لوگوں کی دوا کرتے ہو اگر تم لوگوں کو دوا سے اچھا کرتے ہو تو پھر ہے اور اگر تم طب نہیں جانتے تو خواجواہ طیب بن گئے ہو۔ بچو کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی آدمی کو مار ڈالو تو جہنم میں جاؤ پھر ابو درداء رضی اللہ عنہ جب فیصلہ کیا کرتے دو شخصوں میں اور وہ جانے لگتے تو دوبارہ ان کو بلا تے اور کہتے پھر بیان کرو اپنا قصہ میں تو واللہ! طب نہیں جانتا یوں ہی علاج کرتا ہوں۔

فائدہ: یعنی قاضی بنے ہو طیب امراض ظاہری کا علاج کرتا ہے اور قاضی امراض باطنی کا یہ طیب علاج کرتا ہے۔ ادویہ انڈیا سے قرائن دیکھ کر، ایسا ہی قاضی بھی گواہ اور قسم اور واصل اور قرائن دیکھ کر فیصلہ کرتا ہے۔ (۱) نرم طب نہیں

جانتے) یعنی علم شرع نہیں جانتے یوں ہی قاضی بن بیٹھے ہو۔ (جب جانے لگتے تو دوبارہ ان کو بلاتے۔) یہ ایسے اور وہاں
 نئی نئی عجز سے کہتے تھے تاکہ اللہ جل شانہ مدد کرے اور صواب (صحیح بات) کی توثیق دے۔ اکثر سلف نے عہدہ نفا کو مکروہ
 جانا ہے اور اس سے پرہیز کیا چنانچہ الوضیفہ کسی طرح اس عہدے پر راضی نہیں ہوتے تھے۔ بہت تکلیفیں اٹھائیں اس
 خیال سے کہ اس میں واخذہ بہت ہے لوگوں کے حقوق کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے دوسرے یہ کہ نفس کا حال کیساں نہیں شاید
 بے اعتدال ہو جائے۔ مدنی یا مدعا علیہ کی رعایت کر جائے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کے غلام سے بغیر اس کے اذن کے کسی بڑے کام میں
 مدد لی جس کے واسطے نوکر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے یا مزدور بلانے کی اور غلام میں کوئی عیب ہو گیا اس کام کرنے
 کی وجہ سے تو اس پر ضمان لازم آئے گا اور جو غلام صحیح و سالم رہا اور اس کے مولیٰ (مالک) نے مزدوری طلب کی
 تو مزدوری دینی یا سکی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر غلام کا ایک حصہ آزاد ہو اور کچھ رقیق (مملوک) تو مال اس کے حصہ سے ہے کا
 اس میں کوئی نیا کام نہیں کر سکتا بلکہ بقدر ضرورت کھاتا پیتا ہے تو جب مر جائے گا تو وہ مال اس کے حصہ سے ہے۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس روز سے لڑکا مالدار ہو جائے تو والد نے جو اس پر خرچ کیا وہ اس کے حصہ سے ہے۔
 کہ اس سے بچرا لے سکتا ہے اگر چاہے وہ مال لڑکے کا نقد کی قسم سے ہو یا جنس کی قسم سے۔

۱۴۵۸۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دَلَّافِ الْمُرَبِّيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ كَانَ يَسْبِقُ
 الْحَاجَّ فَيَسْتَشِرُّهُ الرَّوَّاحِلَ فَيُعْلِي بِهَا ثُمَّ يُسْرِعُ السَّيْرَ فَيَسْبِقُ الْحَاجَّ فَأَفْلَسَ فَرَفَعَ أَمْرًا إِلَى عُمَرَ
 بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَمَا بَعْدَ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ الْأَسْفَعَ أَسْفَعُ جُهَيْنَةَ رَضِيَ مِنْ دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ بَأَنَّ
 يُقَالَ سَبَقَ الْحَاجَّ الْآ وَإِنَّهُ قَدْ ذَانَ مُعْرَضًا فَأَصْبَحَ قَدْرَيْنِ بِهِ فَمَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ ذَيْنَ فَلْيَأْتِنَا
 بِالْعِدَاةِ نَقْسِمُ مَالَهُ بَيْنَهُمْ وَإِنَّا كُمْ وَالذَّيْنِ فَإِنَّ أَوْلَاهُمْ وَآخِرُهُ حَرْبٌ۔

حضرت عمر بن عبد الرحمن بن دلاف مزنی سے روایت ہے کہ ایک شخص قبیلہ جہینہ کا (اسفیغ) سب
 حاجیوں سے آگے جا کر اچھے اچھے اونٹ مہنگے خرید کرتا تھا اور جلدی چلا کرتا تھا تو سب حاجیوں سے پیشتر پہنچتا تھا
 ایک بار وہ مقلس ہو گیا اور اس کا مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ نے کہا بعد حمد و صلوة کے لوگوں کو معلوم
 ہوا کہ اسفیغ نے جو جہینہ کے قبیلے کا ہے دین اور امانت میں بھی بات پسند کی کہ لوگ اس کو کہا کریں کہ وہ سب
 حاجیوں سے پہلے پہنچا۔ آگاہ ہو کہ اس نے قرض خرید ادا کرنے کا خیال نہ رکھا تو وہ مقلس ہو گیا اور قرض نئے اس
 کے مال کو لپیٹ لیا تو جس شخص کا اس پر قرض آتا ہو وہ ہمارے پاس صبح کو آئے ہم اس کا مال قرض خواہوں کو تقسیم
 کریں گے تم کو چاہیے کہ قرض لینے سے پرہیز کرو قرض میں لیتے ہی رنج ہوتا ہے اور آخر میں لڑائی ہوتی ہے۔

فائدہ: یعنی جب قرض لینا ہے تو یہ رنج رہتا ہے کہ اگر روپیہ نقد دیتا تو یہ شے ارزاں آتی اب گراں آئی اور لے چکا تو ادا کرنا ضروری ہے۔

باب ما أفسد العبيد أو غلام کسی کا نقصان کریں یا کسی کو زخمی کریں تو کیا جرحوا حکم ہے؟

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک غلام کی جنایت میں سنت یہ ہے کہ اگر غلام کسی شخص کو زخمی کرے یا کسی کی چیز اڑالے یا کسی کا میوہ درخت سے کاٹ لے یا چرالے جس میں اس کا ہاتھ کا ٹٹا لازم نہ آئے تو غلام کا رقبہ (گردن) آزادی یا غلامی اس میں پھنس جائے گا۔ مولیٰ (مالک) کو اختیار ہے چاہے ان چیزوں کی قیمت یا زخم کی دیت ادا کرے اور اپنے غلام کو رکھ لے چاہے اس غلام ہی کو صاحب جنایت کے حوالے کر دے غلام کی قیمت سے زیادہ مولیٰ (مالک) کو کچھ نہ دینا ہوگا اگرچہ اس چیز کی قیمت یا دیت اس کی قیمت سے زیادہ ہو۔

باب ما يجوز من النحل اپنی اولاد کو جو دینا درست ہے اس کا بیان

۱۴۵۹۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عَثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ مَنْ نَحَلَ وَلَدًا لَهُ صَغِيرًا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَحُورَ نُحْلَهُ فَأَعْلَنَ ذَلِكَ لَهُ وَأَشْهَدَ عَلَيْهَا فَهِيَ جَائِزَةٌ وَإِنْ وَليَهَا أَبُوهُ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص اپنے نابالغ لڑکے کو کوئی چیز ہبہ کرے تو درست ہے جبکہ اعلان نہ دے اور اس پر گواہ کر دے پھر اس کا ولی باپ ہی رہے گا (وہی اس کی طرف سے اس شے پر قابض رہے گا جب تک لڑکا بڑا ہو)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جو شخص اپنے نابالغ بچے کو سونا یا چاندی دے پھر وہ بچہ مر جائے اور باپ ہی اس کا ولی تھا تو وہ مال اس بچے کا شمار نہ کیا جائے گا الا جس صورت میں باپ نے اس مال کو جدا کر دیا ہو یا کسی کے پاس رکھوایا ہو تو وہ بیٹے کا ہوگا (اب وہ مال بیٹے کے سب وارثوں کو بموجب فرائض کے پہنچے گا)۔



کتاب الفرائض

کتاب ترکے کی تقسیم کے بیان میں

اولاد کی میراث کا بیان

باب میراث الصلب

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ جب ماں یا باپ مر جائے اور لڑکے اور لڑکیاں چھوڑ جائے تو لڑکے کو دوہرا حصہ اور لڑکی کو اکہرا حصہ ملے گا۔ اگر میت کی صرف لڑکیاں ہوں دو یا دو سے زیادہ تو دو مثلث ترکے کے ان کو ملیں گے اگر ایک ہی لڑکی ہے اس کو آدھا ترکہ ملے گا۔ اگر میت کے ذوی الفروض میں سے بھی کوئی ہو اور لڑکے لڑکیاں بھی ہوں تو پہلے ذوی الفروض کا حصہ دے کر جو بچ رہے گا اس میں سے دوہرا حصہ لڑکے کو اور اکہرا حصہ لڑکی کو ملے گا (۱) اور جب بیٹے بیٹیاں نہ ہوں تو پوتے پوتیاں ان کی مثل ہوں گی جیسے وہ وارث ہوتے ہیں یہ بھی وارث ہوں گے اور جیسے وہ محجوب (محرور) ہوتے ہیں یہ بھی محجوب ہوں گے۔ اگر ایک بیٹا بھی موجود ہو گا تو بیٹے کی اولاد کو یعنی پوتے اور پوتیوں کو ترکہ نہ ملے گا اگر کوئی بیٹا نہ ہو لیکن دو بیٹیاں یا زیادہ موجود ہیں تو پوتیوں کو کچھ نہ پہنچے گا مگر جس صورت میں ان پوتیوں کے ساتھ کوئی پوتا بھی ہو خواہ انہی کے ہم مرتبہ ہو یا ان سے بھی زیادہ دور ہو (مثلاً پوتے کا بیٹا یا پوتا ہو) تو بعد بیٹیوں کے حصے دینے کے اور باقی ذوی الفروض کے جو کچھ بچ رہے گا اس کو ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ کے بانٹ لیں گے اور اس پوتے کے ساتھ وہ پوتیاں جو اس سے زیادہ میت کے (رشتہ و ترکہ) قریب ہیں یا اس کے برابر ہیں وارث ہوں گی جو اس سے بھی زیادہ پوتیاں دور ہیں وہ وارث نہ ہوں گی اور جو کچھ نہ بچے گا تو پوتیوں اور پوتے کو کچھ نہ ملے گا۔ (۲) اگر میت کی صرف ایک بیٹی ہو تو اس کو آدھا مال ملے گا اور پوتیوں کو ہمتی ہوں چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر ان پوتیوں کے ساتھ کوئی پوتا بھی ہو تو اس صورت میں ذوی الفروض سے حصے ادا کر دیں گے اور جو بچ رہے گا وہ ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ یہ پوتا اور پوتیاں تقسیم کر لیں گی اور یہ پوتا ان پوتیوں کو حصہ دلا دے گا جو اس کے ہم مرتبہ ہوں یا اس سے زیادہ قریب ہوں مگر جو اس سے بعید ہوگی وہ محروم ہوگی اگر ذوی الفروض سے کچھ نہ بچے تو ان پوتے پوتیوں کو کچھ نہ ملے گا کیونکہ اللہ جل جلالہ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "وہییت کرتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد میں مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو اکہرا اگر سب بیٹیاں ہوں دو سے زیادہ تو ان کو دو تہائی مال ملے گا اگر ایک بیٹی ہو تو اس کو نصف ملے گا۔"

(۱) **فائدہ:** جیسے میت ایک باپ اور ایک لڑکا اور تین چھوڑ گیا تو پہلے باپ کا چھٹا حصہ دے کر جو بچ رہے اس میں سے دوہرا حصہ لڑکے کو اور اکہرا حصہ لڑکیوں کو دیں گے۔ کل مال کے چھ حصے کریں گے ایک حصہ باپ کا اور دو حصے بیٹے کے اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کو دیں گے۔ ذوی الفروض ان لوگوں کو کہتے ہیں جن کا حصہ اللہ کی کتاب میں مقرر ہے جیسے ماں اور باپ اور خاوند اور بیوی اور بہن وغیرہ۔

(۲) فائدہ: مثلاً زید مرگیا اور دو بیٹیاں اور ایک بیوی اور دو پوتیاں اور ایک پڑپوتا اور ایک پڑپوتی اور دو پڑپوتیاں چھوڑ گیا تو بیٹے کل مال کے چوبیس حصے کریں گے اس واسطے کہ من (آٹھواں) اور ثلثین (دوثلث) جمع ہوئے۔ من (آٹھواں حصہ) مرد کا حق ہے اور ثلثین (دوثلث) بیٹیوں کا۔ اب چوبیس میں سے سولہ حق بیٹیوں کا ہوا آٹھ آٹھ دونوں کو دیے روح کا : آٹھواں حصہ تین دینے باقی رہے پانچ حصے اس کو ﴿اللذَّكَرُ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَىٰ﴾ تقسیم کیا اور میان میں دو پوتیوں اور پڑپوتے اور پڑپوتی کے۔ تو پڑپوتے کو دو حصے ملے اور پوتیوں کو ایک ایک حصہ اور پڑپوتی کو ایک حصہ اس پڑپوتے کے سب سے پوتیاں بھی وارث ہوئیں اور پڑپوتی بھی مگر پڑپوتیاں محروم ہوئیں کیونکہ پوتا اپنے برابر والے اور اپنے سے نزدیک ملے کو وارث کرے گا۔

باب میراث الرجل من امرأته والمرأة من زوجها خاوند اور بیوی کی میراث کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جب میت کا لڑکا لڑکی یا پوتا پوتی نہ ہو تو اس کے خاوند کو آدھا مال ملے گا اگر میت کی اولاد سے بیٹے کی اولاد ہے مرد ہو یا عورت تو حرد کو ربع (چوتھائی) حصہ ملے گا بعد ادا کرنے وصیت اور دین (قرض) کے اور خاوند جب مر جائے اور اولاد نہ ہو تو اس کے بیٹے کی اولاد ہو تو اس کی بی بی کو ربع (چوتھائی) حصہ ملے گا۔ اگر اولاد نہ ہو تو بی بی، اولاد ہو مرد ہو یا عورت تو بیوی کو ثمن (آٹھواں حصہ) ملے گا بعد وصیت اور دین ادا کرنے کے کیونکہ عند حل حالانہ سوا فرمایا ہے تمہارے واسطے آدھا نہ کہ ہے تمہاری بیویوں کا اگر ان کی اولاد نہ ہو اور اگر ان کی اولاد ہو تو تم کو ربع (چوتھائی) ملے گا بعد وصیت اور دین کے اور عورتوں کو تمہارے ترکہ سے ربع (چوتھائی) ملے گا اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر اولاد ہو تو ان کو ثمن (آٹھواں) ملے گا بعد وصیت اور دین (قرض ادا کرنے) کے۔“

باب میراث الأم والأب من ولدہما ماں باپ کی میراث کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم تقاضی ہے کہ میت اگر بیٹا یا پوتا چھوڑ جائے تو اس کے باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اگر میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو تو چھٹے ذوی الفروض اور ہوں ان کا حصہ دے کر جو بیچ رہے گا سدس (چھٹا) ہو یا سدس سے زیادہ وہ باپ کو ملے گا۔ اگر ذوی الفروض کے حصے ادا کر کے سدس (چھٹا حصہ) نہ بچے تو باپ کو سدس (چھٹا حصہ) فرض کے طور پر دلا دیں گے۔ (۱)

میت کی ماں کو جب میت کی اولاد یا اس کے بیٹے کی اولاد یا دو یا زیادہ بھائی بہنیں گئے یا سوتیلے یا مادری (۲) ہوں تو چھٹا حصہ (سدس) ملے گا۔ ورنہ پورا ثلث (تہائی) ماں کو ملے گا جب میت کی اولاد نہ ہو اس کے بیٹے کی اولاد نہ ہو اس کے دو بھائی یا دو بہنیں ہوں مگر دو مسکوں میں ایک یہ کہ میت زویہ اور ماں باپ چھوڑ جائے تو زویہ کو ربع (چوتھائی) ملے گا اور ماں کو جو بیچ رہا اس کا ثلث (تہائی) یعنی کل مال کا ربع (چوتھائی) ملے گا دوسرا یہ کہ ایک عورت مر جائے اور خاوند اور ماں باپ کو چھوڑ جائے تو خاوند کو نصف ملے گا بعد اس کے جو بیچ رہے گا اس کا ثلث (تہائی) ماں کو ملے گا یعنی کل مال کا سدس (چھٹا) کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں کہ ”میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا

ترکے میں سے اگر میت کی اولاد نہ ہو اور اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوں تو ماں کو تہائی حصہ ملے گا اور باقی باپ کو اگر میت کے بھائی ہوں یا نہیں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ امام مالک نے فرمایا کہ سنت جاری ہے اس امر پر کہ بھائیوں سے مراد دو بھائی یا دو بہنیں ہیں یا دو سے زیادہ۔

(۱) **فائدہ:** جیسے مسئلہ نمبر یہ میں جس کا سوال حضرت علی رضی اللہ عنہما سے برسر منبر ہوا اور آپ نے وہیں جواب دیا ایک شخص مر جانے ایک بیوی اور ماں باپ اور دو بیٹیاں چھوڑ جانے تو مسئلہ چوتھیں سے ہوگا کیونکہ ثمن (آشواں) اور ثلثین (دوثلث) یہ دو تہائی جمع ہوتے چوتھیں میں سے سولہ حصے بیٹیوں کو اور تین حصے بیٹیوں کو تین حصے بیوی اور چار حصے ماں کو اب صرف ایک حصہ بچ رہا وہ سدس سے کم ہے اس واسطے کل مسئلے میں تین اور بڑھا دیئے ستائیس حصے کیے۔ سولہ بیٹیوں کے تین بیوی کے۔ چار ماں کے چار باپ کے ہر ایک کے حصے میں سے نوں حصہ یعنی تسع کم ہو گیا۔

(۲) **فائدہ:** سگے کو یعنی کہتے ہیں یعنی ماں اور باپ دونوں ایک ہوں سو تیلے کو علقاتی یعنی باپ ایک ہو ماں دو ہوں۔ مادری کو اخیانی یعنی ماں ایک ہو باپ دو ہوں کہتے ہیں۔

مسئلہ: کہا مالک نے کہ سنت جاری ہے اس امر پر کہ بھائیوں سے مراد دو بھائی یا دو بہنیں یا دو سے زیادہ۔

فائدہ: جمہور علماء کا یہی مذہب ہے مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک جب تین بہن بھائی ہوں یا زیادہ تو ماں کا حصہ چھٹا ہوگا اور دو بھائی بہن ہوں تو ماں کو ان کے نزدیک ثلث (تہائی) ملے گا جیسے ایک بھائی یا بہن ہو تو سب کے نزدیک ثلث (تہائی) ملتا ہے۔

باب میراث الاخوة للأب اخیانی بھائی یا بہنوں کی میراث کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اخیانی بھائی اور اخیانی بہنیں جب کہ میت کی اولاد نہ ہو یا اس کے بیٹے کی اولاد نہ ہو یعنی پوتے یا پوتیاں یا میت کا باپ یا دادا موجود ہو تو ترکے سے محروم رہیں گے البتہ اگر یہ لوگ نہ ہوں تو ترکہ پائیں گے اگر ایک بھائی اخیانی یا ایک بہن اخیانی ہو تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اگر دو ہوں تو ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اگر دو سے زیادہ ہوں تو ثلث (تہائی) مال میں سب شریک ہوں گے برابر برابر بانٹ لیں گے بہن بھی بھائی کے برابر لے گی کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ ”اگر کوئی شخص مر جائے تو کلالہ ہو یا کوئی عورت مر جائے کلالہ ہو کر اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن (اخیانی جیسے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کی قرأت میں ہے) ہو تو ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اگر اس سے زیادہ ہوں (یعنی ایک بھائی اور ایک بہن یا دو بہنیں دو بھائی یا اس سے زیادہ ہوں) تو وہ سب ثلث تہائی میں شریک ہوں گے (یعنی مرد اور عورت سب برابر پائیں گے)۔

فائدہ: کلالہ اس کو کہتے ہیں جو نہ باپ چھوڑے نہ اولاد۔

باب میراث الاخوة للأب سگے بھائی بہن کی میراث کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ سگے بھائی بہن بیٹے یا پوتے کے ہوتے ہوئے یا

باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہ پائیں گے بلکہ سگے بھائی یا بہن بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ وارث ہوتے ہیں۔ جب میت کا دادا یعنی باپ کا باپ زندہ نہ ہو تو جس قدر مال بعد ذوی الفرض کے حصہ دینے کے بچ رہے گا وہ سگے بہن بھائیوں کا ہوگا بانٹ لیں گے اس کو اللہ کی کتاب کے موافق لشد کر مثل حظ الانثیین کے طور پر اور اگر کچھ نہ بچے گا تو کچھ نہ پائیں گے۔ کہا مالک نے اگر میت کا باپ اور دادا یعنی باپ کا باپ نہ ہو نہ اس کا بیٹا ہو نہ پوتا ہو نہ بیٹے نہ پوتے صرف ایک بہن ہوگی تو اس کو آدھا مال ملے گا۔ اگر دو سگی بہنیں ہوں یا زیادہ تو دو ثلث (دو تہائی) ملیں گے اگر ان بہنوں کے ساتھ کوئی بھائی بھی ہو تو اگر بہنوں کو کوئی معین حصہ نہ ملے گا بلکہ اور ذوی الفروض کا فرض ادا کر کے جو بچ رہے گا وہ لشد کر مثل حظ الانثیین کے طور پر بھائی بہن بانٹ لیں گے مگر ایک مسئلہ میں سگے بھائی یا بہنوں کے لیے کچھ نہیں بچتا تو وہ اخیانی بھائی بہنوں کے شریک ہو جائیں گے۔ صورت اس مسئلہ کی یہ ہے ایک عورت مر جائے اور خاوند اور ماں اور سگے بھائی بہنیں اور اخیانی بھائی بہنیں چھوڑ جائے تو خاوند کو نصف اور مالک کو سدس (چھٹا) اور اخیانی بھائی بہنوں کو ثلث ملے گا اب سگے بہن بھائیوں کے واسطے کچھ نہ بچا تو ثلث (تہائی) میں وہ اخیانی بھائی بہنوں کے شریک ہو جائیں گے مگر مرد اور عورت سب کو برابر پہنچے گا اس واسطے کہ سب بھائی ہو یا بہن تو ہر ایک کو سدس ملے گا اگر زیادہ ہوں تو سب شریک ہوں گے ثلث (تہائی) میں۔ پس حقیقی بہن بھائی بھی اخیانی بہن بھائیوں کے ساتھ شریک ہو گئے ثلث (تہائی) میں اس مسئلے میں اس لیے کہ وہ بھی مادری بھائی ہیں۔

فائدہ: اور اخیانی بھائی بہنوں میں مرد کو عورت سے زیادہ نہیں ملتا ایسا ہی یہاں بھی ہوگا باوجود اس کے مصنفی میں جو لکھا ہے کہ مرد کو دو ہر حصہ اور عورت کو اکہر حصہ یعنی لشد کر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا سہو ہے اس سہو کا سبب ناخ نسخہ موطا ہے کیونکہ مصنفی میں اس مقام پر عبارت موطا اس طرح ہے فیکون لشد کر مثل حظ الانثیین اور نسخہ مطبوعہ مطبع احمدی دہلوی ۱۲۶۶ھ میں بھی اسی طرح ہے لیکن غلط ہے صحیح عبارت وہ ہے جو زرقانی نے لی ہے یعنی فیکون لشد کر مثل حظ الانثیین۔

باب میراث الاخوة سو تیلے یعنی علاقہ بھائی بہنوں کی میراث کا بیان

للأب جس کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاق ہے کہ جب سگے بھائی بہنیں نہ ہوں تو سو تیلے بھائی بہنیں ان کی مثل ہوں گے ان کا مردان کے مرد کے برابر ہے اور ان کی عورت ان کی عورت کے برابر ہے۔ (اگر میت کا صرف ایک سو تیلے بھائی ہو تو کل مال لے لے گا اگر صرف ایک سو تیلی بہن ہو تو نصف لے گی اگر دو یا تین سو تیلی بہنیں ہوں تو وہ ثلث لیں گی اگر سو تیلے بھائی اور بہن بھی ہوں تو لشد کر مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم ہوگا) مگر سگے بھائی بہنوں میں یہ فرق ہے کہ سو تیلے بھائی بہن اخیانی بھائی بہنوں کے اس مسئلے میں شریک نہ ہوں گے جو ابھی بیان ہوا کیونکہ ان کی ماں جدا ہے اگر سگی بہنیں اور سو تیلی بہنیں جمع ہوں اور سگی بہنوں کے ساتھ کوئی سگا بھائی بھی ہو تو سو تیلی بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر سگا بھائی نہ ہو بلکہ ایک بہن ہو اور باقی سو تیلی بہنیں تو سگی بہن کو نصف ملے گا اور سو تیلی بہنوں کو سدس (چھٹا) ثلثین (دو

ثلث) کے پورا کرنے کے واسطے۔ اگر سوتیلی بہنوں کے ساتھ کوئی سوتیلہ بھائی بھی ہو تو ان کا کوئی حصہ معین نہ ہوگا بلکہ ذوی الغرض کو دے کر جو بیچ رہے ہوں یا زیادہ تو دو ثلث ان کو ملیں گے اور سوتیلی بہنوں کو کچھ نہ ملے گا مگر جب سوتیلی بہنوں کے ساتھ کوئی سوتیلہ بھائی بھی ہو تو ذوی الغرض کا حصہ ادا کر کے جو کچھ بچے گا اس کو لشد کر مثل حظ الاثین کے طور پر بانٹ لیں گے اگر کچھ نہ بچے گا تو کچھ نہ ملے گا اخیا فی بھائی بہنوں کو خواہ گئے بھائی بہنوں کے ساتھ ہوں یا سوتیلے بھائی بہنوں کے۔ ایک کوسدس (چھٹا) ملے گا اور دو کو ثلث مرد اور عورت ان کے سب برابر ہیں۔

باب میراث الجد دادا کی میراث کا بیان

۱۴۶۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنِ الْجَدِّ فَكَتَبَ إِلَيْهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِنَّكَ كَتَبْتَ إِلَيَّ تَسْأَلُنِي عَنِ الْجَدِّ وَاللَّهِ أَعْلَمُ وَذَلِكَ مِمَّا لَمْ يَكُنْ يَقْضِي فِيهِ إِلَّا الْأَمْرَاءُ يَعْنِي الْخُلَفَاءَ وَقَدْ حَضَرْتُ الْحَلِيفَتَيْنِ قَبْلَكَ يُعْطِيَانِيهِ النَّصْفَ مَعَ الْإِخِ الْوَالِدِ وَالثُلُثَ مَعَ الْأُنثَى فَإِنْ كَثُرَتْ الْإِخْوَةُ لَمْ يُنْقِصُوهُ مِنَ الثُّلُثِ۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے (خط) لکھا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اور پوچھا دادا کی میراث کے متعلق۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جواب لکھا کہ تم نے مجھ سے پوچھا دادا کی میراث کے متعلق اور یہ وہ مسئلہ ہے جس میں خلفاء حکم کرتے تھے۔ میں حاضر تھا تم سے پہلے دو خلفاؤں کے سامنے (عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ) تو ایک بھائی کے ساتھ وہ دادا کو نصف دلاتے تھے اور دو بھائیوں کے ساتھ ثلث اگر بہت سے بھائی بہن ہوتے تب بھی دادا کو ثلث سے کم نہ دلاتے۔

فائدہ: تو دادا کے ہوتے ہوئے گئے بھائی اور بہنوں کو اور سوتیلے بھائی اور بہنوں کو میراث پہنچے گی۔ مالک اور شافعی اور احمد کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک دادا کے ہوتے ہوئے بھائی بہن محروم ہوں گے جیسے باپ کے ہوتے ہوئے (محروم ہوتے ہیں)۔

۱۴۶۱۔ عَنْ قَبِيصَةَ بِنِ دُوَيْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَرَضَ لِلْجَدِّ الَّذِي يَفْرِضُ النَّاسُ لَهُ الْيَوْمَ۔
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دادا کو اتنا دلا یا جتنا کہ آج کل لوگ دلاتے ہیں۔

۱۴۶۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ فَرَضَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لِلْجَدِّ مَعَ الْإِخْوَةِ الثُّلُثَ۔

(۱۴۶۰) عبد الرزاق (۱۹۰۶۲) ابن ابی شیبہ (۳۱۲۱۸) بیہقی (۲۴۹/۶) رقم (۱۲۴۳۴)۔

(۱۴۶۱) ابن ابی شیبہ (۳۱۲۰۱) دارمی (۲۹۱۳)۔

(۱۴۶۲) بیہقی (۲۴۶/۱) رقم (۱۲۴۳۴)۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دادا کے واسطے بھائی بہنوں کے ساتھ ایک ٹکٹ دلایا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاق ہے کہ دادا باپ کے ہوتے ہوئے محروم ہوتا ہے لیکن بیٹے اور پوتے کے ساتھ دادا کو چھٹا حصہ بطور فرض کے ملتا ہے اگر بیٹا یا پوتا نہ ہونے لگا بھائی بہن ہونے سو بیٹا بہن بھائی عمر اور ذوی الفروض ہوں تو ان کا حصہ دے کر ایک اگر چھٹا حصہ بچ رہے گا یا اس سے زیادہ تو دادا کو مل جائے گا اگر اتنا نہ بچے تو دادا کا چھٹا حصہ بطور فرض کے مقرر ہوگا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر دادا اور اس کے بھائی بہنوں کے ساتھ کوئی ذوی الفروض کو ان کا فرض دے دیں گے بعد اس کے جو بچے گا اس میں سے کئی صورتوں میں سے جو دادا کے لیے بہتر ہوگی کریں گے وہ صورتیں یہ ہیں ایک تو یہ کہ جس قدر مال بچا ہے اس کا ٹکٹ دادا کو دے دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ دادا بھی مثل بھائیوں کے ایک بھائی سمجھا جائے۔ اور جس قدر حصہ ایک بھائی کا ہو اسی قدر اس کو بھی ملے۔ تیسرے یہ کہ کل مال کا سدس (چھٹا حصہ) اس کو دے دیا جائے گا ان صورتوں میں سے جو صورت اس کے لیے بہتر ہوگی وہ کریں گے بعد اس کے دادا کو دے کر جس قدر مال بچے گا وہ بھائی بہن لشد کر مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم کر لیں گے مگر ایک مسئلے میں تقسیم اور طور سے ہوگی (اس کو مسئلہ انکدر یہ کہتے ہیں) وہ یہ ہے ایک عورت مر جائے اور خاوند اور ماں اور سگی بہن اور دادا کو چھوڑ جائے تو خاوند کو نصف اور ماں کو ٹکٹ اور دادا کو سدس (چھٹا) اور سگی بہن کو نصف ملے گا پھر دادا کو سدس (چھٹا) اور بہن کا نصف ملا کر اس کے تین حصے کریں گے دو حصے دادا کو ملیں گے اور ایک حصہ بہن کو۔

فائدہ: تو اصل مسئلہ چھ سے ہوگا اور عمل نو سے ہوگا کیونکہ چھ سہام وارثوں کے سہام کو کافی نہیں ہیں تو جس قدر کافی ہیں اسی قدر حصے ہوں گے۔ چھ کا نصف تین خاوند کے اور دو ماں کے اور ایک دادا کا اور تین سگی بہن کے سب نو ہوں گے۔

فائدہ: دادا کا ایک حصہ اور بہن کے تین حصے سب ملا کر چار ہونے چار تین پر نہیں بٹ سکتے تو تین کو اصل مسئلے میں یعنی نو میں ضرب دیں گے ستائیس سے مسئلہ ہوگا خاوند کو نو حصے اور ماں کو چھ حصے اور دادا کو آٹھ حصے اور بہن کو چار حصے ملیں گے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر دادا کے ساتھ سو تیلے بھائی ہوں تو ان کا حکم وہی ہوگا جو سگے بھائیوں کا ہے اور جب سگے بھائی بہن بھی ہوں اور سو تیلے بہن بھائی بھی ہوں تو سو تیلے صرف بھائیوں کی گنتی میں شریک ہو کر دادا کے حصے کو کم کر دیں گے مگر کچھ نہ پائیں گے مگر جس صورت میں سگے بھائی بہنوں کیساتھ اخیانی یعنی مادری بھائی ہوں تو وہ بھائیوں کی گنتی میں شریک ہو کر دادا کے حصے کو کم نہ کریں گے کیونکہ اخیانی بھائی بہن دادا کے ہوتے ہوئے محروم ہیں۔ اگر دادا ہوتا اور صرف اخیانی بھائی بہن ہوتے تو کل مال دادا کو ملتا اور اخیانی بھائی بہن محروم ہو جاتے خیر اب جس صورت میں دادا کے ساتھ سگے بھائی بہن اور علاقائی یعنی سو تیلے بھائی بہن بھی ہوں تو جو مال بعد دادا کے حصے دینے کے بچے گا وہ سب سگے بھائی بہنوں کو ملے گا اور سو تیلوں کو کچھ نہ ملے گا مگر جب سگوں میں صرف ایک بہن ہو اور باقی سب سو تیلے بھائی اور بہن ہوں تو سو تیلے بھائی اور بہنوں کے سبب سے وہ سگی بہن دادا کا حصہ کم کر دے گی پھر اپنا پورا حصہ یعنی نصف لے

لے گی اگر اس پر بھی کچھ بیخ رہے گا تو سوتیلے بھائی اور بہن کو مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم ہوگا اگر کچھ نہ بچے گا تو سوتیلے بھائی اور بہنوں کو کچھ نہ ملے گا۔

فائدہ: بلکہ سگے بھائیوں سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ مذہب صرف زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک سب سوتیلے بھائی بہن وراثت ہی نہیں ہیں تو گفتی میں بھی داخل نہ ہوں گے اور دادا کے حصے کو کم نہ کریں گے۔

باب میراث الجدة نانی اور دادی کی میراث کا بیان

۱۴۶۳۔ عَنْ قَبِيصَةَ بِنِ ذُوَيْبٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَتْ الْجِدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ مَا لَكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ شَيْءٌ وَمَا عَلِمْتُ لَكَ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مِثْلُ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ثُمَّ جَاءَتْ الْجِدَّةُ الْأُخْرَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا مَا لَكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ شَيْءٌ وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ بِهِ إِلَّا لِغَيْرِكَ وَمَا أَنَا بِرَأِيْدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا وَلَكِنَّهُ ذَلِكَ السُّدُسُ فَإِنْ احْتَمَعْتُمَا فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَأَيْتُكُمَا خَلَّتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا۔

حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہا بن ذویب سے روایت ہے کہ میت کی نانی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس میراث مانگنے آئی۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی کتاب میں تیرا کچھ حصہ مقرر نہیں ہے اور نہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کوئی حدیث سنی ہے تو واپس جا۔ میں لوگوں سے پوچھ کر دریافت کروں گا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وقت موجود تھا میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نانی کو چھٹا حصہ دلایا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی اور بھی تمہارے ساتھ ہے (جو اس معاملے میں جانتا ہو) تو محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور جیسا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا ویسا ہی بیان کیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چھٹا حصہ اس کو دلا دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک دادی میراث مانگنے آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی کتاب میں تیرا کچھ حصہ مذکور نہیں اور پہلے جو حکم ہو چکا ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں) وہ نانی کے باب میں ہوا تھا اور میں اپنی طرف سے فرائض میں کچھ بڑھا نہیں سکتا لیکن وہی چھٹا حصہ تو بھی

(۱۴۶۳) أبو داود (۲۸۹۴) کتاب الفرائض: باب فی الجدة:ترمذی (۲۱۰۱) نسائی فی الکبری

(۶۳۴۶) ابن ماجہ (۲۷۲۴) أحمد (۲۲۵۱۴ - ۲۲۶) (۱۸۱۴) دارمی (۲۹۳۹)۔

لے اگر تانی بھی ہو تو دونوں سدس کو بانٹ لو اور جو تم دونوں میں سے ایک اکیلی ہو (یعنی صرف تانی ہو یا صرف دادی) وہی چھٹا حصہ لے لے۔

۱۴۶۴ - عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ أَتَتْ الْجَدَّتَانِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَأَرَادَا أَنْ يَجْعَلَ السُّدُسَ لِلَّتِي مِنْ قَبْلِ الْأُمِّ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَمَا إِنَّكَ تَتْرُكُ الَّتِي لَوْ مَاتَتْ وَهِيَ حَيٌّ كَانَ إِيَّاهَا يَرِثُ فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ السُّدُسَ بَيْنَهُمَا -

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ تانی اور دادی دونوں آئیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سدس یعنی چھٹا حصہ تانی کو دینا چاہا ایک شخص انصاری بولا اے ابو بکر! تم اس کو نہیں دلاتے جو اگر مر جاتی اور میت زندہ ہوتا یعنی اس کا پوتا تو وارث ہوتا (اور اس کو دلاتے ہو جو اگر مر جاتی اور میت زندہ ہوتا یعنی اس کا نواسہ تو وارث نہ ہوتا) پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر سدس اُن دونوں کو دلا دیا۔
فائدہ: یعنی سدس مال کے دو حصے کیے ایک حصہ تانی کو اور ایک حصہ دادی کو۔

۱۴۶۵ - عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ كَانَ لَا يَفْرِضُ إِلَّا لِلْجَدَّتَيْنِ -

حضرت ابو بکر بن عبد الرحمن حصہ نہیں دلاتے تھے مگر تانی کو یا دادی کو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ تانی ماں کے ہوتے ہوئے کچھ نہ پائے گی البتہ اگر ماں نہ ہو تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اور دادی ماں کے یا باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہ پائے گی جب ماں باپ نہ ہوں تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اگر تانی اور دادی دونوں ہوں اور میت کے ماں باپ جو تانی دادی سے زیادہ قریب ہیں نہ ہوں تو ان میں سے تانی اگر میت کے ساتھ زیادہ قریب ہوگی تو اسی کو سدس (چھٹا حصہ) ملے گا (۱) اور جو دادی زیادہ قریب ہوگی (۲) یا دونوں برابر ہوں (۳) تو سدس میں دونوں شریک ہوں گے۔

(۱) **فائدہ:** مثلاً میت کی ماں کی ماں بھی موجود ہے اور باپ کی ماں کی ماں بھی موجود ہے تو ماں کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔

(۲) **فائدہ:** مثلاً میت کی ماں کی ماں کی ماں موجود ہے اور باپ کی ماں بھی موجود ہے۔

(۳) **فائدہ:** جیسے میت کی ماں کی ماں ہو اور باپ کی ماں کی ماں بھی ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میراث کسی کے واسطے نہیں ہے دادیوں اور تانیوں میں سے مگر ماں کی ماں کو اگر چہ کتنی ہی دور ہو جائے (۱) ان کے سوا اور تانیوں (۲) دادیوں (۳) کو میراث (دینا مقرر) نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکہ دلا یا تانی کو پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا پوچھا جب اُن کو بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تانی کو ترکہ دلا دیا انہوں نے

(۱۴۶۴) عبد الرزاق (۱۹۰۸۴) ابن ابی شیبہ (۳۱۲۸۳) بیہقی (۲۳۵۱۶) رقم (۱۲۳۴۲)۔

(۱۴۶۵) بیہقی (۲۳۵۱۶) رقم (۱۲۳۴۵)۔

دلا یا بعد اس کے دادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں فرائض میں بڑھا نہیں سکتا لیکن اگر تو بھی ہو اور نانی بھی ہو تو دونوں سدس (چھٹا) کو بانٹ لیں اور جو کوئی تم میں سے تمہا ہو تو وہ پورا سدس (چھٹا) لے لے۔ (۴)

فائدہ: مثلاً ماں کی ماں کی ماں ہو یا ماں کی ماں کی ماں ہو یا اس سے بھی اونچی۔

فائدہ: مثلاً باپ کی ماں کی ماں یا باپ کی ماں کی ماں کی ماں یا اور اونچی ہو۔

فائدہ: مثلاً باپ کے باپ کی ماں یا ماں کے باپ کی ماں یا ماں کی ماں کے باپ کی ماں یہ وارث نہ ہوگی۔

فائدہ: بس ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ دو ہی قسم کی نانی دادی وارث ہیں ایک تو ماں کی ماں یا ماں کی ماں کی ماں دوسرے باپ کی ماں یا باپ کی ماں کی ماں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جب سے دین اسلام شروع ہوا ہے آج تک سوائے ان دادی اور نانی کے اور قسم کی نانی دادیوں کو کسی نے میراث نہیں دلائی۔

کلالہ کی میراث کا بیان

باب میراث الکلالہ

فائدہ: کلالہ اس کو کہتے ہیں جو نہ اولاد چھوڑے نہ باپ۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے بعضوں کے نزدیک کلالہ وہ ہے جس کی اولاد نہ ہو۔

۱۴۶۶۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَلَالَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْفِيكَ مِنْ ذَلِكَ آيَةُ النَّبِيِّ أَنْزَلَتْ فِي الصَّيْفِ آخِرَ سُورَةِ النَّسَاءِ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کلالے (کی میراث) کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافی ہے تجھ کو وہ آیت جو گرمی میں اتری ہے سورہ نساء کے آخر میں۔

فائدہ: کلالے کے باب میں دو آیتیں اتری ہیں ایک تو جاڑے میں سورہ نساء کے اول میں ﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُؤَدُّكَ كَلَالَةً﴾ آیت۔ دوسری گرمی میں سورہ نساء کے آخر میں ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ آیت۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس امر میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ کلالہ دو قسم کا ہے ایک تو وہ آیت جو سورہ نساء کے شروع میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اگر ایک شخص مر جائے کلالہ یا کوئی عورت مر جائے کلالہ اور اس کا ایک بھائی یا بہن ہو (اخینی) تو ہر ایک کو سدس ملے گا اگر زیادہ ہوں تو سب شریک ہوں گے ثلث میں، یہ وہ کلالہ ہے جس کا نہ باپ ہو نہ اس کی اولاد ہو کیونکہ اس وقت تک اخینی بھائی بہن وارث نہیں ہوتے تھے۔ دوسری وہ آیت جو سورہ نساء کے

(۱۴۶۶) مسلم (۱۶۱۷) کتاب الفرائض: باب میراث الکلالہ، نسائی فی الکبری (۱۱۱۳۵) ابن

ماجہ (۲۷۲۶) أحمد (۲۶/۱) (۱۷۹)۔

آخر میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ”پوچھتے ہیں تجھ سے کالے (کی میراث) کے متعلق کہہ دے تو اللہ تم کو حکم دیتا ہے کالے میں اگر کوئی شخص مر جائے اس کی اولاد نہ ہو ایک بہن ہو تو اس کو آدھا متروکہ ملے گا اگر بہن مر جائے تو وہ بھائی اس کے گل تر کے کا وارث ہوتا ہے جبکہ اس بہن کی اولاد نہ ہو اگر دو بہنیں ہوں تو ان کو دو ٹکٹے ملیں گے اگر بھائی بہن ملے جلے ہوں تو مرد کو دو ہر حصہ اور عورت کو اکہرا حصہ ملے گا اللہ تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہ وہ کلام ہے جس میں بھائی بہن عصبہ ہو جاتے ہیں جب میت کا بیٹا نہ ہو تو وہ دادا کے ساتھ وارث ہوں گے کالے میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ دادا بھائیوں کے ساتھ وارث ہوگا اس لیے کہ وہ ان سے اولیٰ ہے کیونکہ دادا بیٹے کے ساتھ بھی سدس (چھٹا) کا وارث ہوتا ہے برخلاف بھائی بہنوں کے اور کیونکہ دادا بھائی کے برابر نہ ہوگا وہ میت کے بیٹے کے ہوتے ہوئے بھی ایک سدس لیتا ہے تو بھائی بہنوں کے ساتھ ٹکٹ کیوں نہ لے گا اس لیے کہ اخیانی بھائی بہن کے بھائی بہنوں کے ساتھ ٹکٹ لیتے ہیں۔ اگر دادا بھی موجود ہو تو وہ اخیانی بھائی بہنوں کو محروم کر دے گا پھر وہ ٹکٹ اپنے آپ لے لے گا کیونکہ اسی نے ان کو محروم کیا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو اس ٹکٹ کو اخیانی بھائی بہن لیتے تو دادا نے وہ مال لیا جو سگے یا سوتیلے بھائی بہنوں کو نہیں مل سکتا تھا بلکہ اخیانی بھائی بہنوں کو حق تھا اور دادا ان سے اولیٰ تھا۔ اس واسطے اس نے لے لیا اور اخیانی بھائی بہن کو محروم کیا۔

www.KitaboSunnat.com

پھوپھی کی میراث کا بیان

باب ما جاء في ميراث العمة

۱۴۶۷۔ عَنْ مَوْلَى لُقْرَيْشٍ كَانَ قَدِيمًا يُقَالُ لَهُ ابْنُ مِرْسَى أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمَّا صَلَّى الظُّهْرَ قَالَ يَا بَرِّفَا هَلُمَّ ذَلِكَ الْكِتَابَ لِكِتَابِ كِتْبَةٍ فِي شَأْنِ الْعَمَّةِ فَنَسَّأَلُ عَنْهَا وَنَسْتَحْبِرُ عَنْهَا فَآتَاهُ بِهِ بَرِّفَا فَدَعَا بَنَوْرَ أَوْ قَدَحَ فِيهِ مَاءً فَمَسَحَا ذَلِكَ الْكِتَابَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ لَوْ رَضِيكَ اللَّهُ وَارْتَهُ أَقْرَبُكَ لَوْ رَضِيكَ اللَّهُ أَقْرَبُكَ۔

ایک مولیٰ سے قریش کے روایت ہے جس کو ابن مرسی کہتے تھے کہا کہ میں بیٹھا تھا عمر بن خطابؓ کے پاس انہوں نے ظہر کی نماز پڑھ کر یرفا سے کہا میری کتاب لے آنا وہ کتاب جو انہوں نے لکھی تھی پھوپھی کی میراث میں (حضرت عمرؓ نے اپنی رائے سے پھوپھی کے واسطے میراث تجویز کی تھی اس قیاس سے کہ پھوپھی کا وارث بھتیجا ہوتا ہے وہ بھی اس کی وارث ہوگی)۔ تو ہم لوگوں سے پوچھیں اور مشورہ لیں (بعد مشورے کے معلوم ہوا کہ پھوپھی کو میراث نہیں ہے) پھر حضرت عمرؓ نے ایک کڑائی یا پیالہ منگایا جس میں پانی تھا اور اس کتاب کو جوڑا اور فرمایا اگر پھوپھی کو حصہ دلانا اللہ کو منظور ہوتا تو اپنی کتاب میں ذکر فرماتا۔

۱۴۶۸۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ عَجَبًا لِلْعَمَّةِ تَوَرَّثَتْ وَلَا تَرَّثُ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ دادا، چچوں سے مقدم ہے اور چچا سے بھی مقدم ہے اور چھتیا سگے بھائی کا بیٹا و لاء لینے میں دادا سے مقدم ہے۔

باب من لا میراث له جس کو میراث نہیں ملتی

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اخینابی بھائی کا بیٹا اور نانا اور باپ کا اخینابی بھائی اور ماموں اور نانا کی ماں اور سگے بھائی کے بیٹے اور چھوٹے اور خالہ وارث نہ ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو عورت دور کے رشتے کی ہو ان عورتوں میں سے وہ وارث نہ ہوگی اور عورتوں میں کوئی وارث نہیں مگر جن کو اللہ جل جلالہ نے بیان کر دیا ہے اپنی کتاب میں وہ مال ہے اور بیٹی اور بیوی اور بہن سگی اور سوتیلی اور بہن اخینابی اور نانی وادی کی میراث حدیث سے ثابت ہے اسی طرح عورت اپنے اس نلام کی وارث ہوگی جس کو وہ آزاد کرے۔

باب میراث اهل الملل جب ملت اور مذہب کا اختلاف ہو تو میراث نہیں ہے

۱۴۶۹۔ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَاْفِرَ۔
حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔
فائدہ: اور نہ کافر مسلمان کا۔

۱۴۷۰۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ إِنَّمَا وَرِثَ أَبُو طَالِبٍ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ عَلِيٌّ قَالَ فَلِذَلِكَ تَرَكْنَا نَصِيبَنَا مِنَ الشُّعْبِ۔

حضرت علی بن حسین یعنی امام زین العابدین سے روایت ہے انہوں نے کہا جب ابو طالب مر گئے تو ان کے وارث عقیل اور طالب ہوئے (۱) اور علیؑ ان کے وارث نہیں ہوئے (۲)۔ علی بن حسین نے کہا اسی واسطے ہم نے اپنا حصہ مکے کے گھروں میں سے چھوڑ دیا۔

(۱) فائدہ: کیونکہ عقیل اور طالب دونوں کافر تھے پھر عقیل مسلمان ہو گئے اور طالب گم ہو گئے جنگ بدر میں ان کا پتہ نہ لگا۔
(۲) فائدہ: کیونکہ ابو طالب کفر پر مرے تھے اور علیؑ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تھے۔

(۱۴۶۹) بخاری (۴۲۸۳) کتاب المغازی: باب أين ركر النبي الراية يوم الفتح، مسلم (۱۶۱۴) أبو داود (۲۹۰۹) ترمذی (۲۱۰۷) نسائی فی الكبرى (۶۳۷۲) ابن ماجہ (۲۷۲۹) أحمد (۲۰۸/۵) (۲۲۱۵۷) دارمی (۲۹۹۸)۔

(۱۴۷۰) عبدالرزاق (۹۸۵۳)۔

۱۴۷۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ أَنَّ عَمَّةَ لَهُ يَهُودِيَّةً أَوْ نَضْرَانِيَّةً تُوَفِّقَتْ وَأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْأَشْعَثِ ذَكَرَ ذَلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَالَ لَهُ مَنْ يَرِيئُهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَرِيئُهَا أَهْلُ دِينِهَا ثُمَّ أَتَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ أَتَرَانِي نَسِيتُ مَا قَالَ لَكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَرِيئُهَا أَهْلُ دِينِهَا۔

حضرت محمد بن اشعث کی ایک پھوپھی یہودی تھی یا نصرانی مرگئی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور پوچھا کہ اس کا کون وارث ہوگا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے مذہب والے وارث ہوں گے۔ پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو ان سے پوچھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو سمجھتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جو تجھ سے کہا تھا اس کو میں بھول گیا وہی اس کے وارث ہوں گے جو اس کے مذہب والے ہیں۔

۱۴۷۲۔ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ أَنَّ نَضْرَانِيًّا أَعْتَقَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ هَلَكَ قَالَ إِسْمَاعِيلُ فَأَمَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنْ أَجْعَلَ مَالَهُ فِي بَيْتِ الْمَالِ۔

حضرت اسمعیل بن ابی حکیم سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کا ایک غلام نصرانی تھا اس کو انہوں نے آزاد کر دیا وہ مر گیا تو عمر بن عبدالعزیز نے مجھ سے کہا کہ اس کا مال بیت المال میں داخل کر دو۔
فائدہ: کیونکہ مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔

۱۴۷۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ أَبِي عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ يُوْرْتَ أَحَدًا مِّنَ الْأَعَاجِمِ إِلَّا أَحَدًا وُلِدَ فِي الْبَعْرَبِ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انکار کیا غیر ملک کے لوگوں کی میراث دلانے کا اپنے ملک والوں کو مگر جو عرب میں پیدا ہوا ہو۔

فائدہ: صرف دعوے سے جب تک کہ گواہ قائم نہ ہوں قرابت اور رشتہ داری پر نہ میراث دلائی جائے گی۔ (زرقاتی)
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایک عورت حاملہ کفار کے ملک میں سے آ کر عرب میں رہے اور وہاں (بچہ) جنے تو وہ اپنے لڑکے کی وارث ہوگی اور لڑکا اس کا وارث ہوگا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ مسلمان

(۱۴۷۱) دارمی (۲۹۸۸) سعید بن منصور (۱۴۴) ابن ابی شیبہ (۳۱۴۲۹) عبدالرزاق (۹۸۵۹) بیہقی (۲۱۹۶/۲۱۸/۶)۔

(۱۴۷۲) عبدالرزاق (۹۸۶۶) ابن ابی شیبہ (۳۱۴۴۷) بیہقی (۲۹۹/۱۰) رقم (۲۱۴۷۱)۔

(۱۴۷۳) دارمی (۳۰۹۵) عبدالرزاق (۱۹۱۷۳) ابن ابی شیبہ (۳۱۳۶۳) بیہقی (۱۳۰/۱) رقم

کا فرقا کسی رشتہ کی وجہ سے وارث نہیں ہو سکتا خواہ وہ رشتہ نائے کا ہو یا اولاء کا یا قرابت کا اور نہ کسی نواس کی وراثت سے محروم کر سکتا ہے۔

فائدہ: مثلاً ایک کافر مر گیا اس کا ایک بیٹا مسلمان ہے اور ایک بھائی کافر ہے تو بیٹے کو میراث نہ ملے گا بلکہ بھائی کو ملے گا اور یہ بیٹا اس بھائی کو محروم نہ کر سکتے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح جو شخص میراث نہ پائے وہ دوسرے کو محروم نہیں کر سکتا۔

باب العمل فیمن جہل امرہ جن کی موت کا وقت معلوم نہ ہو مثلاً لڑائی بالقتل وغیر ذلک میں کئی آدمی مارے جائیں اُن کا بیان

۱۴۷۴۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ أَنَّهُ لَمْ يَتَوَارَثْ مَنْ قُتِلَ يَوْمَ الْحَمَلِ وَيَوْمَ صَفَيْنَ وَيَوْمَ الْحَرَّةِ ثُمَّ كَانَ يَوْمَ قُدَيْدٍ فَلَمْ يُورَثْ أَحَدٌ مِنْ صَاحِبِهِ شَيْئًا إِلَّا مَنْ عَلِمَ أَنَّهُ قُتِلَ قَبْلَ صَاحِبِهِ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبد الرحمن اور بہت سے علماء سے روایت ہے کہ جتنے لوگ قتل ہوئے تھے جنگ جمل (۱) اور جنگ صفین (۲) اور یوم الحرہ (۳) میں اور جو یوم القدید (۴) میں مارے گئے وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوئے مگر جس شخص کا حال معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے وارث سے پہلے مارا گیا (۵) (تو وہ ایک دوسرے کے وارث ہوئے)۔

(۱) **فائدہ:** جو ۳۶ جہری میں دسویں جمادی الاول کو ہوئی بصرہ میں درمیان حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے کئی ہزار آدمی اس جنگ میں قتل ہوئے۔

(۲) **فائدہ:** جو ایک مقام ہے نزدیک فرات کے وہاں پر جنگ عظیم ہوئی۔ صفر ۳ جہری میں درمیان حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے بڑے بڑے اصحاب کبار اور مہاجرین اور انصار حضرت علیؓ کے ساتھ تھے تو ۵ ہزار یا ستر ہزار یا ساٹھ ہزار آدمی اس جنگ میں مارے گئے۔

(۳) **فائدہ:** یوم الحرہ وہ جنگ ہے جو یزید کے لشکر اور اہل مدینہ کے درمیان واقع ہوئی تقریباً ۱۵ ہزار آدمی اس میں مارے گئے اور مدینہ خراب اور برباد ہو گیا اور عورتیں اور بچے اہل مدینہ کے بے قصور مارے گئے۔

(۴) **فائدہ:** وہاں ابو جہرہ خارجی مکہ کے قریب آن کر لڑا۔

(۵) **فائدہ:** جب کئی آدمی ایک سانچے یا حادثے میں اس طرح مر جائیں کہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون مرنا تو وہ آپس میں اگرچہ قرابت رکھتے ہوں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے بلکہ ہر ایک کا مال اس کے ورثوں کو ضرور ملے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہی حکم ہے اگر کئی آدمی ڈوب جائیں یا مکان سے گر کر مارے جائیں یا قتل کیے جائیں

جب معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون مراد اور بعد میں کون مراد تو آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے بلکہ ہر ایک کا ترکہ اس کے وارثوں کو جو زندہ ہوں پہنچے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ کوئی کسی کا وارث شک سے نہ ہوگا بلکہ علم و یقین سے وارث ہوگا مثلاً ایک شخص مر جائے اور اس کے باپ کا مولیٰ (غلام آزاد کیا ہوا) مر جائے اب اس کے بیٹے یہ کہیں اس مولیٰ کا وارث ہمارا باپ تھا تو یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ علم و یقین یا گواہوں سے یہ ثابت نہ ہو کہ پہلے مولیٰ مر تھا اس وقت تک مولیٰ کے وارث جو زندہ ہوں اس کا ترکہ پائیں گے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح اگر سنگے دو بھائی مر جائیں ایک کی اولاد ہو اور دوسرا اولاد نہ ہو ان دونوں کا ایک سوتیلے بھائی بھی ہو پھر معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون سا بھائی مرے تو جو بھائی اولاد مرے اس کا ترکہ اس کے سوتیلے بھائی کو ملے گا اس کے بھتیجوں کو نہ ملے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح اگر چھوٹے اور بھتیجا ایک ساتھ مر جائیں یا بھتیجے اور چچا ایک ساتھ مر جائیں اور معلوم نہ ہو سکے پہلے کون مرے تو چچا اپنے بھتیجے کا وارث نہ ہوگا پہلی صورت میں اور دوسری صورت میں بھتیجا اپنی چھوٹی بھئی کا وارث نہ ہوگا۔

باب میراث ولد الملائعنة لعان والی عورت کے بچے اور ولد الزنا کی میراث کا بیان وولد الزنا

۱۴۷۵- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بِنَ الزُّبَيْرِ كَانَتْ يَقُولُ فِي وَدِّ الْمَلَاعِنَةِ وَوَلَدِ الزَّانَا إِنَّهُ إِذَا مَاتَ وَرِثَتْهُ أُمُّهُ حَقَّقَهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ وَيَرِثُ الْبَقِيَّةَ مَوَالِي أُمِّهِ إِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً وَإِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً وَرِثَتْ حَقَّهَا وَوَرِثَ إِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ وَكَانَ مَا بَقِيَ لِلْمُسْلِمِينَ -

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ لعان والی عورت کا لڑکا یا زانا کا لڑکا جب مر جائے تو اس کی ماں کتاب اللہ کے موافق اپنا حصہ لے گی اور جو اس کے مادری بھائی ہیں وہ بھی اپنا حصہ لیں گے باقی اس کی ماں کے موالی کو ملے گا اگر وہ آزاد کی ہوئی ہو اور اگر عربیہ ہو تو بعد ماں اور بھائی بہنوں کے حصے کے جو بچے گا وہ مسلمانوں کا حق ہوگا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ سلیمان بن یسار سے بھی مجھے ایسا ہی پہنچا ہے اور ہمارے شہر کے اہل علم کی یہی رائے ہے۔

کتاب العُقُول

کتاب دیتوں کے بیان میں

دیتوں کا بیان

باب ذکر العقول

۱۴۷۶۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُولِ أَنَّ فِي النَّفْسِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَفِي الْأَنْفِ إِذَا أُوْعِيَ جَدْعًا مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثَلَاثُ الدِّيَةِ وَفِي الْحَافَةِ مِثْلَهَا وَفِي الْعَيْنِ خَمْسُونَ وَفِي الْيَدِ خَمْسُونَ وَفِي الرَّجْلِ خَمْسُونَ وَفِي كُلِّ أُصْبُعٍ مِثْلُهَا عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ وَفِي الْمَوْضِحَةِ خَمْسٌ -

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ جو کتاب رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کے واسطے لکھی تھی دیتوں کے بیان میں اس میں یہ تھا کہ جان کی دیت سواونٹ ہیں اور ناک کی جب پوری کاٹی جائے سو اونٹ ہیں اور مامومہ میں تیسرا حصہ دیت کا ہے اور جانفہ میں بھی تیسرا حصہ دیت کا ہے اور آنکھ کی دیت پچاس اونٹ ہیں اور ہاتھ کے بھی پچاس اور پیر کے بھی پچاس اور ہر انگلی کے دس اونٹ اور ہر دانت کے پانچ اونٹ اور موضعہ کی دیت پانچ اونٹ ہیں۔

فائدہ: مامومہ اور آمدہ زخم ہے جو سر پر ہوا اور بھیجے کی کھال تک پہنچ جائے۔ زرقانی نے کہا جس کو یہ زخم پہنچتا ہے وہ بچل کی کڑک سے بے ہوش ہو جاتا ہے اور دھوپ میں نکل نہیں سکتا۔

فائدہ: جانفہ وہ زخم جو پیٹ کے اندر پہنچے خواہ حکم کی طرف سے یا پشت کی طرف سے یا سینہ کی طرف سے یا گردن کی طرف سے۔

فائدہ: موضعہ وہ زخم ہے جو ہڈی کو کھول دے۔

دیت کے وصول کرنے کا بیان

باب العمل فی الدیة

۱۴۷۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَمْرَ بْنَ الْعَطَّابِ قَوْمَ الدِّيَةِ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى فَحَعَلَهَا عَلَى أَهْلِ

(۱۴۷۶) نسائی (۴۷۵۷) کتاب القسامة: باب القصاص من الثنية، دارمی (۲۳۶۶)۔

(۱۴۷۷) عبدالرزاق (۲۹۶/۹) رقم (۱۷۲۷۱) ابن ابی شیبہ (۳۴۴/۵) رقم (۲۶۷۱۷) بیہقی (۸۰/۸)۔

الدَّهَبِ أَلْفَ دِينَارٍ وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ اِثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ -

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیت کی قیمت لگاؤں گاؤں والوں پر تو جن کے پاس سونا رہتا ہے اُن پر ہزار دینار مقرر کیے اور جن کے پاس چاندی رہتی ہے اُن پر بارہ ہزار درہم مقرر کیے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ سونے والے شام اور مصر کے لوگ ہیں اور چاندی والے عراق کے لوگ ہیں۔

۱۴۷۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّ الدِّيَةَ تُقَطَّعُ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ أَوْ أَرْبَعِ سِنِينَ -

امام مالکؒ نے سنا لوگوں سے کہ دیت وصول کی جائے گی تین برس میں یا چار برس میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ تین سال میں وصول کرنا دیت کا مجھے بہت پسند ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ اتفاقی ہے کہ سونے چاندی والوں سے دیت میں اونٹ نہ لیے جائیں گے اونٹ والوں سے سونا چاندی نہ لیا جائے گا اور سونے والے سے چاندی نہ لی جائے گی اور چاندی والے سے سونا نہ لیا جائے گا۔

باب دية العمد اذا قبلت قتل عمد میں جب مقتول کے وارث دیت پر راضی وجناية المجنون ہو جائیں اس کا بیان اور مجنون کی جنایت کا بیان

۱۴۷۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَانَ يَقُولُ فِي دِيَةِ الْعَمْدِ إِذَا قَبِلَتْ خَمْسُ وَعِشْرُونَ بِنْتِ مَخَاضٍ وَخَمْسُ وَعِشْرُونَ بِنْتِ لَبُونٍ وَخَمْسُ وَعِشْرُونَ حِقَّةً وَخَمْسُ وَعِشْرُونَ جَذَعَةً -

حضرت ابن شہاب کہتے تھے قتل عمد میں کہ جب مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو جائیں تو دیت پچیس بنت مخاض اور پچیس بنت لبون اور پچیس حقہ اور پچیس جذعہ ہوگی۔

فائدہ: بنت مخاض اور بنت لبون اور حقہ اور جذعہ کا بیان کتاب الزکوٰۃ میں ملاحظہ ہو۔

۱۴۸۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ أُتِيَ بِمَجْنُونٍ قَتَلَ رَجُلًا فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ أَنْ اعْقَلْهُ وَلَا تُقَدِّ مِنْهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ مَجْنُونٍ قَوْدٌ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے معاویہ بن ابی سفیان کو لکھا کہ میرے پاس ایک مجنون (دیوانہ) لایا گیا ہے جس نے ایک شخص کو مار ڈالا۔ معاویہ نے جواب میں لکھا کہ اسے قید کر اور اس سے قصاص نہ لے کیونکہ مجنون پر قصاص نہیں ہے۔

(۱۴۷۸) عبد الرزاق (۹/۴۲۰، ۴۲۱) ابن ابی شیبہ (۵/۳۰۵، ۴۰۶)۔

(۱۴۸۰) بیہقی (۸/۴۲) رقم (۱۰۹۷۹)۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایک بالغ اور نابالغ نے مل کر ایک شخص کو عداً قتل کیا تو بالغ سے قصاص لیا جائے گا اور نابالغ پر نصف دیت لازم ہوگی۔

فائدہ: مگر ابوحنیفہ کے نزدیک اس صورت میں بالغ سے بھی قصاص ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح سے ایک آزاد شخص اور ایک غلام مل کر ایک غلام کو عداً مار ڈالیں تو غلام قصاصاً قتل کیا جائے گا اور آزاد پر آدھی قیمت اس غلام کی لازم ہوگی۔

باب دية الخطأ في القتل

قتل خطأ کی دیت کا بیان

فائدہ: قتل خطا یہ ہے کہ قاتل کے گمان اور قصد میں خطا واقع ہو جیسے مسلمان کو تیر مارا جانور یا حربی یا مرتد سمجھ کر اس کو خطا فی المَحَل کہتے ہیں دوسری خطا فی الفعل جیسے اس نے تیر نشانے پر مارا وہ کسی آدمی کے لگ گیا یا گھوڑے پر سوار تھا اس کے صدمے سے کوئی آدمی کچلا گیا یا ہاتھ سے کٹڑی یا کوئی اور بھاری چیز چھوٹ پڑی اس کے صدمے سے کوئی آدمی دب کر مر جائے۔

١٤٨١- عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ وَ سَلِيمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ لَيْثٍ أَجْرَى فَرَسًا فَوَطَّءَ عَلَى إِصْبَعِ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ فَنَزَى مِنْهَا فَمَاتَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلَّذِي أَدْعَى عَلَيْهِمُ أَتَحْلِفُونَ بِاللَّهِ حَمْسِينَ يَمِينًا مَا مَاتَ مِنْهَا فَأَبَوْا وَتَحَرَّجُوا وَقَالَ لِلْآخَرِينَ أَتَحْلِفُونَ أَنْتُمْ فَأَبَوْا فَقَضَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِشَطْرِ الدِّيَةِ عَلَى السَّعْدِيِّينَ -

عراک بن مالک اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جو بنی سعد میں سے تھا اپنا گھوڑا دوڑایا اور ایک شخص کی انگلی جو جہینہ (قبیلہ کا نام) کا تھا کچل دی اس میں سے خون جاری ہوا اور وہ شخص مر گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے کچلنے والے کی قوم سے کہا کہ تم پچاس قسمیں کھاتے ہو اس امر پر کہ وہ شخص انگلی کچلنے سے نہیں مرا انہوں نے انکار کیا اور رزک گئے پھر میت کے لوگوں سے کہا کہ تم قسم کھاتے ہو انہوں نے بھی انکار کیا کہ آپ نے آدھی دیت بنی سعد سے دلائی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اس حدیث پر عمل نہیں ہے۔

١٤٨٢- عَنْ مَالِكِ أَنَّ اَنَسَ شَهَابٍ وَ سَلِيمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانُوا يَقُولُونَ دِيَةَ الْخَطَا عَشْرُونَ بَسْتًا مَخَاضٍ وَعَشْرُونَ بَسْتًا لَبُونٍ وَعَشْرُونَ اَبْنُ لَبُونٍ ذَكَرًا

(١٤٨١) ابن ابی شیبہ (٤٢٢/٥) رقم (٢٧٦٢٠) بیہقی (١٢٥/٨ - ١٢٦) رقم (١٦٤٥٢) -

(١٤٨٢) عبدالرزاق (١٧٢٣٠) بیہقی (٧٤' ٢٣/٨) رقم (١٦١٥٠' ١٦١٥١' ١٦١٤٩) - ابن ابی

شیبہ (٣٤٧' ٣٤٦/٥) -

وَعِشْرُونَ حِقَّةً وَعِشْرُونَ جَذَعَةً -

ابن شہاب اور سلیمان بن یسار اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمن کہتے قتل خطا کی دیت بیس بنت محاص اور بیس بنت لبون اور بیس ابن لبون (دو برس کے اونٹ) اور بیس تھے اور بیس جذعے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ نابالغ لڑکوں سے قصاص نہ لیا جائے گا اگر وہ کوئی جنایت قصداً بھی کریں تو خطا کے حکم میں ہوگی ان سے دیت لی جائے گی جب تک کہ بالغ نہ ہوں اور جب تک ان پر حدیں واجب نہ ہوں اور احتلام نہ ہونے لگے اسی واسطے اگر لڑکا کسی کو قتل کرے تو وہ قتل خطا سمجھا جائے گا اگر لڑکا اور ایک بالغ مل کر کسی کو خطا قتل کریں تو ہر ایک کے عاقلے پر نصف دیت ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص خطا قتل کیا جائے اس کی دیت مثل اس کے اور اس کے مال کے ہوگی اس سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا اور اس کی وصیتیں پوری کی جائیں گی اگر اس کے پاس اتنا مال ہو جو دیت سے دو گنا ہو اور وہ دیت معاف کر دے تو درست ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو تو ثلث کے موافق معاف کر سکتا ہے باقی وارثوں کا حق ہے۔

باب عقل الجراح فی الخطأ خطاء سے کسی کو زخمی کرنے کی دیت کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک خطا میں یہ حکم اتفاقی ہے کہ زخم کی دیت کا حکم نہ ہوگا جب تک مجروح اچھا نہ ہو جائے اگر ہاتھ یا پاؤں کی ہڈی ٹوٹ جائے پھر جزا چھپی ہو جائے پہلے کے موافق تو اس میں دیت نہیں ہے اور اگر کچھ نقص رہ جائے تو اس میں دیت ہے نقصان کے موافق۔ اگر وہ ہڈی ایسی ہو جس میں رسول اللہ ﷺ سے دیت ثابت ہے تو اسی قدر دیت لازم ہوگی ورنہ سوچ سمجھ کر جس قدر مناسب ہو دیت دلائیں گے۔

فائدہ: کیونکہ احتمال ہے کہ اس زخم سے مر جائے تو دیت واجب ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر بدن میں خطا زخم لگ کر اچھا ہو جائے نشان نہ رہے تو دیت نہیں ہے اگر دھبہ یا عیب رہ جائے تو اس کے موافق دیت دینی ہوگی مگر جائفہ میں تہائی دیت لازم ہوگی اور منقلہ جسد میں دیت نہیں ہے جیسے موضعہ جسد میں۔

فائدہ: منقلہ جسد وہ ضرب ہے جس سے ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اگر جراح نے خنڈ کرتے وقت خطا سے حشمے کو کاٹ ڈالا تو اس پر دیت ہے اور یہ دیت عاقلے پر ہوگی اسی طرح طیبیب سے جو غلطی ہو جائے بھول چوک کر اس میں دیت ہے (اگر قصداً ہو تو قصاص ہے)۔

فائدہ: حشمہ کہتے ہیں سر ذکر کو یعنی عضو (تاسل) کا حصہ۔

عورت کی دیت کا بیان

باب عقل المرأة

۱۴۸۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ تَعَاوَلُ الْمَرْأَةُ الرَّجُلَ إِلَى ثُلُثِ الدِّيَةِ إِضْبَعُهَا إِضْبَعِهِ وَسِنُّهَا كَسِنِّهِ وَمَوْضِعُهَا كَمَوْضِعِهِ وَمُنْقَلَتُهَا كَمُنْقَلَتِهِ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ مرد اور عورت کی دیت ٹلث دیت تک برابر ہے (۱) مثلاً عورت کی انگلی جیسے مرد کی انگلی (۲) اور دانت عورت کا جیسے دانت مرد کا اور موضع عورت کا مثل مرد کے موضع کے اس طرح عقل عورت کا مثل مرد کے عقل کے ہے۔

(۱) فائدہ: یعنی جہاں تک ٹلث دیت یا اس سے کم لازم آتی ہے۔

(۲) فائدہ: ہر ایک میں دس اونٹ لازم آئیں گے۔

۱۴۸۴۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ وَبَلَغَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُمَا كَانَا يَقُولَانِ مِثْلَ قَوْلِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ فِي الْمَرْأَةِ أَنَّهَا تَعَاوَلُ الرَّجُلَ إِلَى ثُلُثِ دِيَةِ الرَّجُلِ فَإِذَا بَلَغَتْ ثُلُثَ دِيَةِ الرَّجُلِ كَانَتْ إِلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ۔

حضرت ابن شہاب اور عروہ بن زبیر کہتے تھے جیسے سعید بن مسیب کہتے تھے کہ عورت ٹلث دیت تک مرد کے برابر ہوگی پھر وہاں سے اس کی دیت مرد کی آدھی ہوگی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ تو موضع اور عقل میں عورت اور مرد دونوں کی دیت برابر ہوگی اور ماسومہ اور جانفہ جس میں ٹلث دیت واجب ہے عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہوگی۔

۱۴۸۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ مَضَّتْ السُّنَّةُ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَصَابَ امْرَأَتَهُ بِحُرْحٍ أَلَّ عَلَيْهِ عَقْلٌ ذَلِكَ الْحُرْحُ وَلَا يُقَادُ مِنْهُ۔

حضرت ابن شہاب کہتے تھے کہ یہ سنت چلی آتی ہے کہ مرد اپنی عورت کو اگر زخمی کرے تو اس سے دیت لی جائے گی اور قصاص نہ لیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ یہ جب ہے کہ مرد خطا سے اپنی عورت کو زخمی کرے عداۃ کام نہ کرے (اگر عداۃ کرے گا تو قصاص واجب ہوگا)۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت کا خاوند یا لڑکا اس کی قوم سے نہ ہو تو عورت کی جنایت کی دیت میں وہ

(۱۴۸۳) عبد الرزاق (۱۷۷۴۶) ابن ابی شیبہ (۲۷۴۹۱) بیہقی (۹۶/۸) رقم (۱۶۳۱۱)۔

(۱۴۸۴) أيضاً۔

(۱۴۸۵) عبد الرزاق (۱۷۹۷۴) ابن ابی شیبہ (۲۷۴۸۰) رقم (۲۷۴۸۱)۔

شریک نہ ہوگا اسی طرح اس کا لڑا یا اخیانی بھائی جب اور قوم سے ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے وقت سے آج تک دیت کنبہ والوں پر ہوتی ہے مگر میراث لڑکے اور اخیانی بھائیوں کو ملے گی جیسے عورت کے موالی (غلامان آزاد) کی میراث اس کے لڑکے کو ملے گی اگرچہ اس کی قوم سے نہ ہو مگر اس کی جنائیت کی دیت عورت کے کنبہ والوں پر ہوگی۔

باب عقل الجنین پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان

۱۴۸۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُدَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَطَرَحَتْ حَيْنِنَهَا فَقَضَى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں ہڈیل کی (ایک قبیلہ ہے) آپس میں لڑیں ایک نے دوسری کے پتھر مارا اس کے پیٹ کا بچہ نکل پڑا رسول اللہ ﷺ نے دیت میں ایک غلام یا ایک لوٹھی دینے کا حکم کیا۔

۱۴۸۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي الْحَنِينِ يُقْتَلُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ فَقَالَ الَّذِي قَضَى عَلَيْهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَا لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهْلَ وَمِثْلُ ذَلِكَ بَطَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا پیٹ کے بچے میں جو قتل کیا جائے ایک غلام یا ایک لوٹھی دینے کا جس پر آپ نے دیت دینے کا حکم کیا وہ بولا کیونکر میں تاوان دوں اس بچے کا مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهْلَ وَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ۔ جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ رویا ایسے شخص کا خون ہدر ہے یعنی لغو ہے اس میں دیت نہیں آتی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شخص کا ہنوں کا بھائی ہے۔
فائدہ: اس وجہ سے کہ اس نے مقفی اور صحیح کلام کہا اور آپ ﷺ کو اس سے نفرت تھی۔ (مسلم)

۱۴۸۸۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الْغُرَّةُ تُقَوِّمُ خَمْسِينَ دِينَارًا أَوْ سِتِّ مِائَةِ

(۱۴۸۶) بخاری (۵۷۵۹) کتاب الطب: باب الكهانة، مسلم (۱۶۸۱) أبو داود (۴۵۷۶) ترمذی

(۱۴۱۰) نسائی (۴۸۱۹) ابن ماجہ (۲۶۳۹) أحمد (۲۳۶/۲) دارمی (۲۳۸۲)۔

(۱۴۸۷) بخاری (۵۷۶۰) کتاب الطب: باب الكهانة، مسلم (۱۶۸۱) أبو داود (۴۵۷۷) ترمذی

(۱۴۱۰) نسائی (۴۸۱۷) ابن ماجہ (۲۶۳۹) أحمد (۵۳۹/۲) رقم (۱۰۹۶۶) دارمی

۔ (۲۳۸۲)۔

(۱۴۸۸) بیہقی (۱۱۶/۸) رقم (۱۶۴۲۷)۔

دِرْهَمٍ وَدِيَّةَ الْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ الْمُسْلِمَةِ خُمْسُ مِائَةِ دِينَارٍ أَوْ سِتَّةَ آلَافٍ دِرْهَمٍ -

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن کہتے تھے کہ غلام یا لونڈی کی قیمت جو پیٹ کے بچے کی دیت میں دی

جائے پچاس دینار ہونی چاہیے یا چھ سو درہم اور عورت مسلمان آزاد کی دیت پانچ سو دینار ہیں یا چھ ہزار درہم۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ آزاد عورت کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کی دیت عورت کی دیت کا دسواں حصہ ہے اور

وہ پچاس دینار ہے یا چھ سو درہم اور یہ دیت پیٹ کے بچے میں اس وقت لازم آتی ہے جب کہ وہ پیٹ سے نکلے پڑے مردہ

ہو کر میں نے کسی کو اس میں اختلاف کرتے نہیں سنا اگر پیٹ سے زندہ نکل کر مر جائے تو پوری دیت لازم ہوگی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جنین یعنی پیٹ کے بچے کی زندگی اس کے رونے سے معلوم ہوگی اگر رو کر مر جائے تو

پوری دیت لازم آئے گی اور لونڈی کے جنین میں اس لونڈی کی قیمت کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایک عورت حاملہ نے کسی مرد یا عورت کو مار ڈالا تو اس سے قصاص نہ لیا جائے گا جب

تک وضع حمل نہ ہو اگر عورت حاملہ کو کسی نے مار ڈالا اعمد آیا خطا سے تو اس کے جنین کی دیت واجب نہ ہوگی بلکہ اگر عداوت

ہے تو قاتل قتل کیا جائے گا اور اگر خطا سے مارا ہے تو قاتل کے عاقلے پر عورت کی دیت واجب ہوگی۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ اگر کسی نے یہودیہ یا نصرانیہ کے جنین کو مار ڈالا تو جواب دیا کہ اس کی ماں کی دیت کا

دسواں حصہ دینا ہوگا۔

جس میں پوری دیت لازم ہے

باب ما فيه الدية الكاملة

١٤٨٩ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ كَامِلَةٌ فَإِذَا قُطِعَتِ الشَّفَلَى

فَفِيهَا ثُلُثَا الدِّيَةِ -

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ دونوں ہونٹوں میں پوری دیت ہے اگر صرف نیچے کا ہونٹ کاٹ

ڈالے تو ثلث (تہائی) دینی ہوگی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں نے ابن شہاب سے پوچھا کہ اگر کانہ کسی اچھے آدمی کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو انہوں

نے کہا کہ اس کو اختیار ہے خواہ کانے کی آنکھ پھوڑے خواہ دیت لے ہزار دینار۔ بارہ ہزار درہم۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مجھے پہنچا کہ جو چیزیں انسان کے جسم میں دو دو ہیں اگر دونوں کو کوئی تلف کر دے تو پوری

دیت دینی ہوگی اسی طرح زبان میں پوری دیت دینی ہوگی۔ اگر کانوں پر ایسی ضرب لگائے جس کی وجہ سے دونوں کی

سماعت جاتی رہی اگرچہ کانوں کو نہ کاٹے تب بھی پوری دیت دینی ہوگی۔ اسی طرح ذکر (عضو تناسل) اور

انٹین (فوطوں) میں پوری دیت لازم ہوگی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مجھے پہنچا جب عورت کی دونوں چھاتیاں کاٹ ڈالے تو اس میں پوری دیت ہوگی لیکن

اہرؤوں اور مردکی دونوں چھاتیاں کاٹ ڈالنے میں پوری دیت لازم نہ آئے گی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے اور دونوں پاؤں اور دونوں آنکھیں بھی اس کی پھوڑ ڈالیں تو اس کو پوری دیت ملے گی ہاتھوں کی الگ اور پاؤں کی الگ اور آنکھوں کی الگ یعنی تین دیتیں ہوں گی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کانے کی جو آنکھ اچھی تھی اس کو کسی نے پھوڑ ڈالا اسکا دیت پوری دیت لازم ہوتی۔

باب ما جاء في عقل العين اذا ذهب بصرها قائم رہے تو دیت کیا ہے؟

۱۴۹۰۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ كَانَ يَقُولُ فِي الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ إِذَا طَفِئَتْ مَائَةً دِينَارٍ۔

حضرت زید بن ثابت کہتے تھے کہ جب آنکھ قائم رہے اور روشنی جاتی رہے تو سو دینار ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی کسی کی آنکھ کا پونا کاٹ ڈالے یا آنکھ کے ارد و بڑی کا حلقہ ہے اس کو کاٹ ڈالے تو اس میں فکر کریں گے اگر بینائی جاتی رہے تو اس کے نقصان کے موافق دیت دینی ہوتی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ایک شخص کی آنکھ قائم تھی مگر اس میں بینائی نہ تھی اس کو کسی نے پھوڑ ڈالا جو ہاتھ مثل تھا اس کو کاٹ ڈالا تو دیت لازم نہ آئے گی بلکہ لوگوں کی رائے سے جو مناسب ہوگا وہاں آئیں گے۔

باب عقل الشجاج زخموں کی دیت کا بیان

۱۴۹۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَّارٍ يَذْكُرُ أَنَّ الْمَوْضِحَةَ فِي الْوَجْهِ مِثْلُ الْمَوْضِحَةِ فِي الرَّأْسِ إِلَّا أَنْ تَعِيبَ الْوَجْهَ فَيَزَادُ فِي عَقْلِهَا مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ عَقْلِ نِصْفِ الْمَوْضِحَةِ فِي الرَّأْسِ فَيَكُونُ فِيهَا حُمْسَةٌ وَسَبْعُونَ دِينَارًا۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ موضعہ چہرے میں ایسا ہے جیسے موضعہ سر میں مگر جب چہرے میں اس کی وجہ سے کوئی عیب ہو جائے تو دیت بڑھادی جائے گی۔ موضعہ سر کے نصف تک تو اس میں پچھتر دینار لازم ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ عقلہ میں پندرہ اونٹ ہیں۔

(۱۴۹۰) عبدالرزاق (۳۳۲/۹) رقم (۱۷۴۴۳) ابن ابی شیبہ (۳۷۳/۵) رقم (۲۷۰۴۹) بیہقی (۹۸/۸) رقم (۱۶۳۲۸)۔

(۱۴۹۱) عبدالرزاق (۳۱۰/۹) رقم (۱۷۳۳۲) ابن ابی شیبہ (۳۵۳/۵) رقم (۲۶۸۱۶) بیہقی (۸۲/۸) رقم (۱۶۲۰۱)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ منقلہ وہ ضرب ہے جس سے ہڈی اپنے مقام سے جدا ہو جائے اور دماغ تک نہ پہنچے اور وہ سر اور منہ میں ہوتی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ مامومہ اور جائفہ میں قصاص نہیں ہے اور ابن شہاب نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ مامومہ میں قصاص نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مامومہ وہ ضرب ہے جو دماغ تک پہنچ جائے ہڈی توڑ کر اور مامومہ سر ہی میں ہوا کرتی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ موضع سے کم جو زخم ہو اس میں دیت نہیں ہے جب تک کہ موضع تک نہ پہنچے بلکہ دیت موضع میں ہے یا جو اس سے بھی زیادہ ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرو بن حزم کی حدیث میں موضع میں پانچ اونٹ ہیں اس سے کم کو بیان نہ کیا نہ کسی امام نے زمانہ سابق یا حال میں موضع سے کم میں دیت کا حکم کیا۔

۱۴۹۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ كُتِلُ نَافِذَةً فِي عَضْوٍ مِنْ الْأَعْضَاءِ فَفِيهَا ثَلَاثُ عَقْلٍ ذَلِكَ الْعَضْوِ -

حضرت سعید بن مسیب نے کہا کہ زخم پار ہو جائے کسی عضو میں تو اس کی دیت دینی ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ابن شہاب کی یہ رائے تھی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک بھی اس ضرب میں کوئی حد مقرر نہیں بلکہ حاکم کی رائے کے موافق عمل ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ مامومہ اور منقلہ اور موضع فقط سر اور چہرہ میں ہوتے ہیں اگر اور کسی مقام میں ہوں تو امام کی رائے کے موافق عمل ہوگا۔

۱۴۹۳۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَقَادَ مِنَ الْمُنْقَلَةِ -

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے قصاص لیا منقلہ کا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ نیچے کا جڑ اور ناک سر میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ الگ ہیں اور سر الگ ہے۔

انگلیوں کی دیت کا بیان

باب عقل الأصابع

۱۴۹۴۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ كَمْ فِي إِصْبَعِ الْمَرْأَةِ

(۱۴۹۲) عبدالرزاق (۳۶۹/۹ - ۳۷۰) رقم (۱۷۶۲۴) ابن ابی شیبہ (۳۷۵/۵) رقم (۲۷۰۷۵) -

(۱۴۹۳) ابن ابی شیبہ (۳۹۴/۵) رقم (۲۷۲۹۱) عبدالرزاق (۴۵۹/۹) ابن ابی شیبہ رقم

(۲۷۲۹۰) -

(۱۴۹۴) عبدالرزاق (۳۹۴/۹ - ۳۹۵) رقم (۱۷۷۴۹) ابن ابی شیبہ (۴۱۱/۵ - ۴۱۲) رقم

(۲۷۴۹۵) بیہقی (۹۶/۸) رقم (۶۳۱۱) -

فَقَالَ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ فَقُلْتُ كَمْ فِي إِصْبَعَيْنِ قَالَ عَشْرُونَ مِنَ الْإِبِلِ فَقُلْتُ كَمْ فِي ثَلَاثِ فَقَالَ ثَلَاثُونَ مِنَ الْإِبِلِ فَقُلْتُ كَمْ فِي أَرْبَعِ قَالَ عَشْرُونَ مِنَ الْإِبِلِ فَقُلْتُ حِينَ عَظُمَ جُرْحُهَا وَاشْتَدَّتْ مُصِيبَتُهَا نَقَصَ عَقْلُهَا فَقَالَ سَعِيدٌ أَعْرَاقِي أَنْتَ فَقُلْتُ بَلْ عَالِمٌ مُتَّبِتٌ أَوْ جَاهِلٌ مُتَعَلِّمٌ فَقَالَ سَعِيدٌ هِيَ السُّنَّةُ يَا ابْنَ أُخِي -

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن کہتے ہیں میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ عورت کی انگلی میں کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ دس اونٹ ہیں میں نے کہا دو انگلیوں میں تو انہوں نے کہا کہ بیس اونٹ۔ میں نے کہا تین انگلیوں میں تو انہوں نے کہا تیس اونٹ۔ میں نے کہا چار انگلیوں میں تو انہوں نے کہا بیس اونٹ۔ میں نے کہا کیا خوب جب زخم زیادہ ہو گیا اور نقصان زیادہ ہوا تو دیت کم ہو گئی سعید نے کہا کیا تو عراقی ہے میں نے کہا نہیں بلکہ مجھے جس چیز کا علم ہے اس پر جما ہوا ہوں اور جو چیز نہیں جانتا اس کو پوچھتا ہوں۔ سعید نے کہا کہ سنت میں ایسا ہی ہے اے میرے بھائی کے بیٹے۔

فائدہ: عراق کے لوگ بدنام تھے اس امر میں کہ قیاس کو ضل دے کر حدیث کو چھوڑ دیتے تھے۔ سعید نے بھی کہا کیا تو عراقی ہو گیا جو سنت پر اعتراض کرتا ہے۔ سلف کے نزدیک یہ امر نہایت مذموم اور بہت فحش تھا کہ قرآن و حدیث پر عقل کے مخالف ہونے سے اعتراض کیا جائے مگر افسوس کہ اس زمانے میں لوگوں کو اس کا کچھ خیال نہ رہا ہزاروں احادیث اور آیات بمقابلے ایک دلیل عقلی کے قابل اعتبار نہیں سمجھتے اور دلیل عقلی کو یقینی سمجھتے ہیں اور آیات و احادیث کو ظنی جانتے ہیں۔ اہل اسلام کے قدیم اصول کے موافق یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ جب پوری ایک ہتھیلی کی انگلیاں کاٹ ڈالی جائیں تو دیت لازم ہوگی اس حساب سے کہ ہر انگلی میں دس اونٹ تو پچاس اونٹ لازم ہوں گے اور ہتھیلی بھی اگر اس کی کاٹی جائے تو اس میں حاکم کی رائے کے موافق دینا ہوگا۔ دنانیر کے حساب سے ہر انگلی کے سودینار اور ہر ایک پور کے تینتیس دینار ہوئے اور ہر ایک پور کے تین اونٹ اور ٹلث اونٹ ہوئے۔

دانتوں کی دیت کا بیان

باب جامع عقل الأسنان

۱۴۹۵۔ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضَى فِي الضَّرْسِ بِحَمَلٍ وَفِي التَّرْقُوفَةِ بِحَمَلٍ وَفِي الضَّلْعِ بِحَمَلٍ -

رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا ڈاڑھ میں ایک اونٹ کا اور نعل کی ہڈی میں ایک اونٹ کا اور پہلو کی ہڈی میں

(۱۴۹۵) عبد الرزاق (۱۷۴۹۶، ۱۷۵۷۸، ۱۷۶۰۷، ۱۷۶۱۰) ابن ابی شیبہ (۲۶۹۴۶) بیہقی

(۶۶۸) رقم (۱۶۲۴۲)۔

ایک اونٹ کا۔

۱۴۹۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ يَقُولُ قَضَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الْأَضْرَاسِ بِبَعِيرٍ بَعِيرٍ وَقَضَى مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ فِي الْأَضْرَاسِ بِخَمْسَةِ أُبْعِرَةٍ خَمْسَةَ أُبْعِرَةٍ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ قَالِدِيَّةٌ تَنْقُصُ فِي قَضَاءِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَتَزِيدُ فِي قَضَاءِ مُعَاوِيَةَ فَلَوْ كُنْتُ أَنَا لَجَعَلْتُ فِي الْأَضْرَاسِ بِبَعِيرَيْنِ بَعِيرَيْنِ فَتِلْكَ الدِّيَّةُ سَوَاءٌ وَكُلُّ مُجْتَهِدٍ مُأْجُورٌ۔

حضرت سعید بن مسیب نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر ڈاڑھ میں ایک اونٹ کا حکم کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہر ڈاڑھ میں پانچ اونٹ کا حکم کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے دیت میں کمی کی اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیادتی کی اگر میں ہوتا تو ہر ڈاڑھ میں دو دو اونٹ دلاتا اس صورت میں دیت پوری ہو جاتی۔

فائدہ: کیونکہ انہیں بیس ہیں اور دانت بارہ ہیں ہر دانت میں پانچ اونٹ میں بارہ بچے ساتھ ہوئے اور ہر ڈاڑھ میں دو اونٹ چالیس اونٹ ہونے سے سوا اونٹ پورے ہو گئے۔

۱۴۹۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أُصِيبَتْ السِّنُّ فَاسْوَدَّتْ ففِيهَا عَقْلُهَا تَامًا فَإِنْ طَرِحَتْ بَعْدَ أَنْ اسْوَدَّتْ ففِيهَا عَقْلُهَا أَيْضًا تَامًا۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ جب دانت کو ضرب پہنچے اور وہ کالا ہو جائے تو اس کی پوری دیت لازم ہوگی۔

باب العمل في عقل الأسنان دانتوں کی دیت کا اور حال

۱۴۹۸۔ عَنْ أَبِي عَطْفَانَ بْنِ طَرِيفِ الْمُرِّي أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ بَعَثَهُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا فِي الضَّرْسِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ فِيهِ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ قَالَ فَرَدَدَنِي مَرْوَانُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَتَجْعَلُ مُقَدِّمَ الْفَمِ مِثْلَ الْأَضْرَاسِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ لَوْ لَمْ تَعْتَبِرْ ذَلِكَ إِلَّا بِالْأَصَابِعِ عَقْلُهَا سَوَاءٌ۔

حضرت ابو عطفان بن طریف سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے ان کو بھیجا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

(۱۴۹۶) عبدالرزاق (۱۷۵۰۷) ابن ابی شیبہ (۲۶۹۷۲) بیہقی (۹۰/۸) رقم (۱۶۲۶۶)۔

(۱۴۹۷) عبدالرزاق (۳۵۰/۹) رقم (۱۷۵۲۴) ابن ابی شیبہ (۳۷۱/۵) رقم (۲۷۰۱۹) بیہقی

(۹۱/۸) رقم (۱۶۲۶۷)۔

(۱۴۹۸) عبدالرزاق (۳۴۵/۹) رقم (۱۷۴۹۵) بیہقی (۹۰/۸) رقم (۱۶۲۶۵)۔

کے پاس یہ پوچھئے کہ کونسا ڈاڑھ میں کیا دیت ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پانچ اونٹ ہیں مروان نے پھر ان کو بھیجا اور کہلایا کہ کیا دانت سامنے کے اور ڈاڑھ میں دیت میں برابر ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تو دانتوں کو انگلیوں پر قیاس کر لیتا تو کافی تھا ہر ایک انگلی کی دیت ایک ہی ہے (اگرچہ منفعت کسی سے کم ہے کسی سے زیادہ ایسا ہی دانت اور ڈاڑھ بھی سب یکساں ہیں)۔

۱۴۹۹۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يُسَوِّي بَيْنَ الْأَسْنَانِ فِي الْعُقْلِ وَلَا يُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ -

حضرت عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ اگلے زمانے میں سب دانتوں کی دیت برابر تھی کوئی دوسرے پر زیادہ تھی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ دانت اور نچلیاں اور داڑھیں سب برابر ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دانت میں پانچ اونٹ کا حکم کیا ڈاڑھ بھی ایک دانت ہے۔

باب دية جراح العبد غلام کے زخموں کی دیت کا بیان

۱۵۰۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ وَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُولَانِ فِي مَوْصِحَةِ الْعَبْدِ نِصْفُ عَشْرِ ثَمَنِهِ -

حضرت سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ غلام کے موصحہ میں اس کی قیمت کا بیسواں حصہ دینا ہوگا۔

۱۵۰۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكِيمِ كَانَ يَقْضِي فِي الْعَبْدِ يُصَابُ بِالْجِرَاحِ أَنَّ عَلَى مَنْ جَرَحَهُ قَدْرَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ -

حضرت مروان بن حکم حکم کرتا تھا اس شخص پر جو زخمی کرے غلام کو کہ جس قدر اس زخم کی وجہ سے اس کی قیمت میں نقصان ہو وہ ادا کرے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ غلام کے موصحہ میں اس کی قیمت کا بیسواں حصہ اور منقلد میں بیسواں حصہ اور بیسواں حصہ اور ماسومہ اور جانفہ میں تیسرا حصہ دینا ہوگا سوائے ان کے اور طرح کے زخموں میں جس قدر قیمت میں نقصان ہوگی دینا ہوگا جب وہ غلام اچھا ہو جائے تب دیکھیں گے کہ اس کی قیمت اس زخم سے پہلے کیا تھی اور اب کتنی ہے جس قدر کمی ہوگی وہ دینی ہوگی۔

۱۴۹۹۔ عبدالرزاق (۱۷۴۸۹) ابن ابی شیبہ (۲۶۹۵۹، ۲۶۹۶۰)۔

۱۵۰۱۔ ابن ابی شیبہ (۳۸۷۱۵، ۳۸۸) بیہقی (۱۰۳۸)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب غلام کا ہاتھ یا پاؤں کوئی شخص توڑ ڈالے پھر وہ اچھا ہو جائے تو کچھ تاوان نہ ہوگا البتہ اگر کسی قدر نقصان رہ جائے تو اس کا تاوان دینا ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ غلاموں میں اور لونڈیوں میں قصاص کا حکم مثل آزادوں کے ہوگا اگر نادر یا بونڈی کو قصداً قتل کرے تو غلام بھی قتل کیا جائے گا اگر اس کو زخمی کرے وہ بھی زخمی کیا جائے گا اگر ایک غلام نے دوسرے غلام کو ہمداناً (اللہ) تو مقتول کے مولیٰ کو اختیار ہوگا چاہے قاتل کو قتل کرے چاہے دیت یعنی اپنے غلام کی قیمت لے لے۔ قاتل کے مولیٰ کو اختیار ہے چاہے مقتول کی قیمت ادا کرے اور قاتل کو اپنے پاس رہنے دے چاہے قاتل ہی کو حوالے کر دے اس سے زیادہ اور کچھ لازم نہ آئے گا۔ اب جب مقتول کا مولیٰ دیت پر راضی ہو کر قاتل کو لے لے تو پھر اس کو قتل نہ کرے۔ اسی طرح اگر ایک غلام دوسرے غلام کا ہاتھ یا پاؤں کاٹے تو اس کے قصاص کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مسلمان غلام کسی یہودی یا نصرانی کو زخمی کرے تو غلام کے مولیٰ کو اختیار ہے چاہے دیت دے یا غلام کو حوالے کر دے تو اس غلام کو بیچ کر اس کی دیت ادا کریں گے مگر وہ غلام یہودی یا نصرانی کے پاس رہ نہیں سکتا (کیونکہ مسلمان کو کافر کا محکوم کرنا درست نہیں)۔

کافر زمی کی دیت کا بیان

باب دية أهل الذمة

۱۵۰۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى أَنَّ دِيَةَ الْيَهُودِيِّ أَوْ النَّصْرَانِيِّ إِذَا قُتِلَ أَحَدُهُمَا مِثْلُ نِصْفِ دِيَةِ الْحُرِّ الْمُسْلِمِ -

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ یہودی یا نصرانی کی دیت آزاد مسلمان کی دیت سے نصف ہے۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ کوئی مسلمان کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے گا مگر جب مسلمان فریب سے اس کو دھوکہ دے کر مار ڈالے تو قتل کیا جائے گا۔

۱۵۰۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَ يَقُولُ دِيَةُ الْمَسْخُوسِ ثَمَانِي مِائَةَ دِرْهَمٍ -

حضرت سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ مجوسی (فارسی آتش پرست) کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے۔ کہنا مالک نے یہودی یا نصرانی کے زخمیوں کی دیت ہی حساب سے ہے موصحہ میں بیسواں حصہ اور ماموما اور جائفہ میں تیسرا حصہ (وقس علیٰ هذا)۔

(۱۵۰۲) عبدالرزاق (۹۳/۱۰) رقم (۱۸۴۷۸) ابن ابی شیبہ (۳۰۷/۵) بیہقی (۱۰۲/۸) -

(۱۵۰۳) ابن ابی شیبہ (۴۰۷/۵) عبدالرزاق (۱۲۷/۶) بیہقی (۱۰۰/۸) (۱۰۱۱) -

باب ما يوجب العقل على جن جنایات کی دیت خاص قاتل کو اپنے مال
الرجل في خاصة ماله میں سے ادا کرنی پڑتی ہے (یعنی عاقلہ سے نہیں
لی جاتی) اُن کا بیان

١٥٠٤- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَيْسَ عَلَى الْعَاقِلَةِ عَقْلٌ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ إِنَّمَا عَلَيْهِمْ
عَقْلُ قَتْلِ الْخَطِيئِ-

حضرت عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ قتل عمد میں عاقلہ پر دیت نہیں ہے (بلکہ قاتل کی ذات پر ہے) عاقلہ پر
خطا کی دیت ہے (عاقلہ کی یعنی کسی کی طرف سے ادا کرنے والا)۔

١٥٠٥- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ مَضَّتْ السَّنَةُ أَنَّ الْعَاقِلَةَ لَا تَحْمِلُ شَيْئًا مِنْ دِيَةِ الْعَمْدِ إِلَّا أَنْ
يَشَاءَ وَوَأَذَلِكَ-

حضرت ابن شہاب نے کہا کہ عاقلہ پر عمد خون کرنے کا بار نہیں ڈالا جاتا مگر خوشی سے دینا چاہیں۔

١٥٠٦- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ مِثْلَ ذَلِكَ-

حضرت یحییٰ بن سعید نے بھی ایسا ہی کہا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ابن شہاب کہتے تھے سنت یوں ہے کہ جب قتل عمد میں مقتول کے وارث قصاص و
غفور کے دیت پر راضی ہو جائیں تو وہ دیت قاتل کے مال سے لی جائے گی عاقلہ سے کچھ غرض نہیں مگر جب عاقلہ خود
دینا چاہیں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ دیت عاقلہ پر لازم نہیں آتی جب ایک شہادت یا زیادہ نہ ہو
اگر شہادت کم ہو تو جنایت کرنے والے کے مال سے لی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ قتل عمد یا اور جراحات میں جن جن میں
قصاص لازم آتا ہے اگر دیت قبول کر لی جائے تو قاتل یا جراح کی ذات پر ہوگی عاقلہ پر نہ ہوگی اگر اس کے پاس مال ہو
اور جو مال ہو تو اس پر قصاص رہے گا البتہ اگر عاقلہ خوشی سے دینا چاہیں تو اور بات ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے تئیں آپ عمد یا خطا سے رنجی کرے تو اس کی دیت عاقلہ پر نہ ہوگی
اور میں نے کسی کو نہیں سنا جو عمد کی دیت عاقلہ سے دلالتے اس وجہ سے کہ اللہ جل جلالہ نے قتل عمد میں فرمایا "جس کا بھائی

(١٥٠٤) عبدالرزاق (٤١٤/٩) رقم (١٧٨٣١) ابن ابی شیبہ (٤٠٥/٥) بیہقی (١٠٤/٨)۔

(١٥٠٥) عبدالرزاق (١٧٨١٢) ابن ابی شیبہ (٢٧٤/١٧) بیہقی (١٠٤/٨)۔

(١٥٠٦) ایضاً۔

معاف کر دے کچھ (یعنی قصاص چھوڑ دے) تو چاہیے کہ دستور کے موافق چلے اور دیت اچھی طرح ادا کرنے سے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ عمر کی دیت قاتل کو ادا کرنی چاہیے)۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس لڑکے کے پاس کچھ مال نہ ہو یا جس عورت کے پاس مال نہ ہو اور وہ کوئی جنایت کرے جس میں ثلث سے کم دیت واجب ہوتی ہے تو دیت انہی کے مال میں سے دی جائے گی اگر مال نہ ہو تو ان پر قرض کے طور پر سے گی مالتے پر یا لڑکے کے ہاں پر کچھ لازم نہیں آئے گا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جب غلام قتل کیا جائے تو اس کی قیمت جو قتل کے روز سے دینی ہوگی قاتل کے مالتے پر کچھ لازم نہ آئے گا بلکہ قاتل کے خاص مال میں سے لیا جائے گا اگرچہ اس غلام کی قیمت دیت سے زیادہ ہو۔

باب میراث العقل والتغليظ فيه دیت میں میراث کا بیان

۱۵۰۷۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَشَدَ النَّاسَ بَعِيْنِي مَنْ كَانَ عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الدِّيَةِ اَنْ يُخْبِرَنِي فَقَامَ الضَّحَّاكُ بْنُ سَفْيَانَ الْكِلَابِيُّ فَقَالَ كَتَبَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُوْرَثَ امْرَاةٌ اَسِيْمَ الضُّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَدْخُلِ الْجَبَاءَ حَتَّىٰ اَتِيَنَّكَ فَلَمَّا نَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُخْبِرَهُ الضَّحَّاكُ فَقَضَىٰ بِذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ قَتْلُ اَسِيْمٍ حَطًا۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلایا لوگوں کو منیٰ میں اور کہا کہ جس شخص کو دیت کا مسئلہ معلوم ہو وہ بیان کرے مجھ سے تو ضحاک بن سفیان کلابی کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھ بھیجا تھا کہ اشیم ضبابی کی عورت کو میراث دلاؤں۔ اشیم کی دیت میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو خیمے میں حاجب تک میں آؤں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو ضحاک نے یہی بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کا حکم کیا۔ ابن شہاب نے کہا اشیم خطا سے مارا گیا تھا۔

۱۵۰۸۔ عَنْ عُمَرُو بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي مُدَلِجٍ يُقَالُ لَهُ فَنَادَةُ حَذَفَ اَنْتَهُ نَالَسْتَبِ فَاَصَابَتْ سَاقَهُ فُزْرَىٰ فِي حُرْجِهِ فَمَاتَ فَقَدِمَ سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشَمٍ عَلَىٰ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَعَدُّدْ عَلَيَّ مَاءً فُقْدِيْدُ عَشْرِيْنَ وَمِائَةً نَعِيْرٍ حَتَّىٰ اُقْدِمَ عَلَيْكَ فَلَمَّا قَدِمَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُخْبِرَهُ

(۱۵۰۷) ابو داؤد (۲۹۲۷) کتاب الفروع باب فی المرأة نزلت من دیہ زوجها ترمذی (۱۴۱۵)

نسائی فی الکبری (۶۳۶۳) ابن ماجہ (۲۰۴۲) حمد (۴۵۲۳) رقم (۱۵۸۳۷)۔

(۱۵۰۸) نسائی فی الکبری (۶۳۶۸) ابن ماجہ (۲۶۴۶) احمد (۴۹/۱) رقم (۳۴۶) ابو داؤد

مِنْ تِلْكَ الْاِبْدَالِ ثَلَاثِينَ حِقَّةً وَثَلَاثِينَ حِدَعَةً وَارْبَعِينَ خَلِيفَةً ثُمَّ قَالَ اَيْنَ اُخُو الْمُقْتُولِ قَالَ هَا نَذَا قَالَ خُذْهَا فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ لِقَاتِلٍ شَيْءٌ -

حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بنی مدینہ میں سے جس کا نام قتادہ تھا اپنے لڑکے کو تلوار ماری وہ اس کی پنڈلی میں لگی خون بہندہ ہوا آخر مر گیا تو سراقہ بن جشم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قیدی کے پانی پر (قیدی ایک مقام کا نام ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے وہاں پانی بھی ہے) ایک سو بیس اونٹ تیار رکھ جب تک میں وہاں آؤں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں آئے تو ان اونٹوں میں سے تین حقے اور بیس جذبے لیے اور چالیس حقے (حاملہ اونٹنیاں) لیں پھر کہا کہاں ہے مقتول کا بھائی اس نے کہا کیوں میں موجود ہوں کہا تو یہ سب اونٹ لے لے اس واسطے کہ قاتل کو میراث نہیں ملتی۔

فائدہ: دیت میں سے نہ اور متروکہ میں سے۔ اگرچہ اس کا باپ موجود تھا مگر چونکہ اس نے قتل کیا تھا اس لیے میراث سے محروم ہوا۔

۱۵۰۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا أَتَغْلُظُ الدَّبِيَّةُ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَقَالَا لَا وَلَكِنْ يَزَادُ فِيهَا لِلْحُرْمَةِ فَيَقِيلُ لِسَعِيدٍ هَلْ يَزَادُ فِي الْجِرَاحِ كَمَا يَزَادُ فِي النَّفْسِ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ مَالِكٌ أَرَأَيْتُمَا أَرَادَا مِثْلَ الَّذِي صَنَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عَقْلِ الْمُدَلِّجِيِّ حِينَ أَصَابَ ابْنَهُ -

حضرت سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ ماہ حرام میں (محرم اور ربیعہ اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں) اگر کوئی قتل کرے تو دیت میں سختی کریں گے انہوں نے کہا نہیں بلکہ بڑھادیں گے بوجہ ان مہینوں کی حرمت کے۔ پھر سعید سے پوچھا کہ اگر کوئی زخمی کرے ان مہینوں میں تو اس کی بھی دیت بڑھادیں گے جیسے قتل میں بڑھادیں گے۔ سعید نے کہا ہاں۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں سمجھتے ہوں کہ مراد ان دونوں صاحبوں کی بڑھانے سے وہی ہے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا مدلیجی کی دیت میں جب اس نے اپنے بیٹے کو مار ڈالا۔

فائدہ: یعنی تین قسم کے اونٹ اس لیے اس میں زیادہ وقت ہوئی مگر لیے وہی سواونٹ۔

۱۵۱۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَحْبَحَةُ بْنُ الْحُلَاحِ كَانَ لَهُ عَمٌّ صَغِيرٌ هُوَ أَصْغَرُ مِنْ أَحْبَحَةَ وَكَانَ عِنْدَ أُخْوَالِهِ فَأَخَذَهُ أَحْبَحَةُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ أُخْوَالُهُ كُنَّا أَهْلُ ثَمَّةٍ وَرَمِيهِ

(۱۵۰۹) عبدالرزاق (۳۰۱/۹) رقم (۱۷۶۹۶) ابن ابی شیبہ (۴۲۱/۵) رقم (۲۷۶۰۱) بیہقی

(۷۱۸) رقم (۱۶۱۳۶)۔

حَتَّى إِذَا اسْتَوَى عَلَى عُمَمِهِ عَلَبْنَا حَقُّ امْرِئٍ فِي عَمِّهِ قَالَ عُرْوَةُ فَلَيْدَلِكْ لَا يَرِثُ قَاتِلَ مَنْ قَتَلَ -

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک شخص انصاری کا جس کا نام احمجہ بن جلاح اس سے چھوٹا چچا تھا وہ اپنی تنبیال میں تھا اس کو احمجہ نے لے کر مار ڈالا اس کے تنبیال کے لوگوں نے کہا ہم نے پالا پرورش کیا جب جوان ہوا تو اس کا بھتیجا ہم پر غالب آیا اور اسی نے لے لیا۔ عروہ نے کہا اسی وجہ سے (اب دین اسلام میں) قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔

یعنی باوجود اس کے کہ احمجہ نے اس کو مار ڈالا لیکن اس کی دیت کا استحقاق اسی کو رہا اور جن لوگوں نے پالا پرورش کیا یعنی تنبیال والے ان کو دیت لینے کا حق حاصل نہ ہوا کیونکہ جاہلیت میں قاتل مقتول کا وارث ہوتا تھا دین اسلام میں یہ بات موقوف ہوئی قاتل مقتول کی میراث سے محروم کیا گیا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ قتل عمد کرنے والا مقتول کی دیت کا وارث نہیں ہوتا نہ اس کے مال کا اور نہ کسی وارث کو محروم کر سکتا ہے اور قتل خطا کرنے والا دیت کا وارث نہیں ہوتا لیکن اور مال کا وارث ہوتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے میرے نزدیک اور مال کا وارث ہوگا۔

دیت کے مختلف مسائل کا بیان

باب جامع العقل

۱۵۱۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَرُوحُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ وَالْبُتْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ الْجُبَارِ أَنَّهُ لَا دِيَةَ فِيهِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانور کسی کو صدمہ پہنچائے تو اس کا بدلہ نہیں کنوئیں میں کوئی گر کر مر جائے تو اس کا بدلہ نہیں اور کان کھودنے میں کوئی مزدور مر جائے تو بدلہ نہیں اور (کافروں کے) گڑے خزانے میں پانچواں حصہ لیا جائے گا۔

فائدہ: یعنی اگر کسی جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اس کے مالک پر جرمانہ نہیں اور اگر مزدور کنواں کھودے یا کان کھودے کنواں یا کان چھت کر مر جائے تو کھودانے والے پر کچھ جرمانہ نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص جانور کو آگے سے کھینچ رہا ہے یا پیچھے سے بانگ رہا ہے یا جو اس پر سوار ہے وہ جرمانہ دے گا اگر جانور کسی کو صدمہ پہنچائے لیکن خود بخود وہ لات سے کسی کو مار دے تو تاوان نہیں ہے۔ حضرت عمرو بن لُحَیْم نے حکم کیا دیت کا اس شخص پر جس نے اپنا گھوڑا، وژا کر کسی کو کچل ڈالا تھا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جب دوزانے والا ضامن ہوا تو کھینچنے والا اور بانگنے والا اور سوار تو ضرور ضامن ہوگا۔

(۱۵۱۱) بخاری (۱۴۹۹) کتاب الزکاة: باب فی الریکاز الخمس، مسلم (۱۷۱۰) أبو داود

(۴۵۹۳) ترمذی (۶۴۲) نسائی (۲۴۹۷) ابن ماجہ (۲۶۷۳) احمد (۲۳۹/۲) رقم

دارمی (۷۲۵۳) (۱۶۶۸)۔

فائدہ: کیونکہ یہ سب بچانے پر قادر ہیں بلکہ دوڑانے والا شاید مجبور بھی ہو اس کو روک نہ سکے جب اس پر ضامن ہو تو اوروں پر بطریق اولیٰ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو کوئی راستے میں کنواں کھودے یا جانور باندھے یا مشابہ اس کے کوئی کام کرے تو درست نہیں ہے راہ میں کرنا اور اس کی وجہ سے کسی کو صدمہ پہنچے تو وہ ضامن ہوگا ثلث دیت تک اپنے مال میں سے دے گا جو ثلث سے زیادہ ہو تو اس کے عاقلے سے وصول کی جائے گی اور اگر ایسا کام کرے جو درست ہے تو اس پر ضامن نہ ہوگا جیسے گڑھا کھودے یا بارش کے واسطے یا اپنے جانور پر سے کسی کام کو اترے اور راہ پر کھڑا کر دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص کنوئیں میں اترے پھر دوسرا شخص اترے اب نیچے والا اوپر والے کو کھینچے اور دونوں ٹر کر مر جائیں تو کھینچنے والے کے عاقلے پر دیت لازم آئے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی بچے کو حکم کرے کنوئیں میں اترنے کا یا درخت پر چڑھنے کا اور وہ لڑکا بلا بھ ہو جائے تو وہ شخص ضامن ہوگا اس کی دیت کا یا نقصان کا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عاقلے میں عورتیں اور بچے داخل نہ ہوں گے بلکہ بالغ مردوں سے دیت وصول کی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ سولی کی دیت اس کے عاقلے پر ہوگی اگرچہ وہ دفتر سرکار میں ماہواری اب (ملازم) نہ ہوں جیسا رسول اللہ ﷺ کے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت تھا کیونکہ دفتر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے نکلا تو ہر ایک کی دیت اس کے موافق اور قوم ادا کریں گے کیونکہ ولاء بھی انہی کو ملتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ولاء اس کو ملے گی جو آزاد کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو کوئی شخص کسی کے جانور کو نقصان پہنچائے تو جس قدر قیمت اس نقصان کی وجہ سے کم ہو جائے اس کا تاوان لازم ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص قصاصاً قتل کے لائق ہو پھر وہ کوئی کام ایسا کرے جس سے حد لازم آئے (مثلاً) زنا کرے کوڑے ورجم لازم آئے یا چوری کرے ہاتھ کاٹنا لازم ہو) تو کسی حد کا مواخذہ نہ کیا جائے صرف قتل کافی ہے مگر حد قذف کا اس میں کوڑے مار کر پھر اس کو قتل کریں) اگر اس نے کسی کو زخمی کیا تو زخمی کا قصاص لینا ضروری نہیں قتل کرنا کافی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر کوئی غصہ کسی گاؤں وغیرہ میں ملے یا کسی کے دروازے پر تو یہ ضروری نہیں کہ جو لوگ اس کے قریب ہوں وہ بڑے جائیں کیونکہ اکثر ہوتا ہے کہ لوگ مار کر کسی کے دروازے پر ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ بیکر جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر چند آدمی مل کر لڑے بعد اس کے جب جدا ہوئے تو ایک شخص ان میں مقتول یا مجروح پایا گیا لیکن ہنگامے میں معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس نے مارا یا زخمی کیا تو فریق ثانی (یعنی جن میں کا مقتول نہیں ہے) کی قیصرہ ہر ایک کی ہے اور جو وہ شخص دونوں فریق میں سے نہ ہو تو دونوں فریق پر دیت واجب ہوگی۔

باب ما جاء فى الغيلة والسحر مكر و فریب سے مارنے یا جادو سے مارنے کا بیان

۱۵۱۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ نَفْرًا حَمْسَةً أَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ وَاجِدٍ قَتَلُوهُ قَتْلَ غِيلَةٍ وَقَالَ عُمَرُ لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيعًا۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانچ یا سات آدمیوں کو ایک شخص کے بدلے میں قتل کیا انہوں نے دھوکا دے کر اس کو مار ڈالا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر سارے صنعاء والے اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرتا۔

۱۵۱۳۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَّارَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَتْ جَارِيَةً لَهَا سَحَرْتُهَا وَقَدْ كَانَتْ دَبَّرَتْهَا فَأَمَرَتْ بِهَا فُقِّتِلَتْ۔

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی کو قتل کیا جس نے اُن پر جادو کیا تھا اور پہلے آپ اس کو مدبر کر چکی تھیں پھر حکم کیا اس کے قتل کا تو قتل کی گئی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص جادو جانتا ہے اور اس کو کام میں لاتا ہے اس کا قتل کرنا مناسب ہے۔

باب ما يجب فى العمد قتل عمد کا بیان

فائدہ: اکثر علماء کے نزدیک قتل عمد یہ ہے کہ قصدا کسی کو مار ڈالے خواہ لکڑی سے مارے یا پتھر سے یا تیر سے یا تلوار سے مگر ابوصیفہ کے نزدیک قتل عمد میں یہ بھی شرط ہے کہ ہتھیار سے مارے یا نوہے کی چیز سے جو ہار دار یا نوک دار ہو۔

۱۵۱۴۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنِ مَوْلَى عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ أَقَادَ وَلِيَّ رَجُلٍ مِنْ رَجُلِي قَتَلَهُ بَعْضًا فَقَتَلَهُ وَوَلِيَّهُ بَعْضًا۔

ایک شخص نے دوسرے کو لکڑی سے مار ڈالا عبدالملک بن مروان نے قاتل کو ولی مقتول کے حوالے کیا اس نے بھی اس کو لکڑی سے مار ڈالا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص کسی لکڑی یا پتھر سے قصدا مارے اور وہ ہلاک ہو جائے تو قصاس لیا جائے گا۔

(۱۵۱۲) بحاری (قبیل الحدیث / ۶۸۹۷) کتاب الدیات : باب اذا اصاب قوم من رجل هل يعاقب
عبدالرزاق (۴۷۶/۹) رقم (۱۸۰۷۵) ابن ابی شیبہ (۴۲۸/۵) رقم (۲۷۶۸۴) بیہقی
(۴۰/۸ - ۴۱) رقم (۱۵۹۷۳)۔

(۱۵۱۳) عبدالرزاق (۱۸۰/۱۰ - ۱۸۱) رقم (۱۸۷۴۷) ابن ابی شیبہ (۵۵۶/۵) رقم (۲۸۹۷۱) بیہقی (۱۳۶/۸) رقم (۱۶۴۹۹)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک قتل عمد یہی ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو قصد امارت یہاں تک کہ اس کا دم نکل جائے اور یہ بھی قتل عمد ہے کہ ایک شخص سے دشمنی ہو اس کو ایک ضرب لگا کر چلا آئے اس وقت وہ زندہ ہو بعد اس کے اسی ضرب سے مر جائے اس میں قسامت واجب ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ قتل عمد میں ایک شخص آزاد کے عوض میں کوئی شخص آزاد مارے جائیں گے کہ جب سب قتل میں شریک ہوں اسی طرح عورتوں اور غلاموں میں بھی حکم ہوگا۔

قصاص کا بیان

باب القصاص فی القتل

۱۵۱۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ يَذْكُرُ أَنَّهُ أُتِيَ بِسُكْرَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةَ أَنْ أَقْتَلَهُ بِهِ -

امام مالک کو پہنچا کہ مروان بن حکم نے معاویہ بن ابی سفیان کو لکھا کہ ایک شخص نے نشے کی حالت میں ایک شخص کو مار ڈالا تو معاویہ نے جواب میں لکھا کہ تو بھی اس کو مار ڈال۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے اس کی تفسیر بہت اچھی سنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے قتل کروا زاد کے بدلے میں آزاد کے اور غلام کو بدلے میں غلام کے اور عورت کو بدلے میں عورت کے۔ تو قصاص عورتوں میں آپس میں لیا جائے گا جیسا کہ مردوں میں لیا جاتا ہے اور مرد اور عورت میں بھی لیا جائے گا کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے "نفس بدله نفس قتل کیا جائے گا"۔ تو عورت مرد کے بدلے میں قتل کی جائے گی اور مرد عورت کے بدلے میں مارا جائے گا اسی طرح ایک دوسرے کو اگر زخمی کرے گا تب بھی قصاص لیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص ایک شخص کو پکڑ لے اور دوسرا اس کو آ کر مار ڈالے اور معلوم ہو کہ اس نے مار ڈالنے کی واسطے پکڑا تھا تو دونوں شخص اس کے بدلے میں قتل کیے جائیں گے اگر اس نے اس نیت سے نہیں پکڑا تھا بلکہ اس کو یہ خیال تھا کہ دوسرا شخص یوں ہی سے مار مارے گا تو پکڑنے والا قتل نہ کیا جائے گا لیکن اس کو سخت سزا دی جائے گی اور بعد سزائے ایک برس تک قید کیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زید نے عمرو کو قتل کیا یا اس کی آنکھ پھوڑا یا قصداً قتل اس کے زید سے قصاص لیا جائے اس کو بمرنے مار ڈالنا یا زید کی آنکھ پھوڑا یا تو اس پر دیت یا قصاص واجب نہ ہوگا کیونکہ عمرو کا حق زید کی جان میں تھا یا اس کی آنکھ میں اب زید ہی نہ رہا وہ آنکھ ہی نہ رہی اس کی نظیر یہ ہے کہ زید عمرو کو مار ڈالنے کا پھر زید بھی مر جائے تو عمرو کے وارثوں کو اب کچھ نہ ملے گا کیونکہ قصاص قاتل پر ہوتا ہے جب وہ خود مر گیا تو نہ قصاص ہے نہ دیت۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ آزاد اور غلام میں قصاص نہیں ہے زخموں میں لیکن اگر غلام آزاد کو مار ڈالے گا تو غلام مارا جائے گا اور جو آزاد غلام کو مار ڈالے گا تو آزاد مارا جائے گا یہ میں نے بہت اچھا سنا۔

باب العفو فی قتل العمد قتل عمد میں عفو (معاف) کرنے کا بیان

۱۵۱۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ أَدْرَكَ مَنْ يَرْضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أَوْصَى أَنْ يُعْفَى عَنْ قَاتِلِهِ إِذَا قَتَلَ عَمْدًا إِنَّ ذَلِكَ حَائِزٌ لَهُ وَأَنَّهُ أَوْلَى بِدَمِهِ مِنْ غَيْرِهِ مِنْ أَوْلِيَائِهِ مِنْ بَعْدِهِ -

امام مالک نے کئی اچھے عالموں سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ جب مقتول مرتے وقت اپنے قاتل کو معاف کر دے تو درست ہے قتل عمد میں اس کو اپنے خون کا زیادہ اختیار ہے وارثوں سے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص قاتل کو قتل عمد معاف کر دے تو قاتل پر دیت لازم نہ ہوگی مگر جب کہ قصاص عفو (معاف) کر کے دیت ٹھہرا لے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر قاتل کو مقتول معاف کر دے تب بھی قاتل کو سو کوڑے لگائیں گے اور ایک سال تک قید کریں گے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جب کوئی شخص عمد مارا گیا اور گواہوں سے قتل ثابت ہو اور مقتول کی بیٹی اور بیٹیاں ہیں۔ بیٹوں نے تو معاف کر دیا لیکن بیٹیوں نے معاف نہ کیا تو بیٹیوں کے معاف نہ کرنے سے کچھ خلل واقع نہ ہوگا بلکہ خون معاف ہو جائے گا کیونکہ بیٹوں کے ہوتے ہوئے ان کو اختیار نہیں ہے۔

باب القصاص فی الجراح زخموں میں قصاص کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو شخص کسی کا ہاتھ یا پاؤں توڑ ڈالے تو اس سے قصاص لیا جائے گا دیت لازم نہ آئے گی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ زخم کا قصاص نہ لیا جائے گا جب تک کہ وہ شخص اچھا نہ ہو لے جب وہ اچھا ہو جائے گا تو قصاص لیں گے اب اگر جراح کا بھی زخم اچھا ہو کر مجروح کے مثل ہو گیا تو بہتر نہیں تو اگر جراح کا زخم بڑھ گیا اور جراح اسی کی وجہ سے مر گیا تو مجروح پر کچھ تاوان نہ ہوگا۔ اگر جراح کا زخم بالکل اچھا ہو گیا اور مجروح کا ہاتھ مثل ہو گیا اور کوئی نقص رہ گیا تو بھج جراح سے قصاص نہ لیا جائے گا لیکن بقدر نقصان کے دیت اس سے وصول کی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کی آنکھ پھور دی یا اس کا ہاتھ توڑ ڈالا یا اس کی انگلی کاٹ ڈالی تو اس سے قصاص لیا جائے گا البتہ اگر اپنی عورت کو تنبیہ ساری یا کوڑے سے مارے اور بلا قصد کسی مقام پر لگ کر زخم ہو جائے یا نقصان ہو جائے تو دیت لازم آئے گی قصاص نہ ہوگا۔

۱۵۱۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ عَمْرٍو بْنَ حَزْمٍ أَقَادَ مِنْ كَسْرِ الْفَجْدِ -

امام مالک کو پہنچا کہ ابو بکر بن حزم نے قصاص لیا ران توڑنے کا۔

باب دية السائبة وجنایته

سائبة کی دیت و جنایت کا بیان

فائدہ: سائبة اس غلام کو کہتے ہیں جس سے مولیٰ آزاد کرتے وقت یہ شرط کر دے کہ میں تیرا وارث نہ ہوں یا ایسا غلام اگر کوئی جنایت کرے تو مولیٰ اس کی دیت بھی نہ دے گا۔

۱۵۱۸۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ سَائِبَةً أَعْتَقَهُ بَعْضُ الْحُجَّاجِ فَقَتَلَ ابْنَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَائِذٍ فَجَاءَ الْعَائِذِيُّ أَبُو الْمُقْتُولِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَطْلُبُ دِيَةَ ابْنِهِ فَقَالَ عُمَرُ لَا دِيَةَ لَهُ فَقَالَ الْعَائِذِيُّ أَرَأَيْتَ لَوْ قَتَلَهُ ابْنِي فَقَالَ عُمَرُ إِذَا تُحْرِجُونَ دِيَتَهُ فَقَالَ هُوَ إِذَا كَانَا رَقَمًا إِنْ يَتْرَكَ يَلْقَمُ وَإِنْ يُقْتَلُ يَنْقَمُ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ایک سائبة نے جس کو کسی حاجی نے آزاد کر دیا تھا ایک شخص کے بیٹے کو جو بنی عائد میں سے تھا مار ڈالا۔ مقتول کا باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بیٹے کی دیت مانگنے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے لیے دیت نہیں ہے وہ شخص بولا اگر میرا بیٹا سائبة کو مار ڈالتا تو تم کیا حکم کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وقت تم کو اس کی دیت ادا کرنی ہوتی وہ شخص بولا پھر تو سائبة کیا ہے ایک چملا سانپ ہے اگر چھوڑ دو تو ڈس لے اگر مارو تو بدلہ لے۔

فائدہ: جاہلیت کے زمانے میں لوگوں کا اعتقاد یہ تھا کہ جن سانپ کا بدلہ لیتے ہیں جو کوئی اس کو مار ڈالے وہ بھی مارا جاتا ہے اس شخص نے سانپ کے ساتھ سائبة کو تشبیہ دی اور یہ کہا کہ سائبة کو اگر ماریں تو مشکل دیت دینی پڑتی ہے نہ ماریں تو مشکل وہ مارے ڈالتا ہے۔



كِتَابُ الْقِسَامَةِ

کتاب قسامت کے بیان میں

فائدہ: قسامت کہتے ہیں اولیاءِ مقتول سے قسم لینے کو یا جن پر قتل کا گمان ہو ان سے قسم لینے کو۔

باب تبدئة أهل الدم في القسامة قسامت میں پہلے وارثوں سے قسم لینے کا بیان

۱۵۱۹۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَسْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ رِجَالٌ مِنْ كُتَبَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلِ

(۱۵۱۸) عبدالرزاق (۷۸/۱۰) رق (۱۸۴۲۴، ۱۸۴۲۵) بیہقی (۶۵۱۸)۔

(۱۵۱۹) مسلم (۱۶۶۹) کتاب القسامة: باب القسامة، أبو داود (۴۵۲۱) ترمذی (۱۴۲۲) نسائی

(۲۷۱) ابن ماجہ (۲۶۷۷) احمد (۳/۴) رقم (۱۶۱۹۵) دارمی (۲۳۵۳)۔

وَمُحِيصَةٌ خَرَجًا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدِ أَصَابِهِمْ فَأَتَى مُحِيصَةَ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بَيْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرٍ بَرٍّ أَوْ عَيْبٍ فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللَّهِ قَتَلْتُمُوهُ فَقَالُوا وَاللَّهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَأَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ ذَلِكَ ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيْصَةَ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فَذَهَبَ مُحِيصَةَ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيدُ السَّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيْصَةَ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحِيصَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَّا أَنْ يَدُؤُوا صَاحِبِكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤَدُّوا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللَّهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيْصَةَ وَمُحِيصَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ اتَّخِذُوا دِمَّ صَاحِبِكُمْ فَقَالُوا لَا قَالَ أَتَخْلِفُ لَكُمْ يَهُودٌ قَالُوا لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ فَوَدَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ لَقَدْ رَكَّضْتَنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ قَالَ مَالِكُ الْفَقِيرُ هُوَ الْبُرُّ -

حضرت سہل بن ابی حمزہ کو خبر دی کچھ لوگوں نے جو اس کی قوم کے معزز لوگ تھے کہ عبد اللہ بن سہل اور محیصہ فقیر اور افلاس کی وجہ سے خیبر کو گئے۔ محیصہ کے پاس ایک شخص آیا اور بیان کیا کہ عبد اللہ بن سہل کو کسی نے قتل کر کے کنوئیں میں یا چشمے میں ڈال دیا ہے۔ محیصہ یہ سن کر خیبر کے یہودیوں کے پاس آئے اور کہا قسم خدا کی تھی نے اس کو قتل کیا ہے۔ یہودیوں نے کہا قسم خدا کی ہم نے قتل نہیں کیا اس کو۔ پھر محیصہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا۔ بعد اس کے محیصہ اور ان کے بھائی حویصہ جو محیصہ سے بڑے تھے اور عبد الرحمن بن سہل (جو عبد اللہ بن سہل مقتول کے بھائی تھے) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ محیصہ نے چاہا کہ میں بات کروں کیونکہ وہی خیبر کو گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بزرگی کی رعایت کر (۱)۔ تو حویصہ نے پہلے بیان کیا پھر محیصہ نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یہودی تمہارے مقتول کی دیت دیں یا جنگ کریں پھر آپ نے یہودیوں کو اس بارے میں نکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ قسم خدا کی! ہم نے اس کو قتل نہیں کیا تب رسول اللہ ﷺ نے حویصہ اور محیصہ اور عبد الرحمن سے کہا تم قسم کھاؤ کہ یہودیوں نے اس کو مارا ہے تو دیت کے حقدار ہو گے انہوں نے کہا ہم قسم نہ کھائیں گے (کیونکہ ہم نے دیکھا نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اگر یہودی قسم کھا لیں کہ ہم نے نہیں مارا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ مسلمان نہیں ہیں (۲) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت ادا کی۔ سہل کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس سواونٹ بھیجے ان کے گھروں پر ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی (وہ مجھے اب تک یاد ہے)۔

(۱) فاکندہ: یعنی حویصہ کو جو بڑا بھائی ہے اسے بات کرنے دے۔

(۲) فاکندہ: ان کو چھوٹی قسم کھانے سے کچھ باک نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قسمت میں پہلے، ایسے مقتول سے حلف لینا چاہیے اگر وہ حلف نہ اٹھائیں تو پھر ان لوگوں سے حلف لینا چاہیے جن پر قتل کا گمان ہوا اور اولیاء ان پر دعویٰ کرتے ہوں۔ یہی قول ہے مالک اور شافعی اور جمہور علماء کا اور ابوحنیفہ کے نزدیک قسمت میں پچاس قسمیں ان سے لی جائیں گی جن پر قتل کا گمان ہو۔ مثلاً اس محلے، الوں سے جہاں پر مقتول کی لعش ٹپی ہے اگر قسم کھالیں گے تو بہتر ہے ورنہ دیت اپنی ہوگی۔

۱۵۲۰۔ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نِسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّ وَمُحَيِّصَةَ بِنَ مَسْعُودٍ خَرَجَا إِلَى حَيْبَرٍ فَتَفَرَّقَا فِي حَوَائِجِهِمَا فَقَتِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلٍ فَقَدِمَ مُحَيِّصَةُ فَأَتَى هُوَ وَأَخُوهُ حَوَيْصَةَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لِيَتَكَلَّمَ لِمَكَانِهِ مِنْ أُخِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبُرَ كَبِيرٌ فَتَكَلَّمْ حَوَيْصَةُ وَمُحَيِّصَةُ فَذَكَرَا شَأْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَخْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَتَسْتَجِفُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ أَوْ قَاتِلِكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَحْضُرْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِّرْكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَرَعَمَ بَشِيرُ بْنُ نِسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَاهُ مِنْ عِنْدِهِ۔

حضرت بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سہل انصاری اور محیصہ بن مسعود خبیر کو گئے وہاں جا کر اپنے اپنے کاموں کے واسطے جدا ہو گئے۔ عبد اللہ بن سہل کو کسی نے مار ڈالا تو محیصہ اور ان کے بھائی حویصہ اور عبد الرحمن بن سہل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ تو عبد الرحمن نے بات کرنی چاہی اپنے بھائی کے مقدمے میں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بزرگی کی رعایت کرو تو حویصہ اور محیصہ نے قصہ بیان کیا عبد اللہ بن سہل کا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پچاس قسمیں کھاتے ہو (اس بات پر کہ فلاں شخص نے اس کو مار ڈالا ہے) اگر کھائے گے تو خون کا استحقاق (یا قاتل کا استحقاق) تمہیں حاصل ہوگا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ (ہم کیونکر کھالیں) ہم اس وقت موجود نہ تھے نہ ہم نے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یہودی پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے انہوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ کافر ہیں ان کی قسمیں ہم کیونکر قبول کریں گے بشر بن

(۱۵۲۰) بخاری (۳۱۷۳) کتاب النحرية باب دعة والمصالحة مع المشركين بالمال وغيره

مسلم (۱۶۶۹) أبو داؤد (۴۵۲۳) ترمذی (۱۴۲۲) نسائی (۴۷۱۴) ابن ماجہ (۲۶۷۷)

مصدر (۲) رقم (۱۶۱۸۹) درمی (۱۳۵۳)

یسار نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت ادا کی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے اور میں نے بہت سے اچھے عالموں سے سنا ہے اور اس پر اتفاق کیا ہے اگلے اور پچھلے علماء نے کہ قسامت میں پہلے مدعیوں سے قسم لی جائے گی وہ قسم کھائیں (اگر وہ قسم نہ کھائیں تو مدعی علیہم سے قسم لی جائے گی اگر وہ قسم کھالیں گے تو بری ہو جائی گے) اور قسامت دو امروں میں سے ایک امر سے لازم ہوتی ہے یا تو مقتول خود کہے مجھ کو فلان نے مارا ہے (اور گواہ نہ ہوں) یا مقتول کے وارث کسی پر اپنا اشتباہ ظاہر کریں اور گواہ کامل نہ ہو تو نبی دو وہبوں سے قسامت لازم آئے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس سنت میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ پہلے قسم ان لوگوں سے لی جائے گی جو خون کے مدعی ہوں۔ خواہ قتل عمد ہو یا قتل خطا اور رسول اللہ ﷺ نے بنی حارث سے جن کا عزیز خیبر میں مارا گیا تھا پہلے قسم کھانے کو فرمایا تھا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مدعی قسم کھالیں تو ان کو خون کا استحقاق ہو گا وہ جس شخص پر قسم کھائیں اس کو قتل کر سکتے ہیں مگر ایک ہی شخص کو نہ کہ دو شخصوں کو یا زیادہ کو تو پہلے خون کے مدعیوں سے پچاس قسمیں لی جائیں گی جب وہ پچاس آدمی ہوں تو ہر ایک سے ایک ایک قسم لی جائے گی اور پچاس سے کم ہوں یا بعض ان میں سے قسم کھانے سے انکار کر دیں تو مکر رسد کر قسمیں لے کر قسمیں پچاس پوری کریں گے مگر جب مقتول کے وارثوں میں جن کو عنفوکا اختیار ہے کوئی قسم کھانے سے انکار کرے گا تو پھر قصاص لازم نہ ہوگا بلکہ جب ان لوگوں میں جن کو عنفوکا اختیار نہیں کوئی قسم کھانے سے انکار کرے تو باقی لوگوں سے قسم نہیں لے اور جن کو عنفوکا اختیار ہے ان میں سے اگر کوئی ایک ہی قسم کھانے سے انکار کرے تو باقی قسم نہ دیں گے بلکہ اس صورت میں مدعی علیہم قسم دیں گے ان میں سے پچاس آدمیوں کو پچاس قسمیں دیں گے اگر پچاس سے کم ہوں تو مکر رسد کر پچاس پوری کریں گے۔ اگر مدعی علیہ ایک ہی ہو تو اس سے پچاس قسمیں لیں گے جب وہ پچاس قسمیں کھالے گا بری ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ خون میں پچاس قسمیں لی جاتی ہیں اور دعووں میں ایک قسم اس واسطے کہ خون آدمی کسی کے سامنے نہیں کرتا بلکہ تنہائی میں کرتا ہے تو اگر قسامت میں بھی مثل اور دعووں کے صرف گواہی سے کام چلتا تو بہت سے خون بیکار جاتے اور لوگوں کی جرات خون کرنے پر زیادہ ہو جاتی جب ان کو حکم حال معلوم ہو جاتا لیکن قسامت پہلے مقتول کے وارثوں کی طرف رکھی گئی تاکہ لوگ خون سے باز رہیں اور ڈریں کہ صرف مقتول کا قول کافی ہے اس باب میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک قوم کی قوم کو جس میں بہت آدمی ہوں خون کی تہمت لگے اور مقتول کے وارث ان سے قسم لینا چاہیں تو ہر شخص ان میں سے پچاس پچاس قسمیں کھائے گا یہ نہ ہوگا کہ پچاس قسمیں سب پر تقسیم ہو جائیں یہ میں نے اچھا سنا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ قسامت مقتول کی عصبہ کی طرف ہوگی جو خون کے مالک ہیں انہی کو قسم دینی جاتی ہے اور انہی کی قسم کھانے سے قصاص لیا جاتا ہے۔

فائدہ: مگر ابوسفیہ کے نزدیک قسامت سے قصاص ثابت نہ ہوگا البتہ دیت لازم آئے گی۔

باب من يجوز قسامته في العمد خون کے وارثوں میں سے کن کن لوگوں سے قسم لینی چاہیے من ولاة الدم

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں کہ قسامت میں عورتوں سے قسم نہ لی جائے گی اور جو مقتول کی وارث صرف عورتیں ہوں تو ان کو قتل عمد میں نہ قسامت کا اختیار ہوگا۔ بخنو کا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص عمدہ مارا جائے اور وہ مالک نے کہا کہ ہم قسم کھا کر قصاص لیں گے تو ہو سکتا ہے اگرچہ عورتیں معاف کر دیں تو ان سے کچھ نہ ہوگا بلکہ جسے یا سوائی ان سے زیادہ مستحق ہیں خون کے کیونکہ وہ قسم اٹھائیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ البتہ اگر عصبانیت یا سوائی نے خون معاف کر دیا بعد حلف اٹھالینے کے اور خون کے مستحق ہو جانے کے اور عورتوں نے غصو سے انکار کیا تو عورتوں کو قصاص لینے کا استحقاق ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ قتل عمد میں کم سے کم دو مدعیوں سے قسم لینا ضروری ہے انہی سے پچاس قسمیں لے کر قصاص کا حکم کر دیں گے۔

فائدہ: جیسے قصاص دو گواہوں سے کم میں ثابت نہیں ہوگا ویسے ہی قسامت میں دو مدعی یا زیادہ جب تک قسم نہ کھائیں گے قصاص کا حکم نہ ہوگا۔ (زرقتی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی آدمی مل کر ایک آدمی مار ڈالیں اس طرح کہ وہ سب کی ضربوں سے اسی وقت مرے تو سب قصاصاً قتل کیے جائیں گے اور جو بعد کی دن کے مرے تو قسامت واجب ہوگی اس صورت میں قسامت کی وجہ سے صرف ایک شخص ان لوگوں میں سے قتل کیا جائے گا کیونکہ ہمیشہ قسامت سے ایک ہی شخص مارا جاتا ہے۔

فائدہ: تو ایک کو جس پر مدعی قسم کھالیں قتل کریں گے اور باقی لوگوں کو سو سو کوڑے ماریں گے اور وہ ایک برس قید کیے جائیں گے۔

باب القسامة في الخطأ قتل خطا میں قسامت کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ قتل خطا میں بھی پہلی قسم خون کے مدعیوں پر ہوگی وہ پچاس قسمیں کھائیں گے اپنے حصے کے موافق ترکے میں سے (۱) اگر قسموں میں کسر پڑے تو جس وارث پر کسر کا زیادہ حصہ آئے وہ پوری قسم اس کے حصے میں رکھی جائے گی۔ (۲)

(۱) فائدہ: مثلاً ایک بیٹا اور تین بیٹیاں ہیں تو بیس قسمیں بیٹا کھائے گا اور دس دس قسمیں ہر ایک بیٹی کھائے گی۔

(۲) فائدہ: مثلاً مقتول کا ایک باپ ہے ایک ماں تو ماں کے حصے میں ترکے کے حساب سے سولہ اور دو ٹمٹ تم کے آتے

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر مقتول کی وارث صرف عورتیں ہوں تو وہی حلف اٹھا کے دیت لیں گی اور اگر مقتول کا وارث ایک ہی مرد ہو تو وہی کو پچاس قسمیں دیں گے اور وہ پچاس قسمیں کھا کر دیت لے لے گا یہ حکم نقل خطا میں ہے نہ کہ نقل عمد میں۔

فائدہ: کیونکہ نقل عمد میں جب دو عصبوں سے وارث کھ ہوں تو قسمیں نہیں لی جاتیں نہ عورتوں سے حلف لیا جاتا ہے۔

قسامت میں میراث کا بیان

باب الميراث في القسامة

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جب خون نے وارث دیت کو قبول کر لیں تو اس کی تقسیم موافق کتاب اللہ کے ہوگی دیت کے وارث مقتول کی بیبیاں اور عورتیں اور عورتیں ترکہ پاتی ہیں ہوں گی۔ اور عورتوں کے حصے اور ترکہ کچھ بچ رہے تو جو حصہ بقیہ ہوگا وہ باقی (یعنی باقی) کا وارث ہوگا۔

فائدہ: جیسے مقتول کی دو بیبیاں اور ایک بھائی اور ایک بچا کا بیٹا ہے تو وہ بیٹیوں کو دو ٹکٹے دے کر ایک ٹکٹے کا وارث بھائی ہوگا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر مقتول کے بعض ورثاء غائب ہوں اور بعض حاضر ہو جو حاضر ہوں وہ یہ چاہیں کہ اپنے حصہ کی قسمیں کھا کر دیت کا حصہ وصول کر لیں تو یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ پوری قسمیں نہ کھائیں گے اگر پوری پچاس قسمیں کھائیں تو دیت میں سے اپنا حصہ لے سکتے ہیں کیونکہ خون ثابت نہیں ہوتا بغیر پچاس قسموں کے اور جب تک خون ثابت نہ ہو دیت لازم نہیں آتی اب جو ورثاء غائب تھے ان میں سے اگر کوئی آ جائے تو وہ اپنے حصے کے موافق قسمیں کھا کر دیت میں سے اپنا حصہ لے لے یہاں تک کہ سب وارثوں کا حق پورا ہو جائے۔ اگر خانی بھائی آئے تو پچاس قسموں کا چھٹا حصہ جو ہوتی ہی قسمیں کھائیں اور اپنا حصہ لے کر اگر نکول کرے گا تو اس کا حصہ باطل ہوگا اگر بعض ورثاء غائب ہوں جو نابالغ ہوں تو جو حاضر ہیں ان سے پچاس قسمیں لی جائیں گی اور جو غائب ہے وہ جب آئے گا اس سے بھی اس کے حصے کے موافق قسمیں لی جائیں گی اور جب وہ نابالغ بالغ ہو جائے وہ بھی اپنے حصے کے موافق قسم کھائے یہ میں نے اچھا سنا۔

غلام میں قسامت کا بیان

باب القسامة في العبد

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب غلام تصدایا خطا سے مارا جائے پھر اس کا مولیٰ ایک گواہ لے کر آئے تو وہ اپنے گواہ کے ساتھ ایک قسم کھائے بعد اس کے اپنے غلام کی قیمت لے لے غلام میں قسامت نہیں ہے نہ عمد میں نہ خطا میں اور میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر غلام عمدایا خطا مارا گیا تو اس کے مولیٰ پر نہ قسامت ہے نہ قسم ہے اور مولیٰ کو قیمت کا اس وقت استحقاق ہوگا جب کہ وہ گواہ عادلانہ کے دو یا ایک لائے اور ایک قسم کھائے میں نے یہ اچھا سنا۔



کتاب الحدود

کتاب حدوں کے بیان میں

باب ما جاء في الرجم رجم (سنگسار) کرنے کے بیان میں

۱۵۲۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ جَاءَتْ الْيَهُودُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَأَمْرًا زَيْنًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوا نَفُضِحُهُمْ وَيُجْلِدُونَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَةِ فَنَشَرُوهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ ثُمَّ قَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجِمَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَحْنِي عَلَى السَّرَّةِ يَقْبِهَا الْحِجَارَةُ قَالَ مَالِكُ يَعْنِي يَحْنِي يُكَبُّ عَلَيْهَا حَتَّى تَقَعَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بیان کیا کہ ہم میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ریت میں کیا حکم ہے رجم کا یہودیوں نے کہا ہم میں جو کوئی زنا کرے اس کو ہم رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو تو ریت میں رجم ہے لاؤ تم تو ریت کو پڑھو اس کو۔ انہوں نے تو ریت کو کھولا اور ایک شخص نے ان میں سے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ لیا اور اس کے اول اور آخر کی آیتیں پڑھیں۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اپنا ہاتھ اٹھا اس نے جو ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت نکلی تب سب یہودی کہنے لگے کہ سچ کہا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے آیت رجم کی موجود ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا رجم کا تو وہ مرد اور عورت رجم کیے گئے۔ عبداللہ بن

(۱۵۲۱) بخاری (۶۸۴۱) کتاب الحدود: باب أحكام أهل الذمة واحصانهم اذا زنوا* مسلم (۱۶۹۹)

أبو داود (۴۴۴۶) ترمذی (۱۴۳۶) نسائی فی الکبری (۷۲۱۵) ابن ماجہ (۲۵۵۶) احمد

(۷۰۴) رجم (۲۵۲۹) دارمی (۲۳۲۱)

عمرؓ نے کہا کہ میں نے مرد کو دیکھا کہ وہ عورت کی طرف جھٹکا تھا اس کے بچانے کو پتھروں سے (یعنی عورت کے اوپر آجاتا تھا تاکہ پتھر اپنے اوپر پڑیں اور عورت پر نہ پڑیں)۔

۱۰۲۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْأَخْرَجَ زَنَى فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ هَلْ ذَكَرْتَ هَذَا لِأَخِي عُمَرَ فَقَالَ لَا فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَتُبَّ إِلَى اللَّهِ وَاسْتَسْرَ بِسِتْرِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ فَلَمْ تَقْرُرْهُ نَفْسُهُ حَتَّى آتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مِثْلَ مَا قَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَقْرُرْهُ نَفْسُهُ حَتَّى جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْأَخْرَجَ زَنَى فَقَالَ سَعِيدٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ يُعْرَضُ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا أَكْثَرَ عَلَيْهِ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِيهِ فَقَالَ نُؤْتِنُكَ بِمِثْلِ مَا بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ إِنَّهُ لَصَّحِيحٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْبُرُّكُمْ أَمْ تَيْبٌ فَقَالُوا بَلْ تَيْبٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُرْجِمَ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک شخص اسلم کے قبیلے کا (جس کا نام ماعز بن مالک تھا) ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور کہا کہ اس نالائق نے زنا کیا (اپنے آپ کو کہا)۔ ابوبکرؓ نے کہا تو نے یہ بات اور کسی سے تو بیان نہیں کی۔ بولا نہیں ابوبکرؓ نے کہا تو توبہ کر اللہ سے اور چھپا رہ اللہ کے پردے میں (یعنی کسی سے بیان نہ کر) کیونکہ اللہ جل جلالہ توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی۔ اس کو تسکین نہ ہوئی وہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا حضرت عمرؓ سے بھی ایسا ہی کہا جیسا کہ ابوبکرؓ سے کہا تھا حضرت عمرؓ نے بھی وہی جواب دیا پھر بھی اس کو تسکین نہ ہوئی پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اس نالائق نے زنا کیا تین بار اس نے کہا اور تینوں بار رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا جب بہت اس نے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کیا یہ بیمار ہو گیا یا اس کو جنون (یا گل پن) ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تندرست ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا نکاح ہوا ہے یا نہیں لوگوں نے کہا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے حکم کیا اس کے سنگسار کرنے کا۔ وہ سنگسار کر دیا گیا۔

(۱۰۲۲) بحاری (۶۸۲۵) کتاب الحدود: باب سؤال الامام المفرہل احصنت المسلم (۱۶۹۱) ابو داؤد (۴۴۲۸) ترمذی (۱۴۲۸) سنائی فی الکبریٰ (۷۱۷۷) ابن ماجہ (۲۵۵۴) احمد (۴۵۳/۲) رقم (۹۸۴۴)۔

۱۰۲۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهُ هَزَالٌ يَا هَزَالٌ لَوْ سَتَرْتُهُ بِرِدَائِكَ لَكَانَ خَيْرًا لَكَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَحَدَّثْتُ بِهِذَا الْحَدِيثِ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ يَزِيدُ بْنُ نَعِيمٍ بْنُ هَزَالٍ الْأَسْلَمِيُّ فَقَالَ يَزِيدُ هَزَالٌ جَدِّي وَهَذَا الْحَدِيثُ حَقٌّ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا ایک شخص کو جو اسلم قبیلے سے تھا اور اس کا نام ہزال تھا کہ اے ہزال! اگر تو اس خبر کو (یعنی ماعز کے زنا کی خبر کو) چھپا لیتا تو تیرے واسطے بہتر ہوتا۔ یحییٰ بن سعید نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو ایک مجلس میں بیان کیا جس میں یزید بن نعیم بن ہزال اسلمی بیٹھے تھے تو یزید نے کہا کہ ہزال میرے دادا تھے اور یہ حدیث سچ ہے۔

۱۰۲۴۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلَيَّ نَفْسِي بِالزُّنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ عَلَيَّ نَفْسِي أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ يُؤَخَّذُ الرَّجُلُ بِاعْتِرَافِهِ عَلَيَّ نَفْسِي۔

ابن شہاب کہتے تھے کہ ایک شخص نے اقرار کیا زنا کا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور چار بار اقرار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے رجم کا حکم کیا وہ رجم کیا گیا۔ ابن شہاب نے کہا کہ اسی وجہ سے آدمی اپنے پر جو اقرار کرے اس کا مواخذہ ہوتا ہے۔

۱۰۲۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا زَانَتْ وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْهَبِي حَتَّى تَضْعِي فَلَمَّا وَضَعَتْ جَائِئْتُهُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْهَبِي حَتَّى تُرَضِّعِي فَلَمَّا أَرْضَعْتَهُ جَائِئْتُهُ فَقَالَ أَذْهَبِي فَاسْتَوْدِعِيهِ قَالَ فَاسْتَوْدَعْتَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَأَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ۔

(۱۰۲۳) أبو داود (۴۳۷۷) كتاب الحدود : باب في الستر على أهل الحدود نسائي في الكبرى (۷۲۷۴) احمد (۲۱۷/۵) رقم (۲۲۲۳۹) أحمد (۲۱۷/۵) ۲۱۶/۵)۔

(۱۰۲۴) بحاری (۶۸۲۵) كتاب الحدود : باب سؤال الامام المعمر هل أحصنت مسلم (۱۶۹۱) أبو داود (۴۴۲۸) ترمذی (۱۴۲۸) نسائي في الكبرى (۷۱۷۷) : بن ماجه (۲۵۵۴) احمد (۴۵۳/۲) رقم (۹۸۴۴)۔

(۱۰۲۵) مسلم (۱۶۹۵) كتاب الحدود : باب من اعترف على نفسه بالزنا أبو داود (۴۴۴۲) نسائي في الكبرى (۷۱۹۷) احمد (۳۴۸/۵) رقم (۲۳۳۳۷) دارمی (۲۳۲۴)۔

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ایک عورت (غامدیہ) آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہا میں نے زنا کیا اور وہ حاملہ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب حیو تو آنا۔ جب اس نے (بچہ) جنا تو پھر آئی آپ ﷺ نے فرمایا جا جب دودھ چھڑائے تو آنا پھر جب وہ دودھ پلا چکی تو آئی آپ ﷺ نے فرمایا جاڑ کے کو کسی کے سپرد کر دے (حفاظت اور پرورش کے واسطے) وہ سپرد کر کے پھر آئی تب رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا اور وہ رجم کی گئی۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک مرد نے اور ایک عورت نے مسلمانوں میں سے زنا کا اقرار کیا اور دونوں رجم کئے گئے مرد کا نام ماعز اہلمی تھا اور یہ عورت بطن غامدہ سے تھی اس کا نام معلوم نہیں ہوا مرد دونوں ایسے مضبوط اور خدا ترس تھے کہ دنیا کے عذاب کو گوارا کیا اور آخرت کے عذاب سے بچے اللہ جل جلالہ نے ان کی توبہ قبول کی چنانچہ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ماعز کے حق میں فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی اگر ایک امت کو بائٹ دی جائے تو سب کو کافی ہو اور عورت کے حق میں ایسا ہی فرمایا اور آپ نے ان دونوں کے جنازے پر نماز پڑھی۔ اللہ راضی ہو ان سے اور ان کے طفیل سے ہمیں بھی بخشے۔

۱۵۲۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَرَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَذُنُ لِي فِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ فَقَالَ ابْنُ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنِي بِأَمْرَاتِهِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَأَقْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِحَارِيَّةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي حَلْدٌ مِائَةٌ وَتَغْرِيْبٌ عَامٍ وَأَخْبَرُونِي أَنَّ الرَّجْمَ عَلَى أَمْرَاتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَا عَنَّمْكَ وَحَارِيَّتُكَ فَرُدُّ عَلَيْكَ وَحَلْدٌ إِنَّهُ مِائَةٌ وَعَرَبَةٌ عَامًا وَأَمْرٌ أَنَيْسًا الْأَسْلَمِيُّ أَنَّ بَاتِي أَمْرَةً الْآخِرَةَ فَإِنْ اعْتَرَفَتْ رَحِمَهَا فَأَعْتَرَفْتُ فَرَجَمَهَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ ایک بولا یا رسول اللہ! آپ فیصلہ کیجیے ہمارا موافق کتاب اللہ کے اور دوسرا شخص جو زیادہ کجھدر تھا وہ بولا ہاں یا رسول اللہ فیصلہ کیجیے موافق کتاب اللہ کے اور اجازت دیجیے مجھے بات کرنے کی آپ

(۱۵۲۶) بخاری (۶۶۳۳) کتاب الأیمان والنذور: باب کیف كانت يمين النبي 'مسلم (۱۶۹۷) أبو داود (۴۴۴۵) ترمذی (۱۴۳۳) نسائی (۵۴۱۰) ابن ماجہ (۲۵۴۹) احمد (۱۱۵/۴) رقم (۱۷۱۶۴) دارمی (۲۳۱۷)۔

ﷺ نے فرمایا اچھا بولو اس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کے پاس لوگ تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے پر رحم ہے میں نے سو بکریاں اس کی طرف سے فدیہ دیں اور ایک لونڈی دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں اور ایک برس تک جلاوٹی اور رستم اس کی عورت پر ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کرتا ہوں تیری بکریاں اور لونڈی تیرا مال ہے اس کو لے لے اور اس کے بیٹے کے سو کوڑے مارنے کا حکم کیا اور ایک برس تک جلاوطن کیا اور حکم کیا انیس اسلمی کو کہ دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جا اس سے پوچھا اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے رجم کراں نے زنا کا اقرار کیا وہ رجم کی گئی۔

۱۰۲۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنِّي وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا أَطْمَهُهُ حَتَّى آتَى بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں تو کیا میں اس کو مہلت دوں چار گواہ جمع کرنے تک۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

فائدہ: سعد نے کہا قسم اس خدا کی جس نے آپ ﷺ کو بھیجا میں تو اسی وقت تلوار سے اس کو قتل کر دوں آپ ﷺ نے انصار سے فرمایا دیکھو تمہارے سردار کیا کہتے ہیں وہ اپنے کو بڑا غیرت مند سمجھتے ہیں میں ان سے زیادہ غیرت رکھتا ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت رکھتا ہے۔ (تو چاہیے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کے فیصلہ سے متفق ہو جائیں آخر وہ بھی تو غیرت مند ہیں)۔

۱۰۲۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ الرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا أَحْصِنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ سَكَانُ الْخَبْلِ أَوْ الْأَعْتِرَافِ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ وہ فرماتے تھے کہ رجم اللہ کی کتاب میں ہے سچ ہے جو شخص زنا کرے مرد ہو یا عورت وہ مہسن ہو (یعنی اس کا نکاح ہو چکا ہو اور ولی کر چکا ہو) تو وہ رجم کیا جائے گا جب زنا ثابت ہو چار گواہوں سے یا عورت پر حمل سے یا مرد اور عورت دونوں پر اقرار سے۔

(۱۰۲۷) مسلم (۱۴۹۸) کتاب اللعان: باب 'أبو داود (۴۰۳۳) نسائی فی الکبری (۷۳۳۳) احمد (۴۶۵۱۲) رقم (۱۰۰۰۸)۔

(۱۰۲۸) مسلم (۱۶۹۱) کتاب الحدود: باب رجم الثیب فی الزنی 'أبو داود (۴۴۱۸) ترمذی (۱۴۴۲) نسائی فی الکبری (۷۱۵۷) ابن ماجہ (۲۵۵۳) احمد (۴۰۱۱) رقم (۲۷۶)۔

۱۵۲۹۔ عَنْ أَبِي وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ آتَاهُ رَجُلٌ وَهُوَ بِالشَّامِ فَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَنَعَتْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَبَا وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ إِلَى امْرَأَتِهِ يَسْأَلُهَا عَنْ ذَلِكَ فَأَتَاهَا وَعِنْدَهَا نِسْوَةٌ حَوْلَهَا فَذَكَرَ لَهَا الَّذِي قَالَ زَوْجُهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأُخْبِرَهَا أَنَّهَا لَا تُوَخَذُ بِقَوْلِهِ وَجَعَلَ يُلَقِّنُهَا أَشْبَاهَ ذَلِكَ لِتَنْتَعِ فَأَبَتْ أَنْ تَنْتَعِ وَتَمَّتْ عَلَى الْأَعْتِرَافِ فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَرُجِمَتْ -

حضرت ابو واقد لیش سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا جب کہ آپ شام میں تھے اس نے بیان کیا کہ میں نے اپنی عورت کے ساتھ ایک مرد کو پایا۔ آپ نے ابو واقد کو بھیجا کہ عورت سے جا کر پوچھے وہ عورت کے پاس گئے اس کے پاس اور عورتیں بیٹھی تھیں انہوں نے جو اس کے خاوند نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تھا کہا اور یہ بھی کہہ دیا کہ خاوند کے کہنے سے تجھے مواخذہ نہ ہوگا اور اس کو سکھانے بھی لگے اس قسم کی باتیں تاکہ وہ اقرار نہ کرے لیکن اس نے نہ مانا اور اقرار کیا زنا کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے زرم کا حکم کیا وہ رجم کی گئی (معلوم ہوا کہ آدمی اپنے پر جو اقرار کرے اس کا مواخذہ ہوتا ہے)۔

۱۵۳۰۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِثْنَى أُنَاخَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ كَوْمَ كَوْمَةَ بَطْحَاءَ ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهَا رِدَائَهُ وَاسْتَلْقَى ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اللَّهُمَّ كَبِّرْتَ سِنِّي وَضَعَفْتَ قُوَّتِي وَانْتَشَرَتْ رِعْيَتِي فَأَقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلَا مُفْرَطٍ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ سُنَّتْ لَكُمْ السُّنَنُ وَفُرِضَتْ لَكُمْ الْفَرَائِضُ وَتُرِكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ إِلَّا أَنْ تَضِلُّوا بِالنَّاسِ يَمِينًا وَشِمَالًا وَضَرَبَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى ثُمَّ قَالَ يَا كُمْ أَنْ تَهْلِكُوا عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ حَدِيثَيْنِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَحِمْنَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ زَادَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى لَكُنْتُمْ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوهُمَا أَلَيْتَهُ فَإِنَا قَدْ قَرَأْنَاهَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا انْسَلَخَ ذُو الْجِحَّةِ حَتَّى قِيلَ عُمَرُ رَجِمَهُ اللَّهُ قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ قَوْلَهُ تَعَالَى يَقُولُ قَوْلُهُ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ يَعْنِي الثَّيِّبَ وَالثَّيْبَةَ فَارْجُمُوهُمَا أَلَيْتَهُ -

(۱۵۲۹) عبدالرزاق (۳۴۹/۷) رقم (۱۳۴۴۱) بیہقی (۲۲۰/۸) رقم (۱۶۹۶۰)۔

(۱۵۳۰) بیہقی (۲۱۲/۸) رقم (۱۶۹۲۰) (۱۶۹۲۱) عبدالرزاق (۳۱۵/۱۱) رقم

(۲۰۶۳۹) احمد (۳۶/۱) رقم (۲۴۹)۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوٹے مئی سے (یہ حج آخری تھا ۲۳ ہجری میں) تو آپ نے اونٹ کو بٹھایا طبخ (ایک مقام ہے قریب مکہ کے جس کو مھذب بھی کہتے ہیں) میں اور ایک طرف کنکریوں کا ڈھیر لگا کر چادر کو آپ نے اس پر ڈال دیا اور چت لیٹے (ان کنکریوں کا تکیہ بنایا) پھر دونوں ہاتھ اٹھائے آسمان کی طرف اور فرمایا اے پروردگار! بہت عمر ہوئی میری اور گھٹ گئی قوت میری ورنہ پھیل گئی رعیت میری (یعنی ملکوں ملکوں خلافت اور حکومت پھیل گئی دور دراز تک لوگ رعایا ہو گئے) اب اٹھا لے مجھ کو اپنی طرف اس حال میں کہ میں تیرے احکام کو ضائع نہ کروں اور عبادت میں کوتاہی نہ کروں پھر مدینہ میں تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ سنایا فرمایا اے لوگو! جتنے طریقے تھے سب کھل گئے اور جتنے فرائض تھے سب مقرر ہو گئے اور ڈالے گئے تم صاف سیدھی راہ پر مگر ایسا نہ ہو کہ تم بہک جاؤ داہنے بائیں اور ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا پھر فرمایا ایسا نہ ہو کہ تم بھول جاؤ ورجم کی آیت کو۔ کوئی یہ کہنے لگے ہم دودھ کو اللہ کی کتاب میں نہیں پاتے دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی بعد آپ کے رجم کیا ہے قسم اس ذات پاک کی جس کے اختیار میں میری جان ہے! اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بڑھا دیا کتاب اللہ میں تو میں اس آیت کو قرآن میں لکھوادیتا والشیخہ اذا زنیہا فارجموہما البتہ (یعنی مخصن مرد اور مخصنہ عورت جب زنا کریں تو سنگسار کروان کو) ہم نے اس آیت کو پڑھا ہے (پھر پڑھنا اس کا موقوف ہو گیا لیکن حکم باقی ہے قیامت تک) سعید بن مسیب نے کہا کہ پھر ذی الحجہ کا مہینہ نہ گزرا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے (فیروز مجوسی کے ہاتھ سے اللہ جل جلالہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کو درجہ شہادت عطا کیا)۔

۱۵۳۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ قَدْ وَلَدَتْ فِي سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُرْجَمَ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَيْسَ ذَلِكَ عَلَيْهَا إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا وَقَالَ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضَعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُنْتَمِ الرِّضَاعَةَ فَالْحَمْلُ يَكُونُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَا رَجْمَ عَلَيْهَا فَبَعَثَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فِي أُنْثَرِهَا فَوَجَدَهَا قَدْ رُجِمَتْ -

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آئی جس کا بچہ چھ مہینے میں پیدا ہوا تھا آپ نے اس کے رجم کا حکم کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس پر رجم نہیں ہو سکتا اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں ”آدمی کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہوتا ہے۔“ اور دوسری جگہ فرماتا ہے ”مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں جو شخص رضاعت کو پورا کرنا چاہے، تو حمل کے چھ مہینے ہوئے اس وجہ سے

مَوْطَا إِمَامِ مَالِكٍ

رجم نہیں ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر لوگوں کو بھیجا اس عورت کے پیچھے (تا کہ اس کو رجم نہ کریں) دیکھا تو وہ رجم ہو چکی تھی۔

فائدہ: یہ اجتہاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ سبب کمال ذکاوت اور احتیاط کے تھا ورنہ لازم آتا ہے کہ ہمیشہ حمل کی مدت چھ مہینے ہو جائے۔ یہ عرب کے خلاف ہے۔ اصل مطلب ان دونوں آیتوں کا یہی ہے کہ نو مہینے حمل کے اور پونے دو برس رضاعت کے مگر دو برس تک دوسری آیت میں اجازت دی اس شخص کے واسطے جو رضاعت پورا کرنا چاہے دو برس سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

۱۵۳۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الَّذِي يَمْعَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَلَيْهِ الرَّجْمُ أَحْصَنَ أَوْ لَمْ يُحْصِنَ -

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا جو کوئی لواطت (لوٹا بازی) کرے اس کا کیا حکم ہے۔ ابن شہاب نے کہا کہ اس کو رجم کرنا چاہیے خواہ محسن ہو یا غیر محسن۔
فائدہ: یہ رجم بطور تزییر کے ہے نہ کہ بطور حد کے۔

باب ما جاء فيمن اعترف على نفسه بالزنا جو شخص زنا کا اقرار کرے اس کا بیان

۱۵۳۳۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزَّانَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذَا قَاتِي بِسَوْطٍ مَكْسُورٍ فَقَالَ فَوْقَ هَذَا قَاتِي بِسَوْطٍ جَدِيدٍ لَمْ تَقْطَعْ ثَمَرَتَهُ فَقَالَ دُونَ هَذَا قَاتِي بِسَوْطٍ قَدْرُ كَبٍ بِهِ وَلَا نَ فَامْرَأَةٌ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلِدْ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ آتَى لَكُمْ أَنْ تَنْتَهُوا عَنْ حُدُودِ اللَّهِ مَنْ أَصَابَ مِنْ هَذِهِ الْقَادُورَاتِ شَيْئًا فَلْيَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللَّهِ فَإِنَّهُ مَنْ يُبْدِي لَنَا صَفْحَتَهُ نُقِمَ عَلَيْهِ كِتَابَ اللَّهِ -

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اقرار کیا زنا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ نے کوڑا منگایا تو نیا کوڑا آیا جس کا سرا بھی نہیں کٹا تھا۔ آپ نے فرمایا اس سے نرم لاؤ پھر ایک کوڑا آیا جو بالکل ٹوٹا ہوا تھا آپ نے فرمایا اس سے سخت لاؤ پھر ایک کوڑا آیا جو سواری میں کام آیا تھا اور نرم ہو گیا تھا۔ آپ نے حکم کیا اس کوڑے سے مارنے کا۔ بعد اس کے فرمایا اے لوگو! اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم باز رہو اللہ کی حدوں سے

(۱۵۳۲) عبدالرزاق (۳۶۲/۷) رقم (۱۳۴۸۵) ابن ابی شیبہ (۴۹۴/۵) رقم (۲۸۳۳۷) -

(۱۵۳۳) عبدالرزاق (۳۶۹/۷) بیہقی (۲۲۶/۸) حاکم (۲۴۴/۴) بیہقی (۳۳۰/۸) -

اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو بعد اس کے چوتھی مرتبہ یا تیسری مرتبہ کے بعد آپ نے فرمایا بیچ ڈالو ایسی لونڈی کو اگر چہ ایک رسی کے عوض میں ہو۔

۱۵۳۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدًا كَانَ يَقُومُ عَلَى رَقِيقِ الْخُمُسِ وَأَنَّهُ اسْتَكْرَهَ جَارِيَةً مِنْ ذَلِكَ الرَّقِيقِ فَوَقَعَ بِهَا فَحَلَدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَحْلِدِ الْوَالِدَةَ لِأَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا۔

نافع سے روایت ہے کہ ایک غلام مقرر تھا ان غلام اور لونڈیوں پر جو خمس میں آئی تھیں اس نے انہیں غلام لونڈیوں میں سے ایک لونڈی سے زبردستی جماع کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو کوڑے مارے اور نکال دیا اور لونڈی کو نہ مارا کیونکہ اس پر جبر ہوا تھا۔

۱۵۳۷۔ عَنْ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عِيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ قَالَ أَمَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي فِتْنَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَحَلَدْنَا وَلَائِدًا مِنْ وَلَائِدِ الْإِمَارَةِ خَمْسِينَ خَمْسِينَ فِي الزَّانَا۔

حضرت عبداللہ بن عیاش رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو اور کئی جوانوں کو جو قریش کے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حکم کیا حد مارنے کا تو ہم نے لونڈیوں کو پچاس پچاس کوڑے لگائے زنا میں وہ لونڈیاں امارت یعنی بیت المال کی تھیں۔

باب ما جاء في المغتصبة جماع عورت کو کوئی چھین لے جائے اور جبراً اس سے جماع کرے اس کا بیان

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر عورت حامد ہو جائے اور اس کا خاوند نہ ہو پھر وہ کہنے لگے کہ مجھ سے زبردستی کسی نے جماع کیا تھا یا میں نے نکاح کیا تھا تو یہ قول اس کا قبول نہ کیا جائے گا بلکہ حد ماری جائے گی جب تک کہ اس نکاح پر گواہ نہ لائے یا اپنی مجبوری کا ثبوت نہ دے گواہوں سے یہ قریب سے تھا کہ اگر (کنواری) ہو تو چلی آئے فریاد کرتی ہوگی اس حال میں کہ خون نکل رہا ہو اس کی شرمگاہ سے یا چلائے گئے یہاں تک کہ لوگ آجائیں۔ بغیر ان باتوں کے اس کا قول مقبول نہ ہوگا اور حد پڑے گی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت سے زبردستی کوئی جماع کرے تو وہ نکاح نہ کرے جب تک کہ اس کو تین حیض نہ آئیں اگر حمل کا شبہ ہو تو بھی نکاح نہ کرے جب تک کہ یہ شبہ دور نہ ہو۔

(۱۵۳۶) بیہقی (۲۴۳/۲۳۶/۸) رقم (۱۷۰۴۹/۱۷۰۹۶)۔

(۱۵۳۷) عبدالرزاق (۳۹۵/۷) رقم (۱۳۶۰۸) بیہقی (۲۴۲/۸) رقم (۱۷۰۸۹)۔

باب ما جاء في القذف والنفي والتعريض

حد قذف کا اور نفی نسب کا اور اشارے کنائے میں دوسرے کو گالی دینے کا بیان

۱۰۳۸۔ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ أَنَّهُ قَالَ جَلَدَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَبْدًا فِي فُرْيَةِ ثَمَانِينَ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ فَسَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَدْرَكْتُ عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَالْخُلَفَاءَ هَلُمَّ جَرًّا فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا جَلَدَ عَبْدًا فِي فُرْيَةٍ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ -

حضرت ابو الزناد سے روایات ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک غلام کو حد قذف کے اسی (۸۰) کوڑے لگائے تو میں نے عبداللہ بن عامر سے پوچھا انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور عثمان رضی اللہ عنہما اور خلفاء کو ان کے بعد دیکھا کہ کسی نے غلام کو حد قذف میں چالیس کوڑے سے زیادہ نہیں لگائے۔

فائدہ: کیونکہ غلام کی حد آراؤ کی حد سے نصف ہے اور آراؤ کو اسی کوڑے قذف میں پڑتے ہیں۔ قذف کہتے ہیں کسی مسلمان یا کدواں یا عورت یا عقیقہ کو زنا کی تہمت لگانا اس کی حد اسی کوڑے میں۔

۱۰۳۹۔ عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَكِيمِ الْأَيْلِيِّ أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ مُصْبَاحٌ اسْتَعَانَ ابْنًا لَهُ فَكَأَنَّهُ اسْتَبْطَأَهُ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ لَهُ يَا زَانَ قَالَ زُرَيْقٌ فَاسْتَعْدَانِي عَلَيْهِ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أُجِلِدَهُ قَالَ ابْنُهُ وَاللَّهِ لَئِنْ جَلَدْتَهُ لِأَبُونَنْ عَلَى نَفْسِي بِالزَّنَا فَلَمَّا قَالَ ذَلِكَ أَشْكَلَ عَلَيَّ أَمْرُهُ فَكَتَبْتُ فِيهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ الْوَالِي يَوْمَئِذٍ أَدْرَكَ لَهُ ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ أَنْ أَجْزِ عَفْوَهُ قَالَ زُرَيْقٌ وَكَتَبْتُ إِلَيَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَيْضًا رَأَيْتُ رَجُلًا افْتَرَى عَلَيْهِ أَوْ عَلَى أَبِيئِهِ وَقَدْ هَلَكَ أَوْ أَحَدَهُمَا قَالَ فَكُتِبَ إِلَيَّ عُمَرُ إِنْ عَفَا فَأَجْزِ عَفْوَهُ فِي نَفْسِهِ وَإِنْ افْتَرَى عَلَى أَبِيئِهِ وَقَدْ هَلَكَ أَوْ أَحَدَهُمَا فَخُذْ لَهُ بِكِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ سِتْرًا -

حضرت زریق بن حکیم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جس کا نام مصباح تھا اپنے بیٹے کو کسی کام کے واسطے بلایا اس نے دیکھی جب آیا تو مصباح نے کہا کہ اے زانی! اس لڑکے نے میرے پاس فریاد کی میں نے اس کے باپ کو حد مارنی چاہی تو وہ لڑکا بولا اگر تم میرے باپ کو کوڑوں سے مارو گے تو میں زنا کا اقرار کروں گا میں یہ سن کر حیران ہوا اور اس مقدمے کا فیصلہ کرنا مجھ پر دشوار ہوا تو میں نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا وہ اس زمانے میں حاکم

(۱۰۳۸) عبد الرزاق (۴۳۸/۷) (۱۳۷۹۴) ابن ابی شیبہ (۴۸۳/۵) (۴۸۴) (۲۸۲/۱۵) (۲۸۲۲۸) (۲۸۲۲۸)

بیہقی (۲۵۱:۸) (۱۷۱۳۹)۔

(۱۰۳۹) عبد الرزاق (۴۴۱/۷) (۱۳۸۱۲) ابن ابی شیبہ (۴۸۴/۱۵) (۴۸۴) (۲۸۲/۱۵) (۲۸۲۲۹) (۲۸۸۸۴)۔

تھے مدینے کے (سلیمان بن عبد الملک کی طرف سے)۔ عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں لکھا کہ لڑکے کے غنوکو جائز رکھ (یعنی بیٹے نے اگر باپ کو حد معاف کر دی تو غنوک صحیح ہے)۔ زریق نے کہا میں نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو تہمت زنا کی لگائے یا اس کے ماں باپ کو اور ماں باپ اس کے مرگئے ہوں یا دونوں میں سے ایک مر گیا ہو عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں لکھا کہ جس شخص کو تہمت زنا کی لگائے اگر وہ معاف کر دے تو غنوک درست ہے لیکن اگر اس کے والدین کو تہمت زنا کی لگائے تو اس کا غنوک ردینا درست نہیں جب کہ والدین مر گئے ہوں یا ان دو میں سے ایک مر گیا ہو بلکہ حد لگا اس کو موافق کتاب اللہ کے مگر جب بیٹا اپنے والدین کا حال چھپانے کے واسطے غنوک دے تو غنوک درست ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ یعنی اس کو خوف ہو اگر میں تہمت لگانے والے کو معاف نہ کروں گا تو والدین کا زنا گواہوں سے ثابت ہو جائے گا اس وجہ سے غنوک دے تو غنوک درست ہے۔

۱۰۴۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ فِي رَجُلٍ قَذَفَ قَوْمًا جَمَاعَةً لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا حَدٌّ وَاحِدٌ۔
حضرت عروہ بن زبیر نے کہا کہ جو شخص بہت سے آدمیوں کو ایک ہی قول میں زنا کی تہمت لگائے (مثلاً ان آدمیوں کو پکارے اے زانیو! یا یوں کہے کہ تم سب زانی ہو) تو اس پر ایک ہی حد پڑے گی (یعنی صرف اسی کوڑے)۔

مسئلہ: کہا مالک نے اگر وہ لوگ جدا جدا ہو جائیں جب بھی ایک ہی حد پڑے گی۔

۱۰۴۱۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَجُلَيْنِ اسْتَبَا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ وَاللَّهِ مَا أَبِي بَرَّانٌ وَلَا أُمِّي بَرَّانِيَةٌ فَاسْتَشَارَ فِي ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ قَابِلٌ مَدَحَ أَبَاهُ وَأُمَّهُ وَقَالَ آخَرُونَ قَدْ كَانَ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ مَدْحٌ غَيْرُ هَذَا تَرَى أَنَّ تَحْلِيذَهُ الْحَدَّ فَحَلَّذَهُ عُمَرُ الْحَدَّ ثَمَانِينَ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ دو مردوں نے گالی گلوچ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک نے دوسرے سے کہا تم خدا کی! میرا باپ تو بدکار نہ تھا نہ میری ماں بدکار تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات میں مشورہ کیا ایک شخص بولا اس میں کیا برائی ہے اس نے اپنے باپ اور ماں کی خوبیاں بیان کیں اور لوگوں نے کہا کیا اس کے باپ اور ماں کی صرف یہی خوبی تھی۔ ہمارے نزدیک اس کو حد قذف ماری جانی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو حد قذف ماری۔ اسی (۸۰) کوڑے لگائے۔

فائدہ: کیونکہ اس کہنے سے خفیہ ظن مقصود تھا دوسرے پر کہ تیرا باپ بدکار تھا یا تیری ماں بدکار تھی ابوحنیفہ اور شافعی کے

(۱۰۴۰) عبدالرزاق (۱۳۷۷) ابن ابی شیبہ (۲۸۱۹۴)۔

(۱۰۴۱) دارقطنی (۲۰۸۳) (۳۴۴۳) بیہقی (۲۰۲/۸) (۱۷۱۴۷) ابن ابی شیبہ (۴۹۶۰۵)۔

(۲۸۳۶۷) عبدالرزاق (۴۲۰/۷) (۱۳۷۲۵)۔

نزدیک ایسی صورتوں میں حد واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حد نہیں ہے مگر قذف میں یا نفی میں (نفی کہتے ہیں نسب دور کرنے کو مثلاً یہ نہیں تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہے) یا تعریض میں (یعنی اشارے کنائے میں کسی کو گالی دینا جیسے اچھی بیان ہوا) ان سب صورتوں میں حد پوری پوری ازم آنے گی لیکن یہ ضروری ہے کہ تعریض سے نفی یا قذف مقصود ہونا معلوم ہو جائے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جب کوئی کسی کو اس کے باپ سے نفی کرے تو حد واجب ہوگی اگرچہ اس کی ماں لوٹدی ہی کیوں نہ ہو۔

جس میں حد نہیں ہے

باب ما لا حد فیہ

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ جو کوئی شریک مشرک لوٹدی سے صحبت کرے تو اس پر حد نہیں ہے اب جو لڑکچہ پیدا ہوگا اس کا نسب اسی سے لگایا جائے گا اور لوٹدی کی قیمت لگا کر باقی شریکوں کو ان کے حصے کے موافق ادا کرنی ہوگی اور لوٹدی پوری اسی کی ہو جائے گی ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایک شخص اپنی لوٹدی کسی کو مباح کر دے (یعنی اس سے جماع کرنے کی اجازت دے دے ہر چند یہ درست نہیں) وہ شخص اس سے جماع کرے تو لوٹدی کی قیمت دینی ہوگی خواہ حاملہ ہو یا نہ ہو لیکن حد نہ پڑے گی اگر حاملہ ہو جائے گی تو لڑکی کا نسب اس سے ثابت کر دیں گے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا بیٹی کی لوٹدی سے جماع کرے تو حد نہ پڑے گی لیکن لوٹدی کی قیمت دینی ہوگی حاملہ ہو یا نہ ہو۔

۱۵۴۲۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ حَرَجَ بِحَارِيَةَ لِأَمْرَأَتِهِ مَعَهُ فِي سَفَرٍ فَأَصَابَهَا فَغَارَتْ أَمْرَأَتُهُ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ وَهَبْتُهَا لِي فَقَالَ عُمَرُ لَتَأْتِيَنِي بِالْبَيْتَةِ أَوْ لِأَرْمِيَنَّكَ بِالْحِجَارَةِ قَالَ فَأَعْتَرَفَتْ أَمْرَأَتُهُ أَنَّهَا وَهَبَتْهَا لَهُ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کی لوٹدی کو سفر میں ساتھ لے کر نکلا وہاں اس سے صحبت کی۔ عورت نے رشک کے مارے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مرد سے پوچھا وہ بولا کہ عورت نے اس لوٹدی کو مجھے ہبہ کر دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا تو تو گواہ لاہے کہ نہیں تو تجھے رجم کروں گا۔ اس وقت عورت نے کہہ دیا کہ ہاں میں نے ہبہ کر دیا تھا۔



(۱۵۴۲) عبدالرزاق (۳۴۵/۷) (۱۳۴۲۸) ابن ابی شیبہ (۵۱۱/۵ - ۵۱۲) (۲۸۵۳۶) بیہقی

(۲۴۱/۸) (۱۷۰۸۱)

کتاب السَّرِقَةِ

کتاب چوری کے بیان میں

باب ما يجب فيه القطع جس چوری میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اس کا بیان

۱۰۴۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنَهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمٍ - حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا ایک ڈھال کی چوری میں جس کی قیمت تین درہم تھی۔

فائدہ: سرقہ (چوری) کے باب میں یہ حدیث سب حدیثوں سے صحیح ہے اسی سے اخذ کیا ہے علماء مجتہدین نے۔

۱۰۴۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ وَلَا فِي حَرِيْسَةِ جَبَلٍ فَإِذَا آوَاهُ الْمَرَاخُ أَوْ الْجَرِينُ فَالْقَطْعُ فِيمَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْمِجَنِّ - حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمن مکی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میوہ درخت پر لٹکتا ہو یا جو بکری پہاڑ پر چرتی ہو (اس کا کوئی محافظ نہ ہو) اس کے اٹھالینے میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا مگر جب وہ بکری اپنے گھر میں آجائے یا میوہ کاٹ کر کھانے کو کہیں رکھا جائے پھر اس کو کوئی چرا لے تو ہاتھ کاٹا جائے گا بشرطیکہ قیمت اس کی ڈھال کے برابر (یعنی تین درہم ہو یا زیادہ ہو)۔

۱۰۴۵۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ سَارِقًا سَرَقَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ أُتْرِجَّةً فَأَمَرَ بِهَا عُثْمَانُ بِنُ

(۱۰۴۳) بخاری (۶۷۹۵) کتاب الحدود: باب قول الله تعالى والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما
مسلم (۱۶۸۶) أبو داود (۴۳۸۵) ترمذی (۱۴۴۶) نسائی (۴۹۰۸) ابن ماجہ (۲۵۸۴)
احمد (۶۴/۲) رقم (۵۳۱۰) دارمی (۲۳۰۱)۔

(۱۰۴۴) أبو داود (۴۳۹۰) کتاب الحدود: باب ما لا قطع فيه ترمذی (۱۲۸۹) نسائی (۴۹۵۷)
ابن ماجہ (۲۵۹۶) احمد (۲۰۷/۲) رقم (۶۹۳۶)۔

(۱۰۴۵) عبد الرزاق (۲۳۷/۱۰) رقم (۱۸۹۷۲) ابن ابی شیبہ (۴۷۲/۵) رقم (۲۸-۸۷) بیہقی
(۲۶۰/۸) رقم (۱۷۱۸۸)۔

عَفَانُ اَنْ تُقَوِّمَ فِقْوَمْتُ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمٍ مِنْ صَرْفِ اُنْتَى عَشَرَ دِرْهَمًا بِدِينَارٍ فَقَطَعَ عُثْمَانُ يَدَهُ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تریخ (لیمبوں یا کھٹایا از قسم گسترہ کوئی پھل) چرایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی قیمت لگوائی وہ تین درہم کا ٹکڑا بارہ درہم فی دینار کے حساب سے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹا۔

۱۵۴۶۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا طَالَ عَلَيَّ وَمَا نَسِيتُ الْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فُضَاعِدًا۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہیں اور نہ میں بھولی ہوں کہ چور کا ہاتھ تریخ دینار میں یا زیادہ میں کاٹا جائے گا۔

فائدہ: بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً اس کو روایت کیا ہے ربع دینار کے بھی تین درہم ہوئے اس وقت کے حساب سے کیونکہ اس وقت دینار بارہ درہم کا تھا۔

۱۵۴۷۔ عَنْ عُمَرَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا قَالَتْ حَرَجْتُ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ وَمَعَهَا مَوْلَاتَانِ لَهَا وَمَعَهَا غُلَامٌ لِبَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ فَبَعَثَتْ مَعَ الْمَوْلَاتَيْنِ بَيْرِدَ مُرَجَّلٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ حِرْقَةُ حَضْرَاءُ قَالَتْ فَأَخَذَ الْغُلَامُ الْبُرْدَ فَفَتَقَ عَنْهُ فَاسْتَحْرَجَهُ وَجَعَلَ مَكَانَهُ لُبْدًا أَوْ فُرُورَةً وَخَاطَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَوْلَاتَانِ الْمَدِينَةَ دَفَعْنَا ذَلِكَ إِلَى أَهْلِهِ فَلَمَّا فَتَقُوا عَنْهُ وَجَدُوا فِيهِ اللَّبْدَ وَلَمْ يَجِدُوا الْبُرْدَ فَكَلَّمُوا الْمَرَاتَيْنِ فَكَلَّمْنَا عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ كَتَبْنَا إِلَيْهَا وَاتَّهَمْنَا الْعَبْدَ فَسُئِلَ الْعَبْدُ عَنْ ذَلِكَ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَتْ بِهِ عَائِشَةُ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَعَتْ يَدَهُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ الْقَطْعُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فُضَاعِدًا۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ مکہ لوگئیں ان کے ساتھ دو لونڈیاں تھیں ان کی آزاد کی ہوئیں (مولات) اور ایک غلام تھا عبداللہ بن ابی بکر کی اولاد کا۔ حضرت

(۱۵۴۶) بخاری (۶۷۸۹) کتاب الحدود: باب قول الله تعالى والسارق والسارقة مسلم (۱۶۸۴)

أبو داود (۴۳۸۳) ترمذی (۱۴۴۵) نسائی (۴۹۲۲) ابن ماجہ (۲۵۸۵) احمد (۲۴۹/۶)

رقم (۲۶۶۴۵) دارمی (۲۳۰۰)۔

(۱۵۴۷) شافعی فی مسنده (ص ۳۳۵ - ۳۳۶) بیہقی (۲۷۶/۸) رقم (۱۷۲۸۰)۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے مکہ سے ان دو لوٹنے والوں کے ہاتھ ایک چادر بھیجی جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں مردوں کی۔ ایک سبز کپڑے میں لپیٹ کر سی دیا تھا۔ اس غلام نے کیا کیا کپڑے کی سیون ادھیڑ کر اس میں سے چادر نکال لی اور اس کی جگہ ایک تھیلا یا پوسٹین رکھ دی اور پھری دیا جب وہ لوٹنیاں مدینہ کو آئیں اور وہ امانت جن کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا سپرد کی انہوں نے ادھیڑ کر دیکھا تو مندمہ ہے چادر نہیں ہے لوٹنے والوں سے پوچھا۔ لوٹنے والوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا یا ان کو لکھ بھیجا اور اپنا گمان غلام پر ظاہر کیا جب غلام سے پوچھا گیا تو اس نے اقرار کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رُبع دینار یا زیادہ میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

فائدہ: بعضوں نے (مرہل کو) مرہل حائے حطی سے پڑھا ہے یعنی تصویریں پالانوں کی بنی ہوئی تھیں۔ زرقانی نے کہا کہ حیوان کی تصویر اس صورت میں منع ہے جب کہ پوری تصویر ہو اور اس تصویر کا سایہ پڑتا ہو اگر فقط نقش کے طور پر کسی چیز سے پڑے۔ جس کا سایہ نہ پڑتا ہو اور پوری نہ ہو تو پچھتاہت نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک جب چوتھیں درہم کا مال چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹنا لازم ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کاٹا ایک تریخ (ارقم) کیوں ایک پھل) میں جس کی قیمت تین درہم ہوئی یہ میں نے سب سے اچھا سنا۔

باب ما جاء في قطع الآبق و السارق جو غلام بھاگ جائے پھر چوری کرے اس کے ہاتھ کاٹنے کا بیان

١٥٤٨ - عَنْ نَافِعِ أَنَّ عَبْدًا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ سَرَقَ وَهُوَ آبِقٌ فَأَرْسَلَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ لِيَقْطَعَ يَدَهُ فَأَبَى سَعِيدٌ أَنْ يَقْطَعَ يَدَهُ وَقَالَ لَا تَقْطَعُ يَدَ الْآبِقِ السَّارِقِ إِذَا سَرَقَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَيَأْتِي سَعِيدٌ أَنْ يَقْطَعَ يَدَهُ وَحَدَّثَ اللَّهُ هَذَا ثُمَّ أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَقُطِعَتْ يَدُهُ -

نافع سے روایت ہے کہ ایک غلام عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھاگا ہوا تھا اس نے چوری کی۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس غلام کو سعید بن عاص کے پاس بھیجا جو حاکم تھے مدینہ کے ہاتھ کاٹنے کو۔ سعید بن عاص نے نہ مانا اور کہا جب کوئی بھاگ جائے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو نے یہ حکم کس کتاب اللہ میں پایا پھر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حکم کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔

١٥٤٩ - عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَكِيمٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَحْذَى عَبْدًا آبِقًا قَدْ سَرَقَ قَالَ فَاشْكَلْ عَلَيَّ أَمْرُهُ قَالَ

(١٥٤٨) شافعی فی الام (١٥٠/٦) بیہقی (٢٦٨/٨) رقم (١٧٢٣٤) -

(١٥٤٩) عبدالرزاق (٢٤١/١٠) رقم (١٨٩٨٤) بیہقی (٢٦٨/٨) رقم (١٧٢٣٦) -

فَكَتَبْتُ فِيهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ وَهُوَ الْوَالِي يَوْمَئِذٍ قَالَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي كُنْتُ
أَسْمَعُ أَنَّ الْعَبْدَ الْأَبِيحَ إِذَا سَرَقَ وَهُوَ آبِقٌ لَمْ تُقَطَّعْ يَدُهُ قَالَ فَكَتَبْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ نَقِيضَ
كِتَابِي يَقُولُ كَتَبْتُ إِلَيْكَ أَنَّ الْعَبْدَ الْأَبِيحَ إِذَا سَرَقَ لَمْ تُقَطَّعْ يَدُهُ وَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ
وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ
وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ فَإِنْ بَلَغَتْ سَرِقَتُهُ رُبْعَ دِينَارٍ فَصَاعِدًا فَاقْطَعْ يَدَهُ -

حضرت زریق بن حکیم نے ایک بھاگے ہوئے غلام کو گرفتار کیا جس نے چوری کی تھی پھر ان کو یہ مسئلہ
مشکل معلوم ہوا انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا وہی اس زمانے میں امیر المومنین تھے اور یہ بھی لکھا کہ میں سنتا تھا
جو غلام بھاگ جائے پھر وہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں لکھا اور میری تحریر
کا حوالہ دیا کہ تو نے لکھا ہے کہ تو سنا کرتا تھا کہ جو غلام بھاگا ہو وہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا حالانکہ
اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے کہ ”جو مرد چوری کرے یا عورت چوری کرے تو ان کے ہاتھ کاٹو یہ بدلہ ہے ان کے کام
کا اور عذاب ہے اللہ کی طرف سے اللہ غالب ہے حکمت والا۔“ پس اگر اس غلام نے ربع دینار کے موافق یا اس
سے زیادہ چوری کی ہو تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈال۔

۱۵۰۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانُوا
يَقُولُونَ إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ الْأَبِيحُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ قُطِعَ قَالَ مَالِكٌ وَذَلِكَ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ
فِيهِ عِنْدَنَا أَنَّ الْعَبْدَ الْأَبِيحَ إِذَا سَرَقَ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ قُطِعَ -

حضرت قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اور عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ بھاگا ہو غلام جب اس قدر چرائے
جس میں ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔

باب ترك الشفاعة للسارق اذا جب چور حاکم تک پہنچ جائے پھر اس کی
سفارش نہیں کرنی چاہیے بلغ السلطان

۱۵۰۱۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةٍ قِيلَ لَهُ إِنَّهُ مَنْ لَمْ يُهَاجِرْ هَلَكَ

(۱۵۰۰) ابن ابی شیبہ (۴۷۶/۵) رقم (۲۸۱۳۵، ۲۸۱۳۶) عبدالرزاق (۱۸۹۸۱)۔

(۱۵۰۱) أبو داود (۴۳۹۴) کتاب الحدود: باب من سرق من حرز، نسائی (۴۸۷۸) ابن ماجہ

(۱۵۹۵) أحمد (۴۰۱/۳) رقم (۱۵۳۷۹)۔

فَقَدِمَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ الْمَدِينَةَ فَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَائِهِ فَجَاءَ سَارِقٌ فَأَخَذَ رِدَائَهُ فَأَخَذَ صَفْوَانُ السَّارِقَ فَجَاءَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُقَطَعَ يَدُهُ فَقَالَ لَهُ صَفْوَانُ إِنِّي لَمْ أُرِدْ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا قَبِلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ - www.KitaboSunnat.com

حضرت صفوان بن عبد اللہ بن صفوان سے روایت ہے کہ صفوان بن امیہ سے کسی نے کہا کہ جس نے ہجرت نہیں کی تو وہ تباہ ہوا۔ تو صفوان مدینہ میں آئے اور مسجد نبوی میں اپنی چادر سر کے تلے رکھ کر سو رہے چور آیا اور چادر ان کی لے گیا۔ صفوان نے اٹھ کر چور کو گرفتار کیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ ﷺ نے چور سے پوچھا کہ کیا تو نے صفوان کی چادر چرائی وہ بولا ہاں آپ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا۔ صفوان نے کہا میری نیت یہ نہ تھی یا رسول اللہ! وہ چادر تو اس پر صدقہ ہے آپ نے فرمایا تجھ کو یہ امر میرے پاس لانے سے پہلے کرنا تھا۔ **فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مقدمہ عدالت میں رجوع ہو جائے تو پھر سفارش درست نہیں۔

۱۰۵۲۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ لَقِيَ رَجُلًا قَدْ أَخَذَ سَارِقًا وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِهِ إِلَى السُّلْطَانِ فَشَفَعَ لَهُ الزُّبَيْرُ لِيُرْسِلَهُ فَقَالَ لَا حَتَّىٰ أُبَلِّغَ بِهِ السُّلْطَانَ فَقَالَ الزُّبَيْرُ إِذَا بَلَغْتَ بِهِ السُّلْطَانَ فَلَعَنَ اللَّهُ الشَّافِعَ وَالْمُشَفِّعَ -

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے روایت ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ چور کو پکڑے ہوئے حاکم کے پاس لیے جاتا تھا زبیر نے سفارش کی کہا چھوڑ دے وہ بولا کبھی نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ حاکم کے پاس نہ لے جاؤں گا زبیر نے کہا جب تو حاکم کے پاس لے گیا تو خدا کی لعنت سفارش کرنے والے پر اور سفارش ماننے والے پر۔ www.KitaboSunnat.com

باب جامع القطع ہاتھ کاٹنے کے مختلف مسائل کا بیان

۱۰۵۳۔ تَابَنُ الْفَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ أَقْطَعَ الْيَدَ وَالرَّجْلَ قَدِمَ فَتَزَلَّ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَشَاكَ إِلَيْهِ أَنَّ عَامِلَ الْيَمَنِ قَدْ ظَلَمَهُ فَكَانَ يُصَلُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَقُولُ أَبُو بَكْرٍ وَأَبِيكَ مَا

(۱۰۵۲) عبدالرزاق (۱۸۹۲۷، ۱۸۹۲۸) ابن ابی شیبہ (۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۰، ۲۸۱) دارقطنی (۲۰۴/۳)

رقم (۳۴۳۲، ۳۴۳۱) بیہقی (۳۳۳/۸) -

(۱۰۵۳) عبدالرزاق (۱۸۷۶۹) ابن ابی شیبہ (۲۸۲، ۲۸۳) دارقطنی (۱۸۲، ۱۸۳) رقم (۳۳۶۸)

بیہقی (۲۷۳/۸) رقم (۱۷۲۶۳) -

لَيْلِكَ بَلِيلِ سَارِقٍ ثُمَّ إِنَّهُمْ فَقَدُوا عَقْدًا لِأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ امْرَأَةَ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطُوفُ مَعَهُمْ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِمَنْ بَيَّتَ أَهْلَ هَذَا الْبَيْتِ الصَّالِحِ فَوَجَدُوا الْحُلِيَّ عِنْدَ صَائِغٍ زَعَمَ أَنَّ الْأَقْطَعَ حَائِثَهُ بِهِ فَأَعْتَرَفَ بِهِ الْأَقْطَعَ أَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ بِهِ فَأَمَرَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ فَقَطَعَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهِ لِدَعَاؤُهُ عَلَيَّ نَفْسِي أَشَدُّ عِنْدِي عَلَيْهِ مِنْ سَرِقَتِهِ -

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن کا رہنے والا ہاتھ پاؤں کٹا ہوا یعنی داہنا ہاتھ اور بائیں پاؤں کٹا ہوا دو بار اس نے چوری کی ہوگی، مدینہ میں آیا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اتر کر بولا کہ یمن کے حاکم نے مجھ پر ظلم کیا اور وہ راتوں کو نماز پڑھتا تھا (یعنی شب بیداری کرتا) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم تیرے باپ کی تیری رات چوروں کی رات نہیں ہے اتفاقاً ایک ہار اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بی بی کا گم ہو گیا لوگوں کے ساتھ وہ لٹا بھی ڈھونڈتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے پروردگار! تباہ کر اس کو جس نے ایسے نیک گھر والوں کے ہاں چوری کی پھر وہ ہار ایک سار کے پاس ملا سنا کر بولا مجھے اس لٹے نے دیا ہے اس لٹے نے اقرار کیا یا گواہی سے ثابت ہوا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حکم کیا اس کا بائیں ہاتھ کاٹا گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم خدا کی! مجھے اس کی بدعا جو اپنے اوپر کرتا تھا چوری سے زیادہ سخت معلوم ہوئی۔

فائدہ: مالک اور شافعی اور احمد اور اکثر علماء کا مذہب یہی ہے کہ چور کا پہلی بار داہنا ہاتھ پھر دوسری بار بائیں پاؤں پھر تیسری بار بائیں ہاتھ پھر چوتھی بار داہنا پاؤں کاٹیں گے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک تیسری بار سے ہاتھ پاؤں کاٹنا موقوف ہو جائے گا اور کچھ سزا دیں گے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے کئی بار چوری کی بعد اس کے گرفتار ہوا تو سب چوریوں کے بدلے میں صرف اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جب اس کا ہاتھ نہ کٹا ہو اور جو ہاتھ کٹنے کے بعد اس نے چوری کی رنج دینار کے موافق تو بائیں پاؤں کاٹا جائے گا۔

۱۰۵۴۔ عَنْ أَبِي الرَّزَادِ أَنْ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَحَدًا نَاسًا فِي جَرَايَةٍ وَلَمْ يَقْتُلُوا أَحَدًا فَأَرَادَ أَنْ يَقْطَعَ أَيْدِيَهُمْ أَوْ يَقْتُلَ فَكَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَوْ أَحَدَتْ يَأْسِرَ ذَلِكَ -

ابوالرزاہ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے ایک عامل نے چند آدمیوں کو ڈکیتی میں گرفتار کیا پر انہوں نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا۔ عامل نے چاہا کہ ان کے ہاتھ کاٹے یا ان کو قتل کرے (کیونکہ ڈاکہ زنون یا رہزنوں کی سزا یا تو قتل ہے یا سولی ہے یا ہاتھ پاؤں کاٹنا یا جلا وطنی ہے) پھر عمر بن عبدالعزیز کو اس بارے میں لکھا

انہوں نے جواب میں لکھا کہ اگر تو آسان امر کو (یعنی جلا وطنی یا قید کو) اختیار کرے تو بہتر ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو شخص بازار کے اُن مالوں کو چرائے جن کو مالکوں نے کسی برتن میں محفوظ کر کے رکھا ہو ملا کر ایک دوسرے سے رُبع دینار کے موافق چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا برابر ہے کہ مالک وہاں موجود ہو یا نہ ہو رات کو ہو یا دن کو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص رُبع دینار کے موافق مال چرائے پھر مال مسروقہ مالک کے حوالے کر دے تب بھی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نشے کی چیز پی چکا ہو اور اس کی بو آتی ہو اس کے منہ سے لیکن اس کو نشہ نہ ہو تو پھر بھی حد ماریں گے کیونکہ اس نے نشے کے واسطے پیاتھا اگرچہ نشہ نہ ہو ایسا ہی چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اگرچہ وہ چیز مالک کو پھیر دے کیونکہ اس نے لے جانے کے واسطے چرایا تھا۔ اگرچہ لے نہ گیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کئی آدمی مل کر مال چرائے تو ایک گھر میں گھے اور وہاں سے ایک صندوق یا کلمزی یا زیور سب مل کر اٹھا لائے اگر اس کی قیمت رُبع دینار ہو تو سب کا ہاتھ کاٹا جائے گا اگر ہر ایک اُن میں سے جدا جدا مال لے کر نکلا تو جس کا مال رُبع دینار تک پہنچے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور جس کا اس سے کم ہو گا اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر ایک گھر ہو اس میں ایک ہی آدمی رہتا ہو اب کوئی آدمی اس گھر میں سے کوئی شے چرائے لیکن گھر کے باہر نہ لے جائے (مگر اسی گھر میں ایک کوٹھڑی سے دوسری کوٹھڑی میں رکھے یا صحن میں لائے) تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا جب تک گھر سے باہر نہ لے جائے البتہ اگر ایک گھر میں کئی کوٹھڑیاں الگ الگ ہوں اور ہر کوٹھڑی میں لوگ رہتے ہوں اب کوئی شخص کسی کوٹھڑی والے کا مال چرا کر کوٹھڑی سے باہر نکال لائے لیکن گھر سے باہر نہ نکالے تب بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو غلام گھر میں آجاتا ہو یا لونڈی آجاتی ہو اور اس کے مالک کو اس پر اعتبار ہو وہ اگر کوئی چیز چرائے اپنے مالک کی تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اسی طرح جو غلام یا لونڈی آدمی درخت نہ رکھتے ہوں نہ اُن کا اعتبار ہو وہ بھی اگر اپنے مالک کا مال چرائیں تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا جو اپنے مالک کی بیوی کا مال چرائیں یا اپنی مالک کے خاندان کا مال چرائیں تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح مرد اپنی عورت کے اس مال کو چرائے جو اس گھر میں نہ ہو جہاں وہ دونوں رہتے ہیں بلکہ ایک اور گھر میں محفوظ ہو یا عورت اپنے خاندان کے ایسے مال کو چرائے جو اس گھر میں نہ ہو جہاں وہ دونوں رہتے ہیں بلکہ ایک اور گھر میں بند ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ چھوٹا بچہ یا غیر ملک کا آدمی جو بات نہیں کر سکتا ان کو اگر کوئی ان کے گھر سے چرالے جائے تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور جو راہ میں سے لے جائے یا گھر کے باہر سے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اور ان کا سلم پہاڑ کی بکری اور درخت پر لگے ہوئے میوے کا ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ قبر کھود کر اگر رُبع دینار کے موافق کفن چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ قبر ایک محفوظ جگہ ہے جیسے گھر لیکن جب تک کفن قبر سے باہر نکال نہ لے تب تک ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

باب ما لا قطع فيه جن صورتوں میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا اُن کا بیان

۱۰۵۵۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَانَ أَنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيًّا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ فَعَرَسَهُ فِي حَائِطِ سَيِّدِهِ فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَلْتَمِسُ وَدِيَّهَ فَوَجَدَهُ فَاسْتَعْدَى عَلَى الْعَبْدِ مَرُوانَ بْنِ الْحَكَمِ فَسَحَنَ مَرُوانَ الْعَبْدَ وَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ فَاَنْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إِلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي نَمْرٍ وَلَا كَثْرٍ وَالْكَثْرُ الْحُمَارُ فَقَالَ الرَّجُلُ فَإِنَّ مَرُوانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخَذَ غُلَامًا لِي وَهُوَ يُرِيدُ قَطْعَهُ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَمْشِيَ مَعِيَ إِلَيْهِ فَتُخْبِرَهُ بِالَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشَى مَعَهُ رَافِعٌ إِلَى مَرُوانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ أَخَذْتُ غُلَامًا لِهَذَا فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ فَمَا أَنْتَ صَانِعٌ بِهِ قَالَ أَرَدْتُ قَطْعَ يَدِهِ فَقَالَ لَهُ رَافِعٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي نَمْرٍ وَلَا كَثْرٍ فَأَمَرَ مَرُوانَ بِالْعَبْدِ فَأَرْسَلَ -

حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ ایک غلام نے ایک شخص کے باغ میں سے کھجور کا پودا چرا کر اپنے مولیٰ کے باغ میں لا کر لگایا پودے والا اپنا پودا ڈھونڈنے نکلا اس نے پایا اور مروان بن حکم کے پاس غلام کی تلاش کی۔ مروان نے غلام کو بلا کر قید کیا اور اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا اس غلام کا مولیٰ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا اُن سے یہ حال۔ رافع رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نہیں کاٹا جائے گا ہاتھ پھل میں نہ پودے میں وہ شخص بولا مروان نے میرے ایک غلام کو پکڑا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں اور مروان سے اس حدیث کو بیان کریں۔ رافع اس شخص کے ساتھ مروان کے پاس گئے اور پوچھا کیا تو نے اس شخص کے غلام کو پکڑا ہے مروان نے کہا ہاں رافع نے پوچھا اس غلام کے ساتھ کیا کرے گا مروان نے کہا ہاتھ کاٹوں گا۔ رافع نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ پھل اور پودے کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ مروان نے یہ سن کر حکم دیا کہ اس غلام کو چھوڑ دو۔

۱۰۵۶۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْحَضْرَمِيِّ جَاءَ بِغُلَامٍ لَهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ

(۱۰۵۵) أبو داود (۴۳۸۸) کتاب الحدود: باب ما لا قطع فيه ترمذی (۱۴۴۹) نسائی (۴۹۶۱)

ابن ماجہ (۲۵۹۳) احمد (۴۶۴۱۳) رقم (۱۵۹۰۷) دارمی (۲۳۰۴) -

(۱۰۵۶) عبدالرزاق (۱۸۸۶۶) ابن ابی شیبہ (۲۸۵۵۹) دارقطنی (۱۸۷/۳) رقم (۳۳۷۸) بیہقی

(۲۸۲ - ۲۸۲) رقم (۱۷۳۰۳) -

الْحَطَّابِ فَقَالَ لَهُ أَطْعُ يَدَ عَلَامِي هَذَا فَإِنَّهُ سَرَقَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَاذَا سَرَقَ فَقَالَ سَرَقَ مِرَاةً لِمُرَاتِي تَمْنَاهَا سِتُونَ دِرْهَمًا فَقَالَ عُمَرُ أُرْسِلُهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ خَادِمُكُمْ سَرَقَ مَتَاعَكُمْ -

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن حضری اپنے ایک غلام کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے لے کر آئے اور کہا میرے اس غلام کا ہاتھ کا پیسے اس نے چوری کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا چرایا وہ بولا میری بیوی کا آئینہ چرایا جس کی قیمت ساٹھ درہم تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا چھوڑ دو اس کو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا تمہارا خادم تمہارا مال چرایا۔

فائدہ: ابوحنیفہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے مگر امام مالک کے نزدیک خاندان کا غلام اگر اس کی بیوی کا مال چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جیسا کہ اوپر گزر چکا۔

۱۵۵۷۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أُمَّيَ يَأْتِيَانِ قَدْ اخْتَلَسَ مَتَاعًا فَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ فَأُرْسِلَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ زَيْدٌ بِنُ ثَابِتٍ لَيْسَ فِي الْخُلْسَةِ قَطْعٌ -

ابن شہاب سے روایت ہے کہ مروان بن حکم کے پاس ایک شخص آیا جو کسی کا مال اچک لے گیا تھا مروان نے اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو بھیجا یہ مسئلہ پوچھنے کو انہوں نے کہا اچکے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

فائدہ: ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کیا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہ اچکے پر قطع نہیں ہے اور اصحاب سنن نے روایت کیا جابر رضی اللہ عنہ سے کہ خائن اور لوٹنے والے اور اچکنے والے پر قطع نہیں ہے۔ یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور ابوحنیفہ کے نزدیک کفن چور پر قطع نہیں ہے مگر اچکے پر قطع ہے۔

۱۵۵۸۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ أَخَذَ نَبْطِيًّا قَدْ سَرَقَ خَوَاتِمَ مِنْ حَدِيدٍ فَحَبَسَهُ لِيَقْطَعَ يَدَهُ فَأُرْسِلَتْ إِلَيْهِ عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَاةٌ لَهَا يُقَالُ لَهَا أُمِّيَّةٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَسَأَلْتَنِي وَأَنَا بَيْنَ ظَهْرَانِي النَّاسِ فَقَالَتْ تَقُولُ لَكَ خَالَاتُكَ عَمْرَةُ يَا ابْنَ أُخْتِي أَخَذْتَ نَبْطِيًّا فِي شَيْءٍ يَسِيرٍ ذُكِرَ لِي فَأَرَدْتُ قَطْعَ يَدِهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَإِنَّ عَمْرَةَ تَقُولُ لَكَ لَا قَطْعَ إِلَّا فِي رُبْعٍ دِينَارٍ فَصَاعِدًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَأُرْسِلْتُ النَّبْطِيَّ -

حضرت ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ایک نبطی کو (نبطی بٹ کارہنے والا جو ایک تریہ ہے ملک عجم میں) پکڑا جس نے انگوٹھیاں لوہے کی چرائی تھیں اور اس کو قید کیا ہاتھ کاٹنے کے واسطے۔ عمرہ بنت عبدالرحمن نے اپنی مولا (آزاد لونڈی) کو جس کا نام اُمیہ تھا ابو بکر کے پاس بھیجا۔ ابو بکر نے کہا وہ مولا میرے پاس چلی آئی اور میں

لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا بولی تمہاری خالہ عمرہ نے کہا ہے کہ اے میرے بھانجے! تو نے ایک نعلی کو پکڑا ہے تھوڑی چیز کے واسطے اور تو چاہتا ہے اس کا ہاتھ کاٹنا میں نے کہا ہاں اس نے کہا عمرہ نے کہا ہے کہ قطع نہیں ہے مگر ربیع دینار کی مالیت میں یا زیادہ میں تو میں نے نعلی کو چھوڑ دیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ غلام اگر ایسے قصور کا اقرار کرے جس میں اس کے بدن کا نقصان ہو تو درست ہے اس کو تہمت نہ لگائیں گے اس بات کی کہ اس نے مولیٰ کے ضرر کے واسطے جھوٹا اقرار کر لیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایسے قصور کا اقرار کرے جس کا تاوان مولیٰ کو دینا پڑے تو اس کا اقرار صحیح نہ سمجھا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مزدور یا اور کوئی شخص لوگوں میں رہتا ہو اور آتا جاتا ہو پھر وہ اُن کی کوئی چیز چرالے تو اس پر قطع نہیں ہے کیونکہ وہ مثل خائن کے ہو اور خائن پر قطع نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی چیز بطور عاریت کے لے پھر مکر جائے تو اس پر قطع نہیں ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی کا قرض کسی پر آتا ہے اور وہ مکر جائے تو قطع نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ چور گھر میں گھسا اور اسباب اس نے اکٹھا کیا لیکن باہر لے کر نہیں نکالا تو اس پر قطع نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے سامنے شراب رکھی گئی پینے کے لیے اس نے پی نہیں تو اس پر حد نہیں ہے اور یہ بھی اس کی مثال ہے کہ ایک شخص ایک عورت کے ساتھ بیٹھا جماع کرنے کے واسطے پھر اس سے جماع نہیں کیا یعنی ذکر (عضو) کو اس کی شرمگاہ میں داخل نہیں کیا تو اس پر حد نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اچک لینے میں قطع نہیں ہے اگر چاس شے کی قیمت ربیع دینار یا زیادہ ہے۔



کِتَابُ الْأَشْرِبَةِ

کتاب اشیائے نوش کے بیان میں

فائدہ: شراب عربی میں ہر پیتے کی چیز کو کہتے ہیں دودھ ہو یا پانی یا شراب یا خمر (خمر اس شراب کو کہتے ہیں جو نشہ کرے)۔

خمر کی حد کا بیان

باب ما جاء في حد الخمر

١٥٩ - عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ إِنِّي وَجَدْتُ

مِنْ فُلَانٍ رِيحٍ شَرَابٍ فَذَعَمَ أَنَّهُ شَرَابُ الطَّلَاءِ وَأَنَا سَائِلٌ عَمَّا شَرِبَ فَإِنْ كَانَ يُسَكِّرُ حَلَدَتْهُ فَحَلَدَتْهُ عُمَرُ الْحَدَّ تَامًا -

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نکلے اور کہا میں نے فلا نے (عبید اللہ حضرت عمر کے بیٹے) کے منہ سے شراب کی بو پائی وہ کہتا ہے میں طلا (شیرے کو اگور کے اتنا پکا یا جائے کہ وہ گاڑھا ہو جائے مثلاً دو ٹکٹ جل جائے اور ایک ٹکٹ رہ جائے) پی اور میں پوچھتا ہوں اگر اس میں نشہ ہے تو اس کو حد ماروں گا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پوری حد لگائی۔

فائدہ: یعنی اسی (۸۰) کوڑے مارے۔ سعید بن منصور کی روایت میں ہے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اپنی آنکھ سے کوڑے مارتے ہوئے۔ اس روایت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت اور خدا ترسی معلوم ہوئی کہ حدود الہیہ میں اپنے پیارے بیٹے کی بھی کچھ رعایت نہ کی۔

۱۰۶۰۔ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدِّيَلِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرِبُهَا الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ نَرَى أَنْ تَحْلِدَهُ ثَمَانِينَ فَإِنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ وَإِذَا سَكِرَ هَدَى وَإِذَا هَدَى افْتَرَى أَوْ كَمَا قَالَ فَحَلَدَ عُمَرُ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِينَ -

حضرت ثور بن زید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے مشورہ لیا خمر کی حد میں (کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حد معین نہیں کی تھی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک اسی (۸۰) کوڑے لگانا مناسب ہے کیونکہ آدمی جب شراب پئے گا تو مست ہو جائے گا اور جب مست ہو جائے گا تو وہا بیات بکے گا اور جب وہا بیات بکے گا تو کسی کو گالی بھی دے گا یا ایسا ہی کہا (اور گالی کی حد اسی (۸۰) کوڑے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مقرر کیے خمر میں۔

فائدہ: یہ تقرر صحابہ کے اجماع سے ہوا اور جمہور علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

۱۰۶۱۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ حَدِّ الْعَبْدِ فِي الْخَمْرِ فَقَالَ بَلَّغْنِي أَنَّ عَلَيْهِ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّ فِي الْخَمْرِ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَدْ حَلَدُوا عِبِيدَهُمْ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّ فِي الْخَمْرِ -

ابن شہاب سے پوچھا گیا غلام اگر شراب پئے تو اس کی کیا حد ہے؟ انہوں نے کہا مجھے یہ پہنچا کہ غلام پر

(۱۰۶۰) عبدالرزاق (۳۷۸/۷) (۱۴۵۳۲) ابن ابی شیبہ (۴۹۹/۵) (۲۸۴۰۰) دارقطنی (۱۶۵/۳) -

(۱۶۶) (۳۳۱۲) بیہقی (۳۲۰/۸ - ۳۲۱) (۱۷۵۴۳) -

(۱۰۶۱) عبدالرزاق (۳۸۳/۷) رقم (۱۳۵۵۹) بیہقی (۳۲۱/۸) رقم (۱۷۵۴۸) -

آزاد کی نصف حد ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلاموں کو آزاد کے نصف حد لگائی۔

۱۰۶۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ مَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا اللَّهُ يُحِبُّ أَنْ يُعْفَى عَنْهُ مَا لَمْ يَكُنْ حَدًّا۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ کوئی گناہ نہیں مگر اللہ چاہتا ہے کہ معاف کر دیا جائے سوائے حد کے۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی ایسی شراب پیے جس میں نشہ ہو تو اس کو حد پڑے گی خواہ اس کو نشہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

باب ما يكره أن ينبذاً جميعاً جن دو چیزوں کو ملا کر نبیذ نہ بنانی چاہیے

فائدہ: نبیذ اس کو کہتے ہیں کہ کھجور یا انگور خشک پانی میں بھگو دیئے جائیں کہ ایک دن ایک رات میں وہ بیٹھا ہو جائے نہ اس میں تیزی ہو نہ جھاگ یہ سب علماء کے نزدیک درست ہے۔

۱۰۶۳۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطْبُ جَمِيعًا وَالتَّمْرُ وَالزَّرْبِيبُ جَمِيعًا۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ گدر کھجور اور پکی کھجور ملا کر بھگوئی جائیں یا کھجور اور انگور ملا کر بھگوئے جائیں۔

فائدہ: کیونکہ احتمال ہے کہ دونوں کے ملنے سے جلدی تیزی پیدا ہو جائے مگر یہ نبی تیزی ہے اگر تیزی نہ ہو تو اس کا پینا درست ہے۔

۱۰۶۴۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُشْرَبَ التَّمْرُ وَالزَّرْبِيبُ جَمِيعًا وَالزُّهُوُّ وَالرُّطْبُ جَمِيعًا۔

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور اور انگور کو ملا کر نبیذ پینے

(۱۰۶۳) بخاری (۵۶۰۱) کتاب الأشربة: باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر، مسلم (۱۹۸۶) ابو داود (۳۷۰۳) ترمذی (۱۸۷۶) نسائی (۵۵۵۴) ابن ماجہ (۳۳۹۵) احمد (۲۹۴/۳) رقم (۱۴۱۸۰)۔

(۱۰۶۴) بخاری (۵۶۰۲) کتاب الأشربة: باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر، مسلم (۱۹۸۸) ابو داود (۳۷۰۴) نسائی (۵۵۵۱) ابن ماجہ (۳۳۹۷) احمد (۳۰۹/۵) رقم (۲۳۰۰۵) دارمی (۲۱۱۳)۔



سے اور گدراور پختہ کجور کو ملا کر نبیذ پینے سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس امر پر اتفاق کیا ہے ہمارے شہر کے علماء نے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے۔

باب ما ینہی أن ینتذ فیہ جن برتنوں میں نبیذ بنانا مکروہ ہے

۱۰۶۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِي بَعْضِ مَعَاذِرِهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ فَأَنْصَرَفْتُ قَبْلَ أَنْ أُبْلَغَهُ فَسَأَلْتُ مَاذَا قَالَ فَقِيلَ لِي نَهَى أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَابِ وَالْمُرْقَبِ -

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی غزوے میں خطبہ پڑھا میں بھی آپ کی طرف چلاسنے کے واسطے لیکن میرے پہنچنے سے پہلے آپ فارغ ہو گئے میں نے لوگوں سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا لوگوں نے کہا منع کیا آپ ﷺ نے نبیذ بھگونے سے تو بنے اور مرتبان میں۔
فائدہ: کیونکہ یہ برتن شراب کے تھے اوائل اسلام میں ان برتنوں کی بھی ممانعت احتیاطاً آپ ﷺ نے کر دی بعد اس کے یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اب برتن میں میوہ بھگوننا درست ہے۔

۱۰۶۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَابِ وَالْمُرْقَبِ - حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا میوہ تر کرنے سے تو بنے اور مرتبان میں۔

باب ما جاء في تحريم الخمر خمر کی حرمت کا بیان

۱۰۶۷۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ سُمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

- (۱۰۶۵) مسلم (۱۹۹۷) كتاب الأشربة: باب النهي عن الانتباز في المرقب، أبو داود (۳۶۹۰) ترمذی (۱۸۲۸) نسائی (۵۶۳۱) ابن ماجه (۳۴۰۲) احمد (۷۸۱۲) دارمی (۲۱۰۹)۔
(۱۰۶۶) بخاری (۵۵۸۷) كتاب الأشربة: باب الخمر من العسل وهو البتع، مسلم (۱۹۹۳) أبو داود (۳۶۹۳) نسائی (۵۵۸۹) ابن ماجه (۳۴۰۱) احمد (۵۱۴۲) رقم (۱۰۶۷۷)۔
(۱۰۶۷) بخاری (۵۵۸۵) كتاب الأشربة: باب الخمر من العسل وهو البتع، مسلم (۲۰۰۱) أبو داود (۳۶۸۲) ترمذی (۱۸۶۳) نسائی (۵۵۹۲) ابن ماجه (۳۳۸۶) احمد (۱۹۰۱۶) رقم (۲۶۰۸۹) دارمی (۲۰۹۷)۔

وَسَلَّمَ عَنْ الْبَيْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكِرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا صحیح (شہد کی شراب) کا حکم آپ ﷺ نے فرمایا جو شراب نشہ کرے وہ حرام ہے۔

فائدہ: وہی خمر ہے قلیل ہو یا کثیر جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے انگور کی ہو یا کھجور کی یا شہد کی یا گیہوں کی یا جو کی یا انجیر کی سب کو خمر کہتے ہیں کیونکہ خمر مشتق ہے خمارت سے جس کے معنی چھپانے کے ہیں پس جس میں نشہ ہو عقل چھپ جائے وہ خمر کہی جائے گی یہی صحیح ہے اہل لغت کے نزدیک اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور احادیث صحیحہ متعددہ اس پر دال ہیں کہ خمر انگور سے خاص نہیں بلکہ شہد اور گیہوں اور جو کی شراب کو بھی خمر کہتے ہیں اور مدینے میں جب حرمت خمر کی اتری تو اس زمانے میں انگور کی شراب راج نہ تھی صرف کھجور کی مستعمل تھی اسی واسطے ائمہ ثلاثہ اور محمد بن حسن اور جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ جو شراب نشہ کرے وہ خمر ہے اس کا قلیل کثیر بالکل حرام ہے صرف ابو حنیفہ سے یہ منقول ہے کہ خمر خاص ہے انگور سے اور باقی اشیاء کی شراب اس قدر حلال ہیں جس سے نشہ نہ ہو البتہ اتنا پینا کہ نشہ ہو جائے حرام ہے مگر دلیل ابو حنیفہ کی از روئے لغت اور از روئے احادیث دونوں طرح سے ضعیف ہے اور قابل اعتماد نہیں ہے اور صاحب ہدایہ نے جو اتفاق اہل لغت کا خمر کے خاص ہونے پر انگور سے بیان کیا ہے بالکل غلط ہے بڑی دلیل ابو حنیفہ کی حدیث ابن عباس ہے جس کو نسائی نے مرفوعاً روایت کیا خمر قلیل و کثیر حرام ہے اور باقی شرابوں میں سے سکر حرام ہے اول تو یہ حدیث مختلف فیہ ہے اس کے وصل اور انقطاع میں دوسرے الفاظ بھی اس کے محتمل ہیں تو دوسرے احادیث صحیحہ متعددہ کی معارض کیونکر ہو سکتی ہے۔

۱۵۶۸۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ الْغُبَيْرَاءِ فَقَالَ لَا خَيْرَ فِيهَا وَنَهَى عَنْهَا۔

رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا جو ار کی شراب کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا بہتر نہیں ہے اور منع کیا اس سے۔

۱۵۶۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَنْبُ مِنْهَا خُرْمَهَا فِي الْآخِرَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا میں شراب پئے گا پھر اس سے توبہ نہ کرے گا تو آخرت میں شراب سے محروم رہے گا۔

(۱۵۶۸) مسند شافعی (ص ۲۸۱)۔

(۱۵۶۹) بخاری (۵۵۷۵) کتاب الأشربة: باب قول الله تعالى انما الخمر والميسر، مسلم (۲۰۰۳)

أبو داود (۳۶۷۹) ترمذی (۱۸۶۱) نسائی (۵۶۷۱) ابن ماجہ (۳۳۷۳) احمد (۱۹/۲)

رشم (۲۰۹۰) دارمی (۲۰۹۰)۔

باب جامع تحريم الخمر شراب کی حرمت کے مختلف مسائل

۱۰۷۰۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَهْدَى رَجُلٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاوِيَةً خَمْرٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا قَالَ لَا فَسَارَهُ رَجُلٌ اِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ سَارَرْتَهُ فَقَالَ اَمْرْتُهُ اَنْ يَبِيعَهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شَرْبَهَا حَرَّمَ بِبَيْعِهَا فَفَتَحَ الرَّجُلُ الْمَزَادَتَيْنِ حَتَّى ذَهَبَ مَا فِيهِمَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک مشک شراب کی تحفہ لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کیا ہے وہ بولا مجھے خبر نہیں ایک شخص نے چپکے سے اس کے کان میں کچھ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو نے کیا کہا وہ بولا میں نے بیچ ڈالنے کو کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس کا بیچنا حرام کیا اس نے اس کا بیچنا بھی حرام کیا یہ سن کر اس شخص نے مشک کا منہ کھول دیا سب شراب بہ گئی۔

۱۰۷۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أُسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْحَرَّاحِ وَأَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَأَبِيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فُضِيخٍ وَتَمْرٍ قَالَ فَجَاءَتْهُمْ آيَةٌ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أَنَسُ قُمْ إِلَى هَذِهِ الْجِرَارِ فَاسْكِسْهَا قَالَ فَقُمْتُ إِلَى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتَّى تَكَسَّرَتْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو شراب پلایا کرتا تھا گدر کھجور اور خشک کھجور کی اتنے میں ایک شخص آیا اور بولا شراب حرام ہو گئی ابو طلحہ نے کہا اے انس! اٹھو گھرے پھوڑ دو میں اٹھا اور موسل سے مار کر سب گھڑوں کو پھوڑ دیا۔

۱۰۷۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ قَدِمَ الشَّامَ شَكَا إِلَيْهِ أَهْلُ

(۱۰۷۰) مسلم (۱۰۷۹) كتاب المساقاة: باب تحريم بيع الخمر، نسائي (۴۶۶۴) احمد (۳۰۸/۱)

رقم (۳۳۷۳) دارمی (۲۱۰۳)۔

(۱۰۷۱) بخاری (۵۰۸۲) كتاب الأشربة: باب نزل تحريم الخمر، مسلم (۱۹۸۰) أبو داود (۳۶۷۳)

نسائي (۵۵۴۱) احمد (۱۸۱/۳ - ۱۸۲) رقم (۱۲۹۰۰) دارمی (۲۰۸۹)۔

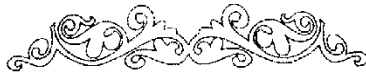
(۱۰۷۲) بیہقی (۳۰۰/۸ - ۳۰۱) رقم (۱۷۴۲۵)۔

السَّمِ وَالْبَاءِ الْأَرْضِ وَثِقَلَهَا وَقَالُوا لَا يُضْلِحُنَا إِلَّا هَذَا الشَّرَابُ فَقَالَ عُمَرُ اشْرَبُوا هَذَا الْعَسَلُ قَالُوا لَا يُضْلِحُنَا الْعَسَلُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ هَلْ لَكَ أَنْ نَحْجَلَكَ مِنْ هَذَا الشَّرَابِ شَيْئًا لَا يُسْكَرُ قَالَ نَعَمْ فَطَبَّخُوهُ حَتَّى ذَهَبَ مِنْهُ الثُّلُثَانِ وَبَقِيَ الثُّلُثُ فَأَتَوْا بِهِ عُمَرَ فَأَدْخَلَ فِيهِ عُمَرُ إصْبَعَهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ فَتَبَّعَهَا يَمَاطُ فَقَالَ هَذَا الطَّلَاءُ هَذَا مِثْلُ طَّلَاءِ الْإِبِلِ فَأَمَرَهُمْ عُمَرُ أَنْ يَشْرَبُوهُ فَقَالَ لَهُ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ أَحَلَّلْتَهَا وَاللَّهِ فَقَالَ عُمَرُ كَلَّا وَاللَّهِ اللَّهُمَّ إِنِّي لَا أُحِلُّ لَهُمْ شَيْئًا حَرَّمْتَهُ عَلَيْهِمْ وَلَا أُحْرِمُ عَلَيْهِمْ شَيْئًا أَحَلَّلْتَهُ لَهُمْ -

محمود بن لیبید انصاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ جب شام کو آئے تو لوگوں نے وبا اور آب و ہوا کے بھاری ہونے کا بیان کیا اور کہا بغیر اس شراب کے ہمارا مزاج اچھا نہیں رہتا۔ آپ نے کہا شہد پڑو انہوں نے کہا شہد موافق نہیں ایک شخص بولا ہم اسی کو اس طرح تیار کریں جس میں نشہ نہ ہو۔ آپ نے کہا ہاں انہوں نے اس کو پکایا اتنا کہ ایک تہائی رہ گیا دو تہائی جل گیا اس کو حضرت عمرؓ کے پاس لائے انہوں نے انگلی ڈالی جب وہ چپ چپ کرنے لگا آپ نے فرمایا یہ طلا تو اونٹ کی طلا کے مشابہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کے پینے کی اجازت دی۔ عبادہ بن صامتؓ نے کہا آپ نے اس کو حلال کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں قسم خدا کی یا اللہ میں نے کبھی اس چیز کو حلال نہیں کیا جس کو تو نے حرام کیا اور نہ حرام کیا جس کو تو نے حلال کیا۔

۱۵۷۳ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّا نَبْتَاعُ مِنْ تَمْرِ النَّخْلِ وَالْعِنَبِ فَنَعَصِرُهُ حَمْرًا فَنَبِيعُهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِنِّي أَشْهَدُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ وَمَنْ سَمِعَ مِنَ الْحَبَشِيِّ وَالْإِنْسِيِّ أَنِّي لَا أَمُرُكُمْ أَنْ تَبِيعُواَهَا وَلَا تَبْتَاعُواَهَا وَلَا تَعَصِرُواَهَا وَلَا تَشْرَبُواَهَا وَلَا تَسْقُواَهَا فَإِنَّهَا رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ -

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اُن سے عراق کے لوگوں نے کہا ہم بھجور اور انگور کے پھل خریدتے ہیں۔ پھر اس کی شراب بنا کر بیچتے ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور جو سنتے ہیں جن اور آدمی کے میں اجازت نہیں دیتا تم کو بیچنے کی نہ خریدنے کی نہ بیچنے کی نہ پینے کی نہ پلانے کی کیونکہ شراب پلید ہے شیطان کا کام۔



کتاب الجامع

کتاب مختلف بابوں کے بیان میں

باب الدعاء للمدينة مدینہ اور مدینہ کے رہنے والوں کے واسطے
وأهلها دعا کا بیان

۱۰۷۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَدِينَتِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمَدَنِهِمْ يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے پروردگار! برکت دے مدینہ والوں کی ناپ میں اور برکت دے ان کے صاع اور مد میں۔

۱۰۷۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ كَمَانَ النَّاسِ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدُنَا اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَحَلِيلُكَ وَنَبِيَّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيَّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدِ يَرَاهُ فَيُعْطِيهِ ذَلِكَ الثَّمَرَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ پہلا میوہ دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے آپ اس کو لے کر فرماتے اے پروردگار! برکت دے ہمارے پھلوں میں اور برکت دے ہمارے شہر میں اور برکت دے ہمارے صاع میں اور برکت دے ہمارے مد میں اے پروردگار! ابراہیم (علیہ السلام) نے جو تیرے بندے اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے دعا کی تھی مکہ کے واسطے اور میں دعا کرتا ہوں تجھ سے مدینہ کے واسطے

(۱۰۷۴) بخاری (۲۱۳۰) کتاب البيوع: باب بركة صاع النبي ومده' مسلم (۱۳۶۸) نسائي في الكبرى (۳۲۶۹) أحمد (۲۴۳ - ۲۴۲/۳) رقم (۱۳۰۸۲) دارمي (۲۰۷۵)۔

(۱۰۷۵) مسلم (۱۳۷۳) كتاب الحج: باب فضل المدينة ودعاء النبي فيها بالبركة' ترمذی (۳۴۵۴) نسائي في الكبرى (۱۰۱۳۴) ابن ماجه (۳۳۲۹) دارمي (۲۰۷۲)۔

اور میں تیرا بندہ ہوں اور نبی ہوں جیسے ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی تھی مکہ کے لیے اور اتنی اور اس کے ساتھ پھر آپ سب سے چھوٹا بچہ جو موجود ہوتا بلاتے اور وہ میوہ اس کو دے دیتے۔

باب ما جاء في سكنى المدينة مدینے میں رہنے کا بیان اور مدینے سے نکلنے کا بیان والخروج منها

۱۵۷۶۔ عَنْ يُحْنَسَ مَوْلَى الرَّبِيعِ بْنِ الْعَوَّامِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ فَأَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ اقْعُدِي لِكَعْفِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَصْرِبُ عَلَى لَأْوَانِهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدًا إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

یحسنس جو مولیٰ تھا زبیر بن عوام کا نقل کرتا ہے میں بیٹھا تھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس اتنے میں ایک لوٹری آئی ان کی اور بولی میں مدینہ سے نکلنا چاہتی ہوں اے ابو عبدالرحمن! کیونکہ یہاں سختیاں ہیں اور وہ زمانہ فساد کا تھا مدینے میں (یزید بن معاویہ نے وہاں کے لوگوں کو تنگ کر رکھا تھا اور فتنہ کیا تھا) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا بیٹھنا لائق میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے مدینہ کی تکلیف اور سختیوں پر جو صبر کرے گا میں اس کا قیامت کے روز گواہ ہوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔

۱۵۷۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْلُنِي يَبْعَثَنِي فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلُنِي يَبْعَثَنِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِبْئَهَا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر اس کو بخار آنے لگا مدینہ میں وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میری بیعت توڑ دیجیے۔ آپ نے

(۱۵۷۶) مسلم (۱۳۷۷) کتاب الحج: باب الترغيب في سكنى المدينة والصبر على لآوائها، ترمذی

(۳۹۱۸) نسائی فی الکبری (۴۲۸۱) أحمد (۱۱۳/۲) رقم (۵۹۳۵)۔

(۱۵۷۷) بخاری (۷۲۱۱) کتاب الأحكام: باب من بايع ثم استقال البيعة، مسلم (۱۳۸۳) ترمذی

(۳۹۲۰) نسائی (۴۱۸۵) أحمد (۳۰۶/۳) رقم (۱۴۳۳۵)۔

انکار کیا پھر آیا اور کہا میری بیعت توڑ دیجیے۔ آپ نے انکار کیا پھر آیا اور کہا میری بیعت توڑ دیجیے۔ آپ نے انکار کیا وہ مدینہ سے نکل گیا اس وقت آنحضرت ﷺ نے فرمایا مدینہ مثل دھوکنی یا کھریا بھیجی کے ہے جو میل نکال دیتی ہے اور خالص کندن رکھ لیتی ہے۔

فائدہ: (میری بیعت توڑ دیجئے) یعنی ہجرت کی بیعت اور مدینہ میں رہنے کی نہ کہ مرتد ہو گیا۔

فائدہ: (بھٹی جو میل نکال دیتی ہے) اسی طرح مدینہ بھی بڑے آدمیوں کو رہنے نہیں دیتا مگر یہ امر خاص ہے ساتھ بعض ازمنہ کے جیسے زمان حیات آنحضرت ﷺ اور زمان وصال نہ یہ کہ ہر زمانہ میں ہو کیونکہ بعد ظہور فتن کے اس کے خلاف مشاہدہ ہوا چنانچہ زمانہ یزید و حجاج اور زمانہ تسلط یزید میں کیسے کیسے مبتدعین مدینہ میں رہے اور کیا کیا بدعات شائع ہوئیں (پھیلیں)۔ پس جو لوگ اس حدیث اور اس کی امثال سے استدلال کرتے ہیں اس امر پر کہ عمل اہل مدینہ حجت ہے اور اس وجہ سے ان بدعات کو جو مدینہ طیبہ میں شائع و رائج ہیں مانند عمل مولد وغیرہ کے درست جانتے ہیں یہ امر محض لغو ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ امام مالک کے نزدیک عمل اہل مدینہ حجت ہے سوا اول تو محققین مالکیہ نے مانند ابن کثیر والو یعقوب رازی و طیلسی وقاضی ابوالفرج وقاضی ابوبکر وغیرہم کے اس کا انکار کیا ہے سوائے اس کے بعض مالکیہ نے کہا مراد اس سے زمان صحابہ ہے اور بعض نے کہا زمان صحابہ تابعین و تابعین۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ تسلیم کیا جائے تو یہ مختص ہے ساتھ زمان نبی ﷺ وخلفائے راشدین کے لیکن بعد ظہور فتن اور انتشار صحابہ کے شہروں میں خصوصاً دوسری صدی کے آخر میں اور بعد اس کے پس اس کے خلاف مشاہدہ ہے۔ (اتقی)

۱۵۷۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَمْرٌ بِقَرِيَّةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ يَغْرُبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ حَبْتِ الْحَدِيدِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسی بستی میں جانے کا حکم ہوا جو بہت سی بستیوں کو کھا جائے گی لوگ اس کو شرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے بڑے آدمیوں کو نکال باہر کرتا ہے جیسے کھریا (بھٹی) لوہے کا میل نکال دیتی ہے۔

فائدہ: یعنی اس کی وجہ سے بہت سے شہر اور بستیاں فتح ہوں گی ایسا ہی ہوا آنحضرت ﷺ کی حیات میں مکہ اور طائف اور یمن اور خیبر فتح ہوا اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد روم و شام و ایران و مصر دیکر صحابہ کے عہد میں فتح ہوئے اور مدینہ منورہ دار الخلافہ رہا۔

۱۵۷۹۔ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْرُجُ أَحَدٌ مِنْ

(۱۵۷۸) بحاری (۱۸۷۱) کتاب الحج: باب فضل المدينة وأنها تنفي الناس، مسلم (۱۳۸۲) نسائی

فی الكبرى (۴۲۶۱) أحمد (۲۳۷/۲) رقم (۷۲۳۱)۔

(۱۵۷۹) مسلم (۱۳۶۳) کتاب الحج: باب فضل المدينة ودعاء النبي فيها بالبركة، أحمد (۱۸۱/۱)

رقم (۱۵۷۳) عبدالرزاق (۲۶۵/۹)۔

الْمَدِينَةِ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَبَدَلَهَا اللَّهُ خَيْرًا مِنْهُ -

حضرت عمرو بن زبیر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کوئی شخص مدینہ سے نفرت کر کے نہیں نکلتا مگر اللہ جل جلالہ اس سے بہتر دوسرا آدمی مدینہ کو دیتا ہے۔

فائدہ: اگر کوئی شخص کہے مدینہ منورہ سے بعض اجلائے صحابہ نکل کر اور مقاموں میں مرے جیسے ابو موسیٰ اور ابن مسعود اور معاذ اور ابو سعیدہ اور علی بن ابی طالب اور طلحہ اور زبیر اور عمار اور حذیفہ اور عبادہ بن الصامت اور بلال اور ابو ذر اور ابوذر رضی اللہ عنہم حالانکہ مدینہ میں ان سے بہتر تو کیا ان کے برابر بھی اور نئے نہیں آئے جو اب اس کا دوطرح ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ یہ حکم آنحضرت ﷺ کی حیات تک تھا دوسرے یہ کہ اگر یہ لوگ مدینہ سے نکلے نفرت کر کے تو ان سے بہتر دوسرے آتے یہ تو کسی خاص ضرورت کی وجہ سے نکلے تھے پھر جہاں موت مقدر میں تھی وہاں مرے۔

۱۵۸۰۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبْسُونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةَ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَتَفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبْسُونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةَ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَتَفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبْسُونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةَ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ -

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے کہ فتح ہوگا یمن وہاں سے لوگ سیر کرتے ہوئے مدینہ کو آئیں گے اور اپنے گھریار کو اور جو ان کے ساتھ جائے گا مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ بہتر ہوگا ان کے لیے کاش وہ جانتے ہوتے اور فتح ہوگا شام وہاں سے کچھ لوگ سیر کرتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھریار کو اور جو ان کا کہنا مانے گا مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ بہتر ہوگا ان کے لیے کاش وہ جانتے ہوتے اور عراق فتح ہوگا وہاں سے کچھ لوگ سیر کرتے ہوئے آئیں گیا اور اپنے گھریار کو اور جو کوئی ان کا کہنا مانے گا مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ بہتر ہوگا ان کے لیے کاش وہ جانتے ہوتے۔

فائدہ: جب یمن اور شام اور عراق فتح ہوا تو لوگ وہاں کی آبادی اور زرانی اور آب و ہوا کو پسند کر کے اپنے اہل و عیال کو اور جو ان کے ساتھ گیا مدینہ سے لے جا کر وہاں رہنے لگے پھر طرح طرح کے فتنے اور خرابیاں واقع ہوئیں ان میں پھنس گئے۔ اگر مدینہ میں رہتے تو بہت سی آفتوں سے دین اور دنیا کی بچے رہتے۔ مدینہ میں دجال نہ جائے گا نہ وہاں

(۱۵۸۰) بخاری (۱۸۷۵) کتاب الحج: باب من رغب عن المدينة، مسلم (۱۳۸۸) نسائی فی

الکبریٰ (۲۲۲۲) أحمد (۲۲۰۵) رقم (۲۲۲۲۲) -

طاعون آئے گا نہ کسی قسم کا فتنہ دینی ہوگا جس کی وجہ سے لوگ گمراہ ہو جائیں۔ اس حدیث سے بھی مدینہ منورہ کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی اور معلوم ہوا کہ وہ عراق اور شام اور یمن سب مقاموں سے بہتر ہے۔

۱۵۸۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتُتْرَكَنَّ الْمَدِينَةَ عَلَى أَحْسَنِ مَا تَكَانَتْ حَتَّى يَدْخُلَ الْكَلْبُ أَوْ الذَّنْبُ فَيَعْدَى عَلَى بَعْضِ سَوَارِي الْمَسْجِدِ أَوْ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلِمَنْ تَكُونُ التَّمَارُ ذَلِكَ الزَّمَانِ قَالَ لِلْعَوَافِي الطَّيْرِ وَالسَّبَاعِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ تم چھوڑ دو گے مدینہ کو اچھے حال میں یہاں تک کہ آئے گا اس میں کتا یا بھیڑ یا توپیشاب کیا کرے گا مسجد کے کھمبوں یا منبر پر۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! اس زمانے میں مدینہ کے پھلوں کو کون کھائے گا آپ نے فرمایا جو جانور بھوکے ہوں گے پرندے اور درندے۔

فائدہ: شاید یہ حال آخری زمانہ میں ہوگا جب کہ اسلام کا نشانہ نہ رہے گا اور مدینہ بالکل غیر آباد ہو جائے گا بعض کہتے ہیں کہ یہ زمانہ زلزلہ چکا جب کہ مدینہ میں فتنہ ہوا تھا اور اہل مدینہ اس کو چھوڑ کر جان کے خوف سے چلے گئے تھے اور کئی روز تک مسجد نبوی میں نماز نہیں ہوئی تھی۔

۱۵۸۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ حِينَ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ التَّفَّتَ إِلَيْهَا فَبَكَى ثُمَّ قَالَ يَا مُزَاهِمُ اتَّخِشِي أَنْ تَكُونِ مِمَّنْ نَفَّتِ الْمَدِينَةَ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز جب مدینہ سے نکلے تو مدینہ کی طرف دیکھ کر روئے اور اپنے غلام مزاحم سے کہنے لگے کہ شاید تو اور ہم ان لوگوں میں ہوں جن کو مدینہ نے نکال دیا۔

باب ما جاء في تحريم المدينة مدینہ منورہ کی حرمت کا بیان

۱۵۸۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَأَنَا أَحَرَّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آپ کو اُحد کا پہاڑ دکھائی دیا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم کو چاہتا ہے اور ہم بھی اس کو چاہتے ہیں اے میرے رب! ابراہیم علیہ السلام نے حرام کیا مکہ کو (یعنی حرام کیا وہاں شکار کرنے کو اور لڑنے جھگڑنے) قتال کو اور وہاں کے درخت یا گھاس اکھڑنے

(۱۵۸۱) بخاری (۱۸۷۴) کتاب الحج: باب من رغب عن المدينة، مسلم (۱۳۸۹) أحمد (۲۳۴۱۲) رقم (۷۱۹۳)۔

(۱۵۸۳) بخاری (۳۳۶۷) کتاب أحاديث الأنبياء: باب قول الله عز وجل واتخذ الله إبراهيم خليلاً، مسلم (۱۳۶۵) ترمذی (۳۹۲۲) أحمد (۱۴۹۱۳) رقم (۱۲۵۳۸)۔

(کو) اور میں حرام کرتا ہوں مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو۔

فائدہ: دونوں حرم حرمت میں برابر ہیں وہ حرم اللہ ہے اور یہ حرم الرسول مگر فرق یہ ہے کہ حرم اللہ میں جنائت کی جزا لازم آتی ہے یہاں جزاء لازم نہیں آتی بعضوں کے نزدیک یہاں بھی جزاء لازم آتی ہے۔

۱۰۵۸۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَوْ رَأَيْتُ الطَّبَّاءَ بِالْمَدِينَةِ تَرْتَعُ مَا دَعَرْتُهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگر میں ہرنوں کو چرتے ہوئے دیکھوں مدینہ میں تو ہرگز نہ چھیڑوں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ کے دونوں کنارے حرام ہیں۔

۱۰۵۸۵۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ وَجَدَ عِلْمَانًا قَدْ أَحْتَفُوا نَعْلَيْهَا إِلَى زَاوِيَةِ فَطَرَ دَهْمَ عَنْهُ۔
حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ نے لڑکوں کو دیکھا انہوں نے ایک لومڑی کو گھیر رکھا تھا ایک کونے میں تو آپ نے لڑکوں کو ہٹکا دیا اور لومڑی کو چھوڑ دیا (کیونکہ مدینہ کے جانور کا پکڑنا حرام ہے جیسے مکہ میں)۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ابویوب رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں ایسا کام ہوتا ہے۔
۱۰۵۸۶۔ عَنْ رَجُلٍ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَنَا بِالْأَسْوَافِ قَدْ اصْطَلَدْتُ نَهْسًا فَأَخَذَهُ مِنْ يَدِي فَأَرْسَلَهُ۔

ایک شخص (شرجیل بن سعد) سے روایت ہے کہ میرے پاس زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے اور میں اسواف (ایک موضع ہے اطراف مدینہ میں) تھا اور میں نے شکار کیا تھا ایک چڑیا کا انہوں نے میرے ہاتھ سے اس کو لے کر چھوڑ دیا۔

مدینہ کی وباء کا بیان

باب ما جاء في وباء المدينة

فائدہ: وباء اس مرض کو کہتے ہیں جو عام ہو جائے چاہے بخار ہو چاہے اسہال ہو یا اور کوئی بیماری۔

۱۰۵۸۷۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ

(۱۰۵۸۴) بخاری (۱۸۷۳) کتاب الحج: باب لابتی المدينة، مسلم (۱۳۷۲) ترمذی (۳۹۲۱)

نسائی فی الکبریٰ (۴۲۸۶) احمد (۲۳۶/۲) رقم (۷۲۱۷)۔

(۱۰۵۸۵) بیہقی (۱۹۸/۵) رقم (۹۹۷۰) شرح معانی الآثار (۱۹۲/۴)۔

(۱۰۵۸۶) احمد (۱۸۱/۵) رقم (۲۱۹۰۹) ابن ابی شیبہ (۲۹۵/۷) بیہقی (۱۹۸/۵) (۱۹۹)۔

(۱۰۵۸۷) مسلم (۱۳۷۶) کتاب الحج: باب الترغیب فی سکنی المدينة والصبر علی لأوائها، نسائی

فی الکبریٰ (۷۴۹۵) احمد (۲۶۰/۶) رقم (۲۶۷۷۱)۔

وَعَلَّكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَى يَقُولُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ فَيَقُولُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَيْبَتَنَّ لَيْلَةً يَوَادٍ وَحَوْلَى إِذْخِرَ وَحَلِيلٌ وَهَلْ أُرِدَنَّ يَوْمًا مِيَاهَ مَجْنِيَّةٍ وَهَلْ يَبْدُونَ لِي شَامَةً وَطَفِيلٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحَّحَهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدَّهَا وَانْقُلْ حُمَاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ -

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخارا آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس گئیں اور کہا کہ اے میرے باپ! کیا حال ہے اے بلال! کیا حال ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جب بخارا آتا وہ ایک شعر پڑھتے جس کا ترجمہ یہ ہے ہر آدمی صبح کرتا ہے اپنے گھر میں اور موت اس سے نزدیک ہوتی ہے اس کی جوتی کے تھے سے۔ اور بلال رضی اللہ عنہ کو جب بخارا آتا تو اپنی آواز نکالتے اور پکار کر کہتے کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ میں ایک رات پھر مکہ کی وادی میں رہوں گا اور میرے گرد اذخر اور حلیل ہوں گی (اذخر و حلیل دونوں گھاس ہیں مکہ کی) اور کبھی میں پھر اتروں گا جنت کے پانی پر (جنت ایک موضع ہے کئی میل پر مکہ سے وہاں بازار ہوتے تھے جاہلیت میں) اور کبھی پھر دکھلائی دیں گے مجھے شامہ طفیل (دو پہاڑ ہیں مکہ سے تیس میل پر یا دو چشمے ہیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ سے آ کر بیان کیں آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے پروردگار! محبت ڈال دے ہمارے دلوں میں مدینہ کی جنتی محبت تھی مکہ کی یا اس سے بھی زیادہ اور صحت اور تندرستی کر دے مدینہ میں اور برکت دے اس کے صاع اور مد میں اور درود کر دے بخاروہاں کا اور بھیج دے اس بخار کو جھٹھ میں۔

فائدہ: ابن اسحاق نے زیادہ کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا انسا للہ میرے باپ بزرگاتے ہیں اور سمجھتے نہیں ہیں کیا کہتے ہیں۔

فائدہ: جحفہ ایک بستی ہے بیاسی (۸۲) میل پر مکہ سے ان دنوں میں وہاں یہودی رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب پھر کبھی وہ مدینے میں نہ آئے گا۔

۱۵۸۸ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَكَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَقُولُ قَدْ رَأَيْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ إِنَّ الْحَيَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عامر بن فہیرہ کہتے تھے کہ میں نے موت کو مرنے سے آگے دیکھ لیا نامرد کی

موت اوپر سے آتی ہے۔

فائدہ: یعنی ہر چند وہ نامردی کی وجہ سے موت کے ذریعوں سے بہت ڈرتا ہے مگر جب موت آفت آسانی کی طرح اترتی ہے تو مجبور ہو جاتا ہے۔

۱۰۸۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَاحِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونَ وَلَا الدَّجَالُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی راہوں پر فرشتے ہیں اس میں نہ طاعون آتا ہے نہ دجال۔

باب ما جاء في اجلاء اليهود من المدينة مدینہ سے یہودیوں کے نکالنے کا بیان
۱۰۹۰۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ كَانَ مِنْ آخِرِ مَا تَكَلَّمَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ قَالَ قَاتِلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ لَا يَبْقِيَنَّ دِينَانِ بِأَرْضِ الْعَرَبِ -

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری کلام یہ فرمایا اللہ جل جلالہ تباہ کرے یہود و نصاریٰ کو انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا۔ آگاہ ہو عرب میں دو دین نہ رہیں۔
فائدہ: اس طرف نماز پڑھتے تھے اس کو سجدہ کرتے تھے وہاں روشنی کرتے تھے جیسے مسجدوں میں جمعہ اور جماعت کو اوقات معینہ پر جایا کرتے ہیں ایسے ہی یہود و نصاریٰ نے قبروں کی زیارت کے واسطے اوقات مقرر کیے تھے جیسے مسجدوں کے لیے سفر کرتے ہیں دور دور ملکوں سے آتے ہیں ایسے قبروں کی زیارت کے واسطے ملکوں سے سفر کرتے ہوئے تکلیفیں اٹھاتے ہوئے آتے ہیں اس کو ثواب اور عبادت جانتے تھے۔ اسلام میں یہ باتیں حرام ہوئیں قبر سے کوئی غایت نہ رکھی سوائے اس بات کے کہ کبھی کبھی مردوں کے لیے دعا یا موت کو یاد کرنے کے واسطے وہاں ہو آیا کرے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبروں کی زیارت کرتے تھے یا اور دعا کرتے تھے ویسے ہی زیارت اور دعا کرے نہ قبر پر روشنی کرے نہ وہاں سجدہ کرے نہ طواف نہ کوئی وقت مقرر کرے نہ وہاں مجمع کرے نہ سیدہ لگائے نہ لوگوں کو بلائے یہ سب کام خلاف شرع اور بدعت ہیں۔

(۱۰۸۹) بخاری (۱۸۸۰) کتاب الحج: باب لا يدخل الدجال المدينة 'مسلم (۱۳۷۹) نسائی فی الکبری (۷۵۲۶) أحمد (۲۳۷/۲) رقم (۷۲۳۳)۔

(۱۰۹۰) بخاری (۱۳۹۰) کتاب الجنائز: باب ما جاء في قبر النبي 'مسلم (۵۲۹) نسائی (۲۰۴۶) أحمد (۸۰/۶) (۲۵۰/۱۸) عبدالرزاق (۵۴/۶) (۹۹۸۷) (۳۶۰ - ۳۵۹/۱۰) (۱۹۳۶۸)۔

بیہقی (۱۳۵/۱)۔

فائدہ: (عرب میں دودین ندر ہیں یعنی) ایک ہی دین اسلام رہ جائے خلفاء کے وقت میں اس حکم کی بخوبی تعمیل ہوئی سب کفار جزیرہ عرب سے مارپیٹ کر نکال دیئے گئے۔

۱۵۹۱۔ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ دِينَانِ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ -

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جزیرہ عرب میں دودین ندر ہیں۔

مطلب: امام مالک نے فرمایا کہ ابن شہاب نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا تجسس کیا جب ان کی تفسیح ہوگی اور یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جزیرہ عرب میں دودین ندر ہیں تو انہوں نے خیر کے یہودیوں کو خیر سے نکال دیا اور فدک اور نجران کے یہودیوں کو بھی نکال دیا لیکن خیر کے یہودی ان کی نہ زمین تھی نہ درخت اور فدک کے یہودیوں کا آدھا میوہ تھا اور آدھی زمین کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اسی امر پر ان سے صلح کر لی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدھی زمین اور میوے کی قیمت لگا کر ان کے حوالے کر دی اور ان کو نکال دیا۔

باب جامع ما جاء في أمر المدينة مدینہ کی فضیلت کا بیان

۱۵۹۲۔ عَنْ هِشَامِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أَحَدٌ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ -

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احد کو دیکھ کر کہ یہ پہاڑ ہم کو چاہتا ہے ہم بھی اسے چاہتے ہیں۔

۱۵۹۳۔ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ زَارَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عِيَّاشِ الْمَخْزُومِيَّ فَرَأَى عِنْدَهُ نَبِيذًا وَهُوَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ لَهُ أَسْلَمُ إِنَّ هَذَا الشَّرَابَ يُحِبُّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَحَمَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَّاشٍ قَدْحًا عَظِيمًا فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَوَضَعَهُ فِي يَدَيْهِ فَقَرَّبَهُ عُمَرُ إِلَى فِيهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ هَذَا لَشَرَابٌ طَيِّبٌ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَآوَلَهُ رَجُلًا عَنْ يَمِينِهِ فَلَمَّا أَذْبَرَ عَبْدُ اللَّهِ نَادَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَنْتَ الْقَائِلُ لِمَكَّةَ خَيْرٌ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللَّهِ وَأَمْنُهُ وَفِيهَا بَيْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ لَا أَقُولُ فِي بَيْتِ اللَّهِ وَلَا فِي حَرَمِهِ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ عُمَرُ أَنْتَ الْقَائِلُ لِمَكَّةَ خَيْرٌ مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللَّهِ وَأَمْنُهُ وَفِيهَا بَيْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ لَا أَقُولُ

(۱۵۹۱) ایضاً۔

(۱۵۹۲) عبدالرزاق (۶۲۸/۹) رقم (۷۱۶۹)۔

فِي حَرَمِ اللَّهِ وَلَا فِي بَيْتِهِ شَيْئًا ثُمَّ أَنْصَرَفَ -

اسلم سے جو موٹی ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ وہ عبد اللہ بن عیاش رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو گئے۔ مکہ کی راہ میں ان کے پاس نیبیز پائی (نیبیز اس پانی کو کہتے ہیں جس میں بھجور یا انگور بھگوئے جائیں) اسلم نے کہا کہ اس شربت کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہت چاہتے ہیں۔ (۱) عبد اللہ بن عیاش رضی اللہ عنہ ایک بڑا سا پیالہ بھر کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور ان کے سامنے رکھ دیا انہوں نے اس کو اٹھا کر پینا چاہا پھر سر اٹھا کر کہا یہ شربت بہت اچھا ہے پھر پیا اس کو۔ بعد اس کے ایک شخص ان کے وہی طرف بیٹھا تھا اس کو دے دیا جب عبد اللہ بن عیاش لوٹ کر چلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا اور کہا تو کہتا ہے مکہ بہتر ہے مدینہ سے۔ عبد اللہ بن عیاش نے کہا کہ وہ حرم ہے اللہ کا اور امن کی جگہ ہے اور وہاں اس کا گھر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اللہ کے گھر اور حرم کو نہیں پوچھتا (۲) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو کہتا ہے کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے۔ عبد اللہ بن عیاش نے کہا کہ مکہ میں اللہ کا حرم ہے اور امن کی جگہ ہے وہاں اس کا گھر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اللہ کے گھر اور حرم میں کچھ نہیں کہتا پھر عبد اللہ بن عیاش چلے گئے۔ (۳)

(۱) **فائدہ:** کیونکہ جو شربت ٹھنڈا اور شیریں ہو اس کو نیغیر خدا سبحانہ و تعالیٰ بھی بہت چاہتے تھے۔

(۲) **فائدہ:** بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ دونوں شہروں میں کون سا شہر افضل ہے۔

(۳) **فائدہ:** سلف نے اختلاف کیا ہے کہ دونوں شہروں میں کون سا شہر افضل ہے۔ جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ مکہ افضل ہے اور یہی قول ہے شافعی اور ابن وہب اور مطرف اور ابن حبیب کا اور یہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور اصحاب ابوحنیفہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن عبد البر اور ابن رشد اور ابن عرفہ نے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت صحابہ اور اکثر اہل مدینہ اور امام مالک اور ان کے اصحاب کا قول یہ ہے کہ مدینہ افضل ہے۔ بعض شافعیہ نے بھی اس کو اختیار کیا ہے اور چائین کی طرف دلائل بہت ہیں یہاں تک کہ ابن ابی حمزہ نے کہا کہ دونوں شہر برابر ہیں اور سیوطی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ اس مسئلے میں توقف کرے کیونکہ دلائل ایک دوسرے کے معارض ہیں اور نفس مائل ہوتا ہے مدینہ منورہ کی تفصیل کی طرف۔ پھر کہا ہے جب صاحب عقل و علم تامل کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کو جو فضیلت ملی ہے اسی قدر یا اس سے بہتر مدینہ کو بھی ملی ہے بلکہ سیوطی نے خصائص میں جزم کیا ہے مدینہ کے افضل ہونے کا اور محل خلاف اس مقام کے سوا ہے جہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جد مبارک مدفون ہے اتنا کثرتاً تو زمین اور آسمان سے بھی افضل ہے اس طرح جس مقام پر کعبہ ہے وہ مدینہ سے افضل ہے۔ (زرقاتی)۔

طاعون کا بیان

باب ما جاء في الطاعون

فائدہ: طاعون کہتے ہیں موت عام کو جو یک بارگی لوگوں میں پھیل جائے جیسے دباء وغیرہ۔ ایک حدیث میں آیا ہے

طاعون کون پاپیہ شمس جنون کا اور تمہارے واسطے شہادت ہے۔

۱۵۹۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْعَ لَقِيَهُ
 أَمْرَاءُ الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبِرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِأَرْضِ الشَّامِ قَالَ ابْنُ
 عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اذْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ
 الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا تَرَى أَنَّ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ
 بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَرَى أَنَّ تُقَدِّمَهُمْ عَلَى
 هَذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ عُمَرُ ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ اذْعُ لِي الْأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوا سَبِيلَ
 الْمُهَاجِرِينَ وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ اذْعُ لِي مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشِيخَةٍ
 قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَالُوا تَرَى أَنَّ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ
 وَلَا تُقَدِّمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ فَتَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّي مُصْبِحٌ عَلَى ظَهْرٍ فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو
 عُبَيْدَةَ أِفْرَارًا مِنْ قَدَرِ اللَّهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرَكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ نَفَرُ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ
 أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ فَهَبَطْتَ وَإِدْيَا لَهْ عُدُوتَانِ إِحْدَاهُمَا خَصِيبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ
 رَعَيْتَ الْخَصِيبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
 عَوْفٍ وَكَانَ غَائِبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنْ عِنْدِي مِنْ هَذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا
 تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللَّهُ عُمَرَ ثُمَّ انْصَرَفَ -

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما شام کی طرف نکلے (۱)
 جب سرخ میں پہنچے (سرخ ایک قریہ ہے وادی تبوک میں) تو لنگر کے بڑے بڑے افران سے ملے جیسے ابو عبیدہ
 بن جراح رضی اللہ عنہما اور ساتھی ان کے۔ (۲) انہوں نے کہا شام میں آج کل وباء ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ابن
 عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بلاؤ بڑے بڑے مہاجرین کو جنہوں نے پہلے ہجرت کی ہے تو بلایا ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے ان
 سے مشورہ کیا اور بیان کیا ان سے کہ شام میں وباء ہو رہی ہے انہوں نے اختلاف کیا بعضوں نے کہا آپ کام کے
 واسطے نکلے ہیں (رعیت کا حال دیکھنے کو) لوٹنا مناسب نہیں ہے بعضوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں
 اور صحابہ ہیں مناسب نہیں کہ آپ ان کو اس وباء میں لے جائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جاؤ اور کہا بلاؤ انصار کو ابن

(۱۵۹۴) بخاری (۵۷۲۹) کتاب الطب: باب ما یذکر فی الطاعون، مسلم (۲۲۱۹) أبو داود

(۳۱۰۳) نسائی فی الکبری (۷۵۲۲) أحمد (۱۹۴/۱) رقم (۱۶۸۳)۔

مَوْطَا اِمَامِ مَالِكٍ

عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں میں نے انصار کو بلایا وہ آئے ان سے مشورہ کیا انہوں نے بھی مہاجرین کی مثل بیان کی اور اسی طرح اختلاف کیا۔ آپ نے کہا جاؤ پھر کہا قریش کے بوڑھے بوڑھے لوگوں کو جنہوں نے ہجرت کی بعد فتح مکہ کے بلاؤ میں نے ان کو بلایا ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا بلکہ سب نے کہا ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ لوٹ چلیے اور لوگوں کو اس وبا میں نہ لے جائیے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں منادی کرا دی کہ صبح کو میں اونٹ پر سوار ہوں گا (اور مدینہ کو لوٹ چلوں گا) پھر صبح کو سب لوگ سوار ہو کر چلے اس وقت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ جل جلالہ کی تقدیر سے بھاگے جاتے ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش یہ بات کسی اور نے نہ کہی ہوتی۔ (۳) ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف۔ (۴) کیا اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک کنارہ سرسبز اور شاداب ہو اور دوسرا خشک اور خراب ہو اگر تو اپنے اونٹوں کو سرسبز اور شاداب میں چرائے جب بھی تو نے چرایا اللہ کی تقدیر سے اور جو تو نے خشک اور خراب میں چرائے جب بھی تو نے چرایا اللہ کی تقدیر سے (۵) اتنے میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے اور وہ کہیں کام کو گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا میں اس مسئلے کا عالم ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ کسی سرزمین میں وبا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی سرزمین میں وبا پڑے اور تم وہاں موجود ہو تو بھاگو بھی نہیں۔ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ جل جلالہ کی حمد بیان کی اور لوٹ کھڑے ہوئے۔ (۶)

(۱) **فائدہ:** اپنی رعیت کا حال دیکھنے کو اور مدینہ میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کر گئے۔

(۲) **فائدہ:** اور خالد بن ولید اور یزید بن ابی سفیان اور شریحیل بن حسن اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم۔

(۳) **فائدہ:** تو میں اس کو سزا دیتا یا مجھے بُرا معلوم نہ ہوتا تمہارے علم اور فضل کے ساتھ ایسی بات کرنا تعجب ہے کیونکہ اکثر صحابہ اور مہاجرین اور انصار کے مشورے سے قرار پاتی تھی۔ دوسرے یہ کہ نفس الامر میں بھی مناسب یہی بات تھی اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔ جب کہیں وبا ہو تو نہ وہاں جاؤ اور نہ وہاں سے بھاگو۔

(۴) **فائدہ:** کیونکہ ہمارا لوٹنا بھی بدون اللہ کی تقدیر کے نہیں اور اللہ جل جلالہ نے یہی مناسب جانا جب ہی تو ہمارے دلوں کو اس طرف متوجہ کر دیا۔

(۵) **فائدہ:** پھر اگر تو خشک اور خراب کنارے کو چھوڑ کر سرسبز اور شاداب میں جائے تو کوئی کہے اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہو تم یہی جواب دو گے۔ ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں اس کی تقدیر کی طرف ایسا ہی یہاں بھی ہے یعنی مدینہ کا جانا بخیر قضا و قدر اور مشیت الہی کے نہیں ہے۔

(۶) **فائدہ:** اللہ جل جلالہ کی تعریف کی اس لیے کہ ان کے رائے موافق ہوئی نص حدیث اور حکم الہی کے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کی ہر بات سے اللہ جل جلالہ کے حکم کے موافق ہوتی اور انہی کے رائے کے موافق کلام اللہ آتا۔

۱۰۹۵۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُونَ فَقَالَ أُسَامَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونَ رِجْزُ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَارِضٍ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اسامہ بن زیدؓ سے پوچھا تم نے کیا سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بھیجا گیا تھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر یا یہ کہا کہ ان پر جو تم سے پہلے تھے تو جب سنو تم کسی زمین میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں طاعون پڑے اور تم وہاں موجود ہو تو بھاگو بھی نہیں۔ البتہ نے کہا نہ نکلو بھاگنے کے قصد سے۔

۱۰۹۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِيرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ سَرْعٌ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَارِضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ سَرْعٍ۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن ابی ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ شام کی طرف نکلے جب سرع میں پہنچے ان کو خبر ملی شام میں وبا پڑی ہے تو عبدالرحمن بن عوفؓ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی زمین میں سنو کہ وباء ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں پڑے اس زمین میں جس میں تم ہو تو اس سے نکل نہ بھاگو یہ سن کر حضرت عمر بن خطابؓ سرع سے لوٹ آئے۔

۱۰۹۷۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ إِنَّمَا رَجَعَ بِالنَّاسِ مِنْ سَرْعٍ عَنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ۔

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ سرع سے لوٹ آئے عبدالرحمن

(۱۰۹۵) بخاری (۳۴۷۳) کتاب أحاديث الأنبياء: باب حديث الغار، مسلم (۲۲۱۸) ترمذی

(۱۰۶۵) نسائی فی الکبری (۷۵۲۵) أحمد (۲۰۲/۵) رقم (۲۲۱۰۶)۔

(۱۰۹۶) بخاری (۶۹۷۳) کتاب الحیل: باب ما يكره من الاحتيايل في الفرار من الطاعون، مسلم

(۲۲۱۹) أبو داود (۳۱۰۳) نسائی فی الکبری (۷۵۲۱) أحمد (۱۹۴/۱) رقم (۱۶۸۲)۔

(۱۰۹۷) أيضاً۔

بن عرف بن عمرو کی حدیث سن کر۔

۱۵۹۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَبِيتُ بِرُبُكْبَةَ أَحَبِّ إِلَيَّ مِنْ عَشْرَةِ أَيَّامٍ بِالشَّامِ قَالَ مَالِكٌ يُرِيدُ لَطْوِلَ الْأَعْمَارِ وَالْبَقَاءِ وَالشَّدَّةَ الْوَبَا بِالشَّامِ -

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک گھر ربکہ میں (ربکہ ایک مقام ہے درمیان میں عمرہ اور ذات عرق کے) پسند ہے مجھ کو شام کے دس گھروں سے۔
مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اس لیے کہ شام میں وبا تھی اور ربکہ میں کوئی بیماری نہ تھی وہاں طول عمر کا خیال تھا۔

باب النهی عن القول فی القدر تقدیر میں گفتگو کرنے کی ممانعت

۱۵۹۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى قَالَ لَهُ مُوسَى أَنْتَ الَّذِي أُغْوِيَتِ النَّاسُ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِي أَعْطَاهُ اللَّهُ عِلْمَ كُلِّ شَيْءٍ وَاصْطَفَاهُ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَفْتَلَوْنِي عَلَى أَمْرِ قَدْ قَدَّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے تو غالب ہوئے آدم موسیٰ پر۔ موسیٰ نے کہا تو وہی آدم ہے کہ گمراہ کیا تو نے لوگوں کو اور نکالانا کو جنت سے۔ آدم نے کہا کہ تو وہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھے علم دیا ہر چیز کا اور برگزیدہ کیا رسالت سے انہوں نے کہا ہاں پھر آدم نے کہا باوجود اس کے مجھے ملامت کرتا ہے ایسے کام پر جو میری تقدیر میں لکھا جا چکا تھا قبل میرے پیدا ہونے کے۔

۱۶۰۰۔ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ

(۱۵۹۹) بخاری (۶۶۱۴) کتاب القدر: باب تحاج آدم وموسى عند الله، مسلم (۲۶۵۲) أبو داود (۴۷۰۱) ترمذی (۲۱۳۴) نسائی فی الکبری (۱۰۹۸۵) ابن ماجه (۸۰) أحمد (۲۶۴۱۲) رقم (۷۵۷۸)۔

(۱۶۰۰) أبو داود (۴۷۰۳) کتاب السنة: باب فی القدر، ترمذی (۳۰۷۵) نسائی فی الکبری

(۱۶۰۰) أحمد (۴۴۱) رقم (۳۱۱)۔

مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلْحَنَّةِ وَيَعْمَلِ أَهْلُ الْحَنَّةِ يَعْمَلُونَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَيَعْمَلِ أَهْلُ النَّارِ يَعْمَلُونَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَفِيمَ الْعَمَلِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْحَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْحَنَّةِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْحَنَّةِ فَيُدْخِلُهُ رَبُّهُ النَّارَ وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلُهُ رَبُّهُ النَّارَ.

حضرت مسلم بن یسار رحمہنی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا اس آیت کے متعلق ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ﴾ الآية یعنی یاد رکھو اس وقت کو جب تیرے پروردگار نے آدم کی پیٹھ سے ان کی تمام اولاد کو نکالا اور ان کو گواہ کیا ان پر اس بات کا کیا میں نہیں ہوں پروردگار تمہارا۔ بولے کیوں نہیں تو پروردگار رہا ہے ہم نے اس واسطے گواہ کیا کہ کہیں ایسا نہ کہو تم قیامت کے روز کہ ہم تو اس سے غافل تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس آیت کی تفسیر کا سوال ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے آدم کو پیدا کیا پھر ان کی پیٹھ پر اپنا دہانا ہاتھ پھیرا اور اولاد نکالی اور فرمایا میں نے ان کو جنت کے لیے پیدا کیا اور یہ لوگ جنتیوں کے کام کریں گے پھر ہاتھ پھیرا ان کی پیٹھ پر اور اولاد نکالی فرمایا میں نے ان کو جہنم کے لیے پیدا کیا اور یہ جہنمیوں کے کام کریں گے ایک شخص بولا یا رسول اللہ! پھر عمل کرنے سے کیا فائدہ (۱)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جب پیدا کرتا ہے کسی بندے کو جنت کے واسطے تو اس سے جنتیوں کے کام کراتا ہے اور موت کے وقت بھی وہ نیک عمل کر کے مرتا ہے تو اللہ جل جلالہ اسے جنت میں داخل کرتا ہے اور جب کسی بندے کو جہنم کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے جہنمیوں کے کام کراتا ہے یہاں تک کہ موت کے وقت بھی وہ برے کام پر مرتا ہے تو اسے جہنم میں داخل کرتا ہے۔ (۲)

(۱) فائدہ: جب یہ امر پہلے ہی طے ہو چکا ہے اسی کے موافق ہوگا جو جنتی ہے وہ لامحالہ جنت میں جائے گا اور جو دوزخی ہے وہ لامحالہ دوزخ میں جائے گا۔

(۲) فائدہ: یعنی اعتباراً خاتمے کا ہے اس لیے آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ نیک کاموں میں مصروف رہے شاید اس کی موت آگئی ہو تو اخیر وقت میں بھی خاتمہ نیک کام پر ہو۔

۱۶۰۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُ فِيكُمْ أُمُورِينَ لَنْ تَصِلُوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ -

امام مالکؒ کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ چھوڑے جاتا ہوں میں تم میں دو چیزوں کو نہیں گمراہ ہو گے جب تک پکڑے رہو گے ان کو کتاب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کو۔

۱۶۰۲۔ عَنْ طَاوُسِ الْيَمَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدْرِ قَالَ طَاوُسٌ وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدْرِ حَتَّى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ أَوْ الْكَيْسِ وَالْعَجْزِ -

حضرت طاووس یمنی سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے چند صحابہ کو پایا کہتے تھے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے۔ طاووس نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور ہوشیاری بھی۔

۱۶۰۳۔ عَنْ عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْهَادِي وَالضَّالِّيْنَ -

حضرت عمرو بن دینار سے روایت ہے میں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا خطبہ میں فرماتے تھے کہ اللہ ہی ہدایت کرنے والا اور گمراہ کرنے والا ہے۔

فائدہ: کلام اللہ میں موجود ہے ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اچھے بُرے سب کاموں کا پیدا کرنے والا پروردگار ہے بغیر اس کی قضاء و قدر کے کوئی کام نہیں ہوتا مگر بندے کو صرف ایک ظاہری اختیار دیا ہے اور اچھے بُرے کاموں کی اس کو تمیز دے دی ہے اسی اختیار پر عذاب و ثواب مبنی ہے اس سے رد ہو گیا قدریہ اور شیعہ کا جو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے کاموں کا آپ خالق ہے۔

۱۶۰۴۔ عَنْ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أُسِيرُ مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ فِي هَؤُلَاءِ الْقَدْرِيَّةِ فَقُلْتُ رَأَيْتُ أَنْ تَسْتَبِيَهُمْ فَإِنْ تَابُوا وَإِلَّا عَرَضْتَهُمْ عَلَى السَّيْفِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَذَلِكَ رَأَيْتُ قَالَ مَالِكٌ وَذَلِكَ رَأَيْتُ -

حضرت ابو سہیل بن مالک عمر بن عبد العزیز کے ساتھ جا رہے تھے انہوں نے پوچھا ابو سہیل سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے قدریہ کے بارے میں۔ ابو سہیل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ان سے توبہ کراؤ توبہ کر لیں تو بہتر نہیں تو قتل کیے جائیں۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا میری رائے بھی یہی ہے۔ امام مالکؒ نے کہا میری بھی یہی رائے ہے ان لوگوں کے بارے میں۔

(۱۶۰۲) مسلم (۲۶۵۵) کتاب القدر: باب كل شيء بقدر، أحمد (۱۱۰/۲) رقم (۵۸۹۳) -

(۱۶۰۳) بیہقی (۲۰۵/۱۰) رقم (۲۰۸۸۳) -

فائدہ: قدریہ وہ لوگ ہیں جو بندے کو بالکل قادر مطلق سمجھتے اور اس کے افعال کا اسی کو خالق جانتے ہیں۔

باب جامع ما جاء في أهل القدر

قدر کے بیان میں مختلف حدیثیں

۱۶۰۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةَ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلِتَسْكَبَ فَإِنَّمَا لَهَا مَا قَدَّرَ لَهَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ چاہے کوئی عورت طلاق اپنی بہن کی تاکہ خالی کرے پیالہ اس کا بلکہ نکاح کر لے کیونکہ جو اس کے مقدر میں ہے اس کو ملے گا۔

فائدہ: یعنی جب کوئی عورت کسی مرد سے نکاح کرنا چاہے تو اس کی پہلی بی بی کو طلاق نہ دلاوے اس خیال سے کہ اس کا حصہ بھی میں لوں گی کیونکہ جو اس کے حصہ میں ہے اس کو ملے گا۔

۱۶۰۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرظِيِّ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا مَانِعَ لِمَا أُعْطِيَ اللَّهُ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعَ اللَّهُ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْحَدِّ مِنْهُ الْحَدُّ مَنْ يَرِدُ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهُهُ فِي الدِّينِ ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ سَمِعْتُ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى هَذِهِ الْأَعْوَادِ۔

حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے منبر پر کہا کہ اے لوگو! جو اللہ جل جلالہ دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو نہ دے اس کا کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی طاقت والے کی طاقت کام نہیں آتی (یعنی اس کی طاقت اس کے عذاب کو روک نہیں سکتی یا اس کی مالداری اس کے کام نہیں آتی صرف اعمال کام آئیں گے) جس شخص کو اللہ بھلائی پہنچانا چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ دیتا ہے اور علم فقہ دیتا ہے پھر کہا معاویہ نے میں نے ان کلمات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا انہی لکڑیوں پر (منبر شریف کی)۔

۱۶۰۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ كَمَا يَنْبَغِي الَّذِي لَا يَحْضُرُ شَيْءٌ أَنَاهُ وَقَدْرُهُ حَسْبِي اللَّهُ وَكَفَى سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللَّهِ مَرْمَى۔

امام مالک سے روایت ہے کہ پہلے زمانے میں لوگ یوں کہا کرتے تھے کہ سب خوبیاں اس اللہ کو ہیں

(۱۶۰۵) بخاری (۶۶۰۱) کتاب القدر: باب وكان أمر الله قدرا مقدورا، مسلم (۱۴۰۸) أبو داود

(۲۱۷۶) ترمذی (۱۱۹۰) نسائی (۴۵۰۲) أحمد (۲۳۸/۲) رقم (۷۲۴۷)۔

(۱۶۰۶) بخاری (۸۴۴) کتاب الأذان: باب الذكر بعد الصلاة، مسلم (۵۹۳) أبو داود (۱۵۰۱)

نسائی (۱۳۴۱) أحمد (۲۴۵/۴) (۱۸۳۱۹) دارمی (۱۳۴۹)۔

(۱۶۰۷) بزار (۳۲۰۳)۔

جس نے پیدا کیا ہر شے کو جیسے چاہیے جو وقت مقرر کر دیا ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں ہو سکتی کافی ہے مجھ کو اللہ اور کافی ہے ایسا کافی سنتا ہے اللہ جو اس کو پکارے اللہ کے سوا کوئی شخص نہیں جس سے دعا کی جائے۔

۱۶۰۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ إِنَّ أَحَدًا لَنْ يَمُوتَ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رِزْقَهُ فَأَجْمَلُوا فِي الطَّلَبِ -

امام مالک کو پہنچا کہ پہلے زمانے میں یوں کہا جاتا تھا کہ کوئی آدمی نہیں مرے گا جب تک کہ اس کا رزق پورا نہ ہو پس اختصار کرو طلب معاش میں۔

فائدہ: یعنی زیادہ کوشش اور محنت روزی کی تلاش میں نہ کرو کہ خدا کو بھول جاؤ یا حرام حلال کی قیادت اٹھا دو ملے گا اتنا ہی جتنا تقدیر میں ہے۔ ابن ماجہ اور حاکم اور تہذیبی نے مانند اس کے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

باب ما جا فی حسن الخلق خوش خلقی کے بیان میں

۱۶۰۹۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ أَحَبُّ مَا أَوْصَانِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَضَعْتُ رِجْلِي فِي الْعَرِزِ أَنْ قَالَ أَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ -

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کی جب میں رکاب میں پاؤں رکھنے لگا یہ تھی کہ اے معاذ! خوش خلقی کر لوگوں سے۔

۱۶۱۰۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا خَيْرَ رَسُولٍ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَحَدًا يُبَسِّرُهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تَنْتَهَكَ حُرْمَةَ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ بِهَا -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دنیا کے دو کاموں میں اختیار ہوا (کہ اس کو کریں یا اس کو) تو آپ نے آسان امر کو اختیار کیا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو اگر گناہ ہوتا تو سب سے زیادہ آپ اس سے پرہیز کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے واسطے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے مگر جب اللہ کی حرمت میں غلط پڑے تو اس وقت بدلہ لیتے تھے اللہ کے واسطے۔

(۱۶۰۸) ابن ماجہ (۲۱۴۴) کتاب التجارات: باب الاقتصاد في طلب المعيشة -

(۱۶۰۹) بیہقی فی شعب الإيمان (۲۴۵/۶ - ۲۴۶) رقم (۸۰۲۹) ترمذی (۱۹۷۸) أحمد (۱۵۳/۵)

رقم (۲۱۶۸۱) دارمی (۲۷۹۱) -

(۱۶۱۰) بخاری (۳۵۶۰). کتاب المناقب: باب صفة النبي 'مسلم (۲۳۲۷) أبو داود (۴۷۸۵)

مسلم فی الکبری (۹۱۶۳) أحمد (۱۱۵/۶ - ۱۱۶) رقم (۲۵۳۰۸) -

۱۶۱۱۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَغْنِيهِ -

حضرت زین العابدین سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی بہتر باتوں میں سے یہ ہے کہ آدمی بے کار اور فضول چیزوں کو چھوڑ دے۔

فائدہ: دارقطنی نے اس حدیث کو موصولاً روایت کیا ہے علی بن حسین سے۔ انہوں نے حسین سے انہوں نے نبی ﷺ سے اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابویعلیٰ اور احمد نے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد اور طبرانی نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے اور حاکم نے ابوزر رضی اللہ عنہ سے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی اور ابن عساکر نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یہ حدیث اصول اسلام میں ایک اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے جس سے بہت سے مسائل نکلتے ہیں جو کام یا علم دنیا میں یا آخرت میں مفید نہ ہو اس کا حاصل کرنا یا اس میں مشغول رہنا اس حدیث کی رو سے ممنوع ہے۔

۱۶۱۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَنَا مَعَهُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَسِّ ابْنِ الْعَشِيرَةِ ثُمَّ أَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ سَمِعْتُ صَاحِبَكِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ فِيهِ مَا قُلْتَ ثُمَّ لَمْ تَنْشَبْ أَنْ صَاحِبَتِكَ مَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ اتَّقَاهُ النَّاسُ لِشَرِّهِ -

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اذن چاہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کا اور میں آپ کے ساتھ تھی گھر میں۔ آپ نے فرمایا برا آدمی ہے یہ پھر آپ نے اس کو آنے کی اجازت دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ تھوڑی دیر تک کبھی کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے اس کے ساتھ ہنستے سنا جب وہ چلا گیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ! ابھی تو آپ ﷺ نے اس کو برا کہا تھا ابھی آپ ﷺ اس سے ہنسنے لگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب آدمیوں میں برا وہ آدمی ہے جس سے لوگ بچیں یا ڈریں اس کے شر کے سبب سے۔

فائدہ: وہ شخص عیینہ بن حصن فزاری تھا دل سے اسلام نہیں لایا تھا ظاہر میں مسلمان ہو گیا تھا آپ ﷺ نے اس کا حال

(۱۶۱۱) ترمذی (۲۳۱۸) کتاب الزهد: باب فیمن تکلم بکلمة یضحک بها الناس، احمد (۲۰۱۱)

رقم (۱۷۳۷) ابن ماجہ (۳۹۷۶)۔

(۱۶۱۲) بخاری (۶۰۳۲) کتاب الأدب: باب لم یکن النبی فاحشا ولا متفحشا، مسلم (۲۵۹۱) ابو

داود (۴۷۹۱) ترمذی (۱۹۹۶) نسائی فی الکبری (۱۰۰۶۶) احمد (۳۷/۶) رقم

(۲۴۶۰۷)۔

بیان کر دیتا تاکہ لوگوں کو دھوکا نہ ہو۔

فائدہ: (سب آدمیوں سے برا آدمی وہ ہے جس سے لوگ بچیں.....) یعنی اس خوف سے کہ وہ ایذا پہنچائے گا۔ یہ غیبت نہیں بلکہ اس شخص کا حال بیان کر دیتا تاکہ لوگ اس سے ڈریں اور اس سے محفوظ رہیں بعضوں نے کہا وہ شخص کھلم کھلا فاسق تھا اس کی غیبت درست تھی۔

۱۶۱۳۔ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ أَنَّهُ قَالَ إِذَا أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَعْلَمُوا مَا لِلْعَبْدِ عِنْدَ رَبِّهِ فَانظُرُوا مَاذَا يَتَّبِعُهُ مِنْ حُسْنِ الشَّنَاءِ۔

حضرت کعب احبار نے کہا کہ جب تم کسی بندہ کا حال جانتا چاہو تو اس کے پروردگار کے پاس (یعنی مقبول ہوا یا مردود جنتی ہوا یا دوزخی) تو دیکھو لوگ اس کو کیسا کہتے ہیں۔

فائدہ: یعنی اگر لوگ اس کو اچھا کہتے ہیں تعریف کرتے ہیں تو وطن غالب ہے کہ خدا کے نزدیک بھی مقبول ہوا ہوگا اور اگر لوگ برا کہتے ہیں تو خدا کے نزدیک بھی شاید برا ہوگا۔ زرقانی نے کہا ان لوگوں کے کہنے کا اعتبار ہے جو اہل علم اور اہل خیر ہیں نہ کہ فاسق اور فاجر کے کہنے کا۔

۱۶۱۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ الْمَرْءَ لِيُذْرِكَ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةً الْقَائِمِ بِاللَّيْلِ الظَّامِي بِالْهَوَا جِرٍ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے مجھ کو یہ پہنچا کہ آدمی حسن خلق کی وجہ سے رات بھر عبادت کرنے والے اور دن بھر پیا سے رہنے والے (روزہ دار) کا درجہ حاصل کرتا ہے۔

۱۶۱۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ كَثِيرٍ مِنَ الصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوا بَلَى قَالَ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَإِيَّاكُمْ وَالْبَغْضَةُ فَإِنَّهَا هِيَ الْحَالِقَةُ۔

حضرت سعید بن مسیب نے کہا کیا میں نہ بتاؤں تم کو وہ چیز جو بہت سی نماز اور صدقہ سے بہتر ہے؟ لوگوں نے کہا بتاؤ۔ سعید نے کہا ایک دوسرے کے بیچ میں صلح کر دینا اور بچو تم بغض اور عداوت سے یہ خصلت موٹنے والی ہے نیکیوں کی۔

فائدہ: جیسے موٹنے سے ہال صاف ہوجاتے ہیں ایسے ہی بغض اور حسد اور عناد سے نیکیاں مٹ جاتی ہیں۔

۱۶۱۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ

(۱۶۱۴) أبو داود (۴۷۹۸) كتاب الأدب: باب في حسن الخلق، أحمد (۶۴/۶) رقم (۲۴۸۵۹)۔

(۱۶۱۵) أبو داود (۴۹۱۹) كتاب الأدب: باب في إصلاح ذات البين، ترمذی (۲۵۰۹) أحمد

(۴۴۴:۶) - رقم (۲۷۰۵۸)۔

(۱۶۱۶) أحمد (۳۸۱۳) رقم (۸۹۳۹)۔

حُسْنَ الْأَخْلَاقِ -

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس واسطے بھیجا گیا کہ اخلاق کی خوبیوں کو پورا کر دوں۔
فائدہ: اس حدیث کو احمد اور حاکم اور طبرانی نے محضاً روایت کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

باب ما جاء في الحياء حیا یعنی شرم کے بیان میں

۱۶۱۷۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ رُكَّانَةَ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقٌ وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ -

حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر دین کا ایک خلق ہے (یعنی طور یا طریقہ یا خصلت جس پر وہ دین والے رغبت کرتے ہیں) اور اسلام کا خلق حیا ہے۔

۱۶۱۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ایک شخص کو نصیحت کر رہا تھا اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جانے دے کیونکہ حیا ایمان میں سے ہے۔

فائدہ: (نصیحت کر رہا تھا) یعنی کہہ رہا تھا تم اس قدر حیا کیوں رکھتے ہو اور ملامت کر رہا تھا اس کو کثرت حیا پر۔

فائدہ: (ایمان کا حصہ ہے) یعنی ایمان کی شاخوں میں سے ہے یا ایمان کا جز ہے جس کا ایمان قوی ہے اس کی حیا بھی زیادہ ہے تو کیوں اس کو بُرا کہتا ہے حیا کی کثرت پر۔

باب ما جاء في الغضب غضب کے بیان میں

۱۶۱۹۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي كَلِمَاتٍ أَعِيشُ بِهِنَّ وَلَا تُكْثِرُ عَلَيَّ فَأَنْسَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْضَبُ -

(۱۶۱۷) ابن ماجہ (۴۱۸۱) کتاب الزہد : باب الحياء -

(۱۶۱۸) بخاری (۲۴) کتاب الایمان : باب الحياء من الایمان ، مسلم (۳۶) أبو داود (۴۷۹۵)

ترمذی (۲۶۱۵) نسائی (۵۰۳۳) ابن ماجہ (۵۸) أحمد (۵۶۱۲) رقم (۵۱۸۳) -

(۱۶۱۹) بخاری (۶۱۱۶) کتاب الأدب : باب الحذر من الغضب ، ترمذی (۲۰۲۰) أحمد،

(۳۶۲۲) رقم (۲۷۲۹) -

حضرت حمید بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور بولا کہ یا رسول اللہ! مجھے چند باتیں بتادیجئے جن سے میں نفع اٹھاؤں اور بہت باتیں نہ بتائیے میں بھول جاؤں گا آپ ﷺ نے فرمایا تو غصہ مت کیا کر۔

فائدہ: یہ بڑا کلیہ آپ ﷺ نے بتادیا مگر شریعت کا اس پر ہے کہ آدمی اپنے نفس کی خواہشوں پر عمل نہ کرے اور بڑی باتوں سے اس کو روکے جب غصے میں اپنے نفس کو روکا اور زیادتی سے باز رکھا تو وہ شخص بخوبی اپنے نفس پر قادر ہو جائے گا اور سب اعمال صالحہ کر سکے گا اور تمام بڑی باتوں سے باز رہے گا۔

۱۶۲۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصَّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ وہ آدمی زور آور نہیں ہے جو کشتی میں لوگوں کو چھپاؤ دے زور آور وہ ہے جو اپنے نفس پر قادر ہو غصے کے وقت۔

باب ما جاء في المهاجرة ملاقات ترک کرنے کے بیان میں

۱۶۲۱۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجَرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ -

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو درست نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کی ملاقات ترک کرے یعنی اس کو چھوڑ دے تین دن سے زیادہ (یعنی تین روز سے زیادہ رنج رکھے) یہ طے تو وہ نہ دیکھے یہ طے تو وہ نہ دیکھے بہتر ان دونوں میں وہ ہے جو پہلے سلام علیک کرے۔

فائدہ: یعنی پہلے جہل جائے اور رنج دور کرے یہ اس صورت میں ہے جب دنیا کے واسطے رنج ہو گیا ہو اور اگر دین کے معاملے میں رنج ہو مثلاً وہ شخص بدعتی ہو یا سنت کی مخالفت کرتا ہو تو جب تک توبہ نہ کرے اس کا چھوڑ دینا درست ہے اور سلف نے ایسا کیا ہے کہ اہل بدعات سے کبھی ملاقات نہ کی۔

۱۶۲۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا وَلَا

(۱۶۲۰) بخاری (۶۱۱۴) کتاب الأدب : باب الحذر من الغضب 'مسلم' (۲۶۰۹) نسائی فی الکبریٰ

(۱۰۲۲۶) أحمد (۲۳۶۱۲) رقم (۷۲۱۸) -

(۱۶۲۱) بخاری (۶۰۷۷) کتاب الأدب : باب الهجرة 'مسلم' (۲۵۶۰) أبو داود (۴۹۰۱) ترمذی

(۱۹۳۲) أحمد (۴۲۲۰۵) رقم (۲۳۹۸۲) -

(۱۶۲۲) بخاری (۶۰۷۶) کتاب الأدب : باب الهجرة 'مسلم' (۲۵۵۹) أبو داود (۴۹۱۰) ترمذی

(۱۱۱۰۳) أحمد (۱۱۰۳) رقم (۱۲۰۹۷) -

تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَلَا يَجُلْ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهَاجِرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت بغض کرو مت حد کرو مت پیٹھ پھیرو ایک دوسرے سے۔ بلکہ ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی بھائی نہیں درست ہے کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی کو چھوڑ دے تین راتوں سے زیادہ۔

فائدہ: یعنی جب دوسرا شخص ملے جس سے رنج ہو تو اس کی طرف سے پیٹھ پھیر لے بات نہ کرے اس کو منع کیا۔

۱۶۲۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسُّسُوا وَلَا تَحَسُّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پیچتم بدگمانی سے کیونکہ بدگمانی بڑا جھوٹ ہے اور مت کھوج لگاؤ (لوگوں کی برائیوں کا یا عیبوں کا) اور مت تفتیش کرو اور مت حرص کرو دنیا کی اور مت حد کرو نہ بغض کرو نہ ایک دوسرے سے پیٹھ موڑو بلکہ ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی بھائی۔

۱۶۲۴۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْخُرَّاسَانِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَافَحُوا يَذْهَبَ الْغُلُّ وَتَهَادَرُوا تَحَابَرُوا وَتَذْهَبَ الشُّحْنَاءُ -

عطاء بن عبد اللہ خراسانی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مصافحہ کرو ایک دوسرے سے دل کا کینہ جاتا رہے گا ہر یہ بھیجو ایک دوسرے کو درست ہو جاؤ گے اور دشمنی جاتی رہے گی۔

۱۶۲۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَفْتَحَ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْأُنثَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُسْلِمٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءٌ فَيُقَالُ أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا -

(۱۶۲۳) بخاری (۶۰۶۶) کتاب الأدب: باب قوله تعالى ياايها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن
مسلم (۲۵۶۳) أبو داود (۴۹۱۷) ترمذی (۱۹۸۸) احمد (۴۶۵/۲) رقم (۱۰۰۰۲)۔
(۱۶۲۴) ترمذی (۲۱۳۰) کتاب الولاء والهبة: باب في حث النبي على التهادي احمد (۴۰۵/۲)
رقم (۹۲۳۹)۔

(۱۶۲۵) مسلم (۲۵۶۵) کتاب البر والصلة والآداب: باب النهي عن الشحناء والتهاجر أبو داود
(۴۹۱۶) ترمذی (۲۰۲۳) ابن ماجه (۱۷۴۰) احمد (۴۰۰/۲) رقم (۹۱۸۸)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں پیر اور جمعرات کے روز تو ہر بندہ مسلمان جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا وہ بخش دیا جاتا ہے مگر وہ شخص جو اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہو۔ کہا جاتا ہے ان دونوں آدمیوں کے متعلق کہ دیکھتے رہو جب تک وہ مل جائیں ان دونوں آدمیوں کو دیکھتے رہو جب تک وہ مل جائیں (یعنی جب تک آپس میں ملاپ نہ کریں ان کی مغفرت نہیں ہوتی)۔

۱۶۲۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ تَعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْأُنثَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا عَبْدًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءٌ فَيُقَالُ اتْرُكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَفِيئَا أَوْ اُرْكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَفِيئَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر ہفتہ میں دو مرتبہ پیر اور جمعرات کے روز بندوں کے اعمال دیکھتے جاتے ہیں پھر ہر مؤمن بندہ بخش دیا جاتا ہے مگر وہ بندہ جو اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہو تو حکم ہوتا ہے کہ ابھی دونوں کو رہنے دو۔ یہاں تک کہ مل جائیں۔

باب ما جاء في لبس الثياب للجمال بها كثر من زينة في وسطه منهن كايان

۱۶۲۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَيْتِ أَنْصَارٍ قَالَ جَابِرٌ قَبِينَا أَنَا نَازِلٌ تَحْتَ شَحْرَةَ إِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلُمَّ إِلَى الظِّلِّ قَالَ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ إِلَى غِرَارِيهِ لَنَا فَالْتَمَسْتُ فِيهَا شَيْئًا فَوَجَدْتُ فِيهَا جِرْوً قِنَاءً فَكَسَرْتُهُ ثُمَّ قَرَّبْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هَذَا قَالَ فَقُلْتُ خَرَجْنَا بِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ جَابِرٌ وَعِنْدَنَا صَاحِبٌ لَنَا نَحْمِزُهُ يَذْهَبُ يَرْعَى ظَهْرَنَا قَالَ فَحَمَّزْتُهُ ثُمَّ أَدْبَرَ يَذْهَبُ فِي الظَّهِيرِ وَعَلَيْهِ بُرْدَانٌ لَهُ قَدْ خَلَقَا قَالَ فَظَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَمَا لَهُ ثُوبَانِ غَيْرِ هَذَيْنِ فَقُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهُ ثُوبَانِ فِي الْعَبِيَّةِ كَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا قَالَ فَادَعُهُ فَمَرَهُ فَلَبَسَهُمَا قَالَ فَادَعُوهُ فَلَبَسَهُمَا ثُمَّ وَلَّى يَذْهَبُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَهُ صَرَبَ اللَّهُ عَنْقَهُ أَلَيْسَ هَذَا خَيْرًا لَهُ قَالَ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

(۱۶۲۶) أيضاً۔

(۱۶۲۷) ابن ماجه (۵۴۱۸) البزار (۲۹۶۳ - زوائد) حاكم (۱۸۳۴) رقم (۷۳۷۰)۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ فَقَتِلَ الرَّجُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ -

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے غزوہ بنی انمار (۱) میں تو ہم ایک درخت کے تلے اترے ہوئے تھے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دکھائی دیئے میں نے کہا یا رسول اللہ! سائے میں آئیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آ کر اترے میں اپنی زنبیل کو دیکھنے گیا اس میں ڈھونڈنے لگا تو ایک ککڑی ملی میں اس کو توڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لے گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کہاں سے آئی۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میں سے ہم اس کو لے کر نکلے تھے۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمارے ساتھ ایک شخص تھا جس کا سامان سفر ہم نے کر دیا تھا وہ ہمارے جانور چراتا تھا جب وہ پیٹھ موڑ کر جانور چرانے جانے لگا تو وہ دو چادریں اوڑھے ہوئے تھا جو پھٹ کر چندی چندی (پرانی) ہو گئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا اور کپڑے اس کے پاس نہیں ہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! ہیں گٹھری میں بندھے ہیں میں نے اس کو پہننے کے لیے دیئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ وہ کپڑے پہن لے میں نے اس کو بلایا اس نے وہ کپڑے گٹھری سے نکال کر پہن لیے جب پھر جانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کیا ہو گیا تھا (جو کپڑے موجود ہوتے ہوئے پھٹی پرانی چادریں اوڑھے ہوئے تھا) خدا اس کی گردن مارے اب کیا اچھا معلوم نہیں ہوتا اس کو اس شخص نے یہ سن کر کہا یا رسول اللہ! کیا اللہ کی راہ میں میری گردن ماری جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ کی راہ میں پھر وہ شخص شہید ہوا اللہ کی راہ میں۔ (۲)

(۱) قاعدہ: جو تیسرے سال میں ہجرت کے ہو اس کو غزوہ ذات الرقاع بھی کہتے ہیں۔

(۲) قاعدہ: یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ تھا۔

۱۶۲۸ - عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِنِّي لِأَحِبُّ أَنْ أُنْظَرَ إِلَى الْقَارِئِ أَيُّضَ الشِّيَابِ -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں عالم کو اچھے کپڑے پہنے ہوئے دیکھوں۔

۱۶۲۹ - عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا أَوْسَعَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَوْسِعُوا عَلَيَّ أَنْفُسِكُمْ جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابُهُ -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اللہ تم کو وسعت دے تو اپنے اوپر بھی وسعت کرو اپنے کپڑے بناؤ۔

(۱۶۲۸) أبو نعیم فی حلیۃ الأولیاء (۳۲۸/۶) -

(۱۶۲۹) بخاری (۳۶۵) کتاب الصلاة: باب الصلاة فی القميص، عبدالرزاق (۱۳۸۶) -

رنگین کپڑے پہننے اور سونا پہننے

کا بیان

باب ما جاء في لبس الثياب

المصبغة والذهب

١٦٣٠- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ الثَّوْبَ الْمَصْبُوعَ بِالْمَشْقِ وَالْمَصْبُوعُ بِالزُّعْفَرَانِ -

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کیسے ہوئے کپڑے اور زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے پہننا کرتے تھے۔

فائدہ: ابوداؤد نے روایت کیا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس اور زعفران سے اپنے کپڑے رنگا کرتے تھے یہاں تک کہ عمائے کو بعض علماء کے نزدیک مرد کو کم کارنگ اور زعفرانی رنگ مکروہ ہے۔ مگر امام مالک سے ہر رنگ کا جواز منقول ہے اور کراہت بھی منقول ہے مگر حق اس باب میں یہ ہے کہ مرد کو سوائے کم کے رنگ کے سب رنگ درست ہیں۔ (هَكَذَا حَقَّقَهُ الشُّوْكَانِيُّ وَالتَّفْصِيلُ فِي هِدَايَةِ السَّائِلِ إِلَى أَدْلَةِ الْمَسَائِلِ) -

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک بچوں کو یعنی لڑکوں کو سونا پہننا مکروہ ہے کیونکہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا کہ آپ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا اور میں مکروہ جانتا ہوں سونے کا پہننا بڑے مرد اور چھوٹے لڑکے کے واسطے۔ زرقانی نے کہا بڑے مرد کے واسطے مکروہ تنزیہی ہے مگر چاندی کا زیور لڑکے کو پہننا بعض علماء کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مردوں کو کم سے رنگی ہوئی چادریں اوڑھنا گھریا اس کے گرداگرد میں حرام نہیں سمجھتا لیکن نہ پہننا میرے نزدیک بہتر ہے اور سوائے اس کے اور لباس پہننا اچھا ہے۔

اُون اور ریشم کے کپڑے پہننے کا بیان

باب ما جاء في لبس الخنز

١٦٣١- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَسَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ مِطْرَفَ خَزْرٍ كَانَتْ عَائِشَةُ تَلْبَسُهُ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑا پہنایا جس میں اُون اور ریشم تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس کو پہننا کرتی تھیں۔

(١٦٣٠) ابن ابی شیبہ (١٥٧/٥، ١٥٨)

(١٦٣١) عبد السزاق (١٩٩٦١) ابن ابی شیبہ (٢٤٦١٨) شرح معانی الآثار (٢٥٦/٤) بیہقی

(٢٧٢/٣) رقم (٦٠٩٦) -

باب ما يكره للنساء لباسه من الثياب جو کپڑا عورتوں کو پہننا مکروہ ہے اس کا بیان

۱۶۳۲۔ عَنْ مُرْجَانَةَ أَنَّهَا قَالَتْ دَخَلْتُ حَفْصَةَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى حَفْصَةَ حِمَارٌ رَقِيقٌ فَشَقَّقْتُهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا حِمَارًا كَثِيفًا۔

مرجانہ سے روایت ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمن بن ابی بکر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں ایک باریک سربند (اڑھنی) اڑھ کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پھاڑ ڈالا اور موٹے کپڑے کا سربند (دو پٹہ) اڑھادیا۔

۱۶۳۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ نَسَاءُ كَاسِيَاتٍ عَارِيَّاتٍ مَا تَلَاتِ مُمِيعَاتٍ لَا يَدْخُلْنَ الْحَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَرِيحُهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو عورتیں کپڑا پہنے ہوئے ہیں لیکن تنگی میں خود بھی سیدھی راہ سے ہٹی ہوئی ہیں اور خاوند کو بھی ہٹا دیتی ہیں جنت میں نہ جائیں گی بلکہ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی راہ سے آتی ہے۔

فائدہ: مسلم نے اس کو مرفوعاً روایت کیا۔

فائدہ: (لیکن تنگی ہیں) یعنی ایسا باریک کپڑا پہنتی ہیں کہ ان کا بدن نظر آتا ہے گویا تنگی ہیں۔

فائدہ: (خاوند کو بھی ہٹا دیتی ہیں) بعضوں نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ ٹیڑھی بگڑی ناز و نخرے سے چلتی ہیں خاوند کو بھی برکا دیتی ہیں اپنی راہ پر لگاتری ہیں یعنی شرع کے کاموں پر خود بھی چلتیں اور خاوند کو بھی سمجھا بجا کر اپنے حسن و جمال پر دیوانہ کر کے خدا سے دور کر دیتی ہیں۔

فائدہ: (جنت کی خوشبو نہ پائیں گی) یعنی جنت سے اس قدر دور رہیں گی۔ اس حدیث سے صاف و صریح ثابت ہوا کہ باریک کپڑا پہننا عورتوں کو جائز نہیں۔ خصوصاً اس قدر باریک جس سے بدن نظر آئے۔

۱۶۳۴۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ فِي أَفْئِ السَّمَاءِ فَقَالَ مَاذَا فَتَحَ اللَّيْلَةُ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا وَقَعَ مِنَ الْفَتَنِ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَّةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقْظُوا صَوَاحِبَ الْحَجَرِ۔

(۱۶۳۲) بیہقی (۲/۲۳۵) رقم (۳۲۶۵)۔

(۱۶۳۳) مسلم (۲/۲۱۲۸) کتاب اللباس والزینة: باب النساء الكاسيات العاريات المميعات

أحمد (۲/۳۵۵ - ۳۵۶) رقم (۸۶۵۰)۔

(۱۶۳۴) بخاری (۵/۵۸۴۴) کتاب اللباس: باب ما كان النبي يتحوز من اللباس والبسط، ترمذی

(۲/۲۱۹۶) أحمد (۶/۲۹۷) رقم (۲۷۰۸۰)۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو بیدار ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس رات کو اللہ جل جلالہ نے کتنے ایک نژادے کھولے اور کتنے ایک فتنے واقع ہوئے کتنی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں تو کپڑے پہنے ہوئی ہیں مگر قیامت کے روز نکلی ہوں گی ہوشیار کر دو ان کو ٹھڑیوں والیوں کو۔
فائدہ: کوٹھڑیوں میں آپ کی بیٹیاں رہا کرتی تھیں ان کو بگائے کے لیے فرمایا یعنی خدا کی یاد سے غافل نہ ہوں ساری رات سونے میں صرف نہ کریں جاگیں بھی عبادت بھی کریں۔

باب ما جاء في اسبال الرجل ثوبه كپڑا بے کار لٹکانے کا بیان

۱۶۳۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَدِي يُجْرُ ثَوْبَهُ خِيَلَاءَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص اپنا کپڑا لٹکائے گا تکبر کے طور پر تو قیامت کے روز اللہ جل جلالہ اس کی طرف نظر تک نہ کرے گا۔

فائدہ: تہ بند ہو چادر یا کرت یا پاجامہ یعنی ضرورت سے زیادہ اس کو نیچا کرے گا اور کپڑا بے کار صرف کرے گا۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اگر کوئی غرور کی وجہ سے یہ کام نہ کرے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے مگر جب بھی یہ امر مذموم ہے۔

۱۶۳۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ يَجْرُ إِزَارَهُ بَطْرًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں نظر کرے گا اللہ قیامت کے روز اس شخص کی طرف جو اپنا تہ بند لٹکائے تکبر کے طور پر۔

۱۶۳۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ يَجْرُ ثَوْبَهُ خِيَلَاءَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں نظر کرے گا اللہ جل جلالہ قیامت کے روز اس شخص کی طرف جو اپنا کپڑا لٹکائے غرور اور گھمنڈ کے طور پر۔

(۱۶۳۵) بخاری (۵۷۸۳) کتاب اللباس : باب قول الله تعالى قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده

مسلم (۲۰۸۵) أبو داود (۴۰۸۵) ترمذی (۱۷۳۰) نسائی (۵۳۲۷) ابن ماجہ (۳۵۶۹)

احمد (۶۰۱۲) رقم (۵۲۴۸)۔

(۱۶۳۶) بخاری (۵۷۸۸) کتاب اللباس : باب من جر ثوبه من الخيلاء 'مسلم (۲۰۸۷) نسائی

الكبرى (۹۷۲۳) ابن ماجہ (۳۵۷۱) أحمد (۳۸۱۲) رقم (۸۹۹۲)۔

فائدہ: اسباب یعنی کپڑے لگانا بے ضرورت صرف کرانا اگر کبر کے طور پر ہو تو بے شک حرام ہے اور بغیر کبریٰ عادت کے طور پر مکروہ ہے۔ ابن قیم نے کہا کہ بڑی بڑی آستینیں اور بڑے بڑے عمامے جن کا اب رواج ہو گیا ہے خلاف سنت ہے حاصل یہ ہے کہ اسباب کچھ ازار سے مخصوص نہیں ہے بلکہ جو کپڑا حاجت سے زیادہ صرف کیا جائے وہ اسباب میں داخل ہے۔

۱۶۳۸۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ عَنْ الْإِزَارِ فَقَالَ أَنَا أُخْبِرُكَ بِعِلْمٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ 'إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ فَفِي النَّارِ مَا أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ فَفِي النَّارِ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطْرًا'۔

حضرت عبدالرحمن بن یعقوب سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا ازار کا حال انہوں نے کہا مجھے علم ہے میں بتاتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومن کی ازار پنڈلیوں تک ہوتی ہے خیر ٹخنوں تک بھی رکھے تو کچھ قباحت نہیں ہے اس سے نیچے جہنم میں جانے کی بات ہے اللہ قیامت کے روز اس شخص کی طرف نظر نہ کرے گا جو اپنی ازار لٹکانے غرور و گھمنڈ کے طور پر۔

باب ما جاء في اسباب المرأة ثوبها عورت اپنا کپڑا لٹکانے کا حکم ہے؟

۱۶۳۹۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ حِينَ ذُكِرَ الْإِزَارُ فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تُرْحِيهِ شَيْرًا قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِذَا يَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ فِدْرَاعًا لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار لٹکانے کا ذکر کیا تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! عورت کیا کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بالشت ازار نیچے رکھے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اتنی تو کھل جائے گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ہاتھ نیچے رکھے اس سے زیادہ نہیں۔

فائدہ: یعنی ٹخنوں سے ایک بالشت یا ایک ہاتھ عورت نیچے رکھے یا پنڈلیوں سے ایک ہاتھ یا ایک بالشت زیادہ نیچے کرے ظاہر دوسری صورت ہے۔

(۱۶۳۸) أبو داود (۴۰۹۳) كتاب اللباس: باب في قدر موضع الازار، نسائي في الكبرى (۹۷۱۴) ابن

ماجه (۳۵۷۳) أحمد (۵/۳) رقم (۱۱۰۲۳)۔

(۱۶۳۹) أبو داود (۴۱۱۷) كتاب اللباس: باب في قدر الذيل، نسائي (۵۳۳۸) ابن ماجه (۳۵۸۰)

احمد (۲۹۵۶/۲۹۶ - ۲۹۶) رقم (۲۷۰۶۷) دارمي (۲۶۴۴) ترمذی (۱۷۳۱)۔

باب ما جاء في الانتعال جوتی پہننے کا بیان

۱۶۴۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمِشِينَ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلِ وَاحِدَةٍ لِيُنْعَلَهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُخْفِيَهُمَا جَمِيعًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ چلے تم میں کوئی ایک جوتی پہن کر چاہیے کہ دونوں جوتیاں پہنے یا دونوں اتار دے۔

۱۶۴۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشَّمَالِ وَلْتَكُنَّ الْيُمْنَى أَوْ لَهَا مَا تَنْعَلُ وَآخِرُهُمَا تَنْزَعُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جوتا پہنے کوئی تم میں سے چاہیے کہ داہنے پیر میں اول پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پیر کا اتارے تو داہنا پیر پہننے وقت شروع میں رہے اور اتارتے وقت اخیر میں رہے۔

۱۶۴۲۔ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ أَنَّ رَجُلًا نَزَعَ نَعْلَيْهِ فَقَالَ لِمَ خَلَعْتَ نَعْلَيْكَ لَعَلَّكَ تَأْوَلْتُ هَذِهِ الْآيَةَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى قَالَ ثُمَّ قَالَ كَعْبٌ لِلرَّجُلِ أَتَدْرِي مَا كَانَتْ نَعْلًا مُوسَى۔

کعب احبار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی جوتی اتاری۔ کعب احبار نے کہا تم نے کیوں جوتیاں اتاریں شاید تو نے اس آیت کو دیکھ کر اتاری ہوں گی اللہ جل جلالہ نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام سے جب وہ طور پر جانے لگے فرمایا: ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ﴾ ”اتار جوتیاں اپنی“ مگر تو جانتا ہے موسیٰ علیہ السلام کی جوتیاں کا بے کی تھیں۔

فائدہ: یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سب لوگ جوتیوں سمیت نماز پڑھتے تھے ایسا ہی صحابہ اور تابعین کے عہد میں راجد حدیث صحیح میں ہے کہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی تم میں کوئی سے مسجد کو آئے تو اپنے جوتوں کو دیکھ لے اگر ان پر نجاست لگی ہو تو زمین پر رگڑ ڈال لے پھر چلا آئے اور نماز پڑھے انہی جوتوں سمیت۔ ابن قیم اور اکثر علمائے محققین نے

۱۶۴۰) بخاری (۵۸۵۵) کتاب اللباس : باب لا یمشی فی نعل واحدہ، مسلم (۲۰۹۷) أبو داود

(۴۱۳۶) ترمذی (۱۷۷۴) نسائی (۵۳۶۹) ابن ماجہ (۳۶۱۷) أحمد (۲۴۵۱۲)

(۱۶۴۱) بخاری (۵۸۵۶) کتاب اللباس : باب ینزع نعله الیسری، مسلم (۲۰۹۷) أبو داود (۴۱۳۹)

ترمذی (۱۷۷۹) ابن ماجہ (۳۶۱۶) أحمد (۴۶۵۱۲) رقم (۱۰۰۰۴)۔

(۱۶۴۲) بخاری (۱۷۷۴) کتاب اللباس : باب ما جاء فی لبس الصوف، شرح الزرقانی (۳۴۸۱/۴)۔

لکھا ہے کہ اس زمانے میں جو لوگوں نے التزام کر لیا ہے مساجد میں جوتی اتارنے کا اور نماز ہمیشہ ننگے پاؤں پڑھنے کا یہ امر سلف سے ماثور نہیں ہے نہ اس کی کوئی دلیل ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ شاید عرب کی زمین پاک اور خشک ہوگی اور جوتے ان کے صاف ہوں گے اس واسطے جوتوں سے نماز پڑھتے تھے مگر یہ تاویلات بالکل لغو اور وہابیات ہیں۔ عرب کی زمین بھی نجاسات اور رطوبات سے بھری رہتی ہے اور جہاں پر لوگ رہیں گے اور جانور آمدورفت کریں گے وہاں کی زمین کا یہی حال رہے گا صرف سبب یہ ہے کہ اس زمانے کے لوگ عرف اور رواج کے پابند ہیں اور دل سے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کے طریقہ کا اتباع کرنا نہیں چاہتے اور جو کوئی اس طریقہ کی پیروی کرتا ہے اس کو بُرا جانتے ہیں اور اس سے دشمنی کرنے کو مستعد ہو جاتے ہیں۔ (معاذ اللہ من ذالک)

۱۶۴۳۔ قَالَ مَالِكٌ لَا أَذْرِي مَا أَحَابَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ سَعْبٌ كَانَتْهَا مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَيْتٍ -

کہا مالک نے مجھے معلوم نہیں اس شخص نے کیا جواب دیا کعب نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتیاں مردہ گدھے کی کھال کی تھیں۔

فائدہ: اس سبب سے حکم ہوا اتارنے کا یہود نے اس سے یہ امر نکالا کہ نماز میں جوتی اتارنا لازم ہے یہ غلط ہے۔ مردہ جانور کی کھال میں اختلاف ہے بعض علماء کے نزدیک مردہ کی کھال دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتی شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں یہی حکم ہوگا اس وجہ سے ان کو اتارنے کو کہا گیا جن لوگوں کے نزدیک مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے جیسے حنفیہ اور اکثر مذاہب کے نزدیک ان کا یہ عذر بھی چل نہیں سکتا بڑے تعجب کی بات ہے جو شخص جوتا اتار کر نماز پڑھے یہود کی مشابہت کرے اس پر کچھ طعن نہ کریں اور جو جوتی سمیت پڑھے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی مشابہت اور پیروی کرے اس کو بُرا جانیں۔

کپڑے پہننے کا بیان

باب ما جاء في لبس الثياب

۱۶۴۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنْ الْمَلَأَمَسَةِ وَعَنْ الْمُنَابَذَةِ وَعَنْ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ وَعَنْ أَنْ يَشْتَمِلَ الرَّجُلُ بِالتَّوْبِ الْوَاحِدِ عَلَى أَحَدِ شِقَيْهِ ..

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع کیا کہ اللہ ﷺ نے دو لباسوں سے اور دو بیعوں سے ایک بیع ملامسہ اور دوسری بیع منابذہ سے اور ایک کپڑا اوڑھ کر احباء کرنے سے جب کہ اس کی شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو اور ایک کپڑا سارے بدن پر نہ لینے سے۔

(۱۶۴۴) بخاری (۵۸۲۱) کما۔ حنباء فی توب واحد، مسلم (۱۵۱۱) أبو داود

(۴۰۸۰) ترمذی (۱۱۵۸) حائلی (۴۰۵۰۹) ابن ماجہ (۲۱۶۹، ۳۵۶۰) أحمد

(۴۶۴۱/۲) رقم (۹۹۸۳)۔

فائدہ: (ملاسہ اور منادہ) ان دونوں کا بیان کتاب البیوع میں گزر چکا ہے۔

فائدہ: احتیاء کہتے ہیں سرین پر بیٹھے کو دونوں ناگیں کھڑی کر کے جیسے کتاب بیٹھتا ہے۔

فائدہ: (شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو) کیونکہ اس صورت میں ستر مکمل جاتی ہے۔

فائدہ: (سارے بدن پر لپیٹ لینے سے کہ) جس کے اندر سے ہاتھ نہ نکل سکیں بغیر ستر کھولے ہوئے۔

۱۶۴۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةَ سَيِّرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ الْحُلَّةَ فَلَيْسَتْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلْقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَّةٌ فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عَطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ أَحَالَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑا ریشمی بکتا ہوا دیکھا مسجد کے دروازہ پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خرید لیتے اور جمعہ کے روز اور جس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد کے لوگ آیا کرتے ہیں پہنا کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کپڑے کو وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے پھر اسی قسم کے چند کپڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کپڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطار د (بن حاجب نام ہے ایک شخص کا) کے کپڑے کی بابت فرمایا تھا کہ اس کو وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے یہ کپڑا پہننے کو توڑی دیا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کپڑا اپنے ایک کافر بھائی (عثمان بن حکیم) کو دے دیا جو مکہ میں تھا۔

۱۶۴۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يُؤَمِّدُ أَمِيرَ الْمَدِينَةِ وَقَدْ رَفَعَ بَيْنَ كَيْفَيْهِ بِرِقَاعٍ ثَلَاثَ لَبَدٍ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب کہ وہ امیر المؤمنین تھے ان کے دونوں موٹھوں کے بیچ میں کرتے میں تین بیوند لگے تھے ایک کے اوپر ایک۔

(۱۶۴۵) بخاری (۸۸۶) کتاب الجمعة: باب يلبس أحسن ما يجد مسلم (۲۰۶۸) أبو داود

(۴۰۴۰) نسائي (۵۲۹۵) ابن ماجه (۳۵۹۱) احمد (۱۰۳/۲) رقم (۵۷۹۷)۔

(۱۶۴۶) بیہقی (۱۵۸۱۵) رقم (۶۱۸۲)۔

باب صفة النبي ﷺ

آنحضرت ﷺ کے حلیہ شریف کا بیان

١٦٤٧- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْأَدَمِ وَلَا بِالْحَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عَشْرُونَ شَعْرَةً بِيضَاءَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نہ لمبے تھے بہت نہ ٹھنکنے تھے نہ سفید تھے چونے کی طرح نہ بہت گندی اور بال آپ ﷺ کے بہت گھونگر یا لے بھی نہ تھے اور بہت سیدھے بھی نہ تھے۔ جب آپ ﷺ کا سن (یعنی عمر) چالیس برس کا ہوا تو اللہ جل جلالہ نے آپ ﷺ کو نبوت عطا فرمائی پھر بعد نبوت کے آپ ﷺ مکہ میں دس برس رہے اور مدینہ میں دس برس رہے اور ساٹھ برس کی عمر میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں تیس بال بھی سفید نہ ہوں گے۔

فائدہ: (نہ سفید تھے چونے کی طرح) بلکہ سفیدی اور سرخی ملی ہوئی تھی۔

فائدہ: (بال بہت گھونگر یا لے بھی نہ تھے) جیسے حبشیوں کے ہوتے ہیں۔

فائدہ: مسلم کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی عمر شریف تریسٹھ برس کی تھی اور یہی صحیحین میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ جمہور علماء اسی طرف گئے ہیں اس صورت میں کہتے ہیں مکہ میں آپ ﷺ بعد نبوت کے تیرہ برس رہے اور مدینہ میں دس برس۔

باب صفة عيسى بن مريم والدجال

عیسیٰ بن مریم اور دجال کا بیان

١٦٤٨- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتَ اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتَ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ مِنْ أَدَمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ مِنَ اللَّسَمِ قَدْ رَجَلَهَا فَهِيَ تَقَطُرُ مَاءً مُتَكِنًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ

(١٦٤٧) بخاری (٣٥٤٨) کتاب المناقب: باب صفة النبي 'مسلم (٢٣٤٧) ترمذی (٢٦٢٣)

نسائی (٩٣١٠) أحمد (٢٤٠/٣) رقم (١٣٥٥٣) -

(١٦٤٨) بخاری (٥٩٠٢) کتاب اللباس: باب الحعد 'مسلم (١٦٩) أحمد (٢٢/٢) -

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِالْكَعْبَةِ فَسَأَلَتْ مَنْ هَذَا قِيلَ هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعِدَ قَطِطِ أُغُورِ
الْعَيْنِ الْيَمْنَى كَانَتْهَا عَيْنَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ لِي هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ کو خواب میں ایک رات معلوم ہوا کہ کعبہ کے پاس ہوں تو میں نے ایک شخص کو دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھے گندمی رنگ کے آدمی دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے کہ تو نے بہت اچھے کندھوں تک بال دیکھے ہیں سو اس مرد نے اس بال میں کنگھی کی ہے تو ان سے پانی نکلتا ہے دو آدمیوں پر نگیہ لگائے یا یوں فرمایا کہ دو آدمیوں کے کندھوں پر نگیہ لگائے وہی شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے سو میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے تو کسی نے مجھ سے کہا کہ یہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پھر میں نے یکا یک ایک اور شخص دیکھا نہایت ٹھنکریا لے بال والا وہی آنکھ کا کاٹا اس کی کافی آنکھ ایسی تھی جیسے پھولا ہوا انگور سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کسی نے مجھ سے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

فائدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب اس واسطے مسیح ہوا کہ انہوں نے گھر نہیں بنایا اکثر جنگل میں پھرا کرتے تھے اور ان کے ہاتھ لگانے سے بیمار بھلے چنگے ہو جاتے تھے اور دجال کا لقب اس واسطے مسیح ہوا کہ وہ چالیس دن میں تمام عالم کا دور کرے گا عیسیٰ علیہ السلام اور دجال قیامت کے قریب آئیں گے ان دونوں مسیحوں کی نشانیاں بتلا دیں کہ مسلمان پہچان لیں دھوکہ نہ کھائیں۔

باب ما جاء في السنة في الفطرة مومنون کے طریقے کا بیان

١٦٤٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَمَسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ تَقْلِيمُ الْأُظْفَارِ وَنَقْصُ الشَّارِبِ وَتَنْفُ الْإِبْطِ
وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَالْأَخْتِائِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پانچ چیزیں پیدائشی سنت ہیں ایک ناخن کا ٹاٹا دوسرے مونچھیں کتر وانا تیسرے بغل کے بال اکھاڑنا چوتھے زیر ناف کے بال موٹڑنا پانچویں خنتہ کرنا۔

١٦٥٠- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ
الضَّيْفَ وَأَوَّلَ النَّاسِ اخْتَنَّ وَأَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ الشَّارِبَ وَأَوَّلَ النَّاسِ رَأَى الشَّيْبَ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا
هَذَا فَقَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَقَارًا يَا إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ يَا رَبِّ رِذْنِي وَقَارًا -

(١٦٤٩) بخاری (٥٨٩١) کتاب السلباس: باب تقليم الأظفار، مسلم (٢٥٧) أبو داود (٤١٩٨)

ترمذی (٢٧٥٦) نسائی (٩) ابن ماجه (٢٩٢) احمد (٢٢٩/٢) رقم (٧١٣٩) -

عبد البرزاق (١٧٥/١١) ابن ابی رسة (٢١٧/٥) (٣١٨) بیہقی الشعب (٣٩٥/٦)

حضرت سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نے سب سے پہلے مہمان کی ضیافت کی اور سب سے پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے موچھیں کتریں اور سب سے پہلے سفید بال کو دیکھ کر کہا کہ اے پروردگار یہ کیا ہے اللہ جل جلالہ نے فرمایا یہ عزت اور وقار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا جب تو اے پروردگار زیادہ عزت دے مجھ کو۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ موچھوں کو اتنا کترنا چاہیے کہ ہونٹ کے کنارے کھل جائیں یہ نہیں کہ بالکل کتر ڈالے۔
فائدہ: امام مالک کے نزدیک کترنا موچھوں کا سنت ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک منڈوانا افضل ہے کترنے سے۔

باب النهی عن الأكل بالشمال

بائیں ہاتھ سے کھانے کی ممانعت

۱۶۵۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّلَمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهِ أَوْ يَمْسِسَ فِي نَعْلِ وَاحِدَةٍ وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَاءَ وَأَنْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ۔
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا بائیں ہاتھ سے کھانے کو اور ایک جوتا پہن کر چلنے کو اور ایک کپڑا سر سے پاؤں تک لپیٹ لینے کو اور ایک کپڑا اوڑھ کر گوٹ مار کر بیٹھنے کو اس طرح کہ شرمگاہ کھلی رکھے۔

۱۶۵۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ۔
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب کوئی کھائے تم میں سے تو اپنے داہنے ہاتھ سے کھائے اور جب پئے تو چاہیے کہ داہنے ہاتھ سے پئے اس واسطے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

مسکین کا بیان

باب ما جاء في المساكين

۱۶۵۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمُسْكِينُ بِهَذَا

(۱۶۵۱) مسلم (۲۰۹۹) كتاب اللباس والزينة: باب النهي عن اشتغال الصماء والاحتباء في ثوب واحد، ترمذی فی الشمائل (۸۱) أحمد (۳۴۴/۳) رقم (۱۴۷۶۱)۔
(۱۶۵۲) مسلم (۲۰۲۰) كتاب الأشربة: باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، أبو داود (۳۷۷۶) ترمذی (۱۷۹۹) نسائی فی الكبرى (۶۸۹۰) أحمد (۸۱/۲) دارمی (۲۰۳۰)۔
(۱۶۵۳) بخاری (۱۴۷۹) كتاب الزكاة: باب قول الله تعالى لا يسألون الناس الحافا، مسلم (۱۰۳۹) أبو داود (۱۶۳۱) نسائی (۲۵۷۲) أحمد (۲۶۰/۲) رقم (۷۵۳۰) دارمی (۱۶۱۵)۔

مَوْطَا اِمَامِ مَالِكٍ

الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ فَرُدُّهُ اللَّقْمَةَ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَانِ قَالُوا فَمَا الْمَسْكِينُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِي لَا يَجِدُ غَنَى يُغْنِيهِ وَلَا يَقْطُنُ النَّاسُ لَهُ فَيَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جو گھر گھر مانگتا پھرتا ہے کہیں سے ایک لقمہ ملا کہیں سے دو لقمے کہیں سے ایک کھجور کہیں سے دو کھجوریں۔ صحابہ نے پوچھا پھر یا رسول اللہ! مسکین کون ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس مال نہیں ہے کہ وہ اپنی حاجت پوری کرے نہ لوگوں کو اس کا حال معلوم ہے تاکہ اس کو صدقہ دیں نہ وہ مانگنے کو کھڑا ہوتا ہے۔

فائدہ: ایسے مسکین کی تعریف کلام اللہ میں موجود ہے اس کو دینے میں بہت ثواب ہے۔

۱۶۵۴۔ عَنْ أُمِّ نُجَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُدُّوا الْمَسْكِينِ وَلَوْ بِظُلْفٍ مُحْرَقٍ -

ام نجد (حواء) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مسکین کو (جو کچھ میسر ہو) اگر چہ جلا ہوا کھر ہو۔

باب ما جاء في معنى الكافر كافر کی آنتوں کا بیان

۱۶۵۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا كُلُّ الْمُسْلِمِ فِي مَعِي وَاحِدٌ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافرات آنتوں میں کھاتا ہے۔

فائدہ: ہر شخص کے پیٹ میں سات آنتیں ہیں مطلب یہ ہے کہ مسلمان پیٹ کا ساتواں حصہ کھاتا ہے اور کافر خوب پیٹ بھر کر لیتا ہے جیسے جانور بھر لیتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ غرض نہیں کہ ساتویں حصہ سے زیادہ نہ کھائے بلکہ غرض یہ ہے کہ مسلمان ساتویں حصہ پر بھی قناعت کر سکتا ہے برخلاف کافر کے اس کو بغیر ناکوں ناک پیٹ بھرے چین نہیں آتا۔

(۱۶۵۴) أبو داود (۱۶۶۷) كتاب الزكاة: باب حق السائل، ترمذی (۶۶۵) نسائی (۲۵۷۴) أحمد (۴۳۵/۶) رقم (۲۷۹۹۷) -

(۱۶۵۵) بخاری (۵۳۹۶) كتاب الأطعمة: باب المومن ياكل في معي واحد، مسلم (۲۰۶۲) نسائی

عینی (۲۷۷۶) ابن ماجہ (۳۲۵۶) أحمد (۲۵۷/۲) دارمی (۲۰۴۳) -

۱۶۵۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ كَافِرٌ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحَلِيْتُ فَشَرِبَ جِلَابَهَا ثُمَّ أُخْرِي فَشَرِبَهُ ثُمَّ أُخْرِي فَشَرِبَهُ حَتَّى شَرِبَ جِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحَلِيْتُ فَشَرِبَ جِلَابَهَا ثُمَّ أَمَرَهُ بِأُخْرَى فَلَمْ يَسْتَمِمْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مَعَى وَاجِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کافر (ججہاہ بن سعید غفاری) آیا مہمان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری کے دودھ دوہنے کا حکم کیا وہ سب پی گیا پھر دوسری بکری کا دودھ گیا وہ بھی پی گیا پھر تیسری بکری کا دودھ بھی پی گیا یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا پھر دوسرے دن صبح کو وہ شخص مسلمان ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا دودھ اس کو پینے کو دیا وہ پی نہ سکا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

باب النهی عن الشرب فی آنیۃ چاندی کے برتن میں پانی پینے کی ممانعت الفضة والنفع فی الشراب اور پانی میں پھونکنے کی ممانعت

۱۶۵۷۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يَجْرُجُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاندی کے (یا سونے کے) برتن میں پئے (یا کھائے) وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹا غٹا ڈالتا ہے۔

فائدہ: صحیح مسلم میں سونے کا برتن بھی آیا ہے اور کھانا یا پینا دونوں موجود ہے اسی سے تفسیر میں یہ الفاظ بڑھادیئے ہیں۔

۱۶۵۸۔ عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى الْمُحَنَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو سَعِيدٍ

(۱۶۵۶) مسلم (۲۰۶۳) کتاب الأشربة: باب المومن یا کل فی مَعَى وَاحِدٍ ترمذی (۱۸۱۹) نسائی

فی الکبری (۶۸۹۳) أحمد (۳۷۵۱۲) رقم (۸۸۶۶)۔

(۱۶۵۷) بخاری (۵۶۳۴) کتاب الأشربة: باب آنیۃ الفضة، مسلم (۲۰۶۵) نسائی فی الکبری

(۶۸۷۲) ابن ماجہ (۳۴۱۳) أحمد (۳۰۰۶ - ۳۰۱) رقم (۲۷۱۰۳) دارمی (۲۱۲۹)۔

(۱۶۵۸) أبو داود (۳۷۲۲) کتاب الأشربة: باب فی الشرب من ثلثة القدرح، ترمذی (۱۸۸۷) أحمد

(۲۶۱۳) رقم (۱۱۲۲۱) دارمی (۲۱۲۱)۔

الْحُذْرِيُّ فَقَالَ لَهُ مَرَوَانُ بْنُ الْحَكَمِ أَسَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ
النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ فَقَالَ لَهُ أَبُو سَعِيدٍ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا أُرَوِّى مِنْ نَفْسٍ
وَاحِدَةٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فَائِكَ ثُمَّ تَنَفَّسُ قَالَ فَإِنِّي أَرَى
الْقَدَاةَ فِيهِ قَالَ فَأَهْرَقُهَا -

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں بیٹھا ہوا تھا مروان بن حکم کے پاس کہ اتنے میں ابو
سعید خدریؓ آئے مروان نے ان سے کہا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے منع کیا ہے آپ ﷺ نے پانی
میں پھونکنے سے۔ ابو سعیدؓ نے کہا ہاں ایک شخص بولا یا رسول اللہ! میں ایک سانس میں سیر نہیں ہوتا تو آپ
ﷺ نے فرمایا پیالے کو اپنے منہ سے جدا کر کے سانس لے لیا کر پھر وہ شخص بولا میں پانی میں کوڑا دیکھوں تو کیا
کروں آپ ﷺ نے فرمایا بہادے اس کو۔

فائدہ: یعنی پھونکنا ضروری نہیں کیونکہ احتمال ہے منہ سے تھوک وغیرہ پانی میں گرے اور وہ غلیظ ہو جائے اس طرح پانی
پیتے پیتے سانس لینا بھی اچھا نہیں اچھو ہو جاتا ہے یا ناک سے نکل پڑتا ہے۔

باب ما جاء في شرب الرجل وهو قائم كهرے ہو کر پانی پینے کا بیان

١٦٥٩- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ كَانُوا
يَشْرَبُونَ قِيَامًا -

امام مالکؓ کو پہنچا کہ عمر بن خطابؓ اور علیؓ اور عثمانؓ بن عفانؓ کھڑے ہو کر
پانی پیتے تھے۔

١٦٦٠- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ كَانَا لَا يَرِيَانِ بِشُرْبِ
الْإِنْسَانِ وَهُوَ قَائِمٌ بِنَاسَا -

ابن شہابؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ کھڑے ہو کر پانی پینے
میں کچھ قباحت نہیں جانتے تھے۔

(١٦٥٩) عبد الرزاق (١٩٥٩١) ابن ابی شیبہ (٢٤٠٩٦) بیہقی (٢٨٢/٧، ٢٨٣) -

(١٦٦٠) ایضاً -

(١٦٦١) ابن ابی شیبہ (٢٤٠٩٤) بیہقی (٢٨٣/٧) ترمذی (١٨٨٠) ابن ماجہ (٣٣٠١) احمد

(١٠٨١٢) رقم (٥٨٧٤) -

۱۶۶۱۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِيَّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَشْرَبُ قَائِمًا۔

حضرت ابو جعفر قاری نے دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے۔

۱۶۶۲۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَشْرَبُ قَائِمًا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے۔

باب السنة في الشرب ومناولته عن اليمين پانی یا شربت پلانا شروع کرنا وہنی طرف سے

۱۶۶۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أتى بِلَيْنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ مِنَ الْبَيْرِ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فَشَرِبَ ثُمَّ أُعْطِيَ الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ آیا جس میں کنوئیں کا پانی ملا ہوا تھا اور وہنی طرف آپ ﷺ کے بدوی تھا اور بائیں طرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے تو آپ ﷺ نے پی کر اعرابی کو دیا اور کہا پہلے وہنی طرف والے کو دو پھر جو اس سے ملا ہوا ہے پھر جو اس سے ملا ہوا ہے۔

فائدہ: حالانکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس بدوی سے درجے میں بہت زیادہ تھے مگر آپ ﷺ نے پہلے وہنی طرف والوں کو دینا اچھا سمجھا ہر شے میں آپ ﷺ وہنی طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے یہاں تک کہ وضو اور جوتا پہننے میں بھی۔

۱۶۶۴۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أتى بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذُنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هُوَ لَا؟ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا أُوْزِرُ بِنَصِيْبِي مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَذَلَّهٗ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ۔

www.KitaboSunnat.com

(۱۶۶۲) شرح معانی الآثار (۲/۴)۔

(۱۶۶۳) بخاری (۵۶۱۹) کتاب الأشربة: باب الأيمن فالأيمن في الشرب، مسلم (۲۰۲۹) أبو داود

(۳۷۲۶) ترمذی (۱۸۹۳) نسائی فی الکبریٰ (۶۸۶۱) ابن ماجہ (۳۴۲۵) أحمد

(۱۱۳/۳) رقم (۱۲۱۴۵) دارمی (۲۱۱۶)۔

(۱۶۶۴) بخاری (۵۶۲۰) کتاب الأشربة: باب هل يستأذن الرجل من عن يمينه، مسلم (۲۰۳۰)

نسائی فی الکبریٰ (۶۸۶۸) أحمد (۳۳۳/۵) رقم (۲۳۲۱۲)۔

حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ آیا آپ ﷺ نے پیا آپ ﷺ کی دہنی طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف بوڑھے بوڑھے لوگ تھے آپ ﷺ نے لڑکے سے فرمایا اگر تو اجازت دے تو پہلے میں ان لوگوں کو دے دوں (جو بائیں طرف تھے) لڑکے نے کہا نہیں قسم خدا کی یا رسول اللہ! میں اپنا حصہ آپ ﷺ کے جوٹھے (پس خوردہ) میں سے کسی کو دینا نہیں چاہتا تو رسول اللہ ﷺ نے پہلے اسی لڑکے کو دے دیا۔

www.KitaboSunnat.com

باب جامع ما جاء في الطعام والشراب كھانے پینے کی مختلف احادیث کا بیان

۱۶۶۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرَفَ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ حِمَارًا لَهَا فَلَقَّتْ الْحُبْرَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَتْهُ تَحْتَ يَدِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلْتَنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبَتْ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلْتُكَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِلطَّعَامِ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ قَوْمًا قَالَ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكَ فَأَنْتِ بِذَلِكَ الْحُبْرِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصْرَتْ عَلَيْهِ أُمَّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ أَتَذُنُ لِعَشْرَةِ بِالْذُخُولِ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ أَتَذُنُ لِعَشْرَةِ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ أَتَذُنُ لِعَشْرَةِ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى

(۱۶۶۵) بخاری (۵۳۸۱) کتاب الأطعمة: باب من أكل حتى شبِعَ، مسلم (۲۰۴۰) ترمذی

(۱۶۶۵) بخاری (۶۶۱۷) - احمد (۴۱۸/۳) - رقم (۱۳۳۱۶) دارمی (۴۳) :

شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائِذَنْ لِعَشْرَةٍ فَادْنُ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائِذَنْ لِعَشْرَةٍ حَتَّى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلمہ (دوسرے شوہر تھے ام سلیم کے جو والدہ تھیں انس رضی اللہ عنہ کی) نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کی آواز نہیں نکلتی تھی بھوک کی وجہ سے تو تیرے پاس کوئی چیز ہے کھانے کی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کچھ روٹیاں جو کی نکالیں اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر میری بغل میں دبا دیں اور کچھ کپڑا مجھے اوڑھا دیا پھر مجھے بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں اس کو لے کر گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ بہت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں کھڑا ہو رہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پوچھا کیا تجھ کو ابوطلمہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے کے واسطے میں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سب ساتھیوں کو فرمایا اٹھو سب اٹھ کر چلے میں سب کے آگے گیا اور ابوطلمہ کو جا کر خبر کی ابوطلمہ نے ام سلیم سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے آتے ہیں اور ہمارے پاس اس قدر کھانا نہیں ہے جو سب کو کھلائیں۔ ام سلیم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے ابوطلمہ نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملے یہاں تک کہ ابوطلمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مل کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم! جو کچھ تیرے پاس ہو لے آ۔ ام سلیم وہی روٹیاں لے آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا پھر ام سلیم نے ایک کچی گھی کی اس پر نچوڑ دی وہ ملیہ بن گیا بعد اس کے جو اللہ جل جلالہ کو منظور تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ انہوں نے دس آدمیوں کو بلا یا وہ سب کھا کر سیر ہو کر چلے گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس کو بلاؤ وہ بھی آئے اور سیر ہو کر چلے گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس کو اور بلاؤ وہ بھی آئے اور کھا کر سیر ہو کر چلے گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس کو اور بلاؤ یہاں تک کہ جتنے لوگ آئے ستر آدمی تھے یا اسی سب سیر ہو گئے۔

فائدہ: (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملے) اور چپکے سے آکر کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس تھوڑا کھانا ہے میں نے انس رضی اللہ عنہ کو اس واسطے بھیجا تھا کہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو تو سبھی اللہ جل جلالہ برکت دے گا۔ امام احمد کی روایت میں ہے کہ کل کھانا ایک رطل آتا تھا جو کا اور بخاری کی روایت میں ہے کہ مد تھا مد ایک رطل اور نٹ رطل ہوتا ہے۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی برکت کی امام احمد نے روایت کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی برکت کی تو وہ پھول رہا تھا اور بڑھ رہا تھا۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دس آدمیوں کو اس واسطے بلا یا کہ مکان چھوٹا تھا دوسرے یہ کہ سب آدمی ایک بار بیٹھ کر ایک جگہ کس طرح کھا سکتے تھے جب کہ وہ کھانا ایک ہی برتن میں تھا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا اعجزہ تھا۔

۱۶۶۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِيِ الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِيِ الْاَرْبَعَةِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کا کھانا کفایت کرتا ہے تین آدمیوں کو اور تین کا کھانا چار کو کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: یعنی مومن کو حرص نہ کرنی چاہیے اپنے کھانے میں دوسرے بھائی مسلمان کو شریک کر لے ایک روز آ سوگی نہ سہی بقدر ضرورت پر کفایت کرے انصاف سے بعید ہے کہ اپنا بیٹ تو بھر لے اور دوسرا مسلمان بھوکا رہے اور دیکھا کرے۔

۱۶۶۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَغْلِقُوا الْبَابَ وَأَوْكُوا السَّقَاءَ وَأَكْفُوا الْإِنَاءَ أَوْ خَمَرُوا الْإِنَاءَ وَأَطْفِنُوا الْمِصْبَاحَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ عَلَقًا وَلَا يَخْلُ وَكَاءَ وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً وَإِنَّ الْفَوْسِقَةَ تَضُرُّ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بند کر دو دروازے کو اور منہ باندھا کرو مشک کا اور بند رکھا کرو برتن کو اور بجھا دیا کرو چراغ کو کہ شیطان بند دروازہ کو نہیں کھولتا اور ڈاٹ کو نہیں نکالتا اور برتن نہیں کھولتا اور چوہا گھروالوں کو جلا دیتا ہے (یعنی اگر سوتے وقت چراغ روشن رہے تو چوہا ہتی لے جاتا ہے تو گھر میں اکثر آگ لگ جاتی ہے)۔

۱۶۶۸۔ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ صَيْفَهُ صَيْفَهُ جَائِزَتُهُ يَوْمَ وَلَيْلَةٍ وَصِيْفَتُهُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَتَوَى عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ ۔

حضرت ابی شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت

(۱۶۶۶) بخاری (۵۳۹۲) کتاب الأطعمة : باب طعام الواحد يكفي الاثنتين ، مسلم (۲۰۵۸) ترمذی

(۱۸۲۰) نسائی فی الکبری (۶۷۷۳) أحمد (۲۴۴/۲) رقم (۷۳۱۸)۔

(۱۶۶۷) بخاری (۳۳۱۶) کتاب بدء الخلق : باب خمس من اللواب فواسق يقتلن فی الحرم ، مسلم

(۲۰۱۲) أبو داود (۳۷۳۲) ترمذی (۱۸۱۲) نسائی فی "الکبری" (۱۰۵۸۲) ابن ماجه

(۴۳۱۰) احمد (۳۰۱/۳) رقم (۱۴۲۷۷)۔

(۱۶۶۸) بخاری (۶۱۳۵) کتاب الأدب : باب اکرام الضیف وخدمته ایاه بنفسه ، مسلم (۴۸)۔

(۱۷۲۶) أبو داود (۳۷۴۸) ترمذی (۱۹۶۷) ابن ماجه (۳۶۷۵) احمد (۳۸۵/۶) رقم

(۲۰۳۵)۔

کے دن کا تو نیک بات بولا کرے یا چپ کر رہے اور جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت کے دن کا تو نیک بات بولا کرے یا چپ کر رہے اور جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت کے دن کا تو اپنے ہمسایہ یعنی پڑوسی کی خاطر داری کیا کرے اور جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت کے دن کا تو اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی آؤ بھگت کرے۔ ایک رات دن تک مہمانی اچھے طور سے کرے اور تین رات دن تک جو کچھ حاضر ہو کھلائے اور زیادہ اس سے ثواب ہے اور مہمان کو لائق نہیں کہ بہت ٹھہرے میزبان کے پاس کہ تکلیف دے اس کو۔

فائدہ: یعنی خندہ پیشانی سے اس سے ملے مکان میں اتارے عمدہ کھانا ہو سکے تو کھلانے اس کا حال اچھی طرح سے پوچھے مہمان داری کا تین دن تک حق ہے آگے اگر کرے گا تو ثواب پائے گا۔

۱۶۶۹۔ عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ إِذْ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ وَخَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهُكُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلَ الَّذِي بَلَغَ مِنِّي فَنَزَلَ الْبئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ فِيهِ حَتَّى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَمَّرَ لَهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لِأَجْرًا فَقَالَ فِي كُلِّ ذِي كَبِدٍ رَطْبَةٌ أَجْرٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص راستہ میں جا رہا تھا اس کو بہت پیاس معلوم ہوئی ایک کنواں دیکھا اس میں اتر کر پانی پیا جب کنوئیں سے نکلا تو دیکھا ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کے مارے کچھ چاٹ رہا ہے اس نے دل میں کہا کہ اس کتے کا بھی پیاس کے مارے وہی حال ہوگا جو میرا تھا پھر کنوئیں میں اتر کر اپنے موزے میں پانی بھر اور منہ میں اس کو دبا کر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا اللہ جل جلالہ اس سے خوش ہو گیا اور اس کو بخش دیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو جانوروں کے پانی پلانے میں بھی ثواب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں ہر جاندار جگر میں ثواب ہے۔

فائدہ: (موزے کو منہ میں دبا کر اوپر چڑھا) کیونکہ کنواں ایسا ہوگا جس میں چڑھنا دشوار ہوگا اس وجہ سے موزہ ہاتھ میں نہ لے سکا منہ میں دبا لیا۔

فائدہ: مسلمان ہونے کا فریاد ہی جو یا جانور راحت رسائی اور رحم اور مہربانی ایسی چیز ہے جو اللہ جل جلالہ کو تہنیت پسند ہے وہ بھی بے کار نہ ہو جائے گی مگر ان میں سے وہ جانور مستثنیٰ ہیں جو موزی ہوں یا واجب التحلل جیسے سورسائپ وغیرہ۔

(۱۶۶۹) بخاری (۲۳۶۳) کتاب المساقاة : باب فضل سقى الماء، مسلم (۲۲۴۴) أبو داود

(۲۰۰۰) احمد (۳۷۵/۲) رقم (۸۸۶۱)۔

۱۶۷۰۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْنَا قَبْلَ السَّاحِلِ فَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْحَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ قَالَ وَأَنَا فِيهِمْ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَّ الرَّادُ فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذَلِكَ الْحَيْشِ فَجَمَعَ ذَلِكَ كُلَّهُ فَكَانَ مِرْوَدَى تَمْرٍ قَالَ فَكَانَ يُقَوُّتَاهُ كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى فَنِيَّ وَلَمْ تُصْبِنَا إِلَّا تَمْرَةً تَمْرَةً فَقُلْتُ وَمَا تُعْنِي تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حَيْثُ فَنَيْتُ قَالَ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فِإِذَا حَوْتٌ مِثْلُ الطَّرِبِ فَأَكَلُ مِنْهُ ذَلِكَ الْحَيْشُ ثَمَانِي عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضَلْعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبْنَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرَجَلْتُ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا وَلَمْ تُصْبَهُمَا -

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا ساحل دریا کی طرف اور ان پر حاکم کیا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اس لشکر میں تین سو آدمی تھے میں بھی ان میں شریک تھا راہ میں کھانا ہو چکا۔ ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ جس قدر کھانا باقی ہے اس کو اکٹھا کر و سب اکٹھا کیا گیا تو دو طرف کھجور کے ہوئے ابو عبیدہ اس میں سے ہر روز ہم کو تھوڑا تھوڑا کھانا دیا کرتے تھے یہاں تک کہ ایک کھجور ہمارے حصے میں آنے لگی پھر وہ بھی تمام ہو گیا۔ وہب بن کیسان کہتے ہیں میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا ایک ایک کھجور میں تمہارا کیا ہوتا تھا انہوں نے کہا جب وہ بھی نہ رہی تو قدر معلوم ہوئی جب ہم دریا کے کنارے پہنچے تو ہم نے ایک مچھلی پڑی پائی پہاڑ کے برابر سارا لشکر اس سے اٹھا رہا دن رات تک کھانا رہا پھر ابو عبیدہ نے حکم کیا اس مچھلی کی ہڈیاں کھڑی کرنے کا دو ہڈیاں کھڑی کر کے رکھی گئی تو ان کے نیچے سے اونٹ چلا گیا اور ان سے نلگا۔

فائدہ: بخاری کی روایت میں ہے کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم نے آنحضرت ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے تمہیں دیاس کو کھاؤ اور اگر کچھ تمہارے پاس باقی ہو تو مجھ کو بھی دو بعض لوگ آجھ گوشت اس میں سے لے کر آئے آپ ﷺ نے اس کو تناول فرمایا۔

۱۶۷۱۔ عَنْ حَلْدَةَ عَمْرٍو بْنِ سَعْدِ بْنِ مَعَادٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ إِحْدَاكُنَّ لِحَارِثَتِهَا وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقًا -

حضرت عمرو بن سعد بن معاذ کی دادی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتو! نہ ذلیل کرے کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو اگر چہ وہ ایک کھر جلا ہوا بکری کا بیچھے۔

(۱۶۷۰) بخاری (۲۴۸۳) کتاب الشركة : باب الشركة في الطعام والنهد والعروض 'مسلم (۱۹۳۵)

ابو داؤد (۳۸۴۰) ترمذی (۲۴۷۵) نسائی (۴۳۵۱) ابن ماجہ (۴۱۵۹) -

مجمع شرح المفرد (۱۲۲) احصاء (۶۴/۴) رقم (۱۶۷۲۸) دار میں (۱۶۷۲) -

فائدہ: یعنی ہمسایہ جو حصہ بھیجے اس کو خوشی سے قبول کرے اور اگر وہ حقیر یا قلیل ہو تو اور عورتوں میں اس کو شرمندہ اور ذلیل نہ کرے۔

۱۶۷۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِلَ اللَّهِ الْيَهُودَ نَهْوًا عَنْ أَكْلِ الشَّحْمِ فَبَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تباہ کرے اللہ یہود کو حرام ہو ان پر چربی کا کھانا تو انہوں نے اس کو بیچ کر اس کے دام کھائے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا کھانا حرام ہے اس کا بیچنا بھی نادرست ہے۔

۱۶۷۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَيْسَى ابْنَ مَرِيَمَ كَانَ يَقُولُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَيْكُمْ بِالْمَاءِ الْقَرَّاحِ وَالْبَقْلِ الْبُرِّيِّ وَخُبْزِ الشَّعِيرِ وَإِيَّاكُمْ وَخُبْزَ الْبُرِّ فَإِنَّكُمْ لَنْ تَقُومُوا بِشُكْرِهِ۔

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ اے بنی اسرائیل تم پانی پیا کرو اور ساگ پات جو کی روٹی کھایا کرو اور گہبوں کی روٹی نہ کھاؤ اس کا شکر ادا نہ کر سکو گے۔

۱۶۷۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَ فِيهِ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَسَأَلَهُمَا فَقَالَا أَخْرَجَنَا الْجُوعُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَخْرَجَنِي الْجُوعُ فَذَهَبُوا إِلَى أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيْهَانِ الْأَنْصَارِيِّ فَأَمَرَ لَهُمْ بِشَعِيرٍ عِنْدَهُ يُعْمَلُ وَقَامَ يَذْبَحُ لَهُمْ شَاةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَبٌ عَنْ ذَاتِ الدَّرِّ فَذَبَحَ لَهُمْ شَاةً وَاسْتَعَدَّتْ لَهُمْ مَاءٌ فَعَلَقَ فِي نَحْلَةٍ ثُمَّ أَتُوا بِذَلِكَ الطَّعَامِ فَأَكَلُوا مِنْهُ وَشَرِبُوا مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَسَالُنَّ عَنْ نَعِيمِ هَذَا الْيَوْمِ۔

امام مالک کو پہنچا (مسلم اور اصحاب سنن نے اس کو مضملاً روایت کیا ہے) کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں آئے وہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو پایا ان سے پوچھا تم کیسے آئے انہوں نے کہا بھوک کی وجہ

(۱۶۷۲) بخاری (۲۲۲۴) کتاب البیوع: باب لا یذاب شحم العینة ولا یباع ودکھ، مسلم (۱۵۸۳)

احمد (۳۶۲/۲) رقم (۸۷۳۰)۔

(۱۶۷۳) ابو نعیم فی حلیۃ الأولیاء (۳۲۸/۶) بیہقی فی شعب الإیمان (۳۱۹/۴) رقم (۴۵۸۴) ابن

ابی شیبہ (۳۱۸۷۲، ۳۴۲۱۸)۔

(۱۶۷۴) مسلم (۲۰۳۸) کتاب الأشربة: باب جواز استتباعه غیرہ، ترمذی (۲۳۶۹) نسائی فی

الکبری (۱۱۶۹۷) ابن ماجہ (۳۱۸۰)۔

سے آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی اس سبب سے نکلا پھر تینوں آدمی ابو یثیم بن تہیان انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے جو کی روٹی پکانے کا حکم کیا اور ایک بکری ذبح کرنے پر مستعد ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دودھ والی کو چھوڑ دے انہوں نے دوسری بکری ذبح کی اور بیٹھا پانی مشک میں بھر کر درخت سے لٹکا دیا (ٹھنڈا ہونے کو) پھر کھانا آیا تو سب نے کھایا اور وہی پانی پیاتاب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی نعیم (نعمت) ہے جس کے بارے میں پوچھے جاوے تم اس (قیامت کے) روز۔

فائدہ: یعنی اللہ جل جلالہ نے جو فرمایا ہے: ﴿فَمَنْ لَسَأَلَنَ يُؤْمِنِدَ عَنِ النَّعِيمِ﴾ تو نعیم سے مراد خدا کی نعمتیں ہیں کہ جو دنیا میں عطا فرمائی ہیں بڑی نعمت ٹھنڈا پانی ہے اور شیریں یا گوشت یا خرما جیسا کہ ترمذی کی روایت میں ہے کہ ابو یثیم نے گدری اور تازہ اور سوکھی کھجوریں پیش کیں۔

۱۶۷۵۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْكُلُ خُبْزًا بِسَمْنٍ فَذَعَا رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَيَتَّبِعُ بِاللُّقْمَةِ وَضَرَ الصَّحْفَةَ فَقَالَ عُمَرُ كَأَنَّكَ مُقْفَرٌ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا أَكَلْتُ سَمْنًا وَلَا لُكْتُ أَكْلًا بِهِ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ عُمَرُ لَا أَكُلُ السَّمْنَ حَتَّى يَحْيَا النَّاسُ مِنْ أَوَّلِ مَا يَحْيَوْنَ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روٹی کھی سے لگا کر کھا رہے تھے ایک بدو آیا آپ ﷺ نے اس کو بلا یا وہ بھی کھانے لگا اور روٹی کے ساتھ جو گھی کا میل کچیل پیالے میں لگ رہا تھا وہ بھی کھانے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو بڑا ندیدہ ہے (یعنی تجھ کو سالن میسر نہیں ہوا) اس نے کہا قسم خدا کی! میں نے اتنی مدت سے گھی نہیں کھایا نہ اس کے ساتھ کھانے دیکھا (اس وجہ سے کہ اس زمانے میں ایک مدت سے قحط تھا لوگ تکلیف میں مبتلا تھے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی گھی نہ کھاؤں گا جب تک کہ لوگوں کی حالت پہلے کی سی نہ ہو جائے (یعنی قحط جاتا رہے اور رزقانی ہو جائے)۔

۱۶۷۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يُؤْمِنِدُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يُطْرَحُ لَهُ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ فَيَأْكُلُهُ حَتَّى يَأْكُلَ حَشْفَهَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک صاع کھجور کا ڈالا جاتا تھا وہ اس کو کھاتے تھے۔ یہاں تک کہ خراب اور سوکھی کھجور بھی کھا لیتے تھے اور اس وقت آپ امیر المؤمنین تھے۔

(۱۶۷۵) ابن ابی شیبہ (۱۱۶/۷) رقم (۳۴۴۵۳) ابن بیہقی فی شعب الإیمان (۳۶/۵ - ۳۷)۔

(۱۶۷۶) ابن ابی شیبہ (۳۴۴۷۸) بیہقی فی الشعب (۵۶۷۶)۔

۱۶۷۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْحَرَادِ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي قَفْعَةً نَأْكُلُ مِنْهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پوچھے گئے ٹڈی کے بارے میں (یعنی حلال ہے یا حرام) تو کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس ایک زنبیل ہوتی ٹڈیوں کی کہ میں ان کو کھایا کرتا۔

۱۶۷۸۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ خُثَيْمٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ بَارِئِهِ بِالْعَقِيقِ فَأَتَاهُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلَى دَوَابِّ فَنَزَلُوا عِنْدَهُ قَالَ حُمَيْدٌ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَذْهَبَ إِلَى أُمِّي فَقُلْ إِنَّ ابْنَكَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ أَطْعَمِينَا شَيْئًا قَالَ فَوَضَعَتْ ثَلَاثَةَ أَقْرَاصٍ فِي صَحْفَةٍ وَشَيْئًا مِنْ زَيْبٍ وَمِلْحٍ ثُمَّ وَضَعَتْهَا عَلَى رَأْسِي وَحَمَلْتُهَا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا وَضَعْتُهَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ كَبَّرَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَشْبَعَنَا مِنَ الْخُبْزِ بَعْدَ أَنْ لَمْ يَكُنْ طَعَامُنَا إِلَّا الْأَسْوَدَيْنِ الْمَاءَ وَالتَّمْرَ فَلَمْ يُصَبِّ الْقَوْمُ مِنَ الطَّعَامِ شَيْئًا فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَحْسِنْ إِلَى غَنَمِكَ وَامْسَحِ الرُّعَامَ عَنْهَا وَأَطْبِ مَرَاحَهَا وَصَلِّ فِي نَاحِيَّتِهَا فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُونُ الثَّلَّةُ مِنَ الْغَنَمِ أَحَبَّ إِلَى صَاحِبِهَا مِنْ دَارِ مَرَوَانَ۔

حضرت حمزہ بن مالک سے روایت ہے کہ میں بیٹھا ہوا تھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی زمین میں جو عقیش میں تھی۔ ان کے پاس کچھ لوگ مدینہ کے آئے جانوروں پر سوار ہو کر وہیں اترے۔ حمید نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا میری ماں کے پاس جاؤ اور میرا سلام ان سے کہو اور کچھ کھانا ہم کو کھلاؤ حمید نے کہا (میں ان کی ماں کے پاس گیا) انہوں نے تین روٹیاں اور کچھ تیل زیتون کا اور کچھ نمک دیا اور میرے سر پر لاد دیا۔ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور ان کے سامنے رکھ دیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر کہا اللہ اکبر اور کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو سیر کیا روٹی سے اس سے پہلے ہمارا یہ حال تھا کہ سوائے کھجور کے اور پانی کے کچھ میسر نہ تھا تو وہ کھانا ان لوگوں کو پورا نہ ہوا جب وہ چلے گئے تو ابو ہریرہ نے مجھ سے کہا اے بیٹے میرے بھائی کے اچھی طرح رکھ بکریوں کو اور پونچھتا رہنا کہ ان کی اور صاف کر جگہ ان کی اور نماز پڑھا اسی جگہ ایک کونے میں کیونکہ وہ بہشت کے جانوروں میں سے ہیں

(۱۶۷۷) عبدالرزاق (۵۳۰/۴) رقم (۸۷۵۱) ابن ابی شیبہ (۱۴۳/۵ - ۱۴۴) رقم (۲۴۵۵۳) بیہقی،

فی السنن الکبری (۲۵۸/۹) رقم (۱۸۹۹۹)۔

(۱۶۷۸) بخاری فی الأدب المفرد (۵۷۲)۔

قسم خدا کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ایک زمانہ قریب ہی ایسے لوگوں پر آئے گا کہ اس وقت ایک چھوٹا سا گلہ بکریوں کا آدی کو زیادہ پسند ہوگا مروان کے گھر سے۔

فائدہ: مروان اس وقت میں حاکم تھا مدینہ کا اس کا گھر بہت بڑا ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ بہ سبب فساد اور فتنوں کے جنگل میں ایک گوشہ عافیت شہر میں سلطنت کرنے سے بہتر ہوگا۔

۱۶۷۹۔ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ وَمَعَهُ رَبِيبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّ اللَّهُ وَكُلَّ مِمَّا يَلِيكَ۔
حضرت ابو نعیم و ہب بن کیسان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا آیا اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے ربیب عمر بن ابی سلمہ تھے (حضرت ام سلمہ کے بیٹے پہلے خاوند کے) رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ اپنے سامنے سے کھا، ہم اللہ کہہ کر۔

۱۶۸۰۔ عَنْ بَحْيِيِّ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ إِنَّ لِي بَيْتِيْمًا وَلَهُ إِبِلٌ أَفَأَشْرَبُ مِنْ لَبَنٍ إِيْلَيْهِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ كُنْتَ تَبْغِي ضَالَّةَ إِيْلَيْهِ وَتَهْنَأُ حَرْبَاهَا وَتَلْطُ حَوْضَهَا وَتَسْقِيهَا يَوْمَ وَرَدِهَا فَاشْرَبْ غَيْرَ مُضِرٍّ بِنَسْلٍ وَلَا نَاهِكٍ فِي الْحَلْبِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے سنا قاسم بن محمد کہتے تھے کہ ایک شخص آیا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس اور کہا میرے پاس ایک یتیم لڑکا ہے اس کے اونٹ ہیں کیا میں دودھ ان کا پوں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو اس کے گے ہوئے اونٹ ڈھونڈتا ہے اور خارشئی اونٹ میں دو انگاتا ہے اور ان کا حوض لپیٹا پوتا ہے اور ان کو پانی کے دن پانی پلاتا ہے (مطلب یہ ہے کہ محنت کرتا ہے اور اونٹوں کی خبر گیری رکھتا ہے) تو دودھ ان کا پی مگر نہ اس طرح کہ بچے کے لیے نہ بچے (یعنی سب دودھ نہ نچوڑ کہ بچہ بھوکا رہ جائے) اور نسل کو ضرر پہنچے یا اس اونٹنی کو ضرر پہنچے (مثلاً خوب زور سے دو ہے)۔

۱۶۸۱۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ لَا يُؤْتَى أَبَدًا بِطَعَامٍ وَلَا شَرَابٍ حَتَّى الدَّوَاءَ فَيَطْعَمَهُ أَوْ يَشْرِبُهُ إِلَّا قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا وَأَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَنَعَمْنَا اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُمَّ الْفَتْنَا نِعْمَتَكَ بِكُلِّ

(۱۶۷۹) بخاری (۵۳۷۶) کتاب الأطعمة: باب التسمية على الطعام والأكل باليمين، مسلم (۲۰۲۲)

أبو داود (۳۷۷۷) ترمذی (۱۸۵۷) ابن ماجه (۳۶۲۵) احمد (۲۶/۴) رقم (۱۶۴۴۲)۔

(۱۶۸۰) بیہقی (۲۸۴/۴۱۶) رقم (۱۰۹۹۶)۔

(۱۶۸۱) ابن ابی شیبہ (۲۴۵۰۲) رقم (۲۹۵۵۹)۔

شَرًّا فَاصْبَحْنَا مِنْهَا وَأُمْسَيْنَا بِكُلِّ خَيْرٍ فَتَسَأَلُكَ تَمَامَهَا وَشُكْرَهَا لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ
إِلَّاهُ الصَّالِحِينَ وَرَبُّ الْعَالَمِينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اللَّهُمَّ بَارِكْ
لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ -

حضرت عروہ بن زبیر کے سامنے جب کوئی کھانے پینے کی چیز آتی یہاں تک کہ دو ابھی تو اس کو کھاتے
پیتے اور کہتے سب خوبیاں اسی پروردگار کو لائق ہیں جس نے ہم کو ہدایت کی اور کھلایا اور پلایا اور نعمتیں عطا فرمائیں
وہ اللہ بڑا ہے اے پروردگار! تیری نعمت اس وقت آئی جب ہم سرسراہٹوں میں مصروف تھے ہم نے صبح کی اور
شام کی اس نعمت کی وجہ سے اچھی طرح ہم چاہتے ہیں تو پورا کرے اس نعمت کو اور ہمیں شکر کی توفیق دے سوائے
تیری بہتری کے کہیں بہتری نہیں ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے تیرے اے پروردگار! نیکوں کے اور پالنے والے
سارے جہان کے سب خوبیاں اللہ کو زیبا ہیں کوئی سچا معبود نہیں سوائے اس کے جو چاہتا ہے اللہ وہی ہوتا ہے کسی
میں طاقت نہیں سوائے خدا کے یا اللہ برکت دے ہماری روزی میں اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے -

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ اگر عورت غیر محرم مرد یا اپنے غلام کے ساتھ کھانا کھائے تو کیسا ہے؟ انہوں نے
جواب دیا کچھ قباحت نہیں ہے جب کہ عزت کے موافق ہو (یعنی ایسی صورت ہو جو اس عورت کے لیے بہتر ہو) اور وہ یہ
کہ اس جگہ اور لوگ بھی ہوں اور کہا کہ عورت کبھی اپنے خاوند کے ساتھ کھاتی ہے کبھی غیر کے ساتھ جس کو خاوند کھانا کھلایا
کرتا ہے کبھی بھائی کے ساتھ اور مکروہ ہے عورت کو خلوت کرنا غیر محرم کے ساتھ -

گوشت کھانے کا بیان

باب ما جاء في أكل اللحم

١٦٨٢ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِيَّاكُمْ وَاللَّحْمَ فَإِنَّ لَهُ ضَرَاوَةً
كَضَرَاوَةِ الْخَمْرِ -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بچو تم گوشت سے (یعنی بہت گوشت کھانے سے اور اس کی عادت کرنے
سے) کیونکہ گوشت کی طلب ہو جاتی ہے جیسے شراب پینے سے اس کی طلب ہو جاتی ہے۔ (پھر چھوڑنا
دشوار ہوتا ہے) -

١٦٨٣ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَدْرَكَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَمَعَهُ جِمَالٌ لَحْمٍ
فَقَالَ مَا هَذَا فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَرِمْنَا إِلَى اللَّحْمِ فَأَشْتَرَيْتُ بِدِرْهِمٍ لَحْمًا فَقَالَ عُمَرُ أَمَا يُرِيدُ

(١٦٨٢) ابن ابی شیبہ (٢٤٥٢٠) -

(١٦٨٣) ابن ابی شیبہ (٢٤٥١٤) حاکم (٤٥٥/٢) بیہقی فی الشعب (٥٦٧٢'٥٦٧٣) -

أَحَدُكُمْ أَنْ يَطْوِيَ بَطْنَهُ عَنْ جَارِهِ أَوْ ابْنِ عَمِّهِ أَيْنَ تَذْهَبُ عَنْكُمْ هَذِهِ الْآيَةُ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے ساتھ ایک بوجھ تھا گوشت کا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! ہم کو خواہش ہوئی گوشت کھانے کی تو ایک درہم کا گوشت خریدا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں چاہتا کہ اپنے پیٹ کو مارے اور ہمسائے کو کھلائے یا چچا کے بیٹے کو کھلائے کہاں بھلا دیا تم نے اس آیت کو ﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا﴾ الْآيَةَ - یعنی اڑا لیے تم نے اپنے مزے دنیا کی زندگی میں اور خوب فائدے اٹھائے تو آج کے دن چکھو ذلت کا عذاب آخر آیت تک -

انگٹھی پہننے کا بیان

باب ما جاء في لبس الخاتم

١٦٨٤ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَبَذَهُ وَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا قَالَ فَنَبَذَ النَّاسُ بِخَوَاتِمِهِمْ -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انگٹھی سونے کی پہنا کرتے تھے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اسے پھینک دیا اور فرمایا اب کبھی اس کو نہ پہنوں گا لوگوں نے بھی اپنی انگٹھیاں پھینک دیں۔

فائدہ: صحیحین میں ہے کہ پھر آپ نے انگٹھی چاندی کی بنائی لوگوں نے بھی چاندی کی انگٹھیاں بنائیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگٹھی بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی پھر ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے ہاتھ سے بیر اریس میں گر پڑی ہر چند تلاش کرایا مگر پتہ نہ لگا۔

١٦٨٥ - عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ عَنِ الْخَاتَمِ فَقَالَ الْبَسُهُ وَأَخْبِرُ النَّاسَ أَنِّي أَفْتَيْتُكَ بِذَلِكَ -

حضرت صدقہ بن یسار نے سعید بن مسیب سے پوچھا انگٹھی پہننے کی بابت انہوں نے کہا پہن اور لوگوں سے کہہ دے میں نے تجھے پہننے کو کہا ہے۔

(١٦٨٤) بخاری (٥٨٦٧) کتاب اللباس : باب خاتم الفضة ، مسلم (٢٠٩١) أبو داود (٤٢١٨)

ترمذی (١٧٤١) نسائی (٥١٦٤) ابن ماجہ (٣٦٤٣) احمد (١٨/٢) رقم (٤٦٧٧) -

(١٦٨٥) عبدالرزاق (١٣٥١) ابن ابی شیبہ (٢٥١١٤) -

جانوروں کے گلے سے پٹے اور گھنٹے
نکالنے کا بیان

باب ما جاء في نزع المعاليق
والجرس من العنق

۱۶۸۶۔ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرَ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَقِيلِهِمْ لَا تَبْقِيَنَّ فِي رِقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةً مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةً إِلَّا قَطَعْتُ -

حضرت عباد بن تیمیم سے روایت ہے کہ ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی ان کو کہ وہ ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سفر میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ کہا بھیجا اور لوگ سو رہے تھے کہ نہ باقی رہے کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا یا کوئی گنڈا اگر یہ کہ کاٹ ڈالا جائے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ یہ گنڈا نظر کے واسطے باندھتے تھے۔
فائدہ: گنڈا کا ٹانسا واسطے فرمایا کہ اس میں گھنٹا باندھتے تھے اور گھنٹا رکھنا اچھا نہیں ہے اس واسطے کہ دوڑانے میں یا چرانے میں کہیں تک نہ جائے یا اس کی آواز سے دشمن مطلع ہو جائے اور اپنا بچاؤ کر لے یا وہ لوگ نظر نہ لگنے کے واسطے گنڈا باندھتے تھے جیسے ہندوستان میں عام لوگ نیلا گنڈا جانور کے گلے میں اسی خیال سے باندھتے ہیں۔

باب الوضوء من العين
جس کو نظر لگ جائے اس کو وضو کرانے کا بیان

۱۶۸۷۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ اغْتَسَلَ أَبِي سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ بِالْخِرَارِ فَتَزَعُ حُبَّةَ كَانَتْ عَلَيْهِ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ يَنْظُرُ قَالَ وَكَانَ سَهْلٌ رَجُلًا أبيضَ حَسَنَ الْجِلْدِ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ مَا رَأَيْتُكَ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ عَدْرَاءَ قَالَ فَوَعَكَ سَهْلٌ مَكَانَهُ وَاشْتَدَّ وَعْكَهُ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبِرَهُ أَنَّ سَهْلًا وَعَكَ وَأَنَّهُ غَيْرُ رَاحٍ مَعَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ سَهْلٌ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِ عَامِرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَامٌ يَقْتُلُ أَحَدَكُمْ أَحَاهُ إِلَّا بَرَكْتُ إِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ تَوْضَأُ لَهُ

(۱۶۸۶) بخاری (۳۰۰۵) کتاب الجهاد والسير: باب ما قيل في الجرس ونحوه، مسلم (۲۱۱۵) أبو داود (۲۵۵۲) نسائی فی الکبری (۸۸۰۸) احمد (۲۱۶۰۵) رقم (۲۲۲۳۲) -
(۱۶۸۷) نسائی فی الکبری (۷۶۱۶) ابن ماجه (۳۵۰۹) أحمد (۴۸۶۳ - ۴۸۷) رقم (۱۶۰۷۶) -

فَتَوَضَّأَ لَهُ عَامِرٌ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ -

حضرت ابو امامہ بن بھل بن حنیف (یعنی اسعد) کہتے تھے میرے باپ نے غسل کیا خرار (ایک مقام ہے قریب بھے کے) میں تو انہوں نے اپنا جبہ اتارا اور عامر بن ربیعہ دیکھ رہے تھے اور بھل میرے باپ خوش رنگ تھے۔ عامر بن ربیعہ نے دیکھ کر کہا میں نے تو آپ کا سا کوئی آدمی نہیں دیکھا اور نہ کسی بکر (کنواری) عورت کا پوست اسی وقت بھل کو بخار آنے لگا اور سخت بخار آیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی شخص آیا اور بیان کیا کہ بھل کو بخار آ گیا ہے اب وہ آپ ﷺ کے ساتھ نہ جائیں گے یا رسول اللہ! تو رسول اللہ ﷺ بھل کے پاس آئے بھل نے عامر بن ربیعہ کا کہنا بیان کیا۔ آپ ﷺ نے سن کر فرمایا کیا مار ڈالے گا ایک تم میں سے اپنے بھائی کو (اور عامر کو کہا) کیوں تو نے سارک اللہ نہیں کہا (یعنی برکت دے اللہ جل جلالہ یا ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ جیسے دوسری روایت میں ہے) نظر لگنا سچ ہے بھل کے لیے وضو کر۔ پھر عامر نے بھل کے واسطے وضو کیا (دوسری حدیث میں اس کا بیان آتا ہے) بعد اس کے بھل اچھے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔

۱۶۸۸۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَى عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَغْتَسِلُ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخْبَأَةٍ فَلَبِطَ سَهْلٌ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَاللَّهِ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَقَالَ هَلْ تَتَّهَمُونَ لَهُ أَحَدًا قَالُوا نَتَّهَمُ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِرًا فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَامٌ يَقْتُلُ أَحَدَكُمْ أَحَاهُ إِلَّا بَرَكْتَ اغْتَسِلْ لَهُ فَعَسَلَ عَامِرٌ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمِرْقَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَدَاحِلَةَ إِزَارِهِ فِي قَدَحٍ ثُمَّ صُبَّ عَلَيْهِ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ -

حضرت ابو امامہ بن بھل بن حنیف (یعنی اسعد) سے روایت ہے کہ عامر بن ربیعہ نے بھل بن حنیف کو نہاتے ہوئے دیکھ لیا تو کہا میں نے آج کا سا کوئی آدمی نہیں دیکھا نہ کسی پردہ نشین (بالکل باہر نہ نکلنے والی) عورت کی ایسی کھال دیکھی۔ یہ کہتے ہی بھل اپنی جگہ سے (بیمار ہو کر) گر پڑے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر بیان کیا اور کہا یا رسول اللہ! آپ کچھ بھل بن حنیف کی خبر لیتے ہیں قسم خدا کی وہ اپنا سر بھی نہیں اٹھاتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری دانست میں کس نے اس کو نظر لگائی۔ انہوں نے کہا عامر بن ربیعہ نے آپ ﷺ نے عامر بن ربیعہ کو بلایا اور اس پر غصے ہوئے۔ اور فرمایا کیوں قتل کرتا ہے ایک تم میں سے اپنے بھائی کو تو نے سارک اللہ کیوں نہ کہا۔ اب غسل کر اس کے واسطے عامر نے اپنے منہ اور ہاتھ اور کہنیاں اور گھٹنے اور پاؤں

کے کنارے اور تہبند کے نیچے کا بدن پانی سے دھو کر اس پانی کو ایک برتن میں جمع کیا وہ پانی سہل پر ڈالا گیا سہل اچھے ہو گئے اور لوگوں کے ساتھ چلے۔

باب الرقية من العين نظر کے منتر کا بیان

۱۶۸۹۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ قَالَ دُخِلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبْنِي جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِحَاضَتَيْهِمَا مَا لِي أَرَاهُمَا ضَارِعَيْنِ فَقَالَتْ حَاضَتُهُمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ تَسْرَعُ إِلَيْهِمَا الْعَيْنُ وَلَمْ يَمْنَعْنَا أَنْ تَسْتَرْقِيَ لَهُمَا إِلَّا أَنَا لَا نَدْرِي مَا يُوَافِقُكَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَرْقُوا لَهُمَا فَإِنَّهُ لَوْ سَقَى شَيْءَ الْقَدَرِ لَسَبَقْتُهُ الْعَيْنُ۔

حضرت حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ جعفر بن ابی طالب کے دو لڑکے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے ان کی دایہ سے کہا کیا سبب ہے یہ لڑکے دبلے ہیں وہ بولیں یا رسول اللہ! ان کو نظر لگ جاتی ہے اور ہم نے منتر اس واسطے نہ کیا کہ معلوم نہیں آپ ﷺ ان کو پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا منتر کرو ان کے واسطے کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھتی تو نظر بڑھتی۔

فائدہ: عین کوئی چیز یہاں تک کہ خطر بھی تقدیر سے پیشتر نہیں ہوسکتی ہوتی وہی ہے جو قسمت میں ہوتا ہے عین آغویہ و عامین کچھ قہارت نہیں ہے اس طرح منتر وغیرہ میں شرط عین اس میں کوئی نکتہ خلاف شرع نہ ہو۔

۱۶۹۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الرُّبَيْعِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ صَبِيٌّ يَبْكِي فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ بِهِ الْعَيْنَ قَالَ عُرْوَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَسْتَرْقُونَ لَهُ مِنَ الْعَيْنِ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بی بی ام سلمہ کے مکان میں گئے اور گھر میں ایک لڑکا رو رہا تھا لوگوں نے کہا اس کو نظر لگ گئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا منتر کیوں نہیں کرتے اس کے لیے۔

باب ما جاء في أجر المريض بیمار کے ثواب کا بیان

۱۶۹۱۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَضَ الْعَبْدُ

(۱۶۸۹) سردمدی (۲۰۵۹) کتاب الطب: باب ما جاء في رقية من العين السليبي من بحري (۷۵۳۷)

سماحة (۳۵۱۰) - (۳۵۱۱) - (۳۵۱۲) - (۳۵۱۳) - (۳۵۱۴) - (۳۵۱۵) - (۳۵۱۶) - (۳۵۱۷) - (۳۵۱۸) - (۳۵۱۹) - (۳۵۲۰)

(۱۶۹۰) بحري (۵۷۳۹) کتاب الطب: باب ما جاء في رقية من العين السليبي من بحري (۷۵۳۷)

(۱۶۹۱) السليبي من بحري (۷۵۳۷) کتاب الطب: باب ما جاء في رقية من العين السليبي من بحري (۷۵۳۷) - (۷۵۳۸) - (۷۵۳۹) - (۷۵۴۰) - (۷۵۴۱) - (۷۵۴۲) - (۷۵۴۳) - (۷۵۴۴) - (۷۵۴۵) - (۷۵۴۶) - (۷۵۴۷) - (۷۵۴۸) - (۷۵۴۹) - (۷۵۵۰)

مَوْطَا اِمَامِ مَالِكٍ

بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ مَلَكَينِ فَقَالَ انظُرَا مَاذَا يَقُولُ لِعَوَادِهِ فَإِنْ هُوَ إِذَا جَاءُوهُ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ رَفَعَا ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ أَعْلَمُ فَيَقُولُ لِعَبْدِي عَلِيٍّ إِنْ تَوَقَّيْتُهُ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَإِنْ أَنَا شَفَيْتُهُ أَنْ أُبَدِلَ لَهُ لَحْمًا خَيْرًا مِنْ لَحْمِهِ وَدَمًا خَيْرًا مِنْ دَمِهِ وَأَنْ أَكْفُرَ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ -

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ دیکھتے رہو وہ کیا کہتا ہے ان لوگوں سے جو اس کی بیمار پرسی کو آتے ہیں۔ اگر وہ ان کے سامنے اللہ جل جلالہ کی تعریف اور ستائش کرتا ہے تو وہ دونوں فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں اللہ جل جلالہ کے پاس اور وہ خوب جانتا ہے مگر پوچھتا ہے بعد اس کے فرماتا ہے اگر میں اپنے بندے کو اپنے پاس بلا لوں گا تو اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جو شفا دوں گا تو پہلے سے اس کو زیادہ گوشت اور خون عنایت کروں گا اور اس کے گناہوں کو معاف کر دوں گا۔

۱۶۹۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ مُصِيبَةٍ حَتَّى الشُّوْكَةِ إِلَّا قَصَّ بِهَا أَوْ كَفَّرَ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ لَا يَذْرَى يَزِيدُ أَيُّهُمَا قَالَ عُرْوَةُ -

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مومن کو کوئی رنج یا مصیبت لاحق نہیں ہوتی مگر یہ کہ اس کے گناہ (صغیرہ) معاف کیے جاتے ہیں یہاں تک کہ کاٹنا بھی اگر لگے تو اس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ یزید نے کہا مجھے یہ یاد نہیں کہ عروہ نے قص اور کفر میں سے کون سا لفظ استعمال کیا تھا۔

۱۶۹۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدُ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ جل جلالہ بہتری کرنا چاہتا ہے اس پر مصیبتیں ڈالتا ہے۔

(۱۶۹۲) بحاری (۵۶۴۰) کتاب المرضی: باب ما جاء في كفارة المرضی مسموم (۶:۷۲) ترمذی

(۹۶۵) نسائی فی الکبری (۷۴۸۷) احمد (۸۸۰۶۱) معجم (۲۰۰۸۰)

(۱۶۹۳) بحاری (۵۶۵۵) کتاب المرضی: باب ما جاء في كفارة المرضی مسموم فی الکبری

(۱۴۷۸) احمد (۲۳۰۶) رقم (۱۶۲۴)

۱۶۶۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ الْمَوْتُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ هَيِّبًا لَهُ مَاتَ وَلَمْ يُتَيْلَ بِمَرَضٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُحَكِّ وَمَا يُدْرِيكَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ ابْتَلَاهُ بِمَرَضٍ يُكْفَرُ بِهِ عَنْهُ مِنْ سَيِّئَاتِهِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص مر گیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص بولا واہ کیا اچھی موت ہوئی نہ کچھ بیماری ہوئی نہ کچھ۔ آپ ﷺ نے فرمایا بھلا یہ کیا کہتا ہے تجھے کیا معلوم ہے کہ اگر اللہ جل جلالہ اس کو کسی بیماری میں مبتلا کرتا تو اس کے گناہوں کو معاف کرتا۔

باب التعوذ والرقية من المريض بیماری میں تعویذ منتر کرنے کا بیان

۱۶۹۵۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُثْمَانُ وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِي قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسَحْهُ بِبَيِّنِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ قَالَ فَقُلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَ اللَّهُ مَا كَانَ بِي فَلَمْ أَزَلْ أَمُرُ بِهَا أَهْلِي وَعَيْرَهُمْ۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ان کے ایسا درد ہوتا تھا جس سے قریب ہلاکت کے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا داہنا ہاتھ اپنے درد کے مقام پر سات بار پھیرا اور کہہ اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ۔ عثمان کہتے ہیں میں نے یہی کہا اللہ نے میرا درد دور کر دیا پھر میں ہمیشہ اپنے گھروالوں کو اور دوسرے لوگوں کو اس کا حکم دیتا۔

۱۶۹۶۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَيَّ نَفْسِي بِالْمُعَوَّذَاتِ وَيَنْفِثُ قَالَتْ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَنَا أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأُْمَسِّحُ عَلَيْهِ بِبَيْمِينِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا۔

(۱۶۹۴) علامہ ابائی نے اس روایت کو "ضعيف الترغيب والترهيب (۲۰۰۵)" میں ذکر فرمایا ہے۔

(۱۶۹۵) مسلم (۲۲۰۲) کتاب السلام: باب استحباب وضع يده على موضع الألم مع الدعاء، أبو

داود (۳۸۹۱) ترمذی (۲۰۸۰) نسائی فی الكبرى (۱۰۸۳۷) ابن ماجہ (۳۵۲۲) احمد

(۲۱/۴) رقم (۱۶۳۷۶)۔

(۱۶۹۶) بخاری (۵۰۱۶) کتاب فضائل القرآن: باب فضل المعوذات، مسلم (۲۱۰۲) أبو داود

(۳۹۰۲) ترمذی (۳۴۰۲) ابن ماجہ (۳۵۲۹) احمد (۱۰۴/۶) رقم (۲۵۲۳۵)۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب آپ ﷺ بہت بیمار ہوئے تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر آپ ﷺ کا داہنا ہاتھ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پھیرتی برکت کے واسطے۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنا ہاتھ نہ پھیرتیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پھیرتیں تاکہ برکت زیادہ اور جلد صحت ہو اور طہرائی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے سینے پر ہاتھ پھیر رہی تھیں اور صحت کی دعا کر رہی تھیں اس اثناء میں آپ ﷺ کو افاقہ ہوا آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں اللہ جل جلالہ سے ملنا چاہتا ہوں رفیق اعلیٰ سے ملنا یعنی ارواحِ انبیاء کی ارواح سے ملاقات کرنا۔

۱۶۹۷۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ دَخَلَ عَلَيَّ عَائِشَةَ وَهِيَ تَشْتَكِي وَيَهُودِيَّةٌ تَرْفِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ارْقِيهَا بِكِتَابِ اللَّهِ۔

حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہ بیمار تھیں اور ایک یہودی عورت اُن پر پڑھ کر پھونک رہی تھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کلام اللہ پڑھ کر پھونک (توریت یا قرآن)۔

فائدہ: اس اثر سے یہ نہیں نکلتا کہ رقیہ (منتر) غیر کتاب اللہ کے ساتھ ناجائز ہے بلکہ جواز رقیہ (منتر) کا ساتھ غیر کتاب اللہ کے حدیث صحیحین سے ثابت ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اجماع کیا ہے علماء نے جواز رقیہ (منتر) پر جب کہ تین شرطیں جمع ہوں اول یہ کہ رقیہ کلام اللہ یا اسماء یا صفات خدا کے ساتھ کیا جائے۔ دوم یہ کہ زبان عربی میں ہو یا ایسی زبان میں کہ اس کے معنی معلوم ہوں۔ سوم یہ کہ اس بات کا اعتقاد کیا جائے کہ رقیہ بذات خود موثر نہیں ہے بلکہ اللہ کی تقدیر سے اثر کرتا ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے ان شرط کے ہونے میں اور ارجح یہ ہے کہ شرط مذکورہ کا اعتبار ضروری ہے (اتحلی) یہاں سے معلوم ہوا کہ رقیہ (منتر) غیر کلام اللہ و اسماء و صفات الہی کے ساتھ جائز نہیں ہے (واللہ اعلم)۔

باب تعالج المريض

بیمار کے علاج کا بیان

۱۶۹۸۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابَهُ جُرْحٌ فَاتَّخَفَنَ الْجُرْحُ الدَّمَ وَأَنَّ الرَّجُلَ دَعَا رَجُلَيْنِ مِنْ بَنِي أَمَّارٍ فَنظَرَا إِلَيْهِ فَوَعَمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمَا أَيُّكُمَا أَطْبٌ فَقَالَا أَوْ فِي الطَّبِّ خَيْرٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَعَمَ زَيْدٌ أَنَّ رَسُولَ

(۱۶۹۷) بیہقی (۳۴۹/۱۹) رقم (۱۹۶۰۲) ابن حبان (۶۰۹۸)۔

(۱۶۹۸) ابن ابی شیبہ (۳۰/۵) (۳۱)۔

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنْزَلَ الدَّوَاءَ الَّذِي أَنْزَلَ الْأَدْوَاءَ -

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زخم لگا اور خون وہاں آ کر بھر گیا تو اس شخص نے دو شخصوں کو بلا یا بنی انمار میں سے ان دونوں نے آ کر دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ تم دونوں میں سے کون طب زیادہ جانتا ہے وہ بولے یا رسول اللہ! طب میں بھی کچھ فائدہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو ابھی اسی نے اتاری ہے جس نے بیماری اتاری ہے۔

۱۶۹۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ سَعْدَ بْنَ زُرَّارَةَ أَكْتَوَى فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّبْحَةِ فَمَاتَ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعد بن زرارہ نے داغ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خناق کی بیماری میں تو مر گئے۔

۱۷۰۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَكْتَوَى مِنَ اللَّقْوَةِ وَرُقِيَ مِنَ الْعَقْرَبِ -

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے داغ لیا لقوہ میں اور رستہ کیا بچھوگا۔

فائدہ: قوم ایک مرتبہ سے بچے۔ پر وہ اس سے مراد سمجھا جاتا ہے۔

بخار میں پانی سے غسل کرنا

باب الغسل بالماء من الحمى

۱۷۰۱۔ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ كَانَتْ إِذَا أَتَيْتْ بِالْمَرْأَةِ وَقَدْ حُمَّتْ نَدَعُو لَهَا أَحَدَتِ أَسْمَاءَ فَضَمَّتْ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَيْضِهَا وَقَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ أَنْ تُبْرِدَهَا بِالْمَاءِ -

حضرت فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے پاس جب کوئی عورت آتی جو بخار میں مبتلا ہوتی تو پانی منگا کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے تھے بخار کو ٹھنڈا کرنے کا پانی ہے۔

(۱۶۹۹) ابن ماجہ (۳۴۹۲) کتاب الطب: باب من اکتوی 'ترمذی (۲۰۵۰) احمد (۶۵۰۴)۔

(۱۷۰۰) عبدالرزاق (۱۹۷۷۴) ابن ابی شیبہ (۲۳۵۹۸) بیہقی (۳۴۳/۹) رقم (۱۹۵۵۶) شرح معانی الآثار (۳۴۳/۴)۔

(۱۷۰۱) بخاری (۵۷۲۴) کتاب الطب: باب الحمى من فوج حنمہ 'مسلم (۲۲۱۱) ترمذی۔

(۲۰۷۶) سنائی فی الکبریٰ (۷۶۱۱) ابن ماجہ (۳۴۷۴) احمد (۳۴۶۰۶)۔

۱۷۰۲۔ عن عروة بن زبير أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْحُمَى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرُدُوهَا بِالْمَاءِ .

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخار جہنم کا جوش ہے اس کو ٹھنڈا کرو پانی سے۔

باب عيادة المريض والطيرة

بیماری پر سی اور فال بد کا بیان

۱۷۰۳۔ عن جابر بن عبد الله أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عَادَ الرَّجُلُ الْمَرِيضَ حَاضِ الرِّخْمَةَ حَتَّى إِذَا قَعَدَ عِنْدَهُ قَرَّتْ فِيهِ أَوْ نَحْوَ هَذَا .

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے بیمار کو دیکھنے جاتا ہے تو گھس جاتا ہے پروردگار کی رحمت میں پھر جب وہاں بیٹھتا ہے وہ رحمت اس شخص کے اندر بیٹھ جاتی ہے یا مثل اس کے کچھ فرمایا۔

۱۷۰۴۔ عن ابن عطية أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا هَامَ وَلَا ضَفْرَ وَلَا يَخْلُ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمَصْحِ وَيَخْلُلُ الْمَصْحُ حَيْثُ شَاءَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ أَدَى .

حضرت ابن عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے عدوی (یعنی چھوت ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا) اور نہ ہام (الوجس کو لوگ منخوس سمجھتے ہیں یا مردے کی روح جانور کی شکل) اور نہ صفر کا مہینہ (جس کو لوگ منخوس جانتے ہیں تیرہ تیزی میں کوئی کام کرنا بہتر نہیں جانتے) لیکن بیمار اونٹ تندرست اونٹ کے پاس نہ اتار جائے البتہ جس شخص کا اونٹ اچھا ہو اس کو اختیار ہے جہاں چاہے اترے لوگوں نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا مرض سے نفرت ہوتی ہے یا تکلیف ہوتی ہے۔

فائدہ۔ بخاری کی روایت میں ہے ابو اسحاق مدائری نے جو بھوت شکل کا کفارے کا یہ اعتقاد تھا کہ بیماری کو یہ وقت ہے نہ خود دوسرے آدمی ہلک جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ خیال غلط ہے اور یہ بھی گمان تھا کہ انوکھی کے مکان پر

(۱۷۰۲) بخاری (۵۷۲۵) کتاب الطب : باب الحمى من فيح جهنم، مسلم (۲۲۱۰) ترمذی

(۲۰۷۴) نسائی فی الکبریٰ (۷۶۰۷) ابن ماجہ (۳۴۷۱) احمد (۵۰۱۶) -

(۱۷۰۳) بخاری فی الأدب المفرد (۵۲۴) احمد (۳۰۴۳) رقم (۱۴۳۱۰) -

(۱۷۰۴) بخاری (۵۷۱۷) کتاب انقب . باب لا صفر و هو داء يأخذ البص، مسلم (۲۲۲۰) ابو داؤد

(۲۳۹۹) احمد (۲۶۷۲) رقم (۷۶۰۹) بیہقی (۲۱۷۰۷) رقم (۱۴۲۳۹) - (۱۴۳۹) -

بیٹھے تو وہ گھرا جائے گا یا صفر کے مہینے میں کوئی کام کرے تو اس میں بہتری نہ ہوگی یا جنگل میں دیوبھوت رنگ برنگ کی شکلیں بناتے ہیں اور لہ گول کر راہ بھلا دیتے ہیں اور ضرر پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں۔ یہ سب خیالات شرع میں لغو اور غلط کیے گئے۔ کسی سے کچھ نہیں ہو سکتا بغیر خدا کے حکم کے کوئی نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان دے سکتا ہے۔

باب السنة في الشعر بالول کا بیان

۱۷۰۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِحْقَاءِ الشُّوَارِبِ وَإِعْقَاءِ اللَّحَى -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا مونچھوں کے موٹے کا اور ڈاڑھیوں کے چھوڑ دینے کا۔

فائدہ: یعنی ان بالوں کا جو ہونٹ سے لگے ہیں یا ساری مونچھوں کا۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک کترنا افضل ہے بعضوں کے نزدیک موٹے نا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کترتے تھے جیسا ترمذی نے روایت کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحابہ بعض کترتے تھے بعض موٹے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی ڈاڑھیاں ایک مٹھی کے برابر رکھتے تھے اور اس سے زیادہ کتر ڈالتے تھے۔ امام مالک سے سوال ہوا کہ اگر ڈاڑھی لمبی ہو جائے انہوں نے کہا کرنی چاہیے۔ ترمذی نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ریش مبارک میں سے کتر لیا کرتے تھے طول وعرض سے تاکہ گول ہو جائے۔

۱۷۰۶۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجِّ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ وَتَنَاولَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيُّنَ عُلَمَاءُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكْتُ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسْأَوْهُمْ -

حضرت حمید بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے معاویہ بن ابوسفیان سے سنا جس سال انہوں نے حج کیا اور وہ منبر پر تھے انہوں نے ایک بالوں کا چٹلا اپنے خادم کے ہاتھ سے لیا اور کہتے تھے کہ اے مدینہ والو! کہاں ہیں علماء تمہارے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کرتے تھے اس سے اور فرماتے تھے کہ تباہ ہوئے بنی اسرائیل جب ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کیا۔

(۱۷۰۵) بخاری (۵۸۹۲) کتاب اللباس : باب تفلیم الأظفار، مسلم (۲۵۹) أبو داود (۴۱۹۹)

ترمذی (۲۷۶۴) نسائی (۱۵) احمد (۱۵۶، ۲) رقم (۶۴۵۶)۔

(۱۷۰۶) مسلم (۲۱۲۷) کتاب اللباس والرینة : باب تحريم فعل الواصلة، أبو داود (۴۱۶۷) ترمذی،

(۲۷۸۱) نسائی (۵۲۴۵) احمد (۹۵/۴) رقم (۱۶۹۹۰)۔

بالوں میں کنگھی کرنے کا بیان

باب اصلاح الشعر

۱۷۱۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ ابْنَ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِي حُمَّةً فَأُرَجِّلُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَأَكْرِمُهَا فَكَانَ أَبُو قَتَادَةَ رُبَّمَا دَهْنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرْتَيْنِ لَمَّا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَأَكْرِمُهَا -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ابوقنادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میرے بال کدڑوں تک ہیں ان میں کنگھی کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کنگھی کرو اور بالوں کی عزت کرو۔ ابوقنادہ رضی اللہ عنہ کبھی ایک دن میں دو بار تیل ڈالتے اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بالوں کی عزت کرو۔

۱۷۱۱۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَّارٍ أَخْبَرَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ نَابِرَ الرَّأْسِ وَاللَّحْيَةَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ أَنَّ الْحُرْجُ كَسَائِهِ يَعْنِي إِصْلَاحَ شَعْرِ رَأْسِهِ وَلَحْيَتِهِ فَفَعَلَ الرَّجُلُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ هَذَا حَيْبًا مِنْ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدُكُمْ نَابِرَ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ شَيْطَانٌ -

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص جس کے بال سر اور ڈاڑھی کے پریشان تھے آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اشارہ کیا یعنی مسجد سے باہر جا اور بالوں کو درست کرنے آئے۔ وہ شخص راست کر کے پھر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ اچھا نہیں اس صورت سے کہ آئے کوئی تم میں سے پریشان سر جیسے شیطان۔

بالوں کے رنگنے کے بیان میں

باب ما جاء في صبغ الشعر

۱۷۱۲۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَعْقُوثَ قَالَ وَكَانَ حَلِيسًا بِهِمْ وَكَانَ يُبْصِرُ اللَّحْيَةَ وَالرَّأْسَ وَالْفِعْدَةَ عَلَيْهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ حَصَرَهُمَا قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ هَذَا أَحْسَنُ فَقَالَ إِنَّ أُمَّي عَائِشَةَ رَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَسَلَتْ إِلَى الْبَارِحَةِ حَارِثَتَهَا نُحَيْلَةَ فَأَسَمَتْ بِرَأْسِهَا لَأَسْعُفَ وَأُحْسَمَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ كَانَ يَصْبُغُ -

(۱۷۱۰) سنن مالک (۲/۲۷۷) باب اصلاح الشعر

(۱۷۱۱) ابن ماجہ (۱/۲۱۶) باب اصلاح الشعر و فی غلب اللب و فی اختلاف السنن (۲/۲۳۶)

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن اسودان کا ہم صحبت تھا اور اس کے سراور ڈاڑھ کے بال سب سفید تھے ایک روز صبح کو آیا اپنے بالوں پر سرخ خضاب لگا کر تو دو گوں نے کہا: ایسا ہے وہ یوں میری ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بھیجا نخیلہ اپنی اونٹنی کے ہاتھ قسم دے کر کہ تو اپنے بالوں پر صاب لگا اور بیان کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی خضاب لگایا کرتے تھے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ سیاہ خضاب میں میں نے کوئی حدیث نہیں سنی اور سوائے سیاہ کے اور کوئی رنگ بہتر ہے اور خضاب نہ کرنا بہتر ہے اگر خدا چاہے اور لوگوں پر اس بارے میں چھٹی نہیں ہے۔

فائدہ: عمر مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے یونانہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ذکر میں مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عَجْرُوا هَذَا الشَّيْبَ وَاجْتَنِبُوا فِيهِ السَّوَادَ اور امام احمد نے بھی اس حدیث کو مسند میں روایت کیا ہے اور ابو داؤد و ترمذی نے ان میں اس حدیث سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي أَحْسَرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يُرِيحُونَ زَانِحَةَ الْعَنَّةِ۔ پس حق اس باب میں یہ ہے کہ خضاب سیاہ بہتر ہے اور سوائے سیاہ کے اور خضاب مندوب و مباح ہے۔ وَالْتَفْصِيلُ فِي هِدَايَةِ السَّائِلِ إِلَى أَوْلَى الْمَسْأَلِ۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگا پڑا اور یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے پاس میں ہوا کہ تمہیں۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زرد خضاب کیا کرتے تھے اور مٹھ نے روایت کیا کہ آپ نے خضاب کیا مہندی کا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (زر قانی)

باب ما يومر به من التعوذ عند النوم سوتے وقت شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان

۱۷۱۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ لَبَغْنَى أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْبَغِي أَرْوُغٌ فِي مَنَامِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّمَاةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَخْضُرُونَ۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں ڈرتا ہوں سوتے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پڑھ لیا کہ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّمَاةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَخْضُرُونَ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے پورے کلمات سے اس کے غمے اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور شیطانوں کے میرے پاس آنے سے۔

(۱۷۱۳) أبو داؤد (۳۸۹۳) کتاب الطب: باب کیف الرقی ترمذی (۳۵۲۸) سنن ابی یوسف (۱۷۱۳)

(۱۷۱۳) سنن ابی یوسف (۱۸۱۰۲) رقم (۶۶۹۶)۔

۱۷۱۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ أَسْرَى بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى عِفْرِيئًا مِنَ الْجَنِّ يَطْلُبُهُ بِشُعْلَةٍ مِنْ نَارٍ كُلَّمَا تَنَفَّتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَاهُ فَقَالَ لَهُ جَبْرِيلُ أَفَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولُهُنَّ إِذَا قُلْتَهُنَّ طَفِعَتْ شُعْلَتُهُ وَخَرَّ لِيْفِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَى فَقَالَ جَبْرِيلُ فَقُلْ أَعُوذُ بِوَجْهِ اللَّهِ الْكَرِيمِ وَبِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ اللَّاحِي لَا يُحَاوِرُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَشَرِّ مَا يُعْرَجُ فِيهَا وَشَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَشَرِّ مَا يُعْرَجُ مِنْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِعَجْرٍ يَا رَحْمَنُ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جس رات معراج ہوئی ایک دیوانہ نظر آیا گویا اس کے ایک ہاتھ میں شعلہ تھا آگ کا جب رسول اللہ ﷺ نگاہ کرتے تو اس کو دیکھتے آپ ﷺ کی طرف چلا آتا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا میں آپ ﷺ کو چند ایسے کلمات سکھا دوں کہ اگر آپ ﷺ ان کو فرمائیں تو ان کا شعلہ بجھ جائے آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں سکھاؤ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اَعُوذُ بِوَجْهِ اللَّهِ الْخَ یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے منہ (یعنی ذات) سے جو بڑا عزت والا ہے اور اس کے کلمات سے جو پورے ہیں جن سے کوئی نیک یا بد آگے نہیں بڑھ سکتا (یعنی ان سے زیادہ علم نہیں رکھتا) برائی سے اس چیز کی جو آسمان سے اترے اور جو آسمان کی طرف چڑھے اور برائی سے اُن چیزوں کی جن کو پیدا کیا ہے اس نے زمین میں اور جو نکلے زمین سے اور رات دن کے فتنوں سے اور شب و روز کی آفتوں سے اور حادثوں سے مگر جو حادثہ بہتر ہو اے رحمن۔

فائدہ: نسائی کی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے اس دعا کو پڑھا تو وہ دیوانہ ہاگ پڑا اور اس کا شعلہ بجھ گیا۔

۱۷۱۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ قَالَ مَا نِمْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَى شَيْءٍ فَقَالَ لَدَعْتَنِي عَقْرَبٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكَ لَوِ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص اسلم کا (اسلم ایک قبیلہ خزاعہ میں سے) بولا میں رات کو نہیں سویا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیوں کس وجہ سے؟ وہ بولا مجھے بچھونے کا تا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو

(۱۷۱۴) نسائی فی الکبریٰ (۱۰۷۹۳) احمد (۴۱۹/۳) رقم (۱۵۵۳۹)۔

(۱۷۱۵) مسلم (۲۷۰۹) کتاب الذکر والدعاء۔ باب فی التعوذ من سوء القضاء، أبو داود (۲۸۹۹)

ترمذی (۱۳۶۰۴) ابن ماجہ (۵۱۸) احمد (۳۷۵/۲) رقم (۸۸۶۷)۔

شام کے وقت یہ کہہ لیتا اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے پورے کلمات سے اُن چیزوں کے شر سے جن کو پیدا کیا اس نے) تو چھو تجھے کچھ ضرر نہ دیتا۔

۱۷۱۶۔ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ أَنَّ كَعْبَ الْأَخْبَارِ قَالَ لَوْلَا كَلِمَاتُ أَقْوَلُهُنَّ لَجَعَلْتَنِي يَهُودَ حِمَارًا فَقِيلَ لَهُ وَمَا هُنَّ فَقَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِ اللَّهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُحَاوِرُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِأَسْمَاءِ اللَّهِ الْحُسْنَى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرًّا وَذَرًّا۔

حضرت قعقاع بن حکیم سے روایت ہے کہ کعب اخبار (بڑے عالم تھے یہودیوں کے پھر مسلمان ہو گئے) نے کہا اگر میں چند کلمات نہ پڑھا کرتا تو یہودی (جادو کر کے) مجھے گدھا بنا دیتے لوگوں نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں کعب نے کہا اَعُوذُ بِوَجْهِ اللَّهِ الْعَظِيمِ الخ یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے منہ (یعنی ذات) سے جو بڑی عظمت والا ہے نہیں ہے کوئی چیز عظمت میں اس سے بڑھ کر اور اس اللہ کے پورے کلمات سے جن سے کوئی نیک یا بد آگے نہیں بڑھ سکتا (یعنی ان سے زیادہ علم نہیں رکھتا) اور اس اللہ کے تمام اسمائے حسنی (اچھے ناموں) سے جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا۔ اس چیز کے شر سے جس کو اس نے بنایا پیدا کیا اور پھیلایا۔

باب ما جاء في المتحابين في الله خدا کے واسطے دوستی رکھنے والوں کا بیان

۱۷۱۷۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيُّنَ الْمُتَحَابِّينَ لِجَلَالِي الْيَوْمِ أَظْلَهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ ارشاد فرمادے گا دن قیامت کے کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو آپس میں دوستی رکھتے تھے میری بزرگی کے واسطے آج کے دن میں ان کو سائے میں رکھوں گا یہ وہ دن ہے جس دن کہیں سایہ نہیں سوائے میرے سائے کے۔

۱۷۱۸۔ عَنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ

(۱۷۱۶) عبد الرزاق (۱۹۸۳۳) ابن ابی شیبہ (۲۹۵۹۲) ابو نعیم فی الحلبة (۳۷۷/۵ - ۳۷۸)۔

(۱۷۱۷) مسلم (۲۵۶۶) کتاب البر والصلوة والآداب: باب فی فضل الحب فی اللہ احمد (۲۳۷/۲) رقم (۷۲۳۰) دارمی (۲۷۵۷)۔

(۱۷۱۸) بخاری (۲۸۰۶) کتاب الجهاد والسير: باب قول اللہ تعالیٰ من المؤمنین رجال صدقوا

مسلم (۱۰۳۱) ترمذی (۲۳۹۱) نسائی (۵۲۸۰) احمد (۴۳۹/۲) رقم (۹۶۶۳)۔

قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَى ذَلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتٌ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالَهُ مَا تَنَفَّقَ يَمِينَهُ -

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا (یعنی قیامت میں) ایک تو منصف حاکم دوسرے وہ جوان جو جوانی کی اُمگ ہی سے خدا کی بندگی میں مشغول ہو تیسرے وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہے جب کہ نکلے پھر آنے تک (یعنی نکلنے سے داخل ہونے تک) چوتھے وہ دومرد جو خدا کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں تو اسی پر اور جدا ہوتے ہیں تو اسی پر پانچویں وہ مرد جس نے خدا کو یاد کیا تہائی میں دونوں آنکھوں سے اس کی آنسو بہہ نکلے چھٹے وہ مرد جس کو شریف خوبصورت عورت نے بد فعلی کے لیے بلایا وہ بولا مجھے خوف ہے اللہ کا جو پالنے والا ہے سارے جہان کا ساتویں وہ مرد جس نے خیرات کی چھپا کر یہاں تک کہ جو دہانے ہاتھ سے دیا یا کیں ہاتھ کو اس کی خبر نہیں ہوئی۔

۱۷۱۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعَبْدَ قَالَ لِجِبْرِيلَ قَدْ أَحْبَبْتُ فَلَنَا فَأَجِبْهُ فَيَجِبُهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ ينادي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فَلَنَا فَأَجِبُوهُ فَيَجِبُهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوَضِّعُ لَهُ الْقَبُولَ فِي الْأَرْضِ وَإِذَا أَبْغَضَ اللَّهُ الْعَبْدَ قَالَ مَالِكٌ لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي الْبُغْضِ مِثْلَ ذَلِكَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو پکارتا ہے جبریل علیہ السلام کو اور یہ فرماتا ہے کہ بے شک خدا نے فلا نے کو دوست رکھا ہے سو تو بھی اس کو دوست رکھ تو جبریل علیہ السلام اس سے محبت رکھتا ہے پھر پکار دیتا ہے جبریل آسمان والوں میں یعنی فرشتوں میں کہ بے شک خدا نے فلا نے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیت اتاری جاتی ہے یعنی زمین کے نیک لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں اور جب خدا کسی بندے سے ناراض و غصہ ہوتا ہے (تو بھی اسی طرح کرتا ہے یعنی اس کا اُلٹ)۔

فائدہ: اپنی خدا کی بندگی میں محبت ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اس کو آمان و زمین میں مشغول رہنا چاہئے۔

(۱۷۱۹) بحاری (۶۰۴۰) کتاب الأدب . باب المقة من الله مسلم (۲۶۳۷) ترمذی (۶۱)

سنائی فی الکبری (۷۷۴۷) أحمد (۲۶۷۱۲) رقم (۷۶۱۴)۔

واسطے استغفار کیا کریں اور زمین کے لوگ اس کے واسطے نیب، ماما کریں اس سے محبت رکھیں اس کی توفیقیں کریں اس کی نیب راہ پر چلیں۔ یہی سبب ہے کہ اہل بیت سے اکثر لوگ محبت رکھتے ہیں۔ ان میں محبت بھی ایسی نہیں ہے جو اہل بیت سے محبت ہے کہ ان کو کئی اور انسان کا مقدر جان کر ان کو خدا کی میں شریک کرتے ہیں یہ محبت نہیں یہ کیفیت میں ان سے عداوت ہے۔

مسئلہ امام مالک نے فرمایا میرا خیال ہے کہ بغض و خدائی نہ رکھیں میں بھی حضرت نے ایسا ہی فرمایا ہے (یعنی آفرین جمع کے آئے جسی اس قسم کا مضمون فرمایا ہوگا صرف محبت کے بجائے غمہ کا لفظ فرمایا ہوگا)۔

۱۷۲۰۔ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقٍ فَإِذَا فَتَى شَابٌّ بَرَّاقٌ النَّبَاتِي وَإِذَا النَّاسُ مَعَهُ إِذَا اِخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَسْتَدُوا إِلَيْهِ وَصَدَرُوا عَنْ قَوْلِهِ فَسَأَلْتُ عَنْهُ وَبَيَّلَ هَذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ هَجَرْتُ فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي بِالتَّهْجِيرِ وَوَجَدْتُهُ يَصَلِّي قَالَ فَأَنْتَظِرْتُهُ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَاللَّهِ إِنِّي لِأَحِبُّكَ لِلَّهِ فَقَالَ اللَّهُ فَقُلْتُ اللَّهُ فَقَالَ اللَّهُ فَقُلْتُ اللَّهُ قَالَ فَأَحْزَنِي بِحُبِّيهِ رِدَائِي فَجَبَدَنِي إِلَيْهِ وَقَالَ أَبَشْرُ فِبَائِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَحِبُّ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَحَالِسِينَ فِيَّ وَالْمُتَرَاوِرِينَ فِيَّ وَالْمُتَبَادِلِينَ فِيَّ۔

حضرت ابو ادريس خولانی سے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں دمشق کی مسجد میں گیا وہاں میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو سفید دندان تھا اس کے ساتھ والے لوگ جب کسی بات میں اختلاف کرتے ہیں تو جو وہ کہتا ہے اسی کی سند پکڑتے ہیں اور اس کے قول پر قائم جاتے ہیں میں نے پوچھا یہ نوجوان کون ہے لوگوں نے کہا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب دوسرا روز ہوا تو میں بہت سویرے گیا دیکھا تو وہ مجھ سے آگے آئے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں میں ٹھہرا رہا جب نماز پڑھ چکے تو میں ان کے سامنے آیا اور سلام کیا پھر میں نے کہا میں تم کو اللہ جل جلالہ کے واسطے چاہتا ہوں اور محبت کرتا ہوں انہوں نے کہا اللہ کے واسطے! میں نے کہا اس اللہ کے واسطے! انہوں نے پھر کہا اللہ کے واسطے! میں نے کہا ہاں اللہ کے واسطے پھر انہوں نے میری چادر کا ہاتھ پکڑ کر مجھے گھسیٹا اور کہا خوش ہو جا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے واجب ہوئی محبت میری ان لوگوں سے جو میرے واسطے دوستی اور محبت رکھتے ہیں اور میرے واسطے مل کر بیٹھتے ہیں (ذکر الہی کرنے کو یا علم دین سکھانے کو) اور میرے واسطے اپنی جان اور مال صرف کرتے ہیں اور میرے واسطے ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہیں۔

۱۷۲۱- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الْقَصْدُ وَالتَّوَدُّهُ وَحُسْنُ السَّمْتِ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةِ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ -

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں (طبرانی نے معجم کبیر میں اس کو مروفاً روایت کیا ہے) میانہ روی اور نرمی اور اچھی سچ دھج ایک جز ہے نبوت کے پچیس جزوں میں سے۔

خواب کا بیان

باب ما جاء في الرؤيا

۱۷۲۲- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا خواب نیک بخت آدمی کا نبوت کا ایک جز ہے چھیالیس جزوں میں سے۔

فائدہ: مگر نبوت کا جز نبوت نہیں ہو سکتا اور یہ قید لگائی کہ اچھا خواب ہو اور نیک بخت آدمی کا ہو کیونکہ اکثر خواب خیالات ہوتے ہیں، اعتبار کے قابل نہیں ہوتے مگر نیک بخت صالح آدمیوں کے بعض خواب سچے ہوتے ہیں۔

۱۷۲۳- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَثَلِ ذَلِكَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

۱۷۲۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَنْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْعَدَاةِ يَقُولُ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا وَيَقُولُ لَيْسَ يَتَّقِي بَعْضِي مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةَ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہوتے صبح کی نماز سے تو فرماتے

(۱۷۲۱) بخاری فی الأدب المفرد (۷۹۱) أبو داود (۴۷۷۶) أحمد (۶۹۶/۱) رقم (۲۶۹۸) ترمذی

(۲۰۱۰) ابن ابی شیبہ (۳۴۷۶۱) -

(۱۷۲۲) بخاری (۶۹۸۳) کتاب التعمیر: باب رؤيا الصالحين، مسلم (۲۲۶۴) نسائی فی الکبری

(۷۶۲۴) ابن ماجہ (۳۸۹۳) أحمد (۱۲۶/۳) رقم (۱۲۲۹۷) -

(۱۷۲۳) بخاری (۶۹۸۸) کتاب التعمیر: باب الرؤيا الصالحة جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة،

مسلم (۲۴۲۳) أبو داود (۵۰۱۹) ترمذی (۲۲۷۰) ابن ماجہ (۳۸۹۴) أحمد (۳۶۹/۲)

رقم (۸۸۰۵) -

(۱۷۲۴) بخاری (۶۹۹۰) کتاب التعمیر: باب المبشرات، أبو داود (۵۰۱۷) نسائی فی الکبری

(۷۶۲۱) أحمد (۳۲۵/۲) رقم (۷۲۹۶) -

کہ تم میں سے کسی نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہے اور فرماتے کہ میرے بعد نبوت میں سے کچھ باقی نہ رہے گا سوائے اچھے خواب کے (یہ بھی ایک جز ہے نبوت کا یہ رہ جائے گا)۔

۱۷۲۵۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنْ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ فَقَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ أَوْ تُرَى لَهُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْأًا مِنَ النَّبُوَّةِ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کچھ نہ رہے گا مگر مبشرات (خوشخبریاں) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اچھے خواب جس کو نیک بخت آدمی دیکھے یا دوسرا اس کے واسطے دیکھے یہ جز ہے نبوت کے چھالیس جزوں میں سے۔

۱۷۲۶۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الشَّيْءَ يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُتْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِذَا اسْتَيْقَظَ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا هِيَ أَثْقَلُ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَلَمَّا سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ فَمَا كُنْتُ أَبَالِيهَا۔

حضرت ابوقتادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور بُرے خواب شیطان کی طرف سے تو جب کوئی تم میں سے بُرے خواب دیکھے تو چاہیے کہ بائیں طرف تھوک دے تین بار اور پناہ مانگے اللہ سے اس کے شر سے پھر وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا اگر خدا چاہے ابوسلمہ نے کہا پہلے میں خواب ایسے دیکھتا جن کا بوجھ میرے اوپر پہاڑ سے بھی زیادہ رہتا جب سے میں نے اس حدیث کو سنا اُن کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

فائدہ: کیونکہ اس حدیث میں بُرے خواب کی بُرائی سے بچنے کا طریقہ معلوم ہو گیا اب دل میں خواہ مخواہ دوسرے نہ رکھا اور اندیشہ نہ کیا اللہ جل جلالہ کی پناہ بڑی قوی اور مضبوط ہے۔

(۱۷۲۵) بخاری (۷۰۱۷) کتاب التبعیر: باب القید فی المنام، مسلم (۲۲۶۳) أبو داود (۵۰۱۹) ترمذی (۲۲۷۰) ابن ماجہ (۳۹۰۶) احمد (۲۶۹/۲) رقم (۷۶۳۰) دارمی (۲۱۴۳)۔

(۱۷۲۶) بخاری (۵۷۴۷) کتاب الطب: باب النفث فی الرقیة، مسلم (۲۲۶۱) أبو داود (۵۰۲۱)

ترمذی (۲۲۷۲) نسائی فی الکبری (۷۴۲۷) ابن ماجہ (۳۹۰۹) دارمی (۴۱۴۲)۔

۱۷۲۷۔ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ لَهُمُ الْبَشَرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ قَالَ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ أَوْ تُرَى لَهُ۔

حضرت عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ یہ جو اللہ جل جلالہ نے فرمایا ﴿لَهُمُ الْبَشَرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ الآیہ ان کے واسطے خوشخبریاں ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی الخ اس سے مراد نیک خواب ہے جس کو آدمی خود دیکھے یا کوئی اس کے واسطے دیکھے۔

چوسر یا شطرنج کا بیان

باب ما جاء في النرد

۱۷۲۸۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے چوسر کھیلا (یا شطرنج) تو اس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

فائدہ: کیونکہ اس کھیل سے دشمنی پیدا ہوتی ہے اور اللہ کی یاد نہیں رہتی اور نماز قضا ہو جاتی ہے یہ کھیل سلف کے نزدیک قطعاً حرام ہے دوسری حدیث میں ہے جس نے چوسر کھیلا اس نے گویا اپنا ہاتھ سور کے گوشت میں اور خون میں رنگ لیا امر ثلاثا اس کی حرمت کے قائل ہیں اور شافعی کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے جب کہ مواعظت نہ ہو اور عبادات اس کے باعث سے فوت نہ ہوں اور شرط نہ ہو ورنہ حرام ہے۔

۱۷۲۹۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا بَلَغَتْهَا أَنَّ أَهْلَ بَيْتِ فِي دَارِهَا كَانُوا سَكَنَانَا فِيهَا وَعِنْدَهُمْ نَرْدٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ لِيَنْ لَمْ تُخْرِجُوها لِأَخْرَجَتْكُمْ مِنْ دَارِي وَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے گھر میں کچھ لوگ رہا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنان کے پاس شطرنج (یا چوسر) ہے تو کہلا بھیجا کہ شطرنج (یا چوسر) کو تم دور کر دو میرے گھر سے نہیں تو میں تم کو اپنے گھر سے نکال دوں گی اور تم اچانا اس کو۔

۱۷۳۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ يَلْعَبُ بِالنَّرْدِ ضَرَبَهُ وَكَسَرَهَا قَالَ

(۱۷۲۷) احمد (۱۲۹/۶) رقم (۲۵۴۹۰) بیہقی فی شعب الإیمان (۴۷۵۰)۔

(۱۷۲۸) بخاری فی الأدب المفرد (۱۲۶۹) أبو داود (۴۹۳۸) ابن ماجہ (۳۷۶۲) احمد (۳۹۷/۴) رقم (۱۹۷۸۰)۔

(۱۷۲۹) بخاری فی الأدب المفرد (۱۲۷۴) بیہقی فی شعب الإیمان (۶۵۰۵)۔

(۱۷۳۰) بخاری فی الأدب المفرد (۱۲۷۳) بیہقی فی شعب الإیمان (۶۵۰۶)۔

يَحْيَىٰ وَ سَمِعْتُ قَوْلَهُ تَعَالَى يَقُولُ لَا خَيْرَ فِي الشُّطْرُنَجِ وَ كَرِهَهَا وَ سَمِعْتُهُ يَكْرَهُ اللَّعِبَ بِهَا وَ يَغْيِرُهَا مِنَ الْبَاطِلِ وَ يَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنے گھر والوں میں سے کسی کو شطرنج (یا چوسر) کھیلتے دیکھتے تو اس کو مارتے اور شطرنج کو توڑ ڈالتے۔ کہا سبکی نے سنا میں نے مالک سے شطرنج کھیلتا بہتر نہیں ہے نہ اس میں کوئی فائدہ و بھلائی ہے اور کمروہ جانتے تھے اس کو اور سنا میں نے مالک سے کہتے تھے شطرنج کھیلتا اور لغوی بیہودی کھیل سب کمروہ ہیں اور پڑھتے تھے اس آیت کو ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾ پس کیا ہے بعد حق کے سوائے گمراہی کے۔
فائدہ: یہی نے کہا صحابہ نے اجماع کیا شطرنج کے حرام ہونے پر اور جس نے رخصت نقل کی وہ غلط ہے۔ (زرقانی)

سلام کا بیان

باب العمل فی السلام

۱۷۳۱- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّابِعُ عَلَى الْمَاشِي وَإِذَا سَلَّمَ مِنَ الْقَوْمِ وَاحِدًا أَجْزَأُ عَنْهُمْ -

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے سوار پیادے کو اور جب ایک آدمی قوم میں سے سلام کرے تو ان سب سے کافی ہو جائے گا۔
فائدہ: کیونکہ ابتدائے سلام سنت کفایہ ہے جیسا کہ جواب سلام فرض کفایہ ہے۔

۱۷۳۲- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ثُمَّ زَادَ شَيْعًا مَعَ ذَلِكَ أَيْضًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ يَوْمِيذٍ فَذَهَبَ بَصْرَةَ مِنْ هَذَا قَالُوا هَذَا الْيَمَانِيُّ الَّذِي يَغْشَاكَ فَعَرَفُوهُ إِيَّاهُ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ السَّلَامَ انْتَهَى إِلَى الْبِرْكَةِ - قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ هَلْ يُسَلِّمُ عَلَى الْمَرْأَةِ فَقَالَ أَمَا الْمُتَجَاهِلُ فَلَا أَكْرَهُ ذَلِكَ وَأَمَا الشَّابَّةُ فَلَا أَحِبُّ ذَلِكَ -

حضرت محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں بیٹھا ہوا تھا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اتنے میں ایک شخص یمن کا رہنے والا آیا اور بولا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اس پر بھی کچھ زیادہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ان دنوں بینائی جاتی رہی تھی انہوں نے کہا کہ یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ وہی یمن کا رہنے والا ہے جو آیا کرتا ہے آپ کے پاس اور پتہ دیا اس کا یہاں تک کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ پہچان گئے اس کو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے

(۱۷۳۱) عبدالرزاق (۱۹۴۴) بیہقی (۸۹۲۳) -

(۱۷۳۲) بیہقی (۸۸۲) بخاری فی الأدب المفرد (۱۰۰۱) عبدالرزاق (۱۹۴۵) -

کہا سلام ختم ہو گیا ویرکات پر اس سے زیادہ نہ بڑھانا چاہیے۔ کہا سبھی نے سوال ہوا مالک سے مرد سلام کرے عورت پر انہوں نے کہا بڑھایا تو کچھ قباحت نہیں لیکن جوان پر اچھا نہیں۔

باب ما جاء في السلام على اليهودي والنصراني يهودي اور نصراني کے سلام کا بیان

۱۷۳۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ أَحَدُهُمْ فَإِنَّمَا يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْهِمْ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی جب تم کو سلام کرتے ہیں تو السلام علیکم کے بدلے السام علیکم (یعنی موت ہو تم پر) کہتے ہیں تم بھی علیک کہا کرو (یعنی جواب میں صرف علیک کہہ دیا کرو یعنی تو ہی مرے)۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ یہودی اور نصرانی سے کوئی سلام کرے یعنی السلام وعلیکم کہہ دے تو پھر اس کو فتح کرے۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ تو یہ اور استغفار کرے کیونکہ خلاف حکم کیا۔

باب جامع السلام سلام کی مختلف احادیث کا بیان

۱۷۳۴۔ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ إِذْ أَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلَاثَةٌ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَلَمَّا وَقَفَا عَلَى مَجْلِسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَا فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةَ فِي الْحَلْقَةِ فَحَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَحَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَذْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنْ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَأَوَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللَّهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ -

حضرت ابوقادیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے مسجد میں اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تین میں تین آدمی آئے دو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ایک چلا گیا جب وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو سلام کیا اور ایک شخص ان میں سے حلقے میں جگہ پا کر بیٹھ گیا اور ایک پیچھے بیٹھا رہا اور

(۱۷۳۳) بخاری (۶۲۵۷) کتاب الاستئذان: باب کیف یرد علی أهل النعمة السلام، مسلم (۲۱۶۴)

أبو داود (۵۲۰۶) ترمذی (۱۶۰۳) أحمد (۱۹/۲) رقم (۴۶۹۹) دارمی (۲۶۳۵)۔

(۱۷۳۴) بخاری (۶۶) کتاب العلم: باب من قعد حيث ينتهي به المجلس، مسلم (۲۱۷۶) ترمذی

(۲۷۲۴) أحمد (۲۱۹/۵) رقم (۲۲۲۵۲)۔

تیسرا تو پہلے ہی چلا گیا تھا۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے (وعظ سے یا تعلیم سے جس میں مصروف تھے) تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ان تینوں آدمیوں کا حال نہ بتلاؤں ایک تو ان میں سے اللہ کے پاس آیا اللہ نے بھی اس کو جلدی ایک نے ان میں سے شرم کی (مجلس کے اندر گھسنے سے اور لوگوں کو تکلیف دینے سے) اللہ نے بھی اس سے شرم کی (یعنی اس پر رحمت اتاری اور اس کو عذاب نہ کیا) اور ایک نے ان میں سے منہ پھیر لیا اللہ نے بھی اس طرف سے منہ پھیر لیا۔

۱۷۳۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ سَأَلَ عُمَرَ الرَّجُلَ كَيْفَ أَنْتَ فَقَالَ أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللَّهُ فَقَالَ عُمَرُ ذَلِكَ الَّذِي أَرَدْتُ مِنْكَ۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے سنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کو ایک شخص نے سلام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا پھر اس سے مزاج پوچھا اس نے کہا شکر کرتا ہوں اللہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا یہی مطلب تھا۔

۱۷۳۶۔ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَيَعْلُو مَعَهُ إِلَى السُّوقِ قَالَ فَإِذَا غَدُونَا إِلَى السُّوقِ لَمْ يَمُرْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَلَى سَقَاطٍ وَلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَلَا مُسْكِينٍ وَلَا أَحَدٍ إِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَبَعْنِي إِلَى السُّوقِ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا تَصْنَعُ فِي السُّوقِ وَأَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْأَلُ عَنِ السَّلْعِ وَلَا تَسُومُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِي مَحَالِسِ السُّوقِ قَالَ وَأَقُولُ اجْلِسْ بِنَا هَاهُنَا تَنَحَّضْتُ قَالَ فَقَالَ لِي عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَا أَبَا بَطْنٍ وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ إِنَّمَا نَعْدُو مِنْ أَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلَى مَنْ لَقِينَا۔

حضرت طفیل بن ابی کعب عبداللہ بن عمر کے پاس آتے اور صبح ان کے ساتھ بازار کو جاتے۔ طفیل کہتے ہیں جب ہم بازار میں پہنچتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر ایک ردی و دی بیچنے والے پر اور ہر دکاندار پر اور ہر مسکین پر اور کسی پر سلام کرتے۔ ایک روز میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا انہوں نے مجھے بازار لے جانا چاہا میں نے کہا تم بازار میں جا کر کیا کرو گے نہ تم بیچنے والوں کے پاس ٹھہرے ہونے کسی اسباب کو پوچھتے ہونے کسی کا مول تول کرتے ہونے بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہو اس سے یہیں بیٹھے رہو ہم تم باتیں کریں گے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اے پیٹ والے (طفیل کا پیٹ بڑا تھا) بازار میں سلام کرنے کو جاتے ہیں جس سے ملاقات ہوتی ہے اس کو سلام کرتے ہیں۔

(۱۷۳۵) بخاری فی الأدب المفرد (۱۱۳۲) بیہقی فی شعب الإیمان (۴۴۵۰)۔

(۱۷۳۶) بخاری فی الأدب المفرد (۱۰۰۶) بیہقی فی شعب الإیمان (۸۷۹۰)۔

۱۷۳۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَالْغَادِيَاتُ وَالرَّائِحَاتُ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَعَلَيْكَ الْفَأْتُمْ كَمَا تَهْتَدُونَ ذَلِكَ - حضرت يحيى بن سعيد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سلام کیا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو تو کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ والغادیات والرئیحات (سلامتی ہو تمہارے پر اور اللہ کی رحمت اور برکات اور صبح اور شام کی نعمتیں آنے والیں اور جانے والیں) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا وعلیک الفأ (تیرے اوپر بھی ہزار گئے اس کے) اور اس طرح کہا جیسے کہ اس کو مڑا جانا۔

فائدہ: کیونکہ برکات پر انتہا ہے اس سے بڑھنا زیادتی ہے شرع میں اور وہ جائز نہیں۔

۱۷۳۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ إِذَا دُخِلَ الْبَيْتُ غَيْرَ الْمَسْكُونِ يُقَالُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ -

امام مالک کو پہنچا کہ جب کوئی آدمی ایسے گھر میں جائے جو خالی پڑا ہو تو کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین یعنی سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

باب الاستئذان

گھر میں جاتے وقت اذن لینے کا بیان

۱۷۳۹۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّي فَقَالَ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ إِنِّي مَعَهَا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي خَادِمُهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا أَحَبُّ أَنْ تَرَاهَا غُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا -

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایک شخص نے کیا اذن مانگوں میں اپنی ماں سے گھر جاتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ بولا میں تو اس کے ساتھ ایک گھر میں رہتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذن لے کر جا۔ وہ بولا میں تو اس کی خدمت کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذن لے کر جا کیا تو چاہتا ہے کہ اس کو نگاہ دیکھے وہ بولا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس اذن لے کر جا۔

(۱۷۳۷) عبدالرزاق (۱۹۴۵۳) بیہقی فی شعب الإیمان (۸۸۸۰) طبرانی فی الکبیر (۲۹۰۵) و الأوسط (۲۹۱۷)۔

(۱۷۳۸) ابن ابی شیبہ (۲۵۸۲۶) بخاری فی الأدب المفرد (۱۰۵۵) عبدالرزاق (۳۸۹۰۱۰)۔

(۱۷۳۹) ابن ابی شیبہ (۱۷۵۹۴)۔

۱۷۴۰۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ وَإِلَّا فَارْجِعْ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذن تین بار لینا چاہیے اگر اجازت ہو تو جاؤ نہیں تو لوٹ آؤ۔

۱۷۴۱۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاسْتَأْذَنَ ثَلَاثًا ثُمَّ رَجَعَ فَأَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي أَثَرِهِ فَقَالَ مَا لَكَ لَمْ تَدْخُلْ فَقَالَ أَبُو مُوسَى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْأَسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ وَإِلَّا فَارْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ وَمَنْ يَعْلَمُ هَذَا لَيْنَ لَمْ تَأْتِنِي بِمَنْ يَعْلَمُ ذَلِكَ لِأَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا فَخَرَجَ أَبُو مُوسَى حَتَّى جَاءَ مَجْلِسًا فِي الْمَسْجِدِ يُقَالُ لَهُ مَجْلِسُ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِنِّي أُخْبِرُكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْأَسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ وَإِلَّا فَارْجِعْ فَقَالَ لَيْنَ لَمْ تَأْتِنِي بِمَنْ يَعْلَمُ هَذَا لِأَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كَانَ سَمِعَ ذَلِكَ أَحَدٌ مِنْكُمْ فَلْيَقُمْ مَعِيَ فَقَالُوا لِأَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قُمْ مَعَهُ وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ أَصْغَرَهُمْ فَقَامَ مَعَهُ فَأَخْبَرَ بِذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي مُوسَى أَمَا إِنِّي لَمْ أَتِهْمِكُمْ وَلَكِنْ خَشِيتُ أَنْ يَقُولَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے بہت سے علماء سے سنا کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی اندر آنے کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکان پر تین بار جب تینوں بار جواب نہ ملا تو وہ لوٹ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے پیچھے آدی بھیجا جب وہ آئے تو ان سے کہا تم اندر کیوں نہ آئے۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اذن تین بار لینا چاہیے اگر اجازت ہو تو جاؤ نہیں تو لوٹ آؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے سوا اور کس نے یہ حدیث سنی ہے اس کو لے کر آؤ

(۱۷۴۰) بخاری (۶۲۴۵) کتاب الاستئذان: باب التسليم، الاستئذان ثلاثا، مسلم (۲۱۵۳) أبو داود

(۵۱۸۰) ترمذی (۲۶۹۰) ابن ماجہ (۳۷۰۶) أحمد (۴۰۳/۴) رقم (۱۹۸۴۰) دارمی

۔ (۲۶۲۹)

کہتا تو وہ یرحمتا اللہ وایاکم ویغفر لنا و لکم کہتے (یعنی اللہ ہم پر رحم کرے اور تم پر بھی اور ہم کو بخشے اور تم کو بھی)۔
فائدہ: طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروفا ایسا ہی روایت کیا ہے اور بخاری نے الادب المفرد میں مروفا روایت کیا کہ جب کوئی تم میں سے چھینکے تو الحمد للہ کہے دوسرا شخص یرحمکم اللہ کہے پھر چھینک والا یہدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے (یعنی اللہ ہدایت دے تم کو اور ٹھیک کرے حال تمہارا)۔

باب ما جاء فی الصور و التماثل تصویروں اور صورتوں کے بیان میں

۱۷۴۴۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ إِسْحَاقَ مَوْلَى الشَّفَاءِ أَحْبَبَهُ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَلَى أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ نَعُوذُ فَقَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْبَبْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلٌ أَوْ تَصَاوِيرُ شَكَّ إِسْحَاقُ لَا يَذَرِي أَيَّتَهُمَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ -

حضرت رافع بن اسحاق سے جو مولیٰ ہیں شفاء (بنت عبد اللہ) کے روایت ہے کہ میں اور عبد اللہ بن ابی طلحہ کر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ان کے دیکھنے کو وہ بیمار تھے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ سے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویریں یا صورتیاں ہوں۔ اسحاق (راوی) کو شک ہے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے ان دونوں میں سے کیا کہا (تصاویر یا صورتیاں)۔

فائدہ: یعنی پورے حیوان کے جسے یہ تو بالاقاق حرام ہے اگر عکسی یا نقشی ہو تو اس میں چار قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے ایک یہ کہ مطلقاً ممنوع ہے ایک یہ ہے کہ اگر سر سے پیر تک پوری شکل ہو تو ممنوع ہے ورنہ درست ہے ایک یہ کہ اگر زمین وغیرہ میں نیچے پڑی ہو (اور اندر رکھی ہو) تو درست ہے اگر دیوار وغیرہ سے معلق ہو تو درست نہیں۔ (زرقاتی)
 ۱۷۴۵۔ عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ يَعُوذُهُ قَالَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ فَذَعَا أَبُو طَلْحَةَ إِنْسَانًا فَفَرَّغَ نَمَطًا مِنْ تَحْتِهِ فَقَالَ لَهُ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ لِمَ تَنْزِعُهُ قَالَ لِأَنَّ فِيهِ تَصَاوِيرَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا مَا قَدْ عَلِمْتَ فَقَالَ سَهْلُ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا فِي تَوْبٍ قَالَ بَلَى وَلَكِنَّهُ أَطِيبَ لِنَفْسِي -

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ وہ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے وہاں سہل بن

(۱۷۴۴) ترمذی (۲۸۰۵) کتاب الأدب: باب ما جاء أن الملائكة لا تدخل بيتا فيه صورة، أحمد

(۹۰/۳) رقم (۱۱۸۸۰) -

(۱۷۴۵) ترمذی (۱۷۵۰) کتاب اللباس: باب ما جاء في الصورة، نسائي (۵۳۴۹) أحمد (۴۸۶/۳)

رقم (۱۶۰۲۵) -

حنیف رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا۔ ابوطولحہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بلایا اور کہا میرے نیچے سے شطرنجی نکال لے۔ سہل نے کہا کیوں؟ ابوطولحہ نے کہا اس میں تصویریں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویروں کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے وہ تم کو معلوم ہے سہل نے کہا یہ بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر نقشی ہو کپڑے وغیرہ پر تو کچھ قباحت نہیں۔ ابوطولحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں یہ سچ ہے مگر میری خوشی یہی ہے کہ ہر قسم کی تصویر سے پرہیز کروں۔

۱۷۴۶۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةَ فِيهَا تَصَاوِيرٌ فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ اتُّوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَمَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ تَقَعُدُ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّورِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّورُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک ٹکیے (توشک، بچھونا) خریدا اس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو آپ حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو رہے اور اندر نہ آئے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار معلوم ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں توبہ کرتی ہوں اللہ اور اس کے رسول سے میرا کیا گناہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ٹکیے (بچھونا) کیا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اس ٹکیے (بچھونے) کو اس لیے خریدا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھیں اس پر ٹکیے لگائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصویر بنانے والے عذاب دیئے جائیں گے قیامت کے روز ان سے کہا جائے گا تم زندہ کرو ان صورتوں کو جن کو تم نے دنیا میں بنایا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے۔

فائدہ: اس حدیث سے عکسی اور نقشی تصویریں سب کی ممانعت ثابت ہوئی یہی مذہب صحیح ہے۔

باب ماجاء في اكل الضب گوہ (سوسمار) کھانے کا بیان

۱۷۴۷۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يسَارٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَإِذَا ضَبَابٌ فِيهَا بَيْضٌ وَمَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هَذَا فَقَالَتْ أَهْدَتْهُ لِي أُخْتِي هُزَيْلَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ كُنَّا

(۱۷۴۶) بخاری (۲۱۰۵) کتاب البیوع: باب التجارة فيما بكرة 'مسلم' (۲۱۰۷) نسائی (۵۳۶۲)

ابن ماجہ (۲۱۵۱) أحمد (۲۴۶/۶) رقم (۲۶۶۱۸) دارمی (۲۶۶۲)۔

فَقَالَ أَوْلَا تَأْكُلُ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ إِنِّي تَحْضُرُنِي مِنَ اللَّهِ حَاضِرَةٌ قَالَتْ مِمُّونَةٌ أَنْسَقِيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ لَبَنٍ عِنْدَنَا فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا شَرِبَ قَالَ مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هَذَا فَقَالَتْ أَهْدَتْهُ لِي أُخْتِي هُزَيْلَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ جَارِيَتِكَ الَّتِي كُنْتَ اسْتَأْمَرْتَنِي فِي عِنَقِهَا أُعْطِيهَا أُخْتِكَ وَصَلِي بِهَا رَحِمَكَ تَرَعَى عَلَيْهَا فَإِنَّهُ خَيْرٌ لَكَ -

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی بی بی) میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے مکان میں گئے وہاں گوہ (سوسمار) دیکھا سفید اور آپ ﷺ کے ساتھ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ گوشت کہاں سے آیا۔ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا میری بہن ہزیلہ بنت حارث نے بھیجا تھا۔ آپ ﷺ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما سے کہا کھاؤ۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ نہیں کھاتے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس اللہ جل جلالہ کی طرف سے کوئی نہ کوئی آیا کرتے ہیں (اور اس کے گوشت میں ایک بد بو ہوتی ہے) میمونہ نے کہا ہم آپ کو دودھ پلا دیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جب آپ ﷺ دودھ پی چکے تو پوچھا یہ کہاں سے آیا میمونہ نے کہا میری بہن ہزیلہ نے تحفہ بھیجا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم اپنی لونڈی کو جس کے آزاد کرنے کے واسطے تم نے مجھ سے مشورہ کیا تھا اپنی بہن کو دے دو اور قربت کی رعایت کرو وہ اس کی بکریاں چرایا کرے تو مناسب ہے اور بہتر ہے تیرے واسطے۔

فائدہ: یعنی پکا ہوا گوہ (سوسمار) اس کا گوشت پکنے سے سفید ہو جاتا ہے۔

١٧٤٨ - عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مِمُّونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى بِضَبِّ مَحْنُوذٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدِهِ فَقَالَ بَعْضُ النَّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مِمُّونَةَ أَخْبِرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ فَقِيلَ هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَرَفَعَ يَدَهُ فَقُلْتُ أَحْرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَا وَلَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَارِضٍ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ -

حضرت خالد بن ولید بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ام المؤمنین) میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گئے وہاں ایک گوہ (سوسمار) بھنا ہوا آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ اٹھایا کھانے کو عورتوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کو بتا دو جس کا یہ گوشت ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ گوہ (سوسمار) کا گوشت ہے آپ ﷺ نے

(١٧٤٨) بخاری (٥٥٣٧) کتاب الذبائح والصيد: باب الضب، مسلم (١٩٤٥) أبو داود (٣٧٩٤)

سنائی (٤٣١٧) ابن ماجہ (٣٢٤١) أحمد (٨٨١/٤-٨٩) دارمی (٢٠١٧)۔

ہاتھ کھینچ لیا میں نے کہا کیا حرام ہے؟ یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن یہ میرے ملک میں نہیں ہوتا اس واسطے مجھے اس کے کھانے سے کراہت آتی ہے۔ خالد بن ولیدؓ نے کہا میں نے اس کو اپنی طرف کھینچ کر کھایا اور رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے گوہ یعنی سوسمار کی حلت معلوم ہوئی یہی قول ہے جمہور علماء کا اور ائمہ اربعہ کا اور اسی کو ترجیح دی ہے طحاوی نے مگر صاحب ہدایہ نے اس کی کراہت بیان کی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے کھانے سے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے قابل احتجاج نہیں اور نووی نے اس کی حرمت ایک قوم سے نقل کی ہے۔ (زرقاتی)۔

۱۷۴۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا نَادَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تَرَى فِي الضَّبِّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ بِأَكِيلِهِ وَلَا بِمُحْرَمِهِ۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پکار کر کہا یا رسول اللہ! آپ سوسمار (گوہ) کے گوشت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہ میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں۔

کتوں کے حکم

باب ما جاء في أمر الكلاب

۱۷۵۰۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ أُرْدُ شَنْوَةَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ نَاسًا مَعَهُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَقْتَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زُرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطًا قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِي وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ۔

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے مسجد نبوی کے دروازے پر۔ انہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے جو شخص کتابالے نہ کھیت کی حفاظت کے واسطے نہ بکریوں کی حفاظت کے واسطے تو ہر روز اس کے اعمال میں سے ایک قیراط کے برابر کمی و نقصان ہوا کرے گا۔ سائب نے سفیان سے کہا تم نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں قسم ہے اس مسجد کے پروردگار کی۔

فائدہ: قیراط کا وزن پانچ جو ہے یہاں قیراط کا وزن معلوم نہیں خدا ہی جانتا ہے۔ کتابالے تین کام کے لیے درست ہے

(۱۷۴۹) بخاری (۵۰۳۶) کتاب الذبائح والصيد: باب الضب، مسلم (۱۹۴۳) ترمذی (۱۷۹۰)

نسائی (۴۳۱۵) ابن ماجہ (۳۲۴۲) أحمد (۹/۲) رقم (۴۵۶۲) دارمی (۲۰۱۵)۔

(۱۷۵۰) بخاری (۲۳۲۳) کتاب المزارعة: باب اقتناء الكلب للحرث، مسلم (۱۵۷۶) نسائی

(۴۲۸۵) ابن ماجہ (۳۲۰۶) أحمد (۲۲۰/۵) رقم (۲۲۲۶۳) دارمی (۲۰۰۵)۔

ایک تو کھیت کے بچانے کو دوسرے گلے کی رکھوالی کو تیسرے شکار کے واسطے چنانچہ یہ مطلب دوسری حدیث میں آیا ہے ان کاموں کے ہوا کرتا پالنا درست نہیں نیک اعمال منته جاتے ہیں۔

۱۷۵۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ افْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کتا پالے سوائے شکاری کتے کے یا کھیت کے کتے کے تو ہر روز اس کے عمل میں سے دو قیراط کے برابر کمی نقصان ہوگا۔

۱۷۵۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کتوں کے قتل کا۔

فائدہ: مگر شکاری کتے کا یا گلے کے کتے کا (مسلم)۔ عیاض نے کہا کہ امام مالک اور ایک جماعت اہل حدیث نے اس حدیث کی رو سے کتوں کا قتل لازم کیا ہے اور بہت سے علماء نے کتے کو چھوڑ دینا اور پالنا درست رکھا ہے اور اس حدیث کو منسوخ کہا ہے مگر سیاہ کتے کا قتل لازم کیا ہے۔ (زرقاتی)

باب ما جاء في أمر الغنم بکریوں کا بیان

۱۷۵۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوُ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخِيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْفَدَّادِينَ أَهْلِي الْوَبْرِ وَالسَّكِينَةَ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑا کفر پورب کی طرف ہے (۱) اور فخر اور تکبر گھوڑوں اور اونٹ والوں میں ہے جو بلند آواز رکھتے ہیں جنگل میں رہتے ہیں (۲) اور عاجزی اور تواضع بکری والوں میں ہے۔ (۳)

(۱) فائدہ: ایران پورب کی طرف واقع تھا مدینہ سے اسی طرح عراق وغیرہ۔ سو ایران میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سب آتش پرست تھے اور عراق سے بڑے بڑے فتنے پیدا ہوئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہیں شہید ہوئے۔

(۱۷۵۱) بخاری (۵۴۸۲) کتاب الذبائح والصيد : باب من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد أو ماشية

مسلم (۱۵۷۴) ترمذی (۱۴۸۷) نسائی (۴۲۸۶) احمد (۱۱۳/۲) دارمی (۲۰۰۴)۔

(۱۷۵۲) بخاری (۳۳۲۳) کتاب بدء الخلق : باب اذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه، مسلم

(۱۵۷۰) ترمذی (۱۴۸۸) نساء (۴۲۷۷) ابن ماجہ (۳۲۰۲) أحمد (۱۱۳/۲) رقم

(۵۹۲۵) دارمی (۲۰۰۷)۔

(۱۷۵۳) بخاری (۳۳۰۱) کتاب بدء الخلق : باب حير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال، مسلم

مسلم (۴۱۸۱/۲) رقم (۹۴۰۱)۔

مَوْطَا اِمَامِ مَالِكٍ

(۲) قانکہ: یعنی زمیندار ملکی لوگ۔

(۳) قانکہ: بعضوں نے کہا مراد اس سے اہل یمن ہیں اور اکثر بکریاں پالتے ہیں بخلاف ربیعہ اور مضر کے کہ وہ اونٹ رکھتے ہیں۔

۱۷۵۴۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَقْرَأُ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ -

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہے کہ بہترین مال مسلمانوں کا چند بکریاں ہوں گی جن کو لے کر کسی پہاڑ کی چوٹی پر چلا جائے گا یا کسی وادی کے اندر بھاگے گا فتنوں سے اپنا دین بچانے کو۔

۱۷۵۵۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحْتَبِلِينَ أَحَدًا مَاشِيَةً أَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ أَيَحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَوْتِيَ مَشْرُبَتَهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيَنْتَقَلَ طَعَامُهُ وَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْتَبِلِينَ أَحَدًا مَاشِيَةً أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ -

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ دو ہے کوئی کسی کے جانور کو بلا اس کی اجازت کے بھلا کوئی تم میں یہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی کوٹھڑی میں آ کے خزانہ اس کا توڑ کے اس کے کھانے کا غلہ نکال لے جائے سو ان کے جانوروں کے تھن تو ان کے کھانے کی دودھ کو حفاظت میں رکھتے ہیں یعنی تھن کو ٹھنڈی کی طرح ہیں حفاظت کے واسطے۔ سو ہرگز نہ دو ہے کوئی کسی کے جانور کو بدون اس کی اجازت کے۔

۱۷۵۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ رَعَى غَنَمًا قَبْلَ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَأَنَا -

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں لوگوں نے کہا یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ہاں) میں نے بھی۔

(۱۷۵۴) بخاری (۳۳۰۰) کتاب بدء الخلق : باب خیر مال المسلم غنم ، أبو داود (۴۲۶۷) نسائی (۵۰۳۶) ابن ماجہ (۳۹۸۰) احمد (۴۳/۳) رقم (۱۱۴۱۱)۔

(۱۷۵۵) بخاری (۲۴۳۵) کتاب اللقطة : باب لا تحتلب ماشية أحد بغير اذنه ، مسلم (۱۷۲۶) أبو داود (۲۶۲۳) ابن ماجہ (۲۳۰۲) احمد (۶/۲) رقم (۴۵۰۵)۔

(۱۷۵۶) بخاری (۲۲۶۲) کتاب الاجارة : باب رعى الغنم على قراريط ، ابن ماجہ (۲۱۴۹) مسلم (۲۰۵۰) نسائی فی "الكبرى" (۶۷۳۴) احمد (۳۲۶/۳) رقم (۱۴۵۰۱)۔

باب ما جاء في الفارة تقع
 في السمن والبدء بالأكل
 قبل الصلاة
 چو ہا گھی میں پڑے تو کیا کرنا چاہیے اور
 کھانا بھی آجائے اور نماز کا وقت بھی آ
 جائے تو پہلے کھانا کھالینا چاہیے

۱۷۵۷۔ عَنْ نَافِعِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُقْرَبُ إِلَيْهِ عَشَاؤُهُ فَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَلَا يَعْجَلُ عَنْ طَعَامِهِ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے شام کا کھانا پیش کیا جاتا تو وہ امام کی قراءت سنا کرتے اپنے گھر میں اور کھانے میں جلدی نہ کرتے جب تک اچھے طور سے نہ کھا لیتے۔

۱۷۵۸۔ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْفَارَةِ تَقَعُ فِي السَّمَنِ فَقَالَ انْزِعُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوهُ۔

ام المومنین ميمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ اگر چوہا گھی میں گر پڑے تو کیا کرنا چاہیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو نکال ڈالو اور اس کے آس پاس کا گھی پھینک دو (باقی استعمال میں لاؤ)۔

فائدہ: یہ جب ہے کہ وہ گھی جما ہوا ہو پتلا نہ ہو اگر پتلا ہو تو سب پھینکنا پڑے گا جمہور علماء کے نزدیک اور زہری اور اوزاعی کے نزدیک سب گھی نجس نہ ہوگا۔

باب ما يتقى من الشؤم
 جس کی نحوست سے بچنا چاہیے

۱۷۵۹۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِئِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكِينِ يَعْنِي الشُّؤْمَ۔

(۱۷۵۷) بخاری (۶۷۳) کتاب الأذان: باب اذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة، مسلم (۵۰۹) أبو داود (۳۷۵۷) ترمذی (۳۵۴) ابن ماجه (۹۳۴) أحمد (۲۵۱۲) رقم (۴۷۸۰)۔

(۱۷۵۸) بخاری (۵۵۴۰) کتاب الذبائح والصيد: باب اذا وقعت الفارة في السمن الحامد أو الذائب، أبو داود (۳۸۴۱) ترمذی (۱۷۹۸) نسائی (۴۲۵۹) أحمد (۳۳۵۱۶) رقم (۲۷۳۸۴) دارمی (۲۰۸۵)۔

(۱۷۵۹) بخاری (۵۰۹۵) کتاب النکاح: باب ما يتقى من شؤم المرأة، مسلم (۲۲۲۶) ابن ماجه

(۱۹۹۴) أحمد (۳۳۵۱۵) رقم (۲۳۲۲۴)۔

حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نحوست ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی ایک گھوڑے میں دوسرے عورت میں تیسرے گھر میں۔

فائدہ: یعنی نحوست کوئی چیز نہیں صرف خیال ہی ہے پراگر ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی اکثر محدثین اور علماء کا یہی مذہب ہے اور بعضوں کے نزدیک ان چیزوں میں نحوست اور برکت ہوا کرتی ہے (واللہ اعلم)۔

۱۷۶۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے ایک گھر دوسرے عورت تیسرے گھوڑا (اور تفصیل اس کی کتاب ”دلیل الطالب علی ارجح المطالب“ میں لکھی ہے)۔

۱۷۶۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَارٌ سَكَنَّاهَا وَالْعَدَدُ كَثِيرٌ وَالْمَالُ وَافِرٌ فَقُلْ الْعَدَدُ وَذَهَبَ الْمَالُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهَا ذَمِيمَةً -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بولی یا رسول اللہ! ایک گھر تھا جس میں ہم جا کر رہے ہماری گنتی بھی زیادہ تھی اور مال بھی تھا پھر گنتی بھی کم ہوگئی (یعنی لوگ مر گئے) اور مال میں بھی نقصان ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دے اس (گھر) کو تو (جبکہ تو اس کو) بُرا (جانتی ہے)۔

باب ما يكره من الأسماء

جو نام بُرے ہیں ان کا بیان

۱۷۶۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْفَحْحَةِ تُحَلَبُ مَنْ يَحَلِبُ هَذِهِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ مَرَّةٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحَلِبُ هَذِهِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ حَرْبٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحَلِبُ هَذِهِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ

(۱۷۶۰) بخاری (۵۰۹۳) کتاب النکاح: باب ما يتقى من شوم المرأة، مسلم (۲۲۲۵) أبو داود (۳۹۲۲) ترمذی (۲۸۲۴) نسائی (۳۵۶۹) ابن ماجہ (۱۹۹۵) أحمد (۳۶۸/۲) رقم (۴۵۴۴، ۴۹۲۷)۔

(۱۷۶۱) أبو داود (۳۹۲۴) كتاب الطب: باب في الطيرة، بخاری في الأدب المفرد (۹۱۸)۔

يَعِيشُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اْحْلُبْ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اس اونٹنی دودھ والی کا دودھ کون دو ہے گا؟ ایک شخص کھڑا ہوا آپ ﷺ نے پوچھا تیرا کیا نام ہے وہ بولا مرہ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا (آپ نے اس کا نام اچھانہ سمجھا مرہ تلخ کو بھی کہتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کون دو ہے گا؟ اس اونٹنی کو ایک شخص اور کھڑا ہوا آپ ﷺ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا حرب آپ نے فرمایا بیٹھ جا (حرب کے معنی لڑائی) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کون دو ہوتا ہے اس اونٹنی کو؟ ایک شخص اور کھڑا ہوا آپ ﷺ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا یعیش آپ نے فرمایا جا دودھ دو (یعیش نام آپ نے پسند کیا کیونکہ وہ عیش سے ہے۔ آپ فال نیک بہت لیا کرتے تھے)۔

۱۷۶۳ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ مِمَّا اسْمُكَ فَقَالَ جَمْرَةٌ فَقَالَ ابْنُ مَنْ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ مِمَّنْ قَالَ مِنَ الْحُرَّةِ قَالَ أَيْنَ مَسْكُنُكَ قَالَ بِحَرَّةِ النَّارِ قَالَ بِأَيِّهَا قَالَ بِذَاتِ لَطْفَى قَالَ عُمَرُ أَدْرِكْ أَهْلَكَ فَقَدْ احْتَرَقُوا قَالَ فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا جمرہ (انگارہ) انہوں نے پوچھا باپ کا نام کہا شہاب (شعلہ) پوچھا کہاں رہتا ہے کہا حرہ النار میں پوچھا کون سی جگہ میں کہا ذات لطفی میں (ان کے معنی بھی شعلہ اور بستی آگ کے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جا اپنے لوگوں کی خبر لے وہ سب جل گئے۔ راوی نے کہا جب وہ شخص گیا تو دیکھا یہی حال تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا (یعنی سب جل گئے تھے)۔

باب ما جاء في الحجامة وأجرة الحجام كحجته لگانا اور اس کی مزدوری کا بیان

۱۷۶۴ - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ اخْتَحَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَجِهِ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے چھینے لگائے ابو طیبہ کے ہاتھ سے پھر آپ ﷺ نے مزدوری میں ایک صاع کھجور کا دیا اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کے خراج میں کمی کر دیں۔

(۱۷۶۴) بحاری (۲۱۰۲) کتاب البيوع: باب ذكر الحجام، مسلم (۱۵۷۷) أبو داود (۳۴۲۴)

(۱۷۶۴) ابن ماجه (۲۱۶۴) أحمد (۱۰۰۳) رقم (۱۱۹۸۸) = رقم (۲۶۲۲۲)۔

﴿مَوْطَأُ إِمَامِ مَالِكٍ﴾

۱۷۶۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ دَوَاءٌ يَبْلُغُ الدَّاءَ فَإِنَّ الْحِجَامَةَ تَبْلُغُهُ -

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی دوا ایسی ہوتی جو بیماری تک پہنچ جاتی تو وہ کھینچے ہوتے۔

۱۷۶۶۔ عَنْ ابْنِ مُحَيْصَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَحَدِ بَنِي حَارِثَةَ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِحَارَةِ الْحَجَامِ فَفَنَاهَا عَنْهَا فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَأْذِنُهُ حَتَّى قَالَ اغْلُفْهُ نُضَاحَكَ يَعْينِي رَقِيقَكَ -

حضرت ابن محیصہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ حجام کی اجرت کو اپنے خرچ میں لانا کیسا ہے؟ (کیونکہ ان کے غلام ابوطیبہ حجام تھے وہ چاہتے تھے اس کی کمائی کھائیں) آپ ﷺ نے منع کیا (مگر یہ ممانعت تخریباً ہے اکثر علماء کے نزدیک)۔ وہ ہمیشہ پوچھا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ سے اجازت مانگتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی کمائی اپنے اونٹوں اور غلاموں کی خوراک میں صرف کر۔

پورب کا بیان

باب ما جاء في المشرق

۱۷۶۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ وَيَقُولُ هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اشارہ کرتے تھے پورب کی طرف اور فرماتے تھے فتنہ اسی طرف سے ہے فتنہ اسی طرف سے ہے جہاں سے شیطان کی چوٹی نکلتی ہے۔

فائدہ: دوسری حدیث میں وارد ہے کہ شیطان جس وقت آفتاب نکلنے سے وہاں اپنا سر رکھ دیتا ہے تاکہ آفتاب پونے والوں کا سجدہ اسی کو ہو (مدینہ منورہ: پورب کی طرف ایران اور ہندوستان واقع ہیں اور عراق عرب جو معدنِ فتن اور منبع

(۱۷۶۵) أبو داود (۳۸۵۷) كتاب الطب: باب في الحجامة ابن ماجه (۳۴۷۶) أحمد (۳۴۲۰۲) رقم (۸۴۹۴)۔

(۱۷۶۶) أبو داود (۳۴۲۲) كتاب البيوع: باب في كسب الحمام ترمذی (۱۲۷۷) ابن ماجه (۲۱۶۶) أحمد (۴۳۵۱۵) رقم (۲۴۰۹۰)۔

(۱۷۶۷) بحاری (۳۲۷۱) كتاب بدء الخلق: باب صفة نليس و جنوده مسلم (۶۹۰۵) ترمذی (۲۲۶۷) أحمد (۵۰۰۲) رقم (۲۰۰۹)۔

فسادات ہوئے اور ہیں اور ہوں گے)۔

۱۷۶۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَمَّ بْنَ الْحَطَّابِ أَرَادَ الْخُرُوجَ إِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَ لَهُ كَعْبُ الْأَخْبَارِ لَا تَخْرُجْ إِلَيْهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّ بِهَا تِسْعَةَ أَعْشَارِ السَّحْرِ وَبِهَا فَسَقَةُ الْجِنِّ وَبِهَا الدَّاءُ الْعُضَالُ -

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عراق کو جانا چاہا تو کعب اخبار نے کہا آپ وہاں نہ جائیے اسے امیر المؤمنین! کیونکہ اس ملک میں جادو کے دس حصوں میں سے نو حصے ہیں اور جتنے شریر اور غیبت جن ہیں وہاں موجود ہیں اور وہاں ایک بیماری ہے جو لا علاج ہے۔

باب ما جاء في قتل الحيات وما سانپوں کے مارنے کا بیان اور سانپوں

کا حال

يقال في ذلك

۱۷۶۹۔ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْحَيَّاتِ الَّتِي فِي الْبُيُوتِ -

حضرت ابولبابہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ان سانپوں کے مارنے سے جو گھروں میں ہیں۔

فائدہ: یعنی اول ہی بار میں گھر کے سانپوں کو نہ مارنا چاہیے پہلے ان کو ڈرا دینا چاہیے تین بار قسم دے کر کہ بار دیگر ہمارے گھر میں نہ آؤ اور ہم کو نہ ستاؤ اگر چوٹی بار پھر نکلے تو اس کو مار ڈالے یہ اس واسطے کہ سانپوں میں بعضے سانپ جن ہوتے ہیں بعضوں نے یہ حکم دینے کے سانپوں سے حاصل کیا ہے۔

۱۷۷۰۔ عَنْ سَائِبَةَ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَانِ الَّتِي فِي الْبُيُوتِ إِلَّا ذَا الطَّفِيِّينَ وَالْأَنْثَرَ فَإِنَّهُمَا يَخْطِفَانِ النَّصْرَ وَيَطْرَحَانِ مَا فِي بُطُونِ النِّسَاءِ -

حضرت سائبہ جو مولائے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ان سانپوں کے مارنے سے جو گھروں میں ہوتے ہیں مگر ذی الطفین اور انتر کو کہ وہ آنکھ کو اندھا کر دیتے ہیں اور حمل

(۱۷۶۸) أبو نعيم في حلية الأولياء (۲۳/۶) احمد (۹۰/۲) رقم (۵۶۴۲)۔

(۱۷۶۹) بخاری (۳۳۱۳) کتاب بدء الخلق: باب حير مال المسلم غنم، مسلم (۲۲۳۲) أبو داود

(۵۲۵۳) أحمد (۴۳۱۰/۳) رقم (۱۵۶۳۱)۔

(۱۷۷۰) بخاری (۳۳۰۸) کتاب بدء الخلق: باب حير مال المسلم غنم، مسلم (۲۲۳۲) سنن

(۲۸۳۱) ابن ماجه (۳۵۳۴) احمد (۴۹/۶) رقم (۲۴۷۲۳)۔

گرا دیتے ہیں۔

فائدہ: ذی الطغیتین وہ سانپ ہے جس کے پیٹ پر دو دھاریاں سفید ہوتی ہیں اور ابتر وہ سانپ جس کی دم کی ہو یا چھوٹی ہو۔

فائدہ: (ابتر جو آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے) یعنی اس سانپ کی تاثیر یہ ہے جس سے آنکھ ملا دیتا تو اس کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور اگر عورت حاملہ سے آنکھ ملا دیتا ہے تو اس کا حمل گر جاتا ہے ان دو سانپوں کو آپ علیؑ نے فرمایا اسی وقت نقل کر کے الو پھوڑے رائے کی اور مہلت دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ جن ان سانپوں کی صورت نہیں بنتے۔

۱۷۷۱۔ عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا تَحْتَ سَرِيرٍ فِي بَيْتِهِ فَإِذَا حَيَّةٌ فَقُمْتُ لِأَقْتُلَهَا فَأَشَارَ أَبُو سَعِيدٍ أَنْ اجْلِسْ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَيَّ بِبَيْتٍ فِي الدَّارِ فَقَالَ أَتَرَى هَذَا الْبَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيهِ فَتَى حَدِيثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَخَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ قَبِينَا هُوَ بِهِ إِذْ آتَاهُ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَدْنُ لِي أُحَدِّثَ بِأَهْلِي عَهْدًا فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ بَنِي فَرِيظَةَ فَاَنْطَلَقَ الْفَتَى إِلَى أَهْلِهِ فَوَجَدَ امْرَأَتَهُ قَائِمَةً بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعُمَهَا وَأَدْرَكَتْهُ غَيْرَةً فَقَالَتْ لَا تَعْجَلْ حَتَّى نَدْخُلَ وَتَنْظُرَ مَا فِي بَيْتِكَ فَدَخَلَ فَإِذَا هُوَ بِحَيَّةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى فِرَاشِهِ فَرَكَزَ فِيهَا رُمْحَهُ ثُمَّ خَرَجَ بِهَا فَنَصَبَهُ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتِ الْحَيَّةُ فِي رَأْسِ الرُّمْحِ وَخَرَّ الْفَتَى مَيِّتًا فَمَا يُدْرَى أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا الْفَتَى أَمْ الْحَيَّةُ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ جِنًّا قَدْ اسْتَلَمُوا فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَأَذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِن بَدَأَ لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ۔

حضرت ابوسائب سے جو مولیٰ ہشام بن زہرہ کے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں ابوسعید خدریؓ کے پاس گیا وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں بیٹھ گیا نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کر رہا تھا اتنے میں میں نے ان کے تحت کے تلے سربراہت سنی دیکھا تو سانپ ہے میں اس کو مارنے کو اٹھا۔ ابوسعیدؓ نے اشارہ کیا بیٹھ جا (اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں اشارہ کرنا درست ہے) جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا اور کہا اس کوٹھڑی کو دیکھتے ہو میں نے کہا ہاں۔ ابوسعید خدریؓ نے کہا اس کوٹھڑی میں ایک نوجوان رہتا تھا جس

(۱۷۷۱) مسلم (۲۲۳۶) کتاب السلام: باب قتل الحیات وغیرھا أبو داؤد (۲۵۶)۔ برمنڈی

(۲۵۸۲) نسائی فی التکبیر (۸۸۷۱) أحمد (۶۱۳) رقم (۱۱۳۸۹)۔

نے نئی شادی کی تھی وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ خندق میں گیا پھر وہ یکا یک آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے (میں گھر سے ہو کر آتا ہوں) میں نے نئی شادی کی ہے آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور فرمایا تمہارا لے کر جا کہ مجھے بنی قریظہ کا خوف ہے (بنی قریظہ وہ یہودی تھے جو جنگ خندق میں آپ ﷺ کی اطاعت سے باہر ہو گئے تمہارا اور جنگ کا قصد رکھتے تھے) وہ نوجوان تمہارا لے کر گیا جب گھر پہنچا تو بی بی کو دیکھا دروازہ پر کھڑی ہے اس نوجوان نے غیرت سے برجھا اس کے مارنے کو اٹھایا وہ بولی جلدی مت کرا پئے گھر میں جا کر دیکھ کہ اس میں کیا ہے وہ گھر میں گیا دیکھا تو ایک سانپ کنڈلی مارے ہوئے اس کے بچھونے پر بیٹھا ہوا ہے وہ نوجوان سانپ کو برچھی سے چھید کر نکلا اور برچھی کو گھر میں کھڑا کر دیا وہ سانپ اس برچھی کی ٹوک میں بیچ کھاتا رہا اور نوجوان اسی وقت مر گیا معلوم نہیں سانپ پہلے مرایا وہ نوجوان پہلے مرایا جب رسول اللہ ﷺ سے یہ قصہ بیان کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (۱) مدینہ میں جن مسلمان ہو گئے ہیں (۲) تو جب تم کسی سانپ کو دیکھو تو تین روز تک اسے آگاہ کیا کرو (۳) اگر بعد اس کے بھی نکلے تو اس کو مار ڈالو کیونکہ وہ شیطان ہے۔ (۴)

(۱) فائدہ: صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ قصہ بیان کیا اور کہا یا رسول اللہ! آپ دعا کیجئے کہ یہ نوجوان زندہ ہو جائے آپ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے دعا کرو بخشش کی۔

(۲) فائدہ: نوجوان نے اس کو قصاصاً قتل کیا ہو گا مگر یہ ظلم تھا جنوں کا اس واسطے کہ اس نوجوان نے عمداً جن سمجھ کر نہیں مارا بلکہ موذی سمجھ کر مارا۔

(۳) فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ تین روز تک آگاہ کرنا ضروری ہے اگر ایک روز میں تین بار نکلے اور تین بار آگاہ کر دے تو کافی نہیں اور آگاہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو روایت کیا ترمذی نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب سانپ مکان میں نکلے تو اس سے کہو کہ ہم تجھ کو نوح علیہ السلام اور سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا عہد یاد دلا کے کہتے ہیں کہ ہم کو ایذا نہ دے اگر اس پر بھی نکلے تو اس کو مار ڈالو اور ایذاؤ کی روایت میں ہے کہ جب تم سانپ کو مکان میں دیکھو اس سے کہو قسم دیتے ہیں ہم تم کو اس عہد کی جو حضرت نوح علیہ السلام سے لیا تھا اور اس عہد کی جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے لیا تھا کہ تم ہم کو ایذا نہ دو اگر پھر نکلے تو اس کو مار ڈالو۔

(۴) فائدہ: یعنی سرکش اور خیرہ سے اس کے مار ڈالنے میں چھ نقصان نہیں۔

باب ما یومر من الکلام فی السفر سفر کی دعا کا بیان

۱۷۷۲ - عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْعَرْرِ وَهُوَ يُرِيدُ السَّفَرَ يَقُولُ بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْحَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ

(۱۷۷۲) مسلم (۱۳۴۲) کتاب الحج: باب ما یقول اذا ركب أبو داود (۲۵۹۹) ترمذی (۳۴۴۷)

سنائی فی "الکبری" (۱۰۳۸۲) أحمد (۱۴۴۱۲) رقم (۶۳۱۱) دارمی (۲۶۷۳)۔

اٰرُو لَنَا الْاَرْضَ وَهَوْنًا عَلَيْنَا السَّفَرَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعَثَاءِ السَّفَرِ وَمِنْ كَاثِبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ -

www.KitaboSunnat.com

امام مالک کو پہنچا (مسلم نے اس کو مستند روایت کیا ہے) کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے سفر کے قصد سے تو فرماتے کہ اللہ کے نام سے سفر کرتا ہوں اے پروردگار! تو ریتی ہے سفر میں اور خلیفہ ہے میرے اہل و عیال میں اے پروردگار! نزدیک کر دے ہم کو زمین جہاں ہم جاتے ہیں اور آسان کر ہم پر سفر اے پروردگار! پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے سفر کی تکلیف سے اور بُرے لوٹنے سے اور بُرے حال سے اہل اور مال کے۔

۱۷۷۳۔ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَزَلَ مِنْ نَزَلٍ مِّنْهُ لَا فَلَيقُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التّٰمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ فَاِنَّهُ لَنْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَوْتَجِعَلَ -

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی منزل میں اترے اور کہے کہ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ جل جلالہ کے پورے کلمات سے (یعنی اس کی صفات کاملہ یا اس کے الفاظ سے) ہر مخلوق کے شر سے تو اس کو کسی چیز سے نقصان نہ ہوگا کوچ کے وقت تک۔

فائدہ: یہ دعا سفر سے خاص نہیں ہے بلکہ ہر ایک جگہ علی الخصوص سونے کے وقت اس کو ضرور پڑھنا چاہیے اسی طرح سفر کو جاتے وقت یا لڑائی کو جاتے وقت پڑھنا اس کا بہتر ہے۔ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا وہ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التّٰمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ کہہ کر یہ دعا پڑھتے: رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ (اے پروردگار اُتار مجھ کو برکت کا اُتارنا اور تو ہے بہتر اُتارنے والا) رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نّٰصِيْرًا۔ اے پروردگار! داخل کر مجھ کو داخل کرنا سچائی کا (مرا د اچھی طرح) اور نکال مجھ کو نکالنا سچائی کا (یعنی اچھی طرح) اور بنا اپنے ہاں سے میرے لیے کوئی زور مددگار) جب حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام کشتی سے اترے تھے تو ان کو پروردگار عالم جل جلالہ نے یہی پہلی دعا سکھائی تھی۔

باب ما جاء في الوحدة في السفر اكيلى سفر کرنے کی ممانعت مرد اور عورت
للرجال والنساء کے واسطے

۱۷۷۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّاِكِبُ

(۱۷۷۳) مسلم (۲۷۰۸) كتاب الذكر والدعاء: باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء، ترمذی (۳۴۳۷) نسائی فی الکبری (۱۰۳۹۴) ابن ماجه (۳۵۴۷) أحمد (۳۷۷/۶) رقم (۲۷۶۶۳) دارمی (۲۶۸۰)۔

(۱۷۷۴) أبو داود (۲۶۰۷) كتاب الجهاد: باب في الرجل يسافر وحده، ترمذی (۱۶۷۴) نسائی فی

الکبری (۸۸۴۹) احمد (۱۸۶/۲) رقم (۶۷۴۸)۔

www.KitaboSunnat.com

شَيْطَانٌ وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَحْبٌ - www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکیلا سفر کرنے والا شیطان ہے اور دو مل کر سفر کرنے والے دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہے۔

فائدہ: (شیطان ہے) یعنی دور ہے بہتری اور سلامتی سے یا مخالف ہے حکم الہی کے۔

فائدہ: (تین جماعت ہیں) کیونکہ تین آدمی جب سفر میں ساتھ ہوتے ہیں تو بڑا آرام ہوتا ہے۔ ایک اسباب کے پاس رہا دوسرا حاجت کو گیا تیسرا کھانے پکانے میں مصروف رہا دوسرا فریق لڑے تو تیسرے نے صلح کرا دی یا ایک بیمار ہو گیا تو ایک نے علاج معالجہ کیا ایک خبر کرنے کو گیا یا کوئی غنیم آ یا تو دو مقابلے کو تیار ہوئے اور تیسرا سز کرنے کو گیا اسی طرح بہت سے فوائد ہیں جو اکیلے سفر کرنے والے کو یاد کو حاصل نہیں ہوتے۔ اکثر علماء نے تباہ سفر کرنا مکروہ رکھا ہے اس حدیث سے بعضوں نے کہا یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا جب کفار کی عداوت کی وجہ سے راہ میں خوف تھا اب اگر امن ہو تو کچھ قباحت نہیں۔

۱۷۷۵- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّيْطَانُ يَهُمُّ بِالْوَاحِدِ وَالْأَثْنَيْنِ فَإِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً لَمْ يَهُمَّ بِهِمْ -

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان قصد کرتا ہے (ضرر پہنچانے کا) ایک اور دو پر جب تین آدمی ہوں تو ان پر قصد نہیں کرتا۔

۱۷۷۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لَامْرَأَةٍ تَوَمِّنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ مِنْهَا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں سفر کرنا ایک دن رات کا مگر اپنے محرم کے ساتھ۔

فائدہ: جیسے باپ بھائی وغیرہ بخاری اور مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں اَوْ زَوْج (یا خاوند) کا لفظ زیادہ کیا ہے اور اسی حکم میں سید (آقا) بھی ہے پس زوجہ کا زوج (خاوند) کے ساتھ اور لوثی کا مولیٰ کے ساتھ سفر کرنا درست ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدت سفر کی ایک دن رات ہے اور بعض حدیثوں سے اس سے کم زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ کے نزدیک سفر کی کوئی مدت مقرر نہیں جس کو لوگ سفر کہیں اس میں احکام سفر جاری ہوں گے نماز کا قصر ہوگا۔ بعضوں کے نزدیک اگر قافلہ بڑا ہو اور معتبر عورتیں ساتھ ہوں تو بغیر محرم کے عورت کو سفر کرنا درست ہے۔

(۱۷۷۵) بیہقی (۲۰۷/۵) بزار (۱۶۹۸)۔

(۱۷۷۶) بخاری (۱۰۸۸) کتاب الجمعة: باب فی کم یقصر الصلاة، مسلم (۱۳۳۹) أبو داود

(۱۷۷۴) ترمذی (۱۱۷۰) ابن ماجہ (۲۸۹۹) أحمد (۲۳۶/۲) رقم (۷۲۲۱)۔

باب ما یومر بہ من العمل فی السفر سفر کے احکام کا بیان

۱۷۷۷۔ عَنْ حَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ يَرْفَعُهُ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى رَفِيقٌ يُحِبُّ الرَّفْقَ وَيَرْضَى بِهِ وَيُعِينُ عَلَيْهِ مَا لَا يُعِينُ عَلَى الْعُنْفِ فَإِذَا رَكِبْتُمْ هَذِهِ الدَّوَابَّ الْعُجْمَ فَانْزِلُوا مَا مَنَّا لَهَا فَإِنْ كَانَتْ الْأَرْضُ حَدْبَةً فَانْجُوا عَلَيْهَا بِبِقِيهَا وَعَلَيْكُمْ بِسِيرِ اللَّيْلِ فَإِنَّ الْأَرْضَ تَطْوَى بِاللَّيْلِ مَا لَا تَطْوَى بِالنَّهَارِ وَإِيَّاكُمْ وَالتَّعْرِيسَ عَلَى الطَّرِيقِ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْحَيَّاتِ۔

حضرت خالد بن معدان سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نرمی کرتا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور مدد کرتا ہے نرمی پر وہ جو نہیں کرتا سختی پر جب تم چڑھو ان بے زبان جانوروں پر تو اتار دو ان کو ان کی منزلوں پر۔ اگر زمین صاف ہو جہاں گھاس نہ ہو تو جلدی سے نکال لے جاؤ تاکہ اس میں گودارے۔ اور لازم کر لو رات کا چلنا کیونکہ رات کے چلنے میں جیسے راہ کھتی ہے ویسی دن کو نہیں کھتی تو رات کو جب اتار دو راستے میں نہ اترو کیونکہ وہاں جانور آتے جاتے ہیں اور سانپ بھی رہا کرتے ہیں۔

فائدہ: (اتار دو ان کو ان کی منزلوں پر) یعنی جو معمولی منزل ہے اس سے زیادہ نہ لے جاؤ اس پر سختی نہ کرو۔ دارقطنی کی روایت میں ہے شیطان کی طرح چڑھے نہ رہو بلکہ منزل پر اتار پڑو۔

فائدہ: (تاکہ اس میں گودارے) کیونکہ اگر ایسی زمین میں دیر تک رہو گے تو وہ جانور بے آب و علف ڈبلا ہو جائے گا اور اس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہے گا۔

فائدہ: (دن کو نہیں کھتی) اس لیے کہ دن کو کھانے پینے کی فکر اور دھوپ کی سختی اور راہ کے تماشوں میں شغل رہتا ہے برخلاف رات کے کہ سوائے چلنے کے اور کسی چیز کا خیال نہیں ہوتا۔

فائدہ: (کیونکہ وہاں جانور آتے جاتے ہیں) یعنی آتے جانے والے مسافر جنگلی جانور آتے جاتے رہتے ہیں کچل جانے کا خوف ہے۔

فائدہ: (اور سانپ بھی رہا کرتے ہیں) رات کو سانپ سڑکوں پر آیا کرتے ہیں چوٹ کرنے کو ڈسنے کو یا مسافروں کا گرا ہوا کھانا کھانے کو۔

۱۷۷۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيَتَّجِلْ إِلَى أَهْلِهِ۔

(۱۷۷۷) سعید بن منصور (۲۶۲۰) ابن ابی شیبہ (۲۵۳۰۱) عبدالرزاق (۹۲۵۱)۔

(۱۷۷۸) بخاری (۱۸۰۴) کتاب الحج: باب السفر قطعة من العذاب، مسلم (۱۹۲۷) ابن ماجہ۔

(۲۸۸۲) أحمد (۲۳۶۱۲) رقم (۷۲۲۴) دارمی (۲۶۷۰)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر بھی ایک قسم کا عذاب ہے۔ روک دیتا ہے آدمی کو کھانے اور پینے اور سونے سے تو جب تم میں سے کوئی اپنے کام کو سفر کرے اور وہ کام پورا ہو جائے تو جلدی اپنے گھر لوٹ آئے۔

فائدہ: (عذاب ہے) یعنی رنج ہے کیونکہ چلنے اور سوار ہونے اور اترنے میں ہمیشہ دقتیں ہوتی ہیں۔ سردی گرمی کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ کھانے پینے کا انتظام اچھے طور سے نہیں ہو سکتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے فائدہ سفر میں رہنا مکروہ ہے اور جلدی لوٹ آنا مستحب ہے۔ کبھی کبھی سفر کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ سفر سے آب و ہوا تبدیل ہوتی ہے جو اکثر امراض سے نجات بخشتی ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا سَافِرُوا وَتَصَحُّوا یعنی سفر کرو تندرست ہو جاؤ گے۔

باب الأمر بالرفق بالمملوك غلام لونڈی کے ساتھ نرمی کرنا

۱۷۷۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يُكْلَفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يَطِيقُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مملوک (غلام لونڈی) کو کپڑا کھانا ملے گا موافق دستور کے اور کام اس سے نہ لیا جائے زیادہ طاقت سے۔

فائدہ: یعنی جو کام اس سے ہو سکے وہ لیا جائے اس کی طاقت سے زیادہ کام لپانا اور بوجھ ڈالنا درست نہیں۔

۱۷۸۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَذْهَبُ إِلَى الْعَوَالِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْتٍ فَإِذَا وَجَدَ عَبْدًا فِي عَمَلٍ لَا يَطِيقُهُ وَضَعَ عَنْهُ مِنْهُ -

امام مالک رضی اللہ عنہ کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہر ہفتے کے روز مدینے کے آس پاس گاؤں میں جایا کرتے تھے جب کسی غلام کو ایسے کام میں مشغول پاتے تھے جو اس کی طاقت سے زیادہ ہوتا تو کم کر دیتے تھے۔

۱۷۸۱۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَصْبَحِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ لَا تُكَلِّفُوا الْأُمَّةَ غَيْرَ ذَاتِ الصَّنْعَةِ الْكُسْبِ فَإِنَّكُمْ مَتَى كَلَفْتُمُوهَا ذَلِكَ كَسَبْتُمْ بِفَرْجِهَا وَلَا تُكَلِّفُوا الصَّغِيرَ الْكُسْبِ فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يَجِدْ سَرَقَ وَعَفْوًا إِذَا أَعْفَكُمُ اللَّهُ وَعَلَيْكُمْ مِنْ

(۱۷۷۹) مسلم (۱۶۶۲) كتاب الأيمان: باب اطعام المملوك، بخاری فی الأدب المفرد (۱۹۲)

أحمد (۲۴۷/۲) رقم (۷۳۵۸) -

(۱۷۸۰) بیہقی فی شعب الإیمان (۸۵۹۰) -

(۱۷۸۱) بیہقی فی شعب الإیمان (۸۵۹۱) وفی السنن الکبری (۸/۸ - ۹) رقم (۱۵۷۸۵) -

الْمَطَاعِمِ بِمَا طَابَ مِنْهَا -

حضرت مالک بن ابی عامر اصحی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا وہ خطبے میں فرماتے تھے کہ جو لوٹڑی کوئی ہنر نہ جانتی ہو اس کو مجبور مت کر کمائی پر کیونکہ جب تم اس کو مجبور کرو گے کمائی پر تو وہ کسب کرے گی اور نابالغ غلام کو کمائی پر مجبور مت کرو کیونکہ وہ جب مجبور ہوگا تو چوری کرے گا اور جب اللہ تمہیں اچھی طرح روزی دیتا ہے تو تم بھی ان کو محنت معاف کرو جیسے اللہ نے تمہیں معاف کی ہے اور لازم کر لو وہ کمائی جو حلال ہے۔

فائدہ: (وہ کسب کرے گی) یعنی خرچی پر جائے گی اور روپیہ حاصل کر کے اپنے مالک کے پاس لائے گی اس لیے کہ وہ کوئی ہنر نہیں جانتی جس کے ذریعے سے کمائے۔

فائدہ: (وہ کمائی جو حلال ہے) یعنی حلال کمائی لوٹڑی غلام سے اگر ہو سکے تو کراؤ۔

باب ما جاء في المملوك وهيبته غلام لوٹڑی کی تربیت اور وضع کا بیان

۱۷۸۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلام جب اپنے مولیٰ (آقا) کی خیر خواہی کرے اور اللہ کی عبادت بھی اچھے طور سے کرے تو اس کو دو ہر اثواب ہوگا۔

فائدہ: کیونکہ اس نے دو حق ادا کیے ایک حق خدا کا جو سب کا مولیٰ ہے دوسرے اپنے مولیٰ کا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو دو فرض ادا کرے وہ ایک فرض کے ادا کرنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

۱۷۸۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّةً كَانَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَأَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْبَةِ الْحَرَائِرِ فَدَخَلَ عَلَى ابْنَتِهِ حَفْصَةَ فَقَالَ أَلَمْ أَرُ جَارِيَةَ أُخِيكَ تَحُوسُ النَّاسَ وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْبَةِ الْحَرَائِرِ وَأَنْكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ -

امام مالک کو پہنچا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک لوٹڑی تھی اس نے آزاد عورتوں کی وضع بنائی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا اور اپنی صاحبزادی ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور کہا میں نے تیرے بھائی کی لوٹڑی کو دیکھا جو آزاد عورتوں کی وضع بنا کر لوگوں میں پھرتی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو برا جانا۔

فائدہ: تاکہ آزاد اور لوٹڑی میں فرق رہے ورنہ لوگ دھوکا کھائیں گے۔

(۱۷۸۲) بخاری (۲۰۴۶) کتاب العتق: باب العبد اذا أحسن عبادة ربه، مسلم (۱۶۶۴) أبو داود

(۵۱۶۹) أحمد (۱۸/۲) رقم (۴۶۷۳) -

(۱۷۸۳) عبدالرزاق (۵۰۶۲) ابن ابی شیبہ (۴۰/۲ - ۴۲) -

باب ما جاء في البيعة

بیعت کا بیان

۱۷۸۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ۔

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے ماننے اور اطاعت کرنے پر تو (شفقت اور رحمت سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جہاں تک تم کو طاقت ہو۔

۱۷۸۵۔ عَنْ أُمِّمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ أَنهَا قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ بَايَعْتُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَقُلْنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقَ وَلَا تَزْنِيَ وَلَا تَقْتُلَ أَوْلَادَنَا وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا وَلَا نَعْصِيكَ فِي مَعْرُوفٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ قَالَتْ فَقُلْنَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا هَلُمَّ تُبَايِعُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَصَافِحُ النِّسَاءَ إِنَّمَا قَوْلِي لِمَاءَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِمَرْأَةٍ وَاحِدَةٍ أَوْ مِثْلَ قَوْلِي لِمَرْأَةٍ وَاحِدَةٍ۔

حضرت اُمیمہ بنت رقیقہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی بہت سی عورتوں میں جو بیعت کرنے کو آئی تھیں دین اسلام پر ان عورتوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتی ہیں اس بات پر کہ شریک نہ کریں گی ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گے اور نہ اپنی اولاد کو ماریں گی اور نہ بہتان باندھیں گی اپنی اپنی طرف سے کسی پر اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریں گی شرع کے کام میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کمال شفقت اور محبت سے) فرمایا جہاں تک تمہاری طاقت یا قدرت ہے وہ عورتیں بولیں یا رسول اللہ! اللہ اور اس کا رسول ہم پر زیادہ شفقت رکھتا ہے خود ہم سے۔ آئیے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ ملائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ میرا کہہ دینا سو عورتوں سے ایسا ہے جیسا کہ ایک عورت سے۔

(۱۷۸۴) مسلم (۱۸۶۷) کتاب الامارة: باب البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع، أبو داود

(۲۹۴۰) ترمذی (۱۰۹۳) نسائی (۴۱۸۷) أحمد (۹/۲) رقم (۴۵۶۵)۔

(۱۷۸۵) ترمذی (۱۰۹۷) کتاب السير: باب ما جاء في بيعة النساء، نسائی (۴۱۸۱) ابن ماجه

(۳۰۴۴) أحمد (۳۵۷/۶) رقم (۲۷۵۴۸)۔

قائدہ: رسول اللہ ﷺ نے اور ان پر آسانی کر دی کہ سب باتوں کی تعمیل ان کی طاقت کے موافق کر دی تاکہ ان کا دل خوش ہو جس آدمی کا دل خوش ہوتا ہے وہ خوب اطاعت کرتا ہے۔

آپ ﷺ باوصف اس تقدس اور پاک نفسی کے غیر محرم عورتوں سے ہاتھ نہیں ملا تھے صرف زہان سے عورتوں کی بیعت کراتے تھے یا ہاتھ لگاتے تھے تو کبیرا ہاتھ پر رکھ لیتے تھے۔ اس زمانے کے جاہل بیروں نے اپنی مریدنیوں کو چھپنے سے منع کر دیا اور ان سے بخوبی ہاتھ ملانے لگے اور دیوث مریدوں نے بھی غیرت کو چھوڑ کر اپنی بیبیوں کو بیروں کے حوالے کر دیا ایسے پیر اور مرید نیاں سب فاسق اور فاجر ہیں خدا ان سے بچائے۔

۱۷۸۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَمَا بَعْدُ لِعَبْدِ اللَّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَأُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ۔

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک بن مروان کو لکھا بیعت نامہ اس مضمون سے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ جل جلالہ کے بندے عبدالملک بن مروان کو جو حاکم ہے مسلمانوں کا سلام ہو تجھ پر میں تعریف کرتا ہوں اس اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور اقرار کرتا ہوں تیری بات سننے اور اطاعت کرنے کا اللہ جل جلالہ کے حکم کے موافق اور اس کے رسول کی سنت کے موافق جہاں تک کہ مجھے قدرت ہے۔

بُری بات چیت کا بیان

باب ما یکرہ من الکلام

۱۷۸۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لِأَخِيهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدَهُمَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔

قائدہ: یعنی جس کو کافر کہا اُروہ فی الحقیقت کافر ہے تو خیر وہی کافر باور نہ یہ کہتے والا کافر ہو گیا۔

۱۷۸۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُولُ

(۱۷۸۶) بخاری (۷۲۷۲) کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة 'بیہقی (۱۴۷/۸) رقم (۱۶۵۶۴)۔

(۱۷۸۷) بخاری (۶۱۰۴) کتاب الأدب: باب من کفر أحاه بغير تاویل فهو کما قال 'مسلم (۶۰) أبو

داود (۴۶۸۷) زمذی (۲۶۳۷) أحمد (۱۱۳/۲) رقم (۵۹۳۳)۔

(۱۷۸۸) مسلم (۲۶۲۳) کتاب البر والصلاة والأداب: باب النهی عن قول هلك الناس 'أبو داود:

(۴۹۸۳) أحمد (۴۶۵/۲) رقم (۱۰۰۰۶)۔

هَلَكَ النَّاسُ فَهَوَّ أَهْلَكُهُمْ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو نے کسی کو یہ کہتے ہوئے کہ لوگ تباہ ہو گئے تو وہ سب سے زیادہ تباہ ہے۔
فائدہ: یعنی اور مسلمانوں کی جو کرے اور اپنے آپ کو اچھا سمجھے وہ خود سب سے بُرا ہے۔

۱۷۸۹ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الدَّهْرُ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے دہر کو بُرا نہ کہے کیونکہ اللہ خود دہر ہے۔

فائدہ: مشرکین کی عادت تھی کہ جب کوئی آفت آتی تو زمانے کو بُرا کہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کیونکہ زمانے سے کچھ نہیں ہوتا جو نعمت یا آفت آتی ہے اللہ کی طرف سے آتی ہے پھر اگر زمانے کی شکایت کی تو گویا اللہ کی شکایت کی۔ دہر کہتے ہیں زمانے کو اس کی گردش سے کچھ نہیں ہوتا جو کچھ خدا کو منظور ہے وہی ہوتا ہے نادان لوگ آسمان اور ستاروں کی گردش کی طرف منسوب کرتے ہیں یہ عقیدہ بالکل شرک ہے۔

۱۷۹۰ - عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ لَقِيَ حَنْزِيرًا بِالطَّرِيقِ فَقَالَ لَهُ انْفُذْ بِسَلَامٍ فَقِيلَ لَهُ تَقُولُ هَذَا لِحَنْزِيرٍ فَقَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَعُوذَ لِلسَّانِي الْمَنْطِقَ بِالسُّوءِ -

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک سوار آ رہا تھا اس نے فرمایا چلا جا سلاستی سے لوگوں نے کہا آپ سوار سے اس طرح فرماتے ہیں (یعنی اس کو دھکارتے نہیں سخت ست نہیں کہتے جیسے کہ لوگوں کی عادت ہے) آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری زبان کو بُری بات چیت کی عادت نہ ہو جائے۔

باب ما يؤمر به من التحفظ في الكلام

بات سمجھ بوجھ کر کہنا

۱۷۹۱ - عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُرْنَبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ يَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُوبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ

(۱۷۸۹) بخاری (۶۱۸۲) کتاب الأدب: باب لا تسبوا الدهر، مسلم (۲۲۴۶) أبو داود (۵۲۷۴)

أحمد (۳۹۴/۲) رقم (۹۱۰۵) -

(۱۷۹۱) ابن سنی (۲۳۱۹) کتاب الرهد: باب في قلة الكلام، ابن ماجه (۳۹۶۹) أحمد (۴۶۹۰۳)

رقم (۱۵۹۵۶) -

إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخِطِ اللَّهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ قَبْلَهُ مَا بَلَغَتْ
يَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا سَخِطَةً إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ -

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی ایک بات کہہ دیتا ہے وہ نہیں جانتا کہ کہاں تک اس کا اثر ہوگا اس کی وجہ سے اللہ اپنی رضامندی قیامت تک اس بندے سے لکھ دیتا ہے اور ایک ایسی بات کہتا ہے جس کو وہ نہیں جانتا کہ کہاں تک اس کا اثر ہوگا اس کی وجہ سے قیامت تک اللہ اپنی ناراضگی اس بندے سے لکھ دیتا ہے۔

۱۷۹۲- عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يُلْقِي لَهَا بِالْأَبْلَاءِ يَهْوَى بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يُلْقِي لَهَا بِالْأَبْلَاءِ يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا فِي الْحَنَةِ -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آدمی بے سمجھے بوجھے ایک بات کہہ دیتا ہے جس سے وہ جہنم میں جاتا ہے اور بن کجے بوجھے ایک بات کہہ دیتا ہے جس سے وہ جنت میں جاتا ہے۔

باب ما يكره من الكلام بغير ذكر الله بے ہودہ گوئی کی مذمت

۱۷۹۳- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَحَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لِسِحْرًا أَوْ قَالَ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لِسِحْرٌ -

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی پورب سے آئے انہوں نے خطبہ پڑھا لوگ سن کر فریفت ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بعض بیان جاود کا اثر رکھتا ہے۔

۱۷۹۴- عَنْ سَلَمَةَ أَنَّ بَنِي عَمِيْسَةَ إِذْ عَمِيْسَةُ كَانَتْ يَقُولُ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَتَقَسَمُوا قُلُوبَكُمْ فَإِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِيَ بَعِيدٌ مِنَ اللَّهِ وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُونَ وَلَا تَنْظُرُونَ فِي ذُنُوبِ النَّاسِ

(۱۷۹۲) بحاری (۶۴۷۸) کتاب الرقاق : باب حفظ اللسان 'مسلم' (۲۹۸۸) ترمذی (۲۳۱۴) ابن

ماجہ (۳۹۷۰) أحمد (۳۳۴۰۲) رقم (۸۳۹۲) -

(۱۷۹۳) بحاری (۵۷۶۷) کتاب الطب : باب ان من البيان لسحرا 'أبو داود' (۵۰۰۷) ترمذی

(۲۰۲۸) أحمد (۱۶۱۲) رقم (۴۶۵۱) -

(۱۷۹۴) ابن ابی شیبہ (۳۱۸۷۰، ۳۴۲۱۹) -

كَانَكُمْ أَرْيَابَ وَأَنْظُرُوا فِي ذُنُوبِكُمْ كَأَنَّكُمْ عَبِيدُ فَإِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلَىٰ وَمُعَافَىٰ فَأَرْحَمُوا أَهْلَ
الْبَلَاءِ وَاحْمَدُوا اللَّهَ عَلَى الْعَافِيَةِ -

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ مت باتیں کرو بے کار سوائے یاد الہی کے کہ
کہیں سخت ہو جائیں دل تمہارے اور سخت دل دور ہے اللہ سے لیکن تم نہیں سمجھتے اور مت دیکھو دوسروں کے گناہ
گو یا تم ہی رب ہو اپنے گناہوں کو دیکھو اپنے تئیں بندو سمجھ کر کیونکہ لوگوں میں سب طرح کے لوگ ہیں بعض بیمار
ہیں بعض اچھے ہیں تو رحم کرو بیماروں پر اور شکر کرو اللہ کا اپنی تندرستی پر۔

فائدہ: یعنی شکر کرو تم کو خدا نے گناہوں سے بچایا اور گناہگاروں کے لیے دعا کرو ان کو نصحت کرو سمجھاؤ۔

۱۷۹۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُرْسِلُ إِلَى بَعْضِ
أَهْلِهَا بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَتَقُولُ أَلَا تُرِيحُونَ الْكُتَابَ -

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں بعد نماز عشاء کے اپنے (گھر کے) لوگوں سے کہلا بھیجتیں اب
بھی آرام نہیں دیتے لکھنے والے فرشتوں کو۔

فائدہ: یعنی اب خاموش ہو کر سو رہو مگر نہ فرصت پائیں۔

غیبت کا بیان

باب ما جاء في الغيبة

۱۷۹۶۔ عَنْ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبِ الْمَخْزُومِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْغَيْبَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ تَذَكُّرَ مِنَ الْمَرْءِ مَا يَكْرَهُ
أَنْ يَسْمَعَ قَالِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ كَانَ حَقًّا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُلْتِ
بِاطِلًا فَذَلِكَ الْبُهْتَانُ -

مطلب بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے غیبت کس کو کہتے ہیں
آپ ﷺ نے فرمایا کسی کا حال ایسا بیان کرے جو اگر وہ سنے تو اس کو برا معلوم ہو وہ بولا یا رسول اللہ! اگر چہ سچ ہو؟
آپ ﷺ نے فرمایا اگر جھوٹ ہو تو وہ بہتان ہے۔

فائدہ: یعنی غیبت تو اسی کو کہتے ہیں کہ سچ سچ کہے پیٹھ پیچھے ہیں برا سنا ہے اگر جھوٹ کہے گا تو معاذ اللہ اور زیادہ
گناہگار ہوگا وہ بہتان ہے۔

(۱۷۹۵) بیہقی فی شعب الإيمان (۴۹۹۱)۔

(۱۷۹۶) مسلم (۲۵۸۹) کتاب البر والصلة: باب تحريم الغيبة، أبو داود (۴۸۷۴) ترمذی (۱۹۳۴)

سنائی فی الکبریٰ (۱۱۵۱۸) أحمد (۲۳۰۷۲) رقم (۷۱۴۶) دارمی (۲۷۱۴)۔

باب ما جاء في ما يخاف من اللسان زبان کے گناہ کا بیان

١٧٩٧- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَقَاهُ اللَّهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَّ الْجَنَّةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تُخْبِرُنَا فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولَى فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ لَا تُخْبِرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ أَيْضًا فَقَالَ الرَّجُلُ لَا تُخْبِرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ أَيْضًا ثُمَّ ذَهَبَ الرَّجُلُ يَقُولُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولَى فَأَسَكَتَهُ رَجُلٌ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَاهُ اللَّهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَّ الْجَنَّةَ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ -

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ بچا دے وہ چیزوں کی برائی سے تو وہ جائے گا جنت میں۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ﷺ ہم کو نہیں بتاتے وہ دو چیزیں کیا ہیں آپ ﷺ چپ ہو رہے پھر آپ ﷺ نے یہی فرمایا وہ شخص وہی بولا (یعنی آپ ﷺ ہم کو نہیں بتاتے) پھر آپ ﷺ نے یہی فرمایا وہ شخص بولا آپ ﷺ ہم کو نہیں بتاتے پھر آپ ﷺ نے یہی فرمایا وہ شخص وہی بولے جاتا تھا اتنے میں ایک دوسرے شخص نے اس کو چپ کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے خود ہی فرمایا جس کو اللہ دو چیزوں کے شر سے بچا دے وہ جنت میں جائے گا ایک وہ جو اس کے دونوں جیزوں کے بیچ میں ہے (زبان) دوسرے وہ جو اس کے دونوں پاؤں کے بیچ میں ہے (شرمگاہ) تین بار آپ ﷺ نے اس کو ارشاد فرمایا۔
تلمیح: یعنی اکثر گناہوں کے باعث یہی دو چیزیں ہوا کرتی ہیں جب ان دونوں کو آدمی روک لے گا تو بحالہ بڑے بڑے گناہوں سے بچ جائے گا۔

١٧٩٨- عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَخَلَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَهُوَ يَجْبُدُ لِسَانَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ هَذَا أَوْزَدَنِي الْمَوَارِدَ -

حضرت اسلم عدوی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اور وہ اپنی

(١٧٩٧) بحاری (٦٤٧٤) كتاب الرقاق : باب حفظ اللسان، ترمذی (٢٤٠٨) أحمد (٣٣٣/٥) ف.

(٢٣٢١١) أحمد (٣٦٢/٥) رقم (٣٤٥٣) -

(١٧٩٨) سنن شيبه (٢٦٤٩١، ٣٢٠٣٢) بيهقي في شعب الإيمان (٤٩٤٧، ٤٩٩٠) -

زبان کھینچ رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھہرو مجھے اللہ تم کو۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اسی نے مجھ کو تباہی میں ڈالا ہے۔

باب ما جاء في مناجات النبي دون واحد دو آدمی ایک کو چھوڑ کر کانا پھوسی اور سرگوشی نہ کریں

۱۷۹۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عَقْبَةَ أَلْتِي بِالسُّوقِ فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ وَلَيْسَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرَ الرَّجُلِ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ فَذَعَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَجُلًا آخَرَ حَتَّى كُنَّا أَرْبَعَةً فَقَالَ نَبِيٌّ وَلِلرَّجُلِ الَّذِي دَعَاهُ اسْتَأْخِرًا شَيْئًا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ -

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں اور عبداللہ بن عمر بن خالد بن عقبہ کے گھر کے پاس تھے جو بازار میں تھا اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کان میں کچھ کہنا چاہا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوائے میرے اور اس شخص کے جوکان میں کہنے کو آیا تھا اور کوئی نہ تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اور شخص کو بلایا اب ہم چار آدمی ہو گئے پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو اور چوتھے شخص کو کہا ذرا ہٹ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دو آدمی ایک کو اکیلا چھوڑ کر کانا پھوسی اور سرگوشی نہ کریں اس سے تیسرے آدمی کو رنج ہوتا ہے۔

۱۸۰۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو دو دل کر کانا پھوسی اور سرگوشی نہ کریں تیسرے کو چھوڑ کر۔

فائدہ: اس واسطے کہ تیسرے آدمی کو رنج ہو گا وہ خیال کرے گا کہ میں مشورے کے لائق نہیں ہوں یا میری کچھ بدن کر رہے ہیں جب اس کے ساتھ ایک اور آدمی ہو گا تو اس کو رنج نہیں ہو گا۔

(۱۷۹۹) بخاری (۶۲۸۸) کتاب الاستئذان : باب لا يتناجى اثنان دون الثالث ، مسلم (۲۱۸۳) أبو داؤد (۴۷۵۲) ابن ماجہ (۳۷۷۶) أحمد (۹/۲) رقم (۲۵۶۴)۔

سچ اور جھوٹ کا بیان

باب ما جاء في الصدق والكذب

۱۸۰۱۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْذِبُ امْرَأَتِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا خَيْرَ فِي الْكُذْبِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعِدْهَا وَأَقُولُ لَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكَ۔

حضرت صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا میں اپنی عورت سے جھوٹ بولوں آپ ﷺ نے فرمایا جھوٹ بولنا اچھا نہیں ہے اور اس میں کچھ بھلائی و خیر نہیں پھر وہ شخص بولا میں اپنی عورت سے وعدہ کروں اور اس سے کہوں میں تیرے لیے یوں کروں گا یہ بنا دوں گا آپ ﷺ نے فرمایا اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

فائدہ: خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے سماناؤ! تم وہ بات یوں کہتے ہو جو تمہیں خدا کے نزدیک یہ امر برا ناگوار ہے کہ تم وہ بات نہ بولو کہ نہیں۔

۱۸۰۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَلَّغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَالْبِرُّ يَهْدِي إِلَى السَّخِيَّةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبُ فَإِنَّ الْكُذْبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَالْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ أَلَا تَرَى أَنَّهُ يُقَالُ صَدَقَ وَبَرَّ وَكَذَبَ وَفَجَرَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے تھے (بخاری مسلم نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے) لازم جانو تم سچ بولنے کو کیونکہ سچ بولنا نیکی کا راستہ بتاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور بچو تم جھوٹ سے کیونکہ جھوٹ برائی کا راستہ بتاتا ہے اور برائی جہنم میں لے جاتی ہے کیا تم نے نہیں سنا لوگ کہتے ہیں فلاں نے سچ بولا نیک ہوا اور جھوٹ بولا بدکار ہوا۔

۱۸۰۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَلَّغَهُ أَنَّهُ قِيلَ لِلْقَمَّانِ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرَى يُرِيدُونَ الْقَضْلَ فَقَالَ لَقَمَّانُ صِدْقٌ الْحَدِيثُ وَأَذَاءُ الْأَمَانَةِ وَتَرْكُ مَا لَا يَعْنِينِي۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت لقمان علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ تم کو کس وجہ سے اتنی بزرگی حاصل ہوئی لقمان نے کہا سچ بولنے سے اور امانت داری سے اور لغو کام چھوڑ دینے سے۔

(۱۸۰۲) بخاری (۶۰۹۴) کتاب الأدب باب قول الله تعالى يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله مسلم (۲۶۰۷) أبو داود (۴۹۸۹) ترمذی (۱۹۷۱) سنن مساجحہ (۴۶) أحمد (۳۸۴۱) رقم (۳۶۳۸) دارمی (۲۷۱۵)۔

(۱۸۰۳) أبو نعیم فی الحلیة (۳۲۸/۶) بیہقی فی الشعب (۴۸۸۹) احمد (۱۷۷/۲)۔

۱۸۰۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَتَنَكَّبُ فِي قَلْبِهِ نَكْتَةً سَوْدَاءَ حَتَّى يَسْوَدَ قَلْبُهُ كُلُّهُ فَيَكْتَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْكَاذِبِينَ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہمیشہ آدمی جھوٹ بولا کرتا ہے پہلے اس کے دل میں ایک نکتہ سیاہ ہوتا ہے پھر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ (اس کا نام) اللہ کے ہاں جھوٹوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔

۱۸۰۵۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّكُونُ الْمُؤْمِنُ خَبَانًا فَقَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيُّكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا فَقَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيُّكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا فَقَالَ لَا۔

حضرت صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر پوچھا کیا مومن بخیل ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے جھوٹ کی بہت برائی معلوم ہوئی۔

باب ما جاء في اضعاء المال مال کو برباد کرنے کا (یعنی اسراف کا بیان) اور

وذی الوجھین (دو غلے) کا بیان

فائدہ: ذی الوجھین دو شخص ہیں جن کے منہ ہوں تین جہاں جاتے وہاں خوشامدی بات کہتے۔ یہ ایسے فتنے سے بڑے (تین دانہ)۔

۱۸۰۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلَاثًا يَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ خَمِيصًا وَأَنْ تَنَاصَحُوا مَنْ وُلَاةَ اللَّهِ أَمْرَكُمْ وَيَسْخَطُ لَكُمْ قِيلٌ وَقَالَ وَإِضَاعَةُ الْمَالِ وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ خوش ہوتا ہے تین باتوں پر اور ناراض ہوتا ہے تین باتوں پر: خوش ہوتا ہے اس سے کہ پوچھو تم اسی کو اور شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی کو اور پکڑے

(۱۸۰۴)۔ ملامد البانی نے اسے "ضعيف الترغيب والترهيب" (۱۷۴۷) میں ذکر فرمایا ہے۔

(۱۸۰۵)۔ ملامد البانی نے اس روایت کو "ضعيف الترغيب والترهيب" (۱۷۵۲) میں نقل فرمایا ہے۔

(۱۸۰۶)۔ مسلم (۱۷۱۵)۔ كتاب الأفضية: باب النهي عن كثرة المسائل. بخارى في الأدب المفرد

(۴۴۲)۔ أحمد (۳۲۷۲)۔ رقم (۸۳۱۶)۔

رہو اللہ کی رسی کو (یعنی قرآن کو) اور نصیحت کرو اپنے حاکم کو (یعنی نیک باتیں اسے بتلاؤ اور بُری باتوں سے بچاؤ) اور ناراض ہوتا ہے بہت باتیں کرنے سے اور مال تلف کرنے سے (یعنی بے جا خرچ کرنے سے) اور بہت سے مانگنے اور سوال کرنے سے۔

فائدہ: یعنی بھیک مانگنے سے یا بہت سوال کرنے سے۔ شرع کی باتوں میں بے ضرورت پوچھنا منع ہے۔

۱۸۰۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهِينِ الَّذِي يَأْتِي هُوَ لَاءٍ بِوَجْهِهِ وَهُوَ لَاءٍ بِوَجْهِهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت بُرا سب آدمیوں میں ذوالوجہین (دوغلا) ہے جو ایک گروہ کے پاس جائے وہاں انہی کی سی بات نہ دے جب دوسرے گروہ میں آئے وہاں اُن کی سی بات کہے۔

باب ما جاء في عذاب العامة بعمل چند آدمیوں کے گناہ کی وجہ سے ساری

الخاصة خلقت كاتاه هونا

۱۸۰۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رُؤِجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْحَبْثُ۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اس وقت بھی تباہ ہوں گے جب ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب گناہ بہت ہونے لگیں۔

۱۸۰۹۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ كَانَ يُقَالُ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِذَنْبِ الْخَاصَّةِ وَلَكِنْ إِذَا عَمِلَ الْمُتَكَبِّرُ جَهَارًا اسْتَحَقَّ الْعُقُوبَةَ كُنْهَمُ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اللہ جل جلالہ کسی خاص شخصوں کے گناہ کے سبب عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا مگر جب گناہ کی بات اعلانیہ کی جائے گی تو سب کے سب عذاب کے لائق ہوں گے۔

(۱۸۰۷) بحاری (۷۱۷۹) کتاب الأحکام: باب ما یکرہ من ثناء السلطان: مسلم (۲۵۲۶) أبو داود

(۴۸۷۲) ترمذی (۲۰۲۵) أحمد (۶۶۰۲) رقم (۹۹۹۸)۔

(۱۸۰۸) بحاری (۳۳۴۶) کتاب أحادیث لأبیان: باب قصة بأحوج وماحوج: مسلم (۲۸۸۰)

ترمذی (۲۰۸۷) سنن فی التکبیر (۱۱۳۱۱) ابن ماجہ (۳۹۵۳) أحمد (۴۲۸۰۶) رقم

(۲۷۹۵۸)۔

فائدہ: چونکہ کہتے ہیں وہ تو کتاہ کی وجہ سے اور جو نہیں کرتے وہ اس وجہ سے کہ منع نہیں کرتے اور وہ نہیں مانتے تو وہ اس ملک سے چلے نہیں جاتے ہجرت نہیں کرتے وہیں رہتے ہیں۔

باب ما جاء في التقى' اللہ سے ڈرنے کا بیان

۱۸۱۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَخَرَجْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ خَائِطًا فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ وَيَبْنِي وَيَبْنِيهِ جِدَارًا وَهُوَ فِي جَوْفِ الْخَائِطِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بَخٍ بَخٍ وَاللَّهِ لَتَتَقِينَ اللَّهَ أَوْ لِيُعَذِّبَنَّكَ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اور آپ ایک باغ میں تھے اور میرے ان کے درمیان ایک دیوار تھی۔ آپ فرماتے تھے واہ واہ اے خطاب کے بیٹے! اور اللہ سے نہیں تو اللہ عذاب کرے گا تجھ کو۔

۱۸۱۱۔ عَنْ مَالِكٍ وَبَلْعَنِي أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَقُولُ أَذْرَسْتُ النَّاسَ وَمَا يَعْبُحُونَ بِالْقَوْلِ -

حضرت قاسم بن محمد کہتے تھے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ باتوں پر فریفتہ نہیں ہوتے تھے۔

باب القول اذا سمعت الرعد بادل گرجنے کے وقت کیا کہنا چاہیے

۱۸۱۲۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ تَرَكَ الْحَدِيثَ وَقَالَ سُبْحَانَ الَّذِي يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ ثُمَّ يَقُولُ إِنَّ هَذَا لَوَعِيدٌ لَأَهْلِ الْأَرْضِ شَدِيدٌ -

حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیر جب گرج کی آواز سنتے تو بات کرنا چھوڑ دیتے اور کہتے کہ پاک ہے وہ ذات جس کی پاکی بیان کرتا ہے رعد (ایک فرشتہ ہے جو مقرر ہے ابر پر اس کی آواز ہے جو گرج معلوم ہوتی ہے) اور بیان کرتے ہیں فرشتے پاکی اس کی اس کے ڈر سے پھر کہتے تھے کہ یہ آواز زمین کے رہنے والوں کے واسطے سخت وعید ہے۔

فائدہ: امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ان حماس بنی یزید سے کہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بنی رعد (سحاب گرج) کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رعد ایک فرشتہ ہے جو مقرر ہے ابر پر اس کے ہاتھ میں ایک کوزا ہے آگ کا اس سے نکلتا ہے ابر کو جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے انہوں نے کہا یہ آواز کا ہے کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آواز ان فرشتے بنی یہودی کہتے تھے کہ آپ نے (ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا)۔

(۱۸۱۱) بیہقی فی شعب الإیمان (۵۰۴۶)۔

(۱۸۱۲) بحاری فی الأدب المفرد (۷۲۳) ابن ابی شیبہ (۲۹۲۰۵) بیہقی فی السنن الکبریٰ

(۳۶۲:۳)۔

باب ما جاء في تركة النبي ﷺ رسول الله ﷺ کے ترکے کا بیان

۱۸۱۳۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ أَرْوَاحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوْفِّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرْدُنَ أَنْ يَبْعَثَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَيَسْأَلَنَّهُ مِيرَاثَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیبیوں نے بعد آپ کی وفات کے چاہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں اور اپنا ترکہ طلب کریں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

فائدہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا وارث نہیں ہوتا اس حدیث کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں سے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہی ہوتے نہیں نے آپ ﷺ کا ترکہ آپ ﷺ کے وارثوں کو دیا۔

۱۸۱۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَّقِسِمُ وَرَثَتِي ذُنَابِيرًا مَا تَرَكْتُ نَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَثْوَى عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد میرے وارث ترکے کو تقسیم نہ کریں گے جو میں چھوڑ جاؤں اپنی بیبیوں کی خوراک کے بعد اور عامل کے خرچ کے بعد وہ سب صدقہ ہے۔

فائدہ۔ ان بیبیوں کا خرچ ان کے پاس سے تھا۔ یوں ان کو وراثت نہیں۔ ماں سے مراد خلیفہ یعنی امیر اعلیٰ ہے جو ان خرچ نقد و سنت کے لئے یہ باتیں اس مال میں سمجھ کرے۔

باب ما جاء في صفة جهنم

۱۸۱۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُ نَبِيِّ آدَمَ الَّتِي يَوْقِدُونَ

(۱۸۱۳) بحاری (۶۷۳۰) کتاب الفرائض : باب قول النبي لا نورث ما تركنا صدقة مسلم (۱۷۵۸)

أبو داود (۲۹۷۶) نسائی فی الکبری (۶۳۱۱) أحمد (۲۶۲۰۶) رقم (۲۶۷۹۰)۔

(۱۸۱۴) بحاری (۶۷۲۹) کتاب الفرائض : باب قول النبي لا نورث ما تركنا صدقة مسلم (۱۷۶۰)

أبو داود (۲۹۷۴) أحمد (۲۴۲۰۲) رقم (۷۳۰۱)۔

(۱۸۱۵) بحاری (۳۲۶۵) کتاب بدء الخلق : باب صفة النار وأنها مخلوقة مسلم (۲۸۴۳) ترمذی،

(۲۵۸۹) أحمد (۲۴۴۰۲ - ۳۱۳) رقم (۸۱۱۱۰۷۳۲۳) دارمی (۲۸۴۷)۔

﴿مَوْطَا اِمَامِ مَالِكٍ﴾

جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ كَمَا لَتْ لِكَافِيَةٍ قَالَ إِنَّهَا فَضِّلَتْ عَلَيْهَا بِسَبْعَةِ وَسْتِينَ جُزْءًا -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمیوں کی آگ جس کو وہ سلگاتے ہیں ایک جزے سے ستر جزوں میں سے جہنم کی آگ کا (یعنی جہنم کی آگ میں اس آگ سے انہتر (۶۹) حصے زیادہ جلن اور تیزی ہے) لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی آگ دنیا کی کافی تھی (جلانے کو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آگ اس آگ سے انہتر حصے زیادہ ہے۔

۱۸۱۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ أَرَوْنَهَا حَمْرَاءَ كَنَارِكُمْ هَذِهِ لَهَا أُسُودٌ مِنَ الْقَارِ وَالْقَارُ الرَّفْتُ -
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم جہنم کی آگ کو سرخ سمجھتے ہو جیسے دنیا کی آگ وہ قار سے بھی زیادہ سیاہ اور قار زفت کو کہتے ہیں۔

فائدہ: قاریب: یعنی سیاہ جو کشتیوں و گاڑیوں کے لہجے میں آتا ہے جیسے تاروں۔

باب الترغيب في الصدقة صدقے کی فضیلت کا بیان

۱۸۱۷۔ عَنْ أَبِي الْحَبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا طَيِّبًا كَانَ إِنَّمَا يَضَعُهَا فِي كَفِّ الرَّحْمَنِ يُرَبِّهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدَكُمْ فَلَوْهَ أَوْ فَصِيلُهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ -

حضرت سعید بن یسار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص حلال مال سے صدقہ دے اور اللہ جل جلالہ نہیں قبول کرتا مگر مال حلال کو تو وہ اس صدقے کو اللہ جل جلالہ کی ہتھیلی میں رکھتا ہے اور پروردگار اس کو پرورش کرتا ہے جیسے کوئی تم میں سے پالتا ہے اپنے بچھیرے کو یا اونٹ کے بچے کو یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

۱۸۱۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَا لَا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُ حَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

(۱۸۱۶) بغوی (۴۴۰۰) ترمذی (۲۵۹۱) ابن ماجہ (۴۳۲۰)۔

(۱۸۱۷) بخاری (۱۴۱۰) کتاب الزکاة: باب الصدقة من كسب طيب، مسلم (۱۰۱۴) ترمذی

(۶۶۱) نسائی (۲۵۲۵) ابن ماجہ (۱۸۴۲) أحمد (۳۳۱/۲) دارمی (۱۶۷۵)۔

(۱۸۱۸) بخاری (۱۴۶۱) کتاب الزکاة: باب الزکاة علی الأفراب، مسلم (۹۹۸) أبو داود (۱۶۸۹)

ترمذی (۶۹۹۷) نسائی (۳۶۰۲) أحمد (۱۴۱/۳) رقم (۱۲۴۶۵) دارمی (۱۶۵۵)۔

وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٌ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا أُنزِلَتْ هَذِهِ آيَةٌ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنْ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَىٰ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بَرَّهَا وَدُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ فَضَعُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ شِئْتُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخِ ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهِ وَإِنِّي أَرَىٰ أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَفَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سب انصار سے زیادہ مدینے میں مال رکھتے تھے یعنی بھور کے درخت سب سے زیادہ ان کے پاس تھے اور سب مالوں میں ان کو ایک باغ بہت پسند تھا جس کو بیرحاء کہتے تھے اور وہ مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس میں جایا کرتے تھے اور وہاں کاپانی جو بہت اچھا تھا پیرا کرتے تھے جب یہ آیت اتری ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ یعنی تم تکلی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ تم خرچ نہ کرو گے اس مال میں سے جس کو تم چاہتے ہو۔ تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ اور مجھے اپنے سب مالوں میں بیرحاء پسند ہے وہ صدقہ ہے اللہ کی راہ میں۔ میں اللہ سے اس کی بہتری اور جزاء چاہتا ہوں اور وہ میرا ذخیرہ ہے اللہ کے پاس آپ نے فرمایا۔ واہ واہ یہ مال تو بڑا اجر لانے والا ہے یا بڑے نفع والا ہے اور میں سن چکا ہوں جو تم نے اس مال کے بارے میں کہا ہے میرے نزدیک تم اس مال کو اپنے عزیزوں میں بانٹ دو۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! بانٹ دوں۔ پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو تقسیم کر دیا اپنے عزیزوں اور چچا کے بیٹوں میں۔

۱۸۱۹۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْطُوا السَّائِلَ وَإِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ -

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو سائل کو اگر چہ آئے وہ

گھوڑے پر۔

فائدہ: اس حدیث میں اختلاف ہے۔ میں قزوینی نے کہا مضمون ہے ﴿كَمَا حَكَاَهُ السُّؤْكَانِيُّ فِي الْفَوَائِدِ الْمَحْمُوعَةِ﴾ ان مہذب نے کہا اس باب میں کوئی سند جس کے ساتھ کوئی احتیاج (حجت) درست ہو۔ مہم میں نہیں

(۱۸۱۹) أبو داود (۱۶۶۵) كتاب الزكاة: باب حق السائل أحمد (۲۰۱: ۱) رقم (۱۷۳۰) أبو داود

(۱۶۶۶)۔

تے اور ابن عدی نے اس حدیث کو بطریق عبد اللہ بن زید موصول روایت کیا ہے لیکن عبد اللہ ضعیف ہے۔ اس حدیث کا ایک شاہد ہے جس کو احمد اور ابو داؤد اور قاسم اصغی نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے "سائل کا حق ہے اگرچہ آنے گھوڑے پر" اس کی سند کو عراقی وغیرہ نے جید کہا ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ کوئی نہیں ہے اور سیوطی وغیرہ نے اس کو حسن کہا ہے بالجمہ اس کا کوئی طریق علت سے خالی نہیں معلوم ہوتا ہے اور جس نے سن کہا ہے اس نے بوجہ تعدد طرق و اقتصاد بالمرسل کے حسن کہا ہے مگر ہر تعدد طرق و اقتصاد بالمرسل موجب حسن نہیں ہوتا ہے كَمَا تَقَرَّرَ فِي اَصُوْلِ الْحَدِيْثِ فَلَا بُدَّ مِنَ الْبَحْثِ فِيْهِ (جیسا کہ اصول حدیث میں ثابت ہوا ہے تو اس میں بحث لازمی ہے)۔

۱۸۲۰۔ عَنْ حَوَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ لَا تَخْفَوْنَ اِذَا كُنْتُمْ اَنْ تَهْدِي لِحَارِثَتِهَا وَلَوْ كَرَا عَ شَاةٌ مُّحْرَفًا۔

حضرت حواہ بنت یزید بن سکن سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے مسلمان عورتو! نہ حقیر کرے کوئی تم میں سے کسی ہمسا کی اپنی کو اگرچہ وہ ایک کھر بھیجے بکری کا جلا ہوا۔

۱۸۲۱۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مِسْكِيْنَا سَأَلَهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ وَكَيْسَ فِي بَيْتِهَا اِلَّا رَغِيْفٌ فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ لَهَا اَعْطِيْهِ اِيَّاهُ فَقَالَتْ لَيْسَ لَكَ مَا تُفْطِرِيْنَ عَلَيْهِ فَقَالَتْ اَعْطِيْهِ اِيَّاهُ قَالَتْ فَفَعَلْتُ قَالَتْ فَلَمَّا اُمْسِيْنَا اَهْدِي لَنَا اَهْلُ بَيْتٍ اَوْ اِنْسَانًا مَا كَانَ يُهْدِي لَنَا شَاةً وَكَفَفْنَا فِدْعَتِيْ عَائِشَةَ اَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَتْ سَكَلِيْ مِنْ هَذَا هَذَا خَيْرٌ مِنْ قُرْصِكَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک فقیر آیا یا مانگتا ہوا اور آپ روزہ دار تھیں اور گھر میں کچھ نہ تھا سوائے ایک روٹی کے۔ آپ نے کہا اپنی لونڈی سے کہ یہ روٹی فقیر کو دے دے وہ بولی آپ کے افطار کے لیے کچھ نہیں ہے۔ آپ نے کہا دے دے لونڈی نے وہ روٹی فقیر کے حوالے کر دی شام کو ایک گھر میں سے حصہ آیا بکری کا گوشت پکا ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لونڈی کو بلا کر کہا کھایا تیری روٹی سے بہتر ہے۔

۱۸۲۲۔ عَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ مِسْكِيْنَا اسْتَطَعَمَ عَائِشَةَ اَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَيْنَ يَدَيْهَا عَنَبٌ فَقَالَتْ لِاِنْسَانٍ خَذْ حَبَةً فَاَعْطِهَا اِيَّاهَا فَجَعَلَ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَيَعْجَبُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَتَعْجَبُ كُمْ تَرَى فِي

(۱۸۲۰) بخاری فی الأدب المفرد (۱۲۲) أحمد (۶۴/۴) رقم (۱۶۷۲۸) دارمی (۱۶۷۲) مسلم

(۱۰۳۰) ترمذی (۲۱۳۰) أحمد (۲۶۴/۲) رقم (۷۰۸۱)۔

(۱۸۲۱) بیہقی فی شعب الإيمان (۳۴۸۲) علامہ البانی نے اس روایت کو "ضعیف الترغیب والترہیب" (۵۱۴) میں درج کیا ہے۔

(۱۸۲۲) بیہقی فی شعب الإيمان (۳۴۶۶) علامہ البانی نے اس روایت کو "ضعیف الترغیب والترہیب" (۵۱۵) میں ذکر فرمایا ہے۔

هَذِهِ الْحَبَّةُ مِنْ مِقْوَالِ ذَرَّةٍ -

امام مالک نے کہا کہ ایک مسکین نے سوال کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ان کے سامنے انکو رکھے تھے انہوں نے ایک آدمی سے کہا ایک دانہ انکو رکھا کر اس کو دے دے وہ شخص تعجب سے دیکھنے لگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایک دانہ کئی ذروں کے برابر ہے (اور ایک ذرے کا ثواب بھی ضائع نہ ہوگا)۔

باب ما جاء في التعفف عن المسألة سوال سے بچنے کا بیان

۱۸۲۳۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ ثُمَّ قَالَ مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أُدْخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَغْفِرْ يُعْفِهِ اللَّهُ وَمَنْ يَسْتَعْنِ يُعْهِ اللَّهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصْبِرْهُ اللَّهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ -

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا پھر انہوں نے سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دیا۔ یہاں تک کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تمام ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جہاں تک مال ہوگا میں تم سے دریغ نہ کروں گا لیکن جو سوال سے بچے گا تو اللہ جل جلالہ بھی اس کو بچائے گا اور جو تمت کر کے اپنی تو گمری ظاہر کرے گا تو اللہ جل جلالہ اس کو غنی کر دے گا اور جو صبر کرے گا اللہ جل جلالہ اس کو صبر کی توفیق دے گا اور کوئی نعمت جو لوگوں کو دی گئی ہے صبر سے زیادہ بہتر اور کشادہ نہیں ہے۔

۱۸۲۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ اس وقت منبر پر ذکر کرتے صدقے کا اور سوال سے بچنے کا اور پر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے اور پر والا خرچ کرنے والا ہے

(۱۸۲۳) بخاری (۱۵۶۹) کتاب الزکاة: باب الاستغفار عن المسألة، مسلم (۱۰۵۳) أبو داود (۱۶۴۴) ترمذی (۲۰۲۴) نسائی (۲۵۸۸) أحمد (۹۳/۳ - ۹۴) رقم (۱۱۹۱۲) دارمی (۱۱۹۱۳) (۱۶۴۶)۔

(۱۸۲۴) بخاری (۱۴۲۹) کتاب الزکاة: باب لا صدقة الا عن ظهر غنى، مسلم (۱۰۳۳) أبو داود (۱۶۴۸) نسائی (۲۵۳۳) أحمد (۶۷/۲) رقم (۵۳۴۴) دارمی (۱۶۵۲)۔

اور نیچے والا مانگنے والا ہے۔

۱۸۲۵۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرْسِلَ إِلَى غُمَيْرِ بْنِ الْخَطَّابِ بِعَطَاءٍ فَرَدَّهُ غُمَيْرٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ رَدَدْتَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ حَيْمَرًا لَا أَحَدَنَا أَنْ لَا يَأْخُذَ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذَلِكَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقِي يَرْزُقُكَهُ اللَّهُ فَقَالَ غُمَيْرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَأْتِينِي شَيْءٌ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ إِلَّا أَحَدْتُهُ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مال بھیجا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پھیر دیا۔ پوچھا تم نے کیوں پھیر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہتر وہ شخص ہے جو کسی سے کچھ نہ لے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ مانگ کر کچھ نہ لے اور جو بن مانگے آئے وہ اللہ کا دیا ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اب کسی سے کچھ نہ مانگوں گا اور جو بن مانگے میرے پاس آئے گا اس کو لے لوں گا۔

۱۸۲۶۔ سَنَّ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَحْتَطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا أُعْطَاهُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَيَسْأَلُهُ أُعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایک تم میں سے اپنی رسی میں لکڑی کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لادے تو وہ بہتر ہے اس سے کہ وہ ایسے شخص کے پاس آئے جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور اس سے مانگے وہ دے یا نہ دے۔

فائدہ: یعنی محنت مزدوری کر کے کھانا سوال سے بہتر ہے اس میں پیٹھ دلت کش، رسواں بڑی شرم کی بات ہے۔

۱۸۲۷۔ عَنِ رَجُلٍ مِنْ بَنِي أُسْدٍ أَنَّهُ قَالَ نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَيْعِ الْعُرْقِدِ فَقَالَ لِي أَهْلِي اذْهَبْ إِلَى

(۱۸۲۵) بخاری (۱۴۷۳) کتاب الزکاة . باب من أعطاه الله شيئا من غير مسألة . مسلم (۴۵) (۱) . أبو

داود (۱۶۴۷) نسائی (۶۲۲۰۸) أحمد (۲۱/۱) رقم (۱۳۶) دارمی (۱۶۴۷)۔

(۱۸۲۶) بخاری (۱۴۷۰) کتاب الزکاة : باب الاستعفاف عن المسألة . مسلم (۴۲) . ترمذی

(۶۸۰) نسائی (۲۵۸۹) أحمد (۲۴۳/۲) رقم (۷۳۱۵)۔

(۱۸۲۷) أبو داود (۱۶۲۷) کتاب الزکاة : باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى . نسائی (۲۵۹۶)

أحمد (۳۶۶) رقم (۱۶۵۲۵)۔

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْأَلُهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ وَجَعَلُوا يَذْكُرُونَ مِنْ حَاجَتِهِمْ فَذَهَبَتْ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا أُجِدُ مَا أُعْطِيكَ فَتَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُولُ لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي
مَنْ سِئْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أُجِدُ مَا أُعْطِيهِ مَنْ سَأَلَ
مِنْكُمْ وَلَهُ أُوقِيَةٌ أَوْ عَدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافًا قَالَ الْأَسَدِيُّ فَقُلْتُ لِلْفَعْحَةِ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَةٍ قَالَ
مَالِكٌ وَالْأُوقِيَةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا قَالَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ فَقَدِمَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ بِشَعِيرٍ وَزَبِيبٍ فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتَّى أَغْنَانَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ -

ایک شخص سے روایت ہے جو بنی اسد میں سے تھا کہ میں اور میرے گھر کے لوگ بقیع الغرقہ (مدینہ منورہ کے مقبرہ کا نام ہے) میں اترے۔ میری بی بی نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس جا اور کھانے کے لیے آپ ﷺ سے کچھ مانگ اور اپنی محتاجی بیان کر۔ تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور دیکھا کہ ایک شخص آپ ﷺ سے سوال کر رہا ہے اور آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے پاس نہیں ہے جو میں تجھ کو دوں وہ شخص غصے میں پیٹھ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تھا قسم اپنی عمر کی تم اسی کو دیتے ہو جس کو چاہتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو وہ غصے ہوتا ہے اس بات پر کہ میرے پاس نہیں ہے جو میں اس کو دوں جو شخص تم میں سے سوال کرے اور اس کے پاس چالیس درہم ہوں یا اتنا مال ہو تو اس نے لپٹ کر سوال کیا۔ میں نے کہا ایک اونٹ ہم کو بہتر ہے چالیس درہم سے۔ پھر میں لوٹ آیا اور میں نے آنحضرت ﷺ سے کچھ سوال نہیں کیا بعد اس کے رسول اللہ ﷺ کے پاس جو اور خشک انگور آئے آپ نے ہم کو بھی اس میں سے حصہ دیا یہاں تک کہ اللہ نے غمی کر دیا ہم کو۔

فائدہ: (تو اس نے لپٹ کر سوال کیا) یعنی مسئول کو تنگ کر دیا ایسا سوال منع ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کے پاس چالیس درہم کی مقدار نقد ہو یا تنس تو سوال جائز نہیں۔ ترمذی کی حدیث میں بیس درہم ہیں۔

۱۸۲۸۔ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ عَبْدٌ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ -

حضرت علاء بن عبد الرحمن کہتے کہ صدقہ دینے سے کسی مال میں کمی و نقصان نہیں ہوا اور جو بندہ معاف کرتا رہتا ہے اس کی عزت زیادہ ہوتی ہے اور جو تواضع کرتا ہے اس کا رتبہ اور بلند کر دیتا ہے۔

(۱۸۲۸) مسلم (۲۵۸۸) کتاب البر والصلة والآداب: باب استحباب العفو والتواضع ترمذی

(۲۰۲۹) أحمد (۲۳۵/۲) رقم (۷۲۰۵) دارمی (۱۶۷۶) -

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم نہیں یہ حدیث مرفوع ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یا نہیں۔
 فائدہ: مسلم اور ترمذی نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے علاء بن عبد الرحمن سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

باب ما یکرہ من الصدقة جو صدقہ مکروہ ہے اس کا بیان

۱۸۲۹- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِأَلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ -

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درست نہیں ہے صدقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو کیونکہ یہ میل ہے لوگوں کا۔

فائدہ: (آل محمد کو) یعنی نبی ہاشم کو اور بعضوں نے کہا نبی مطلب کو بھی۔ مگر اس صدقہ سے زکوٰۃ اور نفل صدقہ مسائلت کے واسطے درست ہے۔

۱۸۳۰- عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ سَأَلَهُ إِبِلًا مِنَ الصَّدَقَةِ فَعَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عُرِفَ الْعَضْبُ فِي وَجْهِهِ وَكَانَ مِمَّا يُعْرَفُ بِهِ الْعَضْبُ فِي وَجْهِهِ أَنْ تَحَمَّرَ عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ أَلِيَّيَ مَا لَا يَصْلُحُ لِي وَلَا لَهُ فَإِنْ مَنَعْتَهُ كَرِهْتَ الْمَنَعَ وَإِنْ أُعْطِيَتْهُ أُعْطِيَتْهُ مَا لَا يَصْلُحُ لِي وَلَا لَهُ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا أَسْأَلُكَ مِنْهَا شَيْئًا أَبَدًا -

حضرت ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عامل کیا نبی عبد اشہل میں سے صدقہ لینے پر۔ جب لوٹ کر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صدقہ کا اونٹ مانگا (اپنی اجرت کے سوا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصے ہوئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر غصہ معلوم ہوا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصے کی نشانی یہ تھی کہ آنکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرخ ہو جاتیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض آدمی مانگتا ہے مجھ سے جو لائق نہیں دینا اس کو نہ مجھ کو اگر میں نہ دوں تو مجھے بھی برا معلوم ہوتا ہے (کیونکہ سخاوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت خلقی تھی) اور جو دے دوں تو وہ چیز دیتا ہوں جو اس کو دینی درست نہیں۔ وہ شخص بولا یا رسول اللہ اب میں کوئی چیز اس

(۱۸۲۹) مسلم (۱۰۷۲۲) کتاب الزکاة باب ترک استعمال آل الصبی علی الصدقة ابو داؤد (۲۹۹۵)

سنائی (۲۶۰۹) احمد (۱۶۶۴) رفو (۱۷۶۵۹)

میں کی آپ ﷺ سے نہ مانگوں گا۔

۱۸۳۱۔ عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَرْقَمِ أَدْلَنِي عَلَى بَعِيرٍ مِنَ الْمَطَايَا اسْتَحْمَلَ عَلَيْهِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْتُ نَعَمْ حَمَلًا مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَرْقَمِ أَتَجِبُ أَنْ جُلَا بَادِنَا فِي يَوْمٍ خَارًا غَسَلَ لَكَ مَا تَحْتَ إِزَارِهِ وَرَفَعِيهِ ثُمَّ أَعْطَاكَ فَشَرِبْتَهُ قَالَ فَعَصَيْتُ وَقُلْتُ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ أَتَقُولُ لِي مِثْلَ هَذَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَرْقَمِ إِنَّمَا الصَّدَقَةُ أَوْ جَنَاحُ النَّاسِ يَغْسِلُونَهَا عَنْهُمْ۔

حضرت اسلم عدوی سے عبداللہ بن ارقم نے کہا کہ مجھے ایک اونٹ بتا دے سواری کا میں اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ کر اپنی سواری کے لیے لے لوں گا۔ میں نے کہا اچھا ایک اونٹ ہے صدقہ کا۔ عبداللہ بن ارقم نے کہا تمہیں یہ پسند ہے کہ ایک موٹا شخص گرمی کے دنوں میں اپنی شرمگاہ اور چڑے دھو کر تمہیں وہ پانی دے اور تو اس کو پی لے۔ اسلم کہتے ہیں کہ مجھے غصہ آ گیا اور میں نے کہا کہ اللہ تمہیں بخشے تم مجھ سے ایسی بات کہتے ہو۔ عبداللہ بن ارقم نے کہا کہ صدقہ بھی لوگوں کا میل ہے اور ان کا دھوون ہے۔

باب ما جاء في طلب العلم علم حاصل کرنے کا بیان

۱۸۳۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ أَنْ لُقْمَانَ الْحَكِيمِ أَوْصَى ابْنَهُ فَقَالَ يَا بَنِيَّ جَالِسِ الْعُلَمَاءِ مَوَازِحَهُمْ بِرُكْبَتِكَ فَإِنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْقُلُوبَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي اللَّهُ الْأَرْضَ الْمَيِّتَةَ بِوَيْلِ السَّمَاءِ۔

حضرت لقمان فرماتے تھے اپنے بیٹے سے مرتے وقت (اس بیٹے کا نام شکور تھا یا اسلم) کہ اے بیٹے میرے اچھا کر عالموں کے پاس اور اپنے گھٹنے اُن سے ملا دے کیونکہ اللہ تعالیٰ جلاتا ہے دلوں کو حکمت کے نور سے جیسے جلاتا ہے مری ہوئی زمین کو بارش سے۔

باب ما يتقى من دعوة المظلوم مظلوم کی بددعا سے بچنے کا بیان

۱۸۳۳۔ عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَعْمَلَ عَزْلَى لَهُ يُدْعَى هُنِيًّا عَلَى الْحِمَى فَيَقَالُ يَا هُنَى اِضْمَمِ حَنَاحَكَ عَنِ النَّاسِ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُجَابَةٌ وَأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةَ وَرَبَّ الْغُسَيْمَةِ وَيَأَيُّ وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ وَابْنَ عَوْفٍ فَإِنَّهُمَا إِنْ دَعَا لَكَ بِشَيْئِهِمَا

يَرْجِعَانِ إِلَى الْمَدِينَةِ إِلَى زَرْعٍ وَنَخْلٍ وَإِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةَ وَالْعَنِيمَةَ إِنْ تَهَلَّكَ مَا شِئْتَهُ يَأْتِي بَيْنِيهِ
فَيَقُولُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفْتَارَ كُفُّهُمُ أَنَا لَا أَبَا لَكَ فَالْمَاءُ وَالْكَلْبُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنْ
الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَأَيْمُ اللَّهِ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ إِنَّهَا لَيَبْلُدُهُمْ وَمِيَاهُهُمْ قَاتَلُوا عَلَيْهَا فِي
الْحَاهِلِيَّةِ وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شَيْئًا -

حضرت اسلم عدوی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مولیٰ کو جس کا نام سنی تھا عامل مقرر کیا
پر (جہاں وہ احاطہ ہے جہاں صدقہ کے جانور جمع ہوتے ہیں) اور کہا کہ اے سنی اپنے بازو روک رہ لوگوں سے
(ظلم مت کر) کیونکہ مظلوم کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور جس کے پاس تمیں اونٹ ہیں یا چالیس بکریاں ان کو
جانے سے مت روک اور پجارہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے جانوروں پر رعایت کرنے
سے کیونکہ اگر ان کے جانور تباہ ہو جائیں گے تو وہ اپنے باغات اور کھیتوں میں چلے آئیں گے اور تیس اونٹ والا اور
چالیس والا اگر تباہ ہو جائے گا تو وہ اپنی اولاد کو لے کر میرے پاس آئے گا اور کہے گا اے امیر المؤمنین! اے امیر
المؤمنین! پھر کیا میں ان کو چھوڑ دوں گا (ان کی خبر گیری نہ کروں گا) تیرا باپ نہ ہو (یہ ایک بدعا ہے عرب کے
محاورے میں) پانی اور گھاس دینا آسان ہے مجھ پر سونا چاندی دینے سے قسم اللہ کی وہ جانتے ہیں میں نے ان پر ظلم
کیا حالانکہ وہ ان کی زمین ہے اور انہی کا پانی ہے جس پر لڑے زمانہ جاہلیت میں۔ پھر مسلمان ہوئے اسی زمین
اور پانی پر۔ قسم خدا کی اگر یہ صدقے کے جانور نہ ہوتے جو انہی کے کام میں آتے ہیں خدا کی راہ میں تو میں ان کی
زمین سے ایک بالشت بھر بھی نہ لیتا۔

باب ما جاء في أسماء النبي صلی اللہ علیہ وسلم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کا بیان

١٨٣٤ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَبِيبِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ
أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاجِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُخْشَرُ
النَّاسُ عَلَيَّ قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ -

(١٨٣٣) بخاری (٣٠٥٩) کتاب الجهاد والسير : باب اذا اسلم قوم في دار الحرب ابن ابی شیبہ

(٣٢٩١٤) بیہقی (١٤٦/٦ - ١٤٧) رقم (١١٨٠٩) -

(١٨٣٤) بخاری (٣٥٣٢) کتاب المناقب : باب ما جاء في أسماء الله ؛ مسلم (٢٣٥٤) ترمذی

(٢٨٠٠) نس - فی الکبری (١١٥٩٠) أحمد (٨٠٧٤) بیہقی (١٦٨٥٤) دارمی (٢٧٧٥٧) -

حضرت محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں محمد (بہت سراہا ہوا) احمد (سب مخلوقات سے زیادہ تعریف کے لائق) ماجی (کفر کا مٹانے والا) میرے ہاتھ سے اللہ کفر مٹائے گا اور حاضر سب کا حشر میرے قدم پر ہوگا اور عاقب (خاتم الانبیاء) ﷺ تسلیماً کثیراً کثیراً۔

فائدہ: قدم کے معنوں میں مختلف قول ہیں (۱) میرے سامنے۔ یعنی لوگ قیامت کے دن میرے سامنے اٹھائے اور جمع کئے جائیں گے۔ (۲) میرے زمانہ عہد و دین میں یعنی قیامت و حشر میرے ہی عہد و زمانہ دین میں ہوگا اور میری شریعت قیامت تک رہے گی منسوخ نہ ہوگی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ (۳) میری حاضری و گواہی میں یعنی میری حاضری میں اکٹھے کیے جائیں گے تاکہ میں ان سب پر گواہ و شاہد ہوں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: **وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا** (تاکہ رسول تم پر گواہ ہو)۔ (۴) میرے پیچھے۔ یعنی آپ ﷺ تو ان سے مقدم یعنی آگے آگے ہوں گے اور باقی لوگ پیچھے پیچھے ہوں گے۔ کیونکہ آپ ﷺ ہی کی قبر شریف سب سے پہلے شق ہوگی اور پھر باقی سب کی۔ اور وہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آئیں گے۔ (۵) میرے بعد ہی۔ یعنی قیامت میرے فوراً بعد ہی قائم ہو جائے گی۔ جیسے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”میرا زمانہ نبوت اور قیامت دونوں بالکل اس طرح (قریب قریب) ہیں جس طرح کہ یہ دونوں (انگلیاں)۔ (تنویر الحوالک مصحح)

فائدہ: عاقب کے معنی سب کے بعد آنے والا یعنی سب انبیاء کے بعد مراد خاتم الانبیاء جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے۔ (مصحح)

www.KitaboSunnat.com

تمام ہوئی کتاب الجامع اور تمام ہوا ترجمہ موطا شریف کا اللہ جل جلالہ کے فضل اور انعام سے رمضان کی دسویں تاریخ 1296ھ بروز جمعہ کو (اور تخریج و نظر ثانی کا کام ختم ہوا کبیر ربيع الاول 1427ھ بروز جمعہ کو) خدا یا اپنے کرم اور رحمت سے اس کو قبول فرما اور آخرت میں ذریعہ مغفرت گردان۔ [

علامہ وحید الزمان
حافظ عمران ایوب لاہوری

ترجمہ و نظر ثانی:

المكتبة الرحمانية

www.KitaboSunnat.com

۹۹۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

15711

تذویبی
حدیث کی
پہلی
کتاب

موطاء امام مالک

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ

M^{1/2}



حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون : 042-7321865

موبائل: 0334-4229127

✿ مختلف ادوار میں مختلف کتب حدیث مرتب کی گئیں مگر موطا کو سلسلہ تدوین حدیث میں اولین کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس کتاب کے مرتب امام مالک ہیں جن کا مکمل نام ”مالک بن انس بن عاصم بن مالک“ ہے۔ پہلی مرتبہ ذخیرۂ احادیث کو قطعی انداز میں مرتب کرنے کی سعادت آپ ہی کے حصے میں آئی جو موطا کی صورت میں آج ہمارے ہاتھوں میں ہے۔

✿ موطا کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ امام مالک نے اس میں صرف صحیح احادیث کو ہی نقل کرنے کی سعی جمیل فرمائی ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے اس پر محمد شین کا اتفاق نقل فرمایا ہے۔ اس کی اسی اہمیت کے باعث ہر دور میں اکابر امت نے اپنے اپنے حلقہ ہائے تدوین میں اس سے استفادہ کیا اور مختلف ادوار میں مختلف ذیل اسلامیہ میں اس کی شروحات و تعلیقات بھی تحریر کی گئیں۔

✿ موطا اور اس کی شروحات چونکہ عربی میں تھیں اس لیے اردو دان طبقہ کو اس سے استفادہ کرنے میں مشکلات پیش آئیں تو علامہ وحید الزماں نے شب و روز کی محنت سے نہ صرف اسے اردو قالب میں ڈھالا بلکہ ساتھ ہی ساتھ مختصر حواشی بھی قلمبند فرما دیے۔ گو یہ اپنے وقت کا معرکہ الآراء کام تھا مگر چونکہ روشنی حاصل کرنے کے لیے چراغ میں مسلسل تیل مہیا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ موطا کے اس ترجمہ و حواشی کو بھی جدید تقاضوں سے ہم آہنگ اور احادیث کو جدید اسلوب تخریج سے آراستہ کیا جائے تاکہ تشنگان علم کی تشفی و تسکین کا مزید سامان فراہم ہو سکے۔

الحمد للہ (نعمانی کتب خانہ) علم حدیث کے اس بیش قیمت سرمائے کو اپنے روایتی طباقی معیار کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

✿ موطا کے اس نسخے میں حسب امکان احادیث کی مکمل تخریج کر دی گئی ہے ✿ تخریج کے سلسلہ میں معیاری نمبرنگ کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور جہاں کہیں ضرورت تھی وہاں اس کے ترجمہ و حواشی کو بھی درست کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کوشش کے باعث اردو زبان میں موطا کا یہ نسخہ عصر حاضر میں دیگر تمام موطا کے نسخوں میں ممتاز نظر آتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے ائمہ اسلامیہ کے لیے نافع بنائے۔ (آمین)